قرآن کریم کے بعد صحیح ترین احادیث کی پہلی اردو شرح

# جواہر الایمان

شرح

# اللؤلؤ والمرجان

فیما اتفق علیہ الشیخان (لفؤاد عبد الباقی)

تشریح وتخریج

حافظ عمران ایوب لاہوری

ترجمہ: مولانا محمد داود راز
حافظ عمران ایوب لاہوری

از افادات: حافظ احمد بن حجر العسقلانی
حافظ یحییٰ بن شرف النووی

قرآن کریم کے بعد صحیح ترین احادیث کی پہلی اردو شرح
بخاری و مسلم
سے ماخوذ
قیمتی ہیرے
اور جواہرات
جواہر الایمان
شرح
اللؤلؤ والمرجان

FIQH-UL-HADITH PUBLICATIONS

تفہیم کتاب و سنت کا تحقیقی وطباعتی ادارہ

| | |
|---|---|
| نام کتاب | جواہر الایمان شرح اللؤلؤ والمرجان |
| تشریح وتخریج | حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ |
| ترجمہ | مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ - حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ |
| از افادات | حافظ احمد بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ - حافظ یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ |
| تاریخ اشاعت | جولائی ۲۰۰۹ء |
| ناشر | فقہ الحدیث پبلیکیشنز لاہور پاکستان |
| ڈسٹری بیوٹر | نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور |



FIQH-UL-HADITH PUBLICATIONS
Lahore-Pakistan Mob. 0300-4206199
E-mail: editor@fiqhulhadith.com, Website: www.fiqhulhadith.com

قرآن کریم کے بعد صحیح ترین احادیث کی پہلی اردو شرح

# جواہر الایمان

## شرح

فیما اتفق علیہ الشیخان (للفؤاد عبدالباقی)

تشریح وتخریج

حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

از افادات: حافظ احمد بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ
حافظ یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ

فقہ الحدیث پبلیکیشنز لاہور پاکستان
تفہیم کتاب و سنت کا تحقیقی و طباعتی ادارہ
0300-4206199
FIQHUL HADITH PUBLICATIONS
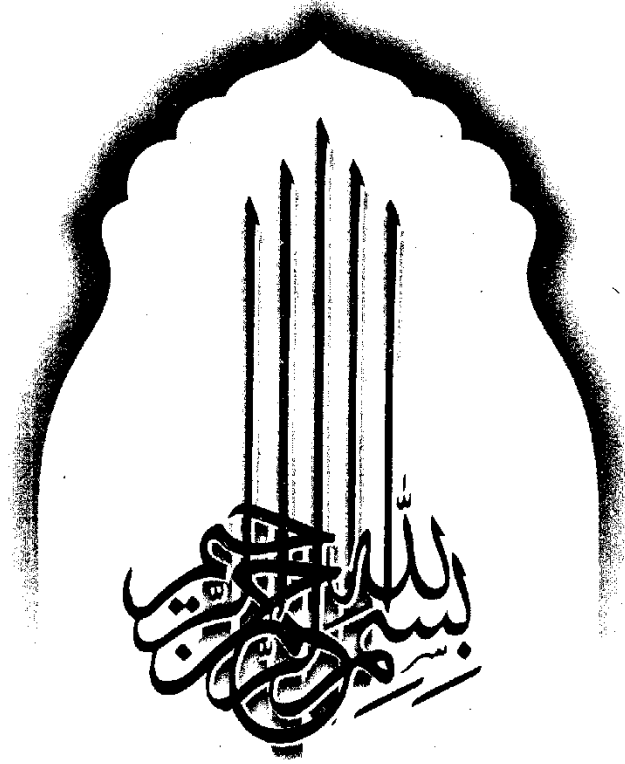
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

# زیرِ نظر کتاب کی قدر و قیمت

اس کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ محدث و امام حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ نے صحیح حدیث کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

- اعلیٰ ترین درجہ کی صحیح حدیث وہ ہے جسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ دونوں نے روایت کیا ہو۔
- پھر اس حدیث کا درجہ ہے جسے صرف بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہو۔
- اس کے بعد وہ حدیث ہے جسے صرف مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہو۔
- پھر وہ حدیث جو بخاری و مسلم رحمہما اللہ دونوں کی شرائط کے مطابق ہو۔
- پھر وہ جو صرف بخاری رحمہ اللہ کی شرائط کے مطابق ہو۔
- پھر وہ جو صرف مسلم رحمہ اللہ کی شرائط کے مطابق ہو۔
- پھر وہ حدیث ہے جو بخاری و مسلم رحمہما اللہ کے علاوہ دوسرے محدثین کے نزدیک صحیح ہو۔[1]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی صحیح ترین حدیث اسی کو کہا ہے جسے امام ابن صلاح رحمہ اللہ نے کہا ہے۔[2]

حافظ عراقی رحمہ اللہ نے بھی فرمایا ہے کہ سب سے صحیح حدیث وہ ہے جسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ دونوں نے روایت کیا ہو اور اسی کو محدثین متفق علیہ (جس پر اتفاق ہے یعنی بخاری و مسلم کا اتفاق) سے تعبیر کرتے ہیں۔[3]

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث اسی کو شمار کیا ہے۔[4]

علاوہ ازیں علامہ سراج الدین[5]، شریف جرجانی[6]، امام صنعانی رحمہم اللہ[7] اور دیگر علماء محدثین بھی اسی کے قائل ہیں کہ اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث وہ ہے جس پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔

معلوم ہوا کہ سب سے صحیح حدیث وہ ہے جو بخاری و مسلم رحمہما اللہ دونوں نے روایت کی ہو اور اس کتاب میں یہی صحیح ترین احادیث ہی یکجا کی گئی ہیں، یوں اس کتاب کی احادیث قرآن کریم کے بعد سب سے صحیح احادیث ہیں۔

---

① [مقدمة ابن الصلاح (ص: ١٠)]
② [النكت على كتاب ابن الصلاح (١/ ٣٦٣)]
③ [شرح التبصرة والتذكرة (ص: ٤٣)]
④ [شرح نخبة الفكر للقاری (ص: ٢٨٨)]
⑤ [المقنع فی علوم الحديث (ص: ٧٥)]
⑥ [المختصر فی اصول الحديث (ص: ١)]
⑦ [توضيح الافكار (١ / ٤٨)]

# زیرِ نظر کتاب کی خصوصیات

اللؤلؤ والمرجان کے اس ایڈیشن کی چند نمایاں خصوصیات حسب ذیل ہیں:

- مولانا داؤد راز رحمہ اللہ کے ترجمہ میں مناسب تبدیلیاں کی گئی ہیں۔
- ترجمہ کے بعض قدیم الفاظ کو جدید قالب میں ڈھالا گیا ہے۔
- تمام احادیث کی تخریج کی گئی ہے۔
- عربی متن میں موجود فرامینِ نبویہ کو ان بریکٹوں (( )) کے ذریعے نمایاں کیا گیا ہے۔
- **لغوی توضیح** کے عنوان کے تحت احادیث کے مشکل الفاظ کی وضاحت کی گئی ہے، جو معتبر کتب لغت (جیسے لسان العرب، النهاية اور القاموس وغیرہ) سے ماخوذ ہے۔
- **فهم الحديث** کے عنوان کے تحت احادیث میں موجود مسائل واحکام اور فوائد ذکر کیے گئے ہیں۔
- شرح کے لیے زیادہ تر فتح الباری اور شرح النووی کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔
- تشریح وتوضیح کے دوران جہاں کہیں آیات واحادیث ذکر کی گئی ہیں ان کی تخریج بھی کی گئی ہے۔
- شرح میں زیادہ تر صحیح بخاری وصحیح مسلم کی احادیث ہی نقل کی گئی ہیں۔
- جہاں کہیں حسب ضرورت صحیحین کے علاوہ دیگر کتب کی احادیث نقل کی گئی ہیں وہاں ان پر شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق صحت وضعف کا حکم بھی لگایا گیا ہے۔
- ہر مقام پر تعصب سے بالاتر ہو کر کسی خاص فقہی مکتبہ فکر کے بجائے محض دین اسلام کی ترجمانی کی گئی ہے۔

اس کوشش کے باوجود اگر قارئین کہیں کوئی سقم یا نقص دیکھیں تو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اسے جلد از جلد دور کیا جاسکے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اہل اسلام کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے۔ (آمین یارب العالمین!)

خادم اسلام

**حافظ عمران ایوب لاہوری**

25 جون 2009ء ، 1 رجب 1430ھ

فون: 0300-4206199

ای میل: hfzimran_ayub@yahoo.com

ویب سائٹ: www.fiqhulhadith.com

# شارح کا مختصر تعارف

| | |
|---|---|
| نام | حافظ عمران ایوب |
| تاریخ پیدائش | 31/01/1979 [لاہور] |

**دینی تعلیم**

| | |
|---|---|
| 1990-92 | حفظ القرآن |
| 1992-93 | تجوید وقراءت، ترجمہ قرآن۔ |
| 1993-99 | درس نظامی + وفاق المدارس [الشهادة العالمية ۔ ممتاز درجہ] |

**عصری تعلیم**

| | |
|---|---|
| 1996 | میٹرک [فرسٹ ڈویژن] |
| 1999 | ایف۔اے [فرسٹ ڈویژن] |
| 2001 | بی۔اے [اے گریڈ، پنجاب یونیورسٹی] |
| 2004 | ایم۔اے [اسلامیات، اے گریڈ، پنجاب یونیورسٹی] |
| 2008 | ایم۔فل [اسلامیات، فرسٹ ڈویژن، پنجاب یونیورسٹی] |

**تدریسی وتحقیقی ذمہ داریاں**

| | |
|---|---|
| 2000-04 | جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ مریدکے، لاہور۔ |
| 2004-05 | دارالاندلس، لاہور۔ |
| 2005-06 | اسلامک ریسرچ کونسل، ماہنامہ محدث، لاہور۔ |
| 2008-09 | النور سائنس اکیڈمی، منصورہ، لاہور۔ |

**تصنیف وتالیف**

30 کے قریب تحقیقی مضامین [القلم، محدث، اعتصام، اخوۃ، الدعوۃ وغیرہ میں شائع ہو چکے ہیں۔]

30 کے قریب کتابیں شائع ہو چکی ہیں [مزید زیر طبع وزیر تالیف ہیں۔]

**دعوتی واصلاحی خدمات**

اشاعتِ اسلام کے لیے گامزن ادارہ فقہ الحدیث پبلیکیشنز کی نظامت۔

دینی وتحقیقی مواد پر مشتمل ویب سائٹ www.fiqhulhadith.com کی ادارت۔

# شارح کی دیگر تالیفات و تراجم

**فقہ الحدیث سیریز**

اس سیریز میں زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق مکمل دینی رہنمائی یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تمام احادیث کی تخریج کی گئی ہے اور ہر حدیث پر شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق لگائی گئی ہے۔

اس سیریز کی ابھی تک 12 کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور باقی زیر تالیف ہیں۔

1. ایمان کی کتاب
2. سنت کی کتاب
3. طہارت کی کتاب
4. نماز کی کتاب
5. زکوۃ کی کتاب
6. روزوں کی کتاب
7. حج و عمرہ کی کتاب
8. جنازے کی کتاب
9. نکاح کی کتاب
10. طلاق کی کتاب
11. اولاد اور والدین کی کتاب
12. دعاؤں کی کتاب

**احادیث ضعیفہ سیریز**

اس سیریز میں معاشرے میں مشہور ضعیف و من گھڑت روایات ائمہ سلف کی تحقیقات کی روشنی میں جمع کی گئی ہیں۔ اس کے پانچ حصے شائع ہو چکے ہیں اور ایک زیر تالیف ہے۔

1. 100 مشہور ضعیف احادیث
2. 200 مشہور ضعیف احادیث
3. 300 مشہور ضعیف احادیث
4. 400 مشہور ضعیف احادیث
5. 500 مشہور ضعیف احادیث
6. 600 مشہور ضعیف احادیث (زیر تالیف)

**تفہیم حدیث سیریز**

اس سیریز میں ذخیرۂ حدیث کی قیمتی کتب کا ترجمہ و تشریح اور تحقیق و تخریج کی گئی ہے۔ اس کی ابھی تک دو کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور مزید کچھ زیر تالیف ہیں۔

1. جواھر الایمان شرح اللؤلؤ والمرجان
2. فقہ الاسلام شرح بلوغ المرام

**متفرق تحقیقی کتب**

درج بالا سیریز کے علاوہ شارح کی چند دیگر تالیفات، تراجم و تحقیقات حسب ذیل ہیں:

1. فقہ الحدیث (تالیف)
2. تفسیر ابن کثیر (تحقیق و تخریج)
3. قصص الانبیاء (ترجمہ، فوائد، تحقیق و تخریج)
4. مؤطا امام مالک (تحقیق و تخریج)
5. فتاوی نکاح و طلاق (ترتیب و تحقیق و تخریج)
6. مشکلات سے نجات کی دعائیں (تالیف)
7. جنت کی کنجیاں (ترجمہ، فوائد و تخریج)
8. پانچ اہم دینی مسائل (تالیف)
9. مسنون عمرہ (تالیف)
10. فتنہ دجال اور اس سے نجات کا راستہ (تالیف)
11. احادیث قدسیہ (فوائد و تخریج)
12. اسلام کا نظام عفت و عصمت (تحقیق و تخریج)

## (مختصر تعارف)

**تالیف** ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری۔ [ولادت: 194ھ (بخارا)، وفات: 256ھ (سمرقند)]

**مکمل نام** الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه ۔ ایک روایت میں یہ نام مذکور ہے الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله ﷺ وسننه وأيامه ۔

**تعداد احادیث** موصول مرفوع روایات کی تعداد مع مکررات 7397 اور مکررات کے بغیر 2602 ہے (جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے' البتہ بین الاقوامی نمبر نگ کے مطابق مکررات سمیت 7563 تعداد ہے۔ امام بخاریؒ نے 6 لاکھ احادیث میں سے 16 سال کے عرصہ میں ان روایات کا انتخاب فرمایا اور انہیں ترتیب دیا)۔

**خصوصیات** ❶ اس کتاب کو حدیث کی صحیح ترین کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ❷ اس کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ ❸ اس کے تراجم ابواب میں امام بخاریؒ نے بہت سارے فقہی مسائل بیان کیے ہیں۔ ❹ یہ جامع کتاب ہے یعنی اس میں تقریباً زندگی کے ہر شعبہ (مثلاً عقائد' احکام' سیر' تفسیر' فتن' مغازی اور مناقب وغیرہ) سے متعلق احادیث یکجا کی گئی ہیں۔

## (مختصر تعارف)

**تالیف** ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری، نیشاپوری۔ [ولادت: 204ھ (نیشاپور)، وفات: 261ھ (نیشاپور)]

**تعداد احادیث** 3033 (محمد فؤاد عبدالباقی کی نمبر نگ کے مطابق) اور مکررات سمیت 7563 (بین الاقوامی نمبر نگ کے مطابق) علاوہ ازیں مکررات کے بغیر 4000 اور مکررات سمیت 7275 بھی تعداد بتائی جاتی ہے۔

**خصوصیات** ❶ اس کتاب کو حدیث کی دوسری صحیح ترین کتاب ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ❷ اس کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ ❸ اس میں قریب المعنی اور ملتی جلتی احادیث کو ایک ہی مقام پر یکجا کیا گیا ہے۔ ❹ نیز ملتی جلتی روایات کے مختلف طرق و اسانید اور ان کے الفاظ کے فرق و اختلاف کو بھی نہایت ترتیب و احتیاط سے بیان کیا گیا ہے۔

# اِنتباہ مِنجانب مُرتّب

- میں نے (اللؤلؤ والمرجان کی ترتیب کے لیے) صحیح مسلم کی ترتیب کو پسند کیا ہے اور اس کی ترتیب صحیح مسلم کے مطابق رکھی ہے۔ تمام ابواب وکتب کے نام اور عنوان بھی صحیح مسلم سے ہی ماخوذ ہیں اور نمبر شمار بھی وہی ہے اور بخاری میں سے حدیث کا وہ متن لیا ہے جو مسلم کے متن سے زیادہ سے زیادہ موافقت ومطابقت رکھتا ہو۔
- میں نے ہر حدیث کو درج کرنے کے بعد بخاری میں اس کا جائے وقوع، کتاب وباب اور نمبر شمار بھی بیان کر دیا ہے۔
- لہٰذا اب آپ کے سامنے ایک ایسی کتاب ہے جس میں وہ تمام احادیث جمع کر دی گئی ہیں جو صحت کے اعتبار سے نہایت اعلیٰ درجہ کی ہیں، ان کی حفاظت کیجئے، انہیں حرزِ جاں بنائیے اور ان پر عمل کیجئے۔

((رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ))

علامہ محمد فواد عبد الباقی

# فہرس

فہرس



## [2] کتاب الطھارۃ
### طہارت کے مسائل



## [3] کتاب الحیض
### حیض کے مسائل

## فہرس



### [4] كتاب الصلاة
### نماز کے مسائل

# فہرست

## فہرست



### [7] كتاب الجمعة
### جمعہ کے مسائل



### [8] كتاب صلاة العيدين
### نماز عیدین کے مسائل



### [9] كتاب صلاة الاستسقاء
### نماز استسقاء کے مسائل

فہرس

## فہرس



### [13] کتاب الصیام
### روزوں کے مسائل

[14] كتاب الاعتكاف
اعتکاف کے مسائل



[15] كتاب الحج
حج کے مسائل

# فہرست

فہرس

## فہرس

## فہرس

## فہرست



### [33] کتاب الامارۃ
### امارت کے مسائل

## [38] کتاب الآداب
### آداب کا بیان



## [39] کتاب السلام
### سلام کے مسائل

# فہرست

# فہرس

## [45] كتاب البر والصلة والآداب
### حسن سلوک، صلہ رحمی اور دوسرے آداب معاشرت



## [46] كتاب القدر
### تقدیر کا بیان



## [47] كتاب العلم
### علم کا بیان



## [48] كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار
### ذکر، دعا، توبہ اور استغفار کا بیان

## فہرس

فہرست



**[53] کتاب الزھد والرقائق**

**زہد اور دل کو نرم کرنے والی باتوں کا بیان**



**[54] کتاب التفسیر**

**تفسیر کا بیان**

## (1) باب تغليظ الكذب على رسول الله

## رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کی سختی کا بیان

١ ۔ حدیث عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((لَا تَكْذِبُوْا عَلَیَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ))۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھ پر جھوٹ نہ باندھو یقیناً جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ آگ میں داخل ہوگا۔

**لغوی توضیح** فَلْيَلِجْ باب وَلَجَ يَلِجُ سے امر غائب کا صیغہ ہے، معنی ہے پس چاہیے کہ وہ داخل ہو۔

٢ ۔ حدیث انَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّهُ لَيَمْنَعُنِیْ اَنْ اُحَدِّثَكُمْ حَدِيْثًا كَثِيْرًا اَنَّ النَّبِیَّ قَالَ ((مَنْ تَعَمَّدَ عَلَیَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بکثرت روایات بیان کرنے سے اس حدیث نے روکا ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ بنالے۔

**لغوی توضیح** فَلْيَتَبَوَّاْ باب تَبَوَّاَ يَتَبَوَّاُ سے امر غائب کا صیغہ ہے، معنی ہے اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ بنالے۔

٣ ۔ حدیث اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: (( وَمَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا 'جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔

٤ ۔ حدیث الْمُغِيْرَةِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَقُوْلُ: (( اِنَّ كَذِبًا عَلَیَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰی اَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مجھ پر جھوٹ بولنا کسی اور پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے (بلکہ) جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

**فهم الحديث** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ پر جھوٹ باندھنا کبیرہ گناہ ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ خبروں کی تحقیق و تفتیش کا حکم دیا کرتے تھے اور خبر دینے والے کی ثقاہت وصداقت کے اہتمام کی ترغیب دلاتے تھے۔ واضح رہے کہ اس

---

١ ۔ البخاری فی: 3 كتاب العلم: 38 باب إثم من كذب على النبی (106) مسلم (1) ترمذی (2660)۔

٢ ۔ البخاری فی: 3 كتاب العلم: 38 باب إثم من كذب على النبی' مسلم (2) ابن ابی شیبة (8/ 759)۔

٣ ۔ البخاری فی: 3 كتاب العلم: 38 باب إثم من كذب على النبی (110) مسلم (3) ابن حبان (28)۔

٤ ۔ البخاری فی: 23 كتاب الجنائز: 34 باب ما يكره من النياحة (1291) مسلم (4) ترمذی (1000)۔

حکم کی اصل بنیاد قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ ہے ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَائَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ [الحجرات: ٦] "اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس فاسق شخص کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو۔" نیز نبی ﷺ نے جہاں خبروں کی تحقیق کی ترغیب دلائی وہاں اس کا سبب بھی یوں بیان کیا کہ عنقریب کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو جھوٹی روایات گھڑ کے ان کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔① لہٰذا ہمیں چاہیے کہ قبولِ حدیث کے سلسلے میں تحقیق کا رویہ اپنائیں، تاکہ ہم صحیح و ثابت فرامینِ نبویہ پر عمل پیرا ہو سکیں اور جھوٹی و من گھڑت روایات سے بچ سکیں۔ یاد رہے کہ معاشرے میں مشہور ضعیف و من گھڑت روایات کی پہچان اور ان کی مکمل تحقیق کے لیے ہماری احادیث ضعیفہ سیریز کی کتب (۱۰۰ مشہور ضعیف احادیث، ۲۰۰ مشہور......) بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہیں، جن میں تقریباً وہ تمام ضعیف و من گھڑت روایات یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو کم علم خطباء و واعظین کے بیان کی وجہ سے لوگوں میں مشہور ہو چکی ہیں۔

## (1) باب الايمان ماهو وبيان خصاله

٥۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قال كان النبيُّ ﷺ بارزًا يومًا لِلنَّاسِ فأتاه رَجلٌ فقال: مَا الْإِيْمَانُ؟ قال: (( الْإِيْمَانُ أَن تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَبِلِقَائِهِ وَبِرُسُلِهِ وتؤمنَ بِالْبَعْثِ)) قَالَ: مَا الْإِسْلَامُ؟ قال: ((الْإِسْلامُ أَنْ تَعْبُدَ اللهَ ولا تشركَ بِهِ وَتقيمَ الصلاةَ وتؤدِّيَ الزكاةَ المفروضةَ وتصومَ رمضانَ)) قَالَ: مَا الْإِحْسانُ؟ قَالَ: (( أَن تعبدَ اللهَ كأنَّكَ تراهُ، فإنْ لَمْ تَكُنْ تراهُ فإنَّهُ يَراكَ)) قَالَ: مَتى السَّاعةُ؟ قَالَ: ((مَا الْمَسْئُولُ عَنها بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وسَأُخبِرُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا إِذَا

## ایمان کی تعریف اور اس کی امتیازی خصوصیات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن آنحضرت ﷺ لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور پوچھنے لگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پاک کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں کے وجود پر اور اس (اللہ) کی ملاقات کے برحق ہونے پر اور اس کے رسولوں کے برحق ہونے پر اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لاؤ۔ پھر اس نے پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے پھر جواب دیا کہ اسلام یہ ہے کہ تم خالص اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ فرض ادا کرو رمضان کے روزے رکھو۔ پھر اس نے احسان کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا احسان یہ کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ درجہ نہ حاصل ہو تو پھر یہ تو سمجھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ پھر اس

٥۔ البخاري في: 2 كتاب الإيمان: 37 باب سؤال جبريل النبي عن الإيمان والإسلام (50) مسلم (9)۔

① [مسلم (7) مقدمة باب النهي عن الرواية عن الضعفاء والاحتياط في تحملها]

وَلَدَتِ الامَةُ رَبَّهَا وَإِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْإِبِلِ البَهْمُ فِي الْبُنْيَانِ ' في خَمْسٍ لا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰه )) ثم تَلا النبيُّ ﷺ ـ ﴿ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ﴾ ـ الآية [لقمان : ٣٤] : ثُمَّ أَدْبَرَ ـ فقال : (( رُدُّوهُ )) فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا ـ فقال : (( هٰذَا جِبْرِيْلُ جَاءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ دِيْنَهُمْ )) ـ

نے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا اس کے بارے میں جواب دینے والا پوچھنے والے سے کچھ زیادہ نہیں جانتا (البتہ) میں اس کی نشانیاں بتا سکتا ہوں ۔ وہ یہ ہیں کہ جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی اور جب سیاہ اونٹوں کے چرانے والے (دیہاتی لوگ ترقی کرتے کرتے) مکانات کی تعمیر میں ایک دوسرے سے ترقی لے جانے کی کوشش کریں گے (یاد رکھو) قیامت کا علم ان پانچ چیزوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔ پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی ''سمجھ رکھو کہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے' وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے جانتا ہے،کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا، نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا۔ یاد رکھو اللہ پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے۔'' پھر وہ پوچھنے والا پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے واپس بلا کر لاؤ۔ لوگ دوڑ پڑے مگر وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔

**لغوی توضیح** بَارِزًا کا معنی ہے ظاہر۔ رَبَّهَا اپنا مالک۔ رُعَاة جمع ہے رَاعِی کی، معنی ہے چرواہے۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں ایمان، اسلام اور احسان کا ذکر ہوا ہے۔ درحقیقت ایمان تمام ظاہری و باطنی طاعات کا نام ہے۔ باطنی اطاعت جیسے اعمالِ قلب یعنی دل کی تصدیق اور اقرار، ظاہری جیسے بدن کے تمام افعال خواہ واجبات ہوں یا مستحبات۔ بالفاظ دیگر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایمان میں قول کے ساتھ ساتھ اعضاء کا عمل بھی شامل ہے، یہ ایمان کا لازمی جز ہے اور اس کے بغیر ایمان کفایت نہیں کرتا۔ لہٰذا ائمہ سلف اور اہل السنہ والجماعہ کے نزدیک ایمان میں متفقہ طور پر تین اُمور شامل ہیں: دل کا اعتقاد، زبان کا اقرار اور اعضاء کا عمل۔[1] عمل بھی ایمان میں شامل ہے اس کے بہت سے دلائل ہیں، اختصار کے پیش نظر صرف ایک دلیل ملاحظہ فرمائیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ﴾ [البقرة : ١٤٣] ''اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا۔'' اس آیت میں ایمان سے مراد مسلمانوں کی وہ نمازیں ہیں جو انہوں نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی تھیں اور پھر تحویل قبلہ کا حکم آ گیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان قرار دیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ نماز اور دیگر اعمال کی پابندی کے

---

[1] [ملخص از ، الايمان حقيقته ، خوارمه ، نواقضه عند أهل السنة والجماعة (ص : 11-14) كتاب اصول الايمان في ضوء الكتاب والسنة (1/ 340)]

بغیر ایمان کی کوئی حیثیت نہیں۔ ① امام احمد، امام اوزاعی، امام ابوزرعہ، امام طبری، امام ابن عبدالبر، امام نووی، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، ابن رجب حنبلی، نواب صدیق حسن خان، شیخ عبدالرحمٰن سعدی، شیخ ابن جبرین، شیخ ابن باز، شیخ البانی رحمہم اللہ اور سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ ایمان میں عمل شامل ہے۔ ②

ایمان کے متعلق ایک اور ضروری مسئلہ یہ ہے کہ ایمان میں حسب اعمال کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اعمال صالحہ بجالانے سے مزید نیکیوں کا شوق اور اللہ کی طرف رغبت کا بڑھنا ایمان میں اضافے کی، جبکہ اعمال سیئہ کے ارتکاب کے بعد برائیوں میں دھنستے چلے جانا اور گناہوں کا آسان سے آسان تر ہوتے چلے جانا ایمان میں کمی کی علامت ہے۔ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے اس کی ایک دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا ﴾ [الانفال : ۲] ''جب اللہ کی آیتیں ان (مومنوں) کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں۔'' امام مجاہدؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ (معلوم ہوا کہ) ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ ③ علاوہ ازیں امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام ابن مبارک، امام ابن تیمیہ، امام ابن کثیر، شیخ ابن عثیمین، شیخ ابن باز اور شیخ البانی رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ ④ حافظ ابن حجرؒ نے بھی فرمایا ہے کہ سلف کی رائے یہ ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ ⑤

اسلام کا معنی ہے ''مطیع ہو جانا، جھک جانا، فروتنی کرنا اور تابعدار ہو جانا''۔ شرعاً اسلام کا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ''عقیدۂ توحید اپنا کر اور شرک سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہو جانا، اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے جھک جانا اور اللہ کے دشمنوں یعنی مشرکوں سے عداوت رکھنا۔'' ⑥ ایمان اور اسلام میں کوئی فرق ہے یا نہیں اس بارے میں سلف کی دو آراء ہیں۔ کچھ کا کہنا ہے کہ ایمان اور اسلام میں فرق ہے اور وہ یہ کہ اسلام ظاہری اعمال کا نام ہے اور ایمان اعتقادات اور باطنی اعمال کا۔ انہوں نے درج بالا حدیث سے استدلال کیا ہے۔ کچھ اہل علم ایمان و اسلام کو ایک ہی چیز قرار دیتے ہیں، ان کی ایک دلیل یہ آیت مبارکہ ہے کہ ﴿ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ﴾ [آل عمران : ۱۹] ''اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے۔'' ان کا کہنا ہے کہ اس آیت میں اسلام کو ہی دین قرار دیا گیا ہے جبکہ حدیث میں اسلام کے ساتھ ایمان کو بھی دین میں شامل کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان و اسلام ایک ہی چیز ہیں، ان میں سے کسی کے بغیر بھی دین کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ ہمارے علم کے مطابق اس مسئلے میں راجح رائے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور ان کے ہم رائے حضرات کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب ایمان اور اسلام کا اکٹھا ذکر ہو تو ان میں فرق ہوتا ہے یعنی اکٹھے ذکر کی صورت میں ایمان سے مراد اعتقادات اور باطنی اعمال اور اسلام سے مراد ظاہری اعمال ہوتے ہیں اور جب دونوں کا ذکر الگ الگ ہو تو پھر ہر ایک سے دونوں ہی مراد ہوتے ہیں یعنی جب اکیلے ایمان کا ذکر ہو تو اس میں اسلام بھی شامل ہوگا کیونکہ ظاہری اعمال کے بغیر ایمان کی کچھ حیثیت نہیں اور جب اکیلے اسلام کا ذکر ہو تو اس میں ایمان بھی شامل ہوگا کیونکہ ایمان کے بغیر عمل بے کار ہے۔ ⑦

---

① [دیکھئے : تفسیر أحسن البیان (ص : 58)]

② [اس مسئلے کی مزید تفصیل اور حوالہ جات کے لیے ملاحظہ فرمائیے : "**ایمان کی کتاب**"، از راقم]

③ [الدر المنثور (4/ 411)] ④ [تفصیل کے لیے دیکھئے : "**ایمان کی کتاب**"]

⑤ [فتح الباری (1/ 44)]

⑥ [اصول الایمان فی ضوء الکتاب والسنہ (ص : 347)]

⑦ [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (7/ 12)]

علاوہ ازیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر فعلِ عبودیت انجام دیتے وقت کم از کم یہ ضرور ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہمارا رب ہمیں دیکھ رہا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کا علم نبی ﷺ کے پاس بھی نہیں تھا بلکہ آپ کو اس کی علامات کا ہی علم تھا جو آپ نے مختلف مقامات پر بیان فرمادی ہیں۔

## (3) باب بیان للصلوات التی ھی احد ارکان الاسلام

## باب اس بیان میں کہ نماز اسلام کا ایک اہم رکن ہے

٦۔ حدیث طَلْحَةَ بن عُبَيْد الله ﷛ قَالَ: جاءَ رجلٌ إلى رسولِ اللّهِ ﷺ من اَهْلِ نَجْدِ ثائرُ الرّأسِ يُسْمَعُ دوِيُّ صوتِهِ ولا يُفْقَهُ مَا يَقُوْلُ، حتى دَنَا فإذَا هُوَ يَسْأَلُ عن الاسلام، فقال رَسُوْلُ اللّهِ ﷺ: ((خمسُ صلواتٍ في اليومِ واللَّيْلَةِ)) فَقَالَ: هل عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قال: ((لا إلاَّ اَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ ((وصيامُ رَمَضَانَ)) قال: هل عَلَيَّ غيرُه؟ قال: ((لَا إِلّا اَن تَطَوَّعَ)) قال، وَذَكَرَ لَهُ رَسُولُ اللّهِ ﷺ الزكاةَ قال هل عَلَيَّ غيرُها؟ قال ((لَا إِلّا اَنْ تَطَوَّعَ)) قال فأدبر الرجل وَهُوَ يَقُولُ: واللّه لا اَزِيدُ عَلَى هَذَا ولا انْقصُ۔ قَالَ رَسولُ اللّهِ ﷺ ((اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ))۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ ﷛ روایت کرتے ہیں کہ نجد والوں میں سے ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا، سر پریشان یعنی بال بکھرے ہوئے تھے، ہم اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنتے تھے اور ہم سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نزدیک آن پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنا ہے۔ اس نے کہا بس اس کے سوا تو اور کوئی نماز مجھ پر نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر تو نفل پڑھے (تو اور بات ہے) آپ ﷺ نے فرمایا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ اس نے کہا اور تو کوئی روزہ مجھ پر نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر تو نفلی روزے رکھے (تو اور بات ہے) حضرت طلحہ ﷛ نے کہا اور آپ ﷺ نے اس سے زکوٰۃ کا بیان کیا۔ وہ کہنے لگا کہ بس اور تو کوئی صدقہ مجھ پر نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفل صدقہ دے (تو اور بات ہے) راوی نے کہا پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا اور یوں کہتا جارہا تھا، اللہ کی قسم! میں نہ اس سے بڑھاؤں گا نہ گھٹاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اگر یہ سچا ہے تو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

**لغوی توضیح:** ثَائِرُ الرَّأْس بکھرے بالوں والا۔ دَوِیّ آواز کی سختی واختلاط۔ اَفْلَحَ کامیاب ہو گیا۔

**فہم الحدیث:** اس حدیث میں اسلام کے تین بنیادی ارکان کا ذکر ہے، پانچ فرض نمازیں، رمضان کے روزے اور فرض زکوٰۃ۔ ان کے علاوہ دو ارکان ایک دوسری صحیح حدیث میں مذکور ہیں، کلمہ شہادتین اور حج۔[1] اور جس روایت میں فقہ کو دین کا ستون

---

٦۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 34 باب الزکاة من الإسلام (46) مسلم (11) ابو داود (392)۔

[1] [بخاری: کتاب الإیمان: باب دعاؤکم إیمانکم (8) مسلم (16) ترمذی (2609)]

قرار دیا گیا ہے وہ من گھڑت ہے۔[1] علاوہ ازیں اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں اور نماز وتر فرض نہیں کیونکہ اس میں صرف دن رات کی پانچ نمازوں کو ہی فرض کہا گیا ہے۔

## (5) باب بیان الایمان الذی یدخل به الجنة

## اس ایمان کا بیان جس کا حامل جنت میں داخل ہوگا

۷۔ حدیث ابی ایوبَ الانصاریّ ﷺ اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یارسولَ اللّٰہ! أخبر نی بعملٍ یُدْخِلُنی الجنة۔ فقال القوم: مَالَهُ! مَالَهُ! فقال رسولُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَرَبٌ مَّالَهُ)) فقال النبیُّ ﷺ: ((تعبُدُ اللّٰہَ لا تُشْرِكُ بِهٖ شیئًا)) وَتُقیمُ الصَّلاةَ وَ تُؤْتِی الزکاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذرْها)) قال کَاَنَّه کانَ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے کہا یارسول اللہ! کوئی ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں لے جائے؟ اس پر لوگوں نے کہا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟ اسے کیا ہو گیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیوں کیا ہو گیا ہے اس کی ضرورت ہے' اس لیے پوچھتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس سے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرو۔ نماز قائم کرو' زکوٰۃ دیتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو۔ بس یہ اعمال تجھ کو جنت میں لے جائیں گے۔ چل اب نکیل چھوڑ دے۔

**لغوی توضیح** اَرَبٌ ضرورت۔ ذَرْهَا اسے (یعنی سواری کو) چھوڑ دے۔ معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ سواری پر تھے اور وہ شخص اس کی مہار پکڑے ہوئے تھا۔ آپ نے اسے جواب دینے کے بعد فرمایا کہ سواری کی مہار چھوڑ دے۔

۸۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ اَعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ: دُلَّنِی عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قال: ((تَعْبُدُاللّٰہَ لَا تُشْرِكْ بِهٖ شَیْئًا' وَ تُقِیمُ الصَّلَاةَ الْمَکْتُوبَةَ' وَتُؤَدِّی الزَّکَاةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ)) قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِی بِیَدِهٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی هذا۔ فَلَما وَلّٰی' قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((مَنْ سَرَّهُ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی هَذَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسا کام بتلائیے جس پر اگر میں ہمیشگی کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں آپ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کر اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ فرض نماز قائم کر۔ فرض زکوٰۃ دے۔ اور رمضان کے روزے رکھ۔ دیہاتی نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ان عملوں پر میں کوئی زیادتی نہیں کروں گا۔ جب وہ پیٹھ موڑ کر جانے لگا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو جنت والوں میں سے ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

۷۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 10 باب فضل صلة الرحم (1396) مسلم (13) ابن حبان (3245)۔

۸۔ البخاری فی 24 کتاب الزکاة: 1 باب وجوب الزکاة (1397) مسلم (14) ابن منده (128)۔

[1] [موضوع: ضعیف الجامع الصغیر للألبانی (5104)]

## (6) باب قول النبی ﷺ : بنی الاسلام علی خمس

۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((بُنِیَ الاسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ : شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّکَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ ))۔

## نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے؛ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

## (7) باب الامر بالایمان بالله ورسوله وشرائع الدین والدعاء الیه

۱۰۔ حدیث ابْنِ عَبَّاس قَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَیْسِ لَمَّا اَتَوُا النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : ((مَنِ الْقَوْمُ اَوْ مَنِ الْوَفْدُ؟ )) قَالُوا : رَبِیعَةَ ۔ قَالَ ((مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَیْرَ خَزَایَا وَلاَ نَدَامٰی )) فَقَالُوْا : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَا نَسْتَطِیْعُ اَنْ نَاْتِیَكَ اِلَّا فِی الشَّهْرِ الْحَرَامِ ' وَبَیْنَنَا وَبَیْنَكَ هٰذَا الْحَیُّ مِنْ کُفَّارِ مُضَرَ ' فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرْ بِهِ مَنْ وَرَاءَ نَا وَنَدْخُلْ بِهِ الْجَنَّةَ ۔ وَسَاَلُوْهُ عَنِ الاَشْرِبَةِ ۔ فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ : اَمَرَهُمْ بِالْاِیْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ ' قَالَ ((اَتَدْرُوْنَ مَا الاِیْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ؟)) قَالُوا : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ' قَالَ: ((شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ '

## اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور احکامِ دین پر خود ایمان لانے اور دوسروں کو ان پر ایمان لانے کی دعوت دینے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبدالقیس کا وفد جب نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا کہ کس قوم کے لوگ ہیں یا یہ وفد کہاں کا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ربیعہ خاندان کے لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا مرحبا (خوش آمدید) اس قوم کو یا اس وفد کو نہ ذلیل ہونے والے نہ شرمندہ ہونے والے (یعنی ان کا آنا بہت خوب ہے) وہ کہنے لگے اے اللہ کے رسول! ہم آپ کی خدمت میں صرف ان حرمت والے مہینوں میں آ سکتے ہیں کیونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان مضر کے کافروں کا قبیلہ آباد ہے۔ پس آپ ہم کو ایک ایسی قطعی بات بتلا دیجئے جس کی خبر ہم اپنے پچھلے لوگوں کو بھی کر دیں جو یہاں نہیں آئے اور اس پر عمل درآمد کر کے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اس کے علاوہ انہوں نے آپ سے اپنے برتنوں کے بارے میں بھی پوچھا۔ آپ نے ان کو چار باتوں کا حکم دیا اور چار قسم کے برتنوں کو استعمال میں لانے سے منع فرمایا۔ ان کو حکم دیا کہ ایک اکیلے خدا پر ایمان لاؤ۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ جانتے ہو کہ ایک اکیلے

۹۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 2 باب دعاؤکم إیمانکم (8) مسلم (16) ترمذی (2609)۔

۱۰۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 40 باب اداء الخمس من الإیمان (53) مسلم (17) ابو داود (3692)۔

وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ)) وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ : عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّاءِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ: ((احْفَظُوْهُنَّ وَأَخْبِرُوْا بِهِنَّ مَنْ وَرَاءَ كُمْ))۔

خدا پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو ہی معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور مالِ غنیمت سے جو ملے اس کا پانچواں حصہ (مسلمانوں کے بیت المال میں) داخل کرنا۔ نیز چار برتنوں کے استعمال سے آپ ﷺ نے ان کو منع فرمایا۔ سبز لاکھی مرتبان سے، کدو کے بنائے ہوئے برتن سے، لکڑی کے کھودے ہوئے برتن سے اور روغنی برتن سے اور فرمایا کہ ان باتوں کو حفظ کر لو اور ان لوگوں کو بھی بتلا دینا جو تم سے پیچھے ہیں، یہاں نہیں آئے۔

**لغوی توضیح** اَلْوَفْدُ کسی بھی قوم میں ایسا گروہ جوان کی طرف سے امراو شرفا سے ملاقات کرے اور جس پر ان کے اہم اُمور کا انحصار ہو۔ عَبْدُ الْقَيْسِ ربیعہ بن نزار کے قبائل میں ایک بڑے قبیلے کا نام، جو مدینہ سے باہر اسلام قبول کرنے والا پہلا قبیلہ ہے اور یہی وہ قبیلہ ہے جس کی مسجد میں مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے نماز جمعہ ادا کی گئی۔ اَلْحَیّ قبیلہ۔ اَلْحَنْتَمُ سبز روغنی مٹکہ۔ اَلدُّبَّاءُ کدو کا بنا ہوا برتن۔ اَلنَّقِيْرُ کھجور کے درخت کی لکڑی کو چیر کر بنایا ہوا برتن۔ اَلْمُزَفَّتُ جس برتن کو تارکول کے ساتھ روغن کیا گیا ہو۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں بھی یہ ثبوت ہے کہ ایمان میں عمل شامل ہے جیسا کہ ایمان کی تشریح کرتے ہوئے نبی ﷺ نے نماز اور زکوٰۃ وغیرہ اعمال کا ذکر فرمایا ہے۔ نیز اس میں جن چار قسم کے برتنوں کی ممانعت مذکور ہے اس کا سبب یہ تھا کہ وہ لوگ ان میں شراب بنایا کرتے تھے، اس لیے انہیں اس میں نبیذ بنانے سے بھی منع کر دیا گیا کیونکہ اس میں نشہ جلد پیدا ہو جاتا تھا، بعد میں جب انہیں یہ سمجھ آ گئی تو ممانعت کا یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا کیونکہ اصل مقصود ان برتنوں کی نہیں بلکہ نشہ آور اشیا کے استعمال کی ممانعت تھی۔[1] صحیح مسلم کی ایک حدیث میں اس نسخ کی صراحت بھی موجود ہے۔[2]

۱۱۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا رضی اللہ عنہ عَلَى الْيَمَنِ قَالَ : ((إِنَّكَ تَقْدَمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ، فَلْيَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُم إِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ، فَإِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا کہ دیکھو! تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب (عیسائی، یہودی) ہیں۔ اس لیے سب سے پہلے انہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دینا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں (یعنی اسلام قبول کر لیں) تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ

۱۱۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 41 باب لا تؤخذ کرائم اموال الناس فی الصدقة (1395) مسلم (19)۔

[1] [شرح مسلم للنووی (13/159)]  [2] [صحیح مسلم (977)]

فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ ' فَإِذَا فَعَلُوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِذَا اَطَاعُوا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ كَرَائِمَ اَمْوَالِ النَّاسِ ))۔

نے ان کے لیے دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب وہ اسے بھی ادا کریں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض قرار دی ہے جو ان کے سرمایہ داروں سے لی جائے گی (جو صاحب نصاب ہوں گے) اور انہی کے فقیروں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ جب وہ اسے بھی مان لیں تو ان سے زکوٰۃ وصول کرنا۔ البتہ ان کی عمدہ چیزیں (زکوۃ کے طور پر لینے سے) پرہیز کرنا۔

**لغوی توضیح** تَوَقَّ بچو۔ کَرَائِمَ اَمْوَالِ النَّاسِ لوگوں کے عمدہ اموال، کَرَائِم جمع ہے کَرِيْمَة کی، مراد نفیس اور عمدہ مال ہے۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں تدریج کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ پہلے سب سے ضروری چیز یعنی توحید اور دیگر ایمانیات کی دعوت دی جائے اور پھر نماز وزکوٰۃ کی۔

۱۲۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ : (( اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب (عامل بنا کر) یمن بھیجا تو آپ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ "مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔"

**لغوی توضیح** اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مظلوم کی بددعا سے بچو، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر زیادتی نہ کرو تا کہ وہ بددعا نہ دے۔ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ اللہ اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ اس کی دعا فوراً قبول کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ مظلوم کی دعا کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔① ایک اور روایت میں ہے کہ مظلوم کی دعا انگارے کی طرح آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔② ایک اور فرمان نبوی کے مطابق مظلوم اگر کافر بھی ہو تب بھی اس کی بددعا سے بچنا چاہیے۔③

## (8) باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لااله الا الله محمد رسول الله

## غیر مسلموں سے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار نہ کر لیں

۱۳۔ حدیث اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو

۱۲۔ البخاری فی: 46 كتاب المظالم: 9 باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم (1458) مسلم (19)۔
۱۳۔ البخاری فی: 24 كتاب الزكاة: 1 باب وجوب الزكاة ' (1399) مسلم (20) ابوداود (1556)۔

① [حسن : الصحيحة (596) صحيح ابوداود (1374) صحيح الادب المفرد (24)]
② [صحيح : صحيح الترغيب (2228) صحيح الجامع الصغير (118)]
③ [حسن: صحيح الجامع الصغير (119) السلسلة الصحيحة (767)]

عنهما قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ : لَمّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ اَبُو بَكْرٍ رضي الله عنه ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ ، فَقَالَ عُمَرُ رضي الله عنه : كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((أُمِرْتُ اَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ)) فَقَالَ اَبُوبَكْرٍ : وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ ، فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ ، وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا ۔

گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے کچھ قبائل کافر ہو گئے (اور کچھ نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ (ﷺ کے اس فرمان کی موجودگی میں کیونکر جنگ کر سکتے ہیں کہ "مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت نہ دیں اور جو شخص اس کی شہادت دے دے تو میری طرف سے اس کا مال و جان محفوظ ہو جائے گا۔ سوائے اسی کے حق کے (یعنی قصاص وغیرہ کی صورتوں کے) اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا" اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ قسم اللہ کی! میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو زکوٰۃ اور نماز میں تفریق کرے گا۔ (یعنی نماز تو پڑھے مگر زکوٰۃ کے لئے انکار کر دے) کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر انہوں نے زکوٰۃ میں چار مہینے کے بچے کے دینے سے بھی انکار کیا جسے وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں ان سے لڑوں گا۔

قَالَ عُمَرُ : فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِي بَكْرٍ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا یہ بات اس کا نتیجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا تھا اور بعد میں میں بھی اس نتیجہ پر پہنچا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے۔

**لغوی توضیح** وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے، یعنی اگر کسی کا باطن ظاہر کے خلاف ہو اور وہ اسلام ظاہر کرنے کے باوجود دل میں کفر چھپائے بیٹھا ہو تو اس کا حساب ہمارے ذمہ نہیں بلکہ اللہ کے ذمہ ہے۔ عَنَاقًا بکری کا بچہ۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم وقت زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف جنگ بھی کر سکتا ہے۔ اس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر رضی اللہ عنہ پر فضیلت و برتری بھی ثابت ہوتی ہے کہ جو بات عمر رضی اللہ عنہ کو بعد میں سمجھ آئی ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے پہلے ہی سمجھ چکے تھے۔ نیز ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر عمر رضی اللہ عنہ کا اعتراض کرنا اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بطورِ دلیل محض قیاس کو پیش کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ انہیں وہ حدیث یاد نہیں تھی جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو یاد تھی (دیکھئے آئندہ حدیث ۱۵) اور انہوں نے اس میں صراحت کے ساتھ کلمہ شہادتین کے ساتھ نماز اور زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا ہے، یقیناً اگر ان بزرگوں کو اس حدیث کا علم ہوتا تو وہ کبھی بھی اختلاف نہ کرتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کبار علما کو بھی ہر چیز کا علم نہیں ہوتا اور یہ ممکن ہے کہ بڑے عالم یا امام کو کسی چیز کا علم نہ ہو اور چھوٹے عالم کو اس کا علم ہو۔

١٤ - حديث أبي هريرة رضي الله عنه، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (( اُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لا اِلهَ اِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ لا اِلهَ اِلَّا اللهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي نَفْسَهُ وَمَالَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسابُهُ عَلَى اللهِ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اس کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس جس نے اقرار کرلیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اس کی جان اور مال ہم سے محفوظ ہے سوائے اس حق کے جس کی بنا پر قانوناً اس کی جان و مال زد میں آئے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

١٥ - حديث ابْنِ عُمَر رضى الله عنهما، اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : ((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا اَنْ لا اِلهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذلِكَ عَصَمُوْا مِنّي دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلامِ، وَحِسابُهُمْ عَلَى اللهِ )) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''مجھے (اللہ کی طرف سے) حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں اس وقت تک کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور نماز ادا کرنے لگیں اور زکوٰۃ دیں جس وقت وہ یہ کرنے لگیں گے تو مجھ سے اپنے جان و مال کو محفوظ کرلیں گے سوائے اسلام کے حق کے (رہا ان کے دل کا حال تو) ان کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔''

### (9) باب اول الایمان قول لا اله الا الله

### ایمان کی ابتدا ''لا الہ الا اللہ'' کہنے سے ہوتی ہے

١٦ - حديث الْمُسَيَّبِ بْنِ حَزْنٍ رضي الله عنه، قَالَ : لَمَّا حَضَرَتْ اَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَوَجَدَ عِنْدَهُ اَبَا جَهْلِ بْنَ هِشامٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ اَبِي اُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَبِي طَالِبٍ (( يَا عَمِّ ! قُلْ لا اِلهَ اِلَّا اللهُ كَلِمَةً اَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ )) فَقَالَ اَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُاللهِ ابْنِ اَبِي اُمَيَّةَ يا اَبَا طَالِبٍ اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ

حضرت مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا تو ان کے پاس اس وقت ابوجہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ابوطالب سے فرمایا کہ چچا! آپ ایک کلمہ لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کہہ دیجئے تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کلمہ کی وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔ اس پر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا ابوطالب! کیا تم اپنے باپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ رسول کریم ﷺ

١٤ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 102 باب دعاء النبي إلى الإسلام، مسلم (21) ابو داود (2640) ۔

١٥ - البخاري في: 2 كتاب الإيمان: 17 باب فإن تابوا واقاموا الصلاة وآتوا الزكاة، مسلم (21) ۔

١٦ - البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 81 باب إذا قال المشرك عند الموت لا إله (1360) مسلم (24) ۔

عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ ، وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰى قَالَ اَبُو طَالِبٍ ، آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ ، هُوَ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، وَاَبٰى اَنْ يَقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اَمَا وَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ اُنْهَ عَنْكَ )) فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ ...﴾ ـ الآية ـ

برابر کلمہ اسلام ان پر پیش کرتے رہے۔ ابوجہل اور ابن ابی امیہ بھی اپنی بات دہراتے رہے۔ آخر ابو طالب کی آخری بات یہ تھی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کے لئے استغفار کرتا رہوں گا تا آنکہ مجھے منع نہ کر دیا جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ "نبی کو اور ایمان داروں کو یہ لائق ہی نہیں کہ مشرکوں کے لئے استغفار کریں گو وہ قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کے بعد کہ ان پر یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ دوزخی ہیں" (التوبہ : ۱۱۳)۔

**فہم الحدیث** اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت دینے کا اختیار نبی ﷺ کے پاس بھی نہیں بلکہ صرف اللہ کے پاس ہے۔[1] اور اگر آپ ﷺ کو بھی کچھ اختیار ہوتا تو ساری زندگی تعاون کرنے والے چچا کو آپ ضرور ہدایت عطا فرماتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی مشرک کے لیے دعا و استغفار کرنا جائز نہیں اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ امام نووی[2]، شیخ البانی[3] اور شیخ سلیم ہلالی[4] نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ موت سے پہلے کلمہ پڑھنے والے کی مغفرت کی امید کی جا سکتی ہے خواہ اس نے ایک سجدہ بھی نہ کیا ہو اور جو کلمہ بھی نہ پڑھے وہ تو پکا جہنمی ہے۔

## (10) باب من لقي الله بالايمان وهو غير شاك فيه دخل الجنة و حرم على النار

## جو شخص اللہ تعالیٰ کی جناب میں ایسا ایمان لے کر حاضر ہوگا جس میں اسے کوئی شک و شبہ نہ ہو تو وہ سیدھا جنت میں داخل ہوگا اور آگ اس پر حرام ہے

۱۷ ـ حديث عُبَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ وَكَلِمَتُهُ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ ، وَالنَّارُ حَقٌّ ، اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ" ـ وزاد احد رجال السند (( مِنْ

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لا شریک ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے پہنچا دیا تھا اللہ نے مریم تک اور ایک روح ہیں اس کی طرف سے اور یہ کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اس نے جو بھی عمل کیا ہوگا (آخر) اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ سند کے ایک راوی نے مزید یہ لفظ بیان کئے ہیں کہ جنت

۱۷ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 47 باب قوله: "يا اهل الكتاب لا تغلوا"... (3435) مسلم (28) ـ

① [سورة القصص : آیت 56]
② [المجموع (5/144-258)]
③ [أحكام الجنائز (ص/120)]
④ [موسوعة المناهي الشرعية (2 / 24)]

أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ أَيَّهَا شَاءَ)) ۔ کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے چاہے گا داخل کیا جائے گا۔

**فهم الحديث** یہ حدیث ائمہ اہل السنہ کے اس عقیدے کی دلیل ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب اگر موحد ہو، مشرک نہ ہو تو بالآخر وہ جنت میں داخل ہو ہی جائے گا خواہ اسے ابتداءً اپنے گناہ کی سزا پانے کے لیے جہنم میں بھی جانا پڑ جائے۔[1]

۱۸۔ **حديث** مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : بَيْنَا أَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ ، فَقَالَ : (( يَا مُعَاذُ )) قُلْتُ : لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ! ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: (( يَا مُعَاذُ )) قُلْتُ : لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ! قَالَ: (( هَلْ تَدْرِي مَاحَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ؟ )) قُلْتُ : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ ، قَالَ: ((حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا )) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ (( يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ )) قُلْتُ : لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ! فَقَالَ (( هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْهُ؟)) قُلْتُ : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ ، قَالَ : (( حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ ))۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے سوا اور کوئی چیز حائل نہیں تھی۔ اسی حالت میں آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! (میں بولا) یارسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے اس کے بعد فرمایا اے معاذ! میں بولا۔ یارسول اللہ! حاضر ہوں، آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا اے معاذ! میں بولا یارسول اللہ! حاضر ہوں، آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے اس کے بعد فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حق یہ ہے کہ بندے خاص اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا معاذ! میں نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے جب کہ وہ یہ کام کر لیں؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا کہ پھر بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ کرے۔

**لغوی توضیح** رَدِیْف کسی بھی سوار کے پیچھے بیٹھنے والا۔

---

۱۸۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 101 باب إرداف الرجُل خلف الرجُل (128) مسلم (30)۔

[1] [منة المنعم فی شرح صحیح مسلم (1/72)]

١٩ ـ حديث مُعاذ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ عَلى حِمارٍ يُقالُ لَهُ عُفَيْرٌ فَقالَ: ((يَا مُعاذُ هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللهِ عَلَى عِبادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبادِ عَلَى اللهِ؟ )) قُلْتُ : اللهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ، قَالَ: (( فَإِنَّ حَقَّ اللهِ عَلَى الْعِبادِ اَنْ يَعْبُدُوهُ وَلا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ، وَحَقَّ الْعِبادِ عَلَى اللهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا )) فَقُلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ! اَفَلا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ؟ قَالَ: (( لا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا))۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جس گدھے پر سوار تھے میں اس پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، اس گدھے کا نام عفیر تھا۔ آپ نے فرمایا اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ اسے عذاب نہ دے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس کی لوگوں کو بشارت دے دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو اس کی بشارت نہ دو ورنہ وہ خالی اعتماد کر بیٹھیں گے (اور نیک اعمال سے غافل ہو جائیں گے)۔

٢٠ ـ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَمُعاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ ، قَالَ: ((يَا مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ )) قَالَ : لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ، قَالَ : (( يَا مُعاذُ)) قَالَ : لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ! ثَلاثًا ، قَالَ : (( مَا مِنْ اَحَدٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ اِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ)) قَالَ : يَارَسُوْلَ اللهِ ! اَفَلا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا ؟ قَالَ: (( اِذًا يَتَّكِلُوْا )) وَاَخْبَرَ بِهَا مُعاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَاَثُّمًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا، حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے (دوبارہ) فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا، حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے (سہ بارہ) فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں اے اللہ کے رسول۔ تین بار ایسا ہوا (اس کے بعد) آپ نے فرمایا کہ جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، اللہ اسے (دوزخ کی) آگ پر حرام کر دیتا ہے (معاذ رضی اللہ عنہ نے) کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس بات سے لوگوں کو باخبر کر دوں تا کہ وہ خوش ہو جائیں آپ نے فرمایا (اگر تم یہ خبر سناؤ گے) تو لوگ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے (اور عمل چھوڑ دیں گے) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت یہ حدیث اس خیال سے بیان فرمادی کہ

١٩ـ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد: 46 باب اسم الفرس والحمار ، مسلم (30)۔

٢٠ـ البخاری فی: 3 كتاب العلم: 49 باب من خص بالعلم قومًا دون قوم (128) مسلم (32)۔

کہیں حدیثِ رسول چھپانے کے گناہ پر ان سے آخرت میں مؤاخذہ نہ ہو۔

**لغوی توضیح** تَاَثُّمًا گناہ سے بچنے کی غرض سے۔

**فہم الحدیث** اس سے معلوم ہوا کہ دین کے کسی بھی اہم کام کی خبر دیتے وقت سامعین کو خوب اچھی طرح متوجہ کر لینا چاہیے جیسا کہ نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو تین مرتبہ پکار کر متوجہ کیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عوام الناس کو محض بشارتیں ہی نہیں سناتے رہنا چاہیے کیونکہ اس کے نتیجے میں اندیشہ ہے کہ کہیں وہ اعمال میں سست و کوتاہ نہ بن جائیں۔

## (12) باب شعب الایمان — ایمان کی شاخوں کا بیان

۲۱۔ حدیث اَبی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((الایـمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً وَالْحَیاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الایمان))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیا (شرم) بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔

**لغوی توضیح** بِضْعٌ تین سے نو تک کا عدد۔ شُعْبَة شاخ، حصہ۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ ایمان کوئی جامد چیز نہیں بلکہ اس کی مختلف شاخیں ہیں اور ان شاخوں کی کمی بیشی کے اعتبار سے ایمان میں بھی کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ ایک روایت میں کلمہ لا الہ الا اللہ کو ایمان کی اعلیٰ ترین شاخ اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کو ایمان کی ادنیٰ ترین شاخ قرار دیا گیا ہے۔[1] اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان میں قلبی اعمال کے ساتھ ساتھ بدنی اعمال بھی شامل ہیں۔ حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے اور خیر و برکت کا باعث ہے، یہی وجہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں نے پہلی نبوت کے کلام میں سے جو کچھ پایا ہے اس میں سے یہ بھی ہے کہ جب تو حیاء نہ کرے تو جو چاہے کر۔[2] رسول اللہ ﷺ کے متعلق ایک روایت میں ہے کہ آپ مخصوص حجرے میں موجود کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔[3] واضح رہے کہ جو حیاء قابل تعریف ہے وہ ایسی حیاء ہے جو معاصی سے روکے، لیکن جو حیاء نیکیوں اور واجبات پر عمل سے ہی روک دے مثلاً اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے یا اہل علم سے شرعی مسائل و احکام دریافت کرنے سے شرم محسوس ہو تو یہ حیاء قابل مذمت ہے، قابل تعریف نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ بہترین عورتیں انصار کی عورتیں ہیں کیونکہ انہیں دین کے مسائل سیکھنے سے حیاء نہیں روکتی۔[4]

۲۲۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰی رَجُلٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول ﷺ ایک انصاری شخص کے پاس سے گزرے اس حال میں کہ وہ اپنے ایک

۲۱۔ البخاری فی: 2 کتاب الایمان: 3 باب امور الایمان (9) مسلم (35) ابو داود (4676) ترمذی (2614)۔

۲۲۔ البخاری فی: 2 کتاب الایمان: 16 باب الحیاء من الایمان (24) مسلم (32) حمیدی (625)۔

[1] [مسلم : کتاب الایمان : باب بیان عدد شعب الایمان (35)]

[2] [بخاری : کتاب أحادیث الأنبیاء : باب حدیث الغار (3484) ابو داود (4797) ابن ماجه (4183)]

[3] [بخاری (3562) مسلم (232)]

[4] [حسن : صحیح ابن ماجه ابن ماجه : کتاب الطهارة وسننها (642)]

مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ ))۔

بھائی سے کہہ رہا تھا کہ تم اتنی شرم کیوں کرتے ہو؟ آپ نے اس (انصاری) سے فرمایا کہ اس کو اس کے حال پر رہنے دو، کیونکہ حیا بھی ایمان ہی کا ایک حصہ ہے۔

۲۳۔ حدیث عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَلْحَيَاءُ لاَ يَاْتِي اِلَّا بِخَيْرٍ ))۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حیا سے ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے۔

## (14) باب بيان تفاضل الاسلام وای اموره افضل

## اسلام کے بعض اعمال کی بعض پر فضیلت اور اسلام کی رو سے افضل ترین کاموں کا بیان

۲۴۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ اَيُّ الاِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: (( تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَاُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ کہ تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی' الغرض سب کو سلام کرو۔

۲۵۔ حدیث اَبِي مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ جس (کے ماننے والے مسلمانوں) کی زبان اور ہاتھ سے سارے مسلمان سلامتی میں رہیں۔

**فهم الحديث** ان احادیث میں بہتر و افضل اسلام کا ذکر ہے لیکن ایک میں جس عمل کو افضل کہا گیا ہے دوسری میں اس کے علاوہ کسی اور کو بہتر کہا گیا ہے۔ اس اختلاف کا سبب اہل علم نے یہ بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ نے سائل یا حالات کے مطابق یہ فرامین ارشاد فرمائے ہیں، مثلاً جب آپ ﷺ نے سائل میں کسی عمل کی کوتاہی دیکھی تو اس کے سامنے اسی کو افضل قرار دے دیا اور یہ افضلیت اس خاص شخص کی نسبت سے تھی نہ کہ تمام مسلمانوں کے لیے۔ اسی طرح جب آپ نے دیکھا کہ حالات کسی خاص عمل کے متقاضی ہیں تو آپ نے سائل کے جواب میں اسی عمل کو افضل قرار دے دیا۔ (واللہ اعلم)

## (15) باب بيان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الايمان

## مندرجہ ذیل اوصاف و خصائل سے آراستہ شخص ہی ایمان کی حلاوت محسوس کرے گا

۲۶۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین

۲۳۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 77 باب الحياء (6117) مسلم (37) ابو داود (4796)۔
۲۴۔ البخاری فی: 2 کتاب الإيمان: 6 باب إطعام الطعام من الإسلام (12) مسلم (39) ابن ماجه (3253)۔
۲۵۔ البخاری فی: 2 کتاب الإيمان: 5 باب ای الإسلام افضل (10) مسلم (40) ترمذی (2504)۔
۲۶۔ البخاری فی: 2 کتاب الإيمان: 9 باب حلاوة الإيمان (16) مسلم (43) ترمذی (2624)۔

قَالَ : (( ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ ؛ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَاَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ ، وَاَنْ يَكْرَهَ اَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ ))۔

خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ پیدا ہو جائیں اس نے ایمان کی مٹھاس کو پا لیا۔ اول یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں۔ دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لئے محبت رکھے۔ تیسرے یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹ جانے کو ایسا برا جانے جیسا کہ وہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔

**لغوی توضیح** حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ ایمان کی مٹھاس۔ اہل علم نے ایمان کی مٹھاس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ بندے کو نیکی کے کام بجالانے میں مزہ آئے، اللہ اور رسول کی خوشنودی کے لیے مشقتیں برداشت کر جائے، دنیوی اشیاء پر اللہ اور رسول کی رضا کو ترجیح دے اور اپنے رب اور پیغمبر کی اطاعت کر کے اور ان کی مخالفت سے بچ کے ان سے محبت کا اظہار کرے۔ [1]

## (16) باب وجوب محبة رسول الله اكثر من الاهل والولد والوالد والناس اجمعين

## رسول اللہ ﷺ سے اہل و عیال، ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ محبت رکھنا واجب ہے

۲۷۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص ایمان والا نہ ہوگا جب تک کہ اس کے دل میں اپنے والد اور اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو جائے۔

**فہم الحدیث** یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ نبی ﷺ کی محبت ایمان کا لازمی حصہ ہے اور جب تک کائنات کی ہر چیز حتی کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر آپ سے محبت نہ کی جائے ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ ایک مرتبہ عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ آپ مجھے میری جان کے سوا سب سے پیارے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں عمر! جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی پیارا نہ ہو جاؤں۔ تب عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب آپ مجھے میری جان سے بھی پیارے ہیں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اب بات بنی۔ [2] شیخ ابن عثیمین نے تمام علما کا اتفاق نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کی محبت ایمان کا جز ہے اور جس کے دل میں جتنی محبت کم ہوگی اس کا اتنا ہی ایمان بھی کم ہوگا۔ [3]

## (17) باب الدليل على ان من خصال الايمان ان يحب لأخيه ما يحب لنفسه من الخير

## یہ بات ایمان کی خصلت میں سے ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے

۲۸۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں

---

۲۷۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 8 باب حب الرسول ﷺ من الإیمان (15) مسلم (44) ابن ماجه (67)۔
۲۸۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 7 باب من الإیمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسه (13) مسلم (45)۔

① [شرح مسلم للنووی (2/96)]
② [بخاری: کتاب الایمان والنذور: باب کیف کانت یمین النبی (6632)]
③ [القول المفید شرح کتاب التوحید]

قَالَ: ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ))۔

سے کوئی شخص ایمان والا نہ ہوگا، جب تک اپنے بھائی کے لئے وہ نہ چاہے جو وہ اپنے نفس کے لئے چاہتا ہے۔

**فھم الحدیث** اس حدیث میں معاشرتی امن وسکون قائم کرنے کا ایک بہترین طریقہ بتایا گیا ہے کہ ہر انسان اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، یعنی اگر وہ چاہتا ہے کہ اس کی عزت کی جائے تو دوسروں کی عزت کرے، اگر وہ چاہتا ہے کہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے تو وہ دوسروں کو نقصان نہ پہنچائے، اگر چاہتا ہے کہ اس کے امن وامان کو کوئی تہ وبالا نہ کرے تو وہ دوسروں کے امن وامان کا بھی خیال رکھے وغیرہ وغیرہ۔ اگر تمام مسلمان اس طریقے کو اپنا لیں تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ سارا اسلامی معاشرہ امن وسلامتی کا گہوارہ بن جائے گا۔

## (19) باب الحث على اكرام الجار والضيف وقول الخير او لزوم الصمت وكون ذلك كله من الايمان

## ہمسائے اور مہمان کی عزت وتکریم کی ترغیب دینا اور اچھی بات کہنا ورنہ چپ رہنا ایمان میں داخل ہے

٢٩۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔

٣٠۔ حدیث اَبِی شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ رضي الله عنه، قَالَ: سَمِعَتْ اُذُنَايَ وَاَبْصَرَتْ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ)) قَالَ: وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ،

حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا، جب رسول اللہ ﷺ گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی دستور کے موافق ہر طرح سے عزت کرے۔ پوچھا یا رسول اللہ! دستور کے موافق کب تک ہے؟ فرمایا ایک دن اور ایک رات اور میزبانی تین دن کی ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر

٢٩۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 31 باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ (5185) مسلم (47)۔
٣٠۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 31 باب من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یؤذ (6019) مسلم (48)۔

وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ ))۔

ایمان رکھتا ہو وہ بہتر بات کہے یا خاموش رہے۔

**فھو الحدیث** درج بالا اور ان جیسی دیگر احادیث میں جو بعض اُمورِ خیر کی نفی کے ساتھ ایمان کی نفی کی گئی ہے ان سے مقصود حقیقتِ ایمان کی نفی نہیں بلکہ کمالِ ایمان کی نفی ہے یعنی اگر کوئی ان خصال کے ساتھ متصف نہیں ہوتا تو اس کا ایمان کامل نہیں ، یہ مطلب نہیں کہ اس میں ایمان ہے ہی نہیں۔

## (21) باب تفاضل اهل الایمان فیه و رجحان اهل الیمن فیه

## اہل ایمان کا ایمان میں ایک دوسرے سے افضل ہونے اور ایمان میں اہل یمن کے بڑھ جانے کا بیان

۳۱۔ حدیث عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو أَبِي مَسْعُودٍ ، قَالَ : أَشَارَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ : (( الْإِيمَانُ يَمَانٍ هٰهُنَا ' أَلَا إِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوبِ فِي الْفَدَّادِينَ عِنْدَ أُصُولِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِي رَبِيعَةَ وَمُضَرَ ))۔

حضرت عقبہ بن عمرو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان تو اُدھر ہے یمن میں! ہاں اور قساوت اور سخت دلی ان لوگوں میں ہے جو اونٹوں کی دُمیں پکڑے چلاتے رہتے ہیں۔ جہاں سے شیطان کی چوٹیاں نمودار ہوں گی یعنی ربیعہ اور مضر کی قوموں میں۔

**لغوی توضیح** اَلْقَسْوَةَ سختی۔ اَلْفَدَّادِيْنَ کھیتی باڑی کرنے والے، اونٹوں اور مویشیوں میں مصروف رہنے والے لوگ۔ قَرْنَا الشَّيْطَانِ شیطان کے سر کے دونوں کنارے۔

**فھو الحدیث** اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یمن کے علاوہ باقی علاقوں میں ایمان ہے ہی نہیں یا یمن میں ہمیشہ ایمان رہے گا بلکہ مراد صرف یہ ہے یمن کے اس وقت کے لوگ اہل ایمان ہیں ، ورنہ ایک صحیح روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ((الْإِيمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ )) ''ایمان اہل حجاز میں ہے۔''[1] اہل یمن کی تعریف کا سبب یہ بھی ہے کہ وہ لوگ بغیر جنگ کے اپنی مرضی و رغبت سے مسلمان ہو گئے تھے۔

۳۲۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً ، الْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے یہاں اہل یمن آئے ہیں جو نرم دل اور رقیق القلب ہیں۔ دین کی سمجھ یمن والوں میں ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے۔

---

۳۱۔ البخاری فی: 59 كتاب بدء الخلق: 15 باب خير مال المسلم غنم (3302) مسلم (51)۔

۳۲۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی: 74 باب قدوم الاشعريين واهل اليمن (3301) مسلم (52)۔

[1] [صحیح: مسند احمد (332/3)] شیخ شعیب ارناؤوط اسے صحیح کہتے ہیں۔[مسند احمد محقق (14558)]

**لغوی توضیح** اَفْئِدَةٌ جمع ہے فُؤَاد کی، معنی ہے دل۔

۳۳۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، اَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( رَاْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقُ، وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلاءُ فِي اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِينَةُ فِي اَهْلِ الْغَنَمِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کفر کی چوٹی مشرق میں ہے۔ اور فخر اور تکبر کرنا گھوڑے والوں، اونٹ والوں اور زمینداروں میں ہوتا ہے جو (عموماً) گاؤں کے رہنے والے ہوتے ہیں، اور بکری والوں میں دل جمعی ہوتی ہے۔

**فهم الحديث** نبی کریم ﷺ کی یہ خبر بعینہ ثابت ہوئی اور ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک عراق (جو مشرق میں واقع ہے) خونریزی اور فتنہ وفساد کا مرکز بنا ہوا ہے۔

۳۴۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: (( الْفَخْرُ وَالْخُيَلاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ، وَالسَّكِيْنَةُ: فِي اَهْلِ الْغَنَمِ، وَالْإِيْمَانُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ فخر اور تکبر ان چیخنے اور شور مچانے والے اونٹ والوں میں ہے اور بکری چرانے والوں میں نرمی اور ملائمت ہوتی ہے اور ایمان تو یمن میں ہے اور حکمت (حدیث) بھی یمنی ہے۔

## باب بيان ان الدين النصيحة
## دوسروں کی خیر خواہی کا نام دین ہے

۳۵۔ حدیث جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه، قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، فَلَقَّنَنِي (( فِيما اسْتَطَعْتُ )) وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی تو آپ نے مجھے اس کی تلقین کی کہ جتنی مجھ میں طاقت ہو اور (میں نے) ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بھی بیعت کی۔

**لغوی توضیح** النَّصِيْحَة کا لغوی معنی ہے خالص ہونا۔ قرآن میں ﴿ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ﴾ کا بھی یہی معنی ہے "خالص توبہ"۔ نہایہ میں ہے کہ نصیحت ایسا جامع لفظ ہے کہ اس میں جملہ اُمورِ خیر شامل ہیں۔ دین کو بھی نصیحت اسی لیے کہا گیا ہے کہ تمام دینی اعمال کا دارومدار خلوص اور کھوٹ سے پاک ہونے پر ہی ہے۔

**فهم الحديث** ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا "دین خیر خواہی کا نام ہے"۔ صحابہ نے عرض کیا، یہ خیر خواہی کس کے لیے ہے؟ تو آپ نے فرمایا، اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمانوں کے ائمہ کے

۳۳۔ البخاري في: 59 كتاب بدئ الخلق: 15 باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال ۔
۳٤۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 1 باب قول الله تعالى: "يايها الناس إنا خلقناكم ..." ۔
۳۵۔ البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 43 باب كيف يبايع الإمام الناس (57) مسلم (56) ترمذی (1925) ۔

لیےاور عام مسلمانوں کے لیے۔[1] اللہ کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ توحید کا راستہ اپنایا جائے اور شرک سے بچا جائے۔اس کی کتاب کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے،اس کے اوامر پر عمل اور نواہی سے بچا جائے۔اس کے رسول کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے،اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور انہیں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے۔حکمرانوں کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ تمام اُمورِ خیر میں ان کی اطاعت کی جائے اور بلا عذر شرعی ان کے خلاف خروج نہ کیا جائے۔اور عام مسلمانوں کے لیے خیر خواہی یہ ہے کہ ان سے محبت کی جائے،ان کی اصلاح وفلاح کی اور ان سے ہر قسم کا ضرر ونقصان دور کرنے کوشش کی جائے۔

### باب بیان نقصان الایمان بالمعاصی ونفیه عن المتلبس بالمعصیة علی ارادة نفی کماله

### گناہوں کے کرنے سے ایمان ناقص ہو جاتا ہے، گنہگار کے ایمان کی نفی سے مراد ایمان کامل کی نفی ہوتی ہے

٣٦۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: (( لَا یَزْنِی الزَّانِی حِیْنَ یَزْنِی وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔

وزَادَ فِی رِوَایَةٍ: (( وَلَا یَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ یَرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْهِ اَبْصَارَهُمْ فِیْهَا حِیْنَ یَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص جب زنا کرتا ہے تو عین زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا اسی طرح جب کوئی شراب پیتا ہے تو عین شراب پیتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا اسی طرح جب چور چوری کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔

اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ کوئی شخص اگر کسی کی پونجی پر اس طور ڈاکہ ڈالتا ہے کہ لوگ دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہیں تو وہ مومن رہتے ہوئے یہ لوٹ مار نہیں کرتا۔

**لغوی توضیح** اَلْخَمرَ شراب۔السَّارق چور۔نُهْبَة ڈاکہ۔

**فهم الحدیث** اس حدیث میں ایمان کی نفی سے مراد نفی کمال ہے یعنی زانی زنا کرتے وقت کامل مومن نہیں ہوتا، یہ مطلب نہیں کہ اس میں ایمان ہوتا ہی نہیں کیونکہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ شرک نہ کرنے والا شخص جنت میں داخل ہو جائے گا خواہ اس نے زنا یا چوری کی ہو۔[2] واضح رہے کہ ائمہ سلف کا اجماع ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب اگر شرک نہ کرتا ہو تو وہ کافر نہیں بلکہ مومن ہی ہے، البتہ اس کے ایمان میں نقص ہے۔[3]

### (23) باب بیان خصال المنافق

### منافق کی خصلتوں کا بیان

٣٧۔ حدیث عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

٣٦۔ البخاری فی: 74 کتاب الاشربة: 1 باب قول الله : إنما الخمر والمیسر والانصاب (2475) مسلم (57)۔

٣٧۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 24 باب علامة المنافق (34) مسلم (58) ابوداود (4688)۔

---

1. [مسلم : کتاب الایمان : باب بیان ان الدین النصیحة (55) ابوداود (4944) حمیدی (837)]
2. [صحیح : مسند احمد (260/4)] شیخ شعیب ارناؤوط اسے صحیح کہتے ہیں۔[مسند احمد محقق (18310)]
3. [شرح مسلم للنووی (42/2) فتح الباری (60/12) مجموع الفتاوی لابن تیمیة (92/20)]

النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَرْبَعٌ مَّنْ کُنَّ فِیْهِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ کَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ کَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَهَا: اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ، وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ))۔

فرمایا کہ چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ خالص منافق ہے۔ اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے جب تک کہ اسے نہ چھوڑ دے۔ (وہ یہ ہیں) جب اسے امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے اور بات کرتے وقت جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب (کسی سے) لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔

۳۸۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((آیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ))۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، منافق کی تین علامتیں ہیں: جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کی مخالفت کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

**فہم الحدیث:** یاد رہے کہ نفاق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اعتقادی نفاق اور دوسرا عملی نفاق۔ اعتقادی نفاق یہ ہے کہ کوئی دل میں کفر چھپائے اور اسلام کو ظاہر کرے، ایسا منافق ابدی جہنمی ہے بلکہ وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوگا۔[1] عملی نفاق یہ ہے کہ کوئی شخص اسلام تو دل سے قبول کر چکا ہو مگر عملی طور پر اس میں منافقین کی علامات پائی جاتی ہوں۔ ان احادیث میں اسی قسم کے منافق کی علامات کا ذکر ہے۔

## (24) باب بیان حال ایمان من قال لاخیه المسلم یا کافر

## مسلمان بھائی کو کافر کہنے والے کے ایمان کا بیان

۳۹۔ حدیث عَبْدُ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَیُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِاَخِیْهِ یَا کَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا))۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے بھی اپنے کسی بھائی کو کہا کہ اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔

**لغوی توضیح:** بَاءَ لوٹا۔ یعنی جسے کافر کہا گیا ہے اگر وہ کافر نہیں تو کہنے والا کافر بن جائے گا۔ اہل علم آپ ﷺ کے اس فرمان کو زجر و توبیخ پر محمول کرتے ہیں۔ نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بات کہنا کس قدر بڑا گناہ ہے، لہٰذا اگر کوئی ایسی بات کہے تو اس سے لازماً توبہ کرے۔

---

۳۸۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 24 باب علامة المنافق (33) مسلم (59) ترمذی (2631)۔

۳۹۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 73 باب من کفر اخاه (6104) مسلم (60) ترمذی (2637)۔

[1] [النساء: ۱۴۵]

## (25) باب بیان حال ایمان من رغب عن ابیه وهو یعلم

## اس شخص کی ایمانی حالت کا بیان جو دانستہ اپنے باپ کی بجائے خود کو دوسرے باپ کی طرف منسوب کرے

٤٠۔ حديث اَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: (( لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ اَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ اِلَّا كَفَرَ، وَمَنِ ادَّعَى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ))۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی اور کو اپنا باپ بنایا تو اس نے کفر کیا اور جس شخص نے بھی اپنا نسب کسی ایسی قوم سے ملایا جس سے اس کا کوئی (نسبی) تعلق نہیں تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

٤١۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( لَا تَرْغَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِيهِ فَهُوَ كُفْرٌ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اپنے باپ کا کوئی انکار نہ کرے کیونکہ جو اپنے باپ سے منہ موڑتا ہے (اور اپنے کو دوسرے کا بیٹا ظاہر کرتا ہے تو) یہ کفر ہے۔

٤٢۔ حديث سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ وَاَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَعْدٌ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: (( مَنِ ادَّعَى اِلَى غَيْرِ اَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ غَيْرُ اَبِيهِ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ ))۔ فَذُكِرَ لِاَبِي بَكْرَةَ فَقَالَ: وَاَنَا سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں تو جنت اس پر حرام ہے پھر اس حدیث کا تذکرہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس حدیث کو آپ ﷺ سے میرے دونوں کانوں نے بھی سنا ہے اور میرے دل نے اس کو محفوظ رکھا ہے۔

**لغوی توضیح** وَعَاهُ اسے یاد کرلیا۔ قَلْبِي میرے دل نے۔

**فہم الحدیث** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جان بوجھ کر اپنے حقیقی باپ کے سوا کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اور اگر کوئی کسی دوسرے ملک میں نیشنیلٹی حاصل کرنے کی غرض سے بھی ایسا کرتا ہے (جیسا کہ آج کل کیا جاتا ہے) تو وہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ منہ بولے بیٹوں کو بھی اپنے ناموں کے ساتھ نہیں بلکہ ان کے اصلی باپوں کے ناموں سے ہی پکارنا چاہیے جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ﴾ [الاحزاب: ٣] "لے پالکوں کو ان کے (اصلی) باپوں کی طرف نسبت کرکے پکارو، یہی اللہ کے نزدیک پورا انصاف ہے۔"

٤٠۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 5 باب حدثنا ابو معمر (3508) مسلم (61) احمد (21521)۔

٤١۔ البخاری فی: 85 کتاب الفرائض: 29 باب من ادعی إلی غیر ابیه (6768) مسلم (62) ابو عوانة (1/ 24)۔

٤٢۔ البخاری فی: 85 کتاب الفرائض: 29 باب من ادعی إلی غیر ابیه (4326) مسلم (63) ابوداود (5113)۔

## (26) باب بیان قول النبی ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله کفر

## مسلمان کو گالی دینا اور برا بھلا کہنا گناہ ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے

٤٣۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ))۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور مسلمان سے لڑنا کفر ہے۔

**لغوی توضیح** سِبَاب گالی دینا۔ فُسُوق نافرمانی کرنا، حق اور اطاعت سے نکل جانا۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں مسلمان سے لڑائی کو کفر کہا گیا ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ یہ ایسا کفر نہیں جو انسان کو کافر بنا دے بلکہ یہ چھوٹا کفر ہے، یہی وجہ ہے کہ مومنوں کی آپس میں لڑنے والی دونوں جماعتوں کو قرآن میں مومن ہی کہا گیا ہے۔[1] البتہ یہ عمل شرک کے بعد کبیرہ گناہ ہے اس لیے اس سے بچنا چاہیے۔

## (27) باب لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض

## نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کر کے کافر نہ بن جانا

٤٤۔ حدیث جَرِيرٍ ﷺ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: ((اسْتَنْصِتِ النَّاسَ))۔ فَقَالَ: ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ))۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو بالکل خاموش کر دو (تاکہ وہ خوب سن لیں) پھر فرمایا، لوگو! میرے بعد پھر کافر مت بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

٤٥۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَيْلَكُمْ اَوْ وَيْحَكُمْ، لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، افسوس (راوی کو شک ہے کہ ویلکم یا ویحکم کہا) میرے بعد تم کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

**لغوی توضیح** اسْتَنْصِت خاموشی کا حکم دو۔ رِقَاب جمع ہے رَقَبَة کی، معنی ہے گردنیں۔

**فہم الحدیث** یہ اور اس جیسی جن دیگر احادیث میں بعض کبیرہ گناہوں پر کفر کا لفظ بولا گیا ہے ان سے مقصود یہ بتلانا ہے کہ یہ کفار کے کام ہیں جو مسلمانوں کو نہیں کرنے چاہییں، یہ مراد نہیں کہ ان کا مرتکب کافر ہو جاتا جیسا کہ یہ چیز کتاب وسنت کے واضح دلائل

٤٣۔ البخاری فی: کتاب الإیمان: 36 باب خوف المؤمن من ان یحبط عمله وهو لا یشعر (48) مسلم (64)۔

٤٤۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 43 باب الإنصات للعلماء (1742) مسلم (65) ابن ماجه (3943)۔

٤٥۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 95 باب ما جاء فی قول الرجل ویلك، مسلم (66)۔

[1] [سورة الحجرات: آیت 9]

سے ثابت ہے، لہٰذا یہ اور اس جیسی دیگر احادیث کی یہ تاویل کی جائے گی کہ ان اعمال کا ارتکاب کرنے والا دائرہ کفر میں اسی حد تک داخل ہو جاتا ہے جتنا وہ گناہ کرتا ہے لیکن وہ مکمل کافر نہیں ہوتا۔[1]

## (30) باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء

## جو شخص یہ کہے کہ بارش ستاروں کی گردش سے ہوئی وہ کافر ہو گیا

٤٦۔ حدیث زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟)) قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ۔ قَالَ: ((أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَ كَافِرٌ، فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهِ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِي وَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ))۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی اور رات کو بارش ہو چکی تھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا، معلوم ہے تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) تمہارے رب کا ارشاد ہے کہ صبح ہوئی تو میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے اور کچھ میرے منکر ہوئے۔ جس نے کہا اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہمارے لیے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور ستاروں کا منکر ہے اور جس نے کہا کہ فلاں تارے کے فلاں جگہ پر آنے سے بارش ہوئی وہ میرا منکر ہے اور ستاروں پر ایمان رکھتا ہے۔

**لغوی توضیح** إِثْرِ السَّمَاءِ سے مراد بارش ہے۔ بِنَوْءِ كَذَا فلاں ستارے کی وجہ سے۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کہے فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی اور یہ عقیدہ رکھے کہ ستارہ بذاتِ خود بارش نازل کر سکتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو جاتا ہے، جمہور علما کی یہی رائے ہے۔ البتہ اگر کوئی یہ بات کہے مگر اس کا عقیدہ یہ ہو کہ اصل میں بارش نازل کرنے کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے اور ستارے محض علامت و نشانی ہیں تو پھر وہ کافر نہیں ہوتا لیکن یہ بھی مکروہ ہے، کیونکہ یہ کلمہ کفر و غیر کفر کے درمیان متردد ہے۔[1] شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ درحقیقت ستارے بارش نہیں لا سکتے بلکہ وہ تو ہوائیں بھی نہیں چلا سکتے۔[2]

٤٦۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 156 باب یستقبل الإمام الناس إذا سلّم (846) مسلم (71) حمیدی (813)۔

① [منة المنعم فی شرح مسلم (93/1)]

② [شرح مسلم للنووی (136/2)]

③ [القول المفید (519/1)]

## (31) باب الدليل على ان حب الانصار من الایمان

## انصار سے محبت رکھنا ایمان کی دلیل ہے

٤٧۔ حدیث اَنَسٍ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( آيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے کینہ رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔

٤٨۔ حدیث الْبَراء ﷺ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( الْأَنْصَارُ لا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ ))۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا۔ پس جو شخص ان سے محبت رکھے گا اس سے اللہ تعالیٰ محبت رکھے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھے گا۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ انصاری صحابہ سے محبت بھی ایمان کا حصہ ہے، کیونکہ ان لوگوں نے نبی ﷺ کی محبت اور دین اسلام کی نصرت وحمایت میں اپنی ہر سستی و مہنگی چیز خرچ کر دی، خود تنگ ہوئے لیکن نبی ﷺ اور آپ کے مہاجر ساتھیوں کو سکون پہنچایا، اپنے نفسوں پر انہیں ترجیح دی، کفار کے خلاف جہاد کے سلسلے میں اپنی جانیں اور اپنے مال پیش کر دیئے اور ایسی شجاعت کا مظاہرہ کیا کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا ہر مومن کے دل میں ان کی محبت ہے اور ان سے نفرت وہی کرتا ہے جس کے دل میں ایمان نہیں بلکہ کفر ونفاق ہے۔

## (32) باب بيان نقصان الايمان بنقص الطاعات

## اطاعت اور عبادت کی کمی سے ایمان کے کم ہونے کا بیان

٤٩۔ حدیث اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ إِلَى الْمُصَلَّى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ)) فَقُلْنَ: وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: (( تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَ دِينٍ أَذْهَبَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف لے گئے۔ وہاں آپ عورتوں کے قریب سے گزرے تو فرمایا، اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کرو، کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ تم ہی کو دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو، باوجود عقل اور دین میں ناقص ہونے کے میں نے تم سے زیادہ کسی کو بھی ایک عقل مند اور تجربہ کار

---

٤٧۔ البخاری فی: کتاب الإیمان: 10 باب علامة الإیمان حب الانصار (17) مسلم (74) احمد (13608)۔

٤٨۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 4 باب حب الانصار (3783) مسلم (75) ابن ماجه (163)۔

٤٩۔ البخاری فی: کتاب الحیض: 6 باب ترك الحائض الصوم (304) مسلم (80) ابن ماجه (1288)۔

لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْداكُنَّ)) قُلْنَ : وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنا وَعَقْلِنا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : ((اَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْاَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟)) قُلْنَ : بَلٰى ' قَالَ: ((فَذَالِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا ' اَلَيْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟ )) قُلْنَ : بَلٰى ' قَالَ: ((فَذَالِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا ))۔

آدمی کو دیوانہ بنا دینے والا نہیں دیکھا۔ عورتوں نے عرض کی اور ہمارے دین اور ہماری عقل میں نقصان کیا ہے یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی سے نصف نہیں؟ انہوں نے کہا' جی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بس یہی اس کی عقل کا نقصان ہے پھر آپ نے پوچھا کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہو تو نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے؟ عورتوں نے کہا ایسا ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

**لغوی توضیح** اُرِيْتُكُنَّ مجھے دکھایا گیا ہے (یعنی معراج کی رات)۔ تَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ لُبّ عقل۔ اَلْحَازِم مضبوط و ضابط شخص۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا دین اور عقل مردوں سے کم ہے۔ یاد رہے کہ یہ بات مجموعی اعتبار سے ہے کیونکہ انفرادی اعتبار سے یہ ممکن ہے کہ بہت سی عورتیں بہت سے مردوں سے زیادہ عقل مند اور دین پر عمل پیرا ہوں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہنم میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوگی۔ لہٰذا خواتین کو ایک تو شوہروں کی نافرمانی و ناشکری سے بچنا چاہیے اور دوسرے زیادہ سے زیادہ صدقہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ صدقہ آتشِ جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ آگ سے بچو خواہ کھجور کی گٹھلی صدقہ کر کے ہی۔[1]

## (34) باب بیان کون الایمان باللہ تعالی افضل الاعمال

## اللہ پر ایمان لانا سب اعمال سے افضل عمل ہے

٥٠۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ : اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ فَقَالَ : ((اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ )) قِيْلَ: ثُمَّ مَاذا ؟ قَالَ: ((اَلْجِهَادُ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ )) قِيلَ: ثُمَّ مَاذا ؟ قَالَ: (( حَجٌّ مَبْرُورٌ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ کہا گیا اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا، اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ کہا گیا پھر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، حج مبرور۔

**لغوی توضیح** حَجٌّ مَبْرُوْرٌ وہ حج جو مسنون طریقے کے مطابق ادا کیا جائے اور نیکی و تقویٰ کے ساتھ تکمیل تک پہنچے، اس میں کسی بھی نافرمانی، عورتوں سے قربت یا جھگڑے وغیرہ کا ارتکاب نہ کیا گیا ہو۔

٥٠۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 18 باب من قال إن الإیمان ھو العمل (26) مسلم (83) ترمذی (1658)۔

[1] [بخاری : کتاب الزکاۃ : باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ (1417)]

٥١۔ حديث أبي ذر رضي الله عنه قال سألت النبي ﷺ أي العمل أفضل؟ قال: "إيمان بالله وجهاد في سبيله" قلت: فأي الرقاب أفضل؟ قال: ((أغلاها ثمنا وأنفسها عند أهلها)) قلت: فإن لم أفعل؟ قال: ((تعين صانعا أو تصنع لأخرق)) قال: فإن لم أفعل؟ قال: ((تدع الناس من الشر فإنها صدقة تصدق بها على نفسك))۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے پوچھا کس طرح کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا، جو سب سے زیادہ قیمتی ہو اور مالک کی نظر میں جو بہت زیادہ پسندیدہ ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر مجھ سے یہ نہ ہو سکے؟ آپ نے فرمایا، پھر کسی مسلمان کاری گر کی مدد کر یا کسی بے ہنر کی۔ انہوں نے کہا کہ میں یہ بھی نہ کر سکوں؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھ یہ بھی ایک صدقہ ہے جسے تم خود اپنے اوپر کرو گے۔

**لغوی توضیح** أغلاها ان میں سب سے قیمتی۔ أنفسها ان میں سب سے عمدہ۔ أخرق جو کوئی بھی ہنر نہ جانتا ہو۔

٥٢۔ حديث عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال سألت النبي ﷺ أي العمل أحب إلى الله؟ قال: ((الصلاة على وقتها)) قال: ثم أي؟ قال: ((ثم بر الوالدين)) قال: ثم أي؟ قال: ((الجهاد في سبيل الله))۔ قال حدثني بهن، ولو استزدته لزادني۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا۔ پھر پوچھا، اس کے بعد؟ فرمایا والدین کے ساتھ نیک معاملہ رکھنا۔ پوچھا اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے مجھے یہ تفصیل بتائی اور اگر میں اور سوالات کرتا تو آپ اور زیادہ بھی بتلاتے (لیکن میں نے بطور ادب کے خاموشی اختیار کی)۔

**فهم الحديث** درج بالا تینوں اور اس معنی کی دیگر احادیث جن میں نبی ﷺ سے افضل عمل کے بارے میں سوال اور آپ کی طرف سے مختلف جوابات کا ذکر ہے، اہل علم نے ان میں یوں تطبیق دی ہے کہ آپ ﷺ نے ہر بار ضرورت کے مطابق جواب دیا اور جس عمل کی ضرورت زیادہ تھی اسی کو افضل قرار دے دیا، یعنی اگر جہاد کی ضرورت زیادہ تھی تو اسے افضل کہہ دیا اور اگر نماز کی پابندی کی ضرورت زیادہ تھی تو اسے افضل قرار دے دیا وغیرہ۔ (واللہ اعلم)

## (35) باب كون الشرك اقبح الذنوب و بيان اعظمها بعده

## اس امر کا بیان کہ شرک سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور اس کے بعد دوسرے کون سے بڑے گناہ ہیں

٥٣۔ حديث عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے

٥١۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 2 باب اى الرقاب افضل (2518) مسلم (84) ابن ماجه (2523)۔
٥٢۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 5 باب فضل الصلاة لوقتها (527) مسلم (85) ترمذى (173)۔
٥٣۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 3 باب قوله تعالى: "فلا تجعلوا لله اندادًا" مسلم (86)۔

قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)) قُلْتُ: اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيمٌ، قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ ((وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ)) قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: ((اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ)) ۔

پوچھا' اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو واقعی سب سے بڑا گناہ ہے۔ پھر اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔ میں نے پوچھا اور اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا، یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔

**لغوی توضیح** نِدًّا مثل، نظیر، شریک۔ حَلِيْلَةَ جَارِكَ پڑوسی کی بیوی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور شرک یہ ہے کہ اللہ کی توحید ربوبیت، الوہیت یا اسماء وصفات میں کسی کو اس کے برابر سمجھا جائے۔ شرک توحید کی ضد ہے جیسے کفر ایمان کی ضد ہے۔[1] قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے گا معاف کر دے گا۔[2] اسی باعث نبی ﷺ نے ایک صحابی کو یہ وصیت فرمائی تھی کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا خواہ تمہیں قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے۔[3]

## (36) باب بيان الكبائر واكبرها

## کبیرہ گناہوں اور ان میں سب سے بڑے گناہ کا بیان

٥٤۔ حديث اَبِي بَكْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ)) ثَلَاثًا، قَالُوا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: ((اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) وَجَلَسَ، وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَقَالَ ((اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ)) قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ تین بار آپ نے اسی طرح فرمایا۔ صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا' اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ آپ اس وقت تک ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا' ہاں اور جھوٹی گواہی بھی۔ حضرت ابوبکرہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس جملے کو اتنی مرتبہ دہرایا کہ ہم کہنے لگے کاش! آپ خاموش ہو جاتے۔

٥٥۔ حديث اَنَسٍ ﷺ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْكَبَائِرِ قَالَ: ((اَلْاِشْرَاكُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے کبیرہ گناہوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا'

---

٥٤۔ البخاری فی: 52 کتاب الشهادات: 10 باب ما قيل فی شهادة الزور (2654) مسلم (87) ترمذی (1901)۔

٥٥۔ البخاری فی: 52 کتاب الشهادات: 10 باب ما قيل فی شهادة الزور (2653) مسلم (88) ترمذی (1207)۔

---

① [الايمان حقيقته، خوارمه (ص: 109)] ② [سورة النساء: آيت 48]

③ [صحيح: صحيح الترغيب (2516) ارواء الغليل (7/89)]

بِـالـلّٰـهِ، وَعقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَشَهادَةُ الزُّورِ))۔

ماں باپ کی نافرمانی کرنا، کسی کی جان لینا اور جھوٹی گواہی دینا۔

٥٦۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقاتِ)) قَالُوا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاهُنَّ؟ قَالَ: ((الشِّرْكُ بِـاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِـالْحَـقِّ، وَاَكْلُ الرِّبَا، وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّی يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سات گناہوں سے جو تباہ کر دینے والے ہیں، بچتے رہو۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ! وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، کسی کی ناحق جان لینا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی (یعنی جنگ) میں سے بھاگ جانا اور پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر تہمت لگانا۔

٥٧۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ)) قِيلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: ((يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ پوچھا گیا یارسول اللہ! کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص دوسرے کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا تو دوسرا بھی (جواب میں) اس کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا۔

**لغوی توضیح:** الْمُوبِقَات ہلاک کرنے والے۔ التَّوَلِّی فرار اختیار کرنا، بھاگ جانا۔ يَوْمَ الزَّحْف جنگ کے روز، جس روز دشمن کے ساتھ مڈبھیڑ ہو۔ قَذْفُ تہمت لگانا۔ الْمُحْصَنَات پاکدامنہ عورتوں پر۔

**فہم الحدیث:** ان احادیث میں کبیرہ (یعنی بڑے) گناہوں کا ذکر ہوا ہے۔ کبیرہ گناہ وہ ہوتا ہے جس کی کوئی حد مقرر ہو، یا جس پر جہنم کی وعید ہو، یا جس پر لعنت یا غضب کا ذکر ہو۔[1] یہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ اور اگر کوئی ان کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے تو باقی چھوٹے گناہ اللہ تعالیٰ مختلف نیک اعمال کے ذریعے بھی معاف فرما دیتے ہیں، جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّـاٰتِ ﴾ [هود: ١١٤] "نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔" اسی طرح ایک حدیث میں وضوء کے ذریعے بھی گناہ جھڑنے کا ذکر ہے۔[2]

---

٥٦۔ البخاري في: 55 كتاب الوصايا: 23 باب قول الله تعالى: "إن الذين ياكلون ..." (2766) مسلم (89)۔

٥٧۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 4 باب لا يسب الرجل والديه (5973) مسلم (90) ترمذي (1902)۔

---

[1] [مجموع الفتاوى لابن تيمية (650/11)]  [2] [مسلم: كتاب الطهارة (244)]

## (38) باب من مات لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة

## جو شخص شرک سے پاک حالت میں مرے وہ جنت میں جائے گا

٥٨۔ حديث عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ)) وَقُلْتُ أَنَا: ((مَن ماتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص اس حالت میں مرے کہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہراتا تھا تو وہ جہنم میں جائے گا۔ اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو اس حال میں مرا کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں جائے گا۔

٥٩۔ حديث أَبِي ذَرٍّ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي فَأَخْبَرَنِي، أَوْقَالَ بَشَّرَنِي، أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)).

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (خواب میں میرے پاس) ایک آنے والا (فرشتہ) آیا اس نے خبر دی یا آپ نے یہ فرمایا کہ اس نے مجھے خوشخبری دی کہ میری امت میں سے جو کوئی اس حال میں مرے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نے کوئی شریک نہ ٹھہرایا ہو تو وہ جنت میں جائے گا (ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) اس پر میں نے پوچھا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اگرچہ اس نے چوری کی ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگرچہ زنا کیا ہو اگرچہ چوری کی ہو۔

٦٠۔ حديث أَبِي ذَرٍّ ﷺ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ، ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَالِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کے جسم مبارک پر سفید کپڑا تھا اور آپ سو رہے تھے۔ پھر دوبارہ حاضر ہوا تو آپ بیدار ہو چکے تھے پھر آپ نے فرمایا، جس بندے نے بھی کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو مان لیا اور پھر اسی پر وہ مرا تو جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا چاہے اس نے زنا کیا ہو؟ چاہے اس نے چوری کی ہو؟ آپ نے فرمایا کہ چاہے اس نے زنا کیا ہو چاہے اس نے چوری کی ہو۔ میں نے (حیرت کی وجہ سے تین مرتبہ) عرض کیا کہ چاہے اس نے زنا کیا ہو یا اس نے چوری کی ہو؟ تو آپ ﷺ نے (تینوں مرتبہ یہی) فرمایا کہ چاہے اس نے زنا کیا ہو

---

٥٨۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 1 باب فی الجنائز (1238) مسلم (92)۔

٥٩۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 1 باب فی الجنائز (1237) مسلم (94)۔

٦٠۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 24 باب الثیاب البیض، مسلم (94)۔

عَلٰی رَغْمِ اَنْفِ اَبِی ذَرٍّ)) ۔ وَكَانَ اَبُو ذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِی ذَرٍّ۔

چاہے اس نے چوری کی ہو، خواہ ابوذر کی ناک ہی خاک آلود ہو جائے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو آپ ﷺ کے یہ الفاظ ''اگر چہ ابوذر کی ناک خاک آلودہ ہو'' ضرور بیان کرتے۔

**فهم الحديث** ان احادیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب ابدی جہنمی نہیں ہیں بلکہ وہ اگر جہنم میں داخل ہو بھی گئے تو اپنے گناہوں کی سزا پا کر بالآخر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

## (39) باب تحريم قتل الكافر بعد ان قال لا اله الا الله

## کافر اگر کلمہ لا الہ الا اللہ کہہ دے تو اس کا قتل کرنا حرام ہے

٦١ ۔ حديث الْمِقْدَادِ بْنِ الاَسْوَدِ رضی اللہ عنہ، (هُوَ الْمِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ) اَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ، فَاقْتَتَلْنَا، فَضَرَبَ اِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ، ءَاَقْتُلُهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَا تَقْتُلْهُ )) فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُ قَطَعَ اِحْدَى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( لَا تَقْتُلْهُ، فَاِنْ قَتَلْتَهُ فَاِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهُ، وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ اَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ)) ۔

حضرت مقداد بن اسود یعنی مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ، بنی زہرہ کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا اگر کسی موقع پر میری کسی کافر سے ٹکر ہو جائے اور ہم دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش میں لگ جائیں اور وہ میرے ایک ہاتھ پر تلوار مار کر اسے کاٹ ڈالے پھر وہ مجھ سے بھاگ کر ایک درخت کی پناہ لے کر کہے، میں اللہ پر ایمان لے آیا، تو کیا یارسول اللہ! اس کے اس اقرار کے بعد پھر بھی میں اسے قتل کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اسے قتل نہ کرنا۔ انہوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! وہ پہلے میرا ایک ہاتھ بھی کاٹ چکا ہے؟ اور یہ اقرار میرے ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا ہے؟ آپ نے پھر بھی یہی فرمایا۔ کہ اسے قتل نہ کر، کیوں کہ اگر تو نے اسے قتل کر ڈالا تو اسے قتل کرنے سے پہلے جو تمہارا مقام تھا اب اس کا وہ مقام ہوگا (یعنی جنت) اور تمہارا مقام وہ ہوگا جو اس کا مقام اس وقت تھا جب اس نے اس کلمہ کا اقرار نہیں کیا تھا (یعنی جہنم)۔

**لغوی توضیح** لَاذَ فعل ماضی کا صیغہ ہے باب لَاذَ يَلُوْذُ (بروزن نصر) سے، معنی ہے پناہ پکڑنا۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کلمہ پڑھنے والے کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے خواہ حالات یہ بتا رہے ہوں کہ اس نے محض اپنی جان بچانے کے لیے ہی کلمہ پڑھا ہے، دل کی تصدیق سے نہیں۔ کیونکہ حکم ظاہر پر لگایا جاتا ہے، کسی بھی بندے کو اس

٦١ ۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 12 باب حدثني خليفة (4019) مسلم (95) ابو داود (2644) ۔

بات کا مکلف نہیں بنایا گیا کہ وہ پوشیدہ باتوں کی بھی معرفت حاصل کرے۔آئندہ حدیث بھی اسی کا ثبوت ہے۔

٦٢۔ حدیث أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ، وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ عَنْهُ، وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((يَا أُسَامَةُ! أَقَتَلْتَهُ بَعْدَمَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟)) قُلْتُ كَانَ مُتَعَوِّذًا، فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا۔ہم نے صبح کے وقت ان پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی۔ پھر میں اور ایک اور انصاری صحابی اس قبیلہ کے ایک شخص (مرواس بن عمرو) سے بھڑ گئے۔ جب ہم نے اس پر غلبہ پا لیا تو وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا۔انصاری تو فوراً ہی رک گیا لیکن میں نے اسے اپنے برچھے سے قتل کر دیا۔ جب ہم لوٹے تو نبی ﷺ کو بھی اس کی خبر ہوئی۔ آپ نے دریافت فرمایا اسامہ کیا اس کے لا الہ الا اللہ کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ قتل سے بچنا چاہتا تھا (اس نے کلمہ دل سے نہیں پڑھا) آپ بار بار یہی فرماتے رہے (کیا تم نے اس کے لا الہ الا اللہ کہنے پر بھی اسے قتل کر دیا) حتی کہ میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے اسلام نہ لاتا۔

## (40) باب قول النبی ﷺ من حمل علینا السلاح فلیس منا

## رسول اللہ ﷺ کا فرمان جس نے مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں

٦٣۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم سے نہیں ہے۔

٦٤۔ حدیث أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم سے نہیں۔

**فهم الحديث** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے خلاف اسلحہ اٹھانا حرام ہے اور جو ایسا کرے گا وہ بغاوت وسرکشی کا مرتکب ہو کر مسلمانوں کی جماعت سے نکل جائے گا' حاکم وقت ایسے لوگوں کو بلا کر ان کے شبہات دور کرنے کی کوشش کرے گا اور انہیں جماعت میں شرکت کی دعوت دے گا۔اگر وہ تسلیم کر لیں تو درست ورنہ ان کے راہ راست پر آنے تک ان سے قتال کیا جائے

٦٢۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 45 باب بعث النبي اسامة بن زيد (4269) مسلم (96) ابو داود (2643)۔
٦٣۔ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 7 باب قول النبي من حمل علينا السلاح فليس منا (6874) مسلم (98)۔
٦٤۔ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 7 باب قول النبي من حمل علينا السلاح فليس منا (7071) مسلم (100)۔

گا۔جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿ فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْئَ اِلٰی اَمْرِ اللّٰہِ ﴾[الحجرات : ۹] باغی گروہ سے لڑائی کرو حتی کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں۔"

## (42) باب تحريم ضرب الخدود وشق الجيوب والدعاء بدعوى الجاهلية

## رخسار پیٹنا' گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کے سے نعرے لگانا حرام ہے

٦٥۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ، وَشَقَّ الْجُيُوْبَ ' وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص (کسی میت پر) اپنے رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور عہدِ جاہلیت کی سی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

**لغوی توضیح** اَلْخُدُوْدَ جمع ہے خَد کی، معنی ہے رخسار۔ اَلْجُيُوْبَ جمع ہے جَيْب کی، معنی ہے گریبان۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ مصیبت و تکلیف کے وقت جزع فزع اور چیخ و پکار کرنا جائز نہیں اور جاہلیت کی پکار (یعنی ہلاکت و بربادی کی دعائیں، بین کرنا، نوحہ کرنا وغیرہ) بھی حرام ہے۔ قرآن میں ہدایت یافتہ انہیں کہا گیا ہے جو مصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں اور زبان سے یہ الفاظ نکالتے ہیں ﴿ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ﴾ ۔[1]

٦٦۔ حديث أَبِي مُوْسٰى رضی اللہ عنہ' وَجِعَ أَبُو مُوْسٰى وَجَعًا شَدِيْدًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حِجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ ' فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا ' فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَنَا بَرِيْءٌ مِمَّنْ بَرِيءَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَرِيءَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیمار پڑے ایسے کہ ان پر غشی طاری تھی اور ان کا سر ان کی ایک بیوی (ام عبداللہ بنت ابی رومہ) کی گود میں تھا (وہ ایک زوردار چیخ مار کر رونے لگی) ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت کچھ بول نہ سکے لیکن جب ان کو ہوش ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں بھی اس کام سے بیزار ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے (کسی غم کے وقت) چلا کر رونے والی' سر منڈوا دینے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورتوں سے اپنی بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔

**لغوی توضیح** الصَّالِقَة مصیبت کے وقت بلند آوازیں نکالنے والی۔ الْحَالِقَة مصیبت کے وقت سر منڈانے والی۔ الشَّاقَّة مصیبت کے وقت کپڑے پھاڑنے والی۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت چیخ و پکار کرنے والی عورتوں سے نبی ﷺ کا کوئی تعلق نہیں۔ ایک روایت

---

٦٥۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز 39 باب ليس منا من ضرب الخلود (1294) مسلم (103) ابن ماجه (1584)۔

٦٦۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 38 باب ما ينهى من الحلق (1296) مسلم (104) ابن حبان (3150)۔

[1] [سورۃ البقرۃ: آیت 156]

میں ہے کہ نوحہ خوانی جاہلیت کا کام ہے اور اگر نوحہ کرنے والی عورت توبہ کیے بغیر مرجائے تو اسے روز قیامت گندھک کی شلوار اور خارش کی قمیص پہنائی جائے گی۔①

## (43) باب بیان غلظ تحریم النمیمة

## چغلی کھانے کی حرمت کا بیان

٦٧۔ حدیث حُذَیْفَةَ ﷺ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ))۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

**لغوی توضیح** قَتَّات باب قَتَّ یَقُتُّ (بروزن نصر) سے ماخوذ ہے۔ معنی ہے چغل خور۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ چغل خوری بہت بڑا گناہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ دو قبروں کے قریب سے گزرے تو فرمایا کہ انہیں عذاب دیا جا رہا ہے اور ان میں سے ایک کو چغل خوری کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے۔② امام منذریؒ نے نقل فرمایا ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ چغلی حرام اور اللہ کے ہاں کبیرہ گناہ ہے۔③ یہاں یہ یاد رہے کہ جنت میں داخل نہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ چغل خور ابتدائی طور پر جنت میں داخل نہیں ہوگا، تاہم بعد میں اپنے گناہ کی سزا پا کر بالآخر جنت میں داخل ہو جائے گا۔

## (44) باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار والمن بالعطیة وتنفیق السلعة بالحلف وبیان الثلاثة الذین لا یکلمهم الله یوم القیامة ولا ینظر الیهم ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم

## تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے، احسان کرکے جتانے اور جھوٹی قسم کھا کر مال تجارت بیچنے کی سخت حرمت کا بیان اور ان تین آدمیوں کا ذکر جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہ کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا

٦٨۔ حدیث اَبِیْ هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثَةٌ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ: رَجُلٌ کَانَ لَهٗ فَضْلُ مَاءٍ بِالطَّرِیْقِ فَمَنَعَهٗ مِنَ ابْنِ السَّبِیْلِ، وَرَجُلٌ بَایَعَ اِمَامَهٗ لَا یُبَایِعُهٗ اِلَّا لِدُنْیَا، فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِیَ، وَاِنْ لَمْ یُعْطِهٖ مِنْهَا سَخِطَ، وَرَجُلٌ اَقَامَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ تین طرح کے لوگ وہ ہوں گے جن کی طرف قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نظر بھی نہیں اٹھائے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا؛ ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں ضرورت سے زیادہ پانی ہو اور اس نے کسی مسافر کو اس کے استعمال سے روک دیا۔ دوسرا وہ شخص جو کسی حاکم سے بیعت صرف دنیا کے لئے کرے کہ اگر وہ حاکم اسے کچھ دے تو وہ راضی رہے ورنہ خفا ہو جائے۔ تیسرے وہ شخص جو اپنا

٦٧۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 50 باب ما یکره من النمیمة (6056) مسلم (105)۔

٦٨۔ البخاری فی: 42 کتاب المساقاة: 5 باب إثم من منع ابن السبیل (2358) مسلم (108) بغوی (1669)۔

① [مسلم: کتاب الجنائز (934)] ② [بخاری (218) مسلم (292)]

③ [کما فی توضیح الأحکام (452/7)]

سِلْعَتَهُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ وَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ لَقَدْ اَعْطَيْتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا ' فَصَدَّقَهُ رَجُلٌ )) ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا ﴾ [آل عمران : ۷۷] ۔

(بیچنے کا) سامان عصر کے بعد لے کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں! مجھے اس سامان کی قیمت اتنی اتنی مل رہی تھی۔ اس پر ایک شخص نے اسے سچ سمجھا (اور اس کی بتائی ہوئی قیمت پر اس سامان کو خرید لیا) پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی "بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ تو ان سے بات چیت کرے گا اور نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہیں۔

**لغوی توضیح** فَضْلُ مَاءٍ زائد، بچا ہوا پانی۔ سِلْعَتَهُ اپنا سامان، سودا، سامانِ تجارت۔

## (45) باب بيان غلظ تحريم قتل الانسان نفسه وان من قتل نفسه بشيء عذب به في النار' وانه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة

## خودکشی کے سخت حرام ہونے اور خودکشی کرنے والے کا عذابِ جہنم میں مبتلا ہونے اور جنت میں سوائے مسلمان کے کسی کے نہ جانے کا بیان

٦٩۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا اَبَدًا ' وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسُمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا اَبَدًا ' وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ فَحَدِيدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا اَبَدًا )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے پہاڑ سے اپنے آپ کو گرا کر خودکشی کر لی وہ جہنم کی آگ میں ہو گا اور اس میں ہمیشہ پہاڑ سے گرتا رہے گا اور جس نے زہر پی کر خودکشی کر لی تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی آگ میں وہ اسے اسی طرح ہمیشہ پیتا رہے گا اور جس نے لوہے کے کسی ہتھیار سے خودکشی کر لی تو اس کا ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی آگ میں ہمیشہ کے لیے وہ اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔

**لغوی توضیح** تَرَدَّى اپنے نفس کو گرا لیا۔ تَحَسَّى پی لیا۔ سُمًّا زہر۔ يَجَأُ مارتا رہے گا۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ خودکشی حرام اور کبیرہ گناہ ہے اور اسی حرمت کا بیان اس باب کی آئندہ احادیث میں ہے۔

---

٦٩۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 56 باب شرب السم والدواء به (1365) مسلم (109) ۔

لیکن ان میں جو ایسے شخص کے ہمیشہ جہنم میں رہنے یا اس پر جنت کے حرام ہونے کا ذکر ہے وہ محض اس گناہ کی شناعت کے بیان کے لیے ہے ورنہ اہل السنہ کے ہاں یہ قاعدہ مسلم ہے کہ جو بھی کبیرہ گناہوں کا مرتکب اسلام کی حالت میں دنیا سے رخصت ہو وہ اپنے گناہ کی سزا پا کر بالآخر جنت میں داخل ہو ہی جائے گا۔[1] جیسا کہ پیچھے بھی اس مفہوم کی احادیث گزر چکی ہیں کہ جس نے شرک نہ کیا اور خواہ کتنے ہی کبیرہ گناہ کیے ہوں بالآخر وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۷۰۔ حدیث ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رضی اللہ عنہ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: (( مَنْ حَلَفَ عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ ))۔

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ اصحاب شجرہ (بیعت رضوان کرنے والوں) میں سے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر قسم کھائے (میں فلاں کام کروں تو عیسائی بن جاؤں) تو وہ ایسے ہی ہو جائے گا جیسے اس نے کہا اور کسی انسان پر ان چیزوں کی نذر صحیح نہیں ہوتی جو اس کے اختیار میں نہ ہوں اور جس نے دنیا میں کسی چیز سے خودکشی کر لی اسے اسی چیز سے آخرت میں عذاب ہوگا اور جس نے کسی مسلمان پر لعنت بھیجی تو یہ اس کا خون کرنے کے برابر ہے اور جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس کا خون کیا۔

۷۱۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَيْبَرَ، فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ: (( هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ )) فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ، فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! الَّذِي قُلْتَ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا، وَقَدْ مَاتَ، فَقَالَ ﷺ (( إِلَى النَّارِ )) قَالَ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ، فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنْ بِهِ جِرَاحًا شَدِيدًا،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں موجود تھے۔ آپ نے ایک شخص کے متعلق جو خود کو مسلمان کہتا تھا، فرمایا کہ یہ شخص دوزخ والوں میں سے ہے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو وہ شخص (مسلمانوں کی طرف سے) بڑی بہادری کے ساتھ لڑا اور وہ زخمی بھی ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخ میں جائے گا، آج تو وہ بڑی بے جگری کے ساتھ لڑا ہے اور (زخمی ہو کر) مر بھی گیا ہے۔ آپ نے اب بھی وہی جواب دیا کہ جہنم میں گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ممکن تھا کہ بعض لوگوں کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہو جاتا۔ لیکن ابھی لوگ اسی غور و فکر میں تھے کہ کسی نے بتایا کہ ابھی وہ مرا نہیں ہے

۷۰۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 44 باب ما ینهی من السباب (1363) مسلم (110) ابو داود (3257)۔

۷۱۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 182 باب إن الله يؤيد الدين بالرجل الفاجر (3062) مسلم (111)۔

[1] [فتح الباری (227/3) شرح مسلم للنووی (187/2)]

فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الْجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ : فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذٰلِكَ ، فَقَالَ : (( اَللّٰهُ اَكْبَرُ ! اَشْهَدُ اَنِّي عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ )) ثُمَّ اَمَرَ بِلَالًا فَنَادَى فِي النَّاسِ: (( اِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ )) ۔

البتہ زخم کاری ہے۔ پھر جب رات آئی تو اس نے زخموں کی تاب نہ لاکر خودکشی کرلی۔ جب آپ ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا، اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے لوگوں میں یہ اعلان کر دیا کہ مسلمان کے سوا جنت میں کوئی اور داخل نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنے دین کی امداد کسی فاجر شخص سے بھی کرالیتا ہے۔

۷۲۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَلْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى عَسْكَرِهٖ ، وَمَالَ الْآخَرُوْنَ اِلٰى عَسْكَرِهِمْ ، وَفِي اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً اِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهٖ ، فَقَالُوْا كَمَا اَجْزَاَ مِنَّا الْيَوْمَ اَحَدٌ كَمَا اَجْزَاَ فُلَانٌ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( اَمَا اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ )) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : اَنَا صَاحِبُهُ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ ، وَاِذَا اَسْرَعَ اَسْرَعَ مَعَهُ ، قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا ، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهٖ بِالْاَرْضِ ، وَذُبَابُهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰى نَفْسِهٖ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ! قَالَ : (( وَمَا ذَاكَ )) ؟

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی (اپنے اصحاب کے ہمراہ احد یا خیبر کی لڑائی میں) مشرکین سے مڈ بھیڑ ہوئی اور جنگ چھڑ گئی پھر جب آپ (اس دن لڑائی سے فارغ ہوکر) اپنے پڑاؤ کی طرف واپس ہوئے اور مشرکین اپنے پڑاؤ کی طرف تو آپ کی فوج کے ساتھ ایک شخص تھا۔ لڑائی لڑنے میں اس کا یہ حال تھا کہ مشرکین کا کوئی آدمی بھی اگر کسی طرف نظر آجاتا تو اس کا پیچھا کر کے وہ شخص اپنی تلوار سے اسے قتل کر دیتا۔ سہل رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق کہا کہ آج جتنی سرگرمی کے ساتھ فلاں شخص لڑا ہے ہم میں کوئی بھی اس طرح نہ لڑ سکا۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ وہ شخص دوزخی ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے (اپنے دل میں) کہا اچھا میں اس کا پیچھا کروں گا۔ (دیکھوں حضور ﷺ نے اسے کیوں دوزخی فرمایا ہے) وہ اس کے ساتھ ساتھ (دوسرے دن لڑائی میں موجود) رہا جب کبھی وہ کھڑا ہو جاتا تو یہ بھی کھڑا ہو جاتا اور جب وہ تیز چلتا تو یہ بھی اس کے ساتھ تیز چلتا۔ آخر وہ شخص زخمی ہو گیا، زخم بڑا گہرا تھا۔ اس لئے اس نے چاہا کہ موت جلدی آجائے اور اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھ کر اس کی دھار کو سینے کے مقابلہ میں کرلیا اور تلوار پر گر کر اپنی جان دے دی اب وہ صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت

---

۷۲۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 77 باب لا یقول فلان شهید (2898) مسلم (112) ۔

قَالَ: الرَّجُلُ الَّذِيْ ذَكَرْتَ آنِفًا اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ، فَقُلْتُ: اَنَا لَكُمْ بِهِ، فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ، ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْاَرْضِ، وَذُبَابُهُ بَيْنَهُ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ)).

میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔آپ نے دریافت فرمایا کیا بات ہوئی؟ انہوں نے بیان کیا کہ وہی شخص جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے ،صحابہ پر آپ کا فرمان بڑا شاق گذرا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ تم سب لوگوں کی طرف سے میں اس کے متعلق تحقیق کرتا ہوں۔ چنانچہ میں اس کے پیچھے ہولیا اس کے بعد وہ شخص سخت زخمی ہوا اور چاہا کہ جلدی موت آجائے اس لئے اس نے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھ کر اس کی دھار کو اپنے سینے کے مقابل کرلیا اور اس پر گر کر خود جان دے دی۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ ایک آدمی زندگی بھر بظاہر اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے اور ایک آدمی بظاہر اہل دوزخ کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت میں ہوتا ہے۔

**لغوی توضیح** نَصْلَ سَيْفِهِ تلوار کا پھل۔ذُبَابُهُ تلوار کی دھار۔تَحَامَلَ مائل ہوا۔آنِفًا ابھی۔

٧٣۔ **حدیث** جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزِعَ، فَاَخَذَ سِكِّيْنًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَاَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)).

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پچھلے زمانے میں ایک شخص (کے ہاتھ میں) زخم ہوگیا تھا اور اسے اس سے بڑی تکلیف تھی آخر اس نے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خون بہنے لگا اور اسی سے وہ مرگیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے خود میرے پاس آنے میں جلدی کی اس لئے میں نے بھی جنت کو اس پر حرام کردیا۔

**لغوی توضیح** سِكِّيْنًا چھری۔حَزَّ کاٹ ڈالا۔بَادَرَ جلدی کی۔

## (46) غلظ تحريم الغلول وانه لا يدخل الجنة الا المؤمنون

## مال غنیمت میں چوری کرنا سخت حرام ہے اور جنت میں صرف ایمان دار ہی داخل ہوں گے

٧٤۔ **حدیث** اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم نے خیبر فتح کیا تو مال

٧٢۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 77 باب لا يقول فلان شهيد (2898) مسلم (112)۔

٧٣۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 50 باب ما ذكر عن بني إسرائيل (1364) مسلم (113) ابن حبان (5988)۔

٧٤۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (4234) مسلم (115) ابوداود (2711)۔

افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً ' إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالحوائِطَ ' ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ إِلَى وَادِي الْقُرٰى وَمَعَهُ عَبْدٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ ' أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ ' فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتّٰى أَصَابَ ذٰلِكَ الْعَبْدَ ' فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَلٰى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا)) فَجَاءَ رَجُلٌ ' حِيْنَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ' بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ ' فَقَالَ: هٰذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ))۔

غنیمت میں ہمیں سونا اور چاندی [illegible] ملکہ گائے، اونٹ، سامان اور باغات ملے تھے پھر ہم رسول اللہ [illegible] طرف لوٹے۔ آپ ﷺ کے ساتھ ایک مدعم نامی غلام تھا جو بنی ضباب کے ایک صحابی نے آپ کو ہدیہ میں دیا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ کسی نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر اس کو لگا۔ لوگوں نے کہا مبارک ہو شہادت! لیکن حضور ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو چادر اس نے خیبر میں تقسیم سے پہلے مال غنیمت میں سے چرائی تھی وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے۔ یہ سن کر ایک دوسرے صحابی ایک یا دو تسمے لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یہ میں نے اٹھا لئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی جہنم کا تسمہ بنتا۔

**لغوی توضیح** اَلْحَوَائِط جمع ہے حَائِط کی، معنی ہے باغات۔ وَادِي الْقُرٰى مدینہ کے قریب ایک مقام کا نام۔ سَهْمٌ عَائِرٌ جس تیر کے مارنے والے کا پتہ نہ چلے۔ شِرَاك تسمہ۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ مال غنیمت میں خیانت حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ (مال غنیمت میں) خیانت نہ کرو کیونکہ خیانت خائن کے لیے دنیا و آخرت میں آگ اور عار ہے۔[1] امام شوکانی نے کہا ہے خیانت حرام ہے خواہ چھوٹی ہو یا بڑی۔[2] امام نووی نے خیانت کے کبیرہ گناہ ہونے پر اجماع نقل فرمایا ہے۔[3]

## (51) باب هل يؤاخذ باعمال الجاهلية

## کیا زمانہ کفر کے اعمال پر مؤاخذہ ہوگا؟

٧٥۔ حديث ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ ' قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي

حضرت ابن مسعود ؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے جو گناہ جاہلیت کے زمانہ میں کئے ہیں کیا ان کا مؤاخذہ ہم سے ہو

---

٧٥۔ البخاري في: 88 كتاب استتابة المرتدين: 1 باب إثم من اشرك بالله (6921) مسلم (120)۔

---

① [حسن صحيح صحيح ابن ماجه ' ابن ماجه (2850) مسند احمد (316/5) دارمی (2487)]

② [نيل الأوطار (60/5)] ③ [شرح مسلم للنووی (456/6)]

الْجَاهِلِيَّةِ ؟ قَالَ (( مَنْ اَحْسَنَ فِي الاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ' وَمَنْ اَسَاءَ فِي الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِالاَوَّلِ وَالآخِرِ ))۔

گا؟ آپ نے فرمایا جو شخص اسلام کی حالت میں نیک اعمال کرتا رہا اس سے جاہلیت کے گناہوں کا مؤاخذہ نہ ہوگا اور جو شخص مسلمان ہو کر بھی برے کام کرتا رہا اس سے دونوں زمانوں کے گناہوں کا مؤاخذہ ہوگا۔

**فہم الحدیث** اس حدیث کا مفہوم جو محققین کی جماعت نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جس شخص نے ظاہر و باطن کے ساتھ اسلام قبول کیا اور حقیقی مسلمان بنا، اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (جیسا کہ حدیث ہے کہ اَلْاِسْلَامُ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ[1]) اور جس نے بظاہر تو اسلام قبول کیا مگر دل سے اسلام قبول نہ کیا تو یہ شخص منافق ہے اور اپنے کفر پر باقی ہے، اس سے اظہارِ اسلام کے بعد کے گناہوں کے ساتھ ساتھ جاہلیت کے گناہوں کا بھی مؤاخذہ کیا جائے گا۔[2]

## (52) باب كون الاسلام يهدم ماقبله وكذا الهجرة والحج

## حج اور ہجرت سے اگلے گناہوں کا معاف ہو جانا

٧٦۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ' اَنَّ نَاسًا مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوْا قَدْ قَتَلُوْا وَاَكْثَرُوْا ' وَزَنَوْا وَاَكْثَرُوْا ' فَاَتَوْا مُحَمَّدًا ﷺ فَقَالُوْا : اِنَّ الَّذِي تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً ' فَنَزَلَ۔ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ﴾ [الفرقان : ٦٨] وَنَزَلَ: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلَى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ [الزمر : ٥٣] ۔

حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ مشرکین میں بعض نے قتل کا گناہ کیا تھا اور کثرت سے کیا تھا۔ اسی طرح زنا کاری بھی کثرت سے کرتے رہے تھے۔ پھر وہ آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ یعنی (اسلام) یقیناً اچھی چیز ہے لیکن ہمیں یہ بتائیے کہ اب تک ہم نے جو گناہ کئے ہیں وہ اسلام لانے سے معاف ہوں گے یا نہیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی " اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا اور کسی معبود کو نہیں پکارتے اور کسی بھی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے ہاں مگر حق کے ساتھ۔ نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔" اور یہ آیت نازل ہوئی " آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو! جو اپنے نفسوں پر زیادتیاں کر چکے ہو اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔"

## (53) باب حكم عمل الكافر اذا اسلم بعده

## کافروں کے نیک اعمال جو انہوں نے حالت کفر میں کیے اور بعد میں مسلمان ہو گئے ہیں ان اعمال کا اجر ملے گا

٧٧۔ حديث حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ ؓ ' قَالَ

حضرت حکیم بن حزام ؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول

٧٦۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 39 سورة الزمر (4810) مسلم (122) ابوداود (4274) ۔
٧٧۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 24 باب من تصدق في الشرك ثم اسلم (1436) مسلم (123) ۔

[1] [مسلم: كتاب الايمان (121)]
[2] [شرح مسلم للنووی (2/200)]

: قُلْتُ یارَسُوْلَ اللّٰہِ ! اَرَاَیْتَ اَشْیَاءَ کُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِھَا فِی الْجَاھِلِیَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ اَوْ عَتَاقَةٍ وَصِلَةِ رَحِمٍ ' فَھَلْ فِیْھَا مِنْ اَجْرٍ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا سَلَفَ مِنْ خَیْرٍ))۔

اللہ! ان نیک کاموں سے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جنہیں میں جاہلیت کے زمانہ میں صدقہ' غلام آزاد کرنے اور صلہ رحمی کی صورت میں کیا کرتا تھا۔ کیا ان کا مجھے ثواب ملے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی ان تمام نیکیوں کے ساتھ اسلام لائے ہو جو پہلے گذر چکی ہیں۔

**لغوی توضیح** اَتَحَنَّثُ (بروزن تفعل) کامعنی ہے، میں عبادت وتقرب کی غرض سے جوکام کرتا تھا۔

**فقہ الحدیث** یہ حدیث اس بات کا ثبوت ہے کہ کافر اگر مسلمان ہوجائے اور پھر اسلام کی حالت میں ہی فوت ہوتو اسے ان اچھے کاموں کا بھی اجر ملتا ہے جو اس نے زمانہ کفر میں کیے ہوتے ہیں۔

## (54) باب صدق الایمان واخلاصه

## ایمان کی سچائی اور اخلاص کا بیان

۷۸۔ حدیث عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ' قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ۔ ﴿ اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ﴾ ۔ شَقَّ ذٰلِکَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ ' فَقَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّنَا لَا یَظْلِمُ نَفْسَہٗ ! قَالَ : (( لَیْسَ ذٰلِکَ ' اِنَّمَا ھُوَ الشِّرْکُ ' اَلَمْ تَسْمَعُوْا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ وَھُوَ یَعِظُہٗ ﴿ یَا بُنَیَّ لَاتُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴾ ۔

حضرت ابن مسعود ؓ نے بیان کیا کہ جب آیت '' جولوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہیں کی'' [الانعام:۸۲] نازل ہوئی' مسلمانوں پر بڑا شاق گزرا اور انہوں نے عرض کیا ہم میں کون ایسا ہوسکتا ہے جس نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کی ملاوٹ نہ کی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں۔ آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ '' اے بیٹے ! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا' بے شک شرک بڑا ہی ظلم ہے۔'' [لقمان:۱۳]

## (56) باب تجاوز الله عن حديث النفس والخواطر بالقلب اذا لم تستقر

## شیطانی وسوسے' دل کے اندیشے اور خیال اگر دل میں راسخ نہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرماتا ہے

۷۹۔ حدیث اَبِیْ ھُرَیْرَةَ ؓ' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: (( اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِیْ مَا حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسُھَا مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَتَکَلَّمْ))۔

حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کو خیالات فاسدہ کی حد تک معاف کیا ہے جب تک کہ اس پر عمل نہ کرے یا اسے زبان سے ادا نہ کرے۔

---

۷۸۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 1 باب قول الله تعالی "ولقد آتینا لقمان الحکمة" (32) مسلم (124) ۔

۷۹۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 11 باب الطلاق فی الإغلاق (2528) مسلم (127) ابو داود (2209) ۔

## (57) باب اذا هم العبد بحسنة كتبت واذا هم بسيئة لم تكتب

## جب کوئی شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو نیکی لکھ لی جاتی ہے اور جب برائی کا ارادہ کرتا ہے تو نہیں لکھی جاتی

۸۰۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا ، إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ ، وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِمِثْلِهَا ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب اپنے اسلام کو عمدہ بنا لے (یعنی نفاق اور ریا کاری سے پاک کر لے) تو ہر نیک کام جو وہ کرتا ہے اس کے عوض دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر برا کام جو کرتا ہے تو وہ اتنا ہی لکھا جاتا ہے (جتنا کہ اس نے کیا ہے)۔

۸۱۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ ، قَالَ : قَالَ (( إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ، ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً ، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ ، إِلَى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ ، إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا ، كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً ، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا، اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کر دی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کر دیا ہے پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بھی پوری ایک نیکی کا ثواب درج فرما لیتا ہے۔ اور اگر کسی نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے یہاں دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھی ہیں اور اس سے بڑھا کر! اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اپنے یہاں ایک نیکی لکھی ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے یہاں اس کے لئے ایک برائی لکھی ہے۔

**فهم الحديث** یہ حدیث ثبوت ہے کہ اللہ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے[1] جیسا کہ نیکی کے ارادے پر ہی ایک نیکی لکھ لی جاتی ہے جبکہ برائی کے ارادے پر کچھ نہیں لکھا جاتا اور نیکی کرنے پر دس سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھ لی جاتی ہے جبکہ برائی کرنے پر صرف ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے۔

---

۸۰۔ البخاري في: 2 كتاب الإيمان: 31 باب حسن إسلام المرء (42) مسلم (129) ابن حبان (228)۔

۸۱۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 31 باب من هم بحسنة او بسيئة (6491) مسلم (131)۔

---

[1] [بخاری : كتاب التوحيد : باب وكان عرشه على الماء (7422)]

## (58) باب الوسوسة في الايمان وما يقول من وجدها

## وسوسے کا بیان، جب وسوسہ آئے تو کیا کہنا چاہیے

٨٢۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَأْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ: مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ مَنْ خَلَقَ كَذَا؟ حَتّٰى يَقُوْلَ: مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ؟ فَإِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَالْيَنْتَهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کسی کے پاس شیطان آتا ہے اور تمہارے دل میں پہلے تو یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی فلاں چیز کس نے پیدا کی؟ اور آخر میں بات یہاں تک پہنچاتا ہے کہ خود تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا؟ جب کسی شخص کو ایسا وسوسہ ڈالے تو اسے اللہ سے پناہ مانگنی چاہیے اور شیطانی خیال کو چھوڑ دے۔

٨٣۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَائَلُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: هٰذَا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ؟))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان برابر سوال کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ سوال کرے گا کہ یہ تو اللہ ہے، ہر چیز کا پیدا کرنے والا۔ لیکن اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ (معاذ اللہ شیطان ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالے گا)۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ جب انسان کو اس طرح کے کفریہ اور برے خیالات و وساوس آئیں تو اسے فوراً شیطان سے پناہ پکڑنی چاہیے۔ اس کے لیے یہ کلمات کہے جا سکتے ہیں "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ"۔

## (59) وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار

## جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارے اس کی سزا دوزخ ہے

٨٤۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنِ صَبْرٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اس لئے قسم کھائی کہ کسی مسلمان کا مال (جھوٹ بول کر) مار لے تو جب وہ اللہ سے ملے گا اللہ اس پر ناراض ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس فرمان کی تصدیق میں یہ آیت نازل کی۔ "بیشک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی قیمت پر بیچتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں کوئی بھلائی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ

٨٢۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبليس وجنوده (3276) مسلم (134) ابو داود (4721)۔

٨٣۔ البخاري في: 96 كتاب الاعتصام: 3 باب ما يكره من كثرة السؤال، مسلم (135)۔

٨٤۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 3 سورة آل عمران 3 باب إن الذين يشترون بعهد الله (2356) مسلم (138)۔

لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ﴾ إِلَى آخر الآية، قَالَ فَدَخَلَ الأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قُلْنَا: كَذَا وَكَذَا، قَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ: كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِينُهُ)) فَقُلْتُ: إِذًا يَحْلِفُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)).

تو ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہیں۔" [آل عمران:۷۷] راوی کا بیان ہے کہ حضرت اشعث رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور پوچھا ابوعبدالرحمٰن (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے آپ لوگوں سے کوئی حدیث بیان کی ہے؟ ہم نے بتایا کہ ہاں اس طرح سے بیان کی ہے۔ اشعث نے اس پر کہا کہ یہ آیت تو میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میرے ایک چچا کے بیٹے کی زمین میں میرا ایک کنواں تھا (ہمارا اس پر جھگڑا ہوا اور مقدمہ آپ ﷺ تک پہنچا تو) آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تو گواہ پیش کر یا پھر اس کی قسم پر فیصلہ ہوگا' میں نے کہا پھر تو یارسول اللہ! وہ (جھوٹی) قسم کھا لے گا۔ آپ نے فرمایا کہ جو جھوٹی قسم اس لئے کھائے کہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان کا مال ہڑپ لے اور اس کی نیت بری ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ اس پر نہایت ہی غضبناک ہوگا۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال ہڑپ لینا بہت بڑا گناہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے جھوٹی قسم کھا کر کسی کی پیلو کی ایک ٹہنی بھی ہڑپ لی اس پر آگ واجب ہوگئی۔[1]

## (60) باب الدليل على ان من قصد اخذ مال غيره بغير حق كان القاصد مهدر الدم في حقه وان قتل كان في النار وان من قتل دون ماله فهو شهيد

## جو شخص کسی کا مال ناحق چھیننے کی کوشش کرے تو اس کا خون مباح ہے اور اگر وہ اس کوشش میں قتل ہو جائے تو جہنم میں جائے گا اور مال والا اگر اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے

۸۵۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ)).

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے۔

۸۴۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 3 سورة آل عمران 3 باب إن الذين يشترون بعهد الله (2356) مسلم (138)۔

۸۵۔ البخاری فی: 46 کتاب المظالم: 33 باب من قاتل دون ماله' مسلم (141) احمد (6533)۔

[1] [مسلم: كتاب الايمان: باب من اقتطع بيمينه حق امرئ مسلم (137)]

**فھم الحدیث** ایک دوسری روایت میں مال کے ساتھ دین' اہل وعیال اور نفس کا بھی ذکر ہے۔[1] اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی کے مال' جان یا عزت پر حملہ کرے تو اس سے لڑائی کی جا سکتی ہے اور اس دوران اگر اپنا دفاع کرنے والا قتل کر دیا جائے تو وہ شہید ہے اور اگر حملہ کرنے والا مارا جائے تو اس کا خون رائیگاں جائے گا' نہ تو قاتل پر اس کا کوئی گناہ ہوگا اور نہ ہی اس سے قصاص و دیت کا مطالبہ کیا جائے گا۔

## (61) باب استحقاق الوالي الغاش لرعية النار

## رعایا کے حقوق میں خیانت کرنے والا حاکم جہنم کا حق دار ہے

٨٦۔ حدیث مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ ﷺ' اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَهُ فِي مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ' فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ اِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ' سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: (( مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ ))۔

عبیداللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے اس مرض میں آئے جس میں ان کا انتقال ہوا' تو حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی رعیت کا حاکم بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

**لغوی توضیح** اَسْتَرْعَاهُ حاکم وسربراہ بنائے۔ رَعِيَّة اس کی جمع رعایا ہے' مراد ہے عوام ومحکومین۔

**فھم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حکام وامراء پر عوام کو دھوکہ دینا اور ان کے حقوق غصب کرنا حرام وکبیرہ گناہ ہے اور ایسے حکام پر جنت حرام ہے۔ اس لیے اگر کوئی حاکم وامیر چاہتا ہے کہ اسے جنت میں داخلہ مل جائے تو وہ اپنی رعایا کے مکمل حقوق ادا کرے' ان پر ظلم وزیادتی نہ کرے' ان سے ناانصافی نہ کرے' ان پر ناجائز ٹیکسوں کا بوجھ نہ ڈالے' انہیں دہشت گردوں اور لٹیروں سے تحفظ فراہم کرے وغیرہ وغیرہ۔ حکمران کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عادل حاکم روز قیامت ان سات خوش نصیبوں میں سے ایک ہوگا جسے اللہ اپنا سایہ عطا فرمائیں گے۔[2]

## (62) باب رفع الامانة والايمان من بعض القلوب وعرض الفتن على القلوب

## بعض دلوں سے امانت اور ایمان کے اٹھ جانے اور فتنوں کے طاری ہونے کا بیان

٨٧۔ حدیث حُذَيْفَةَ ﷺ' قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ' رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا' وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْآخَرَ' حَدَّثَنَا (( اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں ارشاد فرمائیں۔ ایک کا ظہور تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی

٨٦۔ البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 8 باب من استرعى رعية فلم ينصح (7150) مسلم (142)۔

٨٧۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 35 باب رفع الامانة (6497) مسلم (143) ترمذي (2179)۔

① [صحيح: صحيح الجامع الصغير (6445) نسائي (4095) ترمذي (1421)]

② [بخاري (660) مسلم (1031)]

جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ' ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ )) وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ: (( يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ ' فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْوَكْتِ ' ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ ' فَيَبْقَى اَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ ' فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ ' فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ فَلَا يَكَادُ اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ ' فَيُقَالُ اِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا ' وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَهُ وَمَا اَظْرَفَهُ وَمَا اَجْلَدَهُ ! وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ )).

وَلَقَدْ اَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا اُبَالِي اَيُّكُمْ بَايَعْتُ ' لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْاِسْلَامُ ' وَاِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ ' فَاَمَّا الْيَوْمَ ' فَمَا كُنْتُ اُبَايِعُ اِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا.

گہرائیوں میں اترتی ہے۔ پھر قرآن شریف سے پھر حدیث شریف سے اس کی مضبوطی ہوتی جاتی ہے اور آپ نے ہم سے اس کے اٹھ جانے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ آدمی ایک نیند سوئے گا اور (اسی میں) امانت اس کے دل سے ختم ہو جائے گی اور اس بے ایمانی کا ہلکا نشان پڑ جائے گا۔ پھر ایک اور نیند لے گا تو اب اس کا نشان چھالے کی طرح ہو جائے گا جیسے تو پاؤں پر ایک چنگاری لڑھکائے تو ظاہر میں ایک چھالا پھول آتا ہے اس کو پھولا دیکھتا ہے پر اندر کچھ نہیں ہوتا پھر حال یہ ہو جائے گا کہ صبح اٹھ کر لوگ خرید و فروخت کریں گے اور کوئی شخص امانت دار نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا کہ بنی فلاں میں ایک اور امانت دار شخص ہے کسی شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ کتنا عقل مند ہے، کتنا بلند حوصلہ ہے اور کتنا بہادر ہے! حالانکہ اس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان (امانت) نہیں ہوگا۔

(حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے ایک ایسا وقت بھی گذارا ہے کہ میں اس کی پروا نہیں کرتا تھا کہ کس سے خرید و فروخت کرتا ہوں اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کو اسلام (بے ایمانی سے) روکتا تھا اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کا مددگار اسے روکتا تھا۔ لیکن اب میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے خرید و فروخت ہی نہیں کرتا۔

**لغوی توضیح** جَذْر اصل۔ الْوَکْت کالا نقطہ۔ الْمَجْل چھالا، جو ہاتھ وغیرہ پر زیادہ کام کی وجہ سے نکل آتا ہے۔ نَفِطَ بڑا ہونا، بلند ہونا۔ مُنْتَبِرًا پھولا ہوا، بلند۔

**فہم الحدیث** نبی ﷺ کی یہ پیش گوئی آج ہمیں من وعن مکمل نظر آتی ہے کہ ہر طرف بے ایمانی اور بد دیانتی کا بازار گرم ہے، جھوٹ فریب اور دھوکہ دہی عام ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں امانت و دیانت بالکل ختم ہو چکی ہے بلکہ امانت دار آج بھی موجود ہیں مگر آٹے میں نمک کے برابر، اکثریت بے ایمانوں کی ہی ہے۔ (العیاذ باللہ)

## (63) باب بیان ان الاسلام بدأ غریبا وسیعود غریبا وانه یارز بین المسجدین

## اسلام کی ابتدا غربت کے ساتھ ہوئی اور اسلام دوبارہ اسی حالت میں لوٹ آئے گا اور سمٹ کر دو مسجدوں تک رہ جائے گا

٨٨۔ حدیث حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: کُنَّا

حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ

٨٨۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 4 باب الصلاة کفارة (525) مسلم (144) ابن ماجه (3955)۔

جُلُوْسًا عِنْدَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَقَالَ : اَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفِتْنَةِ ؟ قُلْتُ : اَنَا كَمَا قَالَهُ ' قَالَ اِنَّكَ عَلَيْهِ اَوْ عَلَيْهَا لَجَرِيءٌ ' قُلْتُ ((فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ وَالنَّهْيُ )) قَالَ : لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ وَلٰكِنِ الْفِتْنَةَ الَّتِي تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ ' قَالَ : لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَاْسٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا ' قَالَ: اَيُكْسَرُ اَمْ يُفْتَحُ ؟ قَالَ : يُكْسَرُ ' قَالَ: اِذًا لَا يُغْلَقُ اَبَدًا۔

آپ نے پوچھا فتنہ سے متعلق نبی ﷺ کی کوئی حدیث تم میں سے کسی کو یاد ہے؟ میں بولا مجھے اسی طرح یاد ہے جیسے آپ ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم رسول اللہ ﷺ سے فتن کو معلوم کرنے میں بہت بے باک تھے۔ میں نے کہا کہ انسان کے گھر والے' مال' اولاد اور پڑوسی سب فتنہ (کی چیز) ہیں اور نماز' روزہ' صدقہ' اچھی بات کے لئے لوگوں کو حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا ان فتنوں کا کفارہ ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سے اس کے متعلق نہیں پوچھتا مجھے تم اس فتنہ کے بارے میں بتلاؤ جو سمندر کی موج کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا بڑھے گا۔ اس پر میں نے کہا کہ یا امیر المومنین! آپ اس سے خوف نہ کھایئے آپ کے اور فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ پوچھا کیا وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا (صرف) کھولا جائے گا۔ میں نے کہا کہ توڑ دیا جائے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ بول اٹھے کہ پھر تو وہ کبھی بھی بند نہیں ہو سکے گا۔

قُلْنَا: اَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ؟ قَالَ نَعَمْ' كَمَا اَنَّ دُوْنَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ ' اِنِّي حَدَّثْتُهُ بِحَدِيْثٍ لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ ۔

(راوی نے کہا کہ) ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا عمر رضی اللہ عنہ اس دروازہ کے متعلق کچھ علم رکھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! بالکل اسی طرح جیسے دن کے بعد رات کے آنے کا۔ میں نے تم سے ایک ایسی حدیث بیان کی ہے جو قطعاً غلط نہیں۔

فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَ حُذَيْفَةَ فَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَاَلَهُ' فَقَالَ : اَلْبَابُ عُمَرُ۔

(راوی کا کہنا ہے) ہمیں اس کے متعلق حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھنے میں ڈر ہوتا تھا اس لئے ہم نے مسروق رحمہ اللہ سے کہا تو انہوں نے پوچھا تو آپ نے بتایا وہ دروازہ خود عمر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

**لغوی توضیح** اَلْاِسْلَامُ بَدَأَ غَرِيْبًا اسلام اجنبی شروع ہوا، یعنی چند قلیل افراد میں پھر پھیلا اور غالب آ گیا۔ اَلَّتِي تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ وہ فتنہ جو سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا، مراد اس کی شدت، عظمت، پھیلاؤ اور وسعت ہے۔ بَابًا مُغْلَقًا بند دروازہ، مراد عمر رضی اللہ عنہ ہیں، ان کی حیاتِ طیبہ میں کوئی بڑا فتنہ رونما نہیں ہوا لیکن ان کی شہادت کے بعد ایسا فتنوں کا دروازہ کھلا جو آج تک بند نہیں ہو سکا۔

۸۹۔ **حدیث** اَبِي هُرَيْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ — حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

۸۹۔ البخاری فی: 29 کتاب فضائل المدینة: 6 باب الایمان یارز إلی المدینة (1876) مسلم (147) ۔

ﷺ قَالَ: (( اَنَّ الْاِيْمَانَ لَيَاْرِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا تَاْرِزُ الْحَيَّةُ اِلَى جُحْرِهَا))۔

(قیامت کے قریب) ایمان مدینہ میں اس طرح سمٹ آئے گا جیسے سانپ سمٹ کر اپنے بل میں آ جاتا ہے۔

**لغوی توضیح** لَيَاْرِزُ سمٹ آنا، سکڑ آنا۔ اَلْحَيَّة سانپ۔ جُحْر بل۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں مدینہ منورہ کی فضیلت کا بیان ہے۔ اس لیے مدینہ میں رہائش اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ فرمانِ نبوی کے مطابق مدینہ میں فوت ہونے والے کی نبی ﷺ سفارش فرمائیں گے۔[1]

## (65) باب جواز الاستسرار للخائف

## اگر جان کا خوف ہو تو ایمان کا پوشیدہ رکھنا جائز ہے

۹۰۔ حدیث حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( اكْتُبُوْا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالْاِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ)) فَكَتَبْنَا لَهُ اَلْفًا وَخَمْسِمِائَةِ رَجُلٍ، فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ اَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ ؟ فَلَقَدْ رَاَيْتُنَا ابْتُلِيْنَا حَتَّى اِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَحْدَهُ وَهُوَ خَائِفٌ۔

حضرت حذیفہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو لوگ اسلام کا کلمہ پڑھ چکے ہیں ان کے نام لکھ کر میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ہم نے ڈیڑھ ہزار مردوں کے نام لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کیے اور ہم نے آپ سے عرض کیا، ہماری تعداد ڈیڑھ ہزار ہوگئی ہے، اب ہم کو کیا ڈر ہے۔ لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ (نبی کریم ﷺ کے بعد) ہم فتنوں میں اس طرح گھر گئے کہ اب مسلمان تنہا نماز پڑھتے ہوئے بھی ڈرنے لگا ہے۔

**فہم الحدیث** حذیفہ ؓ کا مطلب یہ تھا کہ عہد نبوی میں تو ہم ڈیڑھ ہزار ہونے پر بے خوف ہو گئے تھے اور اب ہزاروں لاکھوں ہونے کے باوجود حق بات کہنے سے ڈرتے ہیں۔ کچھ تو ڈر کے مارے نماز بھی گھر میں ہی پڑھ لیتے ہیں۔ حذیفہ ؓ نے یہ بات اس وقت کہی جب ولید بن عقبہ عثمان ؓ کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا اور نمازیں اتنی دیر سے پڑھتا کہ معاذ اللہ۔ آخر بعض متقی لوگ اول وقت نماز پڑھ لیتے اور پھر اس کے ڈر سے جماعت میں بھی شریک ہو جاتے۔[2]

## (66) باب تالف قلب من يخاف على ايمانه لضعفه والنهي عن القطع بالايمان من غير دليل قاطع

## ضعیف الایمان شخص کی دلجوئی کرنا اور جب تک ایمان کا یقین نہ ہو کسی شخص کو مومن نہیں کہنا چاہیے

۹۱۔ حدیث سَعْدٍ ؓ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَعْطَى رَهْطًا وَسَعْدٌ جَالِسٌ، فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا هُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ،

حضرت سعد ؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو کچھ عطیہ دیا اور سعد ؓ وہاں موجود تھے (وہ کہتے ہیں کہ) آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کو کچھ نہ دیا۔ حالانکہ وہ ان میں مجھے سب سے زیادہ

---

۹۰۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد 181 باب كتابة الإمام للناس (3060) مسلم (149) ابن ماجه (4029)۔

۹۱۔ البخاري في: 2 كتاب الإيمان: 19 باب إذا لم يكن الإسلام على الحقيقة (27) مسلم (150)۔

[1] [صحيح: هداية الرواة (2681) ترمذی (3917)]

[2] [ماخوذ از شرح بخاری ، مولانا داود راز (تحت الحديث :3060)]

فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّي لَارَاهُ مُؤْمِنًا ' فَقَالَ : ((اَوْمُسْلِمًا !)) فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي فَقُلْتُ : مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّي لَارَاهُ مُؤْمِنًا ؟ فَقَالَ: ((اَوْمُسْلِمًا!)) فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَعْلَمُ مِنْهُ' فَعُدْتُ لِمَقَالَتِي' وَعَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ' ثُمَّ قَالَ: ((يَا سَعْدُ ! اِنِّي لَاُعْطِي الرَّجُلَ ' وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ ))۔

پسند تھا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلاں کو کچھ نہ دیا حالانکہ میں اسے مومن گمان کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مومن یا مسلمان؟ میں تھوڑی دیر خاموش رہا پھر اس کے متعلق میرے خیالات نے مجھے دوبارہ بولنے پر مجبور کیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے فلاں کو کچھ نہ دیا، حالانکہ اللہ کی قسم' وہ میرے مشاہدے کے مطابق مومن ہے۔ آپ نے فرمایا مومن یا مسلمان؟ میں تھوڑی دیر چپ رہ کر ایک بار پھر اپنی معلومات کی وجہ سے پہلی بات کو دہرانے لگا رسول اللہ نے بھی اپنا جواب دہرایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے سعد! باوجود یہ کہ ایک شخص مجھے زیادہ عزیز ہے (پھر بھی میں اسے چھوڑ کے) کسی اور کو اس خوف کی وجہ سے یہ مال دے دیتا ہوں کہ اللہ اسے آگ میں اوندھا ڈال دے۔

**لغوی توضیح** رَهْطًا گروہ۔ خَشْيَةَ اَنْ يَكُبَّهُ اللّٰهُ اس ڈر سے کہ کہیں اللہ اسے آگ میں نہ ڈال دے (اس وجہ سے کہ وہ اپنے ایمان کی کمزوری کی وجہ سے اسلام سے پھر جائے)۔

## (67) باب زيادة طمانينة القلب بتظاهر الأدلة

## دلیلوں کے زوردار ہونے سے دل کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہے

۹۲۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ (( نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ :۔ ﴿رَبِّ اَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ﴾ ۔ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا' لَقَدْكَانَ يَاْوِي اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ' وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُولَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِيَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں جبکہ انہوں نے کہا تھا کہ "میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم ایمان نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں' لیکن یہ صرف اس لئے تاکہ میرے دل کو زیادہ اطمینان ہو جائے" اور اللہ لوط علیہ السلام پر رحم کرے کہ وہ زبردست رکن (یعنی خداوند کریم) کی پناہ لیتے تھے اور اگر میں اتنی مدت تک قید خانے میں رہتا جتنی مدت تک یوسف علیہ السلام رہے تو میں بلانے والے کی بات ضرور مان لیتا۔

**فہم الحدیث** "ہم ابراہیم علیہ السلام سے شک کے زیادہ حقدار ہیں" اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے شک کی وجہ سے مردوں کو زندہ ہوتے دیکھنے کا مطالبہ کیا تھا بلکہ انہوں نے مزید اطمینانِ قلب کے لیے یہ مطالبہ کیا تھا اور ایک حدیث بھی ہے کہ آنکھوں

۹۲۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 11 باب قوله عز وجل "ونبئهم عن ضيف إبراهيم" (3372) مسلم (151)۔

دیکھا سنی سنائی بات کی طرح نہیں۔[1] علاوہ ازیں نبی ﷺ نے جو شک کا لفظ استعمال کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ابراہیم علیہ السلام نے شک کا اظہار کیا ہوتا تو ہم ان سے زیادہ شک کے حقدار ہوتے (لیکن انہوں نے شک نہیں کیا اس لیے ہم بھی شک نہیں کرتے)۔

## (68) باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ الی جمیع الناس ونسخ الملل بملته

## محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ آپ تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور دین اسلام نے تمام دینوں کو منسوخ کر دیا ہے

٩٣ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُهُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللَّهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایسے معجزات دیئے گئے جن (کو دیکھ کر لوگ ان) پر ایمان لے آئیں (ان کے اثرات باقی نہیں رہے) اور مجھے جو معجزہ دیا گیا وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ نے مجھ پر نازل کی ہے (اس کا اثر قیامت تک رہے گا) اس لئے مجھے امید ہے کہ روز قیامت میرے تابعدار لوگ دیگر پیغمبروں کے تابعداروں سے زیادہ ہوں گے۔

**فهم الحديث** اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے عظیم معجزے قرآن کریم کا ذکر کیا گیا جس کا اعجاز تا قیامت باقی رہے گا۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ یہی وہ واحد کتاب ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے، سنی جاتی ہے، حفظ کی جاتی ہے، ہر رمضان میں ہزاروں لاکھوں مساجد میں دورانِ نماز تلاوت کی جاتی ہے اور آج اگر سب سے زیادہ کوئی مذہب قبول کیا جا رہا ہے تو وہ اسی قرآنی تعلیمات پر مبنی مذہب اسلام ہی ہے۔

٩٤ - حديث أَبِي مُوسَى ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (( ثَلَاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ، رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَآمَنَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ، وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوكُ إِذَا أَدَّى حَقَّ اللَّهِ وَحَقَّ مَوَالِيهِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ ))۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین شخص ہیں جن کے لئے دُگنا اجر ہے۔ ایک وہ جو اہل کتاب سے ہو اور اپنے نبی پر اور محمد ﷺ پر ایمان لائے اور دوسرا وہ غلام جو اپنے آقا اور اللہ (دونوں) کا حق ادا کرے اور تیسرا وہ آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو وہ اسے تربیت دے تو اچھی تربیت دے، تعلیم دے تو عمدہ تعلیم دے پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کے لئے دُگنا اجر ہے۔

٩٣- البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 1 باب کیف نزول الوحی واول ما نزل (4981) مسلم (152)۔

٩٤- البخاری فی: 3 کتاب العلم: 31 باب تعلیم الرجل امته واهله (97) مسلم (154) ابوداود (2053)۔

[1] صحیح: صحیح الجامع الصغیر (5373) مسند احمد (215/1)]

## (69) باب نزول عیسی ابن مریم حاکما بشریعة نبینا محمد ﷺ

## جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے وہ شریعت محمدی کے موافق فیصلے کریں گے

٩٥ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ (( وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ زمانہ آنے والا ہے جب ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) تم میں ایک عادل اور منصف حاکم کی حیثیت سے اتریں گے وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیروں کو مار ڈالیں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی زیادتی ہو گی کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا۔

**لغوی توضیح** لَيُوشِكَنَّ عنقریب ایسا ہوگا۔ حَكَمًا یعنی حکمران جو شریعت محمدی کے مطابق فیصلے کرے گا، معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اگر کوئی نبی بھی آئے گا تو اسے آپ کی ہی شریعت پر چلنا ہوگا تو پھر آپ کی بات کے مقابلے میں کسی امام یا بزرگ کی بات کی کیا حیثیت ہے۔ اَلْمُقْسِط عدل کرنے والا۔ يَكْسِرُ الصَّلِيبَ صلیب توڑ دیں گے، یعنی حقیقت میں صلیب توڑ کر نصاریٰ کے عقائد کی تردید کردیں گے۔ يَضَعُ الْجِزْيَةَ جزیہ ختم کردیں گے، یعنی کفار سے صرف اسلام ہی قبول کریں گے اور اگر کوئی اسلام قبول نہیں کرتا تو اس سے جنگ کریں گے۔ يُفِيضُ الْمَال مال زیادہ ہو جائے گا، کیونکہ ظلم کا خاتمہ اور عدل وانصاف کا قیام لوگوں میں خیر و برکت کے نزول کا باعث بن جائے گا۔

٩٦ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ (( كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب عیسیٰ علیہ السلام تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔

**لغوی توضیح** إِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تمہارا امام تم میں سے ہوگا، یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو وہ نماز نہیں پڑھائیں گے بلکہ اس وقت تم میں موجود کوئی شخص ہی نماز پڑھائے گا۔[1]

## (70) باب بیان الزمن الذی لا یقبل فیه الایمان

## اس وقت کا بیان جب ایمان لانا مقبول نہ ہوگا

٩٧ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ (( لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع

٩٥ـ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 102 باب قتل الخنزير (2222) مسلم (155) ابن ماجه (4078)۔

٩٦ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 49 باب نزول عيسى ابن مريم۔

٩٧ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 6 سورة الانعام: 9 باب هلمّ شهدائكم (4635) مسلم (157)۔

[1] [كشف المشكل لابن الجوزى (882/1) فيض القدير (74/5)]

تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا ' فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَاالنَّاسُ آمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ ' وَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا )) ثُمَّ قَرَاَالآيَة [الانعام : ١٥٨] ۔

نہ ہو لے۔ جب مغرب سے سورج طلوع ہوگا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لائیں گے۔ لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ''کیا یہ اس بات کے منتظر ہیں؟ کہ ان کے پاس فرشتے آئیں؟ یا تیرا رب آئے؟ یا تیرے رب کی بعض نشانیاں آئیں؟ جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں آ جائیں گی تو کسی شخص کو جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا نہ اسے جس نے اپنے ایمان کی حالت میں نیکیاں نہ کی ہوں، کہہ دے کہ منتظر رہو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں۔''

٩٨۔ حديث اَبِى ذَر رضی اللہ عنہ ' قَالَ : دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ ' فَلَمَّا غَرُبَتِ الشَّمْسُ قَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِي اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ؟)) قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ' قَالَ: (( فَاِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَاْذِنُ فِي السُّجُوْدِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَاَنَّهَا قَدْ قِيْلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ ' فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا)) ثُمَّ قَرَاَ﴿ ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا ﴾۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر جب سورج غروب ہوا تو آپ نے فرمایا اے ابو ذر! کیا تمہیں معلوم ہے یہ کہاں جاتا ہے؟ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، یہ جاتا ہے اور سجدہ کی اجازت چاہتا ہے پھر اسے اجازت دی جاتی ہے اور ایک وقت اسے کہا جائے گا کہ واپس وہاں جاؤ جہاں سے آئے ہو۔ چنانچہ وہ مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی '' ذلك مستقر لها '' ۔

**فهم الحديث** سورج کا مغرب سے طلوع ہونا قیامت کی دس بڑی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ وہ دس نشانیاں یہ ہیں؛ خروج دجال، ظہور مہدی، نزول عیسیٰ علیہ السلام، یاجوج ماجوج کا خروج، دھویں کا ظہور، دابۃ الارض کا خروج، مغرب سے طلوع شمس، تین خسف، آگ کا ظہور اور صرف بدترین لوگوں کا باقی رہ جانا۔ ایک روایت میں مغرب سے طلوع آفتاب کے ساتھ ساتھ دو اور نشانیوں کا بھی ذکر ہے کہ جب ان کا ظہور ہوگا تو کسی کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا اور وہ دو نشانیاں دھوئیں کا ظہور اور دابۃ الارض کا خروج ہے۔ [1]

## (71) باب بدء الوحي الى رسول الله — رسول اللہ ﷺ پر نزولِ وحی کے آغاز کی کیفیت

٩٩۔ حديث عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ پر وحی کا ابتدائی دور اچھے

٩٨۔ البخاری فی:97 كتاب التوحيد: 22 باب وكان عرشه على الماء... (3199) مسلم (159) ۔

٩٩۔ البخاری فی: 1 كتاب بدء الوحي: 3 باب حدثنا يحيى ابن بكير (3) مسلم (160) عبد الرزاق (9791) ۔

[1] [مسلم : كتاب الايمان : باب بيان الزمن الذى لا يقبل فيه الايمان (396)]

اللّٰهُ عَنها قَالَتْ : اَوَّلُ مَا بُدِیءَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْوَحْیِ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ فِی النَّوْمِ ' فَکَانَ لَایَرٰی رُؤْیَا اِلَّا جَاءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ' ثُمَّ حُبِّبَ اِلَیْهِ الْخَلَاءُ ' وَکَانَ یَخْلُوْ بِغَارِ حِرَاءٍ فَیَتَحَنَّثُ فِیْهِ' وَهُوَالتَّعَبُّدُ' اللَّیَالِیَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ یَنْزِعَ اِلٰی اَهْلِهٖ' وَیَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ' ثُمَّ یَرْجِعُ اِلٰی خَدِیْجَةَ فَیَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا' حَتّٰی جَاءَ هُ الْحَقُّ وَهُوَ فِیْ غَارِ حِرَاءٍ' فَجَاءَ هُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَاْ' قَالَ: ((مَا اَنَا بِقَارِئٍ )) قَالَ: فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ: اقْرَاْ' قُلْتُ : مَا اَنَا بِقَارِئٍ' فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِی الثَّانِیَةَ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّی الْجَهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ : اقْرَاْ' فَقُلْتُ : مَا اَنَا بِقَارِئٍ' فَاَخَذَنِیْ فَغَطَّنِی الثَّالِثَةَ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ: ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ - خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ - اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَکْرَمُ ﴾ -

فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَرْجُفُ فُؤَادُهٗ' فَدَخَلَ عَلٰی خَدِیْجَةَ بِنْتِ خُوَیْلِدٍ رضی اللّٰه عنها' فَقَالَ: (( زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ )) فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰی ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ ' فَقَالَ لِخَدِیْجَةَ ' وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ (( لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ )) فَقَالَتْ خَدِیْجَةُ :

سچے اور پاکیزہ خوابوں سے شروع ہوا۔آپ خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا۔پھر من جانبِ قدرت آپ تنہائی پسند ہو گئے اور آپ نے غارِ حرا میں خلوت نشینی اختیار فرمائی اور کئی کئی دن اور رات وہاں مسلسل عبادت' یادِ الٰہی اور ذکر وفکر میں مشغول رہتے جب تک گھر آنے کو دل نہ چاہتا توشہ (کھانے پینے کا سامان) ہمراہ لئے ہوئے وہاں رہتے۔توشہ ختم ہونے پر ہی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور کچھ توشہ ہمراہ لے کر دوبارہ وہاں جا کر خلوت گزیں ہو جاتے۔یہی طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ آپ پر حق منکشف ہو گیا۔اور آپ غارِ حرا ہی میں قیام پذیر تھے اچانک حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے محمد! پڑھو آپ نے کہا میں پڑھنا نہیں جانتا۔آپ فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر اتنے زور سے بھینچا کہ میری طاقت جواب دے گئی پھر مجھے چھوڑ کر کہا کہ پڑھو، میں نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔اس پر فرشتے نے مجھ کو نہایت ہی زور سے بھینچا کہ مجھ کو سخت تکلیف محسوس ہوئی' پھر اس نے کہا کہ پڑھ! میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔فرشتے نے تیسری بار مجھ کو پکڑا اور تیسری مرتبہ پھر مجھ کو بھینچا۔پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہنے لگا کہ ''پڑھو اپنے رب کے نام کی مدد سے جس نے پیدا کیا' انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا' پڑھو اور آپ کا رب بہت ہی مہربانیاں کرنے والا ہے''[العلق:۱-۳] (یہی آیتیں آپ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے سن کر) اس حال میں غارِ حرا سے واپس ہوئے کہ آپ کا دل اس انوکھے واقعہ سے کانپ رہا تھا۔آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھاؤ' مجھے کمبل اڑھا دو۔ انہوں نے آپ کو کمبل اڑھا دیا جب آپ کا ڈر جاتا رہا تو آپ نے

كَلَّا وَاللّٰهِ، مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔

فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِالْعُزّٰى ابْنِ عَمِّ خَدِيْجَةَ وَكَانَ امْرَاً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِيْلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ لَهٗ خَدِيْجَةُ: يَا ابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنَ ابْنِ اَخِيْكَ۔

فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ يَا ابْنَ اَخِي مَاذَا تَرٰى؟ فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِخَبَرِ مَا رَاٰى، فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ: هٰذَاالنَّامُوْسُ الَّذِي نَزَّلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى عليه السلام يَالَيْتَنِي فِيْهَا جَذَعًا، لَيْتَنِي اَكُوْنُ حَيًّا اِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: (( اَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ؟ )) قَالَ نَعَمْ، لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهٖ اِلاَّ عُوْدِيَ، وَاِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا۔

اپنی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تفصیل کے ساتھ یہ واقعہ سنایا اور فرمانے لگے کہ مجھ کو اب اپنی جان کا خوف ہوگیا ہے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی ڈھارس بندھائی اور کہا کہ آپ کا خیال صحیح نہیں۔ خدا کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو اخلاقِ فاضلہ کے مالک ہیں۔ آپ تو کنبہ پرور ہیں۔ بے کسوں کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیتے ہیں۔ مفلسوں کے لئے آپ کماتے ہیں، مہمان نوازی میں آپ بے نظیر ہیں اور مشکل وقت میں آپ امرِ حق کا ساتھ دیتے ہیں (ایسے اوصافِ حسنہ والا انسان یوں بے وقت ذلت وخواری کی موت نہیں پا سکتا) پھر مزید تسلی کے لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو ان کے چچازاد بھائی تھے اور زمانۂ جاہلیت میں نصرانی مذہب اختیار کر چکے تھے اور عبرانی زبان کے کاتب تھے، چنانچہ انجیل کو بھی حسبِ منشائے خداوندی عبرانی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ وہ بہت بوڑھے ہو گئے تھے یہاں تک کہ ان کی بینائی بھی رخصت ہو چکی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے آپ کے حالات بیان کئے اور کہا کہ اے چچازاد بھائی! اپنے بھتیجے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبانی ذرا ان کی کیفیت سن لیجئے۔ وہ بولے کہ بھتیجے آپ نے جو کچھ دیکھا ہے اس کی تفصیل سناؤ۔ چنانچہ آپ نے از اول تا آخر پورا واقعہ سنایا۔ جسے سن کر ورقہ بے اختیار ہو کر بول اٹھے کہ یہ تو وہی ناموس (معزز فرشتہ) ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی دے کر بھیجا تھا۔ کاش! میں آپ کے اس عہدِ نبوت کے شروع ہونے پر جوان عمر ہوتا۔ کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو اس شہر سے نکال دے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر تعجب سے پوچھا کہ کیا وہ لوگ مجھ کو نکال دیں گے؟ (حالانکہ میں تو ان میں صادق و امین مقبول

ہوں) ورقہ بولا ہاں یہ سب کچھ سچ ہے مگر جو شخص بھی آپ کی طرح امر حق لے کر آیا لوگ اس کے دشمن ہی ہو گئے ہیں۔ اگر مجھے آپ کی نبوت کا وہ زمانہ مل جائے تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔

**لغوی توضیح** مِثْلُ فَلَقِ الصُّبْحِ صبح کی روشنی کی مانند۔ غَارِ حِرَاءٍ حراء پہاڑ مکہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے، اس میں ایک سوراخ ہے جسے غارِ حراء کہا جاتا ہے۔ يَتَزَوَّدُ زادِ راہ یعنی توشہ لینا۔ حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ حتی کہ آپ کے پاس حق یعنی وحی آ گئی۔ غَطَّنِي مجھے اپنے ساتھ ملا کر خوب زور سے دبایا۔ الْعَلَقَ جامد خون۔ يَرْجُفُ کانپ رہا تھا۔ زَمِّلُوْنِيْ مجھے چادر اوڑھا دو۔ الرَّوْعُ گھبراہٹ۔ تَحْمِلُ الْكَلَّ بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ مفلس محتاج اور کام سے عاجز لوگوں کو کما کر دیتے ہیں۔ تَقْرِي الضَّيْفَ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ تَنَصَّرَ عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ النَّامُوْسُ خیر کا رازدان مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ مُؤَزَّرًا قوی، شدید، زیادہ۔

۱۰۰۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ، فَقَالَ فِي حَدِيْثِهِ: (( بَيْنَا اَنَا اَمْشِي اِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، فَرُعِبْتُ مِنْهُ، فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ: زَمِّلُوْنِي، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ﴾ اِلَى قَوْلِهِ ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے رُک جانے کے زمانے کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک روز میں چلا جا رہا تھا کہ اچانک میں نے آسمان کی طرف ایک آواز سنی اور میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس غارِ حرا میں آیا تھا وہ آسمان و زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے میں اس سے ڈر گیا اور گھر آنے پر میں نے پھر کمبل اوڑھنے کی خواہش ظاہر کی اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیات نازل ہوئیں ''اے لحاف اوڑھ کر لیٹنے والے! اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑوں کو پاک صاف رکھ اور گندگی سے دور رہ۔'' [المدثر: ۱۔۵] اس کے بعد وحی تیزی کے ساتھ پے در پے آنے لگی۔

**لغوی توضیح** فَتْرَةُ الْوَحْيِ وحی کا انقطاع، رُک جانا۔ فَرُعِبْتُ میں گھبرا گیا۔ الْمُدَّثِّرُ چادر اوڑھنے والا۔ فَحَمِيَ تیز ہو گئی، زیادہ ہو گئی۔

۱۰۱۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيْرٍ، سَاَلْتُ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ

یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے پوچھا تھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب

---

۱۰۰۔ البخاري في: 1 كتاب بدء الوحي: 3 باب حدثنا يحيى ابن بكير (4) مسلم (161) ترمذي (3325)۔

۱۰۱۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 74 سورة المدثر: باب حدثنا يحيى۔

عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ اَوَّلِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ ۔ ﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾ ۔ قُلْتُ يَقُوْلُوْنَ ۔ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ﴾۔ فَقَالَ اَبُو سَلَمَةَ سَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنْ ذٰلِكَ، وَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ الَّذِيْ قُلْتَ، فَقَالَ جَابِرٌ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((جَاوَرْتُ بِحِرَاءٍ فَلَمَّا قَضَيْتُ جِوَارِي هَبَطْتُ فَنُوْدِيْتُ فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ عَنْ شِمَالِي فَلَمْ اَرَ شَيْئًا وَنَظَرْتُ اَمَامِي فَلَمْ اَرَ شَيْئًا، وَنَظَرْتُ خَلْفِي فَلَمْ اَرَ شَيْئًا، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَرَاَيْتُ شَيْئًا، فَاَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَقُلْتُ: دَثِّرُوْنِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا، قَالَ فَدَثَّرُوْنِي وَصُبُّوا عَلَيَّ مَاءً بَارِدًا، قَالَ فَنَزَلَتْ ﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَاَنْذِرْ، وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ ۔

سے پہلے نازل ہوئی تھی؟ ابوسلمہ نے فرمایا کہ ''یا ایھا المدثر'' (اے کپڑے میں لپٹنے والے!) میں نے ان سے کہا کہ مجھے تو خبر ملی ہے کہ ''اقرا باسم ربك الذی خلق'' سب سے پہلے نازل ہوئی تھی تو انہوں نے کہا کہ میں تمہیں وہی خبر دے رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے غارِ حرا میں تنہائی اختیار کی، جب میں وہ مدت پوری کر چکا اور نیچے اتر کر وادی کے بیچ میں پہنچا تو مجھے پکارا گیا۔ میں نے اپنے آگے پیچھے، دائیں بائیں دیکھا لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی پھر میں نے سر اوپر اٹھا کر دیکھا اور مجھے دکھائی دیا کہ فرشتہ آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہے پھر میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو اور میرے اوپر ٹھنڈا پانی ڈالو۔ اور مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ''اے کپڑے میں لپٹنے والے اٹھیے۔ پھر لوگوں کو عذابِ آخرت سے ڈرائیے اور اپنے پروردگار کی بڑائی کیجئے۔'' [المدثر: ۱۔۳]

**فهم الحديث** ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی سورۂ علق کی یہ ابتدائی آیات تھیں ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○﴾۔ پھر آپ ﷺ کی شدید گھبراہٹ کی وجہ سے کچھ دیر وحی منقطع رہی۔ انقطاعِ وحی کی مدت کتنی تھی اس بارے میں مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے جس بات کو صحیح کہا ہے وہ یہ ہے کہ یہ انقطاع چند دنوں کا تھا، اس سلسلے میں تین سال یا دو سال کے اقوال درست نہیں۔[1] پھر جب آپ ﷺ سے گھبراہٹ دور ہوئی تو دوسری وحی سورۂ مدثر کی ان ابتدائی آیات کی صورت میں نازل ہوئی ﴿يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ○﴾ ۔

## (72) باب الاسراء برسول الله ﷺ الى السموات وفرض الصلوات

## رسول اللہ ﷺ کی آسمانوں کی طرف معراج اور نمازوں کا فرض کیا جانا

۱۰۲ ۔ حَدِيْثُ اَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلُ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے

۱۰۲۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 1 باب کیف فرضت الصلاة فی الاسراء (349) مسلم (163) ابو عوانة (133/1)۔

[1] [الرحیق المختوم، عربی ایڈیشن (ص: 52)]

اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِي وَاَنَا بِمَكَّةَ ، فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ فَفَرَجَ عَنْ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي ، ثُمَّ اَطْبَقَهُ ، ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ بِي اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا ، فَلَمَّا جِئْتُ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ افْتَحْ ، قَالَ : مَنْ هٰذَا؟ قَالَ : هٰذَا جِبْرِيْلُ ، قَالَ : هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ ؟ قَالَ : نَعَمْ مَعِي مُحَمَّدٌ ﷺ ، فَقَالَ : اَوْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ ، عَلَى يَمِيْنِهِ اَسْوِدَةٌ وَعَلَى يَسَارِهِ اَسْوِدَةٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهِ ضَحِكَ ، وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَسَارِهِ بَكَى ، فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالاِبْنِ الصَّالِحِ ، قُلْتُ لِجِبْرِيْلَ : مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ : هٰذَا آدَمُ ، وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيْهِ ، فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ ، وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ اَهْلُ النَّارِ ، فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِيْنِهِ ضَحِكَ ، وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى ، حَتَّى عَرَجَ بِي اِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ ، فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُ فَفَتَحَ )) .

قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمٰوَاتِ آدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَمُوْسَى وَعِيْسَى

فرمایا کہ "میرے گھر کی چھت کھول دی گئی اس وقت میں مکہ میں تھا۔ پھر جبریل علیہ السلام اترے اور انہوں نے میرا سینہ چاک کیا۔ پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا اس کو میرے سینے میں رکھ دیا پھر سینے کو جوڑ دیا' پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے کر چلے۔ جب میں پہلے آسمان پر پہنچا تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے داروغہ سے کہا کھولو۔ اس نے پوچھا، آپ کون ہیں؟ جواب دیا کہ جبریل۔ پھر انہوں نے پوچھا، کیا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جواب دیا ہاں میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا ان کے بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا' جی ہاں! پھر جب انہوں نے دروازہ کھولا تو ہم پہلے آسمان پر چڑھ گئے وہاں ہم نے ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ان کے داہنی طرف کچھ لوگوں کے جھنڈ تھے اور کچھ جھنڈ بائیں طرف تھے۔ جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتے تو مسکراتے اور جب بائیں طرف نظر کرتے تو روتے۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا' آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بیٹے! میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام ہیں' اور ان کے دائیں بائیں جو جھنڈ ہیں یہ ان کے بیٹوں کی روحیں ہیں۔ جو جھنڈ دائیں طرف ہیں وہ جنتی ہیں اور بائیں طرف کے جھنڈ دوزخی روحیں ہیں۔ اس لئے جب وہ اپنے دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوشی سے مسکراتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں ( رنج سے ) روتے ہیں۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے لے کر دوسرے آسمان تک پہنچے اور اس کے داروغہ سے کہا کہ کھولو۔ اس آسمان کے داروغہ نے بھی پہلے داروغہ کی طرح پوچھا پھر کھول دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے آسمان پر حضرت آدم' ادریس' موسیٰ' عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو

وَ اِبْرَاهِيْمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ ' وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ ' غَيْرَ اَنَّهُ ذَكَرَ اَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ ۔ قَالَ اَنَسٌ ' فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيْلُ بِالنَّبِيِّ ﷺ بِاِدْرِيْسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ ، فَقُلْتُ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ ــ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ: هٰذَا مُوْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ' قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا عِيْسٰى ' ثُمَّ مَرَرْتُ بِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ ' قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ ۔

ثُمَّ عُرِجَ بِي حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ ' فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى اُمَّتِي خَمْسِيْنَ صَلَاةً ' فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى ' فَقَالَ: مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى اُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلَاةً ' قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ ' فَرَاجَعَنِي فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا ' فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ' فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ

موجود پایا۔ اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کا ٹھکانا بیان نہیں کیا۔ البتہ اتنا بیان کیا کہ آنحضور ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان پر پایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے ساتھ حضرت ادریس علیہ السلام پر گزرے تو انہوں نے فرمایا کہ آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا انہوں نے فرمایا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میں عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچا انہوں نے کہا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میں ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا۔ انہوں نے فرمایا آؤ اچھے آئے ہو صالح نبی اور صالح بیٹے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

پھر مجھے جبریل علیہ السلام لے کر چڑھے' اب میں اس بلند مقام تک پہنچ گیا جہاں میں نے قلم کی آواز سنی (جو لکھنے والے فرشتوں کی قلموں کی آواز تھی) پس اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کیں۔ میں یہ حکم لے کر واپس لوٹا۔ جب موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر اللہ تعالیٰ نے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے فرمایا آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جائیے۔ کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ میں واپس بارگاہِ رب العزت میں گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں سے ایک حصہ کم کر دیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ ایک حصہ کم کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دوبارہ جائیے

شَطْرَهَا ، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ ، فَقَالَ : ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ ، فَرَاجَعْتُهُ ، فَقَالَ : هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ - لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ - فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ ، فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي - ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ، وَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا هِيَ - ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا حَبَايِلُ اللُّؤْلُؤِ وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ )) -

کیونکہ آپ کی امت میں اس کے برداشت کی بھی طاقت نہیں۔ پھر میں بارگاہِ ربُ العزت میں حاضر ہوا۔ پھر ایک حصہ کم ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جایئے کیونکہ آپ کی امت اس کو بھی برداشت نہ کر سکے گی، پھر میں بار بار آیا گیا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نمازیں (عمل میں) پانچ ہیں اور (ثواب میں) پچاس (کے برابر) ہیں...... میری بات بدلی نہیں جاتی...... اب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ اپنے رب کے پاس جاؤ لیکن میں نے کہا مجھے اب اپنے رب سے شرم آتی ہے۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے جسے کئی طرح کے رنگوں نے ڈھانک رکھا تھا جن کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیا ہیں۔ اس کے بعد مجھے جنت میں لے جایا گیا، میں نے دیکھا کہ اس میں موتیوں کے ہار ہیں اور اس کی مٹی مشک کی ہے۔

**لغوی توضیح** سَقْف چھت۔ طَسْت برتن۔ فَفَرَجَ کھل گیا، پھٹ گیا۔ أَسْوِدَة اشخاص۔ نَسَم جمع ہے نَسَمَة کی، معنی ہے ارواح۔ ظَهَرْتُ میں بلند ہوا۔ صَرِيفَ الْأَقْلَام قلموں کے لکھنے کی آواز، یہ فرشتوں کے لکھنے کی آواز تھی جو اللہ کے فیصلے اور وحی لکھتے ہیں۔ اَلْجَنَابِذ جمع ہے جنبذہ کی، معنی ہے قبے، خیمے۔

**فہم الحدیث** واقعہ معراج قرآن کریم کے بعد نبی کریم ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ ہے کہ ساتوں آسمانوں کا سفر رات کے ایک قلیل حصے میں طے ہوگیا۔ یہ معجزہ آپ ﷺ کا خاصہ ہے جو دوسرے کسی نبی کو عطا نہیں ہوا۔ اہل السنہ وائمہ سلف کا عقیدہ ہے کہ یہ کوئی خواب یا روحانی سیر نہیں تھی بلکہ آپ ﷺ کو جسم و روح سمیت بیداری کی حالت میں آسمانوں پر لے جایا گیا جہاں آپ نے انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتیں کیں اور بارگاہِ الٰہی سے پانچ نمازوں کا تحفہ لائے۔[1]

١٠٣ - حديث مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( بَيْنَا أَنَا عِنْدَ الْبَيْتِ بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ ، وَذَكَرَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ ، فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُلِئَ حِكْمَةً

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں ایک دفعہ بیت اللہ کے قریب نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان لیٹے ہوئے ایک تیسرے آدمی کا ذکر فرمایا (پھر فرمایا) اس کے بعد میرے

١٠٣ - البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 6 باب ذکر الملائکة (3207) مسلم (164) ترمذی (3346) -

[1] [الوجیز فی عقیدۃ السلف (66/1) تفسیر احسن البیان (ص: 765) الرحیق المختوم (ص: 198)]

وَاِيْمَانًا ' فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ اِلَى مَرَاقِّ الْبَطْنِ ' ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ' ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَاِيْمَانًا ' وَاُتِيْتُ بِدَابَّةٍ اَبْيَضَ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ ' الْبُرَاقُ ' فَانْطَلَقْتُ مَعَ جِبْرِيْلَ حَتَّى اَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا ' قِيْلَ مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ : جِبْرِيْلُ ' قِيْلَ : مَنْ مَعَكَ ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ ' قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ ؟ قِيْلَ : نَعَمْ ' قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ ' فَاَتَيْتُ عَلَى آدَمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ : مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ ۔

پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے بھر پور تھا۔ میرے سینے کو پیٹ کے آخری حصے تک چاک کیا گیا۔ پھر میرا پیٹ زمزم کے پانی سے دھویا گیا اور اسے حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔ اس کے بعد میرے پاس ایک سواری لائی گئی سفید' خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی یعنی براق! میں اس پر سوار ہو کر جبریل علیہ السلام کے ساتھ چلا۔ جب ہم آسمان دنیا پر پہنچے تو پوچھا گیا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جبریل' پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ اور کون صاحب آئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ محمد (ﷺ)۔ پوچھا گیا کہ کیا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں! اس پر جواب آیا کہ اچھی کشادہ جگہ آنے والے کیا ہی مبارک ہیں! پھر میں آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا' آؤ پیارے بیٹے اور اچھے نبی۔

فَاَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ قِيْلَ : مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ : جِبْرِيْلُ ' قِيْلَ : مَنْ مَعَكَ ؟ قَالَ : مُحَمَّدٌ ﷺ قِيْلَ : اُرْسِلَ اِلَيْهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ' قِيْلَ ' مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ ' فَاَتَيْتُ عَلَى عِيْسَى وَيَحْيَى فَقَالَا : مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ ۔

اس کے بعد ہم دوسرے آسمان پر پہنچے یہاں بھی وہی سوال ہوا۔ کون صاحب ہیں؟ کہا جبریل! سوال ہوا آپ کے ساتھ کوئی اور صاحب بھی آئے ہیں؟ کہا کہ محمد ﷺ! سوال ہوا' انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ ہاں! اب ادھر سے جواب آیا اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں۔ آنے والے کیا ہی مبارک ہیں! اس کے بعد میں عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام سے ملا۔ ان حضرات نے بھی خوش آمدید! مرحبا کہا اپنے بھائی اور نبی کو۔

فَاَتَيْنَا السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ قِيْلَ: مَنْ هٰذَا ؟ قِيْلَ: جِبْرِيْلُ ' قِيْلَ : مَنْ مَعَكَ ؟ قِيْلَ مُحَمَّدٌ ﷺ ' قِيْلَ : وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ' قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهٖ وَلَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ ' فَاَتَيْتُ يُوْسُفَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ ۔

پھر ہم تیسرے آسمان پر آئے یہاں بھی سوال ہوا کون صاحب ہیں؟ جواب' جبریل! سوال ہوا' آپ کے ساتھ بھی کوئی ہے؟ کہا کہ محمد ﷺ! سوال ہوا انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں! اب آواز آئی اچھی کشادہ جگہ آئے' آنے والے کیا ہی صالح ہیں! یہاں یوسف علیہ السلام سے میں ملا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا' اچھی کشادہ جگہ آئے ہو میرے پیارے بھائی اور نبی۔

فَاَتَيْنَا السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ ' قِيْلَ : مَنْ هٰذَا ؟

یہاں سے ہم چوتھے آسمان پر آئے اس پر بھی یہی سوال ہوا' کون

قَالَ : جِبْرِيْلُ ' قِيْلَ : مَنْ مَعَكَ ؟ قِيْلَ مُحَمَّدٌ ﷺ قِيْلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ اِلَيْهِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ' قِيْلَ : مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيُّ جَاءَ ' فَاَتَيْتُ عَلَى اِدْرِيْسَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' فَقَالَ مَرْحَبًا مِنْ اَخٍ وَنَبِيٍّ -

صاحب؟ جواب دیا کہ جبریل! سوال ہوا آپ کے ساتھ اور کون صاحب ہیں؟ کہا کہ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا کیا انہیں لانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا جواب دیا کہ ہاں' پھر آواز آئی' اچھی کشادہ جگہ آئے' کیا ہی اچھے آنے والے ہیں! یہاں میں ادریس علیہ السلام سے ملا اور سلام کیا' انہوں نے فرمایا' مرحبا! بھائی اور نبی۔

فَاَتَيْنَا السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ ' قِيْلَ : مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ ' قِيْلَ : وَمَنْ مَعَكَ ؟ قِيْلَ: مُحَمَّدٌ ﷺ ' قِيْلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ اِلَيْهِ؟ قَالَ : نَعَمْ ' قِيْلَ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيُّ جَاءَ ' فَاَتَيْنَا عَلَى هٰرُوْنَ ' فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' فَقَالَ : مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَّنَبِيٍّ -

یہاں سے ہم پانچویں آسمان پر آئے۔ یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب؟ جواب دیا کہ جبریل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ اور کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ! پوچھا گیا' انہیں بلانے کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا کہ ہاں! آواز آئی' اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں' آنے والے کیا ہی اچھے ہیں! یہاں ہم ہارون علیہ السلام سے ملے اور میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا' مبارک! میرے بھائی اور نبی' تم اچھی کشادہ جگہ آئے۔

فَاَتَيْنَا عَلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ ' قِيْلَ : مَنْ هٰذَا ؟ قِيْلَ : جِبْرِيْلُ ' قِيْلَ : مَنْ مَعَكَ ؟ قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ قِيْلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ اِلَيْهِ ؟ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ الْمَجِيُّ جَاءَ ' فَاَتَيْتُ عَلَى مُوْسَى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' فَقَالَ : مَرْحَبًا بِكَ مِنْ اَخٍ وَّنَبِيٍّ فَلَمَّا جَاوَزْتُ بَكَى ' فَقِيْلَ : مَا اَبْكَاكَ ؟ فَقَالَ : يَارَبِّ هٰذَا الْغُلَامُ الَّذِىْ بُعِثَ بَعْدِىْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِهٖ اَفْضَلَ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ اُمَّتِىْ -

یہاں سے ہم چھٹے آسمان پر آئے' یہاں بھی سوال ہوا' کہ کون صاحب؟ جواب دیا جبریل۔ پوچھا گیا آپ کے ساتھ اور بھی کوئی ہیں؟ کہا کہ ہاں! محمد ﷺ ہیں' پوچھا گیا' کیا انہیں بلایا گیا تھا؟ کہا ہاں! کہا اچھی کشادہ جگہ آئے ہیں۔ اچھے آنے والے! یہاں میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا اور انہیں سلام کیا انہوں نے فرمایا' میرے بھائی اور نبی' اچھی کشادہ جگہ آئے۔ جب میں وہاں سے آگے بڑھنے لگا تو وہ رونے لگے کسی نے پوچھا' بزرگوار آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا' کہ اے اللہ! یہ نوجوان جسے میرے بعد نبوت دی گئی اس کی امت میں سے جنت میں داخل ہونے والے' میری امت کے جنت میں داخل ہونے والوں سے زیادہ ہوں گے۔

فَاَتَيْنَا السَّمَاءَ السَّابِعَةَ ' قِيْلَ : مَنْ هٰذَا ؟ قِيْلَ : جِبْرِيْلُ ' قِيْلَ : مَنْ مَعَكَ ؟ قِيْلَ : مُحَمَّدٌ ﷺ ' قِيْلَ : وَقَدْ أُرْسِلَ اِلَيْهِ ؟ مَرْحَبًا بِهِ وَلَنِعْمَ

اس کے بعد ہم ساتویں آسمان پر آئے' یہاں بھی سوال ہوا کہ کون صاحب ہیں جواب دیا کہ جبریل! سوال ہوا کہ کوئی صاحب آپ کے ساتھ بھی ہیں؟ جواب دیا کہ محمد ﷺ! پوچھا انہیں بلانے کے لئے آپ کو

الْمَجِيُّ جَاءَ ' فَاَتَيْتُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' فَقَالَ : مَرْحَبًا بِكَ مِنِ ابْنٍ وَنَبِيٍّ فَرُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ۔

فَسَاَلْتُ جِبْرِيْلَ ' فَقَالَ : هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ' يُصَلِّيْ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ ' اِذَا خَرَجُوْا لَمْ يَعُوْدُوْا اِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ وَرُفِعَتْ لِيْ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى ' فَاِذَا نَبِقُهَا كَاَنَّهٗ قِلَالُ هَجَرٍ وَوَرَقُهَا كَاَنَّهٗ آذَانُ الْفُيُوْلِ ' فِيْ اَصْلِهَا اَرْبَعَةُ اَنْهَارٍ ' نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ ' فَسَاَلْتُ جِبْرِيْلَ ' فَقَالَ : اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَفِي الْجَنَّةِ ' وَاَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ۔ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلَاةً ' فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى جِئْتُ مُوْسٰى ' فَقَالَ : مَا صَنَعْتَ ؟ قُلْتُ : فُرِضَتْ عَلَيَّ خَمْسُوْنَ صَلَاةً ' قَالَ اَنَا اَعْلَمُ بِالنَّاسِ مِنْكَ ' عَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ ' وَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ' فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ ' فَرَجَعْتُ فَسَاَلْتُهٗ ' فَجَعَلَ اَرْبَعِيْنَ ' ثُمَّ مِثْلَهٗ ' ثُمَّ ثَلَاثِيْنَ ' ثُمَّ مِثْلَهٗ ' فَجَعَلَ عِشْرِيْنَ ' ثُمَّ مِثْلَهٗ ' فَجَعَلَ عَشْرًا ' فَاَتَيْتُ مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ ' فَجَعَلَهَا خَمْسًا ' فَاَتَيْتُ مُوْسٰى ' فَقَالَ : مَا صَنَعْتَ ؟ قُلْتُ : جَعَلَهَا خَمْسًا ' فَقَالَ مِثْلَهٗ ' قُلْتُ :

بھیجا گیا تھا؟ کہا ہاں۔ مرحبا! اچھے آنے والے! یہاں میں ابراہیم علیہ السلام سے ملا اور انہیں سلام کیا۔ انہوں نے فرمایا میرے بیٹے اور نبی! مبارک! اچھی کشادہ جگہ آئے ہو۔ اس کے بعد مجھے بیت المعمور دکھایا گیا۔

میں نے جبریل علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ یہ بیت المعمور ہے اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ نماز پڑھتے ہیں اور ایک مرتبہ پڑھ کر جو اس سے نکل جاتا ہے تو پھر کبھی داخل نہیں ہوتا اور مجھے سدرۃ المنتہیٰ بھی دکھایا گیا اس کے پھل ایسے تھے جیسے مقام ہجر کے مٹکے ہوتے ہیں اور پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان! اس کی جڑ سے چار نہریں نکلتی تھیں' دو نہریں تو باطنی تھیں اور دو ظاہری۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ جو دو باطنی نہریں ہیں وہ تو جنت میں ہیں اور دو ظاہری نہریں دنیا میں نیل اور فرات ہیں۔ اس کے بعد مجھ پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئیں میں جب واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا کر کے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ پچاس نمازیں مجھ پر فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ انسانوں کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں بنی اسرائیل کا مجھے بڑا تجربہ ہو چکا ہے۔ تمہاری امت بھی اتنی نمازوں کی طاقت نہیں رکھتی۔ اس لئے اپنے رب کی بارگاہ میں دوبارہ حاضری دو اور کچھ تخفیف کی درخواست کرو۔ میں واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نمازیں چالیس وقت کی کر دیں پھر بھی موسیٰ علیہ السلام اپنی بات (یعنی تخفیف کرانے) پر مصر رہے۔ اس مرتبہ تیس وقت کی رہ گئیں پھر انہوں نے وہی فرمایا تو اب بیس وقت کی اللہ تعالیٰ نے کر دیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے وہی فرمایا اور اس مرتبہ بارگاہ رب العزت میں میری درخواست کی پیشی پر اللہ تعالیٰ نے انہیں دس کر دیا۔ میں جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو اب بھی انہوں نے کم کرانے کے لئے اپنا اصرار جاری رکھا اور اس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی کر دیں۔ اب میں موسیٰ علیہ السلام

سَلَّمْتُ، فَنُوْدِيَ إِنِّي قَدْ أَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي وَأَجْزِي الْحَسَنَةَ عَشْرًا۔

سے ملا تو انہوں نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ کر دی ہیں اس مرتبہ بھی انہوں نے کم کرانے کا اصرار کیا۔ میں نے کہا کہ اب تو میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر چکا۔ پھر آواز آئی میں نے اپنا فریضہ (پانچ نمازوں کا) جاری کر دیا اپنے بندوں پر تخفیف کر چکا اور میں ایک نیکی کا بدلہ دس گنا دیتا ہوں۔

**لغوی توضیح** البُرَاق مشتق ہے برق (بجلی) سے، اس کا یہ نام اس وجہ سے ہے کہ یہ بجلی کی طرح تیز رفتار ہے۔ بَيْتُ الْمَعْمُوْر کعبہ کے بالمقابل آسمانوں میں فرشتوں کی عبادت گاہ۔ قِلَالَ هَجَر ہجر قبیلہ (جو مدینہ کے قریب واقع ہے) کے مٹکے، قِلَال کی واحد قُلَّة ہے۔

۱۰۴۔ حدیث ابنِ عَبَّاسٍ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( رَأَيْتَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي مُوْسَى، رَجُلًا آدَمَ طُوَالًا جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْئَةَ، وَرَأَيْتُ عِيسَى رَجُلًا مَرْبُوْعًا، مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ، سَبِطَ الرَّأْسِ، وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ، وَالدَّجَّالَ)) فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللَّهُ إِيَّاهُ، فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تھا گندمی رنگ، لمبا قد اور بال گھنگھریالے تھے ایسے لگتے تھے جیسے قبیلہ شنوءۃ کا کوئی شخص ہو اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا تھا درمیانہ قد، میانہ جسم، رنگ سرخی اور سفیدی لئے ہوئے اور سر کے بال سیدھے تھے (یعنی گھنگھریالے نہیں تھے) اور میں نے جہنم کے داروغہ کو بھی دیکھا اور دجال کو بھی، منجملہ ان آیات (نشانیوں) کے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دکھائی تھیں (سورہ سجدہ: ۲۳ میں اسی کا ذکر ہے کہ)۔ (اے نبی!) ان (موسیٰ علیہ السلام) سے ملاقات کے بارے میں آپ کسی قسم کا شک وشبہ نہ کریں۔

**لغوی توضیح** آدَمُ گندم گوں۔ الطُّوَال طویل۔ جَعْدًا گھنگھریالے بال۔ مَرْبُوْع درمیانے، نہ بہت لمبے نہ بہت چھوٹے۔ سَبِطَ الرَّأْسِ سیدھے بال۔

۱۰۵۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ أَنَّهُ قَالَ (( مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ أَسْمَعْهُ وَلَكِنَّهُ قَالَ (( أَمَّا مُوْسَى كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذِ

مجاہد رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھے۔ لوگوں نے دجال کا ذکر کیا اور کہا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہو گا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ تو نہیں سنا ہاں آپ نے یہ فرمایا تھا کہ گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ جب آپ

۱۰۵۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 30 باب التلبية إذا انحدر (1555) مسلم (166) ابن ماجه (2891)۔

انحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي ))۔

نالے میں اترے تو لبیک کہہ رہے ہیں۔

لغوی توضیح: الدَّجَّالَ قیامت کی ایک بڑی نشانی جو قیامت کے قریب ظاہر ہوگی، جس سے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا، جس کے پاس بڑی بڑی طاقتیں ہوں گی جن کے ذریعے وہ لوگوں کو بآسانی گمراہ کردے گا۔ اسی لیے ہر نماز میں اس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے (اس کی مزید کچھ تفصیل کتاب الفتن میں آئے گی)۔ انْحَدَرَ اترے۔

۱۰۶۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ (( رَأَيْتُ مُوسَى وَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ رَجِلٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيسَى فَإِذَا هُوَ رَجُلٌ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ، كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ، وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدَ إِبْرَاهِيمَ بِهِ، ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَائَيْنِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ، وَفِي الآخَرِ خَمْرٌ، فَقَالَ اشْرَبْ أَيَّهُمَا شِئْتَ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ، فَقِيلَ أَخَذْتَ الْفِطْرَةَ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس رات کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا جس میں آپ کو معراج ہوا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ایک دبلے پتلے سیدھے بالوں والے آدمی ہیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قبیلہ شنوۃ میں سے ہوں اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ میانہ قد اور نہایت سرخ و سفید رنگ والے تھے۔ ایسے تروتازہ اور پاک صاف کہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی غسل خانہ سے نکلے ہیں اور میں ابراہیم علیہ السلام سے ان کی اولاد میں سب سے زیادہ مشابہ ہوں۔ پھر دو برتن میرے سامنے لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شراب۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ دونوں چیزوں میں سے آپ کا جو جی چاہے پیجئے۔ میں نے دودھ کا پیالہ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اسے پی گیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ آپ نے فطرت کو اختیار کیا (دودھ آدمی کی پیدائشی غذا ہے) اگر اس کی بجائے آپ نے شراب پی ہوتی تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

لغوی توضیح: ضَرْبٌ دبلے پتلے۔ رَجِلٌ سیدھے بالوں والے۔ دِيمَاس غسل خانہ۔

## (73) باب في ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجال

## مسیح بن مریم علیہ السلام اور مسیح دجال کا ذکر

۱۰۷۔ حديث عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَيِ النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: (( إِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے لیکن دجال داہنی آنکھ سے کانا ہو گا اس کی آنکھ اٹھے ہوئے انگور کی طرح ہو گی۔

۱۰۶۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 24 باب قول الله وهل اتاك حديث موسى (3394) مسلم (168)۔

۱۰۷۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 48 باب واذكر في الكتاب مريم (3440) مسلم (169)۔

الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَانَ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ ))۔

لغوی توضیح: عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ اٹھے ہوئے یا پھولے ہوئے انگور کے دانے کی مانند۔

۱۰۸۔ حديث عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( اَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ ' فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَاَحْسَنِ مَا يُرَى مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ ' تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ ' رَجِلُ الشَّعْرِ ' يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً ' وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ ' فَقُلْتُ : مَنْ هَذَا ؟ فَقَالُوْا : هَذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ' ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهُ جَعْدًا قَطِطًا ' اَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى ' كَاَشْبَهِ مَنْ رَاَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ ' وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَي رَجُلٍ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ ' فَقُلْتُ ' مَنْ هَذَا ؟ فَقَالُوْا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے رات کعبہ کے پاس خواب میں ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا جو گندمی رنگ کے آدمیوں میں شکل کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین وجمیل تھا۔ اس کے سر کے بال شانوں تک لٹک رہے تھے سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے شانوں پر رکھے ہوئے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ مسیح بن مریم علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد میں نے ایک شخص کو دیکھا سخت اور مڑے ہوئے بالوں والا جو داہنی آنکھ سے کانا تھا اسے میں نے ابن قطن سے سب سے زیادہ شکل میں ملتا ہوا پایا' وہ بھی ایک شخص کے شانوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے۔

لغوی توضیح: لِمَّة وہ بال جو کانوں کی لو سے تجاوز کر جائیں لیکن کندھوں تک نہ پہنچیں۔ اور جب کندھوں تک پہنچ جائیں تو انہیں جمّہ کہا جاتا ہے۔ قَطِطًا سخت گھنگھریالے بال۔

۱۰۹۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ ' اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: (( لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَا اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ ' فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهِ ))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ جب قریش نے (معراج کے واقعہ کے سلسلے میں) مجھ کو جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو روشن کر دیا اور میں نے اسے دیکھ کر قریش سے اس کے پتے اور نشان بیان کرنا شروع کر دیئے۔

لغوی توضیح: الْحِجْر مراد حطیم ہے، یعنی بیت اللہ کے عراقی اور شامی کونے کے درمیان وہ جگہ جس کے گرد دائرے کی شکل میں ایک چھوٹی سی دیوار بنائی گئی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اس کے باہر سے طواف کریں کیونکہ وہ جگہ بھی بیت اللہ کا حصہ

---

۱۰۸۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 48 باب "واذکر فی الکتاب مریم"۔

۱۰۹۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 41 باب حدیث الإسراء... (3886) مسلم (170) ترمذی (3133)۔

ہے۔دراصل ایامِ جاہلیت میں کفارِ مکہ کی حلال کمائی کم پڑ جانے کی وجہ سے اس جگہ کو بغیر تعمیر کیے ہی چھوڑ دیا گیا تھا۔اس جگہ کو حِجْرِ اِسْمَاعِيْل بھی کہا جاتا ہے۔فَجَلَا کھول دیا،ظاہر کردیا۔

فهم الحديث: دراصل نبی ﷺ نے جب قریش کے سامنے واقعہ معراج بیان کیا تو انہوں نے اس کی شدید مخالفت کی اور چونکہ آپ نے اس واقعہ کے دوران بیت المقدس کا بھی ذکر فرمایا تھا اس لیے قریش نے آپ سے بیت المقدس کی صفات کے بارے میں سوال کرلیا،تب اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے بیت المقدس ظاہر فرما دیا اور آپ نے قریش کے سامنے بیت المقدس کی نشانیاں اور صفات بیان کرنا شروع کردیں۔

## (74) باب في ذكر سدرة المنتهى

## سدرۃ المنتہیٰ کا بیان

۱۱۰۔ حديث ابْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ' عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ ' قَالَ: سَاَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ ﴿ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى ﴾ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ۔

ابو اسحاق شیبانی نے بیان کیا کہ میں نے زر بن حبیش سے اللہ تعالیٰ کے (سورۂ نجم میں) ارشاد ''پس دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم ، پھر اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی۔'' کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو (اپنی اصلی صورت میں) دیکھا تو ان کے چھ سو بازو تھے۔

فهم الحديث: آیت میں نبی ﷺ اور جبرئیل علیہ السلام کے درمیانی فاصلے کا ذکر ہے جیسا کہ حدیث بھی اسی کی وضاحت کر رہی ہے اور قرآن کے سیاق سے بھی یہی پتہ چلتا ہے اور جو لوگ اس آیت سے اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کا درمیانی فاصلہ مراد لیتے ہیں ان کی رائے درست نہیں۔

## (75) باب معنى قول الله عز وجل : ﴿وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴾ ' وهل راى النبي ﷺ ربه ليلة الاسراء

## ولقد راه نزلة اخرىٰ کی تفسیر نیز کیا رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات اپنے رب کو دیکھا تھا یا نہیں

۱۱۱۔حديث عائشة رضي الله عنها عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضي الله عنها يَا اُمَّتَاهُ هَلْ رَاٰى مُحَمَّدٌ ﷺ رَبَّهٗ؟ فَقَالَتْ لَقَدْ قَفَّ شَعْرِيْ مِمَّا قُلْتَ ' اَيْنَ اَنْتَ مِنْ ثَلَاثٍ مَنْ حَدَّثَكَهُنَّ فَقَدْ كَذَبَ :

مسروق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اے ایمان والوں کی ماں! کیا حضرت محمد ﷺ نے معراج کی رات اپنے رب کو دیکھا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم نے ایسی بات کہی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔کیا تم ان تین باتوں سے بھی ناواقف ہو؟ جو شخص بھی تم میں سے یہ تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا

۱۱۰۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 7 باب إذا قال احدكم آمين (3232) مسلم (174) ترمذي (3277)۔

۱۱۱۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 53 سورة النجم: 1 باب حدثنا يحيى ...(3234) مسلم (177)۔

مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَاَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَاَتْ۔ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْمِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ﴾۔ وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَاَتْ۔ ﴿وَمَاتَدْرِىْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا﴾۔وَمَنْ حَدَّثَكَ اَنَّهُ كَتَمَ فَقَدْ كَذَبَ، ثُمَّ قَرَاَتْ۔ ﴿يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ﴾۔ الآية، وَلٰكِنَّهُ رَاَى جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي صُورَتِهِ مَرَّتَيْنِ۔

ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہو کہ حضرت محمد ﷺ نے شب معراج میں اپنے رب کو دیکھا تھا وہ جھوٹا ہے پھر انہوں نے آیات مبارکہ کی تلاوت کی ''اسے نگاہیں نہیں پاسکتیں اور وہ تمام نگاہوں کو پالیتا ہے۔ وہ تو بہت ہی باریک بیں اور بڑا ہی واقف ہے''۔ [الانعام:۱۰۳] ''کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے سوائے اس کے کہ وحی کے ذریعہ ہو یا پھر پردے کے پیچھے سے ہو''۔[الشوریٰ:۵۱] اور جو شخص تم سے کہے کہ نبی ﷺ آنے والے کل کی بات جانتے تھے وہ بھی جھوٹا ہے اس کے لئے انہوں نے آیت ''کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا''۔[لقمان:۳۴] کی تلاوت فرمائی اور جو شخص تم میں سے کہے کہ نبی ﷺ نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی وہ بھی جھوٹا ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ''اے رسول پہنچا دیجئے وہ سب کچھ جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اس کی رسالت کا حق ادا نہ کیا''۔[المائدہ:۶۷] ہاں آپ ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دو مرتبہ دیکھا تھا۔

**لغوی توضیح** قَفَّ شَعْرِىْ میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

۱۱۲۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها، قَالَتْ مَنْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَاَى رَبَّهُ فَقَدْ اَعْظَمَ، وَلٰكِنْ قَدْ رَاَى جِبْرِيْلَ فِي صُوْرَتِهِ، وَخَلْقُهُ سَادٌّ مَابَيْنَ الاُفُقِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جس نے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تھا تو اس نے بڑی جھوٹی بات زبان سے نکالی۔ لیکن آپ نے جبریل علیہ السلام کو (شب معراج) ان کی اصل صورت میں دیکھا تھا ان کے وجود نے آسمان کا کنارا ڈھانپ لیا تھا۔

**فهم الحديث** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ شب معراج نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب نبی ﷺ سے شب معراج اللہ کو دیکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، وہ تو نور ہے (یا نور کے پردے میں ہے) میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟[1] سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دنیا میں بیداری کی حالت میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔[2]

۱۱۲۔ البخاری فی: 59 کتاب بدی الخلق: 7 باب إذا قال احدکم آمین ...۔

① [مسلم: کتاب الایمان (178)] ② [مجموع فتاوی ابن باز (118/27)]

## (78) باب اثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم سبحانه و تعالى

## آخرت میں مومنوں کا اپنے رب کے دیدار کا ثبوت

۱۱۳ - حديث أَبِي مُوْسَى ﷺ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا ، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ آنِيَتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوْا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الْكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جنت میں) دو باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام ضروری چیزیں چاندی کی ہوں گی اور دو دوسرے باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کی ہوں گی۔ اور جنتِ عدن سے جنتیوں کے اپنے رب کے دیدار میں کوئی چیز سوائے کبریائی کی چادر کے جو اس (اللہ) کے چہرے پر ہوگی حائل نہ ہوگی۔

**لغوی توضیح** جَنَّتَان کی واحد جَنَّة ہے، معنی ہے باغ۔ آنِیَتُهُمَا ان کے برتن۔ رِدَاء چادر۔

## (79) باب معرفة طريق الرؤية

## اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کیا صورت ہوگی

۱۱٤ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' أَنَّ النَّاسَ قَالُوْا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ؟ قَالَ: (( هَلْ تُمَارُوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهُ سَحَابٌ؟ )) قَالُوْا : لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ـ قَالَ: (( فَهَلْ تُمَارُوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ؟ )) قَالُوْا : لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' قَالَ: (( فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتْبَعْهُ ' فَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ ' وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الْقَمَرَ ' وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقَى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوْهَا ' فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے رب کو روزِ قیامت دیکھ سکیں گے؟ آپ نے فرمایا، کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں جب کہ اس کے قریب کہیں بادل بھی نہ ہو شبہ ہوتا ہے؟ لوگ بولے ہرگز نہیں یا رسول اللہ! پھر آپ نے پوچھا اور کیا تمہیں سورج کے دیکھنے میں جب کہ اس کے قریب کہیں بادل بھی نہ ہو شبہ ہوتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! پھر آپ نے فرمایا کہ رب العزت کو تم اسی طرح دیکھو گے۔ لوگ قیامت کے دن جمع کئے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو جسے پوجتا تھا وہ اس کے ساتھ ہو جائے۔ چنانچہ بہت سے لوگ سورج کے پیچھے ہو لیں گے۔ بہت سے چاند کے اور بہت سے بتوں کے ساتھ ہو لیں گے۔ یہ امت باقی رہ جائے گی۔ اس میں منافقین بھی ہوں گے۔ پھر خداوند تعالیٰ ایک نئی صورت میں آئے گا اور ان سے کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ منافقین کہیں گے کہ ہم

۱۱۳ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 1 باب قوله "ومن دونهما جنتان" (4878) مسلم (180) ـ
۱۱٤ ـ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 129 باب فضل السجود (6573) مسلم (182) عبد الرزاق (20856)۔

يَـأْتِيْنَا رَبُّنَا ، فَإِذَاجَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ ، فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ ، فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا ، فَيَدْعُوْهُمْ ، وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَىْ جَهَنَّمَ ، فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهِ ، وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّا الرُّسُلُ ، وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ ، وَفِي جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ ، هَلْ رَاَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ ؟ قَالُوْا نَعَمْ ، قَالَ : ((فَاِنَّهَامِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ ، غَيْرَ اَنَّهُ لَايَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ ، تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ ، فَمِنْهُمْ مَنْ يُوْبَقُ بِعَمَلِهِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُو ، حَتَّى اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ رَحْمَةَ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَ اللّٰهُ الْمَلَائِكَةَ اَنْ يُخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ ، فَيُخْرِجُوْنَهُمْ ، وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِآثَارِ السُّجُوْدِ ، وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ ، فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ ، فَكُلُّ ابْنِ آدَمَ تَاْكُلُهُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ ، فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوْا ، فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ ، فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ ، ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ ، وَيَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ، وَهُوَ آخِرُ اَهْلِ النَّارِ ،

یہیں اپنے رب کے آنے تک کھڑے رہیں گے جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ عزوجل ان کے پاس (ایسی صورت میں جسے وہ پہچان لیں) آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ وہ بھی کہیں گے کہ بے شک تو ہمارا رب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں بلائے گا۔ پل صراط جہنم کے بیچوں بیچ رکھا جائے گا اور آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اپنی امت کے ساتھ اس سے گذرنے والا سب سے پہلا رسول ہوں گا۔ اس روز سوائے انبیا کے کوئی بات بھی نہ کر سکے گا اور انبیا بھی صرف یہ کہیں گے اے اللہ! مجھے محفوظ رکھیو اے اللہ مجھے محفوظ رکھیو! اور جہنم میں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکس (آنکڑے) ہوں گے۔ سعدان کے کانٹے تو تم نے دیکھے ہوں گے؟ صحابہ نے عرض کی کہ ہاں! (آپ ﷺ نے فرمایا) تو وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے۔ البتہ ان کے طول وعرض کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ یہ آنکس لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق کھینچ لیں گے۔ بہت سے لوگ اپنے عمل کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔ بہت سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ پھر ان کی نجات ہوگی۔ جہنمیوں میں سے اللہ تعالیٰ جس پر رحم فرمانا چاہے گا تو ملائکہ کو حکم دے گا کہ جو خالص اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے تھے انہیں باہر نکال لو۔ چنانچہ ان کو وہ باہر نکالیں گے اور موحدوں کو سجدے کے آثار سے پہچانیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جہنم پر سجدہ کے آثار کا جلانا حرام کر دیا ہے۔ چنانچہ یہ جب جہنم سے نکالے جائیں گے تو اثرِ سجدہ کے سوا ان کے جسم کے تمام ہی حصوں کو آگ جلا چکی ہوگی۔ جب جہنم سے باہر ہوں گے تو بالکل جل چکے ہوں گے۔ اس لئے ان پر آبِ حیات ڈالا جائے گا۔ جس سے وہ اس طرح ابھر آئیں گے جیسے سیلاب کے کوڑے کرکٹ پر سیلاب کے

دُخُولًا الْجَنَّةَ ، مُقْبِلًا بِوَجْهِهِ قِبَلَ النَّارِ ، فَيَقُولُ يَارَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ النَّارِ ، قَدْ قَشَبَنِي رِيحُهَا ، وَاَحْرَقَنِي ذَكَاؤُهَا ، فَيَقُولُ هَلْ عَسِيْتَ اِنْ فُعِلَ ذَلِكَ بِكَ اَنْ تَسْاَلَ غَيْرَ ذَلِكَ ؟ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ ، فَيُعْطِي اللّٰهَ مَايَشَاءُ مِنْ عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ ؟ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ ، فَاِذَا اَقْبَلَ بِهِ عَلَى الْجَنَّةِ رَاَى بَهْجَتَهَا ، سَكَتَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَسْكُتَ ، ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ قَدِّمْنِي عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ ، فَيَقُولُ اللّٰهُ لَهُ ، اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُودَ وَالْمَوَاثِيْقَ اَنْ لَا تَسْاَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنْتَ سَاَلْتَ ؟ فَيَقُولُ يَا رَبِّ لَا اَكُوْنَنَّ اَشْقَى خَلْقِكَ ، فَيَقُولُ فَمَا عَسِيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذَلِكَ اَنْ لَا تَسْاَلُ غَيْرَهُ ؟ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُ غَيْرَ ذَلِكَ ، فَيُعْطِي رَبَّهُ مَاشَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمِيْثَاقٍ ، فَيُقَدِّمُهُ اِلَى بَابِ الْجَنَّةِ ، فَاِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاَى زَهْرَتَهَا ، وَمَا فِيْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَيَسْكُتُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَسْكُتَ ، فَيَقُولُ يَارَبِّ اَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ ، فَيَقُولُ اللّٰهُ : وَيْحَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا اَغْدَرَكَ ! اَلَيْسَ قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمَوَاثِيْقَ اَنْ لَا تَسْاَلَ غَيْرَ الَّذِيْ اُعْطِيْتُ؟ فَيَقُولُ يَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِيْ اَشْقَى خَلْقِكَ فَيَضْحَكُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ ،

تھمنے کے بعد سبزہ ابھر آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ لیکن ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان اب بھی باقی رہ جائے گا۔ یہ جنت میں داخل ہونے والا آخری دوزخی شخص ہوگا۔ اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا۔ اس لئے کہے گا کہ اے میرے رب! میرے منہ کو دوزخ کی طرف سے پھیر دے۔ کیونکہ! اس کی بدبو مجھ کو مارے ڈالتی ہے۔ اور اس کی چمک مجھے جلائے دیتی ہے۔ خداوند تعالیٰ پوچھے گا کیا اگر تیری یہ تمنا پوری کر دوں تو دوبارہ کوئی نیا سوال تو نہیں کرے گا؟ بندہ کہے گا نہیں تیری بزرگی کی قسم! اور جیسے جیسے اللہ چاہے گا وہ قول وقرار کرے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ جہنم کی طرف سے اس کا منہ پھیر دے گا۔ جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا اور اس کی شادابی نظروں کے سامنے آئی تو اللہ نے جتنی دیر چاہا وہ چپ رہے گا۔ لیکن پھر بول پڑے گا۔ اے اللہ! مجھے جنت کے دروازے کے قریب پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا تو نے عہد و پیمان نہیں باندھا تھا کہ اس ایک سوال کے سوا اور کوئی سوال تو نہیں کرے گا؟ بندہ کہے گا اے میرے رب! مجھے تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ ہونا چاہیے۔ اللہ رب العزت فرمائے گا کہ پھر کیا ضمانت ہے کہ اگر تیری یہ تمنا پوری کر دی گئی تو دوسرا کوئی سوال تو نہیں کرے گا؟ بندہ کہے گا نہیں تیری عزت کی قسم! اب کوئی دوسرا سوال تجھ سے نہیں کروں گا۔ چنانچہ اپنے رب سے ہر طرح عہد و پیمان باندھے گا اور جنت کے دروازے تک پہنچا دیا جائے گا۔ دروازے پر پہنچ کر جب جنت کی پہنائی، تازگی اور مسرتوں کو دیکھے گا تو جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ بندہ چپ رہے گا۔ لیکن آخر بول پڑے گا کہ اے اللہ! مجھے جنت کے اندر پہنچا دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا افسوس اے ابن آدم! تو ایسا دغاباز کیوں بن گیا؟ کیا (ابھی) تو نے عہد و پیمان نہیں باندھا تھا

ثُمَّ يَاذَنُ لَهُ فِي دُخُوْلِ الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ تَمَنَّ، فَيَتَمَنَّى، حَتَّى إِذَا انْقَطَعَتْ أُمْنِيَّتُهُ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ كَذَا وَ كَذَا! أَقْبَلَ يُذَكِّرُهُ رَبُّهُ، حَتَّى إِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْأَمَانِيُّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ)).

کہ جو کچھ مجھے دے دیا گیا اس سے زیادہ اور کچھ نہیں مانگوں گا؟ بندہ کہے گا اے رب! مجھے اپنی سب سے زیادہ بدنصیب مخلوق نہ بنا۔ اللہ تعالیٰ ہنس دے گا اور اسے جنت میں بھی داخلے کی اجازت عطا فرمادے گا اور پھر فرمائے گا مانگ کیا ہے تیری تمنا؟ چنانچہ وہ اپنی تمنائیں (اللہ تعالیٰ کے سامنے) رکھے گا اور جب تمام تمنائیں ختم ہوجائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فلاں چیز اور مانگو فلاں چیز کا مزید سوال کرو۔ خود اللہ تعالیٰ ہی یاددہانی کرائے گا اور جب وہ تمام تمنائیں پوری ہوجائیں گی تو فرمائے گا کہ تمہیں یہ سب (بھی) اور اتنی ہی اور (بھی) دی گئیں۔

**لغوی توضیح** تُمَارُوْنَ کا اصل معنی ہے تم جھگڑتے ہو یعنی تمہیں کوئی مشکل پیش آتی ہے۔ الطَّوَاغِيْت جمع ہے طَاغُوْت کی، اس سے شیطان یا بت یا ہر گمراہی کی بنیاد مراد ہے۔ ظَهْرَانَي جَهَنَّمَ جہنم کے درمیان میں۔ يَجُوْزُ مسافت طے کرے گا۔ السَّعْدَان کانٹے دار بوٹی۔ يُوْبَقُ ہلاک کیے جائیں گے۔ يُخَرْدَلُ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کردیے جائیں گے۔ امْتَحَشُوْا جل جائیں گے۔ قَشَبَنِيْ مجھے زہرآلود کردے گی، مجھے ہلاک کردے گی۔ الْأَمَانِيّ تمنائیں، آرزوئیں۔

**فھم الحدیث** ان احادیث میں یہ ثبوت ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی آنکھوں میں ایسی قوت پیدا کردیں گے جس سے وہ اپنے پروردگار کو بآسانی دیکھ سکیں گے۔ اور جس آیت مبارکہ میں یہ ارشاد ہے کہ ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ﴾ [الانعام: ۱۰۳] ''اسے (یعنی اللہ عزوجل کو) کسی کی نگاہ محیط نہیں ہوسکتی۔'' اس کا تعلق دنیا سے ہے، یعنی دنیا کی آنکھ سے کوئی بھی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا، جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی تمنا کی تو اللہ نے پہاڑ کے سامنے تجلی ظاہر کی جس سے وہ پہاڑ ہی ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ [1] تاہم آخرت میں اہل ایمان کا اللہ کو دیکھنا ثابت ہے اور اس پر سلف صالحین کا اجماع ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے اور انہوں نے مزید یہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ جمہور اہل السنہ اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو روز قیامت اللہ کے دیدار کا انکار کرتا ہے۔ [2]

۱۱۵۔ حدیث أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: ((هَلْ تُضَارُوْنَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ إِذَا كَانَتْ صَحْوًا؟)) قُلْنَا لَا۔ قَالَ: ((فَإِنَّكُمْ لَا تُضَارُوْنَ فِي

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے کہا' یارسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم کو سورج اور چاند دیکھنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے جبکہ آسمان بھی صاف ہو؟ ہم نے کہا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ پھر اپنے رب کے دیدار میں تمہیں کوئی تکلیف نہیں پیش آئے گی

۱۱۵۔ البخاری فی: 97 كتاب التوحيد: 24 باب قول الله تعالى: "وجوه يومئذ ناضرة..." (22) مسلم (183)۔

[1] [سورۃ الاعراف: آیت 143]    [2] [كما فى مجموع الفتاوى لابن باز (118/27)]

رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَتِهِمَا)) ثُمَّ قَالَ: ((يُنَادِيْ مُنَادٍ: لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ، فَيَذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيْبِ مَعَ صَلِيْبِهِمْ، وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ أَوْثَانِهِمْ، وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ، حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ، وَغُبَّرَاتٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، ثُمَّ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ تُعْرَضُ كَأَنَّهَا سَرَابٌ، فَيُقَالُ لِلْيَهُوْدِ: مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ؟ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ بْنَ اللّٰهِ، فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ، لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَّلَا وَلَدٌ، فَمَا تُرِيْدُوْنَ؟ قَالُوْا نُرِيْدُ أَنْ تَسْقِيَنَا، فَيُقَالُ اشْرَبُوْا، فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي جَهَنَّمَ ــ ثُمَّ يُقَالُ لِلنَّصَارَى مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ بْنَ اللّٰهِ، فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلّٰهِ صَاحِبَةٌ وَّلَا وَلَدٌ، فَمَا تُرِيْدُوْنَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ نُرِيْدُ أَنْ تَسْقِيَنَا، فَيُقَالُ اشْرَبُوْا، فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي جَهَنَّمَ ـ حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ، فَيُقَالُ لَهُمْ مَا يَحْبِسُكُمْ وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ؟ فَيَقُوْلُوْنَ فَارَقْنَاهُمْ وَنَحْنُ أَحْوَجُ مِنَّا إِلَيْهِ الْيَوْمَ، وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي: لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ وَإِنَّمَا نَنْتَظِرُ رَبَّنَا، قَالَ

جس طرح سورج اور چاند کو دیکھنے میں پیش نہیں آتی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ہر قوم اس کے ساتھ جائے جس کی وہ پوجا کرتی تھی۔ چنانچہ صلیب کے پجاری اپنی صلیب کے ساتھ، بتوں کے پجاری اپنے بتوں کے ساتھ اور تمام جھوٹے معبودوں کے پجاری اپنے جھوٹے معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے (جیسے قبروں کے پجاری ان قبروں کے ساتھ، تعزیے جھنڈے اور علم پوجنے والے ان کے ساتھ چلے جائیں گے) اور صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی عبادت کرنے والے تھے۔ ان میں نیک و بد دونوں قسم کے مسلمان ہوں گے۔ اور اہل کتاب کے کچھ باقی ماندہ لوگ بھی ہوں گے۔ پھر دوزخ ان کے سامنے پیش کی جائے گی وہ ایسی چمک دار ہوگی جیسے میدان کی ریت ہوتی ہے (جو دور سے پانی معلوم ہوتا ہے) پھر یہود سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم عزیر بن اللہ کی پوجا کرتے تھے۔ انہیں جواب ملے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ خدا کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی لڑکا۔ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم پانی پینا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے سیراب کیا جائے ان سے کہا جائے گا کہ پیو۔ وہ اس چمکتی ریت کی طرف پانی جان کر چلیں گے اور پھر وہ جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔ پھر نصاریٰ سے کہا جائے گا کہ تم کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم مسیح بن اللہ کی پوجا کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی نہ بیوی تھی اور نہ کوئی بچہ۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم چاہتے ہیں کہ پانی سے ہمیں سیراب کیا جائے۔ ان سے کہا جائے گا کہ پیو (ان کو بھی اس چمکتی ریت کی طرف چلایا جائے گا) اور انہیں بھی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہی باقی رہ جائیں گے جو خالص اللہ کی

فَيَأْتِيهِمُ الْجَبَّارُ ' فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الَّتِي رَأَوْهُ فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ ' فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا ـ فَلا يُكَلِّمُهُ إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ ' فَيَقُولُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تَعْرِفُونَهُ ؟ فَيَقُولُونَ السَّاقُ ' فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ ' فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ ' وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلَّهِ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْجُدَ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا ' ثُمَّ يُؤْتَى بِالْجَسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ)) قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللهِ ! وَمَا الْجَسْرُ؟ قَالَ ((مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ ' وَحَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عُقَيْفَاءُ تَكُوْنُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ ـ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيحِ وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ ' فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ ' وَنَاجٍ مَخْدُوشٌ ' وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ' حَتَّى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِي مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ ـ فَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِي إِخْوَانِهِمْ ' يَقُولُونَ رَبَّنَا إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا وَيَصُومُونَ مَعَنَا وَيَعْمَلُونَ مَعَنَا ' فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ إِيمَانٍ

عبادت کرتے تھے' نیک و بد دونوں قسم کے مسلمان ۔ ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگ کیوں رکے ہوئے ہو' جب کہ سب لوگ جا چکے ہیں؟ وہ کہیں گے ہم دنیا میں ان سے ایسے وقت جدا ہوئے کہ ہمیں ان کی دنیاوی فائدوں کے لئے بہت زیادہ ضرورت تھی اور ہم نے ایک آواز دینے والے کو سنا کہ ہر قوم اس کے ساتھ جائے جس کی وہ عبادت کرتی تھی اور ہم اپنے رب کے منتظر ہیں۔ پھر اللہ جباران کے سامنے اس صورت کے علاوہ دوسری صورت میں آئے گا جس میں انہوں نے اسے پہلی مرتبہ دیکھا ہوگا اور کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ لوگ کہیں گے کہ تو ہی ہمارا رب ہے اور اس دن انبیا کے سوا اور کوئی بات نہیں کرے گا۔ پھر پوچھے گا کیا تمہیں اس کی کوئی نشانی معلوم ہے؟ وہ کہیں گے کہ "ساق" (پنڈلی)۔ پھر اللہ اپنی پنڈلی کھولے گا اور ہر مومن اس کے لئے سجدہ میں گر جائے گا۔ صرف وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جو دکھاوے اور شہرت کے لئے اسے سجدہ کرتے تھے۔ وہ بھی سجدہ کرنا چاہیں گے لیکن ان کی پیٹھ تختہ کی طرح ہو کر رہ جائے گی۔ پھر انہیں پل پر لایا جائے گا۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! پل کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک پھسلوان گرنے کا مقام ہے اس پر سنسنیاں ہیں' آنکڑے ہیں' چوڑے چوڑے کانٹے ہیں۔ ان کے سرخم دار سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں جو نجد کے ملک میں ہوتے ہیں۔ مومن اس پر پلک مارنے کی طرح بجلی کی طرح' ہوا کی طرح' تیز رفتار گھوڑے اور سواری کی طرح گذر جائیں گے۔ ان میں بعض تو صحیح سلامت نجات پانے والے ہوں گے اور بعض جہنم کی آگ سے جھلس کر بچ نکلنے والے ہوں گے۔ یہاں تک کہ آخری شخص اس پر سے گھسٹتے ہوئے گزرے گا۔ تم لوگ آج کے دن اپنا حق لینے کے لیے جتنا تقاضا اور مطالبہ مجھ سے کرتے ہو اس سے زیادہ مسلمان لوگ اللہ سے تقاضا اور مطالبہ کریں گے۔ اور جب وہ

فَأَخْرِجُوْهُ، وَيُحَرِّمُ اللّٰهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ، فَيَأْتُوْنَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ فَيَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ۔ فَيَقُوْلُ اذْهَبُوْا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ مَنْ عَرَفُوْا))۔

دیکھیں گے کہ اپنے بھائیوں میں سے انہیں نجات ملی ہے تو وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمارے بھائی بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ دوسرے (نیک) اعمال کرتے تھے (ان کو بھی دوزخ سے نجات فرما) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں ایک اشرفی کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی نکال لاؤ۔ چنانچہ جن کو وہ پہچانتے ہوں گے ان کو نکالیں گے۔ پھر وہ واپس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں نصف اشرفی کے برابر ایمان ہے اسے بھی نکال لاؤ۔ چنانچہ جن کو وہ پہچانتے ہوں گے ان کو نکالیں گے پھر وہ واپس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو اسے بھی نکال لاؤ۔ چنانچہ پہچاننے والوں کو نکال لیں گے۔

قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُوْنِي فَاقْرَئُوْا۔ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَاعِفْهَا﴾ فَيَشْفَعُ النَّبِيُّوْنَ وَالْمَلَائِكَةُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔ فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ بَقِيَتْ شَفَاعَتِي، فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدِ امْتُحِشُوْا، فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ مَاءَ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُوْنَ فِي حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي حَمِيْلِ السَّيْلِ قَدْ رَأَيْتُمُوْهَا إِلَى جَانِبِ الصَّخْرَةِ إِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ، فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ، وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ۔ فَيَخْرُجُوْنَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ، فَيُجْعَلُ فِي

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے (اس پر) کہا کہ اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو یہ آیت پڑھو "اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اگر نیکی ہے تو اسے بڑھاتا ہے۔" [النساء: ۴۰] پھر انبیا اور مومنین اور فرشتے شفاعت کریں گے اور پروردگار کا ارشاد ہوگا کہ اب خاص میری شفاعت باقی رہ گئی ہے چنانچہ اللہ پاک دوزخ سے ایک مٹھی بھرلے گا اور ایسے لوگوں کو نکالے گا جو کوئلہ ہوگئے ہوں گے۔ پھر وہ جنت کے سرے پر ایک نہر میں ڈال دیے جائیں گے جسے نہر آب حیات کہا جاتا ہے اور یہ لوگ اس کے کنارے سے اس طرح ابھریں گے جس طرح سیلاب کے کوڑے کرکٹ سے سبزہ ابھر آتا ہے تم نے یہ منظر کسی چٹان کے یا کسی درخت کے کنارے دیکھا ہوگا۔ تو جس پر دھوپ پڑتی رہتی ہے وہ سبز ابھرتا ہے اور جس پر سایہ ہوتا ہے وہ سفید ابھرتا ہے۔ پھر وہ اس طرح نکلیں گے جیسے موتی چمکتا ہے۔ اس کے بعد ان کی گردنوں پر مہر کردی جائے گی (کہ یہ اللہ کے آزاد کردہ غلام

رِقَابِهِمِ الْخَوَاتِيمُ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ ' فَيَقُوْلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ اَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ ' وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ ' فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَاَيْتُمْ وَمِثْلُهُ مَعَهُ))۔

ہیں) اور انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا اہل جنت انہیں عتقاء الرحمن (رحم کرنے والے اللہ کے آزاد کردہ بندے) کہیں گے۔ انہیں اللہ نے بلا عمل کے جو انہوں نے کیا ہو اور بلا خیر کے جو ان سے صادر ہوئی ہو جنت میں داخل کیا ہے اور ان سے کہا جائے گا کہ تمہیں وہ سب کچھ ملے گا جو تم دیکھتے ہو اور اتنا ہی اور بھی ملے گا۔

**لغوی توضیح** تُضَارُوْنَ تم تکلیف محسوس کرتے ہو۔ صَحْوًا صاف، جب آسمان پر بادل نہ ہو۔ اَلْاَوْثَان جمع ہے وَثَن کی، معنی ہے بت۔ غُبَّرَات باقی رہنے والے۔ سَرَاب وہ ریت جو دوپہر کو چمک کی وجہ سے پانی معلوم ہوتی ہے۔ اَلْجَسْر پل۔ مَدْحَضَة مَزِلَّة دونوں کا ایک ہی معنی ہے، پھسلنے کی جگہ۔ خَطَاطِيْف جمع ہے خطاف کی اور كَلَالِيب جمع ہے کلوب کی، دونوں کا معنی ایک ہی ہے، ایسا لوہا جو سرے سے مڑا ہوا ہو۔ حَسَكَة سعدان بوٹی کے کانٹے۔ اَجَاوِيد جمع ہے اَجْوَاد کی اور اَجْوَاد جمع ہے جَوَاد کی، معنی ہے تیز رفتار، عمدہ۔ اَلْخَيْل گھوڑے۔ الرِّكَاب اونٹ۔ مَخْدُوش خراشیں لگے ہوئے، نوچے ہوئے۔ مَكْدُوس دھکیلے گئے۔ مَنَاشَدَہ مطالبہ۔ امْتُحِشُوْا جنہیں جلا دیا گیا۔ حَافَتَيْه اس کے دونوں کنارے۔

## (80) باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدين من النار

## شفاعت کا ثبوت اور موحدوں کے جہنم سے نکالے جانے کا بیان

١١٦ - حديث اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ ' وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى: اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ ' فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِ اسْوَدُّوْا ' فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرِ الْحَيَا اَوِالْحَيَاةِ (شَكٌّ مِنْ اَحَدِ رِجَالِ السَّنَدِ) فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ ' اَلَمْ تَرَ اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً؟ ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ پاک فرمائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر (بھی) ایمان ہو اس کو بھی دوزخ سے نکال لو۔ تب (ایسے لوگ) دوزخ سے نکال لئے جائیں گے اور وہ جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر زندگی کی نہر میں یا بارش کے پانی میں ڈالے جائیں گے (یہاں راوی کو شک ہو گیا ہے کہ کونسا لفظ استعمال کیا) اس وقت وہ دانے کی طرح اُگ آئیں گے جس طرح ندی کے کنارے دانے اُگ آتے ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دانہ زردی مائل پیچ در پیچ نکلتا ہے؟۔

**لغوی توضیح** صَفْرَاء زردی مائل۔ مُلْتَوِيَة پیچ در پیچ، مڑا ہوا۔

**فهم الحديث** درج بالا احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ کبیرہ گناہوں کے مرتکب لوگ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے بلکہ

١١٦ ۔ البخاری فی 2 کتاب الإیمان: 15 باب تفاضل اهل الإیمان فی الاعمال ، مسلم (184) ابن حبان (182) ۔

جتنا اللہ چاہے گا عذاب پا کر یا تو شفاعت کے ذریعے یا پھر اللہ کی رحمت سے جہنم سے نکال لیے جائیں گے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ مشرک کو کبھی بھی جہنم سے نہیں نکالا جائے اور نہ ہی اسے کوئی شفاعت فائدہ دے گی۔قرآن کریم میں کفار ومشرکین کے بارے میں ہے کہ ﴿ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴾[المدثر : ٤٨ ] ''انہیں شفاعت کرنے والوں کی شفاعت فائدہ نہیں دے گی۔''اور فرمانِ نبوی ہے کہ میری شفاعت صرف اسے نصیب ہوگی جو اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا۔[1]

## (81) باب آخر اهل النار خروجا

## سب سے آخر میں دوزخ سے نکلنے والا شخص

١١٧ ۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( اِنِّی لَاَعْلَمُ آخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا، وَآخِرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلًا ۔ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ ، فَيَاْتِيْهَا فَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهَا مَلْاٰى ، فَيَرْجِعُ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ وَجَدْتُّهَا مَلْاٰى، فَيَقُوْلُ اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ اَمْثَالِهَا ، اَوْ اِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ اَمْثَالِ الدُّنْيَا ، فَيَقُوْلُ تَسْخَرُ مِنِّی اَوْ تَضْحَكُ مِنِّی وَاَنْتَ الْمَلِكُ )) ۔

فَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ۔ وَكَانَ يُقَالُ : ذٰلِكَ اَدْنٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ اہل جہنم میں سے کون سب سے آخر میں وہاں سے نکلے گا اور اہل جنت میں کون سب سے آخر میں اس میں داخل ہوگا۔ایک شخص جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ جنت کے پاس آئے گا لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے چنانچہ وہ واپس آئے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ پھر اس سے کہے گا کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ وہ پھر آئے گا لیکن ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تمہیں دنیا اور اس سے دس گنا دیا جاتا ہے یا (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ) تمہیں دنیا کے دس گنا دیا جاتا ہے۔ وہ شخص کہے گا تو میرا مذاق بناتا ہے حالانکہ تو شہنشاہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس بات پر نبی ﷺ ہنس دیے اور آپ کے آگے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور کہا جاتا ہے کہ وہ جنت کا سب سے کم درجے والا شخص ہوگا۔

**لغوی توضیح** كَبْوًا گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے۔ مَلْاٰى بھری ہوئی۔ تَسْخَرُ تو مذاق کرتا ہے۔

١١٧ ۔ البخاری فی 81 کتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6571) مسلم (186) ابن ماجه (2595) ۔

[1] [مسلم : کتاب الایمان : باب اختباء النبی دعوة الشفاعة لامته (199)]

## (82) باب ادنی اهل الجنة منزلة فیها

## جنت میں سب سے کم مرتبہ جنتی

١١٨ - حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( يَجْمَعُ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلَى رَبِّنَا حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا ! فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ : أَنْتَ الَّذِيْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهِ، وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهِ، وَأَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ، فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ، وَيَقُوْلُ ائْتُوْا نُوْحًا، أَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ، فَيَأْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُ : لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ، ائْتُوا إِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ اتَّخَذَهُ اللّٰهُ خَلِيْلًا، فَيَأْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ، ائْتُوا مُوْسَى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ، فَيَأْتُوْنَهُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ، فَيَذْكُرُ خَطِيْئَتَهُ، ائْتُوا عِيْسَى، فَيَأْتُوْنَه فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ، ائْتُوا مُحَمَّدًا ﷺ فَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. فَيَأْتُوْنِيْ، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّيْ، فَإِذَا رَأَيْتُهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يُقَالُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، سَلْ تُعْطَهْ، وَقُلْ يُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَحْمَدُ رَبِّيْ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْ، ثُمَّ أَشْفَعُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا۔ اس وقت لوگ کہیں گے کہ اگر ہم اپنے رب کے حضور کسی کی شفاعت لے جائیں تو نفع بخش ثابت ہوسکتی ہے۔ ممکن ہے کہ ہم اپنی اس حالت سے نجات پا جائیں۔ چنانچہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے آپ ہی وہ بزرگ نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ کے اندر اپنی چھپائی ہوئی روح پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ آپ رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیں۔ وہ کہیں گے کہ میں تو اس لائق نہیں۔ پھر وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے کہ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ وہ اپنی لغزش کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا تھا۔ لوگ ان کے پاس آئیں گے لیکن یہ بھی یہی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تھا۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے لیکن یہ بھی کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں ہوں تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ کیونکہ ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے اس وقت میں اپنے رب سے

١١٨ - البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (44) مسلم (193) ترمذی (2593) -

فَيَحُدُّ لِي حَدًّا، ثُمَّ أُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَعُودُ فَأَقَعُ سَاجِدًا مِثْلَهُ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ حَتَّى مَا يَبْقَى فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ ))۔

(شفاعت کی) اجازت چاہوں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا اللہ تعالیٰ جتنی دیر تک چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھا لو' مانگو دیا جائے گا' کہو سنا جائے گا' شفاعت کرو' شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنے رب کی اس وقت ایسی حمد بیان کروں گا کہ جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا۔ پھر شفاعت کروں گا اور میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا اور اسی طرح سجدہ میں گر جاؤں گا' تیسری یا چوتھی مرتبہ۔ جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جنہیں قرآن نے روکا ہے (یعنی جن کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر قرآن میں صراحت کے ساتھ ہے)۔

۱۱۹۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ ﷺ قَالَ: (( إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ، فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ: اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ خَلِيلُ الرَّحْمٰنِ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللّٰهِ فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى فَإِنَّهُ رُوحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنَّ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ فَيَأْتُونِي فَأَقُولُ: أَنَا لَهَا، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي، وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا قیامت کا دن جب آئے گا تو لوگ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ظاہر ہوں گے پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ ہماری اپنے رب کے پاس شفاعت کیجئے وہ کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ ہاں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ سے شرفِ ہم کلامی پانے والے ہیں۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ ہاں تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا کہ میں شفاعت کے لئے ہوں اور پھر میں اپنے رب سے اجازت چاہوں گا اور مجھے اجازت دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ تعریفوں کے الفاظ مجھے الہام کرے گا جن کے ذریعہ میں اللہ کی حمد بیان کروں گا۔ جو اس

۱۱۹۔ البخاری فی: 97 کتاب التوحید: 36 باب کلام الرب عز وجل یوم القیامة مع الانبیاء...۔

الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا ' فَيُقَالُ : يَامُحَمَّدُ ! ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ ' وَسَلْ تُعْطَ ' وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ' فَاَقُوْلُ : يَارَبِّ اُمَّتِى ' اُمَّتِى ! فَيُقَالُ : انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِى قَلْبِهِ مِثْقَالَ شَعِيْرَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ ' فَانْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ـ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا ' فَيُقَالُ : يَا مُحَمَّدُ ! ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ ' وَسَلْ تُعْطَ ' وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ' فَاَقُوْلُ : يَا رَبِّ اُمَّتِى ' اُمَّتِى ! فَيُقَالُ : انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِى قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ ' فَانْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ' ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا ' فَيُقَالُ : يَامُحَمَّدُ ! ارْفَعْ رَاْسَكَ ' وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ ' وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ ' فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اُمَّتِى ' اُمَّتِى ! فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِى قَلْبِهِ اَدْنٰى اَدْنٰى اَدْنٰى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَانْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ـ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ' ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ : يَامُحَمَّدُ ! ارْفَعْ رَاْسَكَ ' وَقُلْ يُسْمَعْ ' وَسَلْ تُعْطَ ' وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ ! ائْذَنْ لِى فِيمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' فَيَقُوْلُ وَعِزَّتِى وَجَلَالِى وَكِبْرِيَائِى وَعَظَمَتِى لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ـ

وقت مجھے یاد نہیں ہیں چنانچہ جب میں یہ تعریفیں بیان کروں گا اور اللہ کے حضور سجدہ کرنے والا ہو جاؤں گا تو مجھ سے کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ' جو کہو گے وہ سنا جائے گا جو مانگو گے وہ دیا جائے گا جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ (یہ سن کر) میں کہوں گا اے رب! میری امت' میری امت۔ کہا جائے گا کہ جاؤ اور ان سب کو نکال لاؤ جن کے دل میں جو کے دانے برابر بھی ایمان ہو چنانچہ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔ پھر میں واپس آؤں گا اور اللہ رب العزت کی یہی تعریفیں ایک بار پھر کروں گا اور اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا تو مجھ سے کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ' جو کہو گے وہ سنا جائے گا' جو مانگو گے دیا جائے گا، جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ پھر میں کہوں گا اے رب! میری امت، میری امت، کہا جائے گا کہ جاؤ اور ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لو جن کے دل میں ذرہ یا رائی برابر بھی ایمان ہو۔ چنانچہ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔ پھر میں لوٹوں گا اور یہی تعریفیں پھر کروں گا اور اللہ کے لئے سجدہ میں چلا جاؤں گا مجھ سے کہا جائے گا۔ اپنا سر اٹھاؤ' جو کہو گے سنا جائے گا' جو مانگو گے دیا جائے گا' جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا' اے رب! میری امت' میری امت' اللہ تعالیٰ فرمائے گا اور جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے کم سے کم تر حصہ کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی جہنم سے نکال لو۔ میں پھر جاؤں گا اور نکالوں گا۔ پھر میں چوتھی مرتبہ لوٹوں گا اور وہی تعریفیں کروں گا اور اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ میں چلا جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ' جو کہو گے سنا جائے گا' جو مانگو گے دیا جائے گا' جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا اے رب! مجھے ان کے بارے میں بھی اجازت دیجئے جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عزت' میرے جلال' میری کبریائی' میری بڑائی کی قسم! اس میں سے انہیں بھی نکالوں گا جنہوں نے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا ہے۔

١٢٠۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَحْمٍ، فَرُفِعَ اِلَیْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ: (( اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، وَهَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ ذٰلِكَ؟ یَجْمَعُ النَّاسَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فِی صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ، یُسْمِعُهُمُ الدَّاعِی، وَیَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ، وَتَدْنُو الشَّمْسُ فَیَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَالَا یُطِیْقُوْنَ وَلَا یَحْتَمِلُوْنَ، فَیَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ؟ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ یَشْفَعُ لَكُمْ اِلٰی رَبِّكُمْ؟ فَیَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ، عَلَیْكُمْ بِاٰدَمَ، فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ، فَیَقُوْلُوْنَ لَهُ: اَنْتَ اَبُوالْبَشَرِ، خَلَقَكَ اللّٰهُ بِیَدِهِ، وَنَفَخَ فِیْكَ مِنْ رُوْحِهِ، وَاَمَرَ الْمَلَائِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ، اشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّكَ، اَلَا تَرٰی اِلٰی مَانَحْنُ فِیْهِ؟ اَلَا تَرٰی اِلٰی مَاقَدْ بَلَغَنَا؟ فَیَقُوْلُ اٰدَمُ اِنَّ رَبِّی قَدْ غَضِبَ الْیَوْمَ غَضَبًالَمْ یَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ یَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَاِنَّهُ نَهَانِی عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَیْتُهُ، نَفْسِی! نَفْسِی! نَفْسِی! اذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِی، اذْهَبُوْا اِلٰی نُوْحٍ، فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُوْنَ: یَا نُوْحُ! اِنَّكَ اَنْتَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا اور دستی کا حصہ آپ کو پیش کیا گیا تو آپ نے اپنے دانتوں سے ایک بار نوچا اور آپ کو دستی کا گوشت بہت پسند تھا پھر آپ نے فرمایا، قیامت کے دن میں سب لوگوں کا سردار ہوں گا تمہیں معلوم بھی ہے یہ کونسا دن ہوگا؟ اس دن دنیا کے شروع سے قیامت کے دن تک کی ساری خلقت ایک چٹیل میدان میں جمع ہوگی کہ ایک پکارنے والے کی آواز سب کے کانوں تک پہنچ سکے گی اور ایک نظر سب کو دیکھ سکے گی۔ سورج بالکل قریب ہو جائے گا اور لوگوں کی پریشانی اور بے قراری کی کوئی حد نہ رہے گی جو برداشت سے باہر ہو جائے گی۔ لوگ آپس میں کہیں گے، دیکھتے نہیں کہ ہماری کیا حالت ہو گئی ہے۔ کیا کوئی ایسا مقبول بندہ نہیں ہے جو اللہ پاک کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے؟ لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس چلنا چاہیے۔ چنانچہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ آپ انسانوں کے پردادا ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف سے خصوصیت کے ساتھ آپ میں روح پھونکی۔ فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ اس لئے آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کر دیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچ چکے ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میرا رب آج انتہائی غضب ناک ہے۔ اس سے پہلے اتنا غضب ناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضب ناک ہوگا۔ اور رب العزت نے مجھے بھی درخت سے روکا تھا لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی۔ پس مجھ کو اپنی جان کی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت

١٢٠۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 17 سورۃ الإسراء: 5 باب ذریة من حملنا مع نوح (3340) مسلم (194)۔

اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلَى اَهْلِ الْاَرْضِ ، وَقَدْ
سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا ، اشْفَعْ لَنَا اِلَى
رَبِّكَ ، اَلَا تَرَى اِلَى مَانَحْنُ فِيْهِ ؟ فَيَقُوْلُ:
اِنَّ رَبِّي - عَزَّوَجَلَّ - قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ
غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَلَنْ يَغْضَبَ
بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَاِنَّهُ قَدْكَانَتْ لِي دَعْوَةٌ
دَعَوْتُهَا عَلَى قَوْمِي ، نَفْسِي ! نَفْسِي !
نَفْسِي ! اذْهَبُوْا اِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوْا اِلَى
اِبْرَاهِيْمَ ، فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا
اِبْرَاهِيْمُ ! اَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهُ مِنْ اَهْلِ
الْاَرْضِ اشْفَعْ لَنَا اِلَى رَبِّكَ ، اَلَا تَرَى اِلَى
مَا نَحْنُ فِيْهِ ؟ فَيَقُوْلُ لَهُمْ اِنَّ رَبِّي قَدْ
غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ،
وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ ، وَاِنَّهُ قَدْ كُنْتُ
كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ، نَفْسِي ! نَفْسِي !
نَفْسِي ! اذْهَبُوْا اِلَى غَيْرِي ، اذْهَبُوْا اِلَى
مُوْسَى ، فَيَاْتُوْنَ مُوْسَى ، فَيَقُوْلُوْنَ: يَا
مُوْسَى ! اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ
بِرِسَالَتِهِ وَبِكَلَامِهِ عَلَى النَّاسِ ، اشْفَعْ لَنَا
اِلَى رَبِّكَ اَلَا تَرَى اِلَى مَا نَحْنُ فِيْهِ ؟
فَيَقُوْلُ: اِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا
لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ
مِثْلَهُ ، وَاِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا
، نَفْسِي ! نَفْسِي ! اذْهَبُوْا اِلَى غَيْرِي ،

نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ چنانچہ سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی
خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ اے نوح! آپ
سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے اور آپ
کو اللہ تعالیٰ نے شکر گزار بندہ کا خطاب دیا۔ آپ ہی ہمارے لئے
اپنے رب کے حضور شفاعت کر دیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس
حالت کو پہنچ گئے ہیں؟ حضرت نوح علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب
آج اتنا غضب ناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک نہیں تھا
اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضب ناک ہوگا اور مجھے ایک دعا کی
قبولیت کا یقین دلایا گیا تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی۔
آج مجھ کو اپنے ہی نفس کی فکر ہے تم میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے ابراہیم! آپ
اللہ کے نبی اور اللہ کے خلیل ہیں' روئے زمین میں منتخب' آپ ہماری
شفاعت کیجئے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے
ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام بھی کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غضبناک ہے،
اتنا غضبناک نہ وہ پہلے ہوا تھا اور نہ آج کے بعد ہوگا اور میں نے تین
جھوٹ بولے تھے۔ بس مجھ کو اپنے نفس کی فکر ہے میرے سوا کسی اور
کے پاس جاؤ۔ ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ موسیٰ
علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے موسیٰ!
آپ اللہ کے رسول ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے رسالت
اور اپنے کلام کے ذریعہ فضیلت دی' آپ ہماری شفاعت اپنے رب
کے حضور کر دیں۔ آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے
ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ بہت غضبناک
ہے' اتنا غضبناک کہ وہ نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی ہوگا

اذْهَبُوْا اِلَى عِيْسَى، فَيَاْتُوْنَ عِيْسَى، فَيَقُوْلُوْنَ: يَاعِيْسَى! اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ اَلْقَاهَا اِلَى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ، وَكَلَّمْتَ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا، اشْفَعْ لَنَا، اَلَا تَرَى اِلَى مَانَحْنُ فِيْهِ؟ فَيَقُوْلُ عِيْسَى، اِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ، وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا، نَفْسِي! نَفْسِي! نَفْسِي! اذْهَبُوْا اِلَى غَيْرِيْ، اذْهَبُوْا اِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ، فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا ﷺ، فَيَقُوْلُوْنَ: يَا مُحَمَّدُ! اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَاتَاَخَّرَ، اشْفَعْ لَنَا اِلَى رَبِّكَ، اَلَاتَرَى اِلَى مَانَحْنُ فِيْهِ؟ فَانْطَلِقُ فَاٰتِي تَحْتَ الْعَرْشِ فَاَقَعُ سَاجِدًالِرَبِّي عَزَّوَجَلَّ - ثُمَّ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلَى اَحَدٍ قَبْلِي، ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَاْسَكَ، سَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَاَرْفَعُ رَاْسِي، فَاَقُوْلُ: اُمَّتِي يَارَبِّ! اُمَّتِي يَارَبِّ! فَيُقَالُ: يَامُحَمَّدُ! اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْاَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوَى ذٰلِكَ مِنَ الْاَبْوَابِ ثُمَّ

اور میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ حالانکہ اللہ کی طرف سے مجھے اس کا کوئی حکم نہیں ملا تھا۔ نفسی، نفسی، نفسی، بس مجھ کو آج اپنی فکر ہے، میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ ہاں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے۔ اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم پر ڈالا تھا اور اللہ کی طرف سے روح ہیں۔ آپ نے بچپن میں ماں کی گود ہی میں لوگوں سے بات کی تھی ہماری شفاعت کیجئے۔ آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہو چکی ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اس درجہ غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا اور آپ کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے (صرف) اتنا کہیں گے، نفسی، نفسی، نفسی۔ میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، ہاں محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ سب لوگ محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور سب سے آخری پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ اپنے رب کے دربار میں ہماری شفاعت کیجئے آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آخر میں آگے بڑھوں گا اور عرش تلے پہنچ کر اپنے رب عزوجل کے لئے سجدہ میں گر پڑوں گا پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور حسنِ ثنا کے دروازے کھول دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو وہ طریقے اور وہ محامد نہیں بتائے تھے۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر اٹھائیے، مانگئے آپ کو دیا جائے گا۔ شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اب میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا۔ اے میرے رب! میری امت، اے میرے رب! میری امت پر کرم کر۔ کہا جائے گا، اے محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں،

قَالَ:((وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مَا بَيْنَ الْمِصْرَاعَيْنِ مِنْ مَصَارِيْعِ الْجَنَّةِ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَحِمْيَرَ، أَوْ كَمَا بَيْنَ مَكَّةَ وَبُصْرَى))۔

جنت کے داہنے دروازے سے داخل کیجئے اور ویسے انہیں اختیار ہے جس دروازے سے چاہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں پھر نبی ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں ہے یا جتنا مکہ اور بُصریٰ میں ہے۔

**لغوی توضیح** فَنَهَسَ دانتوں سے نوچا۔ صَعِيْد وَاحِد ایک چٹیل میدان۔

**فہم الحدیث** ان احادیث میں شفاعت محمدیہ کا اثبات ہے۔ روزِ قیامت جب تمام انبیاء اپنی اپنی لغزشوں کو یاد کر کے کانپ رہے ہوں گے اس وقت صرف اور صرف ہمارے پیغمبر محمد ﷺ ہی شفاعت کے لیے آگے بڑھیں گے۔ یہ چیز آپ کے تمام انبیاء سے افضل ہونے کی بھی دلیل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی شفاعت حاصل کرنے کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے ﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ ﴾۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو بھی اذان سن کر یہ دعا پڑھے گا اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔[1] جس روایت میں ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی، وہ موضوع و من گھڑت ہے۔[2]

## (84) باب اختباء النبي ﷺ دعوة الشفاعة لامته

## نبی ﷺ کا اپنی شفاعت کی دعا کو اپنی امت کی خاطر روزِ قیامت کے لیے چھپا رکھنے کا بیان

١٢١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَأُرِيْدُ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، أَنْ أَخْتَبِيَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر نبی کی ایک دعا قبول ہوتی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اگر اللہ نے چاہا تو اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھوں۔

**لغوی توضیح** لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ ہر نبی کے لیے ایک دعا ہے، مراد یہ ہے کہ ہر نبی کو ایک لازماً قبول ہونے والی دعا کا اختیار دیا گیا۔ اَخْتَبِئُ دَعْوَتِيْ میں نے اپنی دعا چھپالی، محفوظ رکھ لی۔ اس میں نبی کریم ﷺ کی امت کے لیے کمال شفقت و رحمت کا اثبات ہے کہ آپ نے اپنے لیے کچھ مانگنے کی بجائے اس مقبول دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے مؤخر کر دیا۔ لیکن آج یہی امت اپنے مشفق و محسن پیغمبر کی سنتوں کو پس پشت ڈال رہی ہے اور شب و روز ان کی مخالفت میں مصروف ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنے عظیم پیغمبر کی مخالفت سے بچنے کی توفیق دے۔ (آمین!)

١٢١۔ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 31 باب قوله تعالى "قل لو كان البحر ..." (6304) مسلم (198)۔

[1] [بخاری: کتاب الاذان: باب الدعاء عند النداء (614)]

[2] [موضوع ارواء الغليل (336/4) ضعيف الجامع الصغير (5607)]

۱۲۲۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤَالًا ' أَوْ قَالَ ' لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِيبَتْ، فَجَعَلْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہر نبی نے کچھ چیزیں مانگیں یا فرمایا کہ ہر نبی کو ایک دعا دی گئی جس چیز کی اس نے دعا مانگی اور پھر اسے قبول کیا گیا لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھی ہوئی ہے۔

## (87) باب فی قوله تعالی: ﴿ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴾

## اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ ''اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ''

۱۲۳۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! ' أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا ' اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ، لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔ يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔ يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ! لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔ وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ (ﷺ)! سَلِينِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي، لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ''اور اپنے نزدیک ناتے والوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا'' [الشعراء:۲۱۴] تو آپ نے یہ فرمایا قریش کے لوگو! (یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ) تم لوگ اپنی اپنی جانوں کو (نیک اعمال کے بدل) خرید لو (بچا لو)۔ میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا (یعنی اس کی مرضی کے خلاف میں کچھ نہیں کر سکتا)۔ عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ اے عباس بن عبدالمطلب! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ صفیہ میری پھوپھی! اللہ کے سامنے میں تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ اے فاطمہ میری بیٹی! تو جو چاہے میرا مال مانگ لے لیکن اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آ سکوں گا۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی نیکی ہی ہر انسان کے کام آئے گی، روزِ قیامت کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا حتی کہ خود محمد رسول اللہ ﷺ بھی اپنے مشرک رشتہ داروں کو نہیں بچا سکیں گے۔ قرآن میں ہے کہ ﴿ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ﴾ [الانعام: ١٦٤] ''(روزِ قیامت) کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔'' لہٰذا کسی پیر، فقیر، بزرگ، درویش، ولی اور امام پر تکیہ کر کے بلا جھجک گناہوں میں مصروف رہنا دانشمندی نہیں۔

۱۲٤۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿ وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ''آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے اور اپنے گروہ کے ان

۱۲۲۔ البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 1 باب لکل نبی دعوة مستجابة (6305) مسلم (200)۔
۱۲۳۔ البخاری فی: 55 کتاب الوصایا: 11 باب هل یدخل النساء والولد فی الاقارب (2705) مسلم (206)۔
۱۲٤۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 1 باب حدثنا یوسف (1394) مسلم (208)۔

وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ، خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى صَعِدَ الصَّفَا فَهَتَفَ: ((يَا صَبَاحَاهْ!)) فَقَالُوْا مَنْ هٰذَا؟ فَاجْتَمَعُوْا إِلَيْهِ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هٰذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟)) قَالُوْا مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا، قَالَ: ((فَإِنِّي نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ)) قَالَ أَبُوْ لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ! مَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهٰذَا؟ ثُمَّ قَامَ فَنَزَلَتْ ـ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ ـ

لوگوں کو ڈراؤ جو مخلصین ہیں'' تو رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارا ''یا صباحاہ'' قریش نے کہا یہ کون ہے! پھر وہاں آ کر سب جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں بتاؤں کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے پیچھے سے آنے والا ہے تو کیا تم مجھ کو سچا نہیں سمجھو گے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں جھوٹ کا آپ سے تجربہ کبھی بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا پھر میں تمہیں سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے آ رہا ہے۔ یہ سن کر ابولہب بولا تو تباہ ہو کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ پھر آپ وہاں سے چلے آئے اور آپ پر سورۂ لہب نازل ہوئی۔ ''دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے ابولہب کے اور وہ برباد ہو گیا''۔

**لغوی توضیح** الصَّفَا مکہ میں ایک مقام کا نام۔ یَا صَبَاحَاه یہ وہ کلمہ ہے جو فریاد کرنے والا پکارتا ہے یا لوگوں کو کسی اہم کام کے لیے جمع کرنے کی غرض سے پکارا جاتا ہے۔

## (88) باب شفاعة النبى ﷺ لابى طالب والتخفيف عنه بسببه

## نبی ﷺ کا ابوطالب کی شفاعت کرنا اور آپ کی شفاعت سے ان کے عذاب میں تخفیف ہونا

۱۲۵ ـ حَدِيْثُ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ ـ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَإِنَّهُ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ ـ قَالَ: ((هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)) ـ

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپ اپنے چچا (ابوطالب) کے کیا کام آئے کہ وہ آپ کی حمایت کیا کرتے تھے اور آپ کے لئے غصہ ہوتے تھے؟ آپ نے فرمایا (اسی وجہ سے) وہ صرف ٹخنوں تک جہنم میں ہیں اگر میں ان کی سفارش نہ کرتا تو وہ دوزخ کی تہہ میں بالکل نیچے ہوتے۔

**لغوی توضیح** يَحُوطُكَ وہ آپ کو بچایا کرتے تھے۔ الضَّحْضَاح جو پانی زمین پر بہہ کر ٹخنوں تک پہنچ جائے، یہاں اس مقدار کو استعارۃً آگ کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ الدَّرْك طبقہ۔ الْأَسْفَل سب سے نچلا۔

۱۲۶ ـ حَدِيْثُ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ، فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ کی مجلس میں آپ کے چچا کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا شاید قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کام آ جائے اور انہیں صرف

۱۲۵ ـ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 40 باب قصة ابی طالب (3883) مسلم (209) ـ
۱۲۶ ـ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 40 باب قصة ابی طالب (3885) مسلم (210) ـ

فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ )) ۔

ٹخنوں تک جہنم میں رکھا جائے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔

## (89) باب اهون اهل النار عذابا

## دوزخ میں سب سے کم عذاب والے کا بیان

١٢٧ ۔ حديث النُّعْمَان بْنِ بَشِيْرٍ ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : (( إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ تُوْضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ يَغْلِي مِنْهَا دِمَاغُهُ ))۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن عذاب کے اعتبار سے سب سے کم وہ شخص ہوگا جس کے دونوں قدموں کے نیچے آگ کا انگارہ رکھا جائے گا اور اس کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔

**لغوی توضیح** أَخْمَصِ قَدَمَيْه قدموں کا وہ نچلا حصہ جو چلتے وقت زمین کو نہیں لگتا۔ جَمْرَةٌ انگارہ۔ يَغْلِي کھولے گا۔

**فهم الحديث** ایک روایت میں ہے کہ جہنم میں سب سے ہلکا عذاب یہ ہوگا کہ قدموں میں آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی اور اس سے دماغ اس طرح کھولے گا جیسے ہنڈیا چولہے پر کھولتی ہے۔[1] ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہ عذاب نبی ﷺ کے چچا ابو طالب کو ہوگا۔[2]

## (91) باب موالاة المؤمنين و مقاطعة غيرهم والبراءة منهم

## مومنوں کو مومنوں سے دوستی رکھنی چاہیے اور غیروں سے قطع تعلقی اور بیزاری کا اعلان کرنا چاہیے

١٢٨ ۔ حديث عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُوْلُ : (( إِنَّ آلَ أَبِي فُلَانٍ لَيْسُوا بِأَوْلِيَائِي ' إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ' وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا )) يَعْنِي أَصِلُهَا بِصِلَتِهَا ۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے علی الاعلان سنا کہ فلاں کی اولاد میرے عزیز نہیں ہیں (گو ان سے نسبی رشتہ ہے) میرا ولی تو اللہ ہے اور میرے عزیز تو وہ ہیں جو مسلمانوں میں نیک اور پرہیز گار ہیں (گو ان سے نسبی رشتہ نہ ہو) البتہ ان سے میرا رشتہ ناطہ ہے اگر وہ رکھیں گے تو میں بھی رکھوں گا یعنی وہ ناطہ جوڑیں گے تو میں بھی جوڑوں گا۔

**لغوی توضیح** جِهَارًا اعلانیہ، ظاہری طور پر۔ أَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا میں اسے تر چیزوں سے گیلا کرتا رہوں گا، یعنی جوڑتا رہوں گا، عرب لوگ گیلا کرنے سے جوڑنا اور سوکھانے سے توڑنا مراد لیتے ہیں۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ دوستی و محبت اور رشتہ و تعلق صرف نیک لوگوں سے رکھنا چاہیے خواہ وہ رشتہ دار نہ بھی ہوں اور

١٢٧ ۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6561) مسلم (213) ابو عوانة (1/98) ۔

١٢٨ ۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 14 باب يبل الرحم ببلالها (5990) مسلم (215) احمد (17820) ۔

[1] [مسلم : كتاب الايمان (213)] [2] [مسلم : كتاب الايمان (212)]

کفار ومشرکین سے اظہار براءت کرنا چاہیے خواہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی اعلانِ برائت کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے بھی اسی کو اسوہ ونمونہ بنایا ہے۔①

## (92) باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب

## مسلمانوں کے ایک گروہ کا بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہونے کا ثبوت اور وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے

١٢٩۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ)) قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسْدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)) ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ! ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَقَالَ: ((سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میری امت کی ایک جماعت جنت میں داخل ہوگی جس کی تعداد ستر ہزار ہوگی۔ ان کے چہرے اس طرح روشن ہوں گے جیسے چودھویں رات کا چاند روشن ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اپنی دھاری دار کملی جو ان کے جسم پر تھی' اٹھاتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ آپ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! انہیں بھی ان میں سے کردے۔ اس کے بعد ایک اور انصاری صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

١٣٠۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ أَلْفًا، أَوْ سَبْعُمِائَةِ أَلْفٍ " لَا يَدْرِي الرَّوِايُ أَيُّهُمَا قَالَ " مُتَمَاسِكُوْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ، وُجُوْهُهُمْ عَلَى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ))۔

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار یا سات لاکھ آدمی جنت میں جائیں گے۔ راوی کو شک ہوا کہ سہل سے کونسی تعداد بیان ہوئی تھی (وہ جنت میں اس طرح داخل ہوں گے کہ) وہ ایک دوسرے کو تھامے ہوئے ہوں گے۔ ان کا اگلا ابھی اندر داخل نہ ہونے پائے گا کہ جب تک آخری بھی داخل نہ ہو جائے۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔

١٢٩۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 50 باب يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب (5811) مسلم (216)۔
١٣٠۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (3247) مسلم (219) ابن منده (980)۔

① [سورة الممتحنة : آيت 4]

١٣١ ـ حديث ابن عبّاسٍ رضي الله عنه، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ، فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُونَ أُمَّتِي، فَقِيلَ هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ، ثُمَّ قِيلَ لِي انْظُرْ، فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ، فَقِيلَ لِي انْظُرْ هَكَذَا وَهَكَذَا، فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ، فَقِيلَ هَؤُلَاءِ أُمَّتُكَ، وَمَعَ هَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ)) فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ، فَتَذَاكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: أَمَّا نَحْنُ فَوُلِدْنَا فِي الشِّرْكِ، وَلَكِنَّا آمَنَّا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَكِنْ هَؤُلَاءِ هُمْ أَبْنَاؤُنَا فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)) فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا؟ فَقَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ (خواب میں) مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئیں۔ بعض نبی گذرتے اور ان کے ساتھ (ان کی اتباع کرنے والا) صرف ایک ہوتا۔ بعض گزرتے اور ان کے ساتھ دو ہوتے۔ بعض کے ساتھ پوری جماعت ہوتی اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوتا پھر میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جس سے آسمان کا کنارا ڈھک گیا تھا۔ میں سمجھا کہ یہ میری امت ہوگی۔ لیکن مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے امتی ہیں۔ پھر مجھ سے کہا کہ دیکھو ادھر دیکھو۔ میں نے دیکھا کہ بہت سی جماعتیں ہیں جو تمام افق پر محیط تھیں کہا گیا کہ یہ تمہاری امت ہے اور اس میں ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بلا حساب جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ پھر صحابہ مختلف جگہوں میں اٹھ کر چلے گئے اور آپ ﷺ نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ یہ ستر ہزار کون لوگ ہوں گے۔ صحابہ نے آپس میں اس کے متعلق مذاکرہ کیا اور کہا کہ ہماری پیدائش تو شرک میں ہوئی تھی البتہ بعد میں ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے لیکن یہ ستر ہزار ہمارے بیٹے ہوں گے جو پیدائش ہی میں مسلمان ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بدفالی نہیں لیتے، نہ منتر سے جھاڑ پھونک کراتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ ایک دوسرے صاحب (حضرت سعد بن عبادہ) نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ عکاشہ تم سے بازی لے گئے۔

١٣١ ـ البخاري في: 76 كتاب الطب: 42 باب من لم يرق (3410) مسلم (220) ابن حبان (6430)۔

**لغوی توضیح** لَا یَتَطَیَّرُوْنَ وہ بدشگونی نہیں پکڑتے۔ لَا یَسْتَرْقُوْنَ وہ دم طلب نہیں کرتے، حالانکہ دم کرنا اور کرانا جائز ہے جب تک کہ شرکیہ اُمور پر مشتمل نہ ہو۔[1] لیکن وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر کمال توکل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس جائز چیز کو بھی ترک کر دیتے ہیں۔ وَلَا یَکْتَوُوْنَ وہ داغ نہیں لگواتے۔ یہ علاج کا ایک طریقہ تھا کہ جسم میں درد کے مقام پر گرم لوہے کی سلاخ سے داغ لگایا جاتا تھا، یہ کام اب جائز نہیں کیونکہ اس سے نبی ﷺ نے منع فرمادیا ہے۔[2]

۱۳۲۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷛، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي قُبَّةٍ، فَقَالَ: ((اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((اَتَرْضَوْنَ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ اِنِّي لَاَرْجُو اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَذٰلِكَ اَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَمَا اَنْتُمْ فِي اَهْلِ الشِّرْكِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ، اَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَحْمَرِ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک خیمہ میں تھے۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا ایک چوتھائی رہو؟ ہم نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تم ایک تہائی رہو۔ ہم نے کہا جی ہاں پھر آپ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مجھے امید ہے کہ تم لوگ (امت مسلمہ) اہل جنت کا آدھا حصہ ہو گے اور ایسا اس لئے ہوگا کہ جنت میں فرماں بردار نفس کے علاوہ اور کوئی داخل نہ ہوگا اور تم لوگ شرک کرنے والوں کے درمیان (تعداد میں) اس طرح ہو گے جیسے سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال ہوتے ہیں۔ یا جیسے سرخ رنگ کے جسم پر ایک سیاہ بال ہو۔

### (94) باب قوله: يقول الله لآدم: اخرج بعث النار من كل الف تسع مائة وتسعة وتسعين

### روز قیامت اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے کہے گا ہر ہزار آدمیوں میں سے ننانوے آدمی جہنم کے لیے علیحدہ کرلو

۱۳۳۔ حدیث اَبِي سَعِيْدٍ ﷛، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقُوْلُ اللّٰهُ: يَا آدَمُ! فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم۔ آدم علیہ السلام کہیں گے حاضر ہوں فرماں بردار ہوں اور ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو

۱۳۲۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 45 باب کیف الحشر (6528) مسلم (221) ترمذی (2547)۔

۱۳۳۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: باب قوله عز وجل إن زلزلة الساعة شيء عظيم (3348) مسلم (222)۔

[1] [مسلم: کتاب السلام: باب لا باس بالرقی ما لم یکن فیه شرک (2200)]

[2] [بخاری: کتاب الطب (5680) ابن ماجه (3491) مسند احمد (245/2)]

يَدَيْكَ! قَالَ: يَقُوْلُ: اَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ، قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارِ ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ اَلْفٍ، تِسْعُمِائَةٍ وَتِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ، فَذَاكَ حِيْنَ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ، وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا، وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ)) فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّنَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ ؟ قَالَ: ((اَبْشِرُوْا فَاِنَّ مِنْ يَاجُوْجَ وَ مَاجُوْجَ اَلْفًا وَمِنْكُمْ رَجُلٌ)) ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِي فِي يَدِهِ اِنِّي لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) قَالَ: فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسِي فِي يَدِهِ اِنِّي لَاَطْمَعُ اَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ، اِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْاُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعَرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْاَسْوَدِ، اَوِالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ)).

لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے انہیں نکال لو۔ آدم علیہ السلام پوچھیں گے جہنم میں ڈالے جانے والے لوگ کتنے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ یہی وہ وقت ہوگا جب بچے غم سے بوڑھے ہو جائیں گے اور حاملہ عورتیں اپنا حمل گرا دیں گی اور تم لوگوں کو نشہ کی حالت میں دیکھو گے حالانکہ وہ واقعی نشہ کی حالت میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔ صحابہ کو یہ بات بہت سخت معلوم ہوئی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ہم میں سے وہ (خوش نصیب) شخص کون ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں خوش خبری ہو ایک ہزار یاجوج وماجوج کی قوم سے ہوں گے اور تم میں سے وہ ایک جنتی ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہو گے۔ راوی نے بیان کیا کہ ہم نے اس پر اللہ کی حمد بیان کی اور اس کی تکبیر کہی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! مجھے امید ہے کہ آدھا حصہ اہل جنت کا تم لوگ ہو گے۔ تمہاری مثال دوسری امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے کسی سیاہ بیل کے جسم پر سفید بالوں کی (معمولی تعداد) ہوتی ہے یا وہ سفید داغ جو گدھے کے آگے کے پاؤں پر ہوتا ہے۔

**لغوی توضیح:** بَعْثَ النَّار وہ لوگ جو جہنم میں بھیجے جائیں گے۔ یَشِيْبُ الصَّغِيْرُ بچے بوڑھے ہو جائیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے ﴿ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴾ [المزمل: ۱۷] ''اگر تم کافر رہے تو اس دن کیسے پناہ پاؤ گے جو دن بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔'' بعد کے الفاظ میں جس آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ ہے ﴿ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى ... ﴾ [المزمل: ۱۷] ''جس دن تم اسے دیکھ لو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور تمام حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو دیکھے گا کہ لوگ نشہ کی حالت میں ہیں، حالانکہ وہ نشہ میں نہیں بلکہ اللہ کا عذاب ہی بڑا سخت ہے۔'' الرَّقْمَة داغ، علامت یا گول نشان۔

**فہم الحدیث:** اس حدیث میں امت محمدیہ کی عظیم فضیلت کا بیان ہے کہ آدھے جنتی اسی امت سے ہوں گے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ بلاشبہ وہ لوگ باعمل ہوں گے، نافرمان وبدکردار نہیں، اس لیے عمل میں کوتاہی ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔

# [2] كتاب الطهارة
# طہارت کے مسائل

## (2) باب وجوب الطهارة للصلاة
## طہارت کا نماز کے لیے واجب ہونا

۱۳۴۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی ایسے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جسے وضو کی ضرورت ہو یہاں تک کہ وہ وضو کر لے۔''

**لغوی توضیح** الطَّهَارَة پاکیزگی، صفائی ستھرائی، پاک ہونا، پاک کرنا۔ اصطلاحاً حدث کو رفع کرنے اور نجاست کو زائل کرنے کا نام طہارت ہے۔ طہارت و نظافت کو اسلام میں بہت اہمیت حاصل ہے اور اس اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ طہارت کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔ طہارت کے بغیر اسلام کا اولین حکم 'نماز' درجۂ قبولیت کو نہیں پہنچتا (جیسا کہ درج بالا حدیث میں ہے)۔ طہارت کو نماز کی کنجی قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لیے بدن، لباس اور جگہ کی طہارت کو شرط کہا ہے۔ نماز کے حکم سے بھی پہلے ہر مسلمان کو یہ احساس دلانے کے لیے کہ مسلمان اور طہارت و پاکیزگی دونوں لازم و ملزوم ہیں، کفر سے اسلام میں داخل ہونے والے ہر شخص پر غسل فرض کیا گیا ہے۔ یقیناً یہ احکام ہمارے لیے ہر مقام پر طہارت و پاکیزگی کو ترجیح دینے کے لیے کافی ہیں۔

## (3) باب صفة الوضوء وكماله
## وضو کا طریقہ اور مکمل وضو

۱۳۵۔ حديث عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ، دَعَا بِإِنَاءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے (حمران سے) پانی کا برتن مانگا (اور لے کر پہلے) اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا، پھر انہیں دھویا۔ اس کے بعد اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور (پانی لے کر) کلی کی اور ناک صاف کی پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا اور کہنیوں تک تین بار دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر سر کا مسح کیا پھر ٹخنوں تک تین بار دونوں پاؤں دھوئے پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری طرح ایسا وضو کرے پھر دو رکعت پڑھے جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

۱۳۴۔ البخاری فی: 90 کتاب الحیل: 2 باب فی الصلاۃ (135) مسلم (225) ابو داود (60) ترمذی (76)۔
۱۳۵۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 24 باب الوضوء ثلاثا ثلاثا (159) مسلم (226) ابو داود (106)۔

غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ))۔

﴿لغوی توضیح﴾ فَمَضْمَضَ کلی کی۔ اسْتَنْشَقَ ناک میں پانی ڈالا۔ الْمِرْفَقَيْنِ کی واحد الْمِرْفَق ہے، معنی ہے کہنی۔ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ وہ اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے، یعنی دنیوی اُمور میں سے کوئی چیز یا ایسی بات جس کا نماز سے کوئی تعلق نہیں۔

﴿فهم الحدیث﴾ اس اور آئندہ حدیث میں وضو کا مسنون طریقہ ذکر ہوا ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ وضو سے پہلے نیت بھی ضروری ہے کیونکہ تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہی ہے۔[1] اور نیت کا تعلق صرف دل کے ساتھ ہے جیسا کہ امام نووی نے بھی یہ وضاحت فرمائی ہے۔[2] زبان کے ساتھ نیت کو امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی اور دیگر علما بدعت شمار کرتے ہیں۔[3] وضوء کی ابتدا میں بسم اللہ پڑھنا بھی ضروری ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جس نے ابتدائے وضو میں بسم اللہ نہ پڑھی اس کا وضوء نہیں۔[4] اعضائے وضوء تین تین مرتبہ دھونا مستحب ہے واجب نہیں، کیونکہ ایک ایک مرتبہ اعضاء دھونا بھی ثابت ہے۔[5] اس لیے اگر کوئی ایک ایک بار بھی اعضاء دھوئے گا تو اس کا وضوء ہو جائے گا۔ البتہ سر کا مسح ہمیشہ ایک مرتبہ کرنا ہی مسنون ہے۔ اور سر کے مسح کے حکم میں کانوں کا مسح بھی شامل ہے۔[6] نیز گردن کا مسح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں جیسا کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم اور سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی نے یہی فتویٰ دیا ہے۔[7] اور امام نووی نے تو اسے بدعت کہا ہے۔[8]

## (7) باب في وضوء النبي ﷺ

## نبی کریم ﷺ کے وضو کا بیان

١٣٦ ۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه سُئِلَ عَنْ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ، فَتَوَضَّأَ لَهُمْ وُضُوءَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَكْفَأَ عَلَى يَدِهِ مِنَ التَّوْرِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي التَّوْرِ، فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَاسْتَنْثَرَ بِثَلَاثِ غَرَفَاتٍ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے پانی کا طشت منگوایا اور ان (پوچھنے والوں) کے لئے رسول اللہ ﷺ کے وضو جیسا وضو کیا (پہلے) طشت سے اپنے ہاتھوں پر پانی گرایا پھر تین بار ہاتھ دھوئے، پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا (اور پانی لیا) پھر کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، ناک صاف کی، تین چلوؤں سے، پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور تین مرتبہ

---

١٣٦ ۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 39 باب غسل الرجلين إلى الكعبين (185) مسلم (235) ابوداود (100) ۔

1. [بخاری: کتاب بدء الوحی (1) مسلم (1907) ابو داود (2201) ترمذی (1647) حمیدی (28)]
2. [شرح المهذب (352/1)]
3. [مجموع الفتاوى لابن تيميه (262/18) إغاثة اللهفان (158/1) فتاوى اللجنة الدائمة (203/5)]
4. [صحيح: صحيح أبو داود: كتاب الطهارة (92) أبو داود (101) ابن ماجة (399)]
5. [بخاری: کتاب الوضوء: باب الوضوء مرة مرة (157) ترمذی (42) أبو داود (138)]
6. [صحيح: السلسلة الصحيحة (36)]
7. [مجموع الفتاوى (127/21) زاد المعاد (195/1) فتاوى اللجنة الدائمة (236/5)]
8. [المجموع للنووى (489/1)]

فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَمَسَحَ رَأْسَهُ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ۔

منہ دھویا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دو بار دھوئے۔ پھر اپنا ہاتھ طشت میں ڈالا اور سر کا مسح کیا (پہلے) آگے لائے پھر پیچھے لے گئے ایک بار۔ پھر ٹخنوں تک اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

**لغوی توضیح** تَوْر برتن یا پیالہ یا ہنڈیا جیسی کوئی چیز۔ اِسْتَنْثَرَ ناک جھاڑا۔

## (8) باب الایتار فی الاستنثار والاستجمار

## ناک میں پانی چڑھانا اور استنجا کرنا طاق مرتبہ افضل ہے

۱۳۷۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (( مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص وضو کرے اسے چاہیے کہ ناک صاف کرے اور جو پتھر سے استنجا کرے اسے چاہیے کہ طاق عدد سے کرے۔

**لغوی توضیح** اِسْتَجْمَرَ پتھروں کے ساتھ استنجاء کرے۔ فَلْيُوتِرْ طاق عدد (یعنی تین یا پانچ وغیرہ) میں کرے۔

۱۳۸۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيتُ عَلَى خَيْشُومِهِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص سو کر اٹھے اور پھر وضو کرے تو تین مرتبہ ناک جھاڑے۔ کیونکہ شیطان رات بھر اس کی ناک کے نتھنے پر بیٹھا رہتا ہے۔

**لغوی توضیح** مَنَام نیند۔ خَيْشُوم ناک کا نتھنہ۔

**فہم الحدیث** ان احادیث میں دورانِ وضوء ناک جھاڑنے کا حکم ہے جو اس کے وجوب کا ثبوت ہے۔

## (9) باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما

## پورے پاؤں کے دھونے کا واجب ہونا

۱۳۹۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ﷺ، قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ ﷺ فِي سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَأَدْرَكَنَا، وَقَدْ أَرْهَقَتْنَا الصَّلَاةُ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: (( وَيْلٌ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک سفر میں جو ہم نے (رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ) کیا تھا، آپ ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے۔ آپ ہمیں اس وقت ملے جب نماز (عصر) کا وقت آن پہنچا۔ ہم (جلدی) وضو کر رہے تھے پس پاؤں کو خوب دھونے کے بجائے ہم

۱۳۷۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 25 باب الاستنثار فی الوضوء (161) مسلم (237) ابوداود (140)۔

۱۳۸۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبليس وجنوده (3295) مسلم (238) نسائی (90)۔

۱۳۹۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 3 باب من رفع صوته بالعلم (60) مسلم (241) ابوداود (97)۔

لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)) مَرَّتَيْنِ اَوْثَلَاثًا۔

یوں ہی سادھو رہے تھے (یہ دیکھ کر) آپ ﷺ نے باآواز بلند پکارا دیکھو! ایڑیوں کی خرابی دوزخ سے ہونے والی ہے دو یا تین بار آپ نے (یوں ہی بلند آواز سے) فرمایا۔

١٤٠۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' کَانَ یَمُرُّ وَالنَّاسُ یَتَوَضَّؤُنَ مِنَ الْمِطْهَرَةِ فَقَالَ: اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ فَاِنَّ اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ قَالَ: ((وَیْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ))۔

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گذرے اور لوگ لوٹے سے وضو کر رہے تھے آپ نے کہا اچھی طرح وضو کرو کیونکہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا ہے (خشک) ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔

## (12) باب استحباب اطالة الغرة

**لغوی توضیح** وَیْل ہلاکت، عذاب ۔اَعْقَاب جمع ہے عقب کی، معنی ہے ایڑی، پاؤں کا پچھلا حصہ۔

**فهم الحديث** ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا' اس کے پاؤں میں ناخن برابر جگہ خشک تھی تو آپ نے فرمایا، واپس جاؤ اور اچھے طریقے سے وضوء کرو۔[1] معلوم ہوا کہ تمام اعضائے وضوء کو مکمل طور پر دھونا واجب ہے اور اگر کسی ایک عضو کا کچھ حصہ بھی خشک رہ گیا تو وضوء مکمل نہیں ہوگا۔

## والتحجيل في الوضوء

## وضوء میں (اعضائے وضوء کی) چمک اور سفیدی کو لمبا کرنے کے استحباب کا بیان

١٤١۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: اِنِّی سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ ((اِنَّ اُمَّتِی یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یُطِیْلَ غُرَّتَهُ فَلْیَفْعَلْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ میری امت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بلائے جائیں گے۔ اس لیے تم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے وہ بڑھا لے۔

## (15) باب السواك

**لغوی توضیح** غُرًّا وہ چمک جو گھوڑے کی پیشانی میں ہوتی ہے اور تَحْجِیْل وہ چمک جو گھوڑے کی ٹانگوں میں ہوتی ہے۔ یہاں مراد اعضائے وضوء کی چمک دمک اور سفیدی ہے۔ آثار نشانات۔

**فهم الحديث** سفیدی و چمک کو لمبا کرنے کے مختلف مفہوم بیان کیے گئے ہیں ایک مفہوم وہ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا یعنی بازوؤں کو کندھوں تک' قدموں کو گھٹنوں تک یا کم از کم مقررہ حد سے زیادہ دھونا۔ دوسرا مفہوم یہ کہ ہر وقت باوضوء رہنے کی

---

١٤٠۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 29 باب غسل الاعقاب (165) مسلم (242) ترمذی (41)۔

١٤١۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 3 باب فضل الوضوء... (136) مسلم (246) ابن حبان (1049)۔

[1] [صحیح: صحیح ابو داود' ابو داود (173) ابن ماجه (665) احمد (146/3)]

کوشش کرنا اور تیسرا یہ کہ باوضوء ہونے کے باوجود ہر نماز کے لیے الگ وضوء کرنا وغیرہ۔ یہاں یہ یاد رہے کہ حدیث کے آخری الفاظ (یعنی جو چمک زیادہ کر سکتا ہے......) نبی کریم ﷺ کے ہیں یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنا قول؟ اس میں اختلاف ہے اور اس کے متعلق سعودی مجلس افتاء کا یہی فتویٰ ہے کہ یہ الفاظ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہیں۔[1] اس لیے بہتر یہی ہے کہ وضوء کی مقررہ حدود سے تجاوز نہ کیا جائے۔

## مسواک کا بیان

١٤٢ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي ـ أَوْ عَلَى النَّاسِ ـ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر مجھے اپنی امت یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لئے مسواک کا حکم دے دیتا۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے نبی ﷺ کی امت پر شفقت و رحمت کا پتہ چلتا ہے کہ جس کام سے امت مشقت میں پڑ سکتی تھی آپ نے اس کا حکم ہی نہیں فرمایا۔ علاوہ ازیں یہ حدیث دلیل ہے کہ مسواک کرنا واجب نہیں۔ البتہ یہ آپ ﷺ کی سنت متواترہ ضرور ہے جسے اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ فرمانِ نبوی کے مطابق مسواک منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضامندی کا ذریعہ ہے۔[2] اور جس روایت میں ہے کہ مسواک کے ساتھ نماز عام نماز سے ستر گنا افضل ہے، اسے اہل علم نے ضعیف کہا ہے۔[3]

١٤٣ـ حديث أَبِي مُوْسَى رضي الله عنه قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَوَجَدْتُهُ يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهِ، يَقُوْلُ: (( أُعْ أُعْ )) وَالسِّوَاكُ فِي فِيْهِ كَأَنَّهُ يَتَهَوَّعُ ـ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے مسواک کرتے ہوئے پایا اور آپ کے منہ سے ”اع اع“ کی آواز نکل رہی تھی اور مسواک آپ کے منہ میں تھی جس طرح آپ قے کر رہے ہوں۔

**لغوی توضیح** يَسْتَنُّ مسواک استعمال کرنا۔ يَتَهَوَّعُ قے کرنا۔

١٤٤ـ حديث حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ ـ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو اٹھتے تو

---

١٤٢ـ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 8 باب السواك يوم الجمعة ، مسلم (252) ابو داود (46) نسائي (533)۔
١٤٣ـ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 73 باب السواك (244) مسلم (254) ابو داود (49) نسائي (3) ـ
١٤٤ـ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 73 باب السواك (245) مسلم (255) ابو داود (55) ابن ماجه (286) ـ

---

① [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (5/201)]
② [**صحيح**: صحيح الترغيب (209) إرواء الغليل (66) أحمد (6/124) حميدي (162)]
③ [**ضعيف**: احمد (6/272) ابو يعلى (4738)] شیخ عبد الرزاق مہدی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔[التعليق على شرح فتح القدير (1/23)] شیخ شعیب ارنؤوط نے کہا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے، اس کی سند منقطع ہے کیونکہ محمد بن اسحاق نے یہ حدیث امام زہریؒ سے نہیں سنی۔[مسند احمد محقق (26340)] حافظ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ امام ابن معینؒ نے فرمایا: اس روایت کی کوئی سند بھی صحیح نہیں اور یہ روایت باطل ہے۔[تلخيص الحبير (1/68)]

### (16) باب خصال الفطرة

اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

لغوی توضیح: يَشُوْصُ ملتے، دھوتے یا رگڑتے۔ فَاهُ اپنے منہ کو۔

### طبعی اور فطری باتوں کا بیان

١٤٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ پانچ چیزیں فطری ہیں (یا فرمایا کہ) پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ ختنہ کرانا، زیر ناف بال مونڈنا، بغل کے بال نوچنا، ناخن ترشوانا اور مونچھ کم کرانا۔

١٤٦۔ حديث ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

لغوی توضیح: الْفِطْرَة سنت، دین یا طبعی اُمور جن کا تعلق ہر انسان سے ہے یا جو کام تمام انبیاء کی سنت ہیں وغیرہ۔ الْخِتَان ختنہ کرنا یعنی اس تمام جلد کو کاٹنا جس نے بچے کے آلہ تناسل کے سرے کو ڈھانپا ہوتا ہے اور لڑکی کی شرمگاہ کے اوپر سے کچھ حصہ کاٹنا۔ الِاسْتِحْدَاد زیر ناف بال مونڈنے کے لیے استرے کا استعمال۔ نَتْفُ الْإِبِط بغلوں کے بال اُکھیڑنا۔ تَقْلِيمُ الْأَظْفَار ناخن کاٹنا۔ قَصُّ الشَّارِب مونچھیں پست کرنا۔

قَالَ: ((خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ، وَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی چھوڑ دو اور مونچھیں خوب کترا ؤ۔

١٤٧۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((انْهَكُوْا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوْا اللِّحَى))۔

لغوی توضیح: وَفِّرُوْا وافر کرو، بڑھاؤ۔ اللِّحَى جمع ہے لِحْيَة کی، معنی ہے داڑھی۔ أَحْفُوا پوری طرح پست کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مونچھیں خوب کترا لیا کرو اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

### (17) باب الاستطابة

لغوی توضیح: انْهَكُوْا مبالغے سے مونچھیں پست کرنا۔ أَعْفُوْا معاف کر دو، یعنی انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دو۔

فهم الحديث: پہلی روایت میں پانچ فطری اُمور کا ذکر ہے جبکہ ایک دوسری روایت میں دس اُمور کا ذکر ہے، جس میں مسواک، داڑھی کو معاف کرنے، کلی کرنے، استنجاء کرنے اور انگلیوں کے جوڑوں کو دھونے کا اضافہ ہے۔[1] علاوہ ازیں درج بالا دوسری اور تیسری روایت میں مونچھیں پست کرنے اور داڑھی کو معاف کرنے کا تاکیدی حکم ہے، جس کی پابندی کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ شیخ

١٤٥۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 63 باب قص الشارب (5889) مسلم (257) ترمذی (2756)۔
١٤٦۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 64 باب تقليم الاظفار (5892) مسلم (259) ابوداود (4199)۔
١٤٧۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 65 باب إعفاء اللحى۔

[1] [مسلم: كتاب الايمان (261) ابوداود (53) ترمذی (2757) ابن ماجه (293)]

ابن عثیمین نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ داڑھی منڈوانا حرام ہے۔①

### بیت الخلاء جانے کے بیان میں

۱۴۸۔ حدیث اَبِی اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا' وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْغَرِّبُوْا)) ۔ قَالَ اَبُوْ اَیُّوْبَ: فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِیْضَ بُنِیَتْ قِبَلَ الْقِبْلَةِ' فَنَنْحَرِفُ وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ تو اس وقت نہ تو قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پیٹھ کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف اس وقت اپنا منہ کرلیا کرو۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم جب شام آئے تو یہاں کے بیت الخلا قبلہ رخ بنے ہوئے تھے (جب ہم قضائے حاجت کے لئے جاتے) تو ہم مڑ جاتے اور اللہ عزوجل سے استغفار کرتے تھے۔

**لغوی توضیح** اَلْغَائِط پاخانہ۔ شَرِّقُوْا مشرق کی جانب رخ کرلو۔ غَرِّبُوْا مغرب کی جانب رخ کرلو۔ مَرَاحِیْض جمع ہے مِرْحَاض کی معنی ہے بیت الخلاء۔ نَنْحَرِفُ ہم مڑتے، ٹیڑھے ہوتے۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرق یا مغرب کی جانب رُخ یا پشت کرکے قضائے حاجت نہیں کرنی چاہیے جبکہ آئندہ دونوں احادیث بظاہر اس کے خلاف ہیں۔ ان میں تطبیق کا پہلو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یوں نکالا ہے کہ (اگر صحراء یا کھلی زمین ہو تو قبلہ رخ ہونے سے بچنا ضروری ہے، لیکن) اگر تمہارے اور قبلہ کے درمیان کوئی اوٹ ہو (یعنی عمارت یا تعمیر شدہ بیت الخلاء) تو پھر اس (قبلہ رخ ہوکر قضائے حاجت کرنے) میں کوئی حرج نہیں۔②

۱۴۹۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ' اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: اِنَّ نَاسًا يَقُوْلُوْنَ اِذَا قَعَدْتَ عَلٰى حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ' فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَقَدِ ارْتَقَيْتُ يَوْمًا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا' فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلًا بَيْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ لوگ کہتے تھے کہ جب قضائے حاجت کے لئے بیٹھو تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرو نہ بیت المقدس کی طرف۔ حالانکہ ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے دو اینٹوں پر قضائے حاجت کے لئے بیٹھے ہیں۔

۱۵۰۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ

**لغوی توضیح** اِرْتَقَيْتُ میں چڑھا۔ لَبِنَتَيْن کی واحد لَبِنة ہے، معنی ہے اینٹ۔

۱۴۸۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 29 باب قبلة اهل المدینة واهل الشام والمشرق (144) مسلم (264)۔
۱۴۹۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 12 باب من تبرز علی لبنتین (145) مسلم (266) ترمذی (11)۔

① [مجموع فتاوی ورسائل ابن عثیمین (11/81)]
② [حسن: صحیح أبو داود (8) کتاب الطهارة: باب الرخصة فی ذلك' أبو داود (11)]

اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِي فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْضِي حَاجَتَهُ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةَ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ (ایک دن میں اپنی بہن اور رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مکان کی چھت پر اپنی کسی ضرورت سے چڑھا تو مجھے رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کرتے وقت قبلہ کی طرف پشت اور شام کی طرف منہ کئے ہوئے نظر آئے۔

## (18) باب النهي عن الاستنجاء باليمين

### دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت

۱۵۱۔ حديث أَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ ' وَإِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهِ )) ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب بیت الخلا میں جائے اپنی شرم گاہ کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے۔

## (19) باب التيمن في الطهور وغيره

**لغوی توضیح** لَا يَتَنَفَّسْ سانس نہ لے۔لَا يَتَمَسَّحْ استنجاء نہ کرے۔معلوم ہوا کہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا جائز نہیں۔

### طہارت و دیگر اُمور میں داہنی طرف سے ابتدا کا بیان

۱۵۲۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُوْرِهِ ' وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جوتا پہننے، کنگھی کرنے، وضو کرنے اور اپنے ہر کام میں داہنی طرف سے کام کی ابتدا کرنے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔

## (21) باب الاستنجاء بالماء من التبرز

**لغوی توضیح** التَّيَمُّن تمام کاموں میں دائیں دائیں ہاتھ، دائیں پاؤں اور دائیں جانب سے ابتدا کرنا۔تَنَعُّلِه جوتی پہننا۔تَرَجُّلِه سر یا داڑھی میں کنگھی کرنا۔طُهُوْرِه وضوء کرنا۔

### بول و براز سے پانی کے ساتھ استنجا کرنے کا بیان

۱۵۳۔ حديث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنْزَةً يَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلا جاتے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور نیزہ لے کر چلتے تھے۔ پانی سے آپ طہارت کرتے تھے۔

۱۵۴۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ :

---

۱۵۰۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 14 باب التبرز في البيوت ۔

۱۵۱۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 18 باب النهي عن الاستنجاء باليمين (153) مسلم (267) ابن ماجه (310) ۔

۱۵۲۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 21 باب التيمن في الوضوء والغسل (168) مسلم (268) ترمذي (608) ۔

۱۵۳۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 17 باب حمل العنزة مع الماء في الاستنجاء ، مسلم (271) ۔

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِهِ أَتَيْتُهُ بِمَاءٍ فَيَغْسِلُ بِهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کے لئے باہر جاتے تو میں آپ کے پاس پانی لاتا اور آپ اس سے استنجا فرماتے۔

## (22) باب المسح على الخفين

**لغوی توضیح** تَبَرَّزَ قضائے حاجت کے لیے نکلتے، مراد ہے کھلی فضاء میں جاتے۔

**فھم الحدیث** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ پانی کے ساتھ استنجاء کرنا مسنون ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ تین پتھروں کے ساتھ بھی استنجاء کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے۔[1]

## موزوں پر مسح کرنے کا بیان

۱۵۵۔ حدیث جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ' بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى' فَسُئِلَ فَقَالَ : رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا' پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ پھر کھڑے ہوئے اور (موزوں سمیت) نماز پڑھی۔ آپ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا، میں نے نبی کریم ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

**لغوی توضیح** بَالَ پیشاب کیا۔ خُفَّيْه اپنے موزوں (پر)، اس کی واحد خُفٌّ ہے۔

**فھم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موزوں پر مسح جائز ہے۔ شیخ البانی فرماتے ہیں کہ اس مسئلے کے اثبات میں متواتر احادیث موجود ہیں۔[2] علاوہ ازیں ایک صحیح روایت میں جرابوں اور جوتوں پر مسح کے جواز کا بھی ذکر ہے۔[3] لیکن مسح کے لیے یہ شرط ہے کہ موزے یا جرابیں وضوء کی حالت میں پہنی ہوں۔[4] جیسا کہ آئندہ احادیث میں بھی اس کا ذکر ہے۔ مسح کی مدت مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن اور راتیں ہے۔[5]

۱۵۶۔ حدیث حُذَيْفَةَ ﷺ' قَالَ : رَأَيْتُنِي أَنَا وَالنَّبِيَّ ﷺ نَتَمَاشَى' فَأَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ خَلْفَ حَائِطٍ' فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ' فَبَالَ' فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ' فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُهُ'

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور نبی ﷺ جا رہے تھے کہ ایک قوم کی کوڑا پھینکنے کی جگہ پر (جو) ایک دیوار کے پیچھے (تھی) پہنچے۔ آپ اس طرح کھڑے ہو گئے جس طرح ہم تم میں سے کوئی

---

۱۵٤۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 56 باب ما جاء في غسل البول۔

۱۵۵۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 25 باب الصلاة في الخفاف (387) مسلم (272) ابو داود (154) ترمذی (93)۔

۱۵٦۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 61 باب البول عند صاحبه والتستر بالحائط (224) مسلم (273)۔

---

[1] [مسلم (262) أبو داود (7) أحمد (5/437) ترمذی (16) ابن ماجة (316)]

[2] [الصحيحة (تحت الحديث / 2940) نظم الفرائد (1/254)]

[3] [صحيح: صحيح أبو داود (148147) إرواء الغليل (101) ترمذی (99) ابن ماجة (559)]

[4] [شرح مسلم للنووی (2/173)]

[5] [مسلم: كتاب الطهارة (676) ابن ماجة (552)]

فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتَّى فَرَغَ۔

کھڑا ہوتا ہے۔ پھر آپ نے پیشاب کیا اور میں ایک طرف ہٹ گیا۔ تب آپ نے مجھے اشارہ کیا تو میں آپ کے پاس (پردہ کی غرض سے) آپ کی ایڑیوں کے قریب کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپ پیشاب سے فارغ ہو گئے۔

۱۵۷۔ حدیث الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ

**لغوی توضیح** سُبَاطَة کوڑے کا ڈھیر یا کوڑا پھینکنے کی جگہ۔ حَائِط دیوار۔ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ میں ایک طرف ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ اگر کہیں گندگی وغیرہ ہو اور بیٹھنے کی جگہ نہ ہو تو (بامر مجبوری) کھڑے ہو کر بھی پیشاب کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ شرط ہے کہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا ممکن ہو۔ تاہم مسنون وفطری طریقہ یہی ہے کہ بیٹھ کر پیشاب کیا جائے۔

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيْرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيْهَا مَاءٌ، فَصَبَّ عَلَيْهِ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ قضائے حاجت کے لئے باہر گئے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ پانی کا ایک برتن لے کر آپ کے پیچھے گئے جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہو گئے تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے آپ (کے اعضائے مبارکہ) پر پانی ڈالا۔ آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح فرمایا۔

۱۵۸۔ حدیث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ

**لغوی توضیح** إِدَاوَة برتن۔ صَبَّ ڈالا، بہایا۔

: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: (( يَا مُغِيْرَةُ! خُذِ الإِدَاوَةَ)) فَأَخَذْتُهَا، فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى تَوَارَى عَنِّي، فَقَضَى حَاجَتَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ، فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ، فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا، فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلَّى ))۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر (غزوۂ تبوک) میں تھا۔ آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا مغیرہ! پانی کی چھاگل اٹھا لے۔ میں نے اسے اٹھا لیا پھر رسول اللہ ﷺ چلے اور میری نظروں سے چھپ گئے آپ نے قضائے حاجت کی۔ اس وقت آپ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے آپ ہاتھ کھولنے کے لئے آستین اوپر چڑھانا چاہتے تھے لیکن وہ تنگ تھی اس لئے آستین کے اندر سے ہاتھ باہر نکالا۔ میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ آپ نے نماز کے لئے وضو کی طرح وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، پھر نماز پڑھی۔

۱۵۹۔ حدیث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي

حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک رات سفر میں نبی

---

۱۵۷۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 48 باب المسح علی الخفین (182) مسلم (274) ترمذی (100)۔

۱۵۸۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 7 باب الصلاۃ فی الجبة الشامیة۔

۱۵۹۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 11 باب جبة الصوف فی الغزو۔

سَفَرٍ ' فَقَالَ (( اَمَعَكَ مَاءٌ ؟)) قُلْتُ : نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ ' فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ' ثُمَّ جَاءَ ' فَاَفْرَغْتُ عَلَيْهِ الْإِدَاوَةَ ' فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا ' حَتَّى اَخْرَجَهُمَا مِنْ اَسْفَلِ الْجُبَّةِ ' فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ' ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهِ ' ثُمَّ اَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ ' فَقَالَ: (( دَعْهُمَا فَاِنِّي اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ )) فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ۔

کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ اپنی سواری سے اترے اور چلتے رہے یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں آپ چھپ گئے۔ پھر واپس تشریف لائے تو میں نے برتن کا پانی آپ کو استعمال کرایا۔ آپ نے اپنا چہرہ دھویا' ہاتھ دھوئے۔ آپ اون کا جبہ پہنے ہوئے تھے۔ جس کی آستین چڑھانی آپ کے لیے دشوار تھی۔ چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکالے اور بازوؤں کو (کہنیوں تک) دھویا۔ پھر سر پر مسح کیا۔ پھر میں آگے بڑھا کہ آپ کے موزے اتاروں۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ رہنے دو میں نے طہارت (یعنی وضو) کے بعد انہیں پہنا تھا چنانچہ آپ نے ان پر مسح کیا۔

## (27) باب حكم ولوغ الكلب

## جس برتن میں کتا منہ ڈال جائے اس کا حکم

١٦٠ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا ))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ،جب کتا برتن میں سے (کچھ) پی لے تو اس (برتن) کو سات مرتبہ دھولو (تو پاک ہو جائے گا)۔

## (28) باب النهي عن البول في الماء الراكد

**فهم الحديث** ایک روایت میں ہے کہ سات مرتبہ دھوتے ہوئے ایک مرتبہ برتن کو مٹی کے ساتھ بھی دھولو، خواہ ابتدا میں دھولو یا آخر میں۔ [1] اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال جائے اسے سات مرتبہ دھونا ضروری ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتے کا لعاب نجس و پلید ہے، اسی وجہ سے اسے دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔

## ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے

١٦١ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ: (( لَا يَبُولَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو پیشاب نہ کرے (اور نہ) پھر اسی میں غسل کرنے لگے۔

## (30) باب وجوب غسل البول وغيره من

---

١٦٠ - البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 33 باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان (172) مسلم (279) ابوداود (71) ۔

١٦١ - البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 68 باب البول في الماء الدائم (239) مسلم (282) دارمي (730) ۔

[1] [ صحيح : صحيح ابو داود (64-66) ترمذی : كتاب الطهارة (91)]

**لغوی توضیح** لَا يَبُوْلَنَّ ہرگز پیشاب نہ کرے۔ الدَّائِم ساکن اور ٹھہرنے والی چیز۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ کھڑے پانی میں پیشاب کرنا' یا پیشاب کے بعد اس میں غوطہ لگا کر نہانا ممنوع و ناجائز ہے۔ شیخ عبداللہ بسام رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ممانعت کا ظاہر یہی ہے کہ خواہ پانی کم ہو یا زیادہ یہ عمل حرام ہے۔[1]

**النجاسات اذا حصلت فی المسجد وان الارض تطهر بالماء من غیر حاجة الی حفرها**

**مسجد میں پیشاب یا اس طرح کی کسی اور نجاست سے آلودہ ہو جائے تو اسے پانی سے دھونا ضروری ہے اور زمین دھونے سے پاک ہو جاتی ہے اس کی کھدائی ضروری نہیں**

١٦٢ - حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ' أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامُوْا إِلَيْهِ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((لَا تُزْرِمُوْهُ)) ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام اس کی طرف دوڑے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے پیشاب کو مت روکو۔ پھر آپ نے پانی کا ڈول منگوایا اور وہ پیشاب کی جگہ پر بہا دیا۔

**لغوی توضیح** أَعْرَابِيًّا دیہاتی۔ لَا تُزْرِمُوْهُ اس کے پیشاب کو اس پر مت روکو۔ معلوم ہوا کہ جاہل کے ساتھ نرمی برتنی چاہیے۔ نیز آپ ﷺ کے اس فعل میں مصلحت بھی تھی کہ اگر اسے روکا جاتا تو ممکن تھا اسے پیشاب کی کوئی تکلیف ہو جاتی اور پھر وہ ادھر اُدھر بھاگتا تو اس کے کپڑے اور دوسری جگہیں بھی پلید ہو جاتیں جبکہ ایک ہی جگہ سے اس کے پیشاب کو دھونا آسان تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ زمین کو پاک کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس پر پانی بہا دیا جائے۔ علاوہ ازیں دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ زمین سورج یا ہوا سے خشک ہو جائے حتی کہ نجاست کا اثر باقی نہ رہے تو بھی اسے پاک ہی شمار کیا جاتا ہے کیونکہ جس نجاست کی وجہ سے اس پر پلیدگی کا حکم لگایا گیا تھا اب وہ باقی ہی نہیں رہی لہٰذا اس کا حکم بھی نہ رہا۔

## (31) باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله

**دودھ پینے والے بچے کے پیشاب کی نجاست کا حکم اور اس کو دھونے کا طریقہ**

١٦٣ - حدیث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُوْ لَهُمْ ' فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ ' فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ إِيَّاهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا تو آپ ان کے لئے دعا کرتے، ایک مرتبہ ایک بچہ لایا گیا اور اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگایا اور پیشاب کی جگہ پر اسے ڈالا، کپڑے کو دھویا نہیں۔

١٦٤ - حدیث أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ ،

١٦٢- البخاري في: 78 كتاب الادب: 35 باب الرفق في الامر كله (221) مسلم (284) ترمذی (148)۔

١٦٣- البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 3 باب الدعاء للصبيان بالبركة ومسح رؤوسهم (222) مسلم (286)۔

[1] [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (129/1)]

أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَجْلَسَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا چھوٹا بچہ لے کر آئی جو کھانا نہیں کھاتا تھا (یعنی دودھ پیتا تھا) آپ ﷺ نے اسے گود میں بٹھالیا۔ اس بچے نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے پانی منگا کر کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے دھویا نہیں۔

**لغوی توضیح** حِجْر گود۔ فَنَضَحَهُ اس پر چھینٹے مارے یا پانی چھڑکا۔

**فهم الحدیث** معلوم ہوا کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب نجس نہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے اسے دھویا نہیں۔ البتہ اگر بچی ہوتو اس کا پیشاب نجس ہے خواہ وہ دودھ ہی پیتی ہو جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ دودھ پیتے لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارے جائیں اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جائے۔[1]

## (32) باب غسل المنی فی الثوب وفرکه

## منی لگے کپڑے کو دھونے اور کھرچنے کا بیان

۱٦٥ - حديث عَائِشَةَ، سُئِلَتْ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ، فَقَالَتْ: كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَأَثَرُ الْغَسْلِ فِي ثَوْبِهِ، بُقَعَ الْمَاءِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس منی کے بارے میں پوچھا گیا جو کپڑے کو لگ جائے تو انہوں نے فرمایا کہ میں منی کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے دھوڈالتی تھی پھر آپ نماز کے لئے باہر تشریف لے جاتے اور دھونے کا نشان (یعنی) پانی کے دھبے آپ کے کپڑے میں باقی ہوتے۔

**فهم الحدیث** معلوم ہوا کہ کھرچنے اور دھونے کے بعد بھی اگر منی کے کچھ نشان کپڑے پر باقی رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں اور اس کپڑے میں نماز درست ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ منی پاک ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ منی ناک کی رطوبت اور تھوک کی مانند ہے۔ اور تمہیں اتنا ہی کافی ہے کہ اسے کسی کپڑے یا اذخر گھاس سے صاف کرلو۔[2] امام ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر اور شیخ البانی رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے۔[3]

## (33) باب نجاسة الدم وكيفية غسله

## خون کی نجاست اور اس کے دھونے کا طریقہ

۱٦٦ - حديث أَسْمَاءَ، قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کی خدمت

---

۱٦٤ـ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 59 باب بول الصبیان (223) مسلم (287) حمیدی (343) بغوی (294)۔

۱٦٥ـ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 64 باب غسل المنی وفرکه، وغسل ما یصیب المراة (229) مسلم (289)۔

۱٦٦ـ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 63 باب غسل الدم (227) مسلم (291) ابن ماجه (629) نسائی (292)۔

---

[1] [صحیح: صحیح أبو داود: کتاب الطهارة (364) أبو داود (378) ترمذی (610)]

[2] [صحیح موقوف: الضعیفة (948) دار قطنی (124/1) بیهقی (418/2)]

[3] [التعلیق علی سبل السلام للشیخ بسام (65/1) فتح الباری (332/1) نظم الفرائد (231/1)]

تَحِيْضُ فِي الثَّوْبِ كَيْفَ تَصْنَعُ ؟ قَالَ: ((تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ وَتَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّي فِيْهِ)) ۔

میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ ہم میں سے کسی عورت کو کپڑے میں حیض آ جائے تو وہ کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (کہ پہلے) اسے کھرچے پھر پانی سے رگڑے اور پانی سے دھو ڈالے اور اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے۔

**لغوی توضیح** تَحُتُّهُ اسے کھرچو۔ تَقْرُصُهُ اسے ملو۔ بِالْمَاءِ پانی کے ساتھ۔ تَنْضَحُهُ اس پر پانی چھڑکو۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ حیض کا خون نجس ہے۔ امام نوویؒ نے اس پر اجماع نقل فرمایا ہے۔[1]

## (34) باب الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه

## پیشاب کی نجاست کا ثبوت اور اس سے بچنا واجب ہے

١٦٧ ۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ ، فَقَالَ: ((اَنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَبْرِيءُ مِنَ الْبَوْلِ ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيْمَةِ)) ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ ، فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا ؟ قَالَ : ((لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا)) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر گزرے تو آپ نے فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے گناہ پر نہیں۔ ایک تو ان میں سے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا پھر آپ نے ایک ہری ٹہنی لے کر بیچ سے اس کے دو ٹکڑے کیئے اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپ نے (ایسا) کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا شاید جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں ان پر عذاب میں کچھ تخفیف رہے۔

**لغوی توضیح** مَرَّ گزرہوا۔ لَا يَسْتَبْرِئُ وہ بچتا نہیں تھا۔ النَّمِيْمَة چغلی۔ جَرِيْدَة ٹہنی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ انسانی پیشاب نجس ہے۔ سابقہ وہ روایت بھی اس کی دلیل ہے جس میں ہے کہ دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو آپ ﷺ نے اس پر پانی کا ڈول بہانے کا حکم دیا۔ نیز اس مسئلے پر اجماع ہے۔[2]

---

١٦٧ ۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 56 باب ما جاء في غسل البول (216) مسلم (292) ابوداود (20) ۔

---

[1] [شرح مسلم للنووي (3/ 200)]

[2] [دیکھئے : بداية المجتهد (1/ 73) المغني (1/ 52) فتح القدير (1/ 135)]

## (1) باب مباشرة الحائض فوق الازار

## زیر جامہ کے اوپر سے حائضہ عورت سے جسمانی اختلاط

١٦٨ - حديث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' قَالَتْ : كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا ' فَأَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُبَاشِرَهَا ' أَمَرَهَا أَنْ تَتَّزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ' ثُمَّ يُبَاشِرُهَا ' قَالَتْ : وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبَهُ؟ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم ازواج میں سے جب کوئی حائضہ ہوتی تو اس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مباشرت کا ارادہ کرتے تو آپ ازار (زیر جامہ) باندھنے کا حکم دے دیتے باوجود حیض کی زیادتی کے۔ پھر بدن سے بدن ملاتے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے کہا تم میں ایسا کون ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اپنی شہوت پر قابو رکھتا ہو؟ (یعنی جسے اپنی شہوت پر قابو نہ ہو اسے مباشرت سے بھی بچنا چاہیے)۔

**لغوی توضیح** اَلْحَيْض بہنا، ماہواری کا خون جاری ہونا۔ مراد وہ خون ہے جو عورت کے رحم سے بلوغت کے بعد مخصوص ایام میں خارج ہوتا ہے۔ يُبَاشِرُ جسم کے ساتھ جسم ملاتے (جماع کے علاوہ)۔ فَوْر ابتدا۔ يَمْلِكُ مالک ہے، قابو رکھ سکتا ہے۔ إِرْبَهُ اپنی خواہش و شہوت پر۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ تھا صرف اس آدمی کے لیے اپنی حائضہ بیوی سے مباشرت (جسم کے ساتھ جسم ملانا وغیرہ) جائز ہے جو اپنی شہوت پر قابو رکھ سکتا ہو اور حرام میں مبتلا ہونے (یعنی ایام ماہواری میں جماع وہم بستری کرنے) سے بچ سکتا ہو۔

١٦٩ - حديث مَيْمُوْنَةَ ' قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُبَاشِرَ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِ ' أَمَرَهَا فَاتَّزَرَتْ وَهِيَ حَائِضٌ۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں میں سے کسی سے مباشرت کرنا چاہتے اور وہ حائضہ ہوتی تو آپ کے حکم سے وہ پہلے ازار باندھ لیتیں۔

## (2) باب الاضطجاع مع الحائض في لحاف واحد

## حائضہ عورت کے ساتھ ایک ہی چادر میں لیٹنا

١٧٠ - حديث أُمِّ سَلَمَةَ ' قَالَتْ : بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مُضْطَجِعَةٌ فِي خَمِيْلَةٍ ' حِضْتُ ' فَانْسَلَلْتُ ' فَأَخَذْتُ ثِيَابَ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض آ گیا۔ میں چپکے سے چلی گئی اور اپنے حیض کے کپڑے بدل لئے۔ آپ نے پوچھا کیا تجھ کو حیض آ گیا ہے؟ میں

---

١٦٨ - البخاری فی: 6 کتاب الحيض: 5 باب مباشرة الحائض (300) مسلم (293) ابو داود (268) ترمذی (132)۔

١٦٩ - البخاری فی: 6 کتاب الحيض: 5 باب مباشرة الحائض (303) مسلم (294) ابو داود (2167)۔

١٧٠ - البخاری فی: 6 کتاب الحيض: 22 باب من اتخذ ثیاب الحيض سوی ثیاب الطهر (298) مسلم (296)۔

حَيْضَتِي ' فَقَالَ : ((اَنُفِسْتِ؟)) قُلْتُ : نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ ۔

نے کہا جی ہاں! پھر آپ نے مجھے بلا لیا اور میں آپ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔

**لغوی توضیح** خَمِيلَة چادر۔ اَنُفِسْتِ کیا تو حائضہ ہوگئی ہے؟۔

**فھم الحدیث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حائضہ کے ساتھ صرف ہم بستری ہی حرام ہے باقی اس کے ساتھ لیٹنا، غسل کرنا اور کھانا پینا وغیرہ سب اُمور جائز و مباح ہیں۔ جبکہ یہود کی یہ عادت تھی کہ جب ان میں کوئی عورت حائضہ ہوتی تو نہ اس کے ساتھ کھاتے اور نہ ہی اس کے ساتھ ایک گھر میں رہتے، پھر اسلام آیا تو آپ ﷺ نے یہ حکم دے دیا کہ عورتوں کے ساتھ سب کچھ کرو سوائے جماع و ہم بستری کے۔[1]

١٧١ - حدیث اُم سَلَمَةَ ' قَالَتْ ...... وَكُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ مِنَ الْجَنَابَةِ ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اور نبی ﷺ نے ایک ہی برتن میں جنابت کا غسل کیا۔

## (3) باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله

## حائضہ عورت اپنے خاوند کا سر دھو سکتی ہے اور اس کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے

١٧٢ - حدیث عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَتْ : وَاِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ ' وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةٍ اِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا ۔

نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ ﷺ مسجد سے (اعتکاف کی حالت میں) سر مبارک میری طرف حجرہ کے اندر کر دیتے اور میں اس میں کنگھا کر دیتی۔ آپ ﷺ جب جائے اعتکاف میں ہوتے تو بلا ضرورت گھر میں تشریف نہیں لاتے تھے۔

١٧٣ - حدیث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُبَاشِرُنِيْ وَاَنَا حَائِضٌ ' وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَاَغْسِلُهُ وَاَنَا حَائِضٌ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں حائضہ ہوتی ' پھر بھی رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے بدن سے لگا لیتے اور آپ معتکف ہوتے اور میں حائضہ ہوتی اس کے باوجود آپ سر (مبارک مسجد) سے باہر کر دیتے اور میں اسے دھوتی تھی۔

١٧٤ - حدیث عَائِشَةَ ' حَدَّثَتْ اَنَّ النَّبِيَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میری گود میں سر

١٧١ـ البخاری فی: 6 کتاب الحیض: 21 باب النوم مع الحائض وھی فی ثیابھا ۔
١٧٢ـ البخاری فی: 33 کتاب الاعتکاف: 3 باب لا یدخل البیت إلا لحاجة (295) مسلم (297) ابن ماجه (1776)۔
١٧٣ـ البخاری فی: 33 کتاب الاعتکاف: 4 باب غسل المعتکف ۔
١٧٤ـ البخاری فی: 6 کتاب الحیض: 3 باب قراءة الرجل فی حجر امراته وھی حائض (297) مسلم (301) ۔

[1] [مسلم: کتاب الحیض (302) ابو داود (258) ترمذی (2977) ابن ماجه (644)]

ﷺ كَانَ يَتَّكِيءُ فِي حِجْرِي وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ۔

رکھ کر قرآن مجید پڑھتے' حالانکہ میں اس وقت حیض والی ہوتی تھی۔

## (4) باب المذی

## مذی کا بیان

۱۷۵۔ حدیث عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ' قَالَ: كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَاسْتَحْيَيْتُ اَنْ اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ فَسَاَلَهُ فَقَالَ: ((فِيْهِ الْوُضُوْءُ))۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسا آدمی تھا جس کو سیلان مذی کی شکایت تھی' مگر (اس کے بارے میں) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے ہوئے مجھے شرم آتی۔ تو میں نے مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ اس نے آپ ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ اس میں وضو کرنا فرض ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْمَذِیّ ایسا باریک پانی جو کمزور شہوت کے وقت' یا اپنی بیوی سے کھیلتے وقت' یا اسی کی مثل کسی کام میں بغیر اچھلنے کے شرمگاہ سے خارج ہو۔ مَذَّاء جسے بہت زیادہ مذی آتی ہو۔ مذی نجس و پلید ہے اور اس پر اجماع ہے۔[1] اور جسے مذی آئے اس پر لازم ہے کہ اسے دھوئے اور پھر اگر نماز پڑھنی ہے تو وضو کرے، اس سے غسل واجب نہیں ہوتا، جیسا کہ حدیث کے الفاظ ''اس میں صرف وضو لازم ہے'' سے واضح ہے۔

## (6) باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له

## بحالتِ جنابت سونا جائز ہے مگر وضو کر لینا مستحب ہے

۱۷۶۔ حدیث عَائِشَةَ' قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ غَسَلَ فَرْجَهُ وَتَوَضَّاَ لِلصَّلَاةِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں ہوتے اور سونے کا ارادہ کرتے تو اپنی شرم گاہ دھو لیتے اور نماز کی طرح وضو کرتے۔

۱۷۷۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيَرْقُدُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ' اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں سوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا، ہاں، وضو کر کے جنابت کی حالت میں بھی سو سکتے ہو۔

۱۷۸۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ' قَالَ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی

۱۷۵۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 34 باب من لم یر الوضوء إلا من المخرجین (132) مسلم (303)۔
۱۷۶۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 27 باب الجنب یتوضا ثم ینام (286) مسلم (305) ابوداود (222)۔
۱۷۷۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 26 باب نوم الجنب (287) مسلم (306) ابوداود (221) ترمذی (120)۔
۱۷۸۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 27 باب الجنب یتوضا ثم ینام۔

[1] [المجموع (552/2) نیل الأوطار (103/1) بدایة المجتهد (73/1) المهذب (46/1)]

ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ )) ۔

کریم ﷺ سے عرض کیا کہ رات میں انہیں غسل کی ضرورت ہو جایا کرتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ وضو کر لیا کرو اور اپنی شرم گاہ دھو کر سو جاؤ۔

۱۷۹ - حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَائِهٖ فِي اللَّيْلَةِ الْوَاحِدَةِ وَلَهٗ يَوْمَئِذٍ تِسْعُ نِسْوَةٍ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس ایک ہی رات میں تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ کی نو بیویاں تھیں۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ حالتِ جنابت میں سونا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ سونے سے پہلے وضوء کر لیا جائے ، اسی طرح ایک روایت میں سونے کے ساتھ کھانے کا بھی ذکر ہے۔[1] یعنی جیسے سونے سے پہلے وضوء کرنا بہتر ہے اسی طرح اگر جنبی کچھ کھانا چاہے تو بہتر ہے کہ پہلے وضوء کر لے۔ علاوہ ازیں ایک رات میں زیادہ بیویوں سے یا ایک ہی بیوی سے زیادہ مرتبہ ہم بستری کرنا بھی درست ہے ، البتہ اس صورت میں مناسب یہ ہے کہ دوبارہ ہم بستری سے پہلے وضوء کر لیا جائے جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ جب تم میں سے کوئی دوبارہ ہم بستری کا ارادہ کرے تو وضوء کر لے کیونکہ یہ زیادہ نشاط و چستی کا باعث ہے۔[2]

## (7) باب وجوب الغسل على المراة بخروج المني منها

## اگر عورت کو انزال ہو تو اس پر غسل واجب ہے

۱۸۰ - حدیث اُمِّ سَلَمَةَ ، قَالَتْ : جَاءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( اِذَا رَاَتِ الْمَاءَ )) فَغَطَّتْ اُمُّ سَلَمَةَ ، تَعْنِيْ وَجْهَهَا ، وَقَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَتَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ ؟ قَالَ: (( نَعَمْ ، تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ ، فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا؟ )) ۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ام سلیم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے سے نہیں شرماتا (تو بتلائیے کہ ) کیا احتلام سے عورت پر بھی غسل ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا (ہاں ) جب عورت پانی (یعنی منی) دیکھ لے۔ (یہ سن کر) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ( شرم کی وجہ سے ) اپنا چہرہ چھپا لیا اور کہا یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں پھر اس کا بچہ اس کی صورت کے مشابہ کیوں ہوتا ہے (یعنی یہی اس کے احتلام کا ثبوت ہے)۔

---

۱۷۹۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 34 باب الجنب یخرج ویمشی فی السوق وغیرہ ، مسلم (309) ابو داود (218)۔

۱۸۰۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 50 باب الحیاء فی العلم (130) مسلم (313) حمیدی (298) ترمذی (122)۔

[1] [صحیح: السلسلة الصحيحة (390)]
[2] [مسلم (308) حاکم (152/1)]

**لغوی توضیح** تَرِبَتْ يَمِينُكَ تیرے ہاتھ خاک آلودہوں۔عرب لوگ محض انکار کی غرض سے یہ کلمہ استعمال کرتے ہیں،قطع نظر اس سے کہ اس کا حقیقی معنی کیا ہے۔فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا پھر اس کا بچہ اس کے مشابہ کیوں ہوتا ہے (اگر اس کی منی نہیں ہوتی)؟ مطلب یہ ہے کہ بچہ مرد اور عورت دونوں کے پانی (یعنی منی) سے مل کر بنتا ہے، پھر جس کا پانی غالب آ جاتا ہے وہ اسی کے ساتھ زیادہ مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔

## (9) باب صفة غسل الجنابة

## غسل جنابت کا طریقہ

١٨١ - حديث عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَاَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ' ثُمَّ يَتَوَضَّاُ كَمَا يَتَوَضَّاُ لِلصَّلَاةِ ' ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعْرِهِ ' ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَاْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ ' ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ جب غسل فرماتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر اسی طرح وضو کرتے جس طرح نماز کے لئے وضو کیا کرتے تھے۔ پھر پانی میں اپنی انگلیاں داخل فرماتے اور ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے۔ پھر اپنے ہاتھوں سے تین چلو سر پر ڈالتے۔ پھر تمام بدن پر پانی بہا لیتے۔

١٨٢ - حديث مَيْمُوْنَةَ ' قَالَتْ : صَبَبْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا ' فَاَفْرَغَ بِيَمِينِهِ عَلَى يَسَارِهِ ' فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ' ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ ' فَمَسَحَهَا بِالتُّرَابِ ' ثُمَّ غَسَلَهَا ' ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَاَفَاضَ عَلَى رَاْسِهِ ' ثُمَّ تَنَحَّى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ' ثُمَّ اُتِيَ بِمِنْدِيْلٍ ' فَلَمْ يَنْفُضْ بِهَا۔

حضرت میمونہ ؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھا تو پہلے آپ نے پانی کو دائیں ہاتھ سے بائیں پر گرایا۔ اس طرح اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اپنی شرمگاہ کو دھویا۔ پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر اسے مٹی سے ملا اور دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر اپنے چہرے کو دھویا اور اپنے سر پر پانی بہایا پھر ایک طرف ہو کر دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر آپ کو رومال دیا گیا۔ لیکن آپ نے اس سے پانی کو خشک نہیں کیا۔

١٨٣ - حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَاَخَذَ بِكَفِّهِ فَبَدَاَ بِشِقِّ رَاْسِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ ' فَقَالَ بِهِمَا

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جب غسل جنابت کرنا چاہتے تو حلاب کی طرح کی ایک چیز منگاتے۔ پھر (پانی کا چلو) اپنے ہاتھ میں لیتے اور سر کے داہنے حصے سے غسل کی ابتدا کرتے پھر بائیں حصہ کا غسل کرتے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے بیچ میں

١٨١ - البخاری فی: 5 كتاب الغسل: 1 باب الوضوء قبل الغسل (248) مسلم (316) ابوداود (242) ترمذی (104)۔
١٨٢ - البخاری فی: 5 كتاب الغسل: 7 باب المضمضة والاستنشاق فی الجنابة (249) مسلم (317) ابوداود (245)۔
١٨٣ - البخاری فی: 5 كتاب الغسل: 6 باب من بدا بالحلاب او الطيب عند الغسل (258) مسلم (318) دارمی (749)۔

عَلٰی رَاْسِهٖ۔ لگاتے تھے (یعنی سر پر پانی ڈالتے)۔

**لغوی توضیح** اَلْحِلَاب وہ برتن جس میں جانور کا دودھ دوہا جاتا ہے یا اتنا برتن جس میں ایک مرتبہ کا اونٹنی کا دودھ سما جائے۔

**فھم الحدیث** ان احادیث میں غسل جنابت کا طریقہ بیان ہوا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے اچھی طرح شرمگاہ کو دھویا جائے، پھر نماز کے وضوء کی طرح وضوء کیا جائے، پھر تین چلو سر پر پانی ڈالا جائے اور پھر سارے بدن پر پانی بہا دیا جائے (پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف)۔اس غسل کے بعد نماز ادا کی جا سکتی ہے، دوبارہ وضوء کی ضرورت نہیں۔ [1] غسل کے بعد اگرچہ آپ ﷺ نے تولیہ استعمال نہیں کیا، لیکن اس کے استعمال سے منع بھی نہیں کیا، لہٰذا اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ علاوہ ازیں میمونہ رضی اللہ عنہا کا تولیہ پیش کرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ تولیہ استعمال کیا کرتے تھے لیکن آپ نے اس وقت اس سے گریز کیا۔ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ [2]

## (10) باب القدر المستحب من الماء فی غسل الجنابة

## غسل جنابت میں کس قدر پانی لینا مستحب ہے

١٨٤۔ حدیث عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ، مِنْ قَدَحٍ يُقَالُ لَهُ الْفَرَقُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور نبی ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کیا کرتے تھے اس برتن کو فرق کہا جاتا تھا۔

**لغوی توضیح** اَلْفَرَق وہ برتن جس میں تین صاع سما جائیں۔ صَاع ایک پیمانہ ہے جو تقریباً اڑھائی کلوگرام کا ہوتا ہے اور اس میں چار مد ہوتے ہیں اور مُدّ ایک اور ایک تہائی رطل کا ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ ان احادیث میں پانی کی ایک عمومی مقدار کا تذکرہ ہے، یہ مقدار متعین نہیں کہ اس سے زیادہ یا کم پانی استعمال ہی نہیں کیا جا سکتا بلکہ حسبِ ضرورت اس سے زیادہ پانی بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، تاہم اسراف سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

١٨٥۔ حدیث عَائِشَةَ، سَاَلَهَا اَخُوهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ فَدَعَتْ بِاِنَاءٍ نَحْوٍ مِنْ صَاعٍ، فَاغْتَسَلَتْ وَاَفَاضَتْ عَلٰی رَاْسِهَا، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ (قَوْلَ اَبِي سَلَمَةَ)۔

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھائی (عبدالرحمٰن بن ابی بکر) نے ان سے نبی ﷺ کے غسل کے بارے میں سوال کیا۔ تو آپ نے صاع جیسا ایک برتن منگوایا پھر غسل کیا اور اپنے اوپر پانی بہایا۔ اس وقت ہمارے درمیان اور ان کے درمیان پردہ حائل تھا۔

١٨٦۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ جب دھوتے یا (یہ کہا) جب

---

١٨٤۔ البخاری فی: 5 كتاب الغسل: 2 باب غسل الرجل مع امراته (250) مسلم (319) ابن ماجه (376)۔

١٨٥۔ البخاری فی: 5 كتاب الغسل: 3 باب الغسل بالصاع ونحوه (251) مسلم (320) نسائی (227)۔

١٨٦۔ البخاری فی: 4 كتاب الوضوء: 47 باب الوضوء بالمد (201) مسلم (325) ابوداود (95) ترمذی (609)۔

---

[1] [صحيح: صحيح أبو داود (225) أبو داود (250) ترمذی (107) ابن ماجة (579)]

[2] [فتاوى إسلامية (222/1)]

ﷺ يَغْسِلُ أَوْ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ، وَيَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ۔

نہاتے تو ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک (پانی استعمال فرماتے) اور جب وضو فرماتے تو ایک مد (پانی) سے۔

## (11) باب استحباب افاضة الماء على الراس وغيره ثلاثا

## سر اور دیگر اعضا پر تین تین مرتبہ پانی ڈالنا مستحب ہے

۱۸۷۔ حدیث جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمَّا أَنَا فَأُفِيْضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا)) وَأَشَارَ بِيَدَيْهِ كِلْتَيْهِمَا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں تو اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہاتا ہوں اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا۔

**فهو الحديث** معلوم ہوا کہ دوران غسل بدن پر تین مرتبہ پانی بہانا مستحب ہے۔ امام نوویؒ نے فرمایا کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔[1] تاہم واجب صرف ایک مرتبہ پانی بہانا ہی ہے جیسا کہ پیچھے حدیث گزری ہے۔

۱۸۸۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: إِنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ هُوَ وَأَبُوْهُ، وَعِنْدَهُ قَوْمٌ، فَسَأَلُوْهُ عَنِ الْغُسْلِ، فَقَالَ: يَكْفِيكَ صَاعٌ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا يَكْفِيْنِي، فَقَالَ جَابِرٌ: كَانَ يَكْفِي مَنْ هُوَ أَوْفَى مِنْكَ شَعْرًا وَخَيْرٌ مِنْكَ ثُمَّ أَمَّنَا فِي ثَوْبٍ۔

ابو جعفر نے بیان کیا کہ وہ اور ان کے والد حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور کچھ اور لوگ بھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپ سے غسل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا، ایک صاع کافی ہے۔ اس پر ایک شخص بولا یہ مجھے تو کافی نہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ان کے لئے کافی ہوتا تھا جن کے بال تم سے زیادہ تھے اور جو تم سے بہتر تھے (یعنی نبی ﷺ) پھر جابر رضی اللہ عنہ نے صرف ایک کپڑا پہن کر ہمیں نماز پڑھائی۔

## (13) باب استحباب استعمال المغتسلة من الحيض فرصة من مسك في موضع الدم

## حائضہ عورت کا بوقت غسل خوشبو میں بسی روئی یا کپڑے کا خون کے مقام پر استعمال مستحب ہے

۱۸۹۔ حدیث عَائِشَةَ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ، فَأَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ، قَالَ: ((خُذِي فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرِي بِهَا، قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک (انصاری) عورت نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں حیض کا غسل کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا کہ مشک میں بسا ہوا کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کر۔ اس نے پوچھا اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا، اس

---

۱۸۷۔ البخاري في: 5 كتاب الغسل: 4 باب من افاض على راسه ثلاثا (245) مسلم (327) ابن ماجه (570)۔

۱۸۸۔ البخاري في: 5 كتاب الغسل: 3 باب الغسل بالصاع ونحوه، مسلم (328)۔

۱۸۹۔ البخاري في: 6 كتاب الحيض: 13 باب دلك المراة نفسها إذا تطهرت من المحيض (314) مسلم (332)۔

---

[1] [شرح مسلم للنووی (246/2)]

بِهَا ؟ قَالَ: ((تَطَهَّرِي بِهَا)) قَالَتْ : كَيْفَ ؟ قَالَ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ ! تَطَهَّرِي بِهَا )) فَاجْتَبَذْتُهَا إِلَيَّ ' فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ۔

سے پاکی حاصل کر۔اس نے دوبارہ پوچھا کہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! پاکی حاصل کر۔ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ خون لگی ہوئی جگہوں پر پھیر لیا کرو۔

**لغوی توضیح** فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ روئی کا ٹکڑا جسے کستوری کی خوشبو لگی ہو۔ فَاجْتَبَذْتُهَا میں نے اسے کھینچا۔ أَثَرَ الدَّمِ خون کا نشان۔

## (14) باب المستحاضة و غسلها و صلاتها

## حیض کے دنوں کے علاوہ خون کے آنے کے مرض میں مبتلا عورت کے غسل اور نماز کا حال

۱۹۰۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : جَاءَتْ فَاطِمَةُ ابْنَةُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ ' فَلَا أَطْهُرُ ' أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( لَا' إِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَ بِحَيْضٍ ' فَإِذَا أَقْبَلَتْ حَيْضَتُكِ فَدَعِي الصَّلَاةَ ' وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّي ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ حَتّٰى يَجِيءَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کی بیماری ہے' اس لئے میں پاک نہیں رہتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا' نہیں یہ ایک رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ۔تو جب تجھے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب یہ دن گزر جائیں تو اپنے (بدن اور کپڑے) سے خون کو دھو ڈال پھر نماز پڑھ' پھر ہر نماز کے لئے وضو کر یہاں تک کہ وہی (حیض کا) وقت پھر آ جائے۔

**لغوی توضیح** أُسْتَحَاضُ استحاضہ سے مشتق ہے اور استحاضہ اُس خون کو کہتے ہیں جو ایام ماہواری کے علاوہ کسی رگ کے پھٹ جانے کی وجہ سے عورت کی شرمگاہ سے خارج ہوتا ہے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا ہے کہ استحاضہ کا خون حیض کے خون سے الگ ہے' اس سے عبادات میں رکاوٹ نہیں پڑتی بلکہ یہ محض ناقض وضوء ہے۔ لہٰذا جس عورت کو یہ خون آتا ہو وہ نماز نہیں چھوڑے گی بلکہ ہر نماز کے لیے الگ وضوء کرے گی۔ تاہم آئندہ حدیث میں مستحاضہ کے لیے ہر نماز کے وقت غسل کا بھی ذکر ہے لیکن یاد رہے کہ یہ غسل مستحب ہے واجب نہیں، استحاضہ والی عورت بلا اختلاف صرف وضوء کے ساتھ بھی نماز ادا کر سکتی ہے۔

۱۹۱۔ حديث عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ اسْتُحِيْضَتْ سَبْعَ سِنِيْنَ '

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سات سال تک مستحاضہ رہیں انہوں نے نبی ﷺ سے

۱۹۰۔ البخاری فی: کتاب الوضوء: 63 باب غسل الدم (228) مسلم (333) ترمذی (125) ابن ماجه (621)۔
۱۹۱۔ البخاری فی: 6 کتاب الحیض: 26 باب عرق الاستحاضة (325) مسلم (334) ابو داود (292) نسائی (201)۔

فَسَأَلَتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ ' فَقَالَ: (( هٰذَا عِرْقٌ)) فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلاةٍ ۔

اس بارے میں پوچھا تو آپ نے انہیں غسل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ یہ رگ (کی وجہ سے بیماری) ہے۔ پس ام حبیبہ ہر نماز کے لئے غسل کرتی تھیں۔

## (15) باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة

## حائضہ عورت پر نماز کی قضا نہیں لیکن روزے کی قضا واجب ہے

١٩٢ ـ حديث عَـائِشَة ' اَنَّ امْـرَاَةً قَالَتْ لَهَا : اَتَجْزِي اِحْدَانَا صَلاتَهَا اِذَا طَهُرَتْ ؟ فَـقَـالَتْ : اَحَـرُورِيَّةٌ اَنْتِ؟ كُنَّا نَحِيضُ مَعَ الـنَّبِـيِّ ﷺ فَلايَـاْمُـرُنَـا بِهِ ' اَوقَالَتْ : فَلا نَفْعَلُهُ ۔

ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جس زمانہ میں ہم حیض سے پاک رہتے ہیں کیا ہمارے لئے اسی زمانہ کی نماز کافی ہے؟ اس پر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ کیا تم حروریہ ہو؟ ہم نبی ﷺ کے زمانہ میں حائضہ ہوتی تھیں اور آپ ہمیں نماز کا حکم نہیں دیتے تھے یا فرمایا کہ ہم نماز نہیں پڑھتی تھیں۔

**لغوی توضیح** اَحَـرُوْرِيَّةٌ کیا حروریہ ہو۔ یہ حروراء کی طرف نسبت ہے، یہ وہ بستی ہے جہاں خوارج ابتدائی طور پر اکٹھے ہوئے تھے، تو اس جملے سے مراد یہ ہوئی کہ کیا تم خارجی ہو؟ کیونکہ خوارج کا ایک گروہ حائضہ عورت پر دورانِ حیض چھوڑی ہوئی نمازیں بھی فرض قرار دیتا تھا جو کہ اجماع کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس مسئلے پر سلف کا اجماع ہے کہ حائضہ عورت دورانِ حیض چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضا نہیں دے گی بلکہ صرف روزوں کی قضا دے گی، جیسا کہ امام نووی، امام شوکانی اور امام ابن منذر رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے۔[1] اور یہ صحیح حدیث سے بھی ثابت ہے۔[2]

## (16) باب تستر المغتسل بثوب ونحوه

## غسل کرنے والا کپڑے یا ایسی ہی کسی چیز سے آڑ کرے

١٩٣ ـ حديث اُمِّ هَانِىءٍ بِنْتِ اَبِى طَالِبٍ ' قَـالَـتْ : ذَهَبْـتُ اِلَـى رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ ' وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ ' قَالَتْ ' فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' فَقَالَ: (( مَنْ هٰذِهِ؟)) فَـقُـلْـتُ : اَنَـا اُمُّ هَـانِىءٍ بِنْتِ اَبِى طَالِبٍ '

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ غسل کر رہے ہیں اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا پردہ کئے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ آپ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے بتایا کہ ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھی آئی ہو (خوش آمدید) ام ہانی! پھر

---

١٩٢ ـ البخاري في: 6 كتاب الحيض: 20 باب لا تقضي الحائض الصلاة (321) مسلم (335) ابن ماجه (631)۔

١٩٣ ـ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 4 باب الصلاة في الثوب الواحد ملتحفًا به (280) مسلم (336) ترمذي (2734)۔

[1] [المجموع (351/2) السيل الجرار (148/1) الإجماع لابن المنذر (ص/37)]

[2] [صحيح: صحيح أبو داود (236) أبو داود (263) بخاري (321) مسلم (335) ترمذي (130)]

فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيءٍ)) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ، قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلاً قَدْ أَجَرْتُهُ، فُلَانَ بْنَ هُبَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِيءٍ)) قَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ: وَذَاكَ ضُحًى۔

جب آپ نہانے سے فارغ ہو گئے تو اٹھے اور آٹھ رکعت نماز پڑھی ایک ہی کپڑے کو لپیٹ کر جب آپ نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ میری ماں کے بیٹے (علی رضی اللہ عنہ) کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک شخص کو ضرور قتل کرے گا حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے یہ (میرے خاوند) ہبیرہ کا فلاں بیٹا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ام ہانی! جسے تم نے پناہ دے دی ہم نے بھی اسے پناہ دی۔ ام ہانی نے کہا کہ یہ نماز چاشت تھی۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ کسی پردے کے مقام میں غسل کرنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت کا احترام کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اس کی پناہ کو قبول فرمایا ہے۔

## (18) باب جواز الاغتسال عريانا فى الخلوة

## تنہائی میں ننگے نہانا جائز ہے

١٩٤۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، وَكَانَ مُوْسَى يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوْسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ، فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ، فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ، فَخَرَجَ مُوْسَى فِي إِثْرِهِ ثَوْبِي يَاحَجَرُ! حَتَّى نَظَرَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ إِلَى مُوْسَى، فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا بِمُوْسَى مِنْ بَأْسٍ، وَأَخَذَ ثَوْبَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا)) ۔ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبًا بِالْحَجَرِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل ننگے ہو کر اس طرح نہاتے تھے کہ ایک شخص دوسرے کو دیکھتا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا (پردہ میں) غسل فرماتے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ بخدا موسیٰ کو ہمارے ساتھ غسل کرنے میں صرف یہ چیز مانع ہے کہ ان کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام غسل کرنے لگے اور آپ نے کپڑوں کو ایک پتھر پر رکھ دیا۔ اتنے میں پتھر کپڑوں کو لے بھاگا اور موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے بڑی تیزی سے دوڑے آپ کہتے جاتے تھے اے پتھر! میرا کپڑا دے' اے پتھر میرا کپڑا دے۔ اس عرصہ میں بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو ننگا دیکھ لیا اور کہنے لگے کہ بخدا موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں اور موسیٰ علیہ السلام نے کپڑا لیا اور پتھر کو مارنے لگے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بخدا! اس پتھر پر چھ یا سات مار کے نشان باقی ہیں۔

**لغوی توضیح** آدَرُ بڑے بڑے خصیتین والا۔ فِیْ اِثْرِہٖ اس کے پیچھے۔ نَدَبٌ نشان۔

١٩٤۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 20 باب من اغتسل عریانًا وحده فی الخلوة (278) مسلم (339)۔

## (19) باب الاعتناء بحفظ العورة

## ستر کو ڈھانپنا انتہائی ضروری ہے

١٩٥ ـ حديث جابر بن عبدالله ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ ' وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ ' فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِي ! لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَهُ عَلَى مَنْكِبَيْكَ دُوْنَ الْحِجَارَةِ ! قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ ' فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُرْيَانًا ﷺ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (نبوت سے پہلے) کعبہ کی تعمیر کے لئے قریش کے ساتھ پتھر ڈھو رہے تھے اس وقت آپ تہبند باندھے ہوئے تھے۔ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بھتیجے کیوں نہیں تم تہبند کھول لیتے اور اسے پتھر کے نیچے اپنے کاندھے پر رکھ لیتے (تاکہ تم پر آسانی ہو جائے) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے تہبند کھول لیا اور کاندھے پر رکھ لیا۔ اسی وقت غش کھا کر گر پڑے اس کے بعد آپ کبھی ننگے نہیں دیکھے گئے۔

**لغوی توضیح** فَحَلَّهُ آپ نے اسے اتار دیا۔ مَغْشِيًّا جسے غشی آ جائے۔ عُرْيَانًا ننگا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بچپن میں بھی اہل جاہلیت کی بری عادتوں سے بچا کر رکھا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ستر پوشی آپ ﷺ کا عملِ حیات ہے۔ آپ نے اس کا حکم بھی دیا ہے، فرمایا کہ اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا ہر ایک سے اپنے ستر کی حفاظت کرو۔[1] یعنی انسان صرف اپنی بیوی اور لونڈی کے سامنے ستر ظاہر کر سکتا ہے۔

## (21) باب انما الماء من الماء

## غسل کا وجوب منی کے خروج پر ہے

١٩٦ ـ حديث أبي سعيد الخدري رضي الله عنه ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَرْسَلَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ )) فَقَالَ: نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ قُحِطْتَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوْءُ ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کو بلایا۔ وہ آیا تو اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا' شاید ہم نے تمہیں جلدی میں ڈال دیا۔ اس نے کہا، جی ہاں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی جلدی (کا کام) آ پڑے یا تمہیں انزال نہ ہو تو تم پر وضو ہے۔

**لغوی توضیح** قُحِطْتَ یعنی تمہیں انزال نہیں ہوا۔ فَعَلَيْكَ الْوُضُوْءُ تو پھر تم پر وضوء ہے۔ یعنی اگر کوئی ہم بستری کرے اور انزال یعنی منی کا خروج نہ ہو تو پھر غسل نہیں بلکہ صرف وضوء کافی ہے۔ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا، بعد میں یہ منسوخ ہو گیا اور اب ہمیشہ کے لیے یہ حکم ہے کہ مجرد شرمگاہوں کے ملنے سے ہی غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ۔ جیسا کہ آئندہ باب بھی اسی

---

١٩٥ ـ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 8 باب كراهية التعري في الصلاة وغيرها (364) مسلم (340) ابن حبان (1603)۔

١٩٦ ـ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 34 باب من لم ير الوضوء (180) مسلم (345) بيهقي (165/1)۔

---

[1] [حسن: المشكاة (3117) مسند احمد (5/ 3-4) أبو داود (4017) ترمذي (2769)]

کے بیان میں ہے اور ایک صحیح حدیث میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی یہ وضاحت فرمائی ہے۔[1] امام نووی نے اس پر امت کا اتفاق نقل فرمایا ہے۔ نیز سعودی مجلس افتاء کا بھی یہی فتویٰ ہے۔[2]

١٩٧ ۔ حدیث أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِذَاجَامَعَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَلَمْ يُنْزِلْ؟ قَالَ: (( يَغْسِلُ مَا مَسَّ الْمَرْأَةَ مِنْهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي ))۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا یارسول اللہ! جب مرد عورت سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا، عورت سے جو کچھ اسے لگ گیا ہے اسے دھو لے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے۔

**فقہ الحدیث** اس سے معلوم ہوا کہ عورت کی شرمگاہ سے نکلنے والی رطوبت نجس ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے اسے دھونے کا حکم دیا۔

١٩٨ ۔ حدیث عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه قَالَ لَهُ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ: أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ فَلَمْ يُمْنِ؟ قَالَ عُثْمَانُ: يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ، قَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

زید بن خالد رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص صحبت کرلے اور منی نہ نکلے۔ فرمایا کہ وضو کرے جس طرح نماز کے لئے وضو کرتا ہے اور اپنے عضو کو دھولے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (یہ) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

## (22) باب نسخ (الماء من الماء) ووجوب الغسل بالتقاء الختانين

## خروج منی پر وجوب غسل کے حکم کا منسوخ ہونا اور محض شرمگاہوں کے ملنے پر غسل کا واجب ہونا

١٩٩ ۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب مرد عورت کے چہار زانوں میں بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ جماع کے لئے کوشش کی تو غسل واجب ہوگیا۔

## (24) باب نسخ الوضوء مما مست النار

## آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو کا واجب ہونا منسوخ ہے

٢٠٠ ۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا

١٩٧ ۔ البخاري في: 5 كتاب الغسل: 29 باب غسل ما يصيب من فرج المرأة (293) مسلم (346) ابن حبان (1169)۔
١٩٨ ۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 34 باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين (179) مسلم (347)۔
١٩٩ ۔ البخاري في: 5 كتاب الغسل: 28 باب إذا التقى الختانان (291) مسلم (348) ابوداود (216) ابن ماجه (610)۔
٢٠٠ ۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 50 باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق (207) مسلم (354)۔

[1] [صحيح: صحيح ابن ماجة (493) أبو داود (215) ترمذى (110) ابن ماجة (609)]
[2] [شرح المهذب للنووى (36/4) فتاوى اللجنة الدائمة (293/5)]

اَللّٰـهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

**فہم الحدیث** پہلے یہ حکم تھا کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضوء کرو۔[1] لیکن بعد میں یہ منسوخ ہو گیا۔ اس باب کی احادیث اسی کا ثبوت ہیں۔

۲۰۱۔ حدیث عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلَاةِ فَاَلْقَى السِّكِّيْنَ، فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بکری کے شانے سے کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے پھر آپ نماز کے لئے بلائے گئے تو آپ نے چھری پھینک دی اور نماز پڑھی، لیکن (دوبارہ) وضو نہیں کیا۔

**لغوی توضیح** يَحْتَزُّ چھری کے ساتھ کاٹتے۔ كَتِف شَاة بکری کا شانہ، یعنی شانے کا گوشت۔

۲۰۲۔ حدیث مَيْمُوْنَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَكَلَ عِنْدَهَا كَتِفًا، ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے ان کے یہاں (بکری کا) شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور نیا وضو نہیں کیا۔

۲۰۳۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ: ((اِنَّ لَهُ دَسَمًا))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا اس میں چکنائی ہوتی ہے۔

**لغوی توضیح** لَبَنًا دودھ۔ فَمَضْمَضَ کلی کی۔ دَسَمًا چکنائی۔

### (26) باب الدليل على ان من تيقن الطهارة ثم شك في الحدث فله ان يصلي بطهارته

### اگر کسی شخص کو طہارت کا یقین ہو پھر اسے بے وضو ہونے کا شک ہو تو وہ اسی وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے

۲۰٤۔ حدیث عَبْدِاللّٰـهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّهُ شَكَا اِلَى

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ ایک شخص ہے جسے یہ خیال ہوتا ہے کہ

۲۰۱۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 50 باب من لم یتوضا من لحم الشاة والسویق (208) مسلم (355)۔
۲۰۲۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 51 باب من مضمض من السویق ولم یتوضا (210) مسلم (356)۔
۲۰۳۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 52 باب هل یمضمض من اللبن (211) مسلم (358) ترمذی (89)۔
۲۰٤۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 4 باب لا یتوضا من الشك حتی یستیقن (137) مسلم (361) ابن ماجه (153)۔

[1] [مسلم: کتاب الحیض (352) أبو داود (194) ترمذی (79) ابن ماجة (485)]

رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ' الرَّجُلَ الَّذِي يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ ' فَقَالَ: (( لَا يَنْفَتِلْ )) اَوْ (( لَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ يَجِدَ رِيْحًا ))۔

نماز میں کوئی چیز (یعنی ہوا نکلتی ہوئی) معلوم ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ (نماز سے) نہ پھرے یا نہ مڑے' جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ پائے۔

**لغوی توضیح** يَجِدُ الشَّيْءَ کوئی چیز محسوس کرتا ہے، یعنی بے وضگی، ہوا کا خروج وغیرہ۔ لَا يَنْفَتِلُ نہ پھرے۔ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا حتی کہ آواز سن لے، یعنی پشت سے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ محض شک کی بنیاد پر وضوء نہیں ٹوٹتا۔ اس حدیث سے اہل علم نے یہ اہم قاعدہ بھی اخذ کیا ہے کہ (( اَلْيَقِيْنُ لَا يَزُوْلُ بِالشَّكِّ )) ''یقین شک کے ذریعے زائل نہیں ہوتا۔''

## (27) باب طهارة جلود الميتة بالدباغ

## مردہ جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

۲۰۵۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ: وَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ شَاةً مَيْتَةً اُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُوْنَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا! )) قَالُوْا: اِنَّهَا مَيْتَةٌ قَالَ: (( اِنَّمَا حَرُمَ اَكْلُهَا ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کی بکری' جو صدقہ میں کسی نے دی تھی' مری ہوئی دیکھی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کے چمڑے کو کیوں نہیں کام میں لاتے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ تو مردہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حرام تو صرف اس کا کھانا ہے۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردار کے چمڑے سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اسے رنگ لیا جائے کیونکہ فرمانِ نبوی کے مطابق مردار کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔[1] اسی فرمان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ رنگنے سے پہلے چمڑہ پاک نہیں ہوتا۔

## (28) باب التيمم

## تیمم کا بیان

۲۰۶۔ حديث عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ اَسْفَارِهِ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ ' اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ ' انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي ' فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر (غزوہ بنی المطلق) میں تھے جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار کھو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش میں وہیں ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ کے

---

۲۰۵۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 61 باب الصدقة على موالي ازواج النبي ﷺ (1492) مسلم (363)۔

۲۰۶۔ البخاري في: كتاب التيمم: 1 باب حدثنا عبد الله بن يوسف (334) مسلم (367) ابن ماجه (568)۔

[1] [صحيح: صحيح ابو داود' ابو داود: كتاب اللباس (4125) مسند احمد (6/5)]

ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، فَاَتَى النَّاسُ اِلَى اَبِى بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا: اَلَا تَرَى اِلَى مَاصَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ! فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعٌ رَاْسَهُ عَلَى فَخِذِى قَدْ نَامَ ۔ فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالنَّاسَ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ ۔ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَعَاتَبَنِى اَبُوْبَكْرٍ، وَقَالَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ، وَجَعَلَ يَطْعَنُنِى بِيَدِهِ فِى خَاصِرَتِى فَلَا يَمْنَعُنِى مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى فَخِذِى، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ، فَتَيَمَّمُوْا، فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ: مَاهِىَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ اَبِى بَكْرٍ، قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِى كُنْتُ عَلَيْهِ فَاَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ ۔

ساتھ ٹھہر گئے ۔لیکن وہاں قریب کہیں پانی نہ تھا۔لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کام کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں کو ٹھہرا دیا ہے اور پانی بھی کہیں قریب نہیں ہے اور نہ لوگوں ہی کے پاس ہے ۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری زانو پر رکھے ہوئے سو رہے تھے ۔فرمانے لگے کہ تم نے رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں کو روک لیا۔ حالانکہ قریب کہیں پانی نہیں ہے اور نہ لوگوں کے پاس ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ والد محترم مجھ پر بہت خفا ہوئے اور اللہ نے جو چاہا انہوں نے مجھے کہا' اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگائے ۔ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا اس وجہ سے میں حرکت بھی نہیں کر سکتی تھی ۔ رسول اللہ ﷺ جب صبح کے وقت اٹھے تو پانی کا پتہ تک نہ تھا۔تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری اور لوگوں نے تیمم کیا۔اس پر اسید بن حضیر نے کہا اے آل ابی بکر! یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، پھر ہم نے اس اونٹ کو ہٹایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اسی کے نیچے مل گیا۔

**لغوی توضیح** التَّيَمُّم ارادہ و قصد کرنا، اصطلاحاً مخصوص طریقے سے پاک مٹی کے ساتھ چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرنا تیمم ہے۔انْقَطَعَ عِقْدٌ لِی میرا ہار ٹوٹ (کر گر) گیا۔يَطْعَنُنِى وہ مجھے چوکے مار رہے تھے۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں تیمم کے جواز کا ذکر ہے اور اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔[1] تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ مٹی پر مارے جائیں، پھر ان میں پھونکا جائے، پھر انہیں چہرے اور دونوں ہتھیلیوں (ایک دوسری) پر مل لیا جائے۔تیمم ایسے شخص پر واجب ہے جس کے پاس پانی نہ ہو یا پانی تو ہو لیکن وہ اس کے استعمال سے عاجز ہو یا پانی کا استعمال اس کے لیے باعث نقصان ہو۔[2] تیمم میں نیت اور بسم اللہ دونوں ضروری ہیں کیونکہ یہ وضوء کا بدل ہے لہٰذا جو چیز وضوء میں ضروری ہے اس میں بھی ضروری ہے۔اسی طرح جو چیزیں وضوء توڑ دیتی ہیں اسے بھی توڑ دیتی ہیں، صرف یہ اضافہ ہے کہ پانی مل جانے سے تیمم ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اصل کی موجودگی میں قائم مقام کی کوئی حیثیت نہیں۔علاوہ ازیں تیمم غسل جنابت سے بھی کفایت کر جاتا ہے جیسا کہ آئندہ احادیث میں ہے۔

---

① [المغنی لابن قدامة (310/1)]　② [فتاوی اللجنة الدائمة (331/5)]

۲۰۷۔ حدیث عَمَّارٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا، أَمَا كَانَ يَتَيَمَّمُ وَيُصَلِّي؟ فَكَيْفَ تَصْنَعُونَ بِهَذِهِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ ﴿فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾۔ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هَذَا لَأَوْشَكُوا إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا الصَّعِيدَ، قُلْتُ: وَإِنَّمَا كَرِهْتُمْ هَذَا لِذَا؟ قَالَ: نَعَمْ۔ فَقَالَ أَبُو مُوسَى: أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ لِعُمَرَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ، فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَصْنَعَ هَكَذَا)) فَضَرَبَ بِكَفِّهِ ضَرْبَةً عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ نَفَضَهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهَا ظَهْرَ كَفِّهِ بِشِمَالِهِ أَوْ ظَهْرَ شِمَالِهِ بِكَفِّهِ ثُمَّ مَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ۔ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَفَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ؟۔

شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضرت ابوموسیٰ نے حضرت ابن مسعود سے کہا کہ اگر ایک شخص کو غسل کی حاجت ہو اور مہینہ بھر پانی نہ پائے تو کیا وہ تیمّم کر کے نماز نہ پڑھے؟ شقیق کہتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود نے جواب دیا کہ وہ تیمّم نہ کرے اگر چہ وہ ایک مہینہ تک پانی نہ پائے (اور نماز موقوف رکھے) ابوموسیٰ نے اس پر کہا کہ پھر سورۂ مائدہ کی اس آیت کا کیا مطلب ہوگا "اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی پر تیمّم کر لو" حضرت ابن مسعود بولے کہ اگر لوگوں کو اس کی اجازت دے دی جائے تو جلدی یہ حال ہو جائے گا کہ جب ان کو پانی ٹھنڈا معلوم ہوگا تو وہ مٹی سے تیمّم ہی کر لیں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے کہا تو آپ نے جنبی کے لئے تیمّم اس لئے برا جانا انہوں نے کہا ہاں۔ پھر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آپ کو حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ قول معلوم نہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام کے لئے بھیجا تھا۔ سفر میں مجھے غسل کی ضرورت ہوگئی، لیکن پانی نہیں ملا۔ اس لئے میں مٹی میں جانور کی طرح لوٹ پوٹ ہو گیا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے صرف اتنا کرنا کافی تھا اور آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر ایک مرتبہ مارا پھر ان کو جھاڑ کر بائیں ہاتھ سے داہنے کی پشت کو مل لیا یا بائیں ہاتھ کا داہنے ہاتھ سے مسح کیا۔ پھر دونوں ہاتھوں سے چہرے کا مسح کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھتے کہ انہوں نے عمار کی بات پر قناعت نہیں کی تھی۔

**لغوی توضیح** فَتَمَرَّغْتُ میں لیٹ کر الٹ پلٹ ہوا، لوٹ پوٹ ہوا۔ الصَّعِيد مٹی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قول پر قناعت نہ کرنا محض احتیاط کی غرض سے تھا، اس سے نص صریح کی تردید نہیں ہو سکتی۔

۲۰۷۔ البخاری فی: 7 کتاب التیمم: 8 باب التیمم ضربة (338) مسلم (368) ابو داود (321) ترمذی (144)۔

۲۰۸۔ حدیث عمار رضی اللہ عنہ ' جَاءَ رَجُلٌ اِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ' فَقَالَ : اِنِّي اَجْنَبْتُ فَلَمْ اُصِبِ الْمَاءَ ' فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ : اَمَا تَذْكُرُ اَنَّا كُنَّا فِي سَفَرٍ اَنَا وَاَنْتَ فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ ' وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ ' فَذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا )) فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَفَّيْهِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ؟۔

ایک شخص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہوگئی اور پانی نہیں ملا (تو میں اب کیا کروں) اس پر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا آپ کو یاد نہیں جب میں اور آپ سفر میں تھے۔ہم دونوں جنبی ہو گئے ۔آپ نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں زمین پر لوٹ پوٹ ہوگیا اور نماز پڑھ لی۔پھر میں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تجھے بس اتنا ہی کافی تھا اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انہیں پھونکا اور دونوں ہاتھوں سے چہرے اور ہتھیلیوں کا مسح کیا۔

۲۰۹۔ حدیث اَبِي الْجُهَيْمِ رضی اللہ عنہ ' عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : اَقْبَلْتُ اَنَا وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُوْنَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلَى اَبِي جُهَيْمِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْاَنْصَارِيِّ ' فَقَالَ اَبُو الْجُهَيْمِ : اَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ ' فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى اَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ ' فَمَسَحَ بِوَجْهِهِ وَيَدَيْهِ ' ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام عمیر بن عبداللہ نے کہا کہ میں اور حضرت میمونہ زوجہ نبی کریم ﷺ کے غلام عبداللہ بن یسار ابوجہیم بن حارث بن صمہ انصاری (صحابی) کے پاس آئے۔تو ابوجہیم نے بیان کیا کہ نبی ﷺ بئر جمل کی طرف سے تشریف لا رہے تھے۔راستے میں ایک شخص آپ کو ملا اور اس نے آپ کو سلام کیا (یعنی خود ابوجہیم نے) لیکن آپ نے جواب نہیں دیا۔پھر آپ دیوار کے قریب آئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طہارت کی حالت میں سلام کا جواب دینا مستحب ہے، خواہ اس کے لیے تیمم ہی کرنا پڑے۔

## (29) باب الدليل على ان المسلم لا ينجس

## باب اس ثبوت میں کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا

۲۱۰۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ملاقات نبی ﷺ سے

۲۰۸۔ البخاری فی: 7 کتاب التیمم: 4 باب المتیمم هل ینفخ فیهما۔

۲۰۹۔ البخاری فی: 7 کتاب التیمم فی الحضر إذا لم یجد الماء (337) مسلم (369) ابو داود (329) نسائی (310)۔

۲۱۰۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 24 باب الجنب یخرج ویمشی فی السوق وغیره (283) مسلم (371)۔

لَقِيَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِيَدِي، فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى قَعَدَ، فَانْسَلَلْتُ مِنْهُ وَاَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ، ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَقَالَ: (( اَيْنَ كُنْتَ يَااَبَا هِرٍّ؟ )) فَقُلْتُ لَهُ، فَقَالَ: (( سُبْحَانَ اللّٰهِ! يَا اَبَا هِرٍّ! اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ ))۔

ہوئی اور اس وقت میں جنبی تھا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میں آپ کے ساتھ چلنے لگا۔ آخر آپ ایک جگہ بیٹھ گئے اور میں آہستہ سے اپنے گھر آیا اور غسل کر کے حاضرِ خدمت ہوا۔ آپ ابھی (وہیں) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا اے ابو ہریرہ! کہاں چلے گئے تھے؟ میں نے واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا، سبحان اللہ! اے ابو ہریرہ! مومن تو نجس نہیں ہوتا۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ مومن (بذاتِ خود) ہر حال میں پاک ہی رہتا ہے خواہ اسے حدثِ اصغر لاحق ہو یا حدثِ اکبر، زندہ ہو یا مردہ، اسی طرح اس کا پسینہ، خون، لعاب اور جوٹھا سب پاک ہے (الا کہ جب اسے کوئی نجاست لاحق ہو جائے تو صرف وہی جگہ نجس ہوگی جہاں نجاست لگی ہے)۔ اور جب اسے حدث (بے وضگی یا جنابت) لاحق ہو تب بھی اس کے ساتھ بیٹھنا، بات کرنا اور مصافحہ کرنا وغیرہ درست ہے کیونکہ وہ بذاتِ خود پاک ہی ہے۔

## (32) باب ما یقول اذا اراد دخول الخلاء

## بیت الخلا میں جانے کی دعا

٢١١۔ حدیث انسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: (( اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ جب (قضائے حاجت کے لئے) بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو (یہ دعا) پڑھتے ''اے اللہ! میں خبیث جنوں اور خبیث چڑیلوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

**فھم الحدیث** ایک صحیح حدیث میں ہے کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اگر کوئی بسم اللہ پڑھ لے تو جنوں کی آنکھوں اور اولادِ آدم کے ستروں کے مابین پردہ حائل ہو جاتا ہے۔[1] اس لیے اس دعا کے ساتھ بسم اللہ بھی پڑھ لی جائے تو بہتر ہے۔

## (33) باب الدلیل علی ان نوم الجالس لا ینقض الوضوء

## بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہ ٹوٹنے کا ثبوت

٢١٢۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يُنَاجِي رَجُلًا فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ، فَمَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز کے لئے تکبیر ہو چکی تھی اور نبی کریم ﷺ مسجد کے ایک گوشے میں کسی شخص سے چپکے چپکے کان میں باتیں کر رہے تھے پھر آپ نماز کے لئے جب تشریف لائے تو لوگ سو رہے تھے۔

---

٢١١۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 9 باب ما یقول عند الخلاء (142) مسلم (375) ابوداود (4) ترمذی (5)۔
٢١٢۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 27 باب الإمام تعرض له الحاجة بعد الإقامة (642) مسلم (376)۔

---

[1] [صحیح: إرواء الغلیل (50) تمام المنة (ص/ 58) صحیح الجامع الصغیر (3611)]

**فهم الحديث** ایک روایت میں ہے کہ عہدِ رسالت میں صحابہ کرام نمازِ عشاء کا (اس قدر) انتظار کرتے کہ (غلبۂ نیند کے باعث) ان کے سر جھکنے لگتے' پھر وہ نماز پڑھتے اور (نیا) وضوء نہیں کرتے تھے۔[1] ان روایات سے معلوم ہوا کہ ہلکی نیند سے وضوء نہیں ٹوٹتا۔ وضوء صرف اسی نیند سے ٹوٹتا ہے جو گہری ہو اور شعور زائل کر دے۔ اور ہمارے علم کے مطابق گہری نیند مطلقاً ناقضِ وضوء ہے خواہ بیٹھ کر آئے یا لیٹ کر۔ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔[2]

# [۹] كتاب الصلاة
# نماز کے مسائل

## (1) باب بدء الاذان — اذان کی ابتدا

۲۱۳۔ حديث ابْنِ عُمَرَ' كَانَ يَقُوْلُ: كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلَاةَ' لَيْسَ يُنَادِيْ لَهَا' فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِي ذٰلِكَ' فَقَالَ بَعْضُهُمْ اتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارَىٰ' وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ بُوْقًا مِثْلَ بُوْقِ الْيَهُوْدِ' فَقَالَ عُمَرُ رضي الله عنه: أَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا بِلَالُ! قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ)).

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو وقت مقرر کر کے نماز کے لیے آتے تھے۔ اس کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی۔ ایک دن اس بارے میں مشورہ ہوا۔ کسی نے کہا نصاریٰ کی طرح ایک گھنٹہ لے لیا جائے، اور کسی نے کہا یہودیوں کی طرح نرسنگا (بگل) بنا لو اس کو پھونک دیا کرو۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی شخص کو کیوں نہ بھیج دیا جائے جو نماز کے لیے پکار دیا کرے۔ اس پر نبی ﷺ نے (اسی رائے کو پسند فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے) فرمایا کہ بلال! اٹھ اور نماز کے لیے اذان دے۔

**لغوی توضیح** فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلَاةَ یعنی وہ نماز کے اوقات کا اندازہ رکھتے تھے۔ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلَاةِ کھڑے ہو جاؤ اور نماز کے لیے نداء لگاؤ۔ اس نداء سے مراد یہ الفاظ تھے اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ۔ بعد ازاں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اذان کی خواب دیکھی، تب معروف اذان کے الفاظ شریعت کا حصہ بنے۔[1]

## (2) باب الامر بشفع الاذان وایتار الاقامة — اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے کلمات سوائے قد قامت الصلوۃ کے ایک ایک بار کہے جائیں

۲۱٤۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه' قَالَ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (نماز کے وقت اعلان کے لیے)

۲۱۳۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 1 باب بدء الاذان (604) مسلم (377) ترمذی (190) نسائی (625)۔
۲۱٤۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 1 باب بدء الاذان (603) مسلم (378) ابو داود (508) ترمذی (193)۔

① [حسن صحیح: صحیح ابو داود' احمد (4/ 43) ابو داود (499) ترمذی (189)]

ذَکَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ ، فَذَکَرُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی ، فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ یَشْفَعَ الاَذَانَ وَاَنْ یُوْتِرَ الاِقَامَةَ ۔

لوگوں نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا۔ پھر یہود و نصاریٰ کا ذکر آ گیا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم ہوا کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ کہیں اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ۔

**لغوی توضیح** یَشْفَع جوڑا بنانا' مراد ہے دو دو مرتبہ کہنا۔ یُوْتِرَ طاق بنانا' مراد ہے ایک ایک مرتبہ کہنا۔

**فھم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ کہنے چاہییں۔ اس کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اذان چونکہ غیر حاضر لوگوں کو خبردار کرنے کے لیے کہی جاتی ہے اس لیے اس میں بلند آواز اور تکرار کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس کے برخلاف اقامت حاضرین کو مطلع کرنے کے لیے کہی جاتی ہے اس لیے اس میں تکرار کی ضرورت نہیں ہوتی۔

## (7) باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه ثم يصلي على النبي ﷺ ثم يسال له الوسيلة

## اذان سننے والا بھی وہی کلمات دہرائے جو مؤذن کہتا ہے پھر رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے اور آپ کے لیے وسیلہ کی دعا مانگے

۲۱۵۔ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب تم اذان سنو تو جس طرح موذن کہتا ہے اسی طرح تم بھی کہو۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ اذان سننے والے کو چاہیے کہ اس کا جواب بھی دے۔ جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ جو کلمات مؤذن کہے اس کے پیچھے وہی کلمات کہے جائیں، البتہ جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلَاۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ کہنا چاہیے۔[1] اذان کے بعد نبی ﷺ پر درود پڑھنا بھی مسنون ہے۔[2] اسی طرح اذان کے بعد یہ دعا بھی پڑھنی چاہیے ﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَ الصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ ﴾۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو بھی اذان سن کر یہ دعا پڑھے گا اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔[3]

## (8) باب فضل الاذان وهرب الشيطان عند سماعه

## اذان کی فضیلت اور اس کو سن کر شیطان کے بھاگنے کا بیان

۲۱۶۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : (( اِذَا نُوْدِیَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا بڑی تیزی

---

۲۱۵۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 7 باب ما یقول إذا سمع المنادی (611) مسلم (383) ابو داود (522)۔
۲۱۶۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 4 باب فضل التاذین (608) مسلم (389) ابو داود (516) نسائی (669)۔

---

① [مسلم : کتاب الصلاۃ : باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه (385) ابو داود (527)]
② [مسلم (374) أبو داود (523) ترمذی (3614) أحمد (2/ 168) أبو عوانة (1/ 337)]
③ [بخاری : کتاب الأذان : باب الدعاء عند النداء (614) ابو داود (529) ترمذی (211)]

لِلصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانَ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتَّى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِيْنَ ' فَإِذَا قُضِيَ النِّدَاءُ أَقْبَلَ ' حَتَّى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ ' حَتَّى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ أَقْبَلَ ' حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ ' يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا ' اذْكُرْ كَذَا ' لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ ' حَتَّى يَظِلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِي كَمْ صَلَّى )) ۔

کے ساتھ پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ تاکہ اذان کی آواز نہ سن سکے۔ اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آ جاتا ہے۔ لیکن جوں ہی تکبیر شروع ہوتی ہے وہ پھر پیٹھ موڑ کر بھاگتا ہے۔ جب تکبیر بھی ختم ہو جاتی ہے تو شیطان دوبارہ آ جاتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر۔ ان باتوں کی شیطان یاد دہانی کراتا ہے جن کا اسے خیال بھی نہ تھا اور اس طرح اس شخص کو یہ بھی یاد نہیں رہتا ہے کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔

**لغوی توضیح** ضُرَاط وہ ہوا جو پشت سے آواز کے ساتھ خارج ہوتی ہے۔ اِذَا ثُوِّبَ جب تکبیر کہی جاتی ہے۔ یَخْطُرَ خیال ڈالتا ہے، وسوسے پیدا کرتا ہے۔

## (9) باب استحباب رفع اليدين حذو المنكبين مع تكبيرة الاحرام والركوع وفي الرفع من الركوع وانه لايفعله اذا رفع من السجود

## تکبیر تحریمہ، رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھانا مستحب ہے اور سجدے سے اٹھنے پر رفع الیدین نہیں کرنا چاہیے

۲۱۷۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' قَالَ : رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ' وَكَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلرُّكُوْعِ ' وَيَفْعَلُ ذَلِكَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ ' وَيَقُوْلُ : (( سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ )) وَلَا يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي السُّجُوْدِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو تکبیر تحریمہ کے وقت آپ نے رفع الیدین کیا۔ آپ کے دونوں ہاتھ اس وقت مونڈھوں تک اٹھے۔ اور اسی طرح جب آپ رکوع کے لیے تکبیر کہتے تو اس وقت بھی رفع الیدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت بھی کرتے۔ اس وقت آپ کہتے سمع الله لمن حمده۔ البتہ سجدوں میں آپ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

**لغوی توضیح** حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اپنے دونوں کندھوں کے برابر، اَلْحَذْو بالمقابل، سامنے، برابر۔

**فہم الحدیث** اس باب کی دونوں احادیث اور دیگر بہت سی احادیث سے رکوع میں جاتے وقت، رکوع سے اٹھتے وقت اور تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت رفع الیدین (یعنی دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھانا) ثابت ہوتا ہے، جو نبی ﷺ کی سنت متواترہ ہے اور یہ ثابت نہیں کہ آپ نے کبھی بھی رفع الیدین کے بغیر نماز پڑھی ہو۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل، اختلافی آراء اور راجح موقف کے دلائل کے لیے ہماری کتاب فقه الحديث یا فقه الاسلام ملاحظہ فرمائیے۔

۲۱۷۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 84 باب رفع اليد إذا كبر وإذا ركع وإذا رفع (735) مسلم (390)۔

۲۱۸۔ حدیث مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ ﷺ عَنْ اَبِى قِلَابَةَ اَنَّهُ رَاَى مَالِكَ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اِذَا صَلَّى كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ ' وَحَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَنَعَ هٰكَذَا۔

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع الیدین کرتے۔ پھر جب رکوع میں جاتے اس وقت بھی رفع الیدین کرتے۔ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تب بھی کرتے۔ اور انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

## (10) باب اثبات التكبير فى كل خفض ورفع فى الصلاة الا رفعه من الركوع فيقول فيه : سمع الله لمن حمده

## نماز میں ہر دفعہ جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کا ثبوت

۲۱۹۔ حدیث اَبِى هُرَيْرَةَ ﷺ ' اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّى بِهِمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ ' فَاِذَا انْصَرَفَ قَالَ: اِنِّى لَاَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے تو جب بھی جھکتے اور جب بھی اٹھتے تو تکبیر ضرور کہتے۔ پھر جب فارغ ہوتے تو فرماتے کہ میں نماز پڑھنے میں تم سب لوگوں سے زیادہ نبی ﷺ کی نماز سے مشابہت رکھنے والا ہوں۔

**لغوی توضیح** خَفَضَ جھکتے۔ رَفَعَ اٹھتے۔ لَاَشْبَهُكُمْ تم میں سب سے زیادہ مشابہ۔

۲۲۰۔ حدیث اَبِى هُرَيْرَةَ ﷺ ' قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ' ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ' ثُمَّ يَقُوْلُ : (( سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ )) حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ ' ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ: (( رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ )) ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِى ' ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ ' ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ' ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ ' ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِى الصَّلَاةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔ پھر جب رکوع کرتے تب بھی تکبیر کہتے۔ پھر جب سر اٹھاتے تو سمع الله لمن حمده کہتے۔ اور کھڑے ہی کھڑے ربنا ولك الحمد کہتے۔ پھر جب سجدہ کے لیے جھکتے تب بھی تکبیر کہتے۔ اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تب تکبیر کہتے۔ اسی طرح آپ تمام نماز میں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نماز پوری کر لیتے تھے۔ قعدہ اولیٰ سے اٹھنے پر بھی تکبیر کہتے تھے۔

۲۱۸۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 84 باب رفع الیدین إذا کبّر وإذا رکع وإذا رفع (737) مسلم (391)۔
۲۱۹۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 115 باب إتمام التکبیر فی الرکوع (785) مسلم (392) ابو داود (836)۔
۲۲۰۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 117 باب التکبیر إذا قام من السجود۔

**لغوی توضیح** صُلب پشت، کمر۔ یَهوِیْ گرتے، جھکتے (سجدے کے لیے)۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ امام کو سمع الله لمن حمده بھی کہنا چاہیے اور ربنا ولك الحمد بھی، جیسا کہ نبی ﷺ کا عمل اس حدیث میں مذکور ہے۔ بعینہ مقتدی بھی دونوں کلمات کہے گا۔ ان دونوں کلمات کو امام اور مقتدی کے درمیان یوں تقسیم کرنا کہ امام صرف سمع الله لمن حمده کہے اور مقتدی صرف ربنا ولك الحمد، درست رائے نہیں۔

۲۲۱۔ حدیث عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللهِ، قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ اَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ، فَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ، وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلاةَ اَخَذَ بِيَدِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ فَقَالَ: لَقَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَوْ قَالَ: لَقَدْ صَلَّى بِنَا صَلاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔

مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو وہ جب بھی سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے۔ اسی طرح جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے۔ جب دو رکعات کے بعد اٹھتے تو تکبیر کہتے۔ جب نماز ختم ہوئی تو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آج حضرت محمد ﷺ کی نماز یاد دلا دی، یا یہ کہا کہ اس شخص نے ہم کو آنحضرت ﷺ کی نماز کی طرح آج نماز پڑھائی۔

## (11) باب وجوب قراءة الفاتحة في كل ركعة وانه اذا لم يحسن الفاتحة ولا امكنه تعلمها قرأ ما تيسر له من غيرها

## ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اگر سورہ فاتحہ اچھی طرح پڑھنا نہ جانتا ہو اور سیکھنا بھی ممکن نہ ہو تو پھر قرآن سے جو بھی میسر ہو پڑھ لے

۲۲۲۔ حدیث عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔

**فہم الحدیث** ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہ ہونے والی حدیث بیان کی تو ابو سائب (راوی) نے پوچھا اے ابو ہریرہ! میں بعض اوقات امام کے پیچھے ہوتا ہوں؟ تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے فارسی! اسے اپنے نفس میں (یعنی بغیر آواز نکالے) پڑھ لیا کر۔[1] معلوم ہوا کہ کسی بھی شخص (خواہ وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد) کی کوئی بھی نماز (خواہ فرض ہو یا نفل، سری ہو یا جہری) سورۂ فاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ بھی اسی کے مطابق ہے۔[2]

۲۲۱۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 116 باب إتمام التكبير في السجود (784) مسلم (393) ابو داود (835)۔
۲۲۲۔ البخاري في: كتاب الاذان: 95 باب وجوب القراءة للإمام والماموم في الصلوات كلها (756) مسلم (394)۔

[1] [مؤطا (1/84) كتاب النداء للصلاة، أبو داود (812) ترمذی (247) أحمد (2/285)]
[2] [فتاوى إسلامية (1/235)]

٢٢٣۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: فِي كُلِّ صَلَاةٍ يُقْرَأُ، فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ، وَمَا أَخْفَى عَنَّا أَخْفَيْنَا عَنْكُمْ، وَإِنْ لَمْ تَزِدْ عَلَى أُمِّ الْقُرْآنِ أَجْزَأَتْ، وَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہر نماز میں (قرآن مجید کی) تلاوت کی جائے گی (جن نمازوں) میں نبی ﷺ نے ہمیں قرآن سنایا تھا ہم بھی تمہیں ان میں سنائیں گے اور جن میں آپ نے آہستہ قرأت کی ہم بھی ان میں آہستہ ہی قرأت کریں گے اور اگر سورۂ فاتحہ ہی پڑھو جب بھی کافی ہے لیکن اگر زیادہ پڑھ لو تو بہتر ہے۔

٢٢٤۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) ثَلَاثًا۔ فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِي قَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اتنے میں ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ نماز کے بعد اس نے آ کر نبی ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ واپس جا کر دوبارہ نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی چنانچہ اس نے دوبارہ نماز پڑھی اور واپس آ کر پھر آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ دوبارہ جا کر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ تین بار اسی طرح ہوا۔ آخر اس شخص نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں تو اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا اس لئے آپ مجھے سکھلائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو (پہلے) تکبیر کہہ پھر قرآن مجید میں سے جو کچھ تجھ سے ہو سکے پڑھ اس کے بعد رکوع کر اور پوری طرح رکوع میں چلا جا۔ پھر سر اٹھا اور پوری طرح کھڑا ہو جا، پھر جب تو سجدہ کرے تو پوری طرح سجدہ میں چلا جا، پھر (سجدہ سے) سر اٹھا کر اچھی طرح بیٹھ جا۔ دوبارہ بھی اسی طرح سجدہ کر۔ یہی طریقہ نماز کی تمام (رکعات میں) اختیار کر۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے تمام ارکان میں تعدیل واطمینان فرض ہے کیونکہ اس شخص نے کوئی رکن تو نہیں چھوڑا تھا بلکہ محض اطمینان وسکون کی ہی کمی تھی لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری نماز نہیں ہوئی۔ حدیث کے ان الفاظ ''پھر قرآن مجید میں سے جو کچھ تجھ سے ہو سکے پڑھ'' سے سورۂ فاتحہ کی عدم فرضیت پر استدلال کیا جاتا ہے کہ اگر یہ فرض ہوتی تو آپ ﷺ اسے فاتحہ پڑھنے کا حکم دیتے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں راوی نے اجمال واختصار کا اسلوب اپنایا ہے، ورنہ دوسری روایت میں یہ

---

٢٢٣۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 104 باب القراءة فی الفجر (772) مسلم (396) نسائی (969) حمیدی (990)۔

٢٢٤۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 122 باب امر النبی ﷺ الذی لا یتم رکوعه بالإعادة (757) مسلم (397)۔

وضاحت موجود ہے کہ آپ ﷺ نے اسے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا تھا۔[1]

## (13) باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة

## بسم اللہ (نماز میں) بلند آواز سے نہ پڑھنے کی دلیل

۲۲۵۔ حديث أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، كَانُوا يَفْتَتِحُونَ الصَّلَاةَ بِـ ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ـ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نماز الحمد لله رب العالمين سے شروع کرتے تھے۔

**فهم الحديث** اس روایت سے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پوشیدہ پڑھنی چاہیے۔ لیکن ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھی' پھر فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتداء کر رہا ہوں۔[2] ان روایات کو اہل علم (ابن تیمیہ، ابن قیم، شوکانی رحمہم اللہ وغیرہ) نے یوں جمع کیا ہے کہ عام اوقات میں بسم اللہ آہستہ پڑھنا ہی سنت ہے جبکہ بعض اوقات اونچی آواز سے پڑھنا بھی جائز و مباح ہے۔[3]

## (16) باب التشهد في الصلاة

## نماز میں تشہد پڑھنے کا بیان

۲۲٦۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيْلَ، السَّلَامُ عَلَى مِيْكَائِيْلَ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم (ابتدائے اسلام میں) نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے، سلام ہو اللہ پر' اس کے بندوں سے پہلے' سلام ہو جبریل پر' سلام ہو میکائیل پر' سلام ہو فلاں پر' پھر (ایک مرتبہ) جب آنحضرت ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اللہ ہی سلام ہے' اس لئے جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو ((التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها النبي ورحمة الله و بركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين)) پڑھا کرے۔ کیونکہ جب وہ یہ دعا پڑھے گا تو آسمان و زمین کے ہر صالح بندے کو اس کی یہ دعا پہنچے گی ((اشهدان لا اله الا الله واشهدان محمدا عبده ورسوله)) اس کے بعد اسے اختیار ہے جو دعا

۲۲۵۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 89 باب ما يقول بعد التكبير (743) مسلم (399) ابن خزيمة (492)۔
۲۲٦۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 3 باب السلام اسم من اسماء الله (831) مسلم (402) ابن ماجه (899)۔

[1] [صحيح : صحيح ابو داود' ابو داود (857-861) كتاب الصلاة]
[2] [دارقطني (308/1) كتاب الصلاة ، مستدرك حاكم (233/1)]
[3] [مجموع الفتاوى (410/22) زاد المعاد (199/1) نيل الأوطار (23/2)]

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَـمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَاشَاءَ))۔ چاہے پڑھے۔

**لغوی توضیح** التَّحِيَّاتُ جمع ہے تَحِيَّة کی، معنی ہے عظمت و بزرگی، مراد زبانی عبادات ہیں۔ الصَّلَوَاتُ جمع ہے الصَّلَاة کی، معنی ہے نماز، مراد بدنی عبادات ہیں۔ الطَّيِّبَاتُ جمع ہے الطَّيِّب کی، معنی ہے تمام پاکیزہ اقوال وافعال اور اوصاف وغیرہ، مراد مالی عبادات ہیں۔ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَاءَ پھر اسے اختیار ہے جو دعا چاہے پڑھے۔ معلوم ہوا کہ تشہد کے بعد حسب منشاء کوئی بھی دعا پڑھی جا سکتی ہے خواہ وہ ماثور ہو یا نہ۔

## (17) باب الصلاة على النبى بعد التشهد

## تشہد کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا بیان

۲۲۷۔ حديث كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلَى، قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ ابْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: اَلَا اُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ! فَقُلْتُ: بَلَى فَاَهْدِهَا لِي۔ فَقَالَ: سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ؟ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ، قَالَ: (( قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ ))۔

عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا کیوں نہ میں تمہیں (حدیث کا) ایک تحفہ پہنچا دوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ میں نے عرض کیا جی ہاں مجھے یہ تحفہ ضرور عنایت فرمائیے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے آپ ﷺ سے پوچھا تھا یارسول اللہ! ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں خود ہی سکھا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما محمد پر اور آلِ محمد پر جیسا کہ تو نے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آلِ ابراہیم پر بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! برکت نازل فرما محمد پر اور آلِ محمد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور آلِ ابراہیم پر۔ بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بڑی عظمت والا ہے۔

**لغوی توضیح** قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكُمْ اللہ نے سلام بھیجنے کا طریقہ تو خود ہی ہمیں سکھا دیا ہے، مراد یہ الفاظ ہیں السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته۔

۲۲۸۔ حديث اَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه، حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صحابہ نے عرض کیا یارسول

۲۲۷۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 10 باب حدثنا موسی بن إسماعیل (3370) مسلم (406) حمیدی (711)۔
۲۲۸۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 10 باب حدثنا موسی بن إسماعیل (3369) مسلم (407) ابو داود (979)۔

اَنَّهُمْ قَالُوْا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( قُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ )) ۔

اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو" اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں اور اولاد پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی آل ابراہیم پر اور برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی بیویوں اور اولاد پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی آلِ ابراہیم پر اور تو انتہائی خوبیوں والا' عظمت والا ہے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ تشہد کے بعد درود پڑھنا واجب ہے۔ امیر صنعانی اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی یہی فتوی دیا ہے۔ [1]

## (18) باب التسميع و التحميد و التامين

## سمع اللہ لمن حمدہ' ربنا لک الحمد اور آمین کہنے کا بیان

۲۲۹۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( اِذَا قَالَ الْاِمَامُ ! سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ، فَقُوْلُوْا : اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، فَاِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب امام سمع الله لمن حمده کہے تو تم اللهم ربنا ولك الحمد کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے ساتھ ہو گا' اس کے پچھلے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ امام صرف سمع الله لمن حمده کہے گا اور مقتدی صرف ربنا ولك الحمد ۔ لیکن یاد رہے کہ مذکورہ حدیث میں اس تقسیم کی کوئی وضاحت نہیں بلکہ اس کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ مقتدی کی ربنا ولك الحمد امام کی سمع الله لمن حمده کے بعد ہونی چاہیے۔[2] اس لیے امام' مقتدی اور منفرد (سب) کو دونوں کلمات ہی کہنے چاہئیں جیسا کہ گزشتہ حدیث نمبر ۲۲۰ کے تحت بھی یہ وضاحت گزر چکی ہے۔

۲۳۰۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ آمِيْنَ، وَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِيْنَ، فَوَافَقَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى، غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے تو فرشتے بھی اس وقت آسمان پر آمین کہتے ہیں۔ اس طرح ایک کی آمین دوسرے کی آمین کے ساتھ مل گئی تو اس کے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

---

۲۲۹۔ البخاري فی: 10 كتاب الاذان: 125 باب فضل اللهم ربنا ولك الحمد (796) مسلم (409) ابو داود (848)۔

۲۳۰۔ البخاري فی: 10 كتاب الاذان: 112 باب فضل التامين (781) ۔

① [سبل السلام (448/1) التعليقات الرضية (272/1) صفة صلاة النبى (ص/181-182)]

② [صفة صلاة النبى للألبانى (ص/135) الحاوى للفتاوى (529/1)]

۲۳۱۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( اِذَا قَالَ الاِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا : آمِيْنَ ' فَاِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام غير المغضوب عليهم ولا الضالين کہے تو تم آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل جائے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

**فهم الحديث** اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ امام آمین نہیں کہے گا اور مقتدی غير المغضوب عليهم ولا الضالين نہیں کہیں گے، بلکہ دونوں فریق دونوں کلمات ہی ادا کریں گے۔ علاوہ ازیں جہری نمازوں میں اونچی آواز سے آمین کہنی چاہیے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جب نبی ﷺ آمین کہتے تو اس کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کرتے۔[1] ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ان کے مقتدیوں نے اس قدر اونچی آواز سے آمین کہی کہ مسجد گونج اٹھی۔[2]

## (19) باب ائتمام المأموم بالامام

## مقتدی پر امام کی پیروی لازم ہے

۲۳۲۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَقَطَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوْدُهُ ' فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ ' فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا فَقَعَدْنَا ' فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ ' قَالَ : (( اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ ' فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا ' وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ' فَقُوْلُوْا رَبَّنَا ! وَلَكَ الْحَمْدُ ' وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ گھوڑے سے زمین پر گر گئے۔ اس گرنے سے آپ کا دایاں پہلو زخمی ہو گیا۔ تو ہم آپ کی خدمت میں عیادت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا اور آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ ہم بھی بیٹھ گئے جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا کہ امام اس لئے ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ جب سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔

**لغوی توضیح** فَجُحِشَ زخمی ہو گیا، اسے خراشیں آ گئیں۔

۲۳۳۔ حدیث عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

۲۳۱۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 113 باب جهر المأموم بالتامين ، مسلم (410)۔
۲۳۲۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 128 باب يهوى بالتكبير حين يسجد (378) مسلم (411) ترمذي (361)۔
۲۳۳۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 51 باب إنما جعل الإمام ليؤتم به (688) مسلم (412) ابن ماجه (1237)۔

---

[1] [**صحيح** : صحيح أبو داود (824) صحيح ترمذي (205) أبو داود (932) ترمذي (248)]
[2] [عبدالرزاق (2/96) الأوسط لابن المنذر (3/132)]

اللّٰهُ عَنْهَا ' اَنَّهَا قَالَتْ : صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ ' فَصَلّٰى جَالِسًا وَصَلّٰى وَرَائَهُ قَوْمٌ قِيَامًا ' فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا ' فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: (( اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ ' وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا ' وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا ' وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوْسًا ))۔

ایک مرتبہ بیماری کی حالت میں میرے ہی گھر میں نماز پڑھی، آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے آپ نے ان کو بیٹھنے کا اشارہ کیا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے اس لئے جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

۲۳۴۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ ' فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا ' وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا ' وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ' فَقُوْلُوْا رَبَّنَا ! وَلَكَ الْحَمْدُ ' وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا ' وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے' اس لئے جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا ولك الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

**فہم الحدیث** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مقتدی حضرات پر امام کی اقتدا لازم ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام مرض یا کسی اور عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی حضرات کو بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھنی چاہیے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ قابل ترجیح رائے یہ ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھانے والے امام کے پیچھے بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر دونوں طرح نماز پڑھی جا سکتی ہے، البتہ افضل بیٹھ کر پڑھنا ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے (جیسا کہ درج بالا احادیث میں ہے) اور کھڑے ہو کر اس لیے جائز ہے کیونکہ مرض الموت میں آپ ﷺ نے بیٹھ کر امامت کرائی اور دائیں جانب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر (آپ کی اقتداء میں) نماز ادا کی اور پھر آپ ﷺ نے اسی کو مقرر رکھا (یعنی اس سے منع نہیں فرمایا، جیسا کہ آئندہ احادیث میں یہ تفصیل مذکور ہے)۔

## (21) باب استخلاف الامام اذا عرض له علر من مرض وسفر و غيرهما من يصلي بالناس

## امام کو اگر بیماری یا سفر وغیرہ کا عذر ہو تو نماز پڑھانے کے لئے وہ اپنا نائب مقرر کر سکتا ہے

۲۳۵۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنها ' عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ' قَالَ : دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ : اَلَا تُحَدِّثِيْنِي

عبید اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کاش! رسول اللہ ﷺ کی بیماری کی حالت آپ ہم سے بیان کرتیں۔ (تو اچھا ہوتا) انہوں نے فرمایا کہ ہاں ضرور سن

۲۳۴۔ البخاري في:10 كتاب الاذان: 82 باب إيجاب التكبير وافتتاح الصلاة (722) مسلم (414) ابن حبان (2107)۔
۲۳۵۔ البخاري في:10 كتاب الاذان: 51 باب إنما جعل الإمام ليؤتم به (198) مسلم (418) دارمی (1257)۔

عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ! قَالَتْ : بَلَى ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : (( اَصَلَّى النَّاسُ ؟)) قُلْنَا : لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ ۔ قَالَ : (( ضَعُوْا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ )) قَالَتْ : فَفَعَلْنَا ' فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ' ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ' ثُمَّ اَفَاقَ ۔ فَقَالَ ﷺ : (( اَصَلَّى النَّاسُ ؟ )) قُلْنَا : لَا ' هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : ((ضَعُوا لِي مَاءً فِي الْمِخْضَبِ )) قَالَتْ : فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ' ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ ۔ فَقَالَ (( اَصَلَّى النَّاسُ ؟)) فَقُلْنَا : لَا ' هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ لِصَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ ' فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى اَبِي بَكْرٍ بِاَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ' فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ' فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ ' وَكَانَ رَجُلًا رَقِيْقًا : يَاعُمَرُ ! صَلِّ بِالنَّاسِ ' فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ ' فَصَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ۔ ثُمَّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ ' اَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ ' وَاَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ ' فَلَمَّا رَآهُ اَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ ' فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِاَنْ لَا يَتَاَخَّرَ ' قَالَ:

لو۔آپ کا مرض بڑھ گیا۔تو آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کی جی نہیں۔یارسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کررہے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے لئے ایک لگن میں پانی رکھ دو۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے پانی رکھ دیا اور آپ نے بیٹھ کر غسل کیا۔پھر آپ اٹھنے لگے لیکن آپ بے ہوش ہو گئے۔جب ہوش ہوا تو پھر آپ نے پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کی نہیں یارسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کررہے ہیں۔آپ نے (پھر) فرمایا کہ لگن میں میرے لئے پانی رکھ دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے پھر پانی رکھ دیا اور آپ نے بیٹھ کر غسل فرمایا پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن (دوبارہ) پھر آپ بے ہوش ہو گئے جب ہوش ہوا تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے ہم نے عرض کی کہ نہیں یارسول اللہ! وہ آپ کا انتظار کررہے ہیں۔لوگ مسجد میں عشا کی نماز کے لئے بیٹھے ہوئے نبی ﷺ کا انتظار کررہے تھے۔آخر آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور حکم فرمایا کہ وہ نماز پڑھا دیں۔ بھیجے ہوئے آدمی نے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے) آکر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو نماز پڑھانے کے لئے حکم فرمایا ہے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل انسان تھے۔انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ اس کے زیادہ حق دار ہیں۔آخر (بیماری کے) دنوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔ پھر جب نبی ﷺ کو مزاج کچھ ہلکا معلوم ہوا تو دو مردوں کا سہارا لے کر جن میں ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے ظہر کی نماز کے لئے گھر سے باہر تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے جب انہوں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا لیکن نبی ﷺ

((اَجْلِسَانِی اِلٰی جَنْبِهِ)) فَاَجْلَسَاهُ اِلٰی جَنْبِ اَبِی بَكْرٍ ' قَالَ : فَجَعَلَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّی وَهُوَ يَاْتَمُّ بِصَلَاةِ النَّبِیِّ ﷺ وَالنَّاسُ بِصَلَاةِ اَبِی بَكْرٍ ـ وَالنَّبِیُّ ﷺ قَاعِدٌ ـ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ : فَدَخَلْتُ عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ' فَقُلْتُ لَهُ : اَلَا اَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِی عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ النَّبِیِّ ﷺ ! قَالَ : هَاتِ ' فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثَهَا فَمَا اَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ اَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِی كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ؟ قُلْتُ : لَا قَالَ : هُوَ عَلِیٌّ ـ

نے اشارے سے انہیں روکا کہ پیچھے نہ ہٹو! پھر آپ نے ان دونوں مردوں سے فرمایا کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بازو میں بٹھا دو۔ چنانچہ دونوں نے آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بازو میں بٹھا دیا۔ راوی نے کہا کہ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی پیروی کر رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے۔ عبیداللہ نے کہا کہ پھر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا۔ اور ان سے عرض کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے بارے میں جو حدیث بیان کی ہے کیا میں وہ آپ کو سناؤں؟ انہوں نے فرمایا کہ ضرور سناؤ۔ میں نے یہ حدیث ان کو سنادی کسی بات کا انکار نہیں کیا ۔صرف اتنا کہا کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے ان صاحب کا نام بھی تم کو بتایا جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے؟ میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا وہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) تھے۔

**لغوی توضیح** ثَقُلَ مرض سخت ہو گیا۔ اَلْمِخْضَبُ بڑے ٹب کی مانند برتن، جس میں غسل کیا جاتا ہے۔ لِيَنُوْءَ تاکہ آپ اٹھیں۔ فَاُغْمِیَ عَلَيْهِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہوگئی، معلوم ہوا کہ انبیاء پر بھی بے ہوشی طاری ہو سکتی ہے۔ رَجُلًا رَقِيْقًا نرم دل آدمی (مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے امامت کرانے میں یہ اشارہ بھی تھا کہ آپ کے بعد خلافت کے حقدار وہی ہیں۔

۲۳۶۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ ﷺ فَاشْتَدَّ وَجَعُهُ ' اسْتَاْذَنَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يُمَرَّضَ فِی بَيْتِی ' فَاَذِنَّ لَهُ ' فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْاَرْضَ ' وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ ' فَقَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ (راوی الحديث) فَذَكَرْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَاقَالَتْ عَائِشَةُ ـ فَقَالَ: وَهَلْ تَدْرِی مَنِ الرَّجُلُ الَّذِی لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ ؟ قُلْتُ: لَا '

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری بڑھی اور تکلیف شدید ہوگئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے میرے گھر میں ایام مرض گذارنے کی اجازت چاہی اور آپ کی بیویوں نے اجازت دے دی تو آپ اس طرح تشریف لائے کہ دونوں قدم زمین سے رگڑ کھا رہے تھے۔ آپ اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور صاحب کے درمیان تھے۔ عبیداللہ (حدیث کے راوی) نے بیان کیا کہ پھر میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا ذکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا' حضرت

۲۳۶۔ البخاری فی: 51 كتاب الهبة: 14 باب هبة الرجل لامرانه والمراة لزوجها ـ

قَالَ : هُوَعَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ ـ

عائشہ رضی اللہ عنہا نے جن کا نام نہیں لیا جانتے ہو وہ کون تھے؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔

۲۳۷ ـ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ ' وَمَا حَمَلَنِي عَلَى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهِ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَقَعْ فِي قَلْبِي اَنْ يُّحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهُ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهُ اَبَدًا وَلَا كُنْتُ اَرَى اَنَّهُ لَنْ يَقُوْمُ اَحَدٌ مَقَامَهُ اِلَّا تَشَائَمَ النَّاسُ بِهِ ' فَاَرَدْتُ اَنْ يَعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَبِي بَكْرٍ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے اس معاملہ (یعنی ایام مرض میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو امام بنانے کے سلسلے) میں حضور اکرم ﷺ سے بار بار پوچھا، میں بار بار آپ سے صرف اس لئے پوچھ رہی تھی کہ مجھے یقین تھا کہ جو شخص (حضور ﷺ کی زندگی میں) آپ کی جگہ پر کھڑا ہوگا لوگ اس سے کبھی محبت نہیں رکھ سکتے بلکہ میرا خیال تھا کہ لوگ اس سے بدفالی لیں گے اس لئے میں چاہتی تھی کہ حضور ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کا حکم نہ دیں۔

۲۳۸ ـ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' قَالَتْ : لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ ' فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَاُذِّنَ ' فَقَالَ: (( مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ )) فَقِيْلَ لَهُ : اِنَّ اَبَابَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ اِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ ـ وَاَعَادَ فَاَعَادُوا لَهُ ' فَاَعَادَ الثَّالِثَةَ ' فَقَالَ: ((اِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ ' مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) فَخَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ فَصَلَّى ' فَوَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً ' فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ ' كَاَنِّي اَنْظُرُ رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ الْاَرْضَ مِنَ الْوَجَعِ ' فَاَرَادَ اَبُوْبَكْرٍ اَنْ يَتَاَخَّرَ فَاَوْمَا اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ مَكَانَكَ ' ثُمَّ اُتِيَ بِهِ حَتَّى جَلَسَ اِلَى جَنْبِهِ ' فَكَانَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے مرض الموت میں جب نماز کا وقت آیا اور اذان دی گئی تو فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس وقت آپ سے کہا گیا کہ ابوبکر بڑے نرم دل ہیں۔ اگر وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز پڑھانا ان کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ آپ نے پھر وہی حکم فرمایا اور آپ کے سامنے پھر وہی بات دہرادی گئی۔ تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا کہ تم تو بالکل یوسف کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ (کہ دل میں کچھ ہے اور ظاہر کچھ اور کر رہی ہو) ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں آخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ نے مرض میں کچھ کمی محسوس کی اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر باہر تشریف لے گئے۔ گویا میں اس وقت آپ کے قدموں کو دیکھ رہی ہوں کہ تکلیف کی وجہ سے زمین پر لکیر کرتے جاتے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں۔ لیکن آنحضور ﷺ نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کے لئے کہا۔ پھر ان کے قریب آئے اور بازو میں بیٹھ گئے۔ پھر

۲۳۷ـ البخاري في 64 كتاب المغازي 83 باب مرض النبي ﷺ ووفاته ـ

۲۳۸ـ البخاري في 10 كتاب الاذان 39 باب حد المريض ان يشهد الجماعة ـ

النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي ' وَاَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّي بِصَلَاتِهِ ' وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ اَبِي بَكْرٍ۔

نبی ﷺ نے نماز پڑھائی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی اقتدا کی اور لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کی؟۔

**لغوی توضیح** اَسِيْفٌ شدید غم والا، نرم دل، جلد رو پڑنے والا۔ يُهَادَى چل رہے تھے۔

۲۳۹۔ **حدیث** عَائِشَةَ ' قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ فَقَالَ: (( مُرُوا اَبَابَكْرٍ اَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ اَبَابَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ ـ وَاِنَّهُ مَتَى مَا يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ ؟ فَقَالَ: ((مُرُوا اَبَابَكْرٍ اَنْ يُصَلِّي بِالنَّاسِ )) فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ : قُوْلِي لَهُ اِنَّ اَبَابَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيْفٌ ' وَاِنَّهُ مَتَى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ ؟ قَالَ: ((اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ ' مُرُوا اَبَابَكْرٍ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ )) فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي نَفْسِهِ خِفَّةً ' فَقَامَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ ' وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْاَرْضِ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ ' فَلَمَّا سَمِعَ اَبُوْبَكْرٍ حِسَّهُ ' ذَهَبَ اَبُوْبَكْرٍ يَتَاَخَّرُ ' فَاَوْمَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ اَبِي بَكْرٍ ' فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّي قَائِمًا ' وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي قَاعِدًا ' يَقْتَدِي اَبُوْبَكْرٍ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مُقْتَدُوْنَ بِصَلَاةِ اَبِي بَكْرٍ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ زیادہ بیمار ہو گئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کی خبر دینے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! ابو بکر ایک نرم دل آدمی ہیں اور جب بھی وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے لوگوں کو (شدتِ گریہ کی وجہ سے) آواز نہیں سنا سکیں گے اس لئے اگر آپ عمر سے کہتے تو بہتر تھا آپ نے فرمایا کہ ابو بکر سے نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ پھر میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تم کہو کہ ابو بکر نرم دل آدمی ہیں اور اگر وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو لوگوں کو اپنی آواز نہیں سنا سکیں گے۔ اس لئے اگر عمر سے کہیں تو بہتر ہوگا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ صواحب یوسف سے کم نہیں ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے تو آنحضرت ﷺ نے مرض میں کچھ ہلکا پن محسوس فرمایا اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔ آپ کے پاؤں زمین پر نشان بنا رہے تھے اس طرح چل کر آپ مسجد میں داخل ہوئے۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی آہٹ پائی تو پیچھے ہٹنے لگے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اشارہ سے روکا۔ پھر نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بیٹھ گئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی۔

۲۳۹۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 68 باب الرجل یاتم بالإمام ویاتم الناس بالماموم ۔

٢٤٠۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، وَكَانَ تَبِعَ النَّبِيَّ ﷺ وَخَدَمَهُ، وَصَحِبَهُ، أَنَّ أَبَابَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ، حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْإِثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوْفٌ فِي الصَّلَاةِ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ سِتْرَ الْحُجْرَةِ، يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَنَكَصَ أَبُوْبَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ، وَظَنَّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَارِجٌ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَشَارَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ، وَأَرْخَى السِّتْرَ، فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ۔

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کی پیروی کرنے والے آپ کے خادم اور صحابی تھے، نے بیان کیا کہ آنحضور ﷺ کے مرض الموت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے۔ پیر کے دن جب لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے ہوئے تو آنحضرت ﷺ حجرہ کا پردہ ہٹائے کھڑے ہوئے ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک (حسن و جمال اور صفائی میں) گویا مصحف کا ورق تھا۔ آپ مسکرا کر ہنسنے لگے۔ ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ خطرہ ہوگیا کہ کہیں ہم سب آپ کو دیکھنے ہی میں مشغول نہ ہوجائیں اور نماز توڑ دیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر صف کے ساتھ آنا چاہتے تھے انہوں نے سمجھا کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ لیکن آپ نے ہمیں اشارہ کیا کہ نماز پوری کرلو۔ پھر آپ نے پردہ ڈال دیا۔ پس آنحضرت ﷺ کی وفات اسی دن ہوگئی (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

٢٤١۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمْ يَخْرُجِ النَّبِيُّ ﷺ ثَلَاثًا، فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَذَهَبَ أَبُوْبَكْرٍ يَتَقَدَّمُ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهُ، فَلَمَّا وَضَحَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ مَانَظَرْنَا مَنْظَرًا كَانَ أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ وَضَحَ لَنَا، فَأَوْمَأَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ، وَأَرْخَى النَّبِيُّ ﷺ الْحِجَابَ، فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ حَتَّى مَاتَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ (ایامِ مرض میں) تین دن باہر تشریف نہیں لائے ان ہی دنوں میں ایک دن نماز قائم کی گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھنے کو تھے کہ نبی نے (حجرۂ مبارک کا) پردہ اٹھایا جب حضور ﷺ کا چہرہ مبارک دکھائی دیا تو آپ کے روئے مبارک سے زیادہ حسین منظر ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا، قربان اس حسن و جمال کے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھنے کے لئے اشارہ کیا اور آپ نے پردہ گرا دیا۔ اور اس کے بعد وفات تک کوئی آپ کو دیکھنے پر قادر نہ ہوسکا۔

٢٤٢۔ حدیث أَبِي مُوْسَى رضی اللہ عنہ، قَالَ:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے

٢٤٠۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 46 باب اهل العلم والفضل احق بالإمامة (680) مسلم (419) نسائی (1830)۔

٢٤١۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 46 باب اهل العلم والفضل احق بالإمامة۔

٢٤٢۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 46 باب اهل العلم والفضل احق بالإمامة (678) مسلم (420)۔

مَرِضَ النَّبِيُّ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ ، فَقَالَ: ((مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ : اِنَّهُ رَجُلٌ رَقِيْقٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ، قَالَ : (( مُرُوا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) فَعَادَتْ ، فَقَالَ: ((مُرِي اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ )) فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ ۔

اور جب بیماری نے شدت اختیار کر لی تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولیں کہ وہ نرم دل ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو ان کے لئے نماز پڑھانا مشکل ہوگا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ نے پھر وہی بات کہی۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں تم لوگ صواحب یوسف کی طرح (باتیں بناتی) ہو۔ آخر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بلانے آیا اور آپ نے لوگوں کو نبی ﷺ کی زندگی ہی میں نماز پڑھائی۔

### (22) باب تقديم الجماعة من يصلي بهم اذا تاخر الا مام ولم يخافوا مفسدة بالتقديم

### اگر امام کے آنے میں تاخیر ہو جائے اور کسی فتنہ وفساد کا خوف نہ ہو تو ایسی صورت میں کسی اور کو امام بنا سکتے ہیں

۲۴۳۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ اِلَى بَنِي عَمْرِو ابْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ ، فَحَانَتِ الصَّلَاةُ ، فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ اِلَى اَبِي بَكْرٍ ، فَقَالَ : اَتُصَلِّي بِالنَّاسِ فَاُقِيْمَ ؟ قَالَ : نَعَمْ فَصَلَّى اَبُوْبَكْرٍ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ ، فَتَخَلَّصَ حَتَّى وَقَفَ فِي الصَّفِّ ، فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ ، فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ الْتَفَتَ فَرَاَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ ، فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ رضي الله عنه يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلَى مَا اَمَرَهُ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ ، ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوْبَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف میں (قبا میں) صلح کرانے کے لئے گئے۔ پس نماز کا وقت آ گیا۔ مؤذن (حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا کہ کیا آپ نماز پڑھائیں گے میں تکبیر کہوں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں۔ چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کر دی۔ اتنے میں رسول ﷺ تشریف لے آئے تو لوگ نماز میں تھے۔ آپ صفوں سے گزر کر پہلی صف میں پہنچے۔ لوگوں نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا (تا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ کی آمد پر آگاہ ہو جائیں) لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف توجہ نہیں دیتے تھے جب لوگوں نے متواتر ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا تو صدیق اکبر متوجہ ہوئے اور رسول کریم ﷺ کو دیکھا آپ نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ رہنے کے لئے کہا۔ (کہ نماز پڑھائے جاؤ) لیکن انہوں نے اپنے ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو امامت کا اعزاز بخشا پھر پیچھے ہٹ گئے اور صف میں شامل ہو

۲۴۳۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 48 باب من دخل ليؤم الناس فجاء الإمام الاول فتاخر (684) مسلم (421)۔

فِی الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰی فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: (( یَا اَبَابَکْرٍ! مَامَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؟)) فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ: مَاکَانَ لِابْنِ اَبِی قُحَافَةَ اَنْ یُصَلِّیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( مَا لِی رَاَیْتُکُمْ اَکْثَرْتُمُ التَّصْفِیْقَ ! مَنْ رَابَهُ شَیْءٌ فِی صَلَاتِهِ فَلْیُسَبِّحْ فَاِنَّهُ اِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ اِلَیْهِ وَاِنَّمَا التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ ))۔

گئے، پھر نبی کریم ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر جب میں نے آپ کو حکم دے دیا تھا پھر آپ ثابت قدم کیوں نہ رہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے کہ ابو قحافہ کے بیٹے (یعنی ابوبکر) کی یہ حیثیت نہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے نماز پڑھا سکیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عجیب بات ہے میں نے دیکھا کہ تم لوگ بکثرت تالیاں بجا رہے تھے۔ (یاد رکھو!) اگر نماز میں کوئی بات پیش آجائے تو سبحان اللہ کہنا چاہیے جب وہ یہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی اور یہ تالی بجانا عورتوں کے لئے ہے۔

**لغوی توضیح** صَفَّقَ النَّاسُ لوگوں نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارنا (یعنی تالی بجانا) شروع کر دیا، تاکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی آمد سے مطلع کر سکیں۔ التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔ یعنی اگر امام سے کوئی غلطی ہو جائے یا کوئی اور چیز پیش آجائے تو امام کو مطلع کرنے کے لیے عورتیں تالی بجائیں گی جبکہ مرد حضرات سبحان اللہ کہہ کر امام کو اطلاع دیں گے۔

## (23) باب تسبیح الرجل وتصفیق المراۃ اذا نابھما شیء فی الصلاۃ

## نماز میں اگر کوئی غیر معمولی بات پیش آجائے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور خواتین ہاتھ پر ہاتھ ماریں

۲۴۴۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: (( اَلتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا (نماز میں اگر کوئی بات پیش آجائے تو) مردوں کو سبحان اللہ کہنا اور عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ مار کر یعنی تالی بجا کر امام کو اطلاع دینی چاہیے۔

## (24) باب الامر بتحسین الصلاۃ واتمامھا والخشوع فیھا

## نماز کو خشوع وخضوع سے اور اچھی طرح مکمل کرنے کا حکم

۲۴۵۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: (( هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِی هٰهُنَا؟ فَوَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ، اِنِّی لَاَرَاکُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِی ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تمہارا خیال ہے کہ میرا منہ (نماز میں) قبلہ کی طرف ہے۔ خدا کی قسم! مجھ سے نہ تمہارا خشوع چھپتا ہے نہ رکوع۔ میں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے تم کو دیکھتا رہتا ہوں۔

۲۴۴۔ البخاری فی: کتاب العمل فی الصلاۃ: 5 باب التصفیق للنساء (1203) مسلم (422) ابو داود (339)۔

۲۴۵۔ البخاری فی: کتاب الصلاۃ: 40 باب عظة الإمام بالناس فی إتمام الصلاۃ وذکر القبلة (418) مسلم (424)۔

**لغوی توضیح:** لَاَرَاکُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِی میں اپنی پیٹھ پیچھے سے تم کو دیکھتا رہتا ہوں۔ اس کا مطلب اہل علم نے یہ بیان کیا ہے کہ جب آپ ﷺ رکوع یا سجدے میں جاتے تو پیچھے والوں کو بعض اوقات دیکھ لیتے اور آپ کی نگاہ میں اللہ کی طرف سے برکت پڑ جاتی اور پھر آپ کو وہ کچھ بھی دکھائی دیتا جو عام آدمی نہیں دیکھ سکتا، جیسے آپ ﷺ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھ لیتے تھے لیکن عام لوگ انہیں نہیں دیکھ سکتے تھے، اسی طرح آپ ﷺ لوگوں کے گھروں میں گرتے ہوئے فتنوں کو دیکھ لیتے تھے لیکن لوگ انہیں نہیں دیکھتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

٢٤٦۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِي وَرُبَّمَا قَالَ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، رکوع اور سجدہ پوری طرح کیا کرو۔ خدا کی قسم! میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں، یا اس طرح کہا کہ پیٹھ پیچھے سے جب تم رکوع کرتے ہو اور سجدہ کرتے ہو (تو میں تمہیں دیکھتا ہوں)۔

## (25) باب النهى عن سبق الامام بركوع أو سجود و نحوهما

## امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں جانا منع ہے

٢٤٧۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَمَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ "أَوْ" لَا يَخْشَى أَحَدُكُمْ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يَجْعَلَ اللهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ "أَوْ" يَجْعَلَ اللهُ صُورَتَهُ صُورَةَ حِمَارٍ؟))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کیا تم میں وہ شخص جو (رکوع یا سجدہ میں) امام سے پہلے اپنا سر اٹھا لیتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ کہیں اللہ پاک اس کا سر گدھے کے سر کی طرح بنادے یا اس کی صورت کو گدھے کی سی صورت بنادے؟۔

**فہم الحدیث:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوران نماز کسی بھی کام میں امام سے پہل کرنا حرام ہے۔ اور گدھے کا ذکر آگے بڑھنے والے کی کم عقلی وحماقت کی وجہ سے کیا کہ امام سے پہل کر کے بھی اس سے پہلے تو فارغ ہو نہیں سکتا۔

## (28) باب تسوية الصفوف واقامتها

## جماعت کی صفوں کو برابر اور سیدھا رکھنے کا بیان

٢٤٨۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، صفیں برابر رکھو کیونکہ صفوں کا برابر رکھنا نماز کے قائم کرنے میں داخل ہے۔

٢٤٩۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، صفیں سیدھی

٢٤٦۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 88 باب الخشوع فی الصلاة (419) مسلم (425) احمد (12323)۔
٢٤٧۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 53 باب إثم من رفع راسه قبل الإمام (691) مسلم (427) ترمذی (582)۔
٢٤٨۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 74 باب إقامة الصف من تمام الصلاة (723) مسلم (433) ابو یعلی (2997)۔
٢٤٩۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 71 باب تسوية الصفوف عند الإقامة وبعدها (718) مسلم (434)۔

قَالَ: ((اَقِیْمُوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّی اَرَاکُمْ خَلْفَ ظَهْرِی))۔ کرلو، میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ رہا ہوں"۔

۲۵۰۔ حدیث النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَکُمْ، اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَیْنَ وُجُوْهِکُمْ))۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا، نماز میں اپنی صفوں کو برابر کرلو نہیں تو خداوند تعالیٰ تمہارے منہ الٹ دے گا۔

لغوی توضیح: لَیُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَیْنَ وُجُوْهِکُمْ اللہ تمہارے منہ الٹ دے گا، یعنی تمہارے درمیان مخالفت ڈال دے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے کہ صفوں کو سیدھا کرو، کندھوں کو برابر کرو، خلا کو پُر کرو، اپنے بھائیوں کے لیے نرم ہو جاؤ، شیطان کے لیے (صف میں) خالی جگہیں مت چھوڑو، جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اسے ملائے اور جس نے صف کو کاٹا اللہ تعالیٰ اسے کاٹے۔[1] آپ ﷺ نماز پڑھنے سے پہلے مقتدیوں سے یہ بھی فرمایا کرتے تھے، ایک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے مل جاؤ اور برابر ہو جاؤ۔[2] حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ یہ (صفوں کی درستگی والا) عمل واجب ہے اور اس میں کوتاہی حرام ہے۔[3]

۲۵۱۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ یَجِدُوْا اِلَّا اَنْ یَسْتَهِمُوْا عَلَیْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِیْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَیْهِ، وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا))۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ اذان کہنے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے سے کتنا ثواب ملتا ہے، پھر ان کے لئے قرعہ ڈالنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ باقی رہتا، تو اس پر قرعہ اندازی بھی کرتے اور اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ نماز کے لئے جلدی آنے میں کتنا ثواب، تو اس کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ اور اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ عشا اور صبح کی نماز کا ثواب کتنا ہے تو ضرور چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے ان کے لئے آتے۔

لغوی توضیح: یَسْتَهِمُوْا قرعہ اندازی کریں۔ اَلْعَتَمَةُ نماز عشاء۔ حَبْوًا چوتڑوں کے بل گھسٹ کر۔

### (29) باب امر النساء المصلیات وراء الرجال ان لا یرفعن رؤوسهن من السجود حتی یرفع الرجال

### خواتین اگر مردوں کی پچھلی صف میں نماز پڑھ رہی ہوں تو مردوں کے سر اٹھانے تک وہ اپنا سر نہ اٹھائیں

۲۵۲۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی آدمی نبی

---

۲۵۰۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 71 باب تسویة الصفوف عند الإقامة وبعدها (717) مسلم (436)۔

۲۵۱۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 9 باب الاستهام فی الاذان (615) مسلم (437) ترمذی (225) نسائی (539)۔

۲۵۲۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 6 باب إذا کان الثوب ضیقًا (362) مسلم (441) ابن خزیمة (763)۔

---

[1] [صحیح: صحیح أبو داود (620) کتاب الصلاة: باب تسویة الصفوف، أبو داود (666)]

[2] [أحمد (268/3) مسلم (433) أبو یعلی (3291) عبدالرزاق (2427)] [3] [فتح الباری (443/2)]

قَالَ: كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ، وَيُقَالُ لِلنِّسَاءِ: ((لَا تَرْفَعْنَ رُؤُوسَكُنَّ حَتَّى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا)).

کریم ﷺ کے ساتھ بچوں کی طرح اپنی گردنوں پر ازاریں باندھے ہوئے نماز پڑھتے تھے اور عورتوں کو (آپ نے) حکم دیا تھا کہ اپنے سروں کو (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک مرد سیدھے ہو کر نہ بیٹھ جائیں۔

**لغوی توضیح** عَاقِدِي أُزُرِهِمْ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ اپنے ازار (تہبند) اپنی گردنوں پر باندھتے۔ ازار ستر اور کندھے دونوں کو ڈھانپے ہوتا تھا، اس وجہ سے یہ خدشہ تھا کہ سجدے کی حالت میں شرمگاہ کا کوئی حصہ یا اس کا کوئی قریبی حصہ ظاہر نہ ہو جائے، اس لیے عورتوں کو حکم دیا گیا کہ جب تک مرد سیدھے ہو کر بیٹھ نہ جائیں، وہ اپنے سر سجدے سے نہ اٹھائیں۔

## (30) باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة وانها لاتخرج مطيبة

## فتنہ نہ ہو تو خواتین کو مساجد میں جانے کی اجازت ہے لیکن خوشبو لگا کر باہر نکلنا منع ہے

٢٥٣ ـ حديث ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا)).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں (نماز کے لئے) جانے کی اجازت مانگے تو اسے نہ روکو۔

٢٥٤ ـ حديث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَتِ امْرَأَةٌ لِعُمَرَ تَشْهَدُ صَلَاةَ الصُّبْحِ وَالْعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسْجِدِ، فَقِيْلَ لَهَا: لِمَ تَخْرُجِيْنَ وَقَدْ تَعْلَمِيْنَ أَنَّ عُمَرَ يَكْرَهُ ذٰلِكَ وَيَغَارُ؟ قَالَتْ: وَمَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْهَانِي! قَالَ: يَمْنَعُهُ قَوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ)).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی تھی جو صبح اور عشا کی نماز جماعت سے پڑھنے کے لئے مسجد میں آیا کرتی تھیں، اس سے کہا گیا کہ یہ جانتے ہوئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو مکروہ جانتے ہیں اور وہ غیرت محسوس کرتے ہیں پھر آپ مسجد میں کیوں جاتی ہیں؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ پھر وہ مجھے منع کیوں نہیں کر دیتے۔ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے مت روکو۔

**لغوی توضیح** إِمَاءَ اللّٰهِ اللہ کی باندیاں، لونڈیاں۔ إِمَاء جمع ہے أَمَة کی۔

٢٥٥ ـ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَوْ أَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آج عورتوں میں جو نئی باتیں پیدا ہو گئی ہیں اگر رسول ﷺ انہیں دیکھ لیتے تو ان کو مسجد میں آنے سے

---

٢٥٣ ـ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 116 باب استئذان المراة زوجها ...(865) مسلم (442) ترمذی (570)۔

٢٥٤ ـ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 13 باب حدثنا عبد الله بن محمد ـ

٢٥٥ ـ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 163 باب انتظار الناس قيام الإمام العالم (869) مسلم (445) ابو داود (569)۔

الْمَسَاجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ۔ روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

**فهم الحديث** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خواتین کو مساجد میں جانے کی اجازت تو ہے مگر صرف اس صورت میں کہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ وہ اگر بن سنور کے، میک اپ کر کے، شوخ لباس پہن کر، بغیر حجاب کے نکلنا چاہیں تو بلاشبہ انہیں مساجد میں آنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ آپ ﷺ نے اسی وجہ سے خوشبو لگا کر مساجد میں آنے سے عورتوں کو منع فرما دیا تھا، فرمایا جس رات تم میں سے کوئی مسجد میں نماز عشاء پڑھنا چاہے تو خوشبو نہ لگائے۔[1]

## (31) باب التوسط في القراءة في الصلاة الجهرية بين الجهر والاسرار اذا خاف من الجهر مفسدة

## اگر فساد کا اندیشہ ہو تو جہری نمازوں میں بھی قرآن درمیانی آواز سے پڑھا جا سکتا ہے

٢٥٦ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ، ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ . قَالَ : أُنْزِلَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ ، فَكَانَ إِذَا رَفَعَ صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ ، فَسَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى - ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ - لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ حَتَّى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ ، وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ - ﴿وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾ - أَسْمِعْهُمْ وَلَا تَجْهَرْ حَتَّى يَأْخُذُوا عَنْكَ الْقُرْآنَ .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت "ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها" [بنی اسرائیل:١١٠] کے بارے میں بیان کیا کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں چھپ کر عبادت کیا کرتے تھے، جب آپ نماز میں آواز بلند کرتے تو مشرکین سنتے اور قرآن مجید اور اس کے نازل کرنے والے (اللہ) کو اور اس کے لانے والے (جبریل) کو گالی دیتے (اور آپ ﷺ کو بھی) اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اپنی نماز میں نہ آواز بلند کرو اور نہ بالکل آہستہ" یعنی آواز اتنی بلند بھی نہ کرو کہ مشرکین سن لیں اور اتنی آہستہ بھی نہ کرو کہ آپ کے ساتھی بھی نہ سن سکیں بلکہ ان کے درمیان کا راستہ اختیار کرو مطلب یہ کہ اتنی آواز سے پڑھیں کہ آپ کے اصحاب سن لیں اور قرآن سیکھ لیں اس سے زیادہ چلا کر نہ پڑھیں۔

**لغوی توضیح** مُتَوَارٍ چھپے ہوتے (مشرکین کی ایذا رسانی کے ڈر سے)۔ لَا تُخَافِتْ آواز پست نہ کرو۔

## (32) باب الاستماع للقراءة

## قراءت کو توجہ سے سننے کا بیان

٢٥٧ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "آپ اس کو جلدی جلدی

٢٥٦- البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 34 باب قوله تعالى (انزله بعلمه ...(4722) مسلم (446) نسائي (1010)۔

٢٥٧- البخاري في: 65 كتاب التفسير: 75 سورة القيامة: 2 باب قوله "فإذا قرأناه" (5) مسلم (448) ترمذي (3329)۔

[1] [مسلم : كتاب الصلاة ، باب خروج النساء الى المساجد اذا لم يترتب عليه فتنة (443)]

عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ - ﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ﴾ - قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ ' وَكَانَ يُعْرَفُ مِنْهُ ' فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الآيَةَ الَّتِي فِي - ﴿لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ - ﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَ قُرْآنَهُ﴾ قَالَ : عَلَيْنَا أَنْ نَجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ ' وَ قُرْآنَهُ - ﴿ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ - فَإِذَا أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ - ﴿ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ - عَلَيْنَا أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ - قَالَ : فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيْلُ أَطْرَقَ ' فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ -

لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں۔" [القیامہ:١٦] کے متعلق بتلایا کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ پر وحی لے کر نازل ہوتے تو رسول ﷺ اپنی زبان اور ہونٹ ہلایا کرتے اور آپ پر یہ بہت سخت گزرتا۔ یہ آپ کے چہرے سے بھی ظاہر ہوتا، اس لئے اللہ نے وہ آیت نازل کی جو سورہ قیامہ میں ہے "آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کریں یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوانا" یعنی قرآن آپ کے دل میں جما دینا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے "پھر جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے پیچھے یاد کرتے جایا کریں۔" یعنی جب ہم وحی نازل کریں تو آپ غور سے سنیں۔ "پھر اس کا بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔" یعنی یہ بھی ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کی زبانی لوگوں کے سامنے بیان کرا دیں۔ چنانچہ اس کے بعد جب جبریل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو آنحضرت ﷺ خاموش ہو جاتے اور جب چلے جاتے تو پڑھتے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا۔

**لغوی توضیح** شَفَتَيْهِ آپ کے دونوں ہونٹ۔ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ آپ ﷺ پر سخت گزرتا۔ کیونکہ آپ نئی وحی سنتے، اسے یاد کرتے، اسے پڑھتے۔ اتنے میں ساتھ ہی جبرئیل علیہ السلام اگلی وحی سنا دیتے تو اس ساری وحی کو جمع کرنا اور یہ سارا عمل آپ پر نہایت گراں گزرتا تھا۔

٢٥٨ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' فِي قَوْلِهِ تَعَالَى - ﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيْلِ شِدَّةً ' وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ ' فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَنَا أُحَرِّكُهُمَا لَكُمْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا وَقَالَ سَعِيْدٌ (هُوَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ رَاوِي الْحَدِيْثِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ) :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کلام الٰہی "لا تحرک" الخ کی تفسیر کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نزول قرآن کے وقت بہت سختی محسوس فرمایا کرتے تھے اور اس کی (علامتوں) میں سے ایک یہ تھی کہ یاد کرنے کے لئے آپ اپنے ہونٹوں کو ہلاتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں جس طرح آپ ہلاتے تھے۔ سعید (بن جبیر جو کہ یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں) کہتے ہیں، میں بھی اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ کو میں نے ہلاتے دیکھا پھر انہوں نے اپنے

٢٥٨ - البخاري في: 1 كتاب بدء الوحي: 4 باب حدثنا موسى بن إسماعيل -

اَنَا اُحَرِّكُهُمَا كَمَا رَاَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا ' فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ۔ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ ۔ قَالَ جَمْعُهٗ لَهٗ فِى صَدْرِكَ وَ تَقْرَاَهٗ ۔ ﴿فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ﴾ ۔ قَالَ : فَاسْتَمِعْ لَهٗ وَاَنْصِتْ ۔ ﴿فَاِذَا قَرَاْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ﴾ ۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا اَنْ تَقْرَاَهٗ ۔ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ ' اِذَا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ اسْتَمَعَ ' فَاِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيْلُ قَرَاَهُ النَّبِىُّ ﷺ كَمَا قَرَاَهٗ ۔

ہونٹ ہلائے۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا) پھر یہ آیات اتریں کہ ''اے محمد! قرآن کو جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے اپنی زبان نہ ہلاؤ۔ اس کا جمع کر دینا اور پڑھا دینا ہمارا ذمہ ہے'' [القیامہ: ۱۶۔۱۷] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مراد ہے قرآن آپ کے دل میں جما دینا اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ ''پھر جب ہم پڑھ چکیں تو اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (اس کا مطلب یہ ہے) کہ آپ اس کو خاموشی کے ساتھ سنتے رہیں ''اس کے بعد مطلب سمجھا دینا ہمارے ذمہ ہے''۔ پھر یقیناً یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ آپ اس کو پڑھیں (یعنی اس کو محفوظ کر سکیں) چنانچہ اس کے بعد جب آپ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام (وحی لے کر) آتے تو آپ (توجہ سے) سنتے جب وہ چلے جاتے تو آپ اس (وحی) کو اس طرح پڑھتے جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام نے اسے پڑھا تھا۔

## (33) باب الجهر بالقراءة في الصبح والقراءة على الجن

## نماز فجر میں اور جنات کے سامنے بآوازِ بلند قرآن پڑھنے کا بیان

۲۵۹۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : انْطَلَقَ النَّبِىُّ ﷺ فِى طَائِفَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ عَامِدِيْنَ اِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ ' وَقَدْ حِيْلَ بَيْنَ الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ ' وَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِيْنُ اِلٰى قَوْمِهِمْ ' فَقَالُوْا مَالَكُمْ؟ قَالُوْا : حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالُوْا : مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ اِلَّا شَيْءٌ حَدَثَ ' فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ایک مرتبہ چند صحابہ کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف گئے ان دنوں شیاطین کو آسمان کی خبریں لینے سے روک دیا گیا تھا۔ اور ان پر انگارے (شہاب ثاقب) پھینکے جانے لگے تھے تو وہ شیاطین اپنی قوم کے پاس آئے اور پوچھا کہ بات کیا ہوئی انہوں نے کہا کہ ہمیں آسمان کی خبریں لینے سے روک دیا گیا ہے اور (جب ہم آسمان کی طرف جاتے ہیں تو) ہم پر شہابِ ثاقب پھینکے جاتے ہیں۔ شیاطین نے کہا کہ آسمان کی خبریں لینے سے روکنے کی کوئی نئی وجہ ہوئی ہے۔ اس لیے تم مشرق و مغرب میں ہر طرف پھیل جاؤ اور اس سبب کو معلوم کرو

۲۵۹۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 105 باب الجہر بقراءۃ صلاۃ الفجر (773) مسلم (449) ترمذی (3323)۔

الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوْا مَا هٰذَا الَّذِی حَالَ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَانْصَرَفَ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ تَوَجَّهُوْا نَحو تِهَامَةَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ بِنَخْلَةٍ عَامِدِیْنَ اِلٰی سُوْقِ عُکَاظٍ ' وَهُوَ یُصَلِّی بِاَصْحَابِهٖ صَلَاةَ الْفَجْرِ ' فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ اسْتَمَعُوْا لَهٗ ' فَقَالُوْا : هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِی حَالَ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ ' فَهُنَالِكَ حِیْنَ رَجَعُوْا اِلٰی قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا : یَاقَوْمَنَا ! ﴿اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا﴾ ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی نَبِیِّهٖ ﷺ ﴿قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ﴾ ۔ وَاِنَّمَا اُوْحِیَ اِلَیْهِ قَوْلُ الْجِنِّ ۔

جو تمہیں آسمان کی خبریں لینے سے روکنے کا باعث ہوا ہے۔ وجہ معلوم کرنے کے لئے نکلے ہوئے شیاطین تہامہ کی طرف گئے جہاں نبی ﷺ عکاظ کے بازار کو جاتے ہوئے مقام نخلہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ نماز فجر پڑھ رہے تھے۔ جب قرآنِ مجید انہوں نے سنا تو غور سے اس کی طرف کان لگا دیے پھر کہا خدا کی قسم! یہی ہے جو آسمان کی خبریں سننے سے روکنے کا باعث بنا ہے پھر وہ اپنی قوم کی طرف لوٹے اور کہا'' قوم کے لوگو! ہم نے حیرت انگیز قرآن سنا جو سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے'' [ الجن:۱۔۲] اس پر نبی ﷺ پر یہ آیت [ سورۂ جن ] نازل ہوئی۔ (آپ کہیے کہ مجھے وحی کے ذریعے بتایا گیا ہے) اور آپ پر جنوں کی گفتگو وحی کی گئی تھی۔

**لغوی توضیح** عَامِدِیْنَ قصد وارادہ کرنے والے۔ عُکَاظ نخلہ اور طائف کے درمیان ایک مقام جہاں جاہلیت میں بازار لگا کرتے تھے، جو یکم ذوالقعدہ کو شروع ہوتے اور تقریباً بیس دن تک جاری رہتے، آپ ﷺ وہاں دعوت وتبلیغ کی غرض سے جایا کرتے۔ قَدْ حِیْلَ بَیْنَ الشَّیَاطِیْنِ وَبَیْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ شیاطین اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی ہے۔ دراصل شیاطین آسمان کی طرف چڑھتے تھے اور فرشتوں کی گفتگو (جو وہ اللہ کے فیصلوں کے متعلق کر رہے ہوتے) سن لیتے، پھر نیچے آ کر کاہنوں اور جادوگروں کو بتاتے، پھر جب نبی ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو شیاطین کے لیے رکاوٹ ڈال دی گئی، ایک انگارہ بھیجا جاتا جو ان شیاطین کو لگتا اور ہلاک کر دیتا۔ علاوہ ازیں اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جنات میں بھی مومن اور کافر جن ہوتے ہیں۔

## (34) باب القراء ة فی الظهر والعصر

## ظہر اور عصر کی نمازوں میں قرأت کا بیان

۲۶۰۔ حدیث اَبِی قَتَادَةَ ﷛ قَالَ : كَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْرَاُ فِی الرَّكْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ یُطَوِّلُ فِی الْاُوْلٰی وَیُقَصِّرُ فِی الثَّانِیَةِ ' وَیُسْمِعُ الْاٰیَةَ اَحْیَانًا ' وَكَانَ یَقْرَاُ فِی الْعَصْرِ

حضرت ابو قتادہ ﷛ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعات میں سورہ فاتحہ اور ہر رکعت میں ایک سورت پڑھتے تھے۔ ان میں لمبی قرأت کرتے تھے لیکن آخری دو رکعات ہلکی پڑھاتے۔ کبھی کبھی کوئی آیت ہم کو بھی سنا دیا کرتے تھے۔ عصر میں آپ سورہ فاتحہ اور دیگر سورتیں پڑھتے تھے۔ اس کی بھی پہلی دو رکعات لمبی پڑھتے۔

۲۶۰۔ البخاری فی: 19 کتاب الاذان: 96 باب القراء ة فی الظهر (759) مسلم (451) ابن ماجه (729)۔

بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الْأُولَى وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ۔

اسی طرح صبح کی نماز کی پہلی رکعت لمبی کرتے اور دوسری ہلکی۔

۲٦۱۔ حدیث سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ﷜ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: شَكَا أَهْلُ الْكُوفَةِ سَعْدًا إِلَى عُمَرَ ﷜، فَعَزَلَهُ، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا، فَشَكَوْا حَتَّى ذَكَرُوا أَنَّهُ لَا يُحْسِنُ يُصَلِّي، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا أَبَا إِسْحَقَ! إِنَّ هَؤُلَاءِ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ لَا تُحْسِنُ تُصَلِّي۔ قَالَ أَبُو إِسْحَقَ: أَمَّا أَنَا وَاللَّهِ فَإِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَخْرِمُ عنها، أُصَلِّي صَلَاةَ الْعِشَاءِ فَأَرْكُدُ فِي الْأُولَيَيْنِ، وَأُخِفُّ فِي الْأُخْرَيَيْنِ، قَالَ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَا أَبَا إِسْحَقَ۔ فَأَرْسَلَ مَعَهُ رَجُلًا، أَوْ رِجَالًا، إِلَى الْكُوفَةِ فَسَأَلَ عَنْهُ أَهْلَ الْكُوفَةِ، وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًا إِلَّا سَأَلَ عَنْهُ، وَيُثْنُونَ مَعْرُوفًا، حَتَّى دَخَلَ مَسْجِدًا لِبَنِي عَبْسٍ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ أُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ، يُكْنَى أَبَا سَعْدَةَ۔ فَقَالَ: أَمَّا إِذْ نَشَدْتَنَا فَإِنَّ سَعْدًا كَانَ لَا يَسِيرُ بِالسَّرِيَّةِ، وَلَا يَقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ، وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ۔ قَالَ سَعْدٌ: أَمَا وَاللَّهِ لَأَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ عَبْدُكَ هَذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَسُمْعَةً فَأَطِلْ

حضرت جابر بن سمرہ ﷜ فرماتے ہیں کہ اہل کوفہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص ﷜ کی حضرت عمر فاروق ﷜ سے شکایت کی۔ اس لئے حضرت عمر ﷜ نے ان کو معزول کر کے حضرت عمار ﷜ کو کوفہ کا حاکم بنایا، تو کوفہ والوں نے سعد کے متعلق یہاں تک کہہ دیا کہ وہ تو اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھا سکتے۔ چنانچہ حضرت عمر ﷜ نے ان کو بلا بھیجا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ اے ابو اسحاق! ان کوفہ والوں کا خیال ہے کہ تم اچھی طرح نماز نہیں پڑھا سکتے۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! میں تو انہیں نبی کریم ﷺ ہی کی طرح نماز پڑھاتا تھا اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ عشا کی نماز پڑھاتا تو اس کی پہلی دو رکعات میں (قرأت) لمبی کرتا اور دوسری دو رکعات ہلکی پڑھاتا۔ حضرت عمر ﷜ نے فرمایا کہ اے ابو اسحاق! مجھ کو تم سے امید بھی یہی تھی۔ پھر آپ نے حضرت سعد ﷜ کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو کوفہ بھیجا۔ قاصد نے ہر ہر مسجد میں جا کر ان کے متعلق پوچھا۔ سب نے آپ کی تعریف کی لیکن جب مسجد بنی عبس میں گئے تو ایک شخص جس کا نام اسامہ بن قتادہ اور کنیت ابوسعدہ تھی کھڑا ہوا۔ اس نے کہا کہ جب آپ نے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا ہے تو (سنئے کہ) سعد نہ فوج کے ساتھ خود جہاد کرتے تھے، نہ مالِ غنیمت کی تقسیم صحیح کرتے تھے اور نہ فیصلے میں عدل و انصاف کرتے تھے۔ حضرت سعد ﷜ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ خدا کی قسم! میں (تمہاری اس بات پر) تین دعائیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف ریا و نمود کے لئے

۲٦۱۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 95 باب وجوب القراءۃ للإمام والمأموم فی الصلوات کلھا (755) مسلم (453)۔

عُمْرَهُ، وَاَطِلْ فَقْرَهُ، وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ فَكَانَ بَعْدُ، إِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ: شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ اَصَابَتْنِي دَعْوَةُ سَعْدٍ۔ قَالَ عَبْدُالْمَلِكِ (اَحَدُ رُوَاةِ هٰذَا الْحَدِيْثِ) فَاَنَا رَاَيْتُهُ بَعْدُ، قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلَى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ، وَاِنَّهُ لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِيْ فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ۔

کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر اور اسے خوب محتاج بنا اور اسے فتنوں میں مبتلا کر۔ اس کے بعد (وہ شخص اس درجہ بدحال ہوا کہ) جب اس سے پوچھا جاتا تو کہتا کہ ایک بوڑھا اور پریشان حال ہوں مجھے سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا لگ گئی۔ عبدالملک (راویانِ حدیث میں سے ایک) نے بیان کیا کہ میں نے اسے دیکھا اس کی بھوئیں بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر آ گئی تھیں لیکن اب بھی راستوں میں وہ لڑکیوں کو چھیڑتا۔

## (35) باب القرائة في الصبح والمغرب

## فجر اور مغرب کی نمازوں میں تلاوتِ قرآن کا بیان

٢٦٢۔ حديث اَبِي بَرْزَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَاَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيْسَهُ وَيَقْرَاُ فِيْهَا مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ، وَيُصَلِّي الظُّهْرَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَاَحَدُنَا يَذْهَبُ اِلَى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ يَرْجِعُ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ۔ وَلَا يُبَالِي بِتَاْخِيْرِ الْعِشَاءِ اِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ۔

حضرت ابو برزہ (فضلہ بن عبید رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب ہم اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو پہچان لیتے تھے۔ صبح کی نماز میں آنحضور ﷺ ساٹھ سے سو تک آیتیں پڑھتے اور آپ ظہر اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا اور عصر کی نماز اس وقت کہ ہم مدینہ منورہ کی آخری حد تک (نماز پڑھنے کے بعد) جاتے لیکن سورج اب بھی تیز رہتا تھا اور عشا کی نماز کو تہائی رات تک دیر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نماز فجر میں ساٹھ سے سو تک آیات تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں نماز فجر میں سورہ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ[1] اور سورہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ[2] پڑھنا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

٢٦٣۔ حديث اُمِّ الْفَضْلِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ: اِنَّ اُمَّ الْفَضْلِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَاُ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾۔ فَقَالَتْ: يَا بُنَيَّ! وَاللّٰهِ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَ تِكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ، اِنَّهَا لَاٰخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُمِ فضل (ان کی ماں) نے انہیں والمرسلات عرفا پڑھتے ہوئے سنا۔ پھر کہا کہ اے بیٹے! تم نے اس سورت کی تلاوت کر کے مجھے یاد دلایا۔ آخر عمر میں میں آنحضرت ﷺ کو مغرب میں یہی صورت پڑھتے ہوئے سنتی تھی۔

---

٢٦٢۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 11 باب وقت الظهر عند الزوال (541) مسلم (461) ابن ماجه (818)۔

٢٦٣۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 98 باب القراءة في المغرب (763) مسلم (462) ابو داود (810) ترمذي (308)۔

[1] [صحيح: صحيح أبو داود (733) كتاب الصلاة، أبو داود (820)]

[2] [صحيح: صحيح أبو داود (735) أبو داود (822) نسائي (911) كتاب الإفتتاح]

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ۔

٢٦٤۔ حدیث جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضي الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا تھا۔

**فهم الحديث:** سورۂ وَالْمُرْسَلَات اور سورۂ وَالطُّوْر کے علاوہ نبی ﷺ نمازِ مغرب میں بعض اوقات سورۂ قُلْ يٰأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ بھی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔[1]

## (36) باب القراءة في العشاء

## عشا کی نماز میں تلاوت قرآن کا بیان

٢٦٥۔ حدیث الْبَرَاءِ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ فَقَرَأَ فِي الْعِشَاءِ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ سفر میں تھے کہ عشا کی دو پہلی رکعات میں سے کسی ایک رکعت میں آپ نے والتين والزيتون پڑھی۔

٢٦٦۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رضي الله عنه كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمُ الصَّلَاةَ، فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ۔ قَالَ: فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلَّى صَلَاةً خَفِيْفَةً، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذًا، فَقَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِأَيْدِيْنَا، وَنَسْقِي بِنَوَاضِحِنَا۔ وَأَنَّ مُعَاذًا صَلَّى بِنَا الْبَارِحَةَ، فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ، فَتَجَوَّزْتُ، فَزَعَمَ أَنِّي مُنَافِقٌ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا مُعَاذُ! أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟)) ثَلَاثًا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، پھر اپنی قوم میں آتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔ انہوں نے (ایک مرتبہ) نماز میں سورہ بقرہ پڑھی۔ اس پر ایک صاحب جماعت سے الگ ہو گئے اور ہلکی نماز پڑھی۔ جب اس کے متعلق حضرت معاذ کو معلوم ہوا تو کہا وہ منافق ہے ان کی یہ بات جب ان صاحب کو معلوم ہوئی تو وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ محنت کا کام کرتے ہیں اور اپنی اونٹنیوں کو خود پانی پلاتے ہیں۔ معاذ نے کل رات ہمیں نماز پڑھائی اور سورہ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ اس لئے میں نماز توڑ کر الگ ہو گیا۔ اس پر وہ کہتے ہیں کہ میں منافق ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تم لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتے

٢٦٤۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 99 باب الجهر في المغرب (765) مسلم (463) ابن ماجه (832)۔

٢٦٥۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 100 باب الجهر في العشاء (767) مسلم (464) ابو داود (1221) ترمذی (310)۔

٢٦٦۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 74 باب من لم ير إكفار من قال ذلك متاولاً او جاهلا (700) مسلم (465)۔

[1] [ترمذی (417) ابن ماجة (1149) عبدالرزاق (4790) ابن حبان (2459)]

((اقْرَأْ ۔ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ وَ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾ وَنَحْوَهَا ))۔ ہو؟ تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔(جب امام ہوتو) سورۂ والشمس و ضحاها اور سبح اسم ربك الاعلى جیسی سورتیں پڑھا کرو۔

﴿لغوی توضیح﴾ فَتَجَوَّزَ چشم پوشی کی، اختصار کیا۔ نَوَاضِح جمع ہے نَاضِحَة کی، مراد وہ اونٹنی ہے جسے کھیتوں کو سیراب کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اَفَتَّانٌ اَنْتَ کیا تم متنفر کرنے والے، بھگانے والے ہو۔

﴿فھم الحدیث﴾ معلوم ہوا کہ نماز عشاء میں سورۂ والتّین، سورۂ وَالشَّمْس اور سورۂ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی پڑھنا مسنون ہے۔ ان کے علاوہ سورۂ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى[1] اور سورۂ إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ[2] بھی نماز عشاء میں پڑھنا مسنون ہے۔ نیز اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ائمہ حضرات کو چاہیے کہ جماعت کراتے ہوئے بہت زیادہ طویل قراءت نہ کریں، بلکہ اختصار سے کام لیں کیونکہ ان میں بیمار، بوڑھے اور مسافر بھی ہوتے ہیں، البتہ جب کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جتنی چاہیے لمبی قرائت کرے، جیسا کہ آئندہ باب کی احادیث بھی اس کا ثبوت ہیں۔

## (37) باب امر الائمة بتخفيف الصلاة في تمام

## ائمہ کے لیے نماز کے تمام ارکان کو پورا لیکن ہلکا پڑھنے کا حکم

۲٦٧۔ حديث أَبِي مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنِّي وَاللّٰهِ لَا تَاَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فِيْهَا ۔ قَالَ : فَمَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَطُّ اَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، ثُمَّ قَالَ: ((يَـاَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ، فَاَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُوجِزْ، فَاِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَذَاالْحَاجَةِ ))۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں صبح کی جماعت میں فلاں (معاذ بن جبل یا ابی بن کعب) کی وجہ سے شرکت نہیں کر پاتا کیونکہ وہ ہمارے ساتھ اس نماز کو بہت لمبی کر دیتے ہیں۔ ابو مسعود نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو وعظ و نصیحت کے وقت اس سے زیادہ غضب ناک ہوتا کبھی نہیں دیکھا جیسا کہ آپ اس دن تھے۔ پھر آپ نے فرمایا، اے لوگو! تم میں سے بعض حضرات نمازیوں کو نفرت دلانے والے ہیں، پس تم میں سے جو شخص بھی لوگوں کو نماز پڑھائے اسے اختصار کرنا چاہیے کیونکہ جماعت میں بوڑھے بچے اور ضرورت مند سب ہی ہوتے ہیں۔

۲٦٨۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، اَنَّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی

---

۲٦٧۔ البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 13 باب هل يقضي الحاكم او يفتي وهو غضبان (90) مسلم (466)۔

۲٦٨۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 62 باب إذا صلى لنفسه فليطول ما شاء ۔

[1] [بخاری (700) مسلم (465)]

[2] [بخاری (768)]

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَاصَلّٰی اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ، فَاِنَّ مِنْهُمُ الضَّعِیْفَ وَالسَّقِیْمَ وَالْکَبِیْرَ وَاِذَاصَلّٰی اَحَدُکُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْیُطَوِّلْ مَاشَاءَ))۔

تم میں سے لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے۔ کیونکہ جماعت میں ضعیف، بیمار اور بوڑھے (سب ہی) ہوتے ہیں لیکن اکیلا پڑھے تو جس قدر جی چاہے طول دے سکتا ہے۔

۲۶۹۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُوْجِزُ الصَّلَاةَ وَیُکْمِلُهَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نماز کو مختصر اور پوری پڑھتے تھے۔

۲۷۰۔ حدیث اَنَس بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا صَلَّیْتُ وَرَاءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلَاةً وَلَا اَتَمَّ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ وَاِنْ كَانَ یَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِیِّ فَیُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّهٗ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ہلکی لیکن کامل نماز میں نے کسی امام کے پیچھے کبھی نہیں پڑھی آپ کا یہ حال تھا کہ اگر آپ بچے کے رونے کی آواز سن لیتے تو اس خیال سے کہ اس کی ماں کہیں پریشانی میں مبتلا نہ ہو جائے نماز مختصر کر دیتے۔

۲۷۱۔ حدیث اَنَس بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِنِّی لَاَدْخُلُ فِی الصَّلَاةِ وَاَنَا اُرِیْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِی صَلَاتِی مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُكَائِهٖ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں نماز شروع کر دیتا ہوں ارادہ یہ ہوتا ہے کہ نماز طویل کروں لیکن بچے کے رونے کی آواز سن کر مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ماں کے دل پر بچے کے رونے سے کیسی چوٹ پڑتی ہے۔

## (38) باب اعتدال ارکان الصلاة وتخفيفها فى تمام

## نماز کے تمام ارکان اعتدال سے ادا کرنے اور نماز کو ہلکا پڑھنے کا حکم

۲۷۲۔ حدیث الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رُكُوْعُ النَّبِیِّ ﷺ وَسُجُوْدُهٗ وَبَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ، وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ، مَا خَلَا الْقِیَامَ وَالْقُعُوْدَ، قَرِیْبًا مِنَ السَّوَاءِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا رکوع، سجدہ، دونوں سجدوں کے درمیان کا وقفہ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تقریبا سب برابر تھے۔ سوائے قیام اور تشہد کے قعود (یعنی بیٹھنے) کے۔

---

۲۶۹۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 64 باب الإيجاز فى الصلاة وإكمالها (706) مسلم (469) ترمذی (237)۔

۲۷۰۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 65 باب من اخف الصلاة عند بكاء الصبى (709) مسلم (470)۔

۲۷۱۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 65 باب من اخف الصلاة عند بكاء الصبى۔

۲۷۲۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 121 باب حدّ إتمام الركوع والاعتدال فيه والطمانينة (792) مسلم (471)۔

۲۷۳۔ حدیث انس رضی اللہ عنہ ' قَالَ : اِنِّی لَا آلُـو اَنْ اُصَلِّیَ بِکُمْ کَمَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یُصَلِّی بِنَا ۔ قَالَ ثَابِتٌ (راوی هذا الحدیث) کَانَ اَنَسٌ یَصْنَعُ شَیْئًا لَمْ اَرَکُمْ تَصْنَعُوْنَهُ ' کَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّکُوْعِ قَامَ حَتّٰی یَقُوْلَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِیَ وَبَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ حَتّٰی یَقُوْلَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِیَ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جس طرح نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تھا بالکل اسی طرح تم لوگوں کو نماز پڑھانے میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں چھوڑتا ہوں۔ ثابت (راویٔ حدیث) نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ایک ایسا عمل کرتے تھے جسے میں تمہیں کرتے نہیں دیکھتا۔ جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ بھول گئے ہیں اور اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھے رہتے کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ بھول گئے ہیں۔

**فہم الحدیث** رکوع سے اٹھ کر اور دو سجدوں کے درمیانی وقفہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اتنی دیر لگانا یقیناً اس اطمینان واعتدال کے لیے تھا جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور دوسرے اس لیے کہ آپ ان مقامات پر مسنون اذکار کرتے تھے جو آج لوگوں نے ترک دیئے ہیں اور جلدی جلدی نماز سے فارغ ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ رکوع سے کھڑے ہو کر جہاں ربنا ولك الحمد پڑھنی چاہیے وہاں نبی ﷺ سے یہ دعا پڑھنا بھی ثابت ہے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْاَ الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمِلَاَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْئٍ بَعْدُ اَھْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ ' لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ [1] اسی طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے رَبِّ اغْفِرْلِیْ ، رَبِّ اغْفِرْلِیْ۔ [2] نیز سجدوں کے درمیان یہ دعا بھی ثابت ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔ [3]

## (39) باب متابعة الامام والعمل بعده

## امام کی پیروی اور ہر کام امام کے بعد کرنے کا بیان

۲۷٤۔ حدیث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : کُنَّا نُصَلِّیْ خَلْفَ النَّبِیِّ ﷺ فَاِذَا قَالَ : (( سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ )) لَمْ یَحْنِ اَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰی یَضَعَ النَّبِیُّ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَی الْاَرْضِ ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے (یعنی رکوع سے سر اٹھاتے) تو ہم میں سے کوئی اس وقت تک اپنی پیٹھ نہ جھکاتا جب تک آپ اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ دیتے۔

**لغوی توضیح** لَمْ یَحْنِ اَحَدٌ کوئی نہ موڑتا، نہ ٹیڑھا کرتا۔ ظَهْرَهُ اپنی کمر کو۔ معلوم ہوا کہ مقتدی حضرات کو اپنا ہر عمل امام کے پیچھے پیچھے کرنا چاہیے جیسے کہ صحابہ کا عمل تھا اور جو امام سے پہل کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کے بارے میں وعید پیچھے گزر چکی ہے کہ خدشہ ہے اللہ اس کا سر گدھے جیسا نہ بنا دے۔

۲۷۳۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 140 باب المکث بین السجدتین (800) مسلم (472) ابن حبان (1885)۔

۲۷٤۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 133 باب السجود علی سبعة اعظم (690) مسلم (474) ابوداود (620)۔

[1] [مسلم (487) کتاب الصلاة : باب ما یقول إذا رفع رأسه من الرکوع]

[2] [صحیح: صحیح أبو داود (777) کتاب الصلاة ، أبو داود (774)]

[3] [حسن صحیح أبو داود (756) کتاب الصلاة ، أبو داود (850) ترمذی (274)]

## (42) باب ما يقال في الركوع والسجود

## رکوع اور سجدہ میں کیا پڑھنا چاہیے

۲۷۵۔ حديث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ فِي رُكُوْعِهِ وِسُجُوْدِهِ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ)) يَتَاَوَّلُ الْقُرْآنَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سجدہ اور رکوع میں اکثر یہ پڑھا کرتے تھے۔ سبحانك اللهم ربنا و بحمدك اللهم اغفرلی (اس دعا کو پڑھ کر) آپ قرآن کے حکم پر عمل کرتے تھے۔

**لغوی توضیح** يَتَاَوَّلُ الْقُرْآنَ قرآن کے حکم پر عمل کرتے۔ مراد یہ آیت ہے ﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ﴾ [النصر : ۳] ''اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کر اور اس سے مغفرت مانگ۔''

**فھم الحدیث** رکوع وسجدہ کی مزید چند دعائیں یہ ہیں۔ ① اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ وَاَنْتَ رَبِّي سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ فَاَحْسَنَ صُوْرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔[1] ② سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۔[2] ③ سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ۔[3]

## (44) باب اعضاء السجود والنهي عن كف الشعر والثوب و عقص الراس في الصلاة

## سجدہ میں کس کس عضو کو زمین پر لگانا ضروری ہے نہ تو سجدہ کرتے وقت کپڑوں اور بالوں کو سمیٹا جائے اور نہ بالوں کا جوڑا بنایا جائے

۲۷۶۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : اُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ اَعْضَاءٍ ، وَلَا يَكُفَّ شَعْرًا وَلَا ثَوْبًا : الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کو سات اعضا پر سجدہ کا حکم دیا گیا تھا اس طرح کہ نہ بالوں کو آپ سمیٹتے نہ کپڑے کو (اور وہ سات اعضا یہ ہیں:) پیشانی (بمعہ ناک) دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ سجدہ سات اعضاء پر کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ پیشانی کے ساتھ ناک پر سجدہ کرنا بھی ضروری ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی پر یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنے ناک کی طرف اشارہ کیا۔[4] دوران سجدہ ہاتھ زمین پر جبکہ کہنیاں زمین سے اٹھی ہونی چاہییں۔[5] قدموں کی ایڑیاں ملی ہونی چاہییں۔[6] پاؤں کی انگلیوں کے سرے قبلہ رخ اور قدم کھڑے ہونے چاہییں۔[7]

---

۲۷۵۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 139 باب التسبيح والدعاء في السجود (794) مسلم (484) ابو داود (877)۔

۲۷۶۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 133 باب السجود على سبعة اعظم (809) مسلم (490) ترمذی (273)۔

① [مسلم (771) كتاب صلاة المسافرين وقصرتها ، دارقطني (297/1) أبو عوانة (102/2)]

② [مسلم (487) كتاب الصلاة ، أبو داود (872) نسائي (224/2)]

③ [صحيح: صحيح أبو داود (776) كتاب الصلاة ، أبو داود (873) نسائي (191/2)]

④ [بخاري (812 ، 815) مسلم (230)]

⑤ [مسلم (٤٩٤) ابن خزيمة (656)]

⑥ [حاكم (228/2) ابن خزيمة (654)]

⑦ [بخاري (828) أبو داود (732)]

## (46) باب ما يجمع صفة الصلاة وما يفتتح به ويختم به

## سجدے میں اعتدال پیدا کرنے، ہتھیلیوں کو زمین پر رکھنے اور رانوں کو پیٹ سے جدا رکھنے کا بیان

۲۷۷۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے بازوؤں کے درمیان اس قدر کشادگی کر دیتے کہ دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی تھی۔

## (47) باب سترة المصلى

## نمازی کے سترے کا بیان

۲۷۸۔ حديث ابْنِ عُمَر رضى الله عنهما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ اَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي اِلَيْهَا ' وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ ' وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ ' فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْاُمَرَاءُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن (مدینہ سے) باہر تشریف لے جاتے تو چھوٹے نیزہ کو گاڑنے کا حکم دیتے وہ جب آپ کے آگے گاڑ دیا جاتا تو آپ اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے۔ اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے۔ یہی آپ سفر میں بھی کیا کرتے تھے۔ خلفاء نے بھی اسی وجہ سے برچھا ساتھ رکھنے کی عادت بنالی ہے۔

**لغوی توضیح** سُتْـرَہ اوٹ یا پردہ۔ اصطلاحاً سترہ کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جسے انسان بوقت نماز اپنی سجدہ گاہ کے سامنے نصب کرے مثلاً لکڑی' نیزہ' دیوار' ستون' سیز اور گاڑی وغیرہ۔ اَلْحَرْبَة برچھا، چھوٹا نیزہ۔

**فهم الحديث** ایک روایت میں یہ فرمانِ نبوی مذکور ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سترے کی طرف نماز پڑھے اور اس کے قریب ہو (کر کھڑا ہو)۔[1] ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ تمہیں نماز میں سترہ ضرور قائم کرنا چاہیے خواہ ایک تیر ہی ہو۔[2] سترہ کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ کہیں شیطان انسان کی نماز نہ کاٹ ڈالے۔[3] معلوم ہوا کہ نماز میں اگر سامنے کوئی دیوار یا ستون وغیرہ نہ ہو تو کوئی بھی چیز (حتی کہ سواری بھی جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے) بطورِ سترہ ضرور سامنے رکھ لینی چاہیے۔ امام شوکانی، امام ابن حزم اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے واجب قرار دیا ہے۔[4]

۲۷۹۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِنَّهُ كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَهُ فَيُصَلِّي اِلَيْهَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی ﷺ اپنی سواری کو سامنے عرض میں (چوڑائی کے رخ) کر لیتے اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔

---

۲۷۷۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 27 باب يبدى ضَبْعيه ويجافى فى السجود (390) مسلم (495) نسائى (1105)۔

۲۷۸۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 90 باب سترة الإمام سترة من خلفه (494) مسلم (501) ابوداود (687)۔

۲۷۹۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 98 باب الصلاة إلى الراحلة والبعير والشجر والرحل (430) مسلم (502)۔

---

① [حسن. صحيح أبو داود (246) أبو داود (698) كتاب الصلاة ، ابن ماجة (954)]

② [صحيح. أحمد (404/3)] شیخ احمد شاکر ؒ اسے صحیح کہتے ہیں۔[التعليق على الترمذى (158/2)]

③ [صحيح. صحيح أبو داود (643) كتاب الصلاة ، أبو داود (695) نسائى (62/2)]

④ [نيل الأوطار (198/2) المحلى (4/ 8-15) تمام المنة (ص/300)]

۲۸۰۔ حدیث اَبِی جُحَیْفَةَ رضی اللہ عنہ' اَنَّهُ رَاَی بِلَالًا یُؤَذِّنُ ' فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَ هٰهُنَا بِالاَذَانِ۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دیتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہتے ہیں میں بھی ان کے منہ کے ساتھ ادھر ادھر منہ پھیرنے لگا۔

**لغوی توضیح** اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا میں بھی ان کے منہ کے ساتھ اِدھر اُدھر منہ پھیرتا۔ دراصل بلال رضی اللہ عنہ اذان دیتے ہوئے جب حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کہتے تو دائیں بائیں اپنا منہ گھمایا کرتے تھے۔ یہاں پر اسی کا ذکر ہے۔

۲۸۱۔ حدیث اَبِی جُحَیْفَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ : رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِی قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ ' وَرَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَرَاَیْتُ النَّاسَ یَبْتَدِرُوْنَ ذَاكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَیْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ ' وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْهُ شَیْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِهٖ ' ثُمَّ رَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ فِی حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مُشَمِّرًا ' صَلّٰی اِلَی الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَیْنِ ' وَرَاَیْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ یَمُرُّوْنَ مِنْ بَیْنِ یَدَیِ الْعَنَزَةِ۔

حضرت ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سرخ چمڑے کے خیمہ میں دیکھا اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ کو وضو کرا رہے ہیں اور ہر شخص آپ کے وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے اگر کسی کو تھوڑا سا بھی پانی مل جاتا تو وہ اسے اپنے اوپر مل لیتا اور اگر کوئی پانی نہ پا سکتا تو اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔ پھر میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی ایک برچھی اٹھائی جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا تھا اور اسے انہوں نے (بطور سترہ) گاڑ دیا۔ نبی ﷺ (ڈیرے میں سے) ایک سرخ پوشاک پہنے ہوئے تہ بند (پنڈلیوں تک) اٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے اور برچھی کی طرف منہ کر کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ میں نے دیکھا کہ آدمی اور جانور برچھی کے پرے سے گذر رہے تھے۔

**لغوی توضیح** اَدَم چمڑہ۔ وَضُوْء وہ پانی جس سے وضوء کیا جاتا ہے۔ یَبْتَدِرُوْنَ جلدی کرتے۔ عَنَزَة چھوٹا نیزہ۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے ایک نیزے کو سترہ بنا کر نماز پڑھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سترے کے پیچھے سے کوئی گزر جائے تو کوئی حرج والی بات نہیں۔

۲۸۲۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰی حِمَارٍ اَتَانٍ ' وَاَنَا یَوْمَئِذٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) گدھی پر سوار ہو کر چلا' اس زمانے میں میں بلوغت کے قریب

۲۸۰۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 19 باب هل یتتبع المؤذن فاه ههنا وههنا (187) مسلم (503) ترمذی (197)۔

۲۸۱۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 17 باب الصلاۃ فی الثوب الاحمر۔

۲۸۲۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 18 باب متی یصح سماع الصغیر (76) مسلم (504) ابوداود (715)۔

قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ ' وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِمِنًى اِلَى غَيْرِ جِدَارٍ ' فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ' وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ ' فَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ ' فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ ـ

تھا۔ رسول اللہ ﷺ منیٰ میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سامنے دیوار (کی آڑ) نہ تھی۔ میں بعض صفوں کے سامنے سے گزرا اور گدھی کو چھوڑ دیا وہ چرنے لگی اور میں (نماز کے لیے) صف میں داخل ہو گیا (مگر) کسی نے مجھے اس بات پر ٹوکا نہیں۔

**لغوی توضیح** آتان گدھی۔ نَاهَزْتُ میں قریب تھا۔ الْاِحْتِلَام بلوغت کے۔ اِلَى غَيْرِ جِدَارٍ دیوار کے علاوہ کسی اور طرف۔ اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ سترہ رکھنا ضروری نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے نماز پڑھی اور سامنے دیوار نہیں تھی۔ جبکہ امام بخاریؒ نے اس پر یہ عنوان قائم کیا ہے کہ ((سترة الإمام سترة لمن خلفه)) ''امام کا سترہ ہی اس شخص کا سترہ ہے جو اس کے پیچھے کھڑا ہے۔'' یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دیوار کے علاوہ کوئی اور چیز آپ ﷺ کے سامنے موجود تھی۔ جیسا کہ عبیداللہ مبارکپوریؒ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے۔[1] علاوہ ازیں اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کے سامنے سترہ موجود ہو تو مقتدیوں کے آگے سے گزرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان کا سترہ بھی وہی ہے جو امام کا ہے۔

## (48) باب منع المار بين يدي المصلي

## نمازی کے آگے سے گذرنے والے کو روکنے کا بیان

٢٨٣ ـ حديث اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه ' قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ السَّمَّانُ : رَاَيْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ يُصَلِّي اِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ ' فَاَرَادَ شَابٌّ مِنْ بَنِي اَبِي مُعَيْطٍ اَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ ' فَدَفَعَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فِي صَدْرِهِ ' فَنَظَرَ الشَّابُّ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا اِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ ' فَعَادَ لِيَجْتَازَ فَدَفَعَهُ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَشَدَّ مِنَ الْاُوْلٰى ' فَنَالَ مِنْ اَبِي سَعِيْدٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰى مَرْوَانَ ' فَشَكَا اِلَيْهِ مَا لَقِيَ مِنْ اَبِي سَعِيْدٍ ' وَدَخَلَ اَبُوْ سَعِيْدٍ خَلْفَهُ عَلٰى مَرْوَانَ ' فَقَالَ : مَا لَكَ وَلِابْنِ اَخِيْكَ يَا اَبَا سَعِيْدٍ ! قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا

ابو صالح سمان رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو جمعہ کے دن نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ کسی چیز کی طرف منہ کئے ہوئے لوگوں کے لئے اسے آڑ بنائے ہوئے تھے۔ ابو معیط کے بیٹوں میں سے ایک جوان نے چاہا کہ آپ کے سامنے سے ہو کر گذر جائے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس کے سینہ پر دھکا دے کر باز رکھنا چاہا۔ جوان نے چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن کوئی راستہ سوائے سامنے سے گذرنے کے نہ ملا۔ اس لئے وہ پھر اسی طرف سے نکلنے کے لئے لوٹا۔ اب ابو سعید نے پہلے سے بھی زیادہ زور سے دھکا دیا۔ اسے ابو سعید سے شکایت ہوئی اور وہ اپنی یہ شکایت مروان کے پاس لے گیا اس کے بعد ابو سعید بھی تشریف لے گئے۔ مروان نے کہا اے ابو سعید! آپ میں اور آپ کے بھتیجے میں کیا معاملہ پیش آیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جب کوئی شخص

٢٨٣ ـ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 100 باب يرد المصلّي مَن مرَّ بين يديه (509) مسلم (505) ابو داود (697)۔

[1] [المرعاة شرح المشكاة (515/1)]

صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى شَىْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ، فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ))۔

نماز کسی چیز کی طرف منہ کر کے پڑھے اور اس چیز کو آڑ بنا رہا ہو پھر بھی اگر کوئی سامنے سے گذرے تو اسے روک دینا چاہیے اگر پھر بھی اسے اصرار ہو تو اس سے لڑنا چاہیے، کیونکہ وہ شیطان ہے۔

**لغوی توضیح** مَسَاغًا اتنا راستہ جس سے گزرا جا سکے۔ هُوَ شَيْطَان وہ شیطان ہے یعنی اس نے شیطانی فعل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ نماز میں آگے سے گزرنے والے کو روکنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے خواہ اس سے لڑنا ہی پڑے۔

٢٨٤۔ حدیث اَبِى جُهَيْمٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ زَيْدَ بْنِ خَالِدٍ اَرْسَلَهُ اِلٰى اَبِى جُهَيْمٍ يَسْاَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِى الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّى، فَقَالَ اَبُوْ جُهَيْمٍ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّى مَاذَا عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَهُ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ))۔

بسر بن سعید نے کہا کہ زید بن خالد نے انہیں حضرت ابو جہیم عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان سے یہ بات پوچھنے کے لئے بھیجا کہ انہوں نے نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گذرنے والے کے متعلق نبی کریم ﷺ سے کیا سنا ہے۔ ابو جہیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والا جانتا کہ اس کا کتنا بڑا گناہ ہے تو اس کے سامنے سے گذرنے پر چالیس تک وہیں کھڑے رہنے کو ترجیح دیتا۔

**لغوی توضیح** اَرْبَعِيْنَ چالیس۔ ایک روایت میں چالیس خزاں کا ذکر ہے۔[1] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مراد چالیس سال ہے۔

## (49) باب دنو المصلى من السترة

## نمازی کو سترہ کے قریب کھڑے ہونا چاہیے

٢٨٥۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ : كَانَ بَيْنَ مُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سجدہ کرنے کی جگہ اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گزر سکنے کا فاصلہ رہتا تھا۔

٢٨٦۔ حدیث سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ : كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتِ الشَّاةُ تَجُوْزُهَا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مسجد کی دیوار اور منبر کے درمیان بکری کے گذر سکنے کے فاصلہ کے برابر جگہ تھی۔

---

٢٨٤۔ البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 101 باب إثم المارّ بين يدى المصلى (510) مسلم (507) ترمذی (336)۔

٢٨٥۔ البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 91 باب قدركم ينبغى ان يكون بين المصلّى والسترة (496) مسلم (508)۔

٢٨٦۔ البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 95 باب الصلاة إلى الاسطوانة (497) مسلم (509) ابن ماجه (1430)۔

[1] [مسند بزار (3198)، (124/9)]

۲۸۷۔ حدیث سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ، قَالَ يَزِيْدُ بْنُ اَبِي عُبَيْدٍ: كُنْتُ آتِي مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَيُصَلِّي عِنْدَ الْاُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ، فَقُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ! اَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ۔ قَالَ: فَاِنِّي رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا۔

حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ساتھ (مسجد نبوی) میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے جہاں قرآن شریف رکھا رہتا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ اے ابومسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ ہمیشہ اسی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ خاص طور سے اسی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔

**فھم الحدیث:** ان احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ نمازی کے لیے سترہ رکھنا مسنون ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہیے، نمازی اور سترہ کے درمیان فاصلہ زیادہ نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ ان احادیث سے پتہ چلتا ہے۔

### (51) باب الاعتراض بين يدي المصلي

### نمازی کے آگے لیٹنا

۲۸۸۔ حدیث عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهِيَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلَى فِرَاشِ اَهْلِهِ اعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کے بچھونے پر نماز پڑھتے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان اس طرح لیٹی ہوتی جیسے (نماز کے لئے) جنازہ رکھا جاتا ہے۔

**فھم الحدیث:** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ عورت، گدھا اور کتا (اگر نمازی کے آگے سے گزر جائیں تو) نماز کو کاٹ دیتے ہیں۔[1] لیکن درج بالا حدیث سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ استدلال کیا ہے کہ عورت آدمی کی نماز نہیں کاٹتی، کیونکہ جب وہ لیٹی ہوئی نماز نہیں کاٹتی تو گزرتے ہوئے کیسے کاٹ سکتی ہے؟ اس مسئلے کو اہل علم نے یوں سلجھانے کی کوشش کی ہے کہ ایک تو گزرنے کو لیٹنے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا یعنی دونوں الگ چیزیں ہیں اور دونوں کا الگ حکم ہے۔ دوسرے نماز کاٹنے کی علت وہ تشویش ہے جو عورت کے گزرنے سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ لیٹنے سے، مزید برآں جب وہ عورت نظر بھی نہ آ رہی ہو تو تشویش کی کوئی صورت ہی باقی نہیں رہتی جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہی بیان ہے کہ ان دنوں چراغ نہیں ہوتے تھے (جیسا کہ آئندہ حدیث نمبر ۲۹۲ میں ہے)۔

۲۸۹۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَاَنَا رَاقِدَةٌ مُعْتَرِضَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ، فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُوتِرَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے رہتے اور میں (آپ کے سامنے) بچھونے پر آڑی سوتی ہوئی پڑی ہوتی۔ جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے بھی جگا دیتے اور میں بھی

---

۲۸۸۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 22 باب الصلاة على الفراش (382) مسلم (512) ابن ماجه (956)۔

۲۸۹۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 103 باب الصلاة خلف النائم۔

[1] [مسلم: كتاب الصلاة (511)]

اَيقظنِي فَاَوْتَرْتُ۔

وتر پڑھ لیتی۔

۲۹۰۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَهَا (عَائِشَةَ) مَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ، الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ، فَقَالَتْ: شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ! وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي وَاِنِّي عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، مُضْطَجِعَةً، فَتَبْدُو لِي الْحَاجَةُ فَاَكْرَهُ اَنْ اَجْلِسَ فَاُوْذِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَاَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ۔

مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ان چیزوں کا ذکر ہوا جو نماز کو توڑ دیتی ہیں۔ یعنی کتا، گدھا اور عورت۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ہمیں گدھوں اور کتوں کے برابر کر دیا۔ حالانکہ اللہ کی قسم! خود نبی کریم ﷺ اس طرح نماز پڑھتے تھے کہ چار پائی پر آپ کے اور قبلہ کے بیچ میں میں لیٹی رہتی تھی۔ مجھے کوئی ضرورت پیش آتی اور چونکہ یہ بات مجھے پسند نہ تھی کہ آپ کے سامنے (جب کہ آپ نماز پڑھ رہے ہوں) بیٹھوں اور اس طرح آپ کو تکلیف ہو اس لئے میں آپ کے پاؤں کی طرف سے خاموشی کے ساتھ نکل جاتی تھی۔

**لغوی توضیح** شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحُمُرِ وَالْكِلَابِ تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں کے مشابہ بنا دیا ہے۔ یعنی یہ کہہ کر کہ عورت، گدھا اور کتا نماز کو کاٹ دیتے ہیں۔ فَاَنْسَلُّ میں چپکے سے نکل گئی۔

۲۹۱۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: اَعَدَلْتُمُوْنَا بِالْكَلْبِ وَالْحِمَارِ؟ لَقَدْ رَاَيْتُنِي مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيْرِ فَيَجِيْءُ النَّبِيُّ ﷺ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيْرَ، فَيُصَلِّي، فَاَكْرَهُ اَنْ اَسْنَحَهُ فَاَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ السَّرِيْرِ حَتّٰى اَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِي۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ تم لوگوں نے ہم عورتوں کو کتوں اور گدھوں کے برابر بنا دیا۔ حالانکہ میں چار پائی پر لیٹی ہوتی تھی اور نبی کریم ﷺ تشریف لاتے اور چار پائی کے بیچ میں آ جاتے (یا چار پائی کو اپنے اور قبلہ کے بیچ میں کر لیتے) پھر نماز پڑھتے۔ مجھے آپ کے سامنے پڑے رہنا برا معلوم ہوتا، اس لئے میں پائینتی کی طرف سے کھسک کر لحاف سے باہر نکل جاتی۔

۲۹۲۔ حدیث عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ، فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، قَالَتْ: وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے سامنے سو جایا کرتی تھی میرے پاؤں آپ کے سامنے (پھیلے ہوئے) ہوتے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو پاؤں کو ہلکے سے دبا دیتے اور میں انہیں سکیڑ لیتی۔ پھر جب قیام فرماتے تو میں انہیں پھیلا لیتی۔ اس زمانہ میں گھروں کے اندر چراغ نہیں ہوتے تھے۔

۲۹۰۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 105 باب من قال لا يقطع الصلاة شيء۔

۲۹۱۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 99 باب الصلاة إلى السرير۔

۲۹۲۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 104 باب التطوع خلف المراة۔

٢٩٣ - حديث مَيْمُوْنَةَ رضي الله عنها ' قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي وَاَنَا حِذَاءَهُ وَاَنَا حَائِضٌ ' وَرُبَّمَا اَصَابَنِي ثَوْبُهُ اِذَا سَجَدَ ۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ نماز پڑھتے اور میں حائضہ ہونے کے باوجود آپ کے سامنے ہوتی۔ اکثر جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھے چھو جاتا۔

## (52) باب الصلاة فی ثوب واحد وصفة لبسه

## ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان اور اس کے پہننے کی صورت

٢٩٤ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ! )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک پوچھنے والے نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا ( کچھ برا نہیں ) بھلا کیا تم میں ہر شخص کے پاس دو کپڑے ہیں؟

**لغوی توضیح** اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟ یعنی ہر ایک کے پاس دو کپڑے نہیں اور اگر یہ واجب کر دیئے گئے تو جس کے پاس دو کپڑے نہیں ہوں گے وہ نماز نہیں پڑھ سکے گا، جس سے حرج و تنگی پیدا ہوگی، جبکہ قرآن میں ہے کہ ''اور اللہ نے تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔'' [ الحج : ۷۸ ] معلوم ہوا کہ ایک کپڑے میں بھی نماز ہو جاتی ہے، لیکن یاد رہے کہ اس کپڑے کا کوئی حصہ کندھے پر ہونا بھی ضروری ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔ البتہ اگر کپڑا وسیع نہ ہو تنگ ہو تو پھر صرف تہبند ( جس نے ستر ڈھانپا ہو ) میں بھی نماز ہو جاتی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر کپڑا تنگ ہو تو اس کے ساتھ ازار ( تہبند ) ہی باندھ لو۔[1] مزید برآں یہ بھی معلوم ہوا کہ سر پر ٹوپی یا پگڑی پہننے کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے، البتہ بالغ لڑکی کی نماز اوڑھنی ( دوپٹے وغیرہ ) کے بغیر نہیں ہوتی۔[2]

٢٩٥ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( لَا يُصَلِّي اَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى عَاتِقَيْهِ شَيْءٌ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کو بھی ایک کپڑے میں نماز اس طرح نہ پڑھنی چاہیے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو۔

٢٩٦ - حديث عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے

---

٢٩٣ - البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 19 باب إذا اصاب ثوب المصلي امرأته إذا سجد (333) مسلم (513) ابو داود (656)۔
٢٩٤ - البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 4 باب الصلاة فی الثوب الواحد ملتحفًا به (358) مسلم (515) ابو داود (625)۔
٢٩٥ - البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 5 باب إذا صلى فی الثوب الواحد فليجعل على عاتقيه ، مسلم (516)۔
٢٩٦ - البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 4 باب الصلاة فی الثوب الواحد ملتحفًا به (354) مسلم (517) ترمذی (339)۔

---

[1] [بخاری (361) مسلم (3010)] [2] [صحیح: صحیح أبو داود (596) أبو داود (641)]

ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ، فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ۔

دیکھا آپ اسے لپیٹے ہوئے تھے اور اس کے دونوں کناروں کو دونوں کاندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

۲۹۷۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَقَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ۔

محمد بن منکدر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا اور انہوں نے بتلایا کہ میں نے نبی ﷺ کو بھی ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

# [5] كتاب المساجد ومواضع الصلاة
## مساجد اور نماز کی جگہوں کے مسائل

۲۹۸۔ حدیث أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه، قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلَ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)) قَالَ: قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى)) قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: ((أَرْبَعُوْنَ سَنَةً: ثُمَّ أَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ بَعْدُ، فَصَلِّ، فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيْهِ))۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! سب سے پہلے روئے زمین پر کون سی مسجد بنی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد حرام۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے عرض کیا اور اس کے بعد؟ فرمایا کہ مسجد اقصی (بیت المقدس)۔ میں نے عرض کیا ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا فاصلہ رہا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ چالیس سال۔ پھر فرمایا اب جہاں بھی تجھ کو نماز کا وقت ہو جائے وہاں نماز پڑھ لے۔ بڑی فضیلت نماز پڑھنا ہے۔

**لغوی توضیح** فَإِنَّ الْفَضْلَ فِيْهِ یعنی فضیلت تو اسی میں ہے کہ جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے اسے وہیں پڑھ لیا جائے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اول وقت نماز کی پابندی کرنی چاہیے۔

۲۹۹۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیا کو نہیں دی گئی تھیں۔ پہلی یہ کہ ایک مہینے کی راہ سے میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی، دوسری یہ کہ میرے لئے تمام زمین میں نماز پڑھنے اور

۲۹۷۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 3 باب عقد الإزار على القفا في الصلاة، مسلم (518) مؤطا (322)۔
۲۹۸۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 10 باب حدثنا موسى بن إسماعيل (3366) مسلم (520) ابن ماجه (753)۔
۲۹۹۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 56 باب قول النبي ﷺ جعلت لي الارض مسجدًا وطهورًا (335) مسلم (521)۔

شَهْرٍ ' وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ ' وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ ' وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً ' وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ ))۔

پاکی حاصل کرنے کی اجازت ہے۔اس لئے میری امت کے جس آدمی کی نماز کا وقت (جہاں بھی) آ جائے اسے (وہیں) نماز پڑھ لینی چاہیے، تیسری یہ کہ میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا' چوتھی یہ کہ پہلے انبیا خاص اپنی قوموں کی ہدایت کے لئے بھیجے جاتے تھے لیکن مجھے دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ پانچویں یہ کہ مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔

**لغوی توضیح** نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ یعنی دشمن ابھی ایک ماہ کے فاصلے پر ہوتا ہے مگر اس کے دل میں میرا خوف ڈال دیا جاتا ہے۔ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ ...... طَهُوْرًا زمین کو میرے لیے پاک کرنے والی بنایا گیا ہے، مراد مٹی ہے۔ أُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا، پہلے لوگوں کے لیے مال غنیمت کھانا حلال نہیں تھا بلکہ ایک آگ آتی جو اسے جلا دیتی۔ أُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ مجھے شفاعت دی گئی، یعنی وہ شفاعت جس کے ذریعے آپ ﷺ روز قیامت اپنے گناہگار امتیوں کو جہنم سے نکلوا کر جنت میں داخل کرائیں گے۔

۳۰۰۔ **حديث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ ' وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ ' فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِيْ ))۔

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: وَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جامع کلام (جس کی عبارت مختصر اور فصیح و بلیغ ہو اور معنی بہت وسیع ہوں) دے کر بھیجا گیا ہے اور رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے، میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تو (اپنے رب کے پاس) جا چکے اور (جن خزانوں کی وہ کنجیاں تھیں) انہیں اب تم نکال رہے ہو۔

**لغوی توضیح** أَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا تم انہیں نکال رہے ہو، مراد یہ ہے کہ کچھ اموال اور خزانے ایسے بھی ہیں جو آپ ﷺ کی وفات کے بعد حاصل ہوئے، آپ ﷺ تو چلے گئے مگر تم ان سے فائدہ اٹھا رہے ہو۔

## (1) باب ابتناء مسجد النبي ﷺ

## مسجد نبوی کی تعمیر کا بیان

۳۰۱۔ **حديث** أَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ ' فَنَزَلَ أَعْلَى الْمَدِيْنَةِ فِي حَيٍّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہاں کے بلند حصہ میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں

۳۰۰۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 122 باب قول النبي ﷺ نصرت بالرعب مسيرة شهر ، مسلم (523)۔
۳۰۱۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 48 باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ۔(234) مسلم (524) ترمذی (350)۔

يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَأَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ فَجَائُوْا مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ، وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ، وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ، حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ، وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ، وَأَنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ، فَقَالَ: ((يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا)) قَالُوْا: لَا وَاللّٰهِ! لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ، قَالَ أَنَسٌ: فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ: قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ، وَفِيهِ خَرِبٌ، وَفِيهِ نَخْلٌ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ، ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ۔ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ، وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ، وَجَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ وَالنَّبِيُّ ﷺ مَعَهُمْ وَهُوَ يَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ))۔

اترے اور یہاں چوبیس رات قیام فرمایا۔ پھر آپ نے بنونجار کو بلا بھیجا تو وہ لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا گویا میری نظروں کے سامنے نبی ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما ہیں' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور بنونجار کے لوگ آپ کے چاروں طرف ہیں۔ یہاں تک کہ آپ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے اترے اور آپ یہ پسند کرتے تھے کہ جہاں بھی نماز کا وقت آ جائے فوراً نماز ادا کر لیں آپ بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے' پھر آپ نے یہاں مسجد بنانے کے لئے فرمایا چنانچہ بنونجار کے لوگوں کو آپ نے بلوا کر فرمایا، اے بنونجار! تم اپنے اس باغ کی قیمت مجھ سے لے لو۔ انہوں نے جواب دیا نہیں یارسول اللہ! اس کی قیمت ہم صرف خداوند تعالیٰ سے مانگتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جیسا کہ تمہیں بتا رہا تھا یہاں مشرکین کی قبریں تھیں اس باغ میں ایک ویران جگہ تھی اور کچھ کھجور کے درخت۔ نبی ﷺ نے مشرکین کی قبروں کو اکھڑوا دیا' ویرانہ کو صاف اور برابر کرایا اور درختوں کو کٹوا کر ان کی لکڑیوں کو مسجد کے قبلہ کی جانب بچھا دیا اور پتھروں کے ذریعہ انہیں مضبوط بنا دیا۔ صحابہ پتھر اٹھاتے ہوئے رجز پڑھتے تھے اور نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے اور یہ کہہ رہے تھے ''اے اللہ! آخرت کے فائدہ کے علاوہ اور کوئی فائدہ نہیں۔ پس انصار و مہاجرین کی مغفرت فرمائیو۔''

**لغوی توضیح:** مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ تلواروں کو گردنوں میں لٹکائے ہوئے۔ أَبُوبَكْرٍ رِدْفُهُ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اونٹنی پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے کے سامنے کھلی جگہ میں۔ يَرْتَجِزُوْنَ رجز پڑھتے، جو شعر کی ایک قسم ہے۔ معلوم ہوا کہ کام کے وقت چستی ونشاط کی غرض سے شعر پڑھے جا سکتے ہیں۔

## (2) باب تحويل القبلة من القدس الى الكعبة

## بیت المقدس کی بجائے کعبہ کا قبلہ مقرر کیا جانا

۳۰۲۔ حديث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سولہ یا

۳۰۲۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 31 باب التوجه نحو القبلة حيث كان (40) مسلم (525) ترمذی (340)۔

: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ' وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ اَنْ يُوَجَّهَ اِلَى الْكَعْبَةِ ' فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ﴾ فَتَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَقَالَ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ ' وَهُمُ الْيَهُوْدُ ـ مَاوَلّٰاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوْا عَلَيْهَا ؟ قُلْ : لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ـ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ مَا صَلّٰى ' فَمَرَّ عَلٰى قَوْمٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ يُصَلُّوْنَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ' فَقَالَ هُوَ يَشْهَدُ اَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَّهُ تَوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَتَحَرَّفَ الْقَوْمُ حَتّٰى تَوَجَّهُوْا نَحْوَ الْكَعْبَةِ ـ

سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں اور رسول اللہ ﷺ دل سے چاہتے تھے کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں ۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''ہم آپ کا آسمان کی طرف بار بار چہرہ اٹھانا دیکھتے ہیں'' [البقرہ:۱۴۴] پھر آپ نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا اور احمقوں نے جو یہودی تھے کہنا شروع کیا کہ ''انہیں اگلے قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی کی ملکیت ہے مشرق بھی اور مغرب بھی ، اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی ہدایت کر دیتا ہے ۔[البقرہ:۱۴۲] (جب قبلہ بدلا تو) ایک شخص نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ۔ پھر نماز کے بعد وہ چلے اور انصار کی ایک جماعت پر ان کا گذر ہوا جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے ۔ انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ وہ نماز پڑھی ہے جس میں آپ نے موجودہ قبلہ (کعبہ) کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے ۔ پھر وہ جماعت (نماز میں ہی) مڑ گئی اور کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔

**فہم الحدیث:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غیر قبلہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہو اور اسے کوئی قبلہ کی صحیح سمت بتائے تو اسے نماز میں ہی پھر جانا چاہیے ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شرعی مسئلہ کے اثبات کے لیے ایک آدمی کی شہادت بھی قابل قبول ہے ۔ علاوہ ازیں جس مسجد میں تحویل قبلہ کا یہ واقعہ پیش آئے اس کا نام مسجد قبلتین (یعنی دو قبلوں والی مسجد) معروف ہو گیا کیونکہ اس میں نبی ﷺ نے ایک نماز دو قبلوں کی طرف رخ کر کے پڑھی تھی۔

۳۰۳ـ **حديث** الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ' ثُمَّ صُرِفُوْا نَحْوَ الْقِبْلَةِ ـ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔

۳۰۴ـ **حديث** عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' قَالَ : بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ اِذْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ لوگ قبا میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک آنے والا آیا ۔ اس نے بتایا کہ رسول اللہ

۳۰۳ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 2 سورة البقرة: 18 باب ولكل وجهة هو موليها ـ

۳۰۴ـ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 32 باب ما جاء في القبلة (403) مسلم (526) ترمذى (341) دارمى (1234)ـ

جَـائَهُـمْ آتٍ ' فَقَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ ' وَقَدْ اُمِرَ اَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ ' فَاسْتَقْبِلُوْهَا ' وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ ' فَاسْتَدَارُوا اِلَى الْكَعْبَةِ ۔

(ﷺ) پر کل وحی نازل ہوئی ہے اور انہیں (نماز میں) کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوگیا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے بھی کعبہ کی جانب اپنے منہ کرلئے۔ اس وقت وہ شام کی جانب منہ کئے ہوئے تھے اس لئے وہ سب کعبہ کی جانب گھوم گئے۔

## (3) باب النهي عن بناء المساجد على القبور

## قبروں پر مساجد بنانے کی ممانعت

۳۰۵۔ حدیث عَائِشَةَ ' اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ وَاُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيْسَةً رَاَتَاهَا بِالْحَبْشَةِ ' فِيْهَا تَصَاوِيْرُ ' فَذَكَرَتَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ: ((اِنَّ اُولٰٓئِكَ اِذَا كَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ ' بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ' وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ ' فَاُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں نے ایک کلیسا کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ اس میں مورتیں تھیں انہوں نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے بھی کیا تو آپ نے فرمایا، ان کا یہ قاعدہ تھا کہ اگر ان میں کوئی نیکو کار شخص مر جاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہی مورتیں بنا دیتے، یہ لوگ خدا کی درگاہ میں قیامت کے دن تمام مخلوق میں برے ہوں گے۔

**لغوی توضیح** وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اس میں یہ تصویریں (مورتیں) بنا دیتے۔ ان کا تصویریں بنانے کا مقصد صرف عبادت وریاضت میں ان نیک لوگوں جیسا بننے کی کوشش کرنا تھا، لیکن ان کے بعد جو لوگ آئے شیطان نے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ تمہارے اسلاف تو انہی تصویروں کو پوجا کرتے تھے، یوں ان کی عبادت شروع ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم کی غرض سے تصاویر بنانا حرام ہے۔

۳۰۶۔ حدیث عَائِشَةَ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ : (( لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى ' اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ )) ۔ قَالَتْ : وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَاَبْرَزُوا قَبْرَهُ ' غَيْرَ اَنِّي اَخْشٰى اَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر ایسا ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلی رہتی (اور حجرے میں نہ ہوتی) کیونکہ مجھے ڈر اس کا ہے کہ کہیں آپ کی قبر بھی مسجد نہ بنالی جائے۔

۳۰۷۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' اَنَّ رَسُوْلَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

۳۰۵۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 48 باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ...(427) مسلم (528) نسائي (703)۔
۳۰۶۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 62 باب ما يكره من اتخاذ المساجد على القبور (1330) مسلم (529) ۔
۳۰۷۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 55 باب حدثنا ابو اليمان (437) مسلم (530) ابوداود (3227) بيهقي (4/ 80)۔

اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ، اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ )) ۔

یہودیوں پر خدا کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مساجد بنالیا۔

۳۰۸۔ حدیث عَائِشَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ﷺ، قَالَا: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ، وَهُوَ كَذٰلِكَ: (( لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى، اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ )) يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا ۔

حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مرض الوفات میں اپنی چادر کو بار بار چہرے پر ڈالتے ۔ جب کچھ افاقہ ہوتا تو چادر ہٹا دیتے ۔ آپ نے اسی اضطراب و پریشانی کی حالت میں فرمایا، یہود و نصاریٰ پر خدا کی پھٹکار ہو کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ آپ ﷺ یہ فرما کر امت کو ایسے کاموں سے ڈراتے تھے۔

**فهم الحديث** مرض الموت میں نبی ﷺ کا قبروں کو مساجد بنانے سے روکنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے ۔ قبروں کو مساجد بنانے کے تین معانی بیان کیے گئے ہیں: ① قبروں پر نماز پڑھنا یعنی ان پر سجدہ کرنا ۔ ② قبروں کی طرف رخ کر کے سجدہ کرنا، نماز پڑھنا اور دعا وغیرہ کرنا۔ ③ قبروں پر مساجد تعمیر کرنا اس غرض سے کہ ان میں نماز ادا کی جائے ۔ شیخ البانی ؒ نے یہ تینوں معانی ذکر کر کے صحیح احادیث سے ان تینوں کو ثابت کیا ہے ۔ ملاحظہ فرمائیے: تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد۔

## (4) باب فضل بناء المساجد والحث عليها

## مساجد کی تعمیر کی فضیلت اور ترغیب کا بیان

۳۰۹۔ حدیث عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ؓ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ، اَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ، عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيْهِ، حِيْنَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُوْلِ ﷺ: اِنَّكُمْ اَكْثَرْتُمْ، وَاِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: (( مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ )) ۔

عبیداللہ خولانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان ؓ نے مسجد نبوی کی تعمیر کے متعلق لوگوں کی باتوں کو سن کر فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت زیادہ باتیں کی ہیں۔ حالانکہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے مسجد بنائی اس سے مقصود اللہ پاک کی رضا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی ایک مکان جنت میں اس کے لئے بنائے گا۔

**فهم الحديث** ایک روایت میں ہے کہ جس نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اللہ اس کے لیے جنت میں اس سے وسیع گھر بنائیں گے۔[1] اور جس روایت میں ہے کہ جس نے مسجد بنائی خواہ چھوٹی یا بڑی اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے، وہ ضعیف ہے۔[2]

---

۳۰۸۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 55 باب حدثنا ابو اليمان (435) مسلم (531) نسائي (702) ۔

۳۰۹۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 65 باب من بنى مسجدًا (450) مسلم (533) ابن ماجه (736) ۔

① [صحيح : السلسلة الصحيحة (3445)]

② [ضعيف : ضعيف الجامع (5509)]

## (5) باب الندب الى وضع الايدى على الركب فى الركوع و نسخ التطبيق

## رکوع میں ہاتھوں کا گھٹنوں پر رکھنا مستحب اور تطبیق کا حکم منسوخ ہو گیا ہے

۳۱۰۔ حديث سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ ﷺ قَالَ مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ: صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ اَبِي فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ، ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ، فَنَهَانِي اَبِي، وَقَالَ: كُنَّا نَفْعَلُهُ فَنُهِينَا عَنْهُ، وَاُمِرْنَا اَنْ نَضَعَ اَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے مصعب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے پہلو میں نماز پڑھی اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر رانوں کے درمیان رکھ لیا۔ اس پر میرے باپ نے مجھے ٹوکا اور فرمایا کہ ہم بھی پہلے اسی طرح کرتے تھے لیکن بعد میں اس سے روک دیے گئے اور یہ حکم ہوا کہ ہم اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھیں۔

**لغوی توضیح** التَّطْبِيق اس سے مراد یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا اور پھر انہیں دونوں رانوں کے درمیان داخل کر لینا۔ ہاتھوں کی یہ کیفیت رکوع کی حالت میں اختیار کی جاتی تھی لیکن بعد میں یہ طریقہ منسوخ ہو گیا اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کا حکم دے دیا گیا۔

## (7) باب تحريم الكلام فى الصلاة ونسخ ماكان من اباحته

## نماز میں باتیں کرنا حرام ہے، پہلے اجازت تھی جو منسوخ ہو گئی ہے

۳۱۱۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ، قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا، وَقَالَ: (( إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شُغْلًا ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (پہلے) نبی ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور ہم سلام کرتے تو آپ اس کا جواب دیتے تھے۔ جب ہم نجاشی کے یہاں سے واپس ہوئے تو ہم نے (پہلے کی طرح نماز ہی میں) سلام کیا۔ لیکن اس وقت آپ نے جواب نہیں دیا۔ بلکہ (نماز سے فارغ ہو کر) فرمایا کہ نماز میں آدمی کو فرصت کہاں۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نماز میں گفتگو منع ہے۔ لہٰذا جو کوئی بھی جان بوجھ کر نماز میں گفتگو کرے گا اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ حافظ ابن حجرؒ اور امام شوکانیؒ نے اس پر اہل علم کا اجماع نقل فرمایا ہے۔[1] علاوہ ازیں اگر کوئی بھول کر کلام کر بیٹھے تو نماز باطل نہیں ہوتی کیونکہ فرمانِ نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطایا بھول کر کیے جانے والے گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔[2]

۳۱۲۔ حديث زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ ﷺ، قَالَ:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پہلے ہم نماز پڑھتے ہوئے

---

۳۱۰۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 118 باب وضع الاکف علی الرکب فی الرکوع، مسلم (535) ترمذی (259)۔

۳۱۱۔ البخاری فی: 21 کتاب العمل فی الصلاة: 2 باب ما ینهی من الکلام فی الصلاة (1199) مسلم (538)۔

۳۱۲۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 2 سورة البقرة: 43 باب وقوموا الله قانتین ای مطیعین (1200) مسلم (539)۔

---

[1] [فتح الباري (3/ 90) نيل الأوطار (2/ 158)]

[2] [صحيح : صحيح ابن ماجة (1662)]

كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ ' يُكَلِّمُ اَحَدُنَا اَخَاهُ فِي حَاجَتِهِ ' حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ ﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ﴾ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ۔

بات بھی کرلیا کرتے تھے کوئی بھی شخص اپنے دوسرے بھائی سے اپنی کسی ضرورت کے لیے بات کر لیتا تھا' یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی "سب ہی نمازوں کی پابندی رکھو اور خاص طور پر بیچ والی نماز کی اور اللہ کے سامنے فرماں برداروں کی طرح کھڑے ہوا کرو" [البقرة:۲۳۸] اس آیت کے ذریعہ ہمیں نماز میں چپ رہنے کا حکم دے دیا گیا۔

۳۱۳۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ' قَالَ : بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ لَهُ ' فَانْطَلَقْتُ ' ثُمَّ رَجَعْتُ وَقَدْ قَضَيْتُهَا ' فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ ' فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مَا اللّٰهُ اَعْلَمُ بِهِ ' فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ عَلَيَّ اَنِّي اَبْطَاْتُ عَلَيْهِ ' ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي اَشَدُّ مِنَ الْمَرَّةِ الْاُوْلَى ' ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ ' وَقَالَ اِنَّمَا مَنَعَنِي اَنْ اَرُدَّ عَلَيْهِ اَنِّي كُنْتُ اُصَلِّي وَكَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُتَوَجِّهًا اِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی ایک ضرورت کے لئے (غزوۂ بنی مصطلق میں) بھیجا۔ میں جا کر واپس آیا۔ میں نے کام پورا کر دیا تھا۔ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو سلام کیا۔ لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میرے دل میں اللہ جانے کیا بات آئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید رسول اللہ ﷺ مجھ پر اس لئے خفا ہیں کہ میں دیر سے آیا ہوں۔ میں نے پھر دوبارہ سلام کیا اور جب اس مرتبہ بھی آپ نے کوئی جواب نہ دیا تو اب میرے دل میں پہلے سے بھی زیادہ خیال آیا۔ پھر میں نے (تیسری مرتبہ) سلام کیا اور اب آپ نے جواب دیا اور فرمایا کہ پہلے دو بار جو میں نے جواب نہ دیا تو اس وجہ سے تھا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور آپ اس وقت اپنی اونٹنی پر تھے اور اس کا رخ قبلہ کی طرف نہ تھا بلکہ دوسری طرف تھا۔

**لغوی توضیح** مُتَوَجِّهًا اِلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ قبلہ کے علاوہ کسی اور جانب رخ کیے ہوئے تھے۔ دراصل نبی ﷺ کی عادت تھی کہ آپ دورانِ سفر اپنی سواری پر نفل ادا کیا کرتے تھے، آپ تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ رخ ہو جاتے لیکن پھر سواری کا رخ جس طرف بھی ہوتا آپ نماز جاری رکھتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سواری پر بھی نفل نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

## (8) باب جواز لعن الشيطان في اثناء الصلاة

## نماز ادا کرتے ہوئے شیطان پر لعنت بھیجنا جائز ہے

۳۱٤۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ (( اِنَّ عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، گذشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا۔ وہ میری نماز میں خلل ڈالنا

۳۱۳۔ البخاري في: 21 كتاب العمل في الصلاة: 15 باب لا يردّ السلام في الصلاة (1217) مسلم (540)۔

۳۱٤۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 75 باب الاسير او الغريم يربط في المسجد (461) مسلم (541) بغوى (746)۔

عَلَى الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلَاةَ ' فَأَمْكَنَنِي اللّٰهُ مِنْهُ ' فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا وَتَنْظُرُوا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ ' فَذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ ﴿رَبِّ هَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي﴾ فَرَدَّهُ خَاسِئًا)) ۔

چاہتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا۔ اور میں نے سوچا کہ مسجد کے کسی ستون کے ساتھ اسے باندھ دوں تا کہ صبح کو تم سب بھی اسے دیکھو پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آ گئی'' اے میرے رب! مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما دے جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو''۔[ص:۳۵] پھر آنحضرت ﷺ نے اس شیطان کو ذلیل کر کے دھتکار دیا۔

**لغوی توضیح** عِفْرِيت خبیث سرکش جن۔ تَفَلَّتَ اچانک سامنے آ گیا۔ سَارِيَة ستون۔ خَاسِئًا ذلیل ورسوا کر کے۔ معلوم ہوا کہ اگر نماز میں کوئی چیز خلل ڈال رہی ہو تو اسے حسب ضرورت ہٹایا جا سکتا ہے، اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

## (9) باب جواز حمل الصبيان في الصلاة

## نماز پڑھتے ہوئے بچوں کو اٹھا لینا درست ہے

۳۱۵۔ حديث أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ ' فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا ' وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۔

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ کو نماز پڑھتے وقت اٹھائے رہتے تھے۔ ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی حدیث میں ہے کہ جب سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے۔

**فہم الحدیث** یہ حدیث ثبوت ہے کہ نماز میں بچے یا بچی کو اٹھا لیا جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی خواہ فرض ہو یا نفل اور خواہ پڑھنے والا منفرد ہو یا مقتدی یا امام۔ جیسا کہ صحیح مسلم کی اسی حدیث کے تحت ہے کہ آپ ﷺ امامت کراتے ہوئے اپنی نواسی کو اٹھاتے تھے۔ اور آپ ﷺ کا عمل ہر طرح کے نمازی کے لیے اس عمل کے جواز کا ثبوت ہے۔

## (10) باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلاة

## نماز پڑھتے ہوئے ضرورت سے دو ایک قدم چل لینا جائز ہے

۳۱٦۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه ' قَالَ أَبُوْ حَازِمِ بْنُ دِيْنَارٍ : إِنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ ' وَقَدِ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ ' مِمَّ عُوْدُهُ ' فَسَأَلُوْهُ عَنْ ذَلِكَ '

ابو حازم بن دینار رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان کا آپس میں اس (بات) پر اختلاف تھا کہ منبر نبوی کی لکڑی کس درخت کی تھی۔ اس لئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا خدا گواہ

۳۱۵۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 106 باب إذا حمل جارية صغيرة على عنقه في الصلاة (516) مسلم (543)۔

۳۱٦۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 26 باب الخطبة على المنبر (377) مسلم (544) ابو داود (1080)۔

فَقَالَ : وَاللّٰهِ ! اِنِّي لَاَعْرِفُ مِمَّا هُوَ ، وَلَقَدْ رَاَيْتُهُ اَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ ، وَاَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔ اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى فُلَانَةٍ (امْرَاَةٍ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ) : ((مُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ اَنْ يَعْمَلَ لِي اَعْوَادًا اَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ اِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ)) فَاَمَرَتْهُ فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا ، فَاَرْسَلَتْ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هٰهُنَا ثُمَّ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى عَلَيْهَا ، وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا ، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا ، ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرَى ، فَسَجَدَ فِي اَصْلِ الْمِنْبَرِ ، ثُمَّ عَادَ ، فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ، فَقَالَ : ((اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَاْتَمُّوْا بِي وَلِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِي)) ۔

ہے میں جانتا ہوں کہ منبر نبوی کس لکڑی کا تھا۔ پہلے دن جب وہ رکھا گیا اور سب سے پہلے جب اس پر رسول اللہ ﷺ بیٹھے تو میں اس کو بھی جانتا ہوں ۔ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی فلاں عورت کے پاس جن کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نام بھی بتایا تھا ایک آدمی کو بھیجا کہ وہ اپنے بڑھئی غلام سے میرے لئے لکڑیاں جوڑ دینے کے لئے کہیں تا کہ مجھے لوگوں سے کچھ کہنا ہو تو اس پر بیٹھا کروں ۔ چنانچہ انہوں نے اپنے غلام سے کہا اور وہ غابہ کے جھاؤ کی لکڑی سے اسے بنا کر لایا۔ انصاری خاتون نے اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا آنحضور ﷺ نے اسے یہاں رکھوایا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی پر (کھڑے ہوکر) نماز پڑھائی ۔ اسی پر کھڑے کھڑے تکبیر کہی۔ اسی پر رکوع کیا پھر الٹے پاؤں لوٹے اور منبر کی جڑ میں سجدہ کیا اور پھر دوبارہ اسی طرح کیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو خطاب فرمایا۔ لوگو! میں نے یہ اس لئے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری طرح نماز پڑھنی سیکھ لو۔

**لغوی توضیح** اِمْتَرَوْا اختلاف کیا، جھگڑا کیا۔ طَرْفَاء جھاؤ کا درخت۔ اَلْغَابَة مدینہ کے شمال میں ایک جگہ کا نام۔ اَلْقَهْقَرَى پیچھے کو چلتے ہوئے، تا کہ قبلہ کو پشت نہ ہو۔ فَسَجَدَ فِي اَصْلِ الْمِنْبَرِ منبر کی جڑ میں سجدہ کیا، یعنی زمین پر منبر کی سب سے نچلی سیڑھی کی جانب۔ لِتَعَلَّمُوْا صَلَاتِي تا کہ تم میری طرح نماز پڑھنی سیکھ لو۔ اس سے معلوم ہوا کہ منبر پر نماز پڑھنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ بھی آپ کو نماز پڑھتے دیکھ لیں جو زمین پر آپ کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس حدیث میں یہ ثبوت موجود ہے کہ تعلیم کی غرض سے نماز پڑھانا درست ہے، اسی طرح دورانِ نماز تھوڑی بہت حرکت نقصان نہیں دیتی۔

## (11) باب كراهة الاختصار في الصلاة

## دورانِ نماز کمر پر ہاتھ رکھنا منع ہے

۳۱۷۔ حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : نُهِيَ اَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

**لغوی توضیح** مُخْتَصِرًا اختصار یہ ہے کہ آدمی اپنی کمر پر یا پہلو پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھ رہا ہو۔

۳۱۷۔ البخاري في: 21 كتاب العمل في الصلاة: 17 باب الخصر في الصلاة (1219) مسلم (545) ترمذی (383)۔

## (12) باب كراهة مسح الحصى وتسوية التراب فى الصلاة

## نماز ادا کرتے ہوئے کنکریاں ہٹانا اور مٹی صاف کرنا منع ہے

۳۱۸۔ حدیث مُعَيْقِيبٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: فِی الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ، قَالَ: (( اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً ))۔

حضرت معیقیب بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک شخص سے جو ہر مرتبہ سجدہ کرتے ہوئے کنکریاں برابر کرتا تھا فرمایا کہ اگر ایسا کرنا ہے تو صرف ایک ہی بار کر (کیونکہ بار بار ایسا کرنا نماز میں خشوع وخضوع کے خلاف ہے)۔

## (13) باب النهى عن البصاق فى المسجد فى الصلاة وغيرها

## مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے یا نماز کے علاوہ تھوکنے کی ممانعت

۳۱۹۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاَى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: (( اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهِ، فَاِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهِ اِذَا صَلَّى ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی دیوار پر تھوک دیکھا۔ آپ نے اسے کھرچ ڈالا اور لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز میں ہو تو سامنے نہ تھوکے کیونکہ نماز میں منہ کے سامنے اللہ عزوجل ہوتا ہے۔

**لغوی توضیح** بُصَاق تھوک۔ فَحَكَّهُ اسے کھرچ ڈالا۔

۳۲۰۔ حدیث اَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَبْصَرَ نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ، ثُمَّ نَهَى اَنْ يَبْزُقَ الرَّجُلُ بَيْنَ يَدَيْهِ، اَوْعَنْ يَمِيْنِهِ، وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ، اَوْتَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے مسجد کے قبلہ کی دیوار پر بلغم دیکھا تو آپ نے اسے کنکری سے کھرچ ڈالا۔ پھر فرمایا، کوئی شخص سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکے، البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک لینا چاہیے۔

۳۲۱۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبِي سَعِيْدٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاَى نُخَامَةً فِي جِدَارِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ حَصَاةً فَحَكَّهَا، فَقَالَ:

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک کنکری لی اور اسے صاف کر دیا۔ پھر فرمایا، جب کوئی شخص تھوکے تو

۳۱۸۔ البخاری فی: 21 کتاب العمل فی الصلاۃ 8 باب مسح الحصا فی الصلاۃ (1207) مسلم (546) ابوداود (946)۔

۳۱۹۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 33 باب حکّ البزاق بالید من المسجد (406) مسلم (547) ابن ماجہ (763)۔

۳۲۰۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 36 باب لیبزق عن یسارہ او تحت قدمہ الیسری (408) مسلم (548)۔

۳۲۱۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 34 باب حکّ المخاط بالحصی من المسجد۔

(( إِذَا تَنَخَّمَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ، وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى ))۔

اسے سامنے یا دائنی طرف نہ تھوکنا چاہیے البتہ بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک لے۔

۳۲۲۔ حدیث عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ مُخَاطًا، أَوْ بُصَاقًا، أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی دیوار پر رینٹ (ناک کا مواد) یا تھوک یا بلغم دیکھا تو اسے کھرچ ڈالا۔

**لغوی توضیح** مُخَاط ناک کا ریشہ۔ بُصَاق تھوک۔ نُخَامَة بلغم جو سینے سے آئے۔

۳۲۳۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلٰكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مومن جب نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے اس لئے وہ اپنے سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکے۔ ہاں بائیں طرف یا پاؤں کے نیچے تھوک لے۔

۳۲۴۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے (زمین میں) چھپا دینا ہے۔

**فهم الحديث** یہ حدیث بظاہر سابقہ روایات کے خلاف معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں مطلقاً مسجد میں تھوکنے کو گناہ کہا گیا ہے جبکہ سابقہ روایات میں بائیں جانب یا قدم کے نیچے تھوکنے کا جواز ہے۔ ان میں اہل علم نے یوں تطبیق دی ہے کہ نماز میں قبلہ رخ اور دائیں جانب تو مطلقاً تھوکنا منع ہے البتہ بوقت ضرورت بائیں جانب یا قدم کے نیچے اس کا جواز ہے لیکن اس صورت میں بھی بعد میں تھوک کو مٹی کے ساتھ دفن کرنا یا مل کر صاف کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں کھنکھارا، پھر بلغم کو جوتی کے ساتھ مل لیا۔[1] یہاں یہ بھی یاد رہے کہ یہ ملنا یا دفن کرنا بھی تب ہی درست ہے جب مسجد میں کچھ بچھایا نہ گیا ہو، لیکن اگر مسجد میں چٹائیاں (قالین) یا اس کی مثل کوئی چیز بچھائی گئی ہو کہ جس کے باعث تھوک کو دفن کرنا ممکن نہ ہو تو مسجد میں تھوکنا ایسا گناہ ہوگا جس کا کفارہ ادا نہیں کیا گیا۔ (واللہ اعلم)

---

۳۲۲۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 23 باب حك البزاق باليد من المسجد (407) مسلم (549) مؤطا (457)۔
۳۲۳۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 36 باب ليزق عن يساره او تحت قدمه (241) مسلم (551) حميدي (1219)۔
۳۲۴۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 37 باب كفارة البزاق في المسجد (415) مسلم (552) ترمذي (572)۔

[1] [مسلم (۵۵۲)]

## (14) باب جواز الصلاة فى النعلين

## جوتے پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

۳۲۵۔ حدیث اَنَس بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ الْاَزْدِيِّ ' قَالَ : سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ : اَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ : نَعَمْ ۔

سعید بن یزید ازدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا نبی ﷺ اپنی جوتیاں پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا' ہاں۔

**فهم الحديث** ایک روایت میں ہے کہ یہود کی مخالفت کرو بلاشبہ وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے ۔[1] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کی وجہ سے جوتے پہن کر نماز پڑھنے کو مستحب کہا ہے۔[2]

## (15) باب كراهة الصلاة فى ثوب له اعلام

## پھول دار کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

۳۲۶۔ حدیث عَائِشَة رضى الله عنها ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى فِي خَمِيْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ ' فَقَالَ: ((شَغَلَتْنِي اَعْلَامُ هٰذِهِ اذْهَبُوْا بِهَا اِلَى اَبِي جَهْمٍ وَاْتُوْنِي بِاَنْبِجَانِيَّةٍ )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دھاری دار چادر میں نماز پڑھی۔ پھر فرمایا کہ اس کے نقش ونگار نے مجھے غافل کر دیا۔ اسے لے جا کر ابوجہم کو واپس کر دو۔ اور اس سے (اسکے بجائے) سادی چادر مانگ لاؤ۔

**لغوی توضیح** خَمِيْصَة وہ چادر جس میں نشان ہوں۔ اَنْبِجَانِيَة وہ موٹی چادر جس میں نشان نہ ہوں۔ دراصل یہ چادر ابوجہم نے آپ ﷺ کو تحفہ میں دی تھی مگر اس کے نقش ونگار آپ کو پسند نہیں آئے کیونکہ ان کی وجہ سے نماز کے خشوع وخضوع میں فرق آرہا تھا اس لئے آپ نے اسے واپس کرا دیا۔ معلوم ہوا کہ نماز میں ہر غافل کرنے والی چیز اپنے سے دور کر لینی چاہیے۔

## (16) باب كراهة الصلاة بحضرة الطعام

## کھانا سامنے آجائے تو نماز پڑھنا مکروہ ہے

۳۲۷۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : (( اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَئُوْا بِالْعَشَاءِ )) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب رات کا کھانا سامنے رکھ دیا گیا ہو اور نماز بھی کھڑی ہو گئی ہو تو پہلے کھانا کھاؤ۔

۳۲۸۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( اِذَا قُدِّمَ الْعَشَاءُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب شام کا کھانا حاضر کر دیا جائے تو مغرب کی نماز سے پہلے کھانا

۳۲۵۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 24 باب الصلاة فی النعال (386) مسلم (555) ابو داود (482)۔
۳۲۶۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 93 باب الالتفات فی الصلاة (373) مسلم (556) ابن ماجه (3550)۔
۳۲۷۔ البخاری فی: 70 کتاب الاطعمة: 58 باب إذا حضر العشاء فلا يعجل عن عشائه (672) مسلم (557)۔
۳۲۸۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 42 باب إذا حضر الطعام واقيمت الصلاة ۔

[1] [صحيح : صحيح أبوداود (607) أبو داود (652)] [2] [تحفة الأحوذى (2/ 444)]

فَابْدَئُوْا بِهِ قَبْلَ اَنْ تُصَلُّوا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ ' وَلَا تَعْجَلُوْا عَنْ عَشَائِكُمْ ))۔

کھالو اور اپنا کھانا چھوڑ کر نماز میں جلدی مت کرو۔

۳۲۹۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: (( اِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَئُوْا بِالْعَشَاءِ ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اگر شام کا کھانا سامنے رکھا جائے اور ادھر نماز کے لئے تکبیر بھی ہونے لگے تو پہلے کھانا کھالو۔

۳۳۰۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ ' وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا شام کا کھانا تیار ہو چکا ہو اور تکبیر بھی کہی جا چکی ہو تو پہلے کھانا کھالو اور نماز کے لئے جلدی نہ کرو' کھانے سے فراغت کرلو۔

**لغوی توضیح** الْعَشَاء شام کا کھانا۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ کھانا پیش کر دیا جائے اور اُدھر نماز کا وقت ہو جائے تو پہلے کھانا کھالینا چاہیے۔ ایک روایت میں تو یہ الفاظ موجود ہیں کہ کھانا حاضر ہو جائے تو نماز نہیں ہوتی۔[1]

## (17) باب نهي من اكل ثوما او بصلا او كراثا او نحوها

## لہسن' پیاز' گندنا اور اسی طرح کی بدبو والی چیزیں کھا کر مسجد میں آنا منع ہے

۳۳۱۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ: (( مَنْ اَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ "يَعْنِي الثُّوْمَ" فَلَا يَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ خیبر کے موقعہ پر کہا تھا کہ جو شخص اس درخت یعنی لہسن کو کھائے ہوئے ہو اسے ہماری مسجد میں نہ آنا چاہیے۔

**لغوی توضیح** فَلَا يَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا (لہسن یا پیاز کھانے والا) ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ واضح رہے کہ ان سبزیوں کے کھانے کی ممانعت صرف مسجد میں آتے وقت ہے ویسے ان کا کھانا جائز و مباح ہے جیسا کہ اسی باب کی آخری حدیث بھی اس کا ثبوت ہے۔

۳۳۲۔ حدیث اَنَسٍ رضی الله عنه ' عَنْ عَبْدِ

عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

۳۲۹۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 42 باب إذا حضر الطعام واقيمت الصلاة (671) مسلم (558) دارمی (1280)۔
۳۳۰۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 42 باب إذا حضر الطعام واقيمت الصلاة (673) مسلم (559) ترمذی (354)۔
۳۳۱۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 160 باب ما جاء فی الثوم النیّ والبصل والکراث (853) مسلم (561)۔
۳۳۲۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 160 باب ما جاء فی الثوم النیّ والبصل والکراث (856) مسلم (562)۔

[1] [مسلم (560)]

الْعَزِيْزِ ' قَالَ : سَأَلَ رَجُلٌ اَنَسًا ' مَاسَمِعْتَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فِي الثُّوْمِ ؟ فَقَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبْنَا "اَوْ" لَا يُصَلِّيَنَّ مَعَنَا ))۔

ایک شخص نے پوچھا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے لہسن کے بارے میں کیا سنا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس درخت کو کھائے وہ ہمارے قریب نہ آئے یا فرمایا ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

۳۳۳۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ' زَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ' قَالَ : (( مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا "اَوْ قَالَ" فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ ))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو لہسن یا پیاز کھائے ہوئے ہو وہ ہم سے دور رہے یا (یہ کہا کہ اسے) ہماری مسجد سے دور رہنا چاہیے یا اسے اپنے گھر ہی میں بیٹھنا چاہیے۔

وَاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اُتِيَ بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا ' فَسَاَلَ فَاُخْبِرَ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ ' فَقَالَ: (( قَرِّبُوْهَا )) اِلٰى بَعْضِ اَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ اَكْلَهَا ' قَالَ: (( كُلْ فَاِنِّي اُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي ))۔

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک ہنڈیا لائی گئی جس میں کئی قسم کی ہری ترکاریاں تھیں (پیاز یا گندنا بھی) آپ نے اس میں بومحسوس کی اور اس کے متعلق دریافت کیا۔ اس سالن میں جتنی ترکاریاں ڈالی گئی تھیں وہ آپ کو بتا دی گئیں۔ وہاں ایک صحابی موجود تھے آپ نے فرمایا کہ اس کی طرف یہ سالن بڑھا دو۔ آپ نے اسے کھانا پسند نہیں فرمایا اور فرمایا کہ تم لوگ کھالو۔ میری جن سے سرگوشی رہتی ہے تمہاری نہیں رہتی۔

## (19) باب السهو فى الصلاة والسجود له

## نماز میں بھولنا اور سجدہ سہو کرنا

۳۳٤۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلَاةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ الْاَذَانَ ' فَاِذَا قُضِيَ الْاَذَانُ اَقْبَلَ ' فَاِذَا ثُوِّبَ بِهَا اَدْبَرَ ' فَاِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ ' حَتّٰى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ ' يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا وَكَذَا ' مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ ' حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ يَدْرِي كَمْ صَلّٰى ' فَاِذَا لَمْ يَدْرِ اَحَدُكُمْ كَمْ صَلّٰى ' ثَلَاثًا اَوْ اَرْبَعًا ' فَلْيَسْجُدْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب نماز کے لئے اذان ہوتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سنے جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو پھر آ جاتا ہے۔ پھر جب اقامت ہوتی ہے تو پھر بھاگ پڑتا ہے لیکن اقامت ختم ہوتے ہی پھر آ جاتا ہے اور نمازی کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں فلاں بات یاد کر۔ اس طرح اسے وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو اس کے ذہن میں نہیں تھیں لیکن دوسری طرف نمازی کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعات اس نے پڑھی ہیں اس لئے اگر کسی کو یہ یاد نہ رہے کہ تین رکعت پڑھیں یا چار تو بیٹھے ہی

۳۳۳۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 160 باب ما جاء فی الثوم النیّ والبصل والکراث (854) مسلم (564)۔

۳۳٤۔ البخاری فی: 22 کتاب السهو: 6 باب إذا لم یدرکم صلی ثلاثًا او اربعًا، مسلم (569) ابو داود (1030)۔

سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ))۔

بیٹھے سہو کے دو سجدے کر لے۔

**فھم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تعداد رکعات میں شک ہو جائے تو سہو کے دو سجدے کر لینے چاہییں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو وہ شک کو نظر انداز کر کے جس پر یقین ہو اس پر نماز کی بنیاد رکھے پھر دو سجدے کر لے۔[1] بلاشبہ یقینی چیز کم تعداد ہی ہے اس لیے اسی پر بنیاد رکھنی چاہیے۔ یعنی اگر تین یا چار کے درمیان شک ہو جائے تو تین رکعات تصور کر کے چوتھی پڑھ لینی چاہیے اور اگر چار یا پانچ کے درمیان شک ہو جائے تو چار تصور کر لینی چاہییں۔ علاوہ ازیں یہ بھی یاد رہے کہ سہو کے سجدے سلام پھیرنے سے پہلے بھی کیے جا سکتے ہیں اور بعد میں بھی کیونکہ نبی ﷺ سے دونوں طرح ہی ثابت ہے۔

۳۳۵۔ **حدیث** عَبْدِاللّٰہِ بْنِ بُحَيْنَةَ، قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ، ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيْمَهُ كَبَّرَ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ، ثُمَّ سَلَّمَ۔

حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کسی نماز کی دو رکعت پڑھانے کے بعد کھڑے ہو گئے۔ پہلا قعدہ نہیں کیا۔ اس لئے لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے جب آپ نماز پوری کر چکے تو ہم سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے لیکن آپ نے سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا اور سلام ہی سے پہلے دو سجدے بیٹھے بیٹھے کئے پھر سلام پھیرا۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ درمیانہ تشہد رہ جائے تو سہو کے دو سجدے اس سے کفایت کر جاتے ہیں۔

۳۳۶۔ **حدیث** عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ (قَالَ إِبْرَاهِيْمُ أَحَدُ الرُّوَاةِ، لَا أَدْرِي زَادَ أَوْ نَقَصَ۔ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيْلَ لَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَحَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: (( وَمَا ذَاكَ؟ )) قَالُوا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا۔ فَثَنَى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ۔ فَلَمَّا أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، قَالَ: (( إِنَّهُ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ لَنَبَّأْتُكُمْ بِهِ، وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسَى كَمَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھائی (ابراہیم راوی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ نماز میں زیادتی ہوئی یا کمی) پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آیا ہے؟ آپ نے فرمایا آخر بات کیا ہے؟ لوگوں نے کہا آپ نے اتنی اتنی رکعات پڑھی ہیں۔ یہ سن کر آپ نے اپنے دونوں پاؤں پھیرے اور قبلہ کی طرف منہ کر لیا اور (سہو کے) دو سجدے کئے اور سلام پھیرا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہوتا تو میں تمہیں پہلے ہی ضرور کہہ دیتا لیکن میں تو تمہارے جیسا آدمی ہوں جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں اس لئے جب میں بھول جایا کروں تو تم مجھے یاد دلایا

۳۳۵۔ البخاري في: 22 كتاب السهو: 1 باب ما جاء في السهو إذا قام من ركعتي الفريضة (829) مسلم (570)۔

۳۳۶۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 31 باب التوجه نحو القبلة حيث كان (401) مسلم (572) ترمذي 353)۔

تَنسَوْنَ ، فَاِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُوْنِي ، وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ، ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ ))۔

کرو اور اگر کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو اس وقت ٹھیک بات سوچے' پھر اسی کے مطابق نماز پوری کرے پھر سلام پھیر کر دو سجدے (سہو کے) کرے۔

۳۳۷۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷛، قَالَ : صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ ﷺ الظُّهْرَ رَکْعَتَیْنِ ، ثُمَّ سَلَّمَ ، ثُمَّ قَامَ اِلٰی خَشَبَةٍ فِی مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَوَضَعَ یَدَهُ عَلَیْهَا ، وَفِی الْقَوْمِ یَوْمَئِذٍ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ فَهَابَا اَنْ یُکَلِّمَاهُ ، وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ ، فَقَالُوْا : قَصُرَتِ الصَّلَاةُ ، وَ فِی الْقَوْمِ رَجُلٌ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَدْعُوْهُ ذَا الْیَدَیْنِ ، فَقَالَ : یَا نَبِیَّ اللّٰهِ ! اَنَسِیْتَ اَمْ قَصُرَتْ ، فَقَالَ: (( لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تَقْصُرْ )) قَالُوا : بَلْ نَسِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : (( صَدَقَ ذُو الْیَدَیْنِ )) فَقَامَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ، ثُمَّ کَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ اَوْ اَطْوَلَ ، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ وَکَبَّرَ ، ثُمَّ وَضَعَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ اَوْ اَطْوَلَ ، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ وَکَبَّرَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا۔ اس کے بعد آپ مسجد کے آگے کے حصہ یعنی دالان میں ایک لکڑی پر سہارا لے کر کھڑے ہو گئے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا۔ حاضرین میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ مگر بات کرنے سے ڈرے اور جلد باز لوگ مسجد سے باہر نکل گئے۔ صحابہ نے آپس میں کہا کہ شاید نماز میں کمی ہو گئی ہے (اسی لئے آپ ﷺ نے ظہر کی نماز چار کی بجائے صرف دو ہی رکعت پڑھائی ہے)۔ حاضرین میں ایک صحابی تھے جنہیں آپ ''ذوالیدین'' (لمبے ہاتھوں والا) کہہ کر مخاطب فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! نماز کی رکعات کم ہو گئیں ہیں یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کی رکعات کم ہوئی ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! آپ بھول گئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے یاد کر کے فرمایا کہ ذوالیدین نے صحیح کہا ہے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعات اور پڑھائیں۔ پھر سلام پھیرا اور تکبیر کہہ کر سجدہ (سہو) میں گئے۔ نماز کے سجدہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ لمبا سجدہ کیا پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہہ کر پھر سجدہ میں گئے پہلے سجدہ کی طرح یا اس سے بھی لمبا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ اگر نماز کی کوئی رکعت رہ جائے تو پہلے وہ رکعت ادا کرنی چاہیے اور پھر سہو کے سجدے کرنے چاہییں۔ علاوہ ازیں اگر کوئی بھول کر رکعت زیادہ پڑھ لے تب بھی اسے دو سجدے کرنے چاہییں، اس طرح یہ دو سجدے بھی ایک رکعت کے برابر ہو جائیں گے اور انسان کے لیے نماز کے ساتھ دو نفلوں کا ثواب لکھ لیا جائے گا۔
اگر سہو زیادہ ہو جائیں تو سجدے زیادہ نہیں ہوں گے کیونکہ اگرچہ ہر نمازی سے اس کا امکان تو موجود ہے لیکن نہ تو نبی ﷺ سے ایسا کچھ

---

۳۳۷۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 45 باب ما یجوز من ذکر الناس ، مسلم (574) ابو داود (1018)۔

ثابت ہے اور نہ ہی کسی ایک صحابی سے منقول ہے کہ انہوں نے سہو کے تکرار کی وجہ سے بار بار سجدے کیے ہوں۔اسی طرح نبی ﷺ سے سجدہ سہو کے دوران کوئی خاص دعا و ذکر بھی ثابت نہیں۔

## باب سجود التلاوة

## تلاوت کے سجدوں کا بیان

۳۳۸۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّوْرَةَ 'فِيْهَا السَّجْدَةُ 'فَيَسْجُدُ وَ نَسْجُدُ حَتَّى مَا يَجِدُ اَحَدُنَا مَوْضِعَ جَبْهَتِهِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی ﷺ ہماری موجودگی میں آیت سجدہ پڑھتے اور سجدہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ (ہجوم کی وجہ سے) اس طرح سجدہ کرتے کہ پیشانی رکھنے کی جگہ بھی نہ ملتی جس پر سجدہ کرتے۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ تلاوت مسنون ہے۔لیکن یہ یاد رہے کہ یہ فرض نہیں،یعنی اگر کوئی یہ سجدہ نہیں کرتا تو گناہگار نہیں ہوگا۔جیسا کہ آئندہ حدیث ۳۴۰ بھی اس کا ثبوت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بروز جمعہ منبر پر آیت سجدہ تلاوت کی اور سجدہ کیا،لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔پھر اگلے جمعہ کو وہی آیت تلاوت کی اور فرمایا کہ لوگو!یقیناً ہمیں ان سجدوں کا حکم نہیں دیا گیا لہٰذا جو شخص یہ سجدے کرے گا اسے اجر و ثواب ملے گا اور جو یہ سجدے نہیں کرے گا اس پر کوئی گناہ نہیں۔① تاہم یہ سجدے کرنا ہی افضل ہے کیونکہ ایک تو یہ سنت ہے اور دوسرا اس سے شیطان بھی روتا پیٹتا ہے،فرمانِ نبوی ہے کہ جب ابن آدم کسی سجدہ کی آیت کو تلاوت کرتا ہے اور پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا اس سے علیحدہ ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ'ہائے میری ہلاکت' کہ ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کر لیا لہٰذا اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کر دیا لہٰذا میرے لیے آگ ہے۔②

۳۳۹۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه' قَالَ : قَرَاَ النَّبِيُّ ﷺ النَّجْمَ بِمَكَّةَ فَسَجَدَ فِيْهَا وَسَجَدَ مَنْ مَعَهُ ۔ غَيْرَ شَيْخٍ اَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى اَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ اِلَى جَبْهَتِهِ ' وَقَالَ : يَكْفِيْنِيْ هٰذَا ' فَرَاَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ مکہ میں نبی ﷺ نے سورہ نجم کی تلاوت کی اور سجدہ کیا۔آپ کے پاس جتنے آدمی تھے (مسلمان و کافر) سب نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا البتہ ایک بوڑھا شخص (امیہ بن خلف) اپنے ہاتھ میں کنکری یا مٹی اٹھا کر اپنی پیشانی تک لے گیا اور کہا میرے لئے یہی کافی ہے۔میں نے دیکھا کہ بعد میں وہ بوڑھا کافر ہی رہ کر مارا گیا۔

۳۴۰۔ حديث زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ' اَنَّهُ سَاَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ ' فَزَعَمَ اَنَّهُ قَرَاَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا ۔

عطاء بن یسار رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا، آپ نے یقین کے ساتھ اس امر کا اظہار کیا کہ میں نے نبی ﷺ کے سامنے سورہ نجم کی تلاوت کی تھی اور آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

---

۳۳۸۔ البخاری فی: 17 كتاب سجود القرآن: 8 باب من سجد لسجود القارىء (1075) مسلم (575) بغوی (867)۔
۳۳۹۔ البخاری فی: 17 كتاب سجود القرآن: 1 باب ما جاء في سجود القرآن وسنتها (1067) مسلم (576)۔
۳۴۰۔ البخاری فی: 17 كتاب سجود القرآن: 6 باب من قرا السجدة ولم يسجد (1072) مسلم (577)۔

① [بخاری (1077) كتاب الجمعة] ② [مسلم (115) كتاب الإيمان ، ابن ماجة (1052)]

٣٤١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ ﴿إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فَقُلْتُ، مَا هٰذِهِ؟ قَالَ: سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ، فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتَّى أَلْقَاهُ۔

ابورافع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشا پڑھی۔ آپ نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا اس پر میں نے کہا کہ یہ سجدہ کیسا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اس سورہ میں میں نے ابوالقاسم ﷺ کے پیچھے سجدہ کیا تھا اس لئے میں بھی ہمیشہ اس میں سجدہ کروں گا یہاں تک کہ آپ سے مل جاؤں۔

## (23) باب الذكر بعد الصلاة

## نماز کے بعد ذکر کا بیان

٣٤٢۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ: أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِالتَّكْبِيرِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی ﷺ کی نماز ختم ہونے کو تکبیر کی وجہ سے سمجھ جاتا تھا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نماز کے فوراً بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا کرتے تھے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ نماز کے فوراً بعد اونچی آواز سے لَا اِلٰهَ اِلَّا الله کا ورد کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ اللہ اکبر کے بعد آپ ﷺ تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه کہتے پھر یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَتَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔[1]

## (24) باب استحباب التعوذ من عذاب القبر

## نماز میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا مستحب ہے

٣٤٣۔ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَتَا لِي، إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ، فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ عَجُوزَيْنِ، وَذَكَرْتُ لَهُ۔ فَقَالَ: ((صَدَقَتَا)) إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا)) فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِي صَلَاةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ کے یہودیوں کی دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ قبر والوں کو ان کی قبر میں عذاب ہو گا لیکن میں نے انہیں جھٹلایا اور ان کی تصدیق نہیں کر سکی پھر وہ دونوں عورتیں چلی گئیں اور نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دو بوڑھی عورتیں، پھر میں نے آپ سے واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے صحیح کہا، قبر والوں کو عذاب ہو گا اور ان کے عذاب کو تمام چوپائے سنیں گے۔ پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز کے بعد قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگنے لگے تھے۔

**فهم الحديث** نماز میں عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی دعا آئندہ حدیث نمبر ۳۴۵ اور ۳۴۶ میں مذکور ہے۔

٣٤١۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 101 باب القراءة في العشاء بالسجدة (1074) مسلم (578)۔

٣٤٢۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 155 باب الذكر بعد الصلاة (841) مسلم (583) ابو داود (1002)۔

٣٤٣۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 37 باب التعوذ من عذاب القبر (1372) مسلم (586) نسائي (1307)۔

[1] [مسلم (591) كتاب المساجد، أبو داود (3/ 68) ابن ماجة (928) أحمد (5/ 275)]

## (25) باب ما يستعاذ منه فى الصلاة

## نماز میں کس کس چیز سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہیے

٣٤٤۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَعِيْذُ فِى صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے سنا۔

٣٤٥۔ حديث عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ فِى الصَّلَاةِ (( اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ ' اَللّٰهُمَّ اِنِّى اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ )) فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ : مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ ! فَقَالَ: (( اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ )) ۔

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے ''اے اللہ! قبر کے عذاب سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ زندگی کے اور موت کے فتنوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے اللہ! تیری پناہ مانگتا ہوں گناہوں سے اور قرض سے۔'' کسی (یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا) نے آنحضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ تو قرض سے بہت ہی زیادہ پناہ مانگتے ہیں! اس پر آپ نے فرمایا کہ جب کوئی مقروض ہو جائے تو وہ جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلاف ہو جاتا ہے۔

٣٤٦۔ حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو : (( اللّٰهُمَّ اِنِّى اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ' وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ' وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا کرتے تھے ، اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے اور کانے دجال کی بلا سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

## (26) باب استحباب الذكر بعد الصلاة و بيان صفته

## نماز کے بعد کونسا ذکر مستحب ہے اور اس کو کیسے کرنا چاہیے

٣٤٧۔ حديث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ' عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ' قَالَ : اَمْلَى عَلَىَّ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فِى كِتَابٍ اِلَى مُعَاوِيَةَ '

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وراد نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں لکھوایا کہ نبی ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے ''اللہ کے سوا

---

٣٤٤۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 149 باب الدعاء قبل السلام (7129) مسلم (587) احمد (26387) ۔
٣٤٥۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 149 باب الدعاء قبل السلام (832) مسلم (589) ابوداود (880) ۔
٣٤٦۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 88 باب التعوذ من عذاب القبر (1377) مسلم (588) عبد الرزاق (6755)۔
٣٤٧۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 155 باب الذکر بعد الصلاة (844) مسلم (593) ابوداود (1505) ۔

اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ فِی دُبُرِ کُلِّ صَلاةٍ مَکْتُوْبَةٍ: (( لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ))۔

کوئی لائق عبادت نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اس کی ہے اور تمام تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جسے تو دے اسے روکنے والا کوئی نہیں اور کسی مال دار کو اس کی دولت و مال تیری بارگاہ میں کوئی نفع نہ پہنچا سکیں گے۔

۳۴۸۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ، قَالَ: جَاءَ الْفُقَرَاءُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ، فَقَالُوْا: ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ مِنَ الْاَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلَا وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ، یُصَلُّوْنَ کَمَا نُصَلِّی وَیَصُوْمُوْنَ کَمَا نَصُوْمُ، وَلَهُمْ فَضْلٌ مِنْ اَمْوَالٍ یَحُجُّوْنَ بِهَا وَیَعْتَمِرُوْنَ، وَیُجَاهِدُوْنَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ، قَالَ: (( اَلَا اُحَدِّثُکُمْ بِمَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ اَدْرَکْتُمْ مَنْ سَبَقَکُمْ وَلَمْ یُدْرِکْکُمْ اَحَدٌ بَعْدَکُمْ وَکُنْتُمْ خَیْرَ مَنْ اَنْتُمْ بَیْنَ ظَهْرَانَیْهِ، اِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَهٗ؟ تُسَبِّحُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ وَتُکَبِّرُوْنَ خَلْفَ کُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ ))۔ فَاخْتَلَفْنَا بَیْنَنَا، فَقَالَ بَعْضُنَا نُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ وَنَحْمَدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ وَنُکَبِّرُ اَرْبَعًا وَثَلَاثِیْنَ۔ فَرَجَعْتُ اِلَیْهِ فَقَالَ: (( تَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ، حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْهُنَّ کُلِّهِنَّ ثَلَاثًا وَثَلَاثِیْنَ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نادار لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ امیر رئیس لوگ بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی جنت حاصل کر چکے حالانکہ جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں۔ لیکن مال و دولت کی وجہ سے انہیں ہم پر فوقیت حاصل ہے کہ اس کی وجہ سے وہ حج کرتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں، جہاد کرتے ہیں اور صدقے دیتے ہیں۔ (اور ہم محتاجی کی وجہ سے ان کاموں کو نہیں کر پاتے)۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ لو میں تمہیں ایک ایسا عمل بتاتا ہوں کہ اگر تم اس کی پابندی کرو گے تو جو لوگ تم سے آگے بڑھ چکے ہیں انہیں تم پالو گے اور تمہارے مرتبہ تک پھر کوئی نہیں پہنچ سکتا اور تم سب سے اچھے ہو جاؤ گے سوائے ان کے جو یہی عمل شروع کر دیں۔ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ تسبیح (سبحان اللہ) تحمید (الحمد للہ) اور تکبیر (اللہ اکبر) کہا کرو۔ (حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں) پھر ہم میں اختلاف ہو گیا کسی نے کہا کہ ہم تسبیح تینتیس مرتبہ۔ تحمید تینتیس مرتبہ اور تکبیر چونتیس مرتبہ کہیں گے۔ میں نے اس پر آپ ﷺ سے دوبارہ معلوم کیا تو آپ نے فرمایا کے سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر کہو۔ تا آنکہ ان میں سے ہر ایک تینتیس مرتبہ ہو جائے۔

۳۴۸۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 155 باب الذکر بعد الصلاة (843) مسلم (595) ابن حبان (2014)۔

فهم الحديث: معلوم ہوا کہ ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان الله تینتیس مرتبہ الحمد لله اور تینتیس مرتبہ الله اکبر کہنا چاہیے۔ البتہ ایک روایت میں الله اکبر چونتیس مرتبہ کہنے کا بھی ذکر ہے۔[1]

## (27) باب ما يقال بين تكبيرة الاحرام والقرائة

## تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان کیا پڑھنا چاہیے

٣٤٩۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَبَيْنَ الْقِرَائَةِ إِسْكَاتَةً هُنَيَّةً، فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَالْقِرَائَةِ مَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: أَقُوْلُ: (( اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ اور قرائت کے درمیان تھوڑی دیر چپ رہتے تھے۔ تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ آپ اس تکبیر اور قرأت کے درمیان کی خاموشی میں کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھتا ہوں ''اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر جتنی مشرق اور مغرب میں ہے۔ اے اللہ! مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر جیسے سفید کپڑا میل سے پاک ہوتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھو ڈال۔

لغوی توضیح: هُنَيَّةً تھوڑی دیر۔ نَقِّنِيْ مجھے صاف کر دے، پاک کر دے۔ الثَّلْج برف۔ الْبَرَد اولے۔ یاد رہے کہ اسی مقام پر پڑھنے کے لیے یہ دعا بھی ثابت ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ۔[2]

## (28) باب استحباب اتيان الصلاة بوقار وسكينة والنهي عن اتيانها سعيا

## نماز کے لیے وقار و سکون سے آنا چاہیے اور دوڑ کر آنا منع ہے

٣٥٠۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: (( إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا تَأْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا، جب نماز کے لیے تکبیر کہی جائے تو دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ پورے اطمینان کے ساتھ آؤ، پھر نماز کا جو حصہ (امام کے ساتھ) پالو اسے پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے بعد میں پورا کرو۔

٣٤٩۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 89 باب ما يقول بعد التكبير (744) مسلم (598) ابو داود (781) نسائی (60)۔

٣٥٠۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 18 باب المشي إلى الجمعة (636) مسلم (602) ابن ماجه (775)۔

[1] [مسلم (596) كتاب المساجد ومواضع الصلاة]

[2] [صحيح: صحيح أبو داود (702) أبو داود (776) ترمذی (243) ابن ماجة (806)]

۳۵۱۔ حدیث اَبِی قَتَادَۃَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : بَیْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّی مَعَ النَّبِیِّ ﷺ ' اِذْ سَمِعَ جَلَبَۃَ رِجَالٍ ' فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ: ((مَا شَاْنُکُمْ؟)) قَالُوْا : اسْتَعْجَلْنَا اِلَی الصَّلَاۃِ ' قَالَ: (( فَلَا تَفْعَلُوْا ' اِذَا اَتَیْتُمُ الصَّلَاۃَ فَعَلَیْکُمْ بِالسَّکِیْنَۃِ فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوا ' وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوا ))۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز میں تھے آپ نے کچھ لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سنی۔ نماز کے بعد آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا قصہ ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نماز کے لئے جلدی کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو بلکہ جب تم نماز کے لئے آؤ تو وقار اور سکون کو ملحوظ رکھو نماز کا جو حصہ پاؤ اسے پڑھو اور جو رہ جائے اسے (بعد میں) پورا کرلو۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نماز کے لیے ہمیشہ پورے اطمینان وسکون کے ساتھ آنا چاہیے خواہ تکبیر ہو چکی ہو یا نہ۔ تاہم پہلی حدیث میں تکبیر کا ذکر صرف اس لیے ہے کیونکہ عموماً یہی چیز انسان کو جلدی کرنے پر ابھارتی ہے۔[1] یہ بھی معلوم ہوا کہ امام جس حالت میں بھی ہو اس کے ساتھ مل جانا چاہیے، پھر جو نماز باقی رہ جائے اسے بعد میں پورا کرنا چاہیے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ جو نماز امام کے ساتھ ملی ہے وہ ابتدائی رکعات ہیں یعنی اگر کوئی تیسری رکعت میں ملے تو اس کی پہلی دو رکعات شمار ہوں گی، آخری نہیں۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔[2]

## (29) باب متى يقوم الناس للصلاة

## نماز باجماعت کے لئے لوگ کب کھڑے ہوں

۳۵۲۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : اُقِیْمَتِ الصَّلَاۃُ وَعُدِّلَتِ الصُّفُوْفُ قِیَامًا ' فَخَرَجَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَلَمَّا قَامَ فِی مُصَلَّاہُ ذَکَرَ اَنَّہُ جُنُبٌ ' فَقَالَ لَنَا: ((مَکَانَکُمْ)) ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ' ثُمَّ خَرَجَ اِلَیْنَا وَرَاْسُہُ یَقْطُرُ ' فَکَبَّرَ ' فَصَلَّیْنَا مَعَہُ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز کی تکبیر ہوئی اور صفیں برابر ہو گئیں۔ لوگ کھڑے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے سے ہماری طرف تشریف لائے۔ جب آپ مصلے پر کھڑے ہو چکے تو یاد آیا کہ آپ جنبی ہیں۔ پس آپ نے ہم سے فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور آپ واپس چلے گئے۔ پھر آپ نے غسل کیا اور واپس ہماری طرف تشریف لائے تو سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ نماز کے لئے تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔

**لغوی توضیح** مَکَانَکُمْ اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ یَقْطُرُ قطرے ٹپک رہے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے آنے سے پہلے بھی مقتدی کھڑے ہو سکتے ہیں جبکہ ایک دوسری روایت میں فرمانِ نبوی ہے کہ مجھے دیکھنے سے پہلے کھڑے مت ہو۔[3] ان میں تطبیق یوں دی گئی ہے کہ درج بالا حدیث کا واقعہ اس حکم سے پہلے کا ہے، لہٰذا اب امام کے آنے سے پہلے کھڑے نہیں ہونا چاہیے۔

---

۳۵۱۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 20 باب قول الرجل فاتتنا الصلاۃ (635) مسلم (603) ابن حبان (2147)۔

۳۵۲۔ البخاری فی: 5 کتاب الغسل: 17 باب إذا ذکر فی المسجد انه جنب ...(275) مسلم (605) ابو داود (235)۔

---

[1] [فتح الباری (2/ 117)] [2] [بیهقی (2/ 299)]

[3] [مسلم (604) کتاب المساجد]

## (30) باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة

## جس نے باجماعت نماز کی ایک رکعت بھی پالی اس کی نماز باجماعت ہوگئی

٣٥٣۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلَاةَ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، جس نے ایک رکعت نماز ( باجماعت ) پالی اس نے نماز ( باجماعت کا ثواب ) پالیا۔

لغوی توضیح: مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً جس نے ایک رکعت پالی۔ یعنی امام کے ساتھ۔ جیسا کہ یہ وضاحت صحیح مسلم کی ہی ایک دوسری روایت میں ان لفظوں میں موجود ہے (( مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلَاةِ مَعَ الْاِمَامِ )) ۔

## (31) باب اوقات الصلوات الخمس

## پانچ نمازوں کے اوقات

٣٥٤۔ حدیث اَبِی مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ : (( نَزَلَ جِبْرِیْلُ فَاَمَّنِی فَصَلَّیْتُ مَعَهُ ' ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَهُ ' ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَهُ ' ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَهُ ' ثُمَّ صَلَّیْتُ مَعَهُ )) یَحْسِبُ بِاَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے مجھے نماز پڑھائی۔ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر ( دوسرے وقت کی ) ان کے ساتھ میں نے نماز پڑھی۔ پھر ان کے ساتھ میں نے نماز پڑھی۔ پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' پھر میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی' اپنی انگلیوں پر آپ نے پانچوں نمازوں کو گن کر بتایا۔

٣٥٥۔ حدیث اَبِی مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ ﷺ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِیْزِ اَخَّرَ الصَّلَاةَ یَوْمًا ' فَدَخَلَ عَلَیْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ ' فَاَخْبَرَهُ اَنَّ الْمُغِیْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلَاةَ یَوْمًا وَهُوَ بِالْعِرَاقِ ' فَدَخَلَ عَلَیْهِ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیُّ ' فَقَالَ : مَا هٰذَا یَا مُغِیْرَةُ اَلَیْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرِیْلَ علیه السلام نَزَلَ فَصَلّٰی فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ

ابن شہاب کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک دن ( عصر کی ) نماز میں دیر کی' پس عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں بتایا کہ ( اسی طرح ) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن ( عراق میں ) نماز میں دیر کی تھی جب وہ عراق میں ( حاکم ) تھے پس ابو مسعود انصاری ان کی خدمت میں گئے اور فرمایا' مغیرہ! آخر یہ کیا بات ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی نماز پڑھی' پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی تو نبی کریم ﷺ نے بھی نماز

---

٣٥٣۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 29 باب من ادرك من الصلاة ركعة (580) مسلم (607) بغوی (400)۔

٣٥٤۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 6 باب ذکر الملائکة (521) مسلم (610) عبد الرزاق (2044) ۔

٣٥٥۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 1 باب مواقیت الصلاة وفضلها ۔

ﷺ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ صَلَّى فَصَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: (( بِهٰذَا أُمِرْتُ ))۔ فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ: اعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهِ، أَوْ إِنَّ جِبْرِيْلَ هُوَ أَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقْتَ الصَّلَاةِ؟ قَالَ عُرْوَةُ: كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنِ أَبِي مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ ۔

پڑھی' پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی تو نبی ﷺ نے بھی نماز پڑھی۔ پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی تو نبی ﷺ نے بھی نماز پڑھی' پھر جبریل علیہ السلام نے نماز پڑھی تو نبی ﷺ نے بھی نماز پڑھی پھر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ میں اسی طرح حکم کیا گیا ہوں۔اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے عروہ سے کہا کہ معلوم بھی ہے آپ کیا بیان کر رہے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے نبی کو نماز کے اوقات (عمل کرکے) بتلائے تھے۔عروہ نے کہا ہاں اسی طرح بشیر بن ابی مسعود اپنے والد کے واسطہ سے بیان کرتے تھے۔

**فھم الحدیث** اس حدیث سے نماز اور اوقات نماز کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام تمام احکامات محض زبانی طور پر ہی آپ ﷺ تک پہنچایا کرتے تھے مگر نماز خود پانچ وقت ادا کر کے دکھائی اور اوقات نماز کی تعلیم دی۔

٣٥٦۔ **حدیث** عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھ لیتے تھے جب ابھی دھوپ ان کے حجرہ میں موجود ہوتی تھی اس سے بھی پہلے کہ وہ دیوار پر چڑھے۔

**لغوی توضیح** قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ اس سے پہلے کہ (سورج کی روشنی) اوپر چڑھے۔

## (32) باب استحباب الابراد بالظهر في شدة الحر لمن يمضي الى جماعة ويناله الحر في طريقة

## سخت گرمی میں ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت پڑھنا مستحب ہے اس کے لیے جو باجماعت نماز کے لیے جائے اور اسے راستے میں گرمی محسوس ہو

٣٥٧۔ **حدیث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب گرمی تیز ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھو' کیونکہ گرمی کی تیزی جہنم کی آگ کی بھاپ سے ہوتی ہے۔

**لغوی توضیح** أَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ نماز (ظہر) کو ٹھنڈا کرو، یعنی ٹھنڈے وقت تک مؤخر کرو۔اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سخت گرمی کے ایام میں نماز ظہر کو اول وقت سے کچھ مؤخر کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

٣٥٨۔ **حدیث** أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: أَذَّنَ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے مؤذن (بلال رضی اللہ عنہ) نے

---

٣٥٦۔ البخاري في 9 كتاب مواقيت الصلاة: 1 باب مواقيت الصلاة وفضلها (522) مسلم (611) ابو داود (407)۔
٣٥٧۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 9 باب الإبراد بالظهر في شدة الحر، مسلم (615) بغوى (361)۔
٣٥٨۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 9 باب الإبراد بالظهر في شدة الحر (535) مسلم (616)۔

مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ ﷺ الظُّهْرَ ، فَقَالَ : (( اَبْرِدْ اَبْرِدْ )) اَوْقَالَ : (( انْتَظِرْ انْتَظِرْ )) وَقَالَ : (( شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ )) حَتّٰى رَاَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ ۔

ظہر کی اذان دی تو آپ نے فرمایا کہ ٹھنڈا کر ٹھنڈا کر یا یہ فرمایا کہ انتظار کر انتظار کر اور فرمایا کہ گرمی کی تیزی جہنم کی آگ کی بھاپ سے ہے۔ اس لئے جب گرمی سخت ہو جائے تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو (پھر ظہر کی اذان اس وقت کہی گئی) جب ہم نے ٹیلوں کے سائے دیکھ لئے۔

**لغوی توضیح** اَلتُّلُوْل جمع ہے تل کی، اس کا معنی ہے ٹیلہ، جو عموماً زمین پر مٹی یا ریت کے جمع ہونے سے بنتا ہے۔

۳۵۹۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( اشْتَكَتِ النَّارُ اِلَى رَبِّهَا ، فَقَالَتْ : يَارَبِّ اَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا ، فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ ، نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ ، فَهُوَ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ ، وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ ﷛ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب گرمی تیز ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو، کیونکہ گرمی کی تیزی دوزخ کی آگ کی بھاپ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ دوزخ نے اپنے رب سے شکایت کی کہ اے میرے رب! (آگ کی شدت کی وجہ سے) میرے بعض حصہ نے بعض حصہ کو کھا لیا اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں۔ اب انتہائی سخت گرمی اور سخت سردی جو تم لوگ محسوس کرتے ہو وہ اسی سے پیدا ہوتی ہے۔

**لغوی توضیح** اَلشِّتَاء موسم سرما۔ اَلصَّیْف موسم گرما۔ اَلزَّمْهَرِیْر سخت سردی۔

## (33) باب استحباب تقديم الظهر فى اول الوقت فى غير شدة الحر

## سخت گرمی نہ ہو تو ظہر اول وقت پڑھنی مستحب ہے

۳٦٠۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ قَالَ : كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَحَدُنَا اَنْ يُمَكِّنَ وَجْهَهُ مِنَ الْاَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ ۔

حضرت انس بن مالک ﷛ نے بیان کیا کہ ہم سخت گرمیوں میں جب نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور چہرے کو زمین پر پوری طرح رکھنا مشکل ہو جاتا تو اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ شدید گرمی میں بھی وقت پر ہی نماز ظہر ادا کیا کرتے تھے، بظاہر یہ سابقہ احادیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے لیکن اہل علم کا کہنا ہے کہ ان میں کوئی اختلاف نہیں، وہ اس طرح کہ نماز کو کچھ تاخیر سے پڑھا جائے تب بھی زمین کی گرمی ختم نہیں ہوتی بطورِ خاص حجاز میں۔ اس لیے نبی ﷺ سخت گرمی میں نماز ظہر کو کچھ تاخیر سے تو پڑھتے تھے لیکن زمین تب بھی گرم ہی ہوتی تھی، جس وجہ سے صحابہ زمین پر کپڑا بچھا لیا کرتے تھے۔

---

۳۵۹۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 9 باب الإبراد بالظهر فی شدة الحر ، مسلم (617) بیهقی (1/ 437)۔

۳٦٠۔ البخاری فی: 21 کتاب العمل فی الصلاة: 9 باب بسط الثوب فی الصلاة للسجود (385) مسلم (620)۔

## (34) باب استحباب التبكير بالعصر

## عصر کی نماز اول وقت پڑھنے کا بیان

٣٦١۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ، فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِي مِنَ الْمَدِينَةِ عَلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ، أَوْ نَحْوِهِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب عصر کی نماز پڑھتے تو سورج بلند اور تیز روشن ہوتا تھا۔ پھر ایک شخص مدینہ کے بالائی علاقہ کی طرف جاتا۔ وہاں پہنچنے کے بعد بھی سورج بلند رہتا تھا (راوی نے کہا کہ) مدینہ کے بالائی علاقہ کے بعض مقامات تقریباً چار میل پر یا کچھ ایسے ہی واقع ہیں۔

**لغوی توضیح** مُرْتَفِعَة بلند۔ حَيَّة زندہ۔ مراد ہے سورج کی روشنی ابھی باقی ہوتی، اس کا رنگ متغیر نہ ہوا ہوتا۔ نماز عصر کا اول وقت وہ ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو جائے۔[1] ان احادیث میں اسی وقت نماز پڑھنے کی ترغیب ہے۔

٣٦٢۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ، فَقُلْتُ: يَا عَمِّ! مَا هٰذِهِ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّيْتَ؟ قَالَ: الْعَصْرُ، وَهٰذِهِ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِي كُنَّا نُصَلِّي مَعَهُ۔

حضرت ابو امامہ (حضرت سعد بن سہل رضی اللہ عنہ) کہتے تھے کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ساتھ نماز ظہر پڑھی۔ پھر ہم نکل کر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ اے مکرم چچا! یہ کون سی نماز آپ نے پڑھی؟ فرمایا کہ عصر کی اور اسی وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی یہ نماز پڑھتے تھے۔

٣٦٣۔ حديث رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ ﷺ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَصْرَ، فَنَنْحَرُ جَزُورًا فَتُقَسَّمُ عَشَرَ قِسَمٍ، فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر اونٹ ذبح کرتے اس کو دس حصوں میں تقسیم کرتے اور پھر سورج غروب ہونے سے پہلے ہی ہم اس کا پکا ہوا گوشت بھی کھا لیتے۔

**لغوی توضیح** جَزُور اونٹ (نر ہو یا مادہ)۔ لَحْمًا نَضِيجًا پکا ہوا گوشت۔

## (35) باب التغليظ في تفويت صلاة العصر

## نماز عصر چھوٹ جانے کے نقصان کا بیان

٣٦٤۔ حديث ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

---

٣٦١۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 13 باب وقت العصر (548) مسلم (621) ابو داود (404)۔
٣٦٢۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 13 باب وقت العصر (549) مسلم (623) ابن حبان (1517)۔
٣٦٣۔ البخاري في: 47 كتاب الشركة: 1 باب الشركة في الطعام (2485) مسلم (625) دار قطني (1/ 252)۔
٣٦٤۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 14 باب إثم من فاته العصر (552) مسلم (626) دارمي (1230)۔

---

[1] [صحيح: صحيح ترمذي (127) صحيح أبو داود (416) المشكاة (583)]

ﷺ قَالَ: (( الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ كَأَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ )) ۔

جس کی نمازِ عصر چھوٹ گئی گویا اس کا گھر اور مال لٹ گیا۔

## (36) باب الدليل لمن قال الصلاة الوسطى هي صلاة العصر

## صلوٰۃ الوسطیٰ سے نمازِ عصر مراد لینے والوں کی دلیل

٣٦٥۔ حدیث عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْاَحْزَابِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( مَلَا اللّٰهُ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ نَارًا، شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ )) ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ احزاب (خندق) کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے (مشرکین کو) یہ بددعا دی کہ اے اللہ! ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھردے۔ انہوں نے ہم کو صلوٰۃ وسطیٰ (عصر کی نماز) نہیں پڑھنے دی حتیٰ کہ سورج بھی غروب ہو گیا۔

**فهم الحديث** ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ [البقرة: ٢٣٨] ''نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص صلوٰۃ وسطیٰ (یعنی درمیانی نماز) کی۔'' صلاۃ وسطیٰ (درمیانی نماز) کی تعیین وتحدید میں علماء کے کم وبیش سترہ مختلف اقوال ہیں لیکن ان سب میں سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس سے مراد نمازِ عصر ہے۔[1]

٣٦٦۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ، قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا كِدْتُ اُصَلِّي الْعَصْرَ حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا )) فَقُمْنَا اِلَى بُطْحَانَ فَتَوَضَّاَ لِلصَّلَاةِ، وَتَوَضَّاْنَا لَهَا، فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے موقعہ پر (ایک مرتبہ) سورج غروب ہونے کے بعد آئے اور وہ کفارِ قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! سورج غروب ہو گیا اور نمازِ عصر پڑھنا میرے لیے ممکن نہ ہو سکا اس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں نے بھی نہیں پڑھی۔ پھر ہم وادیٔ بطحان میں گئے اور آپ نے وہاں نماز کے لیے وضو کیا۔ ہم نے بھی وضو بنایا۔ اس وقت سورج ڈوب چکا تھا۔ پہلے آپ نے عصر پڑھائی اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

## (37) باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما

## نمازِ فجر اور نمازِ عصر کی فضیلت اور ان کی حفاظت کرنے کا بیان

٣٦٧۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: (( يَتَعَاقَبُوْنَ فِيكُمْ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رات اور دن میں فرشتوں کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں اور فجر اور عصر

٣٦٥۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 98 باب الدعاء على المشركين بالهزيمة والزلزلة (2931) مسلم (627)۔
٣٦٦۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 36 باب من صلى بالناس جماعة ... (596) مسلم (631) بغوى (396)۔
٣٦٧۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 16 باب فضل صلاة العصر (555) مسلم (632) ابن حبان (1736)۔

مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ، كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ))۔

کی نمازوں میں (ڈیوٹی پر آنے والوں اور جانے والوں کا) اجتماع ہوتا ہے۔ پھر تمہارے پاس رہنے والے فرشتے جب اوپر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے بہت زیادہ اپنے بندوں کے متعلق جانتا ہے' کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے جب انہیں چھوڑا تو وہ (فجر کی) نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تب بھی وہ (عصر کی) نماز پڑھ رہے تھے۔

**لغوی توضیح:** يَتَعَاقَبُونَ ایک دوسرے کا تعاقب کرنا، پیچھے آنا، ایک کے پیچھے ایک گروہ کا آنا۔ مراد یہ ہے کہ نماز فجر اور عصر میں فرشتوں کا ایک گروہ آ رہا ہوتا ہے اور ایک جا رہا ہوتا ہے، وہ ایسے کہ فجر کے وقت رات کے فرشتوں کی واپسی اور دن کے فرشتوں کی آمد اور عصر کے وقت دن کے فرشتوں کی واپسی اور رات کے فرشتوں کی آمد۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان دونوں نمازوں کی پابندی باقی نمازوں سے زیادہ مؤکد ہے۔

٣٦٨۔ حديث جَرِيرٍ ﷺ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَنَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً، يَعْنِي الْبَدْرَ، فَقَالَ: ((إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هَذَا الْقَمَرَ، لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ نے چاند پر ایک نظر ڈالی پھر فرمایا کہ تم اپنے رب کو (آخرت میں) اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو اب دیکھ رہے ہو۔ اس کے دیکھنے میں تم کو کوئی زحمت بھی نہیں ہوگی۔ پس تم ایسا کر سکتے ہو کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے والی نماز (فجر) اور سورج غروب ہونے سے پہلے والی نماز (عصر) سے تمہیں کوئی چیز روک نہ سکے تو ایسا ضرور کرو۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ ''پس اپنے مالک کی حمد کی تسبیح کر سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے'' [ق:٣٩]۔

٣٦٩۔ حديث أَبِي مُوسَى ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ))۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں (وقت پر) پڑھیں (یعنی فجر اور عصر) تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

٣٦٨۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 16 باب فضل صلاة العصر (554) مسلم (633) ابو داود (4729)۔

٣٦٩۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 26 باب فضل صلاة الفجر (574) مسلم (635) بغوى (381)۔

## (38) باب بيان ان اول وقت المغرب عند غروب الشمس

## نمازِ مغرب کا اول وقت آفتاب کے غروب ہوتے ہی ہو جاتا ہے

۳۷۰۔ حدیث سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نمازِ مغرب نبی ﷺ کے ساتھ اس وقت پڑھتے تھے جب سورج پردے میں چھپ جاتا۔

**لغوی توضیح** إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ جب سورج پردے میں چھپ جائے، یعنی غروب ہو جائے۔

۳۷۱۔ حدیث رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم مغرب کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھ کر جب واپس ہوتے (اور تیر اندازی کرتے تو اتنا اجالا باقی رہتا تھا کہ) ایک شخص اپنے تیر گرنے کی جگہ کو دیکھتا تھا۔

**لغوی توضیح** مَوَاقِعَ نَبْلِهِ تیر گرنے کی جگہ۔ اس اور سابقہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ ہمیشہ غروبِ آفتاب کے ساتھ ہی نمازِ مغرب ادا کر لیا کرتے تھے اور یہ آپ کی مستقل عادت تھی۔

## (39) باب وقت العشاء وتاخيرها

## نمازِ عشا کا وقت اور اس میں تاخیر کرنا

۳۷۲۔ حدیث عَائِشَةَ قَالَتْ: أَعْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ، وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَفْشُوَ الْإِسْلَامُ، فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى قَالَ عُمَرُ: نَامَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ، فَخَرَجَ، فَقَالَ لِأَهْلِ الْمَسْجِدِ: (( مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز دیر سے پڑھی۔ یہ اسلام کے پھیلنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ اس وقت تک باہر تشریف نہیں لائے جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نہ فرمایا کہ عورتیں اور بچے سو گئے۔ پس آپ تشریف لائے اور اہلِ مسجد سے فرمایا کہ تمہارے علاوہ دنیا میں کوئی بھی انسان اس نماز کا انتظار نہیں کرتا۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ عشاء کو تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ ایک دوسری روایت میں نمازِ عشاء کو ایک تہائی رات یا آدھی رات تک مؤخر کرنے کا ذکر ہے۔[1]

۳۷۳۔ حدیث عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ شُغِلَ عَنْهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات کسی کام میں مشغول ہو گئے اور بہت دیر کی۔ ہم (نماز کے انتظار میں

---

۳۷۰۔ البخاری فی: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 18 باب وقت المغرب (561) مسلم (636) ابن ماجه (688)۔
۳۷۱۔ البخاری فی: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 18 باب وقت المغرب (559) مسلم (637) ابن حبان (1515)۔
۳۷۲۔ البخاری فی: 9 كتاب المواقيت 22 فضل العشاء (566) مسلم (638) نسائی (534) بغوی (375)۔
۳۷۳۔ البخاری فی: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 24 باب النوم قبل العشاء لمن غُلِب (570) مسلم (639)۔

[1] [ صحيح : صحيح ترمذی (141) كتاب الصلاة ، ترمذی (167) ابن ماجة (691)]

لَيْلَةً ' فَأَخَّرَهَا حَتَّى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ' ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ' ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ' ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ ' ثُمَّ قَالَ: (( لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ ))۔

بیٹھے ہوئے)۔ مسجد ہی میں سو گئے' پھر ہم بیدار ہوئے' پھر ہم سو گئے' پھر ہم بیدار ہوئے' پھر نبی ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ دنیا کا کوئی شخص بھی تمہارے سوا اس نماز کا انتظار نہیں کرتا۔

۳۷۴۔ حدیث أَنَسٍ ﷺ' قَالَ حُمَيْدٌ: سُئِلَ أَنَسٌ ' هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا ؟ قَالَ: أَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ ' ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ۔ قَالَ: (( إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلُّوْا وَنَامُوْا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا ))۔

حمید کہتے ہیں کہ حضرت انس ﷺ سے پوچھا گیا کیا نبی ﷺ نے انگوٹھی بنوائی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز آدھی رات میں پڑھائی۔ پھر چہرۂ مبارک ہماری طرف کیا۔ جیسے اب بھی میں آنحضرت ﷺ کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا کہ بہت سے لوگ نماز پڑھ کر سو چکے ہوں گے لیکن تم اس وقت بھی نماز میں ہو جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہے ہو۔

۳۷۵۔ حدیث أَبِي مُوسَى ﷺ' قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِي الَّذِيْنَ قَدِمُوْا مَعِي فِي السَّفِيْنَةِ نُزُوْلًا فِي بَقِيْعِ بُطْحَانَ ' وَالنَّبِيُّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ ' فَكَانَ يَتَنَاوَبُ النَّبِيَّ ﷺ عِنْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ ' فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَأَصْحَابِي ' وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ ' فَأَعْتَمَ بِالصَّلَاةِ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ' ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِهِمْ ' فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ ' قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ: (( عَلَى رِسْلِكُمْ ' أَبْشِرُوْا ' إِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ )) أَوْ قَالَ: (( مَا صَلَّى هٰذِهِ السَّاعَةَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ جو کشتی میں میرے ساتھ (حبشہ) آئے تھے بقیع بطحان میں قیام کیا۔ اس وقت نبی ﷺ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ہم میں سے کوئی نہ کوئی عشاء کی نماز میں روزانہ باری مقرر کر کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا، اتفاق سے میں اور میرے ایک ساتھی ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اپنے کسی کام میں مشغول تھے (کسی ملّی معاملہ میں آپ اور حضرت ابوبکر ﷺ گفتگو کر رہے تھے) جس کی وجہ سے نماز میں دیر ہو گئی اور تقریباً آدھی رات گزر گئی پھر نبی ﷺ تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ نماز پوری کر چکے تو حاضرین سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر وقار کے ساتھ بیٹھے رہو اور ایک خوش خبری سنو۔ تمہارے سوا دنیا میں کوئی بھی آدمی ایسا نہیں جو اس وقت نماز پڑھتا ہو یا آپ نے فرمایا کہ تمہارے سوا اس وقت کسی (امت) نے بھی نماز نہیں پڑھی تھی۔

---

۳۷۴۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 48 باب فص الخاتم (572) مسلم (640) بغوی (376)۔

۳۷۵۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 22 باب فضل العشاء (567) مسلم (641)۔

اَحَدٌ غَيْرُكُمْ )) قَالَ اَبُوْ مُوْسَى، فَفَرِحْنَا بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

حضرت ابوموسیٰ نے کہا پس ہم نبی ﷺ سے یہ سن کر بہت ہی خوش ہو کر لوٹے۔

٣٧٦۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً بِالْعِشَاءِ حَتَّى رَقَدَ النَّاسُ وَاسْتَيْقَظُوْا وَرَقَدُوْا وَاسْتَيْقَظُوْا فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: الصَّلَاةَ! فَخَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ، كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَيْهِ الْآنَ، يَقْطُرُ رَاْسُهُ مَاءً، وَاضِعًا يَدَهُ عَلَى رَاْسِهِ، فَقَالَ: (( لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى اُمَّتِي لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُصَلُّوْهَا هٰكَذَا ))۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک رات عشا کی نماز میں دیر کی جس کے نتیجہ میں لوگ (مسجد ہی میں) سو گئے۔ پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے' پھر بیدار ہوئے آخر میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اٹھے اور پکارا' نماز' اس کے بعد اللہ کے نبی ﷺ گھر سے تشریف لائے وہ منظر میری نگاہوں کے سامنے ہے جبکہ آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور آپ ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میری امت کے لئے مشکل نہ ہو جاتی تو میں انہیں حکم دیتا کہ عشا کی نماز کو اسی وقت پڑھیں۔

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الرَّاوِيُّ عَنْ عَطَاءٍ، الرَّاوِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَاْسِهِ يَدَهُ كَمَا اَنْبَاَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَبَدَّدَ لِي عَطَاءٌ بَيْنَ اَصَابِعِهِ شَيْئًا مِنْ تَبْدِيْدٍ، ثُمَّ وَضَعَ اَطْرَافَ اَصَابِعِهِ عَلَى قَرْنِ الرَّاْسِ ثُمَّ ضَمَّهَا، يُمِرُّهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّاْسِ ثُمَّ ضَمَّهَا، يُمِرُّهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّاْسِ حَتَّى مَسَّتْ اِبْهَامُهُ طَرَفَ الْاُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ، لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطُشُ اِلَّا كَذٰلِكَ، وَقَالَ: (( لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى اُمَّتِي لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُصَلُّوْهَا هٰكَذَا ))۔

(ابن جریج یہ حدیث حضرت ابن عباس سے عطاء کے واسطے سے بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ) میں نے عطاء سے مزید تحقیق چاہی کہ نبی ﷺ کے سر پر ہاتھ رکھنے کی کیفیت کیا تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں اس سلسلے میں کس طرح خبر دی تھی۔ اس پر حضرت عطاء نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں تھوڑی سی کھول دیں اور انہیں سر کے ایک کنارے پر رکھا پھر انہیں ملا کر یوں سر پر پھیرنے لگے کہ ان کا انگوٹھا کان کے اس کنارے سے جو چہرے سے قریب ہے اور داڑھی سے جا لگا۔ نہ سستی کی اور نہ جلدی' بلکہ اسی طرح کیا اور کہا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت پر مشکل نہ گزرتی تو میں حکم دیتا کہ اس نماز کو اسی وقت پڑھا کریں۔

٣٧٦۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة 24 باب النوم قبل العشاء لمن غُلِب (571) مسلم (642) دارمی (1215)۔

## (40) باب استحباب التبكير بالصبح فی اول وقتها وهو التغليس وبيان قدر القراءة فيها

## نمازِ فجر ایسے وقت پڑھنا جبکہ آخر شب کی سیاہی باقی ہو مستحب ہے اور نمازِ فجر میں تلاوتِ قرآن کتنی کرنی چاہیے

٣٧٧۔ حديث عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ، ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلَاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مسلمان عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ فجر پڑھنے چادروں میں لپٹ کر آتی تھیں۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر جب اپنے گھروں کو واپس ہوتیں تو کوئی انہیں اندھیرے کی وجہ سے پہچان نہیں سکتا تھا۔

**لغوی توضیح** مُتَلَفِّعَات لپٹی ہوئی۔ بِمُرُوْطِهِنَّ اپنی چادروں میں، مروط جمع ہے مرط کی۔ الْغَلَس رات کی سیاہی، اندھیرا۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ صبح کی نماز طلوع فجر کے فوراً بعد ادا کرلیا کرتے تھے، اسی لیے تو روشنی پھیلنے سے پہلے (کچھ اندھیرے میں) ہی نماز سے فارغ ہو جاتے تھے۔

٣٧٨۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ، وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ، وَالْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ، وَالْعِشَاءَ اَحْيَانًا وَاَحْيَانًا: اِذَا رَآهُمُ اجْتَمَعُوْا عَجَّلَ، وَاِذَا رَآهُمْ اَبْطَؤُوْا اَخَّرَ، وَالصُّبْحَ كَانُوْا اَوْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْهَا بِغَلَسٍ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز ٹھیک دوپہر میں پڑھایا کرتے تھے ابھی سورج صاف اور روشن ہوتا تھا تو نمازِ عصر پڑھاتے۔ نمازِ مغرب وقت آتے ہی پڑھاتے اور نمازِ عشا کو کبھی جلدی پڑھاتے اور کبھی دیر سے۔ جب دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں تو جلدی پڑھا دیتے۔ اور اگر لوگ جلدی جمع نہ ہوتے تو نماز میں دیر کرتے (اور لوگوں کا انتظار کرتے) اور صبح کی نماز صحابہ یا (یہ کہا کہ) نبی ﷺ اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

٣٧٩۔ حديث اَبِي بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ رضی اللہ عنہ، وَقَدْ سُئِلَ عَنْ وَقْتِ الصَّلَوَاتِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ، وَالْعَصْرَ، وَيَرْجِعُ الرَّجُلُ اِلٰى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ (قَالَ الرَّاوِي

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے اوقاتِ نماز کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے پر پڑھتے تھے۔ عصر جب پڑھتے تو مدینہ کے انتہائی کنارہ تک ایک شخص چلا جاتا لیکن سورج اب بھی باقی رہتا۔ مغرب کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا وہ مجھے یاد نہیں رہا اور عشاء کے لئے تہائی رات تک دیر کرنے میں کوئی

---

٣٧٧۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 27 باب وقت الفجر (372) مسلم (645) ابو داود (423)۔

٣٧٨۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 27 باب وقت الفجر (560) مسلم (646) ابو داود (397)۔

٣٧٩۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 104 باب القراءة فی الفجر (541) مسلم (647) ابن ماجه (647)۔

عَنْ اَبِی بَرْزَةَ: وَنَسِیْتُ مَا قَالَ فِی الْمَغْرِبِ) وَلَا یُبَالِی بِتَاخِیْرِ الْعِشَاءِ اِلَی ثُلُثِ اللَّیْلِ ' وَلَا یُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِیْثَ بَعْدَهَا ' وَیُصَلِّی الصُّبْحَ ' فَیَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَیَعْرِفُ جَلِیْسَهُ ' وَکَانَ یَقْرَأُ فِی الرَّکْعَتَیْنِ اَوْ اِحْدَاهُمَا مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی الْمِائَةِ۔

حرج محسوس نہیں کرتے تھے اور آپ اس (یعنی عشاء) سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ جب نماز صبح سے فارغ ہوتے تو ہر شخص اپنے قریب بیٹھے ہوئے کو پہچان سکتا تھا۔ آپ دونوں رکعات میں یا ایک میں ساٹھ سے لے کر سو تک آیتیں پڑھتے۔

**لغوی توضیح** وَلَا الْحَدِیْثَ بَعْدَهَا اس یعنی عشاء کے بعد باتیں کرنا آپ ﷺ ناپسند کرتے تھے۔ لیکن اگر دینی ضرورت ہو، ملی مفاد ہو، مہمانوں کی خدمت ہو وغیرہ تو اس طرح کے مصلحت کے کاموں میں بالاتفاق عشاء کے بعد بھی گفتگو کی جا سکتی ہے۔ فَیَعْرِفُ جَلِیْسَهُ وہ اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے کو پہچان لیتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ فجر سے فراغت پر ہلکی روشنی اور کچھ اندھیرا ہوتا تھا جس کی وجہ سے پاس بیٹھا شخص تو پہچانا جاتا لیکن دور کا آدمی یا خواتین نہ پہچانی جاتیں۔

## (42) باب فضل صلاة الجماعة و بيان التشديد في التخلف عنها

## نماز باجماعت کی فضیلت اور جماعت سے پیچھے رہ جانے والوں کے لیے وعید

۳۸۰۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((تَفْضُلُ صَلَاةُ الْجَمِیْعِ صَلَاةَ اَحَدِکُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسٍ وَعِشْرِیْنَ جُزْئًا ' وَتَجْتَمِعُ مَلَائِکَةُ اللَّیْلِ وَمَلَائِکَةُ النَّهَارِ فِی صَلَاةِ الْفَجْرِ))۔ ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ: فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ ﴿اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْهُوْدًا﴾۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ باجماعت نماز اکیلے پڑھنے سے پچیس درجہ زیادہ بہتر ہے اور رات دن کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم پڑھنا چاہو تو یہ آیت پڑھو یعنی "فجر میں قرآن پاک کی تلاوت پر فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔" [بنی اسرائیل:۷۸]۔

۳۸۱۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ دَرَجَةً))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جماعت کے ساتھ نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْفَذّ اکیلا و منفرد شخص، جو جماعت کے بغیر اکیلا نماز پڑھتا ہے۔

---

۳۸۰۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 31 باب فضل صلاة الفجر فی جماعة (648) مسلم (649) ترمذی (216)۔
۳۸۱۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 30 باب فضل صلاة الجماعة (645) مسلم (650) ترمذی (215)۔

٣٨٢۔ حديث أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (( والذي نفسي بيده لقد هممت أن آمر بحطب فيحطب، ثم آمر بالصلاة فيؤذن لها، ثم آمر رجلا فيؤم الناس، ثم أخالف إلى رجال فأحرق عليهم بيوتهم والذي نفسي بيده لو يعلم أحدهم أنه يجد عرقا سمينا أو مرماتين حسنتين لشهد العشاء ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لئے کہوں اس کے لئے اذان دی جائے پھر کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوتے) پھر انہیں ان کے گھروں سمیت جلا دوں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ جماعت میں نہ شریک ہونے والے لوگ اتنی بات جان لیں کہ انہیں مسجد میں ایک اچھی قسم کی گوشت والی ہڈی مل جائے گی یا دو عمدہ کھر ہی مل جائیں گے تو یہ عشا کی جماعت کے لئے مسجد میں ضرور حاضر ہوں۔

**لغوی توضیح** عَرْقًا گوشت والی ہڈی۔ مِرْمَاتَيْن دو کھر۔ یہ حدیث ان کی دلیل ہے جو باجماعت نماز کو فرض قرار دیتے ہیں کیونکہ اتنی شدید وعید کسی فرض کے ترک پر ہی ہو سکتی ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ وعید ان منافقین کے لیے تھی جو ایک گوشت والی ہڈی کو بھی باجماعت نماز پر ترجیح دیتے تھے، ضروری نہیں کہ دوسرے بھی اس میں شامل ہوں۔

٣٨٣۔ حديث أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: (( ليس صلاة أثقل على المنافقين من الفجر والعشاء، ولو يعلمون ما فيهما لأتوهما ولو حبوا، لقد هممت أن آمر المؤذن فيقيم ثم آمر رجلا يؤم الناس، ثم آخذ شعلا من نار فأحرق على من لا يخرج إلى الصلاة بعد ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ اور کوئی نماز بھاری نہیں اور اگر انہیں معلوم ہوتا کہ ان کا ثواب کتنا زیادہ ہے (اور وہ چل نہ سکتے) تو گھٹنوں کے بل گھسٹ کر آتے۔ اور میرا تو ارادہ ہو گیا تھا کہ مؤذن سے کہوں کہ وہ تکبیر کہے پھر میں کسی کو نماز پڑھانے کے لئے کہوں اور خود آگ کی چنگاریاں لے کر ان سب کے گھروں کو جلا دوں جو ابھی تک نماز کے لئے نہیں نکلے۔

## (47) باب الرخصة في التخلف عن الجماعة بعذر

## عذر کی وجہ سے جماعت سے غیر حاضر ہونے کی رخصت ہے

٣٨٤۔ حديث عتبان بن مالك رضي الله عنه،

حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور

٣٨٢۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 29 باب وجوب صلاة الجماعة (644) مسلم (651) ابو داود (548)۔
٣٨٣۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 34 باب فضل العشاء في الجماعة۔
٣٨٤۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 46 باب المساجد في البيوت۔

وَهُوَ مِنْ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْاَنْصَارِ ، اَنَّهُ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَدْ اَنْكَرْتُ بَصَرِي ، وَاَنَا اُصَلِّي لِقَوْمِي ، فَاِذَا كَانَتِ الْاَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ ، لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ ، فَاُصَلِّيَ بِهِمْ ، وَوَدِدْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَنَّكَ تَاْتِيْنِي فَتُصَلِّي فِي بَيْتِي فَاَتَّخِذَهُ مُصَلًّى ۔ قَالَ ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( سَاَفْعَلُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ )) قَالَ عُتْبَانُ : فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ ، فَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَذِنْتُ لَهُ ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ، ثُمَّ قَالَ: (( اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟ )) قَالَ : فَاَشَرْتُ لَهُ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ ۔ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرَ ، فَقُمْنَا فصففنا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ، قَالَ حَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهُ ، قَالَ ، فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ اَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْ عَدَدٍ ، فَاجْتَمَعُوْا ، فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ : اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخَيْشِنِ اَوِ ابْنُ الدُّخْشُنِ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( لَا تَقُلْ ذٰلِكَ ، اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ

انصار کی طرف سے غزوۂ بدر میں شریک تھے وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یارسول اللہ! میری بینائی میں کچھ فرق آ گیا ہے اور میں اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھایا کرتا ہوں۔ لیکن جب برسات کا موسم آتا ہے تو میرے اور میری قوم کے درمیان جو وادی ہے وہ بھر جاتی ہے اور بہنے لگ جاتی ہے اور میں انہیں نماز پڑھانے کے لئے مسجد تک نہیں جا سکتا۔ یارسول اللہ! میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور (کسی جگہ) نماز پڑھ دیں تاکہ میں اسے نماز پڑھنے کی جگہ بنالوں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ان شاء اللہ میں تمہاری اس خواہش کو پورا کروں گا۔ عتبان نے کہا کہ (دوسرے دن) جب دن چڑھا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں تشریف لے آئے اور رسول ﷺ نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے اجازت دے دی۔ جب آپ گھر میں تشریف لائے تو بیٹھے بھی نہیں اور پوچھا کہ تم اپنے گھر کے کس حصہ میں مجھ سے نماز پڑھنے کی خواہش رکھتے ہو؟ حضرت عتبان نے کہا کہ میں نے گھر میں ایک کونے کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ (اس جگہ) کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی۔ ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور صف باندھی۔ آپ نے دو رکعت (نفل) نماز پڑھائی پھر سلام پھیرا۔ عتبان نے کہا کہ ہم نے آپ ﷺ کو تھوڑی دیر کے لئے روکا اور آپ کی خدمت میں حلیم پیش کیا جو آپ ہی کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ عتبان نے کہا کہ محلّہ والوں کا ایک مجمع گھر میں لگ گیا۔ مجمع میں سے ایک شخص بولا کہ مالک بن دخیشن یا (یہ کہا) ابن دخشن دکھائی نہیں دیتا۔ اس پر کسی دوسرے نے کہہ دیا کہ وہ تو منافق ہے جسے اللہ اور رسول سے کوئی محبت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا، ایسا مت کہو، کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے اور اس سے

اللّٰهِ!)) قَالَ : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ ' قَالَ : فَاِنَّا نَرَى وَجْهَهُ وَنَصِيْحَتَهُ اِلَى الْمُنَافِقِيْنَ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ )) ـ

مقصود خالص اللہ کی رضا مندی حاصل کرنا ہے۔تب منافقت کا الزام لگانے والا بولا کہ اللہ اوراس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ہم تو بظاہر اس کی توجہات اور دوستی منافقوں ہی کے ساتھ دیکھتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے لا الہ الا اللہ کہنے والے پر اگر اس کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی رضا حاصل کرنا ہو دوزخ کی آگ حرام کردی ہے۔

**فهم الحديث** یہ حدیث دلیل ہے کہ جسے کوئی عذر ہو وہ باجماعت نماز سے پیچھے رہ سکتا ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے آثار سے تبرک حاصل کیا جاسکتا ہے اور جہاں آپ نے نماز ادا کی وہاں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

٣٨٥ـ حديث مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ رضی اللہ عنہ ' زَعَمَ اَنَّهُ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَ فِيْ دَارِهِمْ ' ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ عِتْبَانَ حَدِيْثَهُ السَّابِقَ ـ

حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ پوری طرح یاد ہیں اور آپ کا میرے گھر کے ڈول سے کلی کرنا بھی یاد ہے (جو آپ نے میرے منہ میں ڈالی تھی)۔ پھر انہوں نے حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے سابقہ حدیث روایت کی۔

## (48) باب جواز الجماعة في النافلة والصلاة على حصير و خمرة و ثوب و غيرها من الطاهرات

## نفل نماز باجماعت اور پاک چٹائی، بوریے اور کپڑے وغیرہ پر نماز پڑھنا جائز ہے

٣٨٦ـ حديث مَيْمُوْنَةَ ' قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَاَنَا حِذَاءَهُ ' وَاَنَا حَائِضٌ ' وَرُبَّمَا اَصَابَنِيْ ثَوْبُهُ اِذَا سَجَدَ ـ قَالَتْ : وَكَانَ يُصَلِّيْ عَلَى الْخُمْرَةِ ـ

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ نماز پڑھتے اور حائضہ ہونے کے باوجود میں آپ کے سامنے ہوتی۔اکثر جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھے چھو جاتا اور آپ (کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے ایک چھوٹے سے) مصلے پر نماز پڑھتے تھے۔

**لغوی توضیح** حِذَاءَ سامنے۔اَلْخُمْرَةَ کھجور کے پتوں سے بنی چھوٹی چٹائی۔

## (49) باب فضل صلاة الجماعة و انتظار الصلاة

## باجماعت نماز کی فضیلت اور جماعت کے لیے انتظار کے ثواب کا بیان

٣٨٧ـ حديث اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جماعت

٣٨٥ـ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 154 باب من لم ير ردّ السلام على الإمام واكتفى بتسليم الصلاة ـ

٣٨٦ـ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 19 باب إذا اصاب ثوب المصلّي امراته إذا سجد ـ

٣٨٧ـ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 87 باب الصلاة في مسجد السوق (176) مسلم (649) ترمذی (330)۔

ﷺ قَالَ: (( صَلَاةُ الْجَمِيعِ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ فِي سُوقِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً، فَإِنَّ اَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ، وَأَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيئَةً حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، وَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ تَحْبِسُهُ، وَتُصَلِّي عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ ))۔

کے ساتھ نماز پڑھنے میں' گھر کے اندر یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص تم میں سے وضو کرے اور اس کے تمام آداب کا لحاظ رکھے' پھر مسجد میں صرف نماز کی غرض سے آئے تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ اس سے معاف کرتا ہے۔ اس طرح وہ مسجد کے اندر آئے گا مسجد میں آنے کے بعد جب تک نماز کے انتظار میں رہے گا اسے نماز ہی کی حالت میں شمار کیا جائے گا اور جب تک اس جگہ بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے تو فرشتے اس کے لئے رحمت خداوندی کی دعائیں کرتے ہیں کہ اے اللہ! اس کو بخش دے اے اللہ! اس پر رحم کر۔ جب تک کہ ریاح خارج کر کے (وہ فرشتوں کو) تکلیف نہ دے۔

## (50) باب فضل كثرة الخطا الى المساجد

## مسجد کی طرف جتنے زیادہ قدم اٹھانے پڑیں اتنی ہی زیادہ فضیلت ہے

٣٨٨۔ حديث أَبِي مُوسَى رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( أَعْظَمُ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلَاةِ أَبْعَدُهُمْ فَأَبْعَدُهُمْ مَمْشًى، وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلَاةَ حَتَّى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّي ثُمَّ يَنَامُ ))۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، نماز میں ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر وہ شخص ہوتا ہے جو (مسجد میں نماز کے لئے) زیادہ سے زیادہ دور سے آئے اور جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے اور پھر امام کے ساتھ پڑھتا ہے اس شخص سے اجر میں بڑھ کر ہے جو (پہلے ہی) پڑھ کر سو جائے۔

## (51) باب المشى الى الصلاة تمحى به الخطايا وترفع به الدرجات

## نماز کے لیے مسجد کی طرف چل کر جانے سے خطائیں معاف ہوتی ہیں اور درجے بلند ہوتے ہیں

٣٨٩۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: (( أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهَرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا، مَا تَقُولُ ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ؟ )) قَالُوا: لَا يُبْقِي

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ پانچ دفعہ نہائے تو تمہارا کیا گمان ہے' کیا اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ نہیں

٣٨٨۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 31 باب صلاة الفجر فی جماعة (651) مسلم (662) ابن خزيمة (1501)۔

٣٨٩۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقيت الصلاة: 6 باب الصلوات الخمس كفارة (528) مسلم (667) ترمذی (6868)۔

مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ: (( فَذَالِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهَا الْخَطَايَا ))۔

یارسول اللہ! ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا، یہی حال پانچوں وقت کی نمازوں کا ہے کہ اللہ پاک ان کے ذریعہ سے گناہوں کو مٹادیتا ہے۔

**لغوی توضیح** دَرَنِه میل کچیل۔ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا اللہ اس کے ذریعے گناہ معاف فرماتا ہے، یعنی صغیرہ۔

۳۹۰۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: (( مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ وَرَاحَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص مسجد میں صبح وشام بار بار حاضری دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمانی کا سامان کرے گا۔ وہ صبح شام جب بھی مسجد میں جائے۔

## (53) باب من احق بالامامة

## امامت کا زیادہ مستحق کون ہے

۳۹۱۔ حدیث مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنْ قَوْمِي فَاَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً ' وَكَانَ رَحِيْمًا رَفِيْقًا ' فَلَمَّا رَاٰى شَوْقَنَا اِلَى اَهَالِيْنَا ' قَالَ: (( اِرْجِعُوْا فَكُوْنُوْا فِيْهِمْ ' وَعَلِّمُوْهُمْ ' وَصَلُّوا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ ' وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ ))۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں اپنی قوم (بنی لیث) کے چند آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوا۔ اور میں نے آپ کی خدمت میں بیس راتوں تک قیام کیا۔ آپ بڑے رحم دل اور ملنسار تھے۔ جب آپ نے ہمارے اپنے گھر پہنچنے کا شوق محسوس کرلیا تو فرمایا کہ اب تم جاسکتے ہو۔ وہاں جاکر اپنی قوم کو دین سکھاؤ اور نماز پڑھتے رہنا۔ جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرائے۔

**لغوی توضیح** وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ تم میں سب سے بڑا امامت کرائے۔ بڑی عمر کے آدمی کو امام بنانے کا اس لیے کہا کیونکہ یہ سب لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اکٹھے دین سیکھا۔ لہٰذا بظاہر یہ تمام دینی تعلیم کے حوالے سے برابر تھے اس لیے انہیں یہ حکم دیا کہ بڑا امامت کرائے ورنہ آپ ﷺ نے عام اصول یہ بیان کیا ہے کہ امام وہ بنے جو قرآن کا زیادہ علم رکھتا ہو اگر اس وصف میں لوگ برابر ہوں تو پھر وہ امام بنے جسے سنت کا زیادہ علم ہو اگر سنت کے علم میں بھی لوگ برابر ہوں تو پھر وہ امام بنے جو ہجرت کرنے میں مقدم ہو اور اگر اس میں بھی لوگ برابر ہوں تو پھر وہ امام بنے جو عمر میں بڑا ہو۔

## (54) باب استحباب القنوت فی جمیع الصلاة اذا نزلت بالمسلمین نازلة

## جب مسلمانوں پر کوئی بلا نازل ہو تو سب نمازوں میں قنوتِ نازلہ پڑھنا مستحب ہے

۳۹۲۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سر مبارک

۳۹۰۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 37 باب فضل من غدا إلى المسجد ومن راح (662) مسلم (669)۔
۳۹۱۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 17 باب من قال ليؤذن فی السفر مؤذن واحد (628) مسلم (674)۔
۳۹۲۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 128 باب يهوی بالتكبير حين يسجد (804) مسلم (675) ابن ماجه (1244)۔

① [مسلم (673) كتاب المساجد ومواضع الصلاة ، ترمذی (235) أبو داود (582) ابن ماجة (980)]

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ يَقُوْلُ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) يَدْعُوْ لِرِجَالٍ فَيُسَمِّيْهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ، فَيَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ، وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِي يُوْسُفَ)). وَأَهْلُ الْمَشْرِقِ يَوْمَئِذٍ مِنْ مُضَرَ مُخَالِفُوْنَ لَهُ.

(رکوع سے) اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا ولك الحمد کہہ کر چند لوگوں کے لئے دعائیں کرتے اور نام لے لے کر فرماتے۔ یا اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور تمام کمزور مسلمانوں کو (کفار سے) نجات دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کے لوگوں کو سختی کے ساتھ کچل دے اور ان پر ایسا قحط مسلط کر جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں آیا تھا۔ ان دنوں مشرق والے قبیلہ مضر کے لوگ مخالفین میں تھے۔

**لغوی توضیح** اَلْقُنُوْت باب قَنَتَ يَقْنُتُ سے مشتق ہے، معنی ہے قنوت پڑھنا، مراد ہے قنوتِ نازلہ جو مصیبت و آزمائش کے وقت رکوع کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اُشْدُدْ وَطْأَتَكَ اپنی سزا یا عذاب سخت کر۔ سِنِيْنَ جمع ہے سنة کی، مراد ہے زمانۂ قحط۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت نماز میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ مشروع ہے۔ یہ حسب حالات ایک نماز، دو نمازوں اور پانچوں نمازوں میں درست ہے۔[1] اس کا طریقہ یہ ہے کہ امام نماز کی آخری رکعت میں رکوع سے کھڑا ہونے کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور مقتدی آمین کہیں۔[2] قنوت نازلہ کی دعا یہ ہے ﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ، اَللّٰهُمَّ الْعَنْ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَيُقَاتِلُوْنَ أَوْلِيَاءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ أَقْدَامَهُمْ وَأَنْزِلْ بِهِمْ بَأْسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴾۔[3]

۳۹۳۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَنَتَ النَّبِيُّ ﷺ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک مہینہ تک دعائے قنوت پڑھی اور اس میں قبائل رعل و ذکوان پر بددعا کی تھی۔

۳۹۴۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا رضي الله عنه، عَنِ الْقُنُوْتِ، قَالَ:

عاصم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ رکوع سے پہلے

۳۹۳۔ البخاري في: 14 كتاب الوتر: 7 باب القنوت قبل الركوع وبعده (1001) مسلم (677) ابو داود (1444)۔
۳۹۴۔ البخاري في: 58 كتاب الجزية: 8 باب دعاء الإمام على من نكث عهدا۔

[1] [بخاري (797)، (798) مسلم (676) أبو داود (1440)، (1443)]
[2] [صحيح: إرواء الغليل (2/ 181) صحيح أبو داود (1280) أبو داود (1443)]
[3] [أحمد (3/ 137)]

قَبْلَ الرُّكُوعِ، فَقُلْتُ: إِنَّ فُلَانًا يَزْعَمُ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ۔ فَقَالَ۔ كَذَبَ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُوْ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ۔ قَالَ: بَعَثَ أَرْبَعِيْنَ أَوْ سَبْعِيْنَ (يَشُكُّ فِيْهِ) مِنَ الْقُرَّاءِ إِلَى أُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، فَعَرَضَ لَهُمْ هٰؤُلَاءِ فَقَتَلُوْهُمْ، وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ عَهْدٌ، فَمَا رَأَيْتُهُ وَجَدَ عَلَى أَحَدٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ۔

ہونی چاہیے میں نے عرض کیا کہ فلاں صاحب (ابن سیرین) تو کہتے ہیں کہ آپ نے کہا تھا کہ رکوع کے بعد ہوتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ انہوں نے غلط کہا ہے۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے یہ حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک رکوع کے بعد دعائے قنوت کی تھی اور آپ نے اس میں قبیلہ بنوسلیم کے قبیلوں کے حق میں بددعا کی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس یا ستر (راوی کو شک ہے) قرآن کے عالم صحابہ کی ایک جماعت مشرکین کے پاس بھیجی تھی۔ لیکن یہ بنی سلیم کے لوگ ان کے آڑے آئے اور ان کو مار ڈالا، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا معاہدہ تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی معاملہ پر اتنا رنجیدہ اور غمگین نہیں دیکھا، جتنا ان صحابہ کی شہادت پر آپ رنجیدہ تھے۔

۳۹۵۔ حدیث أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ، فَأُصِيْبُوْا، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ عَلَى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ، فَقَنَتَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَيَقُوْلُ: ((إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم بھیجی، جس میں شریک لوگوں کو قراء کہا جاتا تھا۔ ان سب کو شہید کر دیا گیا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی چیز کا اتنا غم ہوا ہو جتنا آپ کو ان کی شہادت کا غم ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے ایک مہینے تک فجر کی نماز میں ان کے لئے بددعا کی آپ کہتے کہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

## (55) باب قضاء الصلاة الفائتة واستحباب تعجيل قضائها

## قضا نماز ادا کرنے کا بیان اور قضا نماز کو جلد ادا کرنا مستحب ہے

۳۹۶۔ حدیث عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَسِيْرٍ، فَأَدْلَجُوْا لَيْلَتَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ عَرَّسُوْا فَغَلَبَتْهُمْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ رات بھر سب لوگ چلتے رہے جب صبح کا وقت قریب ہوا تو پڑاؤ کیا (چونکہ ہم تھکے ہوئے تھے) اس لئے سب لوگ اتنی گہری نیند سو گئے کہ سورج پوری طرح نکل آیا۔ سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نیند سے جاگے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سوئے ہوتے تو آپ کو جگایا

۳۹۵۔ البخاری فی: 8 کتاب الدعوات: 58 باب الدعاء علی المشرکین۔
۳۹۶۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام (344) مسلم (682) نسائی (320)۔

مِنْ مَنَامِهِ اَبُوبَكْرٍ ، وَكَانَ لَا يُوقَظُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَنَامِهِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ ، فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ ، فَقَعَدَ اَبُوبَكْرٍ عِنْدَ رَاْسِهِ ، فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ ، فَنَزَلَ وَصَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ ، فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا ۔ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: (( يَا فُلَانُ ! مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا؟ )) قَالَ : اَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ ، فَاَمَرَهُ اَنْ يَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيْدِ ، ثُمَّ صَلَّى وَجَعَلَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَكُوْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ ، وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيْدًا ۔ فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ اِذَا بِامْرَاَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ ، فَقُلْنَا لَهَا : اَيْنَ الْمَاءُ؟ فَقَالَتْ : اِنَّهُ لَا مَاءَ ۔ فَقُلْنَا : كَمْ بَيْنَ اَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ ؟ قَالَتْ : يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ ۔ فَقُلْنَا : انْطَلِقِي اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ قَالَتْ : وَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ؟ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ اَمْرِهَا حَتَّى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ ﷺ ۔ فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِي حَدَّثَتْنَا ، غَيْرَ اَنَّهَا حَدَّثَتْهُ اَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ فَاَمَرَ بِمَزَادَتَيْهَا فَمَسَحَ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ ، فَشَرِبْنَا عِطَاشًا ، اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا ، حَتَّى رَوِيْنَا فَمَلَاْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَاِدَاوَةٍ ، غَيْرَ اَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيْرًا ، وَهِيَ تَكَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمِلْءِ ۔ ثُمَّ قَالَ: (( هَاتُوْا مَا عِنْدَكُمْ ))

نہ جاتا حتی کہ آپ خود ہی جاگتے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ بھی جاگ گئے آخر ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ کے سر مبارک کے قریب بیٹھ گئے اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ اس سے آنحضرت ﷺ بھی جاگ گئے اور وہاں سے کوچ کا حکم دے دیا (پھر کچھ فاصلے پر تشریف لائے) اور یہاں آپ اترے اور ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ ایک شخص ہم سے دور کونے میں بیٹھا رہا اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ آنحضرت ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس سے فرمایا اے فلاں! ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ اس نے عرض کیا کہ مجھے غسل کی حاجت ہو گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے حکم دیا کہ پاک مٹی سے تیمّم کر لے (پھر اس نے بھی تیمّم کے بعد) نماز پڑھی۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر آنحضور ﷺ نے مجھے چند سواروں کے ساتھ آگے بھیج دیا۔ (تا کہ پانی تلاش کریں کیونکہ) ہمیں سخت پیاس لگی تھی۔ اب ہم اسی حالت میں چل رہے تھے کہ ہمیں ایک عورت ملی جو دو مشکوں کے درمیان (سواری پر) اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے جا رہی تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ پانی کہاں ملتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہاں پانی نہیں ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تمہارے گھر سے پانی کتنے فاصلے پر ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ایک دن ایک رات کا فاصلہ ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ اچھا تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلو۔ وہ بولی رسول اللہ کے کیا معنی ہیں؟ عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آخر ہم اسے آنحضور ﷺ کی خدمت میں لائے۔ اس نے آپ سے بھی وہی کہا جو ہم سے کہہ چکی تھی۔ ہاں اتنا اور کہا کہ وہ یتیم بچوں کی ماں ہے (اس لئے واجب الرحم ہے)۔ آنحضرت ﷺ کے حکم سے اس کے دونوں مشکیزوں کو اتارا گیا اور آپ نے ان کے دہانوں پر دست مبارک پھیرا۔ ہم چالیس پیاسے آدمیوں نے اس میں سے خوب سیراب ہو کر پیا اور اپنے تمام مشکیزے بالٹیاں بھی بھر لیں۔ ہم

فَجُمِعَ لَهَا مِنَ الْكِسَرِ وَالتَّمْرِ ۔ حَتّٰی آتَتْ اَهْلَهَا ۔ فَقَالَتْ : لَقِيْتُ اَسْحَرَ النَّاسِ اَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوْا ۔ فَهَدَى اللّٰهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ ' فَاَسْلَمَتْ وَاَسْلَمُوْا۔

نے صرف اونٹوں کو پانی نہیں پلایا۔اس کے باوجود اس کی مشکیں پانی سے اتنی بھری ہوئی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا ابھی بہہ پڑیں گی اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ (کھانے کی چیزوں میں سے) تمہارے پاس ہے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ اس عورت کے سامنے ٹکڑے اور کھجوریں لاکر جمع کر دی گئیں۔ چنانچہ روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جو کچھ موجود تھا سب جمع کر کے اسے دیا گیا۔ پھر جب وہ اپنے قبیلے میں آئی تو اپنے آدمیوں سے اس نے کہا کہ آج میں سب سے بڑے جادوگر سے مل کر آئی ہوں یا پھر جیسا کہ (اس کے ماننے والے) لوگ کہتے ہیں وہ واقعی نبی ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کے قبیلے کو اسی عورت کی وجہ سے ہدایت دی وہ خود بھی اسلام لائی اور تمام قبیلے والوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

**لغوی توضیح** اَدْلَجُوْا لَيْلَتَهُمْ وہ رات کے ابتدائی حصے میں چلے۔عَرَّسُوْا انہوں نے پڑاؤ کیا (رات کے آخری حصے میں استراحت کے لیے)۔عَطِشْنَا ہمیں پیاس لگی۔سَادِلَة لٹکائے ہوئے۔مَزَادَتَيْنِ تثنیہ ہے مَزَادَة کی، معنی ہے دو مشکیزے۔مُؤْتِمَة یتیموں والی، یعنی یتیم بچوں کی ماں۔الْعَزْلَاوَيْنِ تثنیہ ہے عَزْلَاء کی، معنی ہے، مشکیزے کا منہ۔تَنِضُّ پھٹ پڑنا، بہہ پڑنا۔الصِّرْم لوگوں کا وہ گروہ جو اپنے اونٹوں سمیت پانی کے کنارے مقیم ہو۔

۳۹۷۔ حديث اَنَسٍ ﷺ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا ' لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَالِكَ۔ ﴿ وَاَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ﴾ ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو جب بھی یاد آ جائے اس کو پڑھ لے۔اس قضا کے سوا اور کوئی کفارہ اس کی وجہ سے نہیں ہوتا۔اور (اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ) ''نماز میرے یاد آنے پر قائم کر'' [طہ:۱۴]۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ جس شخص کی کسی عذر (نسیان، نیند، مرض، جنگ اور سفر وغیرہ) کی وجہ سے نماز رہ جائے تو وہ یاد آنے پر یا موقع ملتے ہی فوراً پڑھ لے جیسا کہ غزوہ خندق میں بھی آپ ﷺ کی کچھ نمازیں رہ گئی تھیں اور پھر موقع ملتے ہی آپ نے پڑھ لی تھیں۔[1] تاہم اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑ دے حتی کہ اس کا وقت نکل جائے تو اس پر کوئی قضا نہیں (جیسا کہ امام ابن تیمیہ اور امام ابن حزم رحمہ اللہ وغیرہ نے فرمایا ہے[2]) البتہ اسے توبہ کرنی چاہیے۔

۳۹۷۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 37 باب من نسي صلاة فليصل إذا ذكرها ...(597) مسلم (684)۔

① [**صحيح**: صحيح نسائي (638) كتاب الاذان ، نسائي (661)]

② [الفتاوى الكبرى لابن تيميه (2/ 285) المحلى لابن حزم (2/ 235)]

# [6] كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِيْنَ وَقَصْرِهَا
# مسافر کی نماز کے مسائل

## (1) باب صلاة المسافرين و قصرها

## مسافر کی نماز اور سفر میں اس کے اختصار کا بیان

۳۹۸۔ حديث عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ ، قَالَتْ : فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلَاةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ ، فَأُقِرَّتْ صَلَاةُ السَّفَرِ ، وَزِيْدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں نماز میں دو دو رکعت فرض کی تھیں۔ سفر میں بھی اور اقامت کی حالت میں بھی۔ پھر سفر کی نماز تو اپنی اصلی حالت پر باقی رکھی گئی اور حالتِ اقامت کی نمازوں میں زیادتی کر دی گئی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ حضر کی نماز میں اضافہ ہوا سفر کی نماز میں نہیں، لہٰذا سفر میں (چار رکعت والی نماز) دو رکعت ہی ادا کرنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا ہے کہ سفر کی نماز دو رکعت ہی ہے۔[1] امام ابن تیمیہ اور امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں کبھی بھی چار رکعت نماز نہیں پڑھی۔[2]

۳۹۹۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما ، فَقَالَ : صَحِبْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَلَمْ أَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ ۔ وَقَالَ اللّٰهُ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾۔

حفص بن عاصم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ہم سے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہوں، میں نے آپ کو سفر میں (کبھی سنتیں) پڑھتے نہیں دیکھا۔ اور اللہ جل ذکرہ کا ارشاد ہے کہ ”تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے“ [الاحزاب:۲۱]۔

۴۰۰۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه ، قَالَ : صَلَّيْتُ الظُّهْرَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا ، وَبِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مدینہ میں چار رکعات نماز (ظہر) اور ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز (عصر) پڑھی۔

---

۳۹۸۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 1 كيف فرضت الصلوات في الإسراء (350) مسلم (685) ابوداود (1198)۔
۳۹۹۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 11 باب من لم يتطوع في السفر دبر الصلاة وقبلها (1101) مسلم (689)۔
۴۰۰۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 5 باب يقصر إذا خرج من موضعه (1089) مسلم (690) ابوداود (1202)۔

---

[1] [صحيح : صحيح ابن ماجه (1364) ابن ماجه (1064) مسند احمد (1/ 37)]
[2] [مجموع الفتاوى لابن تيميه (24/ 7) السيل الجرار (1/ 306)]

**فهم الحدیث** مدینہ اور ذوالحلیفہ کا فاصلہ چھ میل ہے۔ یاد رہے کہ اس حدیث میں فاصلے کی نہ تو تعیین ہے اور نہ ہی یہ کہ چھ میل سے کم سفر سفر نہیں۔ اس لیے چونکہ احادیث میں عموماً سفر کا ذکر ہے لہٰذا اصطلاح میں جتنی مسافت پر بھی سفر کا اطلاق ہوتا ہے اسی پر نماز قصر کی جا سکتی ہے۔ نماز قصر کے مسائل کی مزید تفصیل، اختلافی آراء، دلائل و حوالہ جات اور راجح موقف کی وضاحت کے لیے دیکھئے ہماری کتاب **فقه الحدیث یا نماز کی کتاب۔**

٤٠١۔ **حدیث** اَنَسٍ ﷛ ' قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى مَكَّةَ ' فَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتَّى رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ ۔ سَالَهُ يَحْيَى بْنُ اَبِي اِسْحَقَ قَالَ: اَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا؟ قَالَ اَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا ۔

حضرت انس ﷛ نے فرمایا کہ ہم نبی ﷺ کے ہمراہ مکہ کے ارادہ سے مدینہ سے نکلے تو نبی ﷺ برابر دو دو رکعت پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آئے۔ یحیٰ بن ابی اسحاق بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے پوچھا کہ آپ کا مکہ میں کچھ روز قیام بھی رہا تھا؟ تو حضرت انس ﷛ نے جواب میں فرمایا کہ دس دن تک ہم وہاں ٹھہرے تھے۔

## (2) باب قصر الصلاة بمنى

## منیٰ میں نماز کے قصر کا بیان

٤٠٢۔ **حدیث** عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضى اللّٰه عنهما ' قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ ' وَاَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ ' وَمَعَ عُثْمَانَ صَدْرًا مِنْ اِمَارَتِهِ ' ثُمَّ اَتَمَّهَا ۔

حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ﷠ کے ساتھ منیٰ میں (چار رکعت والی نماز) دو رکعت پڑھی۔ حضرت عثمان ﷛ کے ساتھ بھی ان کے دور خلافت کے شروع میں دو ہی رکعت پڑھی تھیں لیکن بعد میں آپ نے پوری پڑھی تھیں۔

**فهم الحدیث** اہل علم کا کہنا ہے کہ حضرت عثمان ﷛ کا منیٰ میں پوری نماز ادا کرنا محض ان کا اپنا اجتہاد تھا۔ ان کا موقف یہ تھا کہ نماز قصر صرف وہی کر سکتا ہے جو زادِ راہ (یعنی کھانے پینے کا سامان) اٹھائے ہوئے ہو کیونکہ وہ مسافر ہے اور جس کے پاس زادِ راہ نہ ہو اسے وہ مقیم تصور کرتے ہوئے پوری نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔ کیونکہ قصر کی اجازت صرف سفری مشقتوں کی بنا پر ہی دی گئی ہے۔ لہٰذا پہلے جب منیٰ آباد نہ تھا عثمان ﷛ قصر ہی کیا کرتے تھے لیکن جب آباد ہو گیا اور وہاں کھانے پینے کا سامان لانے کی حاجت نہ رہی تو انہوں نے پوری نماز پڑھنی شروع کر دی۔[1]

٤٠٣۔ **حدیث** حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ ﷛ ' قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ اَكْثَرُ مَا كُنَّا قَطُّ وَآمَنُهُ ' بِمِنًى

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی ﷛ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے منیٰ میں ہمیں دو رکعات پڑھائیں۔ ہمارا شمار اس وقت سب وقتوں سے زیادہ تھا اور ہم اتنے بے خوف کسی وقت میں نہ تھے (اس کے باوجود

٤٠١۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 1 باب ما جاء في التقصير وكم يقيم حتى يقصر (1081) مسلم (693)۔
٤٠٢۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 2 باب الصلاة بمنى (1082) مسلم (694) دارمي (1506)۔
٤٠٣۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 84 باب الصلاة بمنى (1083) مسلم (696) ابوداود (1965) ترمذي (882)۔

[1] [دیکھئے : احكام السفر والاقامة لابن تيميه (ص : 49)]

رَكْعَتَيْنِ۔

ہم کو نماز قصر پڑھائی)۔

### (3) باب الصلاة في الرحال في المطر

### بارش میں گھروں میں نماز ادا کرنے کی اجازت

٤٠٤۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ' اَنَّهُ اَذَّنَ بِالصَّلاَةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيْحٍ ' ثُمَّ قَالَ : اَلاَ صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ۔ ثُمَّ قَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَاْمُرُ الْمُؤَذِّنَ ' اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ ' يَقُوْلُ: (( اَلاَ صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ )) ۔

حضرت نافع رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک ٹھنڈی اور برسات کی رات میں اذان دی' پھر یوں پکار کر کہہ دیا کہ لوگو! اپنی قیام گاہوں پر ہی نماز پڑھ لو۔ پھر فرمایا کہ نبی ﷺ سردی و بارش کی راتوں میں مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ وہ اعلان کر دے کہ لوگو! اپنی قیام گاہوں پر ہی نماز پڑھ لو۔

**لغوی توضیح:** اَلرِّحَال جمع ہے رَحل کی، معنی ہے رہائشیں، منازل (خواہ پتھروں کی بنی ہوں، اینٹوں کی یا لکڑی کی)۔ معلوم ہوا کہ اگر بارش یا اس طرح کا کوئی عذر ہو تو باجماعت نماز ادا کرنا ضروری نہیں۔

٤٠٥۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ لِمُؤَذِّنِهِ فِي يَوْمٍ مَطِيْرٍ : اِذَا قُلْتَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلاَتَقُلْ حَيَّ عَلَى الصَّلاَةِ ' قُلْ صَلُّوْا فِي بُيُوْتِكُمْ ۔ فَكَاَنَ النَّاسُ اسْتَنْكَرُوْا ' قَالَ : فَعَلَهُ مَنْ هُوَخَيْرٌ مِنِّيْ ' اِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ ' وَاِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اُحْرِجُكُمْ فَتَمْشُوْنَ فِي الطِّيْنِ وَالدَّحْضِ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن سے ایک دفعہ بارش کے دن کہا کہ اشهد ان محمد رسول الله کے بعد حی علی الصلوۃ (نماز کی طرف آؤ) نہ کہنا بلکہ یہ کہنا کہ صلوا في بيوتكم (اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو) لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسی طرح مجھ سے بہتر انسان (رسول اللہ ﷺ) نے کیا تھا۔ بے شک جمعہ فرض ہے اور میں مکروہ جانتا ہوں کہ تمہیں گھروں سے نکال کر مٹی اور کیچڑ پھسلوان میں چلاؤں۔

### (4) باب جواز صلاة النافلة على الدابة في السفر حيث توجهت

### سفر میں سواری پر نفل نماز کا پڑھنا جائز ہے خواہ اس کا رخ کسی طرف ہو

٤٠٦۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ ' يُوْمِئُ اِيْمَاءً ' صَلاَةَ اللَّيْلِ اِلاَّ الْفَرَائِضَ ' وَيُوْتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سفر میں اپنی سواری پر ہی رات کی نماز اشاروں سے پڑھ لیتے تھے خواہ سواری کا رخ کسی طرف ہو جاتا۔ آپ اشاروں سے پڑھتے رہتے مگر فرائض اس طرح نہیں پڑھتے تھے اور وتر اپنی اونٹنی پر پڑھ لیتے۔

---

٤٠٤۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 40 باب الرخصة في المطر والعلة... (632) مسلم (697) ابو داود (1062)۔

٤٠٥۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 14 باب الرخصة لمن لم يحضر الجمعة في المطر (616) مسلم (699)۔

٤٠٦۔ البخاري في: 14 كتاب الوتر: 6 باب الوتر في السفر (999) مسلم (700) ترمذي (472) نسائي (739)۔

فھم الحدیث: اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سواری پر نفل نماز پڑھنا جائز ہے خواہ اس کا رُخ کسی طرف بھی ہو (البتہ نماز کی ابتدا قبلہ رخ ہو کر ہی کرنی چاہیے)۔ یہ مسئلہ اتفاقی ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

٤٠٧۔ حدیث عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ رضی اللہ عنہ' أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلَى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے خود دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ (رات میں) سفر میں نفل نمازیں سواری پر پڑھتے تھے وہ جدھر آپ کو لے جاتی ادھر ہی سہی۔

٤٠٨۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ' عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ ' قَالَ : اسْتَقْبَلْنَا أَنَسًا حِينَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِينَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلَى حِمَارٍ ' وَوَجْهُهُ مِنْ ذَا الْجَانِبِ ' يَعْنِي عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ ' فَقُلْتُ : رَأَيْتُكَ تُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ' فَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَهُ لَمْ أَفْعَلْهُ۔

انس بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ شام سے جب (حجاج کی خلیفہ سے شکایت کر کے) واپس ہوئے تو ہم ان سے عین التمر (عراق کے ایک طرف شام کے قریب ایک مقام) میں ملے۔ دیکھا کہ آپ گدھے پر سوار ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کا منہ قبلہ سے بائیں طرف تھا اس پر میں نے کہا کہ میں نے آپ کو قبلہ کے سوا دوسری طرف منہ کر کے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھتا تو میں بھی نہ کرتا۔

## (5) باب جواز الجمع بين الصلاتين في السفر

## سفر میں دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے

٤٠٩۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی تو آپ مغرب کی نماز دیر سے پڑھتے یہاں تک کہ مغرب اور عشا ایک ساتھ ملا کر پڑھتے۔

٤١٠۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ' ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا ' فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر' عصر کا وقت آنے تک نہ پڑھتے پھر کہیں (راستے میں) ٹھہرتے اور ظہر اور عصر ملا کر پڑھتے۔ لیکن اگر سفر شروع کرنے سے پہلے سورج ڈھل چکا ہوتا تو پہلے ظہر پڑھتے پھر سوار ہوتے۔

---

٤٠٧۔ البخاری فی: 18 کتاب تقصير الصلاة: 12 باب تطوع فی السفر فی غير دبر الصلاة وقبلها (1093) مسلم (701)۔

٤٠٨۔ البخاری فی: 18 کتاب تقصير الصلاة: 10 باب صلاة التطوع على الحمار (1100) مسلم (702)۔

٤٠٩۔ البخاری فی: 18 کتاب تقصير الصلاة: 6 يصلی المغرب ثلاثا فی السفر (1091) مسلم (703) ترمذی (555)۔

٤١٠۔ البخاری فی: 18 کتاب تقصير الصلاة: 16 باب إذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس ...(1111) مسلم (704)۔

**فهم الحديث** ایک دوسری حدیث میں ہے کہ (اگر سورج ڈھل گیا ہوتا) تو آپ ﷺ ظہر اور عصر دونوں کو جمع کے پڑھتے (پھر سفر پر روانہ ہوتے)۔[1] واضح رہے کہ نمازیں جمع کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں اس طرح ادا کرنا کہ ابھی صرف ایک نماز کا وقت ہو دوسری کا نہ ہو مثلاً عصر کو ظہر کے ساتھ اس کے ابتدائی وقت میں پڑھ لینا۔ یہ جمع صرف مسافر کے لیے جائز ہے۔ جبکہ دوسری صورت یہ ہے کہ پہلی نماز کو مؤخر کر کے آخری وقت میں اور دوسری کو جلدی کر کے اول وقت میں پڑھ لینا، اس طرح بظاہر دونوں نمازیں جمع بھی ہو جائیں گی اور درحقیقت اپنے اپنے وقت میں ہی ادا ہوں گی، اس جمع کو جمع صوری کہتے ہیں۔ جس حدیث میں حضر میں نمازیں جمع کرنے (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے) یا بلا عذر نمازیں جمع کرنے کا ذکر ہے[2] وہاں یہی جمع مراد ہے۔

## (6) باب الجمع بين الصلاتين في الحضر

## جب سفر نہ ہو تو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

٤١١ - حديث ابن عباس، قال: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ثَمَانِيًا جَمِيْعًا، وَسَبْعًا جَمِيْعًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعت ایک ساتھ (ظہر اور عصر) اور سات رکعت ایک ساتھ (مغرب اور عشاء) ملا کر پڑھیں۔

## (7) باب جواز الانصراف من الصلاة عن اليمين والشمال

## نماز پڑھ کر امام کا دائیں بائیں دونوں طرف مڑنے کا بیان

٤١٢ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه، قَالَ لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِهِ، يَرَى أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِيْنِهِ۔ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ كَثِيْرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی نماز میں سے کچھ بھی شیطان کا حصہ نہ لگائے اس طرح کہ (سلام پھیرنے کے بعد) داہنی طرف ہی لوٹنا اپنے لئے ضروری قرار دے لے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو اکثر بائیں طرف سے لوٹتے دیکھا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نماز سے فارغ ہو کر دائیں یا بائیں دونوں طرف مڑ کر بیٹھا جا سکتا ہے۔

## (9) باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع الموذن

## فرض نماز کی تکبیر تحریمہ کے بعد نفل نماز شروع کرنا مکروہ ہے

٤١٣ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ

حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ

---

٤١١- البخاري في: 19 كتاب التهجد: 30 باب من لم يتطوع بعد المكتوبة (543) مسلم (705) ابو داود (1214)۔
٤١٢- البخاري في: 10 كتاب الاذان: 195 باب الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال (852) مسلم (707)۔
٤١٣- البخاري في: 10 كتاب الاذان: 38 باب إذا اقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة (663) مسلم (711)۔

---

① [صحيح: ارواء الغليل (3/ 28) ابو داود (1206) ترمذی (553)]
② [مؤطا (1/ 144) كتاب الصلاة، مسلم (705) ابو داود (1210) نسائی (601)]

بُحَيْنَةَ رضي الله عنه' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى رَجُلًا' وَقَدْ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ ' يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ' فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاثَ بِهِ النَّاسُ ' وَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَلصُّبْحَ اَرْبَعًا الصُّبْحَ اَرْبَعًا؟ ))۔

کی نظر ایک ایسے نمازی پر پڑی جو تکبیر کے بعد دو رکعت نماز پڑھ رہا تھا۔ آنحضور ﷺ جب نماز سے فارغ ہو گئے تو لوگ اس شخص کے اردگرد جمع ہو گئے اور آنحضور ﷺ نے فرمایا کیا صبح کی چار رکعات پڑھتا ہے؟ کیا صبح کی چار رکعات ہو گئیں؟۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ جب فرائض کی جماعت کھڑی ہو جائے تو نوافل ادا نہیں کرنے چاہییں۔ ایک دوسری روایت میں یہ فرمانِ نبوی ہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں ہوتی[1]

## (11) باب استحباب تحية المسجد بركعتين وكراهة الجلوس قبل صلاتهما وانها مشروعة في جميع الاوقات

## تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا مستحب ہے ان کے پڑھے بغیر مسجد میں بیٹھنا مکروہ ہے اور تحیۃ المسجد تمام اوقات میں ادا کی جا سکتی ہیں

٤١٤۔ حديث اَبِي قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ رضي الله عنه ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَجْلِسَ))۔

حضرت ابو قتادہ سلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں ضرور پڑھنی چاہییں۔ اور اگر کوئی بھول کر بیٹھ جائے تو اسے چاہیے کہ یاد آنے پر دوبارہ کھڑا ہو اور یہ رکعتیں پڑھے جیسا کہ دورانِ خطبہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو حکم دیا تھا کہ کھڑا ہو اور دو رکعتیں پڑھ۔[2] ان رکعتوں کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔ ان کا وقت وہی ہے جب کوئی مسجد میں بیٹھنا چاہے۔ اسی لیے اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ رکعات تمام اوقات حتی کہ ممنوعہ اوقاتِ نماز میں بھی ادا کی جا سکتی ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم اور سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔[3]

## (12) باب استحباب الركعتين في المسجد لمن قدم من سفر اول قدومه

## مسافر کا سفر سے واپس آتے ہی مسجد میں آ کر پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب ہے

٤١٥۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ' قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَاَبْطَاَ بِي جَمَلِي

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (ذات الرقاع یا تبوک) میں تھا میرا اونٹ تھک کر سست ہو

٤١٤۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 60 باب إذا دخل المجلس فليركع ركعتين (444) مسلم (714)۔

٤١٥۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 34 باب شراء الدواب والحمير۔

---

① [مسلم (710) كتاب صلاة التطوع] ② [فتح الباري (1/641) ابن حبان]

③ [فتاوى ابن باز مترجم (1/62)]

وَاَعْيَا ' فَاَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ' فَقَالَ : ((جَابِر؟)) فَقُلْتُ : نَعَمْ ! قَالَ: (( مَا شَانُكَ؟)) قُلْتُ : اَبْطَا عَلَيَّ جَمَلِي وَاَعْيَا ـ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْنَا اِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ ' قَالَ : ((الآنَ قَدِمْتَ؟ )) قُلْتُ : نَعَمْ ! قَالَ: ((فَدَعْ جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ )) فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ـ

گیا۔ اتنے میں میرے پاس نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا جابر! میں نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوں۔ فرمایا کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا کہ میرا اونٹ تھک کر سست ہو گیا ہے۔ چلتا ہی نہیں۔ اس لئے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ میں دوسرے دن صبح کو پہنچا پھر ہم مسجد آئے تو آنحضور ﷺ مسجد کے دروازے پر ملے۔ آپ نے دریافت فرمایا' کیا ابھی آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ فرمایا۔ پھر اپنا اونٹ چھوڑ دے اور مسجد میں جا کے دو رکعت نماز پڑھ۔ میں اندر گیا اور نماز پڑھی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ سفر سے واپسی پر دو رکعتیں پڑھنا مستحب ہے اور یہ رکعتیں تحیۃ المسجد کے علاوہ ہیں۔

## (13) باب استحباب صلاة الضحى وان اقلها ركعتان

## نماز چاشت کا مستحب ہونا اور یہ کم از کم دو رکعت ہے

٤١٦ـ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ ' وَمَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُبْحَةَ الضُّحَى قَطُّ ' وَاِنِّي لَاُسَبِّحُهَا۔

حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک کام کو چھوڑ دیتے اور آپ کو اس کا کرنا پسند ہوتا اس خیال سے ترک کر دیتے (کہ کہیں ایسا نہ ہو) کہ دوسرے صحابہ بھی اس پر (آپ کو دیکھ کر) عمل شروع کر دیں اور اس طرح وہ کام ان پر فرض ہو جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز کبھی نہیں پڑھی لیکن میں پڑھتی ہوں۔

**لغوی توضیح** سُبْحَةَ الضُّحَى چاشت کے نوافل۔ یہ وہ نماز ہے جو طلوع آفتاب کے بعد ادا کی جاتی ہے، نیز اسے نماز اشراق اور صلاۃ الاوابین بھی کہتے ہیں۔ آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز مشروع ہے اور یہ آٹھ رکعات تک پڑھی جا سکتی ہے۔ اس کی دو[1] اور چار[2] رکعات بھی ثابت ہیں۔ تاہم درج بالا حدیث عائشہ میں جو اس نماز کی نفی ہے اسے ان کے عدم علم پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ باقی صحابہ نبی ﷺ سے اس نماز کو بیان کرتے ہیں اور وہ روایات بھی صحیح ہیں۔ لہٰذا ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ اس نماز پر مداومت اختیار نہیں فرماتے تھے بلکہ کبھی پڑھ لیتے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے۔ (واللہ اعلم)

٤١٧ـ حديث أُمِّ هَانِىءٍ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلَى ' قَالَ : مَا اَنْبَاَنَا اَحَدٌ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ

حضرت ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ ہمیں کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ رسول اللہ ﷺ کو انہوں نے چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا۔ ہاں ام

---

٤١٦ـ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 5 باب تحريض النبي ﷺ على صلاة الليل والنوافل...(1128) مسلم (718) ـ

٤١٧ـ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 12 باب من تطوع في السفر ...(280) مسلم (336) ـ

---

[1] [بخاری (1981)]

[2] [مسلم (719) ابن ماجه (1381)]

صَلَّى الضُّحَى غَيْرَ أُمِّ هَانِئٍ - ذَكَرَتْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا، فَصَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ، فَمَا رَأَيْتُهُ صَلَّى صَلَاةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ -

ہانی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی ﷺ نے ان کے گھر غسل کیا تھا اور اس کے بعد آپ نے آٹھ رکعات پڑھی تھیں۔ میں نے آپ کو کبھی اتنی ہلکی پھلکی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ البتہ آپ رکوع اور سجدہ پوری طرح کرتے تھے۔

۴۱۸- حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثٍ، لَا أَدَعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ: صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَاةِ الضُّحَى، وَنَوْمٍ عَلَى وِتْرٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے میرے محبوب دوست (نبی ﷺ) نے تین چیزوں کی وصیت کی ہے کہ موت سے پہلے ان کو نہ چھوڑوں۔ ہر مہینہ میں تین دن کے روزے، چاشت کی نماز اور وتر پڑھ کر سونا۔

## (14) باب استحباب ركعتي سنة الفجر والحث عليهما

## فجر کی سنتوں کی فضیلت ورغبت کا بیان

۴۱۹- حديث حَفْصَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا اعْتَكَفَ الْمُؤَذِّنُ لِلصُّبْحِ، وَبَدَا الصُّبْحُ، صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلَاةُ۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب مؤذن صبح کی اذان صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد دے چکا ہوتا تو آپ اذان اور تکبیر کے درمیان نماز قائم ہونے سے پہلے دو ہلکی سی رکعات (فجر کی سنتیں) پڑھتے۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ فجر کی دو سنتیں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ انہیں ہلکا پڑھتے یعنی ان میں قراءت کم کرتے اور ان سے جلدی فارغ ہو جاتے۔ یاد رہے کہ اگر کوئی یہ سنتیں فجر کی جماعت سے پہلے نہ پڑھ سکے تو فرائض سے فارغ ہو کر انہیں پڑھ لینا چاہیے جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے۔[1]

۴۲۰- حديث عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ -

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان دو ہلکی سی رکعات پڑھتے تھے۔

۴۲۱- حديث عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ صبح کی (نماز) سے پہلے

۴۱۸- البخاري في: 19 كتاب التهجد: 33 باب صلاة الضحى في الحضر (1178) مسلم (721) -

۴۱۹- البخاري في: 10 كتاب الاذان: 12 باب الاذان بعد الفجر (618) مسلم (723) ابن ماجه (1143) ترمذى (433)۔

۴۲۰- البخاري في: 10 كتاب الاذان: 12 باب الاذان بعد الفجر (619) مسلم (724) ابن حبان (2456)۔

۴۲۱- البخاري في: 19 كتاب التهجد: 28 باب ما يقرا في ركعتي الفجر -

[1] [صحيح: صحيح ترمذى (346) ترمذى (422) ابوداود (1267)]

يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ ، حَتَّى إِنِّي لَأَقُوْلُ هَلْ قَرَأَ بِأُمِّ الْكِتَابِ ؟))۔

کی دو (سنت) رکعات کو بہت مختصر رکھتے تھے، آپ نے ان میں سورۂ فاتحہ بھی پڑھی یا نہیں میں یہ بھی نہیں کہہ سکتی۔

٤٢٢۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کسی نفل نماز کی فجر کی دو رکعات سے زیادہ پابندی نہیں کرتے تھے۔

**لغوی توضیح** مِنَ النَّوَافِلِ نوافل میں سے، معلوم ہوا کہ فجر کی ابتدائی دو رکعتیں نفل ہیں فرض نہیں (جیسا کہ حسن بصری رحمہ اللہ کا موقف ہے)۔ تَعَاهُدًا پابندی، حفاظت۔

## (15) باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن و بيان عددهن

## فرض نمازوں سے پہلے اور بعد کی سنتوں کی فضیلت اور ان کی تعداد کا بیان

٤٢٣۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ ' وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ ' وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ ' وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ ' وَسَجْدَتَيْنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ : فَأَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ فَفِي بَيْتِهِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعت سنت' ظہر کے بعد دو رکعت سنت' مغرب کے بعد دو رکعت سنت' عشا کے بعد دو رکعت سنت اور جمعہ کے بعد دو رکعت سنت پڑھی ہیں اور مغرب اور عشا کی سنتیں آپ گھر میں پڑھتے تھے۔

**فهم الحديث** ایک دوسری روایت میں بارہ رکعات کا ذکر ہے۔ چنانچہ فرمانِ نبوی ہے کہ جو شب و روز میں بارہ رکعت نوافل پڑھے اس کے لیے ان کے بدلے جنت میں گھر تعمیر کیا جائے گا۔① ان رکعات کی تفصیل یوں ہے کہ چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔②

## (16) باب جواز النافلة قائما وقاعدا و فعل بعض الركعة قائما و بعضها قاعدا

## نفل نماز کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پڑھنا یا ایک رکعت میں کچھ کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے

٤٢٤۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ میں نے نبی ﷺ کو رات کی کسی نماز میں بیٹھ کر قرآن پڑھتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ بوڑھے ہو گئے

---

٤٢٢۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 27 باب تعاهد ركعتي الفجر ومن سماها تطوعا۔

٤٢٣۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 29 باب التطوع بعد المكتوبة (1172) مسلم (729) ابو عوانة (263/2)۔

٤٢٤۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 16 باب قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيره (1118) مسلم (731)۔

① [مسلم (728) ابو داود (1250)] ② [صحيح : صحيح ترمذی (339-338) ترمذی (415)]

جَالِسًا ' حَتّٰی اِذَا کَبِرَ قَرَأَ جَالِسًا ' فَاِذَا بَقِیَ عَلَیْهِ مِنَ السُّوْرَةِ ثَلَاثُوْنَ اَوْ اَرْبَعُوْنَ آیَةً ' قَامَ فَقَرَاَهُنَّ ثُمَّ رَکَعَ ۔

تو بیٹھ کر قرآن پڑھتے تھے۔لیکن جب تیس چالیس آیتیں رہ جاتیں' تو کھڑے ہو جاتے پھر ان کو پڑھ کر رکوع کرتے تھے۔

**فھو الحدیث** ایک روایت میں ہے کہ جب نبی ﷺ کا جسم بوجھل ہو گیا تو آپ اکثر بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے۔معلوم ہوا کہ نفل نماز پوری بیٹھ کر یا اس کا کچھ حصہ بیٹھ کر اور کچھ کھڑے ہو کر بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔[1]

٤٢٥۔ حدیث عَائِشَةَ اُمِّ الْمُوْمِنِیْنَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یُصَلِّی جَالِسًا ' فَیَقْرَاُ وَهُوَ جَالِسٌ ' فَاِذَا بَقِیَ مِنْ قِرَائَتِهٖ نَحْوٌ مِنْ ثَلَاثِیْنَ اَوْ اَرْبَعِیْنَ آیَةً قَامَ فَقَرَاَهَا ' وَهُوَ قَائِمٌ ' ثُمَّ رَکَعَ ثُمَّ سَجَدَ ' یَفْعَلُ فِی الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ' فَاِذَا قَضٰی صَلَاتَهٗ نَظَرَ ' فَاِنْ کُنْتُ یَقْظٰی تَحَدَّثَ مَعِی ' وَاِنْ کُنْتُ نَائِمَةً اضْطَجَعَ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھنا چاہتے تو قرأت بیٹھ کر کرتے۔جب تقریباً تیس چالیس آیتیں پڑھنی باقی رہ جاتیں تو انہیں کھڑے ہو کر پڑھتے پھر رکوع اور سجدہ کرتے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔نماز سے فارغ ہونے پر دیکھتے کہ میں جاگ رہی ہوں تو مجھ سے باتیں کرتے لیکن اگر میں سوئی ہوتی تو آپ بھی لیٹ جاتے۔

## (17) باب صلاة الليل وعدد ركعات النبي ﷺ في الليل وان الوتر ركعة وان الركعة صلاة صحيحة

## نماز شب اور اس میں آپ ﷺ کتنی رکعتیں پڑھا کرتے تھے نیز ایک رکعت وتر کا بیان اور ایک رکعت صحیح نماز ہے

٤٢٦۔ حدیث عَائِشَةَ ' عَنْ اَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ' اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ ' کَیْفَ کَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ : مَاکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَزِیْدُ فِی رَمَضَانَ وَلَا فِی غَیْرِهٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً ' یُصَلِّی اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ' ثُمَّ یُصَلِّی اَرْبَعًا

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ رمضان میں (رات کو) کتنی رکعات پڑھتے تھے؟ آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ (رات میں) گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔خواہ رمضان کا مہینہ ہوتا یا کوئی اور۔پہلے آپ چار رکعت پڑھتے ان کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا! پھر چار رکعت اور پڑھتے' ان کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا! پھر تین رکعات (وتر) پڑھتے۔عائشہ رضی اللہ عنہا

٤٢٥۔ البخاري في: 18 كتاب تقصير الصلاة: 20 باب: إذا صلى قاعدا ثم صح أو وجد خفة تمم ما بقى۔

٤٢٦۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 16 باب قيام النبي ﷺ بالليل في رمضان وغيره (1147) مسلم (738)۔

[1] [مسلم (732) ابن خزيمة (1239)]

فَلَاتَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ : فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ! اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوتِرَ؟ فَقَالَ: (( يَا عَائِشَةُ ! اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي )) ۔

نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

**فھوالحدیث** معلوم ہوا کہ نبی ﷺ رمضان وغیر رمضان میں نماز تہجد (جسے قیام اللیل اور نماز تراویح بھی کہا جاتا ہے) صرف گیارہ رکعت پڑھتے تھے جن میں سے آخری تین رکعتیں وتر کی ہوتی تھیں، جیسا کہ آئندہ حدیث میں یہ وضاحت موجود ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نماز تہجد یا نماز تراویح صرف آٹھ رکعت ہے۔

٤٢٧۔ حدیث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ، مِنْهَا الْوَتْرُ ، وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ رات میں تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ وتر اور فجر کی دوسنتیں اسی میں ہوتیں۔

٤٢٨۔ حدیث عَائِشَةَ ، عَنِ الاَسْوَدِ ، قَالَ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی الله عنها ، كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ ؟ قَالَتْ : كَانَ يَنَامُ اَوَّلَهُ وَيَقُوْمُ آخِرَهُ ، فَيُصَلِّي ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَى فِرَاشِهِ ، فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ ۔ فَاِنْ كَانَ بِهِ حَاجَةٌ اغْتَسَلَ ، وَاِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ ۔

اسود رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ رات میں نماز کس طرح پڑھتے تھے؟ آپ نے بتلایا کہ شروع رات میں سو رہتے' آخر رات میں بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھتے۔ اس کے بعد بستر پر آ جاتے اور جب موذن اذان دیتا تو جلدی سے اٹھ بیٹھتے اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل کرتے ورنہ وضو کر کے باہر تشریف لے جاتے۔

٤٢٩۔ حدیث عَائِشَةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی الله عنها ، اَيُّ الْعَمَلِ كَانَ اَحَبَّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَتْ : الدَّائِمُ ، قُلْتُ : مَتَى كَانَ يَقُوْمُ؟ قَالَتْ : كَانَ يَقُوْمُ اِذَاسَمِعَ الصَّارِخَ ۔

مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ کو کون سا عمل زیادہ پسند تھا؟ آپ نے جواب دیا کہ جس پر ہیشگی کی جائے۔ میں نے دریافت کیا کہ (آپ ﷺ رات میں نماز کے لئے) کب کھڑے ہوتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ جب مرغ کی آواز سنتے۔

**لغوی توضیح** الدَّائِم جس پر ہیشگی و مداومت اختیار کی جائے۔ الصَّارِخ مرغ۔

---

٤٢٧۔ البخاری فی: 19 کتاب التہجد: 10 باب کیف کان صلاۃ النبی ﷺ وکم کان النبی یصلی من اللیل۔

٤٢٨۔ البخاری فی: 19 کتاب التہجد: 15 باب من نام اول اللیل واحیا آخرہ (1146) مسلم (739) نسائی (1639)۔

٤٢٩۔ البخاری فی: 19 کتاب التہجد: 7 باب من نام عند السحر (1132) مسلم (741) ابو داود (1317)۔

٤٣٠۔ حدیث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ۔

حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے یہاں سحر کے وقت رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ لیٹے ہوئے پایا۔

**لغوی توضیح** أَلْفَاهُ آپ کو پایا۔

٤٣١۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : كُلَّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَانْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ۔

حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھا ہے اور اخیر میں آپ ﷺ کا وتر صبح کے قریب پہنچا۔

**لغوی توضیح** انْتَهَى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ یعنی زندگی کے آخری حصے میں (وفات کے قریب) آپ ﷺ سحری کے وقت ہی وتر پڑھا کرتے تھے (اور یہی افضل وقت ہے)۔

## (20) باب صلاة الليل مثنى مثنى والوتر ركعة من آخر الليل

## رات کی نماز دو دو رکعتیں ہیں اور وتر رات کے آخر میں ایک رکعت ہے

٤٣٢۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ' أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى ' فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ ' صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوْتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے رات کی نماز کے متعلق معلوم کیا تو آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب کوئی صبح ہو جانے سے ڈرے تو ایک رکعت (وتر) پڑھ لے وہ اس کی ساری نماز کو طاق بنا دے گی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نماز وتر ایک رکعت بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں نو، سات اور پانچ وتر بھی ثابت ہیں۔[1] علاوہ ازیں آئندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر رات کی آخری نماز ہونی چاہیے۔ لیکن یاد رہے کہ وتر کے بعد بھی نبی ﷺ سے دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے۔[2] آپ ﷺ وتروں میں سورۂ اعلیٰ، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی تلاوت فرماتے تھے اور قنوت وتر رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔[3]

٤٣٣۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ

---

٤٣٠۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 7 باب من نام عند السحر (1133) مسلم (742) ابوداود (1318)۔
٤٣١۔ البخاري في: 14 كتاب الوتر: 2 باب ساعات الوتر (996) مسلم (745) ابن ماجه (1185)۔
٤٣٢۔ البخاري في: 14 كتاب الوتر 1 باب ما جاء في الوتر (472) مسلم (749) ابن ماجه (1320)۔
٤٣٣۔ البخاري في: 14 كتاب الوتر: 4 باب ليجعل آخر صلاته وترا (998) مسلم (751) ابو داود (1438)۔

---

[1] [مسلم (746) ابوداود (1342)، (1422) ابن ماجه (1192)، (1190)]
[2] [صحيح : صحيح ترمذي (392) ترمذي (471)] [3] [ابن ماجه (1171)، (1182)]

قَالَ: ((اجْعَلُوْا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا)).

وتر رات کی تمام نمازوں کے بعد پڑھا کرو۔

## (24) باب الترغيب في الدعاء والذكر في آخر الليل والاجابة فيه

## ذکر اور دعا کی ترغیب رات کے آخری حصہ میں دلائی گئی ہے اس وقت دعا قبول ہوتی ہے

٤٣٤ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرِ، يَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِي فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار بلند و برکت والا ہر رات کو اس وقت آسمانِ دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟ کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں؟ کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں؟۔

## (25) باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح

## رمضان میں قیام اللیل یعنی تراویح کی ترغیب کا بیان

٤٣٥ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو کوئی رمضان میں (راتوں کو) ایمان کے ساتھ اور ثواب کے لئے قیام (نماز تراویح) کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

٤٣٦ ـ حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا، فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّوْا مَعَهُ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوْا، فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے وقت اٹھ کر مسجد میں نماز پڑھی اور چند صحابہ بھی آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ صبح کو ان صحابہ نے دوسرے لوگوں سے اس کا ذکر کیا چنانچہ (دوسرے دن) اس سے بھی زیادہ جمع ہو گئے اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ دوسری صبح کو اس کا چرچا اور زیادہ ہوا۔ پھر کیا تھا، تیسری رات بڑی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے اور جب رسول اللہ ﷺ اٹھے تو ان صحابہ نے آپ کے پیچھے نماز شروع کر دی۔ چوتھی رات آئی تو مسجد میں نمازیوں کی کثرت سے تل

٤٣٤ ـ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 14 باب الدعاء والصلاة في آخر الليل (1145) مسلم (758) ابن ماجه (1366)۔

٤٣٥ ـ البخاري في: 27 كتاب الإيمان: 27 باب تطوع قيام رمضان من الإيمان (37) مسلم (759) ترمذي (808)۔

٤٣٦ ـ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 29 باب من قال في الخطبة بعد الثناء اما بعد (924) مسلم (761)۔

عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ حَتَّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: (( أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ، لَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا ))۔

رکھنے کی بھی جگہ نہیں تھی۔ لیکن آج رات نبی ﷺ نے یہ نماز نہیں پڑھائی اور فجر کی نماز کے بعد لوگوں سے خطاب کیا۔ پہلے آپ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا امابعد! مجھے تمہاری اس حاضری سے کوئی ڈر نہیں لیکن میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے پھر تم سے یہ ادا نہ ہو سکے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نماز تراویح مسجد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے کیونکہ یہ سنت نبوی ہے۔ بعد ازاں فرض ہو جانے کے ڈر سے آپ ﷺ نے اسے ترک کر دیا لیکن آپ کی وفات کے بعد جب یہ اندیشہ نہ رہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پھر ایک امام کے پیچھے جمع کر دیا اور وہ باجماعت نماز تراویح پڑھنے لگے۔[1]

## (26) باب الدعاء فی صلاة الليل و قيامه

## رات کی نماز میں دعا اور قیام کا بیان

٤٣٧۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ: بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَى حَاجَتَهُ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ، فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا بَيْنَ وُضُوئَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ، فَصَلَّى، فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَى أَنِّي كُنْتُ أَرْقُبُهُ، فَتَوَضَّأْتُ، فَقَامَ يُصَلِّي، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ، فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، وَكَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ: (( اللَّهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا، وَفِي بَصَرِي نُورًا،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ایک رات سویا تو نبی ﷺ اٹھے اور آپ نے اپنی ضروری حاجت پوری کرنے کے بعد اپنا چہرہ دھویا' پھر دونوں ہاتھ دھوئے اور پھر سو گئے۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور مشکیزہ کے پاس گئے اور آپ نے اس کا منہ کھولا پھر درمیانہ وضو کیا (نہ مبالغہ کے ساتھ نہ معمولی اور ہلکے قسم کا تین تین مرتبہ سے) کم دھویا۔ البتہ پانی ہر جگہ پہنچا دیا پھر آپ نے نماز پڑھی۔ میں بھی کھڑا ہوا اور آپ پیچھے ہی رہا۔ کیونکہ میں اسے پسند نہیں کرتا تھا کہ آنحضرت یہ سمجھیں کہ میں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ میں نے بھی وضو کر لیا تھا۔ آنحضور جب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرا کان پکڑ کر دائیں طرف کر دیا۔ میں نے آپ (کی اقتدا میں) تیرہ رکعت نماز مکمل کی اس کے بعد آپ سو گئے اور آپ کی سانس میں آواز پیدا ہونے لگی۔ آپ جب سوتے تھے تو آپ کی سانس میں آواز پیدا ہونے لگتی تھی۔ اس کے بعد حضرت

---

٤٣٧۔ البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 10 باب الدعاء إذا انتبه من الليل (992) مسلم (763) حمیدی (472)۔

---

[1] [بخاری (2010) کتاب صلاة التراويح]

وَفِي سَمْعِي نُوْرًا ' وَعَنْ يَمِيْنِي نُوْرًا ' وَعَنْ يَسَارِي نُوْرًا ' وَفَوْقِي نُوْرًا ' وَتَحْتِي نُوْرًا ' وَاَمَامِي نُوْرًا ' وَاجْعَلْ لِي نُوْرًا ))۔

بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کی اطلاع دی چنانچہ آپ نے (نیا وضو) کئے بغیر نماز پڑھی۔ آنحضرت اپنی دعا میں یہ کہتے تھے "اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا کر، میری نظر میں نور پیدا کر' میرے کان میں نور پیدا کر' میرے دائیں طرف نور پیدا کر' میرے بائیں طرف نور پیدا کر' میرے اوپر نور پیدا کر' میرے نیچے نور پیدا کر' میرے آگے نور پیدا کر' میرے پیچھے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما۔

قَالَ كُرَيْبٌ (الرَّاوِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ) وَسَبْعٌ فِي التَّابُوْتِ ' فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ ۔ فَذَكَرَ عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعَرِي وَبَشَرِي ' وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ ۔

کریب (راویٔ حدیث) نے بیان کیا کہ میرے پاس مزید سات لفظ محفوظ ہیں پھر میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھ سے ان کے متعلق بیان کیا کہ" میرے پٹھے' میرا گوشت' میرا خون' میرے بال اور میرا چمڑا ان سب میں نور بھر دے" اور دو چیزوں کا اور بھی ذکر کیا۔

**لغوی توضیح** شِنَاقَهَا وہ دھاگہ جس سے مشکیزے کا منہ باندھا جاتا ہے۔ قَدْ اَبْلَغَ یعنی تمام اعضائے وضوء تک پانی پہنچایا۔ تَمَطَّيْتُ میں نے بھی انگڑائی لی، اکڑ کر چلا۔ نَفَخَ خراٹے لیے، آواز کے ساتھ سانس لیا۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ دو آدمیوں کے ساتھ بھی جماعت منعقد ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس صورت میں مقتدی کو امام کے دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔ اسی طرح یہ بھی پتہ چلا کہ نماز تہجد تیرہ رکعت (آٹھ نوافل اور پانچ وتر) بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

٤٣٨ ۔ حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ ' اَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَهِيَ خَالَتُهُ ' فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ ' وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَهْلُهُ فِي طُوْلِهَا ' فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ ' اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ' ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ آلِ عِمْرَانَ ' ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ اور اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں گزاری۔ میں تکیہ کے عرض (یعنی گوشہ) کی طرف لیٹ گیا اور رسول کریم ﷺ اور آپ کی اہلیہ نے (معمول کے مطابق) تکیہ کی لمبائی پر (سر رکھ کر) آرام فرمایا۔ آپ ﷺ سوتے رہے اور جب آدھی رات ہوگئی یا اس سے کچھ پہلے یا اس کے کچھ بعد آپ بیدار ہوئے اور اپنی نیند کو دور کرنے کے لئے اپنے ہاتھوں سے آنکھیں ملنے لگے۔ پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں۔ پھر ایک مشکیزے کے پاس جو (چھت میں) لٹکا ہوا تھا آپ کھڑے ہوگئے اور اس سے وضو

٤٣٨۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 36 باب قراءة القرآن بعد الحدث وغيره۔

فَأَحْسَنَ وَضُوْءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي۔

کیا۔خوب اچھی طرح' پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَاصَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے بھی کھڑے ہوکر اس طرح کیا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا پھر جا کر میں بھی آپ کے پہلوئے مبارک میں کھڑا ہوگیا۔آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا دایاں کان پکڑ کر اسے مروڑنے لگے۔پھر آپ نے دو رکعت پڑھیں۔ اس کے بعد پھر دو رکعت پڑھیں' پھر دو رکعت پڑھیں' پھر دو رکعت' پھر دو رکعت پھر دو رکعت پڑھ کر اس کے بعد آپ نے ایک رکعت وتر پڑھے اور لیٹ گئے پھر جب مؤذن آپ کے پاس آیا تو آپ نے اٹھ کر دو رکعت معمولی پڑھیں پھر باہر تشریف لا کر صبح کی نماز پڑھی۔

۴۳۹۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، قَالَ : كَانَتْ صَلَاةُ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يَعْنِي بِاللَّيْلِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی۔

۴۴۰۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۔ أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات میں تہجد پڑھنے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے "اے اللہ! حمد تیرے ہی لئے ہے کہ تو آسمان و زمین کا نور ہے۔حمد تیرے ہی لئے ہے کہ تو آسمان و زمین کا تھامنے والا ہے۔حمد تیرے ہی لئے ہے کہ تو آسمان و زمین کا اور جو کچھ اس میں ہے سب کا رب ہے۔تو سچ ہے۔تیرا وعدہ سچا ہے۔اور تیرا قول سچا ہے۔تیری ملاقات سچی ہے۔جنت سچ ہے اور دوزخ سچ ہے۔سارے انبیا سچے ہیں۔اور قیامت سچ ہے۔اے اللہ! میں تیرے سامنے ہی جھکا' تجھ پر ہی ایمان لایا' تجھ پر بھروسہ کیا' تیری ہی طرف رجوع کیا۔تیرے ہی سامنے اپنا جھگڑا پیش کرتا اور تجھ سے اپنا فیصلہ چاہتا ہوں پس تو میری مغفرت کر دے اگلے پچھلے تمام گناہوں کی جو میں نے چھپا کر کئے اور جو ظاہر کئے تو ہی میرا معبود

۴۳۹۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 10 باب کیف کانت صلاة النبی ﷺ ۔ (1138) مسلم (764) ترمذی (442)۔
۴۴۰۔ البخاری فی: 97 کتاب التوحید: 35 باب قول الله تعالى "یریدون ان یبدلوا کلام الله" (1120) مسلم (769)۔

فَاغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ))۔

ہے تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں''۔

## (27) باب استحباب تطويل القراءة في صلاة الليل

## تہجد (نماز شب) میں طویل قرأت کا مستحب ہونا

۴۴۱۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ قِيْلَ لَهُ: وَمَا هَمَمْتَ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أَنْ أَقْعُدَ وَأَذَرَ النَّبِيَّ ﷺ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ رات میں نماز پڑھی۔ آپ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ میرے دل میں ایک غلط خیال پیدا ہو گیا۔ ہم نے پوچھا کہ وہ غلط خیال کیا تھا؟ تو آپ نے بتلایا کہ میں نے سوچا، بیٹھ جاؤں اور نبی ﷺ کا ساتھ چھوڑ دوں۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نماز تہجد میں طویل قرائت کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دو رکعتوں میں سورہ بقرہ، سورہ نساء اور سورہ آل عمران مکمل تلاوت فرما دی۔[1]

## (28) باب ما روی فيمن نام الليل اجمع حتى اصبح

## ایسا شخص جو پوری رات صبح تک سوتا ہے، کے بارے میں کیا وعید آئی ہے

۴۴۲۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه، قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَهُ حَتّٰى أَصْبَحَ، قَالَ: (( ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ )) أَوْقَالَ: (( فِي أُذُنِهِ ))۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حاضر خدمت تھا تو نبی ﷺ کے سامنے ایک ایسے شخص کا ذکر آیا جو رات بھر دن چڑھے تک سوتا رہا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے جس کے دونوں کانوں (یا کہا) کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے۔

**لغوی توضیح** بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ شیطان نے اس کے کانوں میں پیشاب کر دیا ہے، مراد شیطان کا غلبہ اور اس کی توہین و تذلیل ہے۔ کان کا بطور خاص ذکر اس لیے کیا کیونکہ اسی کے ذریعے انسان حي على الصلاة (آؤ نماز کی طرف) کی پکار سنتا ہے۔

۴۴۳۔ حديث عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے

۴۴۱۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 9 باب طول القيام في صلاة الليل (1135) مسلم (773) ابو يعلى (5165)۔

۴۴۲۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبليس وجنوده (1144) مسلم (774) ابن ماجه (1330)۔

۴۴۳۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 5 باب تحريض النبي ﷺ على صلاة الليل والنوافل (1127) مسلم (775)۔

[1] [مسلم (772)]

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ لَيْلَةً، فَقَالَ: ((اَلَا تُصَلِّيَانِ؟)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ، فَاِذَا شَاءَ اَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا۔ فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُلْنَا ذٰلِكَ، وَلَمْ يَرْجِعْ اِلَيَّ شَيْئًا۔ ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا﴾۔

اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم لوگ (تہجد کی) نماز نہیں پڑھو گے؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہماری روحیں اللہ کے قبضے میں ہیں جب چاہے گا ہمیں اٹھا دے گا۔ ہماری اس عرض پر آپ واپس تشریف لے گئے آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن واپس جاتے ہوئے میں نے سنا کہ آپ ران پر ہاتھ مار کر (سورہ کہف کی یہ آیت) پڑھ رہے تھے "آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے"۔ کہف: ۵۴]

**لغوی توضیح** طَرَقَهُ رات کے وقت ان کے پاس آئے۔ يَضْرِبُ فَخِذَهُ اپنی ران پر ہاتھ مار رہے تھے (حیرت و تعجب کا اظہار کرتے ہوئے)۔

۴۴۴۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ، يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ، عَلَيْكَ لَيْلًا طَوِيْلًا فَارْقُدْ، فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَاِنْ تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ وَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان آدمی کے سر کے پیچھے رات میں سوتے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے اور ہر گرہ پر یہ افسوں بھی پھونک دیتا ہے کہ سو جا ابھی رات بہت باقی ہے پھر اگر کوئی بیدار ہو کر اللہ کی یاد کرنے لگتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر نماز (فرض یا نفل) پڑھے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس طرح صبح کے وقت آدمی چاق و چوبند، خوش مزاج رہتا ہے، ورنہ سست اور بد باطن رہتا ہے۔

**لغوی توضیح** قَافِيَةِ رَأْسٍ سر کا پچھلا حصہ۔ ثَلَاثُ عُقَدٍ تین گرہیں۔ انْحَلَّتْ کھل جاتی ہے۔

## (29) باب استحباب صلاة النافلة في بيته وجوازها في المسجد

## نوافل مسجد میں پڑھے جا سکتے ہیں لیکن گھر میں پڑھنا مستحب ہے

۴۴۵۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلَاتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں میں بھی نمازیں پڑھا کرو اور انہیں بالکل قبرستان نہ بنالو۔

---

۴۴۴۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 12 باب عقد الشيطان على قافية الراس...(1142) مسلم (776)۔

۴۴۵۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 52 باب كراهية الصلاة في المقابر (432) مسلم (777) ابوداود (1043)۔

لغوی توضیح: لَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا گھروں کو قبروں کی مانند مت بناؤ (یعنی جیسے قبروں میں نماز نہیں پڑھی جاتی ویسے گھروں میں نماز مت چھوڑو)۔ اس میں ترغیب ہے کہ نفل نماز کا کچھ حصہ گھر میں بھی ادا کرنا چاہیے تا کہ گھر میں برکت ہو، اللہ کی رحمت نازل ہو اور شیطان بھاگے۔ نیز نفل نماز گھر میں ہی افضل ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔

٤٤٦ـ حديث أَبِي مُوْسَى رضي الله عنه قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ ))۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔

٤٤٧ـ حديث زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اتَّخَذَ حُجْرَةً، مِنْ حَصِيْرٍ، فِي رَمَضَانَ، فَصَلَّى فِيْهَا لَيَالِيَ، فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: (( قَدْ عَرَفْتُ الَّذِي رَأَيْتُ مِنْ صَنِيعِكُمْ، فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ ))۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں بوریے کا ایک حجرہ بنا لیا یا اوٹ (پردہ)۔ آپ نے کئی رات اس میں نماز پڑھی۔ صحابہ میں سے بعض حضرات نے ان راتوں میں آپ کی اقتدا کی۔ جب آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے بیٹھے رہنا شروع کیا (نماز موقوف رکھی) پھر باہر نکلے اور فرمایا تم نے جو کیا مجھ کو معلوم ہے لیکن لوگو! تم اپنے گھروں میں نماز پڑھتے رہو کیونکہ افضل نماز آدمی کی وہی ہے جو اس کے گھر میں ہو سوائے فرض کے (کیونکہ وہ مسجد میں با جماعت پڑھنا افضل ہے)۔

## (31) باب امر من نعس في صلاته او استعجم عليه القرآن او الذكر بان يرقد او يقعد حتى يذهب عنه ذلك

## نماز میں اونگھ آ جائے، تلاوت قرآن یا ذکر اللہ میں زبان اٹکنے لگے تو لیٹ جائے یا بیٹھ جائے حتیٰ کہ یہ کیفیت دور ہو جائے

٤٤٨ـ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ: (( مَا هَذَا الْحَبْلُ؟ )) قَالُوْا: هَذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ، فَإِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( لَا، حُلُّوْهُ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے آپ کی نظر ایک رسی پر پڑی جو دو ستونوں کے درمیان تنی ہوئی تھی۔ دریافت فرمایا یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے باندھی ہے جب وہ (نماز میں کھڑی) تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک رہتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ

٤٤٦ـ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 66 باب فضل ذكر الله عز وجل (6407) مسلم (779) ابن حبان (854)۔

٤٤٧ـ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 81 باب صلاة الليل (731) مسلم (781) ترمذی (450) ابو داود (1447)۔

٤٤٨ـ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 18 باب ما يكره من التشديد في العبادة (1150) مسلم (784)۔

لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ ' فَاِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ))۔

نہیں یہ رسی نہیں ہونی چاہیے اسے کھول ڈالو۔ تم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ جب تک دل لگے نماز پڑھے' تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

لغوی توضیح: السَّارِيَتَيْنِ تثنیہ ہے سَارِيَہ کی، معنی ہے دوستون۔ فَتَرَتْ تھک جاتیں۔ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ تمہارے ایک کو چاہیے کہ چستی کی حالت میں نماز پڑھے۔ فَلْيَقْعُدْ تو بیٹھ جائے (یعنی بیٹھ کر پڑھ لے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو نماز ہی چھوڑ دے اور چستی ونشاط تک آرام کرے)۔

٤٤٩۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَاَةٌ ' قَالَ: ((مَنْ هٰذِهِ؟)) قَالَتْ: فُلَانَةٌ ' تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا ' قَالَ: ((مَهْ ! عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ ' فَوَاللّٰهِ ! لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوا))۔ وَكَانَ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دن) میرے پاس آئے' اس وقت ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی' آپ نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا' فلاں عورت' اور اس کی نماز (کے اشتیاق اور پابندی) کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ' (سن لو کہ) تم پر اتنا ہی عمل واجب ہے جتنے کی تمہارے اندر طاقت ہے۔ اللہ کی قسم! (ثواب دینے سے) اللہ نہیں اکتاتا' مگر تم عمل کرتے اکتا جاؤ گے۔ اور اللہ کو دین (کا) وہی (عمل) زیادہ پسند ہے جس کی ہمیشہ پابندی کی جا سکے (اور انسان بغیر اکتائے اسے انجام دے)۔

لغوی توضیح: مَهْ رک جا، ٹھہر جا (یہ لفظ زجر وتوبیخ کے لیے استعمال ہوتا ہے)۔

٤٥٠۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّي فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ ' فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِي لَعَلَّهُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب نماز پڑھتے وقت تم میں سے کسی کو اونگھ آ جائے' تو چاہیے کہ وہ سو جائے حتی کہ نیند (کا اثر) اس سے ختم ہو جائے۔ اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے لگے اور وہ اونگھ رہا ہو تو اسے کچھ پتہ نہیں چلے گا کہ وہ مغفرت طلب کر رہا ہے یا اپنے نفس کو بددعا دے رہا ہے۔

## (33) باب الامر بتعهد القرآن وكراهة قول نسيت آية كذا وجواز قول انسيتها

## قرآن کی تلاوت باقاعدہ کرتے رہنے کا حکم نیز یہ نہ کہنا چاہیے کہ فلاں آیت میں بھول گیا بلکہ کہنا چاہیے مجھے بھلا دی گئی

٤٥١۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها '

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک قاری کو رات

٤٤٩۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 32 باب احب الدین إلی الله ادومه (43) مسلم (785) ترمذی (2856)۔
٤٥٠۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 53 باب الوضوء من النوم (212) مسلم (786) ابوداود (1310)۔
٤٥١۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 27 باب من لم یر باسا ان یقول سورة البقرة ... (2655) مسلم (788)۔

قَالَتْ : سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ قَارِئًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: (( يَرْحَمُهُ اللّٰهُ! لَقَدْ اَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا، آيَةً اَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا ))۔

کے وقت مسجد میں قرآن مجید پڑھتے ہوئے سنا۔تو فرمایا کہ اللہ اس آدمی پر رحم کرے۔اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں جنہیں میں نے فلاں فلاں سورتوں میں چھوڑ رکھا تھا۔

**لغوی توضیح** اَسْقَطْتُهَا میں نے اسے چھوڑ رکھا تھا (بھول کر عمداً نہیں)۔معلوم ہوا کہ نبی ﷺ بھی بعض اوقات بھول جایا کرتے تھے۔اس اور آئندہ احادیث میں مسلسل تلاوت قرآن کے ذریعے اس کی حفاظت کا درس دیا گیا ہے۔لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حدیث کو پڑھا ہی نہ جائے یا اس کا انکار ہی کر دیا جائے۔یقیناً تمسک بالقرآن سنت کا انکار کر کے کبھی حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآن کا ہی کہنا ہے کہ ﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴾ [الحشر : ۷] ''اور پیغمبر (ﷺ) جو تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے رک جاؤ۔

۴۵۲۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ، اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا، وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ )) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حافظ قرآن کی مثال رسی سے بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے' اگر وہ اس کی نگرانی رکھے گا تو وہ اسے روک سکے گا ورنہ وہ رسی توڑ کر بھاگ جائے گا۔

**لغوی توضیح** الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَة رسی کے ساتھ باندھا ہوا اونٹ۔اِنْ عَاهَدَ اگر خیال رکھا، حفاظت کی۔

۴۵۳۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( بِئْسَ مَا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يَقُوْلَ نَسِيْتُ آيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ، بَلْ نُسِّيَ، وَاسْتَذْكِرُوْا الْقُرْآنَ، فَاِنَّهُ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، بہت برا ہے کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں (کہنا چاہیے) کہ مجھے بھلا دیا گیا۔اور قرآن مجید کا پڑھنا جاری رکھو' کیونکہ انسانوں کے دلوں سے دور ہو جانے میں وہ اونٹ کے بھاگنے سے بھی بڑھ کر ہے۔

**لغوی توضیح** نَسِيْتُ آيَةَ (بری بات ہے کہ کوئی کہے) میں آیت بھول گیا۔اس لیے کہ اس میں قرآن کے ساتھ تساہل وتغافل کا مظاہرہ ہے جو مذموم ہے،قرآن میں ہے کہ ﴿ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴾ [طٰه : ۱۲۶] ''ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں اور تو نے انہیں بھلا دیا،اسی طرح آج تو بھی بھلا دیا جائے گا۔''

۴۵۴۔ حدیث اَبِي مُوْسَى رضی اللہ عنہ، عَنِ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کا

۴۵۲۔ البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 23 باب استذكار القرآن وتعاهده (5031) مسلم (789)۔
۴۵۳۔ البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 23 باب استذكار القرآن وتعاهده (5032) مسلم (790) دارمي (3347)۔
۴۵۴۔ البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 23 باب استذكار القرآن وتعاهده (5033) مسلم (791) ۔

النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: (( تَعَاهَدُوا الْقُرْآنَ ' فَوَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْإِبِلِ فِي عُقُلِهَا ))۔

پڑھتے رہنا لازم پکڑلو۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ اونٹ کے اپنی رسی تڑا کر بھاگ جانے سے زیادہ تیزی سے بھاگتا ہے۔

## (34) باب استحباب تحسين الصوت بالقرآن

## خوش الحانی سے قرآن پڑھنا مستحب ہے

۴۵۵۔ حديث اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ ' اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( لَمْ يَاْذَنِ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَا اَذِنَ لِلنَّبِيِّ اَنْ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ)) يُرِيْدُ يَجْهَرُ بِهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ نے کوئی چیز اتنی توجہ سے نہیں سنی جتنی توجہ سے اس نے اپنے نبی ﷺ کو بہترین آواز کے ساتھ قرآن پڑھتے ہوئے سنا ہے۔یعنی آپ اونچی آواز سے پڑھتے۔

**لغوی توضیح** يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ قرآن کو ترنم سے، خوبصورت اور بلند آواز سے پڑھتے۔

۴۵۶۔ حديث اَبِی مُوْسَى ﷺ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهُ: (( يَا اَبَا مُوْسَى ! لَقَدْ اُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوُدَ ))۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ابوموسیٰ! تجھے داؤد علیہ السلام جیسی بہترین آواز عطا کی گئی ہے۔

**لغوی توضیح** مِزْمَار باجا، گانے کا آلہ جس سے خوبصورت آواز نکلتی ہے۔مقصود حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی آواز کی خوبصورتی کا بیان ہے۔ آل دَاوُدَ مراد خود داؤد علیہ السلام ہیں جن کی آواز خوبصورتی وترنم میں انتہا تھی۔معلوم ہوا کہ قرآن کو ترنم سے پڑھنا چاہیے، ایک روایت میں ہے کہ جس نے قرآن کو ترنم سے نہ پڑھا وہ ہم میں سے نہیں۔[1]

## (35) باب ذکر قراءة النبی ﷺ سورة الفتح يوم فتح مكة

## فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کا سورۂ فتح تلاوت کرنا

۴۵۷۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ﷺ ' قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ وَهُوَ يَقْرَاُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ ' يُرَجِّعُ '

حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے موقع پر اپنے اونٹ پر سوار ہیں اور خوش الحانی کے ساتھ سورۂ فتح کی تلاوت فرما رہے ہیں۔حضرت عبد اللہ بن

۴۵۵۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 19 باب من لم یتغن بالقرآن (5023) مسلم (792)۔

۴۵۶۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 31 باب حسن الصوت بالقراءة (5048) مسلم (793) ترمذی (3855)۔

۴۵۷۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 48 باب این رکز النبی ﷺ الرایة یوم الفتح (4281) مسلم (794)۔

[1] [بخاری : کتاب التوحید (7527)]

قَالَ: ((لَوْ لَا اَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِي لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ)).

مغفل نے کہا کہ اگر اس کا خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے گھیر لیں تو میں بھی اسی طرح تلاوت کر کے دکھا تا جیسے رسول اللہ ﷺ نے پڑھ کر سنایا تھا۔

**لغوی توضیح** يُرَجِّعُ لوٹاتے، دہراتے۔ یعنی ایک ایک آیت کو دو دو بار یا تین تین بار پڑھتے تھے، کچھ کا کہنا ہے کہ ترجیع سے مراد آواز کو دراز کرنا ہے، چونکہ آپ ﷺ اس وقت اونٹنی پر سوار تھے لہٰذا حرکت سے آواز میں امتداد پیدا ہو گیا۔

## (36) باب نزول السكينة لقراءة القرآن

## قرأت قرآن کی برکت سے سکینت کے نزول کا بیان

٤٥٨۔ حديث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه ' قَرَاَ رَجُلٌ الْكَهْفَ ' وَفِي الدَّارِ الدَّابَّةُ ' فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ ' فَسَلَّمَ ' فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ ' فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((اقْرَاْ فُلَانُ ! فَإِنَّهَا السَّكِينَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ "اَوْ" تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ)).

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی (اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) نے (نماز میں) سورۂ کہف کی تلاوت کی' اسی گھر میں گھوڑا بندھا ہوا تھا گھوڑے نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ (حضرت اسید نے ادھر خیال نہ کیا اس کو اللہ کے سپرد کیا) اس کے بعد جب انہوں نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ بادل کے ٹکڑے نے ان کے سارے گھر پر سایہ کر رکھا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر انہوں نے نبی ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ قرآن پڑھتا ہی رہ کیوں کہ یہ سکینت ہے جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی۔ (یا یہ کہا) نازل ہو رہی تھی۔

**لغوی توضیح** السَّكِينَةُ سکینت کے متعلق کچھ کا کہنا ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کردہ کوئی چیز ہے جس میں طمانیت و رحمت تھی اور ساتھ فرشتے بھی تھے۔ کچھ کہتے ہیں کہ یہ وہ اطمینان وسکون ہے جسے مومن اللہ پر توکل اور اس سے رجاء و امید کی وجہ سے اپنے دل میں محسوس کرتا ہے، جس سے اس کا ہر غم، فکر اور پریشانی ختم ہو جاتی ہے، یہ سکون واطمینان بعض اوقات فرشتوں کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اور بعض اوقات بغیر کسی واسطے کے۔

٤٥٩۔ حديث أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رضي الله عنه قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُورَةَ الْبَقَرَةِ ' وَفَرَسُهُ مَرْبُوطَةٌ عِنْدَهُ ' إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ ' فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ ' فَقَرَاَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ ' فَسَكَتَ وَسَكَتَتِ الْفَرَسُ ' ثُمَّ قَرَاَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ ' فَانْصَرَفَ ' وَكَانَ ابْنُهُ

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات کے وقت میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہا تھا' اور میرا گھوڑا میرے پاس ہی بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا تو میں نے تلاوت بند کر دی، گھوڑا بھی رک گیا۔ پھر میں نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی جب میں نے تلاوت بند کی تو گھوڑا بھی خاموش ہو گیا۔ تیسری مرتبہ جب میں نے تلاوت شروع کی تو پھر گھوڑا بدکا۔ میرا بیٹا یحییٰ

٤٥٨۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3614) مسلم (795) ترمذی (2885)۔

٤٥٩۔ البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 15 باب نزول السكينة والملائكة عند قراءة القرآن ، م مسلم (796)۔

يَحْيَى قَرِيْبًا مِنْهَا ' فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِيْبَهُ ' فَلَمَّا اجْتَرَّهُ ' رَفَعَ رَأْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ حَتَّى مَا يَرَاهَا ' فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (( اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ! اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ! قَالَ فَاَشْفَقْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَنْ تَطَاَ يَحْيَى ' وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا 'فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَانْصَرَفْتُ اِلَيْهِ ' فَرَفَعْتُ رَأْسِي اِلَى السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ ' فَخَرَجَتْ حَتَّى لَا اَرَاهَا قَالَ: (( وَتَدْرِي مَاذَاكَ؟ )) قَالَ : لَا ' قَالَ : (( تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ ' وَلَوْ قَرَاْتَ لَاَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ اِلَيْهَا ' لَا تَتَوَارَى مِنْهُمْ )) ۔

چونکہ گھوڑے کے قریب ہی تھا اس لیے اس ڈر سے کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے' میں نے تلاوت بند کر دی اور بچے کو وہاں سے ہٹا دیا۔ پھر اوپر نظر اٹھائی تو کچھ نہ دکھائی دیا۔ صبح کے وقت یہ واقعہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا ابن حضیر! تم پڑھتے رہتے تلاوت بند نہ کرتے (تو بہتر تھا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈر لگا کہ کہیں گھوڑا میرے بچے یحییٰ کو نہ کچل ڈالے' وہ اس سے بہت قریب تھا۔ میں نے سر اوپر اٹھایا تو ایک چھتری سی نظر آئی جس میں روشن چراغ تھے۔ پھر جب میں دوبارہ باہر آیا تو میں نے اسے نہیں دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم بھی ہے' وہ کیا چیز تھی؟ حضرت اسید نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے تمہاری آواز سننے کے لیے قریب ہو رہے تھے اگر رات بھر پڑھتے رہتے تو صبح تک اور لوگ بھی انہیں دیکھتے وہ لوگوں سے چھپتے نہیں۔

**لغوی توضیح** مَرْبُوْطَةٌ بندھا ہوا۔ جَالَتِ الْفَرَسُ گھوڑا بدکا، شدید حرکت میں آیا۔

## (37) باب فضيلة حافظ القرآن

## باقاعدہ قرآن کی تلاوت کرنے والے کی فضیلت

٤٦٠ ـ حديث اَبِي مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَاُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْاُتْرُجَّةِ ' رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ ' وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَاُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ ' لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ ' وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَاُ الْقُرْآنَ ' مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ ' رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ ' وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَاُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ ' لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ )) ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو سنگترے جیسی ہے جس کی خوشبو بھی پاکیزہ ہے اور مزہ بھی پاکیزہ ہے اور اس کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور مزہ میٹھا ہوتا ہے اور منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہو ریحانہ (پھول) جیسی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزہ کڑوا ہوتا ہے اور جو منافق قرآن بھی نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن جیسی ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔

٤٥٩ ـ البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 15 باب نزول السكينة والملائكة عند قراءة القرآن ، مسلم (796)۔

٤٦٠ ـ البخاري في: 70 كتاب الاطعمة: 30 باب ذكر الطعام (5020) مسلم (797) ابو داود (4830) ۔

**لغوی توضیح** اَلْاُتْرُجَّة لیموں کی طرح کے ایک درخت کا پھل۔ الرَّیْحَانَة پھول، گلدستہ۔ حَنْظَلَة اندرائن، انتہائی کڑوا پھل جو کڑوا ہونے میں ضرب المثل ہے۔ اس حدیث میں قرآن کی تلاوت کرنے والے کی فضیلت ہے اور حافظ قرآن بھی بالا ولی اس کا مستحق ہے (کیونکہ عہد نبوی میں لوگ عموماً حفظ کے ذریعے ہی قرآن پڑھا کرتے تھے)۔

## (38) باب فضل الماهر بالقرآن والذی يتتعتع فيه

## حافظِ قرآن، قاری اور وہ شخص جو اٹک اٹک کر تلاوت کرتا ہے، کی فضیلت

٤٦١۔ حدیث عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ، وَمَثَلُ الَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَتَعَاهَدُهُ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ، فَلَهُ أَجْرَانِ)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسی ہے اور جو شخص قرآن مجید بار بار پڑھتا ہے۔ پھر بھی وہ اس کے لئے دشوار ہے۔ تو اسے دوگنا ثواب ملے گا۔

**لغوی توضیح** يَتَتَعْتَعُ اٹکتا ہے۔ السَّفَرَة جمع ہے سَافِر کی، معنی ہے لکھنے والے، مراد ہیں فرشتے۔

## (39) باب استحباب قراءة القرآن على اهل الفضل والحذاق فيه وان كان القارئ افضل من المقروء عليه

## ماہرین فن اور علما کو قرآن سنانا مستحب ہے اگرچہ سنانے والا سامع سے مقام و مرتبہ میں افضل ہو

٤٦٢۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُبَيٍّ: ((إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾)) قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) ! فَبَكَى۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں تم کو سورہ لم یکن الذین کفروا سناؤں۔ حضرت ابی بولے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، اس پر حضرت ابی فرطِ مسرت سے رونے لگے۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی دو عظیم فضیلتوں کا بیان ہے۔ ایک یہ کہ نبی ﷺ نے انہیں قرآن سنایا اور دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام لے کر نبی ﷺ کو انہیں قرآن سنانے کو کہا۔

## (40) باب فضل استماع القرآن وطلب القراءة من حافظه للاستماع والبكاء عند القراءة والتدبر

## قرآن سننے کی فضیلت، حافظِ قرآن سے اس کی فرمائش کرنے اور بوقتِ قرأت رونے اور غور کرنے کا بیان

٤٦٣۔ حدیث عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

٤٦١۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 80 سورة عبس (4937) مسلم (798) ابو داود (1454) ترمذی (2904)۔
٤٦٢۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 16 باب مناقب ابی بن کعب (3809) مسلم (799) ترمذی (3792)۔
٤٦٣۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 35 باب البکاء عند قراءة القرآن (4582) مسلم (800) ترمذی (3024)۔

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ)) قَالَ: قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ؟ قَالَ: ((اِنِّي اَشْتَهِي اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي)) قَالَ: فَقَرَأْتُ النِّسَاءَ، حَتّٰى اِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ قَالَ لِي: ((كُفَّ)) اَوْ ((اَمْسِكْ)) فَرَاَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْرِفَانِ۔

فرمایا میرے سامنے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ میں نے عرض کیا آپ کے سامنے میں کیا تلاوت کروں' آپ پر تو قرآنِ مجید نازل ہوتا ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی اور سے سنوں۔ بیان کیا میں نے سورہ نساء پڑھی اور جب میں آیت ﴿فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بك علی هؤلاء شهیدا﴾ پر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ یا رک جاؤ (راوی کو شک ہے) میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ (آیت میں روزِ محشر نبی ﷺ کے اس وقت کا ذکر ہے جب آپ اپنی امت پر گواہی کے لیے پیش ہوں گے)۔

**لغوی توضیح** تَذْرِفَانِ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ یہ باب ضَرَبَ يَضْرِبُ سے مشتق ہے۔

٤٦٤۔ حديث ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنَّا بِحِمْصَ، فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُودٍ سُورَةَ يُوسُفَ، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا هٰكَذَا اُنْزِلَتْ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَحْسَنْتَ)) وَوَجَدَ مِنْهُ رِيحَ الْخَمْرِ، فَقَالَ: اَتَجْمَعُ اَنْ تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ؟ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ۔

علقمہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ہم حمص میں تھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ یوسف پڑھی تو ایک شخص بولا کہ اس طرح نہیں نازل ہوئی تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس سورت کی تلاوت کی تھی اور آپ نے میری قرأت کی تحسین فرمائی تھی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اس معترض کے منہ سے شراب کی بدبو آ رہی ہے تو فرمایا کہ اللہ کی کتاب کے متعلق جھوٹا بیان اور شراب پینا جیسے گناہ ایک ساتھ کرتا ہے۔ پھر انہوں نے اس پر حد جاری کروائی۔

**لغوی توضیح** تُكَذِّبَ بِكِتَابِ اللّٰهِ کتاب اللہ کی تکذیب کرتا ہے، یعنی کچھ حصے کی جہالت سے۔ کیونکہ حقیقی تکذیب کے متعلق تو اتفاق ہے کہ اگر کوئی عمداً قرآن کے ایک حرف کی بھی تکذیب کرتا ہے تو وہ کافر و مرتد ہو جاتا ہے۔

## (43) باب فضل الفاتحة وخواتيم سورة البقرة والحث على قراءة الايتين من آخر البقرة

## سورہ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت اور ان کی تلاوت کی ترغیب کا بیان

٤٦٥۔ حديث اَبِي مَسْعُودٍ الْبَدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'

٤٦٤۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 8 باب القراء من اصحاب النبی ﷺ (5001) مسلم (801)۔

٤٦٥۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی 12 باب حدثنی خلیفة (4008) مسلم (807) ابو داود (1397)۔

قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لآ يَتَانِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ' مَنْ قَرَاهُمَا فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ))۔

سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں ایسی ہیں کہ جو شخص رات میں انہیں پڑھ لے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتی ہیں۔

**لغوی توضیح** كَفَتَاهُ اسے کافی ہو جاتی ہیں، یعنی اس رات قیام اللیل سے، یا ہر طرح کے نقصان سے، یا شیطان اور اس کے شر سے یا جن وانس میں سے ہر ایک کے شر سے وغیرہ۔ ایک روایت میں سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیات کو نور بھی کہا گیا ہے جو نبی ﷺ کو عطا کیا گیا ہے۔[1]

## (47) باب فضل من يقوم بالقرآن يعلمه و فضل من تعلم حكمة من فقه او غيره فعمل بها و علمها

## حکمت قرآنی یعنی علومِ فقہ وتفسیر حاصل کر کے عمل کرنے والے اور دوسروں کو سکھانے والے کی فضیلت

٤٦٦۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ ' وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ آنَاءَ النَّهَارِ ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، رشک کے قابل تو دو ہی آدمی ہیں۔ ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا اور وہ اس کی تلاوت دن رات کرتا رہتا ہے۔ اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے دن رات خرچ کرتا رہا۔

**لغوی توضیح** لَا حَسَدَ یہاں حسد سے مراد رشک ہے کیونکہ حسد تو حرام ہے۔ اور حسد یہ ہے کہ کسی دوسرے کے لیے زوالِ نعمت کی تمنا کرنا اور یہ خواہش رکھنا کہ یہ چیز اس سے چھن کر مجھے مل جائے جبکہ رشک یہ ہے کہ یہ تمنا کی جائے کہ جیسی اللہ نے فلاں کو نعمت دی ہے ویسی مجھے بھی دے اور اس میں دوسرے کی نعمت چھن جانے کی نیت نہ ہو۔

٤٦٧۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ ' وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا )) ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ حسد ( رشک ) صرف دو باتوں میں جائز ہے۔ ایک تو اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے دولت دی ہو اور وہ اس دولت کو راہِ حق میں خرچ کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہو اور ایک اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے حکمت ( کی دولت ) سے نوازا ہو۔ وہ اس کے ذریعہ فیصلے کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔

٤٦٦۔ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 45 باب قول النبي ﷺ رجل آتاه الله القرآن فهو يقوم به (5025) مسلم (815)۔

٤٦٧۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 15 باب الاغتباط في العلم والحكمة (73) مسلم (816) حميدي (99)۔

[1] [مسلم : كتاب قراءة القرآن (806)]

## (48) باب بيان ان القرآن علی سبعة احرف و بيان معناه

## قرآن کا سات مختلف لہجوں میں نزول ہوا ان لہجوں کا مفہوم

٤٦٨۔ حدیث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَقْرَأَنِيهَا، وَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتَّى انْصَرَفَ، ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَجِئْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ عَلَى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيهَا، فَقَالَ لِي ((أَرْسِلْهُ)) ثُمَّ قَالَ لَهُ: ((اقْرَأْ)) فَقَرَأَ، قَالَ: ((هَكَذَا أُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ لِي: ((اقْرَأْ)) فَقَرَأْتُ، فَقَالَ: ((هَكَذَا أُنْزِلَتْ، إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ))۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو سورۂ فرقان ایک دفعہ اس قرأت سے پڑھتے سنی جو اس کے خلاف تھی جو میں پڑھتا تھا۔ حالانکہ یہ قرأت خود رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں انہیں پکڑ لیتا، لیکن میں نے انہیں مہلت دی کہ وہ (نماز سے) فارغ ہولیں۔ اس کے بعد میں نے ان کے گلے میں چادر ڈال کر ان کو پکڑا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا۔ میں نے آپ سے کہا کہ میں نے انہیں اس قرأت کے خلاف پڑھتے سنا ہے جو آپ نے مجھے سکھائی ہے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ پہلے انہیں چھوڑ دو۔ پھر ان سے فرمایا کہ اچھا اب تم قرأت سناؤ انہوں نے اپنی وہی قرأت سنائی۔ آپ نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی تھی۔ اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ اب تم بھی پڑھو میں نے بھی پڑھ کر سنایا۔ آپ نے اس پر بھی فرمایا اسی طرح نازل ہوئی تھی۔ قرآن سات قرأتوں میں نازل ہوا، تم کو جس میں آسانی ہو اسی طرح سے پڑھ لیا کرو۔

**فهم الحديث** قرآن سات حروف میں نازل ہوا۔ اس سے کیا مراد ہے، اس میں بہت زیادہ اختلاف ہے حتی کہ چالیس کے قریب اقوال ہیں، جن میں سے سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے جسے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ اس سے مراد عرب کی سات لغات (زبانیں) اور لہجے ہیں۔ پہلے قرآن ایک لغت (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے) یعنی لغتِ قریش میں نازل ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے رحمت و شفقت کرتے ہوئے اور تلاوت میں آسانی کے لیے انہیں عرب کی مختلف سات لغات اور لہجوں میں قرآن پڑھنے کی اجازت دے دی۔[1]

٤٦٨۔ البخاری فی: 44 کتاب الخصومات: 4 باب الخصوم بعضهم فی بعض (2419) مسلم (818) ترمذی (2943)۔

[1] [مجموع فتاوی ابن باز (24/ 333)]

٤٦٩ ۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَقْرَاَنِی جِبْرِيْلُ عَلٰی حَرْفٍ فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِيْدُهُ حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جبریل علیہ السلام نے قرآن مجید مجھے (عرب کے) ایک ہی محاورے کے مطابق پڑھ کر سکھایا تھا' لیکن میں اس میں برابر اضافہ کی خواہش کا اظہار کرتا رہا' تا آنکہ عرب کے سات محاوروں پر اس کا نزول ہوا۔

## (49) باب ترتیل القراءة واجتناب الهذّ وهو الافراط في السرعة واباحة سورتين فاكثر في ركعة

## قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے' بیہودگی یعنی بہت تیز تیز پڑھنے سے اجتناب کرنے اور ایک رکعت میں دو یا دو سے زیادہ سورتیں پڑھنے کا بیان

٤٧٠ ۔ حدیث ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ' عَنْ اَبِی وَائِلٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ' فَقَالَ قَرَاْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِی رَكْعَةٍ' فَقَالَ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ؟ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِی كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَقْرِنُ بَيْنَهُنَّ ۔ فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ' سُوْرَتَيْنِ فِی كُلِّ رَكْعَةٍ ۔

ابو وائلؒ نے بیان کیا کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے رات ایک رکعت میں مفصل کی سورۃ پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا اس طرح (جلدی جلدی) پڑھی جیسے شعر پڑھے جاتے ہیں۔ میں ان ہم معنی سورتوں کو جانتا ہوں جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔ آپ نے مفصل کی بیس سورتوں کا ذکر کیا۔ ہر رکعت کے لئے دو دو سورتیں۔

**لغوی توضیح** اَلْمُفَصَّلُ سورۂ فتح سے آخر قرآن تک کی سورتیں، انہیں کثرت فواصل کی وجہ سے مفصل کا نام دیا گیا ہے۔ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ شعر کی طرح بہت تیز پڑھنا۔

## (50) باب ما يتعلق بالقراءات

## قرأت سے متعلق امور

٤٧١ ۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ ﴿فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ﴾ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ پڑھا کرتے تھے (مُدَّكِر نہیں، حالانکہ گرائمر کی رو سے وہ بھی ٹھیک ہے کیونکہ اس کی اصل مذتکر ہے)۔

٤٧٢ ۔ حدیث اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ' عَنْ اِبْرَاهِيْمَ' قَالَ: قَدِمَ اَصْحَابُ عَبْدِ اللّٰهِ عَلٰی اَبِی الدَّرْدَاءِ فَطَلَبَهُمْ فَوَجَدَهُمْ'

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کچھ شاگرد حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے یہاں (شام) آئے۔ حضرت ابودرداء نے انہیں تلاش کیا اور پالیا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تم میں کون حضرت

---

٤٦٩ ۔ البخاری فی: 59 كتاب بدء الخلق: 6 باب ذكر الملائكة (3219) مسلم (819) احمد (2375) ۔
٤٧٠ ۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 106 باب الجمع بين السورتين في الركعة (775) مسلم (822) ترمذی (602) ۔
٤٧١ ۔ البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 54 سورة اقتربت الساعة: 2 باب تجری باعيننا (3341) مسلم (823) ۔
٤٧٢ ۔ البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 92 سورة والليل: 7 باب وما خلق الذكر والانثى (4943) مسلم (824) ۔

فَقَالَ : اَيُّكُمْ يَقْرَأُ قِرَاءَةَ عَبْدِاللّٰهِ ؟ قَالَ : كُلُّنَا ' قَالَ : فَاَيُّكُمْ اَحْفَظُ ؟ فَاَشَارُوْا اِلَى عَلْقَمَةَ ـ قَالَ : كَيْفَ سَمِعْتَهُ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشَى﴾ ؟ قَالَ عَلْقَمَةُ : ﴿وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى﴾ قَالَ: اَشْهَدُ اَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ هٰكَذَا ' وَهٰؤُلَاءِ يُرِيْدُوْنِي عَلَى اَنْ اَقْرَأَ ـ ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى﴾ وَاللّٰهِ! لَا اُتَابِعُهُمْ ـ

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق قرأت کر سکتا ہے؟ شاگردوں نے کہا کہ ہم سب کر سکتے ہیں۔ پھر پوچھا کسے ان کی قرأت زیادہ محفوظ ہے؟ سب نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ انہیں سورۂ واللیل اذا یغشی قرائت کرتے کس طرح سنا ہے؟ علقمہ نے کہا کہ والذکر والانثی (بغیر ماخلق کے) کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی رسول ﷺ کو اسی طرح قرأت کرتے ہوئے سنا ہے۔ لیکن یہ لوگ (یعنی شام والے) چاہتے ہیں کہ میں وماخلق الذکر والانثی پڑھوں اللہ کی قسم! میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

**فہم الحدیث** اہل علم کا کہنا ہے کہ اس طرح کی روایات میں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ ایسے الفاظ پہلے قرآن تھے بعد میں منسوخ کر دیئے گے، پھر کچھ حضرات کو نسخ کا علم نہ ہوا اس لیے وہ انہی پہلے الفاظ پر ہی قائم رہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ممکن ہے یہ واقعہ مصحف عثمانی کے ظہور سے پہلے کا ہو کیونکہ مصحف عثمانی کے ظہور کے بعد یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ ان میں سے کسی نے بھی اس کی مخالفت کی ہو۔

## (51) باب الاوقات التی نهی عن لصلاة فیها

## وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے

٤٧٣ ـ حدیث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : شَهِدَ عِنْدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّوْنَ وَاَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ ' وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ ـ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے سامنے چند معتبر حضرات نے گواہی دی' جن میں سب سے زیادہ معتبر میرے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے کہ نبی ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

**لغوی توضیح** حَتّٰى تَشْرُقَ الشَّمْسُ حتی کہ سورج بلند ہو جائے، روشن ہو جائے۔ فجر کی دوسنتیں اس سے مستثنیٰ ہیں ،یعنی اگر فجر کی سنتیں رہ جائیں تو وہ نماز فجر کی جماعت کے بعد بھی ادا کی جا سکتی ہیں۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نماز فجر کے بعد نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ صبح کی نماز دو رکعت ہے (تم یہ کون سی نماز پڑھ رہے ہو؟) اس نے عرض کی میری فجر کی سنتیں رہ گئی تھیں، وہ میں نے اب پڑھی ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی اور کچھ نہ کہا۔[1] علاوہ ازیں ان روایات میں دو مکروہ اوقات کا ذکر ہے، فجر سے طلوع آفتاب تک اور عصر سے غروب آفتاب تک جبکہ ایک اور روایت میں نصف النہار (یعنی ظہر سے کچھ پہلے کا وقت) بھی مکروہ شمار کیا گیا ہے۔[2]

---

٤٧٣ـ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاۃ: 30 باب الصلاۃ بعد الفجر... (581) مسلم (826) ابوداود (1276)۔

① [صحیح: صحیح ابوداود، ابوداود (1267)] ② [شرح معانی الآثار (304/1)]

٤٧٤ - حديث أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيْبَ الشَّمْسُ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز سورج بلند ہونے تک نہ پڑھی جائے۔ اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔

٤٧٥ - حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ : ((لَا تَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نماز پڑھنے کے لئے سورج کے طلوع اور غروب ہونے کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو۔

**لغوی توضیح** لَا تَحَرَّوْا قصد نہ کرو، ارادہ نہ کرو۔

٤٧٦ - حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ : ((إِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَبْرُزَ، وَإِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلَاةَ حَتَّى تَغِيْبَ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب سورج کا اوپر کا کنارہ نکل آئے تو نماز نہ پڑھو جب تک وہ پوری طرح ظاہر نہ ہو جائے۔ اور جب غروب ہونے لگے تب بھی اس وقت تک کے لئے نماز چھوڑ دو جب تک بالکل غروب نہ ہو جائے۔

## (54) باب معرفة الركعتين اللتين كان يصليهما النبي ﷺ بعد العصر

## نبی ﷺ کی نماز عصر کے بعد کی دو رکعتیں پڑھنے کی تحقیق

٤٧٧ - حديث أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها عَنْ كُرَيْبٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ رضي الله عنهم أَرْسَلُوْهُ إِلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها، فَقَالُوْا : اِقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا، وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلَاةِ

حضرت کریب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس' مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہم نے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت بھیجا اور کہا ان سے ہم سب کا سلام کہنا اور اس کے بعد عصر کے بعد کی دو رکعات کے بارے میں دریافت کرنا۔ انہیں یہ بھی بتا دینا کہ ہمیں خبر ہوئی ہے کہ آپ یہ دو رکعات پڑھتی ہیں۔ حالانکہ ہمیں نبی ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے ان دو

٤٧٤ - البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 31 باب لا يتحرى الصلاة...(586). مسلم (827) نسائي (566)۔

٤٧٥ - البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 30 باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس (282) مسلم (828)۔

٤٧٦ - البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبليس وجنوده ، مسلم (829) ابن ابي شيبة (354/2)۔

٤٧٧ - البخاري في: 22 كتاب السهو: 8 باب إذا كُلِّم وهو يصلي فاشار بيده واستمع (1233) مسلم (834)۔

الْعَصْرِ ' وَقُلْ لَهَا : اِنَّا أُخْبِرْنَا اَنَّكِ تُصَلِّيْنَهُمَا ' وَقَدْ بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْهُمَا ' وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : وَكُنْتُ اَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهُمَا ۔ قَالَ كُرَيْبٌ : فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رضى الله عنها ' فَبَلَّغْتُهَا مَا اَرْسَلُوْنِى ۔ فَقَالَتْ : سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ ۔ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِمْ فَاَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا ' فَرَدُّوْنِى اِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا اَرْسَلُوْنِى بِهِ اِلَى عَائِشَةَ ' فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ رضى الله عنها : سَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَنْهَى عَنْهَا ثُمَّ رَاَيْتُهُ يُصَلِّيْهِمَا حِيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ ' ثُمَّ دَخَلَ وَعِنْدِى نِسْوَةٌ مِنْ بَنِى حَرَامٍ مِنَ الْاَنْصَارِ ' فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ الْجَارِيَةَ ' فَقُلْتُ قُوْمِى بِجَنْبِهِ ' قُوْلِى لَهُ ' تَقُوْلُ لَكَ أُمُّ سَلَمَةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ وَاَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا ؟ فَاِنْ اَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَاْخِرِى عَنْهُ ۔ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ ' فَاَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَاْخَرَتْ عَنْهُ ۔ فَلَمَّا انْصَرَفَ ' قَالَ: (( يَا بِنْتَ اَبِى أُمَيَّةَ ! سَاَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ ' وَاِنَّهُ اَتَانِى نَاسٌ مِنْ عَبْدِالْقَيْسِ فَشَغَلُوْنِى عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ ' فَهُمَا هَاتَانِ )) ۔

رکعات سے منع کیا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان رکعات کے پڑھنے پر لوگوں کو مارا بھی تھا۔ کریب رحمۃ اللہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پیغام پہنچایا۔ اس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق دریافت کر۔ چنانچہ میں ان حضرات کی خدمت میں واپس ہوا اور حضرت عائشہ کی گفتگو نقل کر دی' انہوں نے مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا انہی پیغامات کے ساتھ جن کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں بھیجا تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے یہ جواب دیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے روکتے تھے۔ لیکن ایک دن میں نے دیکھا کہ عصر کے بعد آپ خود یہ دو رکعات پڑھ رہے ہیں۔ (عصر) کے بعد آپ میرے گھر تشریف لائے (اور دو رکعت ادا کرنے لگے) میرے پاس انصار کے قبیلہ بنو حرام کی چند عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ اس لئے میں نے ایک باندی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، میں نے اس سے کہہ دیا کہ وہ آپ کے ایک طرف ہو کر یہ پوچھے کہ ام سلمہ کہتی ہے کہ یارسول اللہ! آپ تو ان دو رکعات سے منع کرتے تھے حالانکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ خود انہیں پڑھ رہے ہیں۔ اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے اشارہ کریں تو تم پیچھے ہٹ جانا۔ باندی نے پھر اسی طرح کیا اور آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو پیچھے ہٹ گئی پھر جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو (آپ نے ام سلمہ سے) فرمایا کہ اے ابو امیہ کی بیٹی! تم نے عصر کے بعد کی دو رکعات کے متعلق پوچھا، بات یہ ہے کہ میرے پاس عبد القیس کے کچھ لوگ آ گئے تھے اور ان کے ساتھ بات کرنے کی وجہ سے ظہر کے بعد دو رکعات نہیں پڑھ سکا یہ وہی دو رکعت ہیں۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ عصر کے بعد آپ ﷺ نے جو دو رکعت نماز پڑھی وہ ظہر کی سنتیں تھیں۔ لیکن آئندہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ عصر کے بعد دو رکعتیں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے تو اس کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ جب بھی کوئی عمل کرتے تو اس پر مداومت اختیار فرماتے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب بھی کوئی نماز پڑھتے تو پھر اس پر مداومت (ہمیشگی) اختیار فرماتے۔[1] اس لیے آپ بعد میں عصر کے بعد ہمیشہ یہ دو رکعتیں پڑھتے رہے۔

٤٧٨۔ حدیث عَائِشَةَ، قَالَتْ: رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دو رکعات کو رسول اللہ ﷺ نے کبھی ترک نہیں فرمایا۔ پوشیدہ ہو یا عام لوگوں کے سامنے صبح کی نماز سے پہلے دو رکعات اور عصر کی نماز کے بعد دو رکعات۔

## (55) باب استحباب ركعتين قبل صلاة المغرب

## نماز مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھنے کا بیان

٤٧٩۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ الْمُؤَذِّنُ اِذَا اَذَّنَ، قَامَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُمْ كَذٰلِكَ يُصَلُّوْنَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ، وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ شَيْءٌ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (عہد رسالت میں) جب مؤذن اذان دیتا تو نبی ﷺ کے صحابہ ستونوں کی طرف لپکتے۔ جب نبی ﷺ اپنے حجرہ سے باہر تشریف لاتے تو لوگ اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے ملتے۔ یہ جماعتِ مغرب سے پہلے کی دو رکعات تھیں اور (مغرب میں) اذان اور تکبیر میں کوئی زیادہ فاصلہ نہیں تھا۔

**لغوی توضیح** يَبْتَدِرُوْنَ السَّوَارِيَ ستونوں کی طرف بھاگتے (تاکہ انہیں سترہ بنا کر نماز پڑھیں)۔ معلوم ہوا کہ مغرب سے پہلے نماز (کم از کم دو رکعت) پڑھنا مستحب ہے، یہ نماز آئندہ حدیث کے عموم میں بھی شامل ہے۔

## (56) باب بين كل اذانين صلاة

## ہر دو اذانوں (اذان و تکبیر) کے درمیان نماز ہے

٤٨٠۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہر دو اذانوں (یعنی اذان و تکبیر) کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں

---

٤٧٨۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 33 باب ما يصلى بعد العصر... (590) مسلم (835)۔

٤٧٩۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 14 باب كم بين الاذان والإقامة (503) مسلم (836) ابن خزيمة (1288)۔

٤٨٠۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 16 باب بين كل اذانين صلاة لمن شاء (624) مسلم (838) ابن ماجه (1162)۔

---

[1] [مسلم: كتاب صلاة المسافرين وقصرها (835)]

صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلَاةٌ )) ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ : (( لِمَنْ شَاءَ ))۔

کے درمیان نماز ہے۔ پھر تیسری مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی پڑھنا چاہے۔

## (57) باب صلاة الخوف

## نمازِ خوف کا بیان

٤٨١۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِاِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ ، وَالطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا ، فَقَامُوْا فِي مَقَامِ اَصْحَابِهِمْ ، فَجَاءَ اُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ، ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ، ثُمَّ قَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ ، وَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک جماعت کے ساتھ نمازِ (خوف) پڑھی اور دوسری جماعت اس عرصہ میں دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی۔ پھر یہ جماعت اپنے دوسرے ساتھیوں کی جگہ (نماز پڑھ کر) چلی گئی تو دوسری جماعت آئی اور حضور ﷺ نے انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائی اس کے بعد آپ ﷺ نے اس جماعت کے ساتھ سلام پھیرا۔ آخر اس جماعت نے کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت پوری کی اور پہلی جماعت نے بھی کھڑے ہو کر اپنی ایک رکعت پوری کی۔

**لغوی توضیح** صَلَاةُ الْخَوْف نمازِ خوف وہ نماز ہے جو خوف کی حالت میں پڑھی جائے، یعنی لشکرِ اسلام کفار کے لشکر کے بالمقابل ہو لیکن لڑائی شروع نہ ہوئی ہو اور اگر لڑائی شروع ہو چکی ہو تو پھر چلتے پھرتے، پیدل سوار، قبلہ رخ یا غیر قبلہ رخ الغرض جیسے بھی ممکن ہو نماز پڑھ لینی چاہیے۔[1] واضح رہے کہ نمازِ خوف کے مختلف طریقے نبی ﷺ سے ثابت ہیں جیسا کہ چند ان احادیث میں مذکور ہیں۔ ان تمام طریقوں میں سے حسبِ ضرورت کوئی ایک بھی اختیار کر لیا جائے تو کافی ہے۔

٤٨٢۔ حدیث سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: يَقُوْمُ الْاِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ، وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ ، وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ ، وُجُوْهُهُمْ اِلَى الْعَدُوِّ ، فَيُصَلِّي بِالَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً ، ثُمَّ يَقُوْمُوْنَ فَيَرْكَعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً ، وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ ، ثُمَّ يَذْهَبُ هٰؤُلَاءِ اِلَى مَقَامِ اُولٰئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً ، فَلَهُ ثِنْتَانِ ، ثُمَّ

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (نمازِ خوف میں) امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہوگا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوگی۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کی دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر کھڑی ہوگی، انہی کی طرف منہ کیے ہوئے۔ امام اپنے ساتھ والی جماعت کو پہلے ایک رکعت نماز پڑھائے گا (ایک رکعت پڑھنے کے بعد پھر) یہ جماعت کھڑی ہو جائے گی اور خود (امام کے بغیر) اسی جگہ ایک رکوع اور دو سجدے کر کے دشمن کے مقابلہ پر جا کر کھڑی ہو جائے گی۔ جہاں دوسری جماعت پہلے سے موجود تھی۔ اس

٤٨١۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی: 31 باب غزوة ذات الرقاع (942) مسلم (839) ترمذی (564)۔

٤٨٢۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی: 31 باب غزوة ذات الرقاع (4131) مسلم (841) ابو داود (1237)۔

[1] [سورة البقرة: 239] ، [بخاری (4535)]

يَرْكَعُوْنَ وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ۔

کے بعد امام دوسری جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائے گا۔ اس طرح امام کی دو رکعت پوری ہو جائیں گی اور یہ دوسری جماعت ایک رکوع اور دو سجدے خود کرے گی۔

٤٨٣۔ حدیث خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ رضی اللہ عنہ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلّٰى صَلَاةَ الْخَوْفِ، اَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ، وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ، فَصَلّٰى بِالَّتِي مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا، وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرَى فَصَلّٰى بِهِمِ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا، وَاَتَمُّوا لِاَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ۔

صالح بن خوات رحمہ اللہ نے، ایک ایسے صحابی سے بیان کیا، جو نبی ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں شریک تھے، کہ نبی ﷺ نے نمازِ خوف پڑھی۔ اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ پہلے ایک جماعت نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ اس وقت دوسری جماعت دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی۔ حضور ﷺ نے اس جماعت کو جو آپ کے پیچھے کھڑی تھی، ایک رکعت نمازِ خوف پڑھائی اور اس کے بعد آپ کھڑے رہے۔ اس جماعت نے اس عرصہ میں اپنی نماز پوری کر لی اور واپس آ کر دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد دوسری جماعت آئی تو حضور ﷺ نے انہیں نماز کی دوسری رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی اور (رکوع وسجدہ کے بعد) آپ قعدہ میں بیٹھے رہے۔ پھر ان لوگوں نے جب اپنی نماز (جو باقی رہ گئی تھی) پوری کر لی تو آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

٤٨٤۔ حدیث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذَاتِ الرِّقَاعِ، فَاِذَا اَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ النَّبِيِّ ﷺ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ، فَاخْتَرَطَهُ، فَقَالَ: تَخَافُنِي؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قَالَ: ((اَللّٰهُ)) فَتَهَدَّدَهُ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلّٰى بِطَائِفَةٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع میں تھے۔ پھر ہم ایک ایسی جگہ آئے جہاں بہت گھنے سایہ کا درخت تھا۔ وہ درخت ہم نے آنحضرت ﷺ کے لیے مخصوص کر دیا کہ آپ وہاں آرام فرمائیں بعد میں مشرکین میں سے ایک شخص آیا، حضور ﷺ کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی۔ اس نے وہ تلوار حضور ﷺ پر کھینچ لی اور پوچھا، تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس پر اس نے پوچھا آج میرے ہاتھ سے تمہیں کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ! پھر صحابہ نے اسے ڈانٹا دھمکایا اور نماز کی تکبیر کہی گئی تو

---

٤٨٣۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 31 باب غزوة ذات الرقاع، مسلم (842)۔
٤٨٤۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 31 باب غزوة ذات الرقاع (2910) مسلم (843) ابن حبان (2884)۔

رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرُوْا، وَصَلَّى بِالطَّائِفَةِ الْأُخْرَى رَكْعَتَيْنِ، وَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعٌ، وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ۔

حضور ﷺ نے پہلے ایک جماعت کو دو رکعت نماز خوف پڑھائی۔ جب وہ جماعت (آنحضرت ﷺ کے پیچھے سے) ہٹ گئی تو آپ نے دوسری جماعت کو بھی دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس طرح نبی کریم ﷺ کی چار رکعت نماز ہوئی لیکن مقتدیوں کی صرف دو دو رکعت۔

**لغوی توضیح** بِذَاتِ الرِّقَاعِ، رقاع جمع ہے رقعہ کی معنی ہے پٹی۔ اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس لیے پڑا کیونکہ اس میں مسلمانوں کے پاس سواریاں کم تھیں تو پیدل چلنے کی وجہ سے ان کے قدم زخمی ہو گئے، جس وجہ سے انہوں نے قدموں پر پٹیاں باندھ لیں۔ فَاخْتَرَطَهُ اس نے تلوار سونت لی، تان لی۔ فَتَهَدَّدَهُ اسے جھڑکا۔

# [7] كِتَابُ الْجُمُعَةِ
## جمعہ کے مسائل

٤٨٥۔ حدیث عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے جب کوئی شخص جمعہ کی نماز کے لیے آنا چاہے تو اسے غسل کر لینا چاہیے۔

٤٨٦۔ حدیث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَنَادَاهُ عُمَرُ: أَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهِ؟ قَالَ: إِنِّي شُغِلْتُ فَلَمْ أَنْقَلِبْ إِلَى أَهْلِي حَتَّى سَمِعْتُ التَّأْذِيْنَ، فَلَمْ أَزِدْ عَلَى أَنْ تَوَضَّأْتُ، فَقَالَ: وَالْوُضُوْءُ أَيْضًا؟ وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں نبی ﷺ کے ابتدائی اصحاب مہاجرین میں سے ایک بزرگ تشریف لائے۔ (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا بھلا یہ کون سا وقت ہے! انہوں نے فرمایا کہ میں مشغول ہو گیا تھا اور گھر واپس آتے ہی اذان کی آواز سنی۔ اس لیے میں وضو سے زیادہ اور کچھ (غسل) نہ کر سکا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا (صرف) وضو ہی؟ حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ نبی ﷺ غسل کے لیے حکم فرماتے تھے۔

٤٨٥۔ البخاری فی: 11 کتاب الجمعة: 2 باب فضل الغسل یوم الجمعة (877) مسلم (844) ترمذی (493)۔
٤٨٦۔ البخاری فی: 11 کتاب الجمعة: 2 باب فضل الغسل یوم الجمعة (878) مسلم (845) دارمی (1539)۔

# كتاب الجمعة

**فهم الحديث** ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے روز غسل کا حکم دیا کرتے تھے اور آئندہ باب کی پہلی حدیث میں وجوب کی صراحت بھی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز ہر بالغ شخص پر غسل واجب ہے۔ لیکن بعد والی عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز غسل کا حکم دینے کا ایک خاص سبب تھا (کہ صحابہ مشکل حالات کی بنا پر موسم گرما میں بھی اُونی لباس پہنے ہوتے اور پسینے میں شرابور مسجد میں آجاتے جس سے بدبو پھیل جاتی اس لیے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم غسل کر لیتے تو بہتر تھا) اور جب وہ سبب زائل ہوگیا تو وجوب بھی ختم ہوگیا۔ اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے جمعہ کے روز وضو کیا اس نے بھی اچھا کیا۔[1] ان تمام روایات کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے روز غسل فرض نہیں بلکہ سنتِ مؤکدہ ہے۔ (واللہ اعلم)

## (1) باب وجوب غسل الجمعة على كل بالغ من الرجال وبيان ما امروا به

## جمعہ کے دن ہر بالغ مرد پر غسل واجب ہونے کے احکام

٤٨٧ - حديث أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ)).

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر بالغ کے لیے غسل ضروری ہے۔

٤٨٨ - حديث عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَنْتَابُوْنَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِي، فَيَأْتُوْنَ فِي الْغُبَارِ يُصِيْبُهُمُ الْغُبَارُ وَالْعَرَقُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِي، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ أَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا؟)).

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ جمعہ کی نماز پڑھنے اپنے گھروں سے اور اطراف مدینہ کے گاؤں سے (مسجد نبوی میں) باری باری آیا کرتے تھے۔ لوگ گرد و غبار میں چلے آتے، گرد میں اَٹے ہوئے اور پسینہ میں شرابور۔ اس قدر پسینہ ہوتا کہ تھمتا نہ تھا۔ اسی حالت میں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اور آپ اس وقت میرے ہاں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس دن (جمعہ میں) غسل کر لیا کرتے تو بہتر ہوتا۔

**لغوی توضیح** يَنْتَابُوْنَ باری باری آتے، یعنی ایک کے بعد دوسرا، ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ۔

٤٨٩ - حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ مَهَنَةَ أَنْفُسِهِمْ، وَكَانُوْا إِذَا رَاحُوْا إِلَى الْجُمُعَةِ رَاحُوْا فِي هَيْئَتِهِمْ، فَقِيْلَ لَهُمْ لَوِ اغْتَسَلْتُمْ!.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ لوگ اپنے کاموں میں مشغول رہتے اور جمعہ کے لیے اسی حالت (میل کچیل) میں چلے آتے۔ اس لیے ان سے کہا گیا کہ کاش تم لوگ (کبھی) غسل کر لیا کرتے!۔

---

٤٨٧ - البخاري في: 10 كتاب الاذان: 161 باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل (858) مسلم (846)۔
٤٨٨ - البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 15 باب من اين تؤتى الجمعة (902) مسلم (847) ابو داود (352)۔
٤٨٩ - البخاري في: 10 كتاب الجمعة: 16 باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس۔

[1] **حسن** صحیح ابو داود (341) ابو داود (354)۔

## (2) باب الطيب والسواك يوم الجمعة

## جمعہ کے دن خوشبو لگانے اور مسواک کرنے کا بیان

٤٩٠۔ حديث أَبِي سَعِيْدٍ رضي الله عنه، قَالَ: اَشْهَدُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ، وَأَنْ يَسْتَنَّ، وَأَنْ يَمَسَّ طِيبًا إِنْ وَجَدَ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں گواہ ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر جوان پر غسل، مسواک اور خوشبو لگانا، اگر میسر ہو ضروری ہے۔

٤٩١۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَيَمَسُّ طِيبًا أَوْ دُهْنًا إِنْ كَانَ عِنْدَ أَهْلِهِ؟ فَقَالَ: لَا أَعْلَمُهُ۔

طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن غسل کے بارے میں نبی ﷺ کی حدیث کا ذکر کیا تو میں نے ان سے کہا کہ کیا تیل اور خوشبو کا استعمال بھی ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔

٤٩٢۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر (اللہ کا) حق ہے، ہر سات دن میں ایک دن جمعہ میں غسل کرے جس میں اپنے سر اور بدن کو دھوئے۔

٤٩٣۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسلِ جنابت کر کے نماز پڑھنے جائے تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی دی (اگر اول وقت میں مسجد پہنچا) اور اگر دوسرے نمبر پر گیا تو گویا ایک گائے کی قربانی دی اور جو تیسرے نمبر پر گیا اس نے ایک سینگ والے مینڈھے کی قربانی دی اور جو چوتھے نمبر پر گیا اس نے ایک مرغی کی قربانی دی اور جو پانچویں نمبر پر گیا اس نے ایک انڈے کی قربانی دی۔ لیکن جب امام خطبے کے لیے باہر آ جاتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

---

٤٩٠۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 3 باب الطيب للجمعة۔

٤٩١۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 6 باب الدهن للجمعة (885) مسلم (848) ابن خزيمة (1759)۔

٤٩٢۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 12 باب هل على من لم يشهد الجمعة ... (897) مسلم (849)۔

٤٩٣۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 4 باب فضل الجمعة (881) مسلم (850) ابو داود (351) ترمذي (499)۔

**فهم الحديث** ان روایات سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے روز نہا دھو کے، مسواک کر کے، خوشبو لگا کے، صاف ستھرا بن کے اول وقت مسجد میں پہنچنا چاہیے۔ اس آخری روایت میں بطورِ خاص پہلے پہنچنے والوں کے اجر وثواب کا ذکر ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جو صاف ستھرا بن کے مسجد میں آیا، خاموشی سے خطبہ سنا اور امام کے ساتھ نماز ادا کی تو اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے عمل یعنی ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی تہجد کا ثواب دیا جاتا ہے۔[1]

## (3) باب في الانصات يوم الجمعة في الخطبة

## جمعہ کے خطبہ کے دوران خاموش رہنا ضروری ہے

٤٩٤۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ، وَالإِمَامُ يَخْطُبُ، فَقَدْ لَغَوْتَ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب امام جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو اور تم نے اپنے پاس بیٹھے آدمی سے کہا چپ رہو تو تم نے ایک لغو حرکت کی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ دورانِ خطبہ کلام کرنا ممنوع اور لغو حرکت ہے۔ یاد رہے کہ جن روایات میں دورانِ خطبہ کلام کی وجہ سے جمعہ ضائع ہونے کا ذکر ہے وہ ضعیف ہیں۔[2] اس لیے خطبہ کے دوران بولنے سے جمعہ ضائع تو نہیں ہوگا البتہ اجر وثواب میں کمی یا کلام سے گریز نہ کرنے کا گناہ ضرور ہوگا۔

## (4) باب في الساعة التي في يوم الجمعة

## جمعہ کے دن قبولیتِ دعا کی ساعت کا بیان

٤٩٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: (( فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي، يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالَى شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ )) وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے ذکر میں ایک دفعہ فرمایا، اس دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں اگر کوئی مسلمان بندہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی چیز اللہ پاک سے مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز ضرور دیتا ہے۔ ہاتھ کے اشارے سے آپ نے بتلایا کہ وہ ساعت بہت تھوڑی سی ہے۔

**فهم الحديث** اس خاص گھڑی کے وقت کی تعیین میں بہت اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس بارے میں چالیس اقوال نقل فرمائے ہیں۔[3] لہٰذا مناسب یہ ہے کہ اس گھڑی کو حاصل کرنے کے لیے نماز جمعہ کے بعد سے دن کے آخر تک دعا کی کوشش کرنی چاہیے جیسا کہ شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ نے بھی اسی جانب اشارہ فرمایا ہے۔[4]

٤٩٤۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 36 باب الإنصات يوم الجمعة والإمام يخطب، مسلم (851) ترمذي (512)۔

٤٩٥۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 37 باب الساعة التي في يوم الجمعة (935) مسلم (852) ابن حبان (2773)۔

① [صحيح: صحيح ابوداود (333) ابوداود (345) المشكاة (1388)]

② [السلسلة الضعيفة (1760) تمام المنة (ص: 338) ضعيف ابوداود (230)]

③ [فتح الباري (3/ 82)] ④ [فتاوى اسلامية (1/ 400)]

**(6) باب هداية هذه الامة ليوم الجمعة** — **جمعہ کے دن کی طرف رہنمائی امت مسلمہ کے حصہ میں آئی ہے**

٤٩٦۔ حديث أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال: ((نحن الآخرون السابقون يوم القيامة، بيد كل أمة أوتوا الكتاب من قبلنا، وأوتينا من بعدهم، فهذا اليوم الذي اختلفوا فيه، فغدا لليهود وبعد غد للنصارى۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ہم (دنیا میں) تمام امتوں کے آخر میں آئے۔ لیکن (قیامت کے دن) تمام امتوں سے آگے ہوں گے (حشر وحساب اور دخولِ جنت میں)۔ صرف اتنا فرق ہے کہ انہیں کتاب پہلے دی گئی اور ہمیں بعد میں ملی اور یہی وہ (جمعہ کا) دن ہے جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا۔ یہودیوں نے تو اسے اس کے دوسرے دن (ہفتہ کو) کرلیا اور نصاریٰ نے تیسرے دن (اتوار کو)۔

**لغوی توضیح:** فَغَدًا لِلْيَهُوْدِ اگلا دن (یعنی جمعہ سے اگلا دن ہفتہ) یہود کے لیے (تعظیم اور عبادت کا دن)۔ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى اور اگلے سے بعد والا دن (یعنی اتوار) عیسائیوں کے لیے (عبادت وتعظیم کا دن)۔

**(9) باب صلاة الجمعة حين تزول الشمس** — **نمازِ جمعہ کا وقت وہ ہے جب سورج ڈھلتا ہے**

٤٩٧۔ حديث سهل رضي الله عنه، قال: ما كنا نقيل ولا نتغدى إلا بعد الجمعة۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم دوپہر کا سونا اور دوپہر کا کھانا جمعہ کی نماز کے بعد رکھتے تھے۔

**لغوی توضیح:** نَقِيْلُ قیلولہ سے ہے یعنی دوپہر کو سونا۔ نَتَغَدّٰى غداء سے ہے یعنی دوپہر کا کھانا۔

٤٩٨۔ حديث سلمة بن الأكوع رضي الله عنه، قال: كنا نصلي مع النبي ﷺ الجمعة ثم ننصرف وليس للحيطان ظل نستظل فيه۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس ہوتے تو دیواروں کا سایہ ابھی اتنا نہیں ہوتا تھا کہ ہم اس میں آرام کرسکیں۔

**لغوی توضیح:** لِلْحِيْطَانِ جمع ہے حَائِط کی، معنی ہے دیوار۔ ظِلٌّ سایہ۔ نَسْتَظِلُّ ہم سایہ حاصل کرسکیں۔ یعنی نمازِ جمعہ سے واپسی اتنی جلدی ہو جاتی کہ دیواروں کا سایہ اتنا بھی نہیں ہوتا تھا کہ ہم ان کے سائے میں چل سکیں۔ اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ نمازِ جمعہ زوالِ آفتاب سے پہلے بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

**(10) باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة وما فيهما من الجلسة** — **نمازِ جمعہ سے پہلے دونوں خطبوں اور ان کے درمیان بیٹھنے کا بیان**

٤٩٩۔ حديث ابن عمر، قال: كان

حضرت عمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کھڑے ہوکر

---

٤٩٦۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (238) مسلم (855) بغوى (1045)۔
٤٩٧۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 40 باب قول الله تعالى: "فإذا قضيت الصلاة..." (939) مسلم (859)۔
٤٩٨۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 35 باب غزوة الحديبية (4168) مسلم (860) ابن ماجه (1100)۔
٤٩٩۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 27 باب الخطبة قائما (920) مسلم (861) ابن ماجه (1103)۔

النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ، ثُمَّ يَقْعُدُ ، ثُمَّ يَقُوْمُ ، كَمَا تَفْعَلُوْنَ الآنَ ۔

خطبہ دیتے تھے، پھر بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے ہوتے جیسے تم لوگ بھی آج کل کرتے ہو۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ جمعہ کے دو خطبے ہیں اور خطبہ کھڑے ہو کر دینا اور دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا مسنون ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جو کہے نبی ﷺ نے بیٹھ کر خطبہ دیا اس نے جھوٹ بولا۔[1]

## (11) باب في قوله تعالى ﴿ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ﴾

## اللہ تعالیٰ کے اس فرمان واذا رأو تجارة ...قائما کا شان نزول

۵۰۰- حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رضي الله عنه ، قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ أَقْبَلَتْ عِيرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوْا إِلَيْهَا ، حَتّٰى مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلاً ، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ﴾ ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں غلہ لادے ہوئے ایک تجارتی قافلہ ادھر سے گزرا۔ لوگ خطبہ چھوڑ کر ادھر چل دیے۔ نبی ﷺ کے ساتھ کل بارہ آدمی رہ گئے۔ اس وقت سورۂ جمعہ کی یہ آیت اتری ''اور جب یہ لوگ تجارت اور کھیل دیکھتے ہیں تو اس طرف دوڑ پڑتے ہیں اور آپ ﷺ کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔'' [الجمعۃ:١١]

**لغوی توضیح** عِيْر وہ اونٹ جن پر تجارتی سامان لادا ہوا ہو۔ فَالْتَفَتُوْا پھر گئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ سننا ضروری ہے اور اس وقت تمام دنیوی کاموں سے فارغ اور خالی الذہن ہو کر بیٹھنا چاہیے۔

## (13) باب تخفيف الصلاة والخطبة

## نماز اور خطبہ کو مختصر ہلکا رکھنا چاہیے

۵۰۱- حديث يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ رضي الله عنه ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَى الْمِنْبَرِ ﴿ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ ﴾ ۔

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ منبر پر (اس آیت کی) تلاوت فرما رہے تھے۔ ''اور وہ دوزخی پکاریں گے اے مالک (داروغہ جہنم)! اپنے رب سے کہو کہ وہ ہم کو موت دے دے۔'' [زخرف:٧٧]

**فھم الحدیث** نبی ﷺ نے یہ آیت لوگوں کو ڈرانے کے لیے پڑھی۔ علاوہ ازیں دورانِ خطبہ نبی ﷺ سورۂ ق بھی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔[2] اور بالعموم آپ ﷺ کا خطبہ معتدل (نہ لمبا نہ مختصر، درمیانہ) ہی ہوا کرتا تھا۔[3]

---

۵۰۰- البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 38 باب إذا نفر الناس عن الإمام في صلاة الجمعة (936) مسلم (863)۔

۵۰۱- البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 7 باب إذا قال احدكم آمين والملائكة في السماء (3230) مسلم (871)۔

---

① [مسلم (862) ابوداود (1094)]

② [مسلم (872)]

③ [مسلم (866)]

**(14) باب التحية والامام يخطب**

**خطبہ کے دوران تحیۃ المسجد پڑھنے کی اجازت**

٥٠٢۔ حديث جَابِرٍ ﷜، قَالَ : دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمْعَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: ((اَصَلَّيْتَ؟)) قَالَ: لَا، قَالَ: ((فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ))۔

حضرت جابر ﷜ نے بیان کیا کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں آیا۔ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے، آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے (تحیۃ المسجد کی) نماز پڑھ لی ہے؟ آنے والے نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اٹھو اور دو رکعت نماز (تحیۃ المسجد) پڑھ لو۔

٥٠٣۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷜، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ : ((اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ)) اَوْ ((قَدْ خَرَجَ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ))۔

حضرت جابر بن عبداللہ ﷜ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص بھی (مسجد میں) آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو یا خطبہ کے لیے نکل چکا ہو تو وہ دو رکعت نماز (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔

**(17) باب مایقرا في يوم الجمعة**

**جمعہ کے دن قرآن کی کون سی سورتیں پڑھنا چاہیں**

٥٠٤۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ، فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ﴿آلم تَنْزِيْلُ السَّجْدَةَ﴾ وَ ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ﴾ ۔

حضرت ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں کہ نبیکریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل السجدہ اور هل اتى على الانسان پڑھا کرتے تھے۔

**فهم الحديث** نماز جمعہ میں نبی ﷺ ایک روایت کے مطابق سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ پڑھتے[1] اور دوسری روایت کے مطابق سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھتے۔[2]

---

٥٠٢۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 33 باب من جاء والإمام يخطب صلى...(930) مسلم (875) ترمذی (510)۔

٥٠٣۔ البخاري في: 19 كتاب التهجد: 25 باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى ۔

٥٠٤۔ البخاري في، 11 كتاب الجمعة: 10 باب ما يقرأ في صلاة الفجر يوم الجمعة ، مسلم (878) ابوداود (1122)۔

---

① [مسلم (878) ابوداود (1122)]

② [مسلم (879) ابوداود (1074)]

# [8] كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ
## نماز عیدین کے مسائل

٥٠٥۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: شَهِدْتُ الْفِطْرَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ، يُصَلُّونَهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدُ ۔ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجْلِسُ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ، حَتَّى جَاءَ النِّسَاءَ، مَعَهُ بِلَالٌ. فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ الآية ۔ ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ مِنْهَا: ((أَنْتُنَّ عَلَى ذَلِكَ؟)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ، لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا: نَعَمْ! قَالَ: ((فَتَصَدَّقْنَ)) فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ، ثُمَّ قَالَ: هَلُمَّ! لَكُنَّ فِدَاءُ أَبِي وَأُمِّي فَيُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ اور ابو بکر، عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ عید الفطر کی نماز پڑھی ہے۔ یہ سب حضرات خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے اور بعد میں خطبہ دیتے تھے۔ نبی ﷺ (منبر سے) اٹھے، میری نظروں کے سامنے وہ منظر ہے، جب آپ لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے بٹھا رہے تھے۔ پھر آپ صفوں سے گزرتے ہوئے عورتوں کی طرف آئے، آپ کے ساتھ بلال تھے۔ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اے نبی جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کے لیے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا کاری نہ کریں گی، اپنی اولادوں کو نہ مار ڈالیں گی اور کوئی ایسا بہتان نہ باندھیں گی جو خود اپنے ہاتھوں پیروں کے سامنے گھڑ لیں اور کسی امر شرعی میں تیری نافرمانی نہ کریں گی تو تو ان سے بیعت کر لیا کر اور ان کے لیے اللہ سے بخشش طلب کر۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشش اور معافی کرنے والا ہے۔[الممتحنہ:١٢] پھر جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا تم ان باتوں پر قائم ہو؟ ایک عورت نے جواب دیا کہ ہاں۔ ان کے علاوہ کوئی عورت نہ بولی۔ آپ ﷺ نے خیرات کے لیے حکم فرمایا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا دیا اور کہا کہ لاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ چنانچہ عورتیں چھلے اور انگوٹھیاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

**لغوی توضیح:** اَلْفَتَخ چھلے (نگینے کے بغیر انگوٹھی)۔ اَلْخَوَاتِيم خاتم کی جمع، انگوٹھیاں۔

**فھم الحدیث:** اس اور آئندہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز پہلے نماز ادا کرنا اور پھر خطبہ دینا

٥٠٥۔ البخاری فی: 13 کتاب العیدین: 19 باب موعظة الإمام النساء یوم العید (98) مسلم (884) ترمذی (537)۔

سنت ہے اور جو نماز عید سے پہلے خطبہ دے گا وہ سنت کو بدلے گا اور سنت کو بدلنا ہی بدعت کا دروازہ کھولنا ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ نماز عید کا صرف ایک ہی خطبہ ہے کیونکہ تمام احادیث جن میں خطبے کا ذکر ہے وہ صرف ایک مرتبہ خطبہ دینے کی ہی دلیل ہیں، دو مرتبہ خطبہ دینے کے لیے کوئی واضح دلیل ہونی چاہیے جو کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خواتین کا عیدگاہ جانا مشروع ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عید کا خطبہ دیتے ہوئے امام بطورِ خاص خواتین کو وعظ و نصیحت اور صدقہ و خیرات کا حکم دے سکتا ہے۔ علاوہ ازیں نماز عید میں نبی ﷺ سورۂ اعلیٰ اور سورۂ غاشیہ کی قرائت فرمایا کرتے تھے۔ ① پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیریں کہتے اور دوسری میں پانچ کہتے، پھر ان کے بعد قراءت کرتے۔ ②

٥٠٦۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ خَطَبَ، فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى يَدِ بِلَالٍ، وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ، يُلْقِي فِيهِ النِّسَاءُ الصَّدَقَةَ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے عید الفطر کی نماز پڑھی۔ پہلے آپ نے نماز پڑھی بعد میں خطبہ دیا۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو گئے تو اترے اور عورتوں کی طرف آئے پھر انہیں نصیحت فرمائی۔ آپ اس وقت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلا رکھا تھا جس میں عورتیں صدقہ ڈال رہی تھیں۔

٥٠٧۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَا: لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحَى۔

حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز کے لیے (نبی ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد میں) اذان نہیں دی جاتی تھی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نماز عید کے لیے اذان و اقامت نہیں کہی جائے گی۔ جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ کئی مرتبہ بغیر اذان و اقامت کے نماز پڑھی۔ ③

٥٠٨۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي أَوَّلِ مَا بُويِعَ لَهُ، أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ، وَإِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلَاةِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو اس زمانہ میں بھیجا جب (شروع شروع ان کی خلافت کا زمانہ تھا۔ آپ نے کہلایا) عید الفطر کی نماز کے لیے اذان نہیں دی جاتی تھی اور خطبہ نماز کے بعد ہوتا تھا۔

---

٥٠٦۔ البخاري في: 13 كتاب العيدين: 19 موعظة الإمام النساء يوم العيد (958) مسلم (885) ابو داود (1141)۔

٥٠٧۔ البخاري في: 13 كتاب العيدين: 7 باب المشي والركوب إلى العيد... (959) مسلم (886)۔

٥٠٨۔ البخاري في: 13 كتاب العيدين: 7 باب المشي والركوب إلى العيد...۔

① [مسلم (878) كتاب الجمعة]

② [حسن: صحيح ابو داود (1020) ابو داود (1151)]

③ [مسلم (887) كتاب صلاة العيدين]

٥٠٩۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرَ ' يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

٥١٠۔ حديث اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى ' فَاَوَّلُ شَیْ ءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلَاةُ ' ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ ' وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ ' فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَاْمُرُهُمْ ' فَاِنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَقْطَعَ بَعْثًا ' قَطَعَهُ ' اَوْ يَاْمُرَ بِشَیْ ءٍ اَمَرَ بِهِ ' ثُمَّ يَنْصَرِفُ ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (مدینہ کے باہر) عید گاہ تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے۔ تمام لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے ،آپ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے، اچھی باتوں کا حکم دیتے۔ اگر جہاد کے لیے کہیں لشکر بھیجنے کا ارادہ ہوتا تو اس کو الگ کرتے، کسی اور بات کا حکم دینا ہوتا تو وہ حکم دیتے۔ اس کے بعد شہر کو واپس تشریف لاتے۔

قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ : فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ ' وَهُوَ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ ' فِی اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ ' فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى اِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ ' فَاِذَا مَرْوَانُ يُرِيْدُ اَنْ يَرْتَقِيَهُ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّیَ ' فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ ' فَجَبَذَنِی ' فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلَاةِ ' فَقُلْتُ لَهُ : غَيَّرْتُمْ وَاللّٰهِ ! فَقَالَ : اَبَا سَعِيْدٍ ! قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ ' فَقُلْتُ : مَا اَعْلَمُ ' وَاللّٰهِ ! خَيْرٌ مِمَّا لَا اَعْلَمُ ' فَقَالَ : اِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَجْلِسُوْنَ لَنَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ برابر اسی سنت پر قائم رہے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں میں مروان' جو مدینہ کا حاکم تھا' کے ساتھ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز کے لیے نکلا۔ ہم جب عید گاہ پہنچے تو وہاں میں نے کثیر بن صلت کا بنا ہوا ایک منبر دیکھا۔ جاتے ہی مروان نے چاہا کہ اس پر نماز سے پہلے (خطبہ دینے کے لیے) چڑھے۔ اس لیے میں نے اس کا دامن پکڑ کر کھینچا لیکن وہ جھٹک کر اوپر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ دیا میں نے اس سے کہا کہ واللہ تم نے (نبی ﷺ کی سنت کو) بدل دیا۔ مروان نے کہا کہ اے ابوسعید! اب وہ زمانہ گزر گیا جس کو تم جانتے ہو۔ ابوسعید نے کہا کہ بخدا میں جس زمانہ کو جانتا ہوں اس زمانے سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا۔ مروان نے کہا کہ ہمارے دور میں لوگ نماز کے بعد نہیں بیٹھتے اس لیے میں نے نماز سے پہلے خطبہ دے دیا۔

---

٥٠٩۔ البخاری فی: 13 كتاب العيدين: 8 باب الخطبة بعد العيد (957) مسلم (888) ترمذی (531) نسائی (1563)۔

٥١٠۔ البخاری فی: 13 كتاب العيدين: 6 باب الخروج إلى المصلی بغير منبر ، مسلم (889) عبد الرزاق (5634)۔

**فهو الحديث** معلوم ہوا کہ نماز عید سے پہلے خطبہ دے کر سنت کی مخالفت کرنے والا پہلا شخص مروان (اُموی خلیفہ) تھا۔

## (1) باب ذكر اباحة خروج النساء في العيدين الى المصلى وشهود الخطبة مفارقات للرجال

## عورتیں نماز عید کے لیے عیدگاہ جا سکتی ہیں لیکن مردوں سے الگ بیٹھ کر امام کا خطبہ سنیں

٥١١ - حديث أُمِّ عَطِيَّةَ ، قَالَتْ : أُمِرْنَا أَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ ، يَوْمَ الْعِيدَيْنِ ، وَذَوَاتِ الْخُدُورِ ، فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَدَعْوَتَهُمْ ، وَيَعْتَزِلَ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ - قَالَتِ امْرَأَةٌ : يَارَسُولَ اللّٰهِ ! إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ ، قَالَ: ((لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا )) -

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں حکم ہوا کہ ہم عیدین کے دن حائضہ اور پردہ نشین عورتوں کو بھی باہر لے جائیں۔ تاکہ وہ مسلمانوں کے اجتماع اور ان کی دعاؤں میں شریک ہوسکیں۔ البتہ حائضہ عورتوں کو نماز پڑھنے کی جگہ سے دور رکھیں۔ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! ہم میں بعض عورتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے پاس (پردہ کرنے کے لیے) چادر نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی ساتھی عورت اپنی چادر کا ایک حصہ اسے اڑھا دے۔

**لغوی توضیح** ذَوَاتِ الْخُدُورِ پردہ نشین۔ خدور جمع ہے خدر کی، مراد وہ پردہ ہے جو گھر کے ایک کونے میں لگا دیا جاتا اور کنواری لڑکی اس کے پیچھے بیٹھتی تھی۔ جِلْبَاب بڑی چادر جو سارے جسم کو ڈھانپ لے۔ معلوم ہوا کہ خواتین کے لیے بھی نماز عید کے لیے نکلنا ضروری ہے خواہ وہ حائضہ ہی ہوں، البتہ حیض والی عورتیں خطبہ سنیں گی نماز ادا نہیں کریں گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز عید کسی کھلے میدان میں ادا کرنا مستحب ہے۔

## (4) باب الرخصة في اللعب الذي لامعصية فيه في ايام العيد

## عید کے دن ایسے کھیل جن میں گناہ کی کوئی بات نہ ہو کھیلنے کی اجازت ہے

٥١٢ - حديث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : دَخَلَ أَبُو بَكْرٍ ، وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ ، تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ - قَالَتْ : وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ - فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ : أَمَزَامِيرُ الشَّيْطَانِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ؟ وَذٰلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ (( يَا أَبَابَكْرٍ ! إِنَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں وہ اشعار گا رہی تھیں جو انصار نے بعاث کی جنگ کے موقع پر کہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ گانے والیاں نہیں تھیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر میں شیطانی باجے؟ اور یہ عید کا دن تھا۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے ابو بکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج یہ ہماری عید ہے۔

---

٥١١- البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 2 باب وجوب الصلاة في الثياب (324) مسلم (890) ترمذی (540)۔

٥١٢- البخاري في: 13 كتاب العيدين: 3 باب سنة العيدين لاهل الإسلام (454) مسلم (892) ابن ماجه (1897)۔

لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا ))۔

**لغوی توضیح** جَوَارِی جمع ہے جَارِيَة کی، معنی ہے بچیاں، لڑکیاں۔ تُغَنِّيَان گا رہی تھیں، یعنی ترنم کے ساتھ اشعار پڑھ رہی تھیں۔ معلوم ہوا کہ عید کے موقع پر ایسے اشعار ترنم کے ساتھ پڑھنا جائز ہے جن میں فحاشی وبیہودگی کا عنصر نہ ہو۔ آمَزَامِيْرُ الشَّيْطَان کیا شیطان کے باجے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ اس لیے کہا کہ انہوں نے اسے لہو ولعب اور ذکر الٰہی سے غافل کرنے والی چیز شمار کیا۔ لیکن بعد میں نبی ﷺ کے سمجھانے سے وہ سمجھ گئے کہ عید جیسے خوشی کے موقع پر اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

٥١٣۔ حديث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ ' فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ ' وَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ ' فَانْتَهَرَنِي ' وَقَالَ : مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: (( دَعْهُمَا )) فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا ۔ وَكَانَ يَوْمَ عِيْدٍ يَلْعَبُ فِيْهِ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ ' فَإِمَّا سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَإِمَّا قَالَ : (( تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ؟ )) فَقُلْتُ نَعَمْ! فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ ' خَدِّي عَلَى خَدِّهِ ' وَهُوَ يَقُوْلُ : (( دُوْنَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ )) حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ: (( حَسْبُكِ؟ )) قُلْتُ : نَعَمْ ! قَالَ : (( فَاذْهَبِي ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک دن نبی ﷺ میرے گھر میں تشریف لائے اس وقت میرے پاس (انصار کی) دو لڑکیاں جنگِ بعاث کے قصوں کی نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ آپ بستر پر لیٹ گئے اور اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھے ڈانٹا اور فرمایا کہ یہ شیطانی باجا نبی ﷺ کی موجودگی میں؟ آخر نبی ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جانے دو خاموش رہو۔ پھر جب ابوبکر دوسرے کام میں لگ گئے تو میں نے انہیں اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں اور یہ عید کا دن تھا۔ حبشہ کے کچھ لوگ ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے۔ اب یا خود میں نے کہا یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا کھیل دیکھوگی؟ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا اور آپ فرما رہے تھے کھیلو کھیلو اے بنی ارفدہ! (یہ حبشہ کے لوگوں کا لقب تھا) پھر جب میں تھک گئی تو آپ نے فرمایا "بس!" میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ۔

**لغوی توضیح** الدَّرَق جمع ہے درقۃ کی، معنی ہے چمڑے کی ڈھال جس میں لکڑی نہ ہو۔ الْحِرَاب جمع ہے حربۃ کی، معنی ہے چھوٹا نیزہ۔ معلوم ہوا کہ عید کے موقع پر جنگی کھیل کھیلنا جائز ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت شہوت کی نظر کے بغیر حسب ضرورت غیر مردوں کو دیکھ سکتی ہے۔

٥١٤۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حبشہ کے کچھ لوگ نبی ﷺ کے

٥١٣۔ البخاری فی: 13 كتاب العيدين: 2 باب الحراب والدرق يوم العيد ۔

٥١٤۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد والسير: 79 باب اللهو بالحراب ونحوها (2901) مسلم (893) بغوی (1112)۔

بَيْنَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ بِحِرَابِهِمْ، دَخَلَ عُمَرُ فَأَهْوَى إِلَى الْحَصَى فَحَصَبَهُمْ بِهَا، فَقَالَ: (( دَعْهُمْ يَا عُمَرُ! ))۔

سامنے حراب (چھوٹے نیزے) کا کھیل دکھا رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے اور کنکریاں اٹھا کر انہیں ان سے مارا۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا عمر! انہیں کھیل دکھانے دو۔

# [9] كتاب صلاة الاستسقاء
# نماز استسقاء کے مسائل

۵۱۵۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقَى فَقَلَبَ رِدَاءَهُ۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے دعائے استسقاء کی تو اپنی چادر کو بھی الٹا۔

**لغوی توضیح** صَلَاةُ الْاِسْتِسْقَاء مراد وہ نماز ہے جو قحط سالی کے وقت مخصوص انداز میں اللہ تعالیٰ سے بارانِ رحمت طلب کرنے کے لیے ادا کی جاتی ہے۔ اس کے لیے انتہائی عاجزی وانکساری کی حالت میں نکلا جاتا ہے اور یہ باہر کھلے میدان میں ادا کی جاتی ہے۔ اس کی دو رکعتیں ہیں۔ اس میں خطبہ بھی مشروع ہے جو امام نماز سے پہلے یا بعد میں دے سکتا ہے۔ اس میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جاتی ہے اور آسمان کی جانب الٹے ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ نیز اس میں نہ اذان ثابت ہے اور نہ ہی اقامت۔ فَقَلَّبَ رِدَاءَهُ اپنی چادر کو پلٹا (تاکہ اسی طرح قحط سالی کی حالت بھی بدل جائے)۔

## (1) باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء
## بارش کی دعا مانگتے وقت ہاتھ اٹھانا

۵۱۶۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ وَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ دعائے استسقاء کے سوا اور کسی دعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے اور استسقاء میں ہاتھ اتنا اٹھاتے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آ جاتی۔

## (2) باب الدعاء في الاستسقاء
## بارش کے لیے دعا کرنا

۵۱۷۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کے زمانے میں قحط پڑا۔ آپ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کہا یا رسول اللہ! جانور مر گئے اور اہل وعیال دانوں کو ترس گئے۔ آپ ہمارے لیے اللہ

---

۵۱۵۔ البخاري في: 15 كتاب الاستسقاء: 4 باب تحويل الرداء في الاستسقاء (1005) مسلم (894)۔

۵۱۶۔ البخاري في: 15 كتاب الاستسقاء: 22 باب رفع الإمام يده في الاستسقاء (1031) مسلم (896)۔

۵۱۷۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 35 باب الاستسقاء في الخطبة يوم الجمعة (932) مسلم (897) بغوى (1166)۔

' قَامَ اَعْرَابِیٌّ ' فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! هَلَكَ الْمَالُ ' وَجَاعَ الْعِيَالُ ' فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا ' فَرَفَعَ يَدَيْهِ ' وَمَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ قَزْعَةً ' فَوَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَ السَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ۔ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهِ ﷺ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ ' وَمِنَ الْغَدِ ' وَبَعْدَ الْغَدِ ' وَالَّذِي يَلِيْهِ ' حَتّٰى الْجُمُعَةَ الْاُخْرٰى ۔ فَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِیُّ ' اَوْقَالَ غَيْرُهُ ' فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ ' فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا ۔ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ' فَقَالَ: (( اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا )) فَمَا يُشِيْرُ بِيَدِهِ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِي قَنَاةُ شَهْرًا ' وَلَمْ يَجِي اَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ ۔

سے دعا فرمائیں۔آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے ، اس وقت بادل کا ایک ٹکڑا بھی آسمان پر نظر نہیں آ رہا تھا۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!ابھی آپ نے ہاتھوں کو نیچے بھی نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی طرح گھٹا اُمڈ آئی اور آپ ابھی منبر سے اترے بھی نہیں تھے، میں نے دیکھا کہ بارش کا پانی آپ کے ریش مبارک سے ٹپک رہا تھا۔اس دن،اس کے بعد اور متواتر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی (دوسرے جمعہ کو) یہی دیہاتی پھر کھڑا ہوایا کہ کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ! عمارتیں منہدم ہو گئیں اور جانور ڈوب گئے۔آپ ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجیے۔آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ اے اللہ!اب دوسری طرف بارش برسا اور ہم سے روک دے۔آپ ہاتھ سے بادل کے لیے جس طرف بھی اشارہ کرتے ادھر مطلع صاف ہو جاتا۔سارا مدینہ تالاب کی طرح بن گیا تھا اور قناۃ کا نالہ مہینہ بھر بہتا رہا اور اردگرد سے آنے والے بھی اپنے یہاں بھرپور بارش کی خبر دیتے۔

**لغوی توضیح** سَنَة قحط۔هَلَكَ الْمَال مال یعنی مویشی ہلاک ہو گئے، کیونکہ انہیں بارش نہ ہونے کی وجہ سے چارہ نہیں مل رہا۔ جَاعَ الْعِيَال اہل وعیال بھوکے ہو گئے، کیونکہ قحط کی وجہ سے انہیں خوراک نہیں مل رہی۔قَزْعَة بادل کا ٹکڑا۔ثَارَ السَّحَابُ بادل پھیل گئے ،بکھر گئے۔يَتَحَادَرُ (قطرے) گرنے لگے۔تَهَدَّمَ گر گئیں۔ البِنَاءُ عمارتیں۔ غَرِقَ ڈوب گئے۔الْمَالُ مویشی۔حَوَالَيْنَا ہمارے اردگرد۔انْفَرَجَتْ کھل جاتا،مطلع صاف ہو جاتا۔الْجَوْبَة تالاب۔الْجَوْد بہت زیادہ بارش۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگرچہ دورانِ خطبہ گفتگو منع ہے لیکن بوقتِ ضرورت امام سے گفتگو کی جا سکتی ہے اور امام سے بارش کی دعا کا مطالبہ بھی کیا جا سکتا ہے اور امام بھی اس دوران دعا مانگ سکتا ہے۔بارش طلب کرنے کی دعا یہ ہے

۵۱۸۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 5 باب ما جاء في قوله "وهو الذي ارسل الرياح ..." (3206) مسلم (899)۔

اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا ، اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا ، اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا ۔[1] ایک دوسری دعا یہ ہے اَللّٰهُم اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا مُرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ ۔[2]

## (3) باب التعوذ عند رؤية الريح والغيم والفرح بالمطر

## بادل اور آندھی دیکھ کر اللہ کی پناہ مانگنا اور بارش پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے

۵۱۸۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا رَأَى مَخِيلَةً فِي السَّمَاءِ أَقْبَلَ وَأَدْبَرَ ' وَدَخَلَ وَخَرَجَ ' وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ۔ فَإِذَا أَمْطَرَتِ السَّمَاءُ سُرِّيَ عَنْهُ ' فَعَرَّفَتْهُ عَائِشَةُ ذٰلِكَ ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَا أَدْرِي ' لَعَلَّهُ كَمَا قَالَ قَوْمٌ ﴿فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ﴾ الآية ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ ابر کا کوئی ایسا ٹکڑا دیکھتے جس سے بارش کی امید ہوتی تو آپ کبھی آگے آتے، کبھی پیچھے جاتے، کبھی گھر کے اندر تشریف لاتے، کبھی باہر آجاتے اور چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا۔ لیکن جب بارش ہونے لگتی تو پھر یہ کیفیت باقی نہ رہتی۔ ایک مرتبہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ممکن ہے یہ بادل بھی ویسا ہی ہو جس کے بارے میں قومِ عاد نے کہا تھا ''جب انہوں نے بادل کو اپنی وادیوں کی طرف آتے دیکھا تو کہنے لگے یہ ابر ہم پر برسنے والا ہے۔ (نہیں) بلکہ دراصل یہ ابر وہ چیز ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے۔ ہوا ہے جس میں درد ناک عذاب ہے''۔ [الأحقاف:۲۴]

## (4) باب في ريح الصبا بالدبور

## مشرقی ہوا اور مغربی آندھی کا بیان

۵۱۹۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه ' أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ)) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مشرقی ہوا کے ذریعہ مجھے مدد پہنچائی گئی اور قومِ عاد مغربی ہوا کے ذریعہ ہلاک کر دی گئی۔

**لغوی توضیح** الصَّبَا وہ ہوا جو مشرق سے آئے۔ دَبُور وہ ہوا جو مغرب سے آئے۔

---

۵۱۸۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 5 باب ما جاء في قوله "وهو الذي ارسل الرياح ..." (3206) مسلم (899) ۔

۵۱۹۔ البخاري في: 15 كتاب الاستسقاء: 26 باب قول النبي ﷺ نصرت بالصبا (1035) مسلم (900) ۔

# [15] كتاب صلاة الكسوف
# نماز کسوف کے مسائل

## (1) باب صلاة الكسوف

## نمازِ کسوف کا بیان

٥٢٠۔ حديث عائشة ، قالت : خسفت الشمس في عهد رسول الله ﷺ ، فصلى رسول الله ﷺ بالناس ، فقام فأطال القيام ، ثم ركع فأطال الركوع ، ثم قام فأطال القيام ، وهو دون القيام الأول ، ثم ركع فأطال الركوع وهو دون الركوع الأول ، ثم سجد فأطال السجود ، ثم فعل في الركعة الثانية مثل ما فعل في الأولى ، ثم انصرف وقد انجلت الشمس ، فخطب الناس ، فحمد الله وأثنى عليه ، ثم قال : (( إن الشمس والقمر آيتان من آيات الله ، لا ينخسفان لموت أحد ولا لحياته ، فإذا رأيتم ذلك فادعوا الله وكبروا وصلوا وتصدقوا )) ثم قال : (( يا أمة محمد ! ما من أحد أغير من الله أن يزني عبده أو تزني أمته ، يا أمة محمد ! والله ! لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پہلے آپ کھڑے ہوئے تو بڑی دیر تک کھڑے رہے، قیام کے بعد رکوع کیا اور رکوع میں بہت دیر تک رہے۔ پھر رکوع سے اٹھنے کے بعد دیر تک دوبارہ کھڑے رہے لیکن آپ کے پہلے قیام سے کچھ کم۔ پھر رکوع کیا تو بڑی دیر تک رکوع میں رہے، لیکن پہلے سے مختصر۔ پھر سجدہ میں گئے اور دیر تک سجدہ کی حالت میں رہے۔ دوسری رکعت میں بھی آپ نے اسی طرح کیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو گرہن کھل چکا تھا۔ اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں اور کسی کی موت وحیات سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔ جب تم گرہن لگا ہوا دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، تکبیر کہو اور نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔ پھر آپ نے فرمایا اے امتِ محمد کے لوگو! دیکھو اس بات پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت اور کسی کو نہیں آتی کہ اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کرے، اے امتِ محمد واللہ! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

**لغوی توضیح** صَلَاةُ الْكُسُوف نماز کسوف سے مراد وہ نماز ہے جو سورج یا چاند گرہن کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ خسوف بھی کسوف کے معنی میں ہی ہے، تاہم بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ کسوف سورج گرہن کے لیے اور خسوف چاند گرہن کے

٥٢٠۔ البخاري في: 16 كتاب الكسوف: 2 باب الصدقة في الكسوف (1044) مسلم (901) ترمذي (561)۔

لیے استعمال کرنا زیادہ بہتر ہے۔ خَسَفَتِ الشَّمْسُ سورج کو گرہن ہو گیا۔ انْجَلَتِ الشَّمْسُ سورج صاف ہو گیا، اس کی روشنی لوٹ آئی۔ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ یعنی آتش جہنم، عذاب الٰہی اور احوالِ قیامت وغیرہ کے متعلق جو مجھے علم ہے اگر تمہیں علم ہو جائے تو تم ہنسنا کم اور رونا زیادہ شروع کر دو۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ احادیث میں نماز کسوف کا ثبوت ہے۔ یہ نماز دو رکعت ہے اور ہر رکعت میں دو رکوع ہیں۔ اس کی ہر رکعت میں پہلے رکوع کے بعد بھی قرائت کی جاتی ہے۔ اس کے بعد خطبہ بھی مسنون ہے جیسا کہ اسی روایت میں خطبہ کے لفظ موجود ہیں۔ نیز اس نماز کے لیے نہ تو اذان ثابت ہے اور نہ ہی اقامت۔

۵۲۱۔ **حديث** عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَتْ : خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ ' فَخَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ ' فَصَفَّ النَّاسُ وَرَاءَهُ ' فَكَبَّرَ ' فَاقْتَرَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً ' ثُمَّ كَبَّرَ ' فَرَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلًا ' ثُمَّ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ ' وَقَرَاَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً ' هِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ' ثُمَّ كَبَّرَ وَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ' وَهُوَ اَدْنٰى مِنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ' رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ سَجَدَ ' ثُمَّ قَالَ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ' فَاسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ ' وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَنْصَرِفَ ' ثُمَّ قَامَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ' ثُمَّ قَالَ: ((هُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ ' فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلَاةِ))۔

رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی زندگی میں سورج گرہن لگا۔ اسی وقت آپ مسجد تشریف لے گئے۔ لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی۔ آپ نے تکبیر کہی اور بہت دیر قرآن مجید پڑھتے رہے، پھر تکبیر کہی اور بہت دیر لمبا رکوع کیا۔ پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر کھڑے ہو گئے اور سجدہ نہیں کیا (رکوع سے اٹھنے کے بعد) پھر بہت دیر تک قرآن مجید پڑھتے رہے لیکن پہلی قرائت سے کم، پھر تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے گئے اور دیر تک رکوع میں رہے، یہ رکوع بھی پہلے سے کم تھا۔ اب سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا ولك الحمد کہا، پھر سجدہ میں گئے۔ آپ نے دوسری رکعت میں بھی اسی طرح (ان دونوں رکعات میں) پورے چار رکوع اور چار سجدے کیے۔ نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی سورج صاف ہو چکا تھا۔ نماز کے بعد آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور پہلے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی۔ پھر فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی دو نشانیاں ہیں، ان میں گرہن کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں لگتا۔ لیکن جب تم گرہن دیکھا کرو تو فوراً نماز کی طرف لپکو۔

**لغوی توضیح** فَافْزَعُوْا اِلَى الصَّلَاةِ نماز کی طرف لپکو (اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے)۔

۵۲۱۔ البخاري في: 16 كتاب الكسوف: 4 باب خطبة الإمام في الكسوف ۔

٥٢٢۔ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَرَأَ سُورَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ اسْتَفْتَحَ بِسُورَةٍ أُخْرَى ثُمَّ رَكَعَ حَتَّى قَضَاهَا وَسَجَدَ، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ فِي الثَّانِيَةِ، ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى يُفْرَجَ عَنْكُمْ. لَقَدْ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُهُ، حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ آخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ، حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا، حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ، وَهُوَ الَّذِي سَيَّبَ السَّوَائِبَ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب سورج گرہن لگا تو نبی ﷺ (نماز کے لیے) کھڑے ہوئے۔ اور ایک لمبی سورۃ پڑھی۔ پھر رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا۔ پھر سر اٹھایا اس کے بعد دوسری سورۃ شروع کر دی پھر رکوع کیا اور رکوع پورا کر کے اس رکعت کو ختم کیا اور سجدے میں گئے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی آپ نے اسی طرح کیا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ اس لیے جب ان میں گرہن دیکھو تو نماز شروع کر دو جب تک کہ یہ صاف ہو جائے۔ اور دیکھو میں نے اپنی اسی جگہ سے ان تمام چیزوں کو دیکھ لیا ہے جن کا مجھ سے وعدہ ہے۔ یہاں تک کہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں جنت کا ایک خوشہ لینا چاہتا ہوں۔ ابھی تم لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ میں آگے بڑھنے لگا تھا۔ اور میں نے دوزخ بھی دیکھی (اس حالت میں کہ) بعض آگ بعض آگ کو کھائے جا رہی تھی۔ تم لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ جہنم کے اس ہولناک منظر کو دیکھ کر میں پیچھے ہٹ گیا تھا۔ میں نے جہنم کے اندر عمرو بن لحی کو دیکھا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے سانڈ کی رسم عرب میں جاری کی تھی۔

**لغوی توضیح** قِطْفًا خوشہ۔ يَحْطِمُ توڑتا ہے۔ سَيَّبَ تسييب سے ہے، معنی ہے معبود کے نام پر جانور کو آزاد چھوڑ دینا۔ السَّوَائِب جمع ہے سَائِبه کی، مراد وہ اونٹنی ہے جو پے در پے آٹھ مادہ بچے جنتی تو اسے بتوں کے لیے آزاد چھوڑ دیا جاتا۔

## (2) باب ذكر عذاب القبر في صلاة الخسوف

## نماز خسوف میں قبر کے عذاب کی یاد دہانی

٥٢٣۔ حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا، فَقَالَتْ لَهَا: أَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها، رَسُولَ اللهِ ﷺ، أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ؟

ایک یہودی عورت نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مانگنے کے لیے آئی اور اس نے دعا دی کہ اللہ آپ کو قبر کے عذاب سے بچائے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا لوگوں کو قبر میں عذاب بھی ہوگا؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی اس سے پناہ مانگتا ہوں۔

---

٥٢٢۔ البخاری فی: 21 كتاب العمل فی الصلاة: 11 باب إذا تفلتت الدابة فی الصلاة۔

٥٢٣۔ البخاری فی: 16 كتاب الكسوف: 7 باب التعوذ من عذاب القبر فی الكسوف (1049) مسلم (903)۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ )) ـ ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا ' فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ ' فَرَجَعَ ضُحًى ' فَمَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ ظَهْرَانِي الْحُجَرِ ' ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي ' وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ ' فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ' ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ' ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ' وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ' وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ' ثُمَّ قَامَ ' فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ' وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيْلًا ' وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ' وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ' وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ وَانْصَرَفَ ' فَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ ' ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ـ

پھر ایک مرتبہ صبح کو (کہیں جانے کے لیے) آپ سوار ہوئے، اس کے بعد سورج گرہن لگا۔ آپ دن چڑھے واپس ہوئے اور اپنی بیویوں کے حجروں سے گزرتے ہوئے (مسجد میں) نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کی اقتدا میں نیت باندھ لی۔ آپ ﷺ نے بہت ہی لمبا قیام کیا، پھر رکوع بھی بہت طویل کیا۔ اس کے بعد کھڑے ہوئے اور اب کی دفعہ قیام پھر لمبا کیا لیکن پہلے سے کچھ کم، پھر رکوع کیا اور اس دفعہ بھی دیر تک رکوع میں رہے لیکن پہلے رکوع سے پھر کم۔ پھر رکوع سے سر اٹھایا اور سجدہ میں گئے۔ اب آپ پھر دوبارہ کھڑے ہوئے اور بہت دیر تک قیام کیا لیکن پہلے قیام سے کچھ کم۔ پھر ایک لمبا رکوع کیا لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم، پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قیام میں اب کی دفعہ بھی بہت دیر تک رہے لیکن پہلے سے کم وقت تک (چوتھی مرتبہ) پھر رکوع کیا اور بہت دیر تک رکوع میں رہے لیکن پہلے سے مختصر، رکوع سے سر اٹھایا تو سجدہ میں چلے گئے۔ آخر آپ نے اس طرح نماز پوری کر لی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو چاہا آپ نے فرمایا۔ اسی خطبہ میں آپ نے لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں۔

**لغوی توضیح** عَائِذًا بِاللّٰهِ میں اللہ کی پناہ پکڑتا ہوں۔ بَيْنَ ظَهْرَانِي الْحُجَرِ حجروں کے درمیان۔

## (3) باب ما عرض على النبي ﷺ في صلاة الكسوف من امر الجنة والنار

## نماز کسوف میں نبی ﷺ پر جنت اور دوزخ کے بعض حالات کا منکشف کیا جانا

٥٢٤ ـ حديث اَسْمَاءَ رضي الله عنها ' قَالَتْ : اَتَيْتُ عَائِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّي ' فَقُلْتُ مَا شَاْنُ النَّاسِ ؟ فَاَشَارَتْ اِلَى السَّمَاءِ ' فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ ' فَقَالَتْ ' سُبْحَانَ اللّٰهِ !

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی، وہ نماز پڑھ رہی تھیں، میں نے کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنی سورج کو گہن لگا ہے) اتنے میں لوگ (نماز کے لیے) کھڑے ہو گئے۔ حضرت عائشہ نے

---

٥٢٤ـ البخاري في: 3 كتاب العلم: 24 باب من اجاب الفتيا باشارة اليد والراس (86) مسلم (905) ابن حبان (3114)۔

قُلْتُ : آيَةٌ؟ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَيْ نَعَمْ ! فَقُمْتُ حَتَّى تَجَلَّانِي الْغَشْيُ ' فَجَعَلْتُ اَصُبُّ عَلَى رَاْسِي الْمَاءَ ' فَحَمِدَاللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ النَّبِيُّ ﷺ وَاَثْنَى عَلَيْهِ ' ثُمَّ قَالَ: "مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ اَكُنْ اُرِيْتُهُ اِلَّا رَاَيْتُهُ فِي مَقَامِي' حَتَّى الْجَنَّةُ وَالنَّارُ ' فَاُوحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي قُبُوْرِكُمْ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبَ(قَالَ الرَّاوِي : لَا اَدْرِي اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ ) مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ' يُقَالُ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَاالرَّجُلِ ؟ فَاَمَّاالْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ ( لَا اَدْرِيْ بِاَيِّهِمَا قَالَتْ اَسْمَاءُ) فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ' جَاءَ نَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى ' فَاَجَبْنَا وَاتَّبَعْنَا ' هُوَ مُحَمَّدٌ (ثَلَاثًا) ' فَيُقَالُ : نَمْ صَالِحًا ' قَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهِ ' وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ ( لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ) فَيَقُوْلُ : لَا اَدْرِيْ ' سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ ))۔

کہا، اللہ پاک ہے۔ میں نے کہا (کیا یہ گہن) کوئی (خاص) نشانی ہے؟ انہوں نے سر سے اشارہ کیا یعنی ہاں! پھر میں (بھی نماز کے لئے) کھڑی ہوگئی حتی کہ (طوالت کی وجہ سے) مجھے غش آنے لگا' تو میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پھر (نماز کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کی صفت بیان فرمائی، پھر فرمایا، جو چیز مجھے پہلے دکھلائی نہیں گئی تھی آج وہ اس جگہ میں نے دیکھ لی، یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا۔ اور مجھ پر یہ وحی کی گئی کہ تم اپنی قبروں میں فتنۂ دجال کی طرح یا اس جیسے کسی اور فتنہ سے آزمائے جاؤ گے، (مثل یا قرب کا کون سا لفظ حضرت اسماء نے فرمایا، راوی کا کہنا ہے کہ میں نہیں جانتی) کہا جائے گا (قبر کے اندر کہ) تم اس آدمی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ تو جو صاحبِ ایمان یا صاحبِ یقین ہوگا، (کون سا لفظ فرمایا حضرت اسما نے کہا، مجھے یاد نہیں) وہ کہے گا وہ محمد اللہ کے رسول ہیں، جو ہمارے پاس اللہ کی ہدایت اور دلیلیں لے کر آئے تو ہم نے ان کو قبول کر لیا اور ان کی پیروی کی وہ محمد ﷺ ہیں۔ تین بار (اسی طرح کہے گا) پھر (اس سے) کہہ دیا جائے گا کہ آرام سے سو جا۔ بے شک ہم نے جان لیا کہ تو محمد ﷺ پر یقین رکھتا تھا۔ اور بہر حال منافق یا شکی آدمی، (میں نہیں جانتی کہ ان میں سے کون سا لفظ حضرت اسماء نے کہا) تو وہ (منافق یا شکی) کہے گا کہ جو لوگوں کو میں نے کہتے سنا میں نے (بھی) وہی کہہ دیا۔ (باقی میں کچھ نہیں جانتا)۔

**لغوی توضیح** معلوم ہوا کہ قبر کا فتنہ دجال کے فتنہ کی طرح سخت ہے، اسی لیے نبی ﷺ نے نماز کسوف کے خطبہ میں لوگوں کو اس سے ڈرایا اور آپ خود بھی ہر نماز میں اس سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

۵۲۵۔ **حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ** رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگا تو آپ نے نماز پڑھی تھی۔ آپ نے اتنا لمبا

۵۲۵۔ البخاری فی: 16 کتاب الکسوف: 9 باب صلاة الکسوف فی جماعة (29) مسلم (907) دارمی (1528)۔

اللّٰہِ ﷺ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا نَحْوًا مِنْ قِرَاءَۃِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ، ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا، وَھُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا وَھُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا، وَھُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا، وَھُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِیَامًا طَوِیْلًا، وَھُوَ دُوْنَ الْقِیَامِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ رَکَعَ رُکُوْعًا طَوِیْلًا، وَھُوَ دُوْنَ الرُّکُوْعِ الْاَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ ﷺ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آیَتَانِ مِنْ آیَاتِ اللّٰہِ، لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَیَاتِہٖ، فَاِذَا رَاَیْتُمْ ذٰلِکَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ، قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! رَاَیْنَاکَ تَنَاوَلْتَ شَیْئًا فِیْ مَقَامِکَ، ثُمَّ رَاَیْنَاکَ کَعْکَعْتَ، فَقَالَ ﷺ: ((اِنِّیْ رَاَیْتُ الْجَنَّۃَ فَتَنَاوَلْتُ عُنْقُوْدًا، وَلَوْ اَصَبْتُہٗ لَاَکَلْتُمْ مِنْہُ مَا بَقِیَتِ الدُّنْیَا، وَاُرِیْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا کَالْیَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ، وَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَھْلِھَا النِّسَاءَ)) قَالُوْا: بِمَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! قَالَ: ((بِکُفْرِھِنَّ)) قِیْلَ: یَکْفُرْنَ بِاللّٰہِ؟ قَالَ: ((یَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ وَیَکْفُرْنَ الْاِحْسَانَ، لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰی اِحْدَاھُنَّ الدَّھْرَ کُلَّہٗ، ثُمَّ رَاَتْ مِنْکَ شَیْئًا، قَالَتْ: مَا رَاَیْتُ مِنْکَ خَیْرًا قَطُّ))۔

قیام کیا کہ اتنی دیر میں سورۂ بقرہ پڑھی جا سکتی ہے، پھر رکوع بھی بہت طویل کیا۔ اس کے بعد کھڑے ہوئے اور اب کی دفعہ قیام پھر لمبا کیا لیکن پہلے سے کچھ کم۔ پھر آپ نے رکوع بھی لمبا کیا جو پہلے رکوع سے کچھ کم تھا پھر آپ سجدہ میں گئے، سجدہ سے اٹھ کر پھر لمبا قیام کیا لیکن پہلے قیام کے مقابلہ میں کم لمبا تھا، پھر ایک لمبا رکوع کیا یہ رکوع بھی پہلے رکوع کے مقابلہ میں کم تھا۔ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد پھر آپ بہت دیر تک کھڑے رہے اور یہ قیام بھی پہلے سے مختصر تھا۔ پھر (چوتھا) رکوع کیا، یہ بھی بہت لمبا تھا لیکن پہلے سے کچھ کم۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اور کسی کی موت و زندگی کی وجہ سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔ اس لیے جب تم کو معلوم ہو کہ گرہن لگ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ (نماز میں) اپنی جگہ سے کچھ آگے بڑھے اور پھر اس کے بعد پیچھے ہٹ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت دیکھی اور اس کا ایک خوشہ توڑنا چاہا تھا اگر میں اسے توڑ سکتا تو تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے اور مجھے جہنم بھی دکھائی گئی۔ میں نے اس سے زیادہ بھیانک منظر کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا اس میں عورتیں زیادہ ہیں۔ کسی نے پوچھا یارسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنی ناشکری کی وجہ سے۔ پوچھا گیا، کیا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ شوہر کی اور احسان کا انکار کرتی ہیں۔ زندگی بھر تم کسی عورت کے ساتھ حسن سلوک کرو لیکن کبھی اگر کوئی خلاف مزاج بات آ گئی تو فوراً یہی کہے گی کہ میں نے تم سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

لغوی توضیح كَعْكَعْتَ آپ پیچھے ہٹے۔ عُنْقُوْدًا خوشہ۔ اَفْظَع ہولناک۔ بِكُفْرِهِنَّ اپنی ناشکری کی وجہ سے، یعنی عورتیں شوہروں کی ناشکری کی وجہ سے بکثرت جہنم میں جائیں گی، لہٰذا انہیں چاہیے کہ ناشکری سے بچیں۔

## (5) باب ذكر النداء بصلاة الكسوف' الصلاة جامعة

## کسوف کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے لیے بلانے کا ذکر

٥٢٦۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، نُوْدِيَ: اِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ، فَرَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ، ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ، ثُمَّ جَلَسَ، ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ۔ قَالَ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ: مَا سَجَدْتُ سُجُوْدًا قَطُّ كَانَ اَطْوَلَ مِنْهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگا تو اعلان ہوا کہ نماز ہونے والی ہے (اس نماز میں) نبی ﷺ نے ایک رکعت میں دو رکوع کیے اور پھر دوسری رکعت میں بھی دو رکوع کیے۔ اس کے بعد آپ بیٹھے رہے (قعدہ میں) یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اس سے زیادہ لمبا سجدہ اور کبھی نہیں کیا۔

لغوی توضیح اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ نماز ہونے والی ہے جمع ہو جاؤ، اس سے معلوم ہوا کہ نماز کسوف با جماعت ادا کرنا مسنون ہے۔ واضح رہے کہ نماز کسوف کی جماعت میں قرائت جہری ہوگی جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے۔[1]

٥٢٧۔ حديث اَبِي مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا ))۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، سورج اور چاند گرہن کسی شخص کی موت سے نہیں لگتا۔ یہ دونوں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اس لیے اسے دیکھتے ہی کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔

٥٢٨۔ حديث اَبِي مُوْسَى رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَزِعًا،

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ سورج گرہن ہوا تو نبی ﷺ بہت گھبرا کر اٹھے۔ اس ڈر سے کہ کہیں قیامت نہ

٥٢٦۔ البخاري في: 16 كتاب الكسوف: 8 باب طول السجود في الكسوف (1045) مسلم (910) نسائي (1478)۔
٥٢٧۔ البخاري في: 16 كتاب الكسوف: 1 باب الصلاة في كسوف الشمس (1041) مسلم (911) نسائي (1461)۔
٥٢٨۔ البخاري في: 16 كتاب الكسوف: 14 باب الذكر في الكسوف (1059) مسلم (912) نسائي (1502)۔

[1] [بخاري: كتاب الكسوف (1065)]

يَخْشَى اَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ، فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى بِاَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ رَاَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ، وَقَالَ: (( هٰذِهِ الآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ اللّٰهُ، لَاتَكُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنْ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِ عِبَادَهُ، فَاِذَا رَاَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ ـ

قائم ہو جائے۔ آپ نے مسجد میں آ کر بہت ہی لمبے قیام، لمبے رکوع اور لمبے سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے کبھی آپ کو اس طرح نہیں دیکھا تھا۔ آپ نے نماز کے بعد فرمایا کہ یہ نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں آتیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اس لیے جب تم اس طرح کی کوئی چیز دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دعاء واستغفار کی طرف لپکو۔

**لغوی توضیح:** فَافْزَعُوْا اِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَائِهِ وَاسْتِغْفَارِهِ اللہ کے ذکر اور دعاء واستغفار کی طرف لپکو۔ معلوم ہوا کہ جب سورج یا چاند کو گرہن لگے تو نماز کسوف کے ساتھ دعائیں مانگنی چاہییں اور توبہ واستغفار بھی کرنا چاہیے۔

۵۲۹۔ **حديث** ابْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (( اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ، وَلٰكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَصَلُّوْا ))۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، سورج اور چاند میں گرہن کسی کی موت وزندگی سے نہیں لگتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اس لیے جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو۔

۵۳۰۔ **حديث** الْمُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ، فَقَالَ النَّاسُ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَايَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهِ، فَاِذَا رَاَيْتُمْ فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ ))۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن اس دن لگا جس دن آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ گرہن حضرت ابراہیم کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گرہن کسی کی موت وحیات سے نہیں لگتا۔ البتہ تم جب اسے دیکھو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو۔

---

۵۲۹۔ البخاری فی: 16 كتاب الكسوف: 1 باب الصلاة فی كسوف الشمس (1042) مسلم (914) ابن حبان (2828)۔

۵۳۰۔ البخاری فی: 16 كتاب صلاة الكسوف: 1 باب الصلاة فی كسوف الشمس (1043) مسلم (915)۔

## (6) باب البكاء على الميت

٥٣١ - حديث أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه قَالَ: اَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِيِّ ﷺ اِلَيْهِ، اِنَّ ابْنًا لِي قُبِضَ فَأْتِنَا، فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: (( اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهُ مَا اَعْطَى، وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِاَجَلٍ مُسَمًّى، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ )) فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ، تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَأْتِيَنَّهَا، فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَرِجَالٌ، فَرُفِعَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَتَقَعْقَعُ كَاَنَّهَا شَنٌّ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَاهٰذَا؟ فَقَالَ: (( هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوْبِ عِبَادِهِ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ )) ـ

## میت پر رونے کا بیان

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی ایک صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ کو اطلاع کرائی کہ میرا ایک لڑکا مرنے کے قریب ہے، اس لیے آپ تشریف لائیں۔ آپ نے انہیں سلام کہلوایا اور کہلوایا کہ اللہ تعالیٰ ہی کا سارا مال ہے، جو لے لیا وہ اسی کا تھا اور جو اس نے دیا وہ بھی اسی کا تھا۔ اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقتِ مقررہ پر ہی واقع ہوتی ہے۔ اس لیے صبر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھو۔ پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے قسم دے کر اپنے یہاں بلوا بھیجا۔ اب رسول اللہ ﷺ جانے کے لیے اٹھے۔ آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ بچے کو رسول ﷺ کے سامنے کیا گیا۔ جس کی جانکنی کا عالم تھا۔ جیسے پرانا مشکیزہ ہوتا ہے (اور پانی کے ٹکرانے کی اندر سے آواز آتی ہے۔ اسی طرح جانکنی کے وقت بچہ کے حلق سے آواز آ رہی تھی) یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ سعد رضی اللہ عنہ بول اٹھے کہ یارسول اللہ! یہ رونا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کی رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے (نیک) بندوں کے دلوں میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے ان رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔

**لغوی توضیح:** اَلْجَنَائِز جنازۃ کی جمع ہے جیم کے کسرہ کے ساتھ (جِنَازَۃ)، مراد میت ہے اور بعض نے جیم کے فتحہ کے ساتھ (جَنَازَۃ) بھی یہی مراد لیا ہے، یا کسرہ کے ساتھ میت اور فتحہ کے ساتھ وہ چارپائی مراد ہے جس پر میت ہو۔ تَتَقَعْقَعُ مضطرب

٥٣١ـ البخاري في: 32 كتاب الجنائز: 33 باب قول النبي ﷺ يعذب الميت ببعض... (1284) مسلم (923)ـ

و پریشان تھا، حرکت کر رہا تھا۔ شَنٌّ پرانا مشکیزہ۔ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ آپ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ معلوم ہوا کہ اگر میت پر رونے میں نوحہ کی آمیزش نہ ہو تو مجرد آنسو بہہ نکلنا قابل مؤاخذہ نہیں۔ آئندہ حدیث بھی اسی کا ثبوت ہے۔

۵۳۲۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ، مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنهم، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ، فَوَجَدَهُ فِي غَاشِيَةِ أَهْلِهِ، فَقَالَ: ((قَدْ قَضَى؟)) قَالُوا: لَا يَارَسُولَ اللّٰهِ! فَبَكَى النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا، فَقَالَ: ((أَلَا تَسْمَعُونَ، إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ، وَإِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کسی مرض میں مبتلا ہوئے۔ نبی ﷺ عیادت کے لیے عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کے یہاں تشریف لے گئے۔ جب آپ اندر گئے تو تیمارداروں کے ہجوم میں انہیں پایا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا وفات ہوگئی؟ لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! پھر آپ (ان کے مرض کی شدت کو دیکھ کر) رو پڑے۔ لوگوں نے جو حضور ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ سب بھی رونے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ سنو! اللہ تعالیٰ آنکھوں میں سے آنسو نکلنے پر عذاب نہیں کرے گا اور نہ دل کے غم پر۔ ہاں اس کا عذاب اس کی وجہ سے ہوتا ہے، آپ نے زبان کی طرف اشارہ کیا (اور اگر اس زبان سے اچھی بات نکلے تو) یہ اس کی رحمت کا بھی باعث بنتی ہے۔ اور میت کو اس کے گھر والوں کے نوحہ و ماتم کی وجہ سے بھی عذاب ہوتا ہے۔

## (8) باب في الصبر على المصيبة عند اول الصدمة

## صدمہ کے شروع میں صبر کرنا قابلِ اعتبار ہے

۵۳۳۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ: ((اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي)) قَالَتْ: إِلَيْكَ عَنِّي، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ، فَقِيلَ لَهَا: إِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِينَ، فَقَالَتْ: لَمْ أَعْرِفْكَ، فَقَالَ: إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کا گزر ایک عورت پر ہوا، جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ وہ بولی، دور ہٹو، یہ مصیبت تم پر پڑی ہوتی تو پتہ چلتا۔ وہ آپ ﷺ کو پہچان نہ سکی۔ پھر جب لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ نبی ﷺ تھے، تو وہ (گھبرا کر) آنحضرت ﷺ کے دروازہ پر پہنچی۔ وہاں اسے کوئی دربان نہ ملا۔ پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو پہچان نہ سکی تھی (معاف فرمائیے) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبر تو جب صدمہ شروع ہوا اس وقت کرنا چاہیے۔

۵۳۲۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 54 باب البكاء عند المريض (1304) مسلم (924) ابن حبان (3159)۔
۵۳۳۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 32 باب زيارة القبور (1252) مسلم (926) ترمذی (988) ابوداود (3124)۔

**لغوی توضیح** بَوَّابِينَ دربان، جس کی دروازے پر ڈیوٹی ہوتی ہے۔ الصَّدْمَةِ الْأُولَى پہلا صدمہ، یعنی جب مصیبت پہنچے۔ اگر انسان اسی وقت صبر کا مظاہرہ کرے تو پھر اسے اجر وثواب ملے گا ورنہ دن گزرنے کے ساتھ تو انسان بھول ہی جاتا ہے۔ اس لیے جب بھی کوئی مصیبت پہنچے یا کسی کی وفات کی خبر آئے تو فوراً صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے زبان سے صرف یہ کلمات ادا کرنے چاہئیں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

## (9) باب الميت يعذب ببكاء اهله عليه — میت کو گھر والوں کے رونے سے عذاب دیئے جانے کا بیان

٥٣٤۔ حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ))۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میت کو اس پر نوحہ کیے جانے کی وجہ سے بھی قبر میں عذاب ہوتا ہے۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے، اس لیے میت پر رونے پیٹنے اور نوحہ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ علاوہ ازیں عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس بات کو یہود کے ساتھ خاص کرنا اور قرآن کی اس آیت ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَى﴾ سے استنباط کرنا محض ان کا اپنا اجتہاد ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے یہود سے متعلقہ کسی قصے میں سنی ہو اور یہ گمان کر لیا ہو کہ یہ انہی کے ساتھ خاص ہے، جبکہ یہ فرمانِ نبوی عام ہے اور یہود اور دیگر تمام افراد کو شامل ہے۔ مزید برآں یہ اصول مسلم ہے کہ مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے، اس لیے عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات (جو نافی ہے) مرجوح ٹھہرے گی۔ اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہونے والی حدیث صحیح ثابت ہے اور وہ اپنے عموم کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مخصوص بات کے منافی بھی نہیں۔

٥٣٥۔ حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: لَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ، جَعَلَ صُهَيْبٌ يَقُولُ: وَا أَخَاهُ! فَقَالَ عُمَرُ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے (آئے) ہائے میرے بھائی! اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ مردکو اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے؟۔

٥٣٦۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَعُمَرَ، وَعَائِشَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ: تُوُفِّيَتْ ابْنَةٌ لِعُثْمَانَ

حضرت عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی (ام ابان) کا مکہ میں انتقال ہو گیا تھا۔ ہم بھی ان کے جنازے میں حاضر ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن

---

٥٣٤۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 34 باب ما يكره من النياحة على الميت (1287) مسلم (927)۔
٥٣٥۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 32 باب قول النبي ﷺ يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه۔
٥٣٦۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 33 باب قول النبي ﷺ يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه۔

رَضِيَ اللّٰهُ عنه بِمَكَّةَ وَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا ' وَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي اللّٰه عنهم ' وَاِنِّي لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا ( اَوْ قَالَ جَلَسْتُ اِلَى اَحَدِهِمَا ثُمَّ جَاءَ الْآخَرُ فَجَلَسَ اِلَى جَنْبِي ) فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضي اللّٰه عنهما ' لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ اَلَا تَنْهَى عَنِ الْبُكَاءِ ! فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ )) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : قَدْ كَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ بَعْضَ ذٰلِكَ ۔

عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی تشریف لائے۔ میں ان دونوں حضرات کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ یا یہ کہا کہ میں ایک بزرگ کے قریب بیٹھ گیا اور دوسرے بزرگ بعد میں آئے اور میرے بازو میں بیٹھ گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرو بن عثمان سے کہا (جو ام ابان کے بھائی تھے) رونے سے کیوں نہیں روکتے۔ نبی ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ میت پر گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی تائید کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی فرمایا تھا۔

ثُمَّ حَدَّثَ ' قَالَ : صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ مِنْ مَكَّةَ ' حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ اِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ سَمُرَةٍ ' فَقَالَ : اِذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَاءِ الرَّكْبُ ' قَالَ فَنَظَرْتُ فَاِذَا صُهَيْبٌ ' فَاَخْبَرْتُهُ ' فَقَالَ : ادْعُهُ لِي ' فَرَجَعْتُ اِلَى صُهَيْبٍ ' فَقُلْتُ : ارْتَحِلْ فَالْحَقْ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ فَلَمَّا اُصِيْبَ عُمَرُ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِي يَقُوْلُ : وَااَخَاهُ ! وَاصَاحِبَاهُ ! فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ : يَاصُهَيْبُ ! اَتَبْكِي عَلَيَّ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ ! )) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ رضي اللّٰه عنها ' فَقَالَتْ ۔

پھر آپ بیان کرنے لگے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے چلا۔ جب ہم بیداء تک پہنچے تو سامنے ایک ببول کے درخت کے نیچے چند سوار نظر پڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا کر دیکھو تو سہی یہ کون لوگ ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر جب اس کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ انہیں بلا لاؤ۔ میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے پاس دوبارہ آیا اور کہا کہ چلئے امیر المومنین بلاتے ہیں۔ چنانچہ وہ خدمت میں حاضر ہوئے۔ (خیر یہ قصہ تو ہو چکا) پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی کیے گئے تو صہیب رضی اللہ عنہ روتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ وہ کہہ رہے تھے، ہائے میرے بھائی! ہائے میرے صاحب! اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صہیب! تم مجھ پر روتے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے اس حدیث کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی

رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ ! وَاللّٰهِ مَا حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ لَيُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ)) وَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((اِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ )) وَقَالَتْ : حَسْبُكُمْ الْقُرْآنُ ۔ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرَىٰ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، عِنْدَ ذٰلِكَ : وَاللّٰهُ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكَىٰ ۔

قَالَ ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ : وَاللّٰهِ ! مَاقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضی الله عنهما شَيْئًا ۔

رحمت ہو عمر رضی اللہ عنہ پر۔ بخدا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ مومن پر اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب کرے گا۔ بلکہ آپ نے یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر کا عذاب اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اور زیادہ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد کہنے لگیں کہ قرآن کی یہ آیت تم کو کافی ہے کہ "کوئی کسی کے گناہ کا ذمہ دار اور اس کا بوجھ اٹھانے والا نہیں" [الانعام: ۱۶۴] اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس وقت (یعنی ام ابان کے جنازے میں) سورہ نجم کی یہ آیت پڑھی۔ "اور اللہ ہی ہنساتا ہے اور وہی رُلاتا ہے"۔

ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ خدا کی قسم! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ تقریر سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کچھ جواب نہ دیا۔

٥٣٧۔ حدیث عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہم، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ : ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنها اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ : ((اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ)) فَقَالَتْ : وَهَلَ ابْنُ عُمَرَ رَحِمَهُ اللّٰهُ ! اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيْئَتِهِ وَذَنْبِهِ ، وَاِنَّ اَهْلَهُ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهِ الْآنَ )) ۔ قَالَتْ : وَذَاكَ مِثْلُ قَوْلِهِ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْقَلِيْبِ وَفِيْهِ قَتْلَىٰ بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ، فَقَالَ لَهُمْ مَاقَالَ: ((اِنَّهُمْ لَيَسْمَعُوْنَ مَا اَقُوْلُ )) اِنَّمَا قَالَ : ((اِنَّهُمُ الْآنَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ مَا كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ )) ثُمَّ قَرَأَتْ ۔ ﴿اِنَّكَ لَا

عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کسی نے اس کا ذکر کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ میت کو قبر میں اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے بھی عذاب ہوتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہ نے کہا حضور ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ میت پر عذاب اس کی بدعملیوں اور گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کے گھر والے ہیں کہ اب بھی اس کی جدائی میں روتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے رسول ﷺ نے بدر کے اس کنویں پر کھڑے ہو کر جس میں مشرکین کی لاشیں ڈال دی گئی تھیں، ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، یہ اسے سن رہے ہیں۔ تو آپ کے فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ اب انہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ ان سے میں جو کچھ کہا کرتا تھا وہ حق تھا۔ پھر انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی کہ "آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔" [النمل :۸۰] "اور جو لوگ قبروں میں دفن ہو چکے ہیں انہیں آپ اپنی بات

٥٣٧۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 8 باب قتل ابی جهل (1289) مسلم (932) ابن ماجه (1595) ۔

تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ﴾ - وَ - ﴿ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴾ - يَقُوْلُ حِيْنَ تَبَوَّءُ وْا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ -

نہیں سنا سکتے۔'' [الفاطر:۲۲] (عروہ کہتے ہیں) حضرت عائشہ کا مطلب یہ تھا کہ (آپ ان مردوں کو نہیں سنا سکتے) جو اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا چکے ہیں۔

٥٣٨ - حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ : اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يَبْكِي عَلَيْهَا اَهْلُهَا ' فَقَالَ : (( اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا ' وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا )) -

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ کا گزر ایک یہودی عورت پر ہوا جس کے مرنے پر اس کے گھر والے رو رہے تھے۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں حالانکہ اس کو قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

٥٣٩ - حديث الْمُغِيْرَةِ رضي الله عنه ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: (( مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ )) -

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کسی میت پر اگر نوحہ و ماتم کیا جائے تو اس نوحہ کی وجہ سے بھی اس پر عذاب ہوتا ہے۔

## (10) باب التشديد في النياحة

## مردوں پر نوحہ کرنے کی شدید ممانعت

٥٤٠ - حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها ' قَالَتْ : لَمَّا جَاءَ النَّبِيَّ ﷺ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ ' جَلَسَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ ' وَاَنَا اَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ ' شَقِّ الْبَابِ ' فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ : اِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ ' وَذَكَرَ بُكَائَهُنَّ فَاَمَرَهُ اَنْ يَنْهَاهُنَّ ' فَذَهَبَ ' ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ ' لَمْ يُطِعْنَهُ ' فَقَالَ: (( اَنْهَهُنَّ ' فَاَتَاهُ الثَّالِثَةَ ' قَالَ : وَاللّٰهِ ! غَلَبْنَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَزَعَمَتْ اَنَّهُ قَالَ: (( فَاحْثُ فِي اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ )) فَقُلْتُ : اَرْغَمَ اللّٰهُ اَنْفَكَ ' لَمْ تَفْعَلْ مَا اَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ '

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ کو زید بن حارثہ، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی (غزوۂ موتہ میں) شہادت کی خبر ملی، تو آپ اس وقت اس طرح تشریف فرما تھے کہ غم کے آثار آپ کے چہرے پر ظاہر تھے۔ میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک صاحب آئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کی عورتوں کے رونے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں رونے سے منع کر دو۔ وہ گئے لیکن واپس آ کر کہا کہ وہ تو نہیں مانتیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ انہیں منع کر دو، اب وہ تیسری مرتبہ واپس ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قسم اللہ کی، وہ تو ہم پر غالب آ گئی ہیں۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو) یقین ہوا کہ (ان کے اس کہنے پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کے منہ میں مٹی جھونک دے، اس پر میں نے کہا

---

٥٣٨ - البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 33 باب قول النبي ﷺ يعذب الميت ببعض بكاء اهله عليه -

٥٣٩ - البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 34 باب ما يكره من النياحة على الميت (1291) مسلم (933) ترمذی (1000)۔

٥٤٠ - البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 41 باب من جلس عند المصيبة يعرف فيه الحزن (1299) مسلم (935)۔

وَلَمْ تَتْرُكْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعَنَاءِ۔

کہ تیرا برا ہو۔ رسول اللہ ﷺ اب جس کام کا حکم دے رہے ہیں وہ تو کرو گے نہیں لیکن آپ کو تکلیف میں ڈال دیا۔

**لغوی توضیح** فَاحْثُ ڈال دو (مٹھی بھر کر)۔ فِيْ اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ ان کے منہ میں مٹی (تاکہ نوحہ کرنے کا مقام ہی بند ہو جائے)۔ معلوم ہوا کہ میت پر نوحہ کرنا (یعنی چیخ چیخ کر رونا پیٹنا، واویلا کرنا) ممنوع ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے (کسی کی موت پر) رخساروں کو پیٹا' گریبان کو پھاڑا اور جاہلیت کی باتیں بکیں وہ ہم میں سے نہیں۔[1] امام نووی، امام شوکانی، شیخ البانی اور شیخ ابن باز رحمہم اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔[2]

٥٤١۔ حديث أُمّ عَطِيَّةَ رضى الله عنها' قَالَتْ : اَخَذَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ اَنْ لَا نَنُوْحَ ' فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَاَةٌ غَيْرُ خَمْسِ نِسْوَةٍ : اُمُّ سُلَيْمٍ ' وَاُمُّ الْعَلَاءِ ' وَابْنَةُ اَبِى سَبْرَةَ ' امْرَاَةُ مُعَاذٍ ' وَامْرَاَتَيْنِ ' اَوِ ابْنَةُ اَبِى سَبْرَةَ ' وَامْرَاَةُ مَعَاذٍ ' وَامْرَاَةٌ اُخْرَى۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعت لیتے وقت ہم سے یہ عہد بھی لیا تھا کہ ہم (میت پر) نوحہ نہیں کریں گی۔ لیکن اس اقرار کو پانچ عورتوں کے سوا اور کسی نے پورا نہیں کیا۔ یہ عورتیں ام سلیم، ام علاء، ابو سبرہ کی صاحبزادی جو معاذ کے گھر میں تھیں۔ اور اس کے علاوہ دو عورتیں یا (یہ کہا کہ) ابو سبرہ کی صاحبزادی، معاذ کی بیوی اور ایک دوسری خاتون (رضی اللہ عنہن)۔

٥٤٢۔ حديث أُمّ عَطِيَّةَ رضى الله عنها' قَالَتْ : بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَرَاَ عَلَيْنَا ﴿اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ ۔ فَقَبَضَتْ اِمْرَاَةٌ يَدَهَا ' فَقَالَتْ: اَسْعَدَتْنِى فُلَانَةُ اُرِيْدُ اَنْ اَجْزِيَهَا ' فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا ' فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا ۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان نے کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے اس آیت کی تلاوت کی ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی'' [الممتحنۃ:١٢] اور ہمیں نوحہ سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ کی اس ممانعت پر ایک عورت (خود ام عطیہ) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کیا کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی تھی۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ چکا آؤں۔ آپ ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ چنانچہ وہ گئیں اور پھر دوبارہ آکر آپ سے بیعت کی۔

## (11) باب نهى النساء عن اتباع الجنائز

## عورتوں کے لئے جنازے کے ساتھ جانے کی ممانعت

٥٤٣۔ حديث أُمّ عَطِيَّةَ ' قَالَتْ : نُهِينَا عَنِ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہمیں (عورتوں کو) جنازے کے ساتھ

٥٤١۔ البخارى فى: 23 كتاب الجنائز: 46 باب ما ينهى عن النوح والبكاء والزجر عن ذلك (1306) مسلم (936)۔
٥٤٢۔ البخارى فى: 65 كتاب التفسير: 60 سورة الممتحنة: 3 باب إذا جاءك المؤمنات يبايعنك (4892) مسلم (937)۔
٥٤٣۔ البخارى فى: 23 كتاب الجنائز: 30 باب اتباع النساء الجنائز (313) مسلم (938) ابن ماجه (1577)۔

[1] [بخارى (1294) مسلم (103)]
[2] [شرح مسلم (4/ 249) نيل الأوطار (3/ 54) أحكام الجنائز (ص/ 39) فتاوى اللجنة (9/ 160)]

اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔ چلنے سے منع کیا گیا، مگر تاکید سے منع نہیں ہوا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ خواتین کے لیے جنازے کے ساتھ چلنا منع ہے، البتہ وہ جنازے میں شریک ہو سکتی ہیں جیسا کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شرکت کی تھی۔[1]

## (12) باب في غسل الميت — میت کے غسل کا بیان

٥٤٤۔ حديث أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ ' قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ فَقَالَ: (( اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ ' اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكَ ' بِمَاءٍ وَسِدْرٍ ' وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ ' فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي )) فَلَمَّا آذَنَّاهُ ' فَاَعْطَانَا حَقْوَهُ فَقَالَ : (( اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ )) تَعْنِي اِزَارَهُ ۔

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی وفات ہوئی، آپ وہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ تین یا پانچ مرتبہ غسل دے دو اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ دے سکتی ہو۔ غسل کے پانی میں بیری کے پتے ملا لو۔ اور آخر میں کافور یا (یہ کہا کہ) کچھ کافور کا استعمال کر لینا اور غسل سے فارغ ہونے پر مجھے خبر دینا۔ چنانچہ ہم نے جب غسل دے لیا تو آپ کو خبر دے دی۔ آپ نے ہمیں اپنا ازار (تہبند) دیا اور فرمایا کہ اسے ان کی قمیص بنا دو۔ آپ کی مراد اپنے ازار سے تھی۔

**لغوی توضیح** حِيْنَ تُوُفِّيَتْ ابْنَتُهُ آپ کی بیٹی یعنی زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ یعنی پتوں کو پانی میں اُبال کر۔ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُوْرًا آخر میں کافور استعمال کرنا۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ کافور کا بطورِ خاص اس لیے حکم دیا کیونکہ اس کی خاصیت ہے کہ جس چیز میں اسے استعمال کیا جائے وہ جلد متغیر نہیں ہوتی، نیز اسے لگانے کے بعد کوئی موذی جانور بھی میت کے قریب نہیں آتا۔ فَآذِنَّنِي مجھے اطلاع دینا۔ حَقْوَه آپ کا تہبند۔ یہ آپ ﷺ نے انہیں محض برکت پہنچانے کی غرض سے دیا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ میت کو طاق عدد (حسبِ ضرورت تین، پانچ وغیرہ) میں، ایک بار پانی میں کافور ڈال کر اور بیری کے پتے استعمال کر کے غسل دینا مستحب ہے۔ یاد رہے کہ بیری کے پتوں کا حکم محض نظافت و صفائی کی غرض سے ہے اگر اس کے قائم مقام کوئی چیز مثلاً صابن وغیرہ استعمال کر لیا جائے تو وہ بھی درست ہے۔ علاوہ ازیں میت کو غسل دیتے وقت پہلے اعضائے وضوء اور دائیں اعضاء کو دھونا چاہیے (جیسا کہ آئندہ احادیث میں ہے)۔ اگر میت عورت ہو تو اس کے بال کھول کر، کنگھی کر کے، ان کی تین مینڈیاں بنا کر پچھلی جانب ڈال دینی چاہییں۔[2] غسل دیتے ہوئے نرمی و شفقت کا پہلو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ نیز میاں بیوی بھی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔[3]

---

٥٤٤۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 8 باب غسل الميت ووضوئه بالماء والسدر (167) مسلم (939) ترمذي (990)۔

[1] [مسلم (973) أبو داود (3189) ترمذي (1033) ابن ماجة (1518)]

[2] [بخاري (1263)، (1254)] [3] [صحيح ابن ماجة (1196)، (1197)]

٥٤٥ـ حديث أُمّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ ' قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ : (( اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ ' وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كَافُوْرًا ' فَاِذَا فَرَغْتَنَ فَآذِنَّنِي )) فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَاَلْقَى اِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ : (( اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ )) ـ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں کہ آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ تین یا پانچ مرتبہ غسل دو۔ یا اس سے بھی زیادہ۔ پانی اور بیری کے پتوں سے۔ اور آخر میں کافور بھی استعمال کرنا۔ پھر فارغ ہو کر مجھے خبر دے دینا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو آپ کو خبر کر دی۔ آپ نے اپنا ازار عنایت فرمایا اور فرمایا کہ یہ اندر اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

فَقَالَ اَيُّوْبُ (اَحد الرواة) : وَحَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مُحَمَّدٍ ' وَكَانَ فِي حَدِيْثِ حَفْصَةَ (( اَغْسِلْنَهَا وِتْرًا )) كَانَ فِيْهِ (( ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا )) وَكَانَ فِيْهِ اَنَّهُ قَالَ: (( ابْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا )) وَكَانَ فِيْهِ ' اَنَّ اُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ : وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ ـ

ایوب (راوی) نے کہا کہ مجھ سے حفصہ نے بھی محمد بن سیرین کی حدیث کی طرح بیان کیا تھا۔ حفصہ کی حدیث میں تھا کہ طاق مرتبہ غسل دینا۔ اور اس میں یہ تفصیل تھی کہ تین یا پانچ یا سات مرتبہ (غسل دینا) اور اس میں یہ بھی بیان تھا کہ میت کے دائیں طرف سے اور اعضائے وضو سے غسل شروع کیا جائے۔ یہ بھی اسی حدیث میں تھا کہ ام عطیہ نے کہا ہم نے کنگھی کر کے ان کے بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

٥٤٦ـ حديث أُمّ عَطِيَّةَ ' قَالَتْ : لَمَّا غَسَّلْنَا بِنْتَ النَّبِيِّ ' قَالَ لَنَا ' وَنَحْنُ نَغْسِلُهَا: (( ابْدَاْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءَ مِنْهَا )) ـ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کو ہم غسل دے رہی تھیں۔ جب ہم نے غسل شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ غسل دائیں طرف سے اور اعضائے وضو سے شروع کرو۔

## (13) باب في كفن الميت

## میت کے کفن کا بیان

٥٤٧ـ حديث خَبَّابٍ رضي الله عنه ' قَالَ : هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللّٰهِ ' فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ ' فَمِنَّا مَنْ مَاتَ لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهِ شَيْئًا ' مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ صرف اللہ کے لیے ہجرت کی۔ اب ہمیں اللہ تعالیٰ سے اجر ملنا ہی تھا۔ ہمارے بعض ساتھی تو انتقال کر گئے۔ اور (اس دنیا میں) انہوں نے اپنے کیے کا کوئی پھل نہیں دیکھا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی

٥٤٥ـ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: باب ما يستحب ان يغسل وترا ـ

٥٤٦ـ البخاري في: 33 كتاب الجنائز: 11 باب مواضع الوضوء من الميت ـ

٥٤٧ـ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 28 باب إذا لم نجد كفنا إلا ما يورى راسه او قدميه (1276) مسلم (940)ـ

عُمَيْرٍ، وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ، فَهُوَ يَهْدِبُهَا۔ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكَفِّنُهُ اِلَّا بُرْدَةً اِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَاْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُهُ فَاَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ اَنْ نُغَطِّيَ رَاْسَهُ وَاَنْ نَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ۔

انہی لوگوں میں سے تھے۔اور ہمارے بعض ساتھیوں کا میوہ پک گیا۔ اور وہ چن چن کر کھاتا ہے۔(مصعب رضی اللہ عنہ) احد کی لڑائی میں شہید ہوئے، ہم کو ان کے کفن میں ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز نہ ملی۔اور وہ بھی ایسی کہ اگر اس سے سر چھپاتے تو پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا۔آخر یہ دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم سر کو چھپا دیں اور پاؤں پر (اذخر نامی) سبز گھاس ڈال دیں۔

**لغوی توضیح** فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ ہمارا اجر اللہ پر لازم ہو گیا، کیونکہ اس نے اپنے راستے میں ہجرت کرنے والوں کو اجر دینے کا وعدہ کیا ہے۔لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهِ شَيْئًا اپنے کیے کا کوئی پھل نہیں کھایا، یعنی انہیں قربانیوں کا دنیا میں کوئی صلہ نہ ملا۔اَيْنَعَتْ پک گیا، مراد ہے انہیں دنیا میں بھی مال و دولت کی فراوانی (اور دیگر اسباب) کے ساتھ خوب بدلہ ملا۔يَهْدِبُهَا اسے چنتا ہے۔بُرْدَة چادر۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ میت کو ایک کپڑے میں بھی کفن دیا جا سکتا ہے۔اسی طرح دو کپڑے بھی ثابت ہیں جیسا کہ حالت احرام میں فوت ہونے والے کو دو کپڑوں میں کفن دیا گیا[1] اور تین کپڑے بھی ثابت ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا (آئندہ حدیث ملاحظہ فرمایئے)۔اس سے زیادہ کپڑے کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اسی لیے شیخ البانیؒ نے تین سے زائد کپڑوں میں کفن دینا ناجائز قرار دیا ہے۔[2] کفن کو خوشبو لگانا[3] اور سفید کپڑے میں کفن دینا بھی مستحب ہے۔[4] یہ بھی یاد رہے کہ کفن کے مسائل میں عورت بھی مرد کی طرح ہی ہے کیونکہ ان میں فرق کی کوئی صحیح دلیل ثابت نہیں۔

۵٤۸۔ حدیث عَائِشَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ اَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ، لَيْسَ فِيهِنَّ قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن کے تین سفید سوتی دھلے ہوئے کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔

## (14) باب في تسجية الميت

## میت کو چادر اوڑھا دینے کا بیان

۵٤۹۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی نعش مبارک پر ایک سبز یمنی چادر

۵٤۸۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 19 باب الثياب البيض للكفن (1264) مسلم (941) ترمذی (996)۔
۵٤۹۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 18 باب البرود والحبرة والشملة (5814) مسلم (942) ابو داود (3120)۔

[1] [بخاری (1267) كتاب الجنائز]
[2] [أحكام الجنائز (ص/ 84)]
[3] [صحيح : أحمد (3/ 331)]
[4] [صحيح : صحيح أبو داود (3284) أبو داود (3878)]

تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ۔ ڈال دی گئی۔

لغوی توضیح: سُجِّيَ ڈھانپ دیا گیا۔ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ دھاری دار چادر سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ میت کو وفات کے بعد غسل سے پہلے کسی چادر کے ساتھ ڈھانپ دینا چاہیے۔

## (16) باب الاسراع بالجنازة

## جنازہ میں جلدی کرنے کا حکم

٥٥٠۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( أَسْرِعُوا بِالْجِنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا، وَإِنْ يَكُ سِوَى ذَلِكَ، فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جنازہ لے کر جلد چلا کرو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف نزدیک کر رہے ہو اور اگر اس کے سوا ہے تو ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتارتے ہو۔

لغوی توضیح: أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ جنازے کے ساتھ جلدی کرو، یعنی اس کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرو یا اسے کندھوں پر اٹھانے کے بعد اسے جلدی لے کر چلو۔ معلوم ہوا کہ جنازہ جلدی لے جانا واجب ہے۔

## (17) باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها

## جنازہ کی نماز پڑھنے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی فضیلت کا بیان

٥٥١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (( مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ )) قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: (( مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے جنازہ میں شرکت کی پھر نماز جنازہ پڑھی تو اسے ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے ہوں گے؟ فرمایا کہ دو عظیم پہاڑوں کے برابر (یعنی دنیا کا قیراط مت سمجھو جو درہم کا بارہواں حصہ ہوتا ہے)۔

فہم الحدیث: ایک روایت میں ہے کہ قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہے۔[1]

٥٥٢۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ، حُدِّثَ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ: مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ، فَقَالَ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَلَيْنَا، فَصَدَّقَتْ، يَعْنِي عَائِشَةَ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَقَالَتْ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جو دفن تک جنازہ کے ساتھ رہے اسے ایک قیراط کا ثواب ملے گا۔ پھر حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ احادیث بہت زیادہ بیان کرتے ہیں۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی تصدیق کی اور فرمایا کہ میں نے

٥٥٠۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 52 باب السرعة بالجنازة (1315) مسلم (944) ترمذی (1015)۔
٥٥١۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 59 باب من انتظر حتى تدفن (1323) مسلم (945) ابن ماجه (1539)۔
٥٥٢۔ البخاري في: 13 كتاب الجنائز: 58 باب فضل اتباع الجنائز۔

[1] [مسلم (945، 946) كتاب الجنائز]

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُهُ ' فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيْرَةٍ ۔

رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد خود سنا ہے۔ اس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر تو ہم نے بہت سے قیراطوں کا نقصان اٹھایا۔

**لغوی توضیح** اَكْثَرَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ابو ہریرہ بہت زیادہ احادیث بیان کرتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد محض یہ تھا کہ یہ غیر معروف حدیث ہے کہیں ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کو کوئی وہم یا غلطی نہ لگ گئی ہو، اس لیے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی تصدیق کرائی، علاوہ ازیں وہ ہرگز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کا انکار یا تکذیب نہیں چاہتے تھے۔

## (20) باب فيمن يثنى عليه خير او شر من الموتى

## مرنے والے کا اچھائی یا برائی سے ذکر کرنے کا بیان

٥٥٣۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ' قَالَ : مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا خَيْرًا ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( وَجَبَتْ )) ثُمَّ مَرُّوا بِاُخْرَى فَاَثْنَوْا عَلَيْهَا شَرًّا ' فَقَالَ: (( وَجَبَتْ )) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ' مَا وَجَبَتْ؟ قَالَ : (( هٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ' وَهٰذَا اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَهُ النَّارُ ' اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ کا گزر ایک جنازے پر ہوا۔ لوگ اس کی تعریف کرنے لگے (کہ کیا اچھا آدمی تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ پھر دوسرے جنازہ کا گزر ہوا تو لوگ اس کی برائی کرنے لگے، آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ اس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس میت کی تم لوگوں نے تعریف کی ہے اس کے لیے تو جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی ہے اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی۔ تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

**لغوی توضیح** اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ یعنی صحابہ اور ایمان میں ان جیسے لوگ، کیونکہ ان کی بات برحق اور اللہ کی طرف سے الہام والقاء پر مبنی ہوتی ہے۔

## (21) باب ما جاء في مستريح و مستراح منه

## حدیث کے الفاظ مستریح اور مستراح منہ کی وضاحت

٥٥٤۔ حديث اَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الْاَنْصَارِيِّ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ : (( مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ )) قَالُوْا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ ؟ قَالَ: (( اَلْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ

حضرت ابو قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے قریب سے لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے آرام مل گیا، یا اس سے آرام مل گیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ''مستریح اور مستراح منہ'' (اسے آرام مل گیا یا اس سے آرام مل گیا) کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مومن بندہ دنیا کی

---

٥٥٣۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 86 باب ثناء الناس علی المیت (2642) مسلم (949) ابن ماجه (1491)۔

٥٥٤۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 42 باب سکرات الموت (6512) مسلم (950) نسائی (1929) بغوی (1453)۔

يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ ، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ ))۔

مشقتوں اور تکلیفوں سے اللہ کی رحمت میں نجات پا جاتا ہے، وہ مستریح ہے اور مستراح منہ وہ ہے کہ فاجر بندے سے اللہ کے بندے، شہر، درخت اور چوپائے سب آرام پا جاتے ہیں۔

## (22) باب في التكبير على الجنازة

## نماز جنازہ کی تکبیروں کا بیان

٥٥٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ ، خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے نجاشی کی وفات کی اسی دن خبر دے دی تھی جس دن اس کا انتقال ہوا تھا۔ آپ نماز پڑھنے کی جگہ تشریف لے گئے پھر صف بندی کر کے چار تکبیریں کہیں۔

**لغوی توضیح** نَعَى موت کی خبر دی۔ فَصَفَّ صف بندی کی۔ واضح رہے کہ طاق صفیں بنانا ضروری نہیں بلکہ حسب ضرورت جتنی بھی صفیں بنالی جائیں درست ہے۔ كَبَّرَ أَرْبَعًا چار تکبیریں کہیں۔ معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہنا مسنون ہے۔ پہلی تکبیر کے بعد فاتحہ اور کوئی سورت، دوسری تکبیر کے بعد درود ابراہیمی، تیسری کے بعد دعائیں اور چوتھی کے بعد سلام پھیرنا چاہیے۔ علاوہ ازیں یہ روایت غائبانہ نماز جنازہ کے جواز کی بھی دلیل ہے۔

٥٥٦۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ: نَعَى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ ، يَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ ، فَقَالَ: ((اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حبشہ کے نجاشی کی وفات کی خبر دی اسی دن جس دن اس کا انتقال ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لیے اللہ سے مغفرت مانگو۔

٥٥٧۔ حديث جَابِرٍ رضي الله عنه ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ أَرْبَعًا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اصحمہ نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی تو چار تکبیریں کہیں۔

٥٥٨۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( قَدْ تُوُفِّيَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الْحَبَشِ ، فَهَلُمَّ ! فَصَلُّوا عَلَيْهِ )) قَالَ: فَصَفَفْنَا ، فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، آج حبش کے ایک مرد صالح (نجاشی حبشہ کے بادشاہ) کا انتقال ہو گیا ہے۔ آؤ اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ہم نے صف بندی کر لی اور نبی ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی

---

٥٥٥۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 4 باب الرجل ينعى إلى اهل الميت بنفسه (1245) مسلم (951) ترمذی (1022)۔
٥٥٦۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 61 باب الصلاة على الجنائز بالمصلى والمسجد۔
٥٥٧۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 65 باب التكبير على الجنازة اربعا (1317) مسلم (952) عبد الرزاق (6406)۔
٥٥٨۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 55 باب الصفوف على الجنازة۔

عَلَيْهِ، وَنَحْنُ صَفُوْفٌ۔

اور ہم صف باندھے کھڑے تھے۔

**لغوی توضیح** فَصَلُّوا عَلَيْهِ اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ اس حکم سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ فرض ہے، لیکن یہ فرض کفایہ ہے، یعنی اگر علاقے کے کچھ لوگ بھی اسے ادا کرلیں تو باقی سب کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے۔

## (23) باب الصلاة على القبر

## قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان

۵۵۹۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوْذٍ فَأَمَّهُمْ وَصَفُّوا عَلَيْهِ فَقُلْتُ يَا أَبَا عَمْرٍو! مَنْ حَدَّثَكَ؟ فَقَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ۔

سلیمان شیبانی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں شعبی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مجھے ایک ایسے شخص نے خبر دی جو (ایک مرتبہ) نبی ﷺ کے ساتھ ایک اکیلی الگ تھلگ ٹوٹی ہوئی قبر پر سے گزر رہے تھے۔ وہاں آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور لوگ آپ کے پیچھے صف باندھے ہوئے تھے۔ سلیمان نے کہا کہ میں نے شعبی سے پوچھا کہ ابو عمرو! آپ سے یہ کس نے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔

۵۶۰۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ أَسْوَدَ، رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً، كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ، فَمَاتَ، وَلَمْ يَعْلَمِ النَّبِيُّ ﷺ بِمَوْتِهِ، فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ، فَقَالَ: (( مَا فَعَلَ ذٰلِكَ الْإِنْسَانُ؟ )) قَالُوْا: مَاتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: (( أَفَلَا آذَنْتُمُوْنِي؟)) فَقَالُوْا: إِنَّهُ كَانَ كَذَا وَكَذَا، قِصَّتُهُ، قَالَ: فَحَقَرُوْا شَأْنَهُ قَالَ: ((فَدُلُّوْنِي عَلَى قَبْرِهِ )) فَأَتَى قَبْرَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کالے رنگ کا ایک مرد یا کالی عورت مسجد کی خدمت کیا کرتی تھی، اس کی وفات ہوگئی۔ لیکن نبی ﷺ کو اس کی وفات کی خبر کسی نے نہ دی۔ ایک دن آپ نے خود فرمایا کہ وہ شخص دکھائی نہیں دیتا۔ صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کا تو انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تم نے مجھے خبر کیوں نہیں دی؟ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ یہ وجہ تھی (اس لیے آپ کو تکلیف نہیں دی گئی) گویا لوگوں نے اس کو حقیر جان کر قابلِ توجہ نہ سمجھا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ چلو اس کی قبر بتا دو۔ چنانچہ آپ اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ تدفین کے بعد قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے خواہ پہلے اس کی نماز جنازہ پڑھی بھی جا چکی ہو۔ اور اس عمل کی نبی ﷺ کے ساتھ خصوصیت کی کوئی دلیل نہیں۔

## (24) باب القيام للجنازة

## جنازہ کے احترام میں کھڑے ہونے کا بیان

۵۶۱۔ حدیث عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب

۵۵۹۔ البخاری فی: 10 كتاب الاذان: 161 باب وضوء الصبيان ومتى يجب عليهم الغسل... (857) مسلم (954)۔

۵۶۰۔ البخاری فی: 23 كتاب الجنائز: 67 باب الصلاة على القبر بعد ما يدفن (458) مسلم (956) ابو داود (3203)۔

۵۶۱۔ البخاری فی: 23 كتاب الجنائز: 47 باب القيام للجنازة (1307) مسلم (958) ترمذی (1042)۔

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُومُوا حَتَّى تُخَلِّفَكُمْ ))۔

تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے رہو یہاں تک کہ جنازہ تم سے آگے نکل جائے۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جب بھی کوئی جنازہ گزرے (خواہ کافر کا ہی ہو) اس کے احترام میں کھڑے ہو جانا چاہیے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازے میں ہمیں کھڑا ہونے کا حکم دیا پھر اس کے بعد آپ بیٹھنے لگے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم دے دیا۔[1] یہی بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔[2] تاہم کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ احادیث ناسخ نہیں بلکہ یہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ اگر کوئی بیٹھا رہے تو یہ بھی جائز ہے لیکن بہتر کھڑا ہونا ہی ہے۔

٥٦٢۔ حديث عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ جِنَازَةً، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا، فَلْيَقُمْ حَتَّى يُخَلِّفَهَا أَوْ تُخَلِّفَهُ أَوْ تُوضَعَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُخَلِّفَهُ ))۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی جنازہ دیکھے تو اگر اس کے ساتھ نہیں چل رہا تو کھڑا ہی ہو جائے تا آنکہ جنازہ آگے نکل جائے یا آگے جانے کی بجائے خود جنازہ رکھ دیا جائے۔

٥٦٣۔ حديث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُومُوا، فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَقْعُدُ حَتَّى تُوضَعَ ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب تم لوگ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازہ کے ساتھ چل رہا ہو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ نہ رکھ دیا جائے۔

٥٦٤۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: مَرَّتْ بِنَا جِنَازَةٌ، فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْنَا بِهِ، فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا جِنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ، قَالَ: (( إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُومُوا ))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو نبی ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ پھر ہم نے کہا، کہ یا رسول اللہ! یہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

٥٦٥۔ حديث سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ

٥٦٢۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 48 باب متى يقعد إذا قام للجنازة۔

٥٦٣۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 49 باب من تبع جنازة فلا يقعد حتى توضع ...(1310) مسلم (959)۔

٥٦٤۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 50 باب من قام لجنازة يهودي (1311) مسلم (960) ابو داود (3174)۔

٥٦٥۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 50 باب من قام لجنازة يهودي (1312) مسلم (961) نسائي (1920)۔

[1] [صحيح: صحيح أبو داود (2818)]

[2] [صحيح: صحيح نسائي (1816)]

وَقَيْسِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلَى ' قَالَ : كَانَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدٍ قَاعِدَيْنِ بِالْقَادِسِيَّةِ ' فَمَرُّوْا عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا ' فَقِيْلَ لَهُمَا اِنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ ' اَيْ مِنْ اَهْلِ الذِّمَّةِ ' فَقَالَا : اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جِنَازَةٌ فَقَامَ ' فَقِيْلَ لَهُ اِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ ' فَقَالَ: ((اَلَيْسَتْ نَفْسًا! )) ـ

اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہ قادسیہ میں کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں کچھ لوگ ادھر سے ایک جنازہ لے کر گزرے تو یہ دونوں بزرگ کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا گیا کہ جنازہ تو ذمیوں کا ہے (جو کافر ہیں) اس پر انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے پاس سے اسی طرح سے ایک جنازہ گزرا تھا۔ آپ اس کے لیے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ سے کہا گیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا یہودی کی جان نہیں ہے؟۔

## (27) باب اين يقوم الامام من الميت للصلاة عليه

## نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے امام کو میت کے کس طرف کھڑا ہونا چاہیے

٥٦٦ ـ حديث سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَاَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا ' فَقَامَ عَلَيْهَا وَسَطَهَا ـ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کی اقتدا میں ایک عورت (اُم کعب) کی نماز جنازہ پڑھی تھی جس کا نفاس میں انتقال ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی کمر کے سامنے (یعنی درمیان میں) کھڑے ہوئے۔

**لغوی توضیح** وَسَطَهَا اس کے درمیان۔ معلوم ہوا کہ اگر میت عورت ہو تو امام کو اس کے درمیان میں کھڑا ہونا چاہیے۔ اور اگر میت مرد ہو تو امام کو اس کے سر کے سامنے کھڑا ہونا چاہیے جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے۔[1]

٥٦٦ ـ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 63 باب الصلاة على النفساء إذا ماتت في نفاسها (332) مسلم (964) ـ

[1] [صحيح: صحيح أبو داود (2735) أبو داود (3194) ترمذی (1034) ابن ماجة (1494)]

٥٦٧۔ حدیث اَبِی سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : (( لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ ' وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوْ سُقٍ صَدَقَةٌ ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوۃ نہیں ہے، پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ وسق سے کم (غلہ) میں زکوۃ نہیں ہے۔

**لغوی توضیح** اَلزَّکَاۃ بڑھنا، نشوونما پانا اور پاکیزہ ہونا، اصطلاحاً زکوۃ ایسا حق ہے جو مال میں واجب ہے، جسے کسی فقیر (یا اس کے علاوہ شریعت کے بتائے ہوئے) کسی شخص کو ادا کیا جاتا ہے جبکہ وہ کسی شرعی مانع کے ساتھ متصف نہ ہو۔ اَوَاق جمع ہے اُوْقِیَة کی، ایک اوقیہ چالیس درہم کی ہوتی ہے۔ ذَوْد اونٹ۔ اَوْسُق جمع ہے وَسَق کی، ایک وسق ساٹھ صاع کے برابر ہے اور ایک صاع تقریباً اڑھائی کلوگرام کے برابر۔ اس حدیث میں وجوبِ زکوۃ کی کم از کم مقدار کا بیان ہے، یعنی اگر چاندی دو سو درہم سے کم، اونٹ پانچ سے کم اور غلہ تین سو صاع سے کم ہو تو ان میں زکوۃ واجب نہیں۔

## (2) باب لا زکاۃ علی المسلم فی عبدہ و فرسہ
## مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام میں زکوۃ نہیں

٥٦٨۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : (( لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ فِی فَرَسِهٖ وَغُلَامِهٖ صَدَقَةٌ ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام کی زکوۃ واجب نہیں۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ گھوڑے اور غلام میں زکوۃ واجب نہیں۔ غلام سے مراد ایسا غلام ہے جو انسان نے اپنی خدمت کے لیے رکھا ہو اور گھوڑے سے مراد ایسا گھوڑا ہے جو اپنی سواری کے لیے مخصوص ہو، تب ان میں زکوۃ نہیں بصورتِ دیگر اگر انہیں تجارت کے لیے رکھا ہو تو پھر ان میں بھی تجارتی مال ہونے کی حیثیت سے زکوۃ واجب ہوگی۔

## (3) باب فی تقدیم الزکاۃ و منعها
## زکوۃ ادا کرنے اور اسے روکنے کا بیان

٥٦٩۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ ' فَقِیْلَ : مَنَعَ ابْنُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ وصول کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ سے کہا گیا کہ ابن جمیل اور خالد بن ولید

٥٦٧۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاۃ: 4 باب ما ادی زکاته فلیس بکنز (1405) مسلم (979) ترمذی (626)۔
٥٦٨۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاۃ: 45 باب لیس علی المسلم فی فرسه صدقة (1463) مسلم (982)۔
٥٦٩۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاۃ: 49 باب قول الله تعالی وفی الرقاب (1468) مسلم (983) ابوداود (1623)۔

جَمِيلٍ ' وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ ' وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَأَمَّا خَالِدٌ ' فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِدًا ' قَدِاحْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتُدَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ' وَأَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ' فَعَمُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ' فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَمِثْلُهَا مَعَهَا )) ۔

اور عباس بن عبدالمطلب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ ابن جمیل یہ شکر نہیں کرتا کہ کل تک تو وہ فقیر تھا پھر اللہ نے اپنے رسول کی دعا کی برکت سے اسے مال دار بنا دیا۔ باقی رہے خالد، تو ان پر تم لوگ ظلم کرتے ہو۔ انہوں نے تو اپنی زرہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں وقف کر رکھی ہیں۔ اور عباس بن عبدالمطلب ،تو وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں اور ان کی زکوٰۃ انہی پر صدقہ ہے۔اور اتنا ہی اور انہیں میری طرف سے دینا ہے۔

**لغوی توضیح** مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْل ابن جمیل نہیں انتقام لیتا۔ابن جمیل منافق تھا، پھر ظاہراً مسلمان ہو گیا، فقیر تھا مگر اللہ کے فضل (مال فیٔ وغنیمت وغیرہ) سے غنی ہو گیا، زکوٰۃ کی ادائیگی سے رُکا رہا لیکن بعد میں تائب ہو گیا۔ اِحْتَبَسَ وقف کر رکھی ہیں۔أَدْرَاعَهُ جمع ہے دِرْع کی، معنی ہے زرہیں۔أَعْتُدَهُ جمع ہے عتد کی معنی ہے جنگی ساز و سامان (یعنی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی زرہیں اور دیگر جنگی سامان تو اللہ کی راہ میں وقف ہے اور وقف میں زکوٰۃ نہیں)۔عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَ مِثْلُهَا مَعَهَا ان پر صدقہ ہے اور اتنا ہی اور بھی۔یعنی اس سے دُگنا میں ان کی طرف سے صدقہ دوں گا جیسا کہ مسلم کی روایت میں ہے کہ فَهِيَ عَلَيَّ ان کی زکوٰۃ میرے ذمہ ہے (علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ اس لیے کہا کیونکہ عباس رضی اللہ عنہ دو سال کی زکوٰۃ پیشگی ادا کر چکے تھے)۔

## (4) باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير

## مسلمانوں پر کھجور اور جو سے صدقہ فطر دینے کا بیان

٥٧٠۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ' أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ ' أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ ' عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ ' ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى ' مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فطر کی زکوٰۃ آزاد یا غلام، مرد یا عورت تمام مسلمانوں پر ایک صاع کھجور یا جو فرض کی تھی۔

**لغوی توضیح** زَكَاةُ الْفِطْرِ مراد وہ صدقہ ہے جس کا سبب رمضان کے روزوں کو چھوڑنا ہے اور یہ رمضان کے اختتام پر نماز عید سے پہلے ادا کیا جاتا ہے، نیز اسے فطرانہ بھی کہا جاتا ہے۔یہ دو ہجری میں فرض ہوا اور اسی سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔اس کی ادائیگی فرض ہے جیسا کہ حدیث کے لفظ فَرَضَ سے ظاہر ہے۔اسے ادا کرنے کا ذمہ دار وہ شخص ہے جو گھر کا کفیل ہے، وہ یہ صدقہ تمام گھر والوں حتی کہ غلام لونڈیوں (اگر مسلمان ہوں) کی طرف سے بھی ادا کرے گا۔اس کی مقدار ایک صاع ہے، البتہ گندم سے نصف صاع دینا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنا اجتہاد تھا جو نبی ﷺ کے حکم کے مقابلے میں قابل عمل نہیں۔یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ تمام اجناس سے ایک صاع فطرانہ نکالنے کے ہی قائل تھے۔

٥٧٠۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 71 باب صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين (1503) مسلم (984)۔

٥٧١۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: اَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ۔ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ ﷺ: فَجَعَلَ النَّاسُ عِدْلَهُ مُدَّيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو کی زکوۃ فطر دینے کا حکم فرمایا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر لوگوں نے اسی کے برابر دو مد (آدھا صاع) گیہوں کر لیا تھا۔

**لغوی توضیح** عِدْلَهُ اس کے برابر۔ حِنْطَة گندم۔

٥٧٢۔ حدیث اَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، اَوْ صَاعًا مِنْ اَقِطٍ، اَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم فطر کی زکوۃ ایک صاع اناج یا گیہوں یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع زبیب (خشک انگور یا انجیر) نکالا کرتے تھے۔

٥٧٣۔ حدیث اَبِی سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ، قَالَ: كُنَّا نُعْطِيهَا، فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ، صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، اَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ۔ فَلَمَّا جَاءَ مُعَاوِيَةُ وَجَاءَتِ السَّمْرَاءُ قَالَ: اَرَى مُدًّا مِنْ هٰذَا يَعْدِلُ مُدَّيْنِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں صدقہ فطر ایک صاع گیہوں یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع زبیب (خشک انگور یا خشک انجیر) نکالتے تھے۔ پھر جب معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے اور گیہوں کی آمدنی ہوئی تو کہنے لگے میں سمجھتا ہوں اس کا ایک مد دوسرے اناج کے دو مد کے برابر ہے۔

**لغوی توضیح** جَائَتِ السَّمْرَاءُ گندم آگئی، یعنی اس کی کثرت ہوگئی۔

## (6) باب اثم مانع الزكاة
## زکوۃ نہ دینے کے گناہ کا بیان

٥٧٤۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ، اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ: لِرَجُلٍ اَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ۔ فَاَمَّا الَّذِي لَهُ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑے کے مالک تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں بعض لوگوں کے لیے وہ باعث اجر و ثواب ہیں بعض کے لیے وہ صرف پردہ ہیں اور بعض کے لیے وبالِ جان ہیں۔ جس کے لیے گھوڑا اجر و ثواب کا باعث ہے یہ وہ

٥٧١۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاۃ: 74 باب صدقة الفطر صاعًا من تمر۔
٥٧٢۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاۃ: 73 باب صدقة الفطر صاعًا من طعام (1505) مسلم (985) ابوداود (1616)۔
٥٧٣۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاۃ: 75 باب صاع من زبیب۔
٥٧٤۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسیر: 48 باب الخیل لثلاثة (2371) مسلم (987) ابوداود (1658)۔

سَبِيلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ فِي مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا اَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اَرْوَاثُهَا وَآثَارُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ وِزْرٌ عَلَى ذٰلِكَ))۔

شخص ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کی نیت سے اسے پالتا ہے پھر جہاں خوب چری ہوتی ہے یا کسی شاداب جگہ اس کی رسی کو خوب لمبی کر کے باندھتا ہے (تا کہ ہر طرف چر سکے) تو گھوڑا اس کی چری کی جگہ سے یا اس شاداب جگہ سے اپنی رسی کے ساتھ بندھا ہوا جو کچھ بھی کھاتا پیتا ہے مالک کو اس کی وجہ سے نیکیاں ملتی ہیں اور اگر وہ گھوڑا اپنی رسی تڑا کر ایک زغن یا دو زغن لگائے تو اس کی لید اور اس کے قدموں کے نشانوں میں بھی مالک کے لیے نیکیاں ہیں اور اگر وہ گھوڑا نہر سے گزرے اور اس میں سے پانی پی لے تو اگر چہ مالک نے پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو پھر بھی اس سے اسے نیکیاں ملتی ہیں۔ دوسرا شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر دکھاوے اور اہلِ اسلام کی دشمنی میں باندھتا ہے تو یہ اس کے لیے وبال جان ہے۔

وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ، فَقَالَ: ((مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهَا اِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ - وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ﴾۔

اور رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر اس جامع اور منفرد آیت کے سوا ان کے متعلق اور کچھ نازل نہیں ہوا کہ "جو کوئی ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا اور جو کوئی ذرہ برابر بھی برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔"

**لغوی توضیح** اَلْمَرْجُ چراگاہ۔ طِيَلِهَا اس کی طویل چھوڑی ہوئی رسی۔ فَاسْتَنَّتْ نشاط و چستی سے اُچھلنا کودنا۔ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ ایک چکر یا دو چکر۔ اَرْوَاث جمع ہے رَوْث کی، معنی ہے لید، گوبر۔ نِوَاءً دشمنی میں۔ اَلْفَاذَّة معنی ہے منفرد، جس کی نظیر کم ہو۔

## (8) باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة

## زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو سخت عذاب دیئے جانے کا بیان

٥٧٥۔ حديث اَبِي ذَرٍّ ﷛، قَالَ: انْتَهَيْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ، فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ: ((هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ)) قُلْتُ: مَا شَانِي؟ اَيُرَى فِيَّ شَيْءٌ؟ مَا شَانِي؟

حضرت ابوذر ﷛ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ تک پہنچا تو آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے فرمار ہے تھے کعبہ کے رب کی قسم! وہی سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ کعبہ کے رب کی قسم! وہی سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ میں نے کہا کہ حضور، میری حالت کیسی ہے، کیا مجھ میں (بھی) کوئی ایسی بات نظر آئی ہے؟ میری حالت کیسی ہے؟ پھر میں

٥٧٥۔ البخاري في: 83 كتاب الايمان والنذور: 8 باب كيف كانت يمين النبي ﷺ (1460) مسلم (990)۔

فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ، فَمَا اسْتَطَعْتُ اَنْ اَسْكُتَ، وَتَغَشَّانِي مَاشَاءَ اللّٰهُ، فَقُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَلْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا! اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا))۔

آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور آپ فرماتے جا رہے تھے، میں آپ کو خاموش نہیں کرا سکتا تھا۔ اور اللہ کی مشیت کے مطابق مجھ پر عجیب بے قراری طاری ہوگئی۔ میں نے پھر عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس مال زیادہ ہے لیکن اس سے وہ مستثنیٰ ہیں جنہوں نے اس میں سے اس اس طرف (یعنی بے دریغ اللہ کی راہ میں) خرچ کیا ہوگا۔

۵۷۶۔ حدیث اَبِی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ)) اَوْ ((وَالَّذِي لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ)) اَوْ كَمَا حَلَفَ ((مَامِنْ رَجُلٍ تَكُوْنُ لَهُ اِبِلٌ اَوْ بَقَرٌ اَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا اِلَّا اُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْظَمَ مَا تَكُوْنُ وَاَسْمَنَهُ، تَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا، كُلَّمَا جَازَتْ اُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا، حَتّٰى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ))۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے قریب پہنچ گیا تھا اور آپ فرما رہے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یا (آپ نے اس طرح قسم کھائی) اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یا جن الفاظ کے ساتھ بھی آپ نے قسم کھائی ہو (اس تاکید کے بعد فرمایا) کوئی بھی ایسا شخص جس کے پاس اونٹ، گائے، یا بکری ہو اور وہ اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اسے لایا جائے گا، دنیا سے زیادہ بڑی اور موٹی تازی کر کے۔ پھر وہ اپنے مالک کو اپنے کھروں سے روندے گی اور سینگ سے مارے گی۔ جب آخری جانور اس پر سے گزر جائے گا تو پہلا جانور پھر لوٹ کر آئے گا (اور اسے اپنے سینگ سے مارے گا اور کھروں سے روندے گا) اس وقت تک (یہ سلسلہ برابر قائم رہے گا) جب تک لوگوں کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔

**لغوی توضیح** اَخْفَاف جمع ہے خُف کی، مراد ہیں جانور کے کھر، پاؤں۔ قُرُوْن جمع ہے قَرْن کی، مراد ہیں سینگ۔ حَتّٰى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے یعنی حساب سے فراغت ہو جائے۔

## (9) باب الترغيب في الصدقة

## صدقہ دینے کی رغبت دلانے کا بیان

۵۷۷۔ حدیث اَبِی ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ اَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ عِشَاءً، اسْتَقْبَلَنَا اُحُدٌ، فَقَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ!

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کے وقت مدینہ منورہ کی کالی پتھروں والی زمین پر چل رہا تھا کہ احد پہاڑ دکھائی دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اے ابوذر! مجھے

---

۵۷۶۔ البخاری فی: 24 كتاب الزكاة: 43 باب زكاة البقر۔

۵۷۷۔ البخاری فی: 79 كتاب الاستئذان: 3 باب من اجاب بلبيك وسعديك۔

مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا لِي ذَهَبًا، يَأْتِي عَلَيَّ لَيْلَةٌ أَوْ ثَلَاثٌ عِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ، إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) وَأَرَانَا بِيَدِهِ۔ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الْأَكْثَرُونَ هُمُ الْأَقَلُّونَ إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا)) ثُمَّ قَالَ لِي: ((مَكَانَكَ، لَا تَبْرَحْ يَا أَبَاذَرٍّ! حَتَّى أَرْجِعَ)) فَانْطَلَقَ حَتَّى غَابَ عَنِّي، فَسَمِعْتُ صَوْتًا، فَخَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عُرِضَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَا تَبْرَحْ، فَمَكَثْتُ۔ قُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِيتُ أَنْ يَكُونَ عُرِضَ لَكَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ، فَقُمْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ذَاكَ جِبْرِيلُ، أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ))۔

پسند نہیں کہ اگر احد پہاڑ کے برابر بھی میرے پاس سونا ہو اور مجھ پر ایک رات بھی اس طرح گزر جائے یا تین رات کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس باقی بچے۔ سوائے اس کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لیے محفوظ رکھ لوں۔ میں اس سارے سونے کو اللہ کی مخلوق میں اس طرح تقسیم کر دوں گا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس کی کیفیت ہمیں اپنے ہاتھ سے لپ بھر کر دکھائی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اے ابوذر! میں نے عرض کیا لبیک سعدیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا جمع کرنے والے ہی (ثواب کی حیثیت سے) کم حاصل کرنے والے ہوں گے۔ سوائے اس کے جو اللہ کے بندوں پر مال اس اس طرح یعنی کثرت کے ساتھ خرچ کرے۔ پھر فرمایا' یہیں ٹھہرے رہو ابوذر۔ یہاں سے اس وقت تک نہ ہٹنا جب تک میں واپس نہ آجاؤں۔ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے آواز سنی اور مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں حضور اکرم ﷺ کو کوئی پریشانی نہ پیش آگئی ہو۔ اس لیے میں نے (آپ کو دیکھنے کے لیے) جانا چاہا۔ لیکن فوراً ہی آپ کا یہ ارشاد آیا کہ یہاں سے نہ ہٹنا۔ چنانچہ میں وہیں رک گیا (جب آپ تشریف لائے تو) میں نے عرض کی۔ میں نے آواز سنی تھی اور مجھے خطرہ ہو گیا تھا کہ کہیں آپ کو کوئی پریشانی نہ پیش آجائے۔ پھر مجھے آپ کا ارشاد یاد آیا اس لیے میں یہیں ٹھہر گیا۔ آپ نے فرمایا یہ جبریل علیہ السلام تھے۔ میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی کہ میری امت کا جو شخص بھی اس حال میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر چہ اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آپ نے فرمایا، ہاں اگر چہ اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو۔

**لغوی توضیح** اَرْصُدُہٗ میں اسے محفوظ کرلوں۔ لِدَيْنٍ قرض کے لیے، یعنی قرض کی ادائیگی کے لیے، کیونکہ قرض کی ادائیگی واجب ہے اور نفلی صدقہ پر مقدم ہے۔

٥٧٨۔ حديث اَبِي ذَرٍّ ﷺ ' قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي ' فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْشِي وَحْدَهُ ' وَلَيْسَ مَعَهُ اِنْسَانٌ ' قَالَ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ يَكْرَهُ اَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ اَحَدٌ ' قَالَ: فَجَعَلْتُ اَمْشِي فِي ظِلِّ الْقَمَرِ ' فَالْتَفَتَ فَرَآنِي ' فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ: اَبُوْذَرٍّ ' جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَكَ ' قَالَ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ! تَعَالَه)) قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً ' فَقَالَ: ((اِنَّ الْمُكْثِرِيْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' اِلَّا مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيْهِ يَمِيْنَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ وَعَمِلَ فِيْهِ خَيْرًا)) قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً ' فَقَالَ لِي: ((اجْلِسْ هٰهُنَا)) قَالَ: فَاَجْلَسَنِي فِي قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ ' فَقَالَ لِي: ((اجْلِسْ هٰهُنَا حَتّٰى اَرْجِعَ اِلَيْكَ)) قَالَ: فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لَا اَرَاهُ فَلَبِثَ عَنِّي فَاَطَالَ اللُّبْثَ ' ثُمَّ اِنِّي سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ ' وَهُوَ يَقُوْلُ: ((وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنٰى))۔

قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ لَمْ اَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ مَنْ تُكَلِّمُ فِي

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک روز میں باہر نکلا تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا چل رہے تھے اور آپ کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس سے میں سمجھا کہ آپ ﷺ اسے پسند نہیں فرمائیں گے کہ آپ کے ساتھ اس وقت کوئی رہے۔ اس لیے میں چاند کے سائے میں آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اس کے بعد آپ مڑے تو مجھے دیکھا اور دریافت فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا ابوذر! اللہ مجھے آپ پر قربان کرے۔ آپ نے فرمایا' ابوذر! یہاں آؤ، پھر میں تھوڑی دیر تک آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو لوگ (دنیا میں) زیادہ مال و دولت جمع کیے ہوئے ہیں قیامت کے دن وہی خسارے میں ہوں گے۔ سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور انہوں نے اسے دائیں بائیں، آگے پیچھے خرچ کیا ہو اور اسے بھلے کاموں میں لگایا ہو۔ (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا کہ پھر میں تھوڑی دیر تک آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ آپ نے فرمایا، یہاں بیٹھ جاؤ، آپ نے مجھے ایک ہموار زمین پر بٹھا دیا جس کے چاروں طرف پتھر تھے اور فرمایا کہ یہاں اس وقت تک بیٹھے رہو جب تک میں تمہارے پاس لوٹ کے آؤں۔ پھر آپ پتھریلی زمین کی طرف چلے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ وہاں رہے اور دیر تک وہیں رہے۔ پھر میں نے آپ سے سنا۔ آپ یہ کہتے ہوئے تشریف لا رہے تھے، چاہے چوری کی ہو، چاہے زنا کیا ہو۔

حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپ پر

٥٧٨۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 13 باب المكثرون هم المقلون ۔

جَانِبِ الْحَرَّةِ مَا سَمِعْتُ اَحَدًا يَرْجِعُ اِلَيْكَ شَيْئًا ؟ قَالَ : (( ذَاكَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ' عَرَضَ لِي فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ قَالَ : بَشِّرْ اُمَّتَكَ اَنَّهُ مَنْ مَاتَ لَايُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ' قُلْتُ : يَا جِبْرِيْلُ ! وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنَى ـ قَالَ : نَعَمْ ! قَالَ : قُلْتُ : وَاِنْ سَرَقَ وَاِنْ زَنَى ؟ قَالَ : نَعَمْ ! وَاِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ ))ـ

قربان کرے۔اس پتھریلی زمین کے کنارے آپ کس سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے تو کسی دوسرے کو آپ سے بات کرتے نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے۔ پتھریلی زمین کے کنارے وہ مجھ سے ملے اور کہا کہ اپنی امت کو خوش خبری سنا دو کہ جو بھی اس حال میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا۔اے جبریل! خواہ اس نے چوری کی ہو اور زنا کیا ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پھر عرض کیا، خواہ اس نے چوری کی ہو، زنا کیا ہو؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں، خواہ اس نے شراب ہی پی ہو۔

**لغوی توضیح** قَاع ہموار، نرم زمین۔ اَلْحَرَّة پتھریلی زمین۔

## (10) باب في الكنازين للاموال والتغليظ عليهم

## مال جمع کرنے والوں اور گن گن کر رکھنے والوں پر عذاب کی شدت کا بیان

٥٧٩ـ حديث اَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ عَنِ الاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ ' قَالَ : جَلَسْتُ اِلَى مَلَاءٍ مِنْ قُرَيْشٍ ' فَجَاءَ رَجُلٌ خَشِنُ الشَّعَرِ وَالثِّيَابِ وَالْهَيْئَةِ ' حَتَّى قَامَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ ' ثُمَّ قَالَ : بَشِّرِ الْكَانِزِيْنَ بِرَضْفٍ يُحْمَى عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ' ثُمَّ يُوْضَعُ عَلَى حَلَمَةِ ثَدْيِ اَحَدِهِمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نُغْضِ كَتِفِهِ ' وَيُوْضَعُ عَلَى نُغْضِ كَتِفِهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حَلَمَةِ ثَدْيِهِ يَتَزَلْزَلُ ـ ثُمَّ وَلَّى فَجَلَسَ اِلَى سَارِيَةٍ وَتَبِعْتُهُ وَجَلَسْتُ اِلَيْهِ ' وَاَنَا لَا اَدْرِي مَنْ هُوَ ' فَقُلْتُ لَهُ : لَا

حضرت احنف بن قیس نے بیان کیا کہ میں قریش کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں سخت بال، موٹے کپڑے اور موٹی جھوٹی حالت میں ایک شخص آیا اور کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا کہ خزانہ جمع کرنے والوں کو اس پتھر کی بشارت ہو جو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا۔ اور ان کی چھاتی کی بھٹنی پر رکھ دیا جائے گا۔ جو کندھے کی طرف سے پار ہو جائے گا اور کندھے کی پتلی ہڈی پر رکھا جائے گا تو سینے کی طرف پار ہو جائے گا۔ اس طرح وہ پتھر برابر ڈھلکتا رہے گا۔ یہ کہہ کر وہ صاحب چلے گئے۔ اور ایک ستون کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ چلا اور ان کے قریب بیٹھ گیا۔ اب تک مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ صاحب کون ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کی بات قوم نے پسند نہیں کی۔ انہوں نے کہا یہ سب

٥٧٩ـ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 4 باب ما ادى زكاته فليس بكنز (1407) مسلم (992) ابن حبان (3259)۔

اَرَى الْقَوْمَ اِلَّا قَدْ كَرِهُوْا الَّذِي قُلْتُ : قَالَ : اِنَّهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا قَالَ لَيْلِي خَلِيْلِي - قَالَ : قُلْتُ مَنْ خَلِيْلُكَ ؟ قَالَ : النَّبِيُّ ﷺ يَا اَبَا ذَرٍ ! اَتُبْصِرُ شَيْئًا قَالَ : فَنَظَرْتُ اِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ ' وَاَنَا اَرَى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُرْسِلُنِي فِي حَاجَةٍ لَهُ - قُلْتُ : نَعَمْ ! قَالَ : ((مَا اُحِبُّ اَنَّ لِي مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا اُنْفِقُهُ كُلَّهُ اِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ ' وَاِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُوْنَ ' اِنَّمَا يَجْمَعُوْنَ الدُّنْيَا ' لَا وَاللّٰهِ ! لَا اَسْاَلُهُمْ دُنْيَا ' وَلَا اَسْتَفْتِيْهِمْ عَنْ دِيْنٍ حَتَّى اَلْقَى اللّٰهَ )) -

تو بے وقوف ہیں، مجھ سے میرے خلیل نے کہا تھا (میں نے پوچھا کہ آپ کے خلیل کون ہیں؟ جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ) اے ابوذر! کیا احد پہاڑ تو دیکھتا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان تھا کہ اس وقت میں نے سورج کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا کہ کتنا دن ابھی باقی ہے۔ کیونکہ مجھے (آپ کی بات سے) یہ خیال گزرا کہ آپ اپنے کسی کام کے لیے مجھے بھیجیں گے۔ میں نے جواب دیا کہ جی ہاں (احد پہاڑ میں نے دیکھا ہے) آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میں اس کے سوا پسند نہیں کرتا کہ صرف تین دینار بچا کر باقی تمام کا تمام (اللہ کے راستے میں) دے ڈالوں (ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا کہ) ان لوگوں کو کچھ معلوم نہیں۔ یہ دنیا جمع کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں! اللہ کی قسم! نہ میں ان کی دنیا ان سے مانگتا ہوں اور نہ دین کا کوئی مسئلہ ان سے پوچھتا ہوں تا آنکہ میں اللہ تعالیٰ سے جاملوں۔

**لغوی توضیح** مَلَاءٍ جماعت۔ خَشِن سخت۔ رَضْف آگ میں تپایا ہوا پتھر۔ حَلَمَة ثَدْي پستان کا سرا۔ نُغْضِ كَتِفِه وہ ہڈی جو شانے سے نیچے کمر کی جانب پستان کے بالمقابل ہوتی ہے۔ يَتَزَلْزَلُ حرکت کرے گا۔

## (11) باب الحث على النفقة وتبشير المنفق بالخلف

## خرچ کرنے کی ترغیب اور خرچ کرنے والے کو جو وہ خرچ کرے ملنے کی بشارت

٥٨٠ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : (( قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ : اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ )) وَقَالَ: ((يَدُ اللّٰهِ مَلْاٰى ' لَا تَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ ' سَحَّاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ )) وَقَالَ : ((اَرَاَيْتُمْ مَا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ ' فَاِنَّهُ لَمْ يَغِضْ مَا فِي يَدِهِ ' وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ )) -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے میرے بندو! میری راہ میں) خرچ کرو تو میں بھی تم پر خرچ کروں گا۔ اور فرمایا، اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات اور دن کے مسلسل خرچ سے بھی اس میں کمی نہیں ہوتی اور فرمایا تم نے دیکھا نہیں جب سے اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے، مسلسل خرچ کیے جا رہا ہے لیکن اس کے ہاتھ میں میزانِ عدل ہے جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے۔

٥٨٠ - البخاري في: 65 كتاب التفسير: 11 سورة هود: 2 باب قوله وكان عرشه على الماء (4684) مسلم (993)۔

**لغوی توضیح** يَدُ اللّٰهِ مَلْاٰی اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے، مراد اللہ کے خزانے ہیں جو عطا کرنے سے ختم نہیں ہوتے۔ لَا تَغِیْضُهَا اسے کم نہیں کرتا۔ سَحَّاء مسلسل عطا۔ بِيَدِهِ الْمِيْزَان اسی کے ہاتھ میں ترازو ہے، مراد مخلوق کے درمیان عدل ہے۔ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ جھکاتا اور اٹھاتا ہے، یعنی جسے چاہے جھکاتا ہے اور جسے چاہے اٹھاتا ہے۔

## (13) باب الابتداء فی النفقة بالنفس ثم اهله ثم القرابة

## پہلے اپنی ذات پھر اہل وعیال پھر اقربا پر خرچ کرنے کا بیان

٥٨١۔ حَدِيْثُ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِهِ اَعْتَقَ غُلَامًا عَنْ دُبُرٍ، لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَبَاعَهُ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ، ثُمَّ اَرْسَلَ بِثَمَنِهِ اِلَيْهِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کو معلوم ہوا کہ آپ کے ایک صحابی نے اپنے ایک غلام کو مدبر بنا دیا ہے (کہ ان کی موت کے بعد وہ آزاد ہو جائے گا) چونکہ ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی مال نہیں تھا اس لیے آپ ﷺ نے اس غلام کو آٹھ سو درہم میں بیچ دیا اور اس کی قیمت انہیں بھیج دی۔

**لغوی توضیح** اَعْتَقَ غُلَامًا عَنْ دُبُرٍ یعنی غلام کی آزادی کو موت کے ساتھ معلق کیا کہ جب میں مروں گا تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدبر غلام کو فروخت کیا جا سکتا ہے جب مالک کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی مال نہ ہو، کیونکہ تدبیر وصیت کے درجہ میں ہے اور وصیت ثلث مال سے زیادہ میں جائز نہیں۔

## (14) باب فضل النفقة والصدقة على الاقربين والزوج والاولاد والوالدين ولو كانوا مشركين

## رشتہ داروں، اہل وعیال اور والدین خواہ وہ مشرک ہی کیوں نہ ہوں پر خرچ کرنے کی فضیلت

٥٨٢۔ حَدِيْثُ اَنَسٍ ﷺ قَالَ: كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِهِ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ، قَالَ اَنَسٌ: فَلَمَّا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں انصار میں سب سے زیادہ مال دار تھے اپنے کھجور کے باغات کی وجہ سے اور اپنے باغات میں سب سے زیادہ پسند انہیں بیرحاء کا باغ تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ﴾ الخ یعنی ”تم نیکی کو اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی محبوب ترین چیز نہ خرچ کرو۔“ [آل عمران:۹۲] یہ سن کر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت

٥٨١۔ البخاری فی: 93 کتاب الاحکام: 32 باب بيع الإمام على الناس اموالهم وضياعهم (2141) مسلم (997)۔

٥٨٢۔ البخاری فی: 24 کتاب الزكاة على الاقارب (1461) مسلم (998) دارمی (1566) ابن حبان (3340)۔

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِي اِلَيَّ بَيْرُحَاءَ ' وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ ' اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ ' فَضَعْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ - قَالَ : فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( بَخْ! ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ' ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ' وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ ' وَاِنِّي اَرَى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ )) فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ : اَفْعَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَسَمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِي اَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ -

میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تبارک وتعالی فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی پیاری سے پیاری چیز نہ خرچ کرو۔ اور مجھے بیرحاء کا باغ سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اس لیے میں اسے اللہ تعالیٰ کے لیے خیرات کرتا ہوں۔ اس کی نیکی اور اس کے ذخیرۂ آخرت ہونے کا امیدوار ہوں۔ اللہ کے حکم سے جہاں آپ مناسب سمجھیں اسے استعمال کیجئے۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خوب! یہ تو بڑا ہی آمدنی کا مال ہے۔ یہ تو بہت ہی نفع بخش ہے۔ اور جو بات تم نے کہی میں نے وہ سن لی۔ اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو دے ڈالو۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا کے لڑکوں کو دے دیا۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ محبوب چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بڑے اجر وفضیلت کی بات ہے اور دوسرے یہ کہ صدقہ وخیرات کرنے میں قریبی رشتہ داروں کو ترجیح دینی چاہیے۔

٥٨٣ - **حديث** مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً لَهَا فَقَالَ لَهَا : (( وَلَوْ وَصَلْتِ بَعْضَ اَخْوَالِكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ )) -

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک لونڈی آزاد کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر وہ تمہارے ننھیال والوں کو دی جاتی تو تمہیں زیادہ ثواب ملتا۔

**لغوی توضیح** كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ تو تمہیں زیادہ ثواب ہوتا (یعنی صدقہ اور صلہ رحمی کا)۔

٥٨٤ - **حديث** زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَتْ : كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ ' فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ ' فَقَالَ : (( تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ )) وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلَى عَبْدِاللّٰهِ ' وَاَيْتَامٍ فِي حِجْرِهَا ' فَقَالَتْ لِعَبْدِاللّٰهِ ' سَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' اَيَجْزِي

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا۔ آپ یہ فرما رہے تھے، صدقہ کرو خواہ اپنے زیور میں سے ہی دو اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنا صدقہ اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور چند یتیموں پر بھی جو ان کی پرورش میں تھے، خرچ کیا کرتی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اپنے خاوند سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے

٥٨٣- البخاری فی: 51 کتاب الهبة: 16 باب بمن يُبدا بالهدية (2592) مسلم (999) بغوی (1678)۔

٥٨٤- البخاری فی: 24 کتاب الزكاة: 48 باب الزكاة على الزوج والايتام فی الحجر (1466) مسلم (1000)۔

عَنِّي اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْكَ وَعَلَى اَيْتَامٍ فِي حِجْرِي مِنَ الصَّدَقَةِ ؟ فَقَالَ : سَلِي اَنْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' فَانْطَلَقْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَوَجَدْتُ امْرَاَةً مِنَ الْاَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ ' حَاجَتُهَا مِثْلُ حَاجَتِي ' فَمَرَّ عَلَيْنَا بِلَالٌ ' فَقُلْنَا : سَلِ النَّبِيَّ ﷺ ' اَيَجْزِي عَنِّي اَنْ اُنْفِقَ عَلَى زَوْجِي وَاَيْتَامٍ لِي فِي حِجْرِي ؟ وَقُلْنَا : لَا تُخْبِرْ بِنَا ـ فَدَخَلَ فَسَاَلَهُ ' فَقَالَ ' (( مَنْ هُمَا ؟ )) قَالَ : زَيْنَبُ ' قَالَ : (( اَيُّ الزَّيَانِبِ ؟ )) قَالَ : امْرَاَةُ عَبْدِاللّٰهِ ' قَالَ : (( نَعَمْ ! لَهَا اَجْرَانِ ' اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ ))۔

پوچھئے کہ کیا وہ صدقہ بھی مجھ سے کفایت کرے گا جو میں آپ پر اور ان چند یتیموں پر خرچ کروں جو میری سپردگی میں ہیں؟ لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم خود جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لو۔ آخر میں خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت میں نے آپ کے دروازے پر ایک انصاری خاتون کو پایا۔ جو میری ہی جیسی ضرورت لے کر موجود تھی (جو ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا تھی) پھر ہمارے سامنے سے بلال رضی اللہ عنہ گزرے تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیجئے کہ کیا وہ صدقہ مجھ سے کفایت کرے گا جسے میں اپنے شوہر اور اپنے زیر تحویل چند یتیم بچوں پر خرچ کر دوں؟ ہم نے بلال سے یہ بھی کہا کہ ہمارا نام نہ لینا۔ وہ اندر گئے اور آپ سے عرض کیا کہ دو عورتیں مسئلہ دریافت کرتی ہیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں کون ہیں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا کہ زینب نام کی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کون سی زینب؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ بے شک درست ہے۔ اور انہیں دوگنا ثواب ملے گا۔ ایک قرابت داری کا اور دوسرا خیرات کرنے کا۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ بیوی اپنے شوہر اور زیر کفالت یتیم بچوں کو بھی زکوٰۃ دے سکتی ہے بشرطیکہ وہ اس کے مستحق ہوں۔ سعودی فتویٰ کمیٹی کا بھی یہی فتویٰ ہے۔[1]

۵۸۵۔ **حدیث** اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا ' قَالَتْ : قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! هَلْ لِيْ مِنْ اَجْرٍ فِيْ بَنِيْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْهِمْ ' وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ' اِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ ؟ قَالَ : (( نَعَمْ لَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ ))۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ابو سلمہ (ان کے پہلے شوہر) کے لڑکوں کے بارے میں ثواب ملے گا اگر میں ان پر خرچ کروں؟ میں انہیں اس محتاجی میں دیکھ نہیں سکتی، وہ میرے بیٹے ہی تو ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، تمہیں ہر اس چیز کا ثواب ملے گا جو تم ان پر خرچ کرو گی۔

---

۵۸۵۔ البخاری فی: 69 کتاب النفقات: 14 باب وعلی الوارث مثل ذلك (1467) مسلم (1001) ابن حبان (4246)۔

[1] [فتاوی اللجنة الدائمة (10/ 62)]

٥٨٦۔ حدیث اَبِی مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ' قَالَ : (( اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰی اَهْلِهٖ ' وَهُوَ یَحْتَسِبُهَا ' کَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً ))۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب مسلمان اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں پر اللہ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ کرے تو اس میں بھی اس کو صدقے کا ثواب ملتا ہے۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ اہل وعیال، بیوی بچوں پر خرچ کرنا بھی نیکی وصدقہ ہے۔

٥٨٧۔ حدیث اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِی بَکْرٍ رضی اللّٰہ عنہما ' قَالَتْ : قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّی وَهِیَ مُشْرِکَةٌ فِی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَفْتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قُلْتُ : وَهِیَ رَاغِبَةٌ : اَفَاَصِلُ اُمِّی ؟ قَالَ : (( نَعَمْ! صِلِی اُمَّكِ ))۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میری والدہ (قتیلہ بنت عبدالعزیٰ) جو مشرکہ تھیں، میرے یہاں آئیں۔ میں نے (ان کے متعلق) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، میں نے یہ بھی کہا کہ وہ (مجھ سے ملاقات کی) بہت خواہش مند ہیں' تو کیا میں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کر۔

## (15) باب وصول ثواب الصدقة عن المیت الیه

## میت کو اس صدقہ کے ایصال ثواب کا بیان جو اس کی طرف سے دیا جائے

٥٨٨۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها ' اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّ اُمِّی افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا ' وَاَظُنُّهَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ ' فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا ؟ قَالَ : (( نَعَمْ! ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ کچھ نہ کچھ خیرات کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ خیرات کر دوں تو کیا انہیں اس کا ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ملے گا۔

**لغوی توضیح** اُفْتُلِتَتْ اچانک فوت ہو گئیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فوت شدگان کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو انہیں اس کا اجر ملتا ہے۔ اسی طرح اگر فوت شدہ شخص زندگی میں خود کوئی صدقہ جاریہ (مسجد مدرسہ کی تعمیر، قرآن کی اشاعت، دینی تعلیم پر مشتمل تالیف وتصنیف وغیرہ) کر گیا ہو تو اسے مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب ملتا رہتا ہے۔

---

٥٨٦۔ البخاری فی: 69 کتاب النفقات: 1 باب فی فضل النفقة علی الاهل (55) مسلم (1002) ترمذی (1965)۔

٥٨٧۔ البخاری فی: 51 کتاب الاذان: 29 باب الهدیة للمشرکین (2620) مسلم (1003) ابو داود (1668)۔

٥٨٨۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 95 باب موت الفجاة البغتة (1388) مسلم (1004) ابن ماجه (2717)۔

## (16) باب بيان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف

## باب اس بیان میں کہ صدقہ کا لفظ ہر نیکی کے کام پر بولا جاتا ہے

٥٨٩۔ حديث أبي موسى رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ)) قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: ((فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ)) قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ)) قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ)) أَوْ قَالَ: ((بِالْمَعْرُوْفِ)) قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: ((فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ)).

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ صحابہ نے عرض کیا اگر کوئی چیز کسی کو (صدقہ کے لیے) میسر نہ ہو۔ آپ نے فرمایا پھر اپنے ہاتھ سے کام کرے اور اس سے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کی اگر اس میں اس کی طاقت نہ ہو یا کہا کہ نہ کر سکے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر کسی حاجت مند پریشان حال کی مدد کرے۔ صحابہ نے عرض کیا اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے؟ آپ نے فرمایا کہ پھر برائی سے رُکا رہے کیونکہ یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

**لغوی توضیح** الْمَلْهُوْف غمگین، مظلوم، پریشان، فریادی۔

٥٩٠۔ حديث أبي هريرة رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ، يَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَيُعِيْنُ الرَّجُلَ عَلَى دَابَّتِهِ فَيَحْمِلُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ خُطْوَةٍ يَخْطُوْهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ، وَيُمِيْطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان کے ہر ایک جوڑ پر صدقہ لازم ہے، ہر دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ انسانوں کے درمیان انصاف کرے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے۔ اور کسی کو سواری کے معاملہ میں اگر وہ مدد پہنچائے، اس طرح کہ اسے اس پر سوار کرائے یا اس کا سامان اٹھا کر رکھ دے، تو یہ بھی ایک صدقہ ہے۔ اور اچھی بات منہ سے نکالنا بھی ایک صدقہ ہے۔ اور ہر قدم جو نماز کے لیے اٹھتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔ اور اگر کوئی راستے سے کسی تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دے تو یہ بھی ایک صدقہ ہے۔

**فہم الحدیث** ایک روایت میں ہے کہ ہر نیکی صدقہ ہے۔[1] ایک اور روایت میں ہے کہ اپنی بیوی سے ہم بستری بھی صدقہ ہے کیونکہ اس نے حرام سے اجتناب کیا اور حلال ذریعہ استعمال کیا۔[2]

---

٥٨٩۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 33 باب كل معروف صدقة (1445) مسلم (1008) بغوى (1643)۔
٥٩٠۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 128 باب من اخذ بالركاب ونحوه (2707) مسلم (1009) ابن حبان (3318)۔

① [مسلم (1005)] ② [مسلم (1006)]

## (17) باب في المنفق والممسك

## سخی اور بخیل کے بارے میں بیان

۵۹۱۔ حديث أبي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيهِ إِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللَّهُمَّ! أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَيَقُولُ الآخَرُ: اللَّهُمَّ! أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں۔ ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کے مال کو تلف (ہلاک) کر دے۔

## (18) باب الترغيب في الصدقة قبل ان لا يوجد من يقبلها

## صدقہ دو اس سے پہلے کہ صدقہ قبول کرنے والا کوئی نہ ملے

۵۹۲۔ حديث حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (( تَصَدَّقُوا فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا، يَقُولُ الرَّجُلُ لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالأَمْسِ لَقَبِلْتُهَا، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِي بِهَا ))۔

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا تھا کہ صدقہ کرو۔ ایک ایسا زمانہ بھی تم پر آنے والا ہے جب ایک شخص اپنے مال کا صدقہ لے کر نکلے گا اور کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں پائے گا۔ (جس کے پاس صدقہ لے کر جائے گا) وہ یہ جواب دے گا کہ اگر تم کل اسے لائے ہوتے تو میں قبول کر لیتا۔ آج تو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ احادیث میں صدقہ وخیرات کرنے کی ترغیب ہے، نیز ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب کوئی صدقہ لینے والا نہیں رہے گا (اور یہ ظہورِ مہدی اور نزولِ عیسیٰ کے بعد قیامت کا قریبی زمانہ ہوگا جب زمین اپنے خزانے اُگل دے گی اور ہر طرف خوشحالی ہی خوشحالی ہوگی)۔

۵۹۳۔ حديث أبي مُوسَى رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطُوفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ، وَيُرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتْبَعُهُ أَرْبَعُونَ امْرَأَةً يَلُذْنَ بِهِ، مِنْ قِلَّةِ

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، لوگوں پر ضرور ایک ایسا زمانہ آجائے گا کہ ایک شخص سونے کا صدقہ لے کر نکلے گا لیکن کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا اور یہ بھی ہوگا کہ ایک مرد کی پناہ میں چالیس چالیس عورتیں ہو جائیں گی کیونکہ مردوں کی کمی ہو جائے گی اور عورتوں کی زیادتی ہوگی (قیامت کے قریب یا تو عورتوں کی پیدائش بڑھ

۵۹۱۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 27 باب قول الله تعالى "فاما من اعطى واتقى..." (1442) مسلم (1010)۔

۵۹۲۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 9 باب الصدقة قبل الرد (1411) مسلم (1011) ابن حبان (6678)۔

۵۹۳۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 9 باب الصدقة قبل الرد (1414) مسلم (1012) ابو يعلى (7299)۔

الرِّجَالِ وَكَثْرَةِ النِّسَاءِ))۔ جائے گی یا جنگوں کی کثرت سے مردوں کی قلت ہو جائے گی)۔

**لغوی توضیح** یَلُذْنَ بِهِ وہ اس کی پناہ میں رہیں گی (یعنی وہ اکیلا ان چالیس کا کفیل، نگران ہوگا)۔

٥٩٤۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ، فَيَفِيْضَ حَتَّى يَهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ، وَحَتَّى يَعْرِضَهُ فَيَقُوْلُ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ، لَا اَرَبَ لِي ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' قیامت آنے سے پہلے مال و دولت کی اس قدر کثرت ہو جائے گی اور لوگ اس قدر مال دار ہو جائیں گے کہ اس وقت صاحبِ مال کو اس کی فکر ہوگی کہ اس کی زکوٰۃ کون قبول کرے۔ اور اگر کسی کو دینا بھی چاہے گا تو اس کو یہ جواب ملے گا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں۔

**لغوی توضیح** لَا اَرَبَ لِيْ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

## (19) باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها

## حلال کمائی سے صدقہ کے قبول ہونے اور پھلنے پھولنے کا بیان

٥٩٥۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَصْعَدُ اِلَى اللّٰهِ اِلَّا الطَّيِّبُ، فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهِ، ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرَبِّي اَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، حَتَّى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حلال کمائی سے ایک کھجور برابر بھی خیرات کی اور اللہ تک حلال کمائی ہی کی خیرات پہنچتی ہے۔ تو اللہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے قبول کر لیتا ہے اور خیرات کرنے والے کے لیے اسے اس طرح بڑھاتا رہتا ہے جیسے کوئی تم میں سے اپنے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ برابر ہو جاتی ہے۔

**لغوی توضیح** وَلَا يَصْعَدُ اِلَى اللّٰهِ اِلَّا الطَّيِّبُ اللہ کو صرف پاکیزہ خیرات ہی پہنچتی ہے، معلوم ہوا کہ حرام مال کا صدقہ قبول نہیں ہوتا۔ فَلُوَّهُ گھوڑے کا بچہ جب دودھ چھوڑنے کی عمر کو پہنچے۔

## (20) باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة او كلمة طيبة وانها حجاب من النار

## صدقہ دینے کی ترغیب خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا یا اچھی بات ہی کیوں نہ ہو صدقہ دوزخ سے آڑ بن جاتا ہے

٥٩٦۔ حدیث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ آتشِ جہنم سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی سہی

---

٥٩٤۔ البخاری فی: 24 كتاب الزكاة: 9 باب الصدقة قبل الرد (1412) مسلم (157) ابن حبان (6680)۔

٥٩٥۔ البخاری فی: 97 كتاب التوحيد: 23 باب قول الله تعالى "تعرج الملائكة..." (1410) مسلم (1014)۔

٥٩٦۔ البخاری فی: 24 كتاب الزكاة: 10 اتقوا النار ولو بشق تمرة (1413) مسلم (1016) ابن ماجه (185)۔

((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ))۔

(یعنی جہنم سے بچاؤ کے لیے صدقہ ضرور کرو)۔

٥٩٧۔ حديث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَسَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَيْسَ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَهُ تُرْجُمَانٌ، ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرَى شَيْئًا قُدَّامَهُ، ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْبِشِقِّ تَمْرَةٍ!)) وَعَنْهُ اَيْضًا، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((اتَّقُوا النَّارَ)) ثُمَّ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ، ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ)) ثُمَّ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ، ثَلَاثًا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا ۔ ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ))۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم میں ہر ہر فرد سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس طرح کلام کرے گا کہ اللہ کے اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ پھر وہ دیکھے گا تو اس کے آگے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔ پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا اور اس کے سامنے آگ ہوگی۔ پس تم میں سے جو شخص بھی چاہے کہ وہ آگ سے بچے تو وہ اللہ کی راہ میں خیرات کرتا رہے۔ خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ سے ہی ممکن ہو۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جہنم سے بچو۔ پھر آپ نے چہرہ پھیر لیا، پھر فرمایا کہ جہنم سے بچو اور پھر اس کے بعد چہرہ مبارک پھیر لیا، پھر فرمایا جہنم سے بچو۔ تین مرتبہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ ہم نے اس سے یہ خیال کیا کہ آپ جہنم کو دیکھ رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جہنم سے بچو خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ ہو سکے۔ اور جسے یہ بھی نہ ملے تو اسے (لوگوں میں) کسی اچھی بات کہنے کے ذریعہ سے ہی (جہنم سے) بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

**لغوی توضیح** اَشَاحَ چہرہ پھیر لیا، ایک طرف ہو گئے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کم خیرات سے بھی ہرگز ہاتھ نہیں روکنا چاہیے، یہ بھی معلوم ہوا کہ کم خیرات بھی جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

## (21) باب الحمل اجرة يتصدق بها والنهى الشديد عن تنقيص المتصدق بقليل

## بار برداری کر کے صدقہ کرنا، نیز تھوڑا صدقہ دینے والے پر باتیں بنانے اور اس کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے کی سخت ممانعت

٥٩٨۔ حديث اَبِي مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ : لَمَّا اُمِرْنَا بِالصَّدَقَةِ كُنَّا نَتَحَامَلُ، فَجَاءَ اَبُوْ عَقِيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ، وَجَاءَ اِنْسَانٌ بِاَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ : اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا، وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْآخَرُ اِلَّا رِئَاءً

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں خیرات کرنے کا حکم ہوا تو ہم مزدوری پر بوجھ اٹھاتے (اور اس کی مزدوری صدقہ میں دے دیتے) چنانچہ ابو عقیل رضی اللہ عنہ اسی مزدوری سے آدھا صاع خیرات لے کر آئے اور ایک دوسرے صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اس سے زیادہ لائے۔ اس پر منافقوں نے کہا کہ اللہ کو

---

٥٩٧۔ البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 49 باب من نوقش الحساب عذب۔

٥٩٨۔ البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 9 سورة التوبة: 11 باب قوله "الذين يلمزون..." (1415) مسلم (1018)۔

فَنَزَلَتْ ﴿ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ ﴾ الآيَةَ۔

اس (یعنی ابوعقیل رضی اللہ عنہ) کے صدقہ کی کوئی ضرورت نہیں تھی اور اس دوسرے (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے تو محض دکھاوے کے لیے اتنا بہت سا صدقہ دیا ہے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی کہ "یہ ایسے لوگ ہیں جو صدقات کے بارے میں نفلی صدقہ دینے والے مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں۔ اور خصوصاً ان لوگوں پر جنہیں بجز ان کی محنت مزدوری کے کچھ نہیں ملتا۔ یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اور اللہ بھی ان سے تمسخر کرتا ہے، انہی کے لیے دکھ کی مار ہے۔" [التوبہ:۷۹]

**لغوی توضیح** نَتَحَامَلُ ہم اجرت پر کسی کا بوجھ اٹھاتے (یقیناً اس کا معاوضہ کم ہوتا لیکن ہم اس میں سے بھی صدقہ کرتے۔ معلوم ہوا کہ کم آمدنی والے کو بھی کچھ نہ کچھ ضرور صدقہ کرتے رہنا چاہیے)۔

## (22) باب فضل المنيحة

## دودھ والا جانور کسی کو بلا معاوضہ دینے کی فضیلت

۵۹۹۔ حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( نِعْمَ الْمَنِيْحَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً، وَالشَّاةُ الصَّفِيُّ تَغْدُو بِاِنَاءٍ وَ تَرُوْحُ بِاِنَاءٍ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا ہی عمدہ ہے ہدیہ اس دودھ دینے والی اونٹنی کا جس نے ابھی حال ہی میں بچہ جنا ہو۔ اور دودھ دینے والی بکری کا جو صبح و شام اپنے دودھ سے برتن بھر دیتی ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْمَنِيْحَة اونٹنی۔ اَللِّقْحَة دودھ والی جس نے ابھی بچہ جنا ہو۔ اَلصَّفِي زیادہ دودھ والی۔

## (23) باب مثل المنفق و البخيل

## سخی اور بخیل کی مثال

۶۰۰۔ حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلَ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ، قَدِ اضْطُرَّتْ اَيْدِيْهِمَا اِلَى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا، فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتّٰى تَغْشٰى اَنَامِلَهُ، وَتَعْفُوَ اَثَرَهُ، وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال بیان کی کہ دو آدمیوں جیسی ہے جو لوہے کے جبے ہاتھ، سینہ اور حلق تک پہنے ہوئے ہیں۔ صدقہ دینے والا جب بھی صدقہ کرتا ہے تو اس کے جبہ میں کشادگی ہو جاتی ہے اور وہ اس کی انگلیوں تک بڑھ جاتا ہے اور قدم کے نشانات کو ڈھک لیتا ہے اور بخیل جب کبھی صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا جبہ اسے اور چمٹ جاتا ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر جم جاتا ہے۔

۵۹۹۔ البخاري في: 51 كتاب الهبة: 35 باب فضل المنيحة ، مسلم (1019)۔

۶۰۰۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 9 باب جيب القميص من عند الصدر وغيره (1443) مسلم (1021)۔

هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ، وَاَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا۔ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِاِصْبَعِهِ هٰكَذَا فِي جَيْبِهِ، فَلَوْ رَاَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ اس طرح اپنی مبارک انگلیوں سے اپنے گریبان کی طرف اشارہ کر کے بتا رہے تھے کہ تم دیکھو گے کہ وہ اس میں وسعت پیدا کرنا چاہے گا لیکن وسعت پیدا نہیں ہوگی۔

**لغوی توضیح** تَرَاقِيَهُمَا جمع ہے ترقوة کی معنی ہے ہنسلی کی ہڈی۔ اِنْبَسَطَتْ جب کشادہ ہو جاتا ہے۔ تَغْشَى ڈھانپ لیتا ہے۔ آنَامِل انگلیاں۔ قَلَصَتْ چمٹ جاتا ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب سخی صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور اس کے ہاتھ کشادہ ہو جاتے ہیں اور جب بخیل صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور اس کے ہاتھ رک جاتے ہیں۔

## (24) باب ثبوت اجر المتصدق وان وقعت الصدقة في يد غير اهلها

## صدقہ دینے والے کو ثواب ملتا ہے خواہ صدقہ غیر مستحق کے ہاتھ لگ جائے

٦٠١ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( قَالَ رَجُلٌ لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ، فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ، تُصُدِّقَ عَلَى سَارِقٍ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ، لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ، تَصَدَّقَ اللَّيْلَةَ عَلَى زَانِيَةٍ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلَى زَانِيَةٍ لَاتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدَيْ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ، تُصُدِّقَ عَلَى غَنِيٍّ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلَى سَارِقٍ، وَعَلَى زَانِيَةٍ، وَعَلَى غَنِيٍّ؟ فَاُتِيَ، فَقِيْلَ لَهُ: اَمَّا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص نے (بنی اسرائیل میں سے) کہا کہ مجھے ضرور صدقہ (آج رات) دینا ہے۔ چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا۔ اور (ناواقفی سے) ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ آج رات کسی نے چور کو صدقہ دے دیا۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ (آج رات) میں پھر ضرور صدقہ کروں گا۔ چنانچہ وہ دوبارہ صدقہ لے کر نکلا۔ اور اس مرتبہ ایک فاحشہ کے ہاتھ میں دے آیا۔ جب صبح ہوئی تو پھر لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج رات کسی نے فاحشہ عورت کو صدقہ دے دیا اس شخص نے کہا' اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ میں زانیہ کو اپنا صدقہ دے آیا اچھا آج رات پھر ضرور صدقہ نکالوں گا۔ چنانچہ اپنا صدقہ لیے ہوئے وہ پھر نکلا۔ اور اس مرتبہ ایک مال دار کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں کی زبان پر ذکر تھا کہ ایک مال دار کو کسی نے صدقہ دے دیا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ! حمد تیرے ہی لیے ہے۔

٦٠١ ـ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 14 باب إذا تصدق على غني وهو لا يعلم (1421) مسلم (1022)۔

صَـدَقَتُكَ عَـلَى سَارِقٍ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعِفَّ عَـنْ سَرِقَتِهِ وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَعَلَّهَا اَنْ تَسْتَعِفَّ عَـنْ زِنَاهَا ' وَاَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهُ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ))۔

میں اپنا صدقہ لاعلمی سے چور، فاحشہ اور مال دار کو دے آیا۔ (اللہ کی طرف سے) بتایا گیا کہ جہاں تک چور کے ہاتھ میں صدقہ چلے جانے کا سوال ہے۔ تو اس میں اس کا امکان ہے کہ وہ چوری سے رک جائے۔ اسی طرح فاحشہ کو صدقہ کا مال جانے پر اس کا امکان ہے کہ وہ زنا سے رک جائے۔ اور مال دار کے ہاتھ میں پڑ جانے کا یہ فائدہ ہے کہ اسے عبرت ہو۔ اور پھر جو اللہ عزوجل نے اسے دے دیا ہے وہ خرچ کرے۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر صدقہ دینے والے کی نیت درست ہو تو اسے نیکی ضرور ملتی ہے خواہ صدقہ لاعلمی میں غیر مستحق کو ہی مل جائے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ اگر جانتے بوجھتے کسی غیر مستحق کو صدقہ دیا جائے تو پھر قبول نہیں ہوتا، جیسا کہ امام شوکانی نے یہ وضاحت فرمائی ہے۔[1]

## (25) باب اجر الخازن الامين والمراة اذا تصدقت من بيت زوجها غير مفسدة باذنه الصريح او العرفي

## خزانچی امانت داری سے جن تک پہچانے کا حکم ہو پہنچا دے اور عورت اپنے شوہر کی اجازت یا دستور کے مطابق اجازت سے صدقہ دے تو اُن کو ثواب ملے گا

٦٠٢ - حديث اَبِی مُوْسَى رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : (( اَلْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الاَمِيْنُ الَّذِي يُنْفِذُ )) وَرُبَّمَا قَالَ: ((يُعْطِي مَا اُمِرَ بِهِ كَامِلًا مُوَفَّرًا ' طَيِّبًا بِهِ نَفْسُهُ ' فَيَدْفَعُهُ اِلَى الَّذِي اُمِرَ لَهُ بِهِ - اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ ))۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، خازن مسلمان امانت دار جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے اور بعض دفع فرمایا وہ چیز پوری طرح دیتا ہے جس کا اسے سرمایہ کے مالک کی طرف سے حکم دیا گیا اور اس کا دل بھی اس سے خوش ہے اور اسی کو دیتا ہے جسے دینے کے لیے مالک نے کہا تھا۔ تو وہ دینے والا بھی صدقہ دینے والوں میں سے ایک ہے۔

**لغوی توضیح** يُنْفِذُ جاری کرے (یعنی خرچ کرے)۔ مُوَفَّرًا پورا۔ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ صدقہ کرنے والوں میں سے ایک۔ یعنی مال کا خازن (نگران) صرف خوشی ورضامندی اور مکمل ادائیگی سے صدقہ کے اجر کا مستحق بن جاتا ہے۔

٦٠٣ - حديث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ '

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر عورت اپنے شوہر کے مال سے کچھ خرچ کرے اور اس کی نیت شوہر کی پونجی برباد کرنے کی نہ ہو تو اسے خرچ کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور شوہر کو بھی

٦٠٢ـ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 25 باب اجر الخادم إذا تصدق... (1438) مسلم (1023) ابو داود (1684)۔
٦٠٣ـ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 17 باب من امر خادمه بالصدقة...(1425) مسلم (1024) ترمذی (672)۔

[1] [السيل الجرار (1/ 816)]

كَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ ' وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ ' وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ ' لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا ))۔

اس کا ثواب ملے گا کیونکہ اسی نے کمایا ہے۔اور خزانچی کا بھی یہی حکم ہے۔ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کرتا۔

**لغوی توضیح** اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ جب عورت صدقہ کرے، جس کی شوہر نے صریحاً (یعنی واضح طور پر) یا عرفاً (یعنی معمولی چیز کا صدقہ کہ عموماً جسے خرچ کرنے کی مالک کی طرف سے اجازت ہی ہوتی ہے) اجازت دی ہو۔ کیونکہ شوہر کی اجازت کے بغیر عورت اپنے مال میں بھی تصرف نہیں کر سکتی چہ جائیکہ شوہر کے مال میں تصرف کرے۔[1] غَيْرَ مُفْسِدَةٍ فساد نہ کرے، یعنی شوہر کا مال برباد کرنے کی نیت نہ ہو، بالفاظ دیگر خیرات میں اسراف نہ کرے۔

٦٠٤۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : (( لَا تَصُوْمُ الْمَرْاَةُ ' وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ ' اِلَّا بِاِذْنِهِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اگر شوہر گھر پر موجود ہے تو کوئی عورت اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ نہ رکھے۔

**لغوی توضیح** بَعْلُهَا شَاهِدٌ اس کا شوہر حاضر ہو۔ معلوم ہوا کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ بھی نہیں رکھ سکتی۔اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ عورت کے لیے شوہر کی اطاعت نفلی عبادات پر مقدم ہے۔

٦٠٥۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: (( اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ اَمْرِهِ فَلَهُ نِصْفُ اَجْرِهِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اگر عورت اپنے شوہر کی کمائی میں سے، اس کے حکم کے بغیر (دستور کے مطابق) اللہ کے راستے میں خرچ کر دے تو اسے بھی آدھا ثواب ملتا ہے۔

**لغوی توضیح** فَلَهُ نِصْفُ اَجْرِهِ اسے (یعنی شوہر) کو بھی نصف اجر ملتا ہے، کیونکہ مال اسی نے کمایا ہے، جبکہ آدھا اجر عورت کو ملتا ہے کیونکہ اس نے خرچ کیا ہے اور یوں دونوں اجر میں برابر کے شریک ہو جاتے ہیں۔

## (27) باب من جمع الصدقة واعمال البر

## اس کا بیان جو صدقہ کے ساتھ دوسرے نیک اعمال بھی کرے

٦٠٦۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کے راستے میں ایک کی بجائے دو چیزیں خرچ کرے گا اسے فرشتے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے! یہ

٦٠٤۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 84 باب صوم المراة باذن زوجها تطوعًا۔

٦٠٥۔ البخاري في: 69 كتاب النفقات: 5 باب نفقة المراة إذا غاب عنها زوجها نفقة الولد (2066) مسلم (1026)۔

٦٠٦۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 4 باب الريان للصائمين (1897) مسلم (1027) ترمذي (3674)۔

[1] [صحيح: السلسلة الصحيحة (825)]

عَبْدَ اللّٰهِ ! هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ)) فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ ﷺ: بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا ؟ قَالَ: (( نَعَمْ! وَاَرْجُو اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ )) ـ

دروازہ اچھا ہے۔ پھر جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا، جو مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، جو روزہ دار ہوگا اسے باب ریان سے بلایا جائے گا اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والا ہوگا اسے زکوٰۃ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ! جو لوگ ان دروازوں سے بلائے جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں۔ آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی انہی میں سے ہوں گے۔

**لغوی توضیح** مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ جس نے جوڑا خرچ کیا، یعنی کسی بھی جنس کی دو چیزیں جیسے دو درہم، دو دینار، دو بکریاں، دو اونٹ وغیرہ۔

٦٠٧۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (( مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ، كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ، اَيْ فُلْ هَلُمَّ!)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! ذَاكَ الَّذِي لَا تَوَى عَلَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( اِنِّي لَاَرْجُوْاَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ )) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک جوڑا (کسی چیز کا) خرچ کیا تو اسے جنت کے داروغے بلائیں گے، جنت کے ہر دروازے کا داروغہ (اپنی طرف) بلائے گا کہ اے فلاں اس دروازے سے آ۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ! پھر اس شخص کو کوئی خوف نہیں رہے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے امید ہے کہ تم بھی انہی میں سے ہوگے۔

## (28) باب الحث على الانفاق و كراهة الاحصاء

## خرچ کرنے کی فضیلت اور جمع کر کے رکھنے کی کراہت

٦٠٨۔ حدیث اَسْمَاءَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( اَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ، وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ))۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خرچ کیا کر گنا نہ کرتا کہ تمہیں بھی گن کے نہ ملے۔ اور جوڑ کے نہ رکھو تا کہ تم سے بھی اللہ تعالیٰ (اپنی نعمتوں کو) نہ چھپا لے۔

---

٦٠٧۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد والسير: 37 باب فضل النفقة فی سبيل الله ۔

٦٠٨۔ البخاری فی: 51 كتاب الهبة: 15 باب هبة المراة لغير زوجها (1433) مسلم (1029) ابن حبان (3209)۔

لغوی توضیح: لَا تُحْصِي شمار کر کے، گن گن کے نہ رکھ۔ لَا تُوْعِيْ محفوظ کر کے، روک کے نہ رکھ۔

## (29) باب الحث على الصدقة ولو بالقليل ولا تمنع من القليل لاحتقاره

## صدقہ خواہ تھوڑا ہو اس کا ثواب ہے تھوڑی چیز کو حقیر سمجھ کر لینے دینے سے باز نہیں رہنا چاہیے

٦٠٩ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ ! لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اے مسلمان عورتو! ہرگز کوئی پڑوسن اپنی دوسری پڑوسن کے لیے (معمولی ہدیہ کو بھی) حقیر نہ سمجھے، خواہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

لغوی توضیح: فِرْسِنَ شَاةٍ بکری کا کھر۔ یعنی اتنا معمولی مال (محض حقیر سمجھتے ہوئے) خرچ کرنے سے نہ رکے۔ یا یہ معنی ہے کہ اتنی معمولی چیز بھی (حقیر سمجھ کر) قبول کرنے سے انکار نہ کرے۔

## (30) باب فضل اخفاء الصدقة

## صدقہ چھپا کر دینے کی فضیلت

٦١٠ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، سات طرح کے آدمی ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ① انصاف کرنے والا بادشاہ۔ ② وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں جوانی کی امنگ سے مصروف رہا۔ ③ ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے۔ ④ دو ایسے شخص جو اللہ کے لیے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد یہی محبت ہے۔ ⑤ وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے (برے ارادے سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ⑥ وہ شخص جس نے صدقہ کیا، مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ⑦ وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

لغوی توضیح: قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ اس کا دل مساجد کے ساتھ معلق ہے، یعنی ہر وقت مسجد جانے کی فکر، ایک نماز کے بعد دوسری کی فکر، جماعت کے التزام کی فکر۔ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں، یعنی ان کی محبت کی بنیاد دین ہے کوئی دنیوی غرض وغایت یا سبب نہیں۔ فَاضَتْ عَيْنَاهُ اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔

---

٦٠٩ ۔ البخاري في: 51 كتاب الهبة: 1 باب الهبة وفضلها والتحريض عليها (2566) مسلم (1030) ترمذی (2130)۔

٦١٠ ۔ البخاري في: 10 كتاب الزكاة: 36 باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة ...(660) مسلم (1031)۔

## (31) باب بيان ان افضل الصدقة الصحيح الشحيح

## افضل صدقہ وہ ہے جو تندرستی میں ایسے وقت دیا جائے جب مال کی حرص غالب ہو

٦١١- حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: ((أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمِلُ الْغِنَى، وَلَا تُمْهِلُ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ، قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یارسول اللہ! کس طرح کے صدقے میں سب سے زیادہ ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس صدقے میں جسے تم صحت کے وقت بخل کے باوجود کرو۔ تمہیں ایک طرف تو فقیری کا ڈر ہو اور دوسری طرف مال دار بننے کی تمنا اور امید۔ اور ڈھیل نہ ہونی چاہیے کہ جب جان حلق تک آجائے تو اس وقت تو کہنے لگے کہ فلاں کے لیے اتنا اور فلاں کے لیے اتنا۔ حالانکہ وہ تو اب فلاں کا ہو چکا ہے۔

**فهم الحديث:** معلوم ہوا کہ وہ صدقہ افضل ہے جو صحت وتندرستی کی حالت میں کیا جائے۔ اس لیے صدقہ وخیرات کے لیے موت یا بڑھاپے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے بلکہ جوانی میں ہی جب بھی موقع ملے خرچ کرتے رہنا چاہیے۔

## (32) باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلى وان اليد العليا هى المنفقة وان السفلى هى الآخذة

## اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے افضل ہے اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا ہاتھ لینے والا ہے

٦١٢- حديث ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ وَالْمَسْئَلَةَ: ((الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، فَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ، وَالسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ منبر پر تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے صدقہ اور کسی دوسرے کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے اور دوسروں سے مانگنے کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والے کا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والے کا ہے۔

٦١٣- حديث حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے انہیں دو جو تمہارے بال بچے اور عزیز ہیں۔ اور بہترین صدقہ وہ ہے جسے دے کر آدمی

٦١١- البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 11 باب اى الصدقة افضل (1419) مسلم (1032) ابن ماجه (2706)۔

٦١٢- البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 18 لا صدقة إلا عن ظهر غنى (1429) مسلم (1033) ابو داود (1648)۔

٦١٣- البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 18 باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى، مسلم (1034) نسائى (2542)۔

تَعُوْلُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ))۔

مالدار رہے۔ اور جو کوئی سوال سے بچنا چاہے گا اسے اللہ بھی محفوظ رکھتا ہے اور جو دوسروں (کے مال) سے بے نیاز رہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہی بنا دیتا ہے۔

**لغوی توضیح** اِبْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ اپنے اہل و عیال سے ابتدا کر، یعنی سب سے پہلے ان پر خرچ کر جن کے خرچہ کا تو ذمہ دار ہے (بیوی بچے وغیرہ)، پھر اگر کچھ زائد ہو تو وہ اِدھر اُدھر خرچ کر۔ عَنْ ظَهْرِ غِنًى جس کے بعد بھی انسان غنی رہے، یعنی ضرورت سے زائد مال کا صدقہ کرے، ایسا نہ کرے کہ ضرورت کی اشیاء بھی صدقہ کر دے اور پھر خود لوگوں سے مانگنے پر مجبور ہو جائے۔

٦١٤۔ **حدیث** حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: (( يَا حَكِيْمُ! إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ، كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى ))۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا۔ آپ نے عطا فرمایا۔ میں نے پھر مانگا آپ نے پھر عطا فرمایا۔ میں نے پھر مانگا آپ نے پھر بھی عطا فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے حکیم! یہ دولت بڑی سر سبز اور بہت ہی شیریں ہے۔ لیکن جو شخص اس سے اپنے دل کو سخی رکھ کے لے تو اس کی دولت میں برکت ہوتی ہے۔ اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کی دولت میں کچھ بھی برکت نہیں ہوگی۔ اس کا حال اس شخص جیسا ہوگا جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔ (یاد رکھو) اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔

قَالَ حَكِيْمٌ: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا۔ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ يَدْعُوْ حَكِيْمًا إِلَى الْعَطَاءِ، فَيَأْبٰى أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ۔ ثُمَّ أَنَّ عُمَرَ رضی اللہ عنہ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ، فَأَبٰى أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ شَيْئًا۔ فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أُشْهِدُكُمْ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى حَكِيْمٍ، أَنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَأْبٰى أَنْ يَأْخُذَهُ۔ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيْمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تُوُفِّيَ۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث کیا ہے! اب اس کے بعد میں کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔ تا آنکہ اس دنیا ہی سے میں جدا ہو جاؤں۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ حکیم رضی اللہ عنہ کو ان کا معمول (تنخواہ) دینے کو بلاتے تو وہ لینے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں ان کا حصہ دینا چاہا تو انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمانو! میں تمہیں حکیم بن حزام کے معاملہ میں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کا حق انہیں دینا چاہا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ غرض حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اسی طرح کسی سے بھی کوئی چیز لینے سے ہمیشہ انکار

٦١٤۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 50 باب الاستعفاف عن المسئلة (1472) مسلم (1035) ترمذی (2463)۔

ہی کرتے رہے یہاں تک کہ آپ وفات پا گئے۔

**لغوی توضیح** خَضِرَۃ سرسبز۔ حُلْوَۃ میٹھا۔ یعنی مال ایسی چیز ہے جس کی حرص انسان سے کبھی ختم نہیں ہوتی جیسے سرسبز دیکھنے اور میٹھا کھانے کی حرص ہمیشہ رہتی ہے۔

## (33) باب النهي عن المسألة

## دست سوال دراز کرنے کی ممانعت

٦١٥۔ حدیث معاویۃ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ (( مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ' وَإِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي ' وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْاُمَّةُ قَائِمَةً عَلَى اَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ ))۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے، اور میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہی ہے۔ اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی۔ اور جو شخص ان کی مخالفت کرے گا، انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آ جائے (اور یہ عالم فنا ہو جائے)۔

**لغوی توضیح** يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ دین کا فہم، سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اَنَا قَاسِمٌ میں تو بلا تخصیص تبلیغ وحی تمہارے درمیان تقسیم کرنے والا ہوں۔ وَاللّٰهُ يُعْطِي اللہ عطا کرتا ہے، یعنی ہر ایک کو دین کا فہم جتنا چاہتا ہے۔

## (34) باب المسكين الذي لا يجد غنى ولا يفطن له فيتصدق عليه

## مسکین وہ ہے جو اپنی حاجت پوری نہیں کر سکتا اور نہ لوگ اسے صدقہ کا مستحق سمجھیں

٦١٦۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِي يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ ' تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ ' وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ ' وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ ' وَلَا يُفْطَنُ بِهِ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ ' وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلُ النَّاسَ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسکین وہ نہیں جو لوگوں کے چکر کاٹتا پھرتا ہے تاکہ اسے دو ایک لقمہ یا دو ایک کھجور مل جائیں۔ بلکہ اصلی مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہیں کہ وہ اس کے ذریعہ سے بے پروا ہو جائے۔ اس کا حال بھی کسی کو معلوم نہیں کہ کوئی اسے صدقہ ہی دے دے اور نہ وہ خود ہاتھ پھیلانے کے لیے اٹھتا ہے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ صدقہ و خیرات کا اصل مستحق مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے اس کی ضرورت پوری ہو سکے، پھر وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال بھی نہ کرے۔ ایسے لوگوں کو تلاش کر کے صدقہ دینا چاہیے۔

---

٦١٥۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 13 باب من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين (71) مسلم (1038) ابن حبان (89)۔

٦١٦۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 35 باب قول الله تعالى "لا يسالون الناس إلحافا" (1476) مسلم (1039)۔

## (35) باب كراهة المسألة للناس
## لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانا کس قدر ناپسندیدہ ہے

٦١٧ ۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ )) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ، آدمی ہمیشہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ اس کے چہرے پر ذرا بھی گوشت نہ ہوگا۔

لغوی توضیح: مُزْعَةُ لَحْمٍ گوشت کا ٹکڑا۔ معلوم ہوا کہ بکثرت سوال کرنا (مانگنا) شرعاً مذموم ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے مانگتا ہے وہ آگ کے انگارے ہی مانگتا ہے، اب وہ چاہے تو کم مانگ لے چاہے زیادہ۔[1]

٦١٨ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( لَانْ يَحْتَطِبَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَسْأَلَ اَحَدًا فَيُعْطِيَهِ اَوْ يَمْنَعَهُ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جو لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اس سے بہتر ہے جو کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے چاہے وہ اسے کچھ دے دے یا نہ دے۔

لغوی توضیح: حُزْمَة لکڑیوں کا گٹھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مانگنے سے بہتر ہے کہ انسان کوئی معمولی کام کر کے ہی اپنی گزر بسر کرلے مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔

## (37) باب اباحة الاخذ لمن اعطى من غير مسالة ولا اشراف
## بغیر لالچ اور سوال کے اگر دیا جائے تو لینا جائز ہے

٦١٩ ۔ حديث عُمَرَ ﷺ' قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ : اَعْطِهِ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّي ' فَقَالَ : (( خُذْهُ ' اِذَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ ' وَمَا لَا ' فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ )) ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی چیز عطا فرماتے تو میں عرض کرتا کہ آپ مجھ سے زیادہ محتاج کو دے دیجئے۔ لیکن آنحضرت ﷺ فرماتے کہ لے لو، اگر تمہیں کوئی ایسا مال ملے جس پر تمہارا خیال نہ لگا ہوا ہو اور نہ تم نے اسے مانگا ہو تو اسے قبول کر لیا کرو۔ اور جو نہ ملے تو اس کی پرواہ نہ کرو اور اسے کے پیچھے نہ پڑو۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ بغیر مانگے جو ملے اسے قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

---

٦١٧ ۔ البخاري في: 34 كتاب الزكاة: 52 باب من سال الناس تكثرًا (1474) مسلم (1040) ابن ابى شيبة (3/ 208)۔

٦١٨ ۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 15 باب كسب الرجل وعمله بيده (1470) مسلم (1042) حميدى (1056)۔

٦١٩ ۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 51 باب من اعطاه الله شيئًا من غير مسالة...(1473) مسلم (1045)۔

[1] [مسلم (1041)]

## (38) باب كراهة الحرص على الدنيا

## دنیا کی حرص کی مذمت

٦٢٠ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: (( لَا يَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيرِ شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ : فِي حُبِّ الدُّنْيَا وَطُوْلِ الْأَمَلِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے، دنیا کی محبت اور زندگی کی لمبی امید۔

**لغوی توضیح** حُبُّ الدُّنْيَا دنیا کی محبت۔ فرمانِ نبوی ہے کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا مچھر کے پَر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ کافر کو پانی کا گھونٹ نہ پلاتا۔① ایک روایت میں دنیا کو ملعون کہا گیا ہے۔② البتہ جس روایت میں ہے کہ دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں وہ موضوع ہے۔③ طُوْلِ الْأَمَل لمبی امید۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چوکور خط کھینچا۔ پھر اس کے درمیان میں ایک خط کھینچا جو چوکور خط سے نکلا ہوا تھا۔ بعد ازاں درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکور کے درمیان میں تھا چھوٹے چھوٹے بہت سے خط کھینچے اور پھر فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ جو درمیانی خط باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امید ہے......۔④

٦٢١ - حديث أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : يَكْبَرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبَرُ مَعَهُ اثْنَانِ : حُبُّ الْمَالِ وَطُوْلُ الْعُمُرِ ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان کی عمر بڑھتی جاتی ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں اس کے اندر بڑھتی جاتی ہیں: مال کی محبت اور عمر کی درازی۔

## (39) باب لو ان لابن آدم واديين لابتغى ثالثا

## اگر ابن آدم کو (سونے کی) دو وادیاں میسر ہوں تب بھی تیسری کی آرزو کرے گا

٦٢٢ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ وَادِيَانِ ، وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ تَابَ ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر انسان کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ دو ہو جائیں اور اس کا منہ قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔

---

٦٢٠۔ البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 5 باب من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله.. (6420) مسلم (1046) بغوی (4088)۔

٦٢١۔ البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 5 باب من بلغ ستين سنة فقد اعذر الله... (6421) مسلم (1047)۔

٦٢٢۔ البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 10 باب ما يتقى من فتنة المال (6439) مسلم (1048) ترمذی (2337)۔

① [**صحيح** : صحيح الجامع الصغير (5292)] ② [**حسن** : الصحيحة (2797)]

③ [**موضوع** : الموضوعات للصغانی (ص: 38) كشف الخفاء (1/ 409) الدرر المنتثرة (ص: 11)]

④ [بخاری (6417) كتاب الرقاق ، ترمذی (2454) ابن ماجة (4231) مسند احمد (1/ 385)]

**لغوی توضیح** لَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابِ اس کا منہ صرف مٹی بھرے گی۔ یعنی وہ ہمیشہ دنیاوی حرص میں لگا رہے گا حتی کہ مرے گا تو یہ حرص ختم ہوگی اور اس کا پیٹ بھرے گا (قبر کی مٹی سے)۔ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ جو توبہ کرتا ہے اللہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے، یعنی اس مذموم حرص سے توبہ کرتا ہے اور خیر کی توفیق مانگتا ہے۔

٦٢٣۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: (( لَوْ اَنَّ لاِبْنِ آدَمَ مِلْءَ وَادٍ مَالًا لاَحَبَّ اَنَّ لَهُ اِلَيْهِ مِثْلَهُ، وَلَا يَمْلَأُ عَيْنَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ )) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ اگر انسان کے پاس مال (بھیڑ بکری) کی پوری وادی ہو تو وہ چاہے گا کہ اسے ویسی ہی وادی ایک اور مل جائے اور انسان کی آنکھ کو مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اور جو اللہ سے توبہ کرتا ہے وہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

## (40) باب ليس الغنى عن كثرة العرض

## امیری مال ومتاع زیادہ ہونے سے نہیں

٦٢٤۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (( لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، تونگری یہ نہیں کہ سامان زیادہ ہو بلکہ امیری یہ ہے کہ دل غنی ہو۔

**لغوی توضیح** الْعَرَض دنیاوی سامان واسباب۔ غِنَى النَّفْس دل کا غنی ہونا، یعنی حقیقی تونگری یہ ہے کہ دل غنی ہو، حریص اور لالچی نہ ہو کیونکہ اگر دل ہی لالچی ہو تو مال جتنا بھی آ جائے انسان کبھی غنی و بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

## (41) باب تخوف مايخرج من زهرة الدنيا

## دنیوی مال ومتاع کے پرفریب، حسن وجمال سے ڈرانے کا بیان

٦٢٥۔ حديث اَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: (( اِنَّ اَكْثَرَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ )) قِيْلَ: وَمَا بَرَكَاتُ الْاَرْضِ؟ قَالَ: (( زَهْرَةُ الدُّنْيَا )) فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: هَلْ يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَصَمَتَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، ثُمَّ جَعَلَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے متعلق سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ زمین کی برکتیں تمہارے لیے نکال دے گا۔ پوچھا گیا، زمین کی برکتیں کیا ہیں؟ فرمایا کہ دنیا کی چمک دمک۔ اس پر ایک صحابی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کیا بھلائی سے برائی پیدا ہو سکتی ہے؟ آپ اس پر خاموش ہو گئے۔ اور ہم نے خیال کیا کہ شاید آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ اس کے بعد آپ اپنی پیشانی کو صاف کرنے لگے اور

---

٦٢٣۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 10 باب ما يتقى من فتنة المال (6436) مسلم (1049) ابن حبان (3231)۔
٦٢٤۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 15 باب الغنى غنى النفس (6446) مسلم (1051) ترمذی (2373)۔
٦٢٥۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 7 باب ما يحذر من زهرة الدنيا والتنافس فيها (921) مسلم (1052)۔

يَمْسَحُ عَنْ جَبِيْنِهِ ' قَالَ : (( أَيْنَ السَّائِلُ ؟ )) قَالَ : أَنَا ! قَالَ أَبُو سَعِيْدٍ : لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِيْنَ طَلَعَ ذٰلِكَ ' قَالَ : (( لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ ' إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ ' وَإِنْ كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ ' إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرَةَ ' أَكَلَتْ ' حَتّٰى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسُ فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ' ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ ' وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ ' مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ ' وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ )) .

دریافت فرمایا، پوچھنے والے کہاں ہیں؟ پوچھنے والے نے کہا کہ حاضر ہوں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب اس سوال کا حل ہمارے سامنے آگیا تو ہم نے ان صاحب کی تعریف کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بھلائی سے تو صرف بھلائی ہی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن یہ مال سرسبز اور خوشگوار (گھاس کی طرح) ہے اور جو چیزیں بھی ربیع کے موسم میں اُگتی ہیں وہ حرص کے ساتھ کھانے والوں کو ہلاک کر دیتی ہیں یا ہلاکت کے قریب پہنچا دیتی ہیں۔ سوائے ہریالی چرنے والے اس جانور کے جو پیٹ بھر کے کھائے کہ جب اس نے کھالیا اور اس کی دونوں کوکھیں بھر گئیں تو اس نے سورج کی طرف منہ کر کے جگالی کر لی اور پھر پاخانہ پیشاب کر دیا اور اس کے بعد پھر لوٹ کے کھالیا۔ اور یہ مال بھی بہت شیریں ہے۔ جس نے اسے حق کے ساتھ لیا اور حق میں خرچ کیا تو وہ بہترین ذریعہ ہے۔ اور جس نے اسے ناجائز طریق سے حاصل کیا تو وہ اس شخص جیسا ہے جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا۔

٦٢٦ ـ حديث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه ' أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ ' فَقَالَ : (( إِنِّي مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا )) فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقِيْلَ لَهُ : مَا شَأْنُكَ ؟ تُكَلِّمُ النَّبِيَّ ﷺ وَلَا يُكَلِّمُكَ ! فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ـ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَاءَ ' فَقَالَ : (( أَيْنَ السَّائِلُ ؟ )) وَكَأَنَّهُ حَمِدَهُ '

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے متعلق اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی خوشحالی اور اس کی زیبائش و آرائش کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا اچھائی برائی پیدا کرے گی؟ اس پر نبی ﷺ خاموش ہوگئے۔ اس لیے اس شخص سے کہا جانے لگا کہ کیا بات تھی۔ تم نے نبی ﷺ سے ایک بات پوچھی لیکن آنحضور تم سے بات نہیں کرتے۔ پھر ہم نے محسوس کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے پسینہ صاف کیا (جو وحی نازل ہوتے وقت آپ کو آنے لگتا تھا) پھر پوچھا کہ سوال کرنے والے صاحب کہاں ہیں۔ ہم

٦٢٦ـ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 47 باب الصدقة على اليتامى ـ

فَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَأْتِي الْخَيْرَ بِالشَّرِّ، وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ، إِلَّا آكِلَةَ الْخَضْرَاءِ، أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ، فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ، وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَعْطَى مِنْهُ الْمِسْكِينَ وَالْيَتِيمَ وَابْنَ السَّبِيلِ)) أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

نے محسوس کیا کہ آپ نے اس کے اس سوال کی تعریف کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اچھائی برائی نہیں پیدا کرتی (مگر بے موقع استعمال سے برائی پیدا ہوتی ہے) کیونکہ موسم بہار میں بعض ایسی گھاس بھی اگتی ہے۔ جو جان لیوا یا تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے۔ البتہ ہریالی چرنے والا وہ جانور بچ جاتا ہے کہ خوب چرتا ہے اور جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جاتی ہیں تو سورج کی طرف رخ کر کے پاخانہ پیشاب کر دیتا ہے اور پھر چرتا ہے۔ اسی طرح یہ مال و دولت بھی ایک خوشگوار سبزہ زار ہے اور مسلمان کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جو مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا جائے یا جس طرح نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں اگر کوئی شخص زکوۃ حق دار ہونے کے بغیر لیتا ہے تو اس کی مثال ایسے شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور قیامت کے دن یہ مال اس کے خلاف گواہ ہوگا۔

**لغوی توضیح** الْخَضْرَاء سبزہ۔ يُلِمُّ ہلاکت کے قریب کر دیتا ہے۔ ثَلَطَتْ گوبر کرتا ہے۔

**فہم الحدیث** اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ موسم بہار کی پیداوار بعض اوقات مویشیوں کو ہلاک بھی کر دیتی ہے یا ہلاکت کے قریب کر دیتی ہے، وہ اس طرح کہ بعض مویشی کھانے میں اس قدر منہمک ہوتے ہیں کہ زیادہ کھا لیتے ہیں، خوراک ہضم نہیں ہوتی اور ہلاکت کا سبب بنتی ہے۔ جبکہ بعض مویشی حسب ضرورت کھاتے ہیں، پھر پیشاب یا پاخانہ کے ذریعے اس خوراک کو خارج کر کے ہی دوبارہ کھاتے ہیں، یہ ہلاکت سے بچ جاتے ہیں۔ یہی مثال دنیا کی ہے کہ جو اسے جمع کرنے میں اتنا مصروف ہو جائے کہ اسی میں غرق ہو کر رہ جائے تو اسے مال ہلاک کر دیتا ہے یا ہلاکت کے قریب پہنچا دیتا ہے لیکن جو حسب ضرورت مال جمع کرے، پھر اسے خیر کے راستوں میں خرچ بھی کرے تو اسے مال دنیا و آخرت میں فائدہ دیتا ہے اور عزت و وقار عطا کرتا ہے۔

## (42) باب فضل التعفف والصبر

## تنگی معاش پر صبر کرنے اور سوال نہ کرنے کی فضیلت

٦٢٧۔ حديث أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه، أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ، سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ، حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: ((مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے انہیں دیا۔ پھر انہوں نے سوال کیا اور آپ نے پھر دیا۔ یہاں تک کہ جو مال آپ کے پاس تھا اب وہ ختم ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس کوئی مال و دولت ہو تو میں اسے بچا کر نہیں رکھوں گا۔ مگر جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ

٦٢٧۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 50 باب الاستعفاف عن المسئلة (1469) مسلم (1053) ترمذی (2024)۔

يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ ' وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ ' وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ ' وَمَا أُعْطِي اَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ))۔

بھی اسے سوال کرنے سے محفوظ ہی رکھتا ہے۔اور جو شخص بے نیازی برتتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بے نیاز بنا دیتا ہے اور جو شخص اپنے اوپر زور ڈال کر بھی صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے صبر و استقلال دے دیتا ہے۔اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پایاں خیر نہیں ملی۔

**لغوی توضیح** فَلَنْ اَدَّخِرَهُ میں اسے ہرگز ذخیرہ کر کے نہیں رکھوں گا۔

## (43) باب فی الکفاف والقناعة

## بقدر ضرورت رزق کی طلب اور قناعت کا بیان

٦٢٨۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷜ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا )) ۔

حضرت ابو ہریرہ ﷜ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی ، اے اللہ! آلِ محمد کو اتنی روزی دے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔

**لغوی توضیح** اَلْکَفَاف بقدرِ ضرورت رزق۔اَلْقَنَاعَة جتنا ہے اسی پر راضی رہنا۔ قُوْت صرف اتنا رزق جو زندہ رہنے کے لیے کافی ہو۔یاد رہے کہ وہ روایت ضعیف ہے جس میں ہے کہ قناعت نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔[1]

## (44) باب اعطاء من سال بفحش وغلظة

## بیہودگی اور سختی سے مانگنے والے کو بھی دینے کا بیان

٦٢٩۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷜ ' قَالَ : كُنْتُ اَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ ' فَاَدْرَكَهُ اَعْرَابِيٌّ فَجَذَبَهُ جَذْبَةً شَدِيْدَةً ' حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ اَثَّرَتْ بِهِ حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَذْبَتِهِ ' ثُمَّ قَالَ : مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي عِنْدَكَ ' فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ ۔

حضرت انس بن مالک ﷜ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا۔آپ نجران کی بنی ہوئی چوڑے حاشیہ کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔اتنے میں ایک دیہاتی نے آپ کو گھیر لیا ، اور زور سے کھینچا۔میں نے آپ کے شانے کو دیکھا ، اس پر زور سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کونے کا نشان پڑ گیا۔پھر کہنے لگا ، اللہ کا مال جو آپ کے پاس ہے اس میں سے کچھ مجھ کو دلائیے۔آپ نے اس کی طرف دیکھا اور ہنس دیے۔پھر آپ نے اسے دینے کا حکم فرمایا۔

**لغوی توضیح** جَذَبَهُ آپ کو کھینچا۔صَفْحَةِ عَاتِقٍ شانے کے ایک طرف۔حَاشِيَةُ الرِّدَاء چادر کا کنارہ۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاہل لوگوں کی اذیت کو برداشت کرنا چاہیے اور ان سے اچھے انداز میں پیش

٦٢٨۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 17 باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابه ...(6460) مسلم (1055)۔
٦٢٩۔ البخاری فی: 57 کتاب فرض الخمس: 19 باب ما کان النبی ﷺ یعطی المؤلفة ...(3149) مسلم (1057) ۔

[1] [ضعیف جدا : ضعیف الترغیب (500)]

آنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ تالیف قلب کے لیے عطا کیا جا سکتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کس قدر صبر، برداشت اور کمال اخلاقِ کریمہ کے مالک تھے۔

۶۳۰۔ حدیث الْمِسْوَرِبْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْبِيَةً، وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا، فَقَالَ مَخْرَمَةُ: يَا بُنَيَّ! اِنْطَلِقْ بِنَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَقَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِي قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ، فَخَرَجَ اِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا، فَقَالَ: ((خَبَأْنَا هٰذَا لَكَ)) قَالَ: فَنَظَرَ اِلَيْهِ، فَقَالَ: ((رَضِيَ مَخْرَمَةُ))۔

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند قبائیں تقسیم کیں۔ اور مخرمہ رضی اللہ عنہ کو اس میں سے ایک بھی نہیں دی۔ انہوں نے (مجھ سے) کہا، بیٹے چلو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلیں۔ میں ان کے ساتھ چلا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اندر جاؤ اور حضور ﷺ سے عرض کرو کہ میں آپ کا منتظر ہوں۔ چنانچہ میں اندر گیا اور حضور اکرم ﷺ کو بلا لایا۔ آپ اس وقت انہی قباؤں میں سے ایک قبا پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے لیے چھپا رکھی تھی، لو اب یہ تمہاری ہے۔ مسور نے بیان کیا کہ (میرے والد) مخرمہ نے قبا کی طرف دیکھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مخرمہ! خوش ہوا یا نہیں؟۔

**لغوی توضیح** اَقْبِيَة جمع ہے قُبَاء کی، معنی ہے چادر۔ خَبَأْنَا لَكَ ہم نے تیرے لیے چھپائی۔

## (45) باب اعطاء من يخاف على ايمانه

## ضعیف الایمان والے کو دینے کا بیان

۶۳۱۔ حدیث سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَهْطًا وَاَنَا جَالِسٌ فِيهِمْ، قَالَ: فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ رَجُلًا لَمْ يُعْطِهِ، وَهُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ، فَقُمْتُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَارَرْتُهُ، فَقُلْتُ: مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ! وَاللّٰهِ اِنِّي لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا۔ قَالَ: ((اَوْ مُسْلِمًا)) قَالَ: فَسَكَتُّ قَلِيلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَعْلَمُ فِيهِ۔ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ! وَاللّٰهِ اِنِّي لَاُرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ: ((اَوْ مُسْلِمًا)) قَالَ:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند اشخاص کو کچھ مال دیا۔ اسی جگہ میں بھی بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے ایک شخص کو چھوڑ دیا اور اسے کچھ نہ دیا۔ حالانکہ ان لوگوں میں وہی مجھے زیادہ پسند تھا۔ آخر میں نے رسول اللہ ﷺ کے قریب جا کر چپکے سے عرض کی، فلاں شخص کو آپ نے کچھ بھی نہیں دیا؟ واللہ میں اسے مومن خیال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، (مومن) یا مسلمان؟ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میں تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔ لیکن میں ان کے متعلق جو کچھ جانتا تھا اس نے مجھے مجبور کیا، اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ فلاں شخص سے کیوں خفا ہیں، واللہ! میں اسے مومن سمجھتا ہوں۔ آپ نے

۶۳۰۔ البخاري في: 51 كتاب الهبة: 19 باب كيف يقبض العبد والمتاع (2599) مسلم (1058) ترمذی (2818)۔

۶۳۱۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 53 باب قول الله تعالى "لا يسالون الناس إلحافا"، مسلم (150)۔

فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَعْلَمُ فِيْهِ ' فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ! وَاللّٰهِ اِنِّي لَأُرَاهُ مُؤْمِنًا قَالَ: (( اَوْ مُسْلِمًا )) فَقَالَ: ((اِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ ' وَغَيْرُهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ ' خَشْيَةَ اَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلٰى وَجْهِهِ)) .

فرمایا، (مومن) یا مسلمان؟ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں ایک شخص کو دیتا ہوں (اور دوسرے کو نظر انداز کر جاتا ہوں) مجھے ڈر اس بات کا رہتا ہے کہ کہیں اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں نہ ڈال دیا جائے۔

**لغوی توضیح** رَهْطًا گروہ، جماعت۔ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ وہ مجھے زیادہ پسند ہے دین و اخلاق کے اعتبار سے۔ فَسَارَرْتُهُ میں نے آپ سے خفیہ طور پر بات کی۔ اَوْ مُسْلِمًا (مومن) یا مسلمان، کیونکہ کسی کے اسلام کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے جو ظاہری اعمال کا نام ہے جبکہ ایمان کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ دل میں مخفی ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ بعض اوقات افضل کو چھوڑ کر غیر افضل کو اس لیے عطا کرتے کہ وہ اسلام سے نہ پھر جائے اور جہنم کا ایندھن نہ بن جائے۔ آپ ﷺ تالیف قلب کے لیے جن کو عطا کرتے وہ یہ ہیں: ① وہ کافر جو اسلام کی طرف مائل ہوتے اور ان سے اسلام لانے کی امید ہوتی۔ ② وہ نو مسلم افراد جنہیں اسلام پر مضبوطی سے قائم رکھنا مقصود ہوتا۔ ③ وہ افراد جنہیں عطا کرنے کی صورت میں یہ امید ہو کہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے سے روکیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں زکوٰۃ کے مال سے بھی دیا جا سکتا ہے۔ آئندہ احادیث میں بھی تالیف قلب کا ذکر ہے۔

## (46) باب اعطاء المؤلفة قلوبهم على الاسلام و تصبر من قوى ايمانه

## تالیف قلب کے لیے دینے اور قوی الایمان والوں کے صبر کرنے کا بیان

٦٣٢ ـ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ نَاسًا مِنَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ ﷺ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا اَفَاءَ فَطَفِقَ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِائَةَ مِنَ الْاِبِلِ فَقَالُوْا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ! يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا ' وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ ؟ قَالَ اَنَسٌ: فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَقَالَتِهِمْ ' فَاَرْسَلَ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو قبیلہ ہوازن کے اموال میں سے غنیمت دی اور آپ قریش کے بعض آدمیوں کو (تالیفِ قلب کی غرض سے) سو سو اونٹ دینے لگے۔ تو بعض انصاری لوگوں نے کہا، اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی بخشش کرے، آپ قریش کو تو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ ان کا خون ابھی تک ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے انصار کو بلایا، اور انہیں چمڑے کے ایک ڈیرے میں جمع کیا، ان کے سوا کسی دوسرے صحابی کو آپ نے نہیں بلایا۔ جب سب انصاری

٦٣٢ ـ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 19 باب ما كان النبي ﷺ يعطي المؤلفة...(3146) مسلم (1059)۔

اَدَمٍ، وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ اَحَدًا غَيْرَهُمْ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: (( مَاكَانَ حَدِيْثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟ )) قَالَ لَهُ فُقَهَاؤُهُمْ: اَمَّا ذَوُو آرَائِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا، وَاَمَّا اُنَاسٌ مِنَّا حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ، فَقَالُوْا: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُ الْاَنْصَارَ، وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( اِنِّي لَاُعْطِي رِجَالًا حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ، اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْاَمْوَالِ، وَتَرْجِعُوْنَ اِلَى رِحَالِكُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَوَاللّٰهِ! مَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهِ، خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهِ )) قَالُوْا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ رَضِيْنَا۔ فَقَالَ لَهُمْ: (( اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي اَثَرَةً شَدِيْدَةً، فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ عَلَى الْحَوْضِ )) قَالَ اَنَسٌ: فَلَمْ نَصْبِرْ۔

لوگ جمع ہو گئے تو آپ بھی تشریف لائے اور دریافت فرمایا، کہ آپ لوگوں کے بارے میں جو بات مجھے معلوم ہوئی وہ کہاں تک صحیح ہے؟ انصار کے سمجھ دار لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم میں جو عقل والے ہیں، وہ تو کوئی ایسی بات زبان پر نہیں لائے، ہاں چند نوعمر لڑکے ہیں انہوں نے ہی یہ کہا ہے کہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی بخشش کرے، آپ قریش کو تو دے رہے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے، حالانکہ ہماری تلواروں سے ابھی تک ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میں بعض ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جن کا کفر کا زمانہ ابھی گذرا ہی ہے۔ (اور ان کو دے کر ان کا دل ملاتا ہوں) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب دوسرے لوگ مال و دولت لے کر واپس جا رہے ہوں گے، تو تم لوگ اپنے گھروں کو اللہ کے رسول لے کر واپس جا رہے ہو گے۔ اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ جو کچھ واپس جا رہا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو دوسرے لوگ اپنے ساتھ واپس لے جائیں گے۔ سب انصاریوں نے کہا۔ بے شک یا رسول اللہ! ہم اس پر راضی اور خوش ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسرے لوگوں کو مقدم کیا جائے گا، اس وقت تم صبر کرنا، (دنگا فساد نہ کرنا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملو، اور اس کے رسول سے حوض کوثر پر۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، پھر ہم سے صبر نہ ہو سکا۔

**لغوی توضیح** حِيْنَ اَفَاءَ اللّٰهُ جب اللہ نے مال فی عطا کیا، یہ وہ مال ہے جو بغیر جنگ کے کفار سے حاصل ہو۔ قُبَّة مِنْ اَدَمٍ چمڑے کا خیمہ۔ حَدِيْثَةٌ اَسْنَانُهُمْ چند نوعمر لڑکے۔ اَثَرَةً شَدِيْدَةً مراد ہے حکومتی اُمور اور مناصب میں سخت ظلم و زیادتی، اس طرح کہ اہل کے مقابلے میں نااہل کو ترجیح دی جائے گی، مستحق کو چھوڑ کر غیر مستحق کو مال دیا جائے گا۔ اس وقت تم صبر کرنا کیونکہ اس وقت صبر کرنے والوں کو بلاحساب اجر دیا جائے گا۔

٦٣٣۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْاَنْصَارَ، فَقَالَ: (( هَلْ فِيْكُمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے انصار کو خاص طور سے ایک مرتبہ بلایا، پھر ان سے پوچھا کیا تم لوگوں میں کوئی ایسا شخص بھی

٦٣٣۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 14 باب ابن اخت القوم ومولى القوم منهم۔

اَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ؟)) قَالُوْا: لَا، اِلَّا ابْنُ اُخْتٍ لَنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ))۔

رہتا ہے جس کا تعلق تمہارے قبیلے سے نہ ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ صرف ہمارا ایک بھانجا ایسا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بھانجا بھی اسی قوم میں داخل ہوتا ہے۔

٦٣٤۔ حدیث اَنَسٍ ؓ، قَالَ: قَالَتِ الْاَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَاَعْطَى قُرَيْشًا: وَاللّٰهِ! اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْعَجَبُ، اِنَّ سُيُوفَنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ قُرَيْشٍ، وَ غَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ! فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ، فَدَعَا الْاَنْصَارَ، قَالَ، فَقَالَ: ((مَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْكُمْ؟)) وَكَانُوْا لَا يَكْذِبُوْنَ۔ فَقَالُوْا: هُوَ الَّذِي بَلَغَكَ۔ قَالَ: ((اَوَلَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ اِلَى بُيُوْتِهِمْ، وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى بُيُوْتِكُمْ؟ لَوْ سَلَكَتِ الْاَنْصَارُ وَادِيًا اَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَهُمْ))۔

حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن جب رسول اللہ ﷺ نے قریش کو غزوۂ حنین کی غنیمت کا سارا مال دے دیا تو بعض نوجوان انصاریوں نے کہا (اللہ کی قسم!) یہ تو عجیب بات ہے ابھی ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور ہمارا حاصل کیا ہوا مالِ غنیمت صرف انہیں دیا جا رہا ہے۔ اس کی خبر نبی ﷺ کو ملی تو آپ نے انصار کو بلایا۔ حضرت انس ؓ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو خبر مجھے ملی ہے کیا وہ صحیح ہے؟ انصار لوگ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ انہوں نے عرض کر دیا کہ آپ کو صحیح اطلاع ملی ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اس سے خوش اور راضی نہیں ہو کہ جب سب لوگ غنیمت کا مال لے کر اپنے گھروں کو واپس ہوں گے تو تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لیے اپنے گھروں کو جاؤ گے؟ انصار جس نالے یا گھاٹی میں چلیں گے تو میں بھی اسی نالے یا گھاٹی میں چلوں گا۔

٦٣٥۔ حدیث اَنَسٍ ؓ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ الْتَقَى هَوَازِنُ، وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَشَرَةُ آلَافٍ وَالطُّلَقَاءُ فَاَدْبَرُوْا قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ!)) قَالُوْا: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَسَعْدَيْكَ! لَبَّيْكَ، نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ! فَنَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ)) فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ، فَاَعْطَى الطُّلَقَاءَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ

حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین میں جب قبیلہ ہوازن سے جنگ شروع ہوئی تو نبی ﷺ کے ساتھ دس ہزار فوج تھی قریش کے وہ لوگ بھی ساتھ تھے جنہیں فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے چھوڑ دیا تھا۔ پھر سب نے پیٹھ پھیر لی حضور ﷺ نے پکارا اے انصاریو! انہوں نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ! آپ کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے ہم حاضر ہیں ہم آپ کے سامنے ہیں! پھر حضور ﷺ اپنی سواری سے اتر گئے اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر مشرکین کو شکست ہوگئی۔ جن لوگوں کو حضور ﷺ نے فتح مکہ کے بعد چھوڑ دیا تھا

٦٣٤۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 1 باب مناقب الانصار۔
٦٣٥۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 56 باب غزوة الطائف۔

شَيْئًا - فَقَالُوْا فَدَعَاهُمْ فَاَدْخَلَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ: (( اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَاخْتَرْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ ))۔

اور مہاجرین کو آنحضرت ﷺ نے دیا لیکن انصار کو کچھ نہ دیا۔ اس پر انصار نے اپنے غم کا ظہار کیا تو آپ نے بلایا اور ایک خیمہ میں جمع کیا پھر فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ دوسرے لوگ بکری اور اونٹ اپنے ساتھ لے جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ آپ نے فرمایا اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا۔

**لغوی توضیح** يَوْمَ حُنَيْن غزوۂ حنین، یہ غزوہ ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد پیش آیا، اس میں ۱۲ ہزار صحابہ نے شرکت کی۔ الطُّلَقَاء جمع ہے طَلِيْق کی، معنی ہے آزاد چھوڑے ہوئے، مراد وہ لوگ ہیں جنہیں احسان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فتح مکہ کے روز آزاد چھوڑ دیا تھا، نہ انہیں قتل کیا اور نہ قیدی بنایا۔ انْهَزَمَ شکست ہوئی۔

۶۳۶- حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ شَيْئًا! فَكَاَنَّهُمْ وَجَدُوْا، اِذَا لَمْ يُصِبْهُمْ مَا اَصَابَ النَّاسَ، فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ: (( يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ! اَلَمْ اَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِي، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَاَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِي، وَعَالَةً فَاَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِي؟ )) كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا، قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمَنُّ قَالَ: (( مَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تُجِيْبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ )) قَالَ: كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا، قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمَنُّ، قَالَ: (( لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ: جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا، اَتَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ ﷺ اِلٰى

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو غنیمت دی تھی آپ نے اس کی تقسیم کمزور ایمان کے لوگوں میں (جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے) کردی اور انصار کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔ اس کا انہیں کچھ ملال ہوا کہ وہ مال جو آنحضرت ﷺ نے دوسروں کو دیا ہمیں کیوں نہ دیا۔ آپ نے اس کے بعد انہیں خطاب کیا اور فرمایا اے انصاریو! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا پھر تم کو میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی اور تم میں آپس میں دشمنی اور نا اتفاقی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تم میں باہم الفت پیدا کی اور تم محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ غنی کیا۔ آپ ﷺ کے ایک ایک جملے پر انصار کہتے جاتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری باتوں کا جواب دینے سے تمہیں کون سی چیز مانع رہی؟ حضور ﷺ کے ہر ارشاد پر انصار عرض کرتے جاتے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو مجھ سے

۶۳۶- البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 56 باب غزوة الطائف (3150) مسلم (1061) احمد (16470)۔

رِحَالِكُمْ ؟ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْاَنْصَارِ ' وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا ' الْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ ' اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ))۔

اس طرح بھی کہہ سکتے تھے (کہ آپ ﷺ آئے تو لوگ آپ کو جھٹلا رہے تھے' لیکن ہم نے آپ کی تصدیق کی وغیرہ) کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جب لوگ اونٹ اور بکریاں لے جا رہے ہوں گے تو تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ کو ساتھ لئے جا رہے ہوگے؟ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک آدمی بن جاتا۔ لوگ خواہ کسی گھاٹی یا وادی میں چلیں' میں تو انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ انصار اس کپڑے کی طرح ہیں یعنی استر جو ہمیشہ جسم سے لگا رہتا ہے اور دوسرے لوگ اوپر کے کپڑے کی طرح ہیں۔ یعنی تم لوگ (انصار) دیکھو گے کہ میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ تم ایسے وقت میں صبر کرنا' یہاں تک کہ مجھے حوض پر آملو۔

٦٣٧۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ النَّبِيُّ اُنَاسًا فِي الْقِسْمَةِ فَاَعْطَى الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الْاِبِلِ ' وَاَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ ' وَاَعْطَى اُنَاسًا مِنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ ' فَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ قَالَ رَجُلٌ : وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذِهِ الْقِسْمَةَ مَا عُدِلَ فِيْهَا ' وَمَا اُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ! لَاُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ' فَاَتَيْتُهُ فَاَخْبَرْتُهُ ' فَقَالَ: (( فَمَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ؟ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى ' قَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حنین کی لڑائی کے بعد نبی ﷺ نے (غنیمت کی) تقسیم میں بعض لوگوں کو زیادہ دیا۔ جیسے اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دیے' اتنے ہی اونٹ عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ کو دیئے اور کئی عرب کے اشراف لوگوں کو اسی طرح تقسیم میں زیادہ دیا۔ اس پر ایک شخص نے کہا' کہ اللہ کی قسم! اس تقسیم میں نہ تو عدل کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا خیال ہوا۔ میں نے کہا واللہ! اس کی خبر میں رسول اللہ ﷺ کو ضرور دوں گا۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے سن کر فرمایا' اگر اللہ اور اس کا رسول بھی عدل نہ کرے تو پھر کون عدل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے کہ ان کو لوگوں کے ہاتھوں اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچی لیکن انہوں نے صبر کیا۔

## (47) باب ذكر الخوارج وصفاتهم

## خارجیوں کا ذکر اور ان کے اوصاف کا بیان

٦٣٨۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ' قَالَ :

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مقام

٦٣٧۔ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 19 باب ما كان النبي ﷺ يعطي المؤلفة ...(3150) مسلم (1062)۔

٦٣٨۔ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 15 باب ومن الدليل على ان الخمس...(3138) مسلم (1063)۔

بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْسِمُ غَنِيْمَةً بِالْجِعْرَانَةِ ، إِذْ قَالَ لَهُ رَجُلٌ : اِعْدِلْ ۔ فَقَالَ لَهُ : ((شَقِيْتُ اِنْ لَمْ اَعْدِلْ)) ۔

جعرانہ میں غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ ایک شخص (ذوالخویصرہ) نے آپ سے کہا' انصاف سے کام لیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر میں بھی انصاف سے کام نہ لوں تو بدبخت ہوا۔

**لغوی توضیح** اَلْخَوَارِج یہ ایک گمراہ فرقہ ہے۔ اس کی سات شاخیں ہیں؛ اباضیہ، محکمیہ، حیسیہ، ازارقہ، بخدات، صفریہ اور عجادرہ۔ یہ لوگ کبیرہ گناہ کے مرتکب کو کافر اور دائمی جہنمی قرار دیتے ہیں اور جو ان کا مذہب نہ مانے اسے بھی کافر کہتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ انہیں تمام مخلوقات سے بدتر کہا کرتے تھے اس لیے کہ انہوں نے اُن آیات کو جو کافروں کے حق میں اتری تھیں، مسلمانوں پر چسپاں کر دیا تھا، اب جو کوئی امام اور حاکم اسلام کے مقابلہ میں بغاوت کرے اسے بھی خارجی کہا جاتا ہے۔[1] اس اور آئندہ احادیث میں انہی خوارج کی چند صفات کا ذکر ہے۔ اَلْجِعِرَّانَة مکہ کے قریب ایک مقام، جہاں غزوۂ حنین کا مال غنیمت اکٹھا کیا گیا۔

٦٣٩ ۔ حديث اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ : بَعَثَ عَلِیٌّ رضی اللہ عنہ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ بِذُهَيْبَةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْاَرْبَعَةِ ، الْاَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِیِّ ثُمَّ الْمُجَاشِعِیِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِیِّ ، وَزَيْدٍ الطَّائِیِّ ، ثُمَّ اَحَدِ بَنِی نَبْهَانَ ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِیِّ ، ثُمَّ اَحَدِ بَنِی كِلَابٍ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ قَالُوْا : يُعْطِی صَنَادِيْدَ اَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا؟ قَالَ: ((اِنَّمَا اَتَاَلَّفُهُمْ)) فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ ، نَاتِیءُ الْجَبِيْنِ ، كَثُّ اللِّحْيَةِ ، مَحْلُوْقٌ ، فَقَالَ ، اتَّقِ اللّٰهَ يَا مُحَمَّدُ ! فَقَالَ: ((مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُ ؟ اَيَاْمَنُنِی اللّٰهُ عَلَی اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنَنِی ! )) فَسَاَلَهُ رَجُلٌ قَتْلَهُ ، اَحْسِبُهُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (یمن سے) نبی ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا تو آپ نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا' اقرع بن حابس حنظلی مجاشعی' عیینہ بن بدر فزاری' زید طائی بنونبہان والے اور علقمہ بن علاثہ عامری بنوکلاب والے۔ اس پر قریش اور انصار کے لوگوں کو غصہ آیا اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کے بڑوں کو تو دیا لیکن ہمیں نظر انداز کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں صرف ان کے دل ملانے کے لئے انہیں دیتا ہوں (کیوں کہ ابھی حال ہی میں یہ لوگ مسلمان ہوئے ہیں) پھر ایک شخص سامنے آیا' اس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں۔ کلے پھلے ہوئے تھے' پیشانی بھی اٹھی ہوئی تھی' داڑھی بہت گھنی تھی اور سر منڈا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے محمد! اللہ سے ڈرو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اگر میں ہی اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر اس کی فرمانبرداری کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے روئے زمین پر دیانت دار بنا کر بھیجا ہے۔ کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے؟ اس شخص کی اس گستاخی پر ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی' میرا خیال

٦٣٩ ۔ البخاری فی: 6 کتاب الانبیاء: 6 باب قول الله تعالى "والى عاد اخاهم هودا" (3344) مسلم (1064) ۔

[1] [النهاية لابن الاثير اردو ، المعروف بـلغات الحديث (1/ 572) الغلو فی التکفیر (ص: 45)]

'فَمَنَعَهُ ۔ فَلَمَّا وَلّٰى ' قَالَ : (( اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِي هٰذَا )) اَوْ (( فِي عَقِبِ هٰذَا قَوْمٌ يَقْرَئُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ ' يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ ' وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَنَا اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ ))۔

ہے کہ یہ حضرت خالد بن ولید تھے' لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس سے روک دیا۔ پھر وہ شخص وہاں سے چلنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کی نسل سے یا (آپ نے فرمایا کہ) اس شخص کے بعد اس کی قوم سے ایسے لوگ جھوٹے مسلمان پیدا ہوں گے' جو قرآن کی تلاوت تو کریں گے' لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میری زندگی اس وقت تک باقی رہے تو میں ان کو اس طرح قتل کروں گا جیسے قوم عاد کا (عذاب الٰہی سے) قتل ہوا تھا کہ ایک بھی باقی نہ بچا۔

**لغوی توضیح:** بِذُهَيْبَة سونے کا ایک ٹکڑا۔ صَنَادِيْد سردار۔ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ اندر دھنسی ہوئی آنکھیں۔ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ آنکھوں کے نیچے کی دو ہڈیاں ابھری ہوئی۔ نَاتِئُ الْجَبِيْنِ پیشانی اٹھی ہوئی۔ كَثُّ اللِّحْيَة گھنی داڑھی۔ مَحْلُوْق سر منڈا ہوا۔ مِنْ ضِئْضِئِي هٰذَا اس کی نسل سے۔ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا' یعنی دل تک نہیں پہنچے گا کہ انہیں اس کی کچھ سمجھ بھی آئے یا یہ کہ اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوگا۔ حَنَاجِر کی واحد حَنجرة ہے' مراد ہے حلق۔ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ دین سے نکل جائیں گے۔ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ میں انہیں قوم عاد کے قتل کی طرح قتل کروں' یعنی ان کی جڑ کاٹ دوں حتیٰ کہ کسی کو بھی باقی نہ چھوڑوں۔ جیسا کہ قوم عاد کے متعلق قرآن میں ہے کہ "کیا تم ان میں سے کسی کو باقی دیکھتے ہو۔" [الحاقة : ٨]

٦٤٠ ۔ **حديث** اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ' قَالَ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه ' اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي اَدِيْمٍ مَقْرُوْظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا ' قَالَ : فَقَسَمَهَا بَيْنَ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ : بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ ' وَاَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ ' وَزَيْدِ الْخَيْلِ ' وَالرَّابِعُ اِمَّا عَلْقَمَةُ وَاِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهِ : كُنَّا نَحْنُ اَحَقُّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ : فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ '

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یمن سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بیری کے پتوں سے دباغت دیئے ہوئے چمڑے کے ایک تھیلے میں سونے کے چند ڈلے بھیجے ان سے (کان کی) مٹی بھی ابھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا' عیینہ بن بدر' اقرع بن حابس' زید بن خیل اور چوتھے علقمہ تھے یا عامر بن طفیل۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب نے اس پر کہا کہ ان لوگوں سے زیادہ ہم اس سونے کے مستحق تھے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا تم مجھ پر

٦٤٠ ۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 61 باب بعث علي ابن ابي طالب وخالد بن الوليد الى اليمن قبل حجة الوداع ۔

فَقَالَ: (( اَلَا تَأْمَنُونِي وَاَنَا اَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ ' يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً؟)) قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ ' مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ ' نَاشِزُ الْجَبْهَةِ ' كَثُّ اللِّحْيَةِ ' مَحْلُوقُ الرَّأْسِ ' مُشَمَّرُ الْإِزَارِ ' فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اتَّقِ اللّٰهَ ـ قَالَ: ((وَيْلَكَ اَوَلَسْتُ اَحَقَّ اَهْلِ الْاَرْضِ اَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ؟)) قَالَ: ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ ـ

قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ: (( لَا ' لَعَلَّهُ اَنْ يَكُوْنَ يُصَلِّي )) فَقَالَ خَالِدٌ: وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهِ مَالَيْسَ فِي قَلْبِهِ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( اِنِّي لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اَنْقُبَ قُلُوْبَ النَّاسِ ' وَلَا اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ )) قَالَ: ثُمَّ نَظَرَ اِلَيْهِ ' وَهُوَ مُقَفٍّ ' فَقَالَ: (( اِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِي هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا ' لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ ' يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ )) وَاَظُنُّهُ قَالَ: (( لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ ))ـ

اعتبار نہیں کرتے حالانکہ اس اللہ نے مجھ پر اعتبار کیا ہے جو آسمان پر ہے اور اس کی جو آسمان پر ہے' وحی میرے پاس صبح وشام آتی ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ایک شخص جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں' دونوں رخسار پھولے ہوئے تھے' پیشانی بھی ابھری ہوئی تھی' گھنی داڑھی اور سر منڈا ہوا' تہبند اٹھائے ہوئے تھا' کھڑا ہوا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ! اللہ سے ڈریے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' افسوس! تجھ پر' کیا میں اس روئے زمین پر اللہ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ راوی نے بیان کیا پھر وہ شخص چلا گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں کیوں نہ اس شخص کی گردن ماردوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ اس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بہت سے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جو زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کے دل میں وہ نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس کا حکم نہیں ہوا ہے کہ لوگوں کے دلوں کی کھوج لگاؤں اور نہ اس کا حکم ہوا ہے کہ ان کے پیٹ چاک کروں۔ راوی نے کہا پھر آنحضرت ﷺ نے اس (منافق) کی طرف دیکھا تو وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک ایسی قوم نکلے گی جو کتاب اللہ کی تلاوت بڑی خوش الحانی کے ساتھ کرے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ لوگ اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے۔ (حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) اور میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا' اگر میں ان کے دور میں ہوا تو ثمود کی قوم کی طرح ان کو بالکل قتل کر ڈالوں گا۔

**لغوی توضیح** اَدِیم چمڑا۔ مَقْرُوْظ قرظ بوٹی کے پتوں سے رنگا ہوا۔ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا ان سے کان کی مٹی بھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ اٹھی ہوئی پیشانی۔ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ تہبند (پنڈلیوں تک) اٹھائے ہوئے۔ قَتْلَ ثَمُوْدَ قوم ثمود کے قتل کی طرح، یعنی سب کو قتل کر دیتا جیسا کہ قرآن کریم میں قوم ثمود کے متعلق ذکر ہے کہ "اور ثمود کو بھی (جن میں سے) ایک کو بھی باقی نہ رکھا۔" [النجم: ۵۱]

٦٤١۔ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ' یَقُوْلُ : ((یَخْرُجُ فِیْکُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَکُمْ مَعَ صَلَاتِھِمْ ' وَصِیَامَکُمْ مَعَ صِیَامِھِمْ ' وَعَمَلَکُمْ مَعَ عَمَلِھِمْ ' وَیَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ ' لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ ' یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ ' یَنْظُرُ فِی النَّصْلِ فَلَا یَرٰی شَیْئًا ' وَیَنْظُرُ فِی الْقِدْحِ فَلَا یَرٰی شَیْئًا ' وَیَنْظُرُ فِی الرِّیْشِ فَلَا یَرٰی شَیْئًا ' وَیَتَمَارٰی فِی الْفُوْقِ ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ تم میں ایک قوم ایسی پیدا ہوگی کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے۔ ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنا عمل حقیر نظر آئے گا اور وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے۔ لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے۔ (اور وہ بھی اتنی صفائی کے ساتھ کہ تیر چلانے والا) تیر کے پھل میں دیکھتا ہے تو اس میں بھی (شکار کے خون وغیرہ کا) کوئی اثر نظر نہیں آتا۔ اس سے اوپر دیکھتا ہے وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ تیر کے پر کو دیکھتا ہے اور وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ البتہ سوفار میں کچھ شبہ گزرتا ہے۔

**لغوی توضیح** النَّصْل تیر پر لگا ہوا لوہا۔ الرِّیْش تیر کا پر۔ الْقِدْح نصل اور ریش کا درمیانی حصہ۔ فَیَتَمَارٰی شک کرتا ہے۔ الْفُوْق سوفار، تیر کی چٹکی یعنی وہ حصہ جو چلّے پر رکھا جاتا ہے۔

٦٤٢۔ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ' وَھُوَ یَقْسِمُ قَسْمًا ' اَتَاہُ ذُو الْخُوَیْصِرَةِ ' وَھُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ ۔ فَقَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! اعْدِلْ ۔ فَقَالَ وَیْلَكَ ! وَمَنْ یَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ ؟ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَمْ اَکُنْ اَعْدِلُ )) فَقَالَ عُمَرُ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! ائْذَنْ لِیْ فِیْہِ ' فَاَضْرِبَ عُنُقَہٗ ۔ فَقَالَ : (( دَعْہُ ' فَاِنَّ لَہٗ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُکُمْ صَلَاتَہٗ مَعَ صَلَاتِھِمْ ' وَصِیَامَہٗ مَعَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے اور آپ (جنگ حنین کا مال غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے اتنے میں بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ نامی آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ! انصاف سے کام لیجئے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس! اگر میں ہی انصاف نہ کروں تو دنیا میں پھر کون انصاف کرے گا؟ اگر میں ظالم ہو جاؤں تب تو میری بھی تباہی اور بربادی ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! اس کے بارے میں مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اس کے جوڑ کے کچھ لوگ پیدا ہوں گے کہ تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلے میں (بظاہر) حقیر سمجھو گے اور تم

٦٤١۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 36 باب من رایا بقراء ة او تاکل بہ او فخر بہ۔
٦٤٢۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الاسلام۔

صِيَامِهِمْ ، يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ، يَنْظُرُ اِلَى نَصْلِهِ ، فَلَا يُوجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ اِلَى رِصَافِهِ ، فَلَا يُوجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ، ثُمَّ يُنْظَرُ اِلَى نَضِيِّهِ ، وَهُوَ قِدْحُهُ ، فَلَا يُوجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ ثُمَّ يَنْظُرُ اِلَى قُذَذِهِ ، فَلَا يُوجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ آيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ ، اَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلَى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ ))۔

قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ : فَاَشْهَدُ اَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ ، وَاَنَا مَعَهُ ، فَاَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ ، فَالْتُمِسَ فَاُتِيَ بِهِ ، حَتَّى نَظَرْتُ اِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ ﷺ الَّذِي نَعَتَهُ۔

اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابل ناچیز سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے زوردار تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے۔ اس تیر کے پھل کو اگر دیکھا جائے گا تو اس میں کوئی چیز (خون وغیرہ) نظر نہ آئے گی۔ پھر اس کے پٹھے کو اگر دیکھا جائے تو جڑ میں اس کے پھل کے داخل ہونے کی جگہ سے اوپر جو لگایا جاتا ہے تو وہاں بھی کچھ نہ ملے گا اس کے نضی (نضی تیر میں لگائی جانے والی لکڑی کو کہتے ہیں) کو دیکھا جائے گا تو وہاں بھی کچھ نشان نہیں ملے گا۔ اسی طرح اگر اس کے پر کو دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا۔ حالانکہ گندگی اور خون سے وہ تیر گزرا ہے۔ ان کی علامت ایک کالا شخص ہو گا اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی طرح (اٹھا ہوا) ہو گا یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہو گا اور حرکت کر رہا ہو گا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے بہترین گروہ سے بغاوت کریں گے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان (یعنی خوارج) سے جنگ کی تھی اس وقت میں بھی حضرت علی کے ساتھ تھا اور انہوں نے اس شخص کو تلاش کرایا (جسے آپ ﷺ نے اس گروہ کی علامت کے طور پر بتلایا تھا) آخر وہ لایا گیا۔ میں نے اسے دیکھا تو اس کا سارا حلیہ آپ ﷺ کے بیان کئے ہوئے اوصاف کے عین مطابق تھا۔

**لغوی توضیح** اِحْدَى عَضُدَيْهِ اس کا ایک بازو۔ مِثْلُ الْبَضْعَةِ گوشت کے لوتھڑے کی مانند۔ تَدَرْدَرُ حرکت کر رہا ہوگا۔

## (48) باب التحريض على قتل الخوارج

## خارجیوں کے قتل کی رغبت دلانا

٦٤٣۔ حَدِيْثُ عَلِيٍّ رضي الله عنه ، قَالَ : اِذَا

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جب تم سے کوئی بات رسول ﷺ

٦٤٣۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام (3611) مسلم (1066) ابو داود (4763)۔

حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ. سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ: ((يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ، حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

کے حوالہ سے بیان کروں تو یہ سمجھو کہ میرے لئے آسمان سے گر جانا اس سے بہتر کہ میں آنحضرت ﷺ پر کوئی جھوٹ باندھوں۔ البتہ جب میں اپنی طرف سے کوئی بات تم سے کہوں تو لڑائی تو تدبیر اور فریب ہی کا نام ہے (اس میں کوئی بات بنا کر کہوں تو ممکن ہے) دیکھو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو چھوٹے چھوٹے دانتوں والے، کم عقل اور بے وقوف ہوں گے بات وہ کہیں گے جو دنیا کی بہترین بات ہو گی۔ لیکن اسلام سے اس طرح صاف نکل چکے ہوں گے جیسے تیر شکار کے پار نکل جاتا ہے ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کے قتل سے قاتل کو قیامت کے دن ثواب ملے گا۔

**لغوی توضیح** أَخِرَّ میں گر جاؤں۔ خُدْعَة دھوکہ وفریب۔ حُدَثَاءُ الْأَسْنَان چھوٹے دانتوں والے۔ سُفَهَاءُ الْأَحْلَام کم عقل۔ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ ان کے قتل میں اجر ہے۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جنگ کی تھی اور انہیں چن چن کر قتل کیا تھا۔

## (49) باب الخوارج شر الخلق والخليقة

## خوارج کا ساری مخلوق سے بدتر ہونے کا بیان

٦٤٤۔ حديث سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ يُسَيْرِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ: هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ، وَأَهْوَى بِيَدِهِ قِبَلَ الْعِرَاقِ: ((يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ)).

یسیر بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا آپ نے نبی ﷺ کو خوارج کے سلسلے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے اور آپ نے عراق کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا تھا کہ ادھر سے ایک جماعت نکلے گی۔ یہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کے جانور سے باہر نکل جاتا ہے۔

**فهم الحديث** ایک دوسری روایت میں خوارج کے متعلق آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ یعنی وہ مخلوق کے بدترین لوگ ہیں۔[1]

---

٦٤٤۔ البخاري في: 88 كتاب استتابة المرتدين: 7 باب من ترك قتال الخوارج... (6934) مسلم (1068)۔

[1] [مسلم (1067)]

## (50) باب تحريم الزكاة على رسول الله ﷺ وعلى آله وهم بنوهاشم وبنو المطلب دون غيرهم

## رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اولاد یعنی بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب پر زکوٰۃ لینا حرام ہے

٦٤٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤْتَى بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَيَجِيءُ هٰذَا بِتَمْرِهِ، وَهٰذَا مِنْ تَمْرِهِ، حَتّٰى يَصِيْرَ عِنْدَهُ كَوْمًا مِنْ تَمْرٍ۔ فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَلْعَبَانِ بِذٰلِكَ التَّمْرِ، فَأَخَذَ أَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهَا فِي فِيْهِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيْهِ، فَقَالَ: ((أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَأْكُلُوْنَ الصَّدَقَةَ؟))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس توڑنے کے وقت زکوٰۃ کی کھجور لائی جاتی۔ ہر شخص اپنی زکوٰۃ لاتا اور نوبت یہاں تک پہنچتی کہ کھجور کا ایک ڈھیر لگ جاتا (ایک مرتبہ) حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) ایسی ہی کھجوروں سے کھیل رہے تھے کہ ایک نے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لی۔ رسول اللہ ﷺ نے جونہی دیکھا تو ان کے منہ سے وہ کھجور نکال لی اور فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ محمد ﷺ کی اولاد زکوٰۃ کا مال نہیں کھا سکتی۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ محمد ﷺ اور آل محمد (بنو مطلب اور بنو ہاشم) کے لیے زکوٰۃ حلال نہیں۔ نیز آل محمد کے غلاموں کے لیے بھی صدقہ و زکوٰۃ حلال نہیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ قوم کے غلام بھی انہی میں سے ہوتے ہیں۔[1]

٦٤٦۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنِّي لَأَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِي فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِي فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا، ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً فَأُلْقِيهَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں اپنے گھر جاتا ہوں وہاں مجھے میرے بستر پر کھجور پڑی ہوئی ملتی ہے، میں اسے کھانے کے لئے اٹھا لیتا ہوں۔ لیکن پھر یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں یہ صدقہ کی کھجور نہ ہو تو میں اسے پھینک دیتا ہوں۔

٦٤٧۔ حديث أَنَسٍ ﷺ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِتَمْرَةٍ مَسْقُوْطَةٍ، فَقَالَ: ((لَوْلَا أَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً لَأَكَلْتُهَا))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ایک گری ہوئی کھجور پر گزرے تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے صدقہ ہونے کا شبہ نہ ہوتا تو میں اسے کھا لیتا۔

---

٦٤٥۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 57 باب اخذ صدقة التمر عند صرام النخل (1485) مسلم (1069)۔

٦٤٦۔ البخاري في: 45 كتاب اللقطة: 45 باب إذا وجد تمرة في الطريق (2432) مسلم (1070) بغوی (1606)۔

٦٤٧۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 4 باب ما يتنزه من الشبهات (2055) مسلم (1071) ابو يعلى (2975)۔

[1] [صحيح: صحيح ابو داود' ابو داود (1650) ترمذی (657) مسند احمد (6/ 128)]

(52) باب اباحة الهدية للنبى ﷺ ولبنى هاشم و بنى المطلب ' وان كان المهدى ملكها بطريق الصدقة و بيان ان الصدقة اذا قبضها التصدق عليه زال عنها وصف الصدقة وحلت لكل احد ممن كانت الصدقة محرمة عليه

نبی ﷺ اور آپ کی اولاد کے لیے ہدیہ حلال ہے خواہ ہدیہ دینے والے نے بطور صدقہ حاصل کیا ہو کیونکہ جب صدقہ کا مستحق اسے اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے تو وہ صدقہ نہیں رہتا بلکہ جن کے لیے صدقہ لینا حرام ہے وہ ان کے لیے بھی حلال ہو جاتا ہے

٦٤٨۔ حدیث اَنَسٍ ﷺ ' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اُتِیَ بِلَحْمٍ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَی بَرِیْرَةَ ' فَقَالَ: ((هُوَ عَلَیْهَا صَدَقَةٌ ' وَهُوَ لَنَا هَدِیَّةٌ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی خدمت میں وہ گوشت پیش کیا گیا جو بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ کے طور پر ملا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ گوشت اس پر صدقہ تھا لیکن ہمارے لئے یہ ہدیہ ہے۔

٦٤٩۔ حدیث اُمِّ عَطِیَّةَ الاَنْصَارِیَّةِ ' قَالَتْ: دَخَلَ النَّبِیُّ ﷺ عَلَی عَائِشَةَ ' فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكُمْ شَیْءٌ؟)) فَقَالَتْ: لَا! اِلَّا شَیْءٌ بَعَثَتْ بِهِ اِلَیْنَا نُسَیْبَةُ مِنَ الشَّاةِ الَّتِی بَعَثْتَ بِهَا مِنَ الصَّدَقَةِ۔ فَقَالَ: ((اِنَّهَا قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا))۔

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ نہیں کوئی چیز نہیں۔ ہاں نسیبہ کا بھیجا ہوا اس بکری کا گوشت ہے جو انہیں صدقہ کے طور پر ملی ہے۔ تو آپ نے فرمایا لاؤ خیرات تو اپنے ٹھکانے پہنچ گئی۔

لغوی توضیح: نُسَیْبَة اُم عطیہ رضی اللہ عنہا کا نام۔ قَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا صدقہ اپنی جگہ پہنچ چکا، یعنی صدقہ اُم عطیہ کے لیے تھا جو اسے مل چکا جبکہ ہمیں تو یہ ہدیہ ملا ہے اس لیے ہم اسے قبول کریں گے۔

(53) باب قبول النبی الهدية ورده الصدقة

نبی ﷺ ہدیہ قبول کر لیتے مگر صدقہ وزکوۃ قبول نہ فرماتے

٦٥٠۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ ' قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اُتِیَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْهُ ' ((اَهَدِیَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ؟)) فَاِنْ قِیْلَ صَدَقَةٌ ' قَالَ لِاَصْحَابِهِ: ((كُلُوْا)) وَلَمْ یَاْكُلْ وَاِنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کوئی کھانے کی چیز لائی جاتی تو آپ دریافت فرماتے' یہ تحفہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ اپنے اصحاب سے فرماتے کہ کھاؤ' آپ خود نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ تحفہ ہے تو آپ خود بھی

٦٤٨۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 62 باب إذا تحولت الصدقة (1495) مسلم (1074) ابوداود (1655)۔
٦٤٩۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 62 باب إذا تحولت الصدقة (1446) مسلم (1076) ابن حبان (5119)۔
٦٥٠۔ البخاری فی: 51 کتاب الهبة: 7 باب قبول الهدية (2576) مسلم (1077) شرح السنه (1608)۔

قِيلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهِ ﷺ فَأَكَلَ مَعَهُمْ ۔

ہاتھ بڑھاتے اور صحابہ کے ساتھ کھاتے۔

### (54) باب الدعاء لمن اتى بصدقة

### صدقہ لانے والے کے لیے دعا کا بیان

٦٥١ ـ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ: (( اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ )) فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ، فَقَالَ: (( اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى ))۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب کوئی قوم اپنی زکوٰۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تو آپ ان کے لئے دعا فرماتے۔ اے اللہ! آلِ فلاں کو خیر و برکت عطا فرما۔ میرے والد بھی اپنی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! آلِ ابی اوفی کو خیر و برکت عطا فرما۔

**فہم الحدیث** نبی ﷺ زکوٰۃ و صدقات لانے والوں کے لیے اس لیے دعا فرماتے کیونکہ آپ کو یہ حکم تھا کہ ﴿ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ﴾[التوبة : ١٠٣] ''آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے لیے دعا کیجیے۔''

## [13] كتاب الصيام
## روزوں کے مسائل

### (1) باب فضل شهر رمضان

### ماہِ رمضان کی فضیلت

٦٥٢ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (( إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔

**لغوی توضیح** الصِّيَام روزہ رکھنا اور رُک جانا۔ اصطلاحاً روزہ خالص اللہ عزوجل کی (رضامندی کی) نیت کے ساتھ کھانے، پینے اور جماع و ہم بستری سے رکنے کا نام ہے۔ روزے دو ہجری میں فرض کیے گئے اور نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں نو برس ماہ رمضان کے روزے رکھے۔ غُلِّقَتْ بند کر دیئے جاتے ہیں۔

---

٦٥١ ـ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 64 باب صلاة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة (1497) مسلم (1078)۔

٦٥٢ ـ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 5 باب هل يقال رمضان او شهر رمضان (1898) مسلم (1079)۔

## (2) باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال والفطر لرؤية الهلال وانه اذا غم في اوله اوآخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يوما

## چاند دیکھ کر ہی روزہ فرض ہوتا ہے اور چاند دیکھ کر ہی روزہ چھوڑا جاتا ہے اور چاند نظر آنے سے پہلے اگر بادل ہوں تو مہینہ کے تیس دن پورے کریں

٦٥٣۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ، فَقَالَ: ((لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا، جب تک چاند نہ دیکھو روزہ شروع نہ کرو۔ اسی طرح جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ موقوف نہ کرو اور اگر ابر چھا جائے تو تیس دن پورے کر لو۔

**لغوی توضیح** غُمَّ پوشیدہ ہو جائے (بادل کی وجہ سے)۔ فَاقْدُرُوْا اندازہ لگاؤ۔

**فہم الحدیث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہِ رمضان کا چاند دیکھنے سے روزہ فرض ہو جاتا ہے اور ماہِ شوال کا چاند دیکھنے سے روزہ چھوڑنا فرض ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر ماہِ شعبان کے انتیسویں روز مطلع ابر آلود ہونے کے باعث رمضان کا چاند نظر نہ آئے تو پھر روزہ نہیں رکھنا چاہیے بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر لینے چاہییں، کیونکہ شعبان کی بقاء ہی یقینی امر ہے جبکہ اس کا اختتام محض شک ہے اور یقین شک کے ذریعے زائل نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ رَبَّنَا وَتَرْضٰى، رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔[1] نیز ماہِ رمضان کا چاند دیکھنے کے متعلق نبی ﷺ نے ایک آدمی کی گواہی بھی قبول فرمائی ہے۔[2]

٦٥٤۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا، يَعْنِي ثَلَاثِيْنَ۔ ثُمَّ قَالَ: وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَعْنِي تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ، يَقُوْلُ، مَرَّةً ثَلَاثِيْنَ وَمَرَّةً تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مہینہ اتنے اتنے اور اتنے دنوں کا ہوتا ہے۔ آپ کی مراد تیس دن سے تھی پھر فرمایا اور اتنے اتنے اور اتنے دنوں کا ہوتا ہے، آپ کا اشارہ انتیس دنوں کی طرف تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے تیس کی طرف اشارہ کیا اور دوسری مرتبہ انتیس کی طرف۔

٦٥٥۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهُ قَالَ: ((اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ہم ایک اَن پڑھ قوم ہیں، نہ لکھنا جانتے ہیں نہ حساب کرنا۔ مہینہ یوں ہے اور یوں

٦٥٣۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 11 باب قول النبي ﷺ إذا رأيتم الهلال فصوموا (1900) مسلم (1080)۔
٦٥٤۔ البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 25 باب اللعان وقول الله تعالى "والذين يرمون ازواجهم"۔
٦٥٥۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 13 باب قول النبي ﷺ لا نكتب ولا نحسب۔

[1] [صحيح: دارمی (1/ 336) صحيح ترمذی، ترمذی (3451) كتاب الدعوات]
[2] [صحيح: صحيح أبو داود (2052) كتاب الصوم، أبو داود (2342)]

لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسَبُ، الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا)) يَعْنِي مَرَّةً تِسْعَةً وَّ عِشْرِيْنَ، وَمَرَّةً ثَلَاثِيْنَ۔

ہے۔آپ کی مراد ایک مرتبہ انتیس (دنوں سے) تھی اور ایک مرتبہ تیس سے (آپ نے دسوں انگلیوں سے تین بار بتلایا)۔

٦٥٦۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَوْ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ ((صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا یا یوں کہا کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا، چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر ہی روزے موقوف کرو اور اگر ابر آ جائے تو تیس دن پورے کرلو۔

## (3) باب لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين

## رمضان سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنا منع ہے

٦٥٧۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمَهُ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے (شعبان کی آخری تاریخوں میں) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے۔ البتہ اگر کسی کو ان میں روزے رکھنے کی عادت ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے۔

**فہم الحدیث** ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جب شعبان نصف ہو جائے تو روزے مت رکھو۔[1] معلوم ہوا کہ نصف شعبان کے بعد رمضان تک روزہ رکھنا منع ہے۔ بظاہر تو یہ حکم تحریم کے لیے ہی معلوم ہوتا ہے البتہ بعض نے اسے کراہت پر محمول کیا ہے۔ تاہم وہ شخص اس سے مستثنیٰ ہے جس کا روزے رکھنا معمول ہو یعنی اگر کوئی ہر سوموار اور جمعرات کو روزے رکھتا ہو تو وہ نصف شعبان کے بعد بھی ان ایام کے روزے رکھ سکتا ہے۔

## (4) باب الشهر يكون تسعا وعشرين

## مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے

٦٥٨۔ حدیث أُمِّ سَلَمَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلَى بَعْضِ أَهْلِهِ شَهْرًا، فَلَمَّا مَضَى تِسْعَةٌ وَّ عِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا عَلَيْهِنَّ أَوْ رَاحَ فَقِيْلَ لَهُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ!

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے (ایک واقعہ کی وجہ سے) قسم کھائی کہ اپنی بعض ازواج کے یہاں ایک مہینہ تک نہیں جائیں گے۔ پھر جب انتیس دن گزر گئے تو آپ ان کے پاس صبح کے وقت گئے یا شام کے وقت۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ نے تو

---

٦٥٦۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 11 باب قول النبي ﷺ إذا رايتم الهلال فصوموا ...(1909) مسلم (1081)۔
٦٥٧۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 14 باب لا يتقدمن رمضان بصوم يوم ولا يومين (1914) مسلم (1082)۔
٦٥٨۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 92 باب هجرة النبي ﷺ نساء ه في غير بيوتهن (1910) مسلم (1085)۔

[1] [صحيح: صحيح أبو داود (2049) كتاب الصوم، أبو داود (2337) ترمذي (738)]

حَلَفْتَ اَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا ۔ قَالَ: ((اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّ عِشْرِيْنَ يَوْمًا)) ۔

قسم کھائی تھی کہ ایک مہینہ تک نہیں آئیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

لغوی توضیح حَلَفَ لَا يَدْخُلُ عَلَى بَعْضِ اَهْلِهِ قسم اٹھائی کہ اپنی بعض بیویوں کے پاس نہیں جائیں گے۔ یہ آپ ﷺ نے اس وقت قسم اٹھائی جب آپ کی بعض ازواج نے نفقہ کا سوال کیا اور آپ کو ایذا پہنچائی۔

## (7) باب بیان معنی قوله ﷺ : شهرا عيد لا ينقصان

## عید کے دو مہینے ناقص نہیں ہوتے

٦٥٩ ۔ حديث اَبِى بَكْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ، شَهْرَا عِيْدٍ، رَمَضَانُ وَ ذُو الْحَجَّةِ)) ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، دونوں مہینے ناقص نہیں رہتے مراد عید (کے مہینے) رمضان اور ذی الحجہ کے دونوں مہینے ہیں۔

لغوی توضیح شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ (عید کے) دو مہینے ناقص نہیں رہتے۔ یعنی فضیلت وثواب میں کم نہیں ہوتے خواہ دنوں کی تعداد کم ہی ہو جائے، لہٰذا اگر مہینہ ۲۹ دن کا ہو جائے تو اس کا ثواب ۳۰ دنوں کا ہی ملتا ہے۔ اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ مہینے ایک ہی سال اکٹھے ناقص نہیں ہوتے یعنی اگر ایک ۲۹ دن کا ہو تو دوسرا ضرور ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔

## (8) باب بيان ان الدخول فى الصوم يحصل بطلوع الفجر وان له الاكل وغيره حتى يطلع الفجر و بيان صفة الفجر الذى تتعلق به الاحكام من الدخول فى الصوم ودخول وقت صلاة الصبح وغير ذلك

## روزہ طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے طلوع فجر تک کھانا پینا جائز ہے نیز اس فجر کا بیان جس سے روزہ کے احکام متعلق ہیں اور صبح کی نماز کے وقت کا آغاز وغیرہ

٦٦٠ ۔ حديث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾ عَمَدْتُ اِلَى عِقَالٍ اَسْوَدَ، وَاِلَى عِقَالٍ اَبْيَضَ، فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِي فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ فِي اللَّيْلِ فَلَا يَسْتَبِيْنُ لِي، فَغَدَوْتُ عَلَى

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''تا آنکہ کھل جائے تمہارے لیے سفید دھاری سیاہ دھاری سے'' [البقرہ: ۱۸۷] تو میں نے ایک سیاہ دھاگا لیا اور ایک سفید اور دونوں کو تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور رات میں دیکھتا رہا، مجھ پر ان کے رنگ نہ کھلے۔ جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے تو

٦٥٩ ۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 12 باب شهرا عيد لا ينقصان (1912) مسلم (1089) ابن ماجه (1659)۔
٦٦٠ ۔ البخاری: 30 کتاب الصوم: 16 باب قول الله تعالى "وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم" (1916) مسلم (1090)۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَ بَيَاضُ النَّهَارِ۔

رات کی تاریکی (صبح کاذب) اور دن کی سفیدی (صبح صادق) مراد ہے۔

لغوی توضیح: عِقَال دھاگہ، رسّی۔ فَلَا يَسْتَبِيْنُ لِيْ میرے لیے ظاہر نہ ہوا۔ اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سحری کے لیے بیدار ہوجانے کے بعد صبح صادق کے خوب نمایاں ہوجانے تک سحری کا وقت ہے۔

٦٦١۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: أُنْزِلَتْ ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ وَلَمْ يَنْزِلْ۔ مِنَ الْفَجْرِ۔ فَكَانَ رِجَالٌ، إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ، رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِيْ رِجْلِهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ، وَلَمْ يَزَلْ يَأْكُلُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدُ۔ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوْا أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت نازل ہوئی ''کھاؤ پیؤ یہاں تک کہ تمہارے لئے سفید دھاری' سیاہ دھاری سے کھل جائے'' [البقرہ:۱۸۷] لیکن من الفجر (صبح کی) کے الفاظ نازل نہیں ہوئے تھے اس پر کچھ لوگوں نے یہ کیا کہ جب روزے کا ارادہ ہوتا تو سیاہ اور سفید دھاگا لے کر پاؤں میں باندھ لیتے اور جب تک دونوں دھاگے پوری طرح دکھائی نہ دینے لگتے کھانا پینا بند نہ کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے من الفجر کے الفاظ نازل فرمائے۔ پھر لوگوں کو معلوم ہوا کہ اس سے مراد رات اور دن ہیں۔

٦٦٢۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بلال رضی اللہ عنہ تو رات رہے اذان دیتے ہیں' اس لئے تم لوگ کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔

لغوی توضیح: يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ بلال رضی اللہ عنہ رات میں اذان دیتے ہیں۔ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ وقتِ سحر یا وقتِ فجر کے قریب ہونے کی اطلاع دینے کے لیے فجر سے پہلے بھی اذان دی جاسکتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس پہلی اذان سے کھانا پینا بند نہیں ہوتا بلکہ جب فجر کی اذان ہو تب کھانا پینا بند ہوتا ہے۔

٦٦٣۔ حديث عَائِشَةَ، أَنَّ بِلَالًا كَانَ يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُؤَذِّنَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، فَإِنَّهُ لَا يُؤَذِّنُ حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بلال رضی اللہ عنہ کچھ رات رہے سے اذان دے دیا کرتے تھے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دیں تم کھاتے پیتے رہو کیونکہ وہ صبح صادق کے طلوع سے پہلے اذان نہیں دیتے۔

---

٦٦١۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 16 باب قول الله تعالى "وكلوا واشربوا حتى يتبين" (1917) مسلم (1091)۔

٦٦٢۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 11 باب اذان الاعمى إذا كان له من يخبره (617) مسلم (1092)۔

٦٦٣۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 17 باب قول النبي ﷺ لا يمنعكم من سحوركم اذان بلال۔

٦٦٤۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ' قَالَ: ((لَا يَمْنَعَنَّ اَحَدَكُمْ "اَوْ" اَحَدًا مِنْكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سَحُوْرِهِ' فَاِنَّهُ يُؤَذِّنُ "اَوْ" يُنَادِي بِلَيْلٍ لِيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ' وَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَقُوْلَ الْفَجْرُ اَوِ الصُّبْحُ)) وَقَالَ بِاَصَابِعِهِ وَرَفَعَهَا اِلَى فَوْقِ وَطَاْطَاَ اِلَى اَسْفَلِ ((حَتَّى يَقُوْلَ هٰكَذَا))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بلال کی اذان تمہیں سحری کھانے سے نہ روک دے کیونکہ وہ رات رہے سے اذان دیتے ہیں یا (یہ کہا کہ) پکارتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ عبادت کے لئے جاگے ہیں وہ آرام کرنے کے لئے لوٹ جائیں اور جو ابھی سوئے ہوئے ہیں وہ ہوشیار ہو جائیں کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ فجر یا صبح صادق ہوگئی اور آپ نے اپنی انگلیوں کے اشارے سے (طلوع صبح کی کیفیت) بتائی انگلیوں کو اوپر کی طرف اٹھایا اور پھر آہستہ سے انہیں نیچے لائے اور پھر فرمایا کہ اس طرح (فجر ہوتی ہے)۔

## (9) باب فضل السحور و تاكيد استحبابه واستحباب تاخيره و تعجيل الفطر

## سحری کھانا افضل اور مستحب ہے نیز سحری تاخیر سے کھانا اور افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے

٦٦٥۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السَّحُوْرِ بَرَكَةً))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سحری کھاؤ کہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔

٦٦٦۔ حدیث زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ' عَنْ اَنَسٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ اَنَّهُمْ تَسَحَّرُوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَامُوْا اِلَى الصَّلَاةِ' قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرُ خَمْسِيْنَ اَوْ سِتِّيْنَ' يَعْنِي آيَةً۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ ان لوگوں نے (ایک مرتبہ) نبی ﷺ کے ساتھ سحری کھائی' پھر نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ میں نے دریافت کیا کہ ان دونوں کے درمیان کس قدر فاصلہ رہا ہوگا؟ فرمایا کہ جتنا پچاس یا ساٹھ آیت پڑھنے میں صرف ہوتا ہے' اتنا فاصلہ تھا۔

**فهم الحديث:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ تاخیر سے سحری کھایا کرتے تھے (کیونکہ پچاس یا ساٹھ آیات پڑھنے میں زیادہ دیر نہیں لگتی) اور آئندہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افطار کرنے میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ اس بارے میں ایک اور فرمانِ نبوی یہ ہے کہ ہمیں جلد افطاری کرنے اور تاخیر سے سحری کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔[1] ایک اور روایت میں ہے کہ محمد ﷺ کے صحابہ لوگوں میں سب سے جلد افطار کرتے اور سب سے تاخیر سے سحری کھاتے۔[2] واضح رہے کہ سحری میں تاخیر سے مراد اذانِ فجر تک تاخیر ہے نہ کہ اس کے بعد تک، اسی طرح افطاری میں جلدی سے مراد غروبِ آفتاب کے فوراً بعد افطاری کرنا ہے، نہ کہ اس سے بھی پہلے۔

٦٦٤۔ البخاری فی: 10 کتاب الاذان: 13 باب الاذان قبل الفجر (621) مسلم (1093) ابن خزیمة (402)۔
٦٦٥۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 10 باب برکة السحور من غیر إیجاب (1923) مسلم (1095) ترمذی (708)۔
٦٦٦۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 27 باب وقت الفجر (575) مسلم (1097) ترمذی (704)۔

① [صحیح: الصحیحة (4/ 374) التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة للألبانی (2/ 20)]
② [صحیح: عبد الرزاق (7591) حافظ ابن حجرؒ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [فتح الباری (4/ 713)]

٦٦٧ - حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( لَايَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَاعَجَلُوْا الْفِطْرَ )) ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک لوگ افطار جلدی کریں گے اس وقت تک خیر و بھلائی پر رہیں گے۔

## (10) باب بيان وقت انقضاء الصوم و خروج النهار

## روزہ پورا ہونے اور دن کے وقت کے ختم ہونے کی تفصیل

٦٦٨ - حديث عُمَرَ ﷺ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( اِذَا اَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا، وَاَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ ))۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رات اس طرف (مشرق) سے آئے اور دن ادھر مغرب میں چلا جائے کہ سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کرنے کا وقت آ گیا۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب سورج غروب ہو گیا تو آدمی کا روزہ پورا ہو گیا' اب اسے بلا تاخیر روزہ افطار کر لینا چاہیے، افطاری کے لیے اذان کا انتظار کرنا ضروری نہیں۔

٦٦٩ - حديث ابْنِ اَبِي اَوْفٰى ﷺ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ لِرَجُلٍ: (( اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِي )) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! الشَّمْسُ، قَالَ: (( اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِي )) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! الشَّمْسُ، قَالَ: (( اَنْزِلْ فَاجْدَحْ لِي )) فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فَشَرِبَ ثُمَّ رَمٰى بِيَدِهِ هٰهُنَا، ثُمَّ قَالَ: (( اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّائِمُ )) ۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے (روزہ کی حالت میں) آنحضور ﷺ نے ایک صاحب (بلال رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ اتر کر میرے لئے ستو گھول لے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! ابھی تو سورج باقی ہے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ اتر کر ستو گھول لے۔ اب کی مرتبہ بھی انہوں نے وہی عرض کی یارسول اللہ! ابھی سورج باقی ہے۔ لیکن آپ کا حکم اب بھی یہی تھا کہ اتر کر میرے لئے ستو گھول لے۔ چنانچہ وہ اترے اور ستو گھول دیا۔ پھر آپ نے ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا جب تم دیکھو کہ رات یہاں سے شروع ہو چکی ہے تو روزہ دار کو افطار کر لینا چاہیے۔

## (11) باب النهي عن الوصال في الصوم

## مسلسل روزہ رکھنے کی ممانعت

٦٧٠ - حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم

٦٦٧ - البخاري في: 30 كتاب الصوم: 45 باب تعجيل الإفطار (1957) مسلم (1098) ابن ماجه (1697) ۔

٦٦٨ - البخاري في: 30 كتاب الصوم: 43 باب متى يحل فطر الصائم (1954) مسلم (1100) دارمي (1700)۔

٦٦٩ - البخاري في: 30 كتاب الصوم: 33 باب الصوم في السفر والإفطار (1941) مسلم (1101) ابو داود (2352)۔

٦٧٠ - البخاري في: 30 كتاب الصوم: 48 باب الوصال ومن قال ليس في الليل صيام (1922) مسلم (1102)۔

نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ : قَالُوْا : إِنَّكَ تُوَاصِلُ ' قَالَ: (( إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ ' إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى )) ۔

وصال سے منع فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی کہ آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں' مجھے تو کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

لغوی توضیح الْوِصَال وصال سے مراد یہ ہے کہ آدمی ارادی طور پر دو یا اس سے زیادہ دن تک روزہ افطار نہ کرے اور مسلسل روزہ رکھے نہ رات کو کچھ کھائے اور نہ سحری کے وقت۔ اس باب کی تمام احادیث میں اس روزے کی ممانعت موجود ہے۔ اسی لیے حافظ ابن حجرؒ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ [1]

٦٧١ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' قَالَ : نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصَّوْمِ ' فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ : إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ: (( وَأَيُّكُمْ مِثْلِي؟ إِنِّي أَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِ )) فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ' ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ ۔ فَقَالَ : (( لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ )) كَالتَّنْكِيْلِ لَهُمْ حِيْنَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوْا ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل (کئی دن تک سحری وافطاری کے بغیر) روزہ رکھنے سے منع فرمایا تھا۔ اس پر ایک آدمی نے مسلمانوں میں سے عرض کی' یارسول اللہ ! آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا' میری طرح تم میں سے کون ہے؟ مجھے تو رات میں میرا رب کھلاتا ہے اور وہی مجھے سیراب کرتا ہے۔ لوگ اس پر بھی جب صومِ وصال رکھنے سے نہ رکے تو آپ نے ان کے ساتھ دو دن تک وصال کیا۔ پھر عید کا چاند نکل آیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر چاند نہ دکھائی دیتا تو میں اور کئی دن وصال کرتا۔ گویا جب صومِ وصال سے وہ لوگ نہ رکے تو آپ نے ان کو سزا دینے کے لئے یہ کہا۔

لغوی توضیح كَالتَّنْكِيْلِ ڈانٹ ڈپٹ، زجر و توبیخ، سزا کی غرض سے۔

٦٧٢ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( إِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ )) مَرَّتَيْنِ ۔ قِيْلَ : إِنَّكَ تُوَاصِلُ ۔ قَالَ: (( إِنِّي أَبِيْتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِ ' فَاكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے دو بار فرمایا' تم لوگ وصال سے بچو! تم لوگ وصال سے بچو! عرض کیا گیا کہ آپ تو وصال کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ رات مجھے میرا رب کھلاتا اور سیراب کرتا ہے۔ پس تم اتنی ہی مشقت اٹھاؤ جتنی تم طاقت رکھتے ہو۔

٦٧٣ ۔ حديث أَنَسٍ ﷺ ' قَالَ : وَاصَلَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے رمضان کے آخری

---

٦٧١ ۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 49 باب التنكيل لمن اكثر الوصال (1965) مسلم (1103) ابوداود (6851)۔

٦٧٢ ۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 49 باب التنكيل لمن اكثر الوصال ۔

٦٧٣ ۔ البخاري في: 94 كتاب التمني: 9 باب ما يجوز من اللو (7241) مسلم (1104) ابن خزيمة (2070) ۔

[1] [فتح الباری (4/ 209)]

النَّبِيُّ ﷺ آخِرَ الشَّهْرِ ' وَوَاصَلَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ ' فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : (( لَوْمُدَّ بِي الشَّهْرُ لَوَاصَلْتُ وِصَالًا يَدَعُ الْمُتَعَمِّقُوْنَ تَعَمُّقَهُمْ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظَلُّ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِ )) ۔

دنوں میں صومِ وصال رکھا تو بعض صحابہ نے بھی صومِ وصال رکھا۔ آنحضرت ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اگر اس مہینے کے دن اور بڑھ جاتے تو میں اتنے دن متواتر وصال کرتا کہ ہوس کرنے والے اپنی ہوس چھوڑ دیتے میں تم لوگوں جیسا نہیں ہوں۔ میں اس طرح دن گذارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

٦٧٤ ۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : نَهَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ ' رَحْمَةً لَهُمْ ' فَقَالُوْا : إِنَّكَ تُوَاصِلُ ۔ قَالَ: (( إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ ' إِنِّي يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيْنِ ))۔

حضرت عائشہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پے در پے روزے رکھنے سے منع کیا تھا' امت پر رحمت وشفقت کے خیال سے۔ صحابہ نے عرض کی کہ آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔

## (12) باب بيان ان القبلة في الصوم ليست محرمة على من لم تحرك شهوته

## روزے کی حالت میں بوسہ لینا جائز ہے بشرطیکہ شہوت نہ ہو

٦٧٥ ۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيُقَبِّلَ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ ثُمَّ ضَحِكَتْ ۔

حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بعض ازواج کا روزہ دار ہونے کے باوجود بوسہ لے لیا کرتے تھے۔ پھر آپ ہنسیں۔

٦٧٦ ۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَائِمٌ ' وَكَانَ أَمْلَكَكُمْ لِارْبِهِ ۔

حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ روزہ سے ہوتے لیکن (اپنی بیویوں کا) بوسہ لیتے اور مباشرت بھی کر لیتے اور آپ سب سے زیادہ اپنی خواہشات پر قابو رکھنے والے تھے۔

**لغوی توضیح** يُقَبِّلُ بوسہ لینا۔ يُبَاشِرُ جسم کے ساتھ جسم ملانا' معانقہ کرنا وغیرہ۔ إِرْب خواہش نفس' ضرورت وحاجت وغیرہ۔

**فهم الحديث** ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اپنے نفس پر قابو پا سکتا ہے اس کے لیے دورانِ روزہ اپنی بیوی کا بوسہ لینا اور اس کے ساتھ معانقہ وغیرہ کرنا درست ہے' لیکن جو شخص نفس پر قابو کی طاقت نہیں رکھتا اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔ روزہ دار پر اپنی بیوی سے ہم بستری کرنا حرام ہے جیسا کہ عائشہ ؓ نے فرمایا ہے کہ روزہ دار پر بیوی کی شرمگاہ حرام ہے۔[1]

٦٧٤ ۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 48 باب الوصال ومن قال ليس في الليل صيام (1964) مسلم (1105) ۔

٦٧٥ ۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 24 باب القبلة للصائم (1927) مسلم (1106) ابو داود (2382) ۔

٦٧٦ ۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 23 باب المباشرة للصائم ۔

[1] [بخاري تعليقا (قبل الحديث / 1927) كتاب الصوم : باب المباشرة للصائم]

## (13) باب صحة صوم من طلع عليه الفجر وهو جنب

## روزہ دار صبح تک بحالت جنابت رہے تو روزہ صحیح ہے

٦٧٧۔ حديث عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَ مَرْوَانَ أَنَّ عَائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُوْمُ۔

فَقَالَ مَرْوَانُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحٰرِثِ: أُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَتُقَرِّعَنَّ بِهَا أَبَا هُرَيْرَةَ، وَمَرْوَانُ يَوْمَئِذٍ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ثُمَّ قُدِّرَ لَنَا أَنْ نَجْتَمِعَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، وَكَانَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ هُنَالِكَ أَرْضٌ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنِّي ذَاكِرٌ لَكَ أَمْرًا، وَلَوْلَا مَرْوَانُ أَقْسَمَ عَلَيَّ فِيهِ لَمْ أَذْكُرْهُ لَكَ فَذَكَرَ قَوْلَ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَ: كَذٰلِكَ حَدَّثَنِي الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ، وَهُوَ أَعْلَمُ۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام روایت کرتے ہیں کہ انہیں ان کے والد عبدالرحمٰن نے خبر دی اور انہیں مروان نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ (بعض مرتبہ) فجر ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اپنے اہل کے ساتھ جنبی ہوتے تھے پھر آپ غسل کرتے اور آپ روزہ سے ہوتے تھے۔ اور مروان بن حکم نے عبدالرحمٰن بن حارث سے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو تم یہ حدیث صاف صاف سنا دو (کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ اس کے خلاف تھا) ان دنوں مروان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ ابوبکر نے کہا کہ عبدالرحمٰن نے اس بات کو پسند نہیں کیا۔ اتفاق سے ہم سب ایک مرتبہ ذوالحلیفہ میں جمع ہو گئے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہاں کوئی زمین تھی۔ عبدالرحمان نے ان سے کہا کہ آپ سے ایک بات کہوں گا اور اگر مروان نے اس کی مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں کبھی آپ کے سامنے اسے نہ چھیڑتا۔ پھر انہوں نے حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ذکر کی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا (میں کیا کروں) کہا کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی تھی اور وہ زیادہ جانتے تھے۔

**فهم الحديث:** معلوم ہوا کہ حالت جنابت میں سحری کھا کر روزہ رکھ لینا اور بعد میں غسل کر لینا جائز ہے۔ نیز حضرت

## (14) باب تغليظ تحريم الجماع في نهار رمضان على الصائم ووجوب الكفارة الكبرى فيه وانها تجب على الموسر والمعسر وتثبت في ذمة المعسر حتى يستطيع

## رمضان میں روزہ دار کے لیے دن کو جماع کرنا حرام ہے اور اس میں بڑا کفارہ واجب ہوتا ہے خواہ خوشحال ہو یا تنگ دست البتہ تنگ دست استطاعت ملنے پر کفارہ ادا کرے گا

٦٧٨۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت

٦٧٧۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 22 باب الصائم يصبح جنبا (1925) مسلم (1109) ترمذی (779)۔

٦٧٨۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 31 باب المجامع فی رمضان هل يطعم ... (1936) مسلم (1111) ترمذی (724)۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ اگرچہ اس کے برعکس تھا مگر بعد میں انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا۔[1]

جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : اِنَّ الْاَخِرَ وَقَعَ عَلَى امْرَاَتِهِ فِي رَمَضَانَ ، فَقَالَ : ((اَتَجِدُ مَا تُحَرِّرُ رَقَبَةً ؟)) قَالَ : لَا ، قَالَ: ((فَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟)) قَالَ : لَا ، قَالَ : (( اَفَتَجِدُ مَا تُطْعِمُ بِهِ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا؟ )) قَالَ : لَا ، قَالَ : فَاُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ ، وَهُوَ الزَّبِيْلُ ، قَالَ: (( اَطْعِمْ هٰذَا عَنْكَ )) قَالَ : عَلَى اَحْوَجَ مِنَّا؟ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ مِنَّا ۔ قَالَ : ((فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ)) ۔

میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ بدنصیب رمضان میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ ایک غلام آزاد کر سکو؟ اس نے کہا کہ نہیں ۔ آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا کیا تم پے در پے دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کیا تمہارے اندر اتنی قوت ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکو؟ اب بھی اس کا جواب نفی میں تھا۔ راوی نے بیان کیا نبی ﷺ کی خدمت میں ایک تھیلا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں (عرق زنبیل کو کہتے ہیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے جا اور اپنی طرف سے (محتاجوں کو) کھلا دے اس شخص نے کہا میں اپنے سے بھی زیادہ محتاج کو (کھلاؤں) حالانکہ دو میدانوں کے درمیان کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ محتاج نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر جا اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دے۔

**لغوی توضیح:** رَقَبَة سے مراد غلام یا لونڈی ہے۔ عَرَق ٹوکرے کو کہتے ہیں۔ لَا بَتَیْ تثنیہ ہے لَابَة کی اس سے مراد ہے ایسی پتھریلی زمین جس کے پتھر سیاہ ہوں۔

**فہم الحدیث:** سنن ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا، اس کی جگہ ایک دن کا روزہ رکھو۔[2] اور سنن ابی داود کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ایک دن کا روزہ رکھو اور اللہ سے استغفار کرو۔[3] معلوم ہوا کہ دوران روزہ بیوی سے ہم بستری کرنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اس سے قضا اور کفارہ دونوں واجب ہو جاتے ہیں۔ کفارے کی ترتیب وہی ہے جو حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے جائیں اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔ علاوہ ازیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تنگ دستی کی بنا پر کفارہ ساقط نہیں ہوتا کیونکہ حدیث میں ایسا کوئی ذکر موجود نہیں۔

۶۷۹۔ حدیث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : اَتَى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک صاحب نبی ﷺ کے پاس مسجد

۶۷۹۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 26 باب من اصاب ذنبا دون الحد فاخبر الإمام (1935) مسلم (1112)۔

① [مسلم (بعد الحدیث / 1109) کتاب الصیام ، نسائی فی السنن الکبری (2/ 179)]

② [صحیح: صحیح ابن ماجة (1356) إرواء الغلیل (940) ابن ماجة (1671)]

③ [صحیح: صحیح أبو داود (2096) کتاب الصوم ، إبو داود (2393)]

رَجُلُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: احْتَرَقْتُ قَالَ: (( مِمَّ ذَاكَ؟ )) قَالَ: وَقَعْتُ بِامْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ قَالَ لَهُ: (( تَصَدَّقْ )) قَالَ: مَا عِنْدِي شَيْءٌ. فَجَلَسَ. وَأَتَاهُ إِنْسَانٌ يَسُوقُ حِمَارًا وَمَعَهُ طَعَامٌ (قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ، أَحَدُ رُوَاةِ الْحَدِيثِ: مَا أَدْرِي مَا هُوَ) إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: (( أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ؟ )) فَقَالَ: هَا أَنَا ذَا، قَالَ: (( خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ )) قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنِّي؟ مَا لِأَهْلِي طَعَامٌ قَالَ: (( فَكُلُوهُ ))۔

میں آئے اور عرض کیا میں تو دوزخ کا مستحق ہوگیا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کیا بات ہوئی؟ کہا کہ میں نے اپنی بیوی سے رمضان میں جماع کر لیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے کہا کہ پھر صدقہ کر۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ پھر وہ بیٹھ گئے اور اس کے بعد ایک صاحب گدھا ہانکتے لائے جس پر کھانے کی چیز رکھی تھی (عبدالرحمٰن جو کہ حدیث کے راویوں میں سے ہیں نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا چیز تھی) اسے آنحضرت ﷺ کے پاس لایا جا رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ آگ میں جلنے والے صاحب کہاں ہیں؟ وہ صاحب بولے کہ میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اسے لے اور صدقہ کر دے۔ انہوں نے پوچھا کیا اپنے سے زیادہ محتاج کو دوں؟ میرے گھر والوں کے لئے تو خود کوئی کھانے کی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تم ہی کھالو۔

## (15) باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر

## رمضان میں مسافر کو روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی رخصت ہے بشرطیکہ سفر دو پڑاؤ یا اس سے زیادہ ہو

٦٨٠ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ أَفْطَرَ، فَأَفْطَرَ النَّاسُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ (فتح مکہ کے موقع پر) مکہ کی طرف رمضان میں چلے تو آپ روزہ سے تھے لیکن جب کدید پہنچے تو روزہ رکھنا چھوڑ دیا اور صحابہ نے بھی آپ کو دیکھ کر روزہ چھوڑ دیا۔

**فهم الحديث** اس باب کی احادیث کا حاصل یہ ہے کہ دورانِ سفر روزہ رکھنا اور چھوڑنا دونوں طرح درست ہے۔ البتہ آئندہ حدیث میں جو آپ ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا اچھا کام نہیں، اس کے متعلق اہل علم نے کہا ہے کہ یہ ایسے شخص کے لیے ہے جس پر دورانِ سفر روزہ گراں ہو اور وہ پھر بھی روزہ رکھے۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا کہ سفر میں اگر روزہ گراں ہو تو روزہ چھوڑنا ہی افضل ہے۔ مزید برآں اس باب میں جو دورانِ سفر روزہ نہ رکھنے کے لیے دو پڑاؤ یا زیادہ مسافت کی شرط لگائی گئی ہے اس کا کتاب وسنت میں کوئی ثبوت نہیں۔ (واللہ اعلم)

٦٨١ - حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: كَانَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ایک سفر (غزوہ

٦٨٠- البخاري في: 30 كتاب الصوم: 34 باب إذا صام أياما من رمضان ثم سافر (1944) مسلم (1113)۔
٦٨١- البخاري في: 30 كتاب الصوم: 36 باب قول النبي ﷺ لمن ظلل عليه۔ (1946) مسلم (1115) دارمي (1709)۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ ' فَرَاَى زِحَامًا وَرَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ ' فَقَالَ : مَا هٰذَا ؟ فَقَالُوْا : صَائِمٌ ـ فَقَالَ : ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ)) ـ

فتح) میں تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک شخص پر لوگوں نے سایہ کر رکھا ہے آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ایک روزہ دار ہے آپ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ اچھا کام نہیں۔

**لغوی توضیح** زِحَام بھیڑ۔ ظُلِّلَ عَلَيْهِ اس پر سایہ کیا گیا تھا۔

٦٨٢ ۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ ' قَالَ : كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ ' وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ (رمضان میں) سفر کیا کرتے تھے لیکن روزہ دار بے روزہ دار پر اور بے روزہ دار روزہ دار پر کسی قسم کی عیب جوئی نہیں کیا کرتے تھے۔

## (16) باب اجر المفطر فی السفر اذا تولی العمل

## سفر میں روزہ نہ رکھنے اور کام کرنے کا اجر زیادہ ہے

٦٨٣ ۔ حديث اَنَسٍ ﷺ ' قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ اَكْثَرُنَا ظِلًّا الَّذِيْ يَسْتَظِلُّ بِكِسَائِهِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ صَامُوْا فَلَمْ يَعْمَلُوْا شَيْئًا ' وَاَمَّا الَّذِيْنَ اَفْطَرُوْا فَبَعَثُوْا الرِّكَابَ وَامْتَهَنُوْا وَعَالَجُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ)) ـ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے، کچھ صحابہ روزے سے تھے اور کچھ نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ موسم گرمی کا تھا۔ ہم میں زیادہ بہتر سایہ جو کوئی کرتا اپنا کمبل تان لیتا۔ خیر جو لوگ روزے سے تھے وہ کوئی کام نہ کر سکے اور جن حضرات نے روزہ نہیں رکھا تھا انہوں نے ہی اونٹوں کو اٹھایا (پانی پلایا) اور روزہ داروں کی خوب خوب خدمت بھی کی۔ اور (دوسرے تمام) کام کئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا آج اجر و ثواب کو روزہ نہ رکھنے والے لوٹ کر لے گئے۔

**لغوی توضیح** ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ آج روزہ نہ رکھنے والے (زیادہ) اجر لے گئے۔ کیونکہ انہوں نے اپنا کام بھی کیا اور روزہ داروں کا بھی، یوں دوہرا اجر حاصل کیا، جبکہ روزہ داروں کو اس اجر میں سے کچھ بھی نہ ملا بلکہ انہیں صرف اپنے روزے کا ہی اجر ملا جو ان تک ہی محدود ہے اور اس کا نفع دوسروں تک پہنچنے والا نہیں۔ اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ اگر سفر میں روزہ رکھنا مشکل ہو تو اسے چھوڑنا افضل ہے۔

## (17) باب التخییر فی الصوم والفطر فی السفر

## سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے

٦٨٤ ۔ حديث عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حمزہ بن عمرو اسلمی

٦٨٢ ۔ البخاری: 30 کتاب الصوم: 37 باب لم یعب اصحاب النبی ﷺ بعضاً فی الصوم ...(1947) مسلم (1118) ۔

٦٨٣ ۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسیر: 18 باب فضل الخلمة فی الغزو (2890) مسلم (1119) نسائی (2282)۔

٦٨٤ ۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 33 باب الصوم فی السفر والإفطار (1942) مسلم (1121) ابوداود (2402)۔

حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اَاَصُوْمُ فِي السَّفَرِ؟ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ، فَقَالَ: ((اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ))۔

نے نبی ﷺ سے عرض کی میں سفر میں روزہ رکھوں؟ وہ روزے بکثرت رکھا کرتے تھے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر جی چاہے تو روزہ رکھ اور جی چاہے تو افطار کر۔

٦٨٥۔ حديث اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ اَسْفَارِهِ، فِي يَوْمٍ حَارٍّ، حَتّٰى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ عَلٰى رَاْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ، وَمَا فِيْنَا صَائِمٌ، اِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَابْنِ رَوَاحَةَ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے دن انتہائی گرم تھا گرمی کا یہ عالم کہ گرمی کی سختی سے لوگ اپنے سروں کو پکڑ پکڑ لیتے تھے۔ نبی ﷺ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی شخص روزہ سے نہیں تھا۔

## (18) باب استحباب الفطر للحاج بعرفات يوم عرفة

## عرفہ کے دن حاجیوں کے لیے روزہ نہ رکھنا مستحب ہے

٦٨٦۔ حديث اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، اَنَّ نَاسًا اخْتَلَفُوْا عِنْدَهَا، يَوْمَ عَرَفَةَ، فِي صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ صَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَيْسَ بِصَائِمٍ۔ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ، وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى بَعِيْرِهِ، فَشَرِبَهُ۔

ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ان کے یہاں عرفات کے دن لوگوں کا رسول اللہ ﷺ کے روزے سے متعلق کچھ اختلاف ہو گیا، بعض نے کہا کہ آپ (عرفہ کے دن) روزے سے ہیں اور بعض نے کہا کہ نہیں۔ اس لئے انہوں (اُم فضل) نے آپ ﷺ کے پاس دودھ کا ایک پیالہ بھیجا۔ آپ اس وقت اونٹ پر سوار ہو کر عرفات میں وقوف فرما رہے تھے۔ آپ نے وہ دودھ پی لیا۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ حدیث سے معلوم ہوا کہ حاجیوں کے لیے عرفہ (۹ ذوالحجہ) کا روزہ مستحب نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے دورانِ حج یہ روزہ نہیں رکھا، البتہ دیگر لوگوں کے لیے یہ روزہ مستحب ہے کیونکہ فرمانِ نبوی کے مطابق یہ روزہ دو سال (ایک گزشتہ اور ایک آئندہ) کے گناہوں کا کفارہ ہے۔[1] علاوہ ازیں اس اور آئندہ حدیث میں بظاہر یہ اختلاف ہے کہ ایک میں پیالہ بھیجنے والی اُم فضل رضی اللہ عنہا ہیں جبکہ دوسری میں میمونہ رضی اللہ عنہا (اُم فضل کی بہن)۔ اہل علم نے ان احادیث کو یوں جمع کیا ہے کہ دونوں بہنیں اکٹھی تھیں، ایک نے دودھ تیار کیا اور دوسری نے بھیجا۔

٦٨٧۔ حديث مَيْمُوْنَةَ رضى الله عنها، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عرفہ کے دن کچھ لوگوں کو آپ ﷺ

٦٨٥۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 35 باب حدثنا عبد الله بن يوسف (1945) مسلم (1122) ابن ماجه (1663)۔
٦٨٦۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 88 باب الوقوف على الدابة بعرفة (1158) مسلم (1123) بغوى (1791)۔
٦٨٧۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 65 باب صوم عرفة (1989) مسلم (1124) ابن حبان (3607)۔

[1] [مسلم (1162) ابو داود (2425-2426) ابن ماجه (1730) احمد (5/ 296)]

اَنَّ النَّاسَ شَكُّوا فِی صِیَامِ النَّبِیِّ ﷺ یَوْمَ عَرَفَةَ، فَاَرْسَلَتْ اِلَیْهِ بِحِلَابٍ، وَهُوَ وَاقِفٌ فِی الْمَوْقِفِ، فَشَرِبَ مِنْهُ، وَالنَّاسُ یَنْظُرُوْنَ۔

کے روزے کے متعلق شک ہوا۔ اس لئے انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ بھیجا۔ آپ اس وقت عرفات میں وقوف فرما تھے۔ آپ نے وہ دودھ پی لیا اور سب لوگ دیکھ رہے تھے۔

## (19) باب صوم یوم عاشوراء

## یوم عاشورہ کے روزے کا بیان

۶۸۸۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، اَنَّ قُرَیْشًا کَانَتْ تَصُوْمُ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ، ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِصِیَامِهِ حَتّٰی فُرِضَ رَمَضَانُ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَاءَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قریش زمانہ جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے بھی اس دن روزہ کا حکم دیا یہاں تک کہ رمضان کے روزے فرض ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے یوم عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

**فہم الحدیث:** یوم عاشوراء سے مراد ۱۰ محرم کا دن ہے۔ اس دن کے روزے سے گزشتہ ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ پہلے یہ روزہ فرض تھا لیکن جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اس کی رخصت دے دی گئی (اب اسے کوئی رکھے یا نہ رکھے دونوں طرح درست ہے)۔ یہود و نصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا ، اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو ۹ محرم کا روزہ رکھوں گا (تاکہ روزے کا اجر بھی حاصل ہو جائے اور یہود و نصاریٰ کی مخالفت بھی) لیکن آئندہ سال سے پہلے ہی آپ ﷺ وفات پا گئے۔[1] اس لیے اب اگر کوئی صرف ۹ محرم کا روزہ رکھ لے تو یہ بھی درست ہے۔

۶۸۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: کَانَ عَاشُوْرَاءَ یَصُوْمُهُ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ، قَالَ: ((مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ یَصُمْهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جاہلیت میں عاشوراء کے دن ہم روزہ رکھتے تھے۔ لیکن جب رمضان کے روزے نازل ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کا جی چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

۶۹۰۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، دَخَلَ عَلَیْهِ الْاَشْعَثُ وَهُوَ یَطْعَمُ، فَقَالَ: الْیَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، فَقَالَ: کَانَ یُصَامُ قَبْلَ اَنْ

حضرت اشعثؒ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے یہاں آئے وہ اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ اشعث نے کہا کہ آج تو عاشوراء کا دن ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان دنوں میں عاشوراء کا روزہ،

---

۶۸۸۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 1 باب وجوب صوم رمضان (1592) مسلم (1125) ترمذی (753)۔

۶۸۹۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 2 سورة البقرة: 24 باب "یا ایها الذین آمنوا کتب..." (1892) مسلم (1126)۔

۶۹۰۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 2 سورة البقرة 24: باب "یا ایها الذین آمنوا کتب..." (4503) مسلم (1127)۔

[1] [مسلم (1134) کتاب الصیام ، أبو داود (2445) ابن ماجة (5809)]

يَـنْـزِلَ رَمَـضَانُ ' فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ ' فَادْنُ فَكُلْ ۔

رمضان کے روزوں کے نازل ہونے سے پہلے رکھا جاتا تھا' لیکن جب رمضان کے روزے کا حکم نازل ہوا تو یہ روزہ چھوڑ دیا گیا۔ آؤ تم بھی کھانے میں شریک ہو جاؤ۔

٦٩١۔ حديث مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِى سُفْيَانَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ' اَنَّـهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِى سُفْيَانَ ' يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ ' عَامَ حَجَّ ' عَلَى الْمِنْبَرِ ' يَقُوْلُ : يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ! اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : (( هٰذَا يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ ' وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ ' وَاَنَا صَائِمٌ ' فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ ))۔

حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے حج کے موقعہ پر عاشوراء کے دن منبر پر سنا۔ انہوں نے کہا کہ اے اہل مدینہ! تمہارے علما کدھر گئے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ یہ عاشورہ کا دن ہے اس کا روزہ تم پر فرض نہیں ہے لیکن میں روزے سے ہوں اور اب جس کا جی چاہے روزے سے رہے (اور میری سنت پر عمل کرے) اور جس کا جی چاہے نہ رہے۔

٦٩٢۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ : قَدِمَ النَّبِىُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ فَرَاَى الْيَهُوْدَ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ ' فَقَالَ : (( مَا هٰذَا؟ )) قَالُوْا : هٰذَا يَوْمٌ صَالِحٌ ' هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِى اِسْرَائِيْلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَهُ مُوْسَى قَالَ : فَاَنَا اَحَقُّ بِمُوْسَى مِنْكُمْ فَصَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی ﷺ مدینہ میں تشریف لائے (دوسرے سال)۔ آپ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشوراء کے دن روزہ رکھتے تھے۔ آپ نے ان سے اس کا سبب معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ ایک اچھا دن ہے اسی دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی تھی اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر موسیٰ علیہ السلام کے (شریک مسرت ہونے میں) ہم تم سے زیادہ مستحق ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اس کا حکم دیا۔

٦٩٣۔ حديث اَبِى مُوْسَى رضي الله عنه قَالَ : كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَاءَ تَعُدُّهُ الْيَهُوْدُ عِيْدًا قَالَ النَّبِىُّ ﷺ (( فَصُوْمُوْهُ اَنْتُمْ )) ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عاشوراء کے دن کو یہودی عید کا دن سمجھتے تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بھی اس دن روزہ رکھا کرو۔

---

٦٩١۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 69 باب صيام يوم عاشوراء (2003) مسلم (1129) ابن حبان (3626)۔

٦٩٢۔ البخاري في: كتاب الصوم: 69 باب صيام يوم عاشوراء (2004) مسلم (1130) ابن ماجه (1734)۔

٦٩٣۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 69 باب صيام يوم عاشوراء (2005) مسلم (1131) بيهقي (4/ 289)۔

٦٩٤۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا رَاَيْتُ النَّبِيُّ ﷺ يَتَحَرَّى صِيَامَ يَوْمٍ فَضَّلَهُ عَلَى غَيْرِهِ اِلَّا هَذَا الْيَوْمَ، يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَهَذَا الشَّهْرَ يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو سوائے عاشوراء کے دن کے اور اس رمضان کے مہینے کے اور کسی دن کو دوسرے دنوں سے افضل جان کر خاص طور پر قصد کر کے روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔

## (21) باب من اكل فى عاشوراء فليكف باقية يومه

## جس نے عاشوراء کے دن کچھ کھالیا وہ دن کے باقی حصہ میں کھانے سے پرہیز کرے

٦٩٥۔ حديث سَلَمَةَ بْنِ الاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ: اَنَّ مَنْ اَكَلَ فَلْيُتِمَّ اَوْ فَلْيَصُمْ، وَمَنْ لَمْ يَاْكُلْ فَلَا يَاْكُلْ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے عاشوراء کے دن ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ جس نے کھانا کھا لیا ہے وہ اب (دن ڈوبنے تک روزہ کی حالت میں) پورا کرے یا یہ فرمایا کہ روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو (تو وہ روزہ رکھے) کھانا نہ کھائے۔

**فهم الحديث** عاشوراء کے روز کچھ نہ کھانے کی ترغیب محض اس دن کی حرمت وتقدس کے پیش نظر ہے اور اس کھانے پینے سے رُکنے کو مجازاً روزہ کہا گیا ہے، ورنہ کھانے پینے کے بعد شام تک کچھ نہ کھانا یقیناً روزہ نہیں۔

٦٩٦۔ حديث الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: اَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ غَدَاةَ عَاشُوْرَاءَ اِلَى قُرَى الاَنْصَارِ، مَنْ اَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ اَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ، قَالَتْ: فَكُنَّا نَصُوْمُهُ بَعْدُ، وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَاِذَا بَكَى اَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ اَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتَّى يَكُوْنَ عِنْدَ الاِفْطَارِ۔

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عاشوراء کی صبح کو نبی ﷺ نے انصار کے محلوں میں کہلا بھیجا کہ صبح جس نے کھا پی لیا ہو وہ دن کا باقی حصہ (روزہ دار کی طرح) پورا کرے اور جس نے کچھ نہ کھایا پیا ہو وہ روزے سے رہے۔ ربیع نے کہا پھر بعد میں بھی (رمضان کے روزے کی فرضیت کے بعد) ہم اس دن روزہ رکھتے اور اپنے بچوں سے بھی رکھواتے۔ انہیں ہم اُون کا ایک کھلونا دے کر بہلائے رکھتے۔ جب کوئی کھانے کے لئے روتا تو وہی دے دیتے یہاں تک کہ افطار کا وقت آ جاتا۔

**لغوی توضیح** نُصَوِّمُ روزہ رکھواتے۔ اللُّعْبَةَ کھلونا۔ الْعِهْن اُون۔

٦٩٤۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 69 باب صيام يوم عاشوراء (2006) مسلم (1132) نسائی (2369)۔

٦٩٥۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 21 باب إذا نوى بالنهار صوما (1924) مسلم (1135) نسائی (2320)۔

٦٩٦۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 47 باب صوم الصبيان (1960) مسلم (1136) ابن حبان (3620)۔

## (22) باب النهى عن صوم يوم الفطر و يوم الاضحى

## یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کو روزہ رکھنا منع ہے

٦٩٧۔ حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ : هَـٰذَانِ يَوْمَانِ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِمَا : يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَالْيَوْمُ الآخَرُ تَأْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ۔

حضرت عمر ﷺ نے فرمایا یہ دو دن ایسے ہیں جن کے روزوں کی نبی ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے (رمضان کے) روزوں کے بعد افطار کا دن (یعنی عید الفطر) اور دوسرا وہ دن جس میں تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو (یعنی عید الاضحیٰ کا دن)۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ عیدین کے دونوں دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے خواہ وہ روزہ نفلی ہو یا فرضی، نذر کا ہو یا کفارے کا۔

٦٩٨۔ حديث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ...... وَلَا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ : الْفِطْرِ وَالأَضْحَى ......۔

حضرت ابو سعید خدری ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں دن روزے نہ رکھے جائیں۔

٦٩٩۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما فَقَالَ : رَجُلٌ نَذَرَ أَنْ يَصُوْمَ يَوْمًا، قَالَ : أَظُنُّهُ، قَالَ : الاثْنَيْنِ، فَوَافَقَ يَوْمَ عِيْدٍ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ : أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ مِنْ صَوْمِ هَذَا الْيَوْمِ۔

زیاد بن جبیر ﷫ نے بیان کیا کہ ایک شخص حضرت ابن عمر ﷠ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ایک شخص نے ایک دن کے روزے کی نذر مانی۔ پھر کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ پیر کا دن ہے اور اتفاق سے وہی عید کا دن پڑ گیا ہے۔ حضرت ابن عمر ﷠ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو نذر پوری کرنے کا حکم دیا ہے اور نبی ﷺ نے اس دن روزہ رکھنے سے (اللہ کے حکم سے) منع فرمایا ہے۔

**فهم الحديث** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اکیلے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ جمہور علما اسے مکروہ جبکہ کچھ اسے حرام کہتے ہیں۔ البتہ اگر کوئی جمعہ سے پہلے ایک دن یا اس کے بعد ایک دن روزہ رکھے تو جمعہ کا روزہ درست ہے۔

## (24) باب كراهة صيام الجمعة منفردا

## صرف جمعہ کو روزہ رکھنے کی کراہت

٧٠٠۔ حديث جَابِرٍ ﷺ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ، قَالَ : سَأَلْتُ جَابِرًا ﷺ : نَهَى النَّبِيُّ

محمد بن عباد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر ﷺ سے پوچھا کیا نبی ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا؟ انہوں نے

---

٦٩٧۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 66 باب صوم يوم الفطر (1990) مسلم (1137) ترمذى (771)۔
٦٩٨۔ البخاري في: 20 كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة ...: 6 باب مسجد بيت المقدس (1991) مسلم (827)۔
٦٩٩۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 67 باب الصوم يوم النحر (1994) مسلم (1139)۔
٧٠٠۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 63 باب صوم يوم الجمعة (1984) مسلم (1143) ابن ماجه (1724)۔

ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ؟ قَالَ : نَعَمْ ۔

جواب دیا۔ ہاں۔

۷۰۱۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: (( لَا يَصُوْمَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا يَوْمًا قَبْلَهُ اَوْ بَعْدَهُ ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص جمعہ کے دن اس وقت تک روزہ نہ رکھے جب تک اس سے ایک دن پہلے یا اس کے ایک دن بعد روزہ نہ رکھتا ہو۔

## (25) باب بیان نسخ قوله تعالى ﴿ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ ﴾ بقول ﴿ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾

## آیت ﴿ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ ﴾ کو آیت ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾ نے منسوخ کردیا ہے

۷۰۲۔ حدیث سَلَمَةَ ' قَالَ : لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ كَانَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ ' حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں۔" [البقرہ:۱۸۴] تو جس کا جی چاہتا تھا روزہ چھوڑ دیتا اور اس کے بدلے میں فدیہ دے دیتا حتی کہ اس کے بعد والی آیت "تم میں سے جو شخص اس مہینے میں مقیم ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے" نازل ہوئی اور اس نے پہلی آیت کو منسوخ کردیا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ اب یہ اجازت نہیں کہ جس کا دل چاہے روزہ چھوڑ دے اور بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ البتہ دیگر صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بوڑھا آدمی، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لیے یہ حکم ابھی بھی باقی ہے یعنی یہ تینوں روزہ چھوڑ کر ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا سکتے ہیں۔ [1]

## (26) باب قضاء رمضان في شعبان

## شعبان میں رمضان کے روزوں کی قضا کا بیان

۷۰۳۔ حدیث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : كَانَ يَكُوْنُ عَلَيَّ الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ ' فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقْضِيَ اِلَّا فِي شَعْبَانَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان کا روزہ مجھ سے چھوٹ جاتا تو شعبان سے پہلے اس کی قضا کی توفیق نہ ہوتی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ شعبان تک رمضان کی قضاء کو مؤخر کرنا جائز ہے خواہ یہ تاخیر بغیر کسی عذر کے ہی ہو۔ تاہم افضل یہ ہے کہ جلد از جلد قضاء کے روزے رکھ لیے جائیں، کیونکہ نیکی کے کاموں میں تاخیر مناسب نہیں۔

---

۷۰۱۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 63 باب صوم يوم الجمعة (1985) مسلم (1144) ابن ماجه (1723)۔

۷۰۲۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 2 سورة البقرة: 26 باب "فمن شهد منكم..." (4507) مسلم (1145)۔

۷۰۳۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 40 باب متى يُقْضَى قضاء رمضان (1950) مسلم (1146) ابو داود (2399)۔

[1] [دارقطنی (2/ 205) ، (2/ 207) حاکم (1/ 404) ابن الجارود (381)]

## (27) باب قضاء الصيام عن الميت

## میت کی طرف سے روزے رکھنے کا بیان

٧٠٤- حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے ذمے روزے واجب ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھ دے۔

٧٠٥- حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ' فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ' اَفَاَقْضِيْهِ عَنْهَا؟ قَالَ: (( نَعَمْ! )) قَالَ: (( فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ يُقْضَى ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کے ذمے ایک مہینے کے روزے باقی رہ گئے ہیں کیا میں ان کی طرف سے قضا رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ کا قرض اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اسے ادا کر دیا جائے۔

**فهم الحديث** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے روزے رکھے جا سکتے ہیں۔ جمہور علماء اسے مستحب جبکہ امام ابن حزم، امام صنعانی، نواب صدیق حسن خان اور علامہ البانی رحمہم اللہ وغیرہ اسے واجب کہتے ہیں۔[1]

## (29) باب حفظ اللسان للصائم

## روزہ دار کے لیے زبان کی حفاظت کا بیان

٧٠٦- حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( الصِّيَامُ جُنَّةٌ' فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ' وَاِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ اَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّي صَائِمٌ' مَرَّتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ تَعَالَى مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ اَجْلِي' الصِّيَامُ لِي وَاَنَا اَجْزِي بِهِ' وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، روزہ دوزخ سے بچنے کے لئے ایک ڈھال ہے۔ اس لئے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہیے کہ میں روزہ دار ہوں (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے)۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا (اور

---

٧٠٤- البخاری فی: 30 كتاب الصوم: 42 باب من مات وعليه صوم (1952) مسلم (1147) ابن حبان (3569)۔

٧٠٥- البخاری فی: 30 كتاب الصوم: 42 باب من مات وعليه صوم (1953) مسلم (1148) ابن ماجه (1758)۔

[1] [نيل الأوطار (3/ 214) المحلى (4/ 420) سبل السلام (2/ 894) الروضة الندية (1/ 551) التعليقات الرضية على الروضة الندية للألباني (2/ 25)]

دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔

**لغوی توضیح** جُنَّة ڈھال۔فَلَا يَرْفُثُ فحش باتیں،جنسی گفتگو و حرکات۔وَلَا يَجْهَلْ جہالت کی کوئی بات یا کام نہ کرے مثلاً چیخنا چلانا،مذاق کرنا وغیرہ۔شَاتَمَهُ اسے کوئی گالی دے۔خَلُوْف بُو۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ دورانِ روزہ ہر طرح کی لغو حرکات سے بچنا چاہیے،اس سے روزہ ضائع بھی ہو سکتا ہے کیونکہ فرمانِ نبوی ہے کہ جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ ایسا شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔[1] ایک اور روایت میں ہے کہ جس نے بدزبانی اور جھوٹ نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔[2]

## (30) باب فضل الصيام — روزے کی فضیلت

٧٠٧۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: قَالَ اللهُ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَاللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کا ہر نیک عمل خود اسی کے لئے ہے مگر روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ گناہوں کی ایک ڈھال ہے اگر کوئی روزے سے ہو تو اسے فحش گوئی نہ کرنی چاہیے اور نہ شور مچائے۔اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار ہوں۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے۔روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی (ایک تو جب) وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسری) جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کا ثواب پا کر خوش ہوگا۔

**لغوی توضیح** لَا يَصْخَبْ شور نہ کرے،چیخ و پکار یا کوئی بھی لغو حرکت کر کے اونچی آواز نکالنا۔

٧٠٨۔ حديث سَهْلٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ،

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا، جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں۔قیامت کے

---

٧٠٦۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 2 باب فضل الصوم (1894) مسلم (1151) ابن ماجه (1638)۔

٧٠٧۔ البخاري في: 69 كتاب النفقات: 14 باب هل يقول إني صائم إذا شتم۔

٧٠٨۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 4 باب الريان للصائمين (1896) مسلم (1152) ابن ماجه (1640)۔

---

[1] [بخاری (1903)]

[2] [حسن لغیرہ: صحیح الترغیب (1082)]

الرَّيَّانُ ' يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ ' يُقَالُ : اَيْنَ الصَّائِمُوْنَ ' فَيَقُوْمُوْنَ ' لَا يَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ ' فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ ))۔

دن اس دروازے سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، ان کے سوا اور کوئی اس میں سے نہیں داخل ہوگا۔ پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کے سوا اس سے اور کوئی اندر نہیں جانے پائے گا اور جب یہ لوگ اندر داخل ہو جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی اندر نہ جا سکے گا۔

**لغوی توضیح** الرَّیَّان ری سے ماخوذ ہے، معنی ہے سیر، تر۔ یہ پیاس کی ضد ہے۔ اس کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کیونکہ یہ روزہ داروں کے لیے بھوک پیاس برداشت کرنے کا بدلہ ہے۔

## (31) باب فضل الصيام فى سبيل الله لمن يطيقه بلا ضرر و لا تفويت حق

## فی سبیل اللہ مجاہد کے روزے کی فضیلت جبکہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اور بلا ضرر کسی حق کی ادائیگی چھوڑے بغیر روزہ رکھے

۷۰۹۔ حديث اَبِى سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : (( مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے) ایک دن بھی روزہ رکھا' اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر سال کی مسافت کی دوری تک دور کر دے گا۔

## (33) باب اكل الناسى و شربه و جماعه لا يفطر

## بھول چوک کر کھانے پینے اور جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

۷۱۰۔ حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : اِذَا نَسِيَ فَاَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب کوئی بھول کر کچھ کھا پی لے تو اسے اپنا روزہ پورا کرنا چاہیے کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ایسے شخص پر نہ قضا ہے نہ کفارہ۔

## (34) باب صيام النبى ﷺ فى غير رمضان واستحباب ان لا يخلى شهرا عن صوم

## نبی ﷺ کے رمضان کے علاوہ نفلی روزوں کا بیان اور یہ کہ کوئی مہینہ روزوں سے خالی نہ چھوڑنا مستحب ہے

۷۱۱۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها '

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ نفل روزہ رکھنے لگتے تو

---

۷۰۹۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسیر: 36 باب فضل الصوم فی سبیل الله (2840) مسلم (1153)۔

۷۱۰۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 26 باب الصائم إذا اكل او شرب ناسيا (1933) مسلم (1155) ترمذی (722)۔

۷۱۱۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 52 باب صوم شعبان (1969) مسلم (1156) ابوداود (2434) ترمذی (768)۔

قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ، فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ، وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ۔

ہم (آپس میں) کہتے کہ اب آپ روزہ رکھنا چھوڑیں گے ہی نہیں۔ اور جب روزہ چھوڑ دیتے تو ہم کہتے کہ اب آپ روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ میں نے رمضان کے علاوہ آپ کو کبھی پورے مہینے کا نفلی روزہ رکھتے نہیں دیکھا اور جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے میں نے کسی مہینہ میں اس سے زیادہ روزے رکھتے آپ کو نہیں دیکھا۔

۷۱۲۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ : لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُوْمُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ، وَكَانَ يَقُوْلُ : (( خُذُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا)) وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مَادُوْوِمَ عَلَيْهِ وَإِنْ قَلَّتْ، وَكَانَ إِذَا صَلّٰى صَلَاةً دَاوَمَ عَلَيْهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے۔ شعبان کے پورے دنوں میں آپ روزہ سے رہتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ عمل وہی اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا، تم خود ہی اکتا جاؤ گے۔ نبی ﷺ اس نماز کو سب سے زیادہ پسند فرماتے جس پر ہمیشگی اختیار کی جائے خواہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ جب کوئی نماز شروع کرتے تو اسے ہمیشہ پڑھتے تھے۔

**لغوی توضیح:** شَعْبَانَ كُلَّهُ شعبان کے مکمل روزے، یعنی تقریباً مکمل روزے۔

۷۱۳۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ : مَا صَامَ النَّبِيُّ ﷺ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ، وَيَصُوْمُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ، لَا وَاللّٰهِ! لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ، لَا وَاللّٰهِ! لَا يَصُوْمُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رمضان کے سوا نبی ﷺ نے کبھی پورے مہینے کا روزہ نہیں رکھا۔ آپ نفل روزہ رکھنے لگتے تو دیکھنے والا کہہ اٹھتا کہ بخدا اب آپ بے روزہ نہیں رہیں گے اور اسی طرح جب نفل روزہ چھوڑ دیتے تو کہنے والا کہتا قسم اللہ کی! اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔

**فهم الحديث:** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ بعض اوقات مسلسل نفلی روزے رکھتے اور بعض اوقات مسلسل روزے چھوڑ دیتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ سب سے زیادہ نفلی روزے شعبان میں رکھا کرتے تھے اور اس کا سبب ایک روایت میں آپ ﷺ نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ رجب اور رمضان کے درمیان والا مہینہ ایسا ہے کہ لوگ اس میں اس سے غافل ہیں، حالانکہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں اٹھایا جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔[1]

۷۱۲۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 52 باب صوم شعبان (1969) مسلم (782) نسائي (2179) ابن حبان (353)۔

۷۱۳۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 53 باب ما يذكر في صوم النبي ﷺ وإفطاره (1971) مسلم (1157)۔

[1] [صحيح: صحيح نسائي (2221) كتاب الصيام ، نسائي (2359) تمام المنة (ص/ 412)]

## (35) باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به او فوت به حقا او لم يفطر العيدين والتشريق، و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم

## اگر روزے سے نقصان پہنچتا ہو یا کسی کی حق تلفی ہوتی ہو نیز عیدین اور ایام تشریق میں بھی افطار نہ کرے تو صوم الدھر (مسلسل روزے رکھنا) منع ہے اور ایک دن کے وقفہ سے روزہ رکھنا افضل ہے

٧١٤۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنه، قَالَ: اُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنِّي اَقُوْلُ، وَاللّٰهِ! لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَاعِشْتُ، فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ قُلْتُهُ، بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي ـ قَالَ: (( فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ، فَصُمْ وَاَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا، وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ )) قُلْتُ: اِنِّي اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: (( فَصُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمَيْنِ )) قُلْتُ: اِنِّي اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ: (( فَصُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمًا، وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَهُوَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ )) قُلْتُ: اِنِّي اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ـ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تک میری یہ بات پہنچائی گئی کہ اللہ کی قسم! زندگی بھر میں دن میں تو روزے رکھوں گا اور ساری رات عبادت کروں گا۔ میں نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہاں میں نے یہ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا لیکن تیرے اندر اس کی طاقت نہیں، اس لئے روزہ بھی رکھ اور بے روزہ بھی رہ۔ عبادت بھی کر اور سو بھی اور مہینے میں تین دن کے روزے رکھا کر۔ نیکیوں کا بدلہ دس گناہ ہے۔ اس طرح یہ ساری عمر کا روزہ ہو جائے گا۔ میں نے کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر ایک دن روزہ رکھا کر اور دو دن کے لئے روزے چھوڑ دیا کر۔ میں نے پھر کہا کہ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن بے روزہ رہ کہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ایسا ہی تھا۔ اور روزہ کا یہ سب سے افضل طریقہ ہے۔ میں نے اب بھی وہی کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے لیکن اس مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اس سے افضل کوئی روزہ نہیں ہے۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا خلاف سنت ہے۔ اور اگر کوئی زیادہ سے زیادہ نفلی روزے رکھنا چاہے تو اسے چاہیے کہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھے، یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے اور سب سے افضل ہے اس سے افضل کوئی روزہ نہیں۔ اسی طرح ساری رات قیام کرنا بھی خلاف سنت ہے۔ سنت یہ ہے کہ رات کو آرام بھی کیا جائے اور قیام بھی۔ ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بکثرت عبادت اور ہر وقت اسی میں محو رہنے میں فضیلت نہیں بلکہ فضیلت اس میں ہے جسے اللہ اور اس کا رسول پسند فرمائیں۔

٧١٤۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 56 باب صوم الدهر (1131) مسلم (1159) ابو داود (2427)۔

۷۱۵۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ : قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( يَا عَبْدَاللّٰهِ ! اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟ )) فَقُلْتُ : بَلَى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : (( فَلَا تَفْعَلْ ' صُمْ وَاَفْطِرْ ' وَقُمْ وَنَمْ ' فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ' وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ' وَاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ' وَاِنَّ بِحَسْبِكَ اَنْ تَصُوْمَ كُلَّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ اَمْثَالِهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ )) فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ ' قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنِّي اَجِدُ قُوَّةً : قَالَ : (( فَصُمْ صِيَامَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ' وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ )) قُلْتُ : فَمَا كَانَ صِيَامُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ! قَالَ : (( نِصْفُ الدَّهْرِ )) ۔ فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَقُوْلُ بَعْدَ مَا كَبِرَ : يَالَيْتَنِي قَبِلْتُ رُخْصَةَ النَّبِيِّ ﷺ ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' عبداللہ! کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم دن میں تو روزہ رکھتے ہو اور ساری رات نماز پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کی صحیح ہے یارسول اللہ! آپ نے فرمایا' ایسا نہ کر' روزہ بھی رکھ اور بے روزہ بھی رہ۔ نماز بھی پڑھ اور سو بھی۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے' تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تم سے ملاقات کرنے والوں کا بھی تم پر حق ہے۔ بس یہی کافی ہے کہ ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھ لیا کرو' کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گناہ ملے گا اور اس طرح یہ ساری عمر کا روزہ ہو جائے گا لیکن میں نے اپنے پر سختی چاہی تو مجھ پر سختی کر دی گئی۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ! میں اپنے میں قوت پاتا ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھ اور اس سے آگے نہ بڑھ۔ میں نے پوچھا' اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن بے روزہ رہا کرتے۔ بعد میں جب ضعیف ہو گئے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے' کاش! میں رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی رخصت مان لیتا۔

**لغوی توضیح** لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے۔

۷۱۶۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اِقْرَاِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ )) قُلْتُ : اِنِّي اَجِدُ قُوَّةً ۔ حَتّٰى قَالَ : (( فَاقْرَاْهُ فِي سَبْعٍ وَلَا تَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ )) ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا' ہر مہینے میں ایک قرآن ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا مجھ کو تو زیادہ پڑھنے کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا سات راتوں میں ختم کیا کر اس سے زیادہ مت پڑھ۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ سات راتوں سے کم میں قرآن ختم نہیں کرنا چاہیے۔ البتہ ایک دوسری حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تین راتوں میں بھی قرآن ختم کیا جا سکتا ہے، تین سے کم میں ختم کرنا مکروہ ہے۔[1]

۷۱۵۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 55 باب حق الجسم فی الصوم۔

۷۱۶۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 34 باب فی کم یقرا القرآن۔

[1] [صحیح: صحیح ابوداود (1260) المشکاۃ (2201) السلسلۃ الصحیحۃ (1513)]

٧١٧۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ' قَالَ : قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((يَا عَبْدَاللّٰهِ! لَاتَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ' كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا' اے عبداللہ! فلاں کی طرح نہ ہو جانا' وہ رات میں عبادت کیا کرتا تھا پھر چھوڑ دی۔

**فهو الحديث** یہ نبی ﷺ نے اس لیے فرمایا کیونکہ آپ کو وہ عمل پسند تھا جس پر دوام اختیار کیا جائے۔

٧١٨۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ : بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ أَنِّي أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَ أُصَلِّي اللَّيْلَ ' فَإِمَّا أَرْسَلَ إِلَيَّ وَإِمَّا لَقِيْتُهُ ' فَقَالَ: (( أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُوْمُ وَلَا تُفْطِرُ وَ تُصَلِّي ' فَصُمْ وَأَفْطِرْ ' وَقُمْ وَنَمْ ' فَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَظًّا ' وَإِنَّ لِنَفْسِكَ وَأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَظًّا )) قَالَ : إِنِّي لَأَقْوَى لِذٰلِكَ قَالَ : (( فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ )) قَالَ : وَكَيْفَ؟ قَالَ: ((كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى)) قَالَ : مَنْ لِي بِهٰذِهِ ' يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ! قَالَ عَطَاءٌ ( أَحَدُ الرُّوَاة) : لَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ )) مَرَّتَيْنِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں اور ساری رات عبادت کرتا ہوں۔ اب یا آنحضور ﷺ نے کسی کو میرے پاس بھیجا یا خود میں نے آپ سے ملاقات کی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ خبر صحیح ہے کہ تو متواتر روزے رکھتا ہے اور ایک بھی نہیں چھوڑتا اور (رات بھر) نماز پڑھتا رہتا ہے؟ روزہ بھی رکھ اور بے روزہ بھی رہ' عبادت بھی کر اور سو بھی۔ کیونکہ تیری آنکھ کا بھی تجھ پر حق ہے' تیری جان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر داؤد علیہ السلام کی طرح روزہ رکھا کر۔ انہوں نے کہا وہ کس طرح؟ فرمایا کہ داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو پیٹھ نہیں پھیرتے تھے۔ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی' اے اللہ کے نبی! میرے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں پیٹھ پھیر جاؤں۔ حضرت عطا (راوی حدیث) نے کہا کہ مجھے یاد نہیں (اس حدیث میں) صوم دھر کا کس طرح ذکر ہوا (البتہ انہیں اتنا یاد تھا کہ) آنحضور ﷺ نے فرمایا جو صوم دھر رکھتا ہے اس کا روزہ ہی نہیں' دو مرتبہ (آپ نے یہی فرمایا)۔

٧١٧۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 19 باب ما یکره من ترك قيام الليل لمن كان يقومه۔

٧١٨۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 57 باب حق الاهل فی الصوم۔

۷۱۹۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِنَّكَ لَتَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: ((اِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ، هَجَمَتْ لَهُ الْعَيْنُ، وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ، لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ، صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ)) قُلْتُ: فَاِنِّي اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: ((فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو متواتر روزے رکھتا ہے اور رات بھر عبادت کرتا ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا اگر تو یونہی کرتا رہا تو آنکھیں دھنس جائیں گی اور تو بے حد کمزور ہو جائے گا۔ یہ کوئی روزہ نہیں کہ کوئی زندگی بھر (بلا ناغہ ہر روز) روزہ رکھے۔ تین دن کا (ہر مہینہ میں) روزہ پوری زندگی کے روزے کے برابر ہے۔ میں نے اس پر کہا کہ مجھے اس سے بھی زیادہ کی طاقت ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ پھر داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھا کر۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ چھوڑ دیتے تھے اور جب دشمن کا سامنا ہوتا تو پیٹھ نہیں دکھلایا کرتے تھے۔

**لغوی توضیح** هَجَمَتْ (آنکھیں) اندر دھنس جائیں گی۔ نَفِهَتْ (نفس) کمزور ہو جائے گا۔

۷۲۰۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((اَحَبُّ الصَّلَاةِ اِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَاَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُوْمُ يَوْمًا، وَيُفْطِرُ يَوْمًا))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے ان سے فرمایا، سب نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور روزوں میں بھی داؤد علیہ السلام ہی کا روزہ ہے۔ آپ آدھی رات تک سوتے اس کے بعد تہائی رات نماز پڑھنے میں گذارتے۔ پھر رات کے چھٹے حصے میں بھی سو جاتے۔ اسی طرح آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

۷۲۱۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، حَدَّثَ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي، فَدَخَلَ عَلَيَّ، فَاَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ اَدَمٍ، حَشْوُهَا لِيْفٌ، فَجَلَسَ عَلَى الْاَرْضِ، وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو میرے روزے کے متعلق خبر ہوگئی (کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں) آپ میرے یہاں تشریف لائے اور میں نے ایک گدا آپ کے لئے بچھا دیا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ لیکن آنحضرت ﷺ زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ کے

۷۱۹۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 59 باب صوم داود علیه السلام۔
۷۲۰۔ البخاری فی: 19 کتاب التهجد: 7 باب من نام عند السحر۔
۷۲۱۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 59 باب صوم داود علیه السلام۔

بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَقَالَ: (( اَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاثَةُ اَيَّامٍ؟ )) قَالَ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((خَمْسًا)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((سَبْعًا)) قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((تِسْعًا)) قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِحْدَى عَشْرَةَ)) ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، شَطْرَ الدَّهْرِ، صُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمًا ))۔

درمیان ہوگیا۔آپ نے فرمایا کیا تمہارے لئے ہر مہینہ میں تین دن کے روزے کافی نہیں ہیں؟ میں نے عرض کی' یارسول اللہ! (کچھ اور بڑھا دیجئے) آپ نے فرمایا' اچھا پانچ دن کے روزے (رکھ لے) میں نے عرض کی یارسول اللہ! کچھ اور۔آپ نے فرمایا چلو سات دن' میں نے عرض کی یارسول اللہ! (کچھ اور بڑھایئے' مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے) آپ نے فرمایا! اچھا نو دن' میں نے عرض کی یارسول اللہ! کچھ اور۔فرمایا' اچھا گیارہ دن۔آخر آپ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے روزے کے طریقے کے سوا اور کوئی طریقہ (شریعت میں) جائز نہیں۔یعنی زندگی کے آدھے دنوں میں ایک دن کا روزہ رکھے اور ایک دن کا روزہ چھوڑ دیا کرے۔

**لغوی توضیح** وِسَادَة تکیہ۔حَشْوُهَا اس میں بھرا ہوا تھا۔لِيف کھجور کی چھال۔

## (37) باب صوم سرر شعبان

## شعبان کے آخری دنوں میں روزے رکھنا

۷۲۲۔ حدیث عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهُ سَاَلَهُ، اَوْ سَاَلَ رَجُلًا وَعِمْرَانَ يَسْمَعُ، فَقَالَ: (( يَااَبَافُلَانٍ! اَمَا صُمْتَ سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ؟ )) قَالَ: اَظُنُّهُ قَالَ: يَعْنِي رَمَضَانَ۔ قَالَ الرَّجُلُ: لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:(( فَاِذَا اَفْطَرْتَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ ))۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ نے سوال کیا یا سوال تو کسی اور سے کیا تھا لیکن وہ سن رہے تھے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اے ابوفلاں! کیا تم نے اس مہینے کے آخر کے روزے نہیں رکھے؟ (راوی کہتا ہے) میرا خیال ہے کہ حضرت عمران نے کہا کہ آپ کی مراد رمضان سے تھی اس شخص نے کہا نہیں' یارسول اللہ! تو آپ نے کہا جب تم افطار کرلو (یعنی رمضان کے بعد) تو دو روزے رکھ لینا۔

**لغوی توضیح** سَرَرَ هٰذَا الشَّهْرِ اس مہینے کا آخر۔

**فہم الحدیث** بظاہر یہ حدیث اُن صحیح احادیث کے خلاف ہے جن میں شعبان کے آخر میں روزے رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ہر ماہ کے آخری دنوں میں روزے رکھنا اس شخص کی عادت تھی،لیکن اس نے بھی رمضان سے پہلے روزے رکھنے کی ممانعت سے ڈرتے ہوئے روزے نہ رکھے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر روزے رکھنا کسی کی عادت ہو تو وہ اس ممانعت میں داخل نہیں،ممانعت تو صرف غیر عادی لوگوں کے لیے ہے۔

۷۲۲۔ البخاری فی: 30 کتاب الصوم: 62 باب الصوم آخر الشهر ، مسلم (1161) ابوداود (2328)۔

## (40) باب فضل ليلة القدر والحث على طلبها و بيان محلها وارجى اوقات طلبها

## لیلۃ القدر کی فضیلت اور اس کی تلاش کی ترغیب اور ان دنوں کے تعین کا ذکر جن میں لیلۃ القدر کی توقع کی جاسکتی ہے

٧٢٣۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أُرُوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ، فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((أَرَى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے چند اصحاب کو شب قدر خواب میں (رمضان کی) سات آخری تاریخوں میں دکھائی گئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سب کے خواب سات آخری تاریخوں پر متفق ہو گئے ہیں اس لئے جسے اس کی تلاش ہو وہ اسی ہفتہ کی آخری (طاق) راتوں میں تلاش کرے (آخری عشرہ کی طاق راتیں ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ مراد ہیں)۔

**لغوی توضیح:** رُؤْيَا خواب۔ تَوَاطَأَتْ موافقت ہونا۔ مُتَحَرِّی، تَحَرّی يَتَحَرّٰی سے ماخوذ ہے، معنی ہے تلاش کرنا۔

**فہم الحدیث:** شب قدر کی تعیین میں اہل علم نے ۴۵ کے قریب مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں، جن میں سے راجح قول یہ ہے کہ شب قدر آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہے۔ یاد رہے کہ جن روایات میں شب قدر کی تعیین کی گئی ہے جیسے بعض میں ستائیس، بعض میں اکیس اور بعض میں تیئس کی رات کا ذکر ہے، ان سے مراد یہ ہے کہ اس سال شب قدر اُس رات تھی یہ ہرگز مراد نہیں کہ ہر سال شب قدر اسی رات ہوگی۔ شب قدر کی علامات بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ شب قدر کی صبح کو سورج کے بلند ہونے تک اس کی شعاع نہیں ہوتی، وہ ایسے ہوتا ہے جیسے تھالی۔[1] ایک دوسری روایت میں ہے کہ (اس رات) جب چاند نکلتا ہے تو ایسے ہوتا ہے جیسے بڑے تھال کا کنارہ۔[2] اسی طرح ایک اور روایت میں ہے کہ شب قدر آسان اور معتدل رات ہے جس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ سردی، اس صبح کا سورج اس طرح طلوع ہوتا ہے کہ اس کی سرخی مدہم ہوتی ہے۔[3]

٧٢٤۔ حديث أَبِي سَعِيدٍ رضي الله عنه، قَالَ: اعْتَكَفْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَشْرَ الأَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ، فَخَرَجَ صَبِيحَةَ عِشْرِينَ، فَخَطَبَ، وَقَالَ: ((إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا)) أَوْ نُسِّيتُهَا فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ فِي

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ رمضان کے دوسرے عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھے۔ پھر بیس تاریخ کی صبح کو آنحضرت ﷺ اعتکاف سے نکلے اور ہمیں خطبہ دیا فرمایا کہ مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی لیکن بھلا دی گئی یا (آپ نے فرمایا کہ) میں خود بھول گیا۔ اس لئے تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ میں

---

٧٢٣۔ البخاری فی: 32 كتاب فضل ليلة القدر: 2 باب التماس ليلة القدر فی السبع الاواخر (1158) مسلم (1165)۔

٧٢٤۔ البخاری فی: 32 كتاب فضل ليلة القدر: 2 باب التماس ليلة القدر فی السبع الاواخر (669) مسلم (1167)۔

---

[1] [ابو داود (1378) مسلم (762) ترمذی (3351)] [2] [مسلم (1170) كتاب الصيام]

[3] [حسن: مسند بزار (6/ 486- كشف الاستار) مسند طيالسی (349)]

الْوَتْرِ، وَاِنِّی رَاَیْتُ اَنِّی اَسْجُدُ فِی مَاءٍ وَطِیْنٍ، فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلْیَرْجِعْ، فَرَجَعْنَا وَمَا نَرَی فِی السَّمَاءِ قَزَعَةً فَجَاءَتْ سَحَابَةٌ فَمَطَرَتْ حَتّٰی سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ مِنْ جَرِیْدِ النَّخْلِ وَاُقِیْمَتِ الصَّلَاةُ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَسْجُدُ فِی الْمَاءِ وَالطِّیْنِ، حَتّٰی رَاَیْتُ اَثَرَ الطِّیْنِ فِی جَبْهَتِهِ۔

نے یہ بھی دیکھا ہے (خواب میں) کہ گویا میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں اس لئے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا وہ پھر لوٹ آئے اور اعتکاف میں بیٹھے خیر ہم نے پھر اعتکاف کیا۔ اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں تھا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے بادل آیا اور بارش اتنی ہوئی کہ مسجد کی چھت سے پانی ٹپکنے لگا جو کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ پھر نماز کی تکبیر ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کیچڑ میں سجدہ کر رہے تھے' یہاں تک کہ کیچڑ کا نشان میں نے آپ کی پیشانی پر دیکھا۔

**لغوی توضیح** قَزَعَةً بادل کا باریک ٹکڑا۔

۷۲۵۔ **حدیث** اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ، كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُجَاوِرُ فِی رَمَضَانَ الْعَشْرَ الَّتِی فِی وَسَطِ الشَّهْرِ، فَاِذَا كَانَ حِیْنَ یُمْسِی مِنْ عِشْرِیْنَ لَیْلَةً تَمْضِی وَیَسْتَقْبِلُ اِحْدَی وَعِشْرِیْنَ، رَجَعَ اِلَی مَسْكَنِهِ، وَرَجَعَ مَنْ كَانَ یُجَاوِرُ مَعَهُ، وَاَنَّهُ اَقَامَ فِی شَهْرٍ جَاوَرَ فِیْهِ اللَّیْلَةَ الَّتِی كَانَ یَرْجِعُ فِیْهَا، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَاَمَرَهُمْ مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ قَالَ: ((كُنْتُ اُجَاوِرُ هٰذِهِ الْعَشْرَ، ثُمَّ قَدْ بَدَا لِیْ اَنْ اُجَاوِرَ هٰذِهِ الْعَشْرَ الاَوَاخِرَ، فَمَنْ كَانَ اعْتَكَفَ مَعِی فَلْیَثْبُتْ فِی مُعْتَكَفِهِ، وَقَدْ اُرِیْتُ هٰذِهِ اللَّیْلَةَ، ثُمَّ اُنْسِیْتُهَا، فَابْتَغُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ، وَابْتَغُوْهَا فِی كُلِّ وِتْرٍ، وَقَدْ رَاَیْتُنِی اَسْجُدُ فِی مَاءٍ وَطِیْنٍ)) فَاسْتَهَلَّتِ السَّمَاءُ فِی تِلْكَ اللَّیْلَةِ فَاَمْطَرَتْ، فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فِی مُصَلَّی النَّبِیِّ ﷺ لَیْلَةَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ رمضان کے اس عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے جو مہینے کے بیچ میں پڑتا ہے۔ بیس راتوں کے گذر جانے کے بعد جب اکیسویں تاریخ کی رات آتی تو شام کو آپ گھر واپس آ جاتے۔ جو لوگ آپ کے ساتھ اعتکاف میں ہوتے وہ بھی اپنے گھروں کو واپس آ جاتے۔ ایک رمضان میں آپ جب اعتکاف کئے ہوئے تھے تو اس رات بھی (مسجد ہی میں) مقیم رہے۔ جس میں آپ کی عادت گھر آ جانے کی تھی' پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور جو کچھ اللہ پاک نے چاہا آپ نے لوگوں کو اس کا حکم دیا۔ پھر فرمایا کہ میں اس (دوسرے) عشرہ میں اعتکاف کیا کرتا تھا لیکن اب مجھ پر یہ ظاہر ہوا ہے کہ اب اس آخری عشرہ میں مجھے اعتکاف کرنا چاہیے۔ اس لئے جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ اپنے معتکف ہی میں ٹھہرا رہے اور مجھے یہ رات (شب قدر) دکھائی گئی لیکن پھر بھلا دی گئی۔ اس لئے تم لوگ اسے آخری عشرہ (کی طاق راتوں) میں تلاش کرو۔ میں نے (خواب میں) خود کو دیکھا کہ اس رات کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پھر اسی رات آسمان پر ابر ہوا اور بارش برسی' نبی ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ پر (چھت

۷۲۵۔ البخاری فی: 32 کتاب فضل لیلة القدر: 3 باب تحری لیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر۔

اِحْدَى وَ عِشْرِيْنَ ' فَبَصُرَتْ عَيْنِي نَظَرْتُ اِلَيْهِ انْصَرَفَ مِنَ الصُّبْحِ وَوَجْهُهُ مُمْتَلِيءٌ طِيْنًا وَمَاءً۔

سے) پانی ٹپکنے لگا۔ یہ اکیسویں رات کا ذکر ہے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ صبح کی نماز کے بعد واپس ہو رہے تھے اور آپ کے چہرۂ مبارک پر کیچڑ لگی ہوئی تھی۔

۷۲۶۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ' وَيَقُوْلُ : ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے اور فرماتے کہ رمضان کے آخری عشرہ میں شب قدر کو تلاش کرو۔

# [۱۹] كتاب الاعتكاف
# اعتکاف کے مسائل

## (1) باب اعتكاف العشر الاواخر من رمضان

## رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کا بیان

۷۲۷۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔

**لغوی توضیح** الاِعْتِكَاف بند رہنا، رُکے رہنا اور کسی چیز کو لازم پکڑ لینا۔ اصطلاحاً ایک خاص کیفیت سے کسی شخص کا خود کو مسجد میں روک لینا اعتکاف ہے۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اس پر مداومت اختیار فرمائی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خواتین بھی اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ خواتین مساجد میں ہی اعتکاف بیٹھیں گی کیونکہ ان کے لیے اعتکاف کے متعلق کوئی الگ حکم شریعت میں موجود نہیں اور کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ عہد رسالت میں عورتوں نے گھروں میں اعتکاف کیا ہو۔

۷۲۸۔ حديث عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ ' حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ' ثُمَّ اعْتَكَفَ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ اپنی وفات تک برابر رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے۔ اور آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔

---

۷۲۶۔ البخاري في: 32 كتاب فضل ليلة القدر: 3 باب تحرى ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر ، مسلم (1169)۔

۷۲۷۔ البخاري في: 33 كتاب الاعتكاف: 1 باب الاعتكاف في العشر الاواخر (2025) مسلم (1171)۔

۷۲۸۔ البخاري في: 33 كتاب الاعتكاف: 1 باب الاعتكاف في العشر الاواخر (2026) مسلم (1172)۔

اَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهٖ ۔

## (2) باب متی یدخل من اراد الاعتکاف فی معتکفه

## معتکف کو اعتکاف کی جگہ کب داخل ہونا چاہیے؟

۷۲۹۔ حديث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہما ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ' فَكُنْتُ اَضْرِبُ لَهُ خِبَاءً ' فَيُصَلِّي الصُّبْحَ ' ثُمَّ يَدْخُلُهُ ' فَاسْتَأْذَنَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ اَنْ تَضْرِبَ خِبَاءً ' فَاَذِنَتْ لَهَا فَضَرَبَتْ خِبَاءً فَلَمَّا رَاَتْهُ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ ضَرَبَتْ خِبَاءً آخَرَ ' فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ رَاَى الْاَخْبِيَةَ ' فَقَالَ: (( مَا هٰذَا؟ )) فَاُخْبِرَ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( آلْبِرُّ تُرَوْنَ بِهِنَّ )) فَتَرَكَ الاِعْتِكَافَ ذٰلِكَ الشَّهْرَ ' ثُمَّ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ میں آپ کے لیے (مسجد میں) ایک خیمہ لگا دیتی اور آپ صبح کی نماز پڑھ کے اس میں چلے جاتے تھے۔ پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے (اپنے اعتکاف کے لئے) خیمہ کھڑا کرنے کی اجازت چاہی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی اور انہوں نے ایک خیمہ کھڑا کر لیا۔ جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے دیکھا تو انہوں نے بھی (اپنے لئے) ایک خیمہ کھڑا کر لیا۔ صبح رسول اللہ ﷺ نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا' یہ کیا ہے؟ آپ کو ان کی حقیقت بتائی گئی۔ آپ نے فرمایا' کیا تم سمجھتے ہو یہ خیمے ثواب کی نیت سے کھڑے کئے گئے ہیں؟ پس آپ نے اس مہینہ (رمضان کا) اعتکاف چھوڑ دیا اور شوال کے عشرہ کا اعتکاف کیا۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نماز فجر کے بعد اعتکاف کی جگہ میں داخل ہوتے۔ اس لیے بیس رمضان المبارک کی شام کو اعتکاف کرنے والا مسجد میں پہنچ جائے اور اگلے روز صبح فجر کے بعد اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جائے۔ کیونکہ اسی صورت میں آخری عشرے کا اعتکاف پورا ہوتا ہے۔

## (3) باب الاجتهاد فی العشر الاواخر من شهر رمضان

## رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت زیادہ کرنی چاہیے

۷۳۰۔ حديث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَاَحْيَا لَيْلَهُ ' وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب (رمضان کا) آخری عشرہ آتا تو نبی ﷺ اپنا تہبند مضبوط باندھتے (یعنی اپنی کمر پوری طرح کس لیتے) اور ان راتوں میں آپ خود بھی جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔

**لغوی توضیح** شَدَّ مِئْزَرَهُ اپنا تہبند باندھ لیتے، مراد ہے عبادت میں سخت کوشش کرنا۔ معلوم ہوا کہ رمضان کے آخری عشرے میں عبادت کے لیے زیادہ کوشش کرنی چاہیے اور اپنے گھر والوں کو بھی اس کی ترغیب دلانی چاہیے۔

۷۲۹۔ البخاری فی: 33 کتاب الاعتکاف: 6 باب اعتکاف النساء (2033) مسلم (1173) ابو داود (2464)۔
۷۳۰۔ البخاری فی: 32 کتاب فضل لیلة القدر: 5 باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان (2024) مسلم (1174)۔

## (1) باب ما يباح للمحرم بحج او عمرة وما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه

## محرم کے لیے حالتِ احرام میں کیا جائز ہے اور کیا نا جائز؟ اور خوشبو کی حرمت کا بیان

٧٣١۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( لَا يَلْبِسُ الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ، اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبِسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ اَوْ وَرْسٌ ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ! محرم کو کس طرح کا کپڑا پہننا چاہیے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا نہ کرتہ پہنے، نہ عمامہ باندھے، نہ پاجامہ پہنے نہ ٹوپی اور نہ موزے۔ لیکن اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے اس وقت پہن سکتا ہے۔ جب ٹخنوں کے نیچے سے ان کو کاٹ لیا ہو (اور احرام میں) کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس میں زعفران یا ورس لگا ہوا ہو۔

**لغوی توضیح:** اَلْحَج ارادہ وقصد کرنا، اصطلاحاً مخصوص افعال کی ادائیگی کے لیے مسجد حرام کی طرف سفر کا قصد کرنا ''حج'' کہلاتا ہے۔ اَلْعَمَائِم جمع ہے عَمَامَة کی، معنی ہے پگڑی۔ اَلسَّرَاوِيْلَات جمع ہے سِرْوَال کی، معنی ہے شلوار یا پاجامہ۔ اَلْبَرَانِس جمع ہے بُرْنُس کی، معنی ہے ٹوپی۔ نَعْلَيْن تثنیہ ہے نَعْل کی، اس کا معنی ہے جوتا۔ اَلْكَعْبَيْن تثنیہ ہے كَعْب کی، معنی ہے ٹخنہ۔ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَالْوَرْسُ جس کپڑے کو زعفران اور ورس (زرد رنگ کی بوٹی) سے رنگا گیا ہو، واضح رہے کہ یہ ممانعت رنگ کی وجہ سے نہیں بلکہ خوشبو کی وجہ سے ہے۔

**فهم الحديث:** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں قمیص، شلوار، ٹوپی اور موزے پہننا منع ہے، لیکن اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے ٹخنوں تک کاٹ کر پہن سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس تہبند نہ ہو تو وہ شلوار بھی پہن سکتا ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے۔ علاوہ ازیں ایک اور حدیث میں عورت کو دستانے اور (سلا ہوا) نقاب پہننے سے بھی منع کیا گیا ہے۔[1]

٧٣٢۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو عرفات

٧٣١۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 21 باب ما لا يلبس المحرم من الثياب (134) مسلم (1177) ابو داود (1823)۔
٧٣٢۔ البخاری فی: 28 كتاب جزاء الصيد: 15 باب لبس الخفين للمحرم إذا لم يجد النعلين، مسلم (1179)۔

[1] [بخاری (1838) ابو داود (1825)]

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ ((مَنْ لَمْ يَجِدِالنَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَس سَرَاوِيْلَ لِلْمُحْرِمِ))۔

میں خطبہ دیتے سنا تھا کہ جس کے پاس احرام میں جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن لے اور جس کے پاس تہبند نہ ہو وہ پاجامہ پہن لے۔

۷۳۳۔ حديث يَعْلَى قَالَ لِعُمَرَ رضي الله عنه : أَرِنِي النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ يُوْحَى إِلَيْهِ ، قَالَ : فَبَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ ، جَاءَهُ رَجُلٌ ۔ فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ ؟ فسكت النبي ﷺ سَاعَةً ، فَجَاءَهُ الْوَحْيُ ، فَأَشَارَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰه عنه إِلَى يَعْلَى ، فَجَاءَ يَعْلَى ، وَعَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ ، فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ ، فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ وَهُوَ يَغِطُّ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ ، فَقَالَ: ((أَيْنَ الَّذِيْ سَأَلَ عَنِ الْعُمْرَةِ ؟ )) فَأُتِيَ بِرَجُلٍ ، فَقَالَ : ((اغْسِلِ الطِّيْبَ الَّذِيْ بِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، وَانْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ ، وَاصْنَعْ فِيْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِيْ حَجَّتِكَ ۔

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کبھی آپ مجھے نبی ﷺ کو اس حال میں دکھائیے جب آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ (یعلی نے) بیان کیا کہ ایک بار رسول ﷺ جعرانہ میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آ کر پوچھا یارسول اللہ! اس شخص کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے جس نے عمرہ کا احرام اس طرح باندھا کہ اس کے کپڑے خوشبو میں بسے ہوئے ہوں؟ آپ ﷺ اس پر تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو گئے۔ پھر آپ پر وحی نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یعلی رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا۔ یعلی آئے تو رسول اللہ ﷺ پر ایک کپڑا تھا جس کے اندر آپ تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے کپڑے کے اندر اپنا سر کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ روئے مبارک سرخ ہے اور آپ خراٹے لے رہے ہیں۔ پھر یہ حالت ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے عمرہ کے متعلق پوچھا تھا۔ شخص مذکور حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو خوشبو لگا رکھی ہے اسے تین مرتبہ دھو لے اور اپنا جبہ اتار دے۔ عمرہ میں بھی اسی طرح کر جس طرح حج میں کرتے ہیں۔

**لغوی توضیح:** مُتَضَمِّخٌ بِطِيْب خوشبو میں بسا ہوا۔ اس حدیث میں محرم شخص کے لیے خوشبو لگانے کی ممانعت ہے، البتہ ایک دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائی جا سکتی ہے خواہ اس کا رنگ یا اثر احرام باندھنے کے بعد تک رہے۔ [1]

## (2) باب مواقيت الحج والعمرة

## حج اور عمرہ کے میقات

۷۳٤۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ والوں کے لئے ذوالحلیفہ کو میقات مقرر کیا۔ شام والوں کے لئے

۷۳۳۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 17 باب غسل الخلوق ثلاث مرات من الثياب (1536) مسلم (1180)۔

[1] [بخاری (1539) مسلم (1189)]

لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ ' وَلأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ ' وَلأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ ' وَلأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ ' فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ' فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمَهَلُّهُ مِنْ اَهْلِهِ ' وَكَذَاكَ ' حَتّٰى اَهْلُ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا۔

جحفہ' نجد والوں کے لئے قرن منازل اور یمن والوں کے لئے یلملم۔ یہ میقات ان ملک والوں کے ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی جو ان ملکوں سے گذر کر حرم میں داخل ہوں اور حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں۔ لیکن جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہیں ان کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ان کے گھر ہیں۔ یہاں تک کہ مکہ کے لوگ احرام مکہ ہی سے باندھیں۔ (جو حضرات عمرہ کے لئے تنعیم جانا ضروری گردانتے ہیں۔ یہ حدیث ان پر حجت ہے بشرطیکہ بنظرِ تحقیق مطالعہ فرمائیں)۔

**لغوی توضیح** مَوَاقِیت جمع ہے میقات کی' میقات کی دو قسمیں ہیں: ایک میقات زمانی یعنی وہ وقت جس کے اندر اندر حج کا احرام باندھا جاسکتا ہے اور وہ ہے شوال' ذی القعدہ اور ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن۔ دوسری قسم ہے میقات مکانی یعنی وہ مقامات جہاں سے حج یا عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے۔ ذُوالْحُلَيْفَة اس مقام کا نیا نام آبارِ علی ہے' یہ مدینہ کے قریب ہے اور مکہ سے تقریباً 450 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ جُحْفَة یہ بستی شام و مصر کی جانب سے آنے والوں کا میقات ہے۔ لیکن اب یہ ویران ہو چکی ہے اسی لیے آج کل اس کے ایک قریبی مقام رَابِغ سے احرام باندھا جاتا ہے۔ یہ مقام مکہ سے شمال مغرب کی جانب 187 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ قَرْنَ الْمَنَازِل یہ اہل نجد کا میقات ہے۔ دراصل یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے دامن میں ایک بستی تھی جو اب موجود نہیں۔ آج کل اس کے قریب السَّيْل مقام سے احرام باندھا جاتا ہے جو مکہ سے تقریباً 94 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ يَلَمْلَم یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ سے تقریباً 92 کلومیٹر پر واقع ہے' یہ اہل یمن کا میقات ہے۔ هُنَّ لَهُنَّ سے مراد ہے یہ میقات ان شہروں کے رہنے والوں کے لیے ہیں۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ جو شخص بھی حج یا عمرہ کے ارادے سے مکہ میں داخل ہونا چاہے اس پر لازم ہے کہ ان میقاتوں سے احرام باندھے' لیکن جس شخص کا حج یا عمرہ کا ارادہ نہیں وہ بغیر احرام کے بھی داخل ہوسکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو حضرات ان میقاتوں کے اندر مقیم ہیں انہیں احرام باندھنے کے لیے ان میقاتوں پر آنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ اپنی اپنی رہائش گاہوں سے ہی احرام باندھیں گے۔

۷۳۵۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ' وَاَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ ' وَاَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ )) قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مدینہ کے لوگ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں' شام کے لوگ جحفہ سے اور نجد کے لوگ قرن منازل سے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اور یمن کے لوگ

---

۷۳۴۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 9 باب مهل اهل الشام (1524) مسلم (1181) ابو داود (1738)۔

۷۳۵۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 8 باب میقات اهل المدینة ولا یهلوا قبل ذی الحلیفة (133) مسلم (1182)۔

عَبْدُاللّٰهِ : وبَلَغَنِی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمْ)) ۔

یلملم سے احرام باندھیں۔

## (3) باب التلبية وصفتها ووقتها

## تلبیہ کہنے کا وقت اور طریقہ

۷۳۶۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : ((لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ 'لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ ' اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا "حاضر ہوں' اے اللہ! حاضر ہوں' میں حاضر ہوں ۔ تیرا کوئی شریک نہیں' حاضر ہوں' تمام حمد تیرے ہی لئے ہے اور تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں' ملک تیرا ہی ہے' تیرا کوئی شریک نہیں"۔

**فہم الحدیث** ایک دوسری روایت کے مطابق نبی ﷺ کے تلبیہ میں یہ الفاظ بھی موجود تھے ﴿ لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ ﴾ حاضر ہوں میں' اے معبود برحق!۔[1]

## (4) باب امر اهل المدينة بالاحرام من عند مسجد ذی الحليفة

## اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں

۷۳۷۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ ' يَعْنِی مَسْجِدَ ذِی الْحُلَيْفَةِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ کے قریب ہی پہنچ کر احرام باندھا تھا۔

**فہم الحدیث** اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ کے پاس سے احرام باندھا تھا (جب آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے)۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے بیداء کے مقام سے احرام باندھا تھا' بعض میں ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد کے اندر ہی احرام باندھ لیا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس ایک ہی قصے کے بارے میں اختلافی روایات کے مابین نہایت ہی عمدہ تطبیق دی ہے' فرماتے ہیں کہ میں اس مسئلے کو لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والا ہوں' رسول اللہ ﷺ جب حج کے لیے نکلے تھے تو آپ ﷺ نے مسجد ذی الحلیفہ میں دو رکعت نماز ادا فرمائی تھی' پھر دو رکعتوں سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے وہیں تلبیہ پکارا تھا' جن لوگوں نے وہاں سنا انہوں نے اسی مقام کو یاد رکھ لیا (اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ہی احرام باندھا تھا) پھر جب آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپ ﷺ نے پھر تلبیہ پکارا' جنہوں نے یہاں آپ ﷺ کی لبیک سنی انہوں نے اسی موقع کو ذہن نشین کر لیا (اور کہا کہ آپ ﷺ نے اونٹنی پر سوار ہو کر احرام باندھا تھا)' اسی طرح جب آپ ﷺ بیداء کی چوٹی پر پہنچے تو آپ

---

۷۳۶۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 26 باب التلبية (1540) مسلم (1184) ترمذی (825) ابن ماجه (2918) ۔

۷۳۷۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 20 باب الإهلال عند مسجد ذی الحليفة (1541) مسلم (1186) ۔

[1] [صحیح: صحيح نسائی (2579) نسائی (2753) ابن ماجه (2920)]

نے تلبیہ پکارا' یہاں بھی جنہوں نے سنا انہوں نے اس وقت کو یاد کر لیا۔ تو اللہ کی قسم ہے کہ آپ ﷺ نے مسجد میں اپنے مصلے پر' اونٹنی پر سوار ہو کر اور بیداء کی چوٹی پر چڑھ کر (تینوں مقامات پر ہی) تلبیہ پکارا تھا۔[1] معلوم ہوا مسجد سے تلبیہ کا آغاز مستحب ہے۔

## (5) باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة

## جس وقت سواری اٹھے وہیں سے لبیک پکارنے کا بیان

۷۳۸۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضى اللّٰه عنهما ' عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ ' اَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ : يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَاَيْتُكَ تَصْنَعُ اَرْبَعًا ' لَمْ اَرَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا ! قَالَ : وَمَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ ؟ قَالَ : رَاَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الاَرْكَانِ اِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ ' وَرَاَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ ' وَرَاَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ ' وَرَاَيْتُكَ ۔ اِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ ۔ اَهَلَّ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْهِلَالَ ' وَلَمْ تُهِلَّ اَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ ۔

قَالَ عَبْدُاللّٰهِ : اَمَّا الاَرْكَانُ ' فَاِنِّي لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمَسُّ اِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ ' وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ ' فَاِنِّي رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النَّعْلَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعْرٌ ' وَيَتَوَضَّاُ فِيهَا ' فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا ' وَاَمَّا الصُّفْرَةُ ' فَاِنِّي رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا ' فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَصْبُغَ بِهَا وَاَمَّا الاِهْلَالُ فَاِنِّي لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُهِلُّ

عبید بن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا' اے ابو عبدالرحمٰن! میں نے آپ کو چار ایسے کام کرتے ہوئے دیکھا ہے جنہیں آپ کے ساتھیوں میں سے کسی کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ کہنے لگے' اے ابن جریج! وہ کیا ہیں؟ ابن جریج نے کہا میں نے طواف کے وقت آپ کو دیکھا کہ آپ دو یمانی رکنوں کے سوا کسی اور رکن کو نہیں چھوتے ہیں۔ (دوسرے) میں نے آپ کو سبتی جوتے پہنے ہوئے دیکھا ہے اور (تیسرے) میں نے دیکھا ہے کہ آپ زرد رنگ استعمال کرتے ہیں اور (چوتھی بات) میں نے یہ دیکھی کہ جب آپ مکہ میں تھے' لوگ (ذی الحجہ کا) چاند دیکھ کر لبیک پکارنے لگتے ہیں (اور) حج کا احرام باندھ لیتے ہیں اور آپ آٹھویں تاریخ تک احرام نہیں باندھتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ (دوسرے) ارکان کو تو میں اس لیے نہیں چھوتا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یمانی رکنوں کے علاوہ کسی اور رکن کو چھوتے ہوئے نہیں دیکھا اور رہے سبتی جوتے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے جوتے پہنے ہوئے دیکھا کہ جن کے چمڑے پر بال نہیں تھے اور آپ انہی کو پہنے پہنے وضو فرمایا کرتے تھے' تو میں بھی انہی کو پہننا پسند کرتا ہوں۔ اور زرد رنگ کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زرد رنگ رنگتے ہوئے دیکھا ہے تو میں بھی اسی رنگ سے رنگنا پسند کرتا ہوں۔ اور احرام باندھنے کا معاملہ

۷۳۸۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 30 باب غَسْل الرجلين فی النعلين...(166) مسلم (1187) ابو داود (1772)۔

[1] [مسند احمد (2240)]

حَتّٰی تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ۔

یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت تک احرام باندھتے ہوئے نہیں دیکھا جب تک آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر نہ چل پڑتی۔

**لغوی توضیح** اَلنِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وہ جوتی جس کے چمڑے پر بال نہ ہوں۔

### (7) باب الطيب للمحرم عند الاحرام

### محرم کے لیے احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا جائز ہے

۷۳۹۔ **حدیث** عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِاِحْرَامِهٖ حِيْنَ يُحْرِمُ، وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے تو میں آپ کے احرام کے لئے اور اسی طرح بیت اللہ کے طواف زیارت سے پہلے حلال ہونے کے لئے، خوشبو لگایا کرتی تھی۔

۷۴۰۔ **حدیث** عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفْرِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں گویا میں رسول اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں حالانکہ آپ احرام باندھے ہوئے ہیں۔

**لغوی توضیح** وَبِيْصِ الطِّيْبِ خوشبو کی چمک۔ مَفْرِق سر کے درمیان مانگ نکالنے کی جگہ۔

۷۴۱۔ **حدیث** عَائِشَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَذَكَرْتُ لَهَا قَوْلَ ابْنِ عُمَرَ: مَا اُحِبُّ اَنْ اُصْبِحَ مُحْرِمًا اَنْضَخُ طِيْبًا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: اَنَا طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ طَافَ فِيْ نِسَائِهٖ، ثُمَّ اَصْبَحَ مُحْرِمًا۔

محمد بن منتشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کا ذکر کیا کہ میں اسے گوارا نہیں کر سکتا کہ احرام باندھوں اور خوشبو میرے جسم سے مہک رہی ہو تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے خود نبی کریم ﷺ کو خوشبو لگائی، پھر آپ اپنی تمام ازواج کے پاس گئے اور اس کے بعد احرام باندھا۔

**فهم الحديث** درج بالا احادیث ثبوت ہیں کہ محرم احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگا سکتا ہے، خواہ اس کا اثر بعد میں بھی باقی رہے۔

### (8) باب تحريم الصيد للمحرم

### محرم کے لیے شکار کرنا حرام ہے

۷۴۲۔ **حدیث** الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ رضي الله عنه، اَنَّهٗ اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ،

حضرت صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ جب ابواء یا ودان میں تھے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک جنگلی گدھے کا تحفہ دیا تو آپ نے اسے

---

۷۳۹۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 18 باب الطيب عند الإحرام (1539) مسلم (1189) حميدى (210)۔

۷۴۰۔ البخاري في: 5 كتاب الغسل: 14 باب من تطيب ثم اغتسل وبقي اثر الطيب (271) مسلم (1190)۔

۷۴۱۔ البخاري في: 5 كتاب الغسل: 14 باب من تطيب ثم اغتسل وبقي اثر الطيب (267) مسلم (1192)۔

۷۴۲۔ البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 6 باب إذا اهدى للمحرم حمارا وحشيا...(1825) مسلم (1193)۔

حِمَارًا وَحْشِيًّا ، وَهُوَ بِالْاَبْوَاءِ ، اَوْ بِوَدَّانَ ، فَرَدَّهُ عَلَيْهِ ۔ فَلَمَّا رَاٰی مَا فِی وَجْهِهِ ، قَالَ: (( اِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ )) ۔

واپس کر دیا پھر جب آپ نے ان کے چہروں پر ناراضگی کا رنگ دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ واپسی کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔

**لغوی توضیح** اَبْـوَاء مکہ کے راستے میں ایک مقام، جہاں نبی ﷺ کی والدہ محترمہ فوت ہوئیں اور وہیں ان کی قبر ہے۔ وَدَّان جحفہ سے مدینہ کی جانب ۸ میل کے فاصلے پر ایک مقام۔ حُرُم محرم کی جمع ہے۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم شخص شکار کا گوشت نہیں کھا سکتا' جبکہ آئندہ احادیث سے اس کا جواز ظاہر ہوتا ہے۔ ان احادیث میں تطبیق یوں دی گئی ہے کہ محرم شکار کا گوشت صرف اس صورت میں کھا سکتا ہے کہ شکار کرنے والا محرم نہ ہو' اس نے خاص محرم کے لیے شکار نہ کیا ہو اور نہ ہی محرم نے اس کا شکار پر کوئی تعاون ہی کیا ہو' بصورتِ دیگر محرم پر شکار کا گوشت حرام ہے۔ جیسا کہ آئندہ حدیث ۷۴۵ کے آخری الفاظ اس پر شاہد ہیں۔

۷٤٣۔ حديث اَبِی قَتَادَةَ ﷺ ، قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْقَاحَةِ ، وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ ، فَرَاَيْتُ اَصْحَابِی يَتَرَاءَ وْنَ شَيْئًا ، فَنَظَرْتُ فَاِذَا حِمَارُ وَحْشٍ ، يَعْنِی فَوَقَعَ سَوْطُهُ ، فَقَالُوْا لَا نُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَیْءٍ اِنَّا مُحْرِمُوْنَ ، فَتَنَاوَلْتُهُ فَاَخَذْتُهُ ، ثُمَّ اَتَيْتُ الْحِمَارَ مِنْ وَرَاءِ اَكَمَةٍ فَعَقَرْتُهُ ، فَاَتَيْتُ بِهِ اَصْحَابِی ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : (( كُلُوْا وَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَا تَاْكُلُوْا فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَهُوَ اَمَامَنَا فَسَاَلْتُهُ ، فَقَالَ: (( كُلُوْهُ ، حَلَالٌ )) ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ مقام قاحہ میں تھے۔ بعض تو ہم میں سے محرم تھے اور بعض غیر محرم۔ میں نے دیکھا کہ میرے ساتھی ایک دوسرے کو کچھ دکھا رہے ہیں۔ میں نے جو نظر اٹھائی تو ایک جنگلی گدھا سامنے تھا۔ ان کی مراد یہ تھی کہ ان کا کوڑا گر گیا' (اور اپنے ساتھیوں سے اٹھانے کے لئے انہوں نے کہا) لیکن ساتھیوں نے کہا کہ ہم تمہاری کچھ بھی مدد نہیں کر سکتے کیوں کہ ہم محرم ہیں۔ اس لئے میں نے وہ خود اٹھا لیا اس کے بعد میں اس گورخر کے نزدیک ایک ٹیلے کے پیچھے سے آیا اور اسے شکار کیا۔ پھر میں اسے اپنے ساتھیوں کے پاس لایا۔ بعض نے تو یہ کہا کہ وہ (ہمیں بھی) کھا لینا چاہیے۔ لیکن بعض نے کہا کہ نہ کھانا چاہیے۔ پھر نبی ﷺ کی خدمت میں آیا' آپ ہم سے آگے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے بتایا کہ کھا لو یہ حلال ہے۔

۷٤٤۔ حديث اَبِی قَتَادَةَ ﷺ ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِی قَتَادَةَ ، قَالَ : انْطَلَقَ اَبِی عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ، فَاَحْرَمَ اَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ

عبداللہ بن ابی قتادہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میرے والد (حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ) صلح حدیبیہ کے موقعہ پر (دشمنوں کا پتہ لگانے) نکلے۔ پھر ان کے ساتھیوں نے تو احرام باندھ لیا لیکن (خود انہوں نے ابھی)

۷٤٣۔ البخاری فی: 28 كتاب جزاء الصيد: 4 باب لا يعين المحرم الحلال فی قتل الصيد (1821) مسلم (1196)۔
۷٤٤۔ البخاری فی: 28 كتاب جزاء الصيد: 2 باب إذا صاد الحلال فاهدی للمحرم الصيد اكله ۔

وَحُدِّثَ النَّبِيُّ ﷺ ' اَنَّ عَدُوًّا يَغْزُوْهُ ' فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ ' فَبَيْنَمَا اَنَا مَعَ اَصْحَابِهِ ' تَضَحَّكَ بَعْضُهُمْ اِلَى بَعْضٍ ' فَنَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِحِمَارِ وَحْشٍ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ ۔ فَطَعَنْتُهُ فَاَثْبَتُّهُ ' وَاسْتَعَنْتُ بِهِمْ ' فَاَبَوْا اَنْ يُعِيْنُوْنِي فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ ' وَخَشِيْنَا اَنْ نُقْتَطَعَ ' فَطَلَبْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَرْفَعُ فَرَسِي شَاْوًا وَاَسِيْرُ شَاْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِنْ بَنِي غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ قُلْتُ : اَيْنَ تَرَكْتَ النَّبِيَّ ﷺ ؟ قَالَ : تَرَكْتُهُ بِتَعْهِنَ ' وَهُوَ قَايِلٌ السُّقْيَا ۔ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ اَهْلَكَ يَقْرَءُوْنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ ' اِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا اَنْ يَقْتَطِعُوْا دُوْنَكَ فَانْتَظِرْهُمْ ۔ قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَعِنْدِي مِنْهُ فَاضِلَةٌ ' فَقَالَ لِلْقَوْمِ : ((كُلُوْا)) وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ ۔

نہیں باندھا تھا (اصل میں) نبی ﷺ کو کسی نے یہ اطلاع دی تھی کہ (مقام غیقہ میں) دشمن آپ کی تاک میں ہے ۔ اس لئے نبی ﷺ نے (ابو قتادہ اور چند صحابہ کو ان کی تلاش میں) روانہ کیا میرے والد (ابو قتادہ رضی اللہ عنہ) اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھے کہ یہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنسنے لگے (میرے والد نے بیان کیا کہ) میں نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا ایک جنگلی گدھا سامنے ہے۔ میں اس پر جھپٹا اور نیزے سے اسے ٹھنڈا کر دیا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد چاہی تھی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر ہم نے گوشت کھایا اب ہمیں یہ ڈر رہا کہ کہیں (رسول اللہ ﷺ سے) دور نہ رہ جائیں چنانچہ میں نے آپ کو تلاش کرنا شروع کر دیا' کبھی اپنے گھوڑے کو تیز کر دیتا اور کبھی آہستہ۔ آخر رات گئے بنو غفار کے ایک شخص سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ اس نے بتایا کہ جب میں آپ سے جدا ہوا تو آپ مقام تعھن میں تھے اور آپ کا ارادہ تھا کہ مقام سقیا میں پہنچ کر دوپہر کا آرام کریں گے۔ (غرض میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا) اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت بھیجتے ہیں۔ انہیں یہ ڈر ہے کہ کہیں وہ بہت پیچھے نہ رہ جائیں اس لئے آپ ٹھہر کر ان کا انتظار کریں پھر میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا تھا اور اس کا کچھ بچا ہوا گوشت اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے کھانے کے لئے فرمایا حالانکہ وہ سب محرم تھے۔

**لغوی توضیح** قَايِلُ السُّقْيَا سقیا مقام پر قیلولہ (دوپہر کا آرام) کر رہے تھے۔

۷۴۵۔ حدیث اَبِي قَتَادَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ حَاجًّا ' فَخَرَجُوْا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ (حج کا) ارادہ کر کے نکلے صحابہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے صحابہ کی ایک جماعت

۷۴۵۔ البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 5 باب لا يشير المحرم إلى الصيد لكي يصطاده الحلال ۔

مَعَهُ، فَصَرَفَ طَائِفَةً مِنْهُمْ فِيهِمْ أَبُوْ قَتَادَةَ، فَقَالَ: ((خُذُوْا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتَّى نَلْتَقِيَ فَأَخَذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ، فَلَمَّا انْصَرَفُوْا أَحْرَمُوْا كُلُّهُمْ، إِلَّا أَبُوْ قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَاهُمْ يَسِيْرُوْنَ إِذَا رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ أَبُوْ قَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا، فَنَزَلُوْا فَأَكَلُوْا مِنْ لَحْمِهَا، وَقَالُوْا: أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ؟ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ الْأَتَانِ فَلَمَّا أَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا أَحْرَمْنَا وَقَدْ كَانَ أَبُوْ قَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ، فَرَأَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ، فَحَمَلَ عَلَيْهَا أَبُوْ قَتَادَةَ، فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا، فَنَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا، ثُمَّ قُلْنَا: أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ؟ وَحَمَلْنَا مَابَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا، قَالَ: ((مِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا؟)) قَالُوا: لَا قَالَ: ((فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا))۔

کو جس میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے یہ ہدایت دے کر راستے سے واپس بھیجا کہ تم لوگ دریا کے کنارے کنارے ہو کر جاؤ (اور دشمن کا پتہ لگاؤ) پھر ہم سے آملو۔ چنانچہ یہ جماعت دریا کے کنارے کنارے چلی۔ واپسی میں سب نے احرام باندھ لیا تھا لیکن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ابھی احرام نہیں باندھا تھا۔ یہ قافلہ چل رہا تھا کہ کئی جنگلی گدھے دکھائی دیے۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ایک مادہ کا شکار کر لیا پھر ایک جگہ ٹھہر کر سب نے اس کا گوشت کھایا اور ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ کیا ہم محرم ہونے کے باوجود شکار کا گوشت کھا بھی سکتے ہیں؟ چنانچہ جو کچھ گوشت بچا وہ ہم ساتھ لائے اور جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو عرض کی یارسول اللہ! ہم سب لوگ تو مُحرم تھے لیکن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے احرام نہیں باندھا تھا پھر ہم نے جنگلی گدھے دیکھے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر کے ایک مادہ کا شکار کر لیا۔ اس کے بعد ایک جگہ ہم نے قیام کیا اور اس کا گوشت کھایا۔ پھر خیال آیا کہ کیا ہم محرم ہونے کے باوجود شکار کا گوشت کھا بھی سکتے ہیں؟ اس لئے جو کچھ گوشت باقی بچا ہے وہ ہم ساتھ لائے ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے ابوقتادہ کو شکار کرنے کے لئے کہا تھا؟ یا کسی نے اس شکار کی طرف اشارہ کیا تھا؟ سب نے کہا کہ نہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر بچا ہوا گوشت بھی کھالو۔

**لغوی توضیح** فَعَقَرَ قتل کر دیا۔ أَتَانًا گدھی کو۔

## (9) باب ما يندب للمحرم و غيره قتله من الدواب في الحل و الحرم

## حرم اور حرم سے باہر محرم اور غیر محرم کون کون سے جانور مار سکتا ہے

٧٤٦۔ حديث عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ، كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پانچ جانور ایسے ہیں جو سب کے سب موذی ہیں اور انہیں حرم میں بھی مارا جا سکتا

٧٤٦۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصید: 7 باب ما يقتل المحرم من الدواب (1829) مسلم (1198) ترمذی (837)۔

يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ: الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)) ۔

ہے۔کوا' چیل' بچھو' چوہا اور کاٹنے والا کتا۔

(لغوی توضیح) فَاسِقٌ ان جانوروں کا فسق ان کا نقصان ہے۔ اَلْغُرَابُ کوا، اَلْحِدَأَةُ چیل، اَلْعَقْرَب بچھو ،اَلْفَأْرَة چوہیا، اَلْكَلْبُ الْعَقُوْر کاٹنے اور زخمی کرنے والا کتا۔

اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ جانوروں کو ہر جگہ قتل کر دینا چاہیے خواہ انسان حرم میں ہو یا نہ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان جانوروں کو قتل کرنے میں (شرعی حکم پر عمل کی وجہ سے) ثواب ہے۔

٧٤٧۔ حديث حَفْصَةَ ' قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ: الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْفَأْرَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ)) ۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں مارنے میں کوئی گناہ نہیں کوا' چیل' چوہا' بچھو اور کاٹ کھانے والا کتا۔

٧٤٨۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ )) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں مارنے میں محرم کے لئے کوئی حرج نہیں۔

**(10) باب جواز حلق الراس للمحرم اذا كان به أذى و وجوب الفدية لحلقة و بيان قدرها**

**سر میں تکلیف کی وجہ سے محرم سر منڈا سکتا ہے لیکن اس پر فدیہ دینا ہوگا اور فدیہ کی مقدار کا بیان**

٧٤٩۔ حديث كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' اَنَّهُ قَالَ: (( لَعَلَّكَ آذَاكَ هَوَامُّكَ؟ )) قَالَ: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( احْلِقْ رَاْسَكَ وَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ' اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ ' اَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ )) ۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا غالباً جوؤں سے تم کو تکلیف ہے؟ میں نے کہا جی ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ پھر سر منڈا لے اور تین دن کے روزے رکھ لے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے یا ایک بکری ذبح کر۔

(لغوی توضیح) هَوَامُّكَ جمع ہے هامة کی، معنی ہے جانور، مراد ہے جوئیں۔

٧٥٠۔ حديث كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنْ

عبداللہ بن معقل رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی

٧٤٧۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصید: 7 باب ما یقتل المحرم من الدواب (1827) مسلم (1200) ۔
٧٤٨۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصید: 7 باب ما یقتل المحرم من الدواب (1826) مسلم (1199) ۔
٧٤٩۔ البخاری فی: 27 کتاب المحصر: 5 باب قول الله تعالى "فمن كان منكم مريضا۔" (1814) مسلم (1201)۔
٧٥٠۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 2 سورة البقرة: 32 باب قوله "فمن كان منكم مريضا..." ۔

عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ ' قَالَ : قَعَدْتُ اِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ ' يَعْنِي مَسْجِدَ الْكُوْفَةِ ' فَسَأَلْتُهُ عَنْ ﴿فِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ﴾ فَقَالَ : حُمِلْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ' وَالْقُمَّلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي ' فَقَالَ : (( مَا كُنْتُ أُرَى اَنَّ الْجَهْدَ قَدْ بَلَغَ بِكَ هَذَا ' اَمَا تَجِدُ شَاةً ؟)) قُلْتُ : لَا ' قَالَ : (( صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ' اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ ' لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ ' وَاحْلِقْ رَأْسَكَ )) فَنَزَلَتْ فِي خَاصَّةً ' وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً۔

خدمت میں اس مسجد میں حاضر ہوا۔ان کی مراد کوفہ کی مسجد سے تھی اور ان سے روزے کے فدیہ کے متعلق پوچھا انہوں نے بیان کیا کہ لوگ مجھے احرام میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور جوئیں (سر سے) میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا خیال یہ نہیں تھا کہ تم اس حد تک تکلیف میں مبتلا ہو گئے ہو۔تم کوئی بکری نہیں مہیا کر سکتے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔فرمایا' پھر تین دن کے روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ہر مسکین کو آدھا صاع کھانا کھلانا اور اپنا سر منڈا لو۔کعب نے کہا تو یہ آیت خاص میرے بارے میں نازل ہوئی تھی۔اور اس کا حکم تم سب کے لئے عام ہے۔

**لغوی توضیح** الْقَمْلُ جمع ہے قُمْلَة کی معنی ہے جوئیں۔ يَتَنَاثَرُ گر رہی تھیں۔الْوَجْعُ تکلیف۔

**فہم الحدیث** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو بیماری یا سر میں تکلیف کے باعث حالت احرام میں سر منڈوانا پڑے یا وہ کسی بھی طریقے سے احرام کی پابندیوں کی خلاف ورزی کرے تو اسے فدیہ دینا ہوگا۔فدیہ یہ ہے کہ تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا بکری قربان کرے۔اس فدیئے کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔[البقرة:۱۹۶]

## (11) باب جواز الحجامة للمحرم

## حالت احرام میں پچھنے لگوانا جائز ہے

۷۵۱۔ حديث ابْنِ بُحَيْنَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ ' بِلَحْيِ جَمَلٍ ' فِي وَسَطِ رَأْسِهِ۔

حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مقام لحی جمل میں' جبکہ آپ محرم تھے' اپنے سر کے بیچ میں پچھنا لگوایا تھا۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ حالت احرام میں پچھنے لگوانا جائز و مباح ہے۔

## (13) باب جواز غسل المحرم بدنه وراسه

## احرام کی حالت میں بدن اور سر دھونا جائز ہے

۷۵۲۔ حديث اَبِي اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيِّ رضي الله عنه ' عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ ' قَالَ : اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْعَبَّاسِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ

عبداللہ بن حنین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما کا مقام ابواء میں (ایک مسئلہ پر) اختلاف ہوا۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تو یہ کہتے تھے کہ محرم اپنا سر دھو سکتا

---

۷۵۱۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصید: 11 باب الحجامة للمحرم (1836) مسلم (1204) ابوداود (1838)۔

۷۵۲۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصید: 14 باب الاغتسال للمحرم (1840) مسلم (1205) بغوی (1983)۔

اخْتَلَفَا بِالأَبْوَاءِ ' فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ : يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ وَقَالَ الْمِسْوَرُ : لَا يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ ' فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ - فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ ' وَهُوَيُسْتَرُ بِثَوْبٍ ' فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' فَقَالَ : مَنْ هٰذَا ؟ فَقُلْتُ : أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ ' أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ ؟ فَوَضَعَ أَبُوْ أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ ' فَطَأْطَاهُ حَتَّى بَدَا لِي رَأْسُهُ ' ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ : اصْبُبْ ' فَصَبَّ عَلَى رَأْسِهِ ' ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ ' فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ وَقَالَ : هٰكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَفْعَلُ -

ہے لیکن مسور کا کہنا تھا کہ محرم سر نہ دھوئے۔ پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے یہاں (مسئلہ پوچھنے کے لئے) بھیجا۔ میں جب ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کنوئیں کی دو لکڑیوں کے بیچ میں غسل کر رہے تھے۔ ایک کپڑے سے انہوں نے پردہ کر رکھا تھا میں نے پہنچ کر سلام کیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ کون ہو؟ میں نے عرض کی کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں۔ آپ کی خدمت میں مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے۔ دریافت کرنے کے لئے کہ حالتِ احرام میں رسول اللہ ﷺ سر مبارک کس طرح دھوتے تھے؟ یہ سن کر انہوں نے کپڑے پر (جس سے پردہ تھا) ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کیا اب آپ کا سر دکھائی دے رہا تھا جو شخص ان کے بدن پر پانی ڈال رہا تھا اس سے انہوں نے پانی ڈالنے کے لئے کہا۔ اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا پھر انہوں نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے ہلایا اور دونوں ہاتھ آگے لے گئے اور پھر پیچھے لائے۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (حالتِ احرام) میں اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔

## (14) باب ما يفعل المحرم اذا مات

## بحالت احرام حاجی مرجائے تو کیا کریں

٧٥٣- حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ إِذَا وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ ' أَوْ قَالَ ' فَأَوْقَصَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ ' وَكَفِّنُوْهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ ' وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ ' فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا )) -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص میدانِ عرفہ میں (احرام باندھے ہوئے) کھڑا ہوا تھا کہ اپنی سواری سے گر پڑا اور سواری نے انہیں کچل دیا۔ نبی ﷺ نے ان کے لیے فرمایا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں انہیں کفن دو۔ اور یہ بھی ہدایت فرمائی کہ انہیں خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ان کا سر چھپاؤ۔ کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔

**لغوی توضیح** وَقَصَتْهُ اس کی گردن توڑ دی۔ معلوم ہوا کہ حالتِ احرام میں فوت ہونے والے کو غسل دے کر انہی دو کپڑوں میں کفن دیا جائے گا جن کے ساتھ اس نے احرام باندھ رکھا تھا۔

٧٥٣- البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 20 باب الکفن فی ثوبین (1265) مسلم (1206) ترمذی (951) بغوی (1480)۔

### (15) باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض و نحوه

### احرام باندھتے وقت حاجی مشروط نیت کرسکتا ہے کہ بیماری یا کسی اور عذر کے سبب احرام کھول دے گا

٧٥٤۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ ' فَقَالَ لَهَا : (( لَعَلَّكِ اَرَدْتِ الْحَجَّ؟ )) قَالَتْ : وَاللّٰهِ ! لَا اَجِدُنِي اِلَّا وَجِعَةً۔ فَقَالَ لَهَا : (( حُجِّي وَاشْتَرِطِي ' قُوْلِي اَللّٰهُمَّ ! مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي )) وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ ابْنِ الْاَسْوَدِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے فرمایا، شاید تمہارا ارادہ حج کا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ اللہ کی قسم! میں تو اپنے آپ کو بیمار پاتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پھر بھی حج کا احرام باندھ لے۔ البتہ شرط لگا لینا اور یہ کہہ لینا کہ اے اللہ! میں اس وقت حلال ہو جاؤں گی جب تو مجھے (بیماری وغیرہ کی وجہ سے) روک لے گا۔ اور (ضباعہ رضی اللہ عنہا) مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

**لغوی توضیح:** ضُبَاعَہ بِنْت زُبَیْر بن عبدالمطلب۔ مَحِلِّيْ میرے حلال ہونے کی جگہ۔ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ جہاں تو نے مجھے روک دیا۔

**فہم الحدیث:** اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کو راستے میں رکاوٹ پیش آ جانے کا خدشہ ہو تو وہ مشروط احرام بھی باندھ سکتا ہے۔ مشروط احرام باندھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر اسے راستے میں کوئی رکاوٹ پیش آ گئی اور احرام کھولنا پڑ گیا تو اس پر کوئی فدیہ لازم نہیں ہوگا۔

### (17) باب بيان وجوه الاحرام وانه يجوز افراد الحج والتمتع والقران و جواز ادخال الحج على العمرة ' ومتى يحل القارن من نسكه

### احرام کی قسموں کا بیان حج مفرد تمتع اور قران جائز ہیں حج کے ساتھ عمرہ کیا جا سکتا ہے نیز قارن کے حلال ہونے کے وقت کا بیان

٧٥٥۔ حديث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَتْ : خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ' فَاَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ' ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ' ثُمَّ لَا يَحِلَّ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پہلے ہم نے عمرہ کا احرام باندھا۔ لیکن نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی ہو تو اسے عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھ لینا چاہیے۔ ایسا شخص درمیان میں حلال نہیں ہو سکتا۔ بلکہ حج اور عمرہ دونوں سے ایک ساتھ

---

٧٥٤۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 15 باب الاکفاء فی الدین (5089) مسلم (1207) ابن حبان (3774)۔

٧٥٥۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج 31 باب کیف تهل الحائض والنفساء (294) مسلم (1211) ترمذی (820)۔

# کتاب الحج

حَتّٰی یَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِیْعًا۔ )) فَقَدِمْتُ مَکَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ ' وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَیْتِ وَلَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ' فَشَکَوْتُ ذٰلِكَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: ((انْقُضِی رَاْسَكِ ' وَامْتَشِطِی وَاَهِلِّی بِالْحَجِّ وَدَعِی الْعُمْرَةِ)) فَفَعَلْتُ۔ فَلَمَّا قَضَیْنَا الْحَجَّ اَرْسَلَنِی النَّبِیُّ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِی بَکْرٍ ' اِلَی التَّنْعِیْمِ ' فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ: ((هٰذِهِ مَکَانُ عُمْرَتِكِ )) قَالَتْ: فَطَافَ الَّذِیْنَ کَانُوا اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ ' ثُمَّ حَلُّوْا ' ثُمَّ طَافُوْا طَوافًا وَاحِدًا بَعْدَ اَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًی وَاَمَّا الَّذِیْنَ جَمَعُوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا۔

حلال ہوگا۔ میں بھی مکہ آئی تھی۔ اس وقت میں حائضہ ہوگئی۔ اس لئے نہ بیت اللہ کا طواف کر سکی اور نہ صفا اور مروہ کی سعی۔ میں نے اس کے متعلق نبی ﷺ سے شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اپنا سر کھول ڈال' کنگھا کر اور عمرہ چھوڑ کر حج کا احرام باندھ لے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج سے فارغ ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تنعیم بھیجا۔ میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا (اور عمرہ ادا کیا) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے اس عمرہ کے بدلے میں ہے (جسے تم نے چھوڑ دیا تھا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جن لوگوں نے (حجۃ الوداع) صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ وہ بیت اللہ کا طواف صفا اور مروہ کی سعی کر کے حلال ہو گئے۔ پھر منیٰ سے واپس ہونے پر دوسرا طواف (یعنی طواف الزیارۃ) کیا لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا تھا۔ انہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا۔ یعنی طواف الزیارۃ۔

**لغوی توضیح** خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نکلے۔ آپ ﷺ بروز ہفتہ ظہر کے بعد جبکہ ابھی ذی القعدہ کے پانچ دن باقی تھے مدینہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے۔ حَجَّةُ الْوَدَاع 10 ہجری میں ہوا' اسے یہ نام اس لیے دیا گیا کیونکہ اس حج میں آپ ﷺ نے لوگوں کو یوں الوداع کہا تھا کہ ' شاید اس سال کے بعد میں تم سے ملاقات نہ کر سکوں' اور ہجرت کے بعد آپ نے صرف یہی حج کیا تھا۔ التَّنْعِیْم یہ مقام بیت اللہ سے 7 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ مدینہ سے آتے ہوئے حرم مکی کی حد یہاں سے شروع ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ یہاں سے احرام باندھنا درست نہیں کیونکہ یہ میقات نہیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہاں سے احرام باندھنا صرف انہی کے ساتھ خاص تھا۔ طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا (حج و عمرہ جمع کرنے والوں یعنی حج قران کرنے والوں نے) ایک ہی طواف کیا۔ یعنی وہ صفا و مروہ کی سعی عمرہ کے دوران کر چکے تھے اس لیے دوبارہ حج کے دوران سعی نہ کی، کیونکہ انہیں ایک سعی ہی کافی ہے۔

**فهم الحديث** واضح رہے کہ حج کی تین اقسام ہیں۔ حج تَمَتُّع ، حج قِرَان ، حج اِفْرَاد۔ حج تمتع کرنے والا پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھتا ہے اور عمرہ کر کے احرام اتار دیتا ہے، پھر ۸ ذوالحجہ کو دوبارہ حج کا احرام باندھتا ہے اور مناسک حج ادا کرتا ہے۔ حج قران کرنے والا حج اور عمرہ دونوں کا اکٹھا احرام باندھتا ہے اور عمرہ کر کے احرام نہیں کھولتا بلکہ حج کے بعد ہی احرام کھولتا ہے، اس کے لیے قربانی کا جانور ساتھ لے جانا ضروری ہے۔ حج افراد کرنے والا میقات سے صرف حج کا احرام باندھتا ہے اور مناسک حج ادا کرتا ہے، اس پر بھی قربانی واجب ہے۔ یہ تینوں اقسام ہی جائز و مباح ہیں۔ البتہ افضل قسم حج تمتع ہے کیونکہ نبی ﷺ نے اسی کی تمنا کی تھی (جیسا کہ آئندہ احادیث میں مذکور ہے)۔ مزید حج و عمرہ کے مسائل کی تفصیل کے لیے ہماری کتاب **حج وعمرہ کی کتاب** ملاحظہ فرمائیے۔

٧٥٦۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيُحْلِلْ، وَمَنْ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهِ، وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ)) قَالَتْ: فَحِضْتُ فَلَمْ أَزَلْ حَائِضًا حَتَّى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ أُهْلِلْ إِلَّا بِعُمْرَةٍ، فَأَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَنْقُضَ رَأْسِي وَأَمْتَشِطَ وَأُهِلَّ بِحَجٍّ، وَأَتْرُكَ الْعُمْرَةَ، فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ حَتَّى قَضَيْتُ حَجِّي فَبَعَثَ مَعِي عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَمِرَ، مَكَانَ عُمْرَتِي مِنَ التَّنْعِيمِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے سفر میں نکلے' ہم میں سے بعض نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا پھر ہم مکہ آئے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا اور ہدی (قربانی کا جانور) ساتھ نہ لایا ہو تو وہ حلال ہو جائے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور ہدی بھی ساتھ لایا ہو تو وہ ہدی کی قربانی سے پہلے حلال نہ ہوگا۔ اور جس نے حج کا احرام باندھا ہو تو اسے حج پورا کرنا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حائضہ ہوگئی اور عرفہ کا دن آ گیا۔ میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ مجھے نبی ﷺ نے حکم دیا کہ میں اپنا سر کھول لوں' کنگھا کرلوں اور حج کا احرام باندھ لوں اور عمرہ چھوڑ دوں۔ میں نے ایسا ہی کیا اور اپنا حج پورا کرلیا۔ پھر میرے ساتھ آنحضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بھیجا اور مجھ سے فرمایا کہ میں اپنے چھوٹے ہوئے عمرہ کے عوض تنعیم سے دوسرا عمرہ کروں۔

٧٥٧۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها، قَالَتْ: خَرَجْنَا لَا نَرَى إِلَّا الْحَجَّ، فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، قَالَ: ((مَا لَكِ، أَنُفِسْتِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: ((إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ)) قَالَتْ: وَضَحَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم حج کے ارادہ سے نکلے۔ جب ہم مقام سرف میں پہنچے تو میں حائضہ ہوگئی اور اس رنج میں رونے لگی۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے؟ کیا حائضہ ہوگئی ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے لکھ دیا ہے۔ اس لیے تم بھی حج کے افعال پورے کرلو۔ البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

---

٧٥٦۔ البخاري في: 6 كتاب الحيض: 18 باب كيف تهل الحائض بالحج والعمرة۔

٧٥٧۔ البخاري في: 6 كتاب الحيض: 1 باب كيف كان بدء الحيض۔

**لغوی توضیح** عَنْ نِسَائِهِ بِالْبَقَرِ بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی۔ معلوم ہوا کہ اپنے علاوہ دیگر زندہ افراد کی طرف سے بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔

۷۵۸۔ حدیث عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجْنَا مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُرُمِ الْحَجِّ، فَنَزَلْتُ سَرِفَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَأَحَبَّ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَا)). وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ذَوِي قُوَّةِ الْهَدْيُ، فَلَمْ تَكُنْ لَهُمْ عُمْرَةً، فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيْكِ؟)) قُلْتُ: سَمِعْتُكَ تَقُولُ لِأَصْحَابِكَ مَا قُلْتَ فَمُنِعْتُ الْعُمْرَةَ، فَقَالَ: ((وَمَا شَأْنُكِ؟)) قُلْتُ: لَا أُصَلِّي. قَالَ: ((فَلَا يَضُرَّكِ، أَنْتِ مِنْ بَنَاتِ آدَمَ، كُتِبَ عَلَيْكِ مَا كُتِبَ عَلَيْهِنَّ، فَكُونِي فِي حَجَّتِكِ، عَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْزُقَكِهَا)). قَالَتْ: فَكُنْتُ، حَتَّى نَفَرْنَا مِنْ مِنًى، فَنَزَلْنَا الْمُحَصَّبَ، فَدَعَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ، فَقَالَ: ((اخْرُجْ بِأُخْتِكَ الْحَرَمَ، فَلْتُهِلَّ بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ افْرُغَا مِنْ طَوَافِكُمَا أَنْتَظِرُكُمَا هٰهُنَا)) فَأَتَيْنَا فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، فَقَالَ: ((فَرَغْتُمَا؟)) قُلْتُ: نَعَمْ! فَنَادَى بِالرَّحِيْلِ فِي أَصْحَابِهِ، فَارْتَحَلَ النَّاسُ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حج کے مہینوں اور آداب میں ہم حج کا احرام باندھ کر مدینہ سے چلے اور مقام سرف میں پڑاؤ کیا۔ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو اور وہ چاہے کہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ سے بدل دے تو وہ ایسا کرسکتا ہے لیکن جس کے ساتھ قربانی ہے وہ ایسا نہیں کرسکتا۔ نبی ﷺ اور آپ کے بعض مقدور (استطاعت) والوں کے ساتھ قربانی تھی۔ اس لئے ان کا (احرام صرف) عمرہ کا نہیں رہا۔ پھر نبی ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میں رو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ رو کیوں رہی ہو؟ میں نے کہا آپ نے اپنے اصحاب سے جو کچھ فرمایا وہ میں سن رہی تھی۔ اب تو میرا عمرہ ہو گیا۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا کہ نماز نہیں پڑھ سکتی (حیض کی وجہ سے)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ کوئی حرج نہیں تو بھی آدم کی بیٹیوں میں سے ایک ہے اور جوان سب کے مقدر میں لکھا ہے وہی تمہارا بھی مقدر ہے۔ اب حج کا احرام باندھ لے شاید اللہ تعالیٰ تمہیں عمرہ بھی نصیب کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے حج کا احرام باندھ لیا پھر جب ہم (حج سے فارغ ہو کر اور) منیٰ سے نکل کر محصب میں اترے تو آنحضور ﷺ نے عبدالرحمٰن کو بلایا اور ان سے کہا کہ اپنی بہن کو حد حرم سے باہر لے جا (تنعیم) تا کہ وہ وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ لیں پھر طواف وسعی کرو، ہم تمہارا انتظار یہیں کریں گے۔ ہم آدھی رات کو آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے پوچھا کیا فارغ ہو گئے؟ میں نے کہا ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے بعد اپنے اصحاب میں کوچ کا اعلان کر

۷۵۸۔ البخاري في: 26 كتاب العمرة: 9 باب المعتمر إذا طاف طواف العمرة ثم خرج هل يجزئه من طواف الوداع.

وَمَنْ طَافَ بِاللَّيْلِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، ثُمَّ خَرَجَ مُوَجِّهًا إِلَى الْمَدِينَةِ۔

دیا بیت اللہ کا طواف وداع کرنے والے لوگ صبح کی نماز سے پہلے ہی روانہ ہو گئے اور مدینہ کو چل دیے۔

۷۵۹۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها، خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ، فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَحِلَّ، فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَأَحْلَلْنَ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی الله عنها، فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ، فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ؟ قَالَ: ((وَمَا طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ؟)) قُلْتُ: لَا۔ قَالَ: ((فَاذْهَبِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ مَوْعِدُكِ كَذَا وَكَذَا)) قَالَتْ صَفِيَّةُ: مَا أُرَانِي إِلَّا حَابِسَتَهُمْ قَالَ: ((عَقْرَى حَلْقَى! أَوَ مَا طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: بَلَى! قَالَ: ((لَا بَأْسَ، انْفِرِي)) ـــ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی الله عنها: فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُصْعِدٌ مِنْ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبِطَةٌ عَلَيْهَا، أَوْ أَنَا مُصْعِدَةٌ وَهُوَ مُنْهَبِطٌ مِنْهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم حج کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ ہماری نیت حج کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ جب ہم مکہ پہنچے تو (اور لوگوں نے) بیت اللہ کا طواف کیا۔ آنحضور ﷺ کا حکم تھا کہ جو قربانی اپنے ساتھ نہ لایا ہو وہ حلال ہو جائے۔ چنانچہ جن کے پاس قربانی نہ تھی وہ (افعالِ عمرہ کے بعد) حلال ہو گئے۔ آنحضور ﷺ کی ازواجِ مطہرات قربانی لے کر نہیں گئی تھیں اس لئے انہوں نے بھی احرام کھول ڈالے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں حائضہ ہو گئی تھی اس لئے میں بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی (یعنی عمرہ چھوٹ گیا اور حج کرتی چلی گئی)۔ جب محصب کی رات آئی میں نے کہا یا رسول اللہ! اور لوگ تو حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس ہو رہے ہیں۔ لیکن میں صرف حج کر سکی ہوں۔ اس پر آپ نے پوچھا کیا جب ہم مکہ آئے تھے تو تم طواف نہ کر سکی تھیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم تک چلی جا۔ اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ (پھر عمرہ ادا کر)۔ ہم لوگ تمہارا فلاں جگہ انتظار کریں گے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ معلوم ہوتا ہے میں بھی آپ لوگوں کو روکنے کا سبب بن جاؤں گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا، نگوڑی، سرمنڈی! کیا تو نے یوم نحر کا طواف نہیں کیا تھا؟ انہوں نے کہا، کیوں نہیں، میں تو طواف کر چکی ہوں۔ آپ نے فرمایا، پھر کوئی حرج نہیں، چل کوچ کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر میری ملاقات نبی ﷺ سے ہوئی تو آپ مکہ سے جاتے ہوئے اوپر کے حصہ پر چڑھ رہے تھے اور میں نشیب میں اتر رہی تھی یا یہ کہا کہ میں اوپر چڑھ رہی تھی اور آنحضور ﷺ اس پر چڑھاؤ کے بعد اتر رہے تھے۔

۷۵۹۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 34 باب التمتع والإقران والإفراد بالحج وفسخ الحج لمن لم يكن معه هدي۔

# کتاب الحج

**لغوی توضیح** عَقْرَی اللہ اسے ہلاک کرے۔ حَلْقَی اللہ اس کے بال مونڈے۔ یہ کلمات محض ڈرانے کے لیے بولے جاتے ہیں، ان کا لفظی مطلب مراد نہیں ہوتا جیسے تَرِبَتْ یَدَاكَ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، وغیرہ الفاظ ہیں۔ مَا طُفْتِ یَوْمَ النَّحْرِ تم نے یوم النحر کو طواف نہیں کیا، یعنی طواف زیارت جو حج کا رکن ہے۔ لَا بَأْسَ انْفِرِی کوئی حرج نہیں، چلو۔ معلوم ہوا کہ حائضہ عورت اگر دوران حج طواف زیارت کر چکی ہو تو اس کے لیے طواف وداع واجب نہیں اور نہ ہی اس کے لیے حالت طہر کا انتظار کرنا ضروری ہے۔ مُصْعِدٌ چڑھنے والے یعنی وادی کے نشیب سے اوپر کی جانب۔ مُنْهَبِطٌ اُترنے والے یعنی اوپر سے نیچے کی جانب۔

۷۶۰۔ حدیث عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِی بَكْرٍ ' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَمَرَهُ اَنْ یُرْدِفَ عَائِشَةَ وَیُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِیْمِ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ سواری پر لے جائیں اور تنعیم سے انہیں عمرہ کرالائیں۔

۷۶۱۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللّٰه عَنْهُمَا عَنْ عَطَاءٍ ' سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فِی اُنَاسٍ مَعَهُ ' قَالَ : اَهْلَلْنَا ' اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الْحَجِّ خَالِصًا لَیْسَ مَعَهُ عُمْرَةٌ ۔ قَالَ عَطَاءٌ ' قَالَ جَابِرٌ : فَقَدِمَ النَّبِیُّ ﷺ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِی الْحَجَّةِ ' فَلَمَّا قَدِمْنَا اَمَرَنَا النَّبِیُّ ﷺ اَنْ نَحِلَّ ' وَقَالَ: (( اَحِلُّوا وَاَصِیْبُوْا مِنَ النِّسَاءِ )) قَالَ عَطَاءٌ ' قَالَ جَابِرٌ وَلَمْ یَعْزِمْ عَلَیْهِمْ وَلٰكِنْ اَحَلَّهُنَّ لَهُمْ ' فَبَلَغَهُ اَنَّا نَقُوْلُ : لَمَّا لَمْ یَكُنْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ عَرَفَةَ اِلَّا خَمْسٌ اَمَرَنَا اَنْ نَحِلَّ اِلٰی نِسَائِنَا ' فَنَاْتِی عَرَفَةَ تَقْطُرُ مَذَاكِیْرُنَا الْمَذْیَ ! قَالَ : وَیَقُوْلُ جَابِرٌ ' بِیَدِهٖ هٰكَذَا ' وَحَرَّكَهَا ' فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ : (( قَدْ

حضرت عطاء رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ اس وقت اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے آپ ﷺ کے ساتھ خالص حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرہ کا نہیں باندھا۔ عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر آنحضرت ﷺ ۴ ذی الحجہ کی صبح کو آئے اور جب ہم بھی حاضر ہوئے تو آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم حلال ہو جائیں اور آپ نے فرمایا کہ حلال ہو جاؤ اور اپنی بیویوں کے پاس جاؤ۔ عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے ان پر یہ ضروری نہیں قرار دیا بلکہ صرف حلال کیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کو معلوم ہوا کہ ہم میں یہ بات ہو رہی ہے کہ عرفہ پہنچنے میں صرف پانچ دن رہ گئے ہیں۔ اور پھر بھی آپ ﷺ نے ہمیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کا حکم دیا ہے۔ کیا ہم عرفات اس حالت میں جائیں کہ مذی یا منی ہمارے ذکر سے ٹپک رہی ہو۔ عطاء نے کہا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کو ہلاتے ہوئے اشارہ کیا کہ اس طرح مذی ٹپک رہی ہو۔ پھر آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا، تمہیں معلوم ہے کہ

---

۷۶۰۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرة: 6 باب عمرة التنعیم (1784) مسلم (1212) ترمذی (934) ابن ماجه (2999)۔

۷۶۱۔ البخاری فی: 96 کتاب الاعتصام: 17 باب نهی النبی ﷺ علی التحریم...(1557) مسلم (1216)۔

عَلِمْتُمْ اَنِّی اَتْقَاکُمْ لِلّٰهِ وَاَصْدَقُکُمْ وَاَبَرُّکُمْ وَلَوْلَا هَدْیِی لَحَلَلْتُ کَمَا تَحِلُّوْنَ، فَحِلُّوْا فَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِی مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَیْتُ ))۔ فَحَلَلْنَا وَسَمِعْنَا وَاَطَعْنَا۔

میں تم میں اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں، تم میں سب سے زیادہ سچا ہوں اور سب سے زیادہ نیک ہوں۔ اگر میرے پاس ہدی (قربانی کا جانور) نہ ہوتا تو میں بھی حلال ہو جاتا۔ پس تم بھی حلال ہو جاؤ۔ اگر مجھے وہ بات پہلے سے معلوم ہو جاتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا۔ چنانچہ ہم حلال ہو گئے اور ہم نے آنحضرت ﷺ کی بات سنی اور آپ کی اطاعت کی۔

**لغوی توضیح** مَذَاکِیْرُ خلافِ قیاس جمع ہے ذَکَر کی، معنی ہے شرمگاہ، آلہ تناسل۔ لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ اگر مجھے پہلے علم ہو جاتا جو مجھے بعد میں علم ہوا (یعنی حج کے مہینوں کے میں عمرہ کا جواز)۔ مَا اَهْدَیْتُ تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا (پھر میں حج قران کی بجائے حج تمتع کرتا اور عمرہ کر کے احرام کھول دیتا)۔

٧٦٢۔ **حدیث** جَابِرٍ ﷺ قَالَ: اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ عَلِیًّا اَنْ یُقِیْمَ عَلٰی اِحْرَامِهِ۔ قَالَ جَابِرٌ: فَقَدِمَ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ ﷺ بِسِعَایَتِهِ، قَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ: ((بِمَ اَهْلَلْتَ یَا عَلِیُّ ؟)) قَالَ: بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِیُّ ﷺ، قَالَ: ((فَاَهْدِ وَامْکُثْ حَرَامًا کَمَا اَنْتَ)) قَالَ، وَاَهْدٰی لَهُ عَلِیٌّ هَدْیًا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے (جب وہ یمن سے مکہ آئے) فرمایا تھا کہ وہ اپنے احرام پر باقی رہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ولایت (یمن) سے آئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا، علی! تم نے احرام کس طرح باندھا ہے؟ عرض کیا جس طرح احرام آپ نے باندھا ہو! فرمایا پھر قربانی کا جانور بھیج دو اور جس طرح احرام باندھا ہے اسی کے مطابق عمل کرو۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے) کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے لئے قربانی کے جانور لائے تھے۔

٧٦٣۔ **حدیث** جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَهَلَّ وَاَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ، وَلَیْسَ مَعَ اَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْیٌ، غَیْرَ النَّبِیِّ ﷺ وَطَلْحَةَ وَکَانَ عَلِیٌّ قَدِمَ مِنَ الْیَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْیُ، فَقَالَ: اَهْلَلْتُ بِمَا اَهَلَّ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَذِنَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا تھا اور آنحضرت ﷺ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کے ساتھ قربانی نہیں تھی۔ ان ہی دنوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تو ان کے ساتھ بھی قربانی تھی۔ انہوں نے کہا کہ جس چیز کا احرام رسول اللہ ﷺ نے باندھا ہے میرا بھی احرام وہی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو (مکہ میں پہنچ کر) اس کی

٧٦٢۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 61 باب بعث علی ابن ابی طالب وخالد بن الولید الی الیمن۔

٧٦٣۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرة: 6 باب عمرة التنعیم۔

لاَصْحَابِهِ اَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً ' يَطُوْفُوْا بِالْبَيْتِ ' ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا ' اِلَّا مَنْ مَعَهُ الْهَدْيُ ' فَقَالُوا نَنْطَلِقُ اِلَى مِنًى وَذَكَرُ اَحَدِنَا يَقْطُرُ ! فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ ' فَقَالَ: (( لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَيْتُ ' وَلَوْلَا اَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَاَحْلَلْتُ )) وَاَنَّ عَائِشَةَ حَاضَتْ ' مَانَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا ' غَيْرَ اَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ ' قَالَ : فَلَمَّا طَهُرَتْ وَ طَافَتْ ' قَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَتَنْطَلِقُوْنَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَاَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ ؟ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِي بَكْرٍ اَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا اِلَى التَّنْعِيْمِ ' فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِي ذِي الْحَجَّةِ ـ وَاَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيْهَا ' فَقَالَ : اَلَكُمْ هٰذِهِ خَاصَّةً يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : (( لَا ' بَلْ لِلْاَبَدِ )) ـ

اجازت دی تھی کہ اپنے حج کو عمرہ میں تبدیل کریں اور بیت اللہ کا طواف (اور صفا مروہ کی سعی) کر کے بال ترشوالیں اور احرام کھول دیں۔لیکن وہ لوگ ایسا نہ کریں جن کے ساتھ قربانی ہو۔اس پر لوگوں نے کہا کہ ہم منٰی سے حج کے لئے اس طرح سے جائیں گے کہ ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو۔یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا جو بات اب معلوم ہوئی اگر پہلے سے معلوم ہوتی تو میں اپنے ساتھ ہدی نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو (افعالِ عمرہ ادا کرنے کے بعد) میں بھی احرام کھول دیتا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (اس حج میں حائضہ) ہوگئی تھیں اس لئے انہوں نے اگرچہ تمام مناسک ادا کئے۔لیکن بیت اللہ کا طواف نہیں کیا پھر جب وہ پاک ہو گئیں اور طواف کرلیا تو عرض کی یارسول اللہ! سب لوگ حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس ہو رہے ہیں لیکن میں صرف حج کر سکی ہوں۔آپ نے اس پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ انہیں ہمراہ لے کر تنعیم جائیں اور عمرہ کرا لائیں۔یہ عمرہ حج کے بعد ذی الحجہ کے ہی مہینہ میں ہوا تھا۔آنحضرت ﷺ جب جمرۂ عقبہ کی رمی کر رہے تھے تو مالک بن جعشم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا یارسول اللہ! کیا یہ (عمرہ اور حج کے درمیان احرام کھول دینا) صرف آپ ہی کے لئے ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

## (21) باب في الوقوف وقوله تعالى ﴿ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ ﴾

## وقوفِ عرفہ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ کا بیان

٧٦٤ـ حديث عَائِشَةَ ' قَالَ عُرْوَةُ : كَانَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عُرَاةً اِلَّا الْحُمْسَ ' وَالْحُمْسُ قُرَيْشٌ وَمَا وَلَدَتْ '

حضرت عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حمس کے سوا بقیہ سب لوگ جاہلیت میں ننگے ہو کر طواف کرتے تھے۔حمس قریش اور اس کی آل اولاد کو کہتے تھے اور لوگوں کو (خدا واسطے) کپڑے دیا کرتے تھے (قریش) کے مرد

٧٦٤ـ البخاري في: 25 كتاب الحج: 91 باب الوقوف بعرفة (1665) مسلم (1219) ابو داود (1910) ترمذی (884)۔

وَكَانَ الْحُمْسُ يَحْتَسِبُوْنَ عَلَى النَّاسِ : يُعْطِي الرَّجُلُ الرَّجُلَ الثِّيَابَ يَطُوْفُ فِيهَا ' وَتُعْطِي الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ الثِّيَابَ تَطُوْفُ فِيهَا ' فَمَنْ لَمْ يُعْطِهِ الْحُمْسُ طَافَ بِالْبَيْتِ عُرْيَانًا وَكَانَ يُفِيْضُ جَمَاعَةُ النَّاسِ مِنْ عَرَفَاتٍ ' وَيُفِيْضُ الْحُمْسُ مِنْ جَمْعٍ ' وَعَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها اَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْحُمْسِ ﴿ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ﴾ قَالَ : كَانُوْا يُفِيْضُوْنَ مِنْ جَمْعٍ فَدُفِعُوْا اِلَى عَرَفَاتٍ۔

دوسرے مردوں کو تا کہ وہ انہیں پہن کر طواف کر سکیں اور (قریش) کی عورتیں دوسری عورتوں کو تا کہ وہ انہیں پہن کر طواف کر سکیں اور جن کو قریش کپڑا نہ دیتے وہ بیت اللہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے۔ دوسرے سب لوگ تو عرفات سے واپس ہوتے لیکن قریش مزدلفہ ہی سے (جو حرم میں تھا) واپس ہو جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی کہ "پھر تم بھی (قریش) وہیں سے واپس آؤ جہاں سے اور لوگ واپس آتے ہیں، یعنی عرفات سے" [سورہ بقرہ:۱۹۹] انہوں نے بیان کیا کہ قریش مزدلفہ ہی سے لوٹ آتے تھے اس لئے انہیں بھی عرفات سے لوٹنے کا حکم ہوا۔

**لغوی توضیح** عُرَاۃ جمع ہے عار کی، معنی ہے ننگے۔ اَلْحُمْس حماسہ سے ہے، معنی ہے شجاعت وشدت۔ جَمْع مزدلفہ۔ معلوم ہوا کہ مناسک حج میں وقوف عرفہ بھی شامل ہے بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ حج تو عرفہ (میں وقوف) ہی ہے۔[1] عرفہ میں دورانِ وقوف قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھانا اور دعا و مناجات میں مصروف رہنا مسنون ہے۔

۷٦٥۔ حدیث جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : اَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِي ' فَذَهَبْتُ اَطْلُبُهُ يَوْمَ عَرَفَةَ ' فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ ' فَقُلْتُ : هَذَا وَاللّٰهِ مِنَ الْحُمْسِ ' فَمَا شَانُهُ هَهُنَا؟

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرا ایک اونٹ کھو گیا تو میں عرفات میں اس کو تلاش کرنے گیا۔ یہ دن عرفات کا تھا۔ میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ عرفات کے میدان میں کھڑے ہیں۔ میری زبان سے نکلا قسم اللہ کی! یہ تو قریش ہیں، پھر یہ یہاں کیوں ہیں۔

**لغوی توضیح** اَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِيْ میرا اونٹ گم ہو گیا۔

## (22) باب في نسخ التحلل من الاحرام والامر بالتمام

## احرام کھولنے کی اجازت کا منسوخ ہونا اور باندھتے وقت جو جو نیت کی تھی اسے پورا کرنے کا بیان

۷٦٦۔ حدیث اَبِي مُوْسَى رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَدِمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ ' فَقَالَ : ((اَحَجَجْتَ؟)) قُلْتُ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب حاضر ہوا تو آپ بطحاء میں تھے (جو مکہ کے قریب ایک جگہ ہے)۔ آپ نے پوچھا کیا تو نے حج کی نیت کی ہے؟ میں نے کہا کہ

۷٦٥۔ البخاری فی:25 کتاب الحج: 91 باب الوقوف بعرفة (1664) مسلم (1220) حمیدی (559) دارمی (1878)۔
۷٦٦۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 125 باب الذبح قبل الحلق (1559) مسلم (1221) نسائی (2737)۔

[1] [صحیح: ارواء الغليل (4/ 256)، (1064)]

: نَعَمْ ' قَالَ : ((بِمَا اَهْلَلْتَ؟)) قُلْتُ : لَبَّيْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: ((اَحْسَنْتَ ' انْطَلِقْ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ)) ثُمَّ اَتَيْتُ امْرَاَةً مِنْ نِسَاءِ بَنِي قَيْسٍ فَفَلَتْ رَاْسِي ' ثُمَّ اَهْلَلْتُ بِالْحَجِّ ' فَكُنْتُ اُفْتِي بِهِ النَّاسَ حَتَّى خِلَافَةِ عُمَرَ ' فَذَكَرْتُهُ لَهُ ' فَقَالَ : اِنْ نَاْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ يَاْمُرُنَا بِالتَّمَامِ ' وَاِنْ نَاْخُذْ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۔

ہاں ۔آپ نے دریافت فرمایا کہ تو نے احرام کس چیز کا باندھا ہے؟ میں نے کہا کہ نبی ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اچھا کیا' اب جا۔ چنانچہ (مکہ پہنچ کر) میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا ومروہ کی سعی کی' پھر میں بنوقیس کی ایک خاتون کے پاس آیا اور انہوں نے میرے سر کی جوئیں نکالیں' اس کے بعد میں نے حج کی لبیک پکاری۔اس کے بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک اسی کا فتویٰ دیتا رہا پھر جب میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں کتاب اللہ پر بھی عمل کرنا چاہیے اور اس میں پورا کرنے کا حکم ہے (یعنی اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ) پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت پر بھی عمل کرنا چاہیے۔آپ ﷺ قربانی سے پہلے حلال نہیں ہوئے تھے۔

**لغوی توضیح** لَبَّيْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ میں نے نبی ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے۔معلوم ہوا کہ کسی دوسرے کے احرام پر اپنا احرام معلق کرنا جائز ہے۔ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ آنحضرت ﷺ قربانی سے پہلے حلال نہیں ہوئے تھے۔معلوم ہوتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جن لوگوں نے عمرہ کے بعد احرام اتار دیئے تھے' وہ صرف اسی سال انہی کے ساتھ خاص تھا۔

## (23) باب جواز التمتع

## تمتع کے جائز ہونے کا بیان

۷۶۷۔ حديث عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہما ' قَالَ : اُنْزِلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ ' فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْآنٌ يُحَرِّمُهُ ' وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتَّى مَاتَ ۔ قَالَ رَجُلٌ بِرَاْيِهِ مَا شَاءَ ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (حج میں) تمتع کا حکم قرآن میں نازل ہوا اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کے ساتھ (حج) کیا پھر اس کے بعد قرآن نے اس سے نہیں روکا اور نہ اس سے حضور ﷺ نے روکا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی (لہٰذا حج تمتع اب بھی جائز ہے) یہ تو ایک صاحب نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا ہے۔

---

۷۶۷۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 2 سورة البقرة 33 باب "فمن تمتع بالعمرة إلى الحج" (1571) مسلم (1226)۔

۷۶۸۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 104 باب من ساق البدن معه (1691) مسلم (1227) ابوداود (1805)۔

## (24) باب وجوب الدم علی المتمتع وانه اذا عدمه لزمه صوم ثلاثة ایام فی الحج وسبعة اذا رجع الی اهله

## تمتع کرنے والے پر قربانی واجب ہے استطاعت نہ ہو تو دس روزے رکھے تین روزے حج کے دنوں میں اور سات گھر لوٹ کر

٧٦٨۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ وَاَهْدَى، فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اَهْدَى، فَسَاقَ الْهَدْيَ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ: (( مَنْ كَانَ مِنْكُمْ اَهْدَى فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِشَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ اَهْدَى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَالْيُقَصِّرْ وَالْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعَ اِلَى اَهْلِهِ)) ۔ فَطَافَ، حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ، وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ اَوَّلَ شَيْءٍ، ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ وَمَشَى اَرْبَعًا، فَرَكَعَ حِيْنَ قَضَى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ عِنْدَ الْمُقَامِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، فَانْصَرَفَ فَاَتَى الصَّفَا، فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَطْوَافٍ، ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ ۔ حَتَّى قَضَى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ نے حجۃ الوداع میں تمتع کیا۔ یعنی عمرہ کر کے پھر حج کیا اور قربانی کی اور آپ ذی الحلیفہ سے اپنے ساتھ قربانی لے گئے رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرہ کے لئے احرام باندھا پھر حج کے لئے لبیک پکارا۔ لوگوں نے بھی نبی ﷺ کے ساتھ تمتع کیا یعنی عمرہ کر کے حج کیا لیکن بہت سے لوگ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے گئے تھے۔ اور بہت سے نہیں لے گئے تھے جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو لوگوں سے کہا کہ جو شخص قربانی ساتھ لایا ہو اس کے لئے حج پورا ہونے تک کوئی بھی ایسی چیز حلال نہیں ہو سکتی جسے اس نے اپنے اوپر (احرام کی وجہ سے) حرام کر لیا ہے۔ لیکن جن کے ساتھ قربانی نہیں ہے تو وہ بیت اللہ کا طواف کر لیں اور صفا اور مروہ کی سعی کر کے بال ترشوالیں اور حلال ہو جائیں۔ پھر حج کے لئے (از سرِ نو آٹھویں ذی الحجہ کو احرام باندھیں) ایسا شخص اگر قربانی نہ پائے تو تین دن کے روزے حج ہی کے دنوں میں اور سات دن کے روزے گھر واپس آ کر رکھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ پہنچے تو سب سے پہلے آپ نے طواف کیا پھر حجر اسود کو بوسہ دیا۔ تین چکروں میں آپ نے رمل کیا۔ اور باقی چار میں معمولی رفتار سے چلے۔ پھر بیت اللہ کا طواف پورا کر کے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی/سلام پھیر کر آپ صفا پہاڑی کی طرف آئے اور صفا اور مروہ کی سعی بھی سات چکروں میں پوری کی۔ جن چیزوں کو (احرام کی وجہ سے) حرام کر لیا تھا ان سے اس وقت تک آپ حلال نہیں ہوئے جب تک حج بھی پورا نہ کر لیا اور یوم النحر (دسویں ذی

٧٦٨۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 104 باب من ساق البدن معه (1691) مسلم (1227) ابو داود (1805)۔

حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ، مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ اَهْدَى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ۔

الحجہ) میں قربانی کا جانور بھی ذبح نہ کر لیا پھر آپ (مکہ واپس آئے اور بیت اللہ کا جب طواف افاضہ کر لیا تو ہر وہ چیز آپ کے لئے حلال ہوگئی جو احرام کی وجہ سے حرام تھی۔ جو لوگ اپنے ساتھ ہدی لے کر گئے تھے انہوں نے بھی اسی طرح کیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

**لغوی توضیح** خَبَّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ طواف کے تین چکروں میں رمل کیا (یعنی ہلکی دوڑ لگائی اور باقی چار چکر معمول کی رفتار سے پورے کیے)۔ واضح رہے کہ رمل صرف طواف قدوم کے پہلے تین چکروں میں کرنا چاہیے اور طواف قدوم اسے کہتے ہیں جو احرام باندھنے کے بعد مکہ پہنچتے ہی کیا جاتا ہے۔

۷۶۹۔ حدیث عَائِشَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، اَنَّ عَائِشَةَ، اَخْبَرَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَمَتُّعِهِ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ، فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَهُ، بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقِ (رقم ۷۶۸)۔

عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ حج تمتع کیا۔ یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما والی گزشتہ حدیث (نمبر ۷۶۸) کی طرح ہے۔

## (25) باب بيان ان القارن لا يتحلل الا في وقت تحلل الحاج المفرد

## حج قران کرنے والا بھی حج افراد کرنے والے کے احرام کھولنے کے وقت احرام کھولے

۷۷۰۔ حدیث حَفْصَةَ رضی الله عنها، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: ((اِنِّي لَبَّدْتُ رَاْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا اَحِلُّ حَتَّى اَنْحَرَ))۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ! کیا بات ہے اور لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہو گئے لیکن آپ حلال نہیں ہوئے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سر کی تلبید (بالوں کو جمانے کے لئے ایک لیس دار چیز استعمال) کی ہے اور اپنے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) لایا ہوں اس لئے میں قربانی کرنے سے پہلے احرام نہیں کھول سکتا۔

**لغوی توضیح** فَلَا اَحِلُّ حَتَّى اَنْحَرَ میں اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک قربانی نہ کر لوں (یعنی ۱۰ ذوالحجہ کے روز اور حج افراد کرنے والا بھی ۱۰ ذوالحجہ کے روز ہی قربانی کر کے احرام کھولتا ہے)۔

---

۷۶۹۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 104 باب من ساق البدن معه (1692) مسلم (1228)۔

۷۷۰۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 34 باب التمتع والاقران والافراد بالحج (1566) مسلم (1229) ابن ماجه (3046)۔

۷۷۱۔ البخاري في: 27 كتاب المحصر: 4 باب من قال ليس على المحصر بدل (1639) مسلم (1230)۔

## (26) باب جواز التحلل بالاحصار وجواز القران

## بیت اللہ تک پہنچنے میں رکاوٹ پیدا ہو جائے تو حاجی احرام کھول سکتا ہے اور حج وعمرہ کو جمع کر سکتا ہے

۷۷۱۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما ' قَالَ: حِيْنَ خَرَجَ اِلَى مَكَّةَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ: اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ۔ ثُمَّ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي اَمْرِهِ فَقَالَ: مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ ۔ فَالْتَفَتَ اِلَى اَصْحَابِهِ ' فَقَالَ: مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ ' اُشْهِدُكُمْ اَنِّي قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ۔ ثُمَّ طَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا 'وَرَاَى اَنَّ ذٰلِكَ مُجْزِيًا عَنْهُ وَاَهْدَى ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ کے ارادے سے چلے تو فرمایا کہ اگر مجھے بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیا گیا تو میں بھی وہی کام کروں گا جو (حدیبیہ کے سال) میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ آپ نے عمرہ کا احرام باندھا کیونکہ رسول ﷺ نے بھی حدیبیہ کے سال عمرہ ہی کا احرام باندھا تھا۔ پھر آپ نے کچھ غور کر کے فرمایا کہ عمرہ اور حج تو ایک ہی ہے اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے بھی یہی فرمایا کہ یہ دونوں تو ایک ہی ہیں۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ عمرہ کے ساتھ اب حج بھی اپنے لئے میں نے واجب قرار دے لیا ہے۔ پھر (مکہ پہنچ کر) آپ نے دونوں کے لئے ایک ہی طواف کیا۔ آپ کا خیال تھا کہ یہ کافی ہے اور آپ قربانی کا جانور بھی ساتھ لے گئے تھے۔

**فهم الحديث** ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تیرا بیت اللہ کا طواف کر لینا اور صفا مروہ کی سعی کر لینا تیرے حج اور عمرہ (دونوں) کے لیے کافی ہے۔[1] ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حج قران کرنے والے کے لیے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے۔ آئندہ حدیث بھی اس کا ثبوت ہے۔

۷۷۲۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما ' اَنَّهُ اَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ ' فَقِيْلَ لَهُ: اِنَّ النَّاسَ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَاِنَّا نَخَافُ اَنْ يَصُدُّوْكَ ' فَقَالَ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ اِذًا اَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اس سال حج کا ارادہ کیا جس سال حجاج حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں لڑنے آیا تھا تو آپ سے کہا گیا کہ مسلمانوں میں باہم جنگ ہونے والی ہے اور یہ بھی خطرہ ہے کہ آپ کو حج سے روک دیا جائے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے [احزاب:۲۱] ایسے وقت میں بھی وہی کام کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ میں

۷۷۲۔ البخاري في 25 كتاب الحج: 77 باب طواف القارن ۔

[1] [مسلم (1211) مسند احمد (6/ 124)]

اللّٰهِ ﷺ، إِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً۔ ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ، قَالَ: مَاشَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِي ۔ وَأَهْدَى هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ، وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذَلِكَ، فَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ، وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ، وَرَأَى أَنْ قَدْ قَضَى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ ۔ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: كَذَلِكَ فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ۔

تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ واجب کرلیا ہے۔ پھر آپ چلے اور جب بیداء کے میدان میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ تو ایک ہی طرح کے ہیں۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کرلیا ہے۔ آپ نے ایک قربانی بھی ساتھ لے لی جو مقام قدید سے خریدی تھی۔ اس کے سوا اور کچھ نہ کیا۔ دسویں تاریخ سے پہلے نہ آپ نے قربانی کی' نہ کسی ایسی چیز کو اپنے لئے جائز کیا جس سے (احرام کی وجہ سے) آپ رک گئے تھے۔ نہ سر منڈوایا نہ بال ترشوائے۔ دسویں تاریخ میں آپ نے قربانی کی اور بال منڈوائے۔ آپ کا یہی خیال تھا کہ آپ نے ایک طواف سے حج اور عمرہ دونوں کا طواف ادا کرلیا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

## (27) باب في الافراد والقران بالحج والعمرة

## حج اور عمرہ کو ملا کر یا علیحدہ علیحدہ کرنے کا بیان

۷۷۳۔ حديث ابْنِ عُمَرَ وَأَنَسٍ رضي الله عنهم، عَنْ بَكْرٍ، أَنَّهُ ذَكَرَ لابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، فَقَالَ (ابْنُ عُمَرَ): أَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالْحَجِّ وَأَهْلَلْنَا بِهِ مَعَهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ، قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً)) ۔ وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ هَدْيٌ فَقَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْيَمَنِ حَاجًّا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِمَ أَهْلَلْتَ؟ فَإِنَّ مَعَنَا أَهْلَكَ؟)) قَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ:

بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا تھا (تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا) نبی ﷺ نے حج کا احرام باندھا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ حج ہی کا احرام باندھا تھا پھر ہم جب مکہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ اپنے حج کے احرام کو عمرہ کا کر لے (اور طواف اور سعی کر کے احرام کھول دے) اور نبی ﷺ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا۔ پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یمن سے لوٹ کر حج کا احرام باندھ کر آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کس طرح احرام باندھا ہے؟ ہمارے ساتھ تمہاری زوجہ (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) بھی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا میں نے اس طرح کا احرام باندھا ہے

۷۷۳۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 61 باب بعث علي ابن ابي طالب وخالد بن الوليد... (4353) مسلم (1232)۔

((فَامْسِكْ فَاِنَّ مَعَنَا هَدْيًا))۔

جس طرح آپ ﷺ نے باندھا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اپنے احرام پر قائم رہو' کیونکہ ہمارے ساتھ قربانی کا جانور ہے۔

## (28) باب ما يلزم من احرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف والسعي

## جو حج کا احرام باندھ کر مکہ آئے اس کے لیے کتنے طواف اور سعی کرنا ضروری ہیں

۷۷٤۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ' قَالَ : سَاَلْنَا ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ الْعُمْرَةَ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ' اَيَاْتِي امْرَاَتَهُ ؟ فَقَالَ : قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا' وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ' وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔ ﴿وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾۔

عمرو بن دینار رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جس نے بیت اللہ کا طواف عمرہ کے لئے کیا' لیکن صفا اور مروہ کی سعی نہیں کی۔ کیا ایسا شخص (بیت اللہ کے طواف کے بعد) اپنی بیوی سے صحبت کر سکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ نبی ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا۔ اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر صفا اور مروہ کی سعی کی' اور تمہارے لئے نبی ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ سب سے بہتر طریقہ وہی ہے جو نبی ﷺ نے اختیار کیا، اس لیے حج وعمرہ کی ادائیگی کے لیے بھی آپ کے ہر عمل کو سامنے رکھنا ہی بہتر ہے۔

## (29) باب ما يلزم من طاف بالبيت وسعى من البقاء على الاحرام و ترك التحلل

## جو شخص بیت اللہ کا طواف اور سعی کر لے کیا اسے احرام کی حالت میں رہنا ضروری ہے

۷۷۵۔ حدیث عَائِشَةَ وَاَسْمَاءَ رضي اللّٰه عنهما' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْقُرَشِيِّ' اَنَّهُ سَاَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ' فَقَالَ : قَدْ حَجَّ النَّبِيُّ ﷺ' فَاَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ رضي اللّٰه عنها اَنَّهُ اَوَّلُ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ حِينَ قَدِمَ اَنَّهُ تَوَضَّاَ' ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ' ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً' ثُمَّ حَجَّ

محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل قرشی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے حج کیا تھا اور مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق خبر دی کہ جب آپ مکہ مکرمہ آئے تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ آپ نے وضو کیا' پھر کعبہ کا طواف کیا' یہ آپ کا عمرہ نہیں تھا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور آپ نے بھی سب سے پہلے کعبہ کا طواف کیا۔ جب کہ یہ آپ کا بھی عمرہ نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا۔ پھر حضرت

---

۷۷٤۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 30 باب قول الله تعالى: "واتخذوا من مقام..." (395) مسلم (1234)۔

۷۷۵۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 78 باب الطواف على وضوء (1614) مسلم (1235) ابن حبان (3808)۔

اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ ' فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ - ثُمَّ عُمَرُ رضی اللہ عنہ ' مِثْلُ ذَلِكَ - ثُمَّ حَجَّ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ ' فَرَاَيْتُهُ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ' ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ - ثُمَّ مُعَاوِيَةُ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ - ثُمَّ حَجَجْتُ مَعَ اَبِي الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ ' فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ - ثُمَّ رَاَيْتُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارَ يَفْعَلُوْنَ ذَلِكَ ' ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ - ثُمَّ آخِرُمَنْ رَاَيْتُ فَعَلَ ذَلِكَ ابْنُ عُمَرَ ' ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا عُمْرَةٌ وَهَذَا ابْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ فَلَا يَسْاَلُوْنَهُ وَلَا اَحَدٌ مِمَّنْ مَضَى! مَا كَانُوْا يَبْدَءُ وْنَ بِشَيْءٍ حَتَّى يَضَعُوْا اَقْدَامَهُمْ مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَا يَحِلُّوْنَ - وَقَدْ رَاَيْتُ اُمِّي وَخَالَتِي حِيْنَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْتَدِئَانِ بِشَيْءٍ اَوَّلَ مِنَ الْبَيْتِ تَطُوْفَانِ بِهِ ثُمَّ لَا تَحِلَّانِ وَقَدْ اَخْبَرَتْنِي اُمِّي اَنَّهَا اَهَلَّتْ هِيَ وَاُخْتُهَا وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ بِعُمْرَةٍ فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّكْنَ حَلُّوا -

عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کیا میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے آپ نے بھی کعبہ کا طواف کیا۔ آپ کا بھی یہ عمرہ نہیں تھا۔ پھر حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا زمانہ آیا۔ (اور انہوں نے بھی ایسا ہی کیا) پھر میں نے اپنے والد زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی حج کیا۔ انہوں نے بھی پہلے جو کام کیا وہ یہی بیت اللہ کا طواف تھا جب کہ یہ عمرہ نہیں ہوتا تھا اس کے بعد مہاجرین وانصار کو بھی میں نے دیکھا کہ وہ بھی اسی طرح کرتے رہے اور ان کا بھی یہ عمرہ نہیں ہوتا تھا۔ آخری ذات جسے میں نے اس طرح کرتے دیکھا وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تھی۔ انہوں نے بھی عمرہ نہیں کیا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہما ابھی موجود ہیں لیکن ان سے لوگ اس کے متعلق پوچھتے نہیں۔ اسی طرح جو حضرات گذر گئے ان کا بھی مکہ میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلا قدم طواف کے لئے اٹھتا تھا۔ پھر یہ بھی احرام نہیں کھولتے تھے۔ میں نے اپنی والدہ (اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا) اور خالہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) اور زبیر اور فلاں فلاں کے ساتھ عمرہ کیا ہے یہ سب لوگ حجر اسود کا بوسہ لیتے تو عمرہ کا احرام کھول دیتے۔

٧٧٦- **حديث** اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ ' اَنَّهُ كَانَ يَسْمَعُ اَسْمَاءَ تَقُوْلُ ' كُلَّمَا مَرَّتْ بِالْحَجُوْنِ : صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ ' لَقَدْ نَزَلْنَا مَعَهُ هٰهُنَا وَنَحْنُ يَوْمَئِذٍ خِفَافٌ قَلِيْلٌ ظَهْرُنَا '

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے غلام عبداللہ نے بیان کیا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا جب بھی حجون پہاڑ سے ہو کر گذرتیں تو یہ کہتیں "رحمتیں نازل ہوں اللہ کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم نے آپ کے ساتھ یہیں قیام کیا تھا۔ ان دنوں ہمارے پاس (سامان) بہت ہلکے پھلکے تھے۔ سواریاں بھی کم تھیں اور زادراہ کی بھی کمی تھی۔ میں نے، میری بہن عائشہ رضی اللہ عنہا نے

٧٧٦- البخاري في: 26 كتاب العمرة: 11 باب متى يحل المعتمر (1796) مسلم (1237) -

قَلِيْلَةٌ اَزْوَادُنَا، فَاعْتَمَرْتُ اَنَا وَاُخْتِي عَائِشَةَ وَالزُّبَيْرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ، فَلَمَّا مَسَحْنَا الْبَيْتَ اَحْلَلْنَا ثُمَّ اَهْلَلْنَا مِنَ الْعَشِيِّ بِالْحَجِّ۔

زبیر اور فلاں فلاں نے عمرہ کیا اور جب بیت اللہ کا طواف کر چکے تو (صفا اور مروہ کی سعی کے بعد) ہم حلال ہو گئے۔ حج کا احرام ہم نے شام کو باندھا تھا۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ طواف قدوم اور صفا و مروہ کی سعی کے بعد احرام کھولا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ کوئی حج تمتع کا ارادہ رکھتا ہو، کیونکہ اگر حج قران کا ارادہ ہو تو پھر حج مکمل ہونے تک احرام نہیں کھولا جائے گا۔

## (31) باب جواز العمرة فی اشهر الحج

## حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا جائز ہے

۷۷۷۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَاَصْحَابُهُ لِصُبْحِ رَابِعَةٍ يُلَبُّوْنَ بِالْحَجِّ، فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً، اِلَّا مَنْ مَعَهُ الْهَدْيُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ صحابہ کو ساتھ لے کر تلبیہ کہتے ہوئے ذی الحجہ کی چوتھی تاریخ کو (مکہ میں) تشریف لائے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جن کے پاس ہدی نہیں ہے وہ بجائے حج کے عمرہ کی نیت کر لیں (اور عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہو جائیں، پھر حج کا احرام باندھیں)۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ حج کے مہینوں میں بھی عمرہ کیا جا سکتا ہے۔

۷۷۸۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ اَبِي جَمْرَةَ نَصْرِ بْنِ عِمْرَانَ الضُّبَعِيِّ، قَالَ: تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِي نَاسٌ، فَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَاَمَرَنِي فَرَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ رَجُلًا يَقُوْلُ لِي: حَجٌّ مَبْرُوْرٌ، وَعُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ، فَاَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: سُنَّةَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِي: اَقِمْ عِنْدِي فَاَجْعَلُ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي۔ قَالَ شُعْبَةُ (الرَّاوِيُّ عنه) فَقُلْتُ: لِمَ؟ فَقَالَ: لِلرُّؤْيَا الَّتِي رَاَيْتُ۔

ابو جمرہ نصر بن عمران ضبعی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا تو کچھ لوگوں نے مجھے منع کیا۔ اس لئے میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے تمتع کرنے کے لئے کہا۔ پھر میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ مجھ سے کہہ رہا ہے حج بھی مبرور ہوا اور عمرہ بھی مقبول ہوا۔ میں نے یہ خواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سنایا تو آپ نے فرمایا کہ یہ نبی ﷺ کی سنت ہے۔ پھر فرمایا کہ میرے یہاں قیام کر میں اپنے پاس سے تمہارے لئے کچھ مقرر کر کے دیا کروں گا۔ شعبہ (راوی) نے بیان کیا کہ میں نے (ابو جمرہ سے) پوچھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ کیوں کیا تھا؟ (یعنی مال کس بات پر دینے کے لئے کہا) انہوں نے بیان کیا کہ اسی خواب کی وجہ سے جو میں نے دیکھا۔

---

۷۷۷۔ البخاری فی: 18 کتاب تقصیر الصلاة: 3 باب کم اقام النبی ﷺ فی حجته (1085) مسلم (1240)۔

۷۷۸۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 34 باب التمتع والإقران والإفراد بالحج (1567) مسلم (1242)۔

**فہم الحدیث** یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ حج تمتع میں پہلے عمرہ اور پھر حج کیا جاتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ابو جمرہ رحمہ اللہ کو حج تمتع کرنے کی اجازت دی ہے۔

## (32) باب تقلید الھدی واشعارہ عند الاحرام

## احرام کے وقت قربانی کے جانور کی کوہان چیرنے اور اس کے گلے میں ہار ڈالنے کا بیان

۷۷۹۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ، فَقُلْتُ: مِنْ أَيْنَ ۔ قَالَ هَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾، وَمِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ أَصْحَابَهُ أَنْ يَحِلُّوا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قُلْتُ: إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ ۔ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَاهُ قَبْلُ وَبَعْدُ ۔

ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ مجھے عطا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے بتایا کہ انہوں نے کہا عمرہ کرنے والا صرف بیت اللہ کے طواف سے حلال ہو سکتا ہے (ابن جریج کہتے ہیں کہ) میں نے عطاء سے پوچھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا؟ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ثم محلها الى البيت العتيق﴾ (پھر ان کا حلال ہونا پرانے گھر یعنی خانہ کعبہ کے پاس ہے۔ الحج: ۳۳) سے اور نبی کریم ﷺ کے اس حکم کی وجہ سے جو آپ نے اپنے اصحاب کو حجۃ الوداع میں احرام کھول دینے کے لئے دیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ حکم تو عرفات میں ٹھہرنے کے بعد کے لئے ہے۔ عطاء نے کہا لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ مذہب تھا کہ عرفات میں ٹھہرنے سے پہلے اور بعد ہر حال میں جب طواف کرے تو احرام کھول دینا درست ہے۔

**لغوی توضیح** تَقْلِيْدُ الْهَدْيِ قربانی کے جانور کو قلادہ پہنانا۔ قلادہ سے مراد جوتیوں کا ہار ہے جو قربانی کے جانور کے گلے میں اس غرض سے لٹکایا جاتا تھا کہ کوئی اسے نقصان نہ پہنچائے اور اگر یہ جانور کہیں گم ہو جائے تو جسے ملے وہ اسے مکہ کی طرف روانہ کر دے۔ اِشْعَار یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ کی کوہان کے دائیں جانب ہلکا سا چیرا لگانا اور جو خون رس آئے اسے کوہان پر مل دینا۔ یہ عمل مسنون ہے۔ اَلْمُعَرَّف میدانِ عرفات میں وقوف۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ موقف ذکر ہوا ہے کہ طواف کرنے کے بعد احرام کھولا جا سکتا ہے خواہ وقوفِ عرفہ ہو چکا ہو یا نہ۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جس آیت کو پیش نظر رکھا ہے نہ تو اس میں اس موقف کا کوئی ثبوت ہے اور نہ ہی فرمانِ نبوی میں۔ کیونکہ نبی ﷺ کا حکم تو صرف حج کو عمرہ بنانے کا تھا نہ کہ اس میں کوئی ایسی چیز تھی جس سے ثابت ہوتا ہو کہ محض طواف کے بعد احرام کھول دیا جائے۔

۷۷۹۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 77 باب حجة الوداع (4396) مسلم (1245)۔

## (33) باب التقصير في العمرة

## عمرہ کرنے والے کے لیے بال کٹوانے کا بیان

٧٨٠۔ حديث مُعَاوِيَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَصَّرْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِمِشْقَصٍ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال قینچی سے کترے تھے۔

**لغوی توضیح** قَصَّرْتُ میں نے کاٹے۔ بِمِشْقَصٍ قینچی کے ساتھ۔ یہ واقعہ عمرہ جعرانہ کا ہے حجۃ الوداع کا نہیں کیونکہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے بال منڈوائے تھے، کتروائے نہیں تھے۔[1]

## (34) باب اهلال النبي ﷺ وهديه

## نبی ﷺ کے احرام اور قربانی کے جانور کا بیان

٧٨١۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَدِمَ عَلِيٌّ رضي الله عنه عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْيَمَنِ، فَقَالَ: (( بِمَا أَهْلَلْتَ؟ )) قَالَ: بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ۔ فَقَالَ: (( لَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ کس طرح کا احرام باندھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جس طرح کا آنحضور ﷺ نے باندھا ہو۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں حلال ہو جاتا۔

**لغوی توضیح** لَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ اگر میرے پاس قربانی نہ ہوتی تو میں احرام اتار دیتا۔ معلوم ہوا کہ حج کے موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ قربانی بھی تھی اور آپ نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا ہوا تھا اسی لیے عمرہ کے بعد احرام نہیں اتارا۔

## (35) باب بيان عدد عمر النبي ﷺ وزمانهن

## نبی ﷺ کے کل عمرے اور ان عمروں کے ایام

٧٨٢۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: اعْتَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَرْبَعَ عُمَرٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، إِلَّا الَّتِي اعْتَمَرَ مَعَ حَجَّتِهِ: عُمْرَتَهُ مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَمِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، وَمِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ، وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چاروں عمرے ذی قعدہ میں کیے سوائے اس عمرہ کے جو آپ نے حج کے ساتھ کیا۔ آپ نے ایک حدیبیہ کا عمرہ کیا اور دوسرا آئندہ سال اس کی قضا کا عمرہ کیا۔ اور (تیسرا) جعرانہ کا عمرہ جب آپ نے جنگِ حنین کی غنیمت تقسیم کی۔ پھر ایک عمرہ اپنے حج کے ساتھ کیا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے چار عمرے کیے ہیں۔ اور آئندہ جس روایت (٧٨٥) میں ہے کہ نبی ﷺ نے ماہ رجب میں بھی عمرہ کیا، اسی روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے اس کی تردید میں بھی مذکور ہے۔ لہٰذا راجح و برحق بات یہی ہے کہ نبی

---

٧٨٠۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 127 باب الحلق والتقصير عند الإحلال (1730) مسلم (1246) نسائی (2736)۔

٧٨١۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 32 باب من اهل في زمن النبي ﷺ كإهلال النبي ﷺ (1558) مسلم (1250)۔

٧٨٢۔ البخاري في: 26 كتاب العمرة: 3 باب كم اعتمر النبي ﷺ (1778) مسلم (1253) ترمذی (815)۔

[1] [منة المنعم في شرح مسلم (280/2)]

کریم ﷺ نے تمام عمرے حج کے مہینوں میں ہی کیے اور اس کا ایک خاص سبب بھی تھا کہ اہل جاہلیت حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے سے منع کیا کرتے تھے تو نبی ﷺ نے ان کا رد کرنے کے لیے ایسا کیا۔

٧٨٣۔ حدیث زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قِيْلَ لَهُ: كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ؟ قَالَ: تِسْعَ عَشَرَةَ۔ قِيْلَ: كَمْ غَزَوْتَ اَنْتَ مَعَهُ؟ قَالَ: سَبْعَ عَشَرَةَ۔ قِيْلَ: فَاَيُّهُمْ كَانَتْ اَوَّلَ؟ قَالَ: الْعُسَيْرَةُ اَوِ الْعُشَيْرُ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ نے کتنے غزوے کیے؟ انہوں نے کہا کہ انیس۔ پوچھا گیا آپ حضور ﷺ کے ساتھ کتنے غزوات میں شریک رہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سترہ میں۔ پھر پوچھا گیا آپ کا سب سے پہلا غزوہ کون سا تھا؟ کہا کہ عسیرہ یا عشیر۔

٧٨٤۔ حدیث زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً؟ وَاَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً، لَمْ يَحُجَّ بَعْدَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے انیس غزوے کیے اور آپ نے ہجرت کے بعد ایک ہی حج حجۃ الوداع کیا اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا۔

٧٨٥۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عنهم عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ، فَاِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، جَالِسٌ اِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ، وَاِذَا نَاسٌ يُصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ صَلَاةَ الضُّحَى۔ قَالَ: فَسَاَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ، فَقَالَ: بِدْعَةٌ۔ ثُمَّ قَالَ لَهُ: كَمِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: اَرْبَعًا اِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ۔ فَكَرِهْنَا اَنْ نَرُدَّ عَلَيْهِ۔ قَالَ وَسَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي

مجاہد رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں اور عروہ بن زبیر مسجد نبوی میں داخل ہوئے وہاں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کچھ لوگ مسجد نبوی میں اشراق کی نماز پڑھ رہے تھے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان لوگوں کی اس نماز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا بدعت ہے پھر ان سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے کتنے عمرے کئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ چار، ایک ان میں سے رجب میں کیا تھا۔ لیکن ہم نے پسند نہیں کیا کہ ان کی اس بات کی تردید کریں۔ مجاہد نے بیان کیا کہ ہم نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے ان کے مسواک کرنے کی آواز سنی تو عروہ نے پوچھا اے میری ماں، ام المومنین! ابوعبدالرحمٰن کی بات آپ سن رہی ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا وہ کیا کہہ رہے ہیں؟

٧٨٣۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 1 باب غزوة العُشَيرة او العُسَيرة (3949) مسلم (1254) ترمذی (1676)۔

٧٨٤۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 77 باب حجة الوداع۔

٧٨٥۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرة: 3 باب کم اعتمر النبی ﷺ (1775) مسلم (1255) ترمذی (936)۔

الْحُجْرَةِ، فَقَالَ عُرْوَةُ: يَا أُمَّاهُ، يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَلَا تَسْمَعِينَ مَا يَقُولُ أَبُو عَبْدِالرَّحْمٰنِ؟ قَالَتْ: مَا يَقُولُ؟ قَالَ: يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمُرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ، قَالَتْ: يَرْحَمُ اللّٰهُ أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ، مَا اعْتَمَرَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ، وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ۔

عروہ نے کہا وہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے تھے جن میں سے ایک رجب میں کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ ابو عبدالرحمٰن پر رحم کرے! آنحضرت ﷺ نے تو کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں وہ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) خود موجود نہ رہے ہوں۔ آپ نے رجب میں تو کبھی عمرہ ہی نہیں کیا۔

**لغوی توضیح** فَسَأَلْنَاهُ عَنْ صَلَاتِهِمْ، فَقَالَ: بِدْعَةٌ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی نماز (اشراق) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اسے بدعت کہا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ قاضی عیاض وغیرہ نے فرمایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس نماز کے التزام، مساجد میں اظہار اور باجماعت ادائیگی کو ناپسند فرمایا تھا، ان کا ارادہ ہرگز یہ نہیں تھا کہ یہ نماز سنت سے ثابت ہی نہیں (ان کا مقصد یہ تھا کہ یہ نماز گھروں میں ادا کی جائے تو بہتر ہے)۔[1]

## (36) باب فضل العمرة فى رمضان

## رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت

٧٨٦۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: (( مَا مَنَعَكِ أَنْ تَحُجِّينَ مَعَنَا؟ )) قَالَتْ: كَانَ لَنَا نَاضِحٌ فَرَكِبَهُ أَبُو فُلَانٍ وَابْنُهُ (لِزَوْجِهَا وَابْنِهَا) وَتَرَكَ نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ، قَالَ: (( فَإِذَا كَانَ رَمَضَانُ اعْتَمِرِي فِيهِ، فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ )) أَوْ نَحْوًا مِمَّا قَالَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری خاتون (ام سنان) سے پوچھا کہ تو ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کرتی تو وہ کہنے لگی کہ ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جس پر ابو فلاں (یعنی اس کا خاوند) اور اس کا بیٹا سوار ہو کر (حج کے لئے) چل دیئے اور ایک اونٹ انہوں نے چھوڑا ہے جس سے پانی لایا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا جب رمضان آئے تو عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان کا عمرہ ایک حج کے برابر ہوتا ہے یا اسی جیسی کوئی بات آپ نے فرمائی۔

**لغوی توضیح** نَاضِح وہ اونٹ جس سے کھیتوں کو پانی پلایا جاتا ہے۔ فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ رمضان میں عمرہ حج ہے (یعنی ثواب میں حج کے برابر ہے)۔

٧٨٦۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرة: 4 باب عمرة فی رمضان (1787) مسلم (1256) طبرانی کبیر (11410)۔

[1] [فتح الباری (3/53)]

**(37) باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا والخروج منها من الثنية السفلى و دخول بلده من طريق غير التى خرج منها**

**مکہ میں دخول بلندی کی جانب سے اور خروج نشیب کی طرف سے مستحب ہے گویا شہر میں داخل ہونے اور نکلنے کا راستہ مختلف ہونا چاہیے**

۷۸۷۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيْقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيْقِ الْمُعَرَّسِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ شجرہ (ذوالحلیفہ کے قریب مقام) کے راستے سے گزرتے ہوئے (مدینہ سے) نکلتے اور معرس (مسافروں کے پڑاؤ کا مقام جو ذوالحلیفہ سے نشیب میں ہے) کے راستے سے مدینہ آتے۔

۷۸۸۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَيَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ ثنیہ علیا (یعنی بلند گھاٹی) کی طرف سے داخل ہوتے اور ثنیۂ سفلی (یعنی نیچے کی گھاٹی) کی طرف سے باہر نکلتے۔

۷۸۹۔ حدیث عَائِشَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا جَاءَ مَكَّةَ دَخَلَ مِنْ اَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو اوپر کی بلند جانب سے شہر کے اندر داخل ہوئے اور جب واپس گئے تو نیچے کی طرف سے نکل گئے۔

۷۹۰۔ حدیث عَائِشَةَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ وَخَرَجَ مِنْ كُدًا مِنْ اَعْلَى مَكَّةَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے موقع پر شہر میں کَداء (جنت المعلی) کی طرف سے داخل ہوئے اور کُدا (باب شبیکہ) کی طرف سے نکلے جو مکہ کے بلند جانب ہے۔

**(38) باب استحباب المبيت بذى طوى عند ارادة دخول مكة والاغتسال لدخولها، ودخولها نهارا**

**مکہ میں داخل ہونے کے ارادے سے ذی طویٰ میں رات گزارنا اور نہا کر صبح کے وقت مکہ میں داخل ہونا مستحب ہے**

۷۹۱۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَاتَ النَّبِيُّ ﷺ بِذِى طُوًى حَتَّى اَصْبَحَ ثُمَّ دَخَلَ مَكَّةَ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ذی طویٰ میں رات گزاری۔ پھر جب صبح ہوئی تو آپ مکہ میں داخل ہوئے اور حضرت

---

۷۸۷۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 15 باب خروج النبی ﷺ علی طریق الشجرة (1575) مسلم (1257)۔

۷۸۸۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 40 باب من این یدخل مکة۔

۷۸۹۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 41 باب من این یخرج من مکة (1577) مسلم (1258) ترمذی (853)۔

۷۹۰۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 41 باب من این یخرج من مکة۔

۷۹۱۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 39 باب دخول مکة نهارا او لیلا (484) مسلم (1259) ابو داود (1866)۔

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضى الله عنهما يَفْعَلُهُ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کرتے تھے۔

۷۹۲۔ حديث عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى، وَيَبِيْتُ حَتَّى يُصْبِحَ، يُصَلِّي الصُّبْحَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ، وَمُصَلَّى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ذَلِكَ عَلَى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ، وَلَكِنْ اَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مکہ جاتے ہوئے مقامِ ذی طویٰ میں قیام فرماتے اور رات یہیں گذارا کرتے تھے اور صبح ہوتی تو نمازِ فجر یہیں پڑھتے۔ یہاں نبی ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ ایک بڑے سے ٹیلے پر تھی۔ اس مسجد میں نہیں جو اَب وہاں بنی ہوئی ہے بلکہ اس سے نیچے ایک بڑا ٹیلا تھا۔

**لغوی توضیح:** اَكَمَة ٹیلہ۔ غَلِيْظَة سخت، بڑا۔

۷۹۳۔ حديث عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَقْبَلَ فُرْضَتَي الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ، الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْاَكَمَةِ، وَمُصَلَّى النَّبِيِّ ﷺ اَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْاَكَمَةِ السَّوْدَاءِ تَدَعُ مِنَ الْاَكَمَةِ عَشَرَةَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَهَا، ثُمَّ تُصَلِّي مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس پہاڑ کے دونوں کونوں کا رخ کیا جو اس کے اور جبل طویل کے درمیان کعبہ کی سمت ہیں۔ آپ اس مسجد کو جو اَب وہاں تعمیر ہوئی ہے اپنی بائیں طرف کر لیتے ٹیلے کے کنارے۔ اور نبی ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے سیاہ ٹیلے پر تھی۔ ٹیلے سے تقریباً دس ہاتھ چھوڑ کر پہاڑ کی دونوں گھاٹیوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے جو تمہارے اور کعبہ کے درمیان ہے۔

## (39) باب استحباب الرمل في الطواف والعمرة وفي الطواف الاول في الحج

## عمرہ کے اور حج کے پہلے طواف میں رمل مستحب ہے

۷۹۴۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ الطَّوَافَ الْاَوَّلَ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ، وَيَمْشِي اَرْبَعَةً، وَاَنَّهُ كَانَ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسِيْلِ اِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب بیت اللہ کا پہلا طواف (یعنی طوافِ قدوم) کرتے تو اس کے تین چکروں میں آپ دوڑ کر چلتے اور چار میں معمول کے موافق چلتے۔ پھر جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو بطن مسیل (وادی) میں دوڑ کر چلتے۔

۷۹۲۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 89 باب المساجد التی علی طرق المدینة والمواضع التی صلی فیها النبی ﷺ۔
۷۹۳۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 89 باب المساجد التی علی طرق المدینة... (492) مسلم (1260)۔
۷۹۴۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 63 باب من طاف بالبیت ...(1603) مسلم (1261) ابو داود (1893)۔

**لغوی توضیح** یَخُبُّ رمل کرتے (یعنی دوڑتے)۔ ثَلَاثَةَ اَشْوَاط (ابتدائی) تین چکروں میں۔ یاد رہے کہ رمل صرف طواف قدوم (جوسب سے پہلے کیا جاتا ہے) میں ہی مستحب ہے۔

۷۹۵۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهُ ' فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَقَدْ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ ' فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ ' اَنْ يَرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ ' وَاَنْ يَمْشُوْا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ ' وَلَمْ يَمْنَعْهُ اَنْ يَاْمُرَهُمْ اَنْ يَرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (عمرۂ قضاء ۷ ہجری میں) جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ محمد آئے ہیں۔ ان کے ساتھ ایسے لوگ آئے ہیں جنہیں یثرب (مدینہ منورہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (تیز چلنا جس سے اظہارِ قوت ہو) کریں اور دونوں یمانی رکنوں کے درمیان حسبِ معمول چلیں اور آپ نے یہ حکم نہیں دیا کہ سب پھیروں میں رمل کریں اس لئے کہ ان پر آسانی ہو۔

۷۹۶۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ : اِنَّمَا سَعَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی اس طرح کی کہ مشرکین کو آپ اپنی قوت دکھلاسکیں۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ رمل ایک خاص مقصد کے پیش نظر مشروع ہوا تھا۔ اگر چہ وہ صورت آج موجود نہیں لیکن پھر بھی سنتِ رسول پر عمل کرتے ہوئے رمل کو ترک نہیں کیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا تھا کہ اگر چہ اب وہ صورت موجود نہیں لیکن ہم کسی ایسے کام کو نہیں چھوڑیں گے جسے ہم عہد رسالت میں کیا کرتے تھے۔[1]

## (40) باب استحباب استلام الركنين اليمانين فى الطواف دون الركنين الآخرين

## طواف کرتے وقت صرف دونوں ارکانِ یمانی کو بوسہ دینا مستحب ہے

۷۹۷۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضى اللّٰه عنهما ' قَالَ : مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَاَيْتُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا جب سے میں نے رسول ﷺ کو ان دونوں رکن یمانی (ایک رکن یمانی اور دوسرا رکن حجر اسود) کو چومتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے بھی اس کے چومنے کو خواہ سخت

۷۹۵۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 55 باب کیف کان بدء الرمل (1602) مسلم (1266) ابو داود (1886)۔

۷۹۶۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 80 باب ما جاء فی السعی بین الصفا والمروة۔

۷۹۷۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 57 باب الرمل فی الحج والعمرة (1609) مسلم (1267) ابن ماجه (2946)۔

[1] [حسن صحیح: صحیح ابو داود (1662) ابو داود (1887) ابن ماجة (2952)]

النَّبِیَّ ﷺ یَسْتَلِمُهُمَا۔

حالات ہوں یا نرم نہیں چھوڑا۔

۷۹۸۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِی الشَّعْثَاءِ، أَنَّهُ قَالَ: وَمَنْ یَتَّقِی شَیْئًا مِنَ الْبَیْتِ وَکَانَ مُعَاوِیَةُ یَسْتَلِمُ الأَرْکَانَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ، إِنَّهُ لا یُسْتَلَمُ هَذَانِ الرُّکْنَانِ۔

ابوالشعثاء رحمہ اللہ نے کہا، بیت اللہ کے کسی بھی حصہ سے بھلا کون پرہیز کرسکتا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ چاروں رکنوں کا استلام کرتے تھے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا کہ ہم ان دو ارکان (شامی اور عراقی) کا استلام نہیں کرتے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ طواف کرنے والے کو چاہیے کہ (ہر چکر میں) رُکنِ یمانی اور حجرِ اسود کو بوسہ دینے کی کوشش کرے۔ اگر کسی وجہ سے حجرِ اسود کو بوسہ دینا ممکن نہ ہو تو اپنے ہاتھ کے ساتھ حجرِ اسود کو چھو کر اپنے ہاتھ کو بوسہ دے دے۔ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کسی چھڑی کے ذریعے حجرِ اسود کو چھو لے اور پھر چھڑی کو بوسہ دے دے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دور سے اشارہ ہی کر دے۔ تاہم اگر رکنِ یمانی کو چھونا ممکن نہ ہو تو ویسے ہی گزر جائے۔ اس رکن کو ہاتھ یا چھڑی لگا کر اُسے چومنا مسنون نہیں۔

## (41) باب استحباب تقبیل الحجر الاسود فی الطواف

## طواف کے دوران حجرِ اسود کو بوسہ دینا مستحب ہے

۷۹۹۔ حدیث عُمَرَ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ جَاءَ إِلَی الْحَجَرِ الأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ، فَقَالَ: إِنِّی أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لا تَضُرُّ وَلا تَنْفَعُ، وَلَوْلا أَنِّی رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجرِ اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا اور فرمایا، میں خوب جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے، نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔ اگر رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے میں نہ دیکھتا تو میں بھی کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

## (42) باب جواز الطواف علی بعیر وغیرہ واستلام الحجر بمحجن و نحوہ للراکب

## سوار ہو کر طواف کرنا نیز حجرِ اسود کو چھڑی سے چھو کر چومنا جائز ہے

۸۰۰۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: طَافَ النَّبِیُّ ﷺ فِی حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَی بَعِیرٍ یَسْتَلِمُ الرُّکْنَ بِمِحْجَنٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی اونٹنی پر طواف کیا تھا اور آپ حجرِ اسود کا استلام ایک چھڑی کے ذریعہ کر رہے تھے اور اس چھڑی کو چومتے تھے۔

۸۰۱۔ حدیث أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: شَکَوْتُ إِلَی رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِنِّی

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول ﷺ سے (حجۃ الوداع میں) اپنی بیماری کا شکوہ کیا (میں نے کہا کہ میں

---

۷۹۸۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 59 باب من لم یستلم إلا الرکنین الیمانیین، مسلم (1269)۔

۷۹۹۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 50 باب ما ذکر فی الحجر الاسود (1597) مسلم (1270) ترمذی (860)۔

۸۰۰۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 58 باب استلام الرکن بالمحجن (1607) مسلم (1272) ابوداود (1877)۔

۸۰۱۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاۃ: 78 باب إدخال البعیر فی المسجد للعلة (464) مسلم (1276) نسائی (2925)۔

اَشْتَكِي، قَالَ: (( طُوْفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ )) فَطُفْتُ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي اِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ، يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَسْطُوْرٍ۔

پیدل طواف نہیں کر سکتی) تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے پیچھے رہ اور سوار ہو کر طواف کر۔ پس میں نے طواف کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کے قریب نماز میں آیت ﴿والطور و کتاب مسطور﴾ کی تلاوت کر رہے تھے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت سوار ہو کر بھی طواف کیا جا سکتا ہے۔

## (43) باب بیان ان السعی بین الصفا والمروة رکن لا یصح الحج الا به

## صفا اور مروہ کی سعی حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج صحیح نہیں ہوتا

٨٠٢۔ حديث عَائِشَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، اِنَّهُ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ: اَرَاَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾ فَلَا اُرَى عَلَى اَحَدٍ شَيْئًا اَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ: كَلَّا، لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ كَانَتْ۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔ اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْاَنْصَارِ۔ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ، وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ، وَكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ اَنْ يَطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾۔

عروہ رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، ابھی میں نوعمر تھا، کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”صفا اور مروہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اس لئے جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے ان کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔“ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ان کی سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہرگز نہیں اگر مطلب یہ ہوتا جیسا کہ تم بتا رہے ہو پھر تو ان کی سعی نہ کرنے میں واقعی کوئی حرج نہیں تھا۔ لیکن یہ آیت تو انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو منات بت کے نام کا احرام باندھتے تھے جو قدید کے مقابل میں رکھا ہوا تھا وہ صفا اور مروہ کی سعی کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ”صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں اس لئے جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے ان کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔“

---

٨٠٢۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرة: 10 باب یفعل فی العمرة ما یفعل فی الحج (1643) مسلم (1277)۔

**لغوی توضیح** فَلا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو صفا و مروہ کی سعی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں، بظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعی جائز ہے واجب نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں صرف یہ ہے کہ سعی کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں، اس میں یہ ذکر نہیں کہ جو سعی نہیں کرتا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں بلکہ سنتِ ثابتہ اور فرمانِ نبوی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سعی نہ کرنے والے پر گناہ ہے کیونکہ اس نے واجب کو ترک کیا ہے۔ پھر انہوں نے وہ سبب بیان کیا جس کی وجہ سے یہ آیت نازل ہوئی۔ اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حج و عمرہ میں صفا و مروہ کی سعی واجب اور رُکن ہے، اس کے بغیر نہ عمرہ ہوتا ہے اور نہ حج۔ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ یہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں جواب موجود نہیں بلکہ ان کے صرف نشانات ہی باقی ہیں۔ صفا بیت اللہ کے جنوب مشرق میں اور مروہ شمال مشرق میں واقع ہے۔ شَعَائِر جمع ہے شَعِيْرَة کی معنی ہے علامت، نشانی۔

۸۰۳۔ **حديث** عَائِشَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ لَهَا، اَرَاَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالَى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَوَاللّٰهِ مَا عَلَى اَحَدٍ جُنَاحٌ اَنْ لَا يَطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔ قَالَتْ: بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ اُخْتِي، اِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ لَوْ كَانَتْ كَمَا اَوَّلْتَهَا عَلَيْهِ كَانَتْ۔ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَا يَتَطَوَّفَ بِهِمَا۔ وَلٰكِنَّهَا اُنْزِلَتْ فِي الْاَنْصَارِ، كَانُوْا قَبْلَ اَنْ يُسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهَا عِنْدَ الْمُشَلَّلِ، فَكَانَ مَنْ اَهَلَّ يَتَحَرَّجُ اَنْ يَطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا اَسْلَمُوا سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ اَنْ نَطُوْفَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ الآية۔

عروہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ”صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ اس لئے جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے ان کا طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں“ [البقرہ:۱۵۸] قسم اللہ کی پھر تو کوئی حرج نہ ہونا چاہیے اگر کوئی صفا اور مروہ کی سعی نہ کرنا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بھتیجے! تم نے یہ بری بات کہی۔ اللہ کا مطلب یہ ہوتا تو قرآن میں یوں اترتا ”ان کے طواف نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں“ بات یہ ہے کہ یہ آیت تو انصار کے لئے اتری تھی۔ جو اسلام سے پہلے منات کے نام پر جو مشلل میں رکھا ہوا تھا اور جس کی یہ پوجا کیا کرتے تھے احرام باندھتے تھے۔ یہ لوگ جب (زمانہ جاہلیت میں) احرام باندھتے تو صفا مروہ کی سعی کو اچھا نہیں خیال کرتے تھے۔ اب جب اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا اور کہا کہ یا رسول اللہ! ہم صفا اور مروہ کی سعی اچھی نہیں سمجھتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں......

۸۰۳۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 79 باب وجوب الصفا والمروة وجُعِلَ من شعائر الله۔

قَالَتْ عَائِشَةُ، وَقَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا، فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو پہاڑوں کے درمیان سعی کی سنت جاری کی ہے اس لئے کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اسے ترک کردے۔

(قَالَ الزُّهْرِيُّ، رَاوِي الْحَدِيْثِ) ثُمَّ اَخْبَرْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ: اِنَّ هٰذَا لَعِلْمٌ مَا كُنْتُ سَمِعْتُهُ، وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُوْنَ اَنَّ النَّاسَ، اِلَّا مَنْ ذَكَرَتْ عَائِشَةُ، مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ بِمَنَاةَ كَانُوْا يَطُوْفُوْنَ كُلُّهُمْ، بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ، وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِي الْقُرْآنِ، قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنَّا نَطُوْفُ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَاِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ فَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا، فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ اَنْ نَطَّوَّفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ؟ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ﴾ الآية۔

(زہری، راوی حدیث) نے کہا کہ پھر میں نے اس کا ذکر ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے تو یہ علمی بات اب تک نہیں سنی تھی، بلکہ میں نے بہت سے اصحاب علم سے تو یہ سنا ہے کہ وہ یوں کہتے تھے کہ عرب کے لوگ (ان لوگوں کے سوا جن کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا جو مناۃ کے لئے احرام باندھتے تھے) سب صفا و مروہ کا پھیرا کیا کرتے تھے۔ جب اللہ پاک نے قرآن شریف میں بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفا و مروہ کا ذکر نہیں کیا تو وہ لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ ہم تو جاہلیت کے زمانہ میں صفا اور مروہ کا پھیرا کیا کرتے تھے اور اب اللہ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر تو فرمایا لیکن صفا مروہ کا ذکر نہیں کیا تو کیا صفا و مروہ کی سعی کرنے میں ہم پر کچھ گناہ ہوگا؟ تب اللہ نے یہ آیت اتاری ''صفا و مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں......''

قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: فَاَسْمَعُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي الْفَرِيْقَيْنِ كِلَيْهِمَا: فِي الَّذِيْنَ كَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ اَنْ يَطُوْفُوْا بِالْجَاهِلِيَّةِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَالَّذِيْنَ يَطُوْفُوْنَ ثُمَّ تَحَرَّجُوْا اَنْ يَطُوْفُوْا بِهِمَا فِي الْاِسْلَامِ، مِنْ اَجْلِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَ بِالطَّوَافِ بِالْبَيْتِ، وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا حَتّٰى ذَكَرَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا ذَكَرَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں سنتا ہوں کہ یہ آیت دونوں فرقوں کے باب میں اتری ہے یعنی اس فرقے کے باب میں جو جاہلیت کے زمانے میں صفا و مروہ کا طواف کیا کرتے تھے پھر مسلمان ہونے کے بعد اس کا کرنا، اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر کیا اور صفا و مروہ کا نہیں کیا، برا سمجھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے بیت اللہ کے طواف کے بعد ان کا بھی ذکر فرمایا۔

٨٠٤۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛ عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَكُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ! لِأَنَّهَا كَانَتْ مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ۔ حَتَّى أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِاعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾۔

حضرت عاصم ﷫ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک ﷜ سے پوچھا کیا آپ لوگ صفا اور مروہ کی سعی کو برا سمجھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا' ہاں! کیونکہ یہ عہدِ جاہلیت کا شعار تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی ''صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ پس جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر ان کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں'' [البقرہ:۱۵۸]۔

## (45) باب استحباب ادامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر

## حاجی کو مسلسل بلند آواز سے تلبیہ کہتے رہنا چاہیے یہاں تک کہ قربانی کے دن رمی جمرہ عقبہ سے شروع کرے

٨٠٥۔ حديث أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَالْفَضْلِ ﷻ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ: رَدِفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ عَرَفَاتٍ، فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الشِّعْبَ الْأَيْسَرَ الَّذِي دُوْنَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ، فَبَالَ، ثُمَّ جَاءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ الْوَضُوْءَ فَتَوَضَّأَ وُضُوْءًا خَفِيْفًا، فَقُلْتُ الصَّلَاةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الصَّلَاةُ أَمَامَكَ)) فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، حَتَّى أَتَى الْمُزْدَلِفَةَ، فَصَلَّى، ثُمَّ رَدِفَ الْفَضْلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ۔ قَالَ كُرَيْبٌ: فَأَخْبَرَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى بَلَغَ الْجَمْرَةَ۔

حضرت ابن عباس ﷠ کے غلام کریب ﷜ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید ﷠ نے بیان کیا کہ میں عرفات سے رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ مزدلفہ کے قریب بائیں طرف جو گھاٹی پڑتی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ وہاں پہنچے تو آپ نے اونٹ کو بٹھایا پھر پیشاب کیا اور تشریف لائے تو میں نے آپ پر وضو کا پانی ڈالا' آپ نے ہلکا سا وضو کیا میں نے کہا یا رسول اللہ اور نماز! آپ نے فرمایا کہ نماز تمہارے آگے ہے (یعنی مزدلفہ میں پڑھی جائے گی)۔ پھر آپ سوار ہو گئے جب مزدلفہ میں آئے تو (مغرب اور عشا کی نماز ملا کر) پڑھی پھر مزدلفہ کی صبح (یعنی دسویں تاریخ) کو رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے فضل بن عباس ﷜ سوار ہوئے۔ کریب نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن عباس ﷠ نے فضل کے ذریعہ سے خبر دی کہ نبی ﷺ برابر لبیک کہتے رہے تا آنکہ جمرہ عقبہ پر پہنچ گئے (اور وہاں آپ نے کنکریاں ماریں)۔

---

٨٠٤۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 80 باب ما جاء في السعي بين الصفا والمروة (1648) مسلم (1278)۔

٨٠٥۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 93 باب النزول بين عرفة وجمع (139) مسلم (1280) نسائي (608)۔

**لغوی توضیح** الشِّعْبَ الْاَیْسَر بائیں گھاٹی۔ اَنَاخَ اونٹ بٹھایا۔ حَتّٰی بَلَغَ الْجَمْرَةَ حتی کہ جمرہ (عقبہ) پر پہنچے۔ ایک دوسری روایت میں ہے حَتّٰی رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ حتی کہ جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔[1] معلوم ہوا کہ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد تلبیہ ختم کیا جائے گا۔

## (46) باب التلبية والتكبير فى الذهاب من منى الى عرفات فى يوم عرفة

## عرفہ کے دن منیٰ سے عرفات جاتے ہوئے مسلسل لبیک اور تکبیر کہتے رہنا چاہیے

٨٠٦۔ حديث اَنَسٍ ﷺ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِى بَكْرٍ الثَّقَفِى ، قَالَ : سَاَلْتُ اَنَسًا ، وَنَحْنُ غَادِيَانَ مِنْ مِنًى اِلَى عَرَفَاتٍ ، عَنِ التَّلْبِيَةِ ، كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ : كَانَ يُلَبِّى الْمُلَبِّى لَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ ، فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ ۔

محمد بن ابی بکر ثقفی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے تلبیہ کے متعلق دریافت کیا کہ آپ لوگ نبی ﷺ کے عہد میں اسے کس طرح کہتے تھے؟ اس وقت ہم منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ تلبیہ کہنے والے تلبیہ کہتے اور اس پر کوئی اعتراض نہ کرتا اور تکبیر کہنے والے تکبیر اس پر بھی کوئی اعتراض نہ کرتا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ عرفات جاتے ہوئے راستے میں تکبیرات اور تلبیہ کہنا چاہیے۔

## (47) باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة ، واستحباب صلاتى المغرب والعشاء جمعا بالمزدلفة فى هذه الليلة

## عرفات سے مزدلفہ لوٹنے اور اسی رات مزدلفہ میں مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھنے کا بیان

٨٠٧۔ حديث اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، قَالَ : دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ ، حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ، ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ فَقُلْتُ الصَّلَاةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَقَالَ: ((الصَّلَاةُ اَمَامَكَ )) فَرَكِبَ ، فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ ، نَزَلَ فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ، ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ، ثُمَّ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میدان عرفات سے واپس ہوئے۔ جب گھاٹی میں پہنچے تو آپ اتر گئے آپ نے (پہلے) پیشاب کیا' پھر وضو کیا اور خوب اچھی طرح نہیں کیا۔ تب میں نے کہا' یا رسول اللہ نماز کا وقت (آ گیا)۔ آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے (یعنی مزدلفہ چل کر پڑھیں گے)۔ جب مزدلفہ میں پہنچے تو آپ نے خوب اچھی طرح وضو کیا' پھر جماعت کھڑی کی گئی۔ آپ نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر شخص نے اپنے

٨٠٦۔ البخارى فى: 13 كتاب العيدين: 12 باب التكبير ايام منى وإذا غدا إلى عرفة (970) مسلم (1285)۔

٨٠٧۔ البخارى فى: 4 كتاب الوضوء: 6 باب إسباغ الوضوء ، مسلم (1280)۔

[1] [بخارى (1686، 1687) مسلم (1281)]

اَنَاخَ كُلُّ اِنْسَانٍ بَعِيْرَهُ فِي مَنْزِلِهِ ' ثُمَّ اُقِيْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّى وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا ۔

اونٹ کو اس کی جگہ بٹھایا پھر عشاء کی جماعت کھڑی کی گئی اور آپ نے نماز پڑھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ عرفہ کے روز (میدانِ عرفات میں ظہر و عصر جمع کی جائے گی اور پھر) نماز مغرب اور عشاء مزدلفہ پہنچ کر جمع کر کے ادا کی جائے گی اور ان نمازوں کے ساتھ کوئی نفل نہیں پڑھے جائیں گے۔

۸۰۸۔ **حديث** اُسَامَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنْ عُرْوَةَ ' قَالَ : سُئِلَ اُسَامَةُ وَاَنَا جَالِسٌ ' كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِيْنَ دَفَعَ ؟ قَالَ : كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ ' فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ ۔

عروہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا اور میں بھی وہیں موجود تھا' کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرفات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس ہونے کی چال کیا تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ پاؤں اٹھا کر چلتے تھے ذرا تیز' لیکن جب جگہ پاتے (ہجوم نہ ہوتا) تو (زیادہ) تیز چلتے تھے۔

**لغوی توضیح** اَلْعَنَقَ درمیانی چال۔ فَجْوَةً کشادگی (یعنی ہجوم نہ ہوتا تو)۔ نَصَّ سواری کو تیز چلاتے۔

۸۰۹۔ **حديث** اَبِي اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں آ کر مغرب اور عشا کو ایک ساتھ ملا کر پڑھا تھا۔

۸۱۰۔ **حديث** ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر سفر میں جلد چلنا منظور ہوتا تو مغرب اور عشاء ایک ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔

**لغوی توضیح** اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جب جلدی چلنا مقصود ہوتا۔

## (48) باب استحباب زيادة التغليس بصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة والمبالغة فيه بعد تحقق طلوع الفجر

## مزدلفہ میں قربانی کے دن فجر کی نماز بہت سویرے لیکن صبح ہو جانے کے بعد پڑھنے کا بیان

۸۱۱۔ **حديث** عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ '

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو نمازوں کے سوا میں

---

۸۰۸۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 92 باب السير إذا دفع من عرفة (1666) مسلم (1286) ابن ماجه (3017)۔

۸۰۹۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 96 باب من جمع بينهما ولم يتطوع (1674) مسلم (1287) ابن ماجه (3020)۔

۸۱۰۔ البخاری فی: 18 کتاب تقصير الصلاة: 13 باب الجمع فی السفر بين المغرب والعشاء (1092) مسلم (1288)۔

۸۱۱۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 99 باب متى يصلى الفجر بجمع (1675) مسلم (1289) ابو داود (1934)۔

قَالَ : مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى صَلَاةً بِغَيْرِ مِيْقَاتِهَا ' اِلَّا صَلَاتَيْنِ : جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ ' وَصَلَّى الْفَجْرَ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا ۔

نے نبی ﷺ کو اور کوئی نماز بغیر وقت نہیں پڑھتے دیکھا۔ آپ نے مغرب اور عشاء ایک ساتھ پڑھیں اور فجر کی نماز بھی اس دن (مزدلفہ میں) معمولی وقت سے پہلے ادا کی۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ مزدلفہ میں نماز فجر عام دنوں کی نسبت کچھ جلدی ادا کرنی چاہیے۔

## (49) باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء و غيرهن من مزدلفة الى منى في اواخر الليل قبل زحمة الناس واستحباب المكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بمزدلفة

## ضعیف مردوں اور عورتوں کو صبح سویرے ہجوم ہونے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ کرنا مستحب ہے اور باقی لوگوں کے لیے مزدلفہ میں نماز فجر کی ادائیگی تک ٹھہرنا مستحب ہے

٨١٢۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ ' فَاسْتَاْذَنَتِ النَّبِيَّ ﷺ سَوْدَةُ اَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ ' وَكَانَتْ امْرَاَةً بَطِيْئَةً ' فَاَذِنَ لَهَا ' فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ ' وَاَقَمْنَا حَتَّى اَصْبَحْنَا نَحْنُ ' ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهِ ' فَلَاَنْ اَكُوْنَ اسْتَاْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا اسْتَاْذَنَتْ سَوْدَةُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ مَفْرُوْحٍ بِهِ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نے مزدلفہ میں قیام کیا۔ نبی ﷺ نے ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کو لوگوں کے ازدھام سے پہلے روانہ ہونے کی اجازت دے دی تھی۔ وہ بھاری بھرکم بدن کی خاتون تھیں اس لئے آپ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ ازدھام سے پہلے روانہ ہوگئیں۔ لیکن ہم لوگ وہیں ٹھہرے رہے اور صبح کو آپ کے ساتھ گئے اگر میں بھی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی طرح آپ سے اجازت لیتی تو مجھ کو تمام خوشی کی چیزوں میں یہ بہت ہی پسند ہوتا۔

**لغوی توضیح** حَطْمَةِ النَّاسِ لوگوں کا ہجوم، ازدہام، مجمع۔ بَطِيْئَةً بھاری جسم والی۔ معلوم ہوا کہ معذور اور کمزور حضرات رات کے آخری حصے میں نماز فجر سے پہلے بھی مزدلفہ سے منیٰ کی جانب روانہ ہوسکتے ہیں۔ آئندہ احادیث بھی اس کا ثبوت ہیں۔

٨١٣۔ حديث اَسْمَاءَ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى اَسْمَاءَ ' عَنْ اَسْمَاءَ اَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ ' فَقَامَتْ تُصَلِّي ' فَصَلَّتْ سَاعَةً ۔ ثُمَّ قَالَتْ : يٰبُنَيَّ ! هَلْ

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے غلام عبداللہ' حضرت اسماء سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رات کی رات میں ہی مزدلفہ پہنچ گئیں اور کھڑی ہوکر نماز پڑھنے لگیں کچھ دیر تک نماز پڑھنے کے بعد پوچھا بیٹے! کیا چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا کہ نہیں اس لئے وہ دوبارہ نما

٨١٢۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 98 باب من قدّم ضعفة اهله بليل (1680) مسلم (1290) ابن ماجه (3027)۔
٨١٣۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 98 باب من قدم ضعفة اهله بليل (1679) مسلم (1291)۔

غَابَ الْقَمَرُ؟ قُلْتُ: لَا، فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ: هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَتْ: فَارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا، وَمَضَيْنَا حَتَّى رَمَتِ الْجَمْرَةَ، ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِي مَنْزِلِهَا، فَقُلْتُ لَهَا يَا هَنْتَاهُ! مَا أَرَانَا إِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا۔ قَالَتْ: يَا بُنَيَّ! إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَذِنَ لِلظُّعُنِ ۔

زپڑھنے لگیں کچھ دیر بعد پھر پوچھا کیا چاند ڈوب گیا؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ اب آگے چلو (منیٰ کو) چنانچہ ہم ان کے ساتھ آگے چلے وہ (منیٰ میں) رمی جمرہ کرنے کے بعد پھر واپس آ گئیں اور صبح کی نماز اپنے ڈیرے پر پڑھی میں نے کہا جناب! یہ کیا بات ہوئی کہ ہم نے اندھیرے ہی میں نماز صبح پڑھ لی؟ انہوں نے کہا کہ بیٹے! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اس کی اجازت دی ہے۔

**لغوی توضیح** يَا هَنْتَاهُ اے یہ۔ غَلَّسْنَا ہم نے اندھیرے میں ہی (یعنی وقت سے کچھ پہلے ہی فجر پڑھ لی)۔ الظُّعُن جمع ہے ظعينه کی، معنی ہے ہودج میں بیٹھی عورت۔

**فھم الحدیث** یہ روایت ثبوت ہے کہ عورتیں، بچے اور معذور لوگ وقت سے کچھ پہلے بھی نماز فجر ادا کر سکتے ہیں، اسی طرح طلوع آفتاب سے پہلے کنکریاں بھی مار سکتے ہیں۔

٨١٤۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے گھر کے ان کمزور لوگوں میں تھا جنہیں آپ ﷺ نے مزدلفہ کی رات میں ہی منیٰ بھیج دیا تھا۔

٨١٥۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، كَانَ يُقَدِّمُ ضَعَفَةَ أَهْلِهِ، فَيَقِفُوْنَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِلَيْلٍ، فَيَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مَا بَدَا لَهُمْ، ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ قَبْلَ أَنْ يَقِفَ الْإِمَامُ وَقَبْلَ أَنْ يَدْفَعَ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ مِنًى لِصَلَاةِ الْفَجْرِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقْدَمُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَإِذَا قَدِمُوْا رَمَوُا الْجَمْرَةَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، يَقُوْلُ: أَرْخَصَ فِي أُولٰئِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر کے کمزوروں کو پہلے ہی بھیج دیا کرتے تھے اور وہ رات ہی میں مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس آ کر ٹھہرتے اور اپنی طاقت کے مطابق اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ پھر امام کے ٹھہرنے اور لوٹنے سے پہلے ہی (منیٰ) آ جاتے تھے بعض تو منیٰ فجر کی نماز کے وقت پہنچتے اور بعض اس کے بعد جب منیٰ پہنچتے تو کنکریاں مارتے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سب لوگوں کے لئے یہ اجازت دی ہے۔

---

٨١٤۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 98 باب من قدم ضعفة اهله بليل (1677) مسلم (1293) ابن ماجه (3026)۔
٨١٥۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 98 باب من قدم ضعفة اهله بليل (1676) مسلم (1295) ابن خزيمة (2871)۔

## (50) باب رمی جمرة العقبة من بطن الوادی وتکون مکة عن یساره ویکبر مع کل حصاة

## بطنِ وادی سے جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنا اور مکہ کو اپنے بائیں رکھنا اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہنی چاہیے

٨١٦۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: رَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ، فَقُلْتُ: يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! اِنَّ نَاسًا يَرْمُوْنَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ: وَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ، هٰذَا مَقَامُ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ ﷺ۔

عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وادی کے نشیب (بطنِ وادی) میں کھڑے ہو کر کنکری ماری تو میں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! کچھ لوگ تو وادی کے بالائی علاقہ سے کنکری مارتے ہیں۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یہی (بطن وادی) ان کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے (رمی کرتے وقت) جن پر سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی (یعنی محمد ﷺ)۔

**لغوی توضیح:** بَطْنِ الْوَادِيْ وادی کا نشیب، مراد وہ جگہ ہے جہاں کھڑے ہو کر بیت اللہ بائیں اور منیٰ دائیں جانب ہو۔ اس مقام پر کھڑے ہو کر کنکریاں مارنا بہتر ہے، لیکن اگر ایسی جگہ میسر نہ ہو تو پھر کہیں بھی کھڑے ہو کر کنکریاں ماری جاسکتی ہیں۔ کنکری چنے کے دانے کے برابر ہونی چاہیے۔ ہر جمرے کو سات کنکریاں مارنی چاہییں اور ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہنی چاہیے۔

٨١٧۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنهما، عَنِ الْاَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: السُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا الْبَقَرَةُ، وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا آلَ عِمْرَانَ، وَالسُّوْرَةُ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا النِّسَاءُ، قَالَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاِبْرَاهِيْمَ، فَقَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ، اَنَّهُ كَانَ مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، حِيْنَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ، حَتّٰى حَاذَى بِالشَّجَرَةِ اعْتَرَضَهَا، فَرَمٰى

سلیمان اعمش رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حجاج سے سنا۔ وہ منبر پر سورتوں کا یوں نام لے رہا تھا وہ سورہ جس پر بقرہ (گائے) کا ذکر آیا ہے وہ سورہ جس میں آلِ عمران کا ذکر آیا ہے۔ وہ سورہ جس میں نساء (عورتوں) کا ذکر آیا ہے۔ اعمش نے کہا میں نے اس کا ذکر حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے عبدالرحمان بن یزید نے بیان کیا کہ جب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی تو وہ ان کے ساتھ تھے اس وقت وہ وادی کے نشیب میں اتر گئے اور جب درخت کے (جو اس وقت وہاں پر تھا) برابر پہنچے اور اس کے سامنے ہو کر سات کنکریوں سے رمی کی، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے جاتے تھے۔ پھر فرمایا قسم ہے اس کی کہ جس ذات کے سوا کوئی

٨١٦۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 135 باب رمی الجمار من بطن الوادی (1747) مسلم (1296) ترمذی (901)۔

٨١٧۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 138 باب یکبر مع کل حصاة۔

بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ، ثُمَّ قَالَ: مِنْ هٰهُنَا، وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ، قَامَ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ۔

معبود نہیں، یہیں وہ ذات بھی کھڑی ہوئی تھی جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی (یعنی نبی ﷺ)۔

## (55) باب تفضيل الحلق على التقصير وجواز التقصير

## سر منڈانا بال کتروانے سے افضل ہے البتہ بال کتروانا بھی جائز ہے

۸۱۸۔ حديث ابْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: حَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنا سر منڈوایا تھا۔

۸۱۹۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ، يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا: وَالْمُقَصِّرِينَ، يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَالْمُقَصِّرِينَ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ نے عرض کی اور کتروانے والوں پر بھی یارسول اللہ؟ آپ نے پھر دعا کی اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ نے پھر عرض کی اور کتروانے والوں پر بھی یا رسول اللہ؟ اب آپ نے فرمایا اور کتروانے والوں پر بھی۔

۸۲۰۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا: وَلِلْمُقَصِّرِينَ۔ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ)) قَالُوا: وَلِلْمُقَصِّرِينَ! قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ: ((وَلِلْمُقَصِّرِينَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ نے عرض کیا اور کتروانے والوں کے لئے بھی (یہی دعا فرمائیے)۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت کر۔ صحابہ نے پھر عرض کیا اور کتروانے والوں کی بھی! تیسری مرتبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور کتروانے والوں کی بھی مغفرت فرما۔

**فهم الحديث** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بال منڈوانا، کتروانے سے افضل ہے کیونکہ ایک تو نبی ﷺ نے خود بھی بال منڈوائے تھے اور دوسرے یہ کہ آپ نے کتروانے والوں کے لیے ابتدا میں دعا نہیں فرمائی بلکہ ان کے لیے صحابہ کے اصرار پر صرف تیسری مرتبہ دعا فرمائی۔

---

۸۱۸۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 127 باب الحلق والتقصير عند الإحلال (1727) مسلم (1301) طيالسى (1835)۔

۸۱۹۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 127 باب الحلق والتقصير عند الإحلال۔

۸۲۰۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 127 باب الحلق والتقصير عند الإحلال (1728) مسلم (1302) ابن ماجه (3043)۔

## (56) باب بيان ان السنة يوم النحر ان يرمي ثم ينحر ثم يحلق ' والابتداء في الحلق بالجانب الايمن من راس المحلوق

## سنت یہ ہے کہ نحر کے دن پہلے رمی جمار کرے پھر قربانی کرے پھر سر منڈائے اور دائیں طرف سے منڈوانا شروع کرے

٨٢١۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' لَمَّا حَلَقَ رَأْسَهُ ' كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَوَّلَ مَنْ أَخَذَ مِنْ شَعَرِهِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع میں) جب سر کے بال منڈوائے تو سب سے پہلے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے بال لئے تھے۔

**فهم الحديث** یوم النحر یعنی ۱۰ ذوالحجہ کے روز بالترتیب یہ چار کام سرانجام دینا مسنون ہے؛ جمرۂ عقبہ کی رمی، قربانی، بال منڈوانا یا کتروانا اور طواف زیارت۔ تاہم اگر کسی وجہ سے یہ ترتیب برقرار نہ بھی رہے تب بھی کوئی حرج نہیں جیسا کہ آئندہ حدیث اس کا واضح ثبوت ہے۔

## (57) باب من حلق قبل النحر او نحر قبل الرمي

## قربانی سے پہلے سر منڈوانے یا رمی جمار سے پہلے قربانی کر لینے کا بیان

٨٢٢۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضي الله عنه ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُوْنَهُ ' فَجَائَهُ رَجُلٌ ' فَقَالَ : لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ ' فَقَالَ: (( اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ )) فَجَاءَ آخَرُ ' فَقَالَ : لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ قَالَ: (( ارْمِ وَلَا حَرَجَ )) فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ : (( افْعَلْ وَلَا حَرَجَ ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ لوگوں کے مسائل دریافت کرنے کی وجہ سے منیٰ میں ٹھہر گئے تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں نے بے خبری میں ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا۔ آپ نے فرمایا (اب) ذبح کر لے اور کچھ حرج نہیں پھر دوسرا آدمی آیا' اس نے کہا کہ میں نے بے خبری میں رمی کرنے سے پہلے قربانی کر لی۔ آپ نے فرمایا (اب) رمی کر لے (اور پہلے کر دینے سے) کچھ حرج نہیں (ابن عمرو کہتے ہیں اس دن) آپ سے جس چیز کا بھی سوال ہوا' جو کسی نے آگے اور پیچھے کر لی تھی تو آپ نے یہی فرمایا کہ (اب) کر لے اور کچھ حرج نہیں۔

٨٢٣۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيْلَ لَهُ فِي الذَّبْحِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے قربانی کرنے' سر منڈانے' رمی جمار کرنے اور ان میں آگے پیچھے کرنے کے بارے

٨٢١۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 33 باب الماء الذي يغسل به شعر الإنسان ، مسلم (1305) ترمذی (912)۔

٨٢٢۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 23 باب الفتيا وهو واقف على الدابة وغيرها (83) مسلم (1306) ابو داود (2014)۔

٨٢٣۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 130 باب إذا رمى بعدما امسى او حلق قبل ان يذبح... (1734) مسلم (1307)۔

وَالْحَلْقِ وَالرَّمْيِ وَالتَّقْدِيْمِ وَالتَّأْخِيْرِ' فَقَالَ: (( لَا حَرَجَ ))۔

میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔

## (58) باب استحباب طواف الافاضة یوم النحر

## طواف افاضہ نحر (قربانی) کے دن مستحب ہے

۸۲۴۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ' عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ' قَالَ : سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ' قُلْتُ : اَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ' اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ؟ قَالَ : بِمِنًى' قُلْتُ : فَاَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ ؟ قَالَ : بِالْاَبْطَحِ ثُمَّ قَالَ : افْعَلْ كَمَا يَفْعَلُ اُمَرَاؤُكَ۔

عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز آٹھویں ذی الحجہ میں کہاں پڑھی تھی؟ اگر آپ کو آنحضرت ﷺ سے یاد ہے تو مجھے بتایئے انہوں نے جواب دیا کہ منیٰ میں۔ میں نے پوچھا کہ بارہویں تاریخ کو عصر کہاں پڑھی تھی؟ فرمایا کہ محصب میں' پھر انہوں نے فرمایا کہ جس طرح تمہارے حکام کرتے ہیں اسی طرح تم بھی کرو۔

**لغوی توضیح** طَوَافُ الْاِفَاضَة اسے طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔ یہ ۱۰ ذوالحجہ کے روز بال منڈوانے کے بعد کیا جاتا ہے۔ یہ حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اس پر علماء کا اجماع نقل فرمایا ہے۔[1]

يَوْمَ التَّرْوِيَة ترویہ کا دن یعنی ۸ ذوالحجہ۔ يَوْمُ النَّفْر کوچ کا دن، یہ دو ہیں ایک ۱۲ ذوالحجہ جسے يَوْمُ النَّفْرِ الْاَوَّل کہتے ہیں اور دوسرا ۱۳ ذوالحجہ جسے يَوْمُ النَّفْرِ الثَّانِي کہتے ہیں۔ افضل یہ ہے کہ ۱۳ ذوالحجہ کو کوچ کیا جائے لیکن اگر کوئی ۱۲ ذوالحجہ کو کوچ کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے۔

## (59) باب استحباب النزول بالمحصب یوم النفر والصلاة به

## کوچ کے دن محصب میں اترنا اور یہاں نماز پڑھنا مستحب ہے

۸۲۵۔ حدیث عَائِشَةَ' قَالَتْ : اِنَّمَا كَانَ مَنْزِلٌ يَنْزِلُهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَكُوْنَ اَسْمَحَ لِخُرُوْجِهِ' تَعْنِي بِالْاَبْطَحِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ منیٰ سے کوچ کر کے یہاں محصب میں اس لئے اترے تھے تاکہ آسانی کے ساتھ وہاں سے مدینہ کو نکل سکیں۔ آپ کی مراد ابطح میں اترنے سے تھی۔

---

۸۲۳۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 130 باب إذا رمی بعدما امسی او حلق قبل ان یذبح...(1734) مسلم (1307)۔

۸۲۴۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 83 باب این یصلی الظهر یوم الترویة (1653) مسلم (1309) ابو داود (1912)۔

۸۲۵۔ البخاری فی: 35 کتاب الحج: 147 باب المحصّب ، مسلم (1311) ترمذی (923) ابن ماجه (3067)۔

[1] [شرح مسلم للنووی (4/451)]

**لغوی توضیح** اَلْمُحَصَّبُ مراد ہے وادئ ابطح۔ ۱۳ ذوالحجہ کے روز نبی ﷺ نے منیٰ سے مکہ جاتے ہوئے اس مقام پر قیام فرمایا۔ اب کچھ صحابہ کی رائے یہ تھی کہ یہ محض ایک اتفاق تھا، اس لیے یہ سنت نہیں جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا موقف ہے۔ جبکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور چند دیگر صحابہ اسے سنت سمجھتے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سنت کی نفی کرنے والوں کا مقصد یہ ہے کہ یہ عمل مناسک حج میں سے نہیں اور سنت کہنے والوں کا مقصد یہ ہے کہ یہ عمل بھی رسول اللہ ﷺ کے عمومی افعال کی اقتداء میں شامل ہے، البتہ یہ لازم نہیں۔[1] اَسْمَح آسان، مناسب۔

۸۲۶۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : لَيْسَ التَّحْصِيبُ بِشَيْءٍ ' اِنَّمَا هُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ محصب میں اترنا حج کی کوئی عبادت نہیں' یہ تو صرف رسول اللہ ﷺ کے قیام کی جگہ تھی۔

۸۲۷۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْغَدِ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ بِمِنًى : ((نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ)) يَعْنِي ذَلِكَ الْمُحَصَّبَ وَذَلِكَ اَنَّ قُرَيْشًا وَكِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ ' اَوْ بَنِي الْمُطَّلِبِ ' اَنْ لَا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ حَتَّى يُسْلِمُوْا اِلَيْهِمُ النَّبِيَّ ﷺ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ گیارھویں (ذی الحجہ) کی صبح کو جب آنحضرت ﷺ منیٰ میں تھے تو یہ فرمایا کہ کل ہم خیف بنی کنانہ میں قیام کریں گے۔ جہاں قریش نے کفر کی حمایت کی قسم کھائی تھی۔ آپ کی مراد محصب سے تھی' کیونکہ یہیں قریش اور کنانہ نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب یا (راوی نے) بنو المطلب (کہا) کے خلاف حلف اٹھایا تھا کہ جب تک وہ نبی ﷺ کو ان کے حوالہ نہ کر دیں ان کے ہاں بیاہ شادی نہ کریں گے اور نہ ان سے خرید و فروخت کریں گے۔

## (60) باب وجوب المبيت بمنى ليالي ايام التشريق والترخيص في تركه لاهل السقاية

## ایام تشریق میں منیٰ میں رات گزارنا واجب ہے لیکن حاجیوں کو پانی پلانے والوں کے لئے رخصت ہے

۸۲۸۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' قَالَ : اسْتَاْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے (حاجیوں کو زمزم کا) پانی پلانے کے لیے منیٰ

---

۸۲۶۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 147 باب المحصّب (1766) مسلم (1312) ترمذی (922) دارمی (1870)۔

۸۲۷۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 45 باب نزول النبی ﷺ مکة (1590) مسلم (1314) احمد (7244)۔

۸۲۸۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 75 باب سقاية الحاج (1634) مسلم (1315) ابوداود (1959) بغوی (1969)۔

---

[1] [فتح الباری (4/424)]

الْمُطَّلِبِ رضی اللہ عنہ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ اَجْلِ سِقَايَتِهِ ' فَاَذِنَ لَهُ۔

کے دنوں میں مکہ ٹھہرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

لغوی توضیح: اَيَّامُ التَّشْرِيْق مراد ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذوالحجہ کے دن ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا عذر ایام تشریق کی راتیں منیٰ سے باہر گزارنا جائز نہیں۔

## (61) باب في الصدقة بلحوم الهدى وجلودها وجلالها

## قربانی کا گوشت' کھال اور جھول سب صدقہ کر دینا چاہیے

۸۲۹۔ حدیث عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَمَرَهُ اَنْ يَقُوْمَ عَلَى بُدْنِهِ ' وَاَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا وَلَا يُعْطِي فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کی قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں اور یہ کہ آپ کے قربانی کے جانوروں کی ہر چیز گوشت' چمڑے اور جھول خیرات کر دوں اور قصائی کی مزدوری اس میں سے نہ دوں۔

لغوی توضیح: بُدْن اونٹ۔ جِلَال جمع ہے جُلّ کی، مراد ہے کھال۔ جِزَارَة قصائی کی اجرت۔ معلوم ہوا کہ قربانی کے گوشت یا کھال میں سے کچھ بھی قصائی کو بطورِ اجرت نہیں دینا چاہیے بلکہ اسے خیرات کر دینا بہتر ہے۔ یاد رہے کہ قربانی کا گوشت خود کھانا، دوست احباب کو کھلانا اور صدقہ کر دینا سب جائز و درست ہے۔

## (63) باب نحر البدن قياما مقيدة

## اونٹ کو کھڑا کر کے باندھ کر نحر کرنے کا بیان

۸۳۰۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما (اَنَّهُ) اَتَى عَلَى رَجُلٍ قَدْ اَنَاخَ بَدَنَتَهُ يَنْحَرُهَا ' قَالَ : اِبْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک شخص کے پاس آئے جو اپنا اونٹ بٹھا کر نحر کر رہا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسے کھڑا کر اور باندھ دے پھر نحر کر' یہی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

لغوی توضیح: قِيَامًا کھڑا کر کے۔ مُقَيَّدَةً باندھ کے۔ معلوم ہوا کہ اونٹ کو ذبح نہیں بلکہ نحر کرنا چاہیے اور نحر کا طریقہ یہ ہے کہ اونٹ کا اگلا بایاں گھٹنا باندھ کر اسے تین ٹانگوں پر کھڑا کر دیا جائے اور کوئی تیز دھار چیز مثلاً چھری' چاقو' نیزہ یا برچھی وغیرہ اس کی گردن میں ماری جائے' یوں آہستہ آہستہ خون بہہ جائے گا اور اونٹ ایک طرف گر جائے گا پھر اس کی کھال وغیرہ اتار کر گوشت بنا لینا چاہیے۔

---

۸۲۹۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 121 باب يُتَصَدَّق بجلود الهدى (1707) مسلم (1317) ابن ماجه (3099)۔

۸۳۰۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 118 باب نحر الإبل مقيدة (1713) مسلم (1320) ابوداود (1768)۔

## (64) باب استحباب بعث الهدی علی الحرم لمن لا یرید الذهاب بنفسه ' واستحباب تقلیده و فتل القلائد ' وان باعثه لا یصیر محرما ولا یحرم علیه شی ء بذلك

## (حج پر) خود نہ جاسکتا ہوتو قربانی کا جانور حرم بھیج دینا مستحب ہے نیز ہدی کے گلے میں ہار ڈالنا اور ہار بٹنا بھی مستحب ہے، ہدی بھیجنے والے کے لیے احرام باندھنا ضروری نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی چیز حرام ہوتی ہے

۸۳۱۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' قَالَتْ : فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ ﷺ ' بِيَدَيَّ ' ثُمَّ قَلَّدَهَا وَاَشْعَرَهَا وَاَهْدَاهَا ' فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَیْءٌ کَانَ اُحِلَّ لَهُ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے ہار میں نے اپنے ہاتھ سے خود بٹے تھے پھر آپ نے انہیں ہار پہنایا اشعار کیا ان کو مکہ کی طرف روانہ کیا پھر بھی آپ کے لئے جو چیزیں حلال تھیں وہ (احرام سے پہلے صرف ہدی سے) حرام نہیں ہوئیں۔

**لغوی توضیح** فَتَلْتُ میں نے بٹے۔ قَلَائِد جمع ہے قلادہ کی، معنی ہے ہار۔ یہ جانور نبی ﷺ نے ۹ ذوالحجہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ کیے تھے۔

۸۳۲۔ حدیث عَائِشَةَ ' اَنَّ زِيَادَ بْنَ اَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ اِلَى عَائِشَةَ رضی الله عنها ' اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ ' قَالَ : مَنْ اَهْدَى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهُ ۔ فَقَالَتْ عَائِشَةُ : لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ' اَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيْهِ ' ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِي ' فَلَمْ يَحْرُمْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْءٌ اَحَلَّهُ اللّٰهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ ۔

زیاد بن ابی سفیان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ جس نے ہدی بھیج دی اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو ایک حاجی پر حرام ہوتی ہیں تا آنکہ اس کی ہدی کی قربانی کر دی جائے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابن عباس نے جو کچھ کہا مسئلہ اس طرح نہیں ہے۔ میں نے خود نبی ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے قلادے اپنے ہاتھوں سے بٹے ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے ان جانوروں کو قلادہ پہنایا اور میرے والدِ محترم کے ساتھ انہیں بھیج دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ پر قربانی ذبح ہونے تک جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کیا تھا کچھ بھی حرام نہیں ہوا۔

## (65) باب جواز رکوب البدنة المهداة لمن احتاج الیها

## بوقتِ ضرورت قربانی کے اونٹ پر سواری جائز ہے

۸۳۳۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی الله عنه ' اَنَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو

---

۸۳۱۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 106 باب من اشعر وقلد بذی الحلیفة ثم احرم (1696) مسلم (1321)۔

۸۳۲۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 109 باب من قلّد القلائد بیده ۔

۸۳۳۔ البخاری فی: کتاب الحج: 103 باب رکوب البدن (1689) مسلم (1322) ابوداود (1760) ابن ماجه (3103)۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاَی رَجُلًا یَسُوْقُ بَدَنَةً ' فَقَالَ : ((ارْكَبْهَا)) فَقَالَ : اِنَّهَا بَدَنَةٌ ـ فَقَالَ : ((ارْكَبْهَا)) قَالَ : اِنَّهَا بَدَنَةٌ ' قَالَ: ((ارْكَبْهَا وَيْلَكَ)) فِی الثَّالِثَةِ اَوْ فِی الثَّانِيَةِ ـ

قربانی کا جانور لے جاتے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہوجا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہوجا اس نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ تو آپ نے پھر فرمایا افسوس! سوار بھی ہوجاؤ۔

٨٣٤ـ حديث اَنَسٍ ﷺ ' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاَی رَجُلًا یَسُوْقُ بَدَنَةً ' فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ : اِنَّهَا بَدَنَةٌ : قَالَ : ((ارْكَبْهَا)) قَالَ : اِنَّهَا بَدَنَةٌ ' قَالَ: ((ارْكَبْهَا)) ثَلاثًا ـ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا جانور لئے جا رہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہوجا۔ اس نے کہا یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سوار ہوجا۔ اس نے پھر عرض کیا یہ تو قربانی کا جانور ہے لیکن آپ نے تیسری مرتبہ پھر فرمایا کہ سوار ہوجا (وَیلَكَ آپ نے دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا)۔

## (67) باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض

## طواف وداع واجب ہے لیکن حائضہ کو معاف ہوجاتا ہے

٨٣٥ـ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : أُمِرَ النَّاسُ اَنْ يَكُوْنَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ ' اِلَّا اَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ ـ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگوں کو اس کا حکم تھا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے ساتھ ہو (یعنی طواف وداع کریں) البتہ حائضہ سے یہ معاف ہوگیا تھا۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ طواف وداع (وہ طواف جو مکہ سے رخصت ہوتے وقت کیا جاتا ہے) واجب ہے، البتہ حائضہ کے لیے اس کی رخصت ہے جبکہ اس نے ۱۰ ذوالحجہ کو طواف زیارت کرلیا ہو۔

٨٣٦ـ حديث عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَیٍّ قَدْحَاضَتْ ـ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا ' اَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ؟)) فَقَالُوْا : بَلَی ' قَالَ : ((فَاخْرُجِی)) ـ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ! صفیہ بنت حیی کو (حج میں) حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' شاید کہ وہ ہمیں روکیں گی۔ کیا انہوں نے تمہارے ساتھ طواف (زیارت) نہیں کیا؟ عورتوں نے جواب دیا کہ کرلیا ہے۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ پھر نکلو۔

٨٣٧ـ حديث عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها '

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مکہ سے روانگی کی رات حضرت

٨٣٤ـ البخاری فی:25 کتاب الحج:103 باب رکوب البدن ، مسلم (1323) نسائی (2800) احمد (11959)۔
٨٣٥ـ البخاری فی: 25 کتاب الحج:144 باب طواف الوداع (329) مسلم (1328) حمیدی (502) دارمی (1933)۔
٨٣٦ـ البخاری فی: 6 کتاب الحیض: 27 باب المراة تحیض بعد الإفاضة ، مسلم (1211) ترمذی (943)۔
٨٣٧ـ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 151 باب الإدلاج من المحصّب ـ

قَالَتْ : حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ ، فَقَالَتْ : مَا اَرَانِي اِلَّا حَابِسَتَكُمْ ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((عَقْرَى حَلْقَى ! اَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قِيْلَ : نَعَمْ! قَالَ: (( فَانْفِرِى))۔

صفیہ رضی اللہ عنہا حائضہ تھیں۔انہوں نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں ان لوگوں کے رکنے کا باعث بن جاؤں گی۔ پھر نبی ﷺ نے کہا عقری حلقی کیا تو نے قربانی کے دن طواف زیارت کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں کر لیا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر چلو۔

## (68) باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره والصلاة فيها والدعاء فى نواحيها كلها

## حاجی کا کعبہ کے اندر جانا' وہاں نماز پڑھنا اور اس کے تمام کونوں میں دُعا مانگنا مستحب ہے

۸۳۸۔ حديث بِلَال ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ ، وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِىُّ ، فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ ، وَمَكُثَ فِيْهَا ۔ فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ : مَاصَنَعَ النَّبِىُّ ﷺ ۔ قَالَ : جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُوْدًا عَنْ يَمِيْنِهِ ، وَثَلَاثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ ، وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلَى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور اسامہ بن زید' بلال اور عثمان بن طلحہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ پھر عثمان نے کعبہ کا دروازہ بند کر دیا اور آپ اس میں ٹھہرے رہے جب آپ باہر نکلے تو میں نے بلال سے پوچھا کہ نبی ﷺ نے اندر کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ آپ نے ایک ستون کو تو بائیں طرف چھوڑ اور ایک کو دائیں طرف اور تین کو پیچھے اور اس زمانہ میں خانہ کعبہ میں چھ ستون تھے۔ پھر آپ نے نماز پڑھی۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر خانہ کعبہ میں داخل ہو کر نفل نماز پڑھی۔جبکہ آئندہ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز نہیں پڑھی بلکہ باہر آ کر پڑھی۔اس تعارض کو اہل علم نے یوں حل کیا ہے کہ کعبہ کے اندر بلال رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس تھے اور نبی ﷺ نے دو ہلکی سی رکعتیں ادا کر لیں جو بلال رضی اللہ عنہ نے دیکھیں، اس لیے ان کی بات کو ترجیح دی جائے گی، نیز جب نفی و اثبات میں تعارض ہو تو اثبات کو ہی ترجیح دی جاتی ہے۔

۸۳۹۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : لَمَّا دَخَلَ النَّبِىُّ ﷺ الْبَيْتَ دَعَا فِى نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ ، فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِى قُبُلِ الْكَعْبَةِ ، وَقَالَ : ((هٰذِهِ الْقِبْلَةُ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب نبی ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تو اس کے چاروں کونوں میں آپ نے دعا کی اور نماز نہیں پڑھی پھر جب باہر تشریف لائے تو دو رکعت نماز کعبہ کے سامنے پڑھی اور فرمایا کہ یہی قبلہ ہے۔

---

۸۳۸۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 96 باب الصلاة بين السواري في غير جماعة (397 ) مسلم (1329) ۔

۸۳۹۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 30 باب قول الله تعالى "واتخذوا من مقام..." (398) مسلم (1330) ۔

٨٤٠۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضی اللہ عنہ قَالَ : اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَهُ مَنْ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ۔ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ :اَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْكَعْبَةَ ؟ قَالَ : لَا ۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو آپ نے کعبہ کا طواف کر کے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات پڑھیں۔ آپ کے ساتھ کچھ لوگ تھے جو آپ کے اور لوگوں کے درمیان آڑ بنے ہوئے تھے ان میں سے ایک صاحب نے ابن ابی اوفی سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تھے؟ تو انہوں نے بتایا کہ نہیں۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نبی ﷺ عمرہ کے وقت کعبہ میں داخل نہیں ہوئے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور اس عمرہ سے مراد عمرۂ قضاء ہے جو آپ ﷺ نے سات ہجری میں کیا جبکہ کعبہ پر مشرکین کا قبضہ تھا۔

## (69) باب نقض الكعبة و بنائها

## کعبہ کو توڑ کر بنانے کا بیان

٨٤١۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( لَوْ لَا حَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ ثُمَّ لَبَنَيْتُهُ عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيْمَ ' فَإِنَّ قُرَيْشًا اسْتَقْصَرَتْ بِنَائَهُ وَجَعَلَتْ لَهُ خَلْفًا )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا' اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر سے ابھی تازہ نہ ہوتا تو میں خانہ کعبہ کو توڑ کر اسے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر بناتا کیونکہ قریش نے اس میں کمی کر دی ہے۔ میں اس میں ایک اور دروازہ اس دروازے کے مقابل رکھتا۔

**لغوی توضیح** حُدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ یعنی تیری قوم (بالعموم عرب اور بالخصوص قریش) ابھی مسلمان ہوئی ہے اور ان کا کفر کا زمانہ قریب ہے۔ اسْتَقْصَرَتْ بِنَائَهُ اس کی عمارت کم کر دی ہے (ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ بنیادوں سے کیونکہ قریش کے پاس حلال کمائی کا خرچہ کم ہو گیا تھا)۔ خَلْفًا دروازہ اس کے پیچھے (یعنی مشرقی دیوار میں موجود دروازے کے بالمقابل مغربی دیوار میں ایک دروازہ بناتا)۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے صرف اس وجہ سے کعبہ کو گرا کر دوبارہ تعمیر نہ کیا کہ کفار ابھی ابھی زمانہ جاہلیت سے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور وہ کعبہ کی بہت زیادہ تعظیم کیا کرتے تھے، اگر آپ انہی حالات میں کعبہ گرا دیتے تو ممکن تھا کہ ان کی کافی تعداد مرتد ہو جاتی۔

٨٤٢۔ حديث عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهَا : (( أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ لَمَّا بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تجھے معلوم ہے جب تیری قوم نے کعبہ کی تعمیر کی تو بنیاد ابراہیم کو چھوڑ دیا تھا۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ! آپ بنیادِ ابراہیم پر اس کو کیوں نہیں بنا دیتے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم

٨٤٠۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 53 باب من لم يدخل الكعبة ، مسلم (1332) ۔

٨٤١۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 42 باب فضل مكة وبنيانها (126) مسلم (1333) ابن ماجه (2955) ۔

٨٤٢۔ البخاری فی: 25 كتاب الحج: 42 باب فضل مكة وبنيانها ۔

تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ ! قَالَ : (( لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ )) ۔

فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ (هُوَ ابْنُ عُمَرَ) : لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا أُرَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ ۔

کا زمانہ کفر سے بالکل نزدیک نہ ہوتا۔ تو میں بے شک ایسا کر دیتا۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے (اور یقیناً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سچی ہیں) تو میں سمجھتا ہوں یہی وجہ تھی جو رسول اللہ ﷺ حطیم سے متصل جو دیواروں کے کونے ہیں' ان کو نہیں چومتے تھے۔ کیونکہ خانہ کعبہ ابراہیمی بنیادوں پر پورا نہ ہوا تھا۔

**لغوی توضیح** الرُّكْنَيْنِ الَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ وہ دو رکن (کونے) جو حجر (یعنی حطیم، کعبہ کی غیر تعمیر شدہ جگہ) سے ملتے ہیں۔ انہیں شامی رکن بھی کہا جاتا ہے۔

## (70) باب جدر الكعبة وبابها

## کعبہ کی دیواروں اور دروازہ کا بیان

٨٤٣۔ حديث عَائِشَةَ' قَالَتْ : سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ ؟ قَالَ: (( نَعَمْ!)) قُلْتُ : فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوْهُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَ: (( إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمِ النَّفَقَةُ )) قُلْتُ : فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا ؟ قَالَ: (( فَعَلَ ذٰلِكَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوْا مَنْ شَاؤُوْا وَيَمْنَعُوْا مَنْ شَاؤُوْا' وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ' وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا حطیم بھی بیت اللہ میں داخل ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! پھر میں نے پوچھا کہ پھر لوگوں نے اسے کعبے میں کیوں نہیں شامل کیا؟ آپ نے جواب دیا کہ تمہاری قوم کے پاس خرچ کی کمی پڑ گئی تھی۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ دروازہ کیوں اونچا بنایا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی تمہاری قوم ہی نے کیا ہے تاکہ جسے چاہیں اندر آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں اگر تمہاری قوم کی جاہلیت کا زمانہ تازہ تازہ نہ ہوتا اور مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ ان کے دل بگڑ جائیں گے تو اس حطیم کو بھی میں کعبہ میں شامل کر دیتا اور کعبہ کا دروازہ زمین کے برابر کر دیتا۔

## (71) باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم و نحوهما او للموت

## بڑھاپے یا کسی اور عذر کی وجہ سے جو خود حج نہ کر سکتا ہو یا جو وفات پا چکا ہو' کی طرف سے حج کرنے کا بیان

٨٤٤۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ' قَالَ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ فضل بن عباس (حجۃ

٨٤٣۔ البخاري في: 30 كتاب الحج: 42 باب فضل مكة وبنيانها ۔
٨٤٤۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 1 باب وجوب الحج وفضله (1513) مسلم (1334) ابن ماجه (2909) ۔

: كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ تِ امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمَ ' فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ ' فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْآخَرِ ' فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِي شَيْخًا كَبِيْرًا ' لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ ' اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: (( نَعَمْ )) وَذٰلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ ۔

الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت آئی فضل اس کو دیکھنے لگے وہ بھی انہیں دیکھ رہی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ فضل کا چہرہ بار بار دوسری طرف موڑ دیتے۔ اس عورت نے کہا کہ یارسول اللہ! اللہ کا فریضہ حج میرے والد کے لئے ادا کرنا ضروری ہو گیا ہے لیکن وہ بہت بوڑھے ہیں' اونٹنی پر بیٹھ نہیں سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج (بدل) کرسکتی ہوں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ تھا۔

٨٤٥۔ حديث الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : جَاءَ تِ امْرَاَةٌ مِنْ خَثْعَمٍ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ ' قَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِي شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: (( نَعَمْ )) ۔

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی اور عرض کی یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج کا فریضہ جو اس کے بندوں پر ہے اس نے میرے بوڑھے باپ کو بھی پالیا ہے لیکن ان میں اتنی سکت نہیں کہ وہ سواری پر بیٹھ سکیں تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرلوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ جو شخص بڑھاپے یا کسی اور عذر کی وجہ سے خود حج نہ کرسکتا ہو اور اس پر حج بھی فرض ہو تو وہ اپنی طرف سے کسی اور کو حج کرا سکتا ہے۔ اسے حج بدل کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں اگر کسی فوت شدہ پر زندگی میں حج فرض ہو اور وہ نہ کر سکے تو اس کی طرف سے بھی حج کیا جاسکتا ہے۔[①] یہاں یہ یاد رہے کہ کسی بھی دوسرے شخص کی طرف سے حج کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنا حج کیا ہو۔[②]

## (73) باب فرض الحج مرة في العمر

## حج کرنا ساری عمر میں ایک بار فرض ہے

٨٤٦۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: (( دَعُوْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ ' اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى اَنْبِيَائِهِمْ ' فَاِذَا نَهَيْتُكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تک میں تم سے یکسو رہوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیا کے سامنے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہوگئیں۔ پس جب میں تمہیں کسی

٨٤٥۔ البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 23 باب الحج عمن لا يستطيع الثبوت على الراحلة ۔

٨٤٦۔ البخاري في: 96 كتاب الاعتصام: 2 باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ ، مسلم (1337) ابن حبان (3704) ۔

① [بخاری (1852) كتاب العمرة] ② [صحيح: هداية الرواة (2462) ابو داود (1811)]

عَنْ شَیْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَاسْتَطَعْتُمْ))۔

چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجالاؤ جس حد تک تم میں طاقت ہو۔

**فھم الحدیث** اس حدیث کا ابتدائی حصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا حج کرو۔ ایک آدمی (حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا کہ کیا ہر سال اے اللہ کے رسول! آپ خاموش رہے حتی کہ اس نے تیسری مرتبہ یہی سوال دہرایا تو آپ نے فرمایا' اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال) واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے مذکورہ بالا حدیث میں موجود فرمان ارشاد فرمایا۔

## (74) باب سفر المراة مع محرم الی حج وغیرہ

## عورت حج کے لیے یا کوئی اور سفر محرم کے بغیر نہ کرے

۸۴۷۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ' قَالَ : لَا تُسَافِرُ الْمَرْاَةُ ثَلاثًا اِلَّا مَعَ ذِی مَحْرَمٍ ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا کہ عورتیں تین دن کا سفر محرم رشتہ دار کے بغیر نہ کریں۔

**لغوی توضیح** مَحْرَم وہ مرد رشتہ دار جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے (بھائی، بھتیجا، چچا وغیرہ)۔

**فھم الحدیث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورت حج پر جانا چاہے تو اس کے ساتھ کسی محرم رشتہ دار کا ہونا شرط ہے اور اگر کوئی محرم کے بغیر چلی جائے تو اس کا حج درست نہیں، خواہ وہ عمر کے کسی بھی حصے میں ہو۔

۸۴۸۔ حدیث اَبِی سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ : اَرْبَعٌ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَاَعْجَبْنَنِی وَآنَقْنَنِی : (( اَنْ لَا تُسَافِرَ امْرَاَةٌ مَسِیْرَةَ یَوْمَیْنِ لَیْسَ مَعَهَا زَوْجُهَا اَوْ ذُوْمَحْرَمٍ ...... وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلَی ثَلاثَةِ مَسَاجِدَ : مَسْجِدِ الْحَرَامِ ' وَمَسْجِدِی ' وَ مَسْجِدِ الْاَقْصَی ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میں نے چار باتیں نبی ﷺ سے سنی تھیں یہ باتیں مجھے انتہائی پسند ہیں۔ یہ کہ کوئی عورت دو دن کا سفر اس وقت تک نہ کرے جب تک اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم رشتہ دار نہ ہو اور نہ تین مساجد کے سوا کسی کے لئے کجاوے باندھے جائیں مسجد حرام' میری مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔

۸۴۹۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : (( لَا یَحِلُّ لاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کسی خاتون کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ ایک

---

۸۴۷۔ البخاری فی: 18 کتاب تقصیر الصلاۃ: 4 باب فی کم یقصر الصلاۃ (1086) مسلم (1338) ابو داود (1727)۔

۸۴۸۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصید: 26 باب حج النساء، مسلم (827) ابن ماجه (1410) ترمذی (326)۔

۸۴۹۔ البخاری فی: 18 کتاب تقصیر الصلاۃ: 4 باب فی کم یقصر الصلاۃ (1088) مسلم (1339) ابو داود (1723)۔

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لَيْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ))۔

دن رات کا سفر بغیر کسی محرم کے کرے۔

۸۵۰۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ، وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ))۔ فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَ كَذَا، وَخَرَجَتِ امْرَاَتِي حَاجَّةً قَالَ: ((اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَاَتِكَ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کوئی مرد کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے اور کوئی عورت اس وقت تک سفر نہ کرے جب تک اس کے ساتھ اس کا کوئی محرم نہ ہو۔ اتنے میں ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے فلاں جہاد میں اپنا نام لکھوادیا ہے اور ادھر میری بیوی حج کے لئے جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو بھی جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔

## (76) باب مايقول اذا قفل من سفر الحج وغيره

## سفر حج یا کسی اور سفر سے واپس آ کر کیا دعا پڑھے

۸۵۱۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْاَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اٰيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ))۔

**لغوی توضیح:** قَفَلَ واپس لوٹتے، پلٹتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس ہوتے تو زمین سے ہر بلند چیز پر چڑھتے وقت تین تکبیریں کہا کرتے تھے پھر دعا کرتے "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ لوٹتے ہیں ہم توبہ کرتے ہوئے، اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور حمد بیان کرتے ہوئے اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا تمام لشکر کو شکست دی۔"

## (77) باب التعريس بذى الحليفة والصلاة بها اذا صدر من الحج اوالعمرة

## حج اور عمرہ سے واپسی پر ذوالحلیفہ میں اتر کر آرام کرنے اور نماز پڑھنے کا بیان

۸۵۲۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام

---

۸۵۰۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 14 باب من اکتتب فی جیش... (1862) مسلم (1341) ابن ماجه (2900)۔

۸۵۱۔ البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 52 باب الدعاء إذا اراد سفراً او رجع (1797) مسلم (1344) ترمذی (950)۔

۸۵۲۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 14 باب حدثنا عبد الله بن یوسف (484) مسلم (1257) ابوداود (2044)۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ بِذِی الْحُلَیْفَةِ فَصَلّٰی بِهَا ' وَکَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ' یَفْعَلُ ذٰلِكَ ۔

ذوالحلیفہ کے پتھریلے میدان میں اپنی سواری روکی اور پھر وہیں آپ نے نماز پڑھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

**لغوی توضیح** اَلتَّعْرِیْس رات (کچھ کے مطابق رات یا دن) کے آخری حصے میں مسافر کا پڑاؤ ڈالنا۔ اَنَاخَ اونٹنی کو بٹھایا۔ اَلْبَطْحَاء مراد ہے ذوالحلیفہ میں وادئ عقیق۔ یاد رہے کہ یہ پڑاؤ سنت نہیں اور نہ ہی مناسکِ حج میں شامل ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ جو اسی مقام پر پڑاؤ کیا کرتے تھے وہ محض نبی ﷺ کے آثار کی اقتدا میں ایسا کرتے تھے۔

۸۵۳۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ' اَنَّهُ رُئِیَ وَهُوَ فِی مُعَرَّسٍ بِذِی الْحُلَیْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِی ' قِیْلَ لَهُ اِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کو معرس کے قریب ذوالحلیفہ کی بطن وادی (وادئ عقیق) دکھائی گئی (جس میں) آپ سے کہا گیا تھا کہ آپ اس وقت ''بطحا مبارکہ'' میں ہیں۔

(قَالَ مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ ' اَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ) : وَقَدْ اَنَاخَ بِنَا سَالِمٌ یَتَوَخَّی بِالْمُنَاخِ الَّذِی کَانَ عَبْدُ اللّٰهِ یُنِیْخُ ' یَتَحَرَّی مُعَرَّسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَهُوَ اَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِی بِبَطْنِ الْوَادِی ' بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ الطَّرِیْقِ وَسَطٌ مِنْ ذٰلِكَ ۔

موسیٰ بن عقبہ (رجال سند میں سے ایک) نے کہا کہ حضرت سالم رحمہ اللہ نے ہم کو بھی وہاں ٹھہرایا۔ وہ اس مقام کو ڈھونڈ رہے تھے جہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اونٹ بٹھایا کرتے تھے۔ یعنی جہاں آنحضرت ﷺ رات کو اترا کرتے تھے وہ مقام اس مسجد کے نیچے کی طرف ہے جو نالے کے نشیب میں ہے۔ اترنے والوں اور راستے کے بیچوں بیچ ہے۔

**لغوی توضیح** مُعَرَّس پڑاؤ کا مقام۔ یَتَوَخّٰی ڈھونڈ رہے تھے۔ بَطْنِ الْوَادِی مراد وادئ عقیق ہے۔

## (78) باب لا یحج البیت مشرك ولا یطوف بالبیت عریان و بیان یوم الحج الاکبر

## کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے اور نہ کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے نیز یومِ حج اکبر کا بیان

۸۵۴۔ حدیث اَبِی بَكْرِ الصِّدِّیْقِ ' عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ ' اَنَّ اَبَا بَكْرِ الصِّدِّیْقَ رضی اللہ عنہ ' بَعَثَهُ فِی الْحَجَّةِ الَّتِی اَمَّرَهُ عَلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ یَوْمَ النَّحْرِ ' فِی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس حج کے موقع پر جس کا امیر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بنایا تھا انہیں دسویں تاریخ کو ایک مجمع کے سامنے یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حجِ بیت اللہ نہیں کر سکتا (کیونکہ حج کے لیے

---

۸۵۳۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 16 باب قول النبی ﷺ العقیق واد مبارك (1535) مسلم (1346)۔

۸۵٤۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 67 باب لا یطوف بالبیت عریان...(369) مسلم (1347) ابوداود (1946)۔

رَهْطٍ ' يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ : اَلَا لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ ' وَلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ ۔

اسلام اولین شرط ہے) اور نہ کوئی شخص ننگا رہ کر طواف کر سکتا ہے (یہ حکم اس لیے دیا کیونکہ پہلے لوگ ننگے بھی طواف کر لیا کرتے تھے)۔

## (79) باب في فضل الحج والعمرة ويوم عرفة

## حج ' عمرہ اور عرفہ کے دن کی فضیلت کا بیان

٨٥٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا ' وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

**لغوی توضیح** كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا دونوں (عمروں) کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے۔ معلوم ہوا کہ عمرہ کرنے سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک سال میں زیادہ مرتبہ بھی عمرہ کیا جا سکتا ہے۔ اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ مراد ہے ایسا حج جس میں حج کے تمام ارکان و واجبات کو ادا کیا جائے اور ہر ممنوع کام سے اجتناب کیا جائے۔

٨٥٦۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اس گھر (کعبہ) کا حج کیا اور اس میں نہ رفث (شہوانی گفتگو) اور نہ کوئی گناہ کا کام کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

## (80) باب النزول بمكة للحاج وتوريث دورها

## حاجیوں کے مکہ میں اترنے اور مکہ کے گھروں کی وراثت کا بیان

٨٥٧۔ حديث أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ' أَنَّهُ قَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَيْنَ تَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ ؟ فَقَالَ: (( وَهَلْ تَرَكَ عَقِيْلٌ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُوْرٍ؟ )) وَكَانَ عَقِيْلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ ' وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ ﷺ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ مکہ میں کیا اپنے گھر (یعنی ابوطالب کے گھر) میں قیام فرمائیں گے؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لئے محلّہ یا مکان چھوڑا ہی کب ہے (سب فروخت کر دیئے)۔ عقیل اور طالب' ابو طالب کے وارث ہوئے تھے۔ حضرت جعفر اور حضرت

---

٨٥٥۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرة: 1 باب وجوب العمرة وفضلها (1773) مسلم (1349) ترمذی (933)۔

٨٥٦۔ البخاری فی: 27 کتاب المحصر: 9 باب قول الله تعالی "فلا رفث"۔

٨٥٧۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 44 باب توریث دور مكة وبيعها وشرائها (1588) مسلم (1351) ابوداود (2010)۔

شَيْئًا لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ ، وَكَانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ۔

علی رضی اللہ عنہ کو وراثت میں کچھ نہ ملا کیونکہ یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور عقیل (ابتدا میں) اور طالب کافر تھے۔

**لغوی توضیح** رِبَاع جمع ہے ربع کی، معنی ہے محلہ۔ دُوْر جمع ہے دار کی معنی ہے گھر۔ آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ عقیل نے تو ہمارے سب گھر فروخت کر دیئے ہیں (کیونکہ ہم ہجرت کر گئے تھے اور پیچھے سے لوگوں نے مہاجرین کے گھروں پر قبضہ کر لیا اور انہیں بیچ ڈالا)۔ نیز حدیث کے آخر میں جو علی و جعفر رضی اللہ عنہما کو وراثت نہ ملنے کا سبب بیان ہوا ہے وہ کسی راوی کا اضافہ ہے کیونکہ ابو طالب کی وفات کے وقت یہ حکم ہی نہیں آیا تھا کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔

## (81) باب جواز الاقامة بمكة للمهاجر منها بعد فراغ الحج والعمرة ثلاثة ايام بلا زيادة

## حج سے فارغ ہو کر مہاجر کو مکہ میں صرف تین دن قیام کی اجازت ہے

۸۵۸۔ حدیث الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : (( ثَلَاثٌ لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ )) ۔

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہاجر کو (حج میں) طوافِ وداع کے بعد تین دن ٹھہرنے کی اجازت ہے۔

**لغوی توضیح** ثَلَاثٌ لِلْمُهَاجِرِ مہاجر کے لیے (جس نے فتح مکہ سے پہلے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کی) تین دن (مزید مکہ میں) گزارنے کی اجازت ہے۔ بَعْدَ الصَّدَرِ مناسک حج سے فراغت کے بعد۔ یہ حکم اس لیے دیا کہ مہاجرین کے لیے مکہ کو وطن بنانا حرام تھا، وہ اس میں صرف مسافر کی حیثیت سے آ سکتے تھے۔ لہٰذا اگر وہ تین دن اس میں رہیں گے تو ان کی حیثیت مسافر کی ہوگی اور اگر اس سے زیادہ رہیں گے تو وہ مقیم بن جائیں گے جو ان کے لیے جائز نہیں۔

## (82) باب تحريم مكة و صيدها وخلاها وشجرها والقطتها الا لمنشد على الدوام

## مکہ کی حرمت کا بیان، مکہ میں شکار کرنا، درخت اور گھاس کاٹنا حرام ہے حتی کہ گری پڑی چیز اٹھانا بھی صرف اس لئے جائز ہے کہ اس کے مالک کو اس کا پتا دے

۸۵۹۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ، يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ : (( لَا هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا ، فَإِنَّ هَذَا بَلَدٌ حَرَّمَ اللهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ ، وَهُوَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا اب ہجرت فرض نہیں رہی لیکن (اچھی) نیت اور جہاد اب بھی باقی ہے اس لئے جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو تیار ہو جانا اس شہر (مکہ) کو اللہ تعالیٰ نے اسی دن حرمت عطا کی تھی جس دن اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اس لئے یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حرمت کی وجہ

۸۵۸۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 47 باب إقامة المهاجر بمكة... (3933) مسلم (1352) ترمذی (949)۔

۸۵۹۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصيد: 10 باب لا يحل القتال بمكة (1349) مسلم (1353) ابو داود (2018)۔

حَـرَامٌ بِـحُـرْمَةِ اللّٰهِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ' وَاِنَّهُ لَـمْ يَـحِـلَّ الْـقِـتَـالُ فِيْهِ لاَحَدٍ قَبْلِي ' وَلَمْ يَـحِـلَّ لِي اِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ' فَهُوَ حَرَامٌ بِـحُـرْمَةِ الـلّٰهِ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ' لَا يُعْضَدُ شَـوْكُهُ ' وَلَايُنَفَّرُ صَيْدُهُ ' وَلَايَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ اِلَّا مَـنْ عَـرَّفَهَا ' وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا )) ـ قَـالَ الْعَبَّاسُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِلَّا الاِذْخِرَ فَـاِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ ـ قَالَ ' قَالَ: (( اِلَّا الاِذْخِرَ )) ـ

سے محترم ہے یہاں کسی کے لئے بھی مجھ سے پہلے لڑائی جائز نہیں تھی اور مجھے بھی صرف ایک دن گھڑی بھر کے لئے (فتح مکہ کے دن اجازت ملی تھی)۔اب ہمیشہ یہ شہر اللہ کی قائم کی ہوئی حرمت کی وجہ سے قیامت تک کے لئے حرمت والا ہے۔پس نہ اس کا کانٹا کاٹا جائے' نہ اس کے شکار ہانکے جائیں اور اس شخص کے سوا جو اعلان کرنے کا ارادہ رکھتا ہو کوئی یہاں کی گری ہوئی چیز نہ اٹھائے اور نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! اذخر (ایک گھاس) کی اجازت تو دیجئے کیونکہ یہ یہاں کے کاریگروں اور گھروں کے لئے ضروری ہے تو آپ نے فرمایا کہ اذخر کی اجازت ہے۔

**لغوی توضیح** لَا هِجْرَةَ اب ہجرت نہیں (فتح مکہ کے بعد، کیونکہ اب وہ دارالاسلام ہے اور دارالاسلام سے ہجرت نہیں کی جاتی)۔اِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ جب تمہیں جہاد کے لیے بلایا جائے (یعنی اسلامی حکمران کی طرف سے جہاد پر جانے کا حکم ہو جائے)۔حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ (شہر مکہ) اللہ کی مقرر کی ہوئی حرمت کی وجہ سے محترم ہے (یعنی اس میں قتل وخون ریزی' جانور کا شکار کرنا یا کانٹے یا درخت وغیرہ کاٹنا حرام ہے، مدینہ کی حرمت کا بھی یہی مفہوم ہے)۔لَا يُعْضَدُ نہ کاٹا جائے۔ شَوْكُهُ اس کا کانٹا۔لَا يُنَفَّرُ نہ بھگایا جائے۔ صَيْدُهُ اس کا شکار۔لَا يَلْتَقِطُ نہ اٹھائے۔لُقَطَتَهُ اس کی گری پڑی چیز۔ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا مگر جو اس کی تشہیر کرے (یعنی مکہ میں گری پڑی چیز عام مقامات میں گری چیز کی مانند نہیں کیونکہ عام مقامات میں یہ حکم ہے کہ اٹھانے والا ایک سال تک تشہیر کرے، اگر مالک نہ آئے تو خود استعمال کر لے لیکن مکہ میں جو بھی گری پڑی چیز اٹھائے گا اسے ہمیشہ اس کی تشہیر کرنا ہوگی)۔

٨٦٠۔ حديث اَبِي شَرَيْحٍ رضی اللہ عنہ ' اَنَّهُ قَالَ لِـعَـمْـرِو بْنِ سَعِيْدٍ ' وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلَـى مَـكَّةَ : اِئْـذَنْ لِي اَيُّهَا الاَمِيْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ ' سَـمِـعَـتْـهُ اُذُنَـايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي ' وَاَبْصَرَتْهُ عَيْـنَـايَ حِيْـنَ تَكَلَّمَ بِهِ ' حَمِدَاللّٰهَ وَاَثْنَى عَلَيْهِ ' ثُمَّ قَالَ : (( اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ ' فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید (والی مدینہ) سے جب وہ مکہ میں (حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لئے) فوجیں بھیج رہے تھے کہا کہ اے امیر! مجھے آپ اجازت دیں تو میں وہ حدیث آپ سے بیان کر دوں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن ارشاد فرمائی تھی۔ اس (حدیث) کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے اور جب رسول اللہ ﷺ یہ حدیث فرما رہے تھے تو میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں، آپ نے (پہلے) اللہ کی حمد وثنا بیان کی' پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے'

٨٦٠۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 37 باب ليبلغ العلم الشاهد الغائب (104) مسلم (1354) ترمذی (809)۔

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ اَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا ' وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً ' فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْهَا ' فَقُوْلُوْا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِرَسُوْلِهِ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ ' وَاِنَّمَا اَذِنَ لِي فِيْهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ' ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ ' وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ )) فَقِيْلَ لِاَبِي شُرَيْحٍ : مَا قَالَ عَمْرٌو ؟ قَالَ : اَنَا اَعْلَمُ مِنْكَ يَا اَبَا شُرَيْحٍ ' لَا يُعِيْذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ ۔

آدمیوں نے حرام نہیں کیا۔تو (سن لو) کہ کسی شخص کے لئے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ مکہ میں خونریزی کرے یا اس کا کوئی پیڑ کاٹے۔ پھر اگر کوئی اللہ کے رسول (کے لڑنے) کی وجہ سے اس کا جواز نکالے تو اس سے کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول کے لئے اجازت دی تھی تمہارے لئے نہیں دی اور مجھے بھی دن کے کچھ لمحوں کے لئے اجازت ملی تھی آج اس کی حرمت لوٹ آئی جیسی کل تھی۔اور حاضر غائب کو (یہ بات) پہنچا دے۔(یہ حدیث سننے کے بعد راویٔ حدیث) حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ (آپ کی یہ بات سن کر) عمرو نے کیا جواب دیا؟ فرمایا (عمرو نے کہا) اے ابو شریح! حدیث کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں مگر حرم (مکہ) کسی خطا کار کو یا خون کر کے اور فتنہ پھیلا کر بھاگ آنے والے کو پناہ نہیں دیتا۔

**لغوی توضیح** لَا يُعِيْذُ حرم پناہ نہیں دیتا۔ فَارًّا بِدَمٍ خون کر کے بھاگنے والا۔ فَارًّا بِخَرْبَةٍ فساد کر کے بھاگنے والا۔

۸۶۱۔ **حدیث** اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ مَكَّةَ ' قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنَى عَلَيْهِ ' ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ ' وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ كَانَ قَبْلِي ' وَاِنَّهَا اُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ' وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِي ' فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا ' وَلَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا ' وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ ' وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ : اِمَّا اَنْ يُفْدَى وَاِمَّا اَنْ يُقِيْدَ)) فَقَالَ الْعَبَّاسُ : اِلَّا الْاِذْخِرَ ' فَاِنَّا نَجْعَلُهُ لِقُبُوْرِنَا وَبُيُوْتِنَا '

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مکہ فتح کرا دیا تو آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ابرہہ کے) ہاتھیوں کے لشکر کو مکہ سے روک دیا تھا لیکن اپنے رسول اور مسلمانوں کو اسے فتح کرا دیا۔ دیکھو! یہ مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں ہوا تھا (یعنی وہاں لڑنا) اور میرے لیے صرف دن کے تھوڑے سے حصے میں درست ہوا۔ اب میرے بعد کسی کے لیے درست نہیں ہوگا۔ پس اس کے شکار نہ چھیڑے جائیں۔ اور نہ اس کے کانٹے کاٹے جائیں۔ یہاں کی گری ہوئی چیز صرف اسی کے لیے حلال ہوگی جو اس کا اعلان کرے۔ جس کا کوئی آدمی قتل کیا گیا ہو اسے دو باتوں کا اختیار ہے یا (قاتل سے) فدیہ (مال) لے لے یا جان کے بدلے جان لے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اذخر کاٹنے کی اجازت ہو کیونکہ ہم اسے اپنی قبروں اور

۸۶۱۔ البخاری فی: 45 کتاب اللقطة: 7 باب کیف تعرّف لقطة اهل مکة (112) مسلم (1355) ابن ماجه (2624)۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اِلَّا الاِذْخِرَ)) فَقَامَ اَبُوْ شَاه ' رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ : اكْتُبُوْ لِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اكْتُبُوْا لاَبِي شَاهٍ))۔

گھروں میں استعمال کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اچھا اذخر کاٹنے کی اجازت ہے۔ پھر ابوشاہ یمن کے ایک صحابی نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ! میرے لیے یہ خطبہ لکھوا دیجئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ ابوشاہ کے لیے یہ خطبہ لکھ دو۔

**لغوی توضیح** لِمُنْشِدٍ اعلان کرنے والے کے لیے۔ اُكْتُبُوْا لِاَبِيْ شَاة ابوشاہ کو لکھ کر دو (معلوم ہوا کہ بعض مقامات پر نبی ﷺ نے خود بھی حدیث لکھوائی تھی)۔

## (84) باب جواز دخول مكة بغير احرام

## مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز ہے

٨٦٢۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ ' فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ ' فَقَالَ : اِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ ' فَقَالَ: (( اقْتُلُوْهُ ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن رسول ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ جس وقت آپ نے اتارا' تو ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹک رہا ہے آپ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔

**لغوی توضیح** مِغْفَر خود ۔ابْنَ خَطَلٍ مسلمان ہوا پھر مرتد ہو گیا اور ایک مسلمان کو قتل بھی کر ڈالا۔ نبی ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا، ایک تو قصاص میں اور دوسرے مرتد ہونے کی وجہ سے۔ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ کعبہ کے پردوں کے ساتھ۔

## (85) باب فضل المدينة ودعا النبى ﷺ فيها بالبركة و بيان تحريمها و تحريم صيدها وشجرها وبيان حدود حرمها

## مدینہ کی فضیلت اور نبی ﷺ کا اس شہر کے حق میں دعائے برکت فرمانا نیز اس کے شکار کرنے اور درخت کاٹنے کو حرام قرار دینا اور اس کے حرم کی حدود کا بیان

٨٦٣۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : (( اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَرَّمَ اِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا ' فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا 'مِثْلَ مَا دَعَا اِبْرَاهِيْمُ لِمَكَّةَ ))۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا اور اس کے لئے دعا فرمائی۔ میں بھی مدینہ کو اسی طرح حرام قرار دیتا ہوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام قرار دیا تھا اور اس کے لئے اس کے مد اور صاع (غلہ ناپنے کے دو پیمانے) کی برکت کے لئے اسی طرح دعا کرتا ہوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی۔

---

٨٦٢۔ البخاری فی: 28 كتاب جزاى الصيد: 18 باب دخول الحرم ومكة بغير إحرام (1846) مسلم (1357)۔

٨٦٣۔ البخاری فی: 34 كتاب البيوع: 53 باب بركة صاع النبى ﷺ ومدهم (2129) مسلم (1360) احمد (16446)۔

**لغوی توضیح:** حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ میں مدینہ کو حرام قرار دیتا ہوں (یعنی اس میں قتل وخونریزی، شکار یا درخت وغیرہ کاٹنا حرام ہے)۔ اس حدیث سے جہاں مدینہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کی طرح مدینہ بھی حرم ہے۔ نیز یہ بھی پتہ چلا کہ نبی ﷺ نے مدینہ کے اناج اور پھلوں میں برکت کی بھی دعا فرمائی تھی۔

٨٦٤۔ **حديث** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِي طَلْحَةَ ((الْتَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي)) فَخَرَجَ بِي أَبُوْ طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ، فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا نَزَلَ، فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)) فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتّٰى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ، وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ، قَدْ حَازَهَا، فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّي وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ أَوْ بِكِسَاءٍ، ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِي نَطْعٍ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوْا، وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا۔ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ، قَالَ: ((هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ، قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنے یہاں کے بچوں میں کوئی بچہ تلاش کر لاؤ جو میرے کام کر دیا کرے۔ چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر لائے۔ آنحضرت ﷺ جب بھی کہیں پڑاؤ کرتے میں آپ کی خدمت کرتا میں سنا کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ بکثرت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ "اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم سے، رنج سے، عجز سے، سستی سے، بخل سے، بزدلی سے، قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ سے" (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں اس وقت سے برابر آپ کی خدمت کرتا رہا یہاں تک کہ ہم خیبر سے واپس ہوئے اور حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں پسند فرمایا تھا میں دیکھتا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے اپنی سواری پر پیچھے کپڑے سے پردہ کیا اور پھر انہیں وہاں بٹھایا۔ آخر جب ہم مقام صہبا میں پہنچے تو آپ نے دسترخوان پر حیس بنایا۔ پھر مجھے بھیجا اور میں لوگوں کو بلا لایا۔ پھر سب لوگوں نے اسے کھایا۔ یہی آنحضرت ﷺ کی طرف سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی دعوت ولیمہ تھی۔ پھر آپ روانہ ہوئے اور جب احد دکھائی دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد جب مدینہ نظر آیا تو فرمایا اے اللہ میں اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیانی علاقے کو اسی طرح حرمت والا علاقہ بناتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا شہر بنایا تھا۔ اے اللہ اس کے رہنے والوں کو برکت عطا فرما۔ ان کے مد میں اور ان کے صاع میں برکت فرما۔

٨٦٤۔ البخاری فی: 70 کتاب الاطعمة: 28 باب الحیس (2889) مسلم (1365) ترمذی (3922) نسائی (5518)۔

**لغوی توضیح** الْهَمّ فکر۔ الْحُزْن غم۔ الْعَجْز عاجزی۔ الْكَسَل سستی۔ الْجُبْن بزدلی۔ ضَلَعِ الدَّيْن قرض کا بوجھ۔ غَلَبَةِ الرِّجَال لوگوں کا غلبہ، تسلط، قہر۔ حَازَهَا انہیں پسند فرمایا تھا۔ يُحَوِّيْ وَرَائَهُ بِعَبَائَةٍ اَوْكِسَاءٍ آپ ﷺ صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے اپنے پیچھے (اونٹ پر) کمبل کا ایک گدا بناتے (تحویة اسے کہتے ہیں کہ اونٹ کے کوہان کے گرداگرد ایک کمبل کا دائرہ بنائیں اس غرض سے کہ کوہان نہ چھپے، پیٹھ برابر جگہ ہو جائے)۔ حَيْسًا کھجور، پنیر اور گھی وغیرہ کا حلوہ۔ نطع دستر خوان۔

٨٦٥۔ **حديث** اَنَسٍ ' عَنْ عَاصِمٍ ' قَالَ: قُلْتُ لِاَنَسٍ اَحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ ! مَابَيْنَ كَذَا اِلَى كَذَا ' لَايُقْطَعُ شَجَرُهَا ' مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۔ قَالَ عَاصِمٌ : فَاَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ اَنَسٍ اَنَّهُ قَالَ ' اَوْ آوَى مُحْدِثًا۔

عاصم رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کو حرمت والا شہر قرار دیا ہے؟ فرمایا کہ ہاں فلاں جگہ (عیر) سے فلاں جگہ (ثور) تک۔ اس علاقہ کا درخت نہیں کاٹا جائے گا۔ جس نے اس حدود میں کوئی نئی بات پیدا کی اس پر اللہ کے فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہے عاصم نے کہا کہ پھر مجھے موسیٰ بن انس نے خبر دی کہ حضرت انس نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ یا کسی نے دین میں بدعت پیدا کرنے والے کو پناہ دی۔

**لغوی توضیح** مَابَيْنَ كَذَا اِلَى كَذَا فلاں جگہ (یعنی عیر) سے فلاں جگہ (یعنی ثور) تک۔ یہ حرم مدینہ کی حدود کا بیان ہے۔ عیر مدینہ کے جنوب میں واقع ایک پہاڑ کا نام ہے اس پہاڑ کے جنوب میں قباء ہے۔ ثور مدینہ کے شمال میں جبل اُحد کے پیچھے ایک گول سا پہاڑ ہے۔ معلوم ہوا کہ شمالاً جنوباً حرم مدینہ کی حد مذکورہ دونوں پہاڑ ہیں اور شرقاً غرباً (آئندہ روایت ٨٦٩ کے مطابق) دو حرے ہیں (ایک حرۂ وبرہ اور دوسرا حرۂ واقم)۔ حرہ پتھریلی زمین کو کہتے ہیں۔ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اس میں کوئی بدعت ایجاد کی۔ آوَى مُحْدِثًا کسی بدعتی کو پناہ دی۔

٨٦٦۔ **حديث** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ: (( اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ ' وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ )) يَعْنِيْ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا اے اللہ! ان کے پیمانوں میں برکت دے، اے اللہ! انہیں ان کے صاع اور مد میں برکت دے۔ آپ کی مراد اہل مدینہ تھے۔

**لغوی توضیح** مِكْيَال ناپنے کے آلے، پیمانے۔ نیز صاع تقریباً اڑھائی کلو کا اور مُد اس کا چوتھائی حصہ ہوتا ہے۔

٨٦٧۔ **حديث** اَنَسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: ﴿ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ ﴾۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! مکہ میں جتنی برکت عطا فرمائی ہے مدینہ میں اس سے دوگنی برکت کر۔

---

٨٦٥۔ البخاري في: 96 كتاب الاعتصام: 6 باب إثم من آوى محدثا (1867) مسلم (1366) احمد (13499)۔
٨٦٦۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 53 باب بركة صاع النبي ومدهم (2130) مسلم (1368) ابن حبان (3745)۔
٨٦٧۔ البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 10 باب المدينة تنفي الخبث (1885) مسلم (1369) احمد (12455)۔

**لغوی توضیح** ضِعْف دوگنا۔

۸۶۸۔ حديث عَلِيٍّ خَطَبَ عَلَى مِنْبَرٍ مِنْ آجُرٍّ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيهِ صَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَقَالَ: وَاللهِ! مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللهِ، وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ۔ فَنَشَرَهَا فَإِذَا فِيهَا: أَسْنَانُ الإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا: ((الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ عَيْرٍ إِلَى كَذَا، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) وَإِذَا فِيهِ: ((ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)) وَإِذَا فِيهَا: ((مَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا))۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اینٹ سے بنے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا آپ تلوار لئے ہوئے تھے جس میں ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا آپ نے فرمایا واللہ! ہمارے پاس کتاب اللہ کے سوا اور کتاب نہیں جسے پڑھا جائے اور سوائے اس صحیفہ کے۔ پھر انہوں نے اسے کھولا تو اس میں دیت میں دیئے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان تھا (کہ دیت میں اتنی اتنی عمر کے اونٹ دیئے جائیں) اور اس میں یہ بھی تھا کہ مدینہ طیبہ کی زمین عیر پہاڑی سے ثور پہاڑی تک حرم ہے۔ پس اس میں جو کوئی نئی بات (بدعت) نکالے گا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔ اللہ اس کی کسی فرض یا نفل عبادت کو قبول نہیں کرے گا۔ اور اس میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی ذمہ داری (عہد یا امان) ایک ہے اس کا ذمہ داران میں سب سے ادنیٰ مسلمان بھی ہو سکتا ہے۔ پس جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔ اللہ اس کی نہ فرض عبادت قبول کرے گا اور نہ نفل۔ اور اس میں یہ بھی تھا کہ جس نے کسی سے اپنے والیوں کی اجازت کے بغیر ولاء کا رشتہ قائم کیا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ نہ اس کی فرض نماز قبول کرے گا نہ نفل۔

**لغوی توضیح** وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ اور جو اس صحیفہ میں ہے (جس کی تفصیل آگے حدیث میں ہے)۔ اس میں شیعہ کے اس عقیدے کا رد ہے کہ اہل بیت بالخصوص علی رضی اللہ عنہ کے پاس وحی کی کچھ خاص اشیاء بھی تھیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف انہی کو دی تھیں، کسی اور کو ان سے مطلع نہیں کیا تھا۔ أَسْنَانُ الإِبِلِ اونٹوں کی عمریں، یعنی دیت میں دیئے جانے والے اونٹوں کی تفصیل۔ صَرْفًا فرضی، عَدْلًا نفلی (یا اس کے برعکس)۔ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ مسلمانوں کی امان، پناہ۔ أَدْنَاهُمْ ان میں مرتبے کے لحاظ سے ادنیٰ (یعنی مسلمانوں کی پناہ محترم ہے خواہ کوئی ادنیٰ مسلمان ہی کسی کو پناہ دے اس کا احترام کیا جائے گا)۔ أَخْفَرَ توڑا۔ مَنْ وَالَى قَوْمًا جس (غلام) نے کسی قوم سے (مالکوں کی اجازت کے بغیر) ولاء کا رشتہ قائم کیا (ولاء اس تعلق کا نام ہے جو غلام کا اپنے آقا کے ساتھ ہوتا ہے)۔ معلوم ہوا کہ غلام کا مالکوں کو چھوڑ کر کسی اور سے نسبت جوڑ لینا حرام ہے (کیونکہ اس میں نعمت کی ناشکری، نافرمانی اور قطع رحمی ہے)۔

---

۸۶۸۔ البخاري في: 96 كتاب الاعتصام: 5 باب ما يكره من التعمق والتنازع ... (1870) مسلم (1370)۔

٨٦٩۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِيْنَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((مَابَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اگر میں مدینہ میں ہرن چرتے ہوئے دیکھوں تو انہیں کبھی نہ چھیڑوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مدینہ کی زمین دونوں پتھریلے میدانوں کے بیچ میں حرم ہے۔

**لغوی توضیح** الظِّبَاء جمع ہے ظَبْی کی، معنی ہے ہرن۔ تَرْتَعُ چر رہا ہو۔ مَا ذَعَرْتُهَا میں اسے (چیخ و پکار وغیرہ کے ذریعے) نہیں ڈراؤں گا نہیں چھیڑوں گا۔

## (86) باب الترغيب في سكنى المدينة والصبر على لأوائها

## مدینہ کی رہائش اختیار کرنے کی ترغیب اور وہاں کی شدت ومحنت پر صبر کرنے کا ثواب

٨٧٠۔ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا وَصَاعِنَا))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! ہمارے دل میں مدینہ کی ایسی ہی محبت پیدا کر دے جیسی تو نے مکہ کی محبت ہمارے دل میں پیدا کی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کے بخار کو جحفہ میں منتقل کر دے۔ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرما۔

**لغوی توضیح** حُمَّاهَا اس کا بخار (جو مدینہ کی وباء تھی کہ سخت اور طویل بخار ہو جاتا)۔ نبی ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی اور مدینہ سے یہ وباء ختم ہو گئی۔

## (87) باب صيانة المدينة من دخول الطاعون والدجال اليها

## مدینہ طیبہ کا طاعون اور دجال سے محفوظ رہنا

٨٧١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِيْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَا الدَّجَّالُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ کے راستوں پر فرشتے ہیں اس میں طاعون آ سکتا ہے نہ دجال۔

**لغوی توضیح** أَنْقَاب الْمَدِيْنَة مدینہ کے راستے (یعنی دروازے)، داخل ہونے کے مقامات۔

## (88) باب المدينة تنفي شرارها

## مدینہ اشرار کو اپنے سے دور کر دیتا ہے

٨٧٢۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے ایک ایسے شہر میں ہجرت کا حکم ہوا ہے جو دوسرے شہروں کو کھا لے گا (یعنی

---

٨٦٩۔ البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 4 باب لابتى المدينة (1873) مسلم (1372) ترمذى (3921)۔

٨٧٠۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 43 باب الدعاء برفع الوباء والوجع (1889) مسلم (1376) ابن حبان (3724)۔

٨٧١۔ البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 9 باب لا يدخل الدجال المدينة (1880) مسلم (1379)۔

٨٧٢۔ البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 2 باب فضل المدينة وانها تنفى الناس (1871) مسلم (1382)۔

الْقُرَى ' يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ ))۔

ان کا سردار بنے گا) منافقین اسے یثرب کہتے ہیں لیکن اس کا نام مدینہ ہے۔ وہ (برے) لوگوں کو اس طرح باہر کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو نکال دیتی ہے۔

لغوی توضیح: اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ مجھے ایک بستی (کی طرف ہجرت) کا حکم ہوا ہے۔ تَأْكُلُ الْقُرَى جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی (یعنی غالب آ جائے گی)۔ اَلْكِيْر بھٹی۔ خَبَثَ الْحَدِيْد لوہے کی میل کچیل۔ مراد یہ ہے کہ مدینہ اپنے اندر اسے نہیں رہنے دیتا جس کے دل میں خرابی ہو۔

۸۷۳۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ' اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْاِسْلَامِ ' فَاَصَابَ الْاَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ ' فَاَتَى الْاَعْرَابُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَقِلْنِي بَيْعَتِي ' فَاَبَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَهُ ' فَقَالَ : اَقِلْنِي بَيْعَتِي فَاَبَى ' ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ : اَقِلْنِي بَيْعَتِي فَاَبَى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا ))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت کی پھر اسے مدینہ میں بخار آ گیا تو آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ! میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے انکار کیا پھر وہ دوبارہ آیا اور کہا کہ میری بیعت فسخ کر دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس مرتبہ بھی انکار کیا۔ پھر وہ آیا اور بیعت فسخ کرنے کا مطالبہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس مرتبہ پھر انکار کیا اس کے بعد وہ خود ہی (مدینہ سے) چلا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے اپنی میل کچیل کو دور کر دیتا ہے اور خالص مال رکھ لیتا ہے۔

لغوی توضیح: اَقِلْنِي بَيْعَتِي میری بیعت توڑ دیجئے، ختم کر دیجئے۔ يَنْصَعُ خالص، صاف کر دیتا ہے۔

۸۷٤۔ حديث زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضي الله عنه ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : (( اِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ ))۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ مدینہ "طیبہ" ہے یہ خباثت کو اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

## (89) باب من اراد اهل المدينة بسوء اذابه الله

## اہل مدینہ سے جو برائی کا ارادہ کرے اللہ اسے پگھلا دے گا

۸۷۵۔ حديث سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ '

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے

۸۷۳۔ البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 47 باب من بايع ثم استقال البيعة (1883) مسلم (1383) ترمذي (3920)۔

۸۷٤۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 4 سورة النساء: 15 باب فما لكم في المنافقين فئتين (1884) مسلم (1384)۔

۸۷۵۔ البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 7 باب إثم من كاد اهل المدينة (1877) مسلم (1387) بغوى (2014)۔

قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: (( لَا يَكِيْدُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا اِنْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ)) ۔

سنا تھا کہ اہل مدینہ کے ساتھ جو شخص بھی فریب کرے گا وہ اس طرح گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جایا کرتا ہے۔

**لغوی توضیح** انْمَاع پگھل جاتا ہے، گھل جاتا ہے۔ یعنی اللہ اسے ہلاک کر دیتا ہے۔

## (90) باب الترغيب في المدينة عند فتح الامصار

## لوگوں کو مدینہ میں سکونت کی ترغیب دینا جب مختلف شہر فتح ہو جائیں

٨٧٦۔ حديث سُفْيَانَ بْنِ اَبِي زُهَيْرٍ، اَنَّهُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَاْتِي قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَاْتِي قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَاْتِي قَوْمٌ يُبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ )) ۔

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ یمن فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور ان کو جو ان کی بات مان جائیں گے سوار کر کے مدینہ سے (واپس یمن کو) لے جائیں گے۔ کاش! انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا اور شام فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور تمام لوگوں کو جو ان کی بات مان جائیں گے اپنے ساتھ (شام واپس) لے جائیں گے۔ کاش! انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا اور عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو تیز دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی بات مانیں گے اپنے ساتھ (عراق واپس) لے جائیں گے۔ کاش! انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا۔

**لغوی توضیح** يُبِسُّوْنَ وہ چلائیں گے (اپنی سواریاں)۔ فَيَتَحَمَّلُوْنَ اٹھائیں گے (اپنی سواریوں پر گھر والوں کو بھی)۔ اَلْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ مدینہ ان کے لیے بہتر تھا (کیونکہ وہ نزول وحی کا مقام ہے، اس میں مسجد نبوی ہے جو مسجد حرام کے علاوہ تمام مساجد سے افضل ہے، اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتے وغیرہ وغیرہ)۔ اس حدیث میں مدینہ میں رہائش اختیار کرنے اور اسے چھوڑ کر نہ جانے کی ترغیب ہے۔

---

٨٧٦۔ البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 5 باب من رغب عن المدينة (1875) مسلم (1388) حميدي (865)۔

## (91) باب فی المدینة حین یترکها اهلها

## رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک وقت آئے گا جب اہل مدینہ مدینہ چھوڑ دیں گے

۸۷۷۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((یَتْرُکُوْنَ الْمَدِیْنَةَ عَلَی خَیْرِ مَا کَانَتْ لَا یَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِ، یُرِیْدُ عَوَافِیَ السِّبَاعِ وَالطَّیْرِ، وَآخِرُ مَنْ یُحْشَرُ رَاعِیَانِ مِنْ مُزَیْنَةَ یُرِیْدَانِ الْمَدِیْنَةَ یَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَیَجِدَانِهَا وَحْشًا حَتّٰی اِذَا بَلَغَا ثَنِیَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلَی وُجُوْهِهِمَا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مدینہ کو بہتر حالت میں چھوڑ جاؤ گے پھر وہ ایسا اُجاڑ ہو جائے گا کہ وہاں وحشی جانور درندے اور پرندے بسنے لگیں گے اور آخر میں مزینہ کے دو چرواہے مدینہ آئیں گے تاکہ اپنی بکریوں کو ہانک لے جائیں لیکن وہاں انہیں صرف وحشی جانور نظر آئیں گے۔ آخر ثنیۃ الوداع تک جب پہنچیں گے تو اپنے منہ کے بل گر پڑیں گے۔

**لغوی توضیح:** عَلَی خَیْرِ مَا کَانَتْ بہتر حالت میں (یعنی عمارتوں اور بکثرت رزق اور پھلوں کے باوجود مدینہ چھوڑ جائیں گے)۔ الْعَوَاف وحشی جانور۔ السِّبَاع درندے۔ یَنْعِقَان ہانک لے جائیں گے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ کی یہ حالت قیامت کے قریب ہوگی۔ یاد رہے کہ جس روایت میں ہے کہ سب سے آخر میں مدینہ کی بستی برباد ہوگی، وہ ضعیف ہے۔[1]

## (92) باب ما بین القبر والمنبر روضة من ریاض الجنة

## قبر نبوی اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

۸۷۸۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدٍ الْمَازِنِیِّ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((مَا بَیْنَ بَیْتِی وَمِنْبَرِی رَوْضَةٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ))۔

حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر (اسی میں آپ کی قبر ہے) اور میرے اس منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔

۸۷۹۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: ((مَابَیْنَ بَیْتِی وَمِنْبَرِی رَوْضَةٌ مِنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِی عَلَی حَوْضِی))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر قیامت کے دن میرے حوض پر ہوگا۔

---

۸۷۷۔ البخاری فی: 29 کتاب فضائل المدینة: 5 باب من رغب عن المدینة (1874) مسلم (1389) مؤطا (1643)۔

۸۷۸۔ البخاری فی: 20 کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة: 5 باب فضل ما بین القبر...(1195) مسلم (1390)۔

۸۷۹۔ البخاری فی: 20 کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة: 5 باب فضل ما بین القبر...(1196) مسلم (1391)۔

[1] [**ضعیف**: الضعیفة (1300) ضعیف الجامع (4) ضعیف ترمذی (820)]

## (93) باب احد جبل يحبنا و نحبه

## احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اسے محبوب رکھتے ہیں

٨٨٠۔ حديث أَبِي حَمِيْدٍ ، قَالَ : أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ ، حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ : (( هَذِهِ طَابَةٌ وَهَذَا أُحُدٌ ، جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ))۔

حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے ساتھ ہم غزوہ تبوک سے واپس آ رہے تھے جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو (مدینہ کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا کہ یہ "طابہ" ہے اور یہ اُحد پہاڑ ہے۔ یہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

**لغوی توضیح** أَشْرَفْنَا ہم نے جھانکا، دیکھا۔ جَبَلٌ يُحِبُّنَا (اُحد) پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے۔ حقیقی محبت جیسے کوئی بھی صاحبِ شعور محبت کرتا ہے اور اللہ کی طرف سے ایسا ہونا ناممکن نہیں۔ نُحِبُّهُ ہم (مسلمان) اس پہاڑ سے محبت کرتے ہیں۔ جمادات سے انسان کی محبت معروف ہے، اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔

## (94) باب فضل الصلاة بمسجدى مكة والمدينة

## مسجد مکہ اور مدینہ (مسجد نبوی) میں نماز کی فضیلت

٨٨١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : (( صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنَ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز مسجد حرام کے سوا تمام مسجدوں میں نماز سے ایک ہزار درجہ زیادہ افضل ہے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز عام مساجد کی ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز عام مساجد کی ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔[1]

## (95) باب لا تشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد

## تین مسجدوں کے سوا اور کسی مقام زیارت کے لئے سفر کا قصد منع ہے

٨٨٢۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ : الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ، وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ ، وَمَسْجِدِ الأَقْصَى ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تین مسجدوں کے سوا کسی کے لئے کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) ایک مسجد حرام دوسرے رسول اللہ ﷺ کی مسجد اور تیسرے مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس۔

---

٨٨٠۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 81 باب حدثنا یحیی بن بکیر (1872) مسلم (1392) ابو داود (3079)۔

٨٨١۔ البخاری فی: 20 کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة: باب فضل الصلاة ...(1190) مسلم (1394)۔

٨٨٢۔ البخاری فی: 20 کتاب فضل الصلاة فی مسجد مکة والمدینة: 1 باب فضل الصلاة...(1189) مسلم (1397)۔

---

[1] [صحيح : صحيح الجامع الصغير (3841) مسند احمد (4/ 5) ابن حبان (1620)]

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ حصولِ برکت کے لیے صرف ان تین مساجد کی طرف ہی سفر کیا جا سکتا ہے، کسی اور مقام کی طرف برکت وثواب کی غرض سے سفر کرنا جائز نہیں جیسا کہ آج کل لوگ مختلف مزارات کی طرف صرف برکت کی غرض سے سفر کرتے ہیں۔ البتہ کسی ضرورت اور کام کے لیے ہر مقام کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے۔

## (97) باب فضل مسجد قباء وفضل الصلاة فيه و زيارته

## مسجد قبا کی فضیلت اور اس میں نماز پڑھنے اور اس کی زیارت کرنے کا ثواب

٨٨٣- حديث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِبًا وَمَاشِيًا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ قباء آتے، کبھی پیدل اور کبھی سواری پر۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ مسجد قباء کی زیارت بھی مسنون ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ مسجد قباء میں نماز (اجر وثواب میں) عمرہ کے برابر ہے۔[1]

# [16] کتاب النکاح

## نکاح کے مسائل

٨٨٤- حديث عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللهِ فَلَقِيَهُ عُثْمَانَ بِمِنًى، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، فَخَلَيَا فَقَالَ عُثْمَانُ: هَلْ لَكَ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ فِي أَنْ نُزَوِّجَكَ بِكْرًا تُذَكِّرُكَ مَا كُنْتَ تَعْهَدُ؟ فَلَمَّا رَأَى عَبْدُ اللهِ أَنْ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى هَذَا، أَشَارَ إِلَيَّ، فَقَالَ: يَا عَلْقَمَةُ! فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ: أَمَا لَئِنْ قُلْتَ ذَلِكَ، لَقَدْ قَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ

علقمہ بن قیس رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں ملاقات کی اور کہا اے ابو عبدالرحمٰن! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ پھر وہ دونوں تنہائی میں چلے گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! کیا آپ منظور کریں گے کہ ہم آپ کا نکاح کسی کنواری لڑکی سے کر دیں جو آپ کو گذرے ہوئے ایام یاد دلا دے۔ چونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے اس لئے انہوں نے مجھے اشارہ کیا اور کہا اے علقمہ! (ادھر آؤ) میں جب ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کہہ رہے تھے کہ اگر آپ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کا یہ مشورہ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے

٨٨٣- البخاري في: 20 كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة: 4 باب إتيان مسجد... (1191) مسلم (1399)۔

٨٨٤- البخاري في: 67 كتاب النكاح: 2 باب قول ﷺ: من استطاع منكم الباءة... (1905) مسلم (1400)۔

[1] صحيح: صحيح الجامع الصغير (3872) ترمذی (324) ابن ماجه (1411)

الشَّبَابِ ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ))۔

فرمایا تھا۔ اے نوجوانو! تم میں جو بھی شادی کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے کیونکہ یہ خواہش نفسانی کو توڑ دے گا۔

**لغوی توضیح** اَلنِّكَاح جماع کرنا، شادی کرنا۔ مَعْشَر جماعت۔ اَلشَّبَاب نوجوان۔ اَلْبَاءَةَ جماع کو کہتے ہیں' لیکن یہاں مراد اسباب وضروریاتِ جماع ہے مثلاً خرچہ' مہر اور دیگر اخراجات وغیرہ۔ اَلْوِجَاء شہوت کو کچلنے والا' مراد ہے روزہ شہوت میں انتہائی کمی کر دیتا ہے۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں نکاح کی ترغیب ہے، جو اس کے سنتِ مؤکدہ ہونے کا ثبوت ہے، البتہ یہ بعض لوگوں کے حق میں فرض ہو جاتا ہے جبکہ وہ اپنے نفس پر کسی برائی میں مبتلا ہونے سے خائف ہوں۔

۸۸۵۔ **حدیث** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ' قَالَ: جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوْتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ ' فَلَمَّا أُخْبِرُوْا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا ' فَقَالُوْا : وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ ' قَدْ غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ ' قَالَ أَحَدُهُمْ : أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا قَالَ آخَرُ : أَنَا أَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ ' وَقَالَ آخَرُ : أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا ۔ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : (( أَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ ' لٰكِنِّي أَصُوْمُ وَأُفْطِرُ ' وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ ' وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ ' فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي )) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تین حضرات (علی' عبداللہ بن عمرو اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے۔ جب انہیں حضور ﷺ کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا آنحضرت ﷺ سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئیں ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ کی قسم! میں اللہ رب العالمین سے تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا رہتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں۔ اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

---

۸۸۵۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 1 باب الترغیب فی النکاح (5063) مسلم (1401) نسائی (3217)۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ فلاح وکامیابی اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی میں ہی ہے۔لہٰذا ہر صاحبِ استطاعت کو نبی ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے شادی کرانی چاہیے۔

٨٨٦۔ حديث سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ' قَالَ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ' عَلَى عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ التَّبَتُّلَ ' وَلَوْ اَذِنَ لَهُ لاَ خْتَصَيْنَا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو تبتل یعنی عورتوں سے الگ رہنے کی زندگی سے منع فرمایا تھا اگر آنحضرت ﷺ انہیں اجازت دے دیتے تو ہم خصی ہو جاتے۔

**لغوی توضیح** لَا خْتَصَيْنَا ہم خصی ہو جاتے (یعنی شہوت کے خاتمہ کے لیے خصیتین نکلوا لیتے)۔

## (2) باب نكاح المتعة و بيان أنه أبيح ثم نسخ ثم أبيح ثم نسخ واستقر تحريمه الى يوم القيامة

## متعہ کے پہلے حلال ہونے، پھر حرام ہونے، پھر حلال ہونے اور پھر قیامت تک حرام ہو جانے کا بیان

٨٨٧۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه ' قَالَ : كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا : اَلَا نَخْتَصِي؟ فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ' فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذَلِكَ اَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَاَ ﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو کر جہاد کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہیں ہوتی تھیں اس پر ہم نے عرض کیا کہ ہم خود کو خصی کیوں نہ کر لیں۔ لیکن نبی ﷺ نے ہمیں اس سے روک دیا اور اس کے بعد ہمیں اس کی اجازت دی کہ ہم کسی عورت سے کپڑے (یا کسی بھی چیز) کے بدلے میں نکاح کر سکتے ہیں پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ''اے ایمان والو! اپنے اوپر ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں۔'' [المائدہ:٨٧]

**لغوی توضیح** نِكَاحُ الْمُتْعَة کسی عورت سے ایک مقررہ مدت تک مقررہ معاوضے کے بدلے نکاح کر لینا مثلاً دو دن یا تین دن یا اس کے علاوہ کسی اور مدت تک۔

**فهم الحديث** نکاحِ متعہ غزوۂ خیبر سے پہلے حلال تھا پھر اسے غزوۂ خیبر کے موقع پر حرام کیا گیا۔ پھر اسے فتح مکہ کے موقع پر جائز کیا گیا، اس کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسے حرام کر دیا گیا۔[1]

---

٨٨٦۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 8 باب ما يكره من التبتل والخصاء (5073) مسلم (1402) ابن ماجه (1848)۔

٨٨٧۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 5 سورة المائدة: 9 باب لا تحرموا طيبات...(4615) مسلم (1404)۔

[1] [شرح مسلم للنووی (9/ 181)]

۸۸۸۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ' وَسَلَمَةَ بْنِ الاكْوَعِ قَالَا : كُنَّا فِي جَيْشٍ' فَاَتَانَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ: ((اِنَّهُ قَدْ اُذِنَ لَكُمْ اَنْ تَسْتَمْتِعُوْا ' فَاسْتَمْتِعُوْا))۔

حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت سلمہ بن اکوع (رضی اللہ عنہما) نے بیان کیا کہ ہم ایک لشکر میں تھے پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہیں متعہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس لئے تم نکاح متعہ کر سکتے ہو۔

۸۸۹۔ حديث عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ ' وَعَنْ اَكْلِ الْحُمُرِ الاِنْسِيَّةِ ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن عورتوں سے نکاح متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

**لغوی توضیح:** اَلْحُمُرِ الْاِنْسِيَّة گھریلو، پالتو گدھے (جنگلی گدھوں کا گوشت حرام نہیں)۔

## (3) باب تحريم الجمع بين المراة وعمتها أو خالتها في النكاح

## بھتیجی اور پھوپھی' خالہ اور بھانجی کا بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے

۸۹۰۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( لا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا ' وَلَابَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کسی عورت کو اس کی پھوپھی یا اس کی خالہ کے ساتھ نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔

## (4) باب تحريم النكاح المحرم وكراهة خطبته

## احرام کی حالت میں نکاح کرنا حرام اور پیغام نکاح دینا مکروہ ہے

۸۹۱۔ حديث ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَمُحْرِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ محرم تھے۔

**فهم الحديث:** ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اس بیان کو اہل علم نے ان کا وہم قرار دیا ہے کیونکہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا جن کا نکاح ہوا تھا وہ خود فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح ہوا اس وقت آپ حالت احرام میں نہیں تھے۔[1] نیز نبی ﷺ نے خود حالت احرام میں نکاح، بلکہ پیغام نکاح بھیجنے سے بھی منع فرمایا ہے۔[2]

---

۸۸۸۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 31 باب نهی رسول الله ﷺ عن نکاح المتعة...(5117) مسلم (1405)۔
۸۸۹۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 38 باب غزوة خیبر (4216) مسلم (1407) ترمذی (1121) ۔
۸۹۰۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 27 باب لا تنکح المراة علی عمتها (5109) مسلم (1408) ابو داود (2066)۔
۸۹۱۔ البخاری فی: 28 کتاب جزاء الصید: 12 باب تزویج المحرم (5114) مسلم (1410) ترمذی (844) ۔

① [مسلم (1411) ابو داود (1843)]
② [مسلم (1409) ابو داود (1841)]

## (5) باب تحریم الخطبة علی خطبة اخیه حتی یاذن أو یترك

## کسی مسلمان کے پیغام نکاح کا جب تک فیصلہ نہ ہو جائے یا وہ چھوڑ نہ دے تب تک پیغام دینا جائز نہیں

۸۹۲۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، كَانَ يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا يَخْطُبَ الرَّجُلُ عَلَى خِطْبَةِ اَخِيهِ حَتَّى يَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهُ اَوْ يَاْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ ہم کسی کے بھاؤ پر بھاؤ لگائیں اور کسی شخص کو اپنے کسی (دینی) بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ بھیجنا چاہیے۔ یہاں تک کہ پیغام نکاح بھیجنے والا اپنا ارادہ بدل دے یا اسے پیغام بھیجنے کی اجازت دے دے تو جائز ہے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ اگر کسی مسلمان بھائی نے کہیں پیغامِ نکاح بھیجا ہو تو وہاں اپنا پیغامِ نکاح بھیج دینا جائز نہیں۔ کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر کہیں بات چل رہی ہو اور ابھی پختہ نہ ہوئی ہو تو کوئی اور بھی پیغام بھیج سکتا ہے۔

## (6) باب تحریم نکاح الشغار وبطلانه

## نکاح شغار (وٹہ سٹہ) کا نکاح حرام ہے

۸۹۳۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ الشِّغَارِ، وَالشِّغَارُ اَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلَى اَنْ يُزَوِّجَ الْآخَرُ ابْنَتَهُ، لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ''شغار'' سے منع فرمایا ہے۔ شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی لڑکی یا اپنی بہن کا نکاح اس شرط کے ساتھ کرے کہ وہ دوسرا شخص اپنی بیٹی (یا بہن) اس کو بیاہ دے اور کچھ مہر نہ ٹھہرے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نکاحِ شغار حرام ہے۔ واضح رہے کہ ہر ایسا نکاح شغار ہے جس میں ایک عورت کے بدلے دوسری عورت کے نکاح کی شرط ہو خواہ اس میں حق مہر ادا کیا جائے یا نہ جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسی کے مطابق فیصلہ موجود ہے۔[1]

## (7) باب الوفاء بالشروط فی النکاح

## نکاح کی طے کردہ شرائط پوری کرنا

۸۹۴۔ حدیث عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((اَحَقُّ الشُّرُوطِ اَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ))۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وہ شرطیں جن کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے پوری کی جانے کی سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

**فهم الحديث** یاد رہے کہ ایسی شروط جو شریعت کے خلاف ہوں، انہیں پورا کرنا جائز نہیں جیسے پہلی بیوی کو طلاق کی شرط وغیرہ۔ صرف وہی شروط پوری کی جائیں گی جو خلافِ سنت نہ ہوں جیسے الگ گھر کا مطالبہ وغیرہ۔

---

۸۹۲۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 45 باب لا یخطب علی خطبة اخیه...(2139) مسلم (1412)۔
۸۹۳۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 27 باب الشغار (5112) مسلم (1415) ابن ماجه (1883) ترمذی (1124)۔
۸۹۴۔ البخاری فی: 54 کتاب الشروط: 6 باب الشروط فی المهر عند عقدة النکاح (2721) مسلم (1418)۔

[1] [حسن: صحیح ابو داود (1826) ابو داود (2075)]

## (8) باب استئذان الثيب في النكاح بالنطق والبكر بالسكوت

## ثیبہ کا نکاح کے لیے زبان سے ہاں کہنا ضروری ہے اور کنواری لڑکی کی خاموشی ہی اجازت ہے

٨٩٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (( لَا تُنْكَحُ الأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ )) قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: (( أَنْ تَسْكُتَ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لی جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔ صحابہ نے کہا کہ یارسول اللہ! کنواری عورت اجازت کیسے دے گی؟ آپ نے فرمایا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے۔

**لغوی توضیح** الثَّيِّب وہ عورت جو کنواری نہ ہو یعنی یا مطلقہ ہو یا بیوہ۔ الأَيِّم ایسی عورت جس کی ہم بستری کے ذریعے بکارت زائل ہو چکی ہو خواہ زنا کے ساتھ ہی زائل ہوئی ہو۔ تُسْتَأْمَر اس سے مشورہ طلب کیا جائے گا یعنی شوہر دیدہ عورت کے نکاح کے لیے اس کی خاموشی کافی تصور نہیں ہوگی بلکہ اسے بول کر اپنی رائے کا اظہار کرنا ہوگا۔

٨٩٦۔ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يُسْتَأْمَرُ النِّسَاءُ فِي أَبْضَاعِهِنَّ؟ قَالَ: (( نَعَمْ )) قُلْتُ: فَإِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَأْمَرُ فَتَسْتَحْيِي فَتَسْكُتُ، قَالَ: (( سُكَاتُهَا إِذْنُهَا ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا عورتوں سے ان کے نکاح کے سلسلہ میں اجازت لی جائے گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا لیکن کنواری لڑکی سے اگر اجازت لی جائے تو وہ شرم کی وجہ سے خاموش رہے گی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی خاموشی ہی اجازت ہے۔

**لغوی توضیح** أَبْضَاعِهِنَّ جمع ہے بُضْع کی، معنی ہے نکاح۔ سُكَاتُهَا اس کی خاموشی۔

## (9) باب تزويج الاب البكر الصغيرة

## باپ نابالغ بیٹی کا نکاح کرسکتا ہے

٨٩٧۔ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ، فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعَرِي فَوَفَى جُمَيْمَةً، فَأَتَتْنِي أُمِّي، أُمُّ رُوْمَانَ، وَإِنِّي

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ سے میرا نکاح ہوا تو میری عمر چھ سال تھی۔ پھر ہم مدینہ (ہجرت کر کے) آئے اور بنی حارث بن خزرج کے یہاں قیام کیا۔ یہاں آ کر مجھے بخار چڑھا اور اس وجہ سے میرے بال گرنے لگے پھر مونڈھوں تک خوب بال ہو گئے پھر ایک دن میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں اس وقت میں اپنی

---

٨٩٥۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 41 باب لا يُنْكِح الاب وغيره البكر...(5136) مسلم (1419) ترمذي (1107)۔

٨٩٦۔ البخاري في: 89 كتاب الإكراه: 3 باب لا يجوز نكاح المكره (5137) مسلم (1420) ابن حبان (4080)۔

٨٩٧۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 44 باب تزويج النبي ﷺ عائشة (3894) مسلم (1422)۔

لَفِي أُرْجُوحَةٍ: وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا لَا أَدْرِي مَاتُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ، وَإِنِّي لَأُنْهِجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ۔

چند سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ انہوں نے مجھے پکارا تو میں حاضر ہو گئی مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ ان کا میرے ساتھ کیا ارادہ ہے۔ آخر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازہ کے پاس کھڑا کر دیا اور میرا سانس پھولا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں جب مجھے کچھ سکون ہوا تو انہوں نے تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیرا۔ پھر گھر کے اندر مجھے لے گئیں۔ وہاں انصار کی چند عورتیں موجود تھیں جنہوں نے مجھے دیکھ کر دعا دی کہ خیر و برکت اور اچھا نصیب لے کر آئی ہو۔ میری ماں نے مجھے انہی کے حوالہ کر دیا اور انہوں نے میری آرائش کی اس کے بعد دن چڑھے اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے خود مجھے سلام کیا۔ میری عمر اس وقت نو سال تھی۔

**لغوی توضیح** فَوُعِكْتُ مجھے بخار ہو گیا۔ فَتَمَرَّقَ شَعَرِيْ میرے بال (بخار کی وجہ سے) گر گئے۔ فَوَفَى پھر (شفا ہوئی تو) بڑھ گئے۔ جُمَيْمَةٌ کندھوں تک لمبے (ہو گئے)۔ أُرْجُوحَةٌ لکڑی کا جھولا۔ لَأُنْهِجُ میرا سانس تیز ہو رہا تھا۔ عَلَى خَيْرِ طَائِرٍ خیر و بھلائی اور اچھا نصیب لائی ہو۔ فَلَمْ يَرُعْنِي نہیں اچانک آئے (مگر رسول ﷺ)۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ بچی کے نکاح کی عمر وہی ہے جب وہ ہم بستری کے قابل ہو جائے خواہ نابالغ ہی ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نابالغ بچی سے نکاح کے سلسلے میں اجازت لینا ضروری نہیں۔

## (12) باب الصداق وجواز كونه تعليم قرآن وخاتم حديد وغير ذلك من قليل و كثير واستحباب كونه خمسمائة درهم لمن لايجحف به

## مہر کا بیان، قرآن کی تعلیم دینا اور لوہے وغیرہ کا چھلا مہر ٹھہرایا جا سکتا ہے اور صاحب استطاعت کے پانچ سو درہم مہر مقرر کرنا مستحب ہے

٨٩٨۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي، فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ،

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے کے لیے لائی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر نیچے کر لی اور سر جھکا

٨٩٨۔ البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 22 باب القراءة عن ظهر قلب (2310) مسلم (1425) ابوداود (2111)۔

فَصَعَّدَ النَّظَرَ اِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ، ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَأَتِ الْمَرْأَةُ اَنَّهُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟)) فَقَالَ: لَا، وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((اذْهَبْ اِلَى اَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: لَا، وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، مَاوَجَدْتُ شَيْئًا۔ قَالَ: ((انْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا، وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ، وَلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِي (قَالَ سَهْلٌ مَالَهُ رِدَاءٌ) فَلَهَا نِصْفُهُ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ؟ وَاِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ، وَاِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ شَيْءٌ)) فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى طَالَ مَجْلِسُهُ۔ ثُمَّ قَامَ، فَرَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُوَلِّيًا فَاَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: مَعِي سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا، وَسُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا، قَالَ: ((اَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ؟)) قَالَ: نَعَمْ! قَالَ: ((اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ))۔

لیا جب اس خاتون نے دیکھا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو وہ بیٹھ گئی پھر آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا یارسول اللہ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں ہے تو میرے ساتھ ان کا نکاح کر دیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی چیز ملے۔ وہ صاحب گئے اور واپس آ گئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! واللہ مجھے وہاں کوئی چیز نہیں ملی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ (مہر کے لیے) بھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم! نہیں یارسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر دیکھ لو۔ ایک لوہے کی انگوٹھی ہی سہی! وہ صاحب گئے اور پھر واپس آ گئے اور عرض کیا نہیں، اللہ کی قسم! یارسول اللہ! لوہے کی ایک انگوٹھی بھی مجھے نہیں ملی۔ البتہ یہ ایک تہبند میرے پاس ہے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی چادر بھی (اوڑھنے کے لیے) نہیں تھی۔ اس صحابی نے کہا خاتون کو اس میں سے آدھا پھاڑ کر دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اس تہبند کا وہ کیا کرے گی اگر تم اسے پہنتے ہو تو اس کے قابل نہیں رہتا۔ اگر وہ پہنتی ہے تو تمہارے قابل نہیں پھر وہ صاحب بیٹھ گئے کافی دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں جاتے ہوئے دیکھا تو بلوایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ فلاں فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں۔ انہوں نے ان کے نام لیے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا' کیا تم انہیں زبانی پڑھ لیتے ہو؟ عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جاؤ تمہیں قرآن مجید کی سورتیں یاد ہیں ان کے بدلہ میں میں نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا۔

**لغوی توضیح** صَعَّدَ نظر دوڑائی۔ طَأْطَأَ سر جھکا لیا۔ مَلَّكْتُكَهَا میں نے تمہیں اس (کی عصمت) کا مالک بنا دیا۔ معلوم ہوا کہ لفظِ تملیک سے بھی نکاح ہو جاتا ہے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ کم از کم مہر کی کوئی حد نہیں۔ معمولی سے معمولی چیز مثلاً لوہے کی انگوٹھی وغیرہ بھی مہر بن سکتی ہے حتی کہ کوئی بھی نفع مند چیز مثلاً قرآن کی تعلیم کو بھی مہر بنایا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر کوئی استطاعت رکھتا ہو تو زیادہ مہر دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ پانچ سو درہم بطورِ مہر اس لیے مستحب ہیں کیونکہ ازواجِ مطہرات کا مہر اتنا ہی تھا۔[1]

۸۹۹۔ حديث اَنَسٍ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی عَلَی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَةٍ ۔ قَالَ: (( مَا هٰذَا؟)) قَالَ : اِنِّی تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً عَلَی وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ ۔ قَالَ: ((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ ' اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ )) ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا نشان دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے مہر پر نکاح کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے۔ دعوت ولیمہ کر خواہ ایک بکری کے ساتھ ہی۔

**لغوی توضیح** اَثَرُ صُفْرَةٍ زرد رنگ کا نشان، مراد ہے زعفران کا نشان، جو انہیں ان کی بیوی سے لگ گیا تھا۔ نَوَاةٌ گٹھلی کو کہتے ہیں۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ ولیمہ کرنا واجب ہے۔ اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے تمام نکاحوں میں ولیمہ کیا اور عہدِ رسالت میں ایسا کوئی بھی نکاح معروف نہیں جس میں ولیمہ نہ کیا گیا ہو۔

## (13) باب فضيلة اعتاقه امته ثم يتزوجها

## اپنی لونڈی کو آزاد کر کے نکاح کرنے کی فضیلت

۹۰۰۔ حديث اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ ' فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَنَا رَدِيْفُ اَبِی طَلْحَةَ فَاَجْرٰی نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ فِی زُقَاقِ خَيْبَرَ ' وَاَنَّ رُكْبَتِی لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ حَسَرَ الازَارَ عَنْ فَخِذِهِ حَتّٰی اِنِّی اَنْظُرُ اِلٰی بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ غزوۂ خیبر میں تشریف لے گئے۔ ہم نے وہاں فجر کی نماز اندھیرے ہی میں پڑھی۔ پھر نبی ﷺ سوار ہوئے اور ابو طلحہ بھی سوار ہوئے۔ میں ابو طلحہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے اپنی سواری کا رخ خیبر کی گلیوں کی طرف کر دیا۔ میرا گھٹنا نبی ﷺ کی ران سے چھو جاتا تھا۔ نبی ﷺ نے اپنی ران سے تہبند ہٹایا یہاں تک کہ میں نبی ﷺ کی شفاف اور سفید رانوں کی سفیدی اور چمک دیکھنے لگا۔ جب آپ خیبر کی بستی میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اکبر، خیبر برباد ہو گیا۔ جب

۸۹۹۔ البخاری فی: 67 كتاب النكاح: 56 باب كيف يدعى للمتزوج (2049) مسلم (1427) ترمذی (1094)۔
۹۰۰۔ البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 12 باب ما يذكر فی الفخذ (371) مسلم (1365) ابو داود (2054)۔

[1] [مسلم (1426) ابو داود (2105)]

(( اللّٰهُ اَكْبَرُ ! خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذِرِيْنَ )) قَالَهَا ثَلاثًا قَالَ : وَخَرَجَ الْقَوْمُ اِلَى اَعْمَالِهِمْ فَقَالُوْا : مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ (يَعْنِي الْجَيْش) قَالَ : فَاَصَبْنَاهَا عَنْوَةً ' فَجَمَعَ السَّبْيُ ' فَجَاءَ دِحْيَةُ فَقَالَ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اَعْطِنِي جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ ' قَالَ : (( اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً )) فَاَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ ' فَجَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ؟ لَا تَصْلُحُ اِلَّا لَكَ ' قَالَ : (( ادْعُوْهُ بِهَا )) فَجَاءَ بِهَا ' فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ : (( خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا )) قَالَ : فَاَعْتَقَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَتَزَوَّجَهَا۔

فَقَالَ لَهُ ثَابِتٌ . يَا اَبَا حَمْزَةَ ! مَا اَصْدَقَهَا ؟ قَالَ : نَفْسَهَا ' اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا ' حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالطَّرِيْقِ جَهَّزَتْهَا لَهُ اُمُّ سُلَيْمٍ فَاَهْدَتْهَا لَهُ مِنَ اللَّيْلِ ' فَاَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ عَرُوْسًا ' فَقَالَ : (( مَنْ كَانَ عِنْدَهُ شَيْءٌ فَلْيَجِيْ بِهِ )) وَبَسَطَ نِطَعًا ۔ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالسَّمْنِ ( قَالَ وَاَحْسِبُهُ قَدْ ذَكَرَ السَّوِيْقَ ) قَالَ : فَحَاسُوْا حَيْسًا ' فَكَانَتْ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

ہم کسی قوم کے آنگن میں اتر جائیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خیبر کے یہودی اپنے کاموں کے لئے باہر نکلے ہی تھے کہ وہ چلا اٹھے محمد لشکر لے کر پہنچ گئے۔ پس ہم نے خیبر لڑ کر فتح کر لیا اور قیدی جمع کئے گئے۔ پھر دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! قیدیوں میں سے کوئی باندی مجھے عنایت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ کوئی باندی لے لو۔ انہوں نے صفیہ بن حیی کو لے لیا۔ پھر ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! صفیہ جو قریظہ اور نضیر کے سردار کی بیٹی ہیں انہیں آپ نے دحیہ کو دے دیا۔ وہ تو صرف آپ ہی کے لئے مناسب تھیں اس پر آپ نے فرمایا کہ دحیہ کو صفیہ کے ساتھ بلاؤ وہ لائے گئے۔ جب نبی ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ قیدیوں میں سے کوئی اور باندی لے لو۔ راوی نے کہا کہ پھر نبی ﷺ نے صفیہ کو آزاد کر دیا اور انہیں اپنے نکاح میں لے لیا۔

ثابت بنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ابو حمزہ! ان کا مہر آنحضور ﷺ نے کیا رکھا تھا؟ حضرت انس نے فرمایا کہ خود ان کی آزادی ہی ان کا مہر تھا اور اسی پر آپ نے نکاح کیا۔ پھر راستے ہی میں ام سلیم ( حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ) نے انہیں دلہن بنایا' اور نبی ﷺ کے پاس رات کے وقت بھیجا۔ اب نبی ﷺ دولہا تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ جس کے پاس بھی کچھ کھانے کی چیز ہو تو یہاں لائے۔ آپ نے ایک چمڑے کا دسترخوان بچھایا۔ بعض صحابہ کھجور لائے' بعض گھی۔ ( راوی نے کہا کہ میرا خیال ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ستو کا بھی ذکر کیا ) پھر لوگوں نے ان کا حلوا بنا لیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ تھا۔

﴿لغوی توضیح﴾ زُقَاقِ گلی۔ حَسَرَ ہٹایا۔ عَنْوَةً زبردستی (لڑکر)۔ نِطَع دسترخوان۔ السَّوِيق ستو۔ حَيْس کھجور، پنیر اور گھی کا حلوہ۔

﴿فہم الحدیث﴾ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لونڈی کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرنا درست ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعوت ولیمہ کے لیے بھائیوں سے تعاون حاصل کیا جا سکتا ہے اور گوشت کے بغیر بھی ولیمہ درست ہے۔

۹۰۱۔ حديث أَبِي مُوْسَى ﷺ ' قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (( مَنْ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَعَالَهَا فَأَحْسَنَ إِلَيْهَا ثُمَّ أَعْتَقَهَا ' وَتَزَوَّجَهَا ' كَانَ لَهُ أَجْرَانِ ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو اور وہ اس کی اچھی پرورش کرے اور اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرے' پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

﴿لغوی توضیح﴾ لَهُ أَجْرَانِ اس کے لیے دوہرا ثواب ہے۔ ایک آزاد کرنے کا اور دوسرا شادی کا۔ کیونکہ اس سے شادی کرنے سے اس کے مقام و مرتبہ میں یقیناً اضافہ ہوا ہے۔

## (14) باب زواج النبی زینب بنت جحش ونزول الحجاب واثبات ولیمة العرس

## ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح' حکم حجاب کا نزول اور شادی کے ولیمہ کا ثبوت

۹۰۲۔ حديث أَنَسٍ ' قَالَ : مَا أَوْلَمَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى شَيْءٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ ' أَوْلَمَ بِشَاةٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا جیسا ولیمہ اپنی بیویوں میں سے کسی کا نہیں کیا۔ ان کا ولیمہ آپ نے ایک بکری کا کیا تھا۔

﴿فہم الحدیث﴾ اس اور آئندہ احادیث میں ایک تو ولیمہ کا اثبات ہے اور دوسرے نبی ﷺ کے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ذکر ہے۔ زینب رضی اللہ عنہا پہلے آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ لیکن بعد میں انہوں نے زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿ زَوَّجْنَاكَهَا ﴾ ''اس (زینب) سے ہم نے آپ کا نکاح کرایا۔'' [الاحزاب : ۳۷] یوں جاہلیت کی اس رسم کا بھی خاتمہ ہوا کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کی طرح ہے اور اس کی مطلقہ سے نکاح جائز نہیں۔ نیز ان احادیث میں یہ درس بھی دیا گیا ہے کہ بن بلائے کسی کے گھر میں کھانے کے وقت نہیں جانا چاہیے کیونکہ اس سے گھر والے تنگی محسوس کرتے ہیں، اسی طرح اگر دعوت ملی ہو تب بھی وقت سے پہلے پہنچ کر کھانا پکنے کا انتظار کرتے رہنا، میزبان کو تنگی میں ڈالنے کے مترادف ہے، اس سے بچنا چاہیے۔

۹۰۳۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ ' قَالَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے

---

۹۰۱۔ البخاری فی: 49 کتاب العتق: 14 باب فضل من ادب جاریته وعلمها ، مسلم (154)۔

۹۰۲۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 68 باب الولیمة ولو بشاة ، مسلم (1428) ابوداود (3743) ترمذی (3218)۔

۹۰۳۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 33 سورة الاحزاب: 8 باب قوله "لا تدخلوا بیوت النبی" الآیة۔

: لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ ابْنَةَ جَحْشٍ ' دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوْا ' ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ ' وَإِذَا هُوَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ ' فَلَمْ يَقُوْمُوْا ' فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ ' قَالَ مَنْ قَامَ وَقَعَدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ ' فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَدْخُلَ ' فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ' ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوْا ' فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا ' فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ ' فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ ' فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ ' فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ـ ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ ﴾ الآية ـ

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو قوم کو آپ نے دعوت ولیمہ دی' کھانا کھانے کے بعد لوگ (گھر کے اندر ہی) بیٹھے (دیر تک) باتیں کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے ایسا کیا گویا آپ اٹھنا چاہتے ہیں (تاکہ لوگ سمجھ جائیں اور اٹھ جائیں) لیکن کوئی بھی نہ اٹھا۔ جب آپ کھڑے ہوئے تو دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو گئے' لیکن تین آدمی اب بھی بیٹھے رہ گئے۔ آپ ﷺ جب باہر سے اندر جانے کے لئے آئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ بھی اٹھ گئے تو میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خبر دی کہ وہ لوگ بھی چلے گئے ہیں تو آپ اندر تشریف لائے۔ میں نے بھی چاہا کہ اندر جاؤں' لیکن آپ ﷺ نے اپنے اور میرے بیچ میں دروازے کا پردہ گرا لیا۔ اس کے بعد آیت مبارکہ نازل ہوئی کہ ''اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں (بغیر اجازت) مت جایا کرو......'' آخر آیت تک [الاحزاب:٥٣]

٩٠٤ـ حديث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ ' وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِيْنَةِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ ' فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ ' بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ ' حَتّٰى قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَمَشٰى وَمَشَيْتُ مَعَهُ ' حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ' ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا ' فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ مَكَانَهُمْ ' فَرَجَعَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پردہ کے حکم کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کا موقعہ تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے نکاح مدینہ منورہ میں کیا تھا۔ دن چڑھنے کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کی کھانے کی دعوت کی تھی۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ بعض اور صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت تک دوسرے لوگ (کھانے سے فارغ ہو کر) جا چکے تھے۔ آخر آپ ﷺ بھی کھڑے ہو گئے اور چلتے رہے۔ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے پر پہنچے پھر آپ نے خیال کیا کہ وہ لوگ (جو بھی کھانے کے بعد گھر میں بیٹھے رہ گئے تھے) جا چکے ہوں

٩٠٤ـ البخاری فی: 70 كتاب الاطعمة: 59 باب قول الله تعالى "فإذا طعمتم فانتشروا"۔

وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ، فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوا، فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا، وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ۔

گے (اس لئے آپ واپس تشریف لائے) میں بھی آپ کے ساتھ واپس آیا۔ لیکن وہ لوگ اب بھی اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ پھر واپس آ گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ دوبارہ واپس آیا۔ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ پر پہنچے پھر آپ وہاں سے واپس ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا اب وہ لوگ جا چکے تھے اس کے بعد آپ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ لٹکا لیا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

۹۰۵۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا مَرَّ بِجَنَبَاتِ أُمِّ سُلَيْمٍ، دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَرُوسًا بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِي أُمُّ سُلَيْمٍ: لَوْ أَهْدَيْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَدِيَّةً! فَقُلْتُ لَهَا: افْعَلِي فَعَمَدَتْ إِلَى تَمْرٍ وَسَمْنٍ وَأَقِطٍ، فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِي بُرْمَةٍ، فَأَرْسَلَتْ بِهَا مَعِي إِلَيْهِ، فَانْطَلَقْتُ بِهَا إِلَيْهِ، فَقَالَ لِي: ((ضَعْهَا)) ثُمَّ أَمَرَنِي، فَقَالَ: ((ادْعُ لِي رِجَالًا)) سَمَّاهُمْ ((وَادْعُ لِي مَنْ لَقِيتَ)) قَالَ: فَفَعَلْتُ الَّذِي أَمَرَنِي، فَرَجَعْتُ فَإِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِأَهْلِهِ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى تِلْكَ الْحَيْسَةِ، وَتَكَلَّمَ بِهَا مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُو عَشَرَةً عَشَرَةً يَأْكُلُونَ مِنْهُ، وَيَقُولُ لَهُمْ: ((اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ، وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيهِ)) قَالَ: حَتَّى تَصَدَّعُوا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا آپ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف سے گزرتے تو ان کے پاس جاتے ان کو سلام کرتے (وہ آپ کی رضاعی خالہ ہوتی تھیں)۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک بار ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دولہا تھے، آپ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا تو ام سلیم (میری ماں) مجھ سے کہنے لگی اس وقت ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ تحفہ بھیجیں تو اچھا ہے۔ میں نے کہا مناسب ہے انہوں نے کھجور اور گھی اور پنیر ملا کر ایک ہانڈی میں حلوہ بنایا اور میرے ہاتھ میں دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھجوایا۔ میں لے کر آپ کے پاس چلا۔ جب پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ رکھ دے اور جا کر فلاں فلاں لوگوں کو بلا لا آپ نے ان کا نام لیا اور جو کوئی بھی تجھ کو راستے میں ملے اس کو بلا لے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کے حکم کے موافق لوگوں کو دعوت دینے گیا۔ لوٹ کر جو آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سارا گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اس حلوے پر رکھے اور جو اللہ کو منظور تھا وہ زبان سے کہا (برکت کی دعا فرمائی)۔ پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لئے بلانا شروع کیا آپ ان سے فرماتے جاتے تھے اللہ کا نام لو اور ہر ایک

۹۰۵۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 64 باب الهدية للعروس -

كُلُّهُمْ عَنْهَا فَخَرَجَ مِنْهُمْ مَنْ خَرَجَ ' وَبَقِيَ نَفَرٌ يَتَحَدَّثُونَ قَالَ: وَجَعَلْتُ أَغْتَمُّ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ نَحْوَ الْحُجُرَاتِ ' وَخَرَجْتُ فِي إِثْرِهِ فَقُلْتُ: إِنَّهُمْ قَدْ ذَهَبُوْا فَرَجَعَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ ' وَأَرْخَى السِّتْرَ ' وَإِنِّي لَفِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ يَقُوْلُ:

آدمی اپنے آگے سے کھائے (رکابی کے بیچ میں ہاتھ نہ ڈالے) یہاں تک کہ سب لوگ کھا کر گھر کے باہر چل دیئے۔ تین آدمی گھر میں بیٹھے باتیں کرتے رہے اور مجھ کو ان کے نہ جانے سے رنج پیدا ہوا (اس خیال سے کہ آپ ﷺ کو تکلیف ہو گی) آخر آپ ﷺ اپنی دوسری بیویوں کے حجروں پر گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا۔ پھر راستے میں میں نے آپ سے کہا کہ وہ تین آدمی بھی چلے گئے اس وقت آپ لوٹے۔ (حضرت زینب کے حجرے میں) آئے میں بھی حجرہ ہی میں تھا۔ لیکن آپ نے میرے اور اپنے بیچ میں پردہ ڈال لیا آپ سورہ احزاب کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيِ مِنَ الْحَقِّ﴾

''مسلمانو! نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر جب کھانے کے لئے تم کو اندر آنے کی اجازت دی جائے اس وقت جاؤ وہ بھی ایسا ٹھیک وقت دیکھ کر کہ کھانا پکنے کا انتظار نہ کرنا پڑے البتہ جب بلائے جاؤ تو اندر آجاؤ اور کھانے سے فارغ ہوتے ہی چل دو۔ باتوں میں لگ کر وہاں بیٹھے نہ رہا کرو۔ ایسا کرنے سے پیغمبر کو تکلیف ہوتی تھی اس کو تم سے شرم آتی تھی (کہ تم سے کہے کہ چلے جاؤ) اور اللہ تعالیٰ حق بات میں نہیں شرماتا۔'' [الاحزاب:۵۳]

قَالَ أَنَسٌ: إِنَّهُ خَدَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے دس برس تک متواتر آپ ﷺ کی خدمت کی ہے۔

## (15) باب الامر باجابة الداعي الى دعوة

## دعوت قبول کرنے کا حکم

۹۰۶۔ حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَأْتِهَا ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی دعوت ولیمہ پر بلایا جائے تو اسے آنا چاہیے۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعوتِ ولیمہ ضرور قبول کرنی چاہیے۔ لیکن اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر کوئی عذر ہو (مثلاً مریض ہو، راستہ لمبا ہو وغیرہ) تو پیچھے رہنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

۹۰۶۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 71 باب حق إجابة الوليمة والدعوة (5173) مسلم (1429) ترمذى (1098)۔

٩٠٧۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ، يُدْعَى لَهَا الأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ، وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ولیمہ کا وہ کھانا بدترین کھانا ہے جس میں صرف مالداروں کو خصوصی دعوت دی جائے اور محتاجوں کو نہ کھلایا جائے اور جس نے ولیمہ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ امیر اور غریب ہر طرح کے افراد کو دعوتِ ولیمہ میں شریک کرنا چاہیے۔

## (16) باب لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها حتى تنكح زوجا غيره و يطاها ثم يفارقها وتنقضى عدتها

## تین طلاقوں کے بعد عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہوسکتی جب تک دوسرا شوہر اس سے نکاح کے بعد جماع نہ کرے اور اسے طلاق دے اور وہ عورت عدت پوری نہ کرلے

٩٠٨۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها، قَالَتْ: جَائَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي، فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ، إِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ، فَقَالَ: ((أَتُرِيدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ)) وَأَبُو بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ، وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدِ ابْنِ الْعَاصِ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ، فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَا تَسْمَعُ إِلَى هٰذِهِ، مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ؟ ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رفاعہ قرظی کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں رفاعہ کی نکاح میں تھی پھر مجھے انہوں نے طلاق دے دی، قطعی طلاق دے دی۔ پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے شادی کرلی۔ لیکن ان کے پاس تو (شرمگاہ) اس کپڑے کی گانٹھ کی طرح ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تو رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہے لیکن تو اس وقت تک اس سے شادی نہیں کرسکتی جب تک تو عبدالرحمٰن بن زبیر کا مزانہ چکھ لے اور وہ تمہارا مزانہ چکھ لیں اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں موجود تھے اور حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ دروازے پر اپنے لئے (اندر آنے کی) اجازت کا انتظار کر رہے تھے انہوں نے کہا ابوبکر! کیا اس عورت کو نہیں دیکھتے، نبی ﷺ کے سامنے کس طرح کی باتیں زور زور سے کہہ رہی ہے۔

**لغوی توضیح** هُدْبَةِ الثَّوْب کپڑے کی گانٹھ۔ مراد ہے اس کا آلہ تناسل ڈھیلا اور سست ہے جیسے کپڑا۔ عُسَيْلَة تصغیر ہے عسل (شہد) کی، مراد ہم بستری ہے اور تصغیر اس لیے کہ انتہائی کم مقدار میں ہم بستری بھی عورت کو پہلے شوہر کے لیے حلال کر دیتی ہے۔ معلوم ہوا کہ تیسری طلاق کے بعد اسی شوہر سے دوبارہ نکاح کے لیے کسی دوسرے شخص سے نکاح کے ساتھ ہم بستری بھی ضروری ہے۔

٩٠٧۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 72 باب من ترك الدعوة فقد عصى الله ورسوله (5177) مسلم (1432)۔

٩٠٨۔ البخاری فی: 52 کتاب الشهادات: 3 باب شهادة المختبى (2639) مسلم (1433) ابن ماجه (1932)۔

۹۰۹۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' اَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلاثًا ' فَتَزَوَّجَتْ ' فَطَلَّقَ ' فَسُئِلَ النَّبِیُّ ﷺ ' اَتَحِلُّ لِلاَوَّلِ ؟ قَالَ: ((لَا 'حَتّٰی یَذُوْقَ عُسَیْلَتَهَا کَمَا ذَاقَ الاَوَّلُ )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تھی' ان کی بیوی نے دوسری شادی کر لی۔ پھر دوسرے شوہر نے بھی (ہم بستری سے پہلے) انہیں طلاق دے دی۔ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا پہلا شوہر اب ان کے لئے حلال ہے (کہ ان سے دوبارہ شادی کر لیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں یہاں تک کہ وہ یعنی شوہر ثانی اس کا مزہ چکھے جیسا کہ پہلے نے مزہ چکھا تھا۔

## (17) باب ما یستحب ان یقوله عند الجماع

## جماع کے وقت کی دعا

۹۱۰۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : (( اَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ یَقُوْلُ حِیْنَ یَاْتِی اَهْلَهُ بِاسْمِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِی الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ' ثُمَّ قُدِّرَ بَیْنَهُمَا فِی ذٰلِكَ ' اَوْ قُضِیَ وَلَدٌ ' لَمْ یَضُرَّهُ شَیْطَانٌ اَبَدًا )) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس ہم بستری کے لئے جب آئے تو یہ دعا پڑھے ''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں' اے اللہ شیطان کو مجھ سے دور رکھ اور شیطان کو اس چیز سے بھی دور رکھ جو (اولاد) ہمیں تو عطا کرے''۔ پھر اس عرصہ میں ان کے لئے کوئی اولاد نصیب ہو تو اسے شیطان کبھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔

## (18) باب جواز جماعه امراته فی قبلها من قدامها ومن ورائها من غیر تعرض للدبر

## اگلی جانب یا پیچھے سے قبل میں جماع جائز بشرطیکہ دبر کو نہ چھیڑا جائے

۹۱۱۔ حدیث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ' قَالَ : کَانَتِ الْیَهُوْدُ تَقُوْلُ : اِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَرَائِهَا جَاءَ الْوَلَدُ اَحْوَلَ فَنَزَلَتْ ﴿نِسَاؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ﴾ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہودی کہتے تھے کہ اگر عورت سے ہم بستری کے لئے کوئی پیچھے سے آئے گا تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں' سو اپنے کھیت میں آؤ جدھر سے چاہو'' [البقرہ:۲۲۳]

**فہم الحدیث** اس حدیث میں یہودیوں کے اس گمان کی تردید ہے کہ اگر عورت کے ساتھ اس کی پشت کی جانب سے شرمگاہ میں ہم بستری کی جائے گی تو بچہ بھینگا پیدا ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد جیسے چاہے عورت سے ہم بستری کر سکتا ہے خواہ لیٹ کر' بیٹھ کر' پہلو کے بل' آگے سے' پیچھے سے اور جیسے بھی چاہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ دخول کا مقام صرف عورت کی شرمگاہ ہی ہو پشت نہ ہو کیونکہ پشت میں جماع کو حرام قرار دیا گیا ہے اور پشت پیداوار کا مقام بھی نہیں۔

---

۹۰۹۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 4 باب من اجاز طلاق الثلاث ۔

۹۱۰۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 66 باب ما یقول الرجل إذا اتی اهله (141) مسلم (1434) ابوداود (2161) ۔

۹۱۱۔ البخاری فی: 25 کتاب التفسیر: 2 سورة البقرة: 39 باب "نساؤکم حرث لکم" (4528) مسلم (1435) ۔

### (19) باب تحريم امتناعها من فراش زوجها

### بیوی کے لیے جائز نہیں کہ شوہر کو ہم بستری سے روکے

٩١٢- حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :((إِذَا بَاتَتِ الْمَرْأَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تَرْجِعَ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر عورت اپنے شوہر سے ناراضگی کی وجہ سے اس کے بستر سے الگ تھلگ رات گذارے تو فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت بھیجتے ہیں جب تک وہ اپنی اس حرکت سے باز نہ آ جائے۔

### (21) باب حكم العزل

### عزل کا حکم

٩١٣- حديث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِي قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقَ ، فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ ، فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ ، وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ ، وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ ، فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ وَقُلْنَا : نَعْزِلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ ؟ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((مَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوْا ، مَامِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ )) ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بنی مصطلق کے لئے نکلے۔ اس غزوہ میں ہمیں کچھ عرب کے قیدی ملے (جن میں عورتیں بھی تھیں) پھر اس سفر میں ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور بے عورت رہنا ہم پر مشکل ہو گیا۔ دوسری طرف ہم عزل کرنا چاہتے تھے (اس خوف سے کہ بچہ نہ پیدا ہو)۔ ہمارا ارادہ یہی تھا کہ عزل کر لیں لیکن پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ موجود ہیں آپ سے پوچھے بغیر عزل کرنا مناسب نہ ہوگا۔ چنانچہ ہم نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم عزل نہ کرو پھر بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔

**لغوی توضیح** اَلْعَزْلُ جدا کر دینا۔ اصطلاحاً عزل یہ ہے کہ مرد عورت سے جماع کرے اور جب انزال ہونے لگے تو آلۂ تناسل کو عورت کی شرمگاہ سے باہر نکال کر انزال کر دے۔ سَبْيًا قیدی عورتیں۔ اَلْعُزْبَة مرد کا عورت کے بغیر اور عورت کا مرد کے بغیر ہونا، مراد ہے خواہش نفس کا بڑھ جانا۔ نَسَمَة جان، روح۔

٩١٤- حديث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِي رضي الله عنه قَالَ : أَصَبْنَا سَبْيًا فَكُنَّا نَعْزِلُ فَسَأَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَوَ إِنَّكُمْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک غزوہ میں) ہمیں قیدی عورتیں ملیں اور ہم نے ان سے عزل کیا۔ پھر ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم واقعی ایسا کرتے ہو؟

---

٩١٢- البخاري في: 67 كتاب النكاح: 85 باب إذا باتت المراة مهاجرة فراش زوجها (3237) مسلم (1436)۔

٩١٣- البخاري في: 64 كتاب المغازي: 32 باب غزوة بني المصطلق (2229) مسلم (1438) ترمذي (1138)۔

٩١٤- البخاري في: 67 كتاب النكاح: 96 باب العزل ۔

لَتَفْعَلُوْنَ !)) قَالَهَا ثَلَاثًا (( مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا وهِيَ كَائِنَةٌ ))۔

تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا۔ (پھر فرمایا) قیامت تک جو روح بھی پیدا ہونے والی ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی (لہٰذا عزل عبث حرکت ہے)۔

۹۱۵۔ حديث جَابِرٍ رضي الله عنه، قَالَ : كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب قرآن نازل ہو رہا تھا' ہم عزل کرتے تھے۔

# [17] كتاب الرضاع
# رضاعت کے مسائل

## (1) باب يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة

## نسب سے جن رشتہ داروں سے نکاح حرام ہے رضاعت سے بھی وہ حرام ہو جاتے ہیں

۹۱٦۔ حديث عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ عِنْدَهَا، وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَاْذِنُ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ : فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَرَاهُ فُلَانًا (لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ) فَقَالَتْ عَائِشَةُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِي بَيْتِكَ، قَالَتْ : فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم : (( اَرَاهُ فُلَانًا )) (لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ)۔ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا (لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ)۔ دَخَلَ عَلَيَّ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم (( نَعَمْ، اِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ))۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف فرما تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک صحابی کی آواز سنی جو ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے کہا یارسول اللہ! میرا خیال ہے یہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے دودھ کے چچا ہیں یارسول اللہ! یہ صحابی آپ کے گھر میں آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا خیال ہے یہ فلاں صاحب حفصہ کے رضاعی چچا ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے ایک رضاعی چچا کے متعلق پوچھا کہ اگر فلاں زندہ ہوتے تو کیا وہ بے حجاب میرے پاس آ سکتے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! دودھ سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔

۹۱۵۔ البخاری فی: 67 كتاب النكاح: 96 باب العزل (5207) مسلم (1440) حمیدی (1257) ابن حبان (4195)۔

۹۱٦۔ البخاری فی: 52 كتاب الشهادات: 7 باب الشهادة على الانساب ...(2646) مسلم (1444) عبد الرزاق (3952)۔

# کتاب الرضاع

**لغوی توضیح** الرَّضَاعَة بچے کا عورت کے پستان سے مخصوص مدت میں دودھ پینا۔ اس سے دودھ پینے والا بچہ دودھ پلانے والی کا بیٹا بن جاتا ہے اور دونوں کا باہم نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دودھ پلانے والی کی اولاد اس کے بہن بھائی بن جاتے ہیں، اس لیے ان کے ساتھ نکاح بھی حرام ہو جاتا ہے۔ بالفاظِ دیگر سگی ماں کی طرح رضاعی ماں اور اس کے رشتہ داروں سے بھی نکاح حرام ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ حرمت تب ہی ثابت ہوتی ہے جب بچے نے دو سال سے کم عمر میں کم از کم پانچ مرتبہ دودھ پیا ہو۔

## (2) باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل

## کیا رضاعت کی حرمت شوہر کی طرف بھی منتقل ہو جاتی ہے؟

٩١٧۔ حديث عَائِشَةَ ، قَالَتْ : اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ أَخُو أَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ، فَقُلْتُ : لَا آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ فِيهِ النَّبِيَّ ﷺ، فَإِنَّ أَخَاهُ أَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ ۔ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ فَأَبَيْتُ إِنْ آذَنَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَكَ ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( وَمَا مَنَعَكِ أَنْ تَأْذَنِينَ؟ عَمُّكِ )) قُلْتُ: يَارَسُولَ اللَّهِ ! إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلَكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ ۔ فَقَالَ: (( ائْذَنِي لَهُ، فَإِنَّهُ عَمُّكِ، تَرِبَتْ يَمِينُكِ ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد ابو قیس کے بھائی افلح نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی لیکن میں نے کہلوا دیا کہ جب تک اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت حاصل نہ کر لوں ان سے نہیں مل سکتی۔ میں نے سوچا کہ ان کے بھائی ابوقیس نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا۔ مجھے دودھ پلانے والی تو ابوقعیس کی بیوی تھیں۔ پھر نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ابوقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی، لیکن میں نے کہلوا دیا کہ جب تک نبی ﷺ سے اجازت نہ لے لوں ان سے ملاقات نہیں کر سکتی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا، اپنے چچا سے ملنے سے تم نے کیوں انکار کر دیا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ابوقعیس نے مجھے دودھ نہیں پلایا تھا۔ دودھ پلانے والی تو ان کی بیوی تھیں۔ آپ نے فرمایا، انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو وہ تمہارے چچا ہیں۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ دودھ پلانے والی عورت کا شوہر باپ کے اور اس کے شوہر کا بھائی چچا کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور چچا سے پردہ نہیں، اسی لیے نبی ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ انہیں اپنے ہاں آنے دو۔

٩١٨۔ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ : اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ فَلَمْ آذَنْ لَهُ، فَقَالَ : أَتَحْتَجِبِينَ مِنِّي وَأَنَا عَمُّكِ ؟ فَقُلْتُ : وَكَيْفَ ذَلِكَ ؟ قَالَ : أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد) افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے (گھر میں آنے کی) اجازت چاہی تو میں نے ان کو اجازت نہیں دی۔ وہ بولے کہ آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں حالانکہ میں آپ کا (رضاعی) چچا ہوں۔ میں نے کہا یہ کیسے؟ تو انہوں نے بتایا

---

٩١٧۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 33 سورة الاحزاب: 9 باب قوله "إن تبدوا شيئاً..." (2644) مسلم (1445)۔

٩١٨۔ البخاري في: 52 كتاب الشهادات: 7 باب الشهادة على الانساب والرضاع المستفيض ۔

اَخِي بِلَبَنِ اَخِي فَقَالَتْ : سَاَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُوْلَ اللّٰـهِ ﷺ فَقَالَ : (( صَدَقَ اَفْلَحُ ائْذَنِي لَهُ )) ۔

کہ میرے بھائی (وائل) کی بیوی نے آپ کو میرے بھائی ہی کا دودھ پلایا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ افلح نے سچ کہا ہے انہیں (اندر آنے کی) اجازت دے دیا کرو (ان سے پردہ نہیں ہے)۔

## (3) باب تحريم ابنة الاخ من الرضاعة

## رضاعی بھائی کی بیٹی سے نکاح کے حرام ہونے کا بیان

۹۱۹۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي بِنْتِ حَمْزَةَ : (( لَا تَحِلُّ لِي ، يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ ، هِيَ بِنْتُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ )) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے مسئلہ میں فرمایا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں ہو سکتیں جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہو جاتے ہیں وہی دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہو جاتے ہیں یہ تو میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ رضاعی بھائی کی بیٹی سے نکاح حرام ہے کیونکہ وہ بھتیجی ہے۔

## (4) باب تحريم الربيبة واخت المراة

## ربیبہ اور بیوی کی بہن کی حرمت کا بیان

۹۲۰۔ حديث اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ : قُلْتُ ۔ يَارَسُوْلَ اللّٰـهِ ! هَلْ لَكَ فِي بِنْتِ اَبِي سُفْيَانَ؟ قَالَ: (( فَاَفْعَلُ مَاذَا؟ )) قُلْتُ : تَنْكِحُ ، قَالَ: (( اَتُحِبِّيْنَ ؟ )) قُلْتُ : لَسْتَ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ ، وَاَحَبُّ مَنْ شَرَكَنِي فِيْكَ اُخْتِي قَالَ: (( اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِي )) قُلْتُ : بَلَغَنِي اَنَّكَ تَخْطُبُ قَالَ: (( ابْنَةَ اُمِّ سَلَمَةَ؟ )) قُلْتُ : نَعَمْ ۔ قَالَ : (( لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِي مَا حَلَّتْ لِي ، اَرْضَعَتْنِي وَاَبَاهَا ثُوَيْبَةُ ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ )) ۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ابوسفیان کی صاحبزادی کو چاہتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا۔ پھر میں اس کے ساتھ کیا کروں گا؟ میں نے عرض کیا کہ اس سے آپ نکاح کر لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے پسند کرو گی؟ میں نے عرض کیا میں کوئی تنہا تو ہوں نہیں (بلکہ میری دوسری سوکنیں ہیں ہی) اور میں اپنی بہن کے لئے یہ پسند کرتی ہوں کہ وہ بھی میرے ساتھ آپ کے تعلق میں شریک ہو جائے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے لئے حلال نہیں (کیونکہ دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں نہیں رکھا جا سکتا) میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے (زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے) نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا ام سلمہ کی لڑکی کے پاس؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا، واہ واہ اگر وہ میری ربیبہ نہ ہوتی جب بھی وہ میرے لئے حلال نہ

---

۹۱۹۔ البخاری فی: 52 کتاب الشهادات: 7 باب الشهادة علی الانساب...(2645) مسلم (1447) ابن ماجه (1938)۔

۹۲۰۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 25 باب "وربائبکم اللاتی فی حجورکم" (5101) مسلم (1449)۔

ہوتی مجھے اور اس کے والد ابو سلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ دیکھو تم آئندہ میرے نکاح کے لئے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔

**لغوی توضیح** رَبِيْبَة وہ لڑکی جو بیوی کے پہلے شوہر سے ہو۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو بہنوں سے نکاح کرنا حرام ہے اور یہ حرمت قرآن میں بھی یوں مذکور ہے کہ ﴿وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ [النساء: ٢٣] ۔اسی طرح ربیبہ سے بھی نکاح حرام ہے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ اگر ایک بہن فوت ہو جائے یا اسے طلاق دے دے تو پھر دوسری بہن سے نکاح کیا جا سکتا ہے، اسی طرح ربیبہ سے نکاح تب حرام ہے جب اس کی ماں سے ہم بستری کر لے، اگر ہم بستری کے بغیر چھوڑ دے تو ربیبہ سے بھی نکاح حلال ہے۔[ دیکھیے: سورة النساء: آیت ٢٣]۔

## (8) باب انما الرضاعة من المجاعة

## رضاعت اس دودھ سے ہوتی ہے جو بھوک کے وقت پلایا جائے

٩٢١۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ' وَعِنْدِي رَجُلٌ ' قَالَ: ((يَاعَائِشَةُ ! مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ : اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ ۔ قَالَ: ((يَاعَائِشَةُ ! انْظُرْنَ مَنْ اِخْوَانُكُنَّ ' فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ تشریف لائے تو میرے یہاں ایک صاحب (عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی) بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا عائشہ! یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ آپ نے فرمایا عائشہ! ذرا دیکھ بھال کر چلو' کون تمہارا رضاعی بھائی ہے کیونکہ رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک سے ہو۔

**فہم الحدیث** رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک سے ہو یعنی جب بچے کو دودھ پلایا جائے اور اس سے اس کی بھوک مٹ جائے اور وہ صرف بچپن میں دو سال کی عمر کے اندر ہی ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ رضاعت کے معاملے میں خوب تحقیق کر لینی چاہیے کہ آیا اس نے رضاعت کی عمر میں دودھ پیا تھا یا نہیں' اسی طرح پانچ مرتبہ پیا تھا یا نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رضاعت اسی صورت میں معتبر ہے جب بچپن میں یعنی دو سال کی عمر کے اندر اندر دودھ پیا ہو۔

## (10) باب الولد للفراش وتوقي الشبهات

## اولاد عورت کے شوہر یا مالک کی ہے اور شبہات سے بچنے کا بیان

٩٢٢۔ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها ' قَالَتْ : اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ فَقَالَ سَعْدٌ : هٰذَا' يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! ابْنُ اَخِي عُتْبَةَ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ' عَهِدَ اِلَيَّ اَنَّهُ ابْنُهُ ' اُنْظُرْ اِلَى شَبَهِهِ ' وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ : هٰذَا اَخِي ' يَا رَسُوْلَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کا ایک بچے کے بارے میں جھگڑا ہوا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! یہ میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے۔ اس نے وصیت کی تھی کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔ آپ خود میرے بھائی سے اس کی مشابہت دیکھ لیں۔ لیکن عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے۔ میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور اس کی باندی

٩٢١۔ البخاري في: 52 كتاب الشهادات: 7 باب الشهادة على الانساب...(2647) مسلم (1455) ابوداود (2058)۔

٩٢٢۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 100 باب شراء المملوك من الحربي وهبته وعتقه (2053) مسلم (1457)۔

اللّٰهِ ! وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ اَبِى مِنْ وَلِيْدَتِهٖ ' فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى شَبَهِهٖ فَرَاٰى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ ' فَقَالَ: (( هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ ' اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ' وَاحْتَجِبِى مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ )) فَلَمْ تَرَهُ سَوْدَةُ قَطُّ ۔

کے پیٹ کا ہے۔آنحضرت ﷺ نے بچے کی صورت دیکھی تو صاف عتبہ سے ملتی تھی۔لیکن آپ نے یہی فرمایا کہ اے عبد! یہ بچہ تیرے ہی ساتھ رہے گا کیونکہ بچہ فراش کے تابع ہوتا ہے اور زانی کے حصہ میں صرف پتھر ہے اور اے سودہ بنت زمعہ! اس لڑکے سے تو پردہ کیا کر۔ چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے پھر اسے کبھی نہیں دیکھا۔

۹۲۳۔ حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ: (( اَلْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا لڑکا بستر والے کا حق ہوتا ہے۔

**لغوی توضیح** لِلْفِرَاشِ بستر والے (یعنی شوہر) کے لیے ہے یعنی بچہ اس کا شمار ہوگا جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ عَاهِر زانی۔ اَلْحَجَر پتھر۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ بچے کو اسی کے ساتھ ملحق کیا جائے گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا' مراد ہے بچے کا باپ' خواہ اس کی ماں سے کسی نے زنا ہی کیوں نہ کیا ہو اور زنا کی وجہ سے وہ باپ کے علاوہ کسی اور کے مشابہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ کوئی اور اس بچے کا باپ ہونے کا دعویٰ ہی کیوں نہ کر دے۔لیکن اگر باپ ہی اس بچے کا انکار کر دے تو پھر اسے ماں کے ساتھ ملحق کر دیا جائے گا۔

## (11) باب العمل بالحاق القائف الولد

## اولاد کی نسبت کے معاملہ میں قیافہ شناس کی بات پر اعتبار کا بیان

۹۲۴۔ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : دَخَلَ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ ' فَقَالَ: (( يَا عَائِشَةُ ! اَلَمْ تَرَىْ اَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِىَّ دَخَلَ فَرَاَى اُسَامَةَ وَزَيْدًا ' وَعَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ قَدْ غَطَّيَا رُئُوْسَهُمَا ' وَبَدَتْ اَقْدَامُهُمَا ' فَقَالَ : (( اِنَّ هٰذِهِ الْاَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے آپ بہت خوش تھے اور فرمایا، عائشہ تم نے دیکھا نہیں' مجزز المدلجی آیا اور اس نے اسامہ اور زید کو دیکھا' دونوں کے جسم پر ایک چادر تھی' جس نے دونوں کے سروں کو ڈھک لیا تھا اور ان کے صرف پاؤں کھلے ہوئے تھے تو اس نے کہا کہ یہ پاؤں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔

**فہم الحدیث** قیافہ شناس کی بات سن کر آپ ﷺ خوش اس لیے تھے کہ لوگ اسامہ کے نسب میں طعن کیا کرتے تھے کیونکہ اسامہ کالے جبکہ زید سفید رنگ کے تھے، لیکن وہ قیافہ شناس پر اعتماد کرتے تھے۔اس لیے جب قیافہ شناس نے یہ بات کر دی تو لوگوں کا طعن بھی دور ہو گیا۔

---

۹۲۲۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 100 باب شراء المملوك من الحربی وهبته وعتقه (2053) مسلم (1457)۔

۹۲۳۔ البخاری فی: 85 کتاب الفرائض: 18 باب الولد للفراش...(6750) مسلم (1458) ابن ماجه (2006)۔

۹۲۴۔ البخاری فی: 85 کتاب الفرائض: 31 باب القائف (3555) مسلم (1459) ابو داود (2267)۔

## (12) باب قدر ما تستحقه البكر والثيب من اقامة الزوج عندها عقب الزفاف

## زفاف کے بعد شوہر کے قیام کی مدت کنواری بیوی کے پاس کتنے دن ہے اور شوہر دیدہ کے پاس کتنے دن قیام کرنا چاہیے

٩٢٥۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ، إِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ، أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا، وَقَسَمَ، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى الْبِكْرِ، أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَسَمَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سنت یہ ہے کہ جب کوئی پہلے سے شادی شدہ بیوی کی موجودگی میں کسی کنواری عورت سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے اور جب کسی کنواری بیوی کی موجودگی میں پہلے سے شادی شدہ عورت سے نکاح کرے تو اس کے ساتھ تین دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ اگر آدمی کے پاس پہلی بیوی موجود ہے اور وہ کنواری سے شادی کرے تو اسے اس نئی بیوی کے پاس سات روز مسلسل قیام کرنا چاہیے اور اگر دوسری شادی کسی شوہر دیدہ خاتون سے کرے تو اس کے پاس تین روز قیام کرنا چاہیے۔ لیکن یہ سات اور تین دن باری کی تقسیم کے علاوہ ہوں گے۔ یہ نئی دلہن کے لیے خاص ہیں۔ ان دنوں کے بعد (خواہ کوئی کنواری ہو یا شوہر دیدہ) سب باری کی تقسیم میں برابر ہو جائیں گی۔

## (13) باب القسم بين الزوجات و بيان ان السنة ان تكون لكل واحدة ليلة مع يومها

## بیویوں کی باری کا بیان، سنت یہ ہے کہ ہر بیوی کے لیے ایک دن اور ایک رات مقرر کی جائے

٩٢٦۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها، قَالَتْ: كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّاتِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَقُولُ: أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا؟ فَلَمَّا أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى۔ ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُئْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ﴾ ۔ قُلْتُ: مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جو عورتیں اپنے نفس کو رسول ﷺ کے لئے ہبہ کرنے آتی تھیں مجھے ان پر بڑی غیرت آتی تھی میں کہتی کہ کیا عورت خود ہی اپنے آپ کو کسی کے لئے پیش کر سکتی ہے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں تب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے'' [الاحزاب:۵۱] تو میں نے کہا کہ میں تو سمجھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی مراد بلا تاخیر پوری کر دینا چاہتا ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْقَسْمُ بَيْنَ الزَّوْجَات بیویوں کے درمیان باری تقسیم کرنا۔ واضح رہے کہ اگر زیادہ بیویاں ہوں تو ان کے درمیان منصفانہ طریقے سے باری تقسیم کرنا واجب ہے۔ یعنی اگر ایک بیوی کے پاس ایک رات رہے تو دوسری کے پاس بھی ایک

---

٩٢٥۔ البخاری فی: 67 كتاب النكاح: 101 باب إذا تزوج الثيب على البكر (5213) مسلم (1461) ترمذی (1139)۔

٩٢٦۔ البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 33 سورة الاحزاب: 7 باب قوله "ترجى من..." (4788) مسلم (1464)۔

رات رہے۔ یہ جائز نہیں کہ نئی بیوی یا زیادہ محبوب بیوی کے پاس زیادہ راتیں گزارے اور دوسری کے پاس کم۔ آغَـــارُ میں غیرت کھاتی۔ تُرْجِی آپ مؤخر کریں (یعنی جسے چاہیں اپنے سے دور رکھیں)۔ تُوْوِیْ جگہ دیں (یعنی جسے چاہیں نزدیک رکھیں)۔

## (14) باب جواز هبتها نوبتها لضرتها

## اپنی باری سوکن کو ہبہ کر دینا جائز ہے

۹۲۷۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ. عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: هٰذِهِ زَوْجَةُ النَّبِيِّ ﷺ، فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا، وَارْفُقُوْا، فَإِنَّهُ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعٌ، كَانَ يَقْسِمُ لِثَمَانٍ، وَلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ۔

عطاء رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں، جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو زور زور سے حرکت نہ دینا بلکہ آہستہ آہستہ نرمی کے ساتھ جنازہ کو لے کر چلنا۔ نبی ﷺ کے پاس آپ کی وفات کے وقت آپ کے نکاح میں نو بیویاں تھیں۔ آٹھ کے لیے تو آپ نے باری مقرر کر رکھی تھی لیکن ایک کی باری نہیں تھی۔

**لغوی توضیح** فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا دونوں کا معنی ہے، (تعظیماً) زور سے حرکت مت دو۔ تِسْعٌ نو بیویاں (یعنی عائشہ، حفصہ، سودہ، زینب، ام سلمہ، ام حبیبہ، میمونہ، جویریہ، صفیہ رضی اللہ عنہن)۔ لَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ ایک کی باری تقسیم نہ کرتے۔ مراد سودہ رضی اللہ عنہا ہیں، جو بڑھاپے کی وجہ سے خائف تھیں کہ کہیں نبی ﷺ انہیں چھوڑ نہ دیں تو انہوں نے اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی۔ معلوم ہوا کہ اس طریقے سے بھی شوہر کو راضی کرنا جائز ہے۔

## (15) باب استحباب نكاح ذات الدين

## دیندار عورت سے نکاح کرنا زیادہ بہتر ہے

۹۲۸۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے اور اس کے خاندانی شرف کی وجہ سے اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے اور تو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کر۔ اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی (یعنی نادم ہوگا)۔

**لغوی توضیح** اِظْفَرْ کامیابی حاصل کر۔ مراد ہے دین والی عورت سے نکاح کرنے میں ہی (دنیا و آخرت کی) کامیابی ہے اور یہی اسے ترجیح دینے کی وجہ ہے۔ تَرِبَتْ يَدَاكَ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، یہ الفاظ کسی کام پر اُبھارنے کے لیے کہے جاتے ہیں، ان سے دعا مقصود نہیں۔

---

۹۲۷۔ البخاری فی: 67 كتاب النكاح: 4 باب كثرة النساء (5067) مسلم (1465) نسائی (3196)۔

۹۲۸۔ البخاری فی: 67 كتاب النكاح: 15 باب الاكفاء في الدين (5090) مسلم (1466) ابو داود (2047)۔

## (16) باب استحباب نكاح البكر

## کنواری لڑکی سے نکاح کرنا زیادہ بہتر ہے

٩٢٩۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: تَزَوَّجْتُ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَزَوَّجْتَ؟)) فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا فَقَالَ: ((مَالَكَ وَلِلْعَذَارَى وَلِعَابِهَا))۔ قَالَ مُحَارِبٌ (اَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ): فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، فَقَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يقول: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے شادی کی تو نبی ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کس سے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ایک بیوہ عورت سے۔ آپ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہ کی کہ تم اس کے ساتھ کھیل کود کرتے؟ محارب (راویٔ حدیث) نے کہا کہ پھر میں نے آپ ﷺ کا یہ ارشاد عمرو بن دینار سے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا، تم نے کسی کنواری عورت سے شادی کیوں نہ کی کہ تم اس کے ساتھ کھیل کود کرتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔

**لغوی توضیح** اَلْعَذَارَىٰ جمع ہے عذراء کی، معنی ہے کنواری۔ لِعَاب ملاعبہ کے معنی میں ہے، کھیل کود کرنا، مراد ہے بیوی کو بوس وکنار کرنا، ہونٹ اور زبان چوسنا اور پیار ومحبت کے دیگر انداز اختیار کرنا۔ معلوم ہوا کہ شادی کے لیے کنواری کو ترجیح دینی چاہیے۔ البتہ جابر رضی اللہ عنہ نے بیوہ سے شادی کیوں کی، اس کا سبب آئندہ احادیث میں ملاحظہ فرمائیے۔

٩٣٠۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه، قَالَ: هَلَكَ اَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ اَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ، فَتَزَوَّجْتُ امْرَاَةً ثَيِّبًا، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟)) فَقُلْتُ: نَعَم فَقَالَ: ((بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا)) قُلْتُ: نَعَمْ۔ فَقَالَ: ((بِكْرًا اَمْ ثَيِّبًا)) قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا قَالَ: ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ، وَاِنِّي كَرِهْتُ اَنْ اَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَاَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے والد شہید ہوگئے اور انہوں نے سات لڑکیاں چھوڑیں یا (راوی نے کہا کہ) نو لڑکیاں۔ چنانچہ میں نے ایک شوہر دیدہ عورت سے نکاح کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا' جابر! تم نے شادی کی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا' کنواری سے کی ہے یا بیاہی سے؟ میں نے عرض کیا کہ بیاہی سے! فرمایا تم نے کسی کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہ کی؟ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی' تم اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے اور وہ تمہارے ساتھ ہنسی کرتی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ میرے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ اس لیے میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان کے پاس ان ہی جیسی لڑکی بیاہ لاؤں۔ اس لئے میں

---

٩٢٩۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 10 باب تزويج الثيبات، مسلم (715)۔

٩٣٠۔ البخاري في: 69 كتاب النفقات: 12 باب عون المراة زوجها في ولده۔

فَقَالَ : ((بَارَكَ اللّٰهُ )) اَوْ (( خَيْرًا ))۔

نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جوان کی دیکھ بھال کر سکے اور ان کی اصلاح کا خیال رکھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا' اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے یا (راوی کو شک تھا) اللہ تم کو خیر عطا کرے۔

۹۳۱۔ حدیث جَابِر رضی اللہ عنہ' قَالَ : كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةٍ' فَلَمَّا قَفَلْنَا تَعَجَّلْتُ عَلَى بَعِيْرٍ قَطُوْفٍ' فَلَحِقَنِي رَاكِبٌ مِنْ خَلْفِي' فَالْتَفَتُّ فَإِذَا اَنَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ' قَالَ : (( مَا يُعْجِلُكَ؟)) قُلْتُ : اِنِّي حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ ۔ قَالَ : ((فَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ اَمْ ثَيِّبًا؟ )) قُلْتُ : بَلْ ثَيِّبًا۔ قَالَ : (( فَهَلَّا جَارِيَةً تُلاَعِبُهَا وَتُلاَعِبُكَ؟ )) ۔ قَالَ : فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ ' فَقَالَ: ((اَمْهِلُوْا حَتَّى تَدْخُلُوْا لَيْلًا )) اَيْ عِشَاءً ((لِكَيْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ ))وَ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّهُ قَالَ : ((الْكَيْسَ الْكَيْسَ يَا جَابِرُ)) يَعْنِي الْوَلَدَ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (تبوک) میں تھا۔ جب ہم واپس ہو رہے تھے تو میں اپنے سست رفتار اونٹ کو تیز چلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اتنے میں میرے پیچھے سے ایک سوار میرے قریب آئے میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ نے فرمایا جلدی کیوں کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ میری شادی ابھی نئی ہوئی ہے آپ نے دریافت فرمایا' کنواری عورت سے تم نے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا کہ بیوہ سے۔ آپ نے اس پر فرمایا' کنواری سے کیوں نہ کی۔ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب ہم (مدینہ) پہنچے تو ہم نے چاہا کہ شہر میں داخل ہو جائیں لیکن آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ رات ہو جائے پھر داخل ہونا تاکہ تمہاری بیویاں جو پراگندہ بال ہیں وہ کنگھی چوٹی کر لیں اور جن کے خاوند غائب تھے وہ زیر ناف بال صاف کر لیں اور اسی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ الکیس الکیس یعنی اے جابر! جب تو گھر پہنچے تو خوب کیس کرنا۔ (امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کیس کا یہی مطلب ہے کہ اولاد ہونے کی خواہش کرنا)۔

**لغوی توضیح:** قَفَلْنَا ہم پلٹے، واپس لوٹے۔ تَمْتَشِطَ کنگھی کر لے۔ الشَّعِثَة بکھرے بالوں والی۔ تَسْتَحِدَّ (زیر ناف بال) مونڈ لے۔ الْمُغِيْبَة جس کا شوہر اس سے غائب تھا۔ معلوم ہوا کہ لمبے سفر سے آنے والے کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو صفائی ستھرائی کا موقع دے تاکہ اس کی بری حالت شوہر کے لیے نفرت کا باعث نہ بنے۔ آج کل ٹیلی فون وغیرہ کے ذریعے واپسی کی فوراً اطلاع دی جا سکتی ہے اس لیے اب واپسی کے بعد گھر کے قریب ٹھہرنے کی ضرورت نہیں۔ الْكَيْس مراد ہے خوب جماع کرنا تاکہ تمہیں اولاد ہو۔ کیس کا معنی عقل بھی کیا گیا ہے، تب مفہوم یہ ہوگا کہ خوب جماع کر کے اولاد طلب کرنا کیونکہ یہی عقلمندی ہے۔

---

۹۳۱۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 121 باب طلب الولد ۔

۹۳۲۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا، فَأَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((جَابِرٌ!)) فَقُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((مَا شَأْنُكَ؟)) قُلْتُ: أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِي وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ، فَنَزَلَ يَحْجُنُهُ بِمِحْجَنِهِ۔ ثُمَّ قَالَ: ((ارْكَبْ)) فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَكُفُّهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((تَزَوَّجْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا۔ قَالَ: أَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟)) قُلْتُ: إِنَّ لِي أَخَوَاتٍ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ امْرَأَةً تَجْمَعُهُنَّ وَتَمْشُطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ، قَالَ: ((أَمَّا إِنَّكَ قَادِمٌ، فَإِذَا قَدِمْتَ فَالْكَيْسَ الْكَيْسَ)) ثُمَّ قَالَ ((أَتَبِيْعُ جَمَلَكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ۔ فَاشْتَرَاهُ مِنِّي بِأُوْقِيَةٍ، ثُمَّ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلِي، وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ، فَجِئْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، قَالَ: ((آلْآنَ قَدِمْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ۔ قَالَ: ((فَدَعْ جَمَلَكَ فَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يَزِنَ لَهُ أُوْقِيَةً فَوَزَنَ لِي بِلَالٌ فَأَرْجَحَ لِي فِي

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (تبوک) میں تھا۔ میرا اونٹ تھک کر سست ہو گیا۔ اتنے میں میرے پاس نبی ﷺ تشریف لائے اور فرمایا' جابر! میں نے عرض کیا' حضور میں حاضر ہوں۔ فرمایا کیا بات ہوئی؟ میں نے کہا کہ میرا اونٹ تھک کر سست ہو گیا ہے۔ چلتا ہی نہیں اس لئے میں پیچھے رہ گیا ہوں پھر آپ اپنی سواری سے اترے اور میرے اسی اونٹ کو ایک ٹیڑھے منہ کی لکڑی سے کھینچنے لگے (یعنی ہانکنے لگے) اور فرمایا کہ اب سوار ہو جا۔ چنانچہ میں سوار ہو گیا اب تو یہ حال ہوا کہ مجھے اسے رسول اللہ ﷺ کے برابر پہنچنے سے روکنا پڑ جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' جابر تو نے شادی بھی کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ دریافت فرمایا' کسی کنواری لڑکی سے کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو ایک بیوہ سے کر لی ہے۔ فرمایا کسی کنواری لڑکی سے کیوں نہ کی کہ تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی؟ (حضرت جابر بھی کنوارے تھے) میں نے عرض کیا کہ میری کئی بہنیں ہیں (اور میری ماں کا انتقال ہو چکا ہے) اس لئے میں نے پسند کیا کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو انہیں جمع رکھے۔ ان کے کنگھا کرے اور ان کی نگرانی کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اب تم گھر پہنچ کر خیر و عافیت کے ساتھ خوب مزے اڑانا۔ اس کے بعد فرمایا کہ کیا تم اپنا اونٹ بیچو گے؟ میں نے کہا جی ہاں! چنانچہ آپ نے ایک اوقیہ چاندی میں خرید لیا۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے پہلے ہی (مدینہ) پہنچ گئے تھے اور میں دوسرے دن صبح کو پہنچا۔ پھر ہم مسجد آئے تو رسول ﷺ مسجد کے دروازے پر ملے۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا ابھی آئے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ فرمایا'

۹۳۲۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 34 باب شراء الدواب والحمیر۔

الْمِيزَان فَانْطَلَقْتُ حَتَّى وَلَّيْتُ، فَقَالَ: ((ادْعُ لِي جَابِرًا)) قُلْتُ الآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الْجَمَلَ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْهُ، قَالَ: ((خُذْ جَمَلَكَ، وَلَكَ ثَمَنُهُ))۔

پھر اپنا اونٹ چھوڑ دو اور مسجد میں جا کے دو رکعت نماز پڑھو۔ میں اندر گیا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ میرے لیے ایک اوقیہ چاندی تول دے۔ انہوں نے ایک اوقیہ چاندی جھکتی ہوئی (یعنی تھوڑی سی زیادہ) تول دی۔ میں پیٹھ موڑ کے چلا تو آپ نے فرمایا کہ جابر کو ذرا بلاؤ۔ میں نے سوچا کہ شاید اب میرا اونٹ پھر مجھے آپ واپس کریں گے۔ حالانکہ اس سے زیادہ ناگوار میرے لیے اور کوئی چیز نہیں تھی۔ چنانچہ آپ نے یہی فرمایا کہ یہ اپنا اونٹ لے جاؤ اور اس کی قیمت بھی تمہاری ہے۔

**لغوی توضیح** اَبطَأَ سست ہو گیا۔ اَعْيَا تھک گیا۔ يَحْجُنُهُ اسے کھینچ رہے تھے۔ بِمِحْجَنِهِ اپنی چھڑی کے ساتھ۔ اُوقِيَة چالیس درہم۔

## (18) باب الوصية بالنساء

## عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا بیان

۹۳۳۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((الْمَرْاَةُ كَالضِّلَعِ۔ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت مثل پسلی کے ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو توڑ لو گے اور اگر اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہو گے تو اس کی ٹیڑھ کے ساتھ ہی فائدہ حاصل کرو گے۔

**لغوی توضیح** الضِّلَع پسلی کی ہڈی (مراد ہے اس ٹیڑھی ہڈی کی طرح عورت کے مزاج میں ہی ٹیڑھ پن ہے)۔

۹۳٤۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُؤْذِي جَارَهُ، وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ، وَاِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ اَعْلَاهُ، فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَاِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور میں تمہیں عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اس کے اوپر کا حصہ ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی باقی رہ جائے گی۔ اس لئے میں تمہیں عورتوں کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

---

۹۳۳۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 79 باب المداراة مع النساء (3331) مسلم (1468) بغوی (2332)۔

۹۳٤۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 80 باب الوصاة بالنساء۔

**لغوی توضیح** اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ عورتوں کے متعلق وصیت قبول کرو۔ خَیْرًا خیر و بھلائی اور حسن سلوک کی۔

**فہم الحدیث** فرمانِ نبوی ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم میں اپنی بیوی کے لیے سب سے بہتر ہے اور میں تم میں اپنی بیوی کے لیے سب سے بہتر ہوں۔[1] معلوم ہوا کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے اور ان کی کوتاہیوں سے درگزر کرتے ہوئے غصہ پی جانا چاہیے۔

٩٣٥۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( لَوْلَا بَنُو إِسْرَائِيلَ لَمْ يَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى زَوْجَهَا ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ اگر قوم بنی اسرائیل نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑا کرتا اور اگر حوا نہ ہوتیں تو عورت اپنے شوہر سے دغا نہ کرتی۔

**لغوی توضیح** لَمْ یَخْنَزِ اللَّحْمُ گوشت بدبودار نہ ہوتا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کو من وسلویٰ ذخیرہ کرکے رکھنے سے منع کیا گیا تھا لیکن انہوں نے ذخیرہ کر لیا اور اس میں بدبو پیدا ہوگئی، یہ پہلا موقع تھا کہ کوئی کھانا بدبودار ہوا۔ لَمْ تَخُنْ أُنْثَى کوئی عورت خیانت نہ کرتی۔ مراد یہ ہے کہ حوا علیہا السلام پہلی عورت تھیں جنہوں نے اپنے شوہر (آدم علیہ السلام) کو ممنوعہ درخت کا پھل کھانے پر ابھارا اور اللہ کی مخالفت کی، بعد میں ان کی بیٹیاں (عورتیں) بھی شوہروں کو اللہ کی مخالفت پر ابھارنے میں انہی کے راستے پر چلیں۔

# [18] كِتَابُ الطَّلَاقِ
# طلاق کے مسائل

## (1) باب تحريم طلاق الحائض بغير رضاها وانه لو خالف وقع الطلاق ويؤمر برجعتها

## حیض کی حالت میں عورت کی رضامندی کے بغیر طلاق دینا حرام ہے اگر کوئی ایسا کرے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی لیکن اسے رجوع کا حکم دیا جائے گا

٩٣٦۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما: أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: (( مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی (آمنہ بنت غفار) کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں (حالت حیض میں) طلاق دے دی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ انہیں کہو کہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیں اور پھر اپنے نکاح میں باقی رکھیں جب ماہواری (حیض) بند ہو جائے پھر ماہواری

٩٣٥۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 1 باب خلق آدم صلوات الله عليه وذريته (3390) مسلم (1470)۔

٩٣٦۔ البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 1 باب قول الله تعالى "يايها النبي إذا طلقتم النساء..." (4908) مسلم (1471)۔

[1] [صحيح: الصحيحة (285) ترمذي (3895)]

ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ، ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ)).

آئے اور پھر بند ہو تب اگر چاہیں تو اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں باقی رکھیں اور اگر چاہیں تو طلاق دے دیں (لیکن طلاق اس طہر میں) ان کے ساتھ ہم بستری سے پہلے ہونی چاہیے۔ یہی (طہر کی) وہ مدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔

**لغوی توضیح** الطَّلَاق مشتق ہے اِطْلَاق سے، معنی ہے چھوڑ دینا۔ اصطلاحاً طلاق' نکاح کی گرہ کھول دینے کو کہتے ہیں۔ طلاق دینے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دو عادل گواہوں کی موجودگی میں جب عورت ایامِ ماہواری سے پاک ہو تو اسے ہم بستری کرنے سے پہلے ایک طلاق دی جائے۔ یاد رہے کہ دورانِ حیض یا پھر حالتِ طہر میں ہم بستری کے بعد یا بیک وقت ایک سے زیادہ طلاقیں دینا خلافِ سنت ہے۔ اور اگر کوئی بیک وقت تین یا زیادہ طلاقیں دیتا ہے تو وہ ایک ہی شمار ہوگی۔[1] فَلْيُرَاجِعْهَا وہ اس سے رجوع کرلے، معلوم ہوا کہ اگر چہ دورانِ حیض طلاق دینا خلافِ سنت ہے لیکن اگر کوئی طلاق دے دے تو واقع ہو جاتی ہے، اسی لیے تو آپ ﷺ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو رجوع کا حکم دیا اور رجوع طلاق کے بعد ہی ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک روایت میں یہ وضاحت بھی ہے کہ یہ طلاق جو میں نے حالتِ حیض میں دی تھی مجھ پر شمار کرلی گئی۔[2] فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے (مراد یہ آیت ہے فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ [الطلاق: ١])۔

٩٣٧- حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ، فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا، ثُمَّ يُطَلِّقَ مِنْ قَبْلِ عِدَّتِهَا، قُلْتُ: فَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ؟ قَالَ: ((أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟)).

یونس بن جبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے (حالتِ حیض میں طلاق کے بارے) پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اس وقت وہ حالتِ حیض میں تھیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق نبی ﷺ سے پوچھا تو آپ نے حکم دیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بیوی سے رجوع کرلیں۔ پھر جب طلاق کا صحیح وقت آئے تو طلاق دیں (یونس نے بیان کیا کہ ابن عمر سے) میں نے پوچھا کہ کیا اس طلاق کا بھی شمار ہوا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ اگر کوئی طلاق دینے والا شرع کے احکام بجالانے سے عاجز ہو یا احمق بے وقوف (تو کیا طلاق نہیں پڑے گی)۔

**لغوی توضیح** أَرَأَيْتَ مجھے بتاؤ۔ إِنْ عَجَزَ اگر کوئی عاجز ہو (اللہ کا حکم سمجھنے سے)۔ وَاسْتَحْمَقَ اور احمقوں جیسا فعل کرے (یعنی یہ عجز وحماقت طلاق ساقط کرنے میں مؤثر نہیں بلکہ طلاق واقع ہو جائے گی)۔

٩٣٧- البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 45 باب مراجعة الحائض.

[1] [مسلم (1472) كتاب الطلاق]

[2] [بخاری (5253) كتاب الطلاق]

## (3) باب وجوب الكفارة علی من حرم امراته ولم ينو الطلاق

## اگر کوئی شخص اپنی عورت سے طلاق کی نیت کے بغیر کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اس پر کفارہ واجب ہوگا

٩٣٨۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: فِي الْحَرَامِ يُكَفِّرُ، وَقَالَ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اگر کسی نے اپنے اوپر کوئی حلال چیز حرام کر لی تو اس کا کفارہ دینا ہوگا اور آیت مبارکہ تلاوت کی ''بے شک تمہارے لئے تمہارے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔'' [احزاب:٢١]

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اس پر قسم کا کفارہ لازم ہے (بشرطیکہ اس کی نیت طلاق کی نہ ہو کیونکہ اگر طلاق کی نیت ہوگی تو طلاق واقع ہو جائے گی)۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جو یہ کہا کہ نبی ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ نے بھی جب اپنے اوپر شہد حرام کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفارۂ قسم کی ادائیگی کا ہی حکم دیا تھا (شہد حرام کرنے کی کچھ تفصیل آئندہ احادیث میں ہے، ملاحظہ فرمائیے)۔

٩٣٩۔ حديث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا ' فَتَوَاصَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ اَنَّ اَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ: اِنِّي اَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ ' اَكَلْتَ مَغَافِيرَ؟ فَدَخَلَ عَلَى اِحْدَاهُمَا ' فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ ' فَقَالَ: (( لَا ' بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ ' وَلَنْ اَعُودَ لَهُ )) فَنَزَلَتْ ﴿يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللهُ لَكَ...﴾ اِلَى ...... ﴿اِنْ تَتُوبَا اِلَى اللهِ﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلَى بَعْضِ اَزْوَاجِهِ۔ لِقَوْلِهِ: (( بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ام المومنین زینب بنت جحش کے یہاں ٹھہرتے تھے اور ان کے یہاں شہد پیا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے اور حفصہ نے مل کر صلاح کی کہ آنحضرت ﷺ ہم میں سے جس کے یہاں بھی تشریف لائیں تو یہ کہا جائے کہ آپ کے منہ سے مغافیر (ایک خاص قسم کی بدبودار گوند) کی بو آتی ہے، کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ ﷺ اس کے بعد ہم میں سے ایک کے یہاں تشریف لائے تو اس نے آپ سے یہی بات کہی۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے ہاں شہد پیا ہے اب دوبارہ نہیں پیوں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اے نبی! آپ وہ چیز کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کی ہے'' [تحریم:١-٤] یہ حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کی طرف خطاب ہے۔ واذ اسر النبی الی بعض ازواجه حدیثا میں حدیث سے آپ کا یہی فرمانا مراد ہے کہ میں نے مغافیر نہیں کھایا بلکہ شہد پیا ہے۔

---

٩٣٨۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 66 سورة التحریم: 1 باب "یایها النبی لم تحرم ..." (4911) مسلم (1473)۔

٩٣٩۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 8 باب لم تحرم ما احل الله لك (4912) مسلم (1474) ابوداود (3714)۔

**لغوی توضیح** مَغَافِير جمع ہے مَغْفُورَة کی، یہ ایک گوند ہے جس کی بدبو انتہائی بری ہوتی ہے۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ زینب رضی اللہ عنہا کے گھر شہد پیا کرتے تھے اور عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما نے ان کے خلاف باہم اتفاق کیا، جبکہ آئندہ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر شہد پیا کرتے تھے اور عائشہ، سودہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن نے اتفاق کیا۔ جب قصہ ایک ہے تو پھر ضروری ہے ان دونوں روایتوں میں ترجیح دی جائے اور راجح پہلی حدیث ہے کیونکہ وہ قرآن کے اس ارشاد ﴿ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ ﴾ کے مطابق ہے۔ اس آیت میں تثنیہ کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو دو عورتوں پر دلالت کرتا ہے اور پہلی حدیث میں ہی باہم اتفاق کرنے والی دو عورتوں (عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما) کا ذکر ہے۔ البتہ آئندہ حدیث میں راوی سے غلطی ہوئی ہے۔

٩٤٠۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' يُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَاءَ ' وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ ' فَيَدْنُوا مِنْ احْدَاهُنَّ ' فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ ' فَاحْتَبَسَ اَكْثَرَ مَا كُنَّا يَحْتَبِسُ ' فَغِرْتُ ' فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ ' فَقِيْلَ لِي ' اَهْدَتْ لَهَا امْرَاَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ ' فَسَقَتِ النَّبِيَّ ﷺ مِنْهُ شَرْبَةً ۔ فَقُلْتُ : اَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ ۔ فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ اِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكَ ' فَاِذَا دَنَا مِنْكَ فَقُوْلِي : اَكَلْتَ مَغَافِيرَ ؟ فَاِنَّهُ سَيَقُوْلُ لَكَ : (( لَا )) فَقُوْلِي لَهُ : مَاهٰذِهِ الرِّيحُ الَّتِي اَجِدُ مِنْكَ ؟ فَاِنَّهُ سَيَقُوْلُ لَكَ : (( سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ )) فَقُوْلِي لَهُ : جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ ' وَسَاَقُوْلُ ذٰلِكَ ' وَقُوْلِي اَنْتَ يَا صَفِيَّةُ ذَاكِ قَالَتْ : تَقُوْلُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَاَرَدْتُ اَنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ شہد اور میٹھی چیزیں پسند کرتے تھے۔ آپ ﷺ جب عصر کی نماز سے فارغ ہو کر واپس آتے تو اپنی ازواج کے پاس تشریف لے جاتے۔ اور بعض سے قریب بھی ہوتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لے گئے اور معمول سے زیادہ دیر ان کے گھر ٹھہرے۔ مجھے اس پر غیرت آئی اور میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قوم کی کسی خاتون نے شہد کا ایک ڈبا دیا ہے اور انہوں نے اسی کا شربت آنحضرت ﷺ کے لئے پیش کیا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ اللہ کی قسم! میں تو ایک حیلہ کروں گی۔ پھر میں نے ام المومنین سودہ بنت زمعہ سے کہا کہ آنحضرت ﷺ تمہارے پاس آئیں گے اور جب آئیں تو کہنا، معلوم ہوتا ہے آپ نے مغافیر کھا رکھا ہے؟ ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ اس کے جواب میں انکار کریں گے اس وقت کہنا کہ پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے میں معلوم کر رہی ہوں؟ اس پر آپ ﷺ کہیں گے کہ حفصہ نے شہد کا شربت مجھے پلایا ہے تم کہنا کہ غالباً اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہوگا۔ میں بھی آنحضرت ﷺ سے یہی کہوں گی اور صفیہ تم بھی یہی کہنا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سودہ کہتی تھیں کہ اللہ کی قسم آنحضرت ﷺ

٩٤٠۔ البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 8 باب لم تحرم ما احل الله لك ۔

أُبَـادِيَـهُ بِمَا اَمَرْتَنِي بِهِ فَرَقًا مِنْكِ ، فَلَمَّا دَنَا مِنْهَـا ، قَـالَـتْ لَهُ سَوْدَةُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَكَـلْتَ مَغَافِيْرَ ؟ قَالَ : (( لَا )) قَالَتْ : فَمَا هٰـذِهِ الـرِّيْحُ الَّتِـي اَجِـدُ مِنْكَ ؟ قَـالَ: (( سَـقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ )) فَقَالَتْ : جَـرَسَـتْ نَـحْـلُهُ الْعُرْفُطَ ، فَلَمَّا دَارَ اِلَيَّ قُلْتُ لَهُ نَحْو ذٰلِكَ ۔ فَلَمَّا دَارَ اِلٰى حَفْصَةَ قَـالَـتْ : يَـارَسُـوْلَ اللّٰهِ ﷺ ! اَلَا اَسْقِيْكَ مِنْهُ؟ قَالَ : (( لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ )) ۔ قَالَتْ : تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَمْنَاهُ ، قُلْتُ لَهَا : اسْكُتِي ۔

جونہی دروازے پر آ کر کھڑے ہوئے تو تمہارے خوف سے میں نے ارادہ کیا کہ آنحضرت ﷺ سے وہ بات کہوں جو تم نے مجھ سے کہی تھی، چنانچہ جب آپ ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا کے قریب تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ سے کہا یارسول اللہ ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں انہوں نے کہا پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے میں محسوس کرتی ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔ اس پر سودہ بولیں اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہوگا۔ پھر جب آپ ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میں نے بھی یہی بات کہی۔ اس کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اسی کو دہرایا۔ اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ! وہ شہد پھر نوش فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سودہ بولیں واللہ! ہم آنحضرت ﷺ کو روکنے میں کامیاب ہوگئے میں نے ان سے کہا کہ ابھی چپ رہو۔

**لغوی توضیح** عُكَّةٌ مِنْ عَسَل شہد کا برتن۔ جَرَسَتْ کھایا، چوسا۔ الْعُرْفُط مغافیر کا درخت۔ فَرَقًا خوف۔

## (4) باب بيان ان تخيير امراته لا يكون طلاقا الا بالنية

## جب تک طلاق کی نیت نہ ہو عورت کو اختیار دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی

٩٤١۔ حديث عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَـالَ : لَـمَّـا اَمَـرَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَخْيِيْرِ اَزْوَاجِـهِ ، بَدَا بِي ، فَقَالَ : (( اِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ اَمْـرًا فَلَا عَـلَيْكِ اَنْ لَا تَـعْـجَلِـي حَتّٰـى تَسْتَـامِـرِي اَبَوَيْكِ )) قَالَتْ : وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا کہ اپنی ازواج کو اختیار دیں تو آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تم سے ایک معاملہ کے متعلق کہنے آیا ہوں ضروری نہیں کہ تم جلدی کرو اپنے والدین سے بھی مشورہ لے سکتی ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کو تو معلوم ہی تھا کہ

٩٤١۔ البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 33 سورة الاحزاب: 5 باب قوله "إن كنتن تردن." (4785) مسلم (1475)۔

اَبَوَيَّ لَمْ يَكُوْنا يَاْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ قَالَ ﴿ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا... ﴾ إِلَى ﴿ ... أَجْرًا عَظِيمًا ﴾ قَالَتْ: فَقُلْتُ فَفِي أَيِّ هٰذَا اسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ، فَإِنِّي أُرِيدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَتْ: ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ۔

میرے والدین آپ سے جدائی کا کبھی مشورہ نہیں دے سکتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''اے نبی اپنی بیویوں سے فرمادیجئے کہ اگر دنیوی زندگی اور اس کی زینت کو چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ چھوڑ دوں۔ اور اگر تمہاری مراد اللہ اور رسول اور آخرت کا گھر ہے تو یقین مانو کہ تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت زبردست اجر رکھ چھوڑے ہیں۔'' [الاحزاب: ۲۸،۲۹] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، اس میں اپنے والدین سے مشورہ کس بات کے لئے ضروری ہے ظاہر ہے کہ میں اللہ اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہوں۔ بیان کیا کہ پھر دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے بھی وہی کہا جو میں کہہ چکی تھی۔

٩٤٢۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها، عَنْ مُعَاذَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسْتَاْذِنُ فِي يَوْمِ الْمَرْاَةِ مِنَّا بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿ تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ﴾ فَقُلْتُ لَهَا مَاكُنْتِ تَقُوْلِيْنَ؟ قَالَتْ: كُنْتُ أَقُوْلُ لَهُ: إِنْ كَانَ ذَاكَ إِلَيَّ فَإِنِّي لَا أُرِيْدُ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنْ أُوْثِرَ عَلَيْكَ أَحَدًا۔

معاذہ رحمہا اللہ روایت کرتی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی کہ ''ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا تو ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں تب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے'' [الاحزاب: ۵۱] اگر (ازواج مطہرات) میں سے کسی کی باری ہوتی اس سے اجازت لیتے تھے (معاذہ نے بیان کیا) میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ایسی صورت میں آپ آنحضرت ﷺ سے کیا کہتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو یہ عرض کر دیتی تھی کہ یارسول اللہ! اگر یہ اجازت آپ مجھ سے لے رہے ہیں تو میں اپنی باری کا کسی دوسرے پر ایثار نہیں کر سکتی۔

٩٤٣۔ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَيَّرَنَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا

---

٩٤٢۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 33 سورة الاحزاب: 7 باب قوله "ترجی من تشاء..." (4789) مسلم (1476)۔

٩٤٣۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 5 باب من خیر نسائه (5263) مسلم (1477) ابن ماجه (2052)۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ' فَلَمْ يَعُدَّ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا ۔

تھا اور ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو ہی پسند کیا تھا۔ لیکن اس کا ہمارے حق میں کوئی شمار (طلاق) میں نہیں ہوا تھا۔

**فهم الحديث** ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رہنے یا الگ ہو جانے کا اختیار دے دے تو اگر وہ شوہر کو اختیار کر لے تو طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر وہ علیحدگی اختیار کر لے تو طلاق ہو جائے گی۔ محض شوہر کے اختیار دینے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ نبی ﷺ نے اپنی ازواج کو اس لیے اختیار دیا تھا کہ وہ سب آپ سے نفقہ (خرچہ) کے مطالبے پر جمع ہوگئی تھیں، علاوہ ازیں کچھ اور اسباب بھی تھے، پہلے تو آپ ﷺ نے ایک ماہ انہیں چھوڑے رکھا، پھر آیت تخییر نازل ہوگئی۔

## (5) باب في الايلاء واعتزال النساء و تخييرهن و قوله تعالى: وان تظاهرا عليه

## بیوی سے الگ رہنے کی قسم کھانے (ایلا)، عورتوں سے الگ رہنے اور بیویوں کو اختیار دینے کا بیان نیز وان تظاهر عليه کی تفسیر

٩٤٤ ۔ حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : مَكَثْتُ سَنَةً اُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ ' فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَسْاَلَهُ هَيْبَةً لَهُ ' حَتّٰى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ ' فَلَمَّا رَجَعْتُ ' وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ ' عَدَلَ اِلَى الاَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ ' قَالَ : فَوَقَفْتُ لَهُ حَتّٰى فَرَغَ ' ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ فَقُلْتُ : يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ اَزْوَاجِهِ ؟ فَقَالَ : تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ قَالَ : فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ ! اِنْ كُنْتُ لَاُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَكَ عَنْ هٰذَا مُنْذُ سَنَةٍ فَمَا اَسْتَطِيْعُ هَيْبَةً لَكَ قَالَ : فَلَا تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ اَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْاَلْنِي فَاِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهِ قَالَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ : وَاللّٰهِ ! اِنْ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ اَمْرًا حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِنَّ مَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک آیت کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے لئے ایک سال تک تردد میں رہا۔ ان کا اتنا ڈر غالب تھا کہ میں ان سے نہ پوچھ سکا آخر وہ حج کے لئے گئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا۔ واپسی میں جب ہم راستہ میں تھے تو قضائے حاجت کے لئے وہ پیلو کے درختوں میں گئے۔ میں ان کے انتظار میں کھڑا رہا۔ جب وہ فارغ ہو کر آئے تو پھر میں ان کے ساتھ چلا۔ اس وقت میں نے عرض کیا امیر المومنین امہات المومنین میں وہ کون سی دو عورتیں تھیں جنہوں نے نبی ﷺ کے لئے متفقہ منصوبہ بنایا تھا۔ انہوں نے بتلایا کہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم! میں یہ سوال آپ سے کرنے کے لئے ایک سال سے ارادہ کر رہا تھا لیکن آپ کے رعب کی وجہ سے پوچھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہ کیا کرو۔ جس مسئلہ کے متعلق تمہارا خیال ہو کہ میرے پاس اس سلسلے میں کوئی علم ہے تو تمہیں بتادیا کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! جاہلیت میں ہماری نظر میں عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وہ احکام نازل کئے جو نازل کرنے تھے اور ان کے حقوق

٩٤٤ ۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 66 سورة التحريم: 2 باب "تبتغي مرضاة..." (89) مسلم (1479) احمد (222) ۔

اَنْزَلَ، وَقَسَمَ لَهُنَّ مَاقَسَمَ، قَالَ: فَبَيْنَا اَنَا فِي اَمْرٍ اَتَاَمَّرُهُ، اِذْ قَالَتْ امْرَاَتِي: لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا! قَالَ فَقُلْتُ لَهَا: مَا لَكِ وَلِمَا هٰهُنَا، فِيْمَا تَكَلُّفُكِ فِي اَمْرٍ اُرِيْدُهُ؟ فَقَالَتْ لِي: عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! مَاتُرِيْدُ اَنْ تُرَاجِعَ اَنْتَ، وَاِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ؟ فَقَامَ عُمَرُ فَاَخَذَ رِدَاءَهُ مَكَانَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ فَقَالَ لَهَا: يَابُنَيَّةُ! اِنَّكِ لَتُرَاجِعِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ فَقَالَتْ حَفْصَةُ: وَاللّٰهِ اِنَّا لَنُرَاجِعُهُ فَقُلْتُ تَعْلَمِيْنَ اَنِّي اُحَذِّرُكِ عُقُوْبَةَ اللّٰهِ وَغَضَبَ رَسُوْلِهِ ﷺ يَابُنَيَّةُ! لَا يَغُرَّنَّكِ هٰذِهِ الَّتِي اَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاهَا (يُرِيْدُ عَائِشَةَ). قَالَ، ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ، لِقَرَابَتِي مِنْهَا، فَكَلَّمْتُهَا، فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ: عَجَبًا لَكَ يَاابْنَ الْخَطَّابِ! دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى تَبْتَغِي اَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَزْوَاجِهِ! فَاَخَذَتْنِي، وَاللّٰهِ! اَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ اَجِدُ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا۔

وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْاَنْصَارِ، اِذَا

مقرر کئے جو مقرر کرنے تھے۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) بتلایا کہ ایک دن میں سوچ رہا تھا کہ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ بہتر ہے اگر تم اس معاملہ کو فلاں فلاں طرح کرو میں نے کہا تمہارا اس میں کیا کام۔ معاملہ مجھ سے متعلق ہے تم اس میں دخل دینے والی کون ہوتی ہو۔ میری بیوی نے اس پر کہا، خطاب کے بیٹے! تمہارے اس طرز عمل پر حیرت ہے۔ تم اپنی باتوں کا جواب برداشت نہیں کر سکتے۔ تمہاری لڑکی (حفصہ رضی اللہ عنہا) تو رسول اللہ ﷺ کو بھی جواب دے دیتی ہیں ایک دن تو اس نے آنحضرت ﷺ کو ناراض بھی کر دیا تھا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر اوڑھ کر حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے اور فرمایا بیٹی! کیا تم رسول اللہ ﷺ کی باتوں کا جواب دے دیتی ہو یہاں تک کہ ایک دن تم نے آنحضرت ﷺ کو دن بھر ناراض بھی رکھا ہے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ہاں اللہ کی قسم! ہم آنحضور ﷺ کو کبھی جواب دے دیتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جان لو میں تمہیں اللہ کی سزا اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی سے ڈراتا ہوں۔ بیٹی! اس عورت کی وجہ سے دھوکے میں نہ آ جانا جس نے حضور ﷺ کی محبت حاصل کر لی ہے۔ ان کا اشارہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔ پھر میں وہاں سے نکل کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کیوں کہ وہ بھی میری رشتہ دار تھیں۔ میں نے ان سے بھی گفتگو کی۔ انہوں نے کہا ابن خطاب! تعجب ہے کہ آپ ہر معاملہ میں دخل اندازی کرتے ہیں اور اب چاہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیں اللہ کی قسم! انہوں نے میری ایسی گرفت کی کہ میرے غصہ کو ٹھنڈا کر کے رکھ دیا۔ میں ان کے گھر سے باہر نکل آیا۔

میرے ایک انصاری دوست تھے۔ جب میں آنحضرت ﷺ

غِبْتُ آتَانِي بِالْخَبَرِ ، وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيْهِ بِالْخَبَرِ وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوْكِ غَسَّانَ ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيْدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْنَا ، فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُوْرُنَا مِنْهُ ، فَإِذَا صَاحِبِي الأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ فَقَالَ : افْتَحْ افْتَحْ ! فَقُلْتُ : جَاءَ الْغَسَّانِيُّ ؟ فَقَالَ : بَلْ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ ، اعْتَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَزْوَاجَهُ ، فَقُلْتُ : رَغِمَا أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ ـ فَأَخَذْتُ ثَوْبِي فَأَخْرُجُ حَتَّى جِئْتُ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ يَرْقَى عَلَيْهَا بِعَلَجَةٍ ، وَغُلَامٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَسْوَدُ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ فَقُلْتُ لَهُ : قُلْ هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ، فَأَذِنَ لِي ـ

قَالَ عُمَرُ : فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هٰذَا الْحَدِيْثَ ، فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيْثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَإِنَّهُ لَعَلَى حَصِيرٍ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ وَتَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ ، وَإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُوْبًا ، وَعِنْدَ رَأْسِهِ أَهَبٌ مُعَلَّقَةٌ ، فَرَأَيْتُ أَثَرَ الْحَصِيرِ فِي جَنْبِهِ ، فَبَكَيْتُ فَقَالَ: ((مَا يُبْكِيْكَ؟)) فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّ كِسْرَى وَقَيْصَرَ فِيْمَا هُمَا فِيْهِ ، وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ! فَقَالَ: (( أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُوْنَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الآخِرَةُ؟))۔

کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو وہ مجلس کی تمام باتیں مجھے آ کر بتایا کرتے اور جب وہ حاضر نہ ہوتے تو میں انہیں بتایا کرتا تھا اس زمانہ میں ہمیں غسان کے بادشاہ کی طرف سے ڈر تھا۔ اطلاع ملی تھی کہ وہ مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ چنانچہ ہم کو ہر وقت یہی خطرہ رہتا تھا۔ ایک دن اچانک میرے انصاری دوست نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کھولو۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے غسانی آ گئے انہوں نے کہا بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم معاملہ پیش آ گیا ہے وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ میں نے کہا حفصہ اور عائشہ کی ناک غبار آلود ہو چنانچہ میں نے اپنا کپڑا پہنا اور باہر نکل آیا میں جب پہنچا تو حضور ﷺ اپنے بالا خانہ میں تشریف رکھتے تھے جس پر سیڑھی سے چڑھا جاتا تھا، آنحضرت ﷺ کا ایک حبشی غلام (رباح) سیڑھی کے سرے پر موجود تھا، میں نے کہا آنحضرت ﷺ سے عرض کرو عمر بن خطاب آیا ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے

پھر میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اپنا سارا واقعہ سنایا جب میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو پر پہنچا تو آپ کو ہنسی آ گئی۔ اس وقت آنحضرت کھجور کی ایک چٹائی پر تشریف رکھتے تھے آپ کے جسم مبارک اور اس چٹائی کے درمیان تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی پاؤں کی طرف کیکر کے پتوں کا ڈھیر تھا اور سر کی طرف مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ میں نے چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر دیکھے تو رو پڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کس بات پر رونے لگے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ کو دنیا کا ہر طرح کا آرام مل رہا ہے۔ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں (آپ پھر ایسی تنگ زندگی گزارتے ہیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا، کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ ان کے حصہ میں دنیا ہے اور ہمارے حصہ میں آخرت ہے۔

# کتاب الطلاق

**لغوی توضیح** اَلْاِیْلَاء قسم اٹھانا۔ اصطلاحاً ایلاء یہ ہے کہ شوہر قسم اٹھائے کہ وہ اپنی اہلیہ سے (محض تادیب کی غرض سے) چار ماہ یا اس سے کم مدت تک ہم بستر نہیں ہوگا۔ یہ ایلاء جائز ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے ایک ماہ الگ رہنے کی قسم اٹھائی تھی۔ اور اگر چار ماہ سے زیادہ مدت تک قسم اٹھائے تو یہ جائز نہیں۔ وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ اگر تم نبی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کروگی۔ اس آیت میں عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کا ذکر ہے جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے۔ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ اَمْرًا ہم عورتوں کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتے تھے۔ لَا يَغُرَّنَّكِ هٰذِهٖ اس (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے دھوکے میں نہ آنا (کیونکہ نبی ﷺ کو اس سے جتنی محبت ہے کسی اور سے نہیں)۔ مَشْرُبَة کمرہ۔ بِعَلَجَة سیڑھی کے ساتھ۔ قَرَظًا کیکر کے پتے۔ مَصْبُوْبًا ڈالے ہوئے تھے۔ اَهَب جمع ہے اِهَاب کی معنی ہے چمڑہ جسے رنگا نہ گیا ہو، کچھ کا کہنا ہے کہ مطلقاً چمڑہ مراد ہے خواہ رنگا گیا ہو یا نہ۔

٩٤٥۔ حدیث عُمَرَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، قَالَ: لَمْ اَزَلْ حَرِيْصًا عَلَى اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْاَتَيْنِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾ حَتّٰى حَجَّ وَحَجَجْتُ مَعَهُ، وَعَدَلَ وَعَدَلْتُ مَعَهُ بِاِدَاوَةٍ، فَتَبَرَّزَ، ثُمَّ جَاءَ فَسَكَبْتُ عَلَى يَدَيْهِ مِنْهَا فَتَوَضَّاَ۔ فَقُلْتُ لَهُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَنِ الْمَرْاَتَانِ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اللَّتَانِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا﴾؟ قَالَ: وَاعَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! هُمَا عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ۔ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ عُمَرُ الْحَدِيْثَ يَسُوْقُهُ، قَالَ: كُنْتُ اَنَا وَجَارٌ لِي مِنَ الْاَنْصَارِ فِي بَنِي اُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَهُمْ مِنْ عَوَالِي الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيَنْزِلُ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بہت دنوں تک میرے دل میں خواہش رہی کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کی ان دو بیویوں کے متعلق پوچھوں جن کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل کی تھی ﴿ان تتوبا الی الله فقد صغت قلوبکما﴾ الخ [التحریم:۴] ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور ان کے ساتھ میں نے بھی حج کیا ایک جگہ جب وہ راستہ سے ہٹ کر (قضائے حاجت کے لئے گئے) تو میں بھی ایک برتن میں پانی لے کر ان کے ساتھ راستہ سے ہٹ گیا۔ پھر انہوں نے قضائے حاجت کی اور واپس آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ پھر انہوں نے وضو کیا تو میں نے اس وقت ان سے پوچھا یا امیر المومنین! نبی ﷺ کی بیویوں میں وہ دو کون ہیں جن کے متعلق اللہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿ان تتوبا الی الله فقد صغت قلوبکما﴾ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اے ابن عباس! تم پر حیرت ہے (کہ تمہیں یہ معلوم نہیں) وہ عائشہ اور حفصہ (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تفصیل کے ساتھ حدیث بیان کرنی شروع کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور میرے ایک انصاری پڑوسی جو بنو امیہ بن زید سے تھے اور عوالی مدینہ میں رہتے تھے ہم نے (عوالی سے) رسول اللہ ﷺ کی

٩٤٥۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 83 باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها۔

يَـوْمًـا وَاَنْـزِلَ يَـوْمًـا فَإِذَا نَزَلْتُ جِئْتُهُ بِمَا حَدَثَ مِنْ خَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْيِ اَوْ غَيْـرُهُ ، وَإِذَا نَـزَلَ فَـعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ، وَكُنَّا ، مَـعْشَـرَ قُـرَيْشٍ ، نَغْلِبُ النِّسَاءَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَـلَـى الاَنْصَارَ إِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَائُوْهُمْ فَطَفِقَ نِسَائُوْنَا يَأْخُذْنَ مِنْ اَدَبِ الاَنْصَارِ ، فَـصَـخِبْـتُ عَـلَـى امْـرَاَتِـى فَـرَاجَعَتْنِى فَـاَنْكَرْتُ اَنْ تُرَاجِعَنِى ـ قَالَتْ : وَلَمْ تُنْكِرْ اَنْ اُرَاجِعَكَ ؟ فَوَاللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ لَيُـرَاجِـعْـنَهُ ، وَاِنَّ اِحْدَاهُنَّ لَتَهْجُرُهُ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلَ ، فَاَفْزَعَنِى ذٰلِكَ ، وَقُلْتُ لَهَا : قَـدْ خَـابَ مَـنْ فَـعَـلَ ذٰلِكَ مِنْهُنَّ ـ ثُمَّ جَـمَـعْـتُ عَـلَـىَّ ثِيَابِى ، فَنَزَلْتُ فَدَخَلْتُ عَـلَـى حَـفْصَةَ ، فَقُلْتُ لَهَا : اَىْ حَفْصَةُ ! اَتُغَاضِبُ اِحْـدَاكُنَّ النَّبِيُّ ﷺ الْيَوْمَ حَتَّى اللَّيْلِ؟ قَـالَـتْ : نَـعَمْ ـ فَقُلْتُ : قَدْ خِبْتِ وَخَسِـرْتِ ، اَفَتَـامَـنِيْـنَ اَنْ يَـغْضَبَ اللّٰـهُ لِغَضَبِ رَسُوْلِهِ ﷺ فَتَهْلِكِى لاَ تَسْتَكْثِرِى النَّبِيَّ وَلاَ تُرَاجِعِيْهِ فِى شَىْءٍ وَلاَ تَهْجُرِيْهِ ، وَسَلِيْنِى مَا بَدَا لَكِ ، وَلاَ يَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَتْ جَـارَتُكِ اَوْضَـاَ مِـنْكَ وَاَحَـبُّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ (يُـرِيْـدُ عَـائِشَةَ) ـ قَالَ عُمَرُ وَكُنَّا قَدْ تَـحَـدَّثْـنَا اَنَّ غَسَّانَ تُنْعِلُ الْخَيْلَ لِغَزْوِنَا ، فَـنَـزَلَ صَـاحِبِـى الاَنْـصَارِىُّ يَوْمَ نَوْبَتِهِ ،

خدمت میں حاضر ہونے کے لئے باری مقرر کر رکھی تھی ایک دن وہ حاضری دیتے اور ایک دن میں ۔ جب میں حاضر ہوتا تو اس دن کی تمام خبریں جو وحی وغیرہ سے متعلق ہوتیں لاتا (اور اپنے پڑوسی سے بیان کرتا) اور جس دن وہ حاضر ہوتے تو وہ بھی ایسا ہی کرتے اور ہم قریشی عورتوں پر حاوی تھے ۔لیکن جب ہم انصار کے پاس آئے تو یہ لوگ ایسے تھے کہ عورتوں سے مغلوب تھے ۔ ہماری عورتوں نے بھی انصار کی عورتوں کا طریقہ سیکھنا شروع کر دیا۔ایک دن میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا تو اس نے بھی میرا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ میں نے اس کے اس طرح جواب دینے پر ناگواری کا اظہار کیا تو اس نے کہا کہ میرا جواب دینا تمہیں برا کیوں لگتا ہے اللہ کی قسم! نبی ﷺ کی ازواج بھی ان کو جواب دے دیتی ہیں اور بعض تو آپ سے ایک دن تک الگ رہتی ہیں ۔ میں اس بات پر کانپ اٹھا اور کہا کہ ان میں سے جس نے بھی یہ معاملہ کیا یقیناً نامراد ہوگی ۔ پھر میں نے اپنے کپڑے پہنے اور (مدینہ کے لئے) روانہ ہوا پھر میں (اپنی بیٹی) حفصہ کے گھر گیا اور میں نے اس سے کہا ۔ اے حفصہ! کیا تم میں سے کوئی بھی نبی ﷺ سے ایک دن رات تک ناراض رہتی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں کبھی (ایسا ہو جاتا ہے) میں نے اس پر کہا کہ پھر تم نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈال لیا اور نامراد ہوئی کیا تمہیں اس کا کوئی ڈر نہیں کہ نبی ﷺ کے غصہ کی وجہ سے اللہ تم پر غصہ ہو جائے اور پھر تم تنہا ہی ہو جاؤ گی ۔ خبردار! حضور ﷺ سے مطالبات نہ کیا کرو ۔ نہ کسی معاملہ میں آپ کو جواب دیا کرو اور نہ چھوڑا کرو ۔ تمہاری سوکن جو تم سے زیادہ خوبصورت ہے اور حضور ﷺ کو تم سے زیادہ پیاری ہے ان کی وجہ سے تم کسی غلط فہمی میں نہ مبتلا ہو جانا ۔ ان کا اشارہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا۔

فَرَجَعَ إِلَيْنَا عِشَاءً، فَضَرَبَ بَابِي ضَرْبًا شَدِيدًا وَقَالَ: أَثَمَّ هُوَ؟ فَفَزِعْتُ، فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: قَدْ حَدَثَ الْيَوْمَ أَمْرٌ عَظِيمٌ، قُلْتُ: مَاهُوَ أَجَاءَ غَسَّانُ؟ قَالَ: لَا بَلْ أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ وَأَهْوَلُ، طَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ فَقُلْتُ: خَابَتْ حَفْصَةُ وَخَسِرَتْ، قَدْ كُنْتُ أَظُنُّ هَذَا يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ، فَجَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي، فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَشْرُبَةً لَهُ، فَاعْتَزَلَ فِيهَا، وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ فَإِذَا هِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكِ؟ أَلَمْ أَكُنْ حَذَّرْتُكِ هَذَا؟ أَطَلَّقَكُنَّ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَتْ: لَا أَدْرِي، هَا هُوَ ذَا مُعْتَزِلٌ فِي الْمَشْرُبَةِ، فَخَرَجْتُ فَجِئْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ، فَإِذَا حَوْلَهُ رَهْطٌ، يَبْكِي بَعْضُهُمْ، فَجَلَسْتُ مَعَهُمْ قَلِيلًا، ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ، فَجِئْتُ الْمَشْرُبَةَ الَّتِي فِيهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لِغُلَامٍ لَهُ أَسْوَدَ، اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ، فَدَخَلَ الْغُلَامُ، فَكَلَّمَ النَّبِيَّ ﷺ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: كَلَّمْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ۔ فَانْصَرَفْتُ، حَتَّى جَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِينَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ۔ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا أَجِدُ، فَجِئْتُ فَقُلْتُ لِلْغُلَامِ اسْتَأْذِنْ لِعُمَرَ۔ فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: قَدْ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں معلوم ہوا تھا کہ شاہ غسان ہم پر حملہ کے لئے فوجی تیاریاں کر رہا ہے۔ میرے انصاری ساتھی اپنی باری پر مدینہ منورہ گئے ہوئے تھے وہ رات گئے واپس آئے اور میرے دروازے پر بڑی زور زور سے دستک دی اور کہا کہ کیا عمر گھر میں ہیں؟ میں گھبرا کر باہر نکلا تو انہوں نے کہا کہ آج تو بڑا حادثہ ہو گیا۔ میں نے کہا کیا بات ہوئی؟ کیا غسانی چڑھ آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، حادثہ اس سے بھی بڑا اور اس سے بھی زیادہ خوفناک ہے حضور ﷺ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ میں نے کہا کہ حفصہ تو خاسر و نامراد ہوئی۔ مجھے تو اس کا خطرہ لگا ہی رہتا تھا کہ اس طرح کا کوئی حادثہ جلد ہی ہوگا۔ پھر میں نے اپنے تمام کپڑے پہنے (اور مدینہ کے لئے روانہ ہو گیا)۔

میں نے فجر کی نماز حضور ﷺ کے ساتھ پڑھی (نماز کے بعد) حضور ﷺ اپنے ایک بالا خانہ میں چلے گئے اور وہاں تنہائی اختیار کر لی۔ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو وہ رو رہی تھی۔ میں نے کہا اب روتی کیوں ہو؟ میں نے تمہیں پہلے ہی متنبہ کر دیا تھا۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ حضور ﷺ اس وقت بالا خانہ میں تنہا تشریف رکھتے ہیں۔ میں وہاں سے نکلا اور منبر کے پاس آیا اس کے گرد کچھ صحابہ موجود تھے اور ان میں بعض رو رہے تھے تھوڑی دیر تک میں ان کے ساتھ بیٹھا رہا۔ اس کے بعد میرا غم مجھ پر غالب آ گیا اور میں اس بالا خانہ کے پاس آیا جہاں حضور اکرم ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آپ کے ایک حبشی غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اندر آنے کی اجازت لے لو غلام اندر گیا اور حضور ﷺ سے گفتگو کر کے واپس آ گیا اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی اور ان سے آپ کا ذکر کیا

ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ ، فَرَجَعْتُ فَجَلَسْتُ مَعَ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ عِنْدَ الْمِنْبَرِ ۔ ثُمَّ غَلَبَنِي مَا اَجِدُ فَجِئْتُ الْغُلَامَ فَقُلْتُ : اسْتَاْذِنْ لِعُمَرَ ، فَدَخَلَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيَّ فَقَالَ : قَدْ ذَكَرْتُكَ لَهُ فَصَمَتَ فَلَمَّا وَلَّيْتُ مُنْصَرِفًا (قَالَ) اِذَا الْغُلَامُ يَدْعُوْنِي ۔ فَقَالَ : قَدْ اَذِنَ لَكَ النَّبِيُّ ﷺ ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَاِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيْرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ ، قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ ، مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ اَدَمٍ ، حَشْوُهَا لِيْفٌ ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ ، وَاَنَا قَائِمٌ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَطَلَّقْتَ نِسَائَكَ؟ فَرَفَعَ اِلَيَّ بَصَرَهُ ، فَقَالَ : (( لَا )) ۔ فَقُلْتُ : اَللّٰهُ اَكْبَرُ ! ثُمَّ قُلْتُ : وَاَنَا قَائِمٌ : اسْتَانِسُ ، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! لَوْ رَاَيْتَنِي ، وَكُنَّا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ ، نَغْلِبُ النِّسَاءَ ، فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ، اِذَا قَوْمٌ تَغْلِبُهُمْ نِسَائُوْهُمْ فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ ۔ ثُمَّ قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! لَوْ رَاَيْتَنِي ، وَدَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ ، فَقُلْتُ لَهَا : لَا يَغُرَّنَّكِ اَنْ كَانَتْ جَارَتُكِ اَوْضَاَ مِنْكِ وَاَحَبَّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ (يُرِيْدُ عَائِشَةَ) فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ تَبَسُّمَةً اُخْرَى فَجَلَسْتُ حِيْنَ رَاَيْتُهُ تَبَسَّمَ ، فَرَفَعْتُ بَصَرِي فِي بَيْتِهِ ، فَوَاللّٰهِ ! مَا رَاَيْتُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا يَرُدُّ الْبَصَرَ

لیکن آپ خاموش رہے چنانچہ میں واپس چلا آیا اور پھر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا جو منبر کے پاس موجود تھے پھر میرا غم مجھ پر غالب آیا اور دوبارہ آ کر میں نے غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت لے لو اس غلام نے واپس آ کر پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کا ذکر کیا تو آپ خاموش رہے۔ میں پھر واپس آ گیا اور منبر کے پاس جو لوگ موجود تھے ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ لیکن میرا غم مجھ پر غالب آیا اور میں نے پھر آ کر غلام سے کہا کہ عمر کے لئے اجازت طلب کرو۔ غلام اندر گیا اور واپس آ کر جواب دیا کہ میں نے آپ کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا اور وہ خاموش رہے میں وہاں سے واپس آ رہا تھا کہ غلام نے مجھے پکارا اور کہا کہ حضور ﷺ نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس بان کی چارپائی پر جس سے چٹائی بنی جاتی ہے' لیٹے ہوئے تھے۔ اس پر کوئی بستر بھی نہیں تھا۔ بان کے نشانات آپ کے پہلو مبارک پر پڑے ہوئے تھے۔ جس تکیہ پر آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اس میں چھال بھری ہوئی تھی۔ میں نے حضور ﷺ کو سلام کیا اور کھڑے ہی کھڑے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور فرمایا نہیں۔ میں (خوشی کی وجہ سے) کہہ اٹھا۔ اللہ اکبر۔ پھر میں نے کھڑے ہی کھڑے رسول اللہ ﷺ کو خوش کرنے کے لئے کہا یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے ہم قریش کے لوگ عورتوں پر غالب رہا کرتے تھے۔ پھر جب ہم مدینہ آئے تو یہاں کے لوگوں پر ان کی عورتیں غالب تھیں۔ رسول اللہ ﷺ اس پر مسکرا دیئے۔ پھر میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے میں حفصہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس ایک مرتبہ گیا تھا اور اس سے کہہ آیا تھا کہ اپنی سوکن کی وجہ

غَيْرَ اَهَبَةٍ ثَلاثَةٍ۔ فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اُدْعُ اللّٰهَ فَلْيُوَسِّعْ عَلٰى اُمَّتِكَ ، فَاِنَّ فَارِسًا وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَيْهِمْ وَاُعْطُوْا الدُّنْيَا وَهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ وَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَانَ مُتَّكِئًا ، فَقَالَ: ((اَوَفِي هٰذَا اَنْتَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ؟ اِنَّ اُوْلٰٓئِكَ قَوْمٌ عُجِّلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا )) فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اسْتَغْفِرْلِي ، فَاعْتَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ نِسَاءَهُ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ ، حِيْنَ اَفْشَتْهُ حَفْصَةُ اِلٰى عَائِشَةَ ، تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ قَالَ: (( مَا اَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا)) مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ ، حِيْنَ عَاتَبَهُ اللّٰهُ ، فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ لَيْلَةً ، دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَاَ بِهَا ، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّكَ كُنْتَ قَدْ اَقْسَمْتَ اَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا ، وَاِنَّمَا اَصْبَحْتَ مِنْ تِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً اَعُدُّهَا عَدًّا ؟ فَقَالَ: (( اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ )) فَكَانَ ذٰلِكَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ : ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى آيَةَ التَّخَيُّرِ ، فَبَدَاَ بِي اَوَّلَ امْرَاَةٍ مِنْ نِسَائِهِ فَاخْتَرْتُهُ ۔ ثُمَّ خَيَّرَ نِسَاءَهُ كُلَّهُنَّ ، فَقُلْنَ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ ۔

سے جو تم سے زیادہ خوبصورت اور تم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو عزیز ہے' دھوکہ میں مت رہنا۔ان کا اشارہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا، اس پر حضور ﷺ دوبارہ مسکرا دیئے۔ میں نے جب آپ کو مسکراتے دیکھا تو بیٹھ گیا پھر نظر اٹھا کر میں نے آپ ﷺ کے گھر کا جائزہ لیا۔ اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس پر نظر رکتی۔ سوائے تین چمڑوں کے (جو وہاں موجود تھے)۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ آپ کی امت کو فراخی عطا فرمائے۔ فارس و روم کو فراخی اور وسعت حاصل ہے اور انہیں دنیا دی گئی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ ابھی تک ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا ابن خطاب! تمہاری نظر میں بھی یہ چیزیں اہمیت رکھتی ہیں! یہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں جو کچھ بھلائی ملنے والی تھی' سب اسی دنیا میں دے دی گئی ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کر دیجئے (کہ میں نے دنیاوی شان و شوکت کے متعلق یہ غلط خیال دل میں رکھا) چنانچہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج کو اسی وجہ سے انتیس دن تک الگ رکھا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا راز عائشہ سے کہہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ایک مہینہ تک میں اپنی ازواج کے پاس نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر عتاب کیا تو رسول اللہ ﷺ کو اس کا بہت رنج ہوا اور آپ نے ازواج سے الگ رہنے کا فیصلہ کیا پھر جب ۲۹ ویں رات گزر گئی تو آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور آپ سے ابتدا کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمارے یہاں ایک مہینہ تک تشریف نہیں لائیں گے اور ابھی تو انتیس ہی دن گزرے ہیں، میں تو ایک ایک دن گن رہی تھی! رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس کا ہے۔ وہ مہینہ انتیس ہی کا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت تخییر (جس میں ازواج مطہرات کو آپ کے ساتھ رہنے یا الگ ہو جانے کا اختیار دیا گیا تھا) نازل کی اور آپ اپنی تمام ازواج میں سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے۔ (اور مجھ سے اللہ کی وحی کا ذکر کیا) تو میں نے آپ کو ہی پسند کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام دوسری ازواج کو اختیار دیا اور سب نے وہی کہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہہ چکی تھیں۔

**لغوی توضیح** الرُّمَال بان (جس سے چارپائی بنی ہوتی ہے)۔ اَوْضَأ زیادہ حسین وجمیل۔ مَوْجِدَتِهِ اس کا غصہ۔

## (6) باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها
## جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں وہ نفقہ کی حقدار نہیں

٩٤٦۔ حديث عَائِشَةَ وَفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضي الله عنهما ۔ عَنْ عَائِشَةَ ' اَنَّهَا قَالَتْ : مَا لِفَاطِمَةَ ! اَلا تَتَّقِي اللّٰهَ ' يَعْنِي فِي قَوْلِهَا لَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةَ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ فاطمہ بنت قیس اللہ سے ڈرتی نہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اشارہ ان کے اس قول کی طرف تھا (کہ مطلقہ بائنہ کو) نفقہ وسکنی دینا ضروری نہیں (جو کہتی ہے کہ طلاق بائن جس عورت پر پڑے اسے مسکن اور خرچہ نہیں ملے گا)۔

**لغوی توضیح** اَلا تَتَّقِي اللّٰهَ کیا وہ اللہ سے ڈرتی نہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات اس لیے کہی کیونکہ ان کا موقف یہ تھا کہ مطلقہ بائنہ کے لیے رہائش ہے، لیکن راجح بات وہی ہے جو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ ہے۔

**فهم الحديث** فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت کو تیسری طلاق (یعنی طلاق بائن) ہوئی ہو اس کے لیے شوہر کے ذمہ نہ تو رہائش ہے اور نہ ہی خرچہ۔ البتہ وہ حاملہ ہو تو پھر شوہر پر اس کا خرچہ لازم ہے۔[1] علاوہ ازیں اگر عورت کو رجعی (یعنی پہلی یا دوسری) طلاق دی گئی ہو تو پھر وہ عدت کے اندر اندر خرچہ اور رہائش دونوں کی مستحق ہے۔[2]

٩٤٧۔ حديث عَائِشَةَ ' وَفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رضي الله عنها ' قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ : اَلَمْ تَرَيْنَ اِلَى فُلَانَةَ : بِنْتِ الْحَكَمِ ' طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ !

عروہ بن زبیر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ آپ فلانہ (عمرہ) بنت حکم کا معاملہ نہیں دیکھتیں' ان کے شوہر نے انہیں طلاق بائنہ دے دی اور وہ وہاں سے نکل آئیں (عدت گزارے بغیر)۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ جو کچھ اس نے کیا بہت برا کیا۔ عروہ نے کہا آپ نے فاطمہ

٩٤٦۔ البخاري في:68 كتاب الطلاق: 41 باب قصة فاطمة بنت قيس (5323 ، 5324) مسلم (1481) ۔
٩٤٧۔ البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 41 باب قصة فاطمة بنت قيس ۔

[1] [مسلم (1480) ابو داود (2290)]
[2] [صحيح : الصحيحة (1711) أحمد (6/ 373)]

فَقَالَتْ: بِئْسَ مَا صَنَعْتَ قَالَ: اَلَمْ تَسْمَعِي فِي قَوْلِ فَاطِمَةَ ؟ قَالَتْ: اَمَّا اِنَّهُ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِي ذِكْرِ هَذَا الْحَدِيْثِ۔

(بنت قیس رضی اللہ عنہا) کے واقعہ کے متعلق نہیں سنا؟ بتلایا کہ اس کے لئے اس حدیث کو ذکر کرنے میں کوئی خیر نہیں۔

## (8) باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها و غيرها بوضع الحمل

## وضع حمل سے بیوہ اور مطلقہ دونوں کی عدت پوری ہو جاتی ہے

٩٤٨۔ حديث سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا: اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا، فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِي حَجَّةِ الْوِدَاعِ، وَهِيَ حَامِلٌ، فَلَمْ تَنْشَبْ اَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ، رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ، فَقَالَ لَهَا: مَالِي اَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ تُرَجِّيْنَ النِّكَاحَ، فَاِنَّكِ، وَاللّٰهِ! مَا اَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتَّى تَمُرَّ عَلَيْكِ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ: فَلَمَّا قَالَ لِي ذَلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِيْنَ اَمْسَيْتُ، وَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَاَفْتَانِي بِاَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِيْنَ وَضَعْتُ حَمْلِي، وَاَمَرَنِي بِالتَّزَوُّجِ اِنْ بَدَا لِي۔

حضرت سبیعہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ان کا تعلق بنی عامر بن لوئی سے تھا اور وہ بدر کی جنگ میں شرکت کرنے والوں میں تھے۔ پھر حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی وفات ہوگئی تھی اور اس وقت وہ حمل سے تھیں۔ حضرت سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے کچھ ہی دن بعد ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا۔ جب وہ نفاس کے دن گزار چکیں تو نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لئے اس وقت بنو عبد اللہ کے ایک صحابی ابو السنابل بن بعکک ان کے یہاں گئے اور ان سے کہا' میرا خیال ہے کہ تم نے نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لیے یہ زینت کی ہے کہ نکاح کرنے کا خیال ہے؟ لیکن اللہ کی قسم! جب تک (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات پر) چار مہینے اور دس دن نہ گزر جائیں تم نکاح کے قابل نہیں ہو سکتیں۔ سبیعہ رضی اللہ عنہا نے بیان کہ جب ابو السنابل نے مجھ سے یہ بات کہی تو میں نے شام ہوتے ہی کپڑے پہنے انہوں نے اچھے کپڑے پہنے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں آپ سے مسئلہ معلوم کیا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میں بچہ پیدا ہونے کے بعد عدت سے نکل چکی ہوں اور اگر میں چاہوں تو نکاح کر سکتی ہوں۔

٩٤٩۔ حديث اُمِّ سَلَمَةَ رضى الله عنها۔ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلَى ابْنِ

ابو سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے تھے۔ آنے

٩٤٨۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی: 10 باب حدثنی عبد الله بن محمد الجعفی (3991) مسلم (1484)۔
٩٤٩۔ البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 65 سورة الطلاق: 2 باب و اولات الاحمال (4909) مسلم (1485)۔

عَبَّاسٍ وَأَبُوهُرَيْرَةَ جَالِسٌ عِنْدَهُ فَقَالَ: أَفْتِنِي فِي امْرَأَةٍ وَلَدَتْ بَعْدَ زَوْجِهَا بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: آخِرُ الأَجَلَيْنِ. قُلْتُ أَنَا ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَا مَعَ ابْنِ أَخِي (يَعْنِي أَبَا سَلَمَةَ) فَأَرْسَلَ ابْنُ عَبَّاسٍ غُلَامَهُ كُرَيْبًا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ يَسْأَلُهَا. فَقَالَتْ: قُتِلَ زَوْجُ سُبَيْعَةَ الأَسْلَمِيَّةِ وَهِيَ حُبْلَى فَوَضَعَتْ بَعْدَ مَوْتِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَخُطِبَتْ فَأَنْكَحَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَانَ أَبُو السَّنَابِلِ فِيمَنْ خَطَبَهَا.

والے نے پوچھا کہ آپ مجھے اس عورت کے متعلق مسئلہ بتایئے جس نے اپنے شوہر کی وفات کے چار مہینے بعد بچہ جنا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس کا خاوند فوت ہو عدت کی دو مدتوں میں جو مدت لمبی ہو اس کی رعایت کرے۔ میں نے عرض کیا کہ (قرآن مجید میں تو ان کی عدت کا یہ حکم ہے) ''حمل والیوں کی عدت ان کے حمل کا پیدا ہو جانا ہے'' [الطلاق:۴] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی اس مسئلہ میں اپنے بھتیجے کے ساتھ ہی ہوں (ان کی مراد ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے تھی) آخر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کریب کو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا یہی مسئلہ پوچھنے کے لئے۔ ام المومنین نے بتایا کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر (سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ) شہید کر دیئے گئے تھے۔ وہ اس وقت حاملہ تھیں۔ شوہر کی موت کے چالیس دن بعد ان کے یہاں بچہ پیدا ہوا۔ پھر ان کے پاس نکاح کا پیغام پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح کر دیا، ابوالسنابل رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس پیغام نکاح بھیجنے والوں میں تھے۔

**فهم الحديث** یہ روایات ثبوت ہیں کہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ خواہ وفات کے اگلے روز ہی بچہ پیدا ہو جائے تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ طلاق یافتہ اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت بھی وضع حمل ہی ہے۔[1]

## (9) باب وجوب الاحداد في عدة الوفاة و تحريمه في غير ذلك الا ثلاثة ايام

## جس عورت کا خاوند مر جائے اس پر سوگ واجب ہے علاوہ ازیں اور کسی حالت میں تین دن سے زیادہ سوگ منانا حرام ہے

۹۵۰۔ حديث أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، وَزَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ: قَالَتْ زَيْنَبُ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت گئی جب ان کے والد ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی جس میں خلوق خوشبو کی زردی یا کسی اور چیز کی ملاوٹ تھی پھر وہ خوشبو ایک لونڈی نے

---

۹۵۰۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 46 باب تحد المتوفی عنها زوجها (1280) مسلم (1468) ترمذی (1195)۔

[1] [صحيح: صحيح ابن ماجة (1646) ابن ماجة (2026)]

'أَبُوسُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ ' فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ ' خَلُوقٌ أَوْ غَيْرُهُ ' فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً ' ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا ' ثُمَّ قَالَتْ : وَاللّٰهِ ! مَالِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ ' غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ ' أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا )) ۔

ان کو لگائی اور ام المومنین نے خود اپنے رخساروں پر اسے لگایا۔ اس کے بعد کہا کہ واللہ! مجھے خوشبو کے استعمال کی کوئی خواہش نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے سوائے شوہر کے (کہ اس کا سوگ) چار مہینے دس دن کا ہے۔

قَالَتْ زَيْنَبُ : فَدَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ ' حِيْنَ تُوُفِّيَ أَخُوْهَا ' فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ ' ثُمَّ قَالَتْ : أَمَا وَاللّٰهِ ! مَالِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ ' غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ و عَشْرًا )) ۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں اس وقت گئی جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا۔ انہوں نے بھی خوشبو منگائی اور استعمال کی اور کہا کہ واللہ! مجھے خوشبو کے استعمال کی کوئی خواہش نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو برسر منبر یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو' یہ جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے۔ صرف شوہر کے لئے چار مہینے دس دن کا سوگ ہے۔

قَالَتْ زَيْنَبُ : وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ : جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا ' وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا ' أَفَتَكْحُلُهَا ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( لَا )) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ' كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ : (( لَا )) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ ' وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بھی کہتے سنا کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا یارسول اللہ! میری لڑکی کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے تو کیا سرمہ لگا سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ نہیں' دو تین مرتبہ (آپ نے فرمایا) ہر مرتبہ یہ فرماتے تھے کہ نہیں! پھر آپ نے فرمایا کہ یہ (شرعی عدت) چار مہینے اور دس دن ہی کی ہے جاہلیت میں تو تمہیں سال بھر تک مینگنی پھینکنی پڑتی تھی (جب کہیں عدت مکمل ہوتی تھی)۔

تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ))۔

قَالَ حُمَيْدٌ (الرَّاوِي عَنْ زَيْنَبَ) فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ: وَمَا تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ؟ فَقَالَتْ زَيْنَبُ كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّي عَنْهَا زَوْجُهَا، دَخَلَتْ حِفْشًا وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا، وَلَمْ تَمَسَّ طِيبًا حَتَّى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ۔ ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ، حِمَارٍ، أَوْشَاةٍ، أَوْطَائِرٍ، فَتَفْتَضُّ بِهِ، فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ، ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعَرَةً فَتَرْمِي، ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدَ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْغَيْرِهِ۔

حمید (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ میں نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ "سال بھر تک مینگنی پھینکنی پڑتی تھی" انہوں نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو وہ ایک نہایت تنگ و تاریک کوٹھری میں داخل ہو جاتی۔ سب سے برے کپڑے پہنتی اور خوشبو کا استعمال ترک کر دیتی یہاں تک کہ اسی حالت میں ایک سال گزر جاتا۔ پھر کسی چوپائے' گدھے' بکری یا پرندے کو اس کے پاس لایا جاتا اور وہ عدت سے باہر آنے کے لئے اس پر ہاتھ پھیرتی ایسا کم ہوتا تھا کہ وہ کسی جانور پر ہاتھ پھیر دے اور وہ مر نہ جائے اس کے بعد وہ نکالی جاتی اور اسے مینگنی دی جاتی جسے وہ پھینکتی' اب وہ خوشبو وغیرہ کوئی بھی چیز استعمال کر سکتی تھی۔

سُئِلَ مَالِكٌ (أَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ) مَاتَفْتَضُّ بِهِ؟ قَالَ: تَمْسَحُ بِهِ جِلْدَهَا۔

امام مالک (راویٔ حدیث) سے پوچھا گیا کہ تفتض بہ کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا وہ اس (جانور یا پرندے) کا جسم چھوتی تھی۔

**لغوی توضیح** **اَلْإِحْدَاد** سوگ کرنا۔ سوگ کا مفہوم یہ ہے کہ عورت بناؤ سنگھار اور زیب و زینت اختیار نہ کرے' خوبصورت لباس اور زیورات نہ پہنے' خوشبو' سرمہ اور مہندی نہ لگائے اور کسی سخت ضرورت کے بغیر شوہر کے گھر سے باہر نہ نکلے۔ البتہ جب ایامِ ماہواری سے پاک ہو تو خوشبو کی غرض سے نہیں بلکہ محض حیض کے خون کی بدبو ختم کرنے کے لیے عود ہندی اور اظفار وغیرہ جیسی خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔ خَلُوق ایک قسم کی خوشبو۔ بِعَارِضَيْهَا تثنیہ ہے عارضة سے' معنی ہے رخسار۔ أَفَتَكْحُلُهَا کیا وہ سرمہ ڈال سکتی ہے۔ تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ مینگنی پھینکتی تھی۔ حِفْشًا کوٹھری' چھوٹا سا کمرہ۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ کسی بھی میت پر صرف تین دن سوگ ہے' البتہ جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس پر عدت (وضع حمل یا چار ماہ دس دن) کے اندر سوگ کرنا واجب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت پر شوہر کا کتنا عظیم حق ہے کہ اس کی وفات کے بعد اس پر اظہارِ افسوس کے لیے چار ماہ دس دن تک عورت کو بناؤ سنگھار سے منع کیا گیا ہے۔

٩٥١۔ حَدِيثُ أُمِّ عَطِيَّةَ رضي الله عنها، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہمیں (رسول اللہ ﷺ کی طرف سے) کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا جاتا تھا۔ لیکن شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن تک سوگ کا حکم تھا۔ ان

٩٥١۔ البخاري في: 6 كتاب الحيض: 12 باب الطيب للمراة عند غسلها من المحيض (313) مسلم (938)۔

اَشْهُرٍ وَعَشْرًا ، وَلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَتَطَيَّبَ ، وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ ، وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ اِذَا اغْتَسَلَتْ اِحْدَانَا مِنْ مَحِيْضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ اَظْفَارٍ )) ۔

دنوں میں ہم نہ سرمہ لگاتیں نہ خوشبو اور عصب (یمن کی بنی ہوئی ایک چادر جو رنگین بھی ہوتی تھی) کے علاوہ کوئی رنگین کپڑا ہم استعمال نہیں کرتی تھیں، اور ہمیں (عدت کے دنوں میں) حیض کے غسل کے بعد کست اظفار (ایک قسم کی خوشبو) استعمال کرنے کی اجازت تھی۔

# [19] كتاب اللعان
## لعان کے مسائل

٩٥٢ ـ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِي ﷺ اَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِي جَاءَ اِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيِّ الْاَنْصَارِيِّ ، فَقَالَ لَهُ : يَاعَاصِمُ ! اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهِ رَجُلًا اَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ ، اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ ؟ سَلْ لِي يَاعَاصِمُ عَنْ ذَلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَسَاَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذَلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا ، حَتّٰى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَاسَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔

فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ اِلَى اَهْلِهِ ، جَاءَ عُوَيْمِرٌ ، فَقَالَ : يَاعَاصِمُ ! مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ : لَمْ تَاْتِنِي بِخَيْرٍ ، قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْئَلَةَ الَّتِي سَاَلْتُهُ عَنْهَا ۔ قَالَ عُوَيْمِرٌ : وَاللّٰهِ ! لَا اَنْتَهِي حَتّٰى اَسْاَلَهُ عَنْهَا ۔ فَاَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتّٰى

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے عاصم! تمہارا کیا خیال ہے اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو دیکھے تو کیا اسے وہ قتل کر سکتا ہے؟ اور کیا پھر تم قصاص میں اسے (شوہر کو) بھی قتل کر دو گے یا پھر وہ کیا کرے؟ عاصم آپ میرے لیے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ دیجئے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے ان سوالات کو ناپسند فرمایا اور اس سلسلے میں آپ کے کلمات حضرت عاصم رضی اللہ عنہ پر گراں گزرے۔ اور جب وہ واپس اپنے گھر آ گئے تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے آ کر ان سے پوچھا کہ بتائیے آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا تم نے مجھ کو آفت میں ڈالا۔ جو سوال تم نے پوچھا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گزرا۔ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے بغیر باز نہیں آؤں گا۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان تشریف رکھتے تھے۔ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے

---

٩٥٢ ـ البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 4 باب من اجاز طلاق الثلاث (423) مسلم (1492) ابن ماجه (2066) ـ

اَتَـى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسْطَ النَّاسِ فَقَالَ: يَـا رَسُـوْلَ اللّٰـهِ! اَرَاَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِـهِ رَجُلاً اَيَـقْتُلُهُ فَتَقْتُلُوْنَهُ؟ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( قَدْ اَنْزَلَ اللّٰـهُ فِيْكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ، فَاذْهَبْ فَاْتِ بِهَا )) قَالَ سَهْلٌ: فَتَلاعَنَا، وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِـنْـدَ رَسُـوْلِ اللّٰـهِ ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُـوَيْـمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنْ اَمْسَـكْتُهَـا، فَـطَلَّقَهَا ثَلاثًا، قَبْلَ اَنْ يَاْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

ساتھ کسی غیر کو پالیتا ہے تو آپ کا کیا خیال ہے، کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن اس صورت میں آپ اسے قتل کر دیں گے، یا پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیوی کے بارے میں وحی نازل کی ہے۔ اس لیے تم جاؤ اور اپنی بیوی کو بھی ساتھ لاؤ۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر دونوں (میاں بیوی) نے لعان کیا۔ لوگوں کے ساتھ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس وقت موجود تھا۔ لعان سے جب دونوں فارغ ہوئے تو حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر اس کے بعد بھی میں اسے اپنے پاس رکھوں تو (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) میں جھوٹا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کے حکم سے پہلے ہی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔

**لغوی توضیح** اَللِّعَان ایک دوسرے پر لعنت کرنا۔ لعان کی صورت یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگاتا ہے اور اس کے پاس گواہ موجود نہیں ہوتے یا شوہر کہتا ہے کہ اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ میرا نہیں، جبکہ اس کی بیوی اس سے انکار کرتی ہے تو پھر یہ شخص عدالت یا حاکم وقت کے سامنے چار مرتبہ اللہ کی قسم اٹھا کر گواہی دیتا ہے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہتا ہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر اس کے جواب میں بیوی چار مرتبہ قسم اٹھا کے شہادت دیتی ہے کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہتی ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ تب وہ حدِ زنا سے بچ جاتی ہے۔ اس کے بعد دونوں کے درمیان ہمیشہ کے لیے جدائی ڈال دی جاتی ہے۔ طَلَّقَهَا ثَلاثًا اس نے بیوی کو (ہمیشہ کے لیے جدا کرنے کے لیے) تین طلاقیں دے دیں۔ اس لیے کہ اسے علم نہیں تھا کہ لعان بذاتِ خود ہمیشہ کی جدائی کا باعث ہے، لہٰذا اس کی یہ طلاقیں لغو ٹھہریں۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے لعان کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے۔

٩٥٣۔ **حدیث** ابْنِ عُـمَـرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُـمَـا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ لِلْمُتَلاعِنَيْنِ: (( حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ، اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، لا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا )) قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِي! قَالَ: (( لا مَالَ لَكَ، اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی سے فرمایا کہ تمہارا حساب اللہ کے یہاں ہوگا۔ تم میں سے ایک تو یقیناً جھوٹا ہے، تمہارے (یعنی شوہر کے) لئے اسے (بیوی کو) حاصل کرنے کا اب کوئی راستہ نہیں۔ شوہر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا مال؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اب وہ تمہارا مال نہیں رہا۔ اگر تم نے اس کے متعلق سچ کہا تھا تو وہ اس کے بدلے میں ہے کہ تم نے

٩٥٣۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 53 باب المتعة التی لم یفرض لها (5311) مسلم (1493) ترمذی (1202)۔

فَرْجِهَا ، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ أَبْعَدُ ، وَأَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا )) ۔

اس کی شرمگاہ اپنے لئے حلال کی تھی اور اگر تم نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی تھی تب تو اور زیادہ تجھ کو کچھ نہ ملنا چاہیے۔

**لغوی توضیح** لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا تیرا اب بیوی سے کوئی تعلق نہیں (معلوم ہوا کہ لعان کے بعد میاں بیوی ہمیشہ کے لیے جدا ہو جاتے ہیں)۔ لَا مَالَ لَكَ اب وہ تیرا مال نہیں (یعنی بیوی سے حق مہر وغیرہ واپس نہیں لے سکتا کیونکہ تو اس کے بدلے اس کی شرمگاہ سے فائدہ اٹھا چکا ہے)۔

٩٥٤۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ ، فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا ، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ، وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک صاحب اور ان کی بیوی کے درمیان لعان کرایا۔ پھر ان صاحب نے اپنی بیوی کے لڑکے کا انکار کیا تو آنحضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان جدائی کرا دی اور لڑکا عورت کو دے دیا۔

**لغوی توضیح** فَانْتَفَى انکار کر دیا۔ أَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ آپ ﷺ نے بچے کو ماں کے ساتھ ملحق کر دیا (یعنی اب وہ باپ کا نہیں بلکہ صرف ماں کا وارث بنے گا)۔

٩٥٥۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّهُ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ ۔ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا ، فَقَالَ عَاصِمٌ : مَا ابْتُلِيتُ بِهَذَا إِلَّا لِقَوْلِي ۔ فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ ۔ وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا ، قَلِيلَ اللَّحْمِ ، سَبْطَ الشَّعَرِ ، وَكَانَ الَّذِي ادَّعَى عَلَيْهِ ، أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ ، خَدْلًا ، آدَمَ ، كَثِيرَ اللَّحْمِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَيِّنْ فَجَاءَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی مجلس میں لعان کا ذکر ہوا اور حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں کوئی بات کہی (کہ میں اگر اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو وہیں قتل کر دوں) اور چلے گئے۔ پھر ان کی قوم کے ایک صحابی (عویمر رضی اللہ عنہ) ان کے پاس آئے یہ شکایت لے کر کہ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو پایا ہے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے آج یہ ابتلا میری اسی بات کی وجہ سے ہوا ہے جو میں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے کہی تھی پھر وہ انہیں لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو وہ واقعہ بتایا جس میں اس صحابی نے اپنی بیوی کو پایا تھا۔ یہ صاحب زرد رنگ، کم گوشت والے (پتلے دبلے) اور سیدھے بال والے تھے اور جس کے متعلق انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ (تنہائی میں) پایا وہ گٹھے ہوئے جسم کا گندمی اور بھرے گوشت والا

---

٩٥٤۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 35 باب يلحق الولد بالْمُلاعِنة (4748) مسلم (1494) ابو داود (2259)۔

٩٥٥۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 31 باب قول النبی ﷺ لو كنت راجما بغير بينة (5310) مسلم (1497)۔

زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ ۔ فَلَاعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا۔

تھا۔ پھر حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اس معاملہ کو صاف کر دے چنانچہ اس عورت نے بچہ اسی مرد کی شکل کا جنا جس کے متعلق شوہر نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ پایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے میاں بیوی کے درمیان لعان کرایا۔

قَالَ رَجُلٌ لابْنِ عَبَّاسٍ ، فِي الْمَجْلِسِ : هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هَذِهِ؟)) فَقَالَ : لَا ، تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الإِسْلَامِ السُّوْءَ۔

ایک شاگرد نے مجلس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا یہی وہ عورت ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر میں کسی کو بلا شہادت کے سنگسار کر سکتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں (یہ جملہ آنحضرت ﷺ نے) اس عورت کے متعلق فرمایا تھا جس کی بدکاری اسلام کے زمانہ میں کھل گئی تھی۔

**لغوی توضیح** مُصْفَرًّا زرد رنگ والا۔ قَلِيْلُ اللَّحْمِ کمزور۔ سَبْطَ الشَّعَرِ سیدھے بال والا۔ خَدْلًا بھرا ہوا، ضخیم۔ آدم گندمی رنگ کا۔

٩٥٦۔ حديث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ ، قَالَ : قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ : لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفَحٍ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ : (( تَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ ؟ وَاللهِ ! لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ ، وَاللهُ أَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَابَطَنَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللهِ ، وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ بَعَثَ الْمُبَشِّرِيْنَ وَالْمُنْذِرِيْنَ ، وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللهِ ، وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَعَدَاللهُ الْجَنَّةَ ))۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھوں تو سیدھی تلوار سے اس کی گردن ماردوں۔ پھر یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت ہے؟ بلاشبہ میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے اور اللہ نے غیرت ہی کی وجہ سے فواحش کو حرام کیا ہے چاہے وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور معذرت (گناہوں سے توبہ واستغفار) اللہ سے زیادہ کسی کو پسند نہیں۔ اسی لئے اس نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بھیجے اور تعریف اللہ سے زیادہ کسی کو پسند نہیں اسی وجہ سے اس نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔

**لغوی توضیح** غَيْرَ مُصْفَحٍ یعنی تلوار کی چوڑی جانب سے نہیں (بلکہ دھار کی طرف سے ماروں گا)۔

٩٥٦۔ البخاری فی: 97 کتاب التوحید: 20 باب قول النبی ﷺ لا شخص اغیر من الله (6846) مسلم (1499)۔

۹۵۷۔ حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ' اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ' فَقَالَ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! وُلِدَ لِی غُلَامٌ اَسْوَدُ' فَقَالَ: (( ھَلْ لَکَ مِنْ اِبِلٍ؟)) قَالَ : نَعَمْ' قَالَ: (( مَا اَلْوَانُھَا؟ )) قَالَ: حُمْرٌ قَالَ : (( ھَلْ فِیْھَامِنْ اَوْرَقَ؟ )) قَالَ : نَعَمْ قَالَ : (( فَاَنّٰی ذٰلِکَ؟ )) قَالَ : لَعَلَّہٗ نَزَعَہٗ عِرْقٌ ۔ قَالَ : ((فَلَعَلَّ ابْنَکَ ھٰذَانَزَعَہٗ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے یہاں تو کالا کلوٹا بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ اونٹ بھی ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا' ان کے رنگ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ سرخ رنگ کے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا ان میں کوئی سیاہی سفید اونٹ بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا کہ پھر یہ کہاں سے آ گیا؟ انہوں نے کہا کہ اپنی نسل کے کسی بہت پہلے کے اونٹ پر یہ پڑا ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح تمہارا یہ لڑکا بھی اپنی نسل کے کسی دور کے رشتہ دار پر پڑا ہوگا۔

**لغوی توضیح** اَوْرَق خاکی رنگ۔ نَزَعَ کھینچ لیا ہو۔ عِرْق رگ نے۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ بلاوجہ بیوی پر شک کرنا یا محض شک کی بنیاد پر بچے کا انکار کرنا' درست نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسائل سمجھاتے ہوئے کوئی پیچیدہ یا فلسفیانہ انداز نہیں اپنانا چاہیے بلکہ عام فہم انداز اور مثالوں سے بات سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

# [20] کتاب العتق
## غلام آزاد کرنے کے مسائل

۹۵۸۔ حدیث عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنھما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ' قَالَ: ((مَنْ اَعْتَقَ شِرْکًا لَہٗ فِی عَبْدٍ ' فَکَانَ لَہٗ مَالٌ یَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ ' قُوِّمَ الْعَبْدُ قِیْمَۃَ عَدْلٍ فَاَعْطٰی شُرَکَاءَہٗ حِصَصَھُمْ وَعَتَقَ عَلَیْہِ ' وَاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْہُ مَاعَتَقَ )) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مشترک غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ غلام کی پوری قیمت ادا ہو سکے تو اس کی قیمت انصاف کے ساتھ لگائی جائے گی اور وہ باقی حصہ داروں کو ان کے حصے کی قیمت دے کر غلام کو اپنی طرف سے آزاد کر دے گا، ورنہ غلام کا جو حصہ آزاد ہو چکا وہ ہو چکا ( باقی آزادی کے لئے غلام کو خود کوشش کر کے قیمت ادا کرنی ہوگی )۔

---

۹۵۷۔ البخاری فی: 68 کتاب الطلاق: 26 باب إذا عرض بنفی الولد (5305) مسلم (1500) ابو داود (2260)۔

۹۵۸۔ البخاری فی: 49 کتاب العتق: 4 باب إذا اعتق عبدا بین اثنین (2491) مسلم (1501) ابو داود (3940)۔

# کتاب العتق

**لغوی توضیح** اَلْعِتْق آزاد ہونا اور اِعْتَاق آزاد کرنا۔ اصطلاحاً عتق سے مراد ہے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے کسی آدمی سے ملکیت کو ساقط کر دینا۔ شِرْكًا حصہ۔ قُوِّمَ قیمت لگائی جائے گی۔

**فہم الحدیث** اس اور آئندہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی غلام دو یا زیادہ افراد کی ملکیت میں ہو اور ان میں سے کوئی ایک اپنے حصے کا غلام آزاد کرنا چاہے تو وہ مکمل غلام کی قیمت لگائے، پھر اگر اس کے پاس اتنی مالیت ہو تو وہ اپنے باقی شرکاء کو انصاف کے ساتھ ان کے حصے ادا کر دے اور غلام کو آزاد کرا دے لیکن اگر آزاد کرنے والے کے پاس مزید اتنا مال نہیں جو اس کی مکمل قیمت کے برابر ہو تو پھر غلام کو اتنا مال کما کر لانے کی زحمت دی جائے گی۔ جب وہ باقی رقم ادا کر دے گا تب وہ مکمل آزاد ہو گا۔

## (1) باب ذكر سعاية العبد

## غلام محنت مزدوری کر کے اپنی قیمت ادا کرے

۹۵۹۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( مَنْ اَعْتَقَ شَقِيصًا مِنْ مَمْلُوْكِهِ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ فِي مَالِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِيْمَةَ عَدْلٍ، ثُمَّ اسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' جو شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مال سے غلام کو پوری آزادی دلا دے۔ لیکن اگر اس کے پاس اتنا مال نہیں تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگائی جائے۔ پھر غلام سے کہا جائے کہ (اپنی آزادی کی) کوشش میں وہ باقی حصہ کی قیمت خود کما کر ادا کر لے۔ لیکن غلام پر اس کے لئے کوئی دباؤ نہ ڈالا جائے۔

**لغوی توضیح** شَقِيصًا حصہ، وزن۔ خَلَاصُهُ باقی قیمت کی ادائیگی۔ اسْتُسْعِيَ محنت کرائی جائے۔ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ سختی نہ کی جائے۔

## (2) باب انما الولاء لمن اعتق

## ولاء اسی کی ہوگی جو آزاد کرے

۹۶۰۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها اَنَّ بَرِيْرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِيْنُهَا فِي كِتَابَتِهَا، وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ : ارْجِعِي اِلَى اَهْلِكِ فَاِنْ اَحَبُّوا اَنْ اَقْضِيَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِي فَعَلْتُ ۔ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ لِاَهْلِهَا فَاَبَوْا، وَقَالُوْا : اِنْ شَاءَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لَنَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس اپنے معاملہ مکاتبت میں مدد لینے آئیں۔ ابھی انہوں نے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ تو اپنے مالکوں کے پاس جا' اگر وہ یہ پسند کریں کہ تیرے معاملہ مکاتبت کی پوری رقم میں ادا کروں اور تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو تو میں ایسا کر سکتی ہوں۔ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے یہ صورت اپنے مالکوں کے سامنے رکھی۔ لیکن انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ اگر وہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) تمہارے ساتھ ثواب کی نیت سے یہ نیک کام کرنا چاہتی ہیں تو انہیں اختیار ہے۔

---

۹۵۹۔ البخاري في: 47 كتاب الشركة: 5 باب تقويم الاشياء بين الشركاء بقيمة عدل (2492) مسلم (1503) ۔

۹۶۰۔ البخاري في: 50 كتاب المكاتب: 2 باب ما يجوز من شروط المكاتب (456) مسلم (1504) ترمذی (1154) ۔

فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( ابْتَاعِي فَاَعْتِقِي فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ )) قَالَ، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: (( مَا بَالُ اُنَاسٍ يَشْتَرِطُوْنَ شَرْطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ، وَاِنْ شَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ، شَرْطُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ ))۔

لیکن تمہاری ولاء تو ہمارے ساتھ ہی رہے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو خرید کرا سے آزاد کر دے۔ ولاء تو اسی کے ساتھ ہوتی ہے جو آزاد کر دے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا کہ کچھ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کوئی اصل کتاب اللہ میں نہیں۔ پس جو بھی کوئی ایسی شرط لگائے جس کی اصل کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ ان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ خواہ وہ ایسی سو شرطیں کیوں نہ لگا لے، اللہ تعالیٰ کی شرط ہی سب سے زیادہ معقول اور مضبوط ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْوَلَاء مالک اور اس کے آزاد کردہ غلام کے درمیانی تعلق کو کہتے ہیں، اس تعلق کے باعث جب غلام فوت ہو گا تو مالک اس کی وراثت کا حقدار ہو گا۔

**فهو الحديث** معلوم ہوا کہ کوئی دوسرا شخص مقررہ رقم ادا کر کے غلام کو آزاد کر سکتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ولاء کا تعلق اسی کا ہوتا ہے جو آزادی دلائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لین دین کے معاملات میں وہ تمام شروط باطل ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں۔

٩٦١۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها، زَوْجِ النَّبِيِّ، قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ: اِحْدَى السُّنَنِ اَنَّهَا اُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ )) وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ تَفُوْرُ بِلَحْمٍ: فَقُرِّبَ اِلَيْهِ خُبْزٌ وَاُدْمٌ مِنْ اُدْمِ الْبَيْتِ۔ فَقَالَ: (( اَلَمْ اَرَ الْبُرْمَةَ فِيْهَا لَحْمٌ؟ )) قَالُوْا: بَلَى، وَلَكِنْ ذَلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيْرَةَ، وَاَنْتَ لَا تَاْكُلُ الصَّدَقَةَ۔ قَالَ: (( عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ ))۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ سے دین کے تین مسئلے معلوم ہو گئے۔ اول یہ کہ انہیں آزاد کیا گیا اور پھر ان کے شوہر کے بارے میں اختیار دیا گیا کہ (چاہیں ان کے نکاح میں رہیں ورنہ الگ ہو جائیں) اور رسول اللہ ﷺ نے (انہی کے بارے میں) فرمایا کہ ''ولا'' اسی سے قائم ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ اور ایک مرتبہ حضور ﷺ گھر میں تشریف لائے تو ایک ہانڈی میں گوشت پکایا جا رہا تھا۔ پھر کھانے کے لئے آنحضرت ﷺ کے سامنے روٹی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو ہانڈی میں گوشت پکتا دیکھا ہے؟ عرض کیا گیا کہ جی ہاں، لیکن وہ گوشت بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لیے بریرہ کی طرف سے تحفہ ہے۔

---

٩٦١۔ البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 14 باب لا يكون بيع الامة طلاقا۔

# کتاب العتق

**لغوی توضیح** فَخُيِّرَتْ فِيْ زَوْجِهَا اسے اپنے شوہر (مغیث نامی غلام) کے متعلق اختیار دے دیا گیا (معلوم ہوا کہ بیوی آزاد ہو جائے اور شوہر غلام ہو تو بیوی کو اس کے نکاح میں رہنے یا نکاح فسخ کر دینے کا اختیار ہے)۔ اَلْبُرْمَة پتھر کی ہنڈیا۔

## (3) باب النهي عن بيع الولاء وهبته
## ولاء کا بیچنا یا ہبہ کرنا منع ہے

٩٦٢ - حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ -

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ولاء کے بیچنے اور اسے ہبہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔

**فهم الحديث** چونکہ ولاء نسب کی طرح ایک معنوی چیز ہے اس لیے بیع یا ہبہ وغیرہ کسی بھی ذریعے سے اس کی دوسرے کی طرف منتقلی درست نہیں، اسی لیے اس سے منع کر دیا گیا ہے۔

## (4) باب تحريم تولي العتيق غير مواليه
## اپنے آزاد کرنے والے کے سوا اور کسی کو "مولا" نہیں بنا سکتا

٩٦٣ - حديث عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ خَطَبَ عَلَى مِنْبَرٍ مِنْ آجُرٍ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيْهِ صَحِيْفَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَقَالَ: وَاللهِ! مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ اِلَّا كِتَابُ اللهِ وَمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ، فَنَشَرَهَا، فَاِذَا فِيْهَا: اَسْنَانُ الْاِبِلِ، وَاِذَا فِيْهَا: (( الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مِنْ عَيْرٍ اِلَى كَذَا فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا ))، وَاِذَا فِيْهِ: (( ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ، يَسْعَى بِهَا اَدْنَاهُمْ، فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا ))، وَاِذَا فِيْهَا: (( مَنْ وَالَى

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اینٹ سے بنے ہوئے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ آپ تلوار لئے ہوئے تھے جس میں ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا واللہ! ہمارے پاس کتاب اللہ کے سوا کوئی اور کتاب نہیں جسے پڑھا جائے اور سوائے اس صحیفہ کے۔ پھر انہوں نے اسے کھولا تو اس میں دیت میں دیئے جانے والے اونٹوں کی عمروں کا بیان تھا (کہ دیت میں اتنی اتنی عمر کے اونٹ دیئے جائیں) اور اس میں یہ بھی تھا کہ مدینہ طیبہ کی زمین عیر پہاڑی سے ثور پہاڑ تک حرم ہے پس اس میں جو کوئی نئی بات (بدعت) نکالے گا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔ اللہ اس کی کسی فرض یا نفل عبادت کو قبول نہیں کرے گا اور اس میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کی ذمہ داری (عہد یا امان) ایک ہے اس کا ذمہ داران میں سب سے ادنیٰ مسلمان بھی ہو سکتا ہے۔ پس جس نے کسی مسلمان کا ذمہ توڑا اس پر اللہ کی لعنت ہے اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی۔ اللہ اس کی نہ فرض عبادت قبول کرے گا اور نہ نفل۔ اور اس میں یہ بھی تھا کہ جس

---

٩٦٢ - البخاري في: 49 كتاب العتق: 10 باب بيع الولاء وهبته (2535) مسلم (1506) ابو داود (2919) -

٩٦٣ - البخاري في: 96 كتاب الاعتصام: 5 باب ما يكره من التعمق والتنازع في العلم، مسلم (1370) -

قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا ))۔

نے کسی سے اپنے والیوں کی اجازت کے بغیر ولاء کا رشتہ قائم کیا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اللہ نہ اس کی فرض عبادت کرے گا نہ نفل۔

**فہم الحدیث** یہ روایت پیچھے ۸۶۸ نمبر پر گزر چکی ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

### (5) باب فضل العتق

### غلام آزاد کرنے کی فضیلت

٩٦٤۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا اِسْتَنْقَذَ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کبھی کسی مسلمان (غلام) کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے جسم کے ہر عضو کی آزادی کے بدلے اس شخص کے جسم کے ایک ایک عضو کو دوزخ سے آزاد کر دے گا۔

**لغوی توضیح** اسْتَنْقَذَ بچالے گا، نجات دے دے گا۔
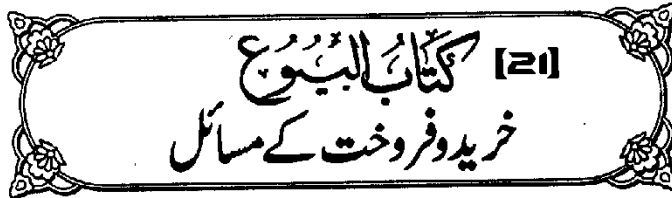
## [21] كتاب البيوع
## خرید و فروخت کے مسائل

### (1) باب ابطال بيع الملامسة والمنابذة

### بیع ملامسہ اور منابذہ باطل ہے

٩٦٥۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع ملامسہ اور بیع منابذہ سے منع فرمایا۔

**لغوی توضیح** الْبُيُوع جمع ہے بَيْع کی، معنی ہے فروخت کرنا۔ الْمُلَامَسَه لمس سے ہے، معنی ہے چھونا۔ الْمُنَابَذَه نبذ سے ہے، معنی ہے پھینکنا۔ ان دونوں کی وضاحت آئندہ حدیث ۹۶۷ میں ملاحظہ فرمائیے۔

٩٦٦۔ حديث أبي هريرة رضي الله عنه ، قال: يُنْهَى عَنْ صِيَامَيْنِ وَبَيْعَتَيْنِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ ، وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ نے دو روزے اور دو قسم کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزے سے۔ اور ملامست اور منابذت کے ساتھ خرید و فروخت کرنے سے۔

---

٩٦٤۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 1 باب ما جاء في العتق وفضله (2517) مسلم (1509) ترمذی (1541)۔

٩٦٥۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 63 باب بيع المنابذة (368) مسلم (1511) ابن ماجه (2169) ترمذی (1310)۔

٩٦٦۔ البخاري في: 30 كتاب الصوم: 67 باب الصوم يوم النحر۔

٩٦٧- حديث اَبِی سَعِيْدِ الْخدْرِی رضی الله عنه قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ: نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِی الْبَيْعِ، وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ اَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهُ اِلَّا بِذٰلِكَ، وَالْمُنَابَذَةُ اَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهِ وَيَنْبِذَ الآخَرُ ثَوْبَهُ، وَيَكُوْنَ ذٰلِكَ بَيْعَهُمَا مِنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ۔ وَاللِّبْسَتَيْنِ: اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ، وَالصَّمَّاءُ اَنْ يَجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلَى اَحَدِ عَاتِقَيْهِ، فَيَبْدُوْ اَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ، وَاللِّبْسَةُ الاُخْرَى احْتِبَاؤُهُ بِثَوْبِهِ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَیْءٌ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو طرح کے پہناوے اور دو طرح کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ خرید و فروخت میں ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔ ملامسہ کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص (خریدار) دوسرے (بیچنے والے) کے کپڑے کو رات یا دن میں کسی بھی وقت بس چھو دیتا (اور دیکھے بغیر صرف چھونے سے بیع ہو جاتی) صرف چھونا ہی کافی تھا کھول کر دیکھا نہیں جاتا تھا۔ منابذہ کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص اپنی ملکیت کا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکتا اور دوسرا اپنا کپڑا پھینکتا اور بغیر دیکھے اور بغیر باہمی رضامندی کے صرف اسی سے بیع منعقد ہو جاتی اور دو کپڑے (جنہیں پہننے سے نبی ﷺ نے منع فرمایا' ایک) اشتمال صماء ہے۔ صماء کی صورت یہ تھی کہ اپنا کپڑا (ایک چادر) اپنے ایک شانے پر اس طرح ڈالا جاتا کہ ایک کنارہ سے (شرمگاہ) کھل جاتی اور دوسرا کوئی کپڑا وہاں نہیں ہوتا تھا۔ دوسرے پہناوے کا طریقہ یہ تھا کہ بیٹھ کر اپنے ایک کپڑے سے کمر اور پنڈلی باندھ لیتے تھے اور شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا تھا۔

## (3) باب تحريم بيع حبل الحبلة

## پیٹ کے بچے کا بچہ فروخت کرنا منع ہے

٩٦٨- حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ، وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ اِلَى اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ، ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِی فِی بَطْنِهَا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حاملہ کے حمل کی بیع سے منع فرمایا ہے اور یہ بیع دور جاہلیت میں تھی۔ آدمی اس شرط پر اونٹنی خریدتا کہ (اس کی قیمت اس وقت دے گا) جب اونٹنی بچہ جنے گی' پھر وہ بچہ جو اونٹنی کے پیٹ میں ہے وہ (آگے ایک بچہ) جنے گا۔

**لغوی توضیح** بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ حاملہ کے حمل کی بیع۔ اس کی دو تفسیریں مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ مادہ جانور کے پیٹ میں پرورش پانے والا بچہ پیدائش کے بعد جوان ہو کر جو بچہ جنے گا اس کی بیع حرام ہے۔ دوسری یہ کہ اس قیمت پر جانور دینا کہ یہ جو بچہ جنے گا اس کا بچہ مجھے دینا ہوگا۔ یہ بیع اس لیے منع ہے کہ یہ معدوم و مجہول شے کی بیع ہے اور دھوکے کی بیع میں داخل ہے۔

---

٩٦٧- البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 20 باب اشتمال الصماء (2144) مسلم (1512) ابو داود (3379)۔

٩٦٨- البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 61 باب بیع الغرر وحبل الحبلة (2143) مسلم (1514) ترمذی (1229)۔

## (4) باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیه وسومه علی سومه و تحریم النجش و تحریم التصریة

## دوسرے شخص کے سودے پر سودا کرنا یا خریدنے کی نیت کے بغیر زیادہ قیمت لگانا نیز دھوکہ دینے کے لیے تھنوں میں دودھ روکے رکھنا حرام ہے

۹۶۹۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنے بھائی کی خرید وفروخت میں دخل اندازی نہ کرے۔

۹۷۰۔ حدیث اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: (( لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَلَا تُصَرُّوا الْغَنَمَ وَمَنِ ابْتَاعَهَا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ اَنْ يَحْتَلِبَهَا اِنْ رَضِيَهَا اَمْسَكَهَا، وَاِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (تجارتی) قافلوں کی پیشوائی (ان کا سامان شہر پہنچنے سے پہلے ہی خرید لینے کی غرض سے) نہ کرو۔ ایک شخص کسی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے اور کوئی نجش نہ کرے اور کوئی شہری بدوی کا مال نہ بیچے اور بکری کے تھن میں دودھ نہ روکے لیکن اگر کوئی اس (آخری) صورت میں جانور خرید لے تو اسے دوہنے کے بعد دونوں طرح کے اختیارات ہیں، اگر وہ اس بیع پر راضی ہے تو جانور کو روک سکتا ہے اور اگر وہ راضی نہیں تو ایک صاع کھجور اس کے ساتھ دے کر اُسے واپس کردے۔

**لغوی توضیح** لَا تَلَقَّوْا نہ ملو۔ الرُّكْبَانَ قافلوں کو (اس کی صورت یہ ہے کہ شہری آدمی بدوی کو شہر کی مارکیٹ میں پہنچنے سے پہلے پہلے راستے ہی میں جا ملے تاکہ بھاؤ کے متعلق غلط بیانی کر کے اس سے سامان سستے داموں خرید لے)۔ لَا تَنَاجَشُوْا بیع نجش نہ کرو (نجش کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ کوئی شخص سودے کی قیمت میں اضافہ کرنے کے ارادے سے بولی لگائے وہ خود تو اسے خریدنا نہ چاہے لیکن کسی اور کو اس میں پھنسانا چاہے)۔ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ کوئی شہری نہ بیچے۔ لِبَادٍ کسی دیہاتی کا سامان (امام نووی فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ ایک اجنبی آدمی دیہاتی سے یا دوسرے شہر سے ایسا ساز وسامان جس کی سبھی کو ضرورت ہے اس روز کے نرخ کے مطابق فروخت کرنے کے لیے لے کر آتا ہے مگر اسے شہری کہتا ہے کہ اس سامان کو میرے پاس چھوڑ دو تاکہ میں اسے بتدریج اعلیٰ نرخ پر بیچ دوں)۔ لَا تُصَرُّوا دودھ نہ روکو (مراد ہے اونٹنی یا بکری وغیرہ کے تھنوں میں دودھ روک لینا تاکہ اس کے تھن بڑے ہو جائیں اور خریدار کو یہ دھوکہ ہو جائے کہ یہ جانور تو بہت دودھ دینے والا ہے اور وہ اسے مہنگے داموں بھی خرید لے، یہ عمل حرام ہے)۔ رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ وہ اس جانور کے ساتھ ایک صاع کھجوریں بھی واپس کرے (معلوم ہوا کہ جسے دودھ روک کر جانور بیچا گیا ہے اسے یہ اختیار ہے کہ یا تو وہ اس جانور کو رکھ لے یا پھر واپس بائع کو لوٹا دے اور ساتھ ایک صاع کھجور بھی دے تاکہ جو دودھ حاصل کیا ہے اس کا عوض ہو جائے)۔

---

۹۶۹۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 58 باب لا یبیع علی بیع اخیه ولا یسوم علی سوم اخیه، مسلم (1412)۔

۹۷۰۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 64 باب النهی للبائع ان لا یحفل الابل...(2150) مسلم (1515) نسائی (4503)۔

٩٧١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ التَّلَقِّي، وَأَنْ يَبْتَاعَ الْمُهَاجِرُ لِلأَعْرَابِي، وَأَنْ تَشْتَرِطَ الْمَرْأَةُ طَلاقَ أُخْتِهَا، وَأَنْ يَسْتَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَوْمِ أَخِيْهِ، وَنَهَى عَنِ النَّجْشِ وَعَنِ التَّصْرِيَةِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے (تجارتی قافلوں کی) پیشوائی سے منع فرمایا تھا۔ اور اس سے بھی کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان تجارت بیچے اور اس سے بھی کہ کوئی عورت اپنی (دینی یا نسبی) بہن کے طلاق کی شرط لگائے اور اس سے کہ کوئی اپنے کسی بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ لگائے اسی طرح آپ نے نجش اور تصریہ سے بھی منع فرمایا۔

لغوی توضیح: طَلاقَ أُخْتِهَا اپنی بہن (یعنی سوکن) کی طلاق (معلوم ہوا کہ عورت پر حرام ہے کہ وہ نکاح کے وقت شوہر سے پہلی بیوی کی طلاق کا مطالبہ کرے)۔ سَوْم بھاؤ۔ التَّصْرِيَة تھنوں میں دودھ روکنا۔

## (5) باب تحريم تلقي الجلب

## بیرون شہر جا کر تاجروں سے مال خریدنا حرام ہے

٩٧٢۔ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَنِ اشْتَرَى شَاةً مُحَفَّلَةً فَلْيَرُدَّهَا فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا، وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُلَقَّى الْبُيُوْعُ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص مصراۃ بکری خریدے اور اسے واپس کرنا چاہے تو (مالک کو) اس کے ساتھ ایک صاع بھی دے اور نبی ﷺ نے قافلہ والوں سے (جو مال بیچنے آئیں) آگے بڑھ کر خریدنے سے منع فرمایا ہے۔

لغوی توضیح: شَاةً مُحَفَّلَةً وہ بکری جس کا دودھ روکا گیا ہو۔

## (6) باب تحريم بيع الحاضر للبادي

## شہری کو کا دیہاتی کا مال بیچنا حرام ہے

٩٧٣۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ))، (قَالَ الرَّاوِي) فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَاقَوْلُهُ ((لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟)) قَالَ: لَايَكُوْنُ لَهُ سِمْسَارًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا (تجارتی) قافلوں سے آگے جا کر نہ ملا کرو (ان کو منڈی میں آنے دو) اور کوئی شہری کسی دیہاتی کا سامان نہ بیچے (راوی کہتے ہیں) کہ اس پر میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے "کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال نہ بیچے"؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ دلال نہ بنے۔

٩٧٤۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ،

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں اس سے روکا گیا کہ

---

٩٧١۔ البخاري في: 54 كتاب الشروط: 11 باب الشروط في الطلاق۔

٩٧٢۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 64 باب النهي للبائع ان لا يحفّل الإبل...(2149) مسلم (1518) ترمذی (1220)۔

٩٧٣۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 68 باب هل يبيع حاضر لباد بغير اجر...(2158) مسلم (1521) نسائی (4512)۔

٩٧٤۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 68 باب لايبيع حاضر لباد بغير اجر...(2161) مسلم (1523) ابو داود (3440)۔

قَالَ: نُهِينَا اَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ۔

کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال تجارت بیچے۔

## (8) باب بطلان بيع المبيع قبل القبض

## خریدا ہوا مال قبضہ میں لینے سے پہلے بیچنا جائز نہیں

٩٧٥۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، قَالَ: اَمَّا الَّذِي نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَهُوَ الطَّعَامُ اَنْ يُبَاعَ حَتَّى يُقْبَضَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: وَلَا اَحْسِبُ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا مِثْلَهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے جس چیز سے منع فرمایا تھا، وہ اس غلہ کی بیع تھی جس پر ابھی قبضہ نہ کیا گیا ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں تو تمام چیزوں کو اسی کے حکم میں سمجھتا ہوں (یعنی کہ کوئی بھی چیز جب خریدی جائے تو قبضہ کرنے سے پہلے اسے نہ بیچا جائے)۔

٩٧٦۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيعُهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص کسی قسم کا غلہ خریدے تو جب تک اس پر پوری طرح قبضہ نہ کر لے اسے نہ بیچے۔

**لغوی توضیح** حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ حتی کہ وہ اس پر قبضہ کر لے۔

٩٧٧۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانُوْا يَبْتَاعُوْنَ الطَّعَامَ فِي اَعْلَى السُّوْقِ فَيَبِيعُوْنَهُ فِي مَكَانِهِمْ، فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَبِيعُوْهُ فِي مَكَانِهِ حَتَّى يَنْقُلُوْهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگ بازار کی بلند جانب جا کر غلہ خریدتے اور وہیں بیچنے لگتے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ غلہ وہاں نہ بیچیں جب تک اس کو اٹھوا کر دوسری جگہ نہ لے جائیں۔

**لغوی توضیح** حَتَّى يَنْقُلُوْهُ حتی کہ وہ اسے منتقل کر لیں (یعنی قبضہ میں لے لیں)۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ کوئی بھی چیز مکمل طور پر قبضہ میں لینے سے پہلے آگے فروخت کرنا جائز نہیں۔

## (10) باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين

## بائع اور مشتری دونوں کو جب تک مجلس برخواست نہ ہو سودا باقی رکھنے یا منسوخ کرنے کا اختیار ہے

٩٧٨۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خریدنے اور بیچنے والے دونوں کو اس وقت تک (بیع فسخ کرنے کا) اختیار ہوتا ہے، جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ

---

٩٧٥۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 55 باب بيع الطعام قبل ان يقبض...(2132) مسلم (1525) ترمذی (1291)۔

٩٧٦۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 51 باب الكيل على البائع والمعطى (2124) مسلم (1526)۔

٩٧٧۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 72 باب منتهى التلقى۔

٩٧٨۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 44 باب البيعان بالخيار ما لم يتفرقا (2107) مسلم (1531) ترمذی (1245)۔

يَتفرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخَيَارِ))۔ ہوں مگر بیع خیار میں۔

**لغوی توضیح** اَلْمُتَبَايِعَان دو بیع کرنے والے (یعنی بائع اور مشتری)۔ بَيْعَ الْخِيَارِ اختیار والی بیع (مراد یہ ہے کہ بیع کے وقت بائع نے مشتری کو اختیار دیا ہو یا مشتری نے اختیار کی شرط لگائی ہو تو پھر مقررہ مدت پوری ہونے تک دونوں کو اختیار ہوتا ہے چاہے وہ بیع فسخ کر دیں یا منعقد کر دیں)۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ جب تک بائع اور مشتری ایک ہی مجلس میں ہوں انہیں بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے اور جب وہ جدا ہو جائیں تو پھر یہ اختیار ختم ہو جاتا ہے اور بیع پختہ ہو جاتی ہے۔ آئندہ احادیث بھی اسی کا ثبوت ہیں۔

۹۷۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنهما، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَنَّهُ قَالَ: ((اِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَان فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، وَكَانَا جَمِيْعًا اَوْيُخَيِّرُ اَحَدُهُمَا الْآخَرَ فَتَبَايَعَا عَلَى ذَلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ، وَاِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ اَنْ يَتَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دو افراد نے خرید و فروخت کی تو جب تک وہ دونوں جدا نہ ہو جائیں انہیں (بیع کو توڑ دینے کا) اختیار باقی رہتا ہے یہ اس صورت میں کہ دونوں ایک ہی جگہ رہیں۔ لیکن اگر ایک نے دوسرے کو پسند کرنے کے لئے کہا اور اس شرط پر بیع ہوئی اور دونوں نے بیع کا قطعی فیصلہ کر لیا تو بیع اسی وقت منعقد ہو جائے گی اسی طرح اگر دونوں فریق بیع کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور بیع سے کسی فریق نے بھی انکار نہیں کیا، تو بھی بیع لازم ہو جاتی ہے۔

## (11) باب الصدق في البيع والبيان

## خرید و فروخت میں سچ بولنے اور سچی بات کہنے کی فضیلت

۹۸۰۔ حدیث حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْبَيِّعَان بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا)) اَوْقَالَ: ((حَتَّى يَتَفَرَّقَا، فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا، وَاِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا))۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خریدنے اور بیچنے والوں کو اس وقت تک (بیع ختم کرنے کا) اختیار ہے جب تک دونوں جدا نہ ہوں یا آپ نے فرمایا حتی کہ دونوں جدا نہ ہو جائیں (آنحضرت ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا) پس اگر دونوں نے سچائی سے کام لیا اور ہر بات صاف صاف کھول دی تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے لیکن اگر کوئی بات چھپا کر رکھی یا جھوٹ کہی تو ان کی برکت ختم کر دی جاتی ہے۔

**لغوی توضیح** مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا ان کی بیع کی برکت مٹا دی جاتی ہے (معلوم ہوا کہ کاروبار میں برکت سچ بولنے سے ہی ہوتی ہے اور جھوٹ اور فریب سے اگر کوئی مال کما بھی لے تو وہ برکت سے خالی ہوتا ہے)۔

---

۹۷۹۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 45 باب إذا خير احدهما صاحبه بعد البيع فقد وجب البيع۔

۹۸۰۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 19 باب إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا (2079) مسلم (1532)۔

## (12) باب من يخدع في البيع
## کاروبار میں دھوکا کھا جانے والا کیا کرے

٩٨١۔ حديث عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' اَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ' اَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ ' فَقَالَ: (( اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص ( حبان بن منقذ ) نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ وہ اکثر خرید وفروخت میں دھوکا کھا جاتے ہیں۔ اس پر آپ نے ان سے فرمایا کہ جب تم کسی چیز کی خرید وفروخت کرو تو یوں کہہ دیا کرو کہ بھائی دھوکا اور فریب کا کام نہیں۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ بیع کرتے وقت دھوکہ نہ دینے کی شرط لگائی جا سکتی ہے۔ اس حدیث سے خیارِ غبن بھی ثابت کیا جاتا ہے یعنی اگر کسی کو خرید وفروخت میں دھوکہ ہو جائے تو اسے بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

## (13) باب النهي عن الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع
## پکنے کا یقین جب تک نہ ہو درخت پر پھل بیچنا درست نہیں جب کہ کاٹنے کی شرط نہ ہوئی ہو

٩٨٢۔ حديث عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا ' نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پختہ ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع کیا تھا۔ آپ کی ممانعت بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں کو تھی۔

**لغوی توضیح** اَلثِّمَار جمع ہے ثَمَرَة کی، معنی ہے پھل۔ يَبْدُوَ ظاہر ہو۔ صَلَاحُهَا اس کی صلاحیت مراد ہے پھلوں کی سرخی اور زردی یعنی ایسا رنگ جس سے ظاہر ہو جائے کہ پھل پک چکا ہے۔

٩٨٣۔ حديث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتَّى يَطِيْبَ ' وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْهُ اِلَّا بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ اِلَّا الْعَرَايَا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کو پکنے سے پہلے بیچنے سے منع کیا ہے اور یہ کہ اس میں سے ذرہ برابر بھی درہم و دینار کے سوا کسی اور چیز ( سوکھے پھل ) کے بدلے نہ بیچی جائے۔ البتہ عرایا کی اجازت دی۔

**لغوی توضیح** حَتَّى يَطِيْبَ حتی کہ پک جائے۔ اَلْعَرَايَا اس کی وضاحت آئندہ باب کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

٩٨٤۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يَأْكُلَ اَوْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے کھجور کو درخت پر بیچنے سے جب تک وہ کھانے کے قابل نہ ہو جائے۔ اسی طرح

---

٩٨١۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 48 باب ما يكره من الخداع في البيع (2117) مسلم (1533) ابوداود (3500)۔

٩٨٢۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 85 باب بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها (1486) مسلم (1534) نسائي (4532)۔

٩٨٣۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 83 باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب والفضة۔

٩٨٤۔ البخاري في: 35 كتاب السلم: 4 باب السلم في النخل (2246) مسلم (1537) طبراني كبير (12688)۔

يُؤْكَلَ وَحَتّٰى يُوْزَنَ ' قِيْلَ لَهٗ : وَمَا يُوْزَنُ ؟ قَالَ رَجُلٌ عِنْدَهٗ : حَتّٰى يُحْرَزَ۔

جب تک وہ وزن کرنے کے قابل نہ ہو جائے' منع فرمایا ہے۔ پوچھا گیا کہ وزن کیئے جانے کا کیا مطلب ہے؟ تو ایک صاحب نے جو ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ اس قابل نہ ہو جائے کہ اندازہ کیا جا سکے۔

**لغوی توضیح** يُحْرَزَ اندازہ کیا جا سکے (کہ اس کا وزن کتنا ہوگا اور یہ بھی پکنے کے بعد ہی ہوتا ہے)۔

**فهم الحديث** مذکورہ بالا تینوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پھلوں کی پکنے سے پہلے خرید و فروخت جائز نہیں۔

## (14) باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا

## تر کھجور کو خشک کھجور کے بدلے بیچنا حرام ہے سوائے عرایا کے

۹۸۵۔ حدیث زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ اَنْ يَبِيْعَهَا بِخَرْصِهَا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عرایا کو رخصت دی کہ انہیں اندازے سے ماپ کر فروخت کر دیا جائے۔

**لغوی توضیح** اَلْعَرَايَا مراد یہ ہے کہ کوئی شخص (کسی باغ کا مالک اپنے باغ میں) دوسرے شخص کو کھجور کا درخت (ہبہ کے طور پر) دے دے' پھر اُس شخص کا اپنے باغ میں آنا اچھا نہ سمجھے تو اس صورت میں وہ شخص (مالک) اتری ہوئی کھجور کے عوض اپنا درخت (جسے وہ ہبہ کر چکا ہے) خریدے اِس کی اُس کے لیے رخصت دی گئی ہے۔ فی الواقع عرب قحط اور خشک سالی کے ایام میں اپنے باغات میں سے فقیروں اور مسکینوں کے درختوں کو چھوڑ کر' پھل صدقات کی صورت میں دیا کرتے تھے کہ فلاں درخت کی کھجوریں تمہاری ہیں۔ اسی طرح عطیہ میں دی گئی کھجور کو بھی ''عریہ'' کہتے ہیں۔ یعنی مساکین باغات میں ان کے درختوں کا پھل کھانے جایا کرتے تھے اس لیے ان کے داخلے سے باغات کے مالک تکلیف محسوس کرتے تھے یا پھر یہ ہوتا کہ مساکین اپنی ضرورت محتاجی کی وجہ سے پھل پکنے کا انتظار نہ کرتے اور انہیں فروخت کر دیتے جبکہ پھل ابھی درختوں پر ہی ہوتے اور ان کے عوض خشک کھجوریں لے لیتے اور باغات کے مالک بھی ان کی روزمرہ کی آمد و رفت کی پریشانی سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے درختوں پر موجود تر کھجوروں کو خشک کھجوریں دے کر خرید لیتے تھے۔ یہ بیع مزابنہ (کچے پھلوں کی پکے پھلوں سے بیع) ہی ہے جو ممنوع ہے لیکن عرایا کے لیے اس کی رخصت دی گئی ہے۔

۹۸۶۔ حدیث سَهْلِ بْنِ اَبِىْ حَثْمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ : نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ وَرَخَّصَ فِى الْعَرِيَّةِ اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَاْكُلُهَا اَهْلُهَا رُطَبًا۔

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے درخت پر لگی ہوئی کھجور کو اتری ہوئی کھجور کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا البتہ عریہ کی آپ نے اجازت دی کہ اندازہ کر کے یہ بیع کی جا سکتی ہے کہ عریہ والے اس کے بدل تازہ کھجور کھائیں۔

---

۹۸۵۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 82 باب بیع المزابنة وهی بیع الثمر بالتمر (2173) مسلم (1539)۔

۹۸۶۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 83 باب الثمر علی رؤوس النخل بالذهب والفضة (2191) مسلم (1540)۔

٩٨٧- حديث رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ وَسَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ، اِلَّا اَصْحَابَ الْعَرَايَا فَاِنَّهُ اَذِنَ لَهُمْ۔

حضرت رافع بن خدیج اور حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ یعنی درخت پر لگی ہوئی کھجور کو خشک کی ہوئی کھجور کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا' عریہ کرنے والوں کے علاوہ کہ انہیں آپ نے اجازت دے دی تھی۔

لغوی توضیح: اَلْمُزَابَنَة درختوں پر لگے ہوئے پھل کو اُسی جنس کے اتارے ہوئے خشک پھل کے عوض فروخت کرنا۔

٩٨٨- حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے پانچ وسق یا اس سے کم میں بیع عریہ کی اجازت دی ہے۔

فهم الحديث: معلوم ہوا کہ اہل عرایا کے لیے صرف پانچ وسق یعنی بیس مَن سے کم کھجوروں کی فروخت ہی درست ہے۔

٩٨٩- حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلاً، وَبَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ كَيْلاً۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا۔ مزابنہ یہ کہ درخت پر لگی ہوئی کھجور خشک کھجور کے بدلے ماپ کر بیچی جائے۔ اسی طرح بیل پر موجود انگور کو منقیٰ کے بدلے بیچا جائے۔

لغوی توضیح: زَبِيْب منقیٰ۔ اَلْكَرْم انگور۔

٩٩٠- حديث ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ يَبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ اِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا، وَاِنْ كَانَ كَرْمًا اَنْ يَبِيْعَهُ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا، اَوْ كَانَ زَرْعًا اَنْ يَبِيْعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ، وَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا۔ یعنی باغ کے پھلوں کو' اگر وہ کھجور ہیں تو ٹوٹی ہوئی کھجور کے بدلے ناپ کر بیچا جائے اور اگر انگور ہیں تو اسے خشک انگور کے بدلے ناپ کر بیچا جائے اور اگر وہ کھیتی ہے تو ناپ کر غلہ کے بدلے بیچا جائے۔ آپ نے ان تمام قسموں کے لین دین سے منع فرمایا ہے۔

## (15) باب من باع نخلا عليها ثمر
## جو شخص کھجور کا ایسا درخت بیچے جس پر کھجوریں لگی ہوں

٩٩١- حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر کسی

٩٨٧- البخاري في: 42 كتاب المساقاة: 17 باب الرجل يكون له ممر او شرب في حائط۔
٩٨٨- البخاري في: 34 كتاب البيوع: 83 باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب والفضة (2190) مسلم (1541)۔
٩٨٩- البخاري في: 34 كتاب البيوع: 75 باب بيع الزبيب بالزبيب والطعام بالطعام (2171) مسلم (1542)۔
٩٩٠- البخاري في: 34 كتاب البيوع: 91 باب بيع الزرع بالطعام كيلا۔
٩٩١- البخاري في: 34 كتاب البيوع: 90 باب من باع نخلا قد ابرت او ارضا مزروعة (2203) مسلم (1543)۔

اللّٰہِ عنھما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرُھَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ)) ۔

نے کھجور کے ایسے درخت بیچے ہوں جن کو پیوندی کیا جا چکا تھا تو اس کا پھل بیچنے والے ہی کا رہتا ہے البتہ اگر خرید نے والے نے شرط لگا دی ہو، (کہ پھل سمیت سودا ہو رہا ہے تو پھل بھی خریدار کی ملکیت میں آ جائیں گے)۔

**لغوی توضیح:** اُبِّرَتْ تابیر سے ہے اور تابیر پیوند کاری کو کہتے ہیں' اس کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ نر کھجور کے گودے کو مادہ کھجور کے خوشے پر رکھ دیا جاتا' اس طرح پھل زیادہ ہوتا تھا۔

**فھم الحدیث:** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کھجوروں کے درخت پیوند کاری کے عمل کے بعد فروخت کیے گئے ہوں تو پھر پھل کا حقدار فروخت کرنے والا ہی ہوگا الا کہ خریدار نے پھل (لینے) کی بھی شرط لگائی ہو۔

## (16) باب النھی عن المحاقلة والمزابنة وعن المخابرة وبیع الثمرة قبل بدو صلاحھا وعن بیع المعاومة وھو بیع السنین

## محاقلہ، مزابنہ اور مخابرہ کی ممانعت نیز پھلوں کے استفادہ کے قابل ہونے سے قبل فروخت کرنا اور معاومہ یعنی چند سالوں کے پھل فروخت کرنا منع ہے

۹۹۲۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رضی اللہ عنہ ' نَھَی النَّبِیُّ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَنِ الْمُزَابَنَةِ وَعَنْ بَیْعِ الثَّمَرِ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُھَا ' وَاَنْ لَا تُبَاعَ اِلَّا بِالدِّیْنَارِ وَالدِّرْھَمِ اِلَّا الْعَرَایَا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مخابرہ' محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا تھا۔ اسی طرح پھل کو پختہ ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا تھا' اور یہ کہ میوہ یا غلہ جو درخت پر لگا ہو دینار و درہم ہی کے بدلے بیچا جائے۔ البتہ عرایا کی اجازت دی ہے۔

**لغوی توضیح:** مُحَاقَلَة کھیتی کو خوشے میں ہی فروخت کر دینا (بالیوں میں کھڑی کھیتی کو غلے کے عوض فروخت کر دینا جیسے گندم کے کھیت کے بدلے گندم فروخت کرنا وغیرہ)۔ مُخَابَرَة مزارعت کا ہی دوسرا نام ہے۔ یہ بیع مطلق طور پر حرام نہیں بلکہ اس کی صرف ایک خاص صورت ہی حرام ہے اور وہ یہ ہے کہ مالک مکمل پیداوار کا تیسرا یا چوتھا حصہ مقرر کرنے کی بجائے مزارع کے لیے زمین کے ایک خاص حصے کی پیداوار بطور معاوضہ مقرر کر لے' اس کا نقصان یہ ہوگا کہ بعض اوقات مزارع کی زمین میں پیداوار زیادہ ہو جائے گی اور بعض اوقات مالک کی زمین میں' اس طرح دونوں میں جھگڑے کی نوبت آ جائے گی' اسی لیے اس بیع سے منع کر دیا گیا ہے۔

## (17) باب کراء الارض

## زمین کو کرایہ (ٹھیکہ) پر دینے کا بیان

۹۹۳۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: کَانَتْ لِرِجَالٍ مِنَّا فُضُوْلُ اَرَضِیْنَ ' فَقَالُوْا: نُؤَاجِرُھَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالنِّصْفِ ' فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَنْ کَانَتْ لَهٗ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے بہت سے اصحاب کے پاس فالتو زمین بھی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ تہائی یا چوتھائی یا نصف کی بٹائی پر ہم کیوں نہ اسے دے دیا کریں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو تو اسے خود بونی

---

۹۹۲۔ البخاری فی: 42 کتاب المساقاة: 17 باب الرجل یکون له ممرّ او شرب...(2340) مسلم (1536)۔
۹۹۳۔ البخاری فی: 51 کتاب الھبة: 35 باب فضل المنیحة۔

أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ))۔

چاہیے۔ یا پھر کسی اپنے بھائی کو ہدیہ کر دینی چاہیے اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو پھر زمین اپنے پاس ہی رکھے۔

**لغوی توضیح:** فُضُوْلُ أَرَضِيْنَ فالتو زمینیں۔ لِيَمْنَحْهَا وہ اسے (زمین کو) ہدیہ کر دے۔

**فہم الحدیث:** بظاہر اس اور آئندہ روایت میں زمین ٹھیکہ پر دینے کی ممانعت ہے لیکن یاد رہے کہ یہ ممانعت مطلقاً نہیں بلکہ خاص ہے۔ ممانعت صرف اس صورت میں ہے کہ زمین کو ٹھیکہ پر دیتے وقت کسی خاص حصے کی پیداوار کو اپنے لیے مخصوص کر لینا (جیسا کہ عہد رسالت میں کیا جاتا تھا) اس کا نقصان یہ ہوتا کہ کبھی ایک حصے میں پیداوار زیادہ ہو جاتی اور دوسرے حصے میں نہ ہوتی تو مالک کو فائدہ ہو جاتا اور ٹھیکے پر لینے والے کا نقصان' اسی طرح بعض اوقات اس کے برعکس مالک کو نقصان ہو جاتا اور لینے والے کو فائدہ' جس سے نزاع وانتشار پیدا ہو جاتا' تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ اس لیے یہ صورت منع ہے ورگرنہ اگر کوئی چیز مقرر ہو مثلاً معین پیداوار' سونا چاندی یا مروجہ نقدی وغیرہ تو پھر کوئی حرج نہیں (ممانعت صرف نامعلوم پیداوار اور قطعہ ارضی کی تخصیص میں ہے)۔[1]

٩٩٤۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْلِيَمْنَحْهَا أَخَاهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُمْسِكْ أَرْضَهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' جس کے پاس زمین ہو تو وہ خود بوئے ورنہ اپنے کسی (مسلمان بھائی) کو بخش دے اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو اسے یوں ہی خالی چھوڑ دے۔

٩٩٥۔ حدیث أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِي رضی اللہ عنہ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ' وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِي رُءُوْسِ النَّخْلِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا' مزابنہ درخت پر موجود کھجور اتری ہوئی کھجور کے بدلے میں خریدنے کو کہتے ہیں۔

٩٩٦۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ عَنْ نَافِعٍ' أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضی الله عنهما' كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ مُعَاوِيَةَ' ثُمَّ حَدَّثَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ" فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ إِلَى

نافع رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کھیتوں کو نبی ﷺ' حضرت ابو بکر' حضرت عمر' حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی عہد خلافت میں کرایہ پر دیتے تھے۔ پھر رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کیا گیا کہ نبی ﷺ نے کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے منع کیا تھا (یہ سن کر) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گئے میں بھی ان کے ساتھ تھا۔

---

٩٩٤۔ البخاري في: 41 كتاب المزارعة: 18 باب ما كان من اصحاب النبي ﷺ يواسي ...(2341) مسلم (1544)۔

٩٩٥۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 82 باب بيع المزابنة وهي بيع الثمر بالتمر (2186) مسلم (1546)۔

٩٩٦۔ البخاري في: 41 كتاب المزارعة: 18 باب ما كان من اصحاب النبي ﷺ يواسي ...(2285) مسلم (1547)۔

[1] [مسلم (1547) بخاری (4012) ابو داود (3392) ابن ماجه (2460)]

رَافِعٍ فَذَهَبْتُ مَعَهُ، فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّا كُنَّا نُكْرِي مَزَارِعَنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا عَلَى الْأَرْبِعَاءِ وَبِشَيْءٍ مِنَ التِّبْنِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے نبی ﷺ کے عہد میں ہم اپنے کھیتوں کو اس پیداوار کے بدل جو نالیوں پر ہو اور تھوڑی گھاس کے بدل دیا کرتے تھے۔

**لغوی توضیح** اَرْبِعَاء جمع ہے ربیع کی، معنی ہے نالیاں۔ التِّبْن گھاس۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بات کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ زمین ٹھیکہ پر دیتے وقت یہ شرط لگاتے جو نالیوں پر اُگے گا اور کچھ گھاس ہم رکھیں گے، یہ شرط مجہول تھی صرف اس لیے منع کیا گیا۔

## (18) باب كراء الارض بالطعام

## کھانے کے عوض زمین کرایہ پر دینا

۹۹۷۔ حدیث ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعٍ قَالَ: لَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَمْرٍ كَانَ بِنَا رَافِقًا (قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ رَاوِي هٰذَا الْحَدِيثِ) قُلْتُ: مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ: دَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: (( مَا تَصْنَعُونَ بِمَحَاقِلِكُمْ؟ )) قُلْتُ: نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ وَعَلَى الْأَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيرِ، قَالَ: (( لَا تَفْعَلُوا، ازْرَعُوهَا أَوْ أَزْرِعُوهَا أَمْسِكُوهَا )) قَالَ رَافِعٌ، قُلْتُ: سَمْعًا وَطَاعَةً۔

حضرت ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع کیا تھا جس میں ہمارا (بظاہر ذاتی) فائدہ تھا (حدیث کے راوی حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا) اس پر میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا وہ حق ہے۔ ظہیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور دریافت فرمایا کہ تم لوگ اپنے کھیتوں کا معاملہ کس طرح کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہم اپنے کھیتوں کو (بونے کے لئے) نہر کے قریب کی زمین کی شرط پر دے دیتے ہیں اسی طرح کھجور اور جو کے چند وسق پر۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو۔ یا خود اس میں کھیتی کیا کرو یا دوسروں سے کراؤ، ورنہ اسے یوں خالی ہی چھوڑ دو۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا (آپ کا یہ فرمان) میں نے سنا اور مان لیا۔

## (21) باب الارض تمنح

## زمین کا زراعت کے لیے کسی کو دینا

۹۹۸۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ (أَيِ الْمُخَابَرَةِ) وَلٰكِنْ قَالَ: (( أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَعْلُومًا ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس سے (یعنی کرایہ پر دینے سے) نہیں روکا۔ بلکہ آپ نے صرف یہ فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنے بھائی کو (اپنی زمین) مفت دے دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا محصول لے۔

**فهم الحديث** اس سے بھی معلوم ہوا کہ زمین ٹھیکہ پر دینا مطلقاً ممنوع نہیں۔

---

۹۹۷۔ البخاري في: كتاب المزارعة: 18 باب ما كان من اصحاب النبي ﷺ يواسي ...(2339) مسلم (1548)۔

۹۹۸۔ البخاري في: 41 كتاب المزارعة: 10 باب حدثنا علي بن عبد الله ، مسلم (1550) دارمي (2616)۔

## (1) باب المساقاة والمعاملة بجزء من الثمر والزرع

## مساقات میں پھلوں اور فصل کی بٹائی پر معاملہ کرنا

۹۹۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ عَامَلَ خَیْبَرَ بِشَطْرِ مَایَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ اَوْ زَرْعٍ' فَكَانَ يُعْطِي اَزْوَاجَهُ مِائَةَ وَسَقٍ: ثَمَانُوْنَ وَسْقَ تَمْرٍ' وَعِشْرُوْنَ وِسْقَ شَعِيْرٍ' فَقَسَمَ عُمَرُ خَيْبَرَ فَخَيَّرَ اَزْوَاجَ النَّبِیِّ ﷺ اَنْ يُقْطِعَ لَهُنَّ مِنَ الْمَاءِ وَالاَرْضِ اَوْ يُمْضِيَ لَهُنَّ' فَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْاَرْضَ وَمِنْهُنَّ مَنِ اخْتَارَ الْوَسْقَ' وَكَانَتْ عَائِشَةُ اخْتَارَتِ الاَرْضَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (خیبر کے یہودیوں سے) وہاں (کی زمین میں) پھل، کھیتی اور جو بھی پیداوار ہو اس کے آدھے حصے پر معاملہ کیا تھا آپ اس میں سے اپنی بیویوں کو سو وسق دیتے تھے جس میں اسی وسق کھجور ہوتی اور بیس وسق جو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد خلافت میں) جب خیبر کی زمین تقسیم کی تو ازواجِ مطہرات کو آپ نے اس کا اختیار دیا کہ (اگر وہ چاہیں تو) انہیں بھی وہاں کا پانی اور قطعہ زمین دے دیا جائے یا وہی پہلی صورت باقی رکھی جائے چنانچہ بعض نے زمین لینا پسند کی اور بعض نے (پیداوار سے) وسق لینا پسند کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زمین ہی لینا پسند کی تھی۔

**لغوی توضیح** اَلْمُسَاقَاة کسی کو نگرانی و آبپاشی کے لیے اپنے درخت اس شرط پر دینا کہ پیداوار کا ایک حصہ اسے بھی ملے گا۔ دوسرے لفظوں میں یہ مزارعت (کھیتی باڑی) کی طرح ہی ہے۔ کیونکہ اس میں درخت مقررہ پیداوار کے عوض دیئے جاتے ہیں اور مزارعت میں زمین۔ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ نصف پیداوار کے عوض۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے مساقاۃ اور مزارعت کا جواز معلوم ہوتا ہے' کیونکہ آپ ﷺ نے یہود کو پیداوار کے مقررہ حصے کے عوض خیبر کے درخت بھی دیئے (جو مساقاۃ ہے) اور زمین بھی (جو مزارعت ہے)۔ جمہور علماء ومحدثین اسی کے قائل ہیں۔

۱۰۰۰۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ' رضی اللہ عنہما اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ' رضی اللہ عنہ اَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَى مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى خَيْبَرَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو سرزمینِ حجاز سے نکال دیا تھا اور جب نبی ﷺ نے خیبر پر فتح پائی تو آپ نے بھی یہودیوں کو وہاں سے نکالنا چاہا تھا جب آپ کو وہاں فتح حاصل ہوئی تو اس کی زمین اللہ اس کے

۹۹۹۔ البخاری فی: 41 کتاب المزارعة: 8 باب المزارعة بالشطر ونحوه (2329) مسلم (1551) ابن ماجه (2467)۔

۱۰۰۰۔ البخاری فی: 41 کتاب المزارعة: 17 باب إذا قال ربّ الارض اقرك ما اقرك الله۔

اَرَادَ اِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا ' وَكَانَتِ الْاَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ ﷺ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ ' وَاَرَادَ اِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا ' فَسَاَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا اَنْ يَكْفُوا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ ' فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَا شِئْنَا)) فَقَرُّوا بِهَا حَتّٰى اَجْلَاهُمْ عُمَرُ اِلٰى تَيْمَاءَ وَاَرِيْحَاءَ ۔

رسول اور مسلمانوں کی ہوگئی تھی آپ کا ارادہ یہودیوں کو وہاں سے باہر کرنے کا تھا۔ لیکن یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں یہیں رہنے دیں ہم (خیبر کی اراضی کا) سارا کام خود کریں گے اور اس کی پیداوار کا نصف حصہ لے لیں گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا جب تک ہم چاہیں تمہیں اس شرط پر یہاں رہنے دیں گے چنانچہ وہ لوگ وہیں رہے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تیماء اور اریحاء کی طرف جلاوطن کر دیا (کیونکہ وہ ہر وقت مسلمانوں کے خلاف خفیہ سازشیں کیا کرتے تھے)۔

**لغوی توضیح** اَجْلٰی جلاوطن کر دیا۔ لَمَّا ظَهَرَ جب غلبہ پایا۔ تَيْمَا بلاد طی کی ایک بستی۔ اَرِيْحَاء شام کی ایک بستی۔

## (2) باب فضل الغرس والزرع

## درخت لگانے اور کھیتی باڑی کرنے کی فضیلت کا بیان

١٠٠١۔ حديث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَهِيْمَةٌ اِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی مسلمان جو درخت کا پودا لگائے یا کھیت میں بیج بوئے' پھر اس میں سے پرند یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْغَرْسُ درخت لگانا (گاڑنا)۔ اَلزَّرْعُ کھیتی باڑی کرنا۔ بَهِيْمَة چوپائے، جانور۔

## (30) باب وضع الجوائح

## آفت زدگی سے جو نقصان ہو اس کو مجرا دینا

١٠٠٢۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ فَقِيْلَ لَهُ : وَمَا تُزْهِي ؟ قَالَ : حَتّٰى تَحْمَرَّ ' فَقَالَ : ((اَرَاَيْتَ اِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ؟)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کو زہو سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا۔ ان سے پوچھا گیا کہ زہو کسے کہتے ہیں تو جواب دیا کہ سرخ ہونے (پکنے) کو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہی بتاؤ' اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھلوں پر کوئی آفت آ جائے تو تم اپنے بھائی کا مال آخر کس چیز کے بدلے لو گے۔

**لغوی توضیح** اَلْجَوَائِح جمع ہے جَائِحَة کی' مراد ہے ایسی آفت و مصیبت جو پھلوں اور اموال کو ہلاک کر دیتی ہے۔

١٠٠١۔ البخاری فی 41 کتاب المزارعة: 1 باب فضل الزرع والغرس إذا أكل منه (2320) مسلم (1553)۔

١٠٠٢۔ البخاری فی 34 کتاب البيوع: 87 باب إذا باع الثمار قبل ان يبدو صلاحها (1488) مسلم (1555)

**فہم الحدیث** ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے آفت زدہ کے نقصان کو معاف کر دینے کا حکم دیا ہے۔[1] معلوم ہوا کہ اگر بیع کے بعد پھلوں اور کھیتوں پر کوئی آفت آن پہنچے (مثلاً بارش، سیلاب اور آندھی وغیرہ) تو بائع کو چاہیے کہ خریدار سے ہلاک ہونے والے مال کی قیمت نہ لے خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ خواہ اس نے کچھ قیمت ادا کر دی ہو یا نہ۔

## (4) باب استحباب الوضع من الدين

## قرض میں سے کچھ معاف کر دینا مستحب ہے

١٠٠٣ ۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' قَالَتْ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ اَصْوَاتُهُمَا وَاِذَا اَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْآخَرَ وَيَسْتَرْفِقُهُ فِي شَيْءٍ، وَهُوَ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ! لَا اَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: (( اَيْنَ الْمُتَاَلِّي عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ؟ )) فَقَالَ: اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَهُ اَيُّ ذٰلِكَ اَحَبَّ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ نے دروازے پر دو جھگڑا کرنے والوں کی آواز سنی جو بلند ہو گئی تھی، واقعہ تھا کہ ایک آدمی دوسرے سے قرض میں کچھ کمی کرنے اور تقاضے میں کچھ نرمی برتنے کے لئے کہہ رہا تھا اور دوسرا کہتا تھا کہ اللہ کی قسم! میں یہ نہیں کروں گا۔ آخر رسول ﷺ ان کے پاس گئے اور فرمایا کہ اس بات پر اللہ کی قسم کھانے والے صاحب کہاں ہیں کہ وہ ایک اچھا کام نہیں کریں گے؟ ان صحابی نے عرض کیا' میں ہی ہوں یارسول اللہ! اب میرا بھائی جو چاہتا ہے وہی مجھ کو بھی پسند ہے۔

**لغوی توضیح** يَسْتَوْضِعُ کچھ قرض معاف کرنے کا مطالبہ کرتا تھا۔ يَسْتَرْفِقُ نرمی برتنے کا مطالبہ کرتا تھا۔ اَلْمُتَاَلِّي قسم اٹھانے والا۔ وَلَهُ اَيُّ ذٰلِكَ اَحَبَّ اسے جو (قرض میں کمی اور نرم رویہ) پسند ہے میں نے وہی کیا۔

١٠٠٤ ۔ حدیث كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ' رضی الله عنه اَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ اَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ ' فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ ' فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ ' فَنَادَى (( يَا كَعْبُ! )) قَالَ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: (( ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا )) وَاَوْمَا اِلَيْهِ ' اَيِ الشَّطْرَ ' قَالَ: لَقَدْ فَعَلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: (( قُمْ فَاقْضِهِ ))۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں عبداللہ ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اور دونوں کی گفتگو بلند آواز سے ہونے لگی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے حجرے سے سن لیا۔ آپ پردہ ہٹا کر باہر تشریف لائے اور پکارا۔ کعب! کعب رضی اللہ عنہ بولے اے اللہ کے رسول! فرمایئے کیا ارشاد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے قرض میں اتنا کم کر دو۔ آپ کا اشارہ تھا کہ آدھا کم کر دیں۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! میں نے (بخوشی) ایسا کر دیا۔ پھر آپ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا اچھا اب اٹھو اور اس کا قرض ادا کر دو (جو آدھا معاف کر دیا گیا ہے)۔

---

١٠٠٣ ۔ البخاري في: 53 كتاب الصلح: 10 باب هل يشير الإمام بالصلح (2705) مسلم (1557) ابن حبان (5032) ۔

١٠٠٤ ۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 71 باب التقاضي والملازمة في المسجد (457) مسلم (1558) ابوداود (3595) ۔

﴿لغوی توضیح﴾ سِجْفَ حُجْرَتِهِ آپ کے حجرے کا پردہ۔ ضَعْ معاف کردو۔ الشَّطْرَ نصف۔

﴿فہم الحدیث﴾ ان روایات سے معلوم ہوا کہ مقروض کے مطالبہ پر قرض میں کچھ کمی کرنا، اسی طرح مقروض سے اپنے مال کا مطالبہ کرتے وقت نرم رویہ اپنانا مستحب ہے۔

### (5) باب من ادرك ما باعه عند المشتري وقد افلس فله الرجوع فيه

### اگر خریدار مفلس ہو جائے اور بیچنے والا اس کے پاس اپنی چیز بعینہٖ پائے تو وہ اپنی چیز واپس لے سکتا ہے

١٠٠٥ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (اَوْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ) : ((مَنْ اَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ اَوْ اِنْسَانٍ قَدْ اَفْلَسَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یا بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا) جو شخص ہو بہو اپنا مال کسی شخص کے پاس پالے جب کہ وہ شخص دیوالیہ قرار دیا جا چکا ہو تو صاحب مال ہی اس کا دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ مستحق ہے۔

﴿لغوی توضیح﴾ اَفْلَسَ دیوالیہ، کنگال ہو چکا ہو۔ فَهُوَ اَحَقُّ بِهِ وہی اس کا زیادہ مستحق ہے (معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اُدھار کسی کو کوئی چیز فروخت کرے، پھر خریدار کنگال ہو جائے اور اس کے پاس اس چیز کی قیمت ادا کرنے کی طاقت ہی نہ ہو تو بائع اگر اپنی چیز خریدار کے پاس بعینہٖ پالیتا ہے تو اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی چیز اس سے وصول کر لے)۔

### (6) باب فضل إنظار المعسر

### تنگ دست کو مہلت دینے کی فضیلت

١٠٠٦ - حديث حُذَيْفَةَ رضي الله عنه، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ رُوْحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، قَالُوْا اَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ : كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِي اَنْ يُنْظِرُوْا وَيَتَجَاوَزُوْا عَنِ الْمُعْسِرِ، قَالَ : قَالَ فَتَجَاوَزُوْا عَنْهُ)) ۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے گزشتہ امتوں کے کسی شخص کی روح کے پاس (موت کے وقت) فرشتے آئے اور پوچھا تو نے کچھ اچھے کام کئے ہیں؟ روح نے جواب دیا کہ میں اپنے نوکروں سے کہا کرتا تھا کہ وہ مال دار لوگوں کو (جوان کے مقروض ہوں) مہلت دے دیا کریں اور ان پر سختی نہ کریں اور محتاجوں کو معاف کر دیا کریں۔ راوی نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پھر فرشتوں نے بھی اس سے درگذر کیا اور سختی نہیں کی۔

﴿لغوی توضیح﴾ تَلَقَّتِ الْمَلَائِكَةُ فرشتے آئے۔ يُنْظِرُوْا مہلت دو۔ يَتَجَاوَزُوْا معاف کردو۔

١٠٠٧ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک تاجر

---

١٠٠٥ - البخاري في: 43 كتاب الاستقراض: 14 باب إذا وجد ماله عند مفلس (2402) مسلم (1559) ترمذي (1262)۔

١٠٠٦ - البخاري في: 34 كتاب البيوع: 17 باب من انظر موسرا (2077) مسلم (1560) ابن ماجه (2420) ۔

١٠٠٧ - البخاري في: 34 كتاب البيوع: 18 باب من انظر معسرا (2078) مسلم (1562) بغوي (2139) ۔

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( كَانَ تَاجِرٌ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَإِذَا رَأَى مُعْسِرًا قَالَ لِفِتْيَانِهِ تَجَاوَزُوْا عَنْهُ، لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، فَتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُ )) ۔

لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا جب کسی تنگ دست کو دیکھتا تو اپنے نوکروں سے کہہ دیتا کہ اس سے درگزر کر جاؤ، شاید کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے (آخرت میں) درگزر فرمائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اس کے مرنے کے بعد) اس کو بخش دیا۔

## (7) باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة واستحباب قبولها إذا أحيل على مليء

## مال دار شخص کے لئے قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا حرام ہے اور اگر مقروض اپنا قرض کسی مال دار شخص کی طرف منتقل کرنا چاہے تو ایسا کرنا جائز ہے قرض کے لئے یہ صورت قبول کر لینا مستحب ہے

۱۰۰۸۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، فَإِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلَى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قرض ادا کرنے میں) مال دار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی کو کسی مالدار آدمی کا حوالہ دیا جائے تو اسے قبول کر لینا چاہیے۔

**لغوی توضیح** مَطْلُ ٹال مٹول۔ الْغَنِيِّ مالدار یعنی جو ادائیگی کی طاقت رکھتا ہو۔ ظُلْمٌ یعنی حرام ہے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ اگر کوئی مالدار ہونے کے باوجود قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرے تو یہ حرام ہے اور اس کی بے عزتی کی جا سکتی ہے اور بذریعہ عدالت اسے سزا بھی دلوائی جا سکتی۔[1] علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مقروض قرض خواہ کو کسی مالدار کے حوالے کر دے تو اسے یہ حوالہ قبول کرنا چاہیے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جس کے حوالے کیا گیا ہے اگر وہ ادائیگی میں ٹال مٹول کرے یا اسے دیوالیہ قرار دے دیا جائے تو قرض خواہ اپنے اصل مقروض سے مطالبہ کرے گا، کیونکہ قرض کی ادائیگی ابھی باقی ہے۔

## (8) باب تحريم بيع فضل الماء

## زائد از ضرورت پانی بیچنا حرام ہے

۱۰۰۹۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ، ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَأُ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بچے ہوئے پانی سے کسی کو اس لئے نہ روکا جائے کہ اس طرح جو ضرورت سے زیادہ گھاس ہو وہ بھی رکی رہے۔

**لغوی توضیح** فَضْلُ الْمَاءِ ضرورت سے زائد پانی۔ الْكَلَأ گھاس۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ جب پانی ذاتی ضرورت سے زائد ہوں تو بوقت ضرورت لوگوں کو اس سے روکنا جائز نہیں۔

---

۱۰۰۸۔ البخاري في: 38 كتاب الحوالة: 1 باب في الحوالة وهل يرجع في الحوالة (2287) مسلم (1564) ۔

۱۰۰۹۔ البخاري في: 42 كتاب المساقاة: 2 باب من قال إن صاحب الماء احق بالماء (2353) مسلم (1566) ۔

[1] [حسن. صحيح ابو داود، ابو داود (3628) ابن ماجه (2427)]

## (9) باب تحريم ثمن الكلب وحلوان الكاهن و مهر البغي

## کتے کی قیمت، نجومی کی مٹھائی اور زنا کی اجرت حرام ہے

١٠١٠ - حديث أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ ـ

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی شرینی (اجرت) سے منع فرمایا تھا۔

لغوی توضیح: مَهْرُ الْبَغِي وہ اجرت وکمائی جو بدکار عورت کو بدکاری کے عوض حاصل ہو۔ اَلْكَاهِن وہ آدمی جو علم غیب اور آئندہ رونما ہونے والے حالات کو جاننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ حُلْوَانُ الْكَاهِن کاہن کی شرینی یعنی کہانت کے عوض اسے ملنے والی اجرت۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتے کی قیمت، بدکار عورت اور کاہن کی کمائی حرام ہے۔

## (10) باب الامر بقتل الكلاب

## کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم

١٠١١ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے کتوں کو مارنے کا حکم فرمایا ہے۔

١٠١٢ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارٍ، نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ)) ـ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے ایسا کتا پالا جو نہ مویشی کی حفاظت کے لئے ہے اور نہ شکار کرنے کے لئے تو روزانہ اس کی نیکیوں میں سے دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔

لغوی توضیح: اِقْتَنَى رکھا، پالا۔ كَلْبَ مَاشِيَة مویشیوں کی حفاظت کا کتا۔ ضَار مراد ہے شکاری کتا۔ اس اور آئندہ روایات سے معلوم ہوا کہ مویشیوں اور کھیتوں کی حفاظت اور شکار وغیرہ جیسے کاموں (جن میں نفع کا حصول اور نقصان سے بچاؤ مقصود ہو) کے لیے کتا رکھا جا سکتا ہے۔ محض شوقیہ کتا پالنا جائز نہیں۔ قِيْرَاطَان دو قیراط، اس قیراط کی مقدار اللہ کو ہی معلوم ہے، یہاں مراد ہے اجر کا ایک حصہ۔

١٠١٣ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطٌ، إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ )) ـ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے کوئی کتا رکھا، اس نے روزانہ اپنے عمل سے ایک قیراط کی کمی کر لی۔ البتہ کھیتی یا مویشی (کی حفاظت) کے لئے کتے اس سے الگ ہیں۔

---

١٠١٠ - البخاري في: 34 كتاب البيوع: 113 باب ثمن الكلب (2237) مسلم (1567) ابو داود (3428)۔

١٠١١ - البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 17 باب إذا وقع الذباب في شراب احدكم (3323) مسلم (1570) ۔

١٠١٢ - البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 6 باب من اقتنى كلبًا ليس بكلب صيد...(5480) مسلم (1574)۔

١٠١٣ - البخاري في: 41 كتاب المزارعة: 3 باب اقتناء الكلب للحرث (2322) مسلم (1575) ترمذی (1490) ۔

١٠١٤ - حديث سُفيَانَ بْنِ اَبِي زُهَيْرٍ رضي الله عنه قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: (( مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَلَا ضَرْعًا ' نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيْرَاطٌ )) ۔

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا کہ جس نے کتا پالا جو کھیتی کے لئے ہے اور نہ مویشی کے لئے' تو اس کی نیکیوں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے۔

## (11) باب حل اجرة الحجامة

## پچھنے لگانے کی اجرت حلال ہے

١٠١٥ - حديث اَنَسٍ رضي الله عنه اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ اَجْرِ الْحَجَّامِ ' فَقَالَ : احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : حَجَمَهُ اَبُوْ طَيْبَةَ وَاَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ ' وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفُوْا عَنْهُ وَقَالَ : ((اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسطُ الْبَحْرِيُّ )) ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پچھنا لگانے والے کی مزدوری کے بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنا لگوایا تھا۔ آپ کو ابو طیبہ (نافع یا میسرہ) نے پچھنا لگایا تھا آپ نے انہیں دو صاع کھجور مزدوری میں دی تھی اور آپ نے ان کے مالکوں (بنو حارثہ) سے گفتگو کی تو انہوں نے ان سے وصول کئے جانے والے لگان میں کمی کر دی تھی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ (خون کے دباؤ کا) بہترین علاج جو تم کرتے ہو وہ پچھنا لگوانا ہے اور عمدہ دوا عودِ ہندی کا استعمال کرنا ہے۔

**لغوی توضیح** اِحْتَجَمَ پچھنے لگوائے۔ حَجَمَهُ آپ ﷺ کو پچھنے لگائے۔ اَلْقُسْطُ الْبَحْرِي عودِ ہندی۔

١٠١٦ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه ' عَنِ النَّبِي ﷺ احْتَجَمَ وَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے پچھنا لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو اس کی مزدوری دی اور ناک میں دوا ڈلوائی۔

**لغوی توضیح** اِسْتَعَطَ ناک میں دوائی ڈلوائی۔

**فھم الحدیث** ان روایات سے معلوم ہوا کہ پچھنے لگانے کا پیشہ اختیار کرنا جائز اور اس کی کمائی حلال ہے۔

## (12) باب تحريم بيع الخمر

## شراب کی خرید و فروخت حرام ہے

١٠١٧ - حديث عَائِشَةَ قَالَتْ : لَمَّا اُنْزِلَ الآيَاتُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا ' خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَرَاَهُنَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب سورۂ بقرہ کی سود سے متعلق آیات نازل ہوئیں تو نبی ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگوں کے سامنے ان کی تلاوت فرمائی پھر فرمایا کہ شراب کی

١٠١٤ - البخاری فی: 41 كتاب المزارعة: 3 باب اقتناء الكلب للحرث (2323) مسلم (1576) نسائی (4296) ۔

١٠١٥ - البخاری فی: 76 كتاب الطب: 13 باب الحجامة من الداء (2102) مسلم (1577) ترمذی (1278) ۔

١٠١٦ - البخاری فی: 76 كتاب الطب: 9 باب السعوط (2278) مسلم (1202) ابوداود (3867) ابن ماجه (2162) ۔

١٠١٧ - البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 73 باب تحريم تجارة الخمر فی المسجد (459) مسلم (1580) ابوداود (3490)۔

عَلَى النَّاسِ ، ثُمَّ حَرَّمَ تِجَارَةَ الْخَمْرِ ۔

تجارت حرام ہے۔

فهم الحديث یہ روایت واضح ثبوت ہے کہ شراب کی خرید و فروخت حرام ہے۔

## (13) باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام

## شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کی تجارت حرام ہے

١٠١٨ - حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ، عَامَ الْفَتْحِ ، وَهُوَ بِمَكَّةَ : (( إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالأَصْنَامِ )) فَقِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهَا يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ ، وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ ! فَقَالَ: (( لَا هُوَ حَرَامٌ )) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ : (( قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ ، إِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهُ )) ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فتح مکہ کے سال جبکہ آپ کا قیام ابھی مکہ ہی میں تھا سنا کہ ''اللہ اور اس کے رسول نے شراب' مردار' سور اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دے دیا ہے۔'' اس پر پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! مردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے؟ اسے ہم کشتیوں پر ملتے ہیں' کھالوں پر اس سے تیل کا کام لیتے ہیں اور لوگ اس سے اپنے چراغ بھی جلاتے ہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں وہ حرام ہے۔ اسی موقع پر آپ نے فرمایا کہ اللہ یہودیوں کو برباد کرے! اللہ تعالیٰ نے جب چربی ان پر حرام کی تو ان لوگوں نے پگھلا کر اسے بیچا اور اس کی قیمت کھائی۔

لغوی توضیح اَلْمَيْتَة مردار۔ اَلْأَصْنَام بت۔ يُطْلَى ملا جاتا ہے۔ اَلسُّفُن جمع ہے سَفِيْنَة کی' معنی ہے کشتی۔ يَسْتَصْبِحُ روشنی حاصل کرتے ہیں۔ شُحُوْم جمع ہے شَحْم کی' معنی ہے چربی۔ جَمَلُوْا انہوں نے اسے پگھلایا۔

فهم الحديث معلوم ہوا کہ شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت حرام ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس چیز کی خرید و فروخت حرام ہے اس کی قیمت کھانا بھی حرام ہے۔

١٠١٩ - حديث عُمَرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : بَلَغَ عُمَرَ اَنَّ فُلَانًا بَاعَ خَمْرًا فَقَالَ : قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا ، اَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا )) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ فلاں شخص نے شراب فروخت کی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اسے اللہ تعالیٰ تباہ و برباد کر دے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اللہ تعالیٰ یہود کو برباد کرے کہ چربی ان پر حرام کی گئی تھی لیکن ان لوگوں نے اسے پگھلا کر فروخت کیا۔

---

١٠١٨ - البخاری فی: 34 كتاب البيوع: 112 باب بيع الميتة والاصنام (2236) مسلم (1581) ترمذی (1297) ۔

١٠١٩ - البخاری فی: 34 كتاب البيوع: 103 باب لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه (2223) مسلم (1582) ۔

۱۰۲۰ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( قَاتَلَ اللّٰهُ يَهُودَ، حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَبَاعُوهَا وَأَكَلُوا أَثْمَانَهَا ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ یہودیوں کو تباہ کرے، ظالموں پر چربی حرام کردی تھی، لیکن انہوں نے اسے بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔

## (14) باب الربا

## سود کا بیان

۱۰۲۱ ـ حديث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِي ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ وَلَا تَبِيْعُوا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونا سونے کے بدلے میں اس وقت تک نہ فروخت کرے جب تک دونوں طرف سے برابر برابر نہ ہو، دونوں طرف سے کسی کمی یا زیادتی کو روا نہ رکھو اور چاندی کو چاندی کے بدلے میں اس وقت تک نہ فروخت کرو جب تک دونوں طرف سے برابر برابر نہ ہو دونوں طرف سے کسی کمی یا زیادتی کو روا نہ رکھو اور نہ ادھار کو نقد کے بدلے میں فروخت کرو۔

**لغوی توضیح** الرِّبَا زیادتی اور سود۔ سود کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ سود ایسا زائد مال ہے جو شرعی معیار کے مطابق کسی عوض سے خالی ہو اور دو بیع کرنے والوں میں سے کسی ایک کے لیے معاوضہ میں مشروط ہو۔[1] یاد رہے کہ سود کھانا، کھلانا، لکھنا اور اس کی گواہی وغیرہ سب حرام ہے اور یہ سب لوگ گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔[2] مِثْلًا بِمِثْلٍ برابر برابر۔ لَا تُشِفُّوا نہ بڑھاؤ۔ غَائِبًا اُدھار، موخر۔ بِنَاجِزٍ نقد، حاضر۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ سونا سونے کے بدلے اور چاندی چاندی کے بدلے (اسی طرح ایک اور روایت کے مطابق گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے[3]) صرف دو شرطوں کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے، ایک یہ کہ دونوں کی مقدار برابر ہو اور دوسرے یہ کہ خرید و فروخت نقد بنقد ہو، اُدھار نہ ہو۔ اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو گی تو ان کی بیع ناجائز ٹھہرے گی۔ البتہ اگر اجناس مختلف ہوں (یعنی سونے کو چاندی کے بدلے فروخت کیا جائے) تو پھر مقدار میں کمی بیشی جائز ہے بشرطیکہ سودا نقد بنقد ہو[4] (جیسا کہ آئندہ باب کی روایات بھی اس کا ثبوت ہیں)۔

## (16) باب النهي عن بيع الورق بالذهب دينا

## چاندی کو سونے کے بدلے اُدھار بیچنا منع ہے

۱۰۲۲ ـ حديث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، ﷺ وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ، قَالَ:

ابوالمنہال رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے بیع صرف کے متعلق پوچھا تو ان

۱۰۲۰ ـ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 103 باب لا يذاب شحم الميتة ولا يباع ودكه (2224) مسلم (1583)۔

۱۰۲۱ ـ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 78 باب بيع بالفضة (2177) مسلم (1584) ترمذي (1241)۔

۱۰۲۲ ـ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 80 باب بيع الورق بالذهب نسيئة (2060) مسلم (1589) نسائي (4589)۔

[1] [القاموس الفقهي (ص/ 143)]
[2] [مسلم (1598) احمد (3/ 304)]
[3] [مسلم (1587) ترمذي (1240)]
[4] [ايضا]

سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ ﷺ عَنِ الصَّرْفِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُوْلُ: هَذَا خَيْرٌ مِنِّي فَكِلَاهُمَا يَقُوْلُ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَيْنًا۔

دونوں حضرات نے ایک دوسرے کے متعلق فرمایا کہ یہ مجھ سے بہتر ہیں۔ آخر دونوں حضرات نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کو چاندی کے بدلے میں اُدھار کی صورت میں بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

۱۰۲۳۔ حدیث أَبِی بَكْرَةَ ﷺ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ، وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا، وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا۔

حضرت ابو بکرہ ﷺ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے چاندی، چاندی کے بدلے میں اور سونا سونے کے بدلے میں بیچنے سے منع فرمایا ہے مگر یہ کہ برابر برابر ہو البتہ ہم سونا چاندی کے بدلے میں جس طرح چاہیں خریدیں۔ اسی طرح چاندی سونے کے بدلے جس طرح چاہیں خریدیں۔

**لغوی توضیح** كَيْفَ شِئْنَا جیسے ہم چاہیں (یعنی مقدار کی کمی بیشی جتنی بھی ہو جائز ہے بشرطیکہ بیع نقد بنقد ہو)۔

## (18) باب بيع الطعام مثلا بمثل

## ایک جنس کی کھانے کی اشیاء برابر برابر فروخت کرنا

۱۰۲٤۔ حدیث أَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِی وَأَبِی هُرَيْرَةَ رضی الله عنهما، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟)) قَالَ: لَا، وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ، وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَفْعَلْ، بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا))۔

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں ایک شخص کو تحصیل دار بنایا وہ صاحب ایک عمدہ قسم کی کھجور لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کھجوریں اسی طرح کی ہوتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں خدا کی قسم یارسول اللہ! ہم تو اسی طرح ایک صاع کھجور (ان سے گھٹیا کھجوروں کے) دو صاع دے کر خریدتے ہیں اور دو صاع تین صاع کے بدلہ میں لیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو البتہ گھٹیا کھجور کو پہلے بیچ کر ان پیسوں سے اچھی قسم کی کھجور خرید سکتے ہو۔

**لغوی توضیح** اَلْجَمْعَ گھٹیا کھجور۔ جَنِيْبًا عمدہ کھجور۔

**فہم الحدیث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی چیز کو اسی جنس کے عوض بیچنا ہو تو مقدار برابر ہونی چاہیے خواہ ایک طرف گھٹیا اور دوسری طرف عمدہ چیز ہی کیوں نہ ہو۔

---

۱۰۲۳۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 81 باب بیع الذهب بالورق یدًا بید (2175) مسلم (1590) ابن حبان (5014)۔

۱۰۲٤۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 89 باب إذا بیع تمر بتمر خیر منه (2201) مسلم (1593) نسائی (4567)۔

١٠٢٥ - حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ بِلَالٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ بِتَمْرٍ بَرْنِیٍّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ: ((مِنْ اَیْنَ هٰذَا؟)) قَالَ بِلَالٌ: کَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِیٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَیْنِ بِصَاعٍ لِنُطْعِمَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ ((اَوَّهْ! اَوَّهْ! عَیْنُ الرِّبَا! عَیْنُ الرِّبَا! لَا تَفْعَلْ وَلٰکِنْ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَشْتَرِیَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَیْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِهِ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں برنی کھجور (کھجور کی ایک عمدہ قسم) لے کر آئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا یہ کہاں سے لائے ہو؟ انہوں نے کہا ہمارے پاس خراب کھجور تھی اس کی دو صاع' اس کی ایک صاع کے بدلے میں دے کر ہم اسے لائے ہیں تاکہ ہم یہ آپ کو کھلائیں آپ نے فرمایا توبہ! توبہ! یہ تو سود ہے بالکل سود! ایسا نہ کیا کرو البتہ (اچھی کھجور) خریدنے کا ارادہ ہو تو (خراب) کھجور بیچ کر (اس کی قیمت سے) عمدہ خریدا کرو۔

**لغوی توضیح** عَیْنُ الرِّبَا بالکل سود ہے (یعنی ایک ہی جنس کی اشیاء کا باہم کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ سود ہے)۔

١٠٢٦ - حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: کُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ، وَکُنَّا نَبِیْعُ صَاعَیْنِ بِصَاعٍ، فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((لَا صَاعَیْنِ بِصَاعٍ، وَلَا دِرْهَمَیْنِ بِدِرْهَمٍ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں (نبی ﷺ کی طرف سے) مختلف قسم کی کھجوریں ایک ساتھ ملا کرتی تھیں اور ہم دو صاع کھجور ایک صاع کے بدلہ میں بیچ دیا کرتے تھے اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ دو صاع ایک صاع کے بدلہ میں نہ بیچی جائے اور نہ دو درہم ایک درہم کے بدلے میں بیچے جائیں۔

١٠٢٧ - حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَاُسَامَةَ عَنْ اَبِی صَالِحٍ الزَّیَّاتِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَعِیْدِ الْخُدْرِیَّ رضی الله عنه، یَقُوْلُ: اَلدِّیْنَارُ بِالدِّیْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ (قَالَ) فَقُلْتُ لَهُ: فَاِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا یَقُوْلُهُ: فَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ سَاَلْتُهُ فَقُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ اَوْ وَجَدْتَهُ فِی کِتَابِ اللّٰهِ؟ قَالَ کُلُّ ذٰلِكَ لَا اَقُوْلُ وَاَنْتُمْ اَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ

ابوصالح زیات نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ دینار' دینار کے بدلے میں اور درہم درہم کے بدلے میں (بیچا جا سکتا ہے) اس پر میں نے ان سے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تو اس کی اجازت نہیں دیتے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا کہ آپ نے یہ نبی ﷺ سے سنا تھا یا کتاب اللہ میں آپ نے اسے پایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ان میں سے کسی بات کا میں دعوے دار نہیں ہوں رسول اللہ ﷺ کی (احادیث) کو آپ لوگ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں البتہ مجھے اسامہ نے

١٠٢٥ - البخاری فی: 40 کتاب الوکالة: 11 باب إذا باع الوکیل شیئًا فاسدًا فبیعه مردود (2312) مسلم (1594)۔
١٠٢٦ - البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 20 باب بیع الخلط من التمر (2080) مسلم (1595) ابن ماجه (2256)۔
١٠٢٧ - البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 79 باب بیع الدینار بالدینار نسا ، مسلم (1594)۔

ﷺ مِنِّي وَلٰكِنَّنِي اَخْبَرَنِي اُسَامَةُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا رِبَا اِلَّا فِي النَّسِيئَةِ)) ۔

خبر دی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (مذکورہ صورتوں میں) سود صرف اُدھار کی صورت میں ہوتا ہے۔

**لغوی توضیح** لَا رِبَا اِلَّا فِي النَّسِيئَةِ سود صرف اُدھار میں ہے (کمی بیشی میں نہیں، بالاتفاق اس پر عمل نہیں ہے کیونکہ سابقہ احادیث میں واضح فرمانِ نبوی مذکور ہے کہ ایک ہی جنس میں کمی بیشی ہوگی تو سود ہوگا)۔

## (20) باب اخذ الحلال وترك الشبهات

## حلال کو حاصل کرنے اور مشتبہ اشیا کو چھوڑنے کا حکم

١٠٢٨ ۔ حديث النُّعْمَان بْنِ بَشِيْرٍ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوْشِكُ اَنْ يُوَاقِعَهُ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِي اَرْضِهِ مَحَارِمُهُ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ۔

حضرت نعمان بن بشیر ﷺ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں سے بھی بچ گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو کوئی ان شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (محفوظ شاہی) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چرائے۔ قریب ہے کہ وہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے) سن لو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس زمین پر حرام چیزیں ہیں (پس ان سے بچو اور) سن لو! بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا سارا بدن درست ہوگا اور جہاں وہ بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔

**لغوی توضیح** مُشَبَّهَات ایسے اُمور جن کی حلت وحرمت غیر واضح ہو۔ اِسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهِ اس نے اپنے دین کو بچالیا۔ اَلْحِمَى اس چراگاہ کو کہتے ہیں جسے بادشاہ نے اپنے جانوروں کے چرنے کے لیے خاص کر رکھا ہو اور اس میں دوسروں کا داخلہ ممنوع ہو۔ يُوْشِكُ قریب ہے۔ مَحَارِمُهُ اس کے حرام کردہ گناہ۔ مُضْغَة گوشت کا تھوڑا ٹکڑا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ حلال بھی ظاہر ہے (مثلاً پھل، دودھ وغیرہ) اور حرام بھی (مثلاً زنا، شراب وغیرہ) اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ اُمور ہیں جن کی حلت وحرمت میں شبہ ہے۔ دین اور عزت کی حفاظت کے لیے ان سے بچنا ہی بہتر ہے کیونکہ جو ان میں پڑ جائے گا عین ممکن ہے کہ وہ آہستہ آہستہ حرام کاموں میں بھی مبتلا ہو جائے۔ علاوہ ازیں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسانی جسم میں دل کو بادشاہ کی اور باقی اعضاء کو رعایا کی حیثیت حاصل ہے۔

---

١٠٢٨ ۔ البخاري في: 2 كتاب الإيمان: 39 باب فضل من استبرا لدينه (52) مسلم (1599) ابوداود (3329) ۔

## (21) باب بیع البعیر واستثناء رکوبہ

## اونٹ کا ایک مرتبہ سواری کی شرط کے ساتھ بیچنا جائز ہے

١٠٢٩ ـ حدیث جابر ' اَنَّهُ کَانَ یَسِیْرُ عَلَی جَمَلٍ لَهُ قَدْ اَعْیَا ' فَمَرَّ النَّبِیُّ ﷺ فَضَرَبَهُ ' فَدَعَا لَهُ ' فَسَارَ بِسَیْرٍ لَیْسَ یَسِیْرُ مِثْلَهُ ' ثُمَّ قَالَ: (( بِعْنِیهِ بِوَقِیَّةٍ )) قلْتُ: لَا ' ثُمَّ قَالَ: بِعْنِیهِ بِوَقِیَّةٍ )) فَبِعْتُهُ ' فَاسْتَثْنَیْتُ حُمْلَانَهُ اِلَی اَهْلِی ' فَلَمَّا قَدِمْنَا اَتَیْتُهُ بِالْجَمَلِ ' وَنَقَدَنِی ثَمَنَهُ ' ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَاَرْسَلَ عَلَی اِثْرِی ' قَالَ: (( مَا کُنْتُ لِآخُذَ جَمَلَكَ فَخُذْ جَمَلَكَ ذَلِكَ فَهُوَ مَالُكَ ))۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ (ایک غزوہ کے موقع پر) اپنے اونٹ پر سوار آ رہے تھے اونٹ تھک گیا تھا، حضور ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو آپ نے اونٹ کو ایک ضرب لگائی اور اس کے حق میں دعا فرمائی چنانچہ اونٹ اتنی تیزی سے چلنے لگا کہ کبھی اس طرح نہیں چلا تھا پھر آپ نے فرمایا کہ اسے ایک اوقیہ میں مجھے بیچ دو (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے آپ کے ہاتھ بیچ دیا لیکن اپنے گھر تک اس پر سواری کو مستثنیٰ کرا لیا پھر جب ہم (مدینہ) پہنچ گئے تو میں نے اونٹ آپ کو پیش کر دیا اور آپ نے اس کی قیمت بھی ادا کر دی لیکن جب میں واپس ہونے لگا تو میرے پیچھے ایک صاحب کو مجھے بلانے کے لئے بھیجا (میں حاضر ہوا تو) آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا اونٹ کوئی لے تھوڑا ہی رہا تھا' اپنا اونٹ لے جاؤ یہ تمہارا ہی مال ہے۔

**لغوی توضیح** اَعْیَا تھک گیا۔ وَقِیَّۃ چالیس درہم۔ فَاسْتَثْنَیْتُ میں نے شرط لگائی۔ حُمْلَانَهُ اس کی سواری کی۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ کسی چیز کو فروخت کرتے وقت شرط لگا لینا درست ہے۔ مثلاً مکان فروخت کرتے وقت ایک ماہ یا دو ماہ اس میں رہائش کی شرط لگا لینا جائز ہے وغیرہ وغیرہ۔

١٠٣٠ ـ حدیث جابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی الله عنهما ' قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَتَلَاحَقَ بِیَ النَّبِیُّ ﷺ وَاَنَا عَلَی نَاضِحٍ لَنَا قَدْ اَعْیَا فَلَا یَکَادُ یَسِیْرُ ' فَقَالَ لِی: (( مَا لِبَعِیْرِكَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: عَیِیَ ـ قَالَ: فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَزَجَرَهُ وَدَعَا لَهُ ' فَمَا زَالَ بَیْنَ یَدَیِ الْاِبِلِ قُدَّامَهَا یَسِیْرُ ' فَقَالَ لِی: (( کَیْفَ تَرَی بَعِیْرَكَ؟)) قَالَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ (جنگ تبوک) میں شریک تھا۔ رسول اللہ ﷺ پیچھے سے آ کر میرے پاس تشریف لائے میں اپنے پانی لادنے والے ایک اونٹ پر سوار تھا۔ چونکہ وہ تھک چکا تھا اس لئے دھیرے دھیرے چل رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ جابر! تمہارے اونٹ کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تھک گیا ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر آپ پیچھے گئے اور اسے ڈانٹا اور اس کے لئے دعا کی پھر تو وہ برابر دوسرے اونٹوں کے آگے آگے چلتا رہا۔ پھر آپ نے

١٠٢٩ ـ البخاری فی: 54 کتاب الشروط: 4 باب إذا اشترط البائع ظهر الدابة إلى مكان مسمى جاز ، مسلم (715)۔
١٠٣٠ ـ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 113 باب استئذان الرجل الإمام ـ

قُلْتُ: بِخَيْرٍ، قَدْ أَصَابَتْهُ بَرَكَتُكَ قَالَ: ((أَفَتَبِيْعُنِيْهِ)) فَبِعْتُهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنَّ لِي فَقَارَ ظَهْرِهِ حَتَّى أَبْلُغَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي عَرُوْسٌ فَاسْتَأْذَنْتُهُ فَأَذِنَ لِي فَتَقَدَّمْتُ النَّاسَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتَّى أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَلَقِيَنِي خَالِي فَسَأَلَنِي عَنِ الْبَعِيْرِ، فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعْتُ فِيْهِ فَلَامَنِي قَالَ: وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِي حِيْنَ اسْتَأْذَنْتُهُ: ((هَلْ تَزَوَّجتَ بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) فَقُلْتُ: تَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا۔ فَقَالَ: ((هَلَّا تَزَوَّجْتَ بِكْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟)) قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تُوُفِّيَ وَالِدِي، أَوِ اسْتُشْهِدَ وَلِي أَخَوَاتٌ صِغَارٌ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَزَوَّجَ مِثْلَهُنَّ فَلَا تُؤَدِّبُهُنَّ وَلَا تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ، فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا لِتَقُوْمَ عَلَيْهِنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ۔ قَالَ: فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، غَدَوْتُ عَلَيْهِ بِالْبَعِيْرِ، فَأَعْطَانِي ثَمَنَهُ وَرَدَّهُ عَلَيَّ۔

دریافت فرمایا اپنے اونٹ کے متعلق کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ اب اچھا ہے آپ کی برکت سے ایسا ہو گیا ہے آپ نے فرمایا پھر کیا اسے فروخت کرو گے؟ حضرت جابر کہتے ہیں میں شرمندہ ہو گیا کیونکہ ہمارے پاس پانی لانے کو اس کے سوا اور کوئی اونٹ نہیں تھا مگر میں نے عرض کیا' جی ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر بیچ دے چنانچہ میں نے وہ اونٹ آپ کو بیچ دیا اور یہ طے پایا کہ مدینہ تک میں اسی پر سوار ہو کر جاؤں گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری شادی ابھی نئی ہوئی ہے میں نے آپ سے (آگے بڑھ کر اپنے گھر جانے کی) اجازت چاہی۔ تو آپ نے اجازت عنایت فرما دی اس لئے میں سب سے پہلے مدینہ پہنچ آیا جب ماموں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھ سے اونٹ کے متعلق پوچھا جو معاملہ میں کر چکا تھا اس کی انہیں اطلاع دی تو انہوں نے مجھے برا بھلا کہا (ایک اونٹ تھا تیرے پاس وہ بھی بیچ ڈالا اب پانی کس پر لائے گا) جب میں نے حضور ﷺ سے اجازت چاہی تھی تو آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا تھا کہ کنواری سے شادی کی ہے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا تھا کہ بیوہ سے اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ کنواری سے کیوں نہ کی' وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی اور تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے (کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی ابھی کنوارے تھے) میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے باپ کی وفات ہو گئی ہے یا (یہ کہا کہ) وہ (اُحد میں) شہید ہو چکے ہیں اور میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں۔ اس لئے مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ انہی جیسی کسی لڑکی کو بیاہ کے لاؤں جو نہ انہیں ادب سکھا سکے نہ ان کی نگرانی کر سکے۔ اس لئے میں نے بیوہ سے شادی کی تا کہ وہ ان کی نگرانی کرے اور انہیں ادب سکھائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب نبی ﷺ مدینہ پہنچے تو صبح کے وقت میں اسی اونٹ پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اس اونٹ کی

قیمت عطا فرمائی اور پھر وہ اونٹ بھی واپس کر دیا۔

۱۰۳۱۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : اشْتَرَى مِنِّي النَّبِيُّ ﷺ بَعِيرًا بِوَقِيَّتَيْنِ وَدِرْهَمٍ اَوْ دِرْهَمَيْنِ فَلَمَّا قَدِمَ صِرَارًا اَمَرَ بِبَقَرَةٍ فَذُبِحَتْ فَاَكَلُوْا مِنْهَا ' فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ اَمَرَنِي اَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ فَاُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ ' وَوَزَنَ لِي ثَمَنَ الْبَعِيْرِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے اونٹ خریدا تھا دو اوقیہ اور ایک درہم یا دو درہم میں جب آپ مقام صرار پر پہنچے تو آپ نے حکم دیا اور گائے ذبح کی گئی اور لوگوں نے اس کا گوشت کھایا پھر جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو مجھے حکم دیا کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھوں اس کے بعد مجھے میرے اونٹ کی قیمت وزن کر کے عنایت فرمائی۔

## (22) باب من استسلف شيئا فقضى خيرا منه وخيركم احسنكم قضاء

## کوئی چیز قرض لینا جائز ہے لیکن ادائیگی اس سے بہتر ہونی چاہیے

۱۰۳۲۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ ' فَهَمَّ بِهِ اَصْحَابُهُ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( دَعُوْهُ ' فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا )) ثُمَّ قَالَ: (( اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهِ )) قَالُوْا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ ۔ فَقَالَ: (( اَعْطُوْهُ ' فَاِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ اَحْسَنَكُمْ قَضَاءً )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی ﷺ سے (اپنے قرض کا) تقاضا کرنے آیا اور سخت سست کہنے لگا۔ صحابہ کرام غصہ ہو کر اس کی طرف بڑھے لیکن آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ جس کا کسی پر حق ہو تو وہ کہنے سننے کا بھی حق رکھتا ہے پھر آپ نے فرمایا اس کے قرض والے جانور کی عمر کا ایک جانور اس کو دے دو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سے زیادہ عمر کا جانور تو موجود ہے (لیکن اس عمر کا نہیں آپ نے فرمایا کہ اسے وہی دے دو کیونکہ سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو دوسروں کا حق پوری طرح ادا کر دے۔

**لغوی توضیح** اسْتَسْلَفَ قرض لیا۔ اَغْلَظَ سخت رویہ اپنایا۔ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا حق والا (سخت) بات کر سکتا ہے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی مکمل اور بہتر چیز کے ساتھ کرنی چاہیے۔

## (24) باب الرهن وجوازه في الحضر كالسفر

## گروی رکھنا سفر اور حضر دونوں حالتوں میں جائز ہے

۱۰۳۳۔ حدیث عَائِشَةَ ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اشْتَرَى طَعَامًا مِنْ يَهُوْدِيٍّ اِلَى اَجَلٍ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک یہودی سے کچھ غلہ ایک مدت مقرر کر کے ادھار خریدا اور اپنی لوہے کی ایک زرہ اس

۱۰۳۱۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 199 باب الطعام عند القدوم ۔

۱۰۳۲۔ البخاری فی: 40 کتاب الوكالة: 6 باب الوكالة فی قضاء الدیون (2305) مسلم (1601) ترمذی (1316) ۔

۱۰۳۳۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 14 باب شراء النبی ﷺ بالنسیئة (2068) مسلم (1603) نسائی (4623) ۔

وَرَهَنَهُ دِرْعًا مِنْ حَدِيْدٍ ۔
کے پاس گروی رکھی۔

لغوی توضیح: الرَّھْن گروی رکھنا۔ گروی یہ ہے کہ قرض کے بدلے کوئی مال بحیثیت دستاویز دینا۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ اپنی کوئی چیز قرض کے عوض کسی کے پاس گروی رکھنا جائز ہے۔

### (25) باب السلم — بیع سلم کا بیان

۱۰۳٤ ۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلاثَ ، فَقَالَ : (( مَنْ اَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَفِي كَيْلٍ مَعْلُوْمٍ وَوَزْنٍ مَعْلُوْمٍ اِلَى اَجَلٍ مَعْلُوْمٍ )) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ کھجور میں دو اور تین سال تک کے لئے بیع سلم کرتے تھے آپ نے انہیں ہدایت فرمائی کہ جسے کسی چیز کی بیع کرنی ہے اسے مقررہ وزن اور مقررہ مدت کے لئے ٹھہرا کر کرے۔

لغوی توضیح: السَّلَم یہ بیوع کی ایک قسم ہے جس میں قیمت پہلے ادا کی جاتی ہے اور سودا تاخیر سے معین مدت پر لیا جاتا ہے یعنی سونا چاندی یا مروجہ سکہ کے عوض پیشگی قیمت دے کر ایک معلوم و متعین مدت تک چیز لینے کا سودا کرنا بیع سلم ہے۔ بیع سلف بھی اسی کو کہتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ بیع جائز ہے بشرطیکہ اس کی مقدار اور مدت معلوم ہو۔ مَنْ اَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ جو کسی چیز میں بیع سلف کرے۔ معلوم ہوا کہ بیع سلم کسی بھی چیز مثلاً پھلوں، باغات، کھیتوں اور ہر چیز میں جائز ہے۔

### (27) باب النهي عن الحلف في البيع — خرید و فروخت کے سلسلہ میں قسم کھانے کی ممانعت

۱۰۳۵ ۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : (( اَلْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْبَرَكَةِ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے خود نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ (سامان بیچتے وقت دکاندار کے) قسم کھانے سے سامان تو جلدی بک جاتا ہے لیکن وہ قسم برکت کو مٹا دینے والی ہوتی ہے۔

لغوی توضیح: مُنَفِّقَةٌ (قسم) جلد بکوانے والی ہے۔ مُمْحِقَةٌ مٹانے والی ہے (برکت)۔

### (28) باب الشفعة — شفعہ کا بیان

۱۰۳٦ ۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ ، فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلا شُفْعَةَ ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر اس چیز میں شفعہ کا حق دیا تھا جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو لیکن جب حدود مقرر ہو گئیں اور راستے بدل دیئے گئے تو پھر حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔

---

۱۰۳٤ ۔ البخاری فی: 35 کتاب السلم : 2 باب السلم فی وزن معلوم (2239) مسلم (1604) ترمذی (1311)۔

۱۰۳۵ ۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع : 26 باب یمحق اللہ الربا ویربی الصدقات (2087) مسلم (1606)۔

۱۰۳٦ ۔ البخاری فی: 36 کتاب الشفعة : 1 باب الشفعة فی ما لم یقسم ، مسلم (1608) ابوداود (3513)۔

**لغوی توضیح** شفعه شفع سے ماخوذ ہے، معنی ہے جوڑا، زائد، ملانا۔ اصطلاحاً شفعہ سے مراد ہے، شریک کے اُس حصے کو مقرر معاوضے کے بدلے شریک کی طرف منتقل کرنا جو اجنبی کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ ہر وہ چیز جو مشترکہ ہو اور ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو اس میں حق شفعہ ہے، خواہ وہ چیز منقولہ ہو (مثلاً سواری اور دیگر ساز و سامان وغیرہ) یا غیر منقولہ (مثلاً گھر، دکان اور دیگر عمارات وغیرہ)۔

## (29) باب غرز الخشب في جدار الجار

## ہمسایہ کی دیوار میں کھونٹی ٹھوکنے کا بیان

١٠٣٧۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي جِدَارِهِ)) ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: مَالِي أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ وَاللّٰهِ! لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے نہ روکے۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں اس سے منہ پھیرنے والا پاتا ہوں۔ قسم اللہ کی! میں تو اس حدیث کا تمہارے سامنے برابر اعلان کرتا ہی رہوں گا۔

**لغوی توضیح** یَغْرِزَ گاڑنا (یعنی اپنی لکڑی ہمسائے کی دیوار میں اس غرض سے گاڑنا تاکہ اس پر چھت ڈالی جا سکے)۔ لَأَرْمِيَنَّ رمی سے مشتق ہے، معنی ہے پھینکنا۔ أَكْتَاف جمع ہے كتف کی، معنی ہے کندھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ چونکہ اس وقت مدینہ کے امیر تھے اس لیے انہوں نے کہا کہ میں زبردستی تم سے اس پر عمل کروا کر رہوں گا۔

**فھم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کے حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اگر کوئی اپنی لکڑی (شہتیر اور لینٹر وغیرہ) پڑوسی کی دیوار پر رکھنا چاہے تو اسے منع نہ کیا جائے۔

## (30) باب تحريم الظلم وغصب الارض و غيرها

## ظلم اور زیادتی دوسرے کی زمین چھیننا حرام ہے

١٠٣٨۔ حديث سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ ﷛ أَنَّهُ خَاصَمَتْهُ أَرْوَى فِي حَقٍّ، زَعَمَتْ أَنَّهُ انْتَقَصَهُ لَهَا، إِلَى مَرْوَانَ، فَقَالَ سَعِيْدٌ: أَنَا أَنْتَقِصُ مِنْ حَقِّهَا شَيْئًا! أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ أَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْأَرْضِ ظُلْمًا فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ

حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کا اروی بنت ابی اوس سے ایک (زمین) کے بارے میں جھگڑا ہوا جس کے متعلق اروی کہتی تھی کہ سعید نے میری زمین چھین لی ہے۔ یہ مقدمہ مروان خلیفہ کے یہاں فیصلہ کے لئے گیا جو مدینہ کا حاکم تھا سعید رضی اللہ عنہ نے کہا بھلا کیا میں ان کا حق دبالوں گا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے ظلم سے ایک بالشت زمین بھی کسی کی دبالی تو

١٠٣٧۔ البخاري في 46 كتاب المظالم: 20 باب لا يمنع جار جاره ان يغرز... (2463) مسلم (1609) ترمذی (1353)۔

١٠٣٨۔ البخاري في 59 كتاب بدء الخلق: 2 باب ما جاء في سبع ارضين (2452) مسلم (1610) دارمی (2606)۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ)) ۔

قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔

**لغوی توضیح** شِبْرًا بالشت۔ يُطَوَّقُ طوق ڈالا جائے گا (مراد ہے اللہ تعالیٰ اسے سات زمینوں تک دھنسا دیں گے)۔ أَرَضِيْن جمع ہے أَرْض کی معنی ہے زمین۔ معلوم ہوا کہ زیادتی سے کسی کا مال چھیننا حرام ہے خواہ زمین ہو یا کچھ اور۔

١٠٣٩۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها' عَنْ اَبِى سَلَمَةَ اَنَّهُ كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اُنَاسٍ خُصُوْمَةٌ فَذَكَرَ لِعَائِشَةَ رضى اللهِ عنها' فَقَالَتْ : يَا اَبَا سَلَمَةَ ! اجْتَنِبِ الْاَرْضَ' فَاِنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ: (( مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِنَ الْاَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ )) ۔

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے اور بعض دوسرے لوگوں کے درمیان (زمین کا) جھگڑا تھا اس کا ذکر انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے بتلایا ابو سلمہ! زمین سے پرہیز کر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شخص نے ایک بالشت بھر زمین بھی کسی دوسرے کی ظلم سے لے لی تو سات زمینوں کا طوق (قیامت کے دن) اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔

## (31) باب قدر الطريق اذا اختلفوا فيه

## راستہ کی مقدار (چوڑائی) پر جھگڑے کا فیصلہ

١٠٤٠۔ حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ قَضَى النَّبِىُّ ﷺ اِذَا تَشَاجَرُوْا فِى الطَّرِيْقِ' بِسَبْعَةِ اَذْرُعٍ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا تھا کہ جب راستے (کی زمین) کے بارے میں جھگڑا ہو تو سات ہاتھ راستہ چھوڑ دینا چاہیے۔

**لغوی توضیح** تَشَاجَرُوْا جھگڑا کریں۔ بِسَبْعَةِ اَذْرُعٍ سات ہاتھ۔ اَذْرُع جمع ہے ذِرَاع کی اور ذراع کہنی تک بازو کو کہتے ہیں (مراد ہے اختلاف ونزاع کی صورت میں مشترکہ راستہ سات ہاتھ چھوڑ دینا چاہیے تا کہ سامان وغیرہ لانے اور لے جانے میں آسانی رہے، اسی طرح سواریوں کے آنے جانے میں بھی دشواری نہ ہو)۔

# [23] كتاب الفرائض
# وراثت کے مسائل

## (1) باب الحقوا الفرائض باهلها' فما بقى فلاولى رجل ذكر
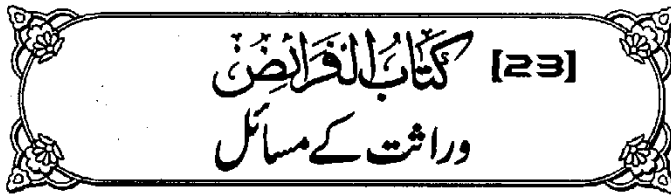
## وارثوں کو ان کے مقرر حصے ادا کرو اور جو باقی بچ جائے وہ قریبی مرد رشتہ دار کے لیے ہے

١٠٤١۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه' عَنِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میراث

١٠٣٩۔ البخاری فی: 46 کتاب المظالم: 13 باب اثم من ظلم شيئاً من الارض (2453) مسلم (1612) احمد (24407)۔
١٠٤٠۔ البخاری فی: 46 کتاب المظالم: 29 باب إذا اختلفوا فی الطريق الميتاء ، مسلم (1613) احمد (9542)۔
١٠٤١۔ البخاری فی: 85 کتاب الفرائض: 5 باب ميراث الولد من ابيه وامه (6732) مسلم (1615) ترمذی (2098)۔

# كتاب الفرائض

النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (( اَلْحِقُوْا الفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَكَرٍ)). اس کے حق داروں تک پہنچا دو اور جو کچھ باقی بچے وہ سب سے زیادہ قریبی مرد عزیز کا حصہ ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْفَرَائِض جمع ہے فَرِيْضَة کی' اس سے مراد وراثت کے مقرر کردہ حصے ہیں۔ یہ لفظ اللہ کے اس فرمان ﴿نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾ سے ماخوذ ہے۔ اَلْحِقُوْا ادا کر دو' پہنچا دو۔ بِاَهْلِهَا اہل فرائض کو' یعنی وہ ورثاء جن کے حصے کتاب و سنت میں مقرر ہیں۔ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَكَرٍ وہ شخص جو نسب کے اعتبار سے مرنے والے کے سب سے زیادہ قریبی ہو۔ مراد عصبہ رشتہ دار ہیں۔ عصبہ سے مراد میت کے وہ رشتہ دار ہیں' جن کا حصہ مقرر نہ ہو۔ ان میں پہلے تو بیٹے' پھر پوتے اور پڑپوتے وغیرہ آتے ہیں' پھر باپ' دادا اور اوپر تک' پھر بھائی' پھر بھتیجے اور پھر چچا اور ان کی اولاد آتی ہے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ اہل فرائض کو ان کے حصے ادا کر دینے کے بعد جو مال باقی بچ جائے وہ سب سے قریبی مرد کو دیا جائے گا۔ اس مسئلے پر امام نوویؒ نے اجماع نقل فرمایا ہے۔[1]

❁ قارئین کے استفادے کے لیے یہاں وراثت کے مسائل کا خلاصہ درج کیا جا رہا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

① **بیٹوں اور بیٹیوں کے متعلق احکامات:** (1) جب میت کے وارث صرف ایک مذکر اور ایک مؤنث ہو تو ان میں مال کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ مذکر کے لیے دو حصے اور مؤنث کے لیے ایک حصہ۔ (2) جب ورثاء مذکر و مؤنث کی ایک جماعت ہو تو مذکر مؤنث سے دگنے حصے کے وارث ہوں گے۔ (3) اگر اولاد کے ساتھ اصحاب الفروض مثلاً خاوند یا بیوی یا والدین موجود ہوں تو پہلے اصحاب الفروض کو حصہ دے کر باقی اولاد کے درمیان ﴿للذكر مثل حظ الأنثيين﴾ کے اصول کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا۔ (4) جب میت کا وارث صرف ایک بیٹا ہو تو وہ سارے مال کا مالک ہوگا۔ (5) اولاد کی عدم موجودگی میں پوتے ان کا حصہ وصول کریں گے۔

② **والدین کے متعلق احکامات:** (1) جب میت کی اولاد ہو تو والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ (2) جب اولاد نہ ہو تو ماں کو ایک ثلث اور باپ کو باقی دو ثلث مل جائے گا۔ (3) اگر والدین کے ساتھ میت کے بھائی بھی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ اور باقی تمام باپ کو مل جائے گا۔ بھائی اور بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ باپ ان کے لیے حاجب (رکاوٹ) ہے۔

③ **قرض کو وصیت پر مقدم کیا جائے گا۔**

④ **خاوند کے متعلق احکامات:** (1) بیوی کی وفات پر اولاد نہ ہو تو خاوند کو نصف حصہ ملے گا۔ (2) اگر اولاد ہو تو خاوند کو چوتھا حصہ ملے گا۔

⑤ **ایک بیوی یا زیادہ بیویوں کے متعلق احکامات:** (1) خاوند کی وفات پر اگر اولاد نہ ہو تو ایک یا زیادہ بیویوں کو چوتھا حصہ ملے گا۔ (2) اگر اولاد ہو تو آٹھواں حصہ ملے گا۔

⑥ **ماں کی طرف سے بہن بھائیوں کے احکامات:** (1) جب فوت ہونے والا ماں کی طرف سے صرف ایک بھائی یا ماں کی طرف سے صرف ایک بہن چھوڑے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔ (2) اگر ماں کی طرف سے زیادہ بھائی یا بہنیں ہوں تو

---

[1] [شرح مسلم (6/ 60)]

سب ایک تہائی میں برابر کے حصہ دار ہوں گے۔

⑥ **سگے بہن بھائیوں یا باپ کی طرف سے بہن بھائیوں کے احکامات:** (1) اگر فوت ہونے والا ایک سگی یا باپ کی طرف سے بہن چھوڑے اور میت کے لیے اولا د اور والدین نہ ہوں تو اس کو نصف حصہ ملے گا۔(2) جب میت دو سگی یا باپ کی طرف سے بہنیں چھوڑے اور میت کی اولاد اور والدین نہ ہوں تو یہ ترکے کے دو ثلث کی حقدار ہوں گی۔(3) جب میت بھائی اور بہنیں (یعنی سگے یا باپ کی طرف سے) چھوڑے تو ان کے درمیان ترکے کی تقسیم ﴿للذکر مثل حظ الأنثیین﴾ کے اصول پر ہوگی۔(4) جب سگی بہن فوت ہو جائے اور اولاد اور والدین موجود نہ ہوں تو اس کا سگا بھائی سارے مال کا وارث ہوگا اور اگر زیادہ بھائی ہوں تو آپس میں برابری کے ساتھ اسے تقسیم کرلیں گے۔(5) اسی طرح باپ کی طرف سے بہن بھائیوں کا حکم ہے جب سگے بہن بھائی موجود نہ ہوں۔

## (2) باب میراث الکلالۃ

## لاوارث کی میراث کا بیان

١٠٤٢ ۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: مَرِضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي وَأَبُوبَكْرٍ، وَهُمَا مَاشِيَانِ، فَوَجَدَانِي أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ صَبَّ وَضُوءَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ، فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي؟ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي؟ فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ بیمار پڑا تو نبی ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ پیدل میری عیادت کو تشریف لائے، ان بزرگوں نے دیکھا کہ مجھ پر بے ہوشی غالب ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا اس سے مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! میں اپنے مال میں کیا کروں' کس طرح اس کا فیصلہ کروں؟ آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔

**لغوی توضیح:** الْكَلَالَة وہ میت جس کی اولاد ہو نہ والدین۔ وَضُوْء وہ پانی جس سے وضوء کیا جاتا ہے۔

## (3) باب آخر آیة انزلت ایة الکلالة

## آیت کلالہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت ہے

١٠٤٣ ۔ حدیث الْبَرَاءِ قَالَ ﷺ: آخِرُ سُورَةٍ نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ وَآخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ ﴿يَسْتَفْتُونَكَ﴾۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سب سے آخر میں جو سورت نازل ہوئی وہ سورۂ برأت ہے اور (احکامِ میراث کے سلسلہ میں) سب سے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ ﴿یستفتونك﴾ [النساء:٦:١٧] ہے۔

---

١٠٤٢ ۔ البخاری فی: 75 کتاب المرضی: 5 باب عیادة المغمیّ علیه (194) مسلم (1616) ابو داود (2886)۔

١٠٤٣ ۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 4 سورة النساء: 27 باب یستفتونك قل الله...(4364) مسلم (1618)۔

**(4) باب من ترك مالا فلورثته**

**میراث کے حق دار مرنے والے کے وارث ہیں**

۱۰٤٤۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى ' عَلَيْهِ الدَّيْنُ ' فَيَسْاَلُ: ((هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا؟)) فَإِنْ حُدِّثَ اَنَّهُ تَرَكَ لِدَيْنِهِ وَفَاءً صَلَّى ـ وَإِلَّا ' قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ: (( صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ)) فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ ' قَالَ: (( اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ' فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کسی ایسی میت کو لایا جاتا کہ جس پر کسی کا قرض ہوتا تو آپ فرماتے کہ کیا اس نے اپنے قرض کے ادا کرنے کے لئے بھی کچھ چھوڑا ہے؟ پھر اگر کوئی آپ کو بتا دیتا کہ ہاں اتنا مال ہے جس سے قرض ادا ہو سکتا ہے تو آپ اس کی نماز پڑھاتے ورنہ آپ مسلمانوں ہی سے فرما دیتے کہ اپنے ساتھی کی نماز پڑھ لو پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر فتح کے دروازے کھول دیئے تو آپ نے فرمایا کہ میں مسلمانوں کو خود ان کی ذات سے بھی زیادہ مستحق ہوں۔ اس لئے اب جو بھی مسلمان وفات پا جائے اور وہ مقروض رہا ہو تو اس کا قرض ادا کرنا میرے ذمے ہے اور جو مسلمان مال چھوڑ جائے وہ اس کے وارثوں کا حق ہے۔

**لغوی توضیح:** فَضْلًا زائد (یعنی تجہیز وتکفین کے اخراجات سے زائد مال)۔ وَفَاءً پورا (یعنی جو قرض کی ادائیگی کے لیے پورا ہو)۔ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِكُمْ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو (معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے، قرض کا معاملہ انتہائی سخت ہے، ایک روایت میں ہے کہ شہادت سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر قرض معاف نہیں ہوتا[1]، یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ بھی مقروض کی نماز جنازہ خود نہیں پڑھاتے تھے)۔

# [24] كتاب الهبات
## ہبہ کے مسائل
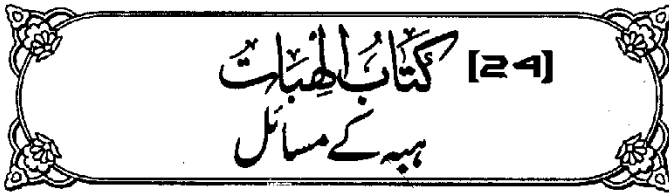
**(1) باب كراهة شراء الانسان ما تصدق به ممن تصدق عليه**

**کوئی چیز صدقہ دے کر پھر اس سے وہی چیز خریدنا مکروہ ہے**

۱۰٤٥۔ حدیث عُمَرَ قَالَ ﷺ: حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ' فَاَضَاعَهُ الَّذِي

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک شخص کو سواری کے لئے دے دیا لیکن اس شخص نے گھوڑے

۱۰٤٤۔ البخاری فی: 39 کتاب الکفالة: 5 باب الدین (2298) مسلم (1619) ابن ماجه (2415) ترمذی (1070)۔
۱۰٤٥۔ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 59 باب هل یشتری صدقته (1490) مسلم (1620) ابن ماجه (2390)۔

[1] [مسلم (1886)]

كَانَ عِنْدَهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا تَشْتَرِي وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ)).

کوخراب کردیا اس لئے میں نے چاہا کہ اسے خریدلوں میرا یہ بھی خیال تھا کہ وہ اسے سستے داموں بیچ ڈالے گا چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اپنا صدقہ واپس نہ لو۔ خواہ وہ تمہیں ایک درہم ہی میں کیوں نہ دے کیونکہ دیا ہوا صدقہ واپس لینے والے کی مثال قے کر کے چاٹنے والے کی سی ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْهِبَات جمع ہے ھبة کی، معنی ہے تحفہ، عطیہ۔ اَلْعَائِد لوٹنے والا یعنی واپس لینے والا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ کسی کو ہبہ وتحفہ دے کر اسے واپس لینا حرام ہے اور یہ اس قدر قبیح و رزیل عمل ہے کہ جیسے قے کر کے چاٹ لینا حتی کہ آئندہ روایت (۱۰۴۷) میں تو تحفہ واپس لینے والے کی مثال یہ دی گئی ہے جیسے کتا قے کر کے چاٹ لے۔ نیز اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو دیا ہوا عطیہ اس سے خرید کر واپس لینا بھی جائز نہیں۔ البتہ صرف والد اپنی اولاد کو دیا ہوا عطیہ واپس لے سکتا ہے جیسا کہ آئندہ روایت (۱۰۴۸) اس کا ثبوت ہے۔

۱۰٤٦۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَوَجَدَهُ يُبَاعُ، فَأَرَادَ أَنْ يَبْتَاعَهُ، فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: ((لَا تَبْتَعْهُ وَلَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ)).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اللہ کے راستے میں اپنا ایک گھوڑا سواری کے لئے دے دیا تھا پھر انہوں نے دیکھا کہ وہی گھوڑا بک رہا ہے، انہوں نے اپنے گھوڑے کو خریدنا چاہا اور رسول ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تم اسے نہ خریدو اور اس طرح اپنے صدقہ کو واپس نہ لو۔

### (2) باب تحريم الرجوع فى الصدقة والهبة بعد القبض الا ماوهبه لولده وان سفل

### صدقہ اور ہدیہ دے کر لوٹانا حرام ہے البتہ باپ دادا اگر ایسا کریں تو کوئی مضائقہ نہیں

۱۰٤٧۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُوْدُ فِي قَيْئِهِ)).

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اپنا ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے۔

### (3) باب كراهة تفضيل بعض الاولاد فى الهبة

### ہبہ کرتے وقت اولاد میں فرق و امتیاز رکھنا یعنی بعض کو کم دینا اور بعض کو زیادہ مکروہ ہے

۱۰٤٨۔ حديث النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَنَّ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے والد انہیں رسول

۱۰٤٦۔ البخاري فى: 56 كتاب الجهاد: 119 باب الجعائل والحملان فى السبيل (1489) مسلم (1621) بغوى (1699)۔

۱۰٤٧۔ البخاري فى: 51 كتاب الهبة: 14 باب هبة الرجل لامراته والمراة لزوجها (2621) مسلم (1622)۔

۱۰٤٨۔ البخاري فى: 51 كتاب الهبة: 12 باب الهبة للولد (2586) مسلم (1623) ابوداود (3542) ترمذى (1367)۔

اَبَاهُ اَتَى بِهٖ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اِنِّی نَحَلْتُ ابْنِی هٰذَا غُلَامًا ' فَقَالَ: (( اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهٗ؟)) قَالَ : لَا ' قَالَ: (( فَارْجِعْهُ )) ۔

اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطور ہبہ دیا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا ایسا ہی غلام اپنے دوسرے لڑکوں کو بھی دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ پھر (اس سے بھی) واپس لے لے۔

**لغوی توضیح** نَحَلْتَ تو نے عطیہ دیا ہے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ ہبہ وعطیہ دینے میں اولاد کے درمیان برابری ضروری ہے اور اگر برابری نہ کی گئی تو ہبہ باطل ہوگا کیونکہ آپ ﷺ نے نعمان رضی اللہ عنہ کو اپنا دیا ہوا عطیہ واپس لینے کا حکم دیا تھا۔

۱۰۴۹۔ حدیث النُّعْمَانَ بْنِ بَشِیْرٍ رضی اللہ عنہ ۔ عَنْ عَامِرٍ ' قَالَ : سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیْرٍ رضی الله عنهما وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ : اَعْطَانِیْ اَبِیْ عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ ' لَا اَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ : اِنِّی اَعْطَيْتُ ابْنِیْ مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً ' فَاَمَرَتْنِیْ اَنْ اُشْهِدَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ: (( اَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا؟ )) قَالَ : لَا ۔ قَالَ (( فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ )) قَالَ : فَرَجَعَ ' فَرَدَّ عَطِيَّتَهٗ ۔

عامر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ منبر پر بیان کر رہے تھے کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا (نعمان رضی اللہ عنہ کی والدہ) نے کہا کہ جب تک آپ رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہ بنائیں میں راضی نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حاضر خدمت ہو کر انہوں نے عرض کیا کہ میں نے عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو ایک عطیہ دیا تو اس نے کہا کہ پہلے میں آپ کو اس کا گواہ بنا لوں آپ نے دریافت فرمایا کہ اسی جیسا عطیہ تم نے تمام اولاد کو دیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف قائم رکھو۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور ہدیہ واپس لے لیا۔

## (4) باب العمرى — عمریٰ کا بیان

۱۰۵۰۔ حدیث جابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَضَى النَّبِیُّ ﷺ بِالْعُمْرٰى ' اَنَّهَا لِمَنْ وُهِبَتْ لَهٗ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ کے متعلق فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس کا ہو جاتا ہے جسے ہبہ کیا گیا ہو۔

---

۱۰۴۹۔ البخاری فی: 51 کتاب الهبة: 13 باب الإشهاد فی الهبة ۔

۱۰۵۰۔ البخاری فی: 51 کتاب الهبة: 32 باب ما قيل فی العمرى والرقبى (2625) مسلم (1625) ابوداود (3550)۔

**لغوی توضیح** عُمْرىٰ عمر سے ماخوذ ہے یعنی وہ چیز جو زندگی بھر کے لیے دی جائے۔ یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ جاہلیت میں ایک آدمی کسی دوسرے آدمی کو گھر دیتا تو کہتا' میں نے اسے تیری عمر اور زندگی کی مدت تک مباح قرار دیا، پھر جب وہ مرجاتا تو وہ گھر دوبارہ دینے والے کے پاس لوٹ آتا۔ لِمَنْ وُهِبَتْ لَهُ (عمریٰ) اسی کے لیے ہے جسے ہبہ کر دیا گیا (یوں اسلام نے جاہلیت کے اس فعل کو باطل قرار دیا اور جسے عمریٰ کے بطور کوئی چیز دی گئی ہے اس کی وفات کے بعد وہ چیز اس کے ورثا کا حق ٹھہرا دیا)۔

۱۰۵۱۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷛ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: (( اَلْعُمْرٰی جَائِزَةٌ ))۔

حضرت ابو ہریرہ ﷛ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا عمریٰ جائز ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْعُمْرٰی جَائِزَةٌ عمریٰ حلال ہے (لیکن یہ شرط ہے کہ جسے دیا جائے اس سے کبھی واپس نہ لیا جائے)۔

# [25] كتاب الوصية
## وصیت کے مسائل

۱۰۵۲۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( مَا حَقُّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَیْءٌ یُوْصِی فِیْهِ یَبِیْتُ لَیْلَتَیْنِ اِلَّا وَوَصِیَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر ﷟ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان' جس کے پاس وصیت کے قابل کوئی بھی مال ہو' کے لیے درست نہیں کہ دو رات بھی وصیت کو لکھ کر اپنے پاس محفوظ رکھے بغیر گزارے۔

**لغوی توضیح** مَا حَقُّ امْرِیءٍ مُسْلِمٍ کسی مسلمان کے لیے یہ لائق و مناسب نہیں۔ لَهُ شَیْءٌ اس کے پاس کوئی قابل وصیت چیز ہو' مثلاً اس کے پاس مال ہو یا اس پر کسی کا قرض ہو یا اس کے ذمہ کسی کی امانت وغیرہ ہو۔

**فهم الحديث** اس حدیث میں وصیت کی مشروعیت کا ثبوت ہے۔ یاد رہے کہ پہلے ہر شخص پر وصیت کرنا واجب تھا جیسا کہ قرآن میں ہے [البقرة: ۱۸۰] لیکن آیات میراث کے بعد یہ حکم ورثاء کے حق میں منسوخ ہو گیا' البتہ جو وارث نہیں بنتا اس کے حق میں صرف ایک تہائی یا اس سے کم مال کی وصیت کر جانا درست ہے (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے)۔ یاد رہے کہ اس شخص پر وصیت کرنا واجب ہے جس پر دوسروں کے حقوق ہوں مثلاً امانت اور قرض وغیرہ' نیز اس کے پاس مال بھی ہو اور ان حقوق سے وصیت کے علاوہ خلاصی حاصل کرنا بھی ممکن نہ ہو اور جس میں ان شرائط میں سے ایک بھی کم ہوئی تو اس کے حق میں وصیت واجب نہیں۔

### (1) باب الوصية بالثلث — ایک تہائی وصیت کا بیان

۱۰۵۳۔ حدیث سَعْدِ بْنِ اَبِی

حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ

---

۱۰۵۱۔ البخاری فی: 51 كتاب الهبة: 32 باب ما قيل فی العمرى والرقبى (1626) مسلم (1626) ابوداود (3548)۔

۱۰۵۲۔ البخاری فی: 55 كتاب الوصايا: 1 باب الوصايا، مسلم (1627) ترمذی (974) ابوداود (2862)۔

۱۰۵۳۔ البخاری فی: 23 كتاب الجنائز: 37 باب رثى النبی ﷺ سعد بن خولة (56) مسلم (1628) ترمذی (2116)۔

وَقَاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي، فَقُلْتُ : إِنِّي قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَي مَالِي؟ قَالَ : (( لَا )) فَقُلْتُ : بِالشَّطْرِ؟ فَقَالَ: (( لَا )) ثُمَّ قَالَ: (( الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَبِيْرٌ أَوْ كَثِيْرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِيِّ امْرَأَتِكَ )) فَقُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: (( إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، ثُمَّ لَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ، اَللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لٰكِنَّ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ، يَرْثِي لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ ))۔

حجۃ الوداع کے سال (۱۰ ہجری میں) میری عیادت کے لئے تشریف لائے، میں سخت بیمار تھا، میں نے کہا کہ میرا مرض شدت اختیار کر چکا ہے، میرے پاس مال واسباب بہت ہے اور میری صرف ایک لڑکی ہے جو وارث ہوگی۔ تو کیا میں اپنے دو تہائی مال کو خیرات کر دوں؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا آدھا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک تہائی کر دو اور یہ بھی بڑی خیرات ہے یا بہت خیرات ہے اگر تو اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہوگا کہ محتاجی میں انہیں اس طرح چھوڑ کر جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں یہ یاد رکھو کہ جو خرچ بھی تم اللہ کی رضا کی نیت سے کرو گے تو اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا حتی کہ اس لقمہ پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو۔ پھر میں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! میرے ساتھی تو مجھے چھوڑ کر (حجۃ الوداع کے لئے) مکہ جارہے ہیں اور میں ان سے پیچھے رہ رہا ہوں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہاں رہ کر بھی اگر تم کوئی نیک عمل کرو گے تو اس سے تمہارے درجے بلند ہوں گے اور شاید ابھی تم زندہ رہو گے اور بہت سے لوگوں کو (مسلمانوں کو) تم سے فائدہ پہنچے گا اور بہتوں کو (کفار و مرتدین کو) نقصان (پھر آپ نے دعا فرمائی) اے اللہ! میرے ساتھیوں کو ہجرت پر استقلال عطا فرما اور ان کے قدم پیچھے کی طرف نہ لوٹا لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے مکہ میں وفات پا جانے کی وجہ سے اظہارِ غم کیا تھا۔

**لغوی توضیح** عَالَةً جمع ہے عائل کی معنی ہے فقیر محتاج۔ يَتَكَفَّفُوْنَ فقیروں کی طرح ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ الْبَائِس فقیر محتاج۔ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ صحابی رسول، غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور حجۃ الوداع میں فوت ہوئے۔

۱۰۵۴۔ **حديث** ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللّٰه عنهما، قَالَ : لَوْ غَضَّ النَّاسَ إِلَى الرُّبُعِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کاش لوگ وصیت کو چوتھائی تک کم کر دیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم تہائی

۱۰۵۴۔ البخاری فی: 55 کتاب الوصایا: 3 باب الوصیة بالثلث (2743) مسلم (1629) احمد (2034) حمیدی (521)۔

لَانَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( الثُّلُثُ ، وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ )) ۔

(کی وصیت کر سکتے ہو) اور تہائی بھی بہت ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ یہ بڑی رقم ہے۔

## (2) باب وصول ثواب الصدقات الى الميت

## صدقات کا ثواب مرنے والوں کو پہنچتا ہے

١٠٥٥ ۔ حديث عَائِشَةَ رَضِي اللّٰه عنهـا ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ : اِنَّ اُمِّى افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ ، فَهَل لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ : (( نَعَمْ )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ کچھ نہ کچھ خیرات کرتیں اگر میں ان کی طرف سے کچھ خیرات کردوں تو کیا انہیں اس کا ثواب ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ملے گا۔

**لغوی توضیح** افْتُلِتَتْ اچانک فوت ہوگئی۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے تو اسے ثواب پہنچتا ہے۔

## (4) باب الوقف

## وقف کے مسائل

١٠٥٦ ۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهمـا ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَصَابَ اَرْضًا بِخَيْبَرَ ، فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَاْمِرُهُ فِيْهَا ، فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنِّى اَصَبْتُ اَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسَ عِنْدِى مِنْهُ ، فَمَا تَاْمُرُ بِهِ ؟ قَالَ: (( اِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا )) قَالَ : فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ اَنَّهُ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ ، وَتَصَدَّقَ بِهَا فِى الْفُقَرَاءِ وَفِى الْقُرْبٰى وَفِى الرِّقَابِ وَفِى سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ ، لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَا اَنْ يَاْكُلَ مِنْهَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فتح خیبر میں ایک قطعہ زمین ملا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے خیبر میں ایک زمین کا ٹکڑا ملا ہے اس سے بہتر مال مجھے اب تک کبھی نہیں ملا تھا آپ اس کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر جی چاہے تو اصل زمین اپنی ملکیت میں باقی رکھ اور پیداوار صدقہ کر دے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس شرط کے ساتھ صدقہ کر دیا کہ نہ اسے بیچا جائے گا نہ اس کا ہبہ کیا جائے گا اور نہ اس میں وراثت چلے گی۔ اسے آپ نے محتاجوں کے لئے، رشتہ داروں کے لئے، غلام آزاد کرانے کے لئے، اللہ کے دین کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے اور مہمانوں کے لئے صدقہ (وقف) کر دیا اور یہ کہ اس کا متولی اگر دستور کے مطابق اس میں سے اپنی ضرورت کے مطابق وصول کر لے

١٠٥٥ ۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 95 باب موت الفجاة البغتة ۔

١٠٥٦ ۔ البخاري في: 54 كتاب الشروط: 19 باب الشروط في الوقف (2337) مسلم (1632) ابو داود (2878) ۔

بِالْمَعْرُوْفِ وَيُطْعِمَ ' غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ ' قَالَ (الرَّاوِيُ ) : فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ سِيْرِيْنَ ' فَقَالَ : غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا ـ

یا کسی محتاج کو دے تو اس پر کوئی الزام نہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ جب میں نے اس حدیث کا ذکر ابن سیرین سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ (متولی) اس میں سے مال جمع کرنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔

**لغوی توضیح** یَسْتَأْمِرُ مشورہ کرنا۔ أَنْفَس سب سے زیادہ عمدہ ونفیس۔ الرِّقَاب غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے۔ مُتَمَوِّلٍ ملکیت بنانا' اپنا مال بنانا۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ کوئی بھی چیز اس طرح وقف کرنا کہ اس کی پیداوار اور منافع اللہ کی راہ میں صرف ہوتا رہے' مستحب و باعث اجر وفضیلت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وقف شدہ املاک کو نہ تو فروخت کیا جا سکتا ہے' نہ انہیں بطور وراثت تقسیم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی انہیں ہبہ کیا جا سکتا ہے۔ نیز یہ بھی پتہ چلا کہ جو بھی وقف شدہ اشیاء کا والی ونگران مقرر ہو وہ ان سے حسب ضرورت خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے دوست احباب کو بھی کھلا سکتا ہے' لیکن اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ ان اشیاء کو اپنی ملکیت بنا کر مال جمع کرتا رہے۔

## (5) باب ترك الوصية لمن ليس له شيء يوصي فيه

## جس کے پاس وصیت کے لئے کچھ نہ ہو اس کو وصیت نہ کرنا درست ہے

١٠٥٧ - حَدِيْثُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَوْفٰى ﷺ. عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ قَالَ : سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اَبِي اَوْفٰى رضى الله عنهما هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اَوْصٰى ؟ قَالَ : لَا فَقُلْتُ : كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ' اَوْ اُمِرُوْا بِالْوَصِيَّةِ ؟ قَالَ : اَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ ـ

طلحہ بن مصرف نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی وصیت کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں (کیونکہ آپ کے پاس مال نہیں تھا)۔ اس پر میں نے پوچھا کہ پھر وصیت کس طرح لوگوں پر فرض ہوئی؟ یا (راوی نے اس طرح بیان کیا) کہ لوگوں کو وصیت کا حکم کیوں کر دیا گیا؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کی تھی (اور کتاب اللہ میں وصیت کرنے کے لئے حکم موجود ہے)۔

١٠٥٨ - حَدِيْثُ عَائِشَةَ رضى الله عنها عَنِ الْاَسْوَدِ ' قَالَ : ذَكَرُوْا عِنْدَ عَائِشَةَ اَنَّ عَلِيًّا رضى الله عنهما كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ : مَتٰى اَوْصٰى اِلَيْهِ ؟ وَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهُ اِلٰى صَدْرِي اَوْ قَالَتْ : حِجْرِي فَدَعَا

اسود بن یزید نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں کچھ لوگوں نے ذکر کیا کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے) وصی تھے تو آپ نے کہا کہ کب انہیں وصی بنایا میں تو آپ کے وصال کے وقت سر مبارک اپنے سینے پر یا انہوں نے (بجائے سینے کے) کہا کہ اپنی گود میں رکھے ہوئے تھی پھر آپ نے (پانی کا) طشت منگوایا تھا کہ

١٠٥٧ - البخاري في: 55 كتاب الوصايا: 1 باب الوصايا وقول النبي ﷺ وصية الرجل...(2740) مسلم (1634)۔

١٠٥٨ - البخاري في: 55 كتاب الوصايا: 1 باب الوصايا وقول النبي ﷺ وصية الرجل...(2741) مسلم (1636)۔

بِالطَّسْتِ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِي حِجْرِي فَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَمَتَى أَوْصَى إِلَيْهِ ؟

اتنے میں (سر مبارک) میری گود میں جھک گیا اور میں سمجھ نہ سکی کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے تو آپ نے (علی کو) وصی کب بنایا؟

**لغوی توضیح** كَانَ وَصِيًّا علی رضی اللہ عنہ وصی تھے (یعنی خلافت کے لیے)۔اس طرح کی روایات شیعہ حضرات نے گھڑی تھیں جن کی صحابہ نے تردید کی، جیسا کہ اس روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی تردید کر رہی ہیں۔ حِجْرِي میری گود۔ انْخَنَثَ جھک گیا۔

۱۰۵۹۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ: يَوْمُ الْخَمِيْسِ، وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ! ثُمَّ بَكَى حَتَّى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ، فَقَالَ: اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَجَعُهُ يَوْمَ الْخَمِيْسِ، فَقَالَ: ((ائْتُوْنِي بِكِتَابٍ، أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا)) فَتَنَازَعُوْا، وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ، فَقَالُوْا: هَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((دَعُوْنِي فَالَّذِي أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنِي إِلَيْهِ)) وَأَوْصَى عِنْدَ مَوْتِهِ بِثَلَاثٍ: ((أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ، وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ)) وَنَسِيْتُ الثَّالِثَةَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جمعرات کے دن اور معلوم ہے جمعرات کا دن کیا ہے؟ پھر آپ اتنا روئے کہ کنکریاں تک بھیگ گئیں۔ آخر آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں شدت اسی جمعرات کے دن ہوئی تو آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ قلم دوات لاؤ تا کہ میں تمہارے لئے ایک ایسی کتاب لکھوا جاؤں کہ تم (میرے بعد اس پر چلتے رہو تو) کبھی گمراہ نہ ہوسکو اس پر صحابہ میں اختلاف ہو گیا (کہ لکھوایا جائے یا نہیں)۔ نبی ﷺ کے سامنے جھگڑنا مناسب نہیں ہے۔ صحابہ نے کہا کہ نبی ﷺ (بیماری کی شدت سے) برا رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھا اب مجھے میری حالت پر چھوڑ دو میں جس حال میں اس وقت ہوں وہ اس سے بہتر ہے جو تم کرانا چاہتے ہو آخر آپ نے اپنی وفات کے وقت تین وصیتیں فرمائی تھی یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے باہر کر دینا دوسرے یہ کہ وفد سے ایسا ہی سلوک کرتے رہنا جیسے میں کرتا رہا (ان کی خاطر واری، ضیافت وغیرہ) اور تیسری ہدایت میں بھول گیا۔

**لغوی توضیح** هَجَر وہ گفتگو جو مریض شدت مرض میں کرتا ہے اور اس سے کلمات پورے طور پر ادا نہیں ہوتے۔ دَعُوْنِي مجھے (میری حالت پر) چھوڑ دو (معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کوئی ضروری چیز نہیں لکھوانا چاہتے تھے۔ کیونکہ اگر کوئی چیز ضروری ہوتی یا تبلیغ سے متعلقہ ہوتی تو آپ اسے کسی بھی اختلاف کی وجہ سے کبھی ترک نہ کرتے)۔

۱۰۶۰۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو گھر میں بہت سے صحابہ موجود تھے۔

۱۰۵۹۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 176 باب هل يستشفع إلى اهل الذمة ومعاملتهم (114) مسلم (1637)۔
۱۰۶۰۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 83 باب مرض النبي ﷺ ووفاته ۔

رِجَالٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( هَلُمُّوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ )) فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ، وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ، حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا، فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ: قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ۔ فَلَمَّا أَكْثَرُوْا اللَّغْوَ وَ الاخْتِلَافَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( قُوْمُوْا ))۔

قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ ( الرَّاوِي) فَكَانَ يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ، لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لاؤ میں تمہارے لئے ایک دستاویز لکھ دوں اگر تم اس پر چلتے رہے تو پھر تم گمراہ نہ ہوسکو گے۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر بیماری کی سختی ہو رہی ہے تمہارے پاس قرآن موجود ہے۔ ہمارے لئے تو اللہ کی کتاب بس کافی ہے۔ پھر گھر والوں میں جھگڑا ہونے لگا بعض نے تو یہ کہا کہ آنحضرت ﷺ کو کوئی چیز لکھنے کی دے دو کہ اس پر آپ ہدایت لکھوا دیں اور تم اس کے بعد گمراہ نہ ہوسکو بعض لوگوں نے اس کے خلاف دوسری رائے پر اصرار کیا۔ جب شور وغل اور نزاع زیادہ ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں سے جاؤ۔

عبیداللہ (راوی) نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ مصیبت سب سے بڑی یہ تھی کہ لوگوں نے اختلاف اور شور کر کے آنحضرت ﷺ کو وہ ہدایت نہیں لکھنے دی۔

**لغوی توضیح:** حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ ہمیں اللہ کی کتاب ہی کافی ہے (عمر رضی اللہ عنہ نے یہ اس لیے کہا کیونکہ وہ نبی ﷺ کو شدت مرض میں لکھنے کی زحمت نہیں دینا چاہتے تھے اور اس لیے بھی کہ قرآن میں ہے کہ ''ہم نے اس کتاب میں کوئی کمی نہیں چھوڑی'' [الانعام: ۳۸] اور یہ بھی ہے کہ ''اس میں ہر چیز کا بیان ہے'' [النحل: ۸۹]۔ ان کا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا کہ قرآن کافی ہے حدیث کی ضرورت نہیں جیسا کہ بعض منکرین حدیث کا خیال ہے۔ بلاشبہ صحابہ سب سے زیادہ حدیث وسنت پر عمل کرنے والے تھے)۔ الرَّزِيَّةَ مصیبت۔ لَغَطِهِمْ ان کا شور وغل، ملی جلی آوازیں۔

# [26] كتاب النذر
## نذر کے مسائل

### (1) باب الامر بقضاء النذر
### نذر کو پورا کرنے کا حکم

١٠٦١۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما، أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ اسْتَفْتَى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا انہوں نے عرض کیا کہ میری ماں کا انتقال

١٠٦١۔ البخاری فی: 55 کتاب الوصایا: 19 باب ما یستحب لمن یتوفی فجاة... (2761) مسلم (1638)۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ ' فَقَالَ : (( اِقْضِهِ عَنْهَا ))۔

ہو گیا ہے اور اس کے ذمہ ایک نذر تھی آپ نے فرمایا کہ ان کی طرف سے نذر پوری کر دے۔

﴿لغوی توضیح﴾ اَلنَّذْر کی جمع اَلنُّذُوْر ہے، معنی ہے نذر ماننا اور کسی غیر واجب کام کو اپنے اوپر واجب کر لینا۔ اصطلاحاً کسی خیر کے کام کا عہد کر لینا نذر کہلاتا ہے۔ اِقْضِهِ عَنْهَا اس کی طرف سے نذر پوری کر (معلوم ہوا کہ میت کی طرف سے نذر پوری کی جا سکتی ہے اور اس کا میت کو فائدہ پہنچتا ہے)۔

## (2) باب النهي عن النذر وانه لا يرد شيئا — نذر ماننے کی ممانعت اور یہ کہ نذر کسی چیز کو ہونے سے نہیں روکتی

١٠٦٢ ۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ : نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ النَّذْرِ ' قَالَ : (( اِنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا ' وَاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ نذر کسی چیز کو نہیں لوٹاتی۔ نذر صرف بخیل کے دل سے پیسہ نکالتی ہے۔

﴿لغوی توضیح﴾ لَا يَرُدُّ شَيْئًا نذر کوئی چیز نہیں لوٹاتی (یعنی تقدیر نہیں بدلتی)۔ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ اس کے ذریعے کنجوس آدمی سے مال نکلوایا جاتا ہے (یعنی کنجوس آدمی خود صدقہ نہیں کرتا بلکہ جب نذر کے ذریعے اپنے اوپر صدقہ لازم کر لیتا ہے تب ایسا کرتا ہے)۔ نذر ماننا مکروہ اس لیے ہے کیونکہ اس میں نذر ماننے والا اللہ تعالیٰ سے شرط لگا رہا ہوتا ہے اور معاوضہ طے کر رہا ہوتا ہے، یعنی اگر اسے فلاں چیز حاصل ہو گی تب وہ اتنا مال خرچ کرے گا یا اتنے نوافل پڑھے گا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ یاد رہے کہ نذر ماننے سے تقدیر نہیں بدلتی' البتہ بعض اوقات نذر تقدیر کے موافق ضرور ہو جاتی ہے مگر نذر ماننے والا اس خوش فہمی میں مبتلا ہوتا ہے کہ اس کے نذر ماننے کی وجہ سے ایسا ہوا۔ نذر کے حکم میں اختلاف ہے لیکن راجح بات یہی ہے کہ یہ کراہت کے ساتھ جائز ہے کیونکہ قرآن میں اہل ایمان کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ ﴿ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ ﴾ "وہ نذر پوری کرتے ہیں۔" یقیناً نذر پوری تب ہی کی جاتی ہے جب نذر مانی گئی ہو۔ یہاں یہ یاد رہے کہ مکروہ نذر بھی وہ ہے جو اللہ کے لیے مانی گئی ہو اور جو غیر اللہ کے لیے مانی جائے وہ شرک ہے۔

١٠٦٣ ۔ حدیث اَبِيْ هُرَيْرَةَ ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( لَا يَأْتِي ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قُدِّرَ لَهٗ ' وَلٰكِنْ يُلْقِيْهِ النَّذْرُ اِلَى الْقَدَرِ قَدْ قُدِّرَ لَهٗ ' فَيَسْتَخْرِجُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ ' فَيُؤْتِيْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُؤْتِيْ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلُ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا نذر انسان کو کوئی ایسی چیز نہیں دیتی جو اس کے مقدر میں نہ ہو۔ بلکہ نذر انسان کو اس چیز کے قریب کر دیتی ہے جو اس کے مقدر میں ہو۔ البتہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بخیل سے اس کا مال نکلواتا ہے اور اس طرح وہ چیزیں کر دیتا ہے جن کی اس سے پہلے اس سے امید نہیں کی جا سکتی تھی۔

١٠٦٢ ۔ البخاری فی: 82 کتاب القدر: 6 باب إلقاء النذر العبد إلى القَدَر (6608) مسلم (1639) ابن ماجه (2122)۔

١٠٦٣ ۔ البخاری فی: 83 کتاب الایمان والنذور: 26 باب الوفاء بالنذر، وقوله "یوفون بالنذر" (6694) مسلم (1640)۔

**(4) باب من نذر ان يمشي الى الكعبة**

**جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ کعبہ تک پیدل جائے گا**

١٠٦٤ - حديث أنس ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى شَيْخًا يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ، قَالَ: ((مَا بَالُ هٰذَا؟)) قَالُوا: نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَنْ تَعْذِيبِ هٰذَا نَفْسَهُ لَغَنِيٌّ)) وَأَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کا سہارا لئے چل رہا ہے۔ آپ نے پوچھا ان صاحب کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے (کعبہ کی طرف) پیدل چلنے کی منت مانی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ خود کو تکلیف میں ڈالیں، پھر آپ نے انہیں سوار ہونے کا حکم دیا۔

**لغوی توضیح** يُهَادَى بَيْنَ ابْنَيْهِ اپنے دونوں بیٹوں کے درمیان ان کا سہارا لے کر چل رہا تھا۔ أَمَرَهُ أَنْ يَرْكَبَ آپ ﷺ نے اسے سوار ہونے کا حکم دیا (کیونکہ ایک تو پیدل چل کر حج کے لیے جانے میں کوئی اطاعت وفضیلت نہیں اور دوسرے پیدل حج کے لیے جانا اس کی طاقت سے باہر تھا اور فرمانِ نبوی کے مطابق جو کام طاقت سے باہر ہو اس میں نذر پوری نہیں کی جاتی[1])۔

١٠٦٥ - حديث عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ، قَالَ: نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلَى بَيْتِ اللّٰهِ، وَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا النَّبِيَّ ﷺ، فَاسْتَفْتَيْتُهُ فَقَالَ، ((لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ)).

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری بہن نے منت مانی تھی کہ بیت اللہ تک پیدل جائے گی، پھر اس نے مجھ سے کہا کہ تم اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے بھی پوچھ لو چنانچہ میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ وہ پیدل چلے اور سوار بھی ہو جائے۔

**فہم الحدیث** اس عورت نے ننگے پاؤں چل کر بیت اللہ کی طرف جانے کی قسم کھائی تھی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ چلے (یعنی جوتیاں پہن کر) اور سوار بھی ہو۔ یاد رہے کہ اگر کوئی نذر (نافرمانی پر مشتمل ہونے یا طاقت سے باہر ہونے کی وجہ سے) پوری نہ کی جائے تو اس کا کفارہ ادا کرنا چاہیے اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا کفارہ ہے۔

# [27] كتاب الأيمان
# قسموں کے مسائل

**(2) باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى**

**اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانے کی ممانعت**

١٠٦٦ - حديث عُمَرَ ﷺ، قَالَ: قَالَ لِي

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اللہ

١٠٦٤ - البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 27 باب من نذر المشي إلى الكعبة (1865) مسلم (1642) -
١٠٦٥ - البخاري في: 28 كتاب جزاء الصيد: 37 باب من نذر المشي إلى الكعبة (1866) مسلم (1644) -
١٠٦٦ - البخاري في: 83 كتاب الايمان: 4 باب لا تحلفوا بآبائكم (6648) مسلم (1646) ابو داود (3249) -

[1] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (2551)]

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَا كُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَآئِكُمْ)) قَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ۔ ذَاكِرًا وَّلَا آثِرًا۔

تعالیٰ نے تمہیں باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا واللہ! پھر میں نے ان کی آپ ﷺ سے ممانعت سننے کے بعد کبھی قسم نہیں کھائی۔ نہ اپنی طرف سے غیر اللہ کی قسم کھائی نہ کسی دوسرے کی زبان سے نقل کی۔

**لغوی توضیح** اَیْمَان جمع ہے یمین کی، معنی ہے قسم، قوت اور دایاں ہاتھ۔ اصطلاحاً یمین ایسے مضبوط عقد کا نام ہے جس کے ذریعے قسم اٹھانے والا کسی فعل کے کرنے یا چھوڑنے کا عزم کرتا ہے۔ ذَاكِرًا جان بوجھ کر۔ آثِرًا کسی دوسرے کی طرف سے بیان کرتے ہوئے۔ ان روایات میں یہ ثبوت ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی کی قسم نہیں کھانی چاہیے۔

١٠٦٧۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَنَادَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ، وَإِلَّا فَلْيَصْمُتْ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جو چند سواروں کے ساتھ تھے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد کی قسم کھا رہے تھے اس پر رسول ﷺ نے انہیں پکار کر کہا آگاہ ہو جاؤ، یقیناً اللہ تمہیں منع کرتا ہے کہ تم اپنے باپ دادوں کی قسم کھاؤ پس اگر کسی کو قسم ہی کھانی ہے تو وہ اللہ کی قسم کھائے، ورنہ چپ رہے۔

## (2) باب من حلف باللات والعزى فليقل لا اله الا الله

## اگر کوئی لات وعزیٰ کی قسم کھالے تو اسے لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے

١٠٦٨۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلْفِهِ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ، تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے اور کہے کہ قسم ہے لات اور عزیٰ کی! تو اسے تجدید ایمان کے لئے کہنا چاہیے (لا الہ الا اللہ) اور جو شخص اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ آؤ جوا کھیلیں تو اسے صدقہ دینا چاہیے۔

**لغوی توضیح** اَللَّات وَالْعُزّٰی دور جاہلیت کے دو مشہور بتوں کے نام۔ ان کی قسم کھانے والے کو کلمہ پڑھنے کی تلقین اس لیے کی کیونکہ اس نے کفار کی مشابہت اختیار کی ہے اور کلمہ پڑھنے سے اس کا تدارک ہو جائے گا۔ اُقَامِرْكَ میں تمہارے ساتھ جوا کھیلوں (اور جوا کھیلنا حرام ہے)۔ اسے صدقہ کا حکم اس لیے دیا تا کہ یہ اس کے برے ارادے کا کفارہ بن جائے یعنی اس نے مال میں نافرمانی اور حرام کام کا ارادہ کیا تو اسے مال میں ہی اطاعت اور نیکی وخیرات کا حکم دیا۔

---

١٠٦٧۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 74 باب من لم ير إكفار من قال ذلك متأولا أو جاهلا۔

١٠٦٨۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 53 سورة والنجم: 2 باب افرايتم اللات العزى (4860) مسلم (1647)۔

(3) باب ندب من حلف يمينا فرأى غيرها خيرا منها ان ياتى الذى هو خير ويكفر عن يمينه

جو شخص کسی کام کے کرنے کی قسم کھائے پھر اسے نہ کرنا یا کوئی دوسرا کام بہتر سمجھے تو بہتر کو کرے اور قسم کا کفارہ ادا کردے

۱۰۶۹ - حديث أَبِي مُوْسَى ﷺ - قَالَ : أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، أَسْأَلُهُ الْحُمْلانَ لَهُمْ إِذْهُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ، وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ - فَقُلْتُ : يَا نَبِيَّ اللهِ ! إِنَّ أَصْحَابِي أَرْسَلُوْنِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ، فَقَالَ: ((وَاللهِ ! لا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ )) وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا أَشْعُرُ، وَرَجَعْتُ حَزِينًا من مع النبى ﷺ، ومن مخافة أن يكون النبى ﷺ وجد فى نفسه عَلَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَأَخْبَرْتُهُمْ الَّذِى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُنَادِي، أَي عَبْدَاللهِ بْنَ قَيْسٍ ! فَأَجَبْتُهُ، فَقَالَ : أَجِبْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَدْعُوكَ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ: ((خُذْ هَذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ وَهَذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ )) لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِيْنَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ، فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلَى أَصْحَابِكَ، فَقُلْ إِنَّ اللهَ أَوْقَالَ: (( إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوْهُنَّ )) فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِمْ بِهِنَّ فَقُلْتُ : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰؤُلَاءِ، وَلٰكِنِّي، وَاللهِ ! لَا أَدَعُكُمْ حَتَّى يَنْطَلِقَ مَعِي بَعْضُكُمْ إِلَى مَنْ سَمِعَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے ساتھیوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ میں آپ سے ان کے لئے سواری کے جانوروں کی درخواست کروں ۔ وہ لوگ آپ کے ساتھ جیش عسرت (یعنی غزوۂ تبوک) میں شریک ہونا چاہتے تھے' میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تا کہ آپ ان کے لئے سواری کے جانوروں کا انتظام کرادیں آپ نے فرمایا' خدا کی قسم میں تم کو سواری کے جانور نہیں دے سکتا۔ میں جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپ غصہ میں تھے اور میں اسے معلوم نہ کر سکا تھا۔ آپ کے انکار سے میں بہت غمگین واپس ہوا۔ یہ خوف بھی تھا کہ کہیں آپ سواری مانگنے کی وجہ سے خفا نہ ہو گئے ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں حضور ﷺ کے ارشاد کی خبر دی لیکن ابھی کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی وہ پکار رہے تھے کہ عبداللہ بن قیس! میں نے جواب دیا تو انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ تمہیں بلا رہے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دو جوڑے اور یہ دو جوڑے اونٹ کے لے جاؤ۔ آپ نے چھ اونٹ عنایت فرمائے ان اونٹوں کو آپ نے اسی وقت سعد رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا اور فرمایا کہ انہیں اپنے ساتھیوں کو دے دو اور انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے یا آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری سواری کے لئے انہیں دیا ہے، ان پر سوار ہو جاؤ۔ میں ان اونٹوں کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان سے میں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے تمہاری سواری کے لئے یہ عنایت فرمائے ہیں لیکن خدا کی قسم! اب

۱۰۶۹ - البخارى فى: 64 كتاب المغازى: 78 باب غزوة تبوك وهى غزوة العسرة (3133) مسلم (1649) -

مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ' لَا تَظُنُّوا اَنِّیْ حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ فَقَالُوْا لِیْ: اِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَلَنَفْعَلَنَّ مَا اَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ اَبُوْ مُوْسَی بِنَفَرٍ مِنْهُمْ حَتّٰی اَتَوُا الَّذِیْنَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْعَهُ اِيَّاهُمْ' ثُمَّ اِعْطَاءَ هُمْ بَعْدُ' فَحَدَّثُوْهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَهُمْ بِهٖ اَبُوْ مُوْسَی۔

تمہیں ان صحابہ کے پاس چلنا پڑے گا جنہوں نے حضور ﷺ کا انکار کرنا سنا تھا کہیں تم یہ خیال نہ کر بیٹھو کہ میں نے تم سے آنحضور ﷺ کے ارشاد کے متعلق غلط بات کہہ دی تھی انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کی سچائی میں ہمیں کوئی شبہ نہیں لیکن اگر آپ کا اصرار ہے تو ہم ایسا بھی کرلیں گے حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ ان میں سے چندلوگوں کو لے کر ان صحابہ کے پاس آئے جنہوں نے آنحضرت ﷺ کا وہ ارشاد سنا تھا کہ رسول ﷺ نے پہلے تو (سواری کے جانور) دینے سے انکار کیا تھا لیکن بعد میں عنایت فرمائے ان صحابہ نے بھی اسی طرح حدیث بیان کی کہ جس طرح حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کی تھی۔

**لغوی توضیح** اَلْحُمْلَان جس پر لوگ سوار ہوں اور وہ انہیں اٹھالے (مراد ہیں سواری کے جانور)۔ وَافَقْتُهُ میں نے آپ کو پایا۔ سُوَيْعَة تصغیر ہے سَاعَة کی، معنی ہے ایک گھڑی، کچھ وقت۔ اَلْقَرِيْنَيْنِ دو ساتھی (یعنی دو اونٹ)۔

۱۰۷۰۔ حديث اَبِی مُوْسَی رضی اللہ عنہ عَنْ زَهْدَمٍ' قَالَ: كُنَّا عِنْدَ اَبِی مُوْسَی فَاُتِیَ ذِكْرُ دَجَاجَةٍ وَعِنْدَهٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ تَيْمِ اللّٰهِ اَحْمَرُ' كَاَنَّهٗ مِنَ الْمَوَالِیْ فَدَعَاهُ لِلطَّعَامِ' فَقَالَ: اِنِّیْ رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ' فَحَلَفْتُ لَا آكُلُ فَقَالَ: هَلُمَّ! فَلَاُحَدِّثْكُمْ عَنْ ذَاكَ۔ اِنِّیْ اَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِیْ نَفَرٍ مِنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ تَسْتَحْمِلُهٗ' فَقَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَا اَحْمِلُكُمْ' وَمَا عِنْدِیْ مَا اَحْمِلُكُمْ)) اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِنَهْبِ اِبِلٍ' فَسَاَلَ عَنَّا' فَقَالَ: ((اَيْنَ النَّفَرُ الْاَشْعَرِيُّوْنَ؟)) فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ' غُرِّ الذُّرَی' فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا: مَا صَنَعْنَا!

حضرت زھدم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھے (کھانا لایا گیا اور) وہاں مرغی کا ذکر ہونے لگا۔ بنی تیم اللہ کے ایک سرخ رنگ والے آدمی وہاں موجود تھے۔ غالبًا موالی میں سے تھے۔ انہیں بھی حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کھانے پر بلایا' (کھانے میں مرغی کا گوشت بھی تھا) وہ کہنے لگا کہ میں نے مرغی کو گندی چیزیں کھاتے ایک مرتبہ دیکھا تھا' تو مجھے بڑی نفرت ہوئی اور میں نے قسم کھالی کہ اب کبھی مرغی کا گوشت نہ کھاؤں گا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریب آجاؤ' (تمہاری قسم پر) میں تم سے ایک حدیث اسی سلسلے کی بیان کرتا ہوں۔ قبیلہ اشعر کے چندلوگوں کو ساتھ لے کر میں نبی ﷺ کی خدمت میں (غزوۂ تبوک کے لیے) حاضر ہوا اور سواری کی درخواست کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اللہ کی قسم! میں تمہارے لیے سواری کا انتظام نہیں کرسکتا' کیونکہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو تمہاری سواری کے کام آسکے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی

۱۰۷۰۔ البخاری فی: 57 کتاب فرض الخمس: 15 باب ومن الدلیل علی ان الخمس لنوائب المسلمین۔

لَا يُبَارَكُ لَنَا ـ فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ، فَقُلْنَا، إِنَّا سَأَلْنَاكَ أَنْ تَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا، أَفَنَسِيتَ؟ قَالَ: ((لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ، وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ! إِنْ شَاءَ اللَّهُ، لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ، وَتَحَلَّلْتُهَا))۔

خدمت میں غنیمت کے کچھ اونٹ آئے' تو آپ نے ہمارے متعلق دریافت فرمایا' اور فرمایا کہ قبیلۂ اشعر کے لوگ کہاں ہیں؟ چنانچہ آپ نے پانچ اونٹ' ہمیں دیے جانے کا حکم صادر فرمایا' خوب موٹے تازے اور فربہ۔ جب ہم چلنے لگے تو ہم نے آپس میں کہا کہ جو نامناسب طریقہ ہم نے اختیار کیا اس سے رسول اللہ ﷺ کے اس عطیہ میں ہمارے لیے کوئی برکت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ہم پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم نے پہلے جب آپ سے درخواست کی تھی تو آپ نے قسم کھا کر فرمایا تھا کہ میں تمہاری سواری کا انتظام نہیں کر سکوں گا۔ شاید آپ کو وہ قسم یاد نہ رہی ہو' لیکن آپ نے فرمایا' کہ میں نے تمہاری سواری کا انتظام واقعی نہیں کیا' وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے تمہیں یہ سواریاں دے دی ہیں۔ اللہ کی قسم! تم اس پر یقین رکھو کہ ان شاء اللہ جب بھی میں کوئی قسم کھاؤں' پھر مجھ پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ بہتر اور مناسب طرزِ عمل اس کے علاوہ کام میں ہے تو میں وہی کروں گا جس میں اچھائی ہوئی اور قسم کا کفارہ دے دوں گا۔

**لغوی توضیح** تَحَلَّلْتُهَا میں قسم کا کفارہ دے دوں گا۔ معلوم ہوا کہ اگر قسم کھانے کے بعد کوئی دوسرا کام زیادہ بہتر معلوم ہو تو بہتر کام کر لینا چاہیے اور قسم کا کفارہ دے دینا چاہیے۔ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو کھانا دینا اوسط درجے کا جو اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا اور جسے طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے [المائدة : ٨٩]۔

١٠٧١ ـ حديث عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ وَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ))۔

حضرت عبدالرحمان بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اے عبدالرحمان بن سمرہ! کبھی کسی حکومت کے عہدہ کی درخواست نہ کرنا۔ کیونکہ اگر تمہیں یہ مانگنے کے بعد ملے گا تو اللہ پاک اپنی مدد تجھ سے اٹھا لے گا۔ تو جان' تیرا کام جانے اور اگر وہ عہدہ تمہیں بغیر مانگے مل گیا تو اس میں اللہ کی طرف سے تمہاری اعانت کی جائے گی اور جب تم کوئی قسم کھا لو اور اس کے سوا کسی اور چیز میں بھلائی دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ دے دو اور وہ کام کرو جو بھلائی کا ہو۔

١٠٧١ ـ البخاري في: 83 كتاب الايمان والنذور: 1 باب قول الله تعالى "لا يؤاخذكم الله..." (6622) مسلم (1652)۔

**لغوی توضیح** عَنْ مَسْئَلَة یعنی اگر مطالبے پر تجھے حکومت ملے۔ وُكِلْتَ إِلَيْهَا تو تجھے اسی کے سپرد کر دیا جائے گا (اور اللہ کی مدد تجھے نصیب نہ ہوگی)۔ مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَه اگر تجھے بغیر مانگنے کے حکومت ملے۔ أُعِنْتَ عَلَيْهَا تو تیری اس پر (اللہ کی طرف سے) مدد کی جائے گی۔ معلوم ہوا کہ حکومت وامارت کا مطالبہ کرنا اسلام میں ایک مذموم فعل ہے۔

## (5) باب الاستثناء

## قسم کھاتے وقت انشاء اللہ کہنے کا بیان

۱۰۷۲۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ، تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: قُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ، وَنَسِيَ فَأَطَافَ بِهِنَّ، فَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ أَرْجَى لِحَاجَتِهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے فرمایا کہ آج رات میں اپنی سو بیویوں کے پاس ہو آؤں گا (اور اس قربت کے نتیجہ میں) ہر عورت ایک لڑکا جنے گی تو سو لڑکے ایسے پیدا ہوں گے جو اللہ کے راستے میں جہاد کریں گے۔ فرشتے نے ان سے کہا کہ ان شاء اللہ کہہ لیجئے لیکن انہوں نے نہیں کہا اور بھول گئے۔ چنانچہ آپ تمام بیویوں کے پاس گئے لیکن ایک کے سوا کسی کے یہاں بھی بچہ پیدا نہ ہوا اور اس ایک کے یہاں بھی آدھا بچہ پیدا ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ ان شاء اللہ کہہ لیتے تو ان کی مراد بر آتی' اور ان کی خواہش پوری ہونے کی امید زیادہ ہوتی۔

**لغوی توضیح** لَمْ يَحْنَثْ قسم نہ ٹوٹتی (یعنی ان شاء اللہ کہہ دیتے تو)۔ معلوم ہوا کہ اگر قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دیا جائے اور پھر قسم پوری نہ کی جائے تو قسم نہیں ٹوٹتی اور اس طرح کوئی کفارہ بھی لازم نہیں آتا۔

۱۰۷۳۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى سَبْعِينَ امْرَأَةً، تَحْمِلُ كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ، وَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا إِحْدَى شِقَّيْهِ)) فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ قَالَهَا لَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا کہ آج رات میں اپنی ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا اور ہر بیوی ایک شہسوار جنے گی جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے گا۔ ان کے ساتھی نے کہا ان شاء اللہ' لیکن انہوں نے نہیں کہا۔ چنانچہ کسی بیوی کے یہاں بھی بچہ پیدا نہیں ہوا' صرف ایک کے یہاں ہوا اور اس کی بھی ایک جانب بیکار تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہہ لیتے (سب کے یہاں بچے پیدا ہوتے) اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتے۔

---

۱۰۷۲۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 119 باب قول الرجل لاطوفن اللیلة علی نسائه (2819) مسلم (1654)۔

۱۰۷۳۔ البخاری فی: 60 کتاب الطلاق: 40 باب قول الله تعالی "ووهبنا لداود سلیمان..."۔

## (6) باب النهي عن الاصرار على اليمين فيما يتاذى به اهل الحالف مما ليس بحرام

## اگر قسم کی وجہ سے گھر والوں کو ایذا پہنچی ہو تو قسم پر اصرار کرنا منع ہے ایسی قسم توڑ دینی چاہیے بشرطیکہ وہ کام جس کے نہ کرنے کی قسم کھائی تھی حرام نہ ہو

١٠٧٤۔ حديث ابي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( وَاللّٰهِ ! لَاَنْ يَلِجَّ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ فِيْ اَهْلِهٖ آثَمُ لَهُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ اَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ واللہ (بعض اوقات) اپنے گھر والوں کے معاملہ میں تمہارا اپنی قسموں پر اصرار کرتے رہنا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ کی بات ہوتی ہے کہ (قسم توڑ کر) اس کا وہ کفارہ ادا کر دیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہے۔

**لغوی توضیح:** لَاَنْ يَلِجَّ کسی کام میں اصرار کرنا (خواہ اپنی غلطی ظاہر بھی ہو چکی ہو)۔

**فہم الحدیث:** اہل علم نے اس حدیث کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے گھر والوں کے متعلق کوئی قسم کھائے جس سے گھر والوں کو کوئی نقصان پہنچتا ہو اور اس قسم کو توڑنا معصیت و نافرمانی بھی نہ ہو تو پھر اس شخص کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کر لے۔ لیکن اگر وہ قسم نہ توڑ کر گھر والوں کو نقصان پہنچانے پر ہی مصر ہو تو یاد رکھے کہ اس کا گناہ قسم توڑنے سے بھی بڑا ہے۔

## (7) باب نذر الكافر وما يفعل فيه اذا اسلم

## کافر بحالت کفر کوئی نذر مانے پھر مسلمان ہو جائے تو کیا کرے؟

١٠٧٥۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهُ كَانَ عَلَيَّ اعْتِكَافُ يَوْمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ، فَاَمَرَهُ اَنْ يَفِيَ بِهٖ قَالَ : وَاَصَابَ عُمَرُ جَارِيَتَيْنِ مِنْ سَبْيِ حُنَيْنٍ فَوَضَعَهُمَا فِي بَعْضِ بُيُوْتِ مَكَّةَ ، قَالَ : فَمَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى سَبْيِ حُنَيْنٍ ، فَجَعَلُوْا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ ، فَقَالَ عُمَرُ : يَا عَبْدَاللّٰهِ ! انْظُرْ مَاهٰذَا ؟ فَقَالَ : مَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّبْيِ ، قَالَ : اذْهَبْ فَاَرْسِلِ الْجَارِيَتَيْنِ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! زمانہ جاہلیت (کفر) میں، میں نے ایک دن اعتکاف کی نذر مانی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پورا کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حنین کے قیدیوں میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دو باندیاں ملی تھیں۔ آپ نے انہیں مکہ کے کسی گھر میں رکھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حنین کے قیدیوں پر احسان کیا (اور سب کو مفت آزاد کر دیا) تو گلیوں میں وہ دوڑنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، عبداللہ! دیکھو تو یہ کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول ﷺ نے ان پر احسان کیا ہے (اور حنین کے تمام قیدی مفت آزاد کر دیئے ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر جا، ان دونوں لڑکیوں کو بھی آزاد کر دے۔

---

١٠٧٤۔ البخاري في: 83 كتاب الايمان والنذور: 1 باب قول الله تعالى "لا يؤاخذكم الله..." (6625) مسلم (1655)۔

١٠٧٥۔ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 19 باب ما كان النبي ﷺ يعطي...(2032) مسلم (1656)۔

**لغوی توضیح** فَاَمَرَهُ اَنْ يَفِيَ بِهِ آپ ﷺ نے انہیں وہ نذر پوری کرنے کا حکم دیا (معلوم ہوا کہ زمانہ جاہلیت میں مانی ہوئی نذر قبولِ اسلام کے بعد پوری کر لینی چاہیے)۔

**(9) باب التغليظ على من قذف مملوكه بالزنا**

**لونڈی یا غلام پر زنا کی تہمت لگانے والے کے لئے شدید وعید**

١٠٧٦ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُوْلُ: (( مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ، وَهُوَ بَرِيْءٌ مِمَّا قَالَ: جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ابوالقاسم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جس نے اپنے غلام پر تہمت لگائی، حالانکہ غلام اس تہمت سے بری تھا تو قیامت کے دن اسے کوڑے لگائے جائیں گے سوائے اس کے کہ اس کی بات صحیح ہو۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ غلام پر جھوٹی تہمت لگانا مالک پر حرام ہے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو دنیا میں اس پر حد قائم نہیں کی جائے گی البتہ روزِ قیامت اسے ضرور سزا ملے گی، ہاں اگر غلام نے واقعی جرم کیا ہو تو پھر مالک کو چھوڑ دیا جائے گا۔

**(10) باب اطعام المملوك مما يأكل والباسه مما يلبس ولا يكلفه ما يغلبه**

**غلاموں کو ویسا ہی کھلاؤ اور پہناؤ جیسا خود کھاتے اور پہنتے ہو اور ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو**

١٠٧٧ - حديث اَبِي ذَرٍّ عَنِ الْمَعْرُوْرِ، قَالَ: لَقِيْتُ اَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ وَعَلَى غُلَامِهِ حُلَّةٌ، فَسَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: اِنِّي سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهُ بِاُمِّهِ، فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ: (( يَا اَبَا ذَرٍّ! اَعَيَّرْتَهُ بِاُمِّهِ؟ اِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ، اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ ))۔

حضرت معرور رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ربذہ میں ملا۔ وہ ایک جوڑا پہنے ہوئے تھے اور ان کا غلام بھی جوڑا پہنے ہوئے تھا۔ میں نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگے کہ میں نے ایک شخص (یعنی غلام) کو برا بھلا کہا تھا اور اس کو ماں کی غیرت دلائی (یعنی اسے گالی دی تھی) تو رسول اللہ ﷺ نے یہ معلوم کر کے مجھ سے فرمایا اے ابوذر! تو نے اسے ماں کے نام سے غیرت دلائی ہے، بے شک تجھ میں ابھی کچھ زمانہ جاہلیت کا اثر باقی ہے۔ (یاد رکھو) ماتحت لوگ تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے (اپنی کسی مصلحت کی بنا پر) انہیں تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے۔ لہٰذا جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو تو اس کو بھی وہی کھلائے جو آپ کھاتا ہے اور وہی کپڑا اسے پہنائے جو آپ پہنتا ہے۔ اور ان کو اتنے کام کی تکلیف نہ دو کہ ان کے لیے مشکل ہو جائے اور اگر کوئی (حسب موقعہ) سخت کام ڈالو تو تم خود بھی ان کی مدد کرو۔

١٠٧٦ - البخاري في: 86 كتاب الحدود: 45 باب قذف العبيد (6858) مسلم (1660) ابو داود (5165)۔

١٠٧٧ - البخاري في: 2 كتاب الايمان: 22 باب المعاصي من امر الجاهلية (30) مسلم (1661) ابن ماجه (3690)۔

لغوی توضیح حُلَّة تہبند اور چادر (حلہ ایک ہی جنس کی دو چادروں پر مشتمل ہوتا ہے)۔ سَابَبْتُ میں نے گالی دی۔ فَعَيَّرْتُهُ میں نے اسے عار دلائی۔ جَاهِلِيَّة وہ حالت جس پر عرب اسلام سے پہلے تھے۔ خَوَلُكُمْ تمہارے خادم، غلام۔

١٠٧٨ ۔ حديث اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَتَى اَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ، فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ اُكْلَةً اَوْ اُكْلَتَيْنِ، اَوْ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ، فَإِنَّهُ وَلِيَ حَرَّهُ وَعِلَاجَهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کسی شخص کا خادم اس کا کھانا لائے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھا سکتا تو کم از کم ایک یا دو لقمہ اس کھانے میں سے اسے کھلائے کیونکہ اس نے (پکاتے وقت) اس کی گرمی اور تیاری کی مشقت برداشت کی ہے۔

لغوی توضیح وَلِيَ حَرَّهُ وَعِلَاجَهُ اس نے کھانے (کی تیاری) کی گرمی اور مشقت برداشت کی ہے۔

فهم الحدیث ان روایات میں غلاموں، خادموں اور نوکروں سے حُسنِ سلوک کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ حتی الامکان ان کے لیے بھی وہی پسند کیا جائے جو خود اپنے لیے پسند کیا جاتا ہے۔

## (11) باب ثواب العبد واجره اذا نصح لسيده واحسن عبادة الله

## ایسے غلام کے دہرے اجر وثواب کا بیان جو وہ خدا کی احسن طریق سے عبادت کے ساتھ اپنے آقا کی خیر خواہی بھی کرتا ہو

١٠٧٩ ۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((الْعَبْدُ اِذَا نَصَحَ سَيِّدَهُ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ، كَانَ لَهُ اَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غلام جو اپنے آقا کا خیر خواہ بھی ہو اور اپنے رب کی عبادت بھی اچھی طرح کرتا ہو تو اسے دوگنا ثواب ملتا ہے۔

لغوی توضیح نَصَحَ سَيِّدَهُ اپنے آقا کی خیر خواہی کرے (یعنی اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرے اور ہر وہ کام کرے جس میں مالک کی خیر وفلاح ہو)۔ اَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ اسے دوگنا ثواب ملتا ہے (کیونکہ اس نے دونوں حق بخوبی ادا کیے ہیں)۔

١٠٨٠ ۔ حديث اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوْكِ الصَّالِحِ اَجْرَانِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ اُمِّي، لَاَحْبَبْتُ اَنْ اَمُوْتَ وَاَنَا مَمْلُوْكٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غلام جو کسی کی ملکیت میں ہو اور نیکوکار ہو تو اسے دو ثواب ملتے ہیں۔ (اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد، حج اور والدہ کی خدمت (کی روک) نہ ہوتی تو میں پسند کرتا کہ غلام رہ کر مروں۔

١٠٨١ ۔ حديث اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کتنا اچھا ہے

---

١٠٧٨ ۔ البخاري في: 70 كتاب الاطعمة: 55 باب الاكل مع الخادم، مسلم (1663) ابوداود (3846)۔
١٠٧٩ ۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 16 باب العبد إذا احسن عبادة ربه ونصح سيده (2546) مسلم (1664)۔
١٠٨٠ ۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 16 باب العبد إذا احسن عبادة ربه ونصح سيده (2548) مسلم (1665)۔
١٠٨١ ۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 16 باب العبد إذا احسن عبادة ربه ونصح سيده، مسلم (1667)۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( نِعْمَ مَا لأَحَدِهِمْ يُحْسِنُ عِبَادَةَ رَبِّهِ، وَيَنْصَحُ لِسَيِّدِهِ )) ۔

کسی کا وہ غلام جو اپنے رب کی عبادت تمام حسن وخوبی کے ساتھ بجا لائے اور اپنے مالک کی خیر خواہی بھی کرتا رہے۔

## (12) باب من اعتق شركا له في عبد

## مشترکہ غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کرنے کا بیان

١٠٨٢ ۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: (( مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ، فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ، قُوِّمَ الْعَبْدُ قِيمَةَ عَدْلٍ، فَاَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ، وَإِلاَّ فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ )) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے کسی مشترکہ غلام کے اپنے حصے کو آزاد کیا اور اس کے پاس غلام کی پوری قیمت ادا کرنے کے لیے مال بھی ہے تو پورا غلام اسے آزاد کرانا لازم ہے لیکن اگر اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے پورے غلام کی صحیح قیمت ادا کی جا سکے تو پھر غلام کا جو حصہ آزاد ہو گیا وہی آزاد ہوا ہے۔

١٠٨٣ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( مَنْ اَعْتَقَ شَقِيْصًا مِنْ مَمْلُوْكِهِ، فَعَلَيْهِ خَلاَصُهُ فِي مَالِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِيمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِيَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ )) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص مشترکہ غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے مال سے غلام کو پوری آزادی دلا دے۔ لیکن اگر اس کے پاس اتنا مال نہیں ہے تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگائی جائے۔ پھر غلام سے کہا جائے کہ (اپنی آزادی کی) کوشش میں وہ باقی حصہ کی قیمت خود کما کر ادا کر لے۔ لیکن غلام پر اس کے لیے کوئی دباؤ نہ ڈالا جائے۔

**فهم الحديث:** درج بالا دونوں روایات اور ان کی تشریح پیچھے حدیث نمبر ۹۵۸ اور ۹۵۹ پر گزر چکی ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

## (13) باب جواز بيع المدبر

## مدبر کی فروخت درست ہے

١٠٨٤ ۔ حديث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلاً مِنَ الاَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوْكًا لَهُ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: (( مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّي؟ )) فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ )) ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کے ایک صاحب (ابو مذکور) نے اپنے غلام کو مدبر بنا لیا اور ان کے پاس اس غلام کے سوا اور کوئی مال نہیں تھا۔ جب اس کی اطلاع نبی ﷺ کو ملی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ مجھ سے اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ نعیم بن نحام رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم میں آنحضرت ﷺ سے اسے خرید لیا۔

**لغوی توضیح:** دَبَّرَ مَمْلُوْكًا غلام کی آزادی کو موت کے ساتھ معلق کیا کہ جب میں مروں گا تو تم آزاد ہو جاؤ گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت مدبر غلام کو فروخت کیا جا سکتا ہے۔

---

١٠٨٢ ۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 4 باب إذا أعتق عبدًا بين اثنين ۔

١٠٨٣ ۔ البخاري في: 47 كتاب الشركة: 5 باب تقويم الاشياء بين الشركاء بقيمة عدل ۔

١٠٨٤ ۔ البخاري في: 84 كتاب الكفارات: 7 باب عتق المدبر ۔

## (1) باب القسامة

١٠٨٥ ـ حديث رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، مَوْلَى الْأَنْصَارِ، أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ: أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ أَتَيَا خَيْبَرَ، فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ، فَقُتِلَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ، وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَتَكَلَّمُوْا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ، فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَكَانَ أَصْغَرُ الْقَوْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( كَبِّرِ الْكُبْرَ )) ( قَالَ يَحْيٰى أَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ: لِيَلِيَ الْكَلَامَ الْأَكْبَرُ) فَتَكَلَّمُوْا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَسْتَحِقُّوْنَ قَتِيلَكُمْ )) أَوْ قَالَ ((صَاحِبَكُمْ بِأَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ؟ )) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ: ((فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُوْدُ فِي أَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ؟ )) يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَوْمٌ كُفَّارٌ فَوَدَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قِبَلِهِ۔ قَالَ سَهْلٌ: فَأَدْرَكْتُ نَاقَةً مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ،

### قسامت (لڑائی جھگڑے اور قصاص ودیت) کا بیان

انصار کے غلام بشیر بن یسار سے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اور سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہما خیبر سے آئے، اور کھجور کے باغ میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ عبداللہ بن سہل وہیں قتل کر دیئے گئے، پھر عبدالرحمٰن بن سہل اور مسعود کے دونوں بیٹے حویصہ اور محیصہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مقتول ساتھی (عبداللہ رضی اللہ عنہ) کے مقدمہ میں گفتگو کی، پہلے عبدالرحمٰن نے بولنا چاہا۔ جو سب سے چھوٹے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بڑے کی بڑائی کرو۔ (یحیٰی جو کہ سند کے راوی ہیں، نے اس کا مقصد یہ بیان کیا کہ جو بڑا ہے وہ گفتگو کرے) پھر انہوں نے اپنے ساتھی کے مقدمہ میں گفتگو کی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اگر تم میں سے پچاس آدمی قسم کھالیں کہ عبداللہ کو یہودیوں نے مارا ہے تو تم دیت کے مستحق ہو جاؤ گے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم نے خود تو اسے دیکھا نہیں تھا (پھر اس کے متعلق قسم کیسے کھا سکتے ہیں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر یہود اپنے پچاس آدمیوں سے قسم کھلوا کر تم سے چھٹکارا پالیں گے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کافر لوگ ہیں (ان کی قسم کا کیا بھروسہ) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے وارثوں کو خود اپنی طرف سے دیت ادا کر دی۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان اونٹوں میں سے (جو آنحضرت ﷺ نے انہیں دیت میں دیئے تھے) ایک اونٹنی کو میں

١٠٨٥ ـ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 89 باب إکرام الکبیر (1702) مسلم (1669) ابو داود (4520)۔

فَدَخَلَتْ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضَتْنِي بِرِجْلِهَا ۔ نے پکڑا۔ وہ تھان میں گھس گئی اس نے ایک لات مجھ کو لگائی۔

**لغوی توضیح** القسامة مراد ہے وہ حلف جسے مقتول کے اولیاء مجرم پر قتل ثابت کرنے کے لیے اٹھائیں کہ اللہ کی قسم! فلاں نے اسے قتل کیا ہے۔ قسامت کی صورت یہ ہے کہ کسی بستی یا شہر میں کوئی آدمی مقتول پایا جائے جبکہ اس کے قاتل کا علم نہ ہو اور اس کے قتل پر کوئی گواہ بھی کھڑا نہ ہو۔ لیکن مقتول کا ولی اس کے قتل کا الزام کسی آدمی یا جماعت پر لگائے اور ان کے خلاف ثبوت کمزور ہو، جس علاقے میں مقتول پایا گیا ہے اس کی ان کے ساتھ دشمنی تھی تو پھر مقتول کے اولیاء سے ان کے خلاف پچاس قسمیں کھانے کا حکم دیا جائے گا اگر انہوں نے قسمیں اٹھالیں تو دیت کے مستحق قرار پائیں گے اور اگر وہ قسم اٹھانے سے گریز کریں اور پیچھے ہٹیں تو پھر جن کے خلاف انہوں نے دعویٰ کیا ہے ان کو قسمیں اٹھانے کا حکم دیا جائے گا۔ وہ اس بات کی قسم اٹھائیں گے کہ نہ تو انہوں نے قتل کیا ہے اور نہ ہی انہیں اس کے قاتل کا علم ہے۔ اگر وہ قسم اٹھالیں تو بری ہو جائیں گے اور ان پر کوئی چیز واجب نہیں ہوگی اور اگر انہوں نے قسم اٹھانے سے گریز کیا تو ان پر دیت کی ادائیگی لازم کردی جائے گی۔ كَبِّرِ الْكُبْرَ بڑے کو گفتگو کرنے دو۔ مِرْبَدًا اونٹوں کا باڑہ۔ رَكَضَتْنِي بِرِجْلِهَا اس نے مجھے اپنی ٹانگ ماری۔

**فہم الحدیث** اس حدیث سے قسامت کی مشروعیت معلوم ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ قسامت صرف خون کے مقدمے میں ہوتی ہے باقی حدود میں نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قسامت میں غیر مسلموں کی قسمیں بھی معتبر ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے یہود کی قسموں کا ذکر فرمایا۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معاملات میں بڑی عمر کے آدمی کو مقدم رکھنا مستحب ہے۔

## (2) باب حكم المحاربين والمرتدين

## مرتدوں اور مسلمانوں سے مسلح ہو کر لڑنے والوں کا حکم

١٠٨٦۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ، ثَمَانِيَةً، قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَبَايَعُوهُ عَلَى الإِسْلامِ فَاسْتَوْخَمُوا الأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ، فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((أَفَلا تَخْرُجُونَ مَعَ رَاعِينَا فِي إِبِلِهِ فَتُصِيبُونَ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا؟)) قَالُوا: بَلَى فَخَرَجُوا فَشَرِبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوا، فَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَاطَّرَدُوا النَّعَمَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمْ، فَأُدْرِكُوا، فَجِيءَ بِهِمْ، فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِعَتْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ عکل کے آٹھ افراد آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں ناموافق ہوئی اور وہ بیمار پڑ گئے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پھر کیوں نہیں تم ہمارے چرواہے کے ساتھ اس کے اونٹوں میں چلے جاتے اور اونٹوں کا دودھ اور ان کا پیشاب پیتے؟ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ چنانچہ وہ نکل گئے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا اور صحت مند ہو گئے۔ پھر انہوں نے آنحضرت ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور جانور ہنکا لے گئے۔ اس کی اطلاع جب آنحضرت ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے، پھر وہ پکڑے گئے اور لائے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے حکم

١٠٨٦۔ البخاری فی: 87 کتاب الدیات: 22 باب القسامة (233) مسلم (1671) ترمذی (73)۔

اَيْدِيَهِمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ اَعْيُنَهُمْ ' ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوْا۔

دیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی پھر انہیں دھوپ میں ڈلوا دیا اور آخر وہ مر گئے۔

**لغوی توضیح** فَاسْتَوْخَمُوْا انہوں نے وبا والی پایا۔ اَلْاَرْضَ (مدینہ کی) زمین کو، یعنی انہیں آب و ہوا موافق نہ ہوئی اور وہ بیمار ہو گئے۔ اَطْرَدُوْا ہانک کر لے گئے۔ اَلنَّعَمَ مویشیوں یعنی اونٹوں کو۔ سَمَرَ اَعْيُنَهُمْ ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیریں۔ نَبَذَهُمْ انہیں پھینکوا دیا۔ نبی ﷺ نے یہ سب کچھ قصاص میں کیا کیونکہ انہوں نے بھی چرواہے کے ساتھ یہی کچھ کیا تھا۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے اونٹوں کا پیشاب پاک ہے اور اس پر قیاس کرتے ہوئے تمام ماکول اللحم جانوروں کے پیشاب کو پاک کہا گیا ہے۔ یہ حدیث اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ اگر ایک آدمی کے قتل میں زیادہ آدمی براہ راست شریک ہوں تو قصاص میں ان سب کو قتل کر دیا جائے گا۔

## (3) باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر و غيره من المحددات والمثقلات و قتل الرجل بالمراة

## پتھر، تیز دھار آلے یا بھاری چیز سے قتل کرنے پر قصاص ہے اسی طرح مرد کو عورت کے قصاص میں قتل کیا جائے گا

۱۰۸۷۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ : عَدَا يَهُوْدِيٌّ ' فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَارِيَةٍ ' فَاَخَذَ اَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا ' وَرَضَخَ رَاْسَهَا ' فَاَتٰى بِهَا اَهْلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ فِي آخِرِ رَمَقٍ ' وَقَدْ اُصْمِتَتْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ قَتَلَكِ ' فُلَانٌ؟)) لِغَيْرِ الَّذِي قَتَلَهَا ' فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ لَا قَالَ ' فَقَالَ لِرَجُلٍ آخَرَ غَيْرَ الَّذِي قَتَلَهَا ' فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ لَا ' فَقَالَ: (( فَفُلَانٌ؟ )) لِقَاتِلِهَا ' فَاَشَارَتْ اَنْ نَعَمْ ' فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُضِخَ رَاْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک یہودی نے ایک لڑکی پر ظلم کیا' اس کے چاندی کے زیورات جو وہ پہنے ہوئے تھی چھین لیے اور اس کا سر کچل دیا۔ لڑکی کے گھر والے اسے آنحضرت ﷺ کے پاس لائے تو اس کی زندگی کی بس آخری گھڑی باقی تھی' وہ بول نہیں سکتی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کس نے مارا ہے' فلاں نے؟ آنحضرت ﷺ نے اس واقعہ سے غیر متعلق آدمی کا نام لیا۔ اس لیے اس نے اپنے سر کے اشارہ سے کہا کہ نہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ فلاں نے تمہیں مارا ہے؟ تو اس لڑکی نے سر کے اشارہ سے ہاں کہا (اس کے بعد اس یہودی نے بھی اس جرم کا اقرار کر لیا) تو آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے حکم دیا اور اس کا سر بھی دو پتھروں سے کچل دیا گیا۔

۱۰۸۷۔ البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 24 باب الإشارة في الطلاق والامور (2413) مسلم (1672) ترمذی (1394)۔

لغوی توضیح: عَدًا زیادتی کی۔ اَوْضَاحًا چاندی کے زیورات۔ رَضَخَ کچل دیا۔ رَمَق زندگی، روح۔

فہم الحدیث: اس سے معلوم ہوا کہ کسی بھاری چیز سے قتل کرنے پر بھی قصاص واجب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طریقے سے مجرم نے قتل کیا ہو اسے اسی طریقے سے قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ یہ بھی پتہ چلا کہ عورت کے بدلے مرد کو قتل کیا جائے گا۔

## (4) باب الصائل على نفس الانسان او عضوه اذا دفعه المصول عليه فاتلف نفسه او عضوه لا ضمان عليه

## کوئی شخص اپنی جان یا عضو پر کئے گئے حملہ کا دفاع کرتے ہوئے حملہ آور کو ہلاک کردے یا اس کے کسی عضو کو نقصان پہنچائے تو اس پر کوئی تاوان نہیں

١٠٨٨۔ حديث عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ ؓ اَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ، فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فَمِهِ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتَاهُ، فَاخْتَصَمُوْا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: (( يَعَضُّ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ ؟ لَا دِيَةَ لَكَ ))۔

حضرت عمران بن حصین ؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے ہاتھ پر دانت سے کاٹا تو اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ میں سے کھینچ لیا جس سے اس کاٹنے والے کے آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ پھر دونوں اپنا جھگڑا نبی ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے ہی بھائی کو اس طرح دانت سے کاٹتے ہو جیسے اونٹ کاٹتا ہے، تمہیں دیت نہیں ملے گی۔

لغوی توضیح: عَضَّ دانتوں سے چبایا۔ ثَنِيَّتَاهُ سامنے کے دو دانت۔ الْفَحْل اونٹ۔ لا دِيَةَ لَكَ تیرے لیے کوئی دیت نہیں (کیونکہ اس نے جان بوجھ کر تیرے دانت نہیں توڑے بلکہ اپنا دفاع کرتے ہوئے ہاتھ کھینچا تو تمہارے دانت ٹوٹ گئے)۔

١٠٨٩۔ حديث يَعْلَى بْنَ اُمَيَّةَ ؓ قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، فَكَانَ مِنْ اَوْثَقِ اَعْمَالِي فِي نَفْسِي، فَكَانَ لِي اَجِيْرٌ، فَقَاتَلَ اِنْسَانًا، فَعَضَّ اَحَدُهُمَا اِصْبَعَ صَاحِبِهِ، فَانْتَزَعَ اِصْبَعَهُ، فَاَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَاَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ، وَقَالَ: (( اَفَيَدَعُ اِصْبَعَهُ فِي فِيْكَ تَقْضَمُهَا )) قَالَ اَحْسِبُهُ قَالَ: (( كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ؟ ))۔

حضرت یعلی بن امیہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ جیشِ عسرۃ (غزوۂ تبوک) میں گیا تھا۔ یہ میرے نزدیک میرا سب سے زیادہ قابلِ اعتماد نیک عمل تھا۔ میرے ساتھ ایک مزدور بھی تھا۔ وہ ایک شخص سے جھگڑا اور ان میں سے ایک نے دوسرے مقابل والے کی انگلی چبا ڈالی۔ دوسرے نے جو اپنا ہاتھ زور سے کھینچا تو اس کے آگے کے دانت بھی ساتھ ہی کھنچے چلے آئے اور گر گئے۔ اس پر وہ شخص اپنا مقدمہ لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے اس کے دانت (ٹوٹنے) کا کوئی قصاص نہیں دلوایا۔ بلکہ فرمایا کہ کیا وہ اپنی انگلی تمہارے منہ میں چبانے کے لیے چھوڑ دیتا۔ راوی نے کہا کہ میں

---

١٠٨٨۔ البخاري في: 87 كتاب الديات: 8 باب إذا عض رجلاً فوقعت ثناياه (1848) مسلم (1673) ابن ماجه (2657)۔

١٠٨٩۔ البخاري في: 37 كتاب الإجارة: 5 باب الاجير في الغزو۔

خیال کرتا ہوں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا، جس طرح اونٹ چباتا ہے۔

لغوی توضیح: اَوْثَقُ اَعْمَالِیْ قبولیت کے اعتبار سے سے زیادہ پختہ۔ فَاَهْدَرَ اسے رائیگاں قرار دے دیا (یعنی قصاص یا دیت لازم نہیں کی)۔ تَقْضَمُهَا تو اسے چبا لے۔

### (5) باب اثبات القصاص في الاسنان وما في معناها

### دانتوں اور اس طرح کے دیگر اعضا کا قصاص ہے

۱۰۹۰۔ حديث أَنَسٍ ﷺ قَالَ: كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ، وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ، فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ، فَاَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ، فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ، عَمُّ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: لَا وَاللّٰهِ! لَا تُكْسَرُ سِنُّهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا اَنَسُ! كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ)) فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَ قَبِلُوْا الْاَرْشَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ربیع نے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں انصار کی ایک لڑکی کے آگے کے دانت توڑ دیئے۔ لڑکی والوں نے قصاص چاہا اور نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آنحضور ﷺ نے بھی قصاص کا حکم دیا۔ انس رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن نضر نے کہا نہیں۔ اللہ کی قسم' ان کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا' انس! لیکن کتاب اللہ کا حکم قصاص ہی کا ہے۔ پھر لڑکی والے معافی پر راضی ہو گئے اور دیت لینا منظور کر لیا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے بہت سے بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم سچی کر دیتا ہے۔

لغوی توضیح: كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاص یعنی اللہ کا حکم تو قصاص کا ہی ہے۔ اَرْش دیت۔ لَاَبَرَّهُ اللہ اسے اپنی قسم میں سچا کر دیتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دانتوں میں بھی قصاص واجب ہے، تاہم اگر حقدار معاف کر دے تو دیت ادا کرنی ہوگی۔

### (6) باب ما يباح به دم المسلم

### مسلمان کا قتل کن امور کی بنا پر مباح ہو جاتا ہے

۱۰۹۱۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِيءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدَى ثَلَاثٍ:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کا خون جو لا اله الا الله محمد رسول الله کا ماننے والا ہو' حلال نہیں سوائے تین صورتوں کے: جان کے بدلہ جان لینے والا' شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والا اور اسلام سے نکل

---

۱۰۹۰۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 5 سورة المائدة: 6 باب قوله "والجروح قصاص"، مسلم (1675)۔

۱۰۹۱۔ البخاري في: 87 كتاب الديات: 6 باب قوله تعالى "ان النفس بالنفس" (6878) مسلم (1676)۔

النَّفْسُ بِالنَّفْسِ ' وَالثَّيِّبُ الزَّانِي ' وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّيْنِ التَّارِكُ الْجَمَاعَةَ ))۔

جانے والا (یعنی مرتد) جماعت کو چھوڑ دینے والا (یعنی مسلمانوں کی جماعت کو)۔

**لغوی توضیح** اَلْمَارِقُ مِنَ الدِّيْنِ دین سے نکل جانے والا۔ اَلتَّارِكُ الْجَمَاعَةَ مسلمانوں کی جماعت چھوڑنے والا۔

## (7) باب بيان اثم من سن القتل

## قتل کی ابتدا کرنے والے کے گناہ کی شدت کا بیان

۱۰۹۲۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا ' لِاَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب بھی انسان ظلم سے قتل کیا جاتا ہے تو آدم علیہ السلام کے سب سے پہلے بیٹے (قابیل) کے نامۂ اعمال میں بھی اس قتل کا گناہ لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ قتل ناحق کی بنا سب سے پہلے اسی نے قائم کی تھی۔

**لغوی توضیح** اِبْنِ آدَمَ الْاَوَّلِ آدم کا پہلا بیٹا (قابیل جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا)۔ کِفْلٌ حصہ۔ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ سب سے پہلے جس نے قتل کا طریقہ جاری کیا۔ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جو بھی اسلام میں کوئی برا طریقہ جاری کرتا ہے اس پر اس کا بوجھ ہوتا ہے اور اس کا بوجھ بھی جو اس کے بعد اس کے مطابق عمل کرے۔[1]

## (8) باب المجازاة بالدماء في الآخرة وانها اول ما يقضى فيه بين الناس يوم القيامة

## قیامت کے دن سب سے پہلے خون کے مقدمات کا فیصلہ ہوگا

۱۰۹۳۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( اَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ بِالدِّمَاءِ ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، (روزِ قیامت) سب سے پہلے جس چیز کا فیصلہ لوگوں کے درمیان ہوگا وہ ناحق خون کے بدلہ کا ہوگا۔

**لغوی توضیح** اَلدِّمَاء جمع ہے دَم کی، معنی ہے خون، مراد ہے قتل۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ حقوق العباد میں قتل سب سے بڑا جرم ہے اسی لیے روزِ قیامت سب سے پہلے اس کا حساب ہو گا۔ یہ روایت بظاہر اس روایت کے خلاف معلوم ہوتی ہے جس میں ہے کہ روزِ قیامت سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا۔ لیکن درحقیقت ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ یہ حدیث حقوق اللہ کے متعلق ہے اور مذکورہ بالا حقوق العباد کے متعلق، تو مطلب یہ ہوا کہ روزِ قیامت حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں قتل کا۔

---

۱۰۹۲۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 1 باب خلق آدم صلوات الله علیه وذریته (3335) مسلم (1677)۔

۱۰۹۳۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 48 باب القصاص یوم القیامة (6533) مسلم(1678) ترمذی (1396)۔

[1] [مسلم (1017) کتاب الزکاة]

## (9) باب تغليظ تحريم الدماء والاعراض والاموال

## جان ومال اور عزت وآبرو کی حرمت کی سخت تاکید

١٠٩٤ - حديث أَبِي بَكْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَةِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُوالْقَعْدَةِ وَذُوالْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ، الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ، أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: ((أَلَيْسَ ذُوالْحِجَّةِ؟)) قُلْنَا: بَلَى قَالَ: ((فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ، قَالَ: ((أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ)) قُلْنَا: بَلَى قَالَ: ((فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا)) قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ)) قُلْنَا: بَلَى، قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ)) قَالَ مُحَمَّدٌ (أَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ) وَأَحْسِبُهُ قَالَ: ((وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' زمانہ اپنی اصل حالت پر گھوم کر آ گیا ہے' اس دن کی طرح جب اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا۔ دیکھو! سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں چار ان میں سے حرمت والے مہینے ہیں' تین لگا تار ہیں' ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم (اور چوتھا) رجب مضر جو جمادی الاولیٰ اور شعبان کے درمیان میں ہے۔ (پھر آپ نے دریافت فرمایا) یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا شاید آپ مشہور نام کے سوا اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ لیکن آپ نے فرمایا' کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم بولے کہ کیوں نہیں۔ پھر دریافت فرمایا، یہ شہر کون سا ہے؟ ہم بولے اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔ آپ پھر خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا شاید اس کا کوئی اور نام آپ رکھیں گے جو مشہور نام کے علاوہ ہو گا۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا' کیا یہ مکہ نہیں ہے؟ ہم بولے کیوں نہیں (یہ مکہ ہی ہے) پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' اور یہ دن کون سا ہے؟ ہم بولے کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ بہتر علم ہے۔ پھر آپ خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا' شاید آپ اس کا اس کے مشہور نام کے سوا کوئی اور نام رکھیں گے۔ لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن) نہیں ہے؟ ہم بولے کہ کیوں نہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ پس تمہارا خون اور تمہارا مال (راوی حدیث محمد) نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی کہا' اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے۔ جس طرح یہ دن' تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے میں (حرام ہے)۔ تم بہت جلد اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے

١٠٩٤ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 77 باب حجة الوداع (67) مسلم (1679) ترمذی (1520)۔

يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ' اَلَا لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ ' فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ اَنْ يَكُوْنَ اَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ)) فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ يَقُوْلُ : صَدَقَ مُحَمَّدٌ ﷺ ثُمَّ قَالَ: (( اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ؟ )) مَرَّتَيْنِ۔

تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا اس لیے میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو اور ہاں جو یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں، ہوسکتا ہے کہ جسے وہ پہنچائیں ان میں سے کوئی ایسا بھی ہو جو یہاں بعض سننے والوں سے زیادہ اس حدیث کو یاد رکھ سکتا ہو۔ محمد بن سیرین جب اس حدیث کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ محمد ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا' کیا میں نے (پیغامِ الٰہی) پہنچا دیا؟ آپ ﷺ نے دو مرتبہ یہ جملہ فرمایا۔

**لغوی توضیح** اسْتَدَارَ گھوم آیا ہے۔ مُتَوَالِيَات پے در پے، لگاتار۔ اَوْعَى زیادہ یاد رکھنے والا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ جیسے حرمت والے مہینے اور مکہ شہر قابل احترام ہے ویسے ہی ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے لیے خون، مال اور عزت بھی قابل احترام ہے اور ان میں سے کسی کی بھی حرمت کو پامال کرنے کی کوشش کرنا حرام ہے۔

## (11) باب دية الجنين ووجوب الدية في قتل الخطا و شبه العمد على عاقلة الجاني

## پیٹ کے بچے کی دیت کا بیان نیز قتل خطا اور شبہ عمد کی دیت قاتل کے والد کے رشتہ داروں پر ہے

١٠٩٥۔ حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى فِي امْرَاَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ اقْتَتَلَتَا ' فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْاُخْرَى بِحَجَرٍ ' فَاَصَابَ بَطْنَهَا وَهِيَ حَامِلٌ ' فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِي فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا اِلَى النَّبِيِّ ' فَقَضَى اَنَّ دِيَةَ مَا فِي بَطْنِهَا غُرَّةٌ : عَبْدٌ اَوْ اَمَةٌ ' فَقَالَ وَلِيُّ الْمَرْاَةِ الَّتِي غَرِمَتْ : كَيْفَ اَغْرَمُ ' يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا اَكَلَ ' وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ ' فَمِثْلُ ذَلِكَ بَطَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کے بارے میں فیصلہ کیا' جنہوں نے جھگڑا کیا تھا یہاں تک کہ ان میں سے ایک عورت (ام عفیف بنت مسروح) نے دوسری کو پتھر پھینک کر مارا (جس کا نام ملیکہ بنت عویمر تھا) وہ پتھر عورت کے پیٹ میں جا کر لگا یہ عورت حاملہ تھی اس لیے اس کے پیٹ کا بچہ (پتھر کی چوٹ سے) مر گیا۔ یہ معاملہ دونوں فریق نبی ﷺ کے پاس لے گئے تو آپ نے فیصلہ کیا کہ عورت کے پیٹ کے بچے کی دیت ایک غلام یا باندی آزاد کرنا ہے۔ جس عورت پر تاوان واجب ہوا تھا اس کے ولی (حمل بن مالک بن نابغہ) نے کہا یا رسول اللہ! میں ایسی چیز کی دیت کیسے دے دوں جس نے نہ کھایا نہ پیا نہ بولا اور نہ ولادت کے وقت اس کی آواز ہی سنائی دی؟ ایسی صورت میں تو کچھ بھی دیت نہیں ہوسکتی۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ یہ شخص تو کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔

١٠٩٥۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 46 باب الكهانة (5758) مسلم (1681) ابو داود (4577) بغوی (2543)۔

لغوی توضیح: اَلْجَنِیْن پیٹ کا بچہ۔ قتل خطا یہ ہے کہ مارنا کسی اور کو چاہا ہے لیکن قتل کوئی اور ہو جائے مثلاً شکاری گولی تو شکار کی طرف چلائے لیکن کسی انسان کو لگ جائے۔ اسی طرح اگر کوئی کنواں کھودے تو اس میں کوئی انسان گر جائے وغیرہ۔ اس میں دیت اور کفارہ (ایک گردن کی آزادی) لازم آئے گا۔ قتل شبہ عمد وہ قتل جس میں مکلّف کسی کو ایسی چیز سے مارنے کا ارادہ کرے جس سے عموماً انسان مرتا نہیں مثلاً چھڑی' کنکری یا چھوٹا پتھر وغیرہ اور اس سے وہ شخص مر جائے۔ اس میں قصاص نہیں بلکہ دیت واجب ہوگی۔ قتل کی ایک تیسری قسم بھی ہے اور وہ ہے قتل عمد ایسا قتل جس سے مکلّف شخص کسی قتل کے غیر مستحق شخص کو ایسے آلے سے قتل کرنے کی نیت کرے جس میں اغلب گمان یہی ہو کہ وہ اسے قتل کر دے گا (مثلاً بندوق، تلوار یا تیر وغیرہ)۔ غُرَّۃ اس سفیدی کو کہتے ہیں جو گھوڑے کے چہرے پر ہوتی ہے، یہاں اس سے مرد غلام یا لونڈی ہے۔ اَلْکُهَّان کاہن کی جمع ہے اور کاہن اسے کہتے ہیں جو علم غیب کا دعویٰ کرے' آپ ﷺ نے اسے کاہن کا بھائی اس لیے کہا کیونکہ اس نے کاہنوں کی مانند مسجع کلام پیش کیا تھا۔

فهم الحدیث: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیٹ کے بچے کی دیت ایک غلام یا لونڈی کی ادائیگی ہے۔

١٠٩٦ ۔ حدیث الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ عَنْ عُمَرَ ﷺ اَنَّـهُ اسْتَشَارَهُمْ فِی اِمْلَاصِ الْمَرْاَةِ فَقَالَ الْمُغِیْرَةُ : قَضَی النَّبِیُّ ﷺ بِالْغُرَّةِ : عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ اَنَّهُ شَهِدَ النَّبِیَّ ﷺ قَضَی بِهِ ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کے حمل گرا دینے کے (خون بہا کے سلسلہ میں) مشورہ کیا تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے غلام یا کنیز کا اس سلسلے میں فیصلہ کیا تھا۔ پھر حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے بھی گواہی دی کہ جب آنحضرت ﷺ نے اس کا فیصلہ کیا تھا تو وہ موجود تھے۔

لغوی توضیح: اِمْلَاصِ الْمَرْاَةِ عورت کا قبل از وقت بچہ ساقط ہونا۔

# [29] کتاب الحدود
## حدود کے مسائل

### (1) باب حد السرقة و نصابها
### چوری کی حد اور اس کے نصاب کا بیان

١٠٩٧ ۔ حدیث عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ' قَالَ :((تُقْطَعُ یَدُ السَّارِقِ فِی رُبُعِ دِیْنَارٍ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' چور کا ہاتھ ایک چوتھائی دینار پر کاٹ لیا جائے گا۔

لغوی توضیح: اَلْحُدُوْد جمع ہے حَد کی، معنی ہے رکاوٹ۔ اصطلاحاً حد سے مراد ایسی سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق ہونے کی وجہ سے مقرر ہو۔ السَّرِقَہ چرائی ہوئی چیز۔ اور چوری کسی کا مال اس کی حفاظت کی جگہ سے چھپ کر لے لینے کو کہتے ہیں۔

---

١٠٩٦ ۔ البخاری فی: 87 کتاب الدیات: 25 باب جنین المراة ، مسلم (1683) ابوداود (4570) ابن ماجه (2640) ۔

١٠٩٧ ۔ البخاری فی 86 کتاب الحدود: 13 باب قول الله تعالی "والسارق والسارقة..." (6789) مسلم (1684) ۔

**فهو الحديث** اس اور آئندہ حدیث میں چور کا ہاتھ کاٹنے کا نصاب مذکور ہے اور وہ ہے دینار کا چوتھائی حصہ یا تین درہم (اُن دنوں تین درہم اور چوتھائی دینار کی قیمت برابر تھی)۔ اگر چور اتنی یا اس سے زائد مالیت کی چیز چرائے گا تو پھر اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا بصورت دیگر نہیں۔

۱۰۹۸۔ **حدیث** عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما ' قَالَ : قَطَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَ سَارِقٍ فِي مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال پر ہاتھ کاٹا تھا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

۱۰۹۹۔ **حدیث** اَبِي هُرَيْرَةَ ' رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : (( لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ ' وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے چور پر لعنت بھیجی کہ ایک انڈا چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا، ایک رسی چراتا ہے اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْبَيْضَة انڈہ۔ اَلْحَبْل رسّی۔ اہل علم نے اس حدیث کی وضاحت یوں کی ہے کہ اگرچہ انڈہ اور رسّی معمولی اشیاء ہیں لیکن جب انسان ان کی چوری شروع کر دیتا ہے تو آہستہ آہستہ اسے چوری کی عادت ہو جاتی ہے اور پھر وہ ایک دن اُس چیز کی بھی چوری کر گزرتا ہے جس کی قیمت نصاب سرقہ کے برابر ہوتی ہے اور وہ اپنا ہاتھ کٹوا بیٹھتا ہے۔

## (2) باب قطع السارق الشريف و غيره والنهي عن الشفاعة في الحدود

## چور خواہ با اثر اور صاحب وجاہت ہو اس کا ہاتھ ضرور کاٹا جائے گا اور حدود کے معاملہ میں سفارش کرنے کی ممانعت

۱۱۰۰۔ **حدیث** عَائِشَةَ رضي الله عنها ' اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ ' فَقَالَ : وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالُوْا : وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ' حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَكَلَّمَهُ اُسَامَةُ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ )) ثُمَّ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مخزومیہ خاتون (فاطمہ بنت اسود) جس نے (غزوۂ فتح کے موقع پر) چوری کر لی تھی' اس کے معاملہ نے قریش کو فکر میں ڈال دیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس معاملہ پر آنحضرت ﷺ سے گفتگو کون کرے! آخر یہ طے پایا کہ اسامہ بن زید آپ ﷺ کو بہت عزیز ہیں' ان کے سوا اور کوئی اس کی ہمت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے اس بارے میں کچھ کہا تو آپ نے فرمایا۔ اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے

---

۱۰۹۸۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 13 باب قول الله تعالى "والسارق والسارقة..." (6795) مسلم (1686)۔

۱۰۹۹۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 7 باب لعن السارق إذا لم يُسَم (6783) مسلم (1687) بغوی (2597)۔

۱۱۰۰۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (2648) مسلم (1688) ترمذی (1430)۔

قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَايْمُ اللّٰهِ! لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ ابْنَةَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ، لَقَطَعْتُ يَدَهَا)).

بارے میں مجھ سے سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا (جس میں) آپ نے فرمایا۔ پچھلی کئی ایک امتیں اس لیے ہلاک ہوئیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود کے معاملے میں کسی کی سفارش کرنا حرام ہے' خواہ کوئی مالدار ہو یا غریب' بادشاہ ہو یا فقیر' غیر ہو یا عزیز۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس شخص کی سفارش حدودِ الٰہی میں سے کسی حد کے درمیان حائل ہوگئی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرنے والا ہے۔[1]

## باب رجم الثيب في الزنى

## شادی شدہ عورت جب زنا کرے اس کو رجم کیا جائے گا

۱۱۰۱۔ حدیث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ، اَوْ اَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ الرَّجْمِ، فَقَرَاْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا۔ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ فَاَخْشَى، اِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ اَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ: وَاللّٰهِ! مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ۔ وَالرَّجْمُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى، اِذَا اُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْ كَانَ الْحَبَلُ اَوِ الاِعْتِرَافُ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور آپ پر کتاب نازل کی۔ کتاب اللہ کی صورت میں جو کچھ آپ پر نازل ہوا اس میں آیت رجم بھی تھی۔ ہم نے اسے پڑھا تھا' سمجھا تھا اور یاد رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خود (اپنے زمانہ میں) رجم کرایا۔ پھر آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا لیکن مجھے ڈر ہے کہ اگر وقت یونہی آگے بڑھتا رہا تو کہیں کوئی یہ دعویٰ نہ کر بیٹھے کہ رجم کی آیت ہم کتاب اللہ میں نہیں پاتے اور اس طرح وہ اس فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تھا۔ یقیناً رجم کا حکم کتاب اللہ سے اس شخص کے لیے ثابت ہے جس نے شادی ہونے کے بعد زنا کیا ہو خواہ مرد ہو یا عورتیں' بشرطیکہ گواہی مکمل ہو جائے یا حمل ظاہر ہو یا وہ خود اقرار کر لے۔

**لغوی توضیح** عَقَلْنَاهَا ہم نے اسے سمجھا۔ وَعَيْنَاهَا ہم نے اسے یاد کیا۔ اُحْصِنَ شادی شدہ ہو۔ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ جب گواہی قائم ہو جائے یعنی چار گواہوں کی۔ اَوْ كَانَ الْحَبَلُ یا حمل ظاہر ہو جائے۔ اَوِ الاِعْتِرَافُ یا زانی خود اعتراف کر لے (ان تینوں صورتوں میں سے کوئی ایک بھی پائی جائے تو حد لازم ہو جائے گی)۔

---

۱۱۰۱۔ البخاري في: 86 كتاب الحدود: 31 باب رجم الحبلى من الزنا إذا احصنت (6829) مسلم (1691)۔

[1] [صحيح: صحيح ابو داود (3066) ابو داود (3597)]

لغوی توضیح: عَقَلْنَاهَا ہم نے اسے سمجھا۔ وَعَيْنَاهَا ہم نے اسے یاد کیا۔ أُحْصِنَ شادی شدہ ہو۔ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ جب گواہی قائم ہو جائے یعنی چار گواہوں کی۔ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ یا حمل ظاہر ہو جائے۔ أَوِ الْاِعْتِرَافُ یا زانی خود اعتراف کر لے (ان تینوں صورتوں میں سے کوئی ایک بھی پائی جائے تو حد لازم ہو جائے گی)۔

فہم الحدیث: اس حدیث میں شادی شدہ زانی کی حد بیان ہوئی ہے کہ اسے رجم (سنگسار) کر دیا جائے گا، البتہ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کنوارہ زنا کرے تو اس کی حد سو کوڑے اور سال بھر کی جلا وطنی ہے۔[1]

## (5) باب من اعترف علی نفسه بالزنی

## خود جرم زنا کے اعتراف کرنے والے پر حد کا بیان

۱۱۰۲۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ وَجَابِرٍ ﷺ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ أَتَى رَجُلٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ۔ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ، حَتَّى رَدَّدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَبِكَ جُنُونٌ؟)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((فَهَلْ أَحْصَنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ)) قَالَ جَابِرٌ: فَكُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ، فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ فَأَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ، فَرَجَمْنَاهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب (ماعز بن مالک اسلمی) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ﷺ مسجد میں تھے۔ انہوں نے آپ کو آواز دی اور کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے زنا کر لیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ انہوں نے یہ بات چار دفعہ دہرائی جب چار دفعہ انہوں نے اس گناہ کی اپنے اوپر شہادت دی تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور دریافت فرمایا کیا تم دیوانے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا پھر کیا تم شادی شدہ ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں لے جاؤ اور رجم کر دو۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رجم کرنے والوں میں مَیں بھی تھا۔ جب ان پر پتھر پڑے تو وہ بھاگ پڑے لیکن ہم نے انہیں حرہ (پتھریلی زمین) کے پاس پکڑا اور رجم کر دیا۔

لغوی توضیح: أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ پتھر نوکیلی جانب سے لگے۔ هَرَبَ بھاگ اٹھا۔ الْحَرَّة پتھریلی زمین۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ زانی کا اعتراف اسے رجم کرنے کے لیے کافی ہے، خواہ وہ ایک ہی مرتبہ اعتراف کرلے جیسا کہ آئندہ روایت میں نبی ﷺ نے انیس کو حکم دیا کہ وہ عورت کے (محض ایک مرتبہ) اعتراف پر ہی اسے رجم کر دیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا کہ قاضی کو فیصلہ کرتے وقت خوب اچھی طرح تحقیق و تفتیش کر لینی چاہیے، جب تک مکمل شرح صدر نہ ہو فیصلہ نہ کرے۔

۱۱۰۳۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ

۱۱۰۲۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 22 باب لا یرجم المجنون والمجنونة (5271) مسلم (1691)۔

۱۱۰۳۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 46 باب هل یامر الإمام رجلاً... (2314، 2315) مسلم (1697، 1698)۔

[1] [مسلم (1690) ابو داود (4415) ترمذی (1434)]

خَالِدِ الْجُهَنِیِّ رضی اللہ عنہ، قَالَا : جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ : اَنْشُدُكَ اللّٰهَ اِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ، وَكَانَ اَفْقَهَ مِنْهُ، فَقَالَ : صَدَقَ، اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَاْذَنْ لِی يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((قُلْ)) فَقَالَ : اِنَّ ابْنِی كَانَ عَسِيْفًا فِی اَهْلِ هٰذَا، فَزَنٰی بِامْرَاَتِهِ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، وَاِنِّی سَاَلْتُ رِجَالًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِی اَنَّ عَلَی ابْنِی جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ، وَ اَنَّ عَلَی امْرَاَةِ هٰذَا الرَّجْمَ، فَقَالَ : ((وَالَّذِی نَفْسِی بِيَدِهِ ! لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ : الْمِائَةُ شَاةٍ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَی ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ، وَيَا اُنَيْسُ ! اغْدُ عَلَی امْرَاَةِ هٰذَا فَسَلْهَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا)) فَاعْتَرَفَتْ، فَرَجَمَهَا۔

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں' آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کردیں۔ اس پر فریق مخالف کھڑا ہوا' یہ زیادہ سمجھ دار تھا اور کہا کہ انہوں نے سچ کہا۔ ہمارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق کیجئے۔ اے اللہ کے رسول! مجھے (گفتگو کی) اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہیے۔ انہوں نے کہا کہ میرا لڑکا ان کے یہاں مزدوری کرتا تھا۔ پھر اس نے ان کی بیوی کے ساتھ زنا کرلیا۔ میں نے اس کے فدیہ میں ایک سو بکریاں اور ایک خادم دیا۔ پھر میں نے اہلِ علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا ملنی چاہیے اور اس کی بیوی کو رجم کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ کے مطابق ہی کروں گا۔ سو بکریاں اور خادم تمہیں واپس ملیں گے اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا دی جائے گی اور اے انیس! اس عورت کے پاس صبح جانا اور اس سے پوچھنا' اگر وہ زنا کا اعتراف کرلے تو اسے رجم کردینا۔ چنانچہ اس عورت نے اعتراف کرلیا اور انہوں نے اسے رجم کردیا۔

**لغوی توضیح** اَنْشُدُكَ اللّٰهَ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ خَصْم مدِ مخالف۔ عَسِيْفًا مزدور۔ تَغْرِيْب جلاوطنی۔

## (6) باب رجم اليهود اهل الذمة في الزنى

## زنا میں ذمی یہودیوں کے رجم کیے جانے کا بیان

١١٠٤۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ الْيَهُوْدَ جَاءُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا لَهُ اَنَّ رَجُلًا مِّنْهُمْ وَامْرَاَةً زَنَيَا۔ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا تَجِدُوْنَ فِی التَّوْرَاةِ فِی شَاْنِ الرَّجْمِ؟)) فَقَالُوْا : نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو بتایا کہ ان کے یہاں ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا' رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے؟ وہ بولے یہ کہ ہم انہیں رسوا کریں اور انہیں کوڑے لگائیں۔ اس پر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ تورات میں رجم کا حکم موجود ہے، تورات لاؤ۔ پھر

١١٠٤۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 26 باب قول الله تعالى "يعرفونه كما..." (3329) مسلم (1699)۔

فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ : كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيهَا الرَّجْمَ فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا ' فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ ' فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا ' فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ : ارْفَعْ يَدَكَ ـ فَرَفَعَ يَدَهُ ' فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ ـ فَقَالُوْا : صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ ! فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ ـ فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا ـ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ : فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَجْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ ـ

یہودی تورات لائے اور اسے کھولا۔ لیکن رجم سے متعلق جو آیت تھی اسے ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپالیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی عبارت پڑھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذرا اپنا ہاتھ تو اٹھاؤ جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم موجود تھی۔ اب وہ سب کہنے لگے کہ اے محمد! عبداللہ بن سلام نے سچ کہا۔ بے شک تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے جرم کے وقت دیکھا' یہودی مرد اس عورت پر جھکا پڑتا تھا' اس کو پتھروں کی مار سے بچاتا تھا۔

**لغوی توضیح** نَفْضَحُهُمْ ہم انہیں رسوا کریں۔ یَجْنَأُ اوندھا ہو کر جھکتا تھا۔ یَقِيهَا اسے بچا رہا تھا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست میں مقیم غیر مسلم بھی اگر کسی جرم کا ارتکاب کریں گے تو ان پر حد جاری کی جائے گی تاکہ معاشرے کا امن وامان برقرار رہ سکے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی غیر مسلم شرعی عدالت میں فیصلہ کرانے کے لیے آئے تو کتاب وسنت کے عین مطابق ہی اس کا فیصلہ کیا جائے گا۔

١١٠٥ ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضي الله عنه ' عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ' قَالَ : سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى ' هَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ نَعَمْ ! قُلْتُ : قَبْلَ سُوْرَةِ النُّوْرِ أَمْ بَعْدُ؟ قَالَ : لَا أَدْرِي ـ

شیبانی ؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو رجم کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں؟ میں نے پوچھا سورہ نور سے پہلے یا اس کے بعد؟ کہا کہ یہ مجھے معلوم نہیں۔

١١٠٦ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ )) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب (کسی کی) کوئی باندی زنا کرے اور اس کے زنا کا ثبوت (شرعی) مل جائے تو اسے کوڑے لگوائے' پھر اس کو لعنت ملامت نہ کرے۔ اس کے بعد اگر پھر وہ زنا کرے تو پھر کوڑے لگوائے مگر پھر لعنت ملامت نہ کرے۔ پھر اگر تیسری مرتبہ بھی زنا کرے تو اسے بیچ دے چاہے بال کی ایک رسی کے بدلہ ہی میں کیوں نہ ہو۔

---

١١٠٥ ـ البخاري في: 86 كتاب الحدود: 21 باب رجم المحصن (6813) مسلم (1702) ـ

١١٠٦ ـ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 66 باب بيع العبد الزاني (2152) مسلم (1703) ابو داود (4470) ـ

لغوی توضیح: فَتَبَیَّنَ زِنَاھَا اس کا زنا ثابت ہو جائے (گواہوں، حمل یا اعتراف کے ذریعے)۔ فَلْیَجْلِدْھَا تو وہ (مالک) اسے کوڑے لگائے (یعنی پچاس کوڑے کیونکہ لونڈی کی حد آزاد سے نصف ہے [النساء : ۲۵])۔ لَا یُثَرِّبُ لعنت ملامت نہ کرے۔ فَلْیَبِعْھَا وہ اسے (حد لگانے کے بعد) فروخت کر دے (یہ حکم اس لیے دیا ممکن ہے کہ لونڈی اس طرح باز آ جائے)۔

۱۱۰۷۔ حدیث اَبِی ھُرَیْرَةَ وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْاَمَةِ اِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصِنْ، قَالَ: (( اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْھَا، ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْھَا، ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَبِیْعُوْھَا وَلَوْ بِضَفِیْرٍ ))۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر کوئی غیر شادی شدہ باندی زنا کرے (تو اس کا کیا حکم ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے کوڑے لگاؤ۔ اگر پھر زنا کرے تو پھر کوڑے لگاؤ۔ پھر بھی اگر زنا کرے تو اسے بیچ دو، اگرچہ ایک رسی ہی کے بدلہ میں وہ فروخت ہو۔

لغوی توضیح: لَمْ تُحْصِنْ شادی شدہ نہ ہو۔ بِضَفِیْرٍ بٹی ہوئی رسی۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ غیر شادی شدہ لونڈی زنا کرے تو اس کی حد پچاس کوڑے ہے اور قرآن میں ہے کہ ﴿ فَاِذَا اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَیْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَیْھِنَّ نِصْفُ...﴾ [النساء : ۲۵] ''اگر وہ شادی شدہ ہوں اور بے حیائی کا ارتکاب کریں تو ان پر نصف حد ہے۔'' چونکہ رجم کا نصف نہیں ہو سکتا اس لیے شادی شدہ کو بھی پچاس کوڑے ہی لگائے جائیں گے۔

## (8) باب حد الخمر — شراب نوشی کی حد کا بیان

۱۱۰۸۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَلَدَ النَّبِیُّ ﷺ فِی الْخَمْرِ بِالْجَرِیْدِ وَالنِّعَالِ، وَجَلَدَ اَبُوْبَکْرٍ اَرْبَعِیْنَ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے شراب پینے پر چھڑی اور جوتوں سے مارا تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگوائے تھے۔

لغوی توضیح: اَلْخَمْرُ شراب۔ شراب ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل پر پردہ ڈال دے خواہ مشروبات کی کسی بھی قسم سے ہو۔ بِالْجَرِیْدِ کھجور کی ٹہنی کے ساتھ۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شرابی کو بطورِ حد چالیس کوڑے لگوائے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شرابی کو اسّی کوڑے لگوائے تھے۔[1] ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں شرابی کو چالیس کوڑے ہی لگوائے لیکن جب لوگوں نے شراب پینے میں سرکشی کی تو پھر اسّی کوڑوں کی سزا مقرر فرما دی۔[2] ان روایات کے ساتھ اگر آئندہ روایت کو بھی ملایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شرابی کو حد لگانا تو واجب ہے البتہ اس کی سزا مقرر نہیں، حاکم وقت جرم کے مطابق ہی سزا تجویز کرے گا۔ (واللہ اعلم)

---

۱۱۰۷۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 66 باب بیع العبد الزانی۔

۱۱۰۸۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 4 باب الضرب بالجرید والنعال (6773) مسلم (1706) ابن ماجه (2570)۔

[1] [مسلم (1707) احمد (1/ 144)] [2] [بخاری (6779) احمد (3/ 449)]

١١٠٩۔ حدیث عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ ' قَالَ : مَا کُنْتُ لاُقِیْمَ حَدًّا عَلٰی اَحَدٍ فَیَمُوْتَ فَاَجِدُ فِی نَفْسِی ' اِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ ' فَاِنَّهٗ لَوْ مَاتَ وَدَیْتُهٗ ' وَذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ یَسُنَّهٗ ۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نہیں پسند کروں گا کہ حد میں کسی کو ایسی سزا دوں کہ وہ مر جائے اور پھر مجھے اس کا رنج ہو سوائے شرابی کے کہ اگر یہ مر جائے تو میں اس کی دیت ادا کر دوں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی تھی۔

## (9) باب قدر اسواط التعزیر.

## تعزیر میں کتنے کوڑے مارنا جائز ہے

١١١٠۔ حدیث اَبِی بُرْدَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُوْلُ : (( لَا یُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِی حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ))۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا حدود اللہ میں کسی مقررہ حد کے سوا کسی اور سزا میں دس کوڑے سے زیادہ بطور تعزیر وسزا نہ مارے جائیں۔

**لغوی توضیح** التَّعْزِیْر سخت مارنا اور ادب دینا۔ اصطلاحاً تعزیر سے مراد ایسی سزا ہے جو حد کے علاوہ (ہلکے درجے کی) ہو۔ اَسْوَاط جمع ہے سَوْط کی، معنی ہے کوڑے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ اگر کسی کو بطور تعزیر کوڑے لگانے پڑ جائیں تو دس سے زیادہ نہیں لگانے چاہییں۔ یہ بھی یاد رہے کہ تعزیر جائز ہے واجب نہیں (یعنی اگر معمولی غلطیوں پر بطور تعزیر سزا نہ بھی دی جائے تو کوئی حرج نہیں)۔

## باب الحدود کفارات لأهلها

## حد کا نفاذ مجرم کے گناہ کا کفارہ بن جاتا ہے

١١١١۔ حدیث عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ وَکَانَ شَهِدَ بَدْرًا ' وَهُوَ اَحَدُ النُّقَبَاءِ لَیْلَةَ الْعَقَبَةِ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ : (( بَایِعُوْنِی عَلٰی اَنْ لَا تُشْرِکُوْا بِاللّٰهِ شَیْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَاَرْجُلِکُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِی مَعْرُوْفٍ ' فَمَنْ وَفٰی مِنْکُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ ' وَمَنْ اَصَابَ مِنْ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے اور لیلۃ العقبہ کے (بارہ) نقیبوں میں سے تھے فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ کے گرد صحابہ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ سے بیعت کرو اس بات پر کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے چوری نہ کرو گے زنا نہ کرو گے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے اور نہ عمداً کسی پر کوئی ناحق بہتان باندھو گے اور کسی بھی اچھی بات میں (اللہ کی) نافرمانی نہ کرو گے۔ جو کوئی تم میں (اس عہد کو) پورا کرے گا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے۔ اور جو کوئی (بری باتوں) میں سے کسی کا ارتکاب کرے اور اسے دنیا میں (اسلامی قانون کے تحت) سزا دے

١١٠٩۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: باب الضرب بالجرید والنعال۔

١١١٠۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 42 باب کم التعزیر والادب (6848) مسلم (1708) ابن ماجه (2601)۔

١١١١۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 11 باب حدثنا ابو الیمان (18) مسلم (1709) ترمذی (1439)۔

ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَفَا عَنْهُ، وَاِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ)) ۔ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ ۔

دی گئی تو یہ سزا اس کے (گناہوں کے) لیے بدلہ ہوجائے گی۔ اور جو کوئی ان میں سے کسی بات میں مبتلا ہوگیا اور اللہ نے اس کے (گناہ) کو چھپا لیا تو پھر اس کا (معاملہ) اللہ کے حوالہ ہے۔ اگر چاہے معاف کرے اور اگر چاہے سزا دے۔ (عبادہ کہتے ہیں کہ) پھر ہم سب نے (ان تمام باتوں) پر آپ ﷺ سے بیعت کر لی۔

**لغوی توضیح** فَعُوْقِبَ فِي الدُّنْيَا دنیا میں اسے سزا دے دی گئی (یعنی حد قائم کر دی گئی)۔ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ تو یہی اس کا کفارہ ہے (یعنی اس سزا سے اس کا گناہ معاف ہو جائے گا اور پھر روزِ قیامت اس سے اس کا محاسبہ نہیں ہوگا)۔

### (11) باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار

### جانور کے پہنچائے ہوئے زخم اور کان یا کنویں میں گر کے زخمی ہونے کی دیت نہیں ہے

١١١٢ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( اَلْعَجْمَاءُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جانور سے جو نقصان پہنچے اس کا کچھ بدلہ نہیں اور کنویں کا بھی یہی حال ہے اور کان کا بھی یہی حکم ہے۔ اور رکاز میں سے پانچواں حصہ لیا جائے۔

**لغوی توضیح** اَلْعَجْمَاءُ مراد ہیں مویشی، چوپائے جانور۔ جُبَار رائیگاں (یعنی اگر کوئی جانور نقصان پہنچا جائے تو اس کا مالک کسی تاوان کا ذمہ دار نہیں ہوگا، اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر جانور کے مالک کی بھی کوئی غلطی ہو مثلاً وہ جانور کو غیر معروف طریقے سے چھوڑ دے اور وہ کسی کا کھیت اُجاڑ جائے تو پھر مالک ذمہ دار ہوگا)۔ اَلْبِئْرُ جُبَارٌ کنواں رائیگاں ہے (مراد ہے اگر کوئی شخص کنواں خریدے اور کوئی اس میں گر کر مر جائے تو مالک پر کوئی تاوان نہیں)۔ اَلْمَعْدِنُ جُبَارٌ کان بھی رائیگاں ہے (جیسے کنواں رائیگاں ہے)۔ اَلرِّكَاز جاہلیت کے زمانے کا زمین میں مدفون خزانہ۔ اَلْخُمُس پانچواں حصہ ہے (یعنی بیت المال کے لیے اور باقی مال اسی کا ہوگا جسے یہ خزانہ ملا)۔

## [30] كتاب الأقضية
## فیصلوں کے مسائل

### (1) باب اليمن على المدعى عليه

### قسم مدعی علیہ پر لازم آتی ہے

١١١٣ ۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه اَنَّ امْرَاَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرِزَانِ فِي بَيْتٍ اَوْ فِي

دو عورتیں کسی گھر یا حجرہ میں بیٹھ کر موزے بنایا کرتی تھیں، ان میں سے ایک عورت باہر نکلی اس کے ہاتھ میں موزے سینے کا سوا چبھو دیا

١١١٢ ۔ البخاري في: كتاب الزكاة: 66 في الركاز الخمس (1499) مسلم (1710) ابوداود (3085) ترمذی (642)۔
١١١٣ ۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 3 سورة آل عمران: 3 باب إن الذين يشترون...(2514) مسلم (1711)۔

الـحُـجْرَةِ ' فَخَرَجَتْ اِحْدَاهُمَا وَقَدْ اُنْفِذَ بِاِشْفًا فِي كَفِّهَا ' فَادَّعَتْ عَلَى الْاُخْرَى ' فَـرُفِـعَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ' فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : قَـالَ رَسُـوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِـدَعْـوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَاءُ قَوْمٍ وَاَمْوَالُهُمْ )) ذَكِّـرُوْهَـا بِـاللّٰهِ وَاقْرَءُ وْا عَـلَيْهَا - ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ ﴾ - فَـذَكَّرُوْهَا فَـاعْتَرَ فَتْ - فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( اَلْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ )) -

گیا تھا۔ اس نے دوسری عورت پر دعویٰ کیا۔ یہ مقدمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے کہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر صرف دعویٰ کی وجہ سے لوگوں کا مطالبہ مان لیا جانے لگے تو بہت سوں کا خون اور مال برباد ہو جائے گا۔ جب گواہ نہیں ہے تو دوسری عورت کو جس پر یہ الزام ہے اللہ سے ڈراؤ۔ اور اس کے سامنے یہ آیت پڑھو ﴿ان الذین یشترون بعھد اللہ وایمانھم﴾ [آل عمران: ۷۷] چنانچہ جب لوگوں نے اسے اللہ سے ڈرایا تو اس نے اقرار کر لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ قسم مدعیٰ علیہ پر ہے۔

**لغوی توضیح** تَخْرِزَان وہ سینے کے لیے سوراخ کرتی تھیں۔ بِاِشْفًا سوے کے ساتھ (سینے کا آلہ)۔

**فہم الحدیث** ایک دوسری روایت میں ہے کہ مدعی پر ثبوت (یعنی گواہ وغیرہ) پیش کرنا لازم ہے اور قسم وہ اٹھائے گا جس نے انکار کیا۔[1] معلوم ہوا کہ مجرد دعوے سے ہی مدعی کے حق میں فیصلہ نہیں کیا جائے گا بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ اپنا مدعا دلائل و شواہد کے ساتھ ثابت کرے اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو پھر مدعا علیہ سے قسم لے کر اس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔

## (3) باب الحكم بالظاهر واللحن بالحجة

## فیصلہ ظاہری حالات کے مطابق ہوتا ہے چرب زبانی سے کام لے کر اپنے حق میں فیصلہ کرانے والے کے بارے میں حکم

١١١٤ - حديث أُمِّ سَـلَـمَةَ رضى الله عـنـهـا زَوْجِ النَّبِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ سَـمِـعَ خُـصُـوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ ' فَقَالَ : (( اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ ' وَاِنَّهُ يَاْتِيْنِي الْـخَـصْـمُ ' فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَكُوْنَ اَبْلَغَ مِـنْ بَعْضٍ فَاَحْسِبُ اَنَّهُ صَدَقَ فَاَقْضِيَ لَهُ بِذٰلِكَ ' فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا هِـيَ قِـطْـعَةٌ مِـنَ الـنَّـارِ فَلْيَاْخُذْهَـا اَوْ

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے کے سامنے جھگڑے کی آواز سنی۔ اور جھگڑا کرنے والوں کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ میں بھی ایک انسان ہوں۔ اس لیے جب میرے یہاں کوئی جھگڑا لے کر آتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ (فریقین میں سے ایک فریق کی بحث دوسرے فریق سے عمدہ ہو) میں سمجھتا ہوں کہ وہ سچا ہے۔ اور اس طرح میں اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں۔ لیکن اگر اس کو (اس کے ظاہر بیان پر بھروسہ کر کے) کسی مسلمان کا حق دلا دوں تو دوزخ کا

١١١٤ - البخاري في: 46 كتاب المظالم: 16 باب إثم من خاصم في باطل وهو يعلمه (2458) مسلم (1713)-

[1] [صحيح: إرواء الغليل (1938) دار قطني (4/ 218)]

فَلْیَتْرُکْھَا))۔ ایک ٹکڑا اس کو دلا رہا ہوں پس چاہے وہ لے جائے یا چھوڑ دے۔

**لغوی توضیح** اَبْلَغَ زیادہ بلیغ بات کرنے والا (ہوشیار، چرب زبان، یعنی دلائل مؤثر انداز میں پیش کرے)۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ قاضی کا فیصلہ ظاہری طور پر نافذ ہوگا باطنی طور پر نہیں' یعنی اگر قاضی ظاہری دلائل وشواہد کی بنا پر کوئی غلط فیصلہ کر دے تو وہ کام صحیح نہیں ہوگا یعنی قاضی کے فیصلے سے نہ تو کوئی حرام کام حلال ہوگا اور نہ ہی حلال کام حرام' مثلاً اگر کوئی قاضی جھوٹی گواہیوں کی بنا پر کسی عورت کو کسی مرد کی منکوحہ قرار دے دے حالانکہ وہ اس کی منکوحہ نہ ہو تو اس کے فیصلے سے وہ اس کی بیوی نہیں بن جائے گی اور نہ ہی اس کے لیے اس سے ہم بستری حلال ہوگی۔

## باب قضية هند

## ہند ابوسفیان کی بیوی کے جھگڑے کا فیصلہ

۱۱۱۵۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ' اَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ ' قَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ ' وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِي ' اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ : (( خُذِي مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ابوسفیان (ان کے شوہر) بخیل ہیں' اور مجھے اتنا نہیں دیتے جو میرے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو سکے' ہاں اگر میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال میں سے لے لوں (تو کام چلتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو دستور کے موافق اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو سکے۔

**لغوی توضیح** شَحِيْحٌ بخیل وکنجوس۔ مَعْرُوْف عرف وعادت' یعنی حسبِ حال جتنی ضرورت ہو۔

۱۱۱۶۔ حدیث عائشة رضي الله عنها ' قَالَتْ : جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ ' قَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الْاَرْضِ مِنْ اَهْلِ خِبَاءٍ ' اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَذِلُّوا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا اَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَهْلَ خِبَاءٍ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ ' قَالَ: (( وَاَيْضًا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ )) قَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ ' فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ اَنْ اُطْعِمَ مِنَ الَّذِي

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا (اسلام لانے کے بعد) حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں یا رسول اللہ! روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت آپ کے گھرانے کی ذلت سے زیادہ میرے لیے خوشی کا باعث نہیں تھی۔ لیکن اب کسی گھرانے کی عزت روئے زمین پر آپ کے گھرانے کی عزت سے زیادہ میرے لیے خوشی کی وجہ نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں ابھی اور ترقی ہوگی اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! پھر ہندہ نے کہا یا رسول اللہ! ابوسفیان بہت بخیل ہیں تو کیا اس میں کچھ حرج ہے اگر میں ان کے مال میں سے (ان کی اجازت کے بغیر) بال بچوں کو کھلا پلا دیا کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں

۱۱۱۵۔ البخاری فی: 69 کتاب النفقات: 9 باب إذا لم ینفق الرجل فللمراة...(2211) مسلم (1714) ابن ماجه (2293)۔

۱۱۱۶۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 23 باب ذکر هند بنت عتبة ۔

لَهٗ عِيَالَنَا ؟ قَالَ: (( لَا اُرَاهُ اِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ )) ۔ (حرج ہے) لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ دستور کے مطابق ہونا چاہیے۔

**لغوی توضیح** خِبَاء اُون کا بنا ہوا خیمہ، پھر یہ لفظ گھر پر بھی بولا جاتا ہے۔ مِسِّیْك بخیل و کنجوس۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ بیوی بچوں کا خرچہ شوہر کے ذمہ واجب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر شوہر مالدار ہونے کے باوجود حسب ضرورت خرچہ نہ دے تو بیوی خفیہ طور پر بھی اس کے مال سے ضرورت کے مطابق خرچہ لے سکتی ہے۔

## (5) باب النهي عن كثرة المسائل من غير حاجة والنهي عن منع وهات وهو الامتناع من اداء حق لزمه او طلب ما لا يستحقه

## ضرورت سے زیادہ سوالات پوچھنے' اپنے اوپر واجب الادا حقوق ادا نہ کرنے لیکن دوسروں سے بغیر حق کے مطالبہ کرنے کی ممانعت

١١١٧ ۔ حديث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضي الله عنه : قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ ' وَوَاْدَ الْبَنَاتِ ' وَمَنْعًا وَهَاتِ ' وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ : وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ ' وَاِضَاعَةَ الْمَالِ )) ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں (اور باپ) کی نافرمانی' لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا' (واجب حقوق کی) ادائیگی نہ کرنا' اور (دوسروں کا مال ناجائز طریقہ پر) دبا لینا حرام قرار دیا ہے۔ اور فضول بکواس کرنے' اور کثرت سے سوالات کرنے اور مال ضائع کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔

**لغوی توضیح** عُقُوْق نافرمانی (یعنی والدین کو اپنے قول یا فعل سے اذیت پہنچانا حرام ہے)۔ وَاْدَ الْبَنَات بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا (یہ اہل جاہلیت کا قبیح عمل تھا)۔ مَنْعًا وَهَاتِ روک لینا اور (کہنا) لاؤ۔ مراد ہے خود دوسروں کے واجب حقوق (مثلاً زکوٰۃ و صدقات اور حسن سلوک وغیرہ) ادا نہ کرنا اور پھر دوسروں سے کہنا مجھے ہر چیز دو۔ قِيْلَ وَقَالَ مراد ایسی فضول گفتگو ہے جس کا نہ تو دنیا میں کوئی فائدہ ہو اور نہ ہی آخرت میں۔ كَثْرَةَ السُّؤَالِ بلاضرورت دوسروں کے ذاتی معاملات کے متعلق سوال کرتے پھرنا یا علماء کو پھنسانے کے لیے زیادہ سوال کرنا وغیرہ۔ اِضَاعَةَ الْمَال مال کا ضیاع (خواہ وہ کسی بھی طریقے سے ہو)۔

## (6) باب بيان اجر الحاكم اذا اجتهد فاصاب او اخطا

## جب حاکم اپنے اجتہاد سے کوئی فیصلہ کرتا ہے وہ صحیح ہو یا غلط دونوں صورتوں میں اسے اجر ملتا ہے

١١١٨ ۔ حديث عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ ' اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: (( اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ ' وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ )) ۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب حاکم کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے۔ اور جب کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے اور غلطی کر جائے تو اسے ایک ثواب ملتا ہے۔

---

١١١٦ ۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 23 باب ذكر هند بنت عتبة ۔

١١١٧ ۔ البخاري في: 43 كتاب الاستقراض: 19 باب ما ينهى عن إضاعة المال(1477) مسلم (593) ابن حبان (5555) ۔

١١١٨ ۔ البخاري في: 96 كتاب الاعتصام: 21 باب اجر الحاكم إذا اجتهد فاصاب...(7352) مسلم (1716) ۔

**لغوی توضیح** فَلَهُ اَجْرَانِ اس کے لیے دُہرا ثواب ہے (ایک اجتہاد و کوشش کا اور دوسرا درست رائے تک پہنچنے کا)۔ فَلَهُ اَجْرٌ اسے ایک ثواب ملتا ہے (یعنی صرف اجتہاد و کوشش کا)۔

## (7) باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان
## قاضی کے لئے غصے کی حالت میں فیصلہ کرنا مکروہ ہے

١١١٩ ـ حديث أَبِي بَكْرَةَ ﷺ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِهِ، وَكَانَ بِسِجِسْتَانَ، بِأَنْ لَا تَقْضِيَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ، فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (( لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ ))۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے لڑکے کو لکھا اور وہ اس وقت سجستان میں تھے کہ دو آدمیوں کے درمیان اس وقت فیصلہ نہ کرنا جب تم غصہ میں ہو کیونکہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ کوئی ثالث دو آدمیوں کے درمیان اس وقت فیصلہ نہ کرے جب وہ غصہ میں ہو۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ قاضی یا جج کے لیے غصے کی حالت میں فیصلہ کرنا حرام ہے۔ بحالتِ غصہ فیصلہ کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس حالت میں صحیح اجتہاد نہ ہونے کی بنا پر غلط فیصلہ ہونے کا امکان ہے' اسی پر قیاس کرتے ہوئے اہل علم نے ہر اُس حالت میں فیصلہ کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے جس میں انسان فیصلے پر مکمل توجہ نہ دے سکتا ہو مثلاً شدید بھوک اور غلبہ نیند وغیرہ۔

## (8) باب نقض الاحكام الباطلة و رد محدثات الامور
## غلط فیصلوں کو باطل قرار دینے اور نئی باتوں (بدعات) کو رد کر دینے کا حکم

١١٢٠ ـ حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (( مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے ہمارے دین میں از خود کوئی ایسی چیز نکالی جو اس میں نہیں تھی تو وہ رد ہے۔

**فہم الحدیث** اس باب میں یہ حدیث لانے کا مقصد یہ ہے کہ اگر قاضی کتاب وسنت کے خلاف کوئی فیصلہ کرے (خواہ جہالت سے یا غلطی سے) تو اس کا فیصلہ رد کر دیا جائے گا۔ لہٰذا قاضی کو ہر معاملے میں کتاب وسنت کی طرف ہی رجوع کرنا چاہیے۔

## (10) باب بيان اختلاف المجتهدين
## مجتہدین کے درمیان اختلاف فطری بات ہے

١١٢١ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: (( كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا، جَاءَ الذِّئْبُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ دو عورتیں تھیں اور دونوں کے ساتھ دونوں کے بچے تھے۔ اتنے میں ایک بھیڑیا آیا اور ایک عورت کے بچے کو اٹھا لے گیا۔ ان

١١١٩ ـ البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 13 باب هل يقضي الحاكم...(7158) مسلم (1717) ابوداود (3589) ۔
١١٢٠ ـ البخاري في: 53 كتاب الصلح: 5 باب إذا اصطلحوا على صلح جور فهو مردود (2697) مسلم (1718) ۔
١١٢١ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 40 باب قول الله تعالى ووهبنا لداود سليمان (3427) مسلم (1720) ۔

فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا ' فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ ' فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى ' فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ ' فَقَالَ : ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا ' فَقَالَتِ الصُّغْرَى : لَا تَفْعَلْ ' يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ' هُوَ ابْنُهَا ـ فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى))۔

دونوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ بھیڑیا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے اور دوسری نے کہا کہ تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے۔ دونوں داؤد علیہ السلام کے یہاں اپنا مقدمہ لے گئیں۔ آپ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ دونوں سلیمان علیہ السلام کے یہاں آئیں اور انہیں اس جھگڑے کی خبر کر دی انہوں نے فرمایا کہ اچھا چھری لاؤ۔ میں اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کے درمیان بانٹ دوں۔ چھوٹی عورت نے یہ سن کر کہا' اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ ایسا نہ کیجئے' میں نے مان لیا کہ یہ اسی بڑی کا لڑکا ہے۔ اس پر سلیمان علیہ السلام نے اس چھوٹی کے حق میں فیصلہ کیا۔

**لغوی توضیح** فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى داؤد علیہ السلام نے بچے کا بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا (کیونکہ بچہ اسی کے ہاتھ میں تھا اور چھوٹی کے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں تھا)۔ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا میں اس کے دو ٹکڑے کر دیتا ہوں، ایک بڑی کے لیے اور ایک چھوٹی کے لیے۔ فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ کر دیا (کیونکہ اگر بڑی ماں ہوتی تو وہ بچے کو کاٹنے کے فیصلہ پر کبھی راضی نہ ہوتی)۔ معلوم ہوا کہ اعتراف کے برخلاف بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے جبکہ حاکم کے سامنے یہ ظاہر ہو جائے کہ حق اعتراف کے برعکس ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حقیقت ظاہر ہونے پر قاضی اپنے جیسے یا اپنے سے بڑے قاضی کا فیصلہ منسوخ بھی کر سکتا ہے۔

## (11) باب استحباب اصلاح الحاكم بين الخصمين

## حاکم وقت کا دونوں فریقوں کے درمیان صلح کرا دینا ہی بہتر ہے

١١٢٢ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ ' فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ فِي عَقَارِهِ جَرَّةً فِيهَا ذَهَبٌ ' فَقَالَ لَهُ الَّذِي اشْتَرَى الْعَقَارَ : خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّي ' إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ وَلَمْ أَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْأَرْضُ : إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيهَا فَتَحَاكَمَا إِلَى رَجُلٍ ـ فَقَالَ الَّذِي تَحَاكَمَا إِلَيْهِ : أَلَكُمَا وَلَدٌ ؟ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ایک شخص نے دوسرے شخص سے مکان خریدا۔ مکان کے خریدار کو اس مکان میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا۔ جس سے وہ مکان اس نے خریدا تھا' اس سے اس نے کہا بھائی گھڑا لے جا۔ کیونکہ میں نے تم سے گھر خریدا ہے سونا نہیں خریدا تھا۔ لیکن پہلے مالک نے کہا کہ میں نے گھر کو ان تمام چیزوں سمیت تمہیں بیچ دیا تھا جو اس کے اندر موجود ہیں۔ یہ دونوں ایک تیسرے شخص کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے پوچھا کہ تمہارے ہاں کوئی اولاد ہے؟ اس پر ایک نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری

١١٢٢ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (3472) مسلم (1721) ابن حبان (720) ـ

اَحَدُهُمَا : لِي غُلَامٌ ، وَقَالَ الآخَرُ : لِي جَارِيَةٌ ، قَالَ : اَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ ، وَاَنْفِقُوْا عَلَى اَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا ))۔

ایک لڑکی ہے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان سے کہا کہ لڑکے کا لڑکی سے نکاح کر دو اور سونا انہی پر خرچ کر دو اور خیرات بھی کر دو۔

**لغوی توضیح:** عَقَارًا زمین اور اس پر درخت وغیرہ جو کچھ بھی ہو (مراد ہے گھر)۔ جَرَّةٌ گھڑا۔

# [31] كِتَابُ اللُّقَطَةِ
## گری پڑی چیز اٹھانے کے مسائل

۱۱۲۳۔ حدیث زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ اللُّقَطَةِ ، فَقَالَ: (( اعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِكَاءَهَا ، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً ، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا ، وَإِلَّا فَشَأْنُكَ بِهَا )) قَالَ : فَضَالَّةُ الْغَنَمِ ؟ قَالَ : (( هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ )) قَالَ : فَضَالَّةُ الإِبِلِ؟ قَالَ : (( مَالَكَ وَلَهَا؟ مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا ، تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا ))۔

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور آپ سے لقطہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی تھیلی اور اس کے بندھن کی خوب جانچ کر لو۔ پھر ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہو۔ اس عرصے میں اگر اس کا مالک آ جائے (تو اسے دے دو) ورنہ پھر وہ چیز تمہاری ہے۔ سائل نے پوچھا' اور گمشدہ بکری؟ آپ نے فرمایا' وہ تمہاری ہے یا تمہارے بھائی کی ہے یا پھر بھیڑیئے کی ہے۔ سائل نے پوچھا' اور گمشدہ اونٹ؟ آپ نے فرمایا' تمہیں اس سے کیا مطلب؟ اس کے ساتھ اسے سیراب رکھنے والی چیز ہے اور اس کا گھر ہے۔ پانی پر بھی وہ جا سکتا ہے اور درخت (کے پتے) بھی کھا سکتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پا جائے۔

**لغوی توضیح:** لقطه سے مراد ایسی گمشدہ چیز ہے جو راستے میں گری پڑی ملے یا اس کا مالک لاپتہ ہو۔ عِفَاص وہ برتن جس میں لقطہ ملے خواہ وہ برتن چمڑے کا ہو یا کپڑے کا۔ وِكَاء وہ دھاگہ یا تسمہ جس سے تھیلے وغیرہ کا منہ باندھا جاتا ہے۔ عَرِّفْ تشہیر کرو' اعلان کرو۔ ضَالَّة گمشدہ چیز۔ سِقَاء سے مراد اونٹ کا اندرونی وہ حصہ ہے جہاں وہ پانی جمع کر لیتا ہے اور پھر اسے ایک دو دن تک پانی پینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حِذَاء جوتی، یہاں مراد ہے اونٹ کے کھر جو اس کے لیے جوتی کے ہی قائم مقام ہیں۔

**فهم الحديث:** معلوم ہوا کہ گری پڑی چیز کا سال بھر اعلان کرنا چاہیے، اگر مالک نہ آئے تو پھر اسے استعمال میں لانا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گری پڑی چیز کی بھی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جسے سال بھر تشہیر و اعلان کے بعد اپنے استعمال میں لانے کے لیے اٹھایا جا سکتا ہے اور وہ نقدی' مختلف ساز و سامان اور ایسے جانور ہیں جو درندوں سے اپنی حفاظت نہیں کر سکتے۔ دوسری قسم ان

۱۱۲۳۔ البخاری فی: 42 کتاب المساقاة: 12 باب شرب الناس...(91) مسلم (1722) ترمذی (1372)۔

جانوروں کی ہے جو اپنی حفاظت خود کر سکتے ہیں انہیں نہ تو اٹھانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی حفاظت کی مثلاً گمشدہ اونٹ۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اگر گری پڑی چیز معمولی نوعیت کی ہو (جیسے ایک درہم، ایک کھجور وغیرہ) تو پھر اسے تین دن اعلان کے بعد کھایا جا سکتا ہے۔[1]

١١٢٤ ۔ حديث أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : وَجَدْتُ صُرَّةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ ' فِيهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ ' فَأَتَيْتُ بِهَا النَّبِيَّ ﷺ ' فَقَالَ: ((عَرِّفْهَا حَوْلًا)) فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ' ثُمَّ أَتَيْتُ ' فَقَالَ : ((عَرِّفْهَا حَوْلًا)) فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ' ثُمَّ أَتَيْتُهُ ' فَقَالَ: (( عَرِّفْهَا حَوْلًا)) فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ' ثُمَّ أَتَيْتُهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ : ((اعْرِفْ عِدَّتَهَا وَوِكَاءَهَا وَوِعَاءَهَا ' فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا ' وَإِلَّا اسْتَمْتِعْ بِهَا )) ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں مجھ کو ایک تھیلی مل گئی تھی' جس میں سو دینار تھے۔ میں اسے لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتا رہ' میں نے ایک سال تک اس کا اعلان کیا' اور پھر حاضر ہوا' (کہ مالک ابھی تک نہیں ملا) آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اور اعلان کر' میں نے ایک سال تک اس کا پھر اعلان کیا' اور حاضر خدمت ہوا۔ اس مرتبہ بھی آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اور اعلان کر' میں نے پھر ایک سال تک اعلان کیا اور جب چوتھی مرتبہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ رقم کے عدد' تھیلی کا بندھن' اور اس کی ساخت کو خیال میں رکھ' اگر اس کا مالک مل جائے تو اسے دے دے ورنہ اسے اپنی ضروریات میں خرچ کر۔

**فهم الحديث:** اس حدیث میں جو تین سال تک اعلان کا ذکر ہے اس کے متعلق اہل علم نے کہا ہے کہ واجب ایک سال اعلان کرنا ہی ہے' بقیہ دو سال کا ذکر محض احتیاط اور مزید تقویٰ و پرہیز گاری کی غرض سے ہے۔

## (2) باب تحريم حلب الماشية بغير اذن مالكها

## مالک کی اجازت کے بغیر جانور کا دودھ دوہنا حرام ہے

١١٢٥ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( لَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ امْرِئٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ ' أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرُبَتُهُ فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ ' فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ ؟ فَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْلُبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ )) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' کوئی شخص کسی دوسرے کے دودھ کے جانور کو مالک کی اجازت کے بغیر نہ دوہے۔ کیا کوئی شخص پسند کرے گا کہ ایک غیر شخص اس کے گودام میں پہنچ کر اس کا ذخیرہ کھولے اور وہاں سے اس کا غلہ چرا لائے؟ لوگوں کے مویشی کے تھن بھی ان کے لیے کھانا یعنی (دودھ کے) گودام ہیں۔ اس لیے انہیں بھی مالک کی اجازت کے بغیر نہ دوہا جائے۔

١١٢٤ ۔ البخاري في: 45 كتاب اللقطة: 10 باب هل ياخذ اللقطة...(2426) مسلم (1723) ترمذي (1374) ۔

١١٢٥ ۔ البخاري في: 45 كتاب اللقطة: 8 باب لا تحتلب ماشية احد بغير إذن (2435) مسلم (1726) ابن ماجه (2302)۔

[1] [عبدالرزاق (10/ 142)' (18637)]

**لغوی توضیح** مَشْرُبَة وہ کمرہ جہاں غلہ اور گھر کا سامان سٹور کیا جاتا ہے۔ تـخْزُنُ جمع کرتے ہیں، ذخیرہ کرتے ہیں۔ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ لوگوں کے مویشیوں کے تھن۔ معلوم ہوا کہ جیسے کسی کی محفوظ کر کے رکھی ہوئی چیز بلا اجازت استعمال کرنا جائز نہیں اسی طرح بغیر اجازت کسی کے مویشیوں کا دودھ دوہنا بھی جائز نہیں۔

## (3) باب الضيافة ونحوها

## مہمان نوازی کا بیان

۱۱۲۶۔ حديث اَبِي شُرَيْحِ الْعَدَوِي رضي الله عنه قَالَ: سَمِعَتْ اُذُنَایَ، وَاَبصَرَتْ عَيْنَایَ، حِينَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: (( مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ )) قَالَ: وَمَا جَائِزَتُهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ ))۔

حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب رسول اللہ ﷺ گفتگو فرما رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی دستور کے مطابق ہر طرح سے عزت کرے۔ اور پوچھا یارسول اللہ! دستور کے موافق کب تک ہے؟ فرمایا ایک دن اور ایک رات اور میزبانی تین دن کی ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔ اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ بہتر بات کہے یا خاموش رہے۔

**لغوی توضیح** جَائِزَة تحفہ، عطیہ۔ مراد ہے مہمان کی خدمت کے لیے خصوصی اہتمام جو ایک دن اور رات ہے۔ الضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ ضیافت تین دن ہے۔ لہٰذا مہمان کے لائق نہیں کہ تین دن سے زیادہ میزبان کے ہاں رُکے۔

۱۱۲۷۔ حديث اَبِي شُرَيْحِ الْكَعْبِي رضي الله عنه، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ، فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ اَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحْرِجَهُ ))۔

حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ اور آخرت کے دین پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنا چاہیے۔ اس کی خاطر داری بس ایک دن اور رات کی ہے۔ اور مہمانی تین دن اور راتوں کی۔ اس کے بعد جو ہو وہ صدقہ ہے۔ اور مہمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے میزبان کے پاس اتنے دن ٹھہر جائے کہ اسے تنگ کر ڈالے۔

۱۱۲۸۔ حديث عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه قَالَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے نبی ﷺ سے عرض

۱۱۲۶۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 31 باب من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره۔

۱۱۲۷۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 85 باب إكرام الضيف وخدمته إياه بنفسه۔

۱۱۲۸۔ البخاري في: 46 كتاب المظالم: 18 باب قصاص المظلوم إذا وجد مال ظالمه (2461) مسلم (1727)۔

: قُلْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَا يَقْرُوْنَا ' فَمَا تَرَى فِيْهِ ؟ فَقَالَ لَنَا : (( اِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَاُمِرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا ' فَاِنْ لَمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ ))۔

کیا' آپ ہمیں (مختلف علاقوں میں) بھیجتے ہیں۔ اور (بعض دفعہ) ہمیں ایسے لوگوں میں اترنا پڑتا ہے کہ وہ ہماری ضیافت تک نہیں کرتے' آپ کی ایسے مواقع پر کیا ہدایت ہے؟ آپ نے ہم سے فرمایا' اگر تمہارا قیام کسی قبیلے میں ہو اور تم سے ایسا برتاؤ کیا جائے جو کسی مہمان کے لیے مناسب ہے' تو تم اسے قبول کرلو۔ لیکن اگر وہ نہ کریں تو تم خود مہمانی کا حق ان سے وصول کرلو۔

**لغوی توضیح** لَا يَقْرُوْنَا وہ ہماری ضیافت نہیں کرتے۔ فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ خود ان سے مہمانی کا حق وصول کرلو۔ معلوم ہوا کہ ضیافت میزبان پر مہمان کا حق ہے حتی کہ اگر کوئی مہمانی میں کوتاہی کرے تو مہمان جتنی مہمانی کا مستحق ہے اتنی زبردستی بھی میزبان سے وصول کرسکتا ہے (یہاں یہ یاد رہے کہ فتنہ وفساد سے بچنا مہمانی وصول کرنے سے زیادہ اہم ہے)۔

# [32] کتاب الجہاد
## جہاد کے مسائل

### (1) باب جواز الاغارة على الكفار الذين بلغتهم دعوة الاسلام من غير تقدم الاعلام بالاغارة

### جن کافروں کو دعوت اسلام دی جاچکی ہو (اور انہوں نے اسلام قبول نہ کیا ہو) ان پر پیشگی اطلاع دیئے بغیر حملہ کیا جاسکتا ہے

۱۱۲۹۔ حديث عَبْدُاللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَغَارَ عَلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّوْنَ ' وَاَنْعَامُهُمْ تُسْقَى عَلَى الْمَاءِ ' فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ ' وَسَبَى ذَرَارِيَّهُمْ ' وَاَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ ۔ وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فِي ذٰلِكَ الْجَيْشِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے بنو مصطلق پر جب حملہ کیا تو وہ بالکل غافل تھے۔ اور ان کے مویشی پانی پی رہے تھے۔ ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا گیا اور عورتوں بچوں کو قید کرلیا گیا ہے۔ انہی قیدیوں میں جویریہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین) بھی تھیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خود بھی اسلامی فوج کے ہمراہ تھے۔

**لغوی توضیح** الجِهَاد پوری طاقت صرف کرنا' دشمن کے ساتھ لڑائی کرنا اور محنت ومشقت کرنا وغیرہ۔ اصطلاحاً جہاد کی مختلف تعریفات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ انتھک محنت وکوشش جہاد میں شامل ہے جو کسی بھی طریقے سے غلبۂ اسلام کی نیت سے کی جائے

۱۱۲۹۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 13 باب من ملك من العرب رقيقًا (2541) مسلم (1730) ابو داود (2633)۔

خواہ وہ محنت انفرادی ہو یا اجتماعی' لسانی ہو یا قلمی' مالی ہو یا جانی۔ اَغَارَ شب خون مارا۔ غَارُّوْنَ غافل تھے۔ مُقَاتِلَتُهُمْ یعنی لڑائی کے قابل مرد (اس میں بچے بوڑھے اور عورتیں شامل نہیں)۔ سَبْی قیدی بنالیا۔ ذَرَارِیْهِمْ ان کی اولاد یا نسل انسانی۔

## (3) باب في الامر بالتيسير وترك التنفير

## دشمنوں سے نرمی کرنا اور نفرت نہ دلانا

۱۱۳۰۔ حديث أَبِي مُوْسَى ﷺ وَ مُعَاذٍ ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ ، قَالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ جَدَّهُ أَبَا مُوْسَى وَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ ، فَقَالَ : (( يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا ، وَبَشِّرَا وَ لَا تُنَفِّرَا ، وَتَطَاوَعَا )) ۔

حضرت سعید بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے دادا حضرت ابو موسیٰ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا کہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا' ان کو دشواریوں میں نہ ڈالنا۔ لوگوں کو خوش خبریاں دینا' دین سے نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں موافقت رکھنا۔

۱۱۳۱۔ حديث أَنَسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: (( يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا ، وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' آسانی کرو اور سختی نہ کرو' اور خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ۔

**فهم الحديث** یہ روایات جہاد کے سلسلے میں ذکر کرنے کا مقصد مجاہدین کو یہ ترغیب دلانا ہے کہ وہ ہر مقام پر ظلم و زیادتی سے بچیں اور نرمی و شفقت کا پہلو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔

## (4) باب تحريم الغدر

## عہد شکنی حرام ہے

۱۱۳۲۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ : هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ )) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عہد توڑنے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا۔ اور پکارا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی دغابازی کا نشان ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْغَادِر دغاباز، عہد شکن۔ لِوَاء جھنڈا۔

**فهم الحديث** ان روایات میں عہد شکنی کی مذمت و حرمت کا بیان ہے۔ نبی ﷺ نے عہد شکنی سے منع بھی فرمایا ہے[1] اور یہ بھی فرمایا کہ میں عہد شکنی نہیں کرتا۔[2] یاد رہے کہ ان روایات میں عہد شکنی کرنے والے کا ذکر عام ہے، جس میں حاکم و محکوم سب شامل ہیں۔

۱۱۳۳۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا،

---

۱۱۳۰۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 60 باب بعث ابي موسى ومعاذ... ، مسلم (1732) ابو داود (4835)۔
۱۱۳۱۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 11 باب ما كان النبي ﷺ يتخولهم ...(69) مسلم (1734)۔
۱۱۳۲۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 99 باب ما يدعى الناس بآبائهم (3188) مسلم (1735) ترمذي (1581)۔
۱۱۳۳۔ البخاري في: 58 كتاب الجزية: 22 باب إثم الغادر للبر والفاجر (3186) مسلم (1736) ابن ماجه (2872)۔

---

[1] [مسلم (1731) ابن ماجه (2858)]
[2] [صحيح: صحيح ابو داود' ابو داود (2758)]

مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُنْصَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ))۔

قیامت کے دن ہر دغا باز کے لیے ایک جھنڈا ہوگا، وہ جھنڈا (اس کے پیچھے) گاڑ دیا جائے گا اور اس کے ذریعہ اسے پہچانا جائے گا۔

## (5) باب جواز الخداع فی الحرب

## جنگ میں دشمن کو دھوکا دینا جائز ہے

١١٣٤۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((الْحَرْبُ خُدْعَةٌ))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، جنگ تو دھوکہ ہی ہے۔

١١٣٥۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمَّى النَّبِيُّ ﷺ الْحَرْبَ خُدْعَةً۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے جنگ کا نام دھوکہ رکھا ہے۔

**لغوی توضیح:** اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ جنگ دھوکہ ہے۔ معلوم ہوا کہ جنگ میں دھوکہ جائز ہے۔ اس کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جس جانب حملہ کے لیے جانا ہو اس کے مخالف کسی اور سمت کے حالات دریافت کرنا تاکہ کوئی جاسوس مخبری نہ کر سکے وغیرہ۔

## (6) باب کراهة تمنی لقاء العدو والامر بالصبر عند اللقاء

## جنگ کی آرزو کرنا مکروہ ہے مگر دشمن سے مقابلہ درپیش ہو تو صبر واستقلال سے کام لینا لازم ہے

١١٣٦۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دشمن سے لڑنے بھڑنے کی تمنا نہ کرو ہاں اگر جنگ شروع ہو ہی جائے تو پھر صبر سے کام لو۔

١١٣٧۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی اَوْفَى كَتَبَ اِلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، حِيْنَ خَرَجَ اِلَى الْحَرُوْرِيَّةِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ انْتَظَرَ حَتَّى مَالَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ: ((اَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ

حضرت عمر بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ جب خوارج سے لڑنے کے لیے حروریہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو انہیں عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا خط ملا۔ اس میں انہوں نے لکھا تھا کہ رسول ﷺ نے ایک لڑائی کے موقعہ پر انتظار کیا، پھر جب سورج ڈھل گیا، تو آپ نے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے لوگو! دشمن سے لڑائی بھڑائی کی تمنا نہ کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے سلامتی مانگو، ہاں! جب جنگ چھڑ جائے تو پھر صبر کیے

١١٣٤۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 157 باب الحرب خدعة (3030) مسلم (1739) ابوداود (2636)۔

١١٣٥۔ البخاری فی: کتاب الجهاد: 157 باب الحرب خدعة (3029) مسلم (1740) احمد (1818)۔

١١٣٦۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 156 باب لا تمنوا لقاء العدو (3026) مسلم (1741) احمد (10778)۔

١١٣٧۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 156 باب لا تمنوا لقاء العدو (2818) مسلم (1742) ابن ماجه (2796)۔

'وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ' فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا' وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ)) ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ' وَمُجْرِيَ السَّحَابِ' وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ)).

رہو اور ڈٹ کر مقابلہ کرو' اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔ پھر آپ نے یوں دعا کی' اے اللہ! کتاب (قرآن) کے نازل فرمانے والے' اے بادلوں کے چلانے والے' اے احزاب کو (یعنی جماعتوں کو) شکست دینے والے' ہمارے دشمن کو شکست دے۔ اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

**لغوی توضیح** لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ دشمن سے ملاقات کی تمنا نہ کرو (کیونکہ اس میں تکلیف، نقصان اور زخم ضرور پہنچیں گے خواہ اللہ کی مدد آ بھی جائے)۔ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُم فَاصْبِرُوْا اور اگر تمہاری دشمن سے ملاقات ہو جائے تو پھر (جو بھی تکلیف پہنچے اس پر) صبر کرو۔ معلوم ہوا کہ جنگ کی آرزو نہیں کرنی چاہیے، لیکن اگر جنگ چھڑ جائے تو پھر فرار اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ مُجْرِی چلانے والا۔ السَّحَاب بادلوں کو۔ هَازِم شکست دینے والا۔

## (8) باب تحريم قتل النساء والصبيان في الحرب

## جنگ میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا حرام ہے

۱۱۳۸۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما' اَنَّ امْرَاَةً وُجِدَتْ' فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ ﷺ' مَقْتُوْلَةً' فَاَنْكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَتْلَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے ایک غزوہ (غزوۂ فتح) میں ایک عورت مقتول پائی گئی۔ تو آنحضرت ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل پر انکار کا اظہار فرمایا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ دورانِ جنگ عورتوں، بچوں (بوڑھوں اور معذوروں وغیرہ) کو قتل کرنا جائز نہیں، البتہ اگر یہ لوگ جنگ میں شریک ہوں تو پھر ان کا قتل کیا جا سکتا ہے، اسی طرح اگر رات کے وقت کفار پر حملے کی صورت میں دشمن تک پہنچنے کے لیے عورتوں اور بچوں وغیرہ کا قتل ناگزیر ہو جائے تو پھر انہیں مارنے میں بھی کوئی حرج نہیں، جیسا کہ آئندہ حدیث اس کا ثبوت ہے۔

## (9) باب جواز قتل النساء والصبيان في البيات من غير تعمد

## شب خون مارتے وقت بلاقصد عورتیں اور بچے قتل ہو جائیں تو جائز ہے

۱۱۳۹۔ حديث الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رضي الله عنه' قَالَ: مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ' وَسُئِلَ عَنْ اَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُوْنَ مِنَ

حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مقام ابواء یا ودان میں میرے پاس سے گزرے تو آپ سے پوچھا گیا کہ مشرکین کے جس قبیلے پر شب خوں مارا جائے گا کیا ان کی عورتوں اور بچوں کو

۱۱۳۸۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 147 باب قتل الصبيان في الحرب (3014) مسلم (1744) ترمذی (1569)۔

۱۱۳۹۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 146 باب اهل الدار يبيتون...(3012) مسلم (1745) ابوداود (2672)۔

الْمُشْرِكِيْنَ ' فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ قَالَ: (( هُمْ مِنْهُمْ )) ۔

بھی قتل کرنا درست ہوگا؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی انہی میں سے ہیں۔

**لغوی توضیح** یُبَیِّتُوْنَ تبییت سے ہے، معنی ہے شب خون مارنا، یعنی رات کے وقت جب دشمن غافل ہو اس پر حملہ کر دینا۔

## (10) باب جواز قطع اشجار الکفار وتحریقها

## کافروں کے درخت کاٹنا اور جلانا جائز ہے

۱۱٤۰۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما ' قَالَ : حَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَخْلَ بَنِی النَّضِیْرِ وَقَطَعَ ' وَهِیَ الْبُوَیْرَةُ ' فَنَزَلَتْ ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰی اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے بنی نضیر کے کھجوروں کے باغات جلوا دیئے تھے اور ان کے درختوں کو کٹوا دیا تھا یہ باغات مقام بویرہ میں تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''جو درخت تم نے کاٹ دیئے ہیں یا جنہیں تم نے چھوڑ دیا ہے کہ وہ اپنی جڑوں پر کھڑے رہیں تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا ہے۔'' [الحشر: ۵]

**لغوی توضیح** بَنِی النَّضِیْر یہود کا ایک قبیلہ، جنہوں نے نبی ﷺ سے عہد شکنی کی۔ اَلْبُوَیْرَة مدینہ میں ایک معروف مقام کا نام۔ لِیْنَة کھجور کے درختوں کی ایک قسم۔ معلوم ہوا کہ دورانِ جنگ اگر مسلمانوں کی مصلحت تقاضا کرے اور شدید جنگی ضرورت پیش آ جائے تو پھر پھلدار درخت کاٹے اور جلائے جا سکتے ہیں بصورتِ دیگر (فساد وغیرہ کی غرض سے) ایسا کرنا درست نہیں۔

## (11) باب تحلیل الغنائم هذه الامة خاصة

## امت کے لیے مالِ غنیمت بطورِ خاص حلال کیا گیا ہے۔

۱۱٤۱۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( غَزَا نَبِیٌّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ ' فَقَالَ لِقَوْمِهِ : لَا يَتْبَعْنِی رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ ' وَهُوَ یُرِیْدُ اَنْ یَبْنِیَ بِهَا وَلَمَّا یَبْنِ بِهَا ' وَلَا اَحَدٌ بَنٰی بُیُوْتًا وَلَمْ یَرْفَعْ سُقُوْفَهَا ' وَلَا اَحَدٌ اشْتَرٰی غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ یَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا ' فَدَنَا مِنَ الْقَرْیَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ ' اَوْ قَرِیْبًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ : اِنَّكِ مَاْمُوْرَةٌ وَاَنَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل کے پیغمبروں میں سے ایک نبی (یوشع علیہ السلام) نے غزوہ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی قوم (بنی اسرائیل) سے کہا' کہ میرے ساتھ کوئی ایسا شخص جس نے ابھی نئی شادی کی ہو اور بیوی کے ساتھ کوئی رات بھی نہ گزاری ہو اور وہ رات گزارنا چاہتا ہو اور وہ شخص جس نے گھر بنایا ہو اور ابھی اس کی چھت نہ پاٹ سکا ہو اور وہ شخص جس نے (حاملہ) بکری یا حاملہ اونٹنی خریدی ہو اور اسے ان کے بچے جننے کا انتظار ہو تو (ایسے لوگوں میں سے کوئی بھی) ہمارے ساتھ جہاد میں نہ چلے۔ پھر انہوں نے جہاد کیا' اور جب اس آبادی (اریحا) سے

۱۱٤۰۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 14 باب حدیث بنی النضیر (2326) مسلم (1746) ابن ماجه (2844) ۔
۱۱٤۱۔ البخاری فی: 57 کتاب فرض الخمس: 8 باب قول النبی ﷺ احلت لکم الغنائم (3124) مسلم (1747) ۔

مَأْمُوْرٌ ' اَللّٰهُمَّ ! احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ' فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ ' فَجَائَتْ (يَعْنِي النَّارَ) لِتَأْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا ' فَقَالَ : اِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا ' فَلْيُبَايِعْنِي مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ ' فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهِ ـ فَقَالَ : فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْيُبَايِعْنِي قَبِيْلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهِ فَقَالَ : فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ ـ فَجَاءُوْا بِرَاْسٍ مِثْلِ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوْهَا ' فَجَاءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَاٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا )) ـ

قریب ہوئے تو عصر کا وقت ہو گیا یا اس کے قریب وقت ہوا۔ انہوں نے سورج سے فرمایا کہ تو بھی خدا کا تابع فرمان ہے اور میں بھی اس کا تابع فرمان ہوں۔ اے اللہ! ہمارے لیے اسے اپنی جگہ پر روک دے۔ چنانچہ سورج رک گیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے اموال غنیمت کو جمع کیا اور آگ اسے جلانے کے لیے آئی لیکن جلا نہ سکی۔ اس پر نبی علیہ السلام نے فرمایا' کہ تم میں سے کسی نے مال غنیمت میں چوری کی ہے۔ اس لیے ہر قبیلہ کا ایک آدمی آ کر میرے ہاتھ پر بیعت کرے (جب بیعت کرنے لگے تو) ایک قبیلہ کے شخص کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے ساتھ چمٹ گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ چوری تمہارے ہی قبیلے والوں نے کی ہے۔ اب تمہارے قبیلے کے سب لوگ آئیں اور بیعت کریں۔ چنانچہ اس قبیلے کے دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ اسی طرح ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا' تو آپ نے فرمایا کہ چوری تم لوگوں نے ہی کی ہے۔ (آخر چوری مان لی گئی) اور وہ لوگ گائے کے سر کی طرح سونے کا ایک سر لائے (جو غنیمت میں سے چرالیا گیا تھا) اور اسے مال غنیمت میں رکھ دیا تب آگ آئی اور اسے جلا گئی پھر مال غنیمت اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے جائز قرار دے دی۔ ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھا' اس لیے ہمارے واسطے حلال قرار دے دی۔

**لغوی توضیح** مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ عورت کی شرمگاہ کا مالک بنا، مراد ہے نکاح کیا۔ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وہ اس سے ہم بستری کرنا چاہتا ہے۔ خَلِفَات حاملہ اونٹنیاں۔ فَقَالَ لِلشَّمْسِ انہوں نے سورج سے کہا (اس لیے کہ بروز جمعہ عصر کا وقت ہو گیا تھا اور کچھ ہی دیر میں سورج غروب ہونے والا تھا، جس کے ساتھ ہی ہفتہ کی رات شروع ہونے والی تھی اور یہ معلوم ہے کہ ان کے لیے ہفتہ کی رات اور دن عبادت کا دن تھا جس میں لڑائی جائز نہیں تھی)۔ اِحْبِسْهَا اسے روک دے (اس کی حرکت سست کر دے یا اس کے وقت میں برکت ڈال دے) غُلُوْلًا مال غنیمت میں خیانت۔ لَزِقَتْ چمٹ گیا۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ پہلی امتوں پر مال غنیمت (جو دشمن سے لڑ کر حاصل ہو) حلال نہیں تھا بلکہ آگ آتی اور اسے کھا جاتی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا خصوصی فضل و کرم کرتے ہوئے اسے امت محمدیہ کے لیے حلال قرار دیا ہے۔

## (12) باب الانفال

## مال غنیمت کا بیان

١١٤٢ ـ حديث ابن عمر رضي الله عنهما ' انّ رسول اللّٰه ﷺ بعث سريّة ' فيها عبد اللّٰه ' قبل نجد ' فغنموا ابلا كثيرا ' فكانت سهامهم اثنى عشر بعيرا او احد عشر بعيرا ' ونفّلوا بعيرا بعيرا ـ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ کیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی لشکر کے ساتھ تھے۔ غنیمت کے طور پر اونٹوں کی ایک بڑی تعداد اس لشکر کو ملی۔ اس لیے اس کے ہر سپاہی کو حصے میں بارہ بارہ گیارہ گیارہ اونٹ ملے تھے۔ اور ایک ایک اونٹ مزید انعام میں ملا۔

**لغوی توضیح** فَغَنِمُوْا انہوں نے مال غنیمت حاصل کیا۔ سِهَامُهُمْ جمع ہے سَهْم کی، معنی ہے حصہ۔ نُفِّلُوْا انہیں زیادہ دیا گیا (اس حصے سے جس کے وہ مستحق تھے)۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ حاکم وقت کو اختیار ہے کہ وہ سب غازیوں کو مال غنیمت کے مقررہ حصوں سے زیادہ بھی عطا کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر مناسب سمجھے تو کسی غازی کو بطور خاص اس کی حُسنِ کارکردگی کی بنا پر بھی کوئی چیز اضافی طور پر عنایت کر سکتا ہے۔ [1]

١١٤٣ ـ حديث ابن عمر رضي الله عنهما ' انّ رسول اللّٰه ﷺ كان ينفّل بعض من يبعث من السّرايا لانفسهم خاصّة ' سوى قسم عامّة الجيش ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ بعض مہموں کے موقع پر اس میں شریک ہونے والوں کو غنیمت کے عام حصوں کے علاوہ (خمس وغیرہ میں سے) اپنے طور پر بھی دیا کرتے تھے۔

## (13) باب استحقاق القاتل سلب القتيل

## مقتول کے مال و متاع کا حقدار وہ مجاہد ہے جس نے اسے قتل کیا

١١٤٤ ـ حديث ابي قتادة رضي الله عنه قال: خرجنا مع رسول اللّٰه ﷺ عام حنين ـ فلمّا التقينا كانت للمسلمين جولة ' فرايت رجلا من المشركين علا رجلا من المسلمين فاستدرت حتّى اتيته من ورائه حتّى ضربته بالسّيف على حبل

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ حنین کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پھر جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو (ابتدا میں) اسلامی لشکر ہارنے لگا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ مشرکین کے لشکر کا ایک شخص ایک مسلمان کے اوپر چڑھا ہوا ہے۔ اس لیے میں فوراً ہی گھوم پڑا اور اس کے پیچھے سے آ کر تلوار اس کی گردن پر ماری۔ اب وہ شخص مجھ پر ٹوٹ پڑا' اور مجھے اتنی زور سے اس نے

١١٤٢ ـ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 15 باب ومن الدليل على...(3134) مسلم (1749) حميدى (694) ـ

١١٤٣ ـ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 15 باب ومن الدليل على ...(3135) مسلم (1750) ابوداود (2746)ـ

١١٤٤ ـ البخاري في: 7 كتاب فرض الخمس: 18 باب من لم يخمس...(2100) مسلم (1751) ابن ماجه (2837) ـ

[1] [مسلم (1807) ابو داود (2752)]

عَاتِقِهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ: مَا بَالُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَمْرُ اللّٰهِ - ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا، وَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: (( مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ، فَلَهُ سَلَبُهُ )) فَقُمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ - ثُمَّ قَالَ: (( مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ، فَلَهُ سَلَبُهُ )) فَقُمْتُ فَقُلْتُ: مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ - ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ مِثْلَهُ - فَقَالَ رَجُلٌ: صَدَقَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَسَلَبُهُ عِنْدِي، فَأَرْضِهِ عَنِّي فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضی اللہ عنہ: لَا هَا اللّٰهِ، إِذًا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللّٰهِ، يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ﷺ يُعْطِيكَ سَلَبَهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( صَدَقَ )) فَأَعْطَاهُ، فَبِعْتُ الدِّرْعَ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ، فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ -

بھینچا کہ میری روح جیسے قبض ہونے کو تھی۔ آخر جب اس کو موت نے آ دبوچا' تب کہیں جا کر اس نے مجھے چھوڑا۔ اس کے بعد مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ملے تو میں نے ان سے پوچھا کہ مسلمان اب کس حالت میں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جو اللہ کا حکم تھا وہی ہوا لیکن مسلمان ہارنے کے بعد پھر مقابلہ پر سنبھل گئے تو نبی ﷺ بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ جس نے بھی کسی کافر کو قتل کیا ہو اور اس پر وہ گواہ بھی پیش کر دے تو مقتول کا سارا ساز و سامان اسے ہی ملے گا۔ (ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا) میں بھی کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ میری طرف سے کون گواہی دے گا؟ (کہ میں نے اس شخص کو قتل کیا تھا) لیکن (جب کوئی نہ اٹھا تو) میں بیٹھ گیا۔ پھر دوبارہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (آج) جس نے کسی کافر کو قتل کیا اور اس پر اس کی طرف سے کوئی گواہ بھی ہو تو مقتول کا سارا سامان اسے ملے گا۔ اس مرتبہ پھر میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میری طرف سے کون گواہی دے گا؟ اور پھر مجھے (گواہ نہ ملنے کی وجہ سے) بیٹھنا پڑا۔ تیسری مرتبہ پھر رسول اللہ ﷺ نے وہی ارشاد دہرایا اور اس مرتبہ جب میں کھڑا ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے خود ہی دریافت فرمایا' کس چیز کے متعلق کہہ رہے ہو' ابوقتادہ؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سارا واقعہ بیان کر دیا' تو ایک صاحب (اسود بن خزاعی اسلمی) نے بتایا کہ ابوقتادہ سچ کہتے ہیں' یا رسول اللہ! اور اس مقتول کا سامان میرے پاس محفوظ ہے۔ اور میرے حق میں انہیں راضی کر دیجئے (کہ وہ مقتول کا سامان مجھ سے نہ لیں) لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! اللہ کے ایک شیر کے ساتھ' جو اللہ اور اس کے رسول کے لیے لڑے آپ ﷺ ایسا نہیں کریں گے کہ اس کا سامان تمہیں دے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر نے سچ کہا ہے۔ پھر آپ نے سامان حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا

کہ پھر اس کی زرہ بیچ کر میں نے بنی سلمہ میں ایک باغ خرید لیا۔ اور یہ پہلا مال تھا جو اسلام لانے کے بعد میں نے حاصل کیا تھا۔

**لغوی توضیح:** جَوْلَةٌ اضطراب، شکست و فرار (یہ چیز لشکر کے بعض حصوں میں تھی سارے لشکر میں نہیں)۔ حَبْلِ عَاتِقِهِ اس کی گردن کا پٹھہ۔ فَلَهُ سَلَبُهُ اس کے لیے اس سے چھینا ہوا مال ہے (یعنی جو کچھ بھی کافر مقتول کے پاس ہو، کپڑے، زرہ وغیرہ)۔ تَأَثَّلْتُهُ میں نے حاصل کیا۔

**فہم الحدیث:** یہ اور آئندہ حدیث ثبوت ہے کہ مقتول کافر سے چھینا ہوا مال اسے قتل کرنے والے مجاہد کو دیا جائے گا۔

١١٤٥ - حديث عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ، فَنَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَشِمَالِي، فَإِذَا أَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيثَةٍ أَسْنَانُهُمَا۔ تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَضْلَعَ مِنْهُمَا، فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا، فَقَالَ: يَا عَمِّ! هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، مَا حَاجَتُكَ إِلَيْهِ يَا ابْنَ أَخِي؟ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا۔ فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ۔ فَغَمَزَنِي الْآخَرُ، فَقَالَ لِي مِثْلَهَا۔ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ، قُلْتُ: أَلَا إِنَّ هٰذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتُمَانِي فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا، فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلَاهُ، ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخْبَرَاهُ، فَقَالَ: ((أَيُّكُمَا قَتَلَهُ؟)) قَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ،

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں، میں صف کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ میں نے جو دائیں بائیں جانب دیکھا تو میرے دونوں طرف قبیلہ انصار کے دو نو عمر لڑکے تھے۔ میں نے آرزو کی، کاش! میں ان سے زبردست، زیادہ عمر والوں کے بیچ میں ہوتا۔ ایک نے میری طرف اشارہ کیا، اور پوچھا، چچا! آپ ابوجہل کو بھی پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! لیکن بیٹے، تم لوگوں کو اس سے کیا کام ہے؟ لڑکے نے جواب دیا، مجھے معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مجھے وہ مل گیا تو اس وقت تک میں اس سے جدا نہ ہوں گا جب تک ہم میں سے کوئی، جس کی قسمت میں پہلے مرنا ہوگا، مر نہ جائے۔ مجھے اس پر بڑی حیرت ہوئی۔ پھر دوسرے نے اشارہ کیا اور وہی باتیں اس نے بھی کہیں۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ مجھے ابوجہل دکھائی دیا، جو لوگوں میں (کفار کے لشکر میں) گھومتا پھر رہا تھا۔ میں نے ان لڑکوں سے کہا کہ جس کے متعلق تم لوگ مجھ سے پوچھ رہے تھے، وہ سامنے (پھرتا ہوا نظر آ رہا ہے) دونوں نے اپنی تلواریں سنبھالیں اور اس پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو خبر دی۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اسے مارا ہے؟ دونوں نوجوانوں نے کہا کہ میں نے قتل

١١٤٥ - البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 18 باب من لم يخمس...(3141) مسلم (1752) ابو يعلى (866)۔

فَقَالَ (( هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟ )) قَالَا : لَا فَنَظَرَ فِي السَّيْفَيْنِ ' فَقَالَ: (( كِلَا كُمَا قَتَلَهُ ' سَلَبُهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ )) وَكَانَا مُعَاذَ بْنَ عَفْرَاءَ وَمُعَاذَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ ۔

کیا ہے۔اس لیے آپ نے ان سے پوچھا کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کرلی ہیں؟انہوں نے عرض کیا کہ نہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے دونوں تلواروں کو دیکھا۔اور فرمایا کہ تم دونوں ہی نے اسے مارا ہے۔ اور اس کا سارا سامان معاذ بن عمرو بن جموح کو ملے گا۔ وہ دونوں نوجوان معاذ بن عفرا اور معاذ بن عمرو بن جموح (رضی اللہ عنہم) تھے۔

**لغوی توضیح** حَدِيثَةٍ أَسْنَانُهُمَا نوعمر لڑکے۔أَضْلَعَ زیادہ قوی۔فَغَمَزَنِي اس نے مجھے اشارہ کیا۔لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ نہیں جدا ہوگا میرا جسم اس کے جسم سے۔فَلَمْ أَنْشَبْ نہیں میں ٹھہرا۔يَجُولُ گھوم پھر رہا ہے۔فَابْتَدَرَاهُ وہ دونوں اس کی طرف دوڑے۔

## (15) باب حكم الفيء

## مال فی کا حکم

١١٤٦۔ حديث عُمَرَ ﷺ قَالَ : كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ ﷺ مِمَّا لَمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ خَاصَّةً ' وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ ' ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ ' عُدَّةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنو نضیر کے اموال (باغات وغیرہ) ان میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو بغیر لڑے دے دیا تھا۔مسلمانوں نے ان کے حاصل کرنے کے لیے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔تو یہ اموال خاص طور سے رسول اللہ ﷺ ہی کے تھے جن میں سے آپ اپنی ازواج مطہرات کو سالانہ نفقہ کے طور پر بھی دے دیتے تھے اور باقی ہتھیار اور گھوڑوں پر خرچ کرتے تھے تاکہ اللہ کے راستے میں ہر وقت تیاری رہے۔

**لغوی توضیح** أَفَاءَ عطاء کیا۔مالِ فے اس مال کو کہتے ہیں جو بغیر جنگ کیے دشمن سے حاصل ہو۔يُوجِفْ دوڑائے۔خَيْل گھوڑوں کی جماعت۔رِكَاب وہ اونٹ جن پر جہاد وغیرہ کے لیے سوار ہوا جاتا ہے۔الْكُرَاع بھی گھوڑوں اور اسلحہ جات کے لیے استعمال ہوتا ہے۔عُدَّة جنگ کی تیاری کے لیے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ مالِ فے مالِ غنیمت کی طرح خمس نکال کر باقی مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا جائے گا' بلکہ اس کا مصرف خود رسول اللہ ﷺ' آپ کے قرابت دار اور یتامیٰ و مساکین ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے غزوہ بنو نضیر سے حاصل ہونے والے مالِ فے (کھجوروں کے درختوں) کو اپنے اور اپنی ازواج کے خرچے کے لیے مخصوص کر رکھا تھا اور اگر کچھ بچ جاتا تو اسے جہاد فی سبیل اللہ میں صرف فرما دیتے۔رسول اللہ ﷺ کے بعد مالِ فے کو یتامیٰ و مساکین محتاج مسافروں' جہادِ فی سبیل اللہ' دعوتِ توحید کی نشر و اشاعت اور دیگر مسلمانوں کے مصالح کے لیے صرف کیا جا سکتا ہے۔

---

١١٤٦ ۔ البخاري في: 34 كتاب الجهاد والسير: 80 باب المجن من يتترس بترس صاحبه (2904) مسلم (1757) ۔

١١٤٧ ـ حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ، عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ، دَعَاهُ جَاءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا، فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَاَدْخِلْهُمْ فَلَبِثَ قَلِيْلًا، ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ يَسْتَأْذِنَانِ؟ قَالَ: نَعَمْ ـ فَلَمَّا دَخَلَا قَالَ عَبَّاسٌ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا، وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِي اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ، فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ ـ فَقَالَ الرَّهْطُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَاَرِحْ اَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ ـ فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدُوْا، اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِاِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ! هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) يُرِيْدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ؟ قَالُوْا: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ، فَقَالَ: اَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ! هَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ ـ قَالَ: فَاِنِّي اُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْاَمْرِ، اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهُ ﷺ فِي هَذَا

مالک بن اوس بن حدثان النصری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تھا۔ (وہ ابھی امیر المومنین کی خدمت میں موجود تھے) کہ امیر المومنین کے چوکیدار یرفا آئے اور عرض کیا کہ عثمان بن عفان، عبدالرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص اندر آنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ کی طرف سے انہیں اجازت ہے؟ امیر المومنین نے فرمایا کہ ہاں، انہیں اندر بلالو۔ تھوڑی دیر بعد یرفا پھر آئے اور عرض کیا عباس اور علی بھی اجازت چاہتے ہیں۔ کیا انہیں اندر آنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، جب یہ دونوں بزرگ بھی اندر تشریف لے آئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا۔ امیر المومنین! میرا اور ان (علی رضی اللہ عنہ) کا فیصلہ کر دیجئے۔ وہ دونوں اس جائیداد کے بارے میں جھگڑ رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مال بنونضیر سے فے کے طور پر دی تھی۔ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے کو سخت سست کہا اور ایک دوسرے پر تنقید کی تو حاضرین بولے، امیر المومنین! آپ ان دونوں بزرگوں کا فیصلہ کر دیں تا کہ دونوں میں کوئی جھگڑا باقی نہ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، جلدی نہ کیجئے۔ میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہماری (انبیا کی) وراثت تقسیم نہیں ہوتی، جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اور اس سے حضور ﷺ کی مراد خود اپنی ذات سے تھی؟ حاضرین بولے کہ جی ہاں، حضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ پھر حضرت عمر، حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا، میں آپ دونوں سے بھی اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا

---

١١٤٧ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 14 باب حديث بني النضير ـ

الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ اَحَدًا غَيْرَهُ ' فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ ﴿ وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ ﴾ اِلٰى قَوْلِهٖ ۔ قَدِيْرٌ ۔ فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ثُمَّ وَاللّٰهِ ! مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ ' لَقَدْ اَعْطَاكُمُوْهَا وَقَسَمَهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ مِنْهَا ' فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ' ثُمَّ يَاْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ ۔ فَعَمِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَيَاتَهُ ۔ ثُمَّ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ : فَاَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَضَهُ اَبُوْ بَكْرٍ ' فَعَمِلَ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ فَاَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ ' وَقَالَ : تَذْكُرَانِ اَنَّ اَبَابَكْرٍ فِيْهِ كَمَا تَقُوْلَانِ ' وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهٗ فِيْهِ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ۔ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَابَكْرٍ ' فَقُلْتُ : اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِيْ بَكْرٍ ' فَقَبَضْتُهٗ سَنَتَيْنِ مِنْ اِمَارَتِيْ اَعْمَلُ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ ' وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ فِيْهِ صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ۔ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ تُكَلِّمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ ' وَاَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ ' فَجِئْتَنِيْ ( يَعْنِيْ عَبَّاسًا )

ہوں۔ کیا آپ کو بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی؟ ان دونوں بزرگوں نے جواب ہاں میں دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' پھر میں آپ لوگوں سے اس معاملے پر گفتگو کرتا ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس مال فے میں سے (جو بنونضیر سے ملا تھا) آپ کو خاص طور پر عطا فرمادیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ ''ان (بنونضیر) کے مالوں سے جو اللہ نے اپنے رسول کو دیا ہے تو تم نے اس کے لیے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے (یعنی جنگ نہیں کی) بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جس پر چاہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''۔[الحشر:٦] تو یہ مال خاص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا۔ لیکن خدا کی قسم! حضور ﷺ نے تمہیں نظر انداز کر کے اپنے لیے مخصوص نہیں فرمایا تھا۔ نہ تم پر اپنی ذات کو ترجیح دی تھی۔ پہلے اس مال میں سے تمہیں دیا اور تم میں اس کی تقسیم کی اور آخر اس فے میں سے یہ جائیداد بچ گئی تھی۔ پس آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کا سالانہ خرچ بھی اسی میں سے نکالتے تھے۔ اور جو کچھ اس میں سے باقی بچتا اسے آپ اللہ تعالیٰ کے مال کے مصارف میں خرچ کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں یہ جائیداد انہی مصارف پر خرچ کی۔ پھر جب آپ کی وفات ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ بنایا گیا ہے۔ اس لیے انہوں نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا اور اسے انہی مصارف میں خرچ کرتے رہے جس میں رسول اللہ ﷺ خرچ کیا کرتے تھے اور آپ لوگ یہیں موجود تھے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا' جیسا کہ آپ لوگوں کو بھی اس کا اقرار ہے۔ اور اللہ کی قسم! وہ اپنے اس طرز عمل میں سچے' مخلص' صحیح راستے پر اور حق کی پیروی

فَقُلْتُ لَكُمَا : إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : ((لَا نُوْرَثُ ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) فَلَمَّا بَدَا لِي أَنْ أَدْفَعَهُ إِلَيْكُمَا ، قُلْتُ : إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا ، عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهُ ، لَتَعْمَلَانِّ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ ، وَمَا عَمِلْتُ فِيْهِ مُذْ وَلِيتُهَا ، وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي فَقُلْتُمَا : ادْفَعْهُ إِلَيْنَا بِذٰلِكَ ، فَدَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا ، أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ ؟ فَوَاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ ! لَا أَقْضِي فِيْهِ بِقَضَاءٍ غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهُ فَادْفَعَا إِلَيَّ ، أَنَا أَكْفِيْكُمَاهَا ۔

کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی اٹھالیا' میں نے کہا کہ چونکہ مجھے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بنایا گیا ہے۔اس لیے میں اس جائیداد پر اپنی خلافت کے دو سالوں سے قابض ہوں اور اسے انہی مصارف میں صرف کرتا ہوں جن میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بھی اپنے طرزِ عمل میں سچا' مخلص' صحیح راستے پر اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں۔ پھر آپ دونوں میرے پاس آئے ہیں۔آپ دونوں ایک ہی ہیں اور آپ کا معاملہ بھی ایک ہے۔ پھر آپ میرے پاس آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے تھی تو میں نے آپ دونوں کے سامنے یہ بات صاف کہہ دی تھی کہ رسول ﷺ فرما گئے تھے کہ ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے پھر جب وہ جائیداد بطورِ انتظام میں آپ دونوں کو دے دوں تو میں نے آپ سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں یہ جائیداد آپ کو دے سکتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کئے ہوئے عہد کی تمام ذمہ داریوں کو آپ پورا کریں۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور خود میں نے' جب سے میں خلیفہ بنا ہوں' اس جائیداد کے معاملہ میں کس طرزِ عمل کو اختیار کیا ہوا ہے۔ اگر یہ شرط آپ کو منظور نہ ہو تو پھر مجھ سے اس کے بارے میں آپ لوگ بات نہ کریں۔ آپ لوگوں نے اس پر کہا کہ ٹھیک ہے۔ آپ اسی شرط پر وہ جائیداد ہمارے حوالے کر دیں۔ چنانچہ میں نے اسے آپ لوگوں کے حوالے کر دیا۔ کیا آپ حضرات اس کے سوا کوئی اور فیصلہ اس سلسلے میں مجھ سے کروانا چاہتے ہیں؟ اس اللہ کی قسم جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں! قیامت تک میں اس کے سوا کوئی اور فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اگر آپ لوگ (شرط کے مطابق اس کے انتظام سے) عاجز

ہیں تو وہ جائیداد مجھے واپس کر دیں۔ میں خود اس کا انتظام کرلوں گا۔

**لغوی توضیح:** حَاجِب چوکیدار۔ اِتَّئِدَا صبر کرو۔ اَنْشُدُکُمْ بِاللّٰهِ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں۔

**فہم الحدیث:** یہ حدیث ثبوت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وہ مال علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو دے دیا تھا (تا کہ وہ اس کی نگرانی کریں اس لیے نہیں کہ وہ اس کے مالک بن جائیں کیونکہ وہ وقف مال تھا)۔ پھر وہ مال علی رضی اللہ عنہ کی زیر نگرانی رہا، پھر عباس رضی اللہ عنہ کے پاس، پھر حسن رضی اللہ عنہ، پھر حسین رضی اللہ عنہ، پھر علی بن حسین، پھر زید بن حسن، پھر عبداللہ بن حسن کے پاس حتی کہ عباسی دورِ خلافت آیا تو حاکم وقت کا اس پر قبضہ ہو گیا اور حاکم وقت اس کا منافع حاجت مندوں میں تقسیم کرتا، بالآخر حالات تبدیل ہو گئے اور آج اس کا کچھ پتہ نہیں۔[1]

## (16) باب قول النبی ﷺ لا نورث ما ترکنا فھو صدقة

## نبی ﷺ کا فرمان کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہمارا ترکہ صدقہ ہے

١١٤٨۔ حديث عَائِشَةَ ' اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ ' حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' اَرَدْنَ اَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ اِلَى اَبِي بَكْرٍ يَسْاَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ ' فَقَالَتْ عَائِشَةُ : اَلَيْسَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( لَا نُوْرَثُ ' مَاتَرَكْنَا صَدَقَةٌ ؟ )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی بیویوں نے چاہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی میراث طلب کرنے کے لیے بھیجیں۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یاد دلایا کیا آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں تو وہ سب صدقہ ہے۔

**لغوی توضیح:** مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ ہم (انبیاء) جو بھی چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ یعنی اللہ کی راہ میں وقف ہے، اس کا کوئی وارث نہیں بلکہ اس کا منافع و آمدنی صرف آپ ﷺ کی بیویوں، اقرباء اور مسلمانوں کے مصلحت کے کاموں میں صرف ہو گی۔

١١٤٩۔ حديث عَائِشَةَ رضی الله عنها' اَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ' بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ ' اَرْسَلَتْ اِلَى اَبِي بَكْرٍ تَسْاَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( لَا نُوْرَثُ ' مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ )) اِنَّمَا يَاْكُلُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھیجا اور اپنی میراث کا مطالبہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس مال سے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ اور فدک میں عنایت فرمایا تھا اور خیبر کا جو پانچواں حصہ رہ گیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا تھا کہ ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے البتہ آل محمد ﷺ اسی مال سے کھاتی رہے گی اور

١١٤٨۔ البخاري في: 85 كتاب الفرائض: 3 باب قول النبي ﷺ: لا نورث ...(6730) مسلم (1758) ابوداود (2976)۔

١١٤٩۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (3092) مسلم (1759) نسائی (4152)۔

[1] [منة المنعم في شرح مسلم (3/ 186)]

آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي هَذَا الْمَالِ وَإِنِّي وَاللَّهِ ! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ، وَلَاعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَاَبَى اَبُو بَكْرٍ اَنْ يَدْفَعَ اِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا ۔ فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى اَبِي بَكْرٍ فِي ذَلِكَ، فَهَجَرَتْهُ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ ۔ وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا اَبَا بَكْرٍ، وَصَلَّى عَلَيْهَا ۔ وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ ۔ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوْهَ النَّاسِ، فَالْتَمَسَ مُصَالِحَةَ اَبِي بَكْرٍ وَ مُبَايَعَتَهُ، وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْكَ الْاَشْهُرَ ۔ فَاَرْسَلَ اِلَى اَبِي بَكْرٍ : اَنِ ائْتِنَا، وَلَا يَاْتِنَا اَحَدٌ مَعَكَ (كَرَاهِيَةً لِمَحْضَرِ عُمَرَ) فَقَالَ عُمَرُ : لَا، وَاللَّهِ ! لَا تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ : وَمَا عَسَيْتُهُمْ اَنْ يَفْعَلُوْا بِي؟ وَاللَّهِ ! لَآتِيَنَّهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ، فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ، فَقَالَ : اِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا اَعْطَاكَ اللَّهُ، وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللَّهُ اِلَيْكَ، وَلَكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْاَمْرِ، وَكُنَّا نَرَى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ نَصِيبًا حَتَّى

میں خدا کی قسم جو صدقہ حضور ﷺ چھوڑ گئے ہیں اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں کروں گا جس حال میں وہ آنحضرت ﷺ کے عہد میں تھا اب بھی اسی طرح رہے گا اور اس (کی تقسیم وغیرہ) میں مَیں بھی وہی طرز عمل اختیار کروں گا جو رسول اللہ ﷺ کا اپنی زندگی میں تھا۔ غرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ بھی دینا منظور نہ کیا اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے خفا ہو گئیں اور ان سے ترکِ ملاقات کر لیا اور اس کے بعد وفات تک ان سے کوئی گفتگو نہ کی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے بعد چھ مہینے تک زندہ رہیں جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات میں دفن کر دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہیں دی اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب تک زندہ رہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لوگ بہت توجہ رکھتے رہے لیکن ان کی وفات کے بعد انہوں نے دیکھا کہ اب لوگوں کے منہ ان کی طرف سے پھرے ہوئے ہیں اس وقت انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے صلح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا چاہا۔ اس سے پہلے چھ ماہ تک انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی پھر انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ صرف تنہا آئیں اور کسی کو اپنے ساتھ نہ لائیں۔ ان کو یہ منظور نہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ آئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کی قسم آپ تنہا ان کے پاس نہ جائیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں وہ میرے ساتھ کیا کریں گے۔ میں تو خدا کی قسم! ضرور ان کے پاس جاؤں گا۔ آخر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خدا کو گواہ کیا اس کے بعد فرمایا آپ کے فضل وکمال اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشا ہے سب کا ہمیں اقرار ہے جو خیر و امتیاز آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا ہم نے اس میں کوئی ریس بھی نہیں

فَاضَتْ عَيْنَا اَبِي بَكْرٍ ۔ فَلَمَّا تَكَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ! لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي ، وَاَمَّا الَّذِي شَجَرَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَمْوَالِ فَلَمْ آلُ فِيْهَا عَنِ الْخَيْرِ ، وَلَمْ اَتْرُكْ اَمْرًا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُهُ فِيْهَا اِلَّا صَنَعْتُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ لِاَبِي بَكْرٍ : مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةُ لِلْبَيْعَةِ ۔ فَلَمَّا صَلَّى اَبُوْ بَكْرٍ الظُّهْرَ ، رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ ، وَذَكَرَ شَاْنَ عَلِيٍّ وَتَخَلُّفَهُ عَنِ الْبَيْعَةِ وَعُذْرَهُ بِالَّذِي اعْتَذَرَ اِلَيْهِ ۔ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ ، وَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ ، فَعَظَّمَ حَقَّ اَبِي بَكْرٍ ، وَحَدَّثَ اَنَّهُ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِي صَنَعَ ، نَفَاسَةً عَلَى اَبِي بَكْرٍ ، وَلَا اِنْكَارًا لِلَّذِي فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهِ وَلٰكِنَّا نَرَى لَنَا فِي هٰذَا الْاَمْرِ نَصِيْبًا ، فَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا ، فَوَجَدْنَا فِي اَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ ، وَقَالُوْا : اَصَبْتَ ۔ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَى عَلِيٍّ قَرِيْبًا ، حِيْنَ رَاجَعَ الْاَمْرَ الْمَعْرُوْفَ ۔

کی، لیکن آپ نے ہمارے ساتھ زیادتی کی (کہ خلافت کے معاملہ میں ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی قرابت کی وجہ سے اپنا حق سمجھتے تھے (کہ آپ ہم سے مشورہ کرتے) حضرت ابوبکر ؓ پر ان باتوں سے گریہ طاری ہوگیا اور جب بات کرنے کے قابل ہوئے تو فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! رسول اللہ ﷺ کی قرابت کے ساتھ صلہ رحمی مجھے اپنی قرابت سے زیادہ عزیز ہے لیکن میرے اور آپ لوگوں کے درمیان ان اموال کے سلسلے میں جو اختلاف ہوا ہے تو میں اس میں حق اور خیر سے نہیں ہٹا ہوں اور اس سلسلہ میں جو راستہ میں نے حضور ﷺ کا دیکھا خود میں نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ حضرت علی ؓ نے اس کے بعد حضرت ابوبکر ؓ سے کہا کہ دوپہر کے بعد میں آپ سے بیعت کروں گا چنانچہ ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر حضرت ابوبکر ؓ منبر پر آئے اور خطبہ کے بعد حضرت علی ؓ کے معاملے کا اور ان کے اب تک بیعت نہ کرنے کا ذکر کیا اور وہ عذر بھی بیان کیا جو حضرت علی ؓ نے پیش کیا تھا پھر حضرت علی ؓ نے استغفار اور شہادت کے بعد حضرت ابوبکر ؓ کا حق اور ان کی بزرگی بیان کی اور فرمایا کہ جو کچھ میں نے کیا ہے اس کا باعث حضرت ابوبکر ؓ سے حسد نہیں تھا اور نہ ان کے اس فضل وکمال کا انکار مقصود تھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا۔ یہ بات ضرور تھی کہ ہم اس معاملہ خلافت میں اپنا حق سمجھتے تھے (کہ ہم سے مشورہ لیا جاتا) ہمارے ساتھ یہی زیادتی ہوئی تھی جس سے ہمیں رنج پہنچا۔ مسلمان اس واقعہ پر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ آپ نے درست فرمایا۔ جب حضرت علی ؓ نے اس معاملہ میں یہ مناسب راستہ اختیار کرلیا تو مسلمان ان سے خوش ہوگئے اور حضرت علی ؓ سے اور زیادہ محبت کرنے لگے جب دیکھا کہ انہوں نے اچھی بات اختیار کرلی ہے۔

# کتاب الجہاد

**لغوی توضیح:** مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ اللہ تعالیٰ نے جو مال آپ کو مدینہ میں عطا کیا (یعنی بنونضیر کی زمین)۔ فَدَكٍ خیبر اور مدینہ کے درمیان وہ باغ جس پر یہود نے آپ ﷺ سے مصالحت کی اور امان طلب کی۔ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ اور جو خیبر کے خمس سے باقی تھا (مراد ہے خیبر کی زمین کا نصف کیونکہ آپ ﷺ نے اس کا نصف اپنے لیے خاص کیا تھا، یہاں غالباً خمس اس لیے بولا گیا ہے کیونکہ آپ کا مصرف خمس ہی تھا)۔ اسْتَبْدَدْتَ آپ نے زیادتی کی۔ فَلَمْ آلُ میں نے کوئی کمی، کوتاہی نہیں کی۔ نَفَاسَةً حسد کرتے ہوئے۔

۱۱۵۰۔ حديث عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضى الله عنها ' اَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ' ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' سَأَلَتْ اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقَ ' بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيْرَاثَهَا مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ۔ فَقَالَ لَهَا اَبُوْ بَكْرٍ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ )) فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَهَجَرَتْ اَبَا بَكْرٍ ' فَلَمْ تَزَلْ مُهَاجِرَتَهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِتَّةَ اَشْهُرٍ قَالَتْ : وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَسْاَلُ اَبَابَكْرٍ نَصِيْبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ وَفَدَكٍ ' وَصَدَقَتُهُ بِالْمَدِيْنَةِ ۔ فَاَبٰى اَبُوْ بَكْرٍ عَلَيْهَا ذٰلِكَ ۔ وَقَالَ : لَسْتُ تَارِكًا شَيْئًا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْمَلُ بِهِ اِلَّا عَمِلْتُ بِهِ ' فَاِنِّيْ اَخْشٰى ' اِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ اَمْرِهِ ' اَنْ اَزِيْغَ ' فَاَمَّا صَدَقَتُهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَدَفَعَهَا عُمَرُ اِلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَاَمَّا خَيْبَرُ وَفَدَكٌ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے اس ترکہ سے انہیں ان کی میراث کا حصہ دلایا جائے جو اللہ نے آپ ﷺ کو مالِ فے کی صورت میں دیا تھا (جیسے فدک وغیرہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے (اپنی حیات میں) فرمایا تھا کہ ہمارا (گروہ انبیا علیہم السلام کا) ورثہ تقسیم نہیں ہوتا' ہمارا ترکہ صدقہ ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر غصہ ہوگئیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ترکِ ملاقات کی اور وفات تک ان سے نہ ملیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد چھ مہینے زندہ رہی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے خیبر اور فدک اور مدینہ کے صدقے کی وراثت کا مطالبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کیا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس سے انکار تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں کسی بھی ایسے عمل کو نہیں چھوڑ سکتا جسے رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی میں کرتے رہے تھے۔ میں ہر ایسے عمل کو ضرور کروں گا۔ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے حضورِ اکرم ﷺ کا کوئی بھی عمل چھوڑا تو میں حق سے منحرف ہو جاؤں گا۔ (حضرت عائشہ نے کہا کہ) پھر رسول اللہ ﷺ کا مدینہ کا جو صدقہ تھا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو (اپنے عہد خلافت میں) دے دیا۔ البتہ خیبر اور فدک کی جائیداد کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روک رکھا۔ اور فرمایا کہ یہ دونوں اشیاء رسول اللہ ﷺ

۱۱۵۰۔ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 1 باب فرض الخمس ۔

فَامْسَكَهَا عُمَرُ، وَقَالَ: هُمَا صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَتَا لِحُقُوْقِهِ الَّتِي تَعْرُوْهُ وَنَوَائِبِهِ، وَاَمْرُهُمَا اِلَى مَنْ وَلِيَ الْاَمْرَ. فَهُمَا عَلَى ذٰلِكَ اِلَى الْيَوْمِ۔

کا صدقہ ہیں اوران حقوق کے لیے جو وقتی طور پر پیش آتے یا وقتی حادثات کے لیے رکھی تھیں۔ یہ جائیدادیں اس شخص کے اختیار میں رہیں گی جو خلیفہ وقت ہو۔ (زہریؒ نے کہا) چنانچہ ان دونوں جائیدادوں کا انتظام آج تک (بذریعہ حکومت) اسی طرح ہوتا چلا آتا ہے۔

**لغوی توضیح** اَنْ اَزِیْغَ کہ میں منحرف ہو جاؤں۔ تَعْرُوْهُ آپ کو پیش آتے ہیں۔ نَوَائِب درپیش حادثات۔

١١٥١۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقْتَسِمْ وَرَثَتِي دِيْنَارًا، مَاتَرَكْتُ، بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمَئُوْنَةِ عَامِلِي، فَهُوَ صَدَقَةٌ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی میرے وارث ہیں وہ روپیہ اشرفی اگر میں چھوڑ جاؤں تو تقسیم نہ کریں، وہ میری بیویوں کا خرچ اور جائیداد کا اہتمام کرنے والے کا خرچ نکالنے کے بعد صدقہ ہے۔

**لغوی توضیح** مُؤْنَة خرچہ۔ عَامِلِیْ میرا عامل، یعنی اہل ارض کا نگران یا میرے بعد مقرر ہونے والا خلیفہ۔

## (19) باب ربط الاسير وحبسه وجواز المن عليه

## قیدی کو باندھنا یا قید کرنا یا اس کو فدیہ کے بغیر احسان کی خاطر چھوڑ دینا جائز ہے

١١٥٢۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ، فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) فَقَالَ: عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ! اِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ، وَاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ حَتَّى كَانَ الْغَدُ۔ ثُمَّ قَالَ لَهُ: ((مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟)) قَالَ: مَا قُلْتُ لَكَ، اِنْ تُنْعِمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے۔ وہ قبیلہ بنو حنیفہ کے (سرداروں میں سے) ایک شخص ثمامہ بن اثال کو پکڑ کر لائے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا، حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور پوچھا ثمامہ تو کیا سمجھتا ہے (میں تیرے ساتھ کیا کروں گا) اس نے کہا محمد! میرے پاس خیر ہے (اس کے باوجود) اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خون والے کو قتل کریں گے اور آپ مجھ پر احسان کریں گے تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو (احسان کرنے والے کا) شکریہ ادا کرتا ہے، لیکن اگر آپ کو مال مطلوب ہو تو جتنا چاہیں مجھ سے مال طلب کر سکتے ہیں۔ حضور ﷺ وہاں سے چلے آئے۔ دوسرے دن آپ ﷺ نے پھر پوچھا ثمامہ اب تو کیا سمجھتا ہے! اس نے کہا، وہی جو میں پہلے کہہ چکا

---

١١٥١۔ البخاري في: 55 كتاب الوصايا: 32 باب نفقة القيم للوقف (2776) مسلم (1760) ابو داود (2974)۔

١١٥٢۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 70 باب وفد بني حنيفة وحديث ثمامة ابن اثال (462) مسلم (1764)۔

تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ ۔ فَتَرَكَهُ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ ۔ فَقَالَ: (( مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟ )) فَانْطَلَقَ إِلَى نَجْلٍ قَرِيْبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ' ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ : اَشْهَدُ اَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ ' وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ يَامُحَمَّدُ ! وَاللّٰهِ ! مَا كَانَ عَلَى الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ ' فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُكَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ إِلَيَّ ۔ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ اَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ ' فَاَصْبَحَ دِيْنُكَ اَحَبَّ الدِّيْنِ إِلَيَّ ' وَاللّٰهِ ! مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ ' فَاَصْبَحَ بَلَدُكَ اَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ ' وَاِنَّ خَيْلَكَ اَخَذَتْنِي وَاَنَا اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ ' فَمَاذَا تَرَى؟ فَبَشَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَرَهُ اَنْ يَعْتَمِرَ ' فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ ' قَالَ قَائِلٌ : صَبَوْتَ قَالَ : لَا ' وَلَكِنْ اَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَلَا ' وَاللّٰهِ ! لَا يَأْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَاْذَنَ فِيْهَا النَّبِيُّ ﷺ۔

ہوں کہ اگر آپ نے احسان کیا تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکر ادا کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ پھر چلے گئے۔ تیسرے دن پھر آپ نے اس سے پوچھا اب تو کیا سمجھتا ہے ثمامہ؟ اس نے کہا کہ وہی جو میں آپ سے پہلے کہہ چکا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو ( رسی کھول دی گئی ) تو وہ مسجد نبوی سے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کر کے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور پڑھا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللــــہ اور کہا اے محمد! اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ میرے لئے برا نہیں تھا لیکن آج آپ کے چہرے سے زیادہ مجھے کوئی چہرہ محبوب نہیں۔ اللہ کی قسم کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا' لیکن آج آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور عزیز ہے۔ اللہ کی قسم کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مجھے برا نہیں لگتا تھا لیکن آج آپ کا شہر میرا سب سے زیادہ محبوب شہر ہے۔ آپ کے سواروں نے مجھے پکڑا تو میں عمرہ کا ارادہ کر چکا تھا۔ آپ کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بشارت دی اور عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ پہنچے تو کسی نے کہا کہ وہ بے دین ہو گئے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں اور خدا کی قسم' اب تمہارے یہاں یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک نبی ﷺ اجازت نہ دے دیں۔

**لغوی توضیح** خَيْلًا کچھ گھڑ سوار۔ سَارِيَة ستون۔ اِنْ تَقْتُلْنِيْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو خون والے کو قتل کریں گے (یعنی میرا بدلہ لینے والے بہت لوگ ہیں)۔ صَبَوْتَ تو بے دین ہو گیا ہے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نرمی و احسان کی بڑی تاثیر ہے کہ اس سے شدید نفرت شدید محبت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرک کا جسم پلید نہیں، اسی لیے نبی ﷺ نے ثمامہ کو مسجد میں باندھنے کا حکم دیا۔

## (20) باب اجلاء اليهود من الحجاز

## یہودیوں کو حجاز سے نکال دینے کا بیان

١١٥٣ ـ حديث أبي هريرة ﷺ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: ((انْطَلِقُوْا إِلَى يَهُوْدَ)) فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ الْمِدْرَاسِ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَادَاهُمْ: ((يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ! أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا)) فَقَالُوْا: قَدْ بَلَّغْتَ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ: ((ذَلِكَ أُرِيْدُ)) ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ فَقَالُوْا: قَدْ بَلَّغْتَ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ! ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: ((اعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَإِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ، فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ، وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا إِنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم مسجد میں تھے اور رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہودیوں کے پاس چلو۔ ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے اور جب ہم بیت المدراس کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے انہیں آواز دی اے قوم یہود! اسلام لاؤ تم محفوظ ہو جاؤ گے۔ یہودیوں نے کہا۔ ابوالقاسم آپ نے پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی مقصد ہے پھر آپ نے دوبارہ یہی فرمایا اور یہودیوں نے کہا کہ ابوالقاسم آپ نے پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ یہی فرمایا۔ اور پھر فرمایا تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تمہیں جلاوطن کرتا ہوں۔ پس تم میں سے جس کے پاس مال ہو اسے چاہیے کہ جلاوطن ہونے سے پہلے اسے بیچ دے ورنہ جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔

**لغوی توضیح** أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا مسلمان ہو جاؤ سلامت ہو جاؤ گے (قتل، جزیہ اور جلاوطنی سے)۔ أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ میں تمہیں جلاوطن کرنا چاہتا ہوں۔

١١٥٤ ـ حديث ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عنهما، قَالَ: حَارَبَتِ النَّضِيْرُ وَ قُرَيْظَةُ، فَأَجْلَى بَنِي النَّضِيْرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ، حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ، فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ، وَقَسَمَ نِسَائَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ، إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوْا بِالنَّبِيِّ ﷺ فَآمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوْا وَأَجْلَى يَهُوْدَ الْمَدِيْنَةِ كُلَّهُمْ، بَنِي قَيْنُقَاعَ،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بنونضیر اور قریظہ نے نبی ﷺ سے (معاہدہ توڑ کر) لڑائی مول لی۔ اس لیے آپ ﷺ نے قبیلہ بنونضیر کو جلاوطن کر دیا لیکن قبیلہ بنوقریظہ کو جلاوطن نہیں کیا اور اس طرح ان پر احسان فرمایا پھر بنوقریظہ نے بھی جنگ مول لی۔ اس لیے آپ ﷺ نے ان کے مردوں کو قتل کروایا۔ اور ان کی عورتوں، بچوں اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ صرف بعض بنی قریظہ اس سے الگ قرار دیے گئے تھے۔ کیونکہ وہ حضور ﷺ کی پناہ میں آ گئے تھے اس لیے آپ نے انہیں پناہ دی، اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا، حضور اکرم ﷺ نے مدینہ کے

١١٥٣ ـ البخاري في: 89 كتاب الإكراه: 2 باب في بيع المكره ونحوه في الحق وغيره (3167) مسلم (1765) ـ
١١٥٤ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 14 باب حديث بني النضير (4028) مسلم (1766) ابوداود (3005) ـ

وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، وَيَهُوْدَ بَنِي حَارِثَةَ، وَكُلَّ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ۔

تمام یہودیوں کو جلاوطن کر دیا تھا' بنو قینقاع کو بھی جو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا' یہود بنی حارثہ کو اور مدینہ کے تمام یہودیوں کو۔

**لغوی توضیح:** فَاَجْلٰی بَنِي النَّضِيْرِ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو نضیر کو جلاوطن کر دیا (۴ ہجری میں جب انہوں نے عہد شکنی کی)۔ حَتّٰی حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ حتی کہ بنو قریظہ نے جنگ کی (۵ ہجری میں مشرکین سے مل کر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد شکنی کی)۔ كُلَّ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ تمام مدینہ کے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا (یہاں تمام سے اکثریت مراد ہے)۔

## (22) باب جواز قتال من نقض العهد وجواز انزال اهل الحصن على حكم حاكم عدل اهل للحكم

## عہد شکنی کرنے والوں سے لڑنا اور قلعہ بند دشمن کو کسی عادل شخص کے حکم پر ہتھیار ڈالنے کی اجازت دینا درست ہے

١١٥٥۔ حديث اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ، هُوَ ابْنُ مُعَاذٍ، بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَكَانَ قَرِيْبًا مِنْهُ، فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ((قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ)) فَجَاءَ فَجَلَسَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ لَهُ: ((اِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ)) قَالَ: فَاِنِّي اَحْكُمُ اَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ، وَاَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ۔ قَالَ: ((لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب بنو قریظہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ثالثی کی شرط پر ہتھیار ڈال کر قلعہ سے اتر آئے' تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (سعد رضی اللہ عنہ کو) بلایا۔ اور وہ قریب ہی ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے (کیونکہ زخمی تھے) حضرت سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار ہو کر آئے جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا' اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ (اور ان کو سواری سے اتارو) آخر آپ اتر کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کر بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں (بنو قریظہ) نے ثالثی کی شرط پر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ (اس لیے ان کا فیصلہ کر دیں) انہوں نے کہا کہ پھر میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان میں جتنے آدمی لڑنے والے ہیں انہیں قتل کر دیا جائے' اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تو نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

**لغوی توضیح:** قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ اپنے سردار کی طرف اٹھو (یعنی انہیں پکڑ کر سواری سے اتارو کیونکہ وہ زخمی ہیں، اس سے یہ استدلال کرنا درست نہیں کہ کسی بزرگ کی آمد پر اس کے استقبال کے لیے کھڑے ہونا ضروری ہے، بلکہ تعظیم کی غرض سے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے بھی کھڑے ہونا شریعت اسلامیہ میں ممنوع ہے۔[1] بِحُكْمِ الْمَلِكِ بادشاہ (یعنی اللہ تعالیٰ) کے حکم کے مطابق۔ مراد یہ ہے کہ اے سعد! تو نے وہی فیصلہ کیا ہے جو آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔

---

١١٥٥۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 168 باب إذا نزل العدو على حكم رجل (3043) مسلم (1768)۔

---

[1] [صحيح: صحيح الادب المفرد للألباني (352)]

١١٥٦۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ حِبَّانُ بْنُ الْعَرِقَةِ، رَمَاهُ فِي الأَكْحَلِ، فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ، فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلاحَ وَاغْتَسَلَ، فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ، فَقَالَ: قَدْ وَضَعْتَ السِّلاحَ! وَاللهِ مَا وَضَعْتُهُ، اخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَأَيْنَ؟)) فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ، فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ۔ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ، فَرَدَّ الْحُكْمَ إِلَى سَعْدٍ قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى النِّسَاءُ وَالذُّرِّيَّةُ، وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ زخمی ہوگئے تھے۔ قریش کے ایک کافر شخص، حبان بن عرقہ نے ان پر تیر چلایا تھا۔ اور وہ ان کے بازو کی رگ میں آ کے لگا تھا۔ نبی ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں ایک ڈیرہ لگا دیا تھا، تاکہ قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں۔ پھر جب آپ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے۔ اور وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے کہا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے۔ خدا کی قسم! ابھی میں نے ہتھیار نہیں اتارے ہیں۔ آپ کو ان پر فوج کشی کرنی ہے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کن پر؟ تو انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ رسول ﷺ بنو قریظہ تک پہنچے (اور یہودیوں نے اسلامی لشکر کے پندرہ دن کے سخت محاصرہ کے بعد) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے۔ نبی ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کا اختیار دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ جتنے لوگ ان کے جنگ کرنے کے قابل ہیں وہ قتل کر دیئے جائیں اور ان کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کا مال تقسیم کر لیا جائے۔

**لغوی توضیح** اَلْاَكْحَلُ بازو کی رگ۔ يَنْفُضُ جھاڑ رہے تھے۔

١١٥٧۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، أَنَّ سَعْدًا قَالَ: اللّٰهُمَّ! إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ ﷺ وَأَخْرَجُوهُ اللّٰهُمَّ! فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی تھی "اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں کہ میں تیرے راستے میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے پیغمبر کو جھٹلایا۔ اور انہیں ان کے وطن سے نکالا۔ اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہماری اور ان کی لڑائی ختم کر دی ہے۔ لیکن اگر قریش سے ہماری لڑائی کا کوئی بھی سلسلہ ابھی باقی ہو تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھنا

١١٥٦۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 30 باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب (463) مسلم (1769) ابوداود (3101)۔

١١٥٧۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 30 باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب۔

حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْءٌ فَأَبْقِنِي لَهُ حَتَّى أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ، وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتَتِي فِيهَا۔ فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ۔ فَلَمْ يَرُعْهُمْ، وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ، إِلَّا الدَّمُ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ۔ فَقَالُوْا: يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ! مَا هَذَا الَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ؟ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا، فَمَاتَ مِنْهَا رضي الله عنه۔

یہاں تک کہ میں تیرے راستے میں ان سے جہاد کروں اور اگر لڑائی کے سلسلے کو تو نے ختم ہی کر دیا ہے تو میرے زخموں کو پھر سے ہرا کر دے اور اسی میں میری موت واقع کر دے۔'' اس دعا کے بعد سینے پر ان کا زخم پھر سے تازہ ہوگیا۔ مسجد میں قبیلۂ بنو غفار کے کچھ صحابہ کا بھی ایک خیمہ تھا۔ خون ان کی طرف بہہ کر آیا تو وہ گھبرائے اور انہوں نے کہا' اے خیمہ والو! تمہاری طرف سے یہ خون ہماری طرف کیوں بہہ کر آ رہا ہے؟ دیکھا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا ان کی وفات اسی میں ہوئی۔

## (23) باب من لزمه امر فدخل عليه امر آخر

## ایک اہم کام کی موجودگی میں دوسرا اہم کام آ پڑے تو کس کو پہلے کرنا چاہیے

١١٥٨۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰه عنهما، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَنَا، لَمَّا رَجَعَ مِنَ الأَحْزَابِ: ((لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ)) فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا ۔ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ نُصَلِّي، لَمْ يُرَدْ مِنَّا ذَلِكَ۔ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ غزوہ خندق سے فارغ ہوئے تو ہم سے آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص بنو قریظہ کے محلّہ میں پہنچنے سے پہلے نماز عصر نہ پڑھے لیکن جب عصر کا وقت آیا تو بعض صحابہ نے راستے میں ہی نماز پڑھ لی اور بعض صحابہ نے کہا کہ ہم بنو قریظہ کے محلّہ میں پہنچنے پر نماز عصر پڑھیں گے اور کچھ حضرات کا خیال یہ ہوا کہ ہمیں نماز پڑھ لینی چاہیے کیونکہ آنحضرت ﷺ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ نماز قضا کر لیں۔ پھر جب آپ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کسی پر بھی ملامت نہیں فرمائی۔

**لغوی توضیح:** فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا آپ ﷺ نے کسی پر ملامت نہیں کی (اس لیے کہ دونوں فریقوں نے آپ ﷺ کی مراد سمجھنے میں اجتہاد کیا اور اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کیا اور اس سے زیادہ اللہ نے کسی کو مکلف ٹھہرایا ہی نہیں)۔

## (24) باب رد المهاجرين الى الانصار منائحهم من الشجر والثمر حين استغنوا عنها بالفتوح

## انصار نے مہاجرین کو جو عطیات مثلاً درخت اور پھل دیئے تھے جب اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کو فتوحات کے سبب بے نیاز کر دیا تو انہوں نے واپس کر دیئے

١١٥٩۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب مہاجرین مکہ سے

١١٥٨۔ البخاري في: 12 كتاب صلاة الخوف: 5 باب صلاة الطالب والمطلوب راكبًا وإيماء (946) مسلم (1770)۔

١١٥٩۔ البخاري في: 51 كتاب الهبة: 35 باب فضل المنيحة (2630) مسلم (1771) ابو يعلى (4079) احمد (13290)۔

لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ مَكَّةَ، وَلَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ يَعْنِي شَيْئًا وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ اَهْلُ الْاَرْضِ وَالْعَقَارِ فَقَاسَمَهُمُ الْاَنْصَارُ عَلَى اَنْ يُعْطُوْهُمْ ثِمَارَ اَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ، وَيَكْفُوْهُمُ الْعَمَلَ وَالْمَئُوْنَةَ وَكَانَتْ اُمُّهُ، اُمُّ اَنَسٍ، اُمُّ سُلَيْمٍ كَانَتْ اُمَّ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ، فَكَانَتْ اَعْطَتْ اُمُّ اَنَسٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِذَاقًا، فَاَعْطَاهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ اُمَّ اَيْمَنَ مَوْلَاتَهُ، اُمَّ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَاَنَّ النَّبِيَّ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِ اَهْلِ خَيْبَرَ، فَانْصَرَفَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، رَدَّ الْمُهَاجِرُوْنَ اِلَى الْاَنْصَارِ مِنْ مَنَائِحِهِمُ الَّتِي كَانُوْا مَنَحُوْهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ، فَرَدَّ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى اُمِّهِ عِذَاقَهَا، وَاَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُمَّ اَيْمَنَ مَكَانَهُمْ مِنْ حَائِطِهِ۔

مدینہ آئے تو ان کے ساتھ کوئی بھی سامان نہ تھا۔ انصار زمین اور جائیداد والے تھے۔ انصار نے مہاجرین سے یہ معاملہ کر لیا کہ وہ اپنے باغات میں سے انہیں ہر سال پھل دیا کریں گے۔ اور اس کے بدلے مہاجرین ان کے باغات میں کام کیا کریں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا جو عبد اللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو کھجور کا ایک باغ ہدیہ دے دیا تھا۔ لیکن آپ نے وہ باغ اپنی لونڈی ام ایمن رضی اللہ عنہا جو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں، کو عنایت فرما دیا۔ نبی ﷺ جب خیبر کے یہودیوں کی جنگ سے فارغ ہوئے اور مدینہ تشریف لائے تو مہاجرین نے انصار کو ان کے تحائف واپس کر دیئے جو انہوں نے پھلوں کی صورت میں دے رکھے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کا باغ بھی واپس کر دیا۔ اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو اس کے بجائے اپنے باغ میں سے (کچھ درخت) عنایت فرما دیئے۔

**لغوی توضیح:** اَلْعَقَار مراد ہے کھجور کے درخت۔ اَلْمُؤْنَةَ خرچہ۔ عِذَاقًا کھجور کا باغ۔ مَنَائِح جمع ہے منیحہ کی، معنی ہے عطیات، تحائف۔

۱۱۶۰۔ حَدِيْثُ اَنَسٍ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ ﷺ النَّخَلَاتِ، حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرَ، وَاِنَّ اَهْلِي اَمَرُوْنِي اَنْ آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَاَسْاَلَهُ الَّذِيْنَ كَانُوْا اَعْطَوْهُ اَوْ بَعْضَهُ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ اَعْطَاهُ اُمَّ اَيْمَنَ، فَجَاءَتْ اُمُّ اَيْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِي عُنُقِي، تَقُوْلُ: كَلَّا وَالَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ! لَا يُعْطِيْكَهُمْ وَقَدْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بطور ہدیہ صحابہ اپنے باغ میں سے نبی ﷺ کے لیے چند کھجور کے درخت مقرر کر دیتے تھے یہاں تک کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے قبائل فتح ہو گئے (تو رسول اللہ ﷺ نے ان ہدایا کو واپس کر دیا) میرے گھر والوں نے بھی مجھے اس کھجور کو تمام یا اس کا کچھ حصہ لینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور ﷺ نے وہ کھجور ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دے دی تھی۔ اتنے میں وہ بھی آ گئیں اور کپڑا میری گردن میں ڈال کر کہنے لگیں، قطعاً نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یہ پھل تمہیں نہیں ملیں گے۔ یہ

۱۱۶۰۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 30 باب مرجع النبي ﷺ من الاحزاب۔

اَعْطَانِيهَا ۔ اَوْ كَمَا قَالَتْ : وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ : (( لَكِ كَذَا )) وَتَقُوْلُ : كَلَّا وَاللّٰهِ ! حَتّٰى اَعْطَاهَا عَشْرَةَ اَمْثَالِهِ ' اَوْ كَمَا قَالَ ۔

رسول اللہ ﷺ مجھے عنایت فرما چکے ہیں۔ یا اسی طرح کے الفاظ انہوں نے بیان کئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھ سے اس کے بدلے میں اتنا لے لو (اور ان کا مال انہیں واپس کر دو) لیکن وہ اب بھی یہی کہے جا رہی تھیں کہ قطعاً نہیں' خدا کی قسم! یہاں تک کہ نبی ﷺ نے انہیں اس کا دس گنا دینے کا وعدہ فرمایا (پھر انہوں نے مجھے چھوڑا) یا اسی طرح کے الفاظ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کئے۔

## (25) باب اخذ الطعام من ارض العدو

## دشمن کی سرزمین میں سامان خورد نوش ملنے کا بیان

١١٦١ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رضي الله عنه ' قَالَ : كُنَّا مُحَاصِرِيْنَ قَصْرَ خَيْبَرَ ' فَرَمٰى اِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ ' فَنَزَوْتُ لِآخُذَهُ ' فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ ۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر کے محل کا محاصرہ کئے ہوئے تھے' کسی شخص نے ایک کپی پھینکی جس میں چربی بھری ہوئی تھی۔ میں اسے لینے کے لیے لپکا' لیکن مڑ کر جو دیکھا تو پاس ہی نبی ﷺ موجود تھے' میں شرم سے پانی پانی ہو گیا۔

**لغوی توضیح** جِرَاب چمڑے کا وہ برتن جس میں زادِ راہ وغیرہ رکھا جاتا ہے۔ شَحْمٌ چربی۔ اس حدیث میں یہ ثبوت ہے کہ یہود کے ذبح کیے ہوئے جانور کی چربی کھانا جائز ہے۔ اس سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ دورانِ جنگ دشمن سے ملنے والی خوراک، جانوروں کا چارہ، سواریاں، لباس اور اسلحہ وغیرہ استعمال کیا جا سکتا ہے، لیکن جنگ کے اختتام پر یہ سب کچھ مالِ غنیمت میں جمع کرانا ہوگا۔

## (26) باب كتاب النبی ﷺ الی هرقل يدعوه الی الاسلام

## ہرقل کے نام رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک کا بیان جس میں اس کو دعوت اسلام دی گئی تھی

١١٦٢ ۔ حديث اَبِي سُفْيَانَ ۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما ' قَالَ : حَدَّثَنِي اَبُوْ سُفْيَانَ ' مِنْ فِيْهِ اِلٰى فِيَّ ' قَالَ : انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : فَبَيْنَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْ جِيْءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى هِرَقْلَ ۔ قَالَ : وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ ' فَدَفَعَهُ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے براہ راست بیان کیا۔ انہوں نے بتلایا کہ جس مدت میں میرے اور رسول ﷺ کے درمیان صلح (حدیبیہ) تھی' میں (سفر تجارت پر) گیا ہوا تھا اور شام میں تھا کہ آنحضور ﷺ کا خط ہرقل کے پاس پہنچا۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ وہ خط لائے تھے۔ اور عظیم بصریٰ کے حوالے کر دیا تھا اور ہرقل کے پاس اسی سے پہنچا تھا۔ ابوسفیانؓ نے بیان کیا کہ ہرقل نے پوچھا کیا ہمارے حدود

---

١١٦١ ۔ البخاری فی: 57 کتاب فرض الخمس: 20 باب ما یصیب من الطعام...(3153) مسلم (1772) ۔

١١٦٢ ۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 3 سورة آل عمران: 4 باب قل یا اهل الکتاب...(7) مسلم (1773) ۔

' فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصْرَى إِلَى هِرَقْلَ قَالَ : فَقَالَ هِرَقْلَ : هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِى يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ ؟ فَقَالُوْا : نَعَمْ ۔ قَالَ : فَدُعِيْتُ فِى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ ' فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ ' فَاَجْلَسَنَا بَيْنَ يَدَيْهِ ' فَقَالَ : اَيُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِى يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ ؟ فَقَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ : فَقُلْتُ : اَنَا فَاَجْلَسُوْنِى بَيْنَ يَدَيْهِ ' وَاَجْلَسُوْا اَصْحَابِى خَلْفِى ۔ ثُمَّ دَعَا بِتُرْجُمَانِهِ ' فَقَالَ قُلْ لَهُمْ : اِنِّى سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِى يَزْعُمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ ' فَاِنْ كَذَبَنِى فَكَذِّبُوْهُ ۔قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ : وَايْمُ اللّٰهِ ! لَوْلَا اَنْ يُؤْثِرُوْا عَلَىَّ الْكَذِبَ لَكَذَبْتُ ۔ ثُمَّ قَالَ لِتُرْجُمَانِهِ : سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهُ فِيْكُمْ ؟ قَالَ : قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ حَسَبٍ ۔ قَالَ : فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ ؟ قَالَ : قُلْتُ لَا ۔ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ لَا ۔ قَالَ : اَيَتَّبِعُهُ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ قَالَ : قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ ۔ قَالَ : يَزِيْدُوْنَ اَوْ يَنْقُصُوْنَ ؟ قَالَ : قُلْتُ لَا ' بَلْ يَزِيْدُوْنَ ۔ قَالَ : هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِيْنِهِ بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَهُ ؟ قَالَ : قُلْتُ لَا قَالَ : فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ ؟ قَالَ : قُلْتُ نَعَمْ قَالَ : فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ ؟

سلطنت میں اس شخص کی قوم کے بھی کچھ لوگ ہیں جو نبی ہونے کا دعوے دار ہے؟ درباریوں نے بتایا کہ جی ہاں موجود ہیں۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ پھر مجھے قریش کے چند دوسرے آدمیوں کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے دربار میں داخل ہوئے اور اس کے سامنے ہمیں بٹھا دیا گیا' اس نے پوچھا' تم لوگوں میں اس شخص سے زیادہ قریب کون ہے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں نے کہا کہ میں زیادہ قریب ہوں۔ اب درباریوں نے مجھے بادشاہ کے بالکل قریب بٹھا دیا اور میرے دوسرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا' اس کے بعد ترجمان کو بلایا اور اس سے ہرقل نے کہا کہ انہیں بتاؤ کہ میں اس شخص کے بارے میں تم سے کچھ سوالات کروں گا۔ جو نبی ہونے کا دعوے دار ہے' اگر یہ (یعنی ابوسفیان) جھوٹ بولے تو تم اس کے جھوٹ کو ظاہر کر دینا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا بیان تھا کہ اللہ کی قسم! اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ میرے ساتھی کہیں میرے جھوٹ بولنے کو ظاہر نہ کر دیں تو میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) ضرور جھوٹ بولتا۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھو کہ جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ اپنے نسب میں کیسے ہیں؟ ابوسفیان نے بتلایا کہ ان کا نسب ہم میں بہت ہی عزت والا ہے۔ اس نے پوچھا کیا ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے؟ بیان کیا کہ میں نے کہا' نہیں۔ اس نے پوچھا' تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی ان پر جھوٹ کی تہمت لگائی تھی؟ میں نے کہا نہیں۔ پوچھا ان کی پیروی معزز لوگ زیادہ کرتے ہیں یا کمزور؟ میں نے کہا کہ قوم کے کمزور لوگ زیادہ ہیں۔ اس نے پوچھا' ان کے ماننے والوں میں زیادتی ہوتی رہتی ہے یا کمی؟ میں نے کہا کہ نہیں بلکہ زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ پوچھا کبھی ایسا بھی کوئی واقعہ پیش آیا ہے کہ کوئی شخص ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان

قَالَ : قُلْتُ تَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالًا ، يُصِيْبُ مِنَّا وَنُصِيْبُ مِنْهُ قَالَ : فَهَلْ يَغْدِرُ ؟ قَالَ : قُلْتُ لَا ، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هَذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِي مَا هُوَ صَانِعٌ فِيْهَا ۔ قَالَ : وَاللّٰهِ مَا اَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هَذِهِ ۔ قَالَ : فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ ؟ قُلْتُ لَا ۔

ثُمَّ قَالَ لِتُرْجُمَانِهِ : قُلْ لَهُ : اِنِّي سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهُ فِيْكُمْ ذُو حَسَبٍ ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ ، فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ ۔ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهِ ، اَضُعَفَاؤُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ : وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ ۔ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ مَا قَالَ ؟ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَعَرَفْتُ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ ۔ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِيْنِهِ بَعْدَ اَنْ يَدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَهُ ؟ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا وَكَذَلِكَ الْاِيْمَانُ اِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ الْقُلُوْبِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ ؟ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ ۔ وَكَذَلِكَ الْاِيْمَانُ حَتَّى يَتِمَّ ۔ وَسَاَلْتُكَ هَلْ

ہوکر ان سے پھر گیا ہو۔ میں نے کہا ایسا بھی کبھی نہیں ہوا۔ اس نے پوچھا، تم نے کبھی ان سے جنگ بھی کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ اس نے پوچھا تمہاری ان کے ساتھ جنگ کا کیا نتیجہ رہا؟ میں نے کہا کہ ہماری جنگ کی مثال ایک ڈول کی ہے کہ کبھی ان کے ہاتھ میں اور کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ اس نے پوچھا، کبھی انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی دھوکا بھی کیا؟ میں نے کہا کہ اب تک تو نہیں کیا، لیکن آج کل بھی ہمارا ان سے ایک معاہدہ چل رہا ہے، نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں ان کا طرز عمل کیا رہے گا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! اس جملہ کے سوا اور کوئی بات میں اس پوری گفتگو میں اپنی طرف سے نہیں ملا سکا۔ پھر اس نے پوچھا اس سے پہلے بھی یہ دعویٰ تمہارے یہاں کسی نے کیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا، اس سے کہو کہ میں نے تم سے نبی کے نسب کے بارے میں پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ تم لوگوں میں باعزت اور اونچے نسب کے سمجھے جاتے ہیں، انبیا کا یہی حال ہے۔ ان کی بعثت ہمیشہ قوم کے صاحب حسب ونسب خاندان میں ہوتی ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کوئی ان کے باپ دادوں میں بادشاہ گزرا ہوتا ہے تو تم نے اس کا انکار کیا میں اس سے اس فیصلہ پر پہنچا کہ اگر باپ دادوں میں بادشاہ گزرا ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اپنی خاندانی سلطنت کو اس طرح واپس لینا چاہتے ہوں۔ اور میں نے تم سے ان کی اتباع کرنے والوں کے متعلق پوچھا کہ آیا وہ قوم کے کمزور لوگ ہیں یا اشراف، تو تم نے بتایا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کرنے والوں میں (زیادہ) ہیں، یہی طبقہ ہمیشہ سے انبیا کی اتباع کرتا رہا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے دعوائے نبوت سے پہلے ان پر جھوٹ کا کبھی شبہ کیا تھا تو تم نے اس کا بھی انکار کیا، میں نے اس سے یہ سمجھا کہ جس شخص نے لوگوں کے معاملہ میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو وہ اللہ

قَاتَلْتُمُوْهُ ؟ فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ ، فَتَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا ، يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ ـ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ ـ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ ؟ فَزَعَمْتَ اَنَّهُ لَا يَغْدِرُ ـ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ ـ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ اَحَدٌ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ ؟ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا ـ فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهُ ـ قَالَ : ثُمَّ قَالَ بِمَ يَاْمُرُكُمْ ؟ قَالَ : قُلْتُ يَاْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ ـ قَالَ: اِنْ يَكُ مَا تَقُوْلُ فِيْهِ حَقًّا فَاِنَّهُ نَبِيٌّ ـ وَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنَّهُ خَارِجٌ ـ وَلَمْ اَكُ اَظُنُّهُ مِنْكُمْ ـ وَلَوْ اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ ـ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ ـ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ ـ قَالَ : ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَاَهُ ، فَاِذَا فِيْهِ : ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ ـ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ـ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ ، اَسْلِمْ تَسْلَمْ ، وَاَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ ، فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَاِنَّ عَلَيْكَ اِثْمَ الْاَرِيْسِيِّيْنَ ﴿ وَيٰاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَنْ لَا نَعْبُدَ اِلَّا

کے معاملے میں کس طرح جھوٹ بول دے گا۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان ہوکر کوئی شخص ان کے دین سے کبھی پھرا بھی ہے تو تم نے اس کا بھی انکار کیا' ایمان کا یہی اثر ہوتا ہے جب وہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے یا کم ہوتی ہے تو تم نے بتایا کہ ان میں اضافہ ہی ہوتا ہے' ایمان کا یہی معاملہ ہے' یہاں تک کہ وہ کمال کو پہنچ جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے کبھی ان سے جنگ بھی کی ہے' تو تم نے بتایا کہ جنگ کی ہے اور تمہارے درمیان لڑائی کا نتیجہ ایسا رہا ہے کہ کبھی تمہارے حق میں اور کبھی ان کے حق میں۔ انبیا کا بھی یہی معاملہ ہے' انہیں آزمائشوں میں ڈالا جاتا ہے اور آخر انجام انہی کے حق میں ہوتا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اس نے تمہارے ساتھ کبھی خلاف عہد بھی معاملہ کیا ہے تو تم نے اس سے بھی انکار کیا۔ انبیا کبھی عہد کے خلاف نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تمہارے یہاں اس طرح کا دعویٰ کسی اور نے نہیں کیا' میں اس سے اس فیصلے پر پہنچا کہ اگر کسی نے تمہارے یہاں اس سے پہلے اس طرح کا دعویٰ کیا ہوتا تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ یہ بھی اسی کی نقل کر رہے ہیں۔ پھر ہرقل نے پوچھا وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا نماز' زکوٰۃ' صلہ رحمی اور پاک دامنی کا' آخر اس نے کہا کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ صحیح ہے تو یقیناً وہ نبی ہیں اس کا علم تو مجھے بھی تھا کہ ان کی نبوت کا زمانہ قریب ہے۔ لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ تمہاری قوم میں ہوں گے۔ اگر مجھے ان تک پہنچ سکنے کا یقین ہوتا تو میں ضرور ان سے ملاقات کرتا اور اگر میں ان کی خدمت میں ہوتا تو ان کے قدموں کو دھوتا اور ان کی حکومت میرے ان دو قدموں تک پہنچ کر رہے گی۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط

اللّٰهِ﴾ اِلَى قَوْلِهِ﴿اشْهَدُوا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ -
فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ عِنْدَهُ ، وَكَثُرَ اللَّغَطُ ، وَاُمِرَ بِنَا فَاُخْرِجْنَا - قَالَ : فَقُلْتُ لاَصْحَابِي حِيْنَ خَرَجْنَا : لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِي كَبْشَةَ ، اَنَّهُ لَيَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْاَصْفَرِ - فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا بِاَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى اَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ -

منگوایا اور اسے پڑھا اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا' اللہ' رحمٰن' رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں' اللہ کے رسول کی طرف سے عظیم روم ہرقل کی طرف' سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے' اما بعد' میں تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں' اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے اور اسلام لاؤ تو اللہ تمہیں دہرا اجر دے گا۔ لیکن تم نے اگر منہ موڑا تو تمہاری رعایا (کے کفر کا بار بھی) تم پر ہوگا اور" اے کتاب والو! ایک ایسی بات کی طرف آ جاؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے وہ یہ کہ ہم سوائے اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب نہ بنائیں۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔" [آل عمران:۶۴] جب ہرقل خط پڑھ چکا تو دربار میں بڑا شور برپا ہو گیا' اور پھر ہمیں دربار سے باہر کر دیا گیا۔ باہر آ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ کا معاملہ تو اب اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ ملک بنی الاصفر (ہرقل) بھی ان سے ڈرنے لگا' اس واقعہ کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ آنحضور ﷺ غالب آ کر رہیں گے' اور آخر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی روشنی میرے دل میں بھی ڈال ہی دی۔

**لغوی توضیح** هِرَقْلِ روم کا بادشاہ، جس کا لقب قیصر ہوتا تھا۔ سَخْطَةً لَهُ اس دین کو ناپسند کرتے ہوئے۔ سِجَال جمع ہے سجل کی، معنی ہے ڈول (جیسے ڈول کبھی ایک کے ہاتھ اور کبھی دوسرے کے ہاتھ ہوتا ہے اسی طرح جنگ میں بھی کبھی ہم غالب ہوتے ہیں اور کبھی وہ)۔ مَا هُوَ صَانِعٌ فِيْهَا وہ اس عہد میں کیا کرنے والے ہیں (دھوکہ یا وفا)۔ اِثْمَ الْاَرِيْسِيِّيْنَ رعایا کا گناہ۔ اللَّغَطُ شور وغل، ملی جلی آوازیں۔ اَمِرَ قوی ہو گیا، بڑا ہو گیا۔ اَمْرُ ابْنِ اَبِي كَبْشَةَ ابو کبشہ کے بیٹے کا معاملہ (مراد نبی ﷺ ہیں اور ابو کبشہ کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ وہ آپ کے رضاعی والد تھے اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ ماں کی طرف سے آپ کے اجداد میں سے ایک تھے۔ عرب کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کی توہین و تنقیص کرنا چاہتے تو اس کی نسبت کسی غیر معروف بزرگ کی طرف کرتے، یہاں انہوں نے اسی وجہ سے نبی ﷺ کی نسبت عبدالمطلب کی بجائے ابو کبشہ کی طرف کی۔ مَلِكُ بَنِي الْاَصْفَرِ روم کا بادشاہ، اور اصفر اس کے آباؤ اجداد میں سے کسی ایک کا لقب تھا۔

## (28) باب في غزوة حنين

## غزوۂ حنین کا بیان

١١٦٣ - حَدِيْثُ الْبَرَاءِ ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک صاحب نے پوچھا کہ اے ابو

١١٦٣ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 97 باب من صف اصحابه عند الهزيمة... (2864) مسلم (1776) -

اَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ يَا اَبَا عُمَارَةَ ! يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ قَالَ : لَا ' وَاللّٰهِ ! مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَلٰكِنَّهُ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهِ وَاَخِفَّاؤُهُمْ حُسَّرًا لَيْسَ بِسِلَاحٍ ' فَاَتَوا قَوْمًا رُمَاةً ' جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِي نَصْرٍ ' مَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ ' فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَايَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَاَقْبَلُوْا هُنَالِكَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ' وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَابْنُ عَمِّهِ ' اَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُوْدُ بِهِ ' فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ' ثُمَّ قَالَ: (( اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ' اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ )) ثُمَّ صَفَّ اَصْحَابَهُ ۔

عمارہ! کیا آپ لوگوں نے حنین کی لڑائی میں فرار اختیا کیا تھا؟ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو لشکر کے قائد تھے) پشت ہرگز نہیں پھیری تھی۔ البتہ آپ کے اصحاب میں جو نوجوان بے سروسامان تھے' جن کے پاس نہ زرہ تھی نہ خود اور کوئی ہتھیار بھی نہیں لے گئے تھے' انہوں نے ضرور میدان چھوڑ دیا تھا کیونکہ مقابلہ میں ہوازن اور بنو نصر کے بہترین تیرانداز تھے کہ کم ہی ان کا کوئی تیر خطا جاتا۔ چنانچہ انہوں نے خوب تیر برسائے اور شاید ہی کوئی نشانہ ان کا خطا ہوا ہو۔ (اس دوران مسلمان) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور آپ کے چچیرے بھائی ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ آپ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ آپ نے سواری سے اتر کر اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا مانگی۔ پھر فرمایا میں نبی ہوں' اس میں غلط بیانی کا کوئی شائبہ نہیں' میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اصحاب کی (نئے طریقے پر) صف بندی کی۔

**لغوی توضیح** غَزْوَة حُنَيْن ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد پیش آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ہوازن اور ثقیف کے قبائل نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے تیاری کر رکھی تھی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ ۱۲ ہزار کا لشکر لے کر ان کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد پہلی جنگوں کی بہ نسبت زیادہ تھی اس لیے انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ آج ہم تعداد کی کمی کی وجہ سے مغلوب نہیں ہوں گے، یعنی اللہ پر اعتماد کی بجائے کثرتِ تعداد پر اعتماد کر لیا۔ جس بنا پر دورانِ جنگ ان کے قدم اُکھڑ گئے اور اکیلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور چند سوار میدان میں باقی رہ گئے۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال بہادری کا مظاہرہ کیا اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ میں نبی ہوں، یہ جھوٹی بات نہیں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ پھر عباس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کرنے کے لیے آوازیں دیں تو وہ پشیمان ہو کر میدان میں آ گئے اور پھر جم کر لڑے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ اَخِفَّاؤُهُمْ جمع ہے خفیف کی، مراد ہیں جلد باز۔ حُسَّرًا جس کے پاس نہ زرہ ہو نہ خود۔ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا خوب تیر برسائے۔ اِسْتَنْصَرَ (اللہ تعالیٰ سے) مدد طلب کی۔

۱۱٦٤۔ حديث الْبَرَاءِ رضي الله عنه وَسَاَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ : اَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ : لٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَفِرَّ ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے قبیلۂ قیس کے ایک آدمی نے پوچھا کہ کیا تم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ حنین میں چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے؟ حضرت براء نے کہا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے' قبیلہ

۱۱٦٤۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی: 54 باب قول الله تعالى "ويوم حنين إذ اعجبتكم كثرتكم ۔

كَانَتْ هَوازِنُ رُمَاةً ' وَاِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ انْكَشَفُوْا فَاَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ ' فَاسْتَقْبَلْنَا بِالسِّهَامِ - وَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءَ ' وَاِنَّ اَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِزِمَامِهَا ' وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ)) -

ہوازن کے لوگ تیر انداز تھے' جب ان پر ہم نے حملہ کیا تو پسپا ہو گئے' پھر ہم لوگ مالِ غنیمت میں لگ گئے۔ آخر ہمیں ان کے تیروں کا سامنا کرنا پڑا۔ میں نے خود دیکھا تھا کہ حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس کی لگام تھامے ہوئے تھے۔ حضور فرما رہے تھے' میں نبی ہوں' اس میں جھوٹ نہیں۔

**لغوی توضیح** اِنْكَشَفُوْا پسپا ہو گئے۔ فَاَكْبَبْنَا ہم (غنائم اکٹھا کرنے میں) مشغول ہو گئے۔

## (29) باب غزوة الطائف

## غزوۂ طائف کا بیان

١١٦٥ - حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ ' قَالَ: لَمَّا حَاصَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الطَّائِفَ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا ' قَالَ: ((اِنَّا قَافِلُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ ' وَقَالُوْا: نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ ! وَقَالَ مَرَّةً ' نَقْفُلُ ! فَقَالَ: ((اغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ)) فَغَدَوْا ' فَاَصَابَهُمْ جِرَاحٌ - فَقَالَ: ((اِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) فَاَعْجَبَهُمْ - فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ -

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو دشمن کا کچھ بھی نقصان نہیں کیا' آخر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب ان شاء اللہ ہم واپس ہو جائیں گے۔ مسلمانوں کے لیے ناکام لوٹنا بڑا شاق گزرا۔ انہوں نے کہا کہ واہ بغیر فتح کے ہم واپس چلے جائیں (راوی نے ایک مرتبہ نذھب کے بجائے نقفل کا لفظ استعمال کیا۔ یعنی ہم لوٹ جائیں اور طائف کو فتح نہ کریں) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر صبح سویرے میدان میں جنگ کے لیے آ جاؤ۔ صحابہ صبح سویرے ہی آ گئے لیکن ان کی بڑی تعداد زخمی ہو گئی۔ اب پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم کل واپس چلیں گے۔ صحابہ نے اسے پسند کیا۔ آنحضور ﷺ اس پر ہنس پڑے۔

**لغوی توضیح** غَزْوَة طَائِف جب حنین میں ہوازن اور ثقیف قبیلہ کو شکست ہوئی تو ان کی اکثریت بھاگ کر طائف چلی گئی اور قلعہ بند ہو گئی۔ نبی ﷺ نے وہاں پہنچ کر ان کا محاصرہ کیا۔ پھر مسلمانوں نے انہیں ہتھیار ڈالنے پر مجبور کرنے کی کئی تدبیریں کیں لیکن کوئی بھی کارگر نہ ہوئی بالآخر آپ ﷺ نے ان کے لیے ہدایت کی دعا کی اور کوچ کا اعلان کر دیا، یہی غزوۂ طائف ہے۔

## (32) باب ازالة الاصنام من حول الكعبة

## کعبہ کو بتوں سے پاک کرنے کا بیان

١١٦٦ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ ' وَحَوْلَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ (فتح مکہ کے دن جب) مکہ میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کے چاروں طرف تین سو

١١٦٥ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 56 باب غزوة الطائف (4325) مسلم (1778) ابن حبان (4779) -

١١٦٦ - البخاري في: 46 كتاب المظالم: 32 باب هل تكسر الدنان التي فيها الخمر (2478) مسلم (1781) -

الْكَعْبَةِ ثَلاثُمِائَةٍ وَسِتُّوْنَ نُصُبًا ، فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِي يَدِهِ ، وَجَعَلَ يَقُوْلُ ((جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ)) الآيَةَ ۔

ساٹھ بت تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی جس کو آپ ان بتوں پر مارنے لگے اور فرمانے لگے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔

**لغوی توضیح** نُصُبًا واحد ہے انصاب کی، مراد ہے جسے اللہ کے علاوہ عبادت کے لیے نصب کیا گیا ہو۔

## (34) باب صلح الحديبية في الحديبية

## صلح حدیبیہ کا مقام حدیبیہ پر بیان

١١٦٧ ۔ حديث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : لَمَّا صَالَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَهْلَ الْحُدَيْبِيَةِ ، كَتَبَ عَلِيٌّ بَيْنَهُمْ كِتَابًا ، فَكَتَبَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ : لَا تَكْتُبْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، لَوْ كُنْتَ رَسُوْلًا لَمْ نُقَاتِلْكَ ، فَقَالَ لِعَلِيٍّ : ((امْحُهُ)) فَقَالَ عَلِيٌّ : مَا اَنَا بِالَّذِي اَمْحَاهُ فَمَحَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ ، وَصَالَحَهُمْ عَلَى اَنْ يَدْخُلَ هُوَ وَاَصْحَابُهُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ، وَلَا يَدْخُلُوْهَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ فَسَاَلُوْهُ : مَا جُلُبَّانُ السِّلَاحِ ؟ فَقَالَ : الْقِرَابُ بِمَا فِيْهِ ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کی صلح (قریش سے) کی تو اس کی دستاویز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھی۔ انہوں نے اس میں لکھا محمد اللہ کے رسول کی طرف سے۔ مشرکین نے اس پر اعتراض کیا' کہ لفظ محمد کے ساتھ رسول اللہ نہ لکھو اگر آپ رسول اللہ ہوتے تو ہم آپ سے لڑتے ہی کیوں؟ آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو اسے نہیں مٹا سکتا۔ تو آپ ﷺ نے خود اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔ اور مشرکین کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ (آئندہ سال) تین دن کے لیے مکہ آئیں اور ہتھیار میان میں رکھ کر داخل ہوں (براء سے ان کے) شاگردوں نے پوچھا کہ جلبان السلاح کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میان اور جو چیز اس کے اندر ہوتی ہے (اس کا نام جلبان ہے)۔

**لغوی توضیح** صُلْحُ الْحُدَيْبِيَة نبی ﷺ نے خواب میں خود کو اور مسلمانوں کو بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرتے دیکھا تو عمرہ کے ارادے سے ۶ ہجری میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں مشرکین نے آپ کو روک لیا۔ تب آپ نے حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ وہاں آپ کی مشرکین کے ساتھ چند شرائط پر مصالحت ہوئی اور آپ نے عمرہ آئندہ سال کیا۔ یہی صلح حدیبیہ ہے۔

١١٦٨ ۔ حديث سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ رضي الله عنه عَنْ اَبِي وَائِلٍ ، قَالَ : كُنَّا بِصِفِّيْنَ ، فَقَامَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ ، فَقَالَ : اَيُّهَا النَّاسُ !

حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم مقام صفین میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ پھر حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا' اے لوگو! تم خود اپنی رائے کو غلط سمجھو' ہم صلح حدیبیہ کے موقع

١١٦٧ ۔ البخاري في: 53 كتاب الصلح: 6 باب كيف يكتب هذا ما صالح فلان بن فلان (2698) مسلم (1783) ۔
١١٦٨ ۔ البخاري في: 58 كتاب الجزية: 18 باب حدثنا عبدان (3181) مسلم (1785) ۔

اتَّهِمُوْا اَنْفُسَكُمْ ' فَاِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَلَوْ نَرٰى قِتَالًا لَقَاتَلْنَا ' فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ' فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَهُمْ عَلَى الْبَاطِلِ؟ فَقَالَ : (( بَلٰى )) فَقَالَ : اَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ؟ قَالَ : (( بَلٰى )) قَالَ : فَعَلٰى مَا نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَا؟ اَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ؟ فَقَالَ : (( ابْنَ الْخَطَّابِ ! اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُضَيِّعَنِي اللّٰهُ اَبَدًا )) فَانْطَلَقَ عُمَرُ اِلٰى اَبِي بَكْرٍ ' فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ : اِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللّٰهُ اَبَدًا ـ فَنَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَتْحِ ' فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى عُمَرَ اِلٰى آخِرِهَا ـ فَقَالَ عُمَرُ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَوَ فَتْحٌ هُوَ ؟ قَالَ: (( نَعَمْ ))۔

پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اگر ہمیں لڑنا ہوتا تو اس وقت ضرور لڑتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس موقع پر آئے (یعنی حدیبیہ میں) اور عرض کیا' یارسول اللہ! کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اپنے دین کے معاملے میں پھر کیوں دبیں؟ کیا ہم (مدینہ) واپس چلے جائیں گے اور ہمارے اور ان کے درمیان اللہ کوئی فیصلہ نہیں کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ مجھے کبھی برباد نہیں کرے گا۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے وہی سوالات کئے جو نبی ﷺ سے ابھی کر چکے تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں' اور اللہ انہیں کبھی برباد نہیں ہونے دے گا۔ پھر سورہ فتح نازل ہوئی' اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسے آخر تک پڑھ کر سنایا' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہی فتح ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! بے شک یہی فتح ہے۔

**لغوی توضیح** صِفِّيْن مشہور مقام جہاں علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے اس مقام پر صلح حدیبیہ کا ذکر اس وجہ سے کیا کیونکہ اس وقت خوارج نے علی رضی اللہ عنہ کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑنے کی ترغیب دلائی تھی۔ اتَّهِمُوْا اَنْفُسَكُمْ اپنی رائے (کہ اہل شام کے خلاف جنگ واجب اور صلح درست نہیں) کو غلط سمجھو (کیونکہ صلح میں ہی خیر ہے)۔

## (37) باب غزوة احد

## غزوۂ احد کا بیان

١١٦٩ ـ حَدِيْثُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷜ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ ـ فَقَالَ : جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ ' وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَاْسِهِ ' فَكَانَتْ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے احد کی لڑائی میں نبی ﷺ کے زخمی ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بتلایا آپ کے چہرۂ مبارک پر زخم آئے اور آپ کے آگے کے دانت ٹوٹ گئے اور خود آپ کے سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی (جس سے سر پر زخم آئے)

١١٦٩ ـ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 85 باب لُبس البيضة (243) مسلم (1790) ابن ماجه (3464) ـ

فَاطِمَةُ، عَلَيْهَا السَّلَامُ، تَغْسِلُ الدَّمَ، وَعَلِيٌّ يُمْسِكُ، فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لَا يَزِيدُ إِلَّا كَثْرَةً، أَخَذَتْ حَصِيرًا فَأَحْرَقَتْهُ حَتَّى صَارَ رَمَادًا، ثُمَّ أَلْزَقَتْهُ، فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خون دھورہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون برابر بڑھتا ہی جارہا ہے تو انہوں نے ایک چٹائی جلائی اور اس کی راکھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں پر لگادیا جس سے خون بہنا بند ہوگیا۔

**لغوی توضیح** غَزْوَة أُحد یہ غزوہ ۳ ہجری میں پیش آیا۔ اس میں تیراندازوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہدایت پر عمل نہ کیا تو ۷۰ صحابہ شہید ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زخمی ہوگئے۔ رَبَاعِیَتُهُ رباعی دانت ثنایا کے ساتھ والے ہوتے ہیں اور ثنایا سامنے کے درمیانی چار دانتوں کو کہتے ہیں۔ هُشِمَتْ ٹوٹ گئی۔ اَلْبَیْضَة خود (جو بچاؤ کی غرض سے سر پر پہنی جاتی ہے)۔ حَصِیرًا چٹائی۔ رَمَاد راکھ۔

۱۱۷۰۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ، وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ: (( اللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا گویا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھ رہا ہوں آپ بنی اسرائیل کے ایک نبی کا واقعہ بیان کررہے تھے کہ ان کی قوم نے انہیں مارا اور خون آلود کردیا۔ لیکن وہ نبی علیہ السلام خون صاف کرتے جاتے اور یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما، یہ لوگ جانتے ہیں۔

## (38) باب اشتداد غضب الله على من قتله رسول الله ﷺ

## جس بدنصیب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود قتل کریں اس پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب نازل ہوا

۱۱۷۱۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (( اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِنَبِيِّهِ )) يُشِيرُ إِلَى رُبَاعِيَتِهِ (( اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر انتہائی سخت ہوا جس نے اس کے نبی کے ساتھ یہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ آگے کے دندان مبارک (کے ٹوٹ جانے) کی طرف تھا' اللہ تعالیٰ کا غضب اس شخص (اُبی بن خلف) پر انتہائی سخت ہوا جسے اس کے رسول نے اللہ کے راستے میں قتل کیا۔

## (39) باب ما لقي النبي ﷺ من اذى المشركين والمنافقين

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں اور منافقوں کے ہاتھوں جو تکالیف اور مصائب پائیں اس کا ذکر

۱۱۷۲۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱۷۰۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 54 باب حدثنا ابو الیمان (3477) مسلم (1792) ابو یعلی (4992)۔
۱۱۷۱۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 24 باب ما اصاب النبی ﷺ من الجراح یوم احد (4073) مسلم (1793)۔
۱۱۷۲۔ البخاری فی: 4 کتاب الوضوء: 69 باب إذا أُلقی علی ظهر المصلی قذر...(240) مسلم (1794)۔

رضی اللہ عنہ' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُصَلِّی عِنْدَ الْبَیْتِ ' وَاَبُوْ جَهْلٍ وَاَصْحَابٌ لَهُ جُلُوْسٌ ' اِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : اَیُّکُمْ یَجِیْءُ بِسَلَی جَزُوْرِ بَنِی فُلَانٍ فَیَضَعُهُ عَلَی ظَهْرِ مُحَمَّدٍ اِذَا سَجَدَ ؟ فَانْبَعَثَ اَشْقَی الْقَوْمِ ' فَجَاءَ بِهِ ' فَنَظَرَ حَتَّی سَجَدَ النَّبِیُّ ﷺ وَضَعَهُ عَلَی ظَهْرِهِ بَیْنَ کَتِفَیْهِ وَاَنَا اَنْظُرُ لَا اُغَیِّرُ شَیْئًا ' لَوْ کَانَ لِی مَنَعَةٌ ! قَالَ : فَجَعَلُوْا یَضْحَکُوْنَ وَیُحِیْلُ بَعْضُهُمْ عَلَی بَعْضٍ ' وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاجِدٌ لَا یَرْفَعُ رَاْسَهُ ' حَتَّی جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ ' فَطَرَحَتْ عَنْ ظَهْرِهِ ' فَرَفَعَ رَاْسَهُ ثُمَّ قَالَ: (( اَللّٰهُمَّ ! عَلَیْكَ بِقُرَیْشٍ )) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - فَشَقَّ عَلَیْهِمْ اِذْ دَعَا عَلَیْهِمْ - قَالَ : وَکَانُوْا یَرَوْنَ اَنَّ الدَّعْوَةَ فِی ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ ثُمَّ سَمَّی : (( اَللّٰهُمَّ ! عَلَیْكَ بِاَبِی جَهْلٍ ' وَعَلَیْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ ' وَشَیْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ ' وَالْوَلِیْدِ بْنِ عُتْبَةَ ' وَاُمَیَّةَ بْنِ خَلَفٍ ' وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِی مُعَیْطٍ )) وَعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ یَحْفَظْهُ - قَالَ : فَوَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهٖ ! لَقَدْ رَاَیْتُ الَّذِیْنَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَرْعَی فِی الْقَلِیْبِ ' قَلِیْبِ بَدْرٍ -

کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے اور ابوجہل اور اس کے ساتھی (بھی وہیں) بیٹھے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم میں سے کوئی شخص ہے جو فلاں قبیلے کی (جو) اونٹنی ذبح ہوئی ہے (اس کی) اوجھڑی اٹھالائے اور (لاکر) جب محمد سجدہ میں جائیں تو ان کی پیٹھ پر رکھ دے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک سب سے زیادہ بدبخت (آدمی) اٹھا۔ اور وہ اوجھڑی لے کر آیا اور دیکھتا رہا۔ جب آپ نے سجدہ کیا تو اس نے اس اوجھڑی کو آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا (ابن مسعود کہتے ہیں) میں یہ (سب کچھ) دیکھ رہا تھا مگر کچھ نہ کر سکتا تھا۔ کاش! (اس وقت) مجھے روکنے کی طاقت ہوتی۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ ہنسنے لگے اور (ہنسی کے مارے) لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ سجدہ میں تھے (بوجھ کی وجہ سے) اپنا سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور وہ بوجھ آپ کی پیٹھ پر سے اتار کر پھینکا۔ تب آپ ﷺ نے سر اٹھایا پھر تین بار فرمایا۔ یا اللہ! تو قریش کو پکڑ لے' یہ (بات) ان کافروں پر بہت بھاری ہوئی کہ آپ ﷺ نے انہیں بددعا دی ہے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر (مکہ) میں جو دعا کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ پھر آپ نے (ان میں سے) ہر ایک کا (جدا جدا) نام لیا کہ اے اللہ! ان ظالموں کو ضرور ہلاک کر دے۔ ابوجہل' عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ولید بن عتبہ۔ امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو۔ ساتویں (آدمی) کا نام (بھی) لیا مگر مجھے یاد نہیں رہا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! جن لوگوں کے (بددعا کرتے وقت) آپ ﷺ نے نام لیے تھے۔ میں نے ان (کی لاشوں) کو بدر کے کنویں میں پڑا ہوا دیکھا۔

**لغوی توضیح:** سَلَی اوجھڑی۔ جَزُوْر اونٹ۔ طَرَحَتْ اُتار پھینکا۔ قَلِیْب بَدْر بدر کا کنواں۔

١١٧٣ - حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَلْ اَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ اَشَدَّ مِنْ يَوْمِ اُحُدٍ؟ قَالَ: ((لَقَدْ لَقِيْتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيْتُ، وَكَانَ اَشَدُّ مَا لَقِيْتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، اِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ. فَلَمْ يُجِبْنِي اِلَى مَا اَرَدْتُ. فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا مَهْمُوْمٌ عَلَى وَجْهِي فَلَمْ اَسْتَفِقْ اِلَّا وَاَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ اَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَاِذَا فِيْهَا جِبْرِيْلُ، فَنَادَانِي فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ اِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَاْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيْهِمْ. فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! فَقَالَ ذٰلِكَ فِيْمَا شِئْتَ اَنْ اُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْاَخْشَبَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ اَرْجُوْ اَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ، لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا))۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا آپ پر کوئی دن اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا۔ یہ موقعہ تھا جب میں نے (طائف کے سردار) کنانہ بن عبد یالیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا۔ لیکن اس نے (اسلام قبول نہیں کیا اور) میری دعوت کو رد کر دیا۔ میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا۔ جب میں قرن الثعالب پہنچا، تب مجھ کو کچھ ہوش آیا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ جبریل علیہ السلام اس میں موجود ہیں انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا ہے اور جو انہوں نے رد کیا ہے وہ بھی سن چکا ہے۔ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دے دیں۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد! پھر انہوں نے بھی وہی بات کہی آپ جو چاہیں (اس کا مجھے حکم فرمائیں) اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن سے وہ چکنا چور ہو جائیں) نبی ﷺ نے فرمایا مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

**لغوی توضیح** وَاَنَا مَهْمُوْمٌ میں بہت زیادہ رنجیدہ ہوا (کیونکہ اہل طائف نے اپنے غلاموں اور بیوقوفوں کو راستے کے دونوں طرف کھڑا کر دیا جو آپ کو گالیاں دیتے، برا بھلا کہتے اور پتھر مارتے تھے)۔ فَلَمْ اَسْتَفِقْ مجھے ہوش نہیں آیا۔ اِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ مگر قرن ثعالب یعنی قرن منازل مقام پر جو اہل نجد کا میقات ہے۔ الاَخْشَبَيْنِ مکہ کے دو پہاڑ۔

١١٧٣ - البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 7 باب إذا قال احدكم آمين...(3231) مسلم (1795) -

١١٧٤ ـ حديث جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ ‏رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِي بَعْضِ الْمَشَاهِدِ، وَقَدْ دَمِيَتْ اِصْبَعُهُ، فَقَالَ: ((هَلْ اَنْتَ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيتِ وَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ!)) ـ

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کسی لڑائی کے موقع پر موجود تھے اور آپ کی انگلی زخمی ہوگئی تھی۔ آپ نے انگلی سے مخاطب ہوکر فرمایا تیری حقیقت ایک زخمی انگلی کے سوا کیا ہے اور جو کچھ ملا ہے اللہ کے راستے میں ملا ہے۔

**لغوی توضیح:** دَمِيْتِ توزخمی ہوئی ہے۔ مَا لَقِيْتِ جو تجھے زخم پہنچا ہے۔

١١٧٥ ـ حديث جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ ‏رضی اللہ عنہ قَالَ: اشْتَكَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ـ فَجَاءَتِ امْرَاَةٌ، فَقَالَتْ: يَا مُحَمَّدُ! اِنِّي لَاَرْجُوْ اَنْ يَكُوْنَ شَيْطَانُكَ قَدْ تَرَكَكَ، لَمْ اَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَالضُّحَى ○ وَاللَّيْلِ اِذَا سَجَى ○ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى○﴾ ـ

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے اور دو یا تین راتوں کو (تہجد کے لیے) نہیں اٹھ سکے۔ پھر ایک عورت (ابولہب کی بیوی اُم جمیل) آئی اور کہنے لگی اے محمد! میرا خیال ہے کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے دو یا تین راتوں سے دیکھ رہی ہوں کہ تمہارے پاس وہ نہیں آیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الضحیٰ نازل کی یعنی "قسم ہے دن کی روشنی کی اور رات کی جب وہ قرار پکڑے کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا ہے اور نہ آپ سے بیزار ہوا ہے" آخر تک۔

## (40) باب في دعاء النبي ﷺ الى الله وصبره على اذى المنافقين

## نبی کریم ﷺ کا اللہ کی طرف بلانا اور منافقوں کی طرف سے پہنچنے والی ایذا پر صبر کرنا

١١٧٦ ـ حديث اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكِبَ حِمَارًا، عَلَيْهِ اِكَافٌ، تَحْتَهُ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ، وَاَرْدَفَ وَرَاءَهُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَهُوَ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَذٰلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ ـ حَتّٰى مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيْهِ اَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ، عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ، وَالْيَهُوْدِ، وَفِيْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان بندھا ہوا تھا اور نیچے فدک کی بنی ہوئی ایک مخملی چادر بچھی ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے سواری پر اپنے پیچھے اسامہ بن زید کو بٹھایا تھا۔ آپ بنی حارث بن خزرج میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ ﷺ ایک مجلس سے گذرے جس میں مسلمان، بت پرست، مشرک اور یہودی سب ہی شریک تھے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول بھی ان میں تھا۔ مجلس میں

---

١١٧٤ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 9 باب من ينكب في سبيل الله (2802) مسلم (1796) ـ

١١٧٥ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 93 سورة والضحى: 1 باب حدثنا احمد بن يونس (1124) مسلم (1797) ـ

١١٧٦ ـ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 20 باب التسليم في مجلس فيه اخلاط...(2987) مسلم (1798) ـ

أُبَيٍّ ابْنِ سَلُوْلَ وَ فِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ ، خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ، ثُمَّ قَالَ : لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا ۔ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنِ سَلُوْلَ : أَيُّهَا الْمَرْءُ ! لَا أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا ، إِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا ، فَلَا تُؤْذِنَا فِي مَجَالِسِنَا ، وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ ، فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ۔

قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ : اغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا ، فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ ۔ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى هَمُّوا أَنْ يَتَوَاثَبُوْا فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ ۔ ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ: (( أَيْ سَعْدُ ! أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ؟)) يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ (( قَالَ كَذَا وَكَذَا )) قَالَ اعْفُ عَنْهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَاصْفَحْ ، فَوَاللّٰهِ ! لَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ الَّذِي أَعْطَاكَ ، وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحْرَةِ عَلٰى أَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْنَهُ بِالْعِصَابَةِ ۔ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ ، شَرِقَ بِذٰلِكَ ، فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ ۔ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ۔

حضرت عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر سے اپنی ناک چھپالی اور کہا کہ ہمارے اوپر غبار نہ اڑاؤ۔ پھر حضور ﷺ نے سلام کیا اور وہاں رک گئے اور اتر کرانہیں اللہ کی طرف بلایا اوران کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کی۔عبداللہ بن ابی بن سلول بولا' میاں میں ان باتوں کے سمجھنے سے قاصر ہوں۔اگر وہ چیزیں حق ہیں جوتم کہتے ہوتو ہماری مجلسوں میں آ کرہمیں تکلیف نہ دیا کرو۔اپنے گھر جاؤاور ہم سے جو تمہارے پاس آئے'اس سے بیان کرو۔اس پر ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ﷺ ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کریں کیونکہ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔پھر مسلمانوں' مشرکوں اور یہودیوں میں اس بات پر تو تو میں میں ہونے لگی اور قریب تھا کہ وہ ارادہ کر بیٹھیں اور ایک دوسرے پر حملہ کردیں' لیکن آپ ﷺ انہیں برابر خاموش کراتے رہے اور جب وہ خاموش ہو گئے تو آپ ﷺ اپنی سواری پر بیٹھ کر سعد بن عبادہ کے یہاں گئے۔آپ نے ان سے فرمایا' سعد تم نے نہیں سنا کہ ابوحباب نے آج کیا بات کہی ہے! آپ کا اشارہ عبد اللہ بن ابی کی طرف تھا کہ اس نے یہ یہ باتیں کہی ہیں۔حضرت سعد نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ! اسے معاف کر دیجئے اور درگذر فرمایئے۔اللہ تعالیٰ نے وہ حق آپ کو عطا فرمایا ہے جو عطا فرمانا تھا۔ اس بستی ( مدینہ منورہ ) کے لوگ ( آپ کی تشریف آوری سے پہلے ) اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اسے تاج پہنا دیں اور شاہی عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں۔لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس منصوبہ کو اس حق کی وجہ سے ختم کر دیا جو اس نے آپ کو عطا فرمایا ہے تو اسے حق سے حسد ہو گیا اور اسی وجہ سے اس نے یہ معاملہ کیا ہے جو آپ نے دیکھا۔چنانچہ نبی ﷺ نے اسے معاف کردیا۔

**لغوی توضیح** اِکَاف پالان۔ قَطِیفَة چادر۔ فَدَکِیَّة فدک کی طرف منسوب یعنی فدک کی بنی ہوئی۔ اَخْلَاط ملے جلے لوگ۔ عَجَاجَةُ الدَّابَّة سواری کا وہ غبار جو وہ اڑاتی ہے۔ یُخَفِّضُهُم انہیں خاموش کراتے تھے۔ اَلْبَحْرَة مراد ہے مدینہ۔ یُتَوِّجُوْهُ وہ (یعنی اہل مدینہ) اسے (یعنی عبداللہ بن اُبی منافق کو بادشاہت کا) تاج پہنانے والے تھے (یہی وہ سبب ہے جس بنا پر عبداللہ بن اُبی منافق نے ہر مقام پر آپ ﷺ کی شدید مخالفت کی کہ آپ کی آمد سے اس کی بادشاہت رہ گئی)۔

١١٧٧۔ حدیث اَنَسٍ ﷺ قَالَ: قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لَوْ اَتَيْتَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ! فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكِبَ حِمَارًا، فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُوْنَ يَمْشُوْنَ مَعَهُ، وَهِيَ اَرْضٌ سَبِخَةٌ۔ فَلَمَّا اَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: اِلَيْكَ عَنِّي، وَاللّٰهِ! لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنْهُمْ: وَاللّٰهِ! لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَطْيَبُ رِيْحًا مِنْكَ۔ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللّٰهِ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَشَتَمَا، فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَصْحَابُهُ، فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيْدِ وَالْاَيْدِي وَالنِّعَالِ۔ فَبَلَغَنَا اَنَّهَا اُنْزِلَتْ۔ ﴿وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا﴾۔

حضرت انس ﷛ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے عرض کیا گیا' اگر آپ عبداللہ بن ابی (منافق) کے یہاں تشریف لے چلتے تو بہتر تھا۔ آپ ﷺ اس کے یہاں ایک گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔ صحابہ پیدل آپ کے ہمراہ تھے۔ جدھر سے آپ گذر رہے تھے وہ شور زمین تھی۔ جب نبی ﷺ اس کے یہاں پہنچے تو وہ (عبداللہ بن ابی) کہنے لگا' آپ ذرا دور ہی رہئے' آپ کے گدھے کی بو نے میرا دماغ پریشان کر دیا ہے۔ اس پر ایک انصاری صحابی بولے کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے۔ عبد اللہ (منافق) کی طرف سے اس کی قوم کا ایک شخص اس صحابی کی اس بات پر غصہ ہو گیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ پھر دونوں طرف سے دونوں کے حمایتی مشتعل ہو گئے' اور ہاتھا پائی' چھڑی اور جوتے تک نوبت پہنچ گئی۔ (انس ﷛ کہتے ہیں) ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ ''اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادو'' [الحجرات:۹]۔

**لغوی توضیح** اَرْضٌ سَبِخَة شور زمین (جس میں پیداوار نہیں ہوتی)۔ نَتْنُ حِمَارِكَ تیرے گدھے کی بدبو۔

## (41) باب قتل ابی جهل

## ابوجہل کا قتل

١١٧٨۔ حدیث اَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرٍ: (( مَنْ يَنْظُرُ مَا فَعَلَ اَبُوْ جَهْلٍ؟)) فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ،

حضرت انس بن مالک ﷛ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے بدر کی لڑائی کے دن فرمایا' کون دیکھ کر آئے گا کہ ابوجہل کا کیا ہوا؟ حضرت ابن مسعود ﷛ معلوم کرنے گئے تو دیکھا کہ عفراء کے دونوں لڑکوں نے

١١٧٧۔ البخاری فی: 53 کتاب الصلح: 1 باب ما جاء فی الإصلاح بین الناس (2691) مسلم (1799)۔

١١٧٨۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 8 باب قتل ابی جهل (3962) مسلم (1800) احمد (12144)۔

فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ ' حَتَّى بَرَدَ ۔ فَاَخَذَ بِلِحْيَةٍ فَقَالَ : اَنْت ! اَبَا جَهْلٍ ؟ قَالَ : وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ ' اَوْقَالَ : قَتَلْتُمُوْهُ ۔

اسے قتل کر دیا تھا اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑا تھا۔ انہوں نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا تو ہی ابوجہل ہے؟ تو ابوجہل نے کہا' کیا اس سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے جسے آج اس کی قوم نے قتل کر ڈالا ہے' یا (اس نے یوں کہا کہ) تو لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا ہے؟

**لغوی توضیح** اِبْنَا عَفْرَاء عفراء کے دو بیٹے یعنی معوذ اور معاذ۔ بَرَدَ ٹھنڈا ہو گیا۔ هَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ کیا اس آدمی سے بھی بلند مرتبہ کوئی ہے جسے تم نے قتل کر دیا (یعنی مجھ سے زیادہ کوئی بلند مقام و مرتبہ والا نہیں)۔

## (42) باب قتل كعب بن الاشرف طاغوت اليهود

## یہود کے سب سے بڑے شیطان کعب بن اشرف کا قتل

١١٧٩۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضى الله عنهما ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الاَشْرَفِ ؟ فَاِنَّهُ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ )) فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ ' فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهُ ؟ قَالَ: (( نَعَمْ)) قَالَ : فَأْذَنْ لِى اَنْ اَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ (( قُلْ)) فَاَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ ' فَقَالَ : اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَاَلَنَا صَدَقَةً ' وَاِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا ' وَاِنِّى قَدْ اَتَيْتُكَ اَسْتَسْلِفُكَ قَالَ : وَاَيْضًا ' وَاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهُ ۔ قَالَ اِنَّا قَدْ اتَّبَعْنَاهُ فَلَا نُحِبُّ اَنْ نَدَعَهُ حَتَّى نَنْظُرَ اِلَى اَيِّ شَيْءٍ يَصِيْرُ شَانُهُ ۔ وَقَدْ اَرَدْنَا اَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا اَوْ وَسْقَيْنِ ۔ فَقَالَ : نَعَمْ ' اَرْهِنُوْنِى ۔ قَالُوا : اَىَّ شَىْءٍ تُرِيْدُ ؟ قَالَ : اَرْهِنُوْنِى نِسَاءَ كُمْ ۔ قَالُوا : كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَ نَا ' وَاَنْتَ اَجْمَلُ الْعَرَبِ ؟

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا' کعب بن اشرف کا کام کون تمام کر کے آئے گا؟ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت ستا رہا ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اجازت دیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آپ نے فرمایا' ہاں مجھ کو یہ پسند ہے۔ انہوں نے عرض کیا' پھر آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ میں اس سے کچھ باتیں کہوں۔ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ اب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور اس سے کہا' یہ شخص (اشارہ حضور ﷺ کی طرف تھا) ہم سے صدقہ مانگتا رہتا ہے اور اس نے ہمیں تھکا مارا ہے۔ اس لیے میں تم سے قرض لینے آیا ہوں۔ اس پر کعب نے کہا' ابھی آگے دیکھنا' خدا کی قسم' بالکل اکتا جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا' چونکہ ہم نے بھی اب ان کی اتباع کر لی ہے اس لیے جب تک یہ نہ کھل جائے کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے' انہیں چھوڑنا بھی مناسب نہیں۔ میں تم سے ایک وسق یا (راوی نے بیان کیا کہ) دو وسق غلہ قرض لینے آیا ہوں۔ کعب بن اشرف نے کہا' ہاں' میرے پاس کچھ گروی رکھ دو۔ انہوں نے پوچھا' گروی میں تم کیا

١١٧٩۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 15 باب قتل كعب ابن الاشرف (2510) مسلم (1801) ابوداود (2768)۔

قَالَ: ارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ۔ قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا، فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ، هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا، وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّامَةَ (يَعْنِي السِّلَاحَ) فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ، وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ۔ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: أَيْنَ تَخْرُجُ هَذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ۔ قَالَتْ: أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ۔ قَالَ: إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ، إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ۔ قَالَ: وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ۔ فَقَالَ: إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي قَائِلٌ بِشَعَرِهِ فَأَشَمُّهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ۔ وَقَالَ مَرَّةً: ثُمَّ أُشِمُّكُمْ۔ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ۔ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا، أَيْ أَطْيَبَ۔ قَالَ: عِنْدِي أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ، فَقَالَ: أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشُمَّ رَأْسَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ۔ ثُمَّ قَالَ: أَتَأْذَنُ لِي؟ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ، قَالَ: دُونَكُمْ۔ فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ

چاہتے ہو؟ اس نے کہا' اپنی عورتوں کو رکھ دو۔ انہوں نے کہا کہ تم عرب کے بہت خوبصورت مرد ہو۔ ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں۔ اس نے کہا' پھر اپنے بچوں کو گروی رکھ دو۔ انہوں نے کہا' ہم بچوں کو کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں۔ کل انہیں اسی پر گالیاں دی جائیں گی کہ ایک یا دو وسق غلے پر انہیں گروی رکھ دیا گیا تھا۔ یہ تو بڑی بے غیرتی ہوگی البتہ ہم تمہارے پاس اپنے ہتھیار گروی رکھ سکتے ہیں۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اور رات کے وقت اس کے یہاں آئے۔ ان کے ساتھ ابو نائلہ بھی تھے، وہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ پھر اس کے قلعہ کے پاس جا کر انہوں نے آواز دی۔ وہ باہر آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا کہ اس وقت (اتنی رات گئے) کہاں باہر جا رہے ہو؟ اس نے کہا' وہ تو محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی ابو نائلہ ہے۔ اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ مجھے تو یہ آواز ایسی لگتی ہے جیسے اس سے خون ٹپک رہا ہو۔ کعب نے جواب دیا کہ میرے بھائی محمد بن مسلمہ اور میرے رضاعی بھائی ابو نائلہ ہیں۔ شریف کو اگر رات میں بھی نیزہ بازی کے لیے بلایا جائے تو وہ نکل پڑتا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب محمد بن مسلمہ اندر گئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ جب کعب آئے تو میں اس کے (سر کے) بال ہاتھ میں لے لوں گا اور اسے سونگھنے لگوں گا۔ جب تمہیں اندازہ ہو جائے کہ میں نے اس کا سر پوری طرح اپنے قبضہ میں لے لیا ہے تو پھر تم تیار ہو جانا اور اسے قتل کر ڈالنا۔ عمرو نے ایک مرتبہ یوں بیان کیا کہ پھر اس کا سر سونگھوں گا۔ آخر کعب چادر لپیٹے ہوئے باہر آیا' اس کے جسم سے خوشبو پھوٹی پڑتی تھی۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا' آج سے زیادہ عمدہ خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگھی۔ کعب اس پر بولا۔ میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو ہر وقت عطر میں بسی رہتی ہے اور حسن و جمال میں

ﷺ فَاَخْبَرُوْهُ۔

بھی اس کی کوئی نظیر نہیں۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا' کیا تمہارے سر کو سونگھنے کی مجھے اجازت ہے؟ اس نے کہا' سونگھ سکتے ہو۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کا سر سونگھا۔ اور ان کے بعد ان کے ساتھیوں نے بھی سونگھا۔ پھر انہوں نے کہا' کیا دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟ اس نے اس مرتبہ بھی اجازت دے دی۔ پھر جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے پوری طرح اپنے قابو میں کر لیا تو اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی۔

**لغوی توضیح** آذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ اس (کعب بن اشرف) نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے (وہ شاعر تھا اور اشعار کے ذریعے مسلمانوں کو اذیت دیتا اور مسلمانوں سے سخت بغض رکھتا تھی کہ اہل مکہ کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے اُبھارا کرتا تھا)۔ فَأْذَنْ لِي اَنْ اَقُوْلَ مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیجیے (یعنی آپ ﷺ سے اُکتاہٹ کے متعلق)۔ عَنَّانَا اس نے ہمیں مشقت میں ڈال دیا ہے۔ رَضِيْعِيْ میرا رضاعی بھائی۔ مُتَوَشِّح چادر میں لپٹا ہوا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کفر کے بڑے بڑے شیطانوں کو خفیہ طور پر بھی قتل کرایا جا سکتا ہے۔ کعب بن اشرف کا قتل تین ہجری میں ہوا۔

## (43) باب غزوة خيبر

## غزوۂ خیبر کا بیان

۱۱۸۰۔ حديث اَنَسٍ رضي الله عنه ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَزَا خَيْبَرَ۔ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلَاةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ ' فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاَنَا رَدِيْفُ اَبِي طَلْحَةَ۔ فَاَجْرَى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فِي زُقَاقِ خَيْبَرَ وَاِنَّ رُكْبَتِي لَتَمَسُّ فَخِذَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ حَسَرَ الْاِزَارَ عَنْ فَخِذِهِ حَتّٰى اِنِّي اَنْظُرُ اِلَى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ ' قَالَ: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ! خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ)) قَالَهَا ثَلَاثًا۔ قَالَ: وَخَرَجَ الْقَوْمُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ غزوہ خیبر میں تشریف لے گئے۔ ہم نے وہاں فجر کی نماز اندھیرے ہی میں پڑھی۔ پھر نبی ﷺ سوار ہوئے۔ اور ابوطلحہ بھی سوار ہوئے۔ میں ابوطلحہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ نبی ﷺ نے اپنی سواری کا رخ خیبر کی گلیوں کی طرف کر دیا۔ میرا گھٹنا نبی ﷺ کی ران سے چھو جاتا تھا۔ نبی ﷺ نے اپنی ران سے تہبند کو ہٹایا۔ یہاں تک کہ میں نبی ﷺ کی شفاف اور سفید رانوں کی سفیدی اور چمک دیکھنے لگا۔ جب آپ ﷺ خیبر کی بستی میں داخل ہوئے' تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اکبر' خیبر برباد ہو گیا' جب ہم کسی قوم کے آنگن میں اتر جائیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح منحوس ہو جاتی ہے۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا' حضرت انس رضی اللہ عنہ

۱۱۸۰۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 12 باب ما يذكر في الفخذ۔

اِلَى اَعْمَالِهِمْ ' فَقَالُوْا : مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ (يَعْنِي الْجَيْشَ) قَالَ : فَاَصَبْنَاهَا عَنْوَةً ۔

نے کہا کہ خیبر کے یہودی اپنے کاموں کے لیے باہر نکلے ہی تھے کہ وہ چلا اٹھے محمد ﷺ لشکر لے کر پہنچ گئے۔ پس ہم نے خیبر لڑ کر فتح کر لیا۔

**لغوی توضیح** غَزْوَةُ خَيْبَرَ یہ غزوہ ۷ ہجری میں ہوا۔ خیبر میں یہودی آباد تھے۔ نبی ﷺ نے ایک ایک کر کے ان کے تمام قلعے فتح کر لیے حتیٰ کہ تمام یہودی مطیع ہو گئے۔ زُقَاقُ خَيْبَرَ خیبر کی گلیاں، متصل راستے۔ حَسَرَ ہٹایا۔ بِسَاحَةِ قَوْمٍ کسی قوم کے شہر کا میدان۔ الْخَمِيْسُ لشکر۔ عَنْوَةً زبردستی، لڑ کر (صلح سے نہیں)۔

۱۱۸۱۔ حدیث سَلَمَةَ بْنِ الاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ اِلَى خَيْبَرَ ' فَسِرْنَا لَيْلًا ' فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ ' لِعَامِرٍ : يَا عَامِرُ ! اَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ ؟ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا ' فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ ' يَقُوْلُ:

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ ' فِدَاءً لَكَ ' مَا اَبْقَيْنَا
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا
وَاَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا
اِنَّا اِذَا صِيْحَ بِنَا اَبَيْنَا
وبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( مَنْ هٰذَا السَّائِقُ؟)) قَالُوْا : عَامِرُ بْنُ الاَكْوَعِ ۔ قَالَ: (( يَرْحَمُهُ اللّٰهُ '' قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ : وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ! لَوْلَا اَمْتَعْتَنَا بِهِ ۔ فَاَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى اَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ ۔ ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ رات کے وقت ہمارا سفر جاری تھا کہ ایک صاحب (اسید بن حضیر) نے عامر سے کہا' عامر! اپنے کچھ شعر سناؤ۔ عامر شاعر تھا فرمائش پر وہ سواری سے اتر کر حدی خوانی کرنے لگے' کہا:
''اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا' نہ ہم صدقہ کر سکتے اور نہ ہم نماز پڑھ سکتے' پس ہماری جلد مغفرت کر' جب تک ہم زندہ ہیں ہماری جانیں تیرے راستے میں فدا ہیں' اور اگر ہماری مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت رکھ۔ ہم پر سکینت نازل فرما' ہمیں جب (باطل کی طرف) بلایا جاتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں' آج چلا چلا کر وہ ہمارے خلاف میدان میں آئے ہیں۔''
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون شعر کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عامر بن اکوع۔ حضور ﷺ نے فرمایا' اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ صحابہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے تو انہیں شہادت کا مستحق قرار دے دیا۔ کاش ابھی اور ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے دیتے پھر ہم خیبر آئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا' اس کے دوران ہمیں سخت تکالیف اور فاقوں سے گزرنا پڑا' آخر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔ جس دن قلعہ فتح ہونا تھا' اس رات لشکر میں جگہ جگہ آگ جل رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ آگ کیسی ہے؟ کس چیز کے لیے اسے جگہ جگہ جلا رکھا ہے؟ صحابہ بولے کہ گوشت پکانے

۱۱۸۱۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی: 38 باب غزوة خيبر (2477) مسلم (1802) ابوداود (2538)۔

فَلَمَّا اَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ اَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( مَا هَذِهِ النِّيْرَانُ ؟ عَلَى اَيِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ؟)) قَالُوْا: عَلَى لَحْمٍ. قَالَ: (( عَلَى اَيِّ لَحْمٍ )) قَالُوْا: لَحْمُ حُمُرِ الاِنْسِيَّةِ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اَهْرِ يقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَوْ نُهْرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا، قَالَ: (( اَوْذَاكَ )). فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمَ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيْرًا، فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُوْدِيٍّ لِيَضْرِبَهُ. وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ، فَاَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ، فَمَاتَ مِنْهُ. قَالَ: فَلَمَّا قَفَلُوْا، قَالَ سَلَمَةُ: رَآنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي، قَالَ: ((مَالَكَ؟)) قُلْتُ لَهُ: فَدَاكَ اَبِي وَاُمِّي ! زَعَمُوْا اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( كَذَبَ مَنْ قَالَهُ. اِنَّ لَهُ لَاَجْرَيْنِ )) وَجَمَعَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ: (( اِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ، قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشٰى بِهَا مِثْلَهُ )).

کے لیے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کس جانور کا گوشت ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ پالتو گدھوں کا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمام گوشت پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا کیوں نہ کرلیں کہ گوشت تو پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں ہی کرلو پھر (دن میں جب صحابہ نے جنگ کے لیے) صف بندی کی تو چونکہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی' اس لیے انہوں نے جب ایک یہودی کی پنڈلی پر (جھک کر) وار کرنا چاہا تو خود انہی کی تلوار کی دھار سے ان کے گھٹنے کا اوپر کا حصہ زخمی ہوگیا اور ان کی شہادت اسی میں ہوگئی۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب لشکر واپس ہو رہا تھا تو مجھے حضور ﷺ نے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا' کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ کا سارا عمل اکارت گیا (چونکہ خود اپنی ہی تلوار سے ان کی وفات ہوئی) حضور ﷺ نے فرمایا جھوٹا ہے وہ شخص جو اس طرح کی باتیں کرتا ہے' انہیں تو دوہرا اجر ملے گا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ایک ساتھ ملایا' انہوں نے تکلیف اور مشقت بھی اٹھائی اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا' شاید ہی کوئی عربی ہو جس نے ان جیسی مثال قائم کی ہو۔

**لغوی توضیح:** هُنَيْهَاتِكَ مراد ہیں اشعار۔ يَحْدُوْ حدی خوانی یعنی اشعار ترنم سے گانا۔ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا انہوں نے آہ وزاری کی ہے ہمارے خلاف۔ مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ سخت بھوک۔ لَحْمُ حُمُرِ الاِنْسِيَّةِ پالتو گدھوں کا گوشت۔ اَهْرِيقُوْهَا اسے بہادو (کیونکہ یہ گوشت کھانا حرام ہے)۔ زَعَمُوْا اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ انہوں نے گمان کیا کہ عامر کا عمل تو ضائع ہوگیا (کیونکہ انہوں نے خود کو قتل کرلیا ہے)۔

## (44) باب غزوة الاحزاب وهي الخندق

## غزوۂ احزاب یعنی جنگِ خندق کا بیان

١١٨٢۔ حَدِيْثُ الْبَرَاءِ رضي الله عنه، قَالَ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

١١٨٢۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 34 باب حفر الخندق (2836) مسلم (1803)۔

رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاَحْزَابِ يَنقُلُ التُّرَابَ، وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ، وَهُوَ يَقُوْلُ:

کو غزوہ احزاب (خندق) کے موقعہ پر دیکھا کہ آپ مٹی (جو خندق کھودنے کی وجہ سے نکلتی تھی) خود ڈھو رہے تھے۔ مٹی سے آپ کے پیٹ کی سفیدی چھپ گئی تھی اور آپ یہ شعر کہہ رہے تھے:

"لَوْ لَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا — تو ہدایت گر نہ ہوتا تو کہاں ملتی نجات
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا — کیسے پڑھتے ہم نمازیں کیسے دیتے ہم زکوٰۃ
فَاَنْزِلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْنَا — اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا — پاؤں جموا دے ہمارے دے لڑائی میں ثبات
اِنَّ الْاُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا — بے سبب ہم پر یہ کافر ظلم سے چڑھ آتے ہیں
اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا — جب بہکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات

**لغوی توضیح** يَوْمَ الْاَحْزَابِ لشکروں کا دن (جنگ خندق کا نام یہ اس لیے رکھا گیا کیونکہ اس دن مختلف قبائل اکٹھے ہو کر نبی ﷺ سے جنگ کے لیے آئے تھے، یہ غزوہ ۵ ہجری میں ہوا)۔ وَارَى چھپا دیا۔ بَغَوْا عَلَيْنَا جنہوں نے ہم پر زیادتی کی۔

۱۱۸۳۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰى اَكْتَادِنَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
"اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ
فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ"

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم خندق کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا رہے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی "اے اللہ! آخرت کی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی حقیقی زندگی نہیں۔ پس انصار اور مہاجرین کی تو مغفرت فرما۔"

**لغوی توضیح** نَحْفِرُ ہم کھودتے تھے۔ اَكْتَاد جمع ہے كَتَد کی، معنی ہے دونوں کندھوں کا درمیانی حصہ۔

۱۱۸۴۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:
"لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ
فَاَصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے (خندق کھودتے وقت) فرمایا حقیقی زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے پس اے اللہ! انصار اور مہاجرین پر اپنا کرم فرما۔

---

۱۱۸۳۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 9 باب دعاء النبی ﷺ اصلح الانصار...(3797) مسلم (1804)۔
۱۱۸۴۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 9 باب دعاء النبی ﷺ اصلح الانصار...(3795) مسلم (1805)۔

١١٨٥۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ : كَانَتِ الْاَنْصَارُ، يَوْمَ الْخَنْدَقِ، تَقُوْلُ: (( نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا حَيِيْنَا اَبَدًا فَاَجَابَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: (( اللّٰهُمَّ لَاعَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْآخِرَةِ فَاَكْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَه ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار خندق کھودتے ہوئے (غزوہ خندق کے موقعہ پر) کہتے تھے" ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد (ﷺ) سے جہاد پر بیعت کی ہے ہمیشہ کے لیے جب تک ہمارے جسم میں جان ہے" آپ ﷺ نے اس پر جواب میں یوں فرمایا "اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے پس تو (آخرت میں) انصار اور مہاجرین کا اکرام فرمانا"

## (45) باب غزوة ذی قرد وغيرها

## غزوۂ ذی قرد اور دوسرے غزوات کا بیان

١١٨٦۔ حدیث سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَرَجْتُ قَبْلَ اَنْ يُؤَذَّنَ بِالْاُوْلَى، وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَرْعَى بِذِي قَرَدٍ، قَالَ : فَلَقِيَنِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ : اُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ : مَنْ اَخَذَهَا ؟ قَالَ : غَطَفَانُ قَالَ : فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ، يَا صَبَاحَاهُ! قَالَ : فَاَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ، ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلَى وَجْهِي حَتّٰى اَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ اَخَذُوْا يَسْتَقُوْنَ مِنَ الْمَاءِ، فَجَعَلْتُ اَرْمِيْهِمْ بِنَبْلِي ۔ وَكُنْتُ رَامِيًا، وَاَقُوْلُ : اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ الْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ ۔ وَاَرْتَجِزُ حَتّٰى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ، وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ ثَلَاثِيْنَ بُرْدَةً ۔ قَالَ : وَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَالنَّاسُ، فَقُلْتُ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ! قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عِطَاشٌ، فَابْعَثْ اِلَيْهِمْ

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فجر کی اذان سے پہلے میں (مدینہ سے باہر غابہ کی طرف) نکلا۔ رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیاں ذات القرد میں چرا کرتی تھیں۔ راستے میں مجھے عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام ملے اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑ لی گئیں ہیں۔ میں نے پوچھا (انہیں) کس نے پکڑا ہے؟ انہوں نے بتایا قبیلہ غطفان والوں نے۔ (حضرت سلمہ نے) بیان کیا کہ پھر میں نے تین مرتبہ بڑی زور زور سے پکارا' یا صباحاہ۔ انہوں نے بیان کیا کہ اپنی آواز میں نے مدینہ کے دونوں کناروں تک پہنچا دی اور اس کے بعد میں سیدھا تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور آخر انہیں جا لیا' اس وقت وہ جانوروں کو پانی پلانے کے لیے اترے تھے' میں نے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ میں تیر اندازی میں ماہر تھا اور یہ شعر کہتا تھا۔

میں ابن الاکوع ہوں۔ آج ذلیلوں کی بربادی کا دن ہے۔

میں یہی رجز پڑھتا رہا اور اونٹنیاں ان سے چھڑا لیں۔ بلکہ تیس چادریں ان کی میرے قبضے میں آ گئیں۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس کے بعد حضور ﷺ بھی صحابہ کو ساتھ لے کر آ گئے۔ میں نے عرض کیا

١١٨٥۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد والسير: 110 باب البيعة فی الحرب ان لا يفروا۔
١١٨٦۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی: 37 باب غزوة ذات القرد (3041) مسلم (1806)۔

السَّاعَةَ فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ ! مَلَكْتَ فَاسْجِحْ )) قَالَ : ثُمَّ رَجَعْنَا ' وَيُرْدِفُنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى نَاقَتِهِ ' حَتّٰى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ ۔

یارسول اللہ! تیر مار مار کر ان کو پانی نہیں پینے دیا اور وہ ابھی پیاسے ہیں۔ آپ فوراً ان کے تعاقب کے لیے فوج بھیج دیجیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ابن الاکوع! جب تو نے کسی پر قابو پالیا تو پھر نرمی اختیار کیا کر۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا پھر ہم واپس آ گئے اور حضور ﷺ مجھے اپنی اونٹنی پر پیچھے بٹھا کر لائے یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آ گئے۔

**لغوی توضیح** لِقَاح جمع ہے لقحہ کی، معنی ہے دودھ دینے والی اونٹنیاں۔ یَا صَبَاحَاہ یہ کلمہ اس وقت بولا جاتا جب دشمن کے حملے سے خبردار کرنا مقصود ہوتا۔ اِنْدَفَعْتُ میں تیز دوڑا۔ یَوْمُ الرُّضَّعِ رضع جمع ہے راضع کی، جس کا معنی ہے کمینہ، اور مراد ہے کمینوں کی ہلاکت کا دن۔ اِسْتَلَبْتُ میں نے چھین لیا۔ عِطَاش پیاسے۔ فَابْعَثْ اِلَيْهِمُ السَّاعَةَ ان کی طرف لشکر کا ایک حصہ بھیج دیجیے۔

## (47) باب غزوة النساء مع الرجال

## مردوں کے ساتھ مل کر عورتوں کا جنگ میں شریک ہونا

١١٨٧ ۔ حديث اَنَسٍ رضي الله عنه ' قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ ' انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ مُجَوِّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ وَكَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيْدَ الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا ۔ وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ ' فَيَقُوْلُ : انْشُرْهَا ' لِاَبِي طَلْحَةَ ۔ فَاَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْظُرُ اِلَى الْقَوْمِ ' فَيَقُوْلُ اَبُوْ طَلْحَةَ : يَانَبِيَّ اللّٰهِ ! بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي ! لَا تُشْرِفْ ' يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ ' نَحْرِي دُوْنَ نَحْرِكَ ۔ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ اَبِي بَكْرٍ ' وَاُمَّ سُلَيْمٍ ' وَاِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ ' اَرَى خَدَمَ سُوْقِهِمَا ' تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُوْنِهِمَا ' تُفْرِغَانِهِ فِي اَفْوَاهِ الْقَوْمِ ' ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ' ثُمَّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اُحد کی لڑائی کے موقعہ پر جب صحابہ نبی ﷺ کے قریب سے اِدھر اُدھر ہونے لگے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی ایک ڈھال سے نبی ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بڑے زبردست تیرانداز تھے اور خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس دن دو یا تین کمانیں انہوں نے توڑ دی تھیں۔ اس وقت اگر کوئی مسلمان ترکش لئے ہوئے گزرتا تو آپ ﷺ فرماتے کہ اس کے تیر ابوطلحہ کو دے دو۔ آپ ﷺ حالات معلوم کرنے کے لئے اچک کر دیکھنے لگتے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے یا نبی! آپ پر میرے ماں اور باپ قربان ہوں، رُک کر ملاحظہ فرمائیں، کہیں کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آپ ﷺ کے سینے کی ڈھال بنا رہے۔ میں نے حضرت عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا (ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی) کو دیکھا کہ اپنا ازار (شلوار، تہبند وغیرہ) اٹھائے ہوئے تھیں۔ (غازیوں کی مدد میں بڑی تیزی کے ساتھ مشغول تھیں۔ اس خدمت میں ان کو انہماک و استغراق کی وجہ سے کپڑوں تک کا ہوش نہ تھا یہاں تک کہ) میں ان کی پنڈلیوں کے زیور دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی جلدی کے ساتھ مشکیزے

١١٨٧ ۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 18 باب مناقب اَبِي طلحة (2880) مسلم (1811) ۔

تَـجِيْـئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ۔ وَلَقَدْ وَقَـعَ السَّيْفُ مِـنْ يَـدَى أَبِـى طَلْحَةَ ' إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا ۔

اپنی پیٹھوں پر لئے جاتی تھیں۔اور مسلمانوں کو پلا کر واپس آتی تھیں۔اور پھر انہیں بھر کر لے جاتیں اور ان کا پانی مسلمانوں کو پلاتیں اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اس دن دو یا تین مرتبہ تلوار چھوٹ کر گری تھی۔

**لغوی توضیح** مُجَوِّبٌ بچا رہے تھے، حفاظت کر رہے تھے۔ بِحَجَفَة ڈھال کے ساتھ۔ شَدِيْدَ الْقِدِّ کمان کا دھاگہ کھینچنے میں سخت۔ الْجَعْبَة ترکش۔ لا تُشْرِف نہ جھانکئے۔ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ میرا سینہ آپ کے سینے کے سامنے تھا (ڈھال کی طرح)۔ لَمُشَمِّرَتَان اپنا تہبند اٹھائے ہوئے۔ خَدَمَ سُوْقِهِمَا ان کی پنڈلیوں کا زیور (یہ حجاب کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے)۔ تُنْقِزَان تیزی سے اٹھائے لے جاتی تھیں۔ الْقِرَبَ مشکیزے۔ عَلَى مُتُوْنِهِمَا اپنی کمروں پر۔

## (49) باب عدد غزوات النبی ﷺ

## نبی ﷺ کے غزوات کی تعداد

١١٨٨ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه ' أَنَّهُ خَرَجَ ' وَخَرَجَ مَعَهُ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ وَزَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ رضى الله عنهما ' فَاسْتَسْقَى ' فَقَامَ بِهِمْ عَلَى رِجْلَيْهِ ' عَلَى غَيْرِ مِنْبَرٍ فَاسْتَغْفَرَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ' يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ ' وَلَمْ يُؤَذِّنْ وَلَمْ يُقِمْ ۔

حضرت عبداللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ استسقاء کے لئے باہر نکلے ان کے ساتھ حضرت براء بن عازب اور حضرت زید بن ارقم (رضی اللہ عنہما) بھی تھے۔انہوں نے پانی کے لئے دعا کی تو پاؤں پر کھڑے رہے، منبر نہ تھا۔اسی طرح آپ نے دعا کی پھر دو رکعت نماز پڑھی جس میں قرأت بلند آواز سے کی نہ اذان کہی اور نہ اقامت۔

١١٨٩ ۔ حديث زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه عَنْ أَبِي إِسْحَقَ ' قَالَ : كُنْتُ إِلَى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ ' فَقِيْلَ لَهُ : كَمْ غَزَا النَّبِيُّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ ؟ قَالَ: تِسْعَ عَشْرَةَ ۔ قِيْلَ : كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ ؟ قَالَ : سَبْعَ عَشْرَةَ ' قُلْتُ : فَأَيُّهُمْ كَانَتْ أَوَّلَ ؟ قَالَ : الْعُسَيْرَةُ أَوِ الْعُشَيْرَةُ ۔

ابواسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ان سے پوچھا گیا کہ نبی ﷺ نے کتنے غزوے کئے؟ انہوں نے کہا کہ انیس۔میں نے پوچھا آپ حضور ﷺ کے ساتھ کتنے غزوات میں شریک رہے؟ تو انہوں نے کہا کہ سترہ میں۔میں نے پوچھا آپ کا سب سے پہلا غزوہ کون سا تھا؟ کہا کہ عسیرہ یا عشیرہ (ابواسحاق کہتے ہیں پھر میں نے اس کا ذکر قتادہ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ (صحیح لفظ) عشیرہ ہے)۔

**لغوی توضیح** كَمْ غَزَا النَّبِيُّ نبی ﷺ نے کتنے غزوے لڑے۔اس میں اختلاف ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض نے غزوہ احزاب اور قریظہ کو ایک ہی غزوہ شمار کیا ہے اور بعض نے دو، اسی طرح فتح مکہ و حنین کو بعض نے ایک ہی غزوہ شمار کیا ہے اور بعض نے دو وغیرہ وغیرہ۔اس حدیث میں جو زید رضی اللہ عنہ نے انیس غزوات کا ذکر کیا ہے اور پہلا غزوہ عشیرہ شمار کیا ہے، اہل علم کا کہنا ہے کہ شاید

١١٨٨ ۔ البخاری فی: 15 كتاب الاستسقاء: 15 باب الدعاء فی الاستسقاء قائمًا ۔

١١٨٩ ۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی: 1 باب غزوة العشيرة او العسيرة ۔

زید رضی اللہ عنہ بھول گئے ہیں، یہ پہلا نہیں بلکہ چوتھا غزوہ تھا، اس سے پہلے ابواء، بواطا اور سفوان کے غزوات ہو چکے تھے۔[1] علاوہ ازیں اہل سیر کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات ۲۵ ہیں، ایک قول ۲۷ کا اور ایک قول ۲۹ کا بھی ہے۔[2]

۱۱۹۰۔ حدیث بُرَيْدَةَ رضي الله عنه 'اَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ غزوات میں شریک تھے۔

۱۱۹۱۔ حدیث سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضي الله عنه قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ، وَخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ: مَرَّةً عَلَيْنَا اَبُوْبَكْرٍ، وَمَرَّةً عَلَيْنَا اُسَامَةُ۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور نو ایسے لشکروں میں شریک ہوا ہوں جو آپ نے روانہ کئے تھے (مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان میں نہیں گئے) کبھی ہم پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امیر ہوئے اور کسی فوج کے امیر اسامہ رضی اللہ عنہ ہوئے۔

## (50) باب غزوة ذات الرقاع

## غزوۂ ذات الرقاع کا بیان

۱۱۹۲۔ حدیث اَبِي مُوْسَى رضي الله عنه قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي غَزَاةٍ، وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ، بَيْنَنَا بَعِيْرٌ نَعْتَقِبُهُ، فَنَقِبَتْ اَقْدَامُنَا، وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ، وَسَقَطَتْ اَظْفَارِي، وَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى اَرْجُلِنَا الْخِرَقَ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ، لَمَّا كُنَّا نَعْصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلَى اَرْجُلِنَا۔

وحدّث اَبُوْ مُوْسى بِهٰذَا، ثُمَّ كَرِهَ ذَاكَ، قَالَ: مَا كُنْتُ اَصْنَعُ بِاَنْ اَذْكُرَهُ! كَاَنَّهُ كَرِهَ اَنْ يَكُوْنَ شَيْءٌ مِنْ عَمَلِهِ اَفْشَاهُ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ کے لیے نکلے۔ ہم چھ ساتھی تھے اور ہم سب کے لئے صرف ایک اونٹ تھا، جس پر باری باری ہم سوار ہوتے تھے۔ (پیدل طویل اور پر مشقت سفر کی وجہ سے) ہمارے پاؤں پھٹ گئے۔ میرے ناخن بھی جھڑ گئے تھے۔ چنانچہ ہم قدموں پر کپڑے کی پٹی باندھ کر چل رہے تھے۔ اسی لئے اس کا نام غزوہ ذات الرقاع پڑا، کیوں کہ ہم نے قدموں کو پٹیوں سے باندھا تھا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث تو بیان کر دی، لیکن پھر ان کو اس کا اظہار اچھا نہیں معلوم ہوا، فرمانے لگے کہ مجھے یہ حدیث بیان نہ کرنی چاہیے تھی۔ ان کو اپنا نیک عمل ظاہر کرنا برا معلوم ہوا۔

**لغوی توضیح:** اَلرِّقَاع جمع ہے رقعہ کی، معنی ہے چیتھڑے، پٹیاں۔ یہ غزوہ فتح خیبر کے بعد پیش آیا، اس میں کوئی جنگ نہیں ہوئی، البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں نماز خوف پڑھائی تھی۔ نَعْتَقِبُهُ ہم اس پر باری باری سوار ہوتے۔ فَنَقِبَتْ اَقْدَامُنَا ہمارے پاؤں پھٹ گئے۔ نَلُفُّ ہم لپیٹتے تھے۔ نَعْصِبُ ہم باندھتے تھے۔ اَلْخِرَقَ جمع ہے خرقه کی، معنی ہے پٹیاں۔

۱۱۹۰۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 89 باب کم غزا النبی ﷺ (4473) مسلم (1814)۔

۱۱۹۱۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 45 باب بعث النبی ﷺ اسامة بن زيد ...(4270) مسلم (1815)۔

۱۱۹۲۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 31 باب غزوة ذات الرقاع (4128) مسلم (1816) ابن حبان (4734)۔

[1] [منة المنعم فی شرح مسلم (3/ 238)]  [2] [فتاوى الشبكة الاسلامية (2/ 1938)]

# [33] کتاب الامارۃ
# امارت کے مسائل

## (1) باب الناس تبع لقریش والخلافۃ فی قریش
## لوگ قریش کے تابع ہیں اور خلافت قریش میں ہونی چاہیے

۱۱۹۳ - حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ ' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ : (( النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فِی هَذَا الشَّأْنِ ' مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اس (خلافت کے ) معاملے میں لوگ قریش کے تابع ہیں۔ عام مسلمان قریشی مسلمانوں کے تابع ہیں جس طرح ان کے عام کفار قریشی کفار کے تابع رہتے چلے آئے ہیں۔

**لغوی توضیح** النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ لوگ قریش کے تابع ہیں ( کیونکہ جاہلیت میں بھی وہ عرب کے سردار اور امام تھے اور یوں عام کافر ان کے کافروں کے تابع تھے اور جب مکہ فتح ہوا تو قریش فوج در فوج اسلام میں داخل ہو گئے ، یوں مسلمان بھی ان کے مسلمانوں کے تابع ہو گئے۔

۱۱۹٤ - حدیث عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ' قَالَ: (( لَا یَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِی قُرَیْشٍ مَا بَقِیَ مِنْهُمُ اثْنَانِ ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا' یہ خلافت اس وقت تک قریش کے ہاتھوں میں باقی رہے گی جب تک کہ ان میں دو آدمی بھی باقی رہیں۔

**لغوی توضیح** مَا بَقِیَ مِنْهُمُ اثْنَان جب تک ان میں دو آدمی بھی باقی رہیں۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ اس اور اس معنی کی دیگر احادیث میں نبی ﷺ نے صرف یہ خبر دی ہے کہ قریش خلافت کے زیادہ مستحق ہے، ان سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ آپ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ خلیفہ صرف قریشیوں میں سے ہی منتخب کرو۔

۱۱۹۵ - حدیث جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ وَاَبِیْهِ سَمُرَةَ بْنِ جُنَادَةَ السُّوَائِیِّ ۔ قَالَ جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ : (( یَكُوْنُ اثْنَا عَشَرَ اَمِیْرًا )) فَقَالَ كَلِمَةً لَمْ اَسْمَعْهَا ۔ فَقَالَ اَبِی : اِنَّهُ قَالَ : (( كُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ ))۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ (میری امت میں ) بارہ امیر ہوں گے۔ پھر آپ نے کوئی ایسی ایک بات فرمائی جو میں نے نہیں سنی۔ بعد میں میرے والد نے بتایا کہ آپ نے یہ فرمایا کہ وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

---

۱۱۹۳ - البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 1 باب قول الله تعالی "یا ایها الناس إنا خلقناکم..." (3495) مسلم (1818) -

۱۱۹٤ - البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 2 باب مناقب قریش (3501) مسلم (1820) ابن حبان (6266) -

۱۱۹۵ - البخاری فی: 93 کتاب الاحکام: 51 باب الاستخلاف (7222) مسلم (1821) ترمذی (2223) -

**لغوی توضیح** یَکُوْنُ اثْنَا عَشَرَ اَمِیْرًا بارہ امیر ہوں گے (قریش سے)۔ یہ عدد عمر بن عبدالعزیزؒ پر جا کر پورا ہوا۔ اس دور تک دین کافی حد تک بدعات وخرافات سے پاک تھا، لیکن اس کے بعد فتنے اور بدعات ایسی ظاہر ہوئیں کہ اہل حق اجنبی بن گئے۔

## (2) باب الاستخلاف وتركه

## خلیفہ نامزد کرنے یا نہ کرنے کا بیان

١١٩٦۔ حدیث عُمَرَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما، قَالَ: قِيْلَ لِعُمَرَ، اَلَا تَسْتَخْلِفُ؟ قَالَ: اِنْ اَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، اَبُوْ بَكْرٍ، وَاِنْ اَتْرُكْ فَقَدْ تَرَكَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَثْنَوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ: رَاغِبٌ رَاهِبٌ، وَدِدْتُ اَنِّي نَجَوْتُ مِنْهَا كَفَافًا، لَا لِي وَلَا عَلَيَّ، لَا اَتَحَمَّلُهَا حَيًّا وَمَيِّتًا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ اپنا خلیفہ کسی کو کیوں نہیں منتخب کر دیتے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو خلیفہ منتخب کرتا ہوں (تو اس کی بھی مثال ہے کہ) اس شخص نے اپنا خلیفہ منتخب کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے۔ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اگر میں اسے مسلمانوں کی رائے پر چھوڑتا ہوں تو (تو اس کی بھی مثال موجود ہے کہ) اس بزرگ نے (خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں کے لئے) چھوڑ دیا تھا۔ جو مجھ سے بہتر تھے یعنی رسول ﷺ۔ پھر لوگوں نے آپ کی تعریف کی۔ پھر انہوں نے کہا کہ کوئی تو دل سے میری تعریف کرتا ہے کوئی ڈر کر۔ اب میں تو یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ خلافت کی ذمہ داریوں میں اللہ کے ہاں برابر برابر ہی چھوٹ جاؤں۔ نہ مجھے کچھ ثواب ملے اور نہ کوئی عذاب، میں نے خلافت کا بوجھ اپنی زندگی بھر اٹھایا۔ اب مرنے پر میں اس بار کو نہیں اٹھاؤں گا۔

**لغوی توضیح** رَاغِبٌ رغبت سے۔ رَاهِبٌ ڈرتے ہوئے۔ كَفَافًا برابر برابر، یعنی بقدرِ ضرورت نہ کم نہ زیادہ۔ لَا لِيْ نہ مجھے اجر ملے۔ وَلَا عَلَيَّ اور نہ مجھ پر اس کا بوجھ ہو۔

## (3) باب النهي عن طلب الامارة والحرص عليها

## امارت وحکومت کی درخواست اور خواہش کرنا منع ہے

١١٩٧۔ حدیث عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الْاِمَارَةَ، فَاِنَّكَ اِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا،

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا 'اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! کبھی کسی حکومت کے عہدہ کی درخواست نہ کرنا۔ کیونکہ اگر تمہیں یہ مانگنے کے بعد ملے گا تو اللہ پاک اپنی مدد تجھ سے اٹھا لے گا۔ تو جان، تیرا کام جانے اور اگر وہ عہدہ تمہیں بغیر مانگے

---

١١٩٦۔ البخاری فی: 93 کتاب الاحکام: 51 باب الاستخلاف (7218) مسلم (1823) ابو داود (2939)۔

١١٩٧۔ البخاری فی: 83 کتاب الایمان والنذور: 1 باب قول الله تعالی "لا یؤاخذکم الله باللغو فی ایمانکم"۔

وَاِنْ اُوْتِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا))۔ مل گیا تو اس میں اللہ کی طرف سے تمہاری اعانت کی جائے گی۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ جسے مطالبے پر حکومت ملے اس کی حرص کی وجہ سے اس کی مدد نہیں کی جاتی، لیکن جسے بغیر مطالبے کے حکومت مل جائے اس کی اللہ کی طرف سے مدد کی جاتی ہے تاکہ وہ حکومتی اُمور صحیح طور پر انجام دے سکے۔

۱۱۹۸۔ حدیث اَبِي مُوْسَى وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ۔ قَالَ اَبُوْ مُوْسَى : اَقْبَلْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ ، اَحَدُهُمَا عَنْ يَمِيْنِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَاكُ ۔ فَكِلَاهُمَا سَاَلَ ، فَقَالَ : (( يَا اَبَا مُوْسَى! )) اَوْ (( يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ! )) قَالَ : قُلْتُ : وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ ! مَا اَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي اَنْفُسِهِمَا ، وَمَا شَعَرْتُ اَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ ۔ فَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ ۔ فَقَالَ : (( لَنْ )) اَوْ (( لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهُ ، وَلٰكِنِ اذْهَبْ اَنْتَ يَا اَبَا مُوْسَى )) اَوْ (( يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ قَيْسٍ! اِلَى الْيَمَنِ )) ثُمَّ اتْبَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ۔ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ اَلْقَى لَهُ وِسَادَةً ، قَالَ : اَنْزِلْ وَاِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوْثَقٌ ۔ قَالَ : مَا هٰذَا ؟ قَالَ : كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ ۔ قَالَ : اِجْلِسْ : قَالَ : لَا اَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ ، قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَاَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ۔ ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ ۔ فَقَالَ اَحَدُهُمَا : اَمَّا اَنَا فَاَقُوْمُ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ میرے ساتھ اشعر قبیلے کے دو شخص تھے ایک میرے داہنے طرف تھا دوسرا بائیں طرف۔ اس وقت آپ ﷺ مسواک کر رہے تھے۔ دونوں نے آپ ﷺ سے خدمت کی درخواست کی یعنی حکومت اور عہدے کی۔ آپ نے فرمایا ابوموسیٰ یا عبداللہ بن قیس! (راوی کو شک ہے) میں نے اسی وقت عرض کیا یا رسول اللہ! اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے انہوں نے اپنے دل کی بات مجھ سے نہیں کہی تھی اور مجھ کو معلوم نہیں تھا کہ یہ دونوں شخص خدمت چاہتے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں جیسے میں اس وقت آپ کی مسواک کو دیکھ رہا ہوں وہ آپ کے ہونٹ کے نیچے اٹھی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا جو کوئی ہم سے خدمت کی درخواست کرتا ہے ہم اس کو خدمت نہیں دیتے۔ لیکن ابوموسیٰ یا عبداللہ بن قیس تو یمن کی حکومت پر جا (خیر ابوموسیٰ روانہ ہوئے) اس کے بعد آپ نے حضرت معاذ بن جبل کو بھی ان کے پیچھے روانہ کیا۔ حضرت معاذ یمن میں حضرت ابوموسیٰ کے پاس پہنچے تو ابوموسیٰ نے ان کے بیٹھنے کے لئے گدہ بچھوایا اور کہنے لگے سواری سے اتریئے اور گدے پر بیٹھئے۔ اس وقت ان کے پاس ایک شخص تھا جس کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ حضرت معاذ نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہوا اب پھر یہودی ہو گیا ہے۔ ابوموسیٰ نے حضرت معاذ سے کہا آپ سواری پر سے اتر کر بیٹھئے۔ تو انہوں نے کہا میں نہیں بیٹھتا جب تک اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق یہ قتل نہ کیا جائے گا۔ تین بار یہی کہا۔ حضرت ابوموسیٰ نے حکم

۱۱۹۸۔ البخاری فی: 88 کتاب استتابۃ المرتدین: 2 باب حکم المرتد والمرتدۃ (2261) مسلم (1733) ابوداود (3579)۔

وَاَنَامُ، وَاَرْجُوْ فِي نَوْمَتِي مَا اَرْجُوْ فِي قَوْمَتِي۔

دیا، وہ قتل کیا گیا پھر حضرت معاذ بیٹھے۔ اب دونوں نے رات کی عبادت (تہجد گذاری) کا تذکرہ کیا۔ حضرت معاذ نے کہا میں تو رات کی عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور مجھے امید ہے کہ سونے میں بھی مجھ کو وہی ثواب ملے گا جو نماز پڑھنے اور عبادت کرنے میں۔

**لغوی توضیح** يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ دونوں خدمت (یعنی ولایت وحکومت) کے طلبگار تھے۔ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهُ ہم اسے حکومت نہیں دیں گے جو اس کی خواہش رکھتا ہو۔ معلوم ہوا کہ جو حکومت طلب کرے (جیسے آج کل ووٹ طلب کیے جاتے ہیں) اسے حکومت نہیں دینی چاہیے۔ مُوْثَقٌ رسیوں کے ساتھ بندھا ہوا۔ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ (اور وہ یہ ہے کہ جو دین تبدیل کرے اسے قتل کردو[1])۔ وَاَرْجُوْ فِي نَوْمَتِي مَا اَرْجُوْ فِي قَوْمَتِي مجھے سونے میں بھی اسی ثواب کی امید ہے جو قیام وعبادت میں ہے (کیونکہ میں سوتا اسی نیت سے ہوں کہ قیام کے لیے سکون اور چستی حاصل کرسکوں)۔

## (5) باب فضيلة الامام العادل وعقوبة الجائر والحث على الرفق بالرعية والنهي عن ادخال المشقة عليهم

## حاکم عادل کی فضیلت اور ظالم حاکم کے لئے عذاب اور رعیت کے ساتھ نرمی سے پیش آنا اور ان کو مشقت میں ڈالنے کی ممانعت

۱۱۹۹۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ فَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْاَمِيْرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى اَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ، اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور اس کی رعایا کے بارے میں اس سے سوال ہوگا پس لوگوں کا امیر ایک حاکم ہے اور اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ دوسرے ہر آدمی اپنے گھر والوں پر حاکم ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا تیسری عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں پر حاکم ہے، اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا۔ چوتھا غلام اپنے آقا (سید) کے مال کا حاکم ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ پس جان لو کہ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی۔

**لغوی توضیح** رَاعٍ نگران، نگہبان، محافظ، ذمہ دار۔ رَعِيَّتِهِ اس کی رعایا، عوام، ماتحت۔

۱۱۹۹۔ البخاری فی: 49 کتاب العتق: 17 باب کراھیة التطاول علی الرقیق (893) مسلم (1829) ترمذی (1705)۔

[1] [بخاری: کتاب استتابة المرتدین (6922)]

۱۲۰۰۔ حدیث مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رضی اللہ عنہ عَنِ الْحَسَنِ، اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ: اِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيحَةٍ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ))۔

حسن بیان کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے اس مرض میں آئے جس میں ان کا انتقال ہوا تو حضرت معقل رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ایک حدیث سنا تا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو کسی رعایا کا حاکم بنا تا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

**لغوی توضیح** اسْتَرْعٰى حاکم وسربراہ بنائے۔ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ جنت کی خوشبو۔ معلوم ہوا کہ حکام وامراء پر عوام کو دھوکہ دینا اور ان کے حقوق غصب کرنا حرام وکبیرہ گناہ ہے اور ایسے حکام پر جنت حرام ہے۔

## (6) باب غلظ تحريم الغلول

## مال غنیمت میں سے چوری کرنا سخت حرام ہے

۱۲۰۱۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ ﷺ فَذَكَرَ الْغُلُولَ، فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ اَمْرَهُ، قَالَ: ((لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ، عَلَى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ، يَقُولُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! اَغِثْنِي، فَاَقُولُ: لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا، قَدْ اَبْلَغْتُكَ، وَعَلَى رَقَبَتِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ، يَقُولُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! اَغِثْنِي، فَاَقُولُ: لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ، وَعَلَى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ، فَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اَغِثْنِي، فَاَقُولُ: لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ، اَوْ عَلَى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُولُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! اَغِثْنِي، فَاَقُولُ: لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور غلول (خیانت) کا ذکر فرمایا۔ اس جرم کی ہولنا کی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو بھی قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری لدی ہوئی ہو اور وہ چلا رہی ہو یا اس کی گردن پر گھوڑا لدا ہوا ہو اور وہ چلا رہا ہو اور وہ شخص مجھ سے کہے کہ یا رسول اللہ! میری مدد فرمایئے لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا، میں تو (خدا کا پیغام) تم تک پہنچا چکا تھا۔ اور اس کی گردن پر اونٹ لدا ہوا اور وہ چلا رہا ہو اور وہ شخص کہے کہ یا رسول اللہ! میری مدد فرمایئے۔ لیکن میں یہ جواب دے دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا، میں تو خدا کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا۔ یا (وہ اس حال میں آئے کہ) وہ اپنی گردن پر سونا چاندی اسباب لادے ہو اور مجھ سے کہے یا رسول اللہ! میری مدد فرمایئے لیکن میں اس سے یہ کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا میں اللہ کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا۔

۱۲۰۰۔ البخاری فی: 93 کتاب الاحکام: 8 باب من استُرعِی رعیة فلم ینصح۔

۱۲۰۱۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 189 باب الغلول (1402) مسلم (1831) ابن حبان (4847)۔

**لغوی توضیح** لَا أُلْفِيَنَّ میں ہرگز نہ پاؤں (یعنی ایسا کوئی کام مت کرو جس کی وجہ سے تم میں سے کوئی مجھے اس حال میں ملے)۔ ثُغَاء بکری کی آواز۔ حَمْحَمَة گھوڑے کی آواز۔ رُغَاء اونٹ کی آواز۔ رِقَاع مراد کپڑے ہیں۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ دنیا میں جو شخص مالِ غنیمت میں سے کچھ بھی چرائے گا روزِ قیامت اسی چیز کو اپنے اوپر اٹھائے ہوئے آئے گا اور پھر نبی ﷺ بھی اس کی کوئی مدد نہیں کریں گے۔ آئندہ حدیث بھی اس کا ثبوت ہے۔

## (7) باب تحريم هدايا العمال

## سرکاری ملازمین کے لیے تحفہ یا ہدیہ لینا حرام ہے

۱۲۰۲۔ حديث أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِي ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ عَامِلًا، فَجَاءَهُ الْعَامِلُ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا لَكُمْ، وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيَ۔ فَقَالَ لَهُ: ((أَفَلَا قَعَدْتَ فِي بَيْتِ أَبِيْكَ وَأُمِّكَ فَنَظَرْتَ أَيُهْدٰى لَكَ أَمْ لَا؟)) ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشِيَّةً، بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَتَشَهَّدَ وَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ، فَمَا بَالُ الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ فَيَأْتِيْنَا فَيَقُوْلُ هٰذَا مِنْ عَمَلِكُمْ، وَهٰذَا أُهْدِيَ لِي، أَفَلَا قَعَدَ فِي بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ فَنَظَرَ هَلْ يُهْدٰى لَهُ أَمْ لَا؟ فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ، إِنْ كَانَ بَعِيْرًا جَاءَ بِهِ لَهُ رُغَاءٌ، وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا لَهَا خُوَارٌ، وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعَرُ، فَقَدْ بَلَّغْتُ)) فَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ: ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ حَتّٰى إِنَّا لَنَنْظُرُ إِلٰى

حضرت ابوحمید ساعدی ؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عامل مقرر کیا۔ عامل اپنے کام پورے کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' یا رسول اللہ! یہ مال آپ کا ہے اور یہ مال مجھے تحفہ دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اپنے ماں باپ کے گھر ہی میں کیوں نہیں بیٹھے رہے اور پھر دیکھتے کہ تمہیں کوئی تحفہ دیتا ہے یا نہیں۔ اس کے بعد آپ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے' رات کی نماز کے بعد' اور کلمہ شہادت اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق ثنا کے بعد فرمایا۔ امابعد' ایسے عامل کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم اسے عامل بناتے ہیں۔ (جزیہ اور دوسرے ٹیکس وصول کرنے کے لیے) اور وہ پھر ہمارے پاس آ کر کہتا ہے کہ یہ تو آپ کا ٹیکس ہے اور یہ مجھے تحفہ دیا گیا ہے۔ پھر وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہیں بیٹھا اور دیکھتا کہ اسے تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی بھی اس مال میں سے کچھ بھی خیانت کرے گا تو قیامت کے دن اسے اپنی گردن پر اٹھائے گا۔ اگر اونٹ کی اس نے خیانت کی ہو گی تو اس حال میں لے کر آئے گا کہ آواز نکل رہی ہو گی' اگر گائے کی خیانت کی ہو گی تو اس حال میں اسے لے کر آئے گا کہ گائے کی آواز آ رہی ہو گی۔ اگر بکری کی خیانت کی ہو گی تو اس حال میں آئے گا کہ بکری کی آواز آ رہی ہو گی۔ بس میں نے تم تک پہنچا دیا۔ حضرت ابوحمید ؓ نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے اپنا

۱۲۰۲۔ البخاري في: 83 كتاب الايمان والنذور: 3 باب كيف كانت يمين النبي ﷺ (925) مسلم (1832)۔

عُفْرَةِ اِبِطَيْهِ ۔ ہاتھ اتنا اوپر اٹھایا کہ ہم آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھنے لگے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ حکومتی اہلکار اگر حکومت کے کسی کام (زکوۃ وغیرہ کی وصولی) کے لیے نکلے ہوں اور انہیں کوئی تحفہ دے تو انہیں چاہیے کہ وہ تحفہ بھی واپس آ کر حاکم کو جمع کرائیں (بلا اجازت اس تحفے کا استعمال بھی ان کے لیے جائز نہیں)۔

## (8) باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية

## حکام کی اطاعت ان احکام میں جو اللہ کی معصیت میں نہ ہو واجب ہے اور گناہ کے حکم کی اطاعت حرام ہے

۱۲۰۳ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيّ، إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي سَرِيَّةٍ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت "اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے میں سے حاکموں کی" [النساء:۵۹] عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک مہم پر بطور افسر کے روانہ کیا تھا۔

**فهم الحديث** اس واقعہ کا ذکر آئندہ حدیث نمبر ۱۲۰۶ میں ملاحظہ فرمایئے۔

۱۲۰۴ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: (( مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ أَطَاعَ أَمِيْرِيْ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَى أَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِي ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے (مقرر کیے ہوئے) امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

**لغوی توضیح** فَقَدْ أَطَاعَنِي گویا اس نے میری اطاعت کی (یہ تب ہے کہ جب امیر اللہ اور رسول کی تعلیمات کے مطابق حکم دے اور اگر وہ ان کے خلاف حکم دے تو امیر کی اطاعت لازم نہیں جیسا کہ آئندہ احادیث اس کا ثبوت ہیں)۔

۱۲۰۵ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ ))۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ پسند کرے اور ان میں بھی جنہیں وہ ناپسند کرے۔ جب تک اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے پھر جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو نہ سننا باقی رہتا ہے نہ اطاعت کرنا۔

---

۱۲۰۳- البخاري في: 65 كتاب التفسير: 4 سورة النساء: 11 باب قوله "اطيعوا الله واطيعوا..." (4584) مسلم (1834)۔

۱۲۰۴- البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 1 باب قول الله تعالى "اطيعوا الرسول..." (2957) مسلم (1835)۔

۱۲۰۵- البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 4 باب السمع والطاعة للإمام...(2955) مسلم (1839) ترمذي (1707)۔

١٢٠٦ـ حديث عَلِيٍّ رضي الله عنه قَالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ فَغَضِبَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ : أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُطِيعُونِي ؟ قَالُوا : بَلَى قَالَ : عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَّا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيهَا ـ فَجَمَعُوا حَطَبًا، فَأَوْقَدُوا فَلَمَّا هَمُّوا بِالدُّخُولِ، فَقَامَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، قَالَ بَعْضُهُمْ : إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ ﷺ فِرَارًا مِنَ النَّارِ، أَفَنَدْخُلُهَا ؟ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ خَمَدَتِ النَّارُ، وَسَكَنَ غَضَبُهُ ـ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: (( لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا مِنْهَا أَبَدًا، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ ))۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک دستہ بھیجا اور اس پر انصار کے ایک شخص کو امیر بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی اطاعت کریں۔ پھر امیر فوج کے لوگوں پر غصہ ہوئے اور کہا کہ کیا آپ ﷺ نے تمہیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا؟ لوگوں نے کہا کہ ضرور دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ لکڑی جمع کرو اور اس سے آگ جلاؤ اور اس میں کود پڑو۔ لوگوں نے لکڑی جمع کی اور آگ جلائی۔ جب کودنا چاہا تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے آپ ﷺ کی فرمانبرداری آگ سے بچنے کے لیے تو کی تھی۔ کیا پھر ہم اس میں خود ہی داخل ہو جائیں؟ اسی دوران آگ ٹھنڈی ہوگئی اور امیر کا غصہ بھی جاتا رہا۔ پھر آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود پڑتے تو پھر اس میں سے نہ نکل سکتے ،اطاعت صرف اچھی باتوں میں ہے۔

١٢٠٧ـ حديث عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ قَالَ : دَخَلْنَا عَلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَهُوَ مَرِيضٌ، قُلْنَا : أَصْلَحَكَ اللَّهُ، حَدِّثْ بِحَدِيثٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهِ، سَمِعْتَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : دَعَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَبَايَعْنَاهُ، فَقَالَ فِيمَا أَخَذَ عَلَيْنَا، أَنْ بَايَعَنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَأَثَرَةٍ عَلَيْنَا، وَأَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ (( إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللَّهِ فِيهِ

جنادہ بن ابی امیہ کہتے ہیں کہ ہم عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے وہ مریض تھے۔ ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے۔ کوئی حدیث بیان کیجئے جس کا نفع آپ کو اللہ تعالیٰ پہنچائے (انہوں نے بیان کیا کہ) میں نے نبی ﷺ سے لیلۃ العقبہ میں سنا ہے کہ آپ نے ہمیں بلایا اور ہم نے آپ ﷺ سے بیعت کی۔ جن باتوں کا آپ ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا ان میں یہ بھی تھا کہ خوشی و ناگواری، تنگی اور کشادگی اور اپنی حق تلفی میں بھی اطاعت و فرماں برداری کریں اور یہ بھی کہ حکمرانوں کے ساتھ حکومت کے بارے میں اس وقت تک جھگڑا نہ کریں جب تک ان کو اعلانیہ کفر کرتے نہ دیکھ لیں جس کی اللہ کی جانب سے کوئی دلیل بھی موجود ہو

١٢٠٦ـ البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 4 باب السمع والطاعة للإمام ...(4340) مسلم (1840) ابو داود (2625) ـ
١٢٠٧ـ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 2 باب قول النبي ﷺ سترون بعدى...(7055) مسلم (1709) ابن ماجه (2866) ـ

بُرْهَانٌ )) ۔ (جیسے نماز چھوڑنا، اللہ کی نازل کردہ تعلیمات کے بغیر فیصلہ کرنا وغیرہ)۔

**لغوی توضیح** مَنْشَط چستی وخوشی۔ مَكْرَه ناپسندیدگی وناگواری۔ أُثْرَةٍ عَلَيْنَا ہم پر ترجیح دی جائے، ہماری حق تلفی کی جائے۔ كُفْرًا بَوَاحًا ظاہر، اعلانیہ کفر۔ عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ جس کے متعلق اللہ کی طرف سے تمہارے پاس کوئی دلیل (آیت یا صحیح حدیث) موجود ہو (جیسے نماز ترک کرنا، اس کے کفر ہونے پر صحیح حدیث دلیل ہے[1] اور اللہ کی نازل کردہ تعلیمات کے بغیر فیصلہ کرنا، اس کے کفر ہونے پر آیت قرآنی دلیل ہے[2])۔

## (10) باب الامر بالوفاء ببيعة الخلفاء الاول فالاول

## خلیفہ سے کی ہوئی بیعت کی پاسداری ضروری ہے اور جس سے پہلے بیعت کی ہو اس کی اطاعت پہلے کرنا چاہیے

١٢٠٨۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ )) قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: (( فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ )) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کے انبیا ان کی سیاسی رہنمائی بھی کیا کرتے تھے' جب بھی ان کا کوئی نبی ہلاک ہوجاتا تو دوسرے ان کی جگہ کے لیے موجود آ ہوتے' لیکن یادرکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں میرے نائب ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ان کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس سے بیعت کرلو بس اسی کی وفاداری پر قائم رہو اور ان کا جو حق ہے اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن ان کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا۔

**لغوی توضیح** تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ ان کی سیاست انبیاء چلاتے تھے (ان میں جب بھی کہیں فساد ظاہر ہوتا تو اللہ تعالیٰ نبی بھیج دیتے جو ان کے معاملات کی نگرانی کرتا اور ان کی اصلاح کرتا)۔ فُوا وفا سے فعل امر ہے، یعنی پوری کرو (پہلی بیعت۔ یعنی اگر ایک خلیفہ کی موجودگی میں کوئی دوسرا خلیفہ بننے کی کوشش کرے اور لوگوں سے بیعت لے تو اس دوسرے کی بیعت باطل ہوگی اور اس کے متعلق ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''اس کی گردن اُڑا دو''[3])۔

١٢٠٩۔ حديث ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (( سَتَكُونُ أُثْرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا )) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَمَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا (میرے بعد) تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم پر دوسروں کو مقدم کیا جائے گا اور ایسی باتیں سامنے آئیں گی جن کو تم برا سمجھو گے'

---

١٢٠٨۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 50 باب ما ذكر عن بني إسرائيل (3455) مسلم (1842) ابن ماجه (2871)۔

١٢٠٩۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3603) مسلم (1843) ترمذی (2190)۔

① [صحيح: صحيح الجامع الصغير (2848)] ② [سورة المائدة: آيت 44]

③ [صحيح: الصحيحة (241) ابن ماجه (3195)]

تَأْمُرُنَا ؟ قَالَ: (( تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ وَتَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِي لَكُمْ )) ۔

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو حقوق تم پر دوسروں کے واجب ہوں انہیں ادا کرتے رہنا (یعنی حکام کی اطاعت وغیرہ) اور اپنے حقوق (عدل وانصاف اور جائز مناصب وغیرہ) اللہ ہی سے مانگنا۔

**لغوی توضیح** سَتَكُوْنُ أُثْرَةٌ عنقریب تم پر دوسروں کو مقدم کیا جائے گا (یعنی حکام کی طرف سے ظلم وزیادتی شروع ہو جائے گی)۔ وَأُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا اور ایسے اُمور ہوں گے جنہیں تم ناپسند کرتے ہو (یعنی حکومتی نظم ونسق میں کتاب وسنت کی مخالفت)۔

## (11) باب الامر بالصبر عند ظلم الولاة واستئثارهم

## حاکموں کے ظلم اور حق تلفیوں پر صبر کرنے کا حکم

۱۲۱۰ ۔ حدیث أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ ﷺ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا؟ قَالَ: ((سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً، فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ )) ۔

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! فلاں شخص کی طرح مجھے بھی آپ حاکم بنا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے بعد (دنیاوی معاملات میں) تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس لیے صبر سے کام لینا' یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آ ملو۔

## (13) باب الامر بلزوم الجماعة عند ظهور الفتن وتحذير الدعاة الى الكفر

## فتنہ اور فساد کے وقت مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنے کا حکم

۱۲۱۱ ۔ حدیث حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ ﷺ۔ عَنْ أَبِي إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ ابْنَ الْيَمَانِ يَقُوْلُ : كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللّٰهُ بِهَذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هَذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قُلْتُ :

ابوادریس خولانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' انہوں نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ بیان کرتے تھے کہ دوسرے صحابہ کرام تو رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے لیکن میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا اس خوف سے کہ کہیں میں اس پھنس نہ جاؤں۔ تو میں نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا' یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے زمانے میں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر وبرکت (اسلام کی) عطا فرمائی' اب کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں (معاویہ وعلی کی جنگ)۔ میں نے

۱۲۱۰ ۔ البخاری فی: 63 كتاب مناقب الانصار: 8 باب قول النبي ﷺ للانصار اصبروا...(3792) مسلم (1845) ۔

۱۲۱۱ ۔ البخاری فی: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3606) مسلم (1847) ابن ماجه (3979) ۔

وَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، وَفِيْهِ دَخَنٌ)) قُلْتُ : وَمَا دَخَنُهُ ؟ قَالَ: ((قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِي ، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ)) قُلْتُ : فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا قُلْتُ : يَارَسُوْلَ اللهِ ! صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ: ((هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا ، وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا)) قُلْتُ : فَمَا تَأْمُرُنِي ، إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: ((تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ)) قُلْتُ : فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ ؟ قَالَ: ((فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا ، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ)) ۔

سوال کیا' اور اس شر کے بعد پھر خیر کا کوئی زمانہ آئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں (معاویہ کی خلافت پر اتفاق) لیکن اس خیر پر کچھ دھواں ہوگا۔ میں نے عرض کیا وہ دھواں کیا ہوگا؟ آپ نے جواب دیا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری سنت اور طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے اختیار کریں گے۔ ان میں کوئی بات اچھی ہوگی کوئی بری۔ میں نے سوال کیا' کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا زمانہ بھی آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں' جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے پیدا ہوں گے' جو ان کی بات قبول کرے گا اسے وہ جہنم میں جھونک دیں گے۔ میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! ان کے اوصاف بھی بیان فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہماری ہی قوم و مذہب کے ہوں گے' ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کیا' پھر اگر میں ان لوگوں کا زمانہ پاؤں تو میرے لیے آپ کا حکم کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے تابع رہو۔ میں نے عرض کیا اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر ان تمام فرقوں سے خود کو الگ رکھنا' اگرچہ تجھے اس لیے کسی درخت کی جڑ چبانی پڑے' یہاں تک کہ تیری موت آ جائے اور تو اسی حالت پر ہو (تو یہ تیرے حق میں بہتر ہے)۔

**لغوی توضیح** قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِي ایسے لوگ ہوں گے جو میرے طریقے کے علاوہ دوسرے طریقے اختیار کریں گے (مراد ہے ایسے حکمران ہوں گے جو تمام حکومتی اُمور میں دین کو ملحوظ نہیں رکھیں گے)۔ دُعَاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے (مراد وہ حکمران ہیں جو قومی و علاقائی عصبیت میں مبتلا ہوں گے، حکومت و سیادت کے حصول کے لیے ناحق خون بہائیں گے جیسا کہ عباسی حکمرانوں نے کیا)۔ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا (یعنی تمام مسلمانوں کی مجموعی جماعت جس کا ایک ہی نگران و امیر ہو)۔ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا ان تمام فرقوں کو چھوڑ دینا (یعنی اگر مسلمانوں کی جماعت اور خلیفہ نہ ہو تو باقی تمام سیاسی فرقوں اور جماعتوں سے الگ ہو جانا۔ غالباً آج ہم اسی دور میں ہیں۔ واللہ اعلم)۔

۱۲۱۲۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص

۱۲۱۲۔ البخاری فی: 92 کتاب الفتن: 2 باب قول النبی ﷺ سترون بعدی امورًا تنکرونها (7053) مسلم (1849)۔

ﷺ، قَالَ: ((مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِيْرِهِ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ، فَاِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً)) ۔

اپنے امیر میں کوئی ناپسند بات دیکھے تو صبر کرے۔ کیونکہ (خلیفہ) کی اطاعت سے اگر بالشت بھر بھی باہر نکلا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

**لغوی توضیح** مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وہ جاہلیت کی موت مرا (یعنی گمراہی کی موت پر مرے گا' واضح رہے کہ ایسا شخص کافر نہیں بلکہ گمراہ ہے۔ ایسے شخص سے لڑائی نہیں کی جائے گی جب تک وہ کوئی باغیانہ اقدام نہ کرے)۔

## (18) باب استحباب مبايعة الامام الجيش عند ارادة القتال و بيان بيعة الرضوان تحت الشجرة

## جنگ کے موقعہ پر مجاہدین سے بیعت لینا مستحب ہے نیز بیعت رضوان جو درخت کے نیچے ہوئی تھی کا بیان

۱۲۱۳۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضى الله عنهما، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ: ((اَنْتُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ)) وَكُنَّا اَلْفًا وَاَرْبَعَمِائَةٍ وَلَوْ كُنْتُ اُبْصِرُ الْيَوْمَ لَاَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حدیبیہ کے موقع پر فرمایا تھا کہ تم لوگ تمام زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔ ہماری تعداد اس موقع پر چودہ سو تھی۔ اگر آج میری آنکھوں میں بینائی ہوتی تو میں اس درخت کا مقام بتاتا (جہاں بیعت رضوان ہوئی تھی)۔

**لغوی توضیح** بَيْعَةُ الرِّضْوَان مراد وہ بیعت ہے جو حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہ نے نبی ﷺ کے ہاتھ پر کی تھی کہ قریش مکہ سے لڑیں گے خواہ موت ہی آ جائے۔ آئندہ روایات میں موت پر بیعت کا یہی مفہوم ہے۔

۱۲۱٤۔ حديث الْمُسَيَّبِ بْنِ حَزْنٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ الشَّجَرَةَ، ثُمَّ اَتَيْتُهَا بَعْدُ فَلَمْ اَعْرِفْهَا ۔

حضرت مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے وہ درخت دیکھا تھا لیکن پھر بعد میں جب آیا تو میں اسے نہ پہچان سکا۔

۱۲۱۵۔ حديث سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ۔ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِى عُبَيْدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَلَى اَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ ۔

یزید بن ابی عبید نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کس چیز پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے بتلایا کہ موت پر۔

---

۱۲۱۳۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 35 باب غزوة الحديبية (3576) مسلم (1856) ترمذی (1594) دارمی (27)۔

۱۲۱٤۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 35 باب غزوة الحديبية (4162) مسلم (1859)۔

۱۲۱۵۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 35 باب غزوة الحديبية (2960) مسلم (1860) ترمذی (1592)۔

۱۲۱٦ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَرَّةِ، اَتَاهُ آتٍ، فَقَالَ لَهٗ: اِنَّ ابْنَ حَنْظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الْمَوْتِ - فَقَالَ: لَا اُبَايِعُ عَلٰى هٰذَا اَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ -

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حرہ کی لڑائی کے زمانہ میں ایک صاحب ان کے پاس آئے اور کہا کہ عبداللہ بن حنظلہ لوگوں سے (یزید کے خلاف) موت پر بیعت لے رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد میں موت پر کسی سے بیعت نہیں کروں گا۔

**لغوی توضیح** لَا اُبَايِعُ عَلٰى هٰذَا اَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ میں رسول اللہ ﷺ کے بعد موت پر کسی سے بیعت نہیں کروں گا (یعنی وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر موت کی بیعت کر چکے تھے اور کسی دوسرے کے لیے اس لیے موت پر بیعت کرنے سے رُکے کیونکہ یہ صرف نبی ﷺ کا حق ہے کہ ہر مسلمان اپنی جان کے ساتھ آپ کا دفاع کرے اور راہِ فرار اختیار نہ کرے خواہ موت ہی آجائے، آپ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کا یہ حق نہیں)۔

## (19) باب تحريم رجوع المهاجر الى استيطان وطنه

## مہاجر کا ہجرت کے بعد واپس آ کر آباد ہونا حرام ہے

۱۲۱۷ - حديث سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ، اَنَّهٗ دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ! ارْتَدَدْتَ عَلٰى عَقِبَيْكَ، تَعَرَّبْتَ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَذِنَ لِيْ فِي الْبَدْوِ۔

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ حجاج کے یہاں گئے تو اس نے کہا کہ اے ابن اکوع! تم گاؤں میں رہنے لگے ہو، کیا الٹے پاؤں پھر گئے؟ کہا کہ نہیں، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جنگل میں رہنے کی اجازت دی تھی۔

**لغوی توضیح** دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ سلمہ رضی اللہ عنہ حجاج کے پاس گئے (جب وہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد مکہ کا والی بن چکا تھا)۔ ارْتَدَدْتَ عَلٰى عَقِبَيْكَ تو الٹے پاؤں پھر گیا ہے (کیا مرتد ہو گیا ہے؟ یہ اس نے اس لیے کہا کیونکہ ہجرتِ مدینہ کے بعد مہاجر کے لیے مکہ میں آکر مقیم ہونا اس کا مرتد ہونا شمار کیا جاتا تھا)۔ تَعَرَّبْتَ تو دیہاتی ہو گیا ہے؟ (سلمہ رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فتنہ سے بچنے کے لیے مقام ربذہ 'ایک دیہات' میں رہائش اختیار کر لی تھی)۔ اَذِنَ لِيْ فِي الْبَدْوِ مجھے جنگل یعنی دیہات میں رہنے کی اجازت دی گئی ہے (یہ اجازت غالباً اس بنیاد پر تھی کہ فتنہ میں مبتلا ہونے سے ایسے الگ تھلگ مقامات پر رہائش اختیار کر لینا ہی بہتر ہے)۔

## (20) باب المبايعة بعد فتح مكة على الاسلام والجهاد والخير و بيان معنى لاهجرة بعد الفتح

## فتح مکہ کے بعد اسلام یا جہاد اور نیکی پر بیعت کرنے کا بیان اور اس کے بعد ہجرت نہ ہونے کے معنی

۱۲۱۸ - حديث مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

ابوعثمان نہدیؒ نے اور ان سے مجاشع بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

۱۲۱٦ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 110 باب البيعة في الحرب ان لا يفروا (2959) مسلم (1861) -
۱۲۱۷ - البخاري في: 92 كتاب الفتن: 14 باب التعرب في الفتنة (7087) مسلم (1862) نسائي (4197) -
۱۲۱۸ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 53 باب وقال الليث (2962) مسلم (1863) احمد (15849) -

ﷺ وَاَبِي مَعْبَدٍ ۔ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ ، عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، قَالَ : انْطَلَقْتُ بِاَبِي مَعْبَدٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ لِيُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ ، قَالَ : ((مَضَتِ الْهِجْرَةُ لاَهْلِهَا اُبَايِعُهُ عَلَى الْاِسْلَامِ وَالْجِهَادِ )) فَلَقِيْتُ اَبَا مَعْبَدٍ ، فَسَاَلْتُهُ ، فَقَالَ : صَدَقَ مُجَاشِعٌ ۔

میں (اپنے بھائی) ابو معبد کو نبی ﷺ کی خدمت میں آپ سے ہجرت پر بیعت کرانے کے لیے لے گیا' حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت کا ثواب تو ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ختم ہو چکا البتہ میں اس سے اسلام اور جہاد پر بیعت لیتا ہوں۔ ابو عثمان نے کہا کہ پھر میں نے ابو معبد سے مل کر ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجاشع نے ٹھیک بیان کیا۔

**لغوی توضیح** مَضَتِ الْهِجْرَةُ ہجرت گزر چکی (یعنی جو واجب تھی اور جس کی عظیم فضیلت تھی وہ فتح مکہ کے بعد ختم ہو چکی کیونکہ اب لوگ بآسانی اپنے علاقوں میں بھی دین پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں، البتہ دار الکفر سے دار الاسلام کی طرف ہجرت ابھی بھی باقی ہے اور ہمیشہ باقی رہے گی جیسا کہ ایک فرمانِ نبوی بھی ہے کہ جب تک کفار سے لڑائی رہے گی ہجرت ختم نہیں ہوگی[1])۔

۱۲۱۹ ۔ **حدیث** ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللّٰہ عنهما ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ، يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: (( لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ ، وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا )) ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا' اب ہجرت (مکہ سے مدینہ کی طرف) باقی نہیں رہی' البتہ حسنِ نیت اور جہاد باقی ہے۔ اس لیے جب تمہیں جہاد کے لیے بلایا جائے تو فوراً نکل جاؤ۔

**لغوی توضیح** وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ لیکن جہاد اور (جہاد کی نیت یا خیر و بھلائی کی) نیت باقی ہے (یعنی غلبہ دین کے لیے کوشش کہیں بھی کی جا سکتی ہے)۔ اِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا جب تم سے نکلنے کو کہا جائے تو نکل پڑو (معلوم ہوا کہ جب اسلامی حکمران جہاد کے لیے نکلنے کا حکم دے تو جہاد پر نکلنا واجب ہو جاتا ہے)۔

۱۲۲۰ ۔ **حدیث** اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ ، اَنَّ اَعْرَابِيًّا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْهِجْرَةِ ، فَقَالَ : (( وَيْحَكَ ! اِنَّ شَاْنَهَا شَدِيْدٌ ، فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا ؟ )) قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : (( فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ ، فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نے رسول ﷺ سے ہجرت کے متعلق پوچھا (یعنی یہ کہ آپ اجازت دیں تو میں مدینہ میں ہجرت کر آؤں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا، افسوس! اس کی تو شان بڑی ہے۔ کیا تیرے پاس زکوٰۃ دینے کے لیے کچھ اونٹ ہیں' جن کی تو زکوٰۃ دیا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں! اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر کیا ہے' سمندروں کے اس پار (جس ملک میں تو

۱۲۱۹ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 194 باب لا هجرة بعد الفتح ، مسلم (1353) ۔
۱۲۲۰ ۔ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 36 باب زكاة الإبل (1452) مسلم (1865) ابو داود (2477) ۔

[1] [صحيح : صحيح نسائي ، نسائي (4172)]

عَمَلِكَ شَيْئًا ))۔ ہے وہاں) عمل کرتا رہ اللہ تیرے کسی عمل کا ثواب کم نہیں کرے گا۔

**لغوی توضیح** اِنَّ شَأْنَهَا شَدِيْدٌ ہجرت کا معاملہ تو سخت ہے (یعنی اپنا وطن، اقربا، دوست احباب، مانوس اشیاء سب کچھ چھوڑنا انسان پر مشکل ہے اور پھر اجنبی علاقے میں جا کر رہنا بھی آسان نہیں، ایسی صورت میں صرف قوی ایمان والا ہی قائم رہ سکتا ہے۔ فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ مراد ہے اپنے علاقے میں ہی عمل کرتا رہ۔ لَنْ يَتِرَ ہرگز کمی نہیں کرے گا (اجر و ثواب میں)۔

## (21) باب كيفية بيعة النساء

## خواتین سے بیعت کس طرح لی جائے

١٢٢١ - حديث عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ، إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُمْتَحَنُّ بِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى ﴿ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَقْرَرْنَ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ، قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((انْطَلِقْنَ، فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ)) لَا، وَاللهِ! مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَيْرَ أَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ، وَاللهِ! مَا أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللهُ، يَقُولُ لَهُنَّ، إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ ((قَدْ بَايَعْتُكُنَّ)) كَلَامًا۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مومن عورتیں جب ہجرت کر کے نبی ﷺ کے پاس آتی تھیں تو آپ ﷺ انہیں آزماتے تھے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ ''اے وہ لوگو جو ایمان لے آئے ہو جب مومن عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو انہیں آزماؤ...... [الممتحنہ:١٠-١٢]۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ان (ہجرت کرنے والی) مومن عورتوں میں سے جو اس شرط کا اقرار کر لیتی تو وہ آزمائش میں پوری سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ جب وہ عورتیں اس کا اپنی زبان سے اقرار کر لیتیں تو رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے کہ اب جاؤ میں نے تم سے عہد لے لیا ہے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے ہاتھ نے (بیعت لیتے وقت) کسی عورت کا ہاتھ ہرگز کبھی نہیں چھوا۔ آپ ﷺ ان سے صرف زبان سے بیعت لیتے تھے۔ واللہ آپ نے عورتوں سے صرف ان ہی چیزوں کا عہد لیا جن کا اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ بیعت لینے کے بعد آپ ان سے فرماتے کہ میں نے تم سے عہد لے لیا ہے۔ یہ آپ صرف زبان سے کہتے کہ میں نے تم سے بیعت لے لی۔

**لغوی توضیح** فَامْتَحِنُوهُنَّ انہیں آزماؤ (یعنی ان سے سوالات کرو جن سے معلوم ہو جائے کہ وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہیں)۔ مَا مَسَّتْ...... نبی ﷺ نے کبھی کسی غیر عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا (معلوم ہوا کہ غیر محرم عورتوں کو چھونے سے بچنا چاہیے اور ان کے ساتھ ہاتھ کے ساتھ مصافحہ کرنا بھی درست نہیں)۔

---

١٢٢١ - البخاري في: 68 كتاب الطلاق: 20 باب إذا أسلمت المشركة...(2713) مسلم (1866) ترمذی (3306)۔

## (22) باب البيعة على السمع والطاعة فيما استطاع

## سمع وطاعت بقدر استطاعت بیعت کرتے وقت کہنا چاہیے

١٢٢٢ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' قَالَ : كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ' يَقُوْلُ لَنَا : ((فِيْمَا اسْتَعْطَتَ)) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کرتے تو آپ ہم سے فرماتے کہ جتنی تمہیں طاقت ہو (یعنی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم اتنا ہی ہے جتنی تم میں طاقت ہے، طاقت سے باہر کام تم پر ضروری نہیں)۔

## (23) باب بیان سن البلوغ

## بالغ ہونے کی عمر کا بیان

١٢٢٣ - حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ ' وَهُوَ ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْنِي ' ثُمَّ عَرَضَنِي يَوْمَ الْخَنْدَقِ ' وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ ' فَاَجَازَنِي ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے سامنے (جنگ پر جانے کے لیے) پیش ہوئے' تو انہیں اجازت نہیں ملی' اس وقت ان کی عمر چودہ سال کی تھی۔ پھر غزوۂ خندق کے موقع پر پیش ہوئے تو اجازت مل گئی' اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ پندرہ برس کی عمر بلوغت کی نشانی ہے۔ البتہ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بلوغت کی علامت احتلام ہے۔[1] اسی طرح ایک اور روایت اس بات کا ثبوت ہے کہ زیر ناف بالوں کا اُگ آنا بلوغت کی علامت ہے۔[2]

## (24) باب النهي ان يسافر بالمصحف الى ارض الكفار اذا خيف وقوعه بأيديهم

## قرآن حکیم دار الحرب میں لے جانا منع ہے جب یہ ڈر ہو کہ ان کے ہاتھ لگ جائے گا (اور وہ اس کی بے حرمتی کریں گے)

١٢٢٤ - حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي اللّٰهِ عنهما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى اَنْ يُسَافَرَ بِالْقُرْآنِ اِلَى اَرْضِ الْعَدُوِّ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے میں قرآن مجید لے کر جانے سے منع فرمایا تھا۔

**فهم الحديث** اس ممانعت کا سبب صحیح مسلم کی اسی روایت کے بعد والی روایت میں یہ مذکور ہے کہ کہیں قرآن دشمن کے ہاتھ نہ لگ جائے۔ معلوم ہوا کہ اگر یہ خدشہ نہ ہو کہ قرآن دشمن کے ہاتھ لگ جائے گا تو قرآن کے ساتھ سفر کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

---

١٢٢٢ - البخاري في: 93 كتاب الاحكام: 43 باب كيف يبايع الإمام الناس (7202) مسلم (1867) ۔

١٢٢٣ - البخاري في: 52 كتاب الشهادات: 18 باب بلوغ الصبيان وشهادتهم (2664) مسلم (1868) ابن ماجه (2543) ۔

١٢٢٤ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 129 باب السفر بالمصاحف إلى ارض العدو (2990) مسلم (1869) ۔

[1] [صحيح : ارواء الغليل (1244) ابو داود (2873)]
[2] [صحيح : صحيح ابن ماجه (2059)]

## (25) باب المسابقة بين الخيل و تضميرها

## گھوڑ دوڑ کرانے اور گھوڑوں کو سدھانے کا بیان

١١٢٥ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي اُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ، وَاَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ، وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ فِيْمَنْ سَابَقَ بِهَا ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان گھوڑوں کی جنہیں (جہاد کے لیے تیار کیا گیا تھا) مقام حفیاء سے دوڑ کرائی، اس دوڑ کی حد ثنیۃ الوداع تھی۔ اور جو گھوڑے ابھی تیار نہیں ہوئے تھے ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک کرائی۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اس گھوڑ دوڑ میں شرکت کی تھی۔

**لغوی توضیح:** سَابَقَ دوڑ کا مقابلہ کرایا۔ اُضْمِرَتْ اضمار سے مشتق ہے اور اضمار یا تضمیر گھوڑے کو پہلے خوب کھلا پلا کر موٹا کرنے پھر اس کی خوراک میں کمی کر کے اس کے جسم کو مضبوط کرنے اور اسے دوڑ کے لیے تیار کرنے کے عمل کو کہتے ہیں (معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو جنگی مشقیں کرتے رہنا چاہیے اور دشمن کے خلاف جنگ کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے)۔

## (26) باب الخيل في نواصيها الخير الى يوم القيامة

## گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت قیامت تک کے لیے ہے

١٢٢٦ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْخَيْلُ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ خیر و برکت وابستہ رہے گی (کیونکہ اس سے جہاد میں کام لیا جاتا رہے گا)۔

١٢٢٧ - حديث عُرْوَةَ الْبَارِقِيِّ ؓ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِي نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ: الْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ))۔

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا خیر و برکت قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ بندھی رہے گی یعنی آخرت میں ثواب اور دنیا میں مال غنیمت ملتا رہے گا۔

**لغوی توضیح:** مَعْقُوْد بندھی ہوئی ہے۔ اَلْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ اجر اور مال غنیمت (یہ خیر و برکت کی تفسیر ہے کہ گھوڑے کے ذریعے جہاد کیا جاتا ہے اور پھر دنیا میں مال غنیمت حاصل ہوتا ہے اور آخرت میں اجر و ثواب)۔

١٢٢٨ - حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْبَرَكَةُ فِي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھوڑے کی پیشانی میں برکت بندھی ہوئی ہے۔

---

١٢٢٥ - البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 41 باب هل يقال مسجد بني فلان (420) مسلم (1870) ابن ماجه (2877) ـ

١٢٢٦ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 43 باب الخيل معقود في نواصيها...(2849) مسلم (1871)ـ

١٢٢٧ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 44 باب الجهاد ماض مع البر والفاجر (2850) مسلم (1873)ـ

١٢٢٨ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 43 باب الخيل معقود في نواصيها...(2851) مسلم (1874)ـ

نَوَاصِي الْخَيْلِ ))۔

## (28) باب فضل الجهاد والخروج فی سبیل الله

## جہاد اور اللہ کے راستہ میں نکلنے کی فضیلت

١٢٢٩۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: (( انْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيْلِهِ ' لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا إِيْمَانٌ بِي وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِي ' أَنْ أَرْجِعَهُ ' بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ ' أَوْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ' ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ' ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلا' اللہ اس کا ضامن ہو گیا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) میری ذات پر یقین اور میرے پیغمبروں کی تصدیق نے اس کو (اس سرفروشی کے لیے گھر سے) نکالا ہے۔ (میں اس بات کا ضامن ہوں) کہ یا تو اس کو واپس کر دوں ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ' یا (شہید ہونے کے بعد) جنت میں داخل کر دوں۔ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اور اگر میں اپنی امت پر (اس کام کو) دشوار نہ سمجھتا تو لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا' اور میری خواہش ہے اللہ کی راہ میں مارا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مارا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مارا جاؤں۔

**لغوی توضیح:** مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا۔ سرية لشکر کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں جو دشمن پر حملے کے لیے روانہ کیا جاتا ہے۔

١٢٣٠۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ: (( تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيْلِهِ ' لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِهِ ' وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ ' بِأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ ' أَوْ يَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔ جہاد ہی کی نیت سے نکلے۔ اللہ کے کلام (اس کے وعدے) کو سچ جان کر' تو اللہ اس کا ضامن ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ اس کو شہید کر کے جنت میں لے جائے گا' یا اس کو ثواب اور غنیمت کا مال دلا کر اس کے گھر لوٹا لائے گا۔

**لغوی توضیح:** تَكَفَّلَ ذمہ اٹھا لیا ہے۔

١٢٣١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہر

١٢٢٩۔ البخاري في: 2 كتاب الإيمان: 26 باب الجهاد من الإيمان (36) مسلم (1876) ابن ماجه (2753)۔

١٢٣٠۔ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 8 باب قول النبي ﷺ احلت لكم الغنائم ۔

١٢٣١۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 67 باب ما يقع من النجاسات في السمن والماء ۔

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِي سَبِيلِ اللهِ يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا إِذْ طُعِنَتْ تَفَجَّرُ دَمًا، اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ .

زخم جو اللہ کی راہ میں مسلمان کو لگے وہ قیامت کے دن اسی حالت میں ہوگا جس طرح وہ لگا تھا۔ اس میں سے خون بہتا ہوگا۔ جس کا رنگ (تو) خون کا سا ہوگا اور خوشبو مشک کی سی ہوگی۔

**لغوی توضیح** كَلْم زخم۔ اِذْ طُعِنَتْ جب زخم لگا۔ تَفَجَّرُ پھوٹ رہا ہوگا، بہہ رہا ہوگا۔ اَلْعَرْف خوشبو۔ اَلْمِسْك کستوری۔

## (29) باب فضل الشهادة فى سبيل الله تعالى

## اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی فضیلت

١٢٣٢ ۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا، وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ، إِلَّا الشَّهِيدُ، يَتَمَنَّى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ، لِمَا يَرَى مِنَ الْكَرَامَةِ )) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں دوبارہ آنا پسند کرے۔ خواہ اسے ساری دنیا مل جائے سوائے شہید کے۔ اس کی یہ تمنا ہوگی کہ دنیا میں دوبارہ واپس جا کر دس مرتبہ اور قتل ہو (اللہ کے راستے میں) کیونکہ وہ شہادت کی عزت وہاں دیکھتا ہے۔

١٢٣٣ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ، قَالَ: ((لَا أَجِدُهُ)) قَالَ: (( هَلْ تَسْتَطِيعُ، إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ، أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتُرَ، وَتَصُومَ وَلَا تُفْطِرَ؟ )) قَالَ: وَمَنْ يَسْتَطِيعُ ذَلِكَ؟ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی عمل میں نہیں پاتا۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تم اتنا کر سکتے ہو کہ جب مجاہد (جہاد کے لیے نکلے) تو تم اپنی مسجد میں آ کر برابر نماز پڑھنی شروع کر دو اور (نماز پڑھتے رہو اور درمیان میں) کوئی سستی اور کاہلی تمہیں محسوس نہ ہو۔ اسی طرح روزے رکھنے لگو اور (کوئی دن) بغیر روزے کے نہ گزرے۔ ان صاحب نے عرض کیا بھلا ایسا کون کر سکتا ہے۔

**لغوی توضیح** يَعْدِلُ الْجِهَاد جو جہاد کے برابر ہو۔ لَا تَفْتُرُ تو نہ تھکے۔

## (30) باب فضل الغدوة والروحة فى سبيل الله

## اللہ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام گزارنے کی فضیلت

١٢٣٤ ۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ عَنِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ

---

١٢٣٢ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 21 باب تمني المجاهد ان يرجع إلى الدنيا (2817) مسلم (1877) ۔

١٢٣٣ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 1 باب فضل الجهاد والسير (2785) مسلم (1878) نسائي (3128)۔

١٢٣٤ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 5 باب الغدوة والروحة في سبيل الله (2792) مسلم (1880)۔

النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (( لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا )) ۔

کے راستے میں گذرنے والی ایک صبح یا ایک شام دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔

لغوی توضیح لَغَدْوَة صبح کے وقت (اللہ کی راہ میں) نکلنا۔ رَوْحَة شام کے وقت نکلنا۔

١٢٣٥ ۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (( الرَّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ))۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستے میں گذرنے والی ایک صبح و شام دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بڑھ کر ہے۔

١٢٣٦ ۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام چلنا ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

## (34) باب فضل الجهاد والرباط

## جہاد اور دشمن سے مقابلہ کے لئے تیار رہنے کی فضیلت

١٢٣٧ ۔ حدیث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ )) قَالُوْا: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: (( مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کون سا شخص سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مومن جو اللہ کے راستے میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے۔ صحابہ نے پوچھا اور اس کے بعد کون؟ فرمایا مومن پہاڑ کی کسی گھاٹی میں رہائش اختیار کرے اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہو اور لوگوں کو چھوڑ کر اپنی برائی سے ان کو محفوظ رکھے۔

لغوی توضیح شِعْب گھاٹی، دو پہاڑوں کے درمیان خالی جگہ۔ عموماً یہ جگہ لوگوں سے خالی ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر وہ جگہ جو لوگوں سے یا آبادی سے دور ہو اس معنی میں شامل ہے۔ معلوم ہوا کہ فتنہ سے بچنے کے لیے الگ تھلگ رہائش اختیار کر لینا افضل ہے۔

## (35) باب بيان الرجلين يقتل احدهما الآخر يدخلان الجنة

## دو ایسے شخصوں کا ذکر کہ ایک آدمی دوسرے کا قاتل ہوگا لیکن دونوں جنتی ہوں گے

١٢٣٨ ۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت

١٢٣٥ ۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد والسير: 5 باب الغدوة والروحة فی سبيل الله (2794) مسلم (1881) ۔

١٢٣٦ ۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد والسير: 5 باب الغدوة والروحة فی سبيل الله ۔

١٢٣٧ ۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد: 2 باب افضل الناس مؤمن يجاهد بنفسه...(2786) مسلم (1888) بغوی (2622)۔

١٢٣٨ ۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد والسير: 28 باب الكافر يقتل المسلم...(2826) مسلم (1890) ابن ماجه (191) ۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ )).

کے دن) اللہ تعالیٰ ایسے دو آدمیوں پر ہنس دے گا کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور پھر بھی دونوں جنت میں داخل ہو گئے۔ پہلا وہ جس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور شہید ہو گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قاتل کو توبہ کی توفیق دی (یعنی قاتل مسلمان ہو گیا) اور وہ بھی اللہ کی راہ میں شہید ہوا (اس طرح دونوں قاتل و مقتول بالآخر جنت میں داخل ہو گئے)۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ''ہنسنا'' ثابت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کی کیفیت کیا ہے؟ ہمیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیے بلکہ صرف یہی کہنا چاہیے کہ جیسے اللہ کی شان کے لائق ہے اللہ اسی طرح ہنستا ہے۔

## (38) باب فضل اعانة الغازی فی سبیل الله بمرکوب وغیرہ وخلافته فی اهل بخیر

## اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی اعانت بصورت سواری وغیرہ اور اس کے گھر والوں کی دیکھ بھال کی فضیلت

١٢٣٩۔ حدیث زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا )).

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے والے کو ساز و سامان دیا گویا اس نے غزوہ میں شرکت کی اور جس نے خیر خواہانہ طریقہ پر غازی کے گھر بار کی نگرانی کی گویا اس نے خود غزوہ میں شرکت کی۔

**لغوی توضیح** جَهَّزَ تیار کیا (یعنی اسباب سفر وغیرہ مہیا کیے)۔ فَقَدْ غَزَا گویا اس نے بھی غزوہ کیا (یعنی اسے بھی غزوہ کرنے کا اجر ملے گا)۔ خَلَفَ جانشینی کی (یعنی اس کے گھر والوں کی دیکھ بھال اور ضروریات کی تکمیل وغیرہ)۔

## (40) باب سقوط فرض الجهاد عن المعذورین

## معذور پر جہاد فرض نہیں

١٢٤٠۔ حدیث الْبَرَاءِ رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْدًا فَجَاءَ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا، وَشَكَا ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ ضَرَارَتَهُ، فَنَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب آیت لا یستوی القاعدون من المؤمنین نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (جو کاتب وحی تھے) کو بلایا آپ ایک چوڑی ہڈی ساتھ لے کر حاضر ہوئے اور اس آیت کو لکھا اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے جب اپنے نابینا ہونے کی شکایت کی تو آیت یوں نازل ہوئی لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے

---

١٢٣٩۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسیر: 38 باب فضل من جهز غازیا (2843) مسلم (1895) دارمی (2419)۔

١٢٤٠۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسیر: 31 باب قول الله تعالی "لا یستوی القاعدون..." (2831) مسلم (1898)۔

بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں۔[النساء:۹۵]

## (41) باب ثبوت الجنة للشهيد

## شہید کے لیے جنت کا ثبوت

١٢٤١۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضى الله عنهما ' قَالَ : قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ ' يَوْمَ أُحُدٍ ' أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا ؟ قَالَ : (( فِي الْجَنَّةِ )) فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ ' ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ ۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی ﷺ سے غزوۂ احد کے موقع پر پوچھا' یا رسول اللہ! اگر میں قتل کر دیا گیا تو میں کہاں جاؤں گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں۔ انہوں نے کھجور پھینک دی جو ان کے ہاتھ میں تھی اور لڑنے لگے' یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

١٢٤٢۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ : بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ ' فِي سَبْعِينَ ۔ فَلَمَّا قَدِمُوا ' قَالَ لَهُمْ خَالِي : أَتَقَدَّمُكُمْ ' فَإِنْ أَمَّنُونِي حَتَّى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَإِلَّا كُنْتُمْ مِنِّي قَرِيبًا فَتَقَدَّمَ ' فَأَمَّنُوهُ ' فَبَيْنَمَا يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' إِذْ أَوْمَؤُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ ' فَطَعَنَهُ فَأَنْفَذَهُ ' فَقَالَ : اللّٰهُ أَكْبَرُ ! فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ! ثُمَّ مَالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَقَتَلُوهُمْ ' إِلَّا رَجُلٌ أَعْرَجُ صَعِدَ الْجَبَلَ ۔ قَالَ هَمَّامٌ ( أَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ ) فَأُرَاهُ آخَرَ مَعَهُ ' فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُمْ فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ ۔ فَكُنَّا نَقْرَأُ ۔ أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا ' أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا ' فَرَضِيَ عَنَّا ' وَأَرْضَانَا ۔ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ ۔ فَدَعَا عَلَيْهِمْ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوسلیم کے ستر آدمی (جو قاری تھے) بنو عامر کے یہاں بھیجے جب یہ سب حضرات (بئر معونہ پر) پہنچے تو میرے ماموں حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے کہا میں (بنو عامر کے یہاں) آگے جاتا ہوں اگر مجھے انہوں نے اس بات کا امن دے دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی باتیں ان تک پہنچاؤں تو بہتر ورنہ تم لوگ میرے قریب تو ہو ہی چنانچہ وہ ان کے یہاں گئے اور انہوں نے امن بھی دے دیا ابھی وہ قبیلہ کے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی باتیں سنا ہی رہے تھے کہ قبیلہ والوں نے اپنے ایک آدمی (عامر بن طفیل) کو اشارہ کیا اور اس نے آپ کے برچھا پیوست کر دیا جو آر پار ہو گیا اس وقت ان کی زبان سے نکلا اللہ اکبر میں کامیاب ہو گیا کعبہ کے رب کی قسم! اس کے بعد قبیلہ والے حرام رضی اللہ عنہ کے دوسرے ساتھیوں کی طرف (جو ستر کی تعداد میں تھے) بڑھے اور سب کو قتل کر دیا۔ البتہ ایک صاحب جو لنگڑے تھے پہاڑ پر چڑھ گئے ہمام (راوی حدیث) نے بیان کیا میں سمجھتا ہوں کہ ایک صاحب اور ان کے ساتھی (پہاڑ پر چڑھے تھے) اس کے بعد جبریل نے نبی ﷺ کو خبر دی کہ آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے جا ملے ہیں پس اللہ خود بھی ان سے خوش ہے اور

١٢٤١۔ البخاری فی: 64 كتاب المغازی: 17 باب غزوة أُحد (4046) مسلم (1899) ابن حبان (4653)۔
١٢٤٢۔ البخاری فی: 56 كتاب الجهاد والسير: 9 باب من ينكب فی سبيل الله ۔

اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا ' عَلَى رِعْلٍ ' وَذَكْوَانَ ' وَبَنِي لِحْيَانَ ' وَبَنِي عُصَيَّةَ الَّذِيْنَ عَصَوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ۔

انہیں بھی خوش کر دیا ہے اس کے بعد ہم (یہ آیت بھی) پڑھتے تھے" ہماری قوم کے لوگوں کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے آملے ہیں۔ پس ہمارا رب خود بھی خوش ہے اور ہمیں بھی خوش کر دیا ہے" اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ نبی ﷺ نے چالیس دن تک صبح کی نماز میں قبیلہ رعل' ذکوان' بنی لحیان اور بنی عصیہ کے لیے بددعا کی تھی جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔

**لغوی توضیح** فَطَعَنَهُ انہیں برچھا مارا۔ فَأَنْفَذَهُ اوران کے آر پار کر دیا۔ فُزْتُ میں کامیاب ہو گیا (مراد ہے میں نے شہادت حاصل کر لی)۔ اَعْرَج لنگڑا۔ فَأَرَاهُ میرا گمان ہے۔

## (42) باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله

## جو شخص اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لئے لڑے صرف اس شخص کی جنگ جہاد فی سبیل اللہ ہے

١٢٤٣ - حديث اَبِي مُوْسَى ؓ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ : الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ ' وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ ' وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانُهُ ' فَمَنْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ؟ قَالَ: (( مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ نے بیان کیا کہ ایک صحابی (لاحق بن ضمیرہ) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے غنیمت حاصل کرنے کے لیے' ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے ناموری کے لیے' ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے تا کہ اس کی بہادری کی دھاک بیٹھ جائے تو ان میں سے اللہ کے راستے میں کون لڑتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس ارادہ سے جنگ میں شریک ہوا کہ اللہ ہی کا کلمہ بلند رہے صرف وہی اللہ کے راستہ میں لڑتا ہے۔

**لغوی توضیح** يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ اس لیے لڑتا ہے کہ لوگ اس کی شجاعت کا ذکر کریں۔ لِيُرَى مَكَانُهُ اس کا شجاعت و بہادری میں بلند مرتبہ تصور کیا جائے۔ كَلِمَةُ اللّٰهِ اللہ کا کلمہ یعنی کلمہ توحید۔

١٢٤٤ - حديث اَبِي مُوْسَى ' قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْقِتَالُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ؟ فَاِنَّ اَحَدَنَا يُقَاتِلُ غَضَبًا ' وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً ۔ فَرَفَعَ اِلَيْهِ

حضرت ابوموسیٰ ؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی راہ میں لڑائی کی کیا صورت ہے؟ کیونکہ ہم میں سے کوئی غصہ کی وجہ سے اور کوئی غیرت کی وجہ سے جنگ کرتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اس

---

١٢٤٣ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 15 باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا (123) مسلم (1904)۔

١٢٤٤ - البخاري في: 3 كتاب العلم: 45 باب من سال وهو قائم عالمًا جالسًا۔

رَأْسَهُ (قَالَ: وَمَا رَفَعَ إِلَيْهِ رَأْسَهُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ قَائِمًا) فَقَالَ: (( مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ))۔

کی طرف سر اٹھایا۔ حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ سر اسی لیے اٹھایا کہ پوچھنے والا کھڑا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا' جو اللہ کے کلمے کو سر بلند کرنے کے لیے لڑے' وہ اللہ کی راہ میں (لڑتا) ہے۔

### (45) باب قوله ﷺ انما الاعمال بالنية وانه يدخل فيه الغزو وغيره من الاعمال

### رسول اللہ ﷺ کے ارشاد' ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے' میں جہاد اور دیگر اعمال شامل ہیں

١٢٤٥ ـ حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابَ ﷛، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِیءٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ))۔

حضرت عمر بن خطاب ﷛ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور انسان کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا۔ پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی تو واقعی وہ انہی کے لیے ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی کے لیے ہوگی جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ جہاد کے لیے بھی نیت کی درستگی بہت ضروری ہے۔ یاد رہے کہ اگر مجاہد کی نیت غلبہ دین کے علاوہ ریاکاری وغیرہ ہوئی تو سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونے والوں میں ایک یہی ہوگا۔[1]

### (49) باب فضل الغزو في البحر

### سمندر میں جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت

١٢٤٦ ـ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷛: قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَأَطْعَمَتْهُ، وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ ـ قَالَتْ: فَقُلْتُ

حضرت انس ﷛ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام ﷞ کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے (یہ حضرت انس کی خالہ تھیں) جو عبادہ بن صامت ﷛ کے نکاح میں تھیں۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور آپ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں۔ اس عرصے میں آپ سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے۔ ام حرام ﷞ نے بیان کیا میں نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ

١٢٤٥ ـ البخاري في: 83 كتاب الايمان والنذور: 23 باب النية في الايمان (1) مسلم (1907) ابوداود (2201) ـ

١٢٤٦ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 3 باب الدعاء بالجهاد والشهادة...(2788) مسلم (1912) ـ

[1] [مسلم (1905)]

وَمَا يُضْحِكُكَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عَرَضُوْا عَلَى غُزَاةٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ، مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ)) اَوْ ((مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ. فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ. فَقُلْتُ: وَمَا يُضْحِكُكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ)) كَمَا قَالَ فِي الْاَوَّلِ. قَالَ: فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ)) فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ، فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِي سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا، حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ.

نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لیے دریا کے بیچ میں سوار اس طرح جا رہے ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں یا جیسے بادشاہ تخت رواں پر ہوتے ہیں۔ (یہ شک راوی کو تھا) ام حرام کہتی ہیں میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہی میں سے کردے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر آپ اپنا سر رکھ کر سو گئے اس مرتبہ بھی آپ جب بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے پوچھا یارسول اللہ! کس بات پر آپ ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کئے گئے کہ وہ اللہ کی راہ میں غزوہ کے لیے جا رہے ہیں پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی فرمایا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ سے میرے لیے دعا کیجئے کہ مجھے بھی انہی میں سے کردے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تو سب سے پہلی فوج میں شامل ہوگی (جو بحری راستے سے جہاد کرے گی) چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ام حرام رضی اللہ عنہا نے بحری سفر کیا پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو ان کی سواری نے انہیں نیچے گرا دیا اور اسی حادثہ میں ان کی وفات ہوگئی۔

**لغوی توضیح** تَفْلِي رَأْسَهُ آپ ﷺ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں۔ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ اس سمندر کے وسط میں۔ عَلَى الْاَسِرَّةِ تختوں پر۔ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ تو پہلے لشکر میں ہوگی (اس میں اشارہ ہے کہ سمندری غزوات متعدد ہوں گے)۔ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (جب ۲۸ ہجری میں وہ شام کے امیر تھے اور خلیفہ وقت عثمان رضی اللہ عنہ تھے اور یہ پہلا لشکر تھا جس نے سمندر کا رخ کیا)۔ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا اپنی سواری سے گر گئیں۔

## (51) باب بيان الشهداء

## شہیدوں کا بیان

١٢٤٧ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس نے کانٹوں کی بھری ہوئی ایک ٹہنی دیکھی پس اسے راستے سے دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ (صرف اسی

١٢٤٧ - البخاري في: 10 كتاب الاذان: 32 باب فضل التهجير إلى الظهر (652) مسلم (1914) ابن ماجه (3682) -

الطَّرِيْقِ ، فَاَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ ، فَغَفَرَلَهُ))۔ ثُمَّ قَالَ : ((الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ : الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِيْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ))۔

بات پر) راضی ہو گیا اور اس کی بخشش کر دی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ شہدا پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ طاعون میں مرنے والے پیٹ کے عارضے (ہیضے وغیرہ) میں مرنے والے ڈوب کر مرنے والے جو دیوار وغیرہ کسی بھی چیز سے دب کر مرجائے اور خدا کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے) شہید ہونے والے۔

**لغوی توضیح** غُصْنَ شَوْكٍ کانٹے دار ٹہنی۔ اَلْمَطْعُوْن طاعون کی بیماری سے ہلاک ہونے والا۔ اَلْمَبْطُوْن پیٹ کی بیماری سے ہلاک ہونے والا۔ اَلْغَرِيْق ڈوب کر مرنے والا۔ صَاحِبُ الْهَدْم ملبے وغیرہ کے نیچے دب کر مرنے والا۔ یاد رہے کہ دیگر احادیث میں فالج [1] یا ٹی بی [2] کے مرض سے ہلاک ہونے والے کو بھی شہید کہا گیا ہے۔

١٢٤٨۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : (( الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا طاعون کی موت ہر مسلمان کے لیے شہادت کا درجہ رکھتی ہے۔

## (53) باب قوله ﷺ لا تزال طائفة من امتى ظاهرين على الحق لا يضرهم من خالفهم

## فرمانِ نبوی ہے کہ میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا اور اس کی مخالفت کرنے والا اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا

١٢٤٩۔ حدیث الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : (( لَا يَزَالُ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِي ظَاهِرِيْنَ حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ))۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ ہمیشہ غالب رہیں گے یہاں تک کہ قیامت یا موت آئے گی اس وقت بھی وہ غالب ہی ہوں گے۔

**لغوی توضیح** ظَاهِرِيْنَ غالب (حق سمیت ان لوگوں پر جو ان کے مخالف ہوں گے۔ اس سے مراد وہ گروہ ہے جو کتاب وسنت پر مضبوطی سے عمل پیرا ہے خواہ دنیا میں کہیں بھی ہو)۔

١٢٥٠۔ حدیث مُعَاوِيَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : (( لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِي اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ ایسا رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی شریعت پر قائم رہے گا' انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کرنے

١٢٤٨۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسير: 30 باب الشهادة سبع سوى القتل (2830) مسلم (1916)۔

١٢٤٩۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 28 باب حدثنی محمد بن المثنی (3640) مسلم (1921) احمد (18158)۔

١٢٥٠۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 28 باب حدثنی محمد بن المثنی (3641) مسلم (1037) احمد (16930)۔

[1] [حسن : أحكام الجنائز للألبانی (ص / 55)] [2] [صحيح : ايضا]

خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلَى ذٰلِكَ ))۔

والے اور ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی حالت پر رہیں گے۔

لغوی توضیح: مَنْ خَذَلَهُمْ جو انہیں رسوا کرنے کی کوشش کریں گے۔ حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللّٰهِ حتی کہ ان کے پاس اللہ کا حکم (یعنی قیامت) آجائے (مراد ہے قرب قیامت کا وہ دور جب ایک ٹھنڈی ہوا ہر مومن کی روح قبض کر لے گی اور پھر زمین پر صرف بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے، جن پر قیامت قائم ہوگی)۔

## (55) باب السفر قطعة من العذاب واستحباب تعجيل المسافر الى اهله بعد قضاء شغله

## سفر ایک عذاب ہے، مسافر کو چاہیے اپنے کام سے فارغ ہوتے ہی فوراً گھر لوٹے

١٢٥١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ، فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے آدمی کو کھانے پینے اور سونے (ہر ایک چیز) سے روک دیتا ہے۔ اس لیے جب کوئی اپنی ضرورت پوری کر چکے تو فوراً گھر واپس آجائے۔

لغوی توضیح: نَهْمَتَهُ اپنا مقصد، ضرورت۔ فَلْيُعَجِّلْ تو جلدی کرے۔

## (56) باب كراهة الطروق وهو الدخول ليلا لمن ورد من سفر

## سفر سے واپسی پر رات کے وقت اچانک گھر آنا مکروہ ہے

١٢٥٢۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ، كَانَ لَا يَدْخُلُ إِلَّا غُدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ (سفر سے) رات میں گھر نہیں پہنچتے تھے۔ آپ صبح کے وقت پہنچ جاتے یا دوپہر (بعد زوال سے لے کر غروب آفتاب تک) کسی بھی وقت تشریف لاتے۔

لغوی توضیح: لَا يَطْرُقُ مشتق ہے طروق سے، معنی ہے رات کو آنا۔

١٢٥٣۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: قَفَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَزْوَةٍ، فَلَمَّا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ قَالَ: (( أَمْهِلُوا حَتَّى تَدْخُلُوا لَيْلًا (أَيْ عِشَاءً) لِكَيْ تَمْتَشِطَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک جہاد سے واپس ہو رہے تھے۔ جب ہم مدینہ میں داخل ہونے والے تھے تو آپ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ اور رات ہو جائے تب داخل ہونا۔ تاکہ پریشان بالوں والی کنگھا کر لے اور جن کے

---

١٢٥١۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرۃ: 19 باب السفر قطعة من العذاب (1804) مسلم (1927) ابن ماجه (2882)۔

١٢٥٢۔ البخاری فی: 26 کتاب العمرۃ: 15 باب الدخول بالعشی (1800) مسلم (1928) احمد (13117)۔

١٢٥٣۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 10 باب تزویج الثیبات (579) مسلم (715) ابن حبان (2714) ابو داود (2776)۔

الشَّعِثَةُ ' وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ )) ۔ شوہر موجود نہیں تھے وہ اپنے بال صاف کرلیں۔

**لغوی توضیح** اَمْهِلُوا ٹھہر جاؤ۔ لِكَيْ تاکہ۔ تَمْتَشِطَ کنگھا کرلے۔ الشَّعِثَةُ پراگندہ بالوں والی۔ تَسْتَحِدَّ زیر ناف بال مونڈ لے۔ الْمُغِيْبَةُ جس کا شوہر غائب تھا (یعنی طویل عرصہ سے سفر پر گیا ہوا تھا)۔ معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص طویل سفر سے آئے تو گھر کے قریب کسی مقام پر ٹھہرے حتی کہ بیوی کو اطلاع ہو جائے تاکہ وہ اس کے لیے زیب و زینت اختیار کرلے۔ اس کے لیے اچانک گھر میں آنا جائز نہیں۔ یاد رہے کہ رات کو گھر آنا صرف اسی لیے منع ہے اور اگر پہلے سے اطلاع ہو (جیسے آج کل ٹیلی فون یا بذریعہ ڈاک اطلاع دی جاسکتی ہے) تو رات کو آنے میں بھی کوئی حرج نہیں اور نہ ہی گھر کے قریب کہیں ٹھہرنے کی ضرورت ہے۔

# [34] كتاب الصيد والذبائح
## شکار اور ذبح کے مسائل

### (1) باب الصيد بالكلاب المعلمة
### سدھائے ہوئے کتوں سے شکار کا بیان

١٢٥٤ ۔ حديث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضي الله عنه قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ ' قَالَ : (( كُلْ مَا اَمْسَكْنَ عَلَيْكَ )) قُلْتُ : وَاِنْ قَتَلْنَ ؟ قَالَ : (( وَاِنْ قَتَلْنَ )) قُلْتُ : وَاِنَّا نَرْمِيْ بِالْمِعْرَاضِ ' قَالَ : (( كُلْ مَا خَزَقَ ' وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَاْكُلْ )) ۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سکھائے ہوئے کتے (شکار پر) چھوڑتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شکار وہ صرف تمہارے لیے رکھیں اسے کھاؤ۔ میں نے عرض کیا اگرچہ کتے شکار کو مار ڈالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ مار ڈالیں! میں نے عرض کیا کہ ہم بے پر کے تیر یا لکڑی سے شکار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر ان کی دھار اس کو زخمی کر کے پھاڑ ڈالے تو کھاؤ۔ لیکن اگر اس کے عرض سے شکار مارا جائے تو اسے نہ کھاؤ (کیونکہ وہ مردار ہے)۔

**لغوی توضیح** الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَة سدھائے ہوئے کتے (سدھانے کا مطلب یہ ہے کہ ایسا کتا شکار پر چھوڑا جائے جو دوڑتا ہوا جائے جب اسے روکا جائے تو رک جائے اور جب شکار پکڑے تو اس سے کچھ نہ کھائے۔)۔ مِعْرَاض چھڑی جس کے ایک طرف لوہا لگا ہو (جس سے شکاری شکار کرتا ہے) یا بے پر کا تیر۔ خَزَقَ کاٹ دے، زخمی کردے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ اپنے سدھائے ہوئے کتے کے ذریعے شکار کرنا جائز ہے اور اس کا شکار حلال ہے خواہ کتا اسے مردہ حالت میں ہی لائے بشرطیکہ وہ کتا اس شکار میں سے خود کچھ نہ کھائے (اور اسے بھیجتے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے)۔ اگر وہ شکار سے خود کچھ کھالے تو پھر وہ شکار حلال نہیں کیونکہ اس نے وہ شکار تمہارے لیے نہیں بلکہ اپنے لیے پکڑا ہے۔ اور اگر اس نے خود تو کچھ نہ کھایا ہو مگر واپسی پر اس کے ساتھ کوئی اجنبی کتا بھی ہو تو بھی وہ شکار حلال نہیں، سوائے اس صورت کے کہ تم اس

١٢٥٤ ۔ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 3 باب ما اصاب المعراض بعرضه (175) مسلم (1929) ۔

شکار کو زندہ پاؤ اور ذبح کر لو (جیسا کہ آئندہ حدیث ۱۲۵۹ میں ہے)۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تیر یا نیزہ اگر دھار کی جانب سے شکار کو لگے اور اسے کاٹ ڈالے تو پھر وہ حلال ہے اور اگر چوڑائی کی جانب سے لگے تو حرام ہے کیونکہ وہ موقوذہ (چھڑی یا لاٹھی سے مرا ہوا جانور ہے، آئندہ حدیث ۱۲۵۶ میں وقیذ کا بھی یہی مفہوم) ہے۔ اور اسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حرام قرار دیا ہے۔ [المائدة:٣]

١٢٥٥ ـ حديث عَدِيّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ، قُلْتُ: إِنَّا قَوْمٌ نَصِيْدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ، وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَإِنْ قَتَلْنَ، إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ إِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَى نَفْسِهِ، وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ))۔

حضرت عدی بن حاتم نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ہم لوگ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے سکھائے ہوئے کتوں کو شکار کے لیے چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیتے ہو تو جو شکار وہ تمہارے لیے پکڑ کر لائیں اسے کھاؤ خواہ وہ شکار کو مار ہی ڈالیں۔ البتہ اگر کتا شکار میں سے خود بھی کھالے تو اس میں یہ اندیشہ ہے کہ اس نے یہ شکار خود اپنے لیے پکڑا تھا اور اگر دوسرے کتے بھی تمہارے کتوں کے سوا شکار میں شریک ہو جائیں تو نہ کھاؤ۔

١٢٥٦ ـ حديث عَدِيّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمِعْرَاضِ، فَقَالَ: ((إِذَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ، وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ، فَإِنَّهُ وَقِيْذٌ)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أُرْسِلُ كَلْبِي وَأُسَمِّي، فَأَجِدُ مَعَهُ عَلَى الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ لَمْ أُسَمِّ عَلَيْهِ، وَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَ؟ قَالَ: ((لَا تَأْكُلْ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ، وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى الْآخَرِ))۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے معراض (تیر کے شکار) کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس کے دھار کی طرف سے لگے تو کھالو۔ اگر چوڑائی سے لگے تو مت کھاؤ۔ کیونکہ وہ مردار ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنا کتا (شکار کے لیے) چھوڑتا ہوں اور بسم اللہ پڑھ لیتا ہوں، پھر اس کے ساتھ مجھے ایک ایسا کتا اور ملتا ہے جس پر میں نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔ میں یہ فیصلہ نہیں کر پاتا کہ دونوں میں سے کون سے کتے نے شکار پکڑا۔ آپ نے فرمایا، ایسے شکار کا گوشت نہ کھا۔ کیونکہ تو نے بسم اللہ تو اپنے کتے کے لیے پڑھی ہے، دوسرے کے لیے تو نہیں پڑھی۔

١٢٥٧ ـ حديث عَدِيّ بْنِ حَاتِمٍ ﷺ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ قَالَ: ((مَا أَصَابَ بِحَدِّهِ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے بے پر کے تیر یا لکڑی یا گز سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس کی نوک شکار کو لگ جائے تو کھالو۔ لیکن اگر یہ عرض کی طرف سے

---

١٢٥٥ ـ البخاري فی: 72 كتاب الذبائح والصيد: 7 باب إذا اكل الكلب ـ

١٢٥٦ ـ البخاري فی: 34 كتاب البيوع: 3 باب تفسير المشبهات ـ

١٢٥٧ ـ البخاري فی: 72 كتاب الذبائح والصيد: 1 باب التسمية على الصيد ـ

فَكُلْهُ ' وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيذٌ)) وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ: (( مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ ' فَإِنَّ أَخْذَ الْكَلْبِ ذَكَاةٌ ' وَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ أَوْ كِلَابِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ فَخَشِيْتَ أَنْ يَكُوْنَ أَخَذَهُ مَعَهُ ' وَقَدْ قَتَلَهُ فَلَا تَأْكُلْ ' فَإِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ))۔

شکار کو لگے تو نہ کھاؤ کیونکہ وہ موقوذہ ہے اور میں نے آپ ﷺ سے کتے کے شکار کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ جسے وہ تمہارے لیے رکھے (یعنی وہ خود نہ کھائے) اسے کھالو۔ کیونکہ کتے کا شکار کو پکڑ لینا یہ بھی ذبح کرنا ہے اور اگر تم اپنے کتے یا کتوں کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی پاؤ اور تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہارے کتے نے شکار اس دوسرے کے ساتھ پکڑا ہوگا۔ اور کتا شکار کو مار چکا ہو تو ایسا شکار نہ کھاؤ۔ کیونکہ تم نے اللہ کا نام (بسم اللہ) اپنے کتے پر لیا تھا' دوسرے کتے پر نہیں۔

١٢٥٨ - حديث عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رضي الله عنه ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: (( إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ ' وَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ ' فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ ' وَإِذَا خَالَطَ كِلَابًا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَأَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلَا تَأْكُلْ ' فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَ ' وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهِ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ ' وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ ))۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم نے اپنا کتا شکار پر چھوڑا اور اللہ کا نام بھی پڑھا اور کتے نے شکار پکڑا اور اسے مار ڈالا تو اسے کھاؤ اور اگر اس نے خود بھی کھالیا ہو تو تم نہ کھاؤ کیونکہ یہ شکار اس نے اپنے لیے پکڑا ہے اور اگر دوسرے کتے جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو' اس کتے کے ساتھ شکار میں شریک ہو جائیں اور شکار پکڑ کر مار ڈالیں تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کس کتے نے مارا ہے اور اگر تم نے شکار پر تیر مارا' پھر وہ شکار تمہیں دو یا تین دن بعد ملا اور اس پر تمہارے تیر کے نشان کے سوا اور کوئی دوسرا نشان نہیں ہے تو ایسا شکار کھاؤ لیکن اگر وہ پانی میں گر گیا ہو تو نہ کھاؤ۔

١٢٥٩ - حديث أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ ' قَالَ: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ! إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ ' أَفَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ؟ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ' أَصِيدُ بِقَوْسِي وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ ' فَمَا يَصْلُحُ لِي ؟ قَالَ: (( أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلَا تَأْكُلُوا

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہم اہل کتاب کے گاؤں میں رہتے ہیں تو کیا ہم ان کے برتن میں کھا سکتے ہیں؟ اور ہم ایسی زمین میں رہتے ہیں جہاں شکار بہت ہوتا ہے۔ میں تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور اپنے اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا نہیں ہے اور اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا ہے تو اس میں سے کس کا کھانا میرے لیے جائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے جو اہل کتاب کے برتن کا ذکر کیا ہے تو اگر تمہیں اس کے سوا کوئی

١٢٥٨ - البخاری فی: 72 کتاب الذبائح والصید: 8 باب الصید إذا غاب عنه یومین او ثلاثة ۔
١٢٥٩ - البخاری فی: 72 کتاب الذبائح والصید: 4 باب صید القوس (5478) مسلم (1930) ابن ماجه (3211)۔

فِيْهَا ' وَإِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا ' وَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ ' وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرَ مُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ ))۔

اور برتن مل سکے تو اس میں نہ کھاؤ۔ لیکن تمہیں کوئی دوسرا برتن نہ ملے تو ان کے برتن کو خوب دھو کر اس میں کھا سکتے ہو اور جو شکار تم اپنی تیر کمان سے کرو اور (تیر پھینکتے وقت) اللہ کا نام لیا ہو تو (اس کا شکار) کھا سکتے ہو اور جو شکار تم نے غیر سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور شکار خود ذبح کیا ہو تو اسے کھا سکتے ہو۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے اہل کتاب کے برتنوں کے استعمال کے لیے دو شرطیں سامنے آتی ہیں؛ پہلی یہ کہ اضطراری حالت اور دوسری یہ کہ انہیں دھو کر استعمال کیا جائے۔ یاد رہے کہ یہ ممانعت اس لیے نہیں تھی کہ مشرکین کے برتن بذاتِ خود ناپاک ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو دھونے کے بعد بھی وہ قابل استعمال نہ ہوتے بلکہ سبب یہ تھا کہ وہ لوگ اپنے برتنوں میں خنزیر کا گوشت پکاتے اور شراب پیتے تھے، جیسا کہ ایک دوسری صحیح حدیث میں ہے۔[1]

## (3) باب تحريم اكل كل ذى ناب من السباع وكل ذى مخلب من الطير

## کچلیوں والے درندے اور ہر پنجے والے پرندے کا کھانا حرام ہے

١٢٦٠ - حديث أَبِي ثَعْلَبَةَ رضي الله عنه ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ -

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں میں سے ہر کچلی والے جانور (کا گوشت) کھانے سے منع کیا تھا۔

**لغوی توضیح** ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ ایسا درندہ جو کچلیوں کے ساتھ شکار کر کے کھائے مثلاً شیر، بھیڑیا اور چیتا وغیرہ۔ ایک دوسری روایت میں ذِي مِخْلَبٍ کو بھی حرام کہا گیا ہے[1] اور ذِي مِخْلَبٍ سے مراد ایسا پرندہ ہے جو اپنے پنجوں کے ذریعے شکار کرے (مثلاً چیل، شاہین اور باز وغیرہ)۔ معلوم ہوا کہ درندوں میں سے کچلی والا (گوشت خور) جانور اور پرندوں میں سے پنجوں کے ذریعے شکار کرنے والا پرندہ حرام ہے۔

## (4) باب اباحة ميتة البحر

## دریائی اور سمندری جانور خواہ مردہ ہو اس کا کھانا مباح ہے

١٢٦١ - حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَمِائَةِ رَاكِبٍ ' أَمِيْرُنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ '

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے تین سو سواروں کے ساتھ بھیجا اور ہمارا امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ تاکہ ہم قریش کے قافلہ تجارت کی تلاش میں رہیں۔ ساحل سمندر پر

١٢٦٠ - البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 29 باب اكل كل ذى ناب من السباع (5530) مسلم (1932) -

١٢٦١ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 65 باب غزوة سيف البحر (2483) مسلم (1935) ابن حبان (5259)۔

[1] [مسلم (1934) ابن ماجه (3234)]

نَرْصُدُ عِيرَ قُرَيْشٍ، فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ، فَأَصَابَنَا جُوعٌ شَدِيدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ، فَسُمِّيَ ذَلِكَ الْجَيْشُ جَيْشَ الْخَبَطِ، فَأَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ، فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ، وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهِ، حَتَّى ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا، فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ، فَعَمَدَ إِلَى أَطْوَلِ رَجُلٍ مَعَهُ، وَأَخَذَ رَجُلًا وَبَعِيرًا فَمَرَّ تَحْتَهُ.

قَالَ جَابِرٌ: وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ. ثُمَّ إِنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ نَهَاهُ .

ہم پندرہ دن تک پڑاؤ ڈالے رہے ہمیں (اس سفر میں) بڑی سخت بھوک اور فاقے کا سامنا کرنا پڑا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہم نے ببول کے پتے کھا کر وقت گذارا۔ اسی لیے اس فوج کا لقب پتوں کی فوج ہو گیا۔ پھر اتفاق سے سمندر نے ہمارے لیے ایک مچھلی جیسا جانور ساحل پر پھینک دیا اس کا نام عنبر تھا۔ ہم نے اس کو پندرہ دن تک کھایا اور اس کی چربی کو تیل کے طور پر (اپنے جسموں پر) ملا اس سے ہمارے بدن میں طاقت وقوت پھر لوٹ آئی۔ بعد میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی نکال کر کھڑی کروائی اور جو لشکر میں سب سے لمبے آدمی تھے انہیں اونٹ پر سوار کرایا وہ اس کے نیچے سے نکل گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لشکر کے ایک آدمی نے پہلے تین اونٹ ذبح کیے پھر تین اونٹ ذبح کیے اور جب تیسری مرتبہ تین اونٹ ذبح کیے تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا کیونکہ اگر سب اونٹ ذبح کر دیئے جاتے تو سفر کیسے ہوتا۔

**لغوی توضیح** نَرْصُدُ ہم گھات لگائیں۔ عِيرٌ قافلہ۔ الْخَبَطُ ببول کے پتے۔ وَدَكِهِ اس کی چربی۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ سمندر کا مردار بھی حلال ہے جیسا کہ ایک دوسری روایت میں بھی ہے کہ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ۔[1] لیکن یہ یاد رہے کہ سمندر کا وہی مردار حلال ہے جو صرف سمندر میں ہی زندہ رہ سکتا ہو خشکی میں نہیں۔[2]

## (5) باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية

## پالتو گدھوں کا گوشت کھانا حرام ہے

١٢٦٢ - حديث عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ أَكْلِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ .

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقعہ پر عورتوں سے متعہ کی ممانعت کی تھی اور پالتو گدھوں کے کھانے کی بھی۔

**لغوی توضیح** متعہ کسی عورت سے ایک مقررہ مدت تک مقررہ معاوضے کے بدلے نکاح کر لینا مثلاً دو دن یا تین دن یا اس کے علاوہ کسی اور مدت تک۔ یہ نکاح غزوۂ خیبر کے موقع پر حرام کیا گیا، پھر اسے فتح مکہ کے موقع پر جائز کیا گیا، اس کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسے حرام کر دیا گیا۔ الْحُمُرُ الْإِنْسِيَّةُ گھریلو گدھوں کا گوشت۔ یہ حرام ہے۔ البتہ جنگلی گدھے کا گوشت حلال ہے جیسا کہ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔[3]

---

١٢٦٢ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر -

[1] [صحيح : صحيح ابو داود' ابو داود (83)] [2] [سبل السلام (1/ 72)] [3] [مسلم (1194' 1196) كتاب الحج]

١٢٦٣ ـ حديث أبي ثعلبة، قال: حرّم رسول الله ﷺ لحوم الحمر الأهلية ـ

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھے کا گوشت کھانا حرام قرار دیا تھا۔

١٢٦٤ ـ حديث ابن عمر، قال: نهى النبي ﷺ عن أكل لحوم الحمر الأهلية ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔

١٢٦٥ ـ حديث ابن أبي أوفى رضي الله عنهما، قال: أصابتنا مجاعة، ليالي خيبر، فلما كان يوم خيبر، وقعنا في الحمر الأهلية فانتحرناها، فلما غلت القدور نادى منادي رسول الله ﷺ ((اكفئوا القدور فلا تطعموا من لحوم الحمر شيئا)) قال عبد الله (هو ابن أبي أوفى): فقلنا: إنما نهى النبي ﷺ لأنها لم تخمس، قال: وقال آخرون حرمها ألبتة ـ

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ خیبر کے موقع پر فاقوں پر فاقے ہونے لگے۔ آخر جس دن خیبر فتح ہوا تو (مال غنیمت میں) گھریلو گدھے بھی ہمیں ملے۔ چنانچہ انہیں ذبح کر کے (پکانا شروع کر دیا گیا) جب ہانڈیوں میں جوش آنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ ہانڈیوں کو الٹ دو، اور گھریلو گدھے کے گوشت میں سے کچھ نہ کھاؤ۔ عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعض لوگوں نے اس پر کہا کہ غالباً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے روک دیا ہے کہ ابھی تک اس میں سے خمس نہیں نکالا گیا۔ لیکن بعض دوسرے صحابہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھے کا گوشت قطعی طور پر حرام قرار دیا ہے۔

**لغوی توضیح** مجاعة بھوک، فاقہ۔ غلت جوش مارا۔ القدور جمع ہے قدر کی، معنی ہے ہنڈیا۔ أكفئوا الٹ دو۔

١٢٦٦ ـ حديث البراء وعبد الله بن أبي أوفى رضي الله عنهما، أنهم كانوا مع النبي ﷺ فأصابوا حمرا فطبخوها، فنادى منادي النبي ﷺ: أكفئوا القدور ـ

حضرت براء اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ وہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، پھر انہیں گدھے ملے تو انہوں نے ان کا گوشت پکایا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ ہانڈیاں انڈیل دو۔

١٢٦٧ ـ حديث ابن عباس رضي الله عنه قال: لا أدري أنهى عنه رسول الله ﷺ من

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم نہیں کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھے کا گوشت کھانے سے اس لیے منع کیا تھا کہ اس

---

١٢٦٣ ـ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 28 باب لحوم الحمر الإنسية (5527) مسلم (1936) احمد (17762) ـ

١٢٦٤ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر ـ

١٢٦٥ ـ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 20 باب ما يصيب من الطعام ...(3155) مسلم (1937) نسائی (4350)ـ

١٢٦٦ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (4221) مسلم (1938) ابن حبان (5277) ـ

١٢٦٧ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (4227) مسلم (1939) ـ

اَجْلِ اَنَّهُ كَانَ حَمُولَةَ النَّاسِ فَكَرِهَ اَنْ تَذْهَبَ حَمُولَتُهُمْ ' اَوْ حَرَّمَهُ فِي يَوْمِ خَيْبَرَ' لَحْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ۔

سے بوجھ ڈھونے کا کام لیا جاتا ہے اور آپ نے پسند نہیں فرمایا کہ بوجھ ڈھونے والے جانور ختم ہو جائیں یا آپ ﷺ نے صرف غزوۂ خیبر کے موقعہ پر پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔

**لغوی توضیح** حَمُولَةَ النَّاسِ لوگوں کا بوجھ۔

١٢٦٨۔ حدیث سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ۔ رَاَى نِيْرَانًا تُوقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ قَالَ: ((عَلَى مَا تُوقَدُ هٰذِهِ النِّيْرَانُ؟)) قَالُوْا: عَلَى الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ' قَالَ: ((اكْسِرُوْهَا وَاَهْرِقُوْهَا)) قَالُوْا: اَلَا نُهْرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا؟ قال: ((اغْسِلُوْا))۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر دیکھا کہ آگ جلائی جا رہی ہے۔ آپ نے پوچھا یہ آگ کس لیے جلائی جا رہی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ گدھے (کا گوشت پکانے) کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ برتن توڑ دو اور گوشت پھینک دو۔ اس پر صحابہ بولے ایسا کیوں نہ کریں کہ گوشت تو پھینک دیں اور برتن دھو لیں۔ آپ نے فرمایا کہ برتن دھو لو۔

## (6) باب في اكل لحوم الخيل

## گھوڑوں کا گوشت کھانے کا بیان

١٢٦٩۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ' يَوْمَ خَيْبَرَ' عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ' وَرَخَّصَ فِي الْخَيْلِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر گدھے کے گوشت کی ممانعت کی تھی اور گھوڑوں (کے گوشت کھانے) کی اجازت دی تھی۔

١٢٧٠۔ حدیث اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رضى الله عنها' قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ' فَرَسًا فَاَكَلْنَاهُ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے زمانے میں ایک گھوڑا نحر کیا اور اسے کھایا۔

**فهم الحديث** یہ دونوں روایات ثبوت ہیں کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے، اسے کھایا جا سکتا ہے۔

## (7) باب اباحة الضب

## گوہ کا گوشت حلال ہے

١٢٧١۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ' قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الضَّبُّ' لَسْتُ آكُلُهُ' وَلَا اُحَرِّمُهُ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں خود سانڈا نہیں کھاتا لیکن اسے حرام بھی نہیں قرار دیتا۔

---

١٢٦٨۔ البخاري في: 46 كتاب المظالم: 32 باب هل تكسر الدنان التي فيها الخمر او تخرق الزقاق۔

١٢٦٩۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (4219) مسلم (1941) ابوداود (3788)۔

١٢٧٠۔ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 24 باب النحر والذبح (5510) مسلم (1942) ابن ماجه (3190)۔

١٢٧١۔ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 33 باب الضب (5536) مسلم (1943) ترمذي (1790)۔

**لغوی توضیح** الضَّب سانڈا' اسے فارسی میں سوسمار کہتے ہیں۔ یہ جانور زمین پر رینگتا ہے اور گرگٹ کے مشابہ ہوتا ہے (خود گرگٹ نہیں ہوتا' اس لیے ضب کا معنی گرگٹ یا گوہ کرنا درست نہیں)۔ اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ سات سو سال زندہ رہتا ہے اور اس کا کوئی دانت نہیں گرتا' یہ پانی نہیں پیتا اور چالیس دنوں میں صرف ایک قطرہ پیشاب کرتا ہے' یہ ذبح ہونے کے بعد بھی ایک دن زندہ رہتا ہے اور اسے (پکانے کے لیے) آگ میں پھینک دیا جاتا ہے لیکن اس کا جسم حرکت کر رہا ہوتا ہے۔ اس کا گوشت قوت جماع کے لیے بے حد مفید اور اس سے نکلنے والا روغن آلہ تناسل کے امراض کے لیے نہایت شفا بخش ہے۔[1]

**فہم الحدیث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سانڈا حلال ہے، تاہم آپ ﷺ نے جو اسے خود نہ کھایا تو اس کی وجہ آپ نے خود ہی بیان کر دی تھی کہ یہ میرے ملک میں نہیں ہوتا، اس لیے میری طبیعت اسے پسند نہیں کرتی۔

۱۲۷۲۔ **حدیث** ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰه عنهما ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : كَانَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ ' فِيهِمْ سَعْدٌ ' فَذَهَبُوا يَأْكُلُونَ مِنْ لَحْمٍ - فَنَادَتْهُمْ امْرَأَةٌ مِنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ ' إِنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ ' فَأَمْسَكُوا - فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((كُلُوا)) أَوْ ((اَطْعِمُوا ' فَإِنَّهُ حَلَالٌ)) أَوْ قَالَ: ((لَا بَأْسَ بِهِ وَلَكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِي))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کئی اصحاب جن میں سعد رضی اللہ عنہ بھی تھے (دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے) لوگوں نے گوشت کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو ازواج مطہرات میں سے ایک زوجہ مطہرہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے آگاہ کیا کہ یہ سانڈے کا گوشت ہے۔ سب لوگ کھانے سے رک گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھاؤ (آپ نے کلوا یا اطعموا کا لفظ استعمال کیا) اس لیے کہ یہ حلال ہے۔ یا فرمایا کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ یہ جانور میری خوراک نہیں۔

۱۲۷۳۔ **حدیث** خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ' عَلَى مَيْمُونَةَ ' وَهِيَ خَالَتُهُ ' وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ ' فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوذًا قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا ' حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ ' مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ - وَكَانَ ' فَلَمَّا يُقَدِّمُ يَدَهُ لِطَعَامٍ ' حَتَّى يُحَدَّثَ بِهِ

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے۔ ام المومنین ان کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ ان کے یہاں بھنا ہوا سانڈا موجود تھا جو ان کی بہن حفیدہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نجد سے لائی تھیں۔ انہوں نے وہ بھنا ہوا سانڈا حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ آپ کسی کھانے کے لیے اس وقت تک ہاتھ بڑھائیں جب تک آپ کو اس کے متعلق بتا نہ دیا جائے کہ یہ فلاں کھانا ہے۔ لیکن

---

۱۲۷۲۔ البخاری فی: 95 کتاب اخبار الآحاد: 6 باب خبر المراة الواحدة (7267) مسلم (1944)۔

۱۲۷۳۔ البخاری فی: 70 کتاب الاطعمة: 10 باب ما کان النبی ﷺ لا یاکل... (5391) مسلم (1946) ابوداود (3794)۔

---

[1] [نيل الأوطار (5/ 193) فتح الباري (11/ 99) توضيح الأحكام (7/ 27)]

وَيُسَمّٰى لَهُ فَاَهْوَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ اِلَى الضَّبِّ، فَقَالَتِ امْرَاَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُوْرِ اَخْبِرْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، مَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ، هُوَالضَّبُّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ عَنِ الضَّبِّ ـ فَقَالَ خَالِدُ بْنِ الْوَلِيْدِ: اَحَرَامٌ الضَّبُّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا، وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِي، فَاَجِدُنِي اَعَافُهُ)) قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ فَاَكَلْتُهُ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ اِلَيَّ۔

اس دن آپ نے بھنے ہوئے سانڈے کے گوشت کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اتنے میں وہاں موجود عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو بتا کیوں نہیں دیتیں کہ اس وقت آپ کے سامنے جو تم نے پیش کیا ہے وہ سانڈا ہے (سن کر) آپ نے اپنا ہاتھ سانڈے سے ہٹالیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بولے کہ یارسول اللہ! کیا سانڈ احرام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن یہ میرے ملک میں چونکہ نہیں پایا جاتا، اس لیے طبیعت پسند نہیں کرتی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور اسے کھایا اس وقت رسول اللہ ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔

**لغوی توضیح** مَحْنُوْذ بھنا ہوا۔ فَاجْتَرَرْتُهُ میں نے اسے (اپنی طرف) کھینچا۔ اَعَافُهُ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔

١٢٧٤ ـ **حديث** ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ: اَهْدَتْ اُمُّ حُفَيْدٍ، خَالَةُ ابْنُ عَبَّاسٍ، اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، اَقِطًا وَسَمْنًا وَاَضُبًّا، فَاَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْاَقِطِ وَالسَّمْنِ، وَتَرَكَ الضَّبَّ تَقَذُّرًا ـ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَاُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا اُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ـ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کی خالہ ام حفید رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کی خدمت میں پنیر، گھی اور سانڈا کے تحائف بھیجے۔ آپ ﷺ نے پنیر اور گھی میں سے تو تناول فرمایا لیکن سانڈا پسند نہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے (اسی) دسترخوان پر (سانڈا بھی) کھایا گیا، اور اگر وہ حرام ہوتا تو آپ کے دسترخوان پر کیوں کھایا جاتا۔

## (8) باب اباحة الجراد

## ٹڈی حلال ہے

١٢٧٥ ـ **حديث** ابْنِ اَبِي اَوْفَى ﷺ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَوْسِتًّا، كُنَّا نَاْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ ـ

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ سات یا چھ غزووں میں شریک ہوئے، ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ ٹڈی کھانا حلال ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ٹڈی مردار بھی حلال ہے۔[1]

١٢٧٤ ـ البخاری فی: 51 كتاب الهبة: 7 باب قبول الهدية (2575) مسلم (1947) ابوداود (3793) بغوی (2800) ـ
١٢٧٥ ـ البخاری فی: 72 كتاب الذبائح والصيد: 13 باب اكل الجراد (5495) مسلم (1952) حمیدی (713) ـ

[1] [**صحيح**: صحیح ابن ماجه، ابن ماجه (3218) احمد (2/ 97)]

## (9) باب اباحة الارنب

۱۲۷٦ ـ حديث انس رضي الله عنه قَالَ : اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ ، فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغَبُوْا ، فَاَدْرَكْتُهَا ، فَاَخَذْتُهَا ، فَاَتَيْتُ بِهَا اَبَا طَلْحَةَ ، فَذَبَحَهَا ، وَبَعَثَ بِهَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِوَرِكِهَا اَوْ فَخِذَيْهَا فَقَبِلَهُ ، وَاَكَلَ مِنْهُ ۔

### خرگوش حلال ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مرالظہران نامی جگہ میں ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا۔ لوگ (اس کے پیچھے) دوڑے اور اسے تھکا دیا۔ اور میں نے قریب پہنچ کر اسے پکڑ لیا۔ پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے یہاں لایا۔ انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے پیچھے کا یا دونوں رانوں کا گوشت نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ حضور ﷺ نے اسے قبول فرمایا اور اس میں سے آپ نے کچھ تناول بھی فرمایا۔

**لغوی توضیح** اَنْفَجْنَا ہم نے پیچھا کیا۔ اَرْنَبًا خرگوش کا۔ فَلَغَبُوْا تھکا دیا۔ وَرِك چوتڑ، پشت۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ خرگوش کا گوشت حلال ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

## (10) باب اباحة ما يستعان به على الاصطياد والعدو و كراهة الخذف

۱۲۷۷ ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه بْنِ مُغَفَّلٍ ، اَنَّهُ رَاَى رَجُلًا يَخْذِفُ ؟ فَقَالَ لَهُ : لَا تَخْذِفْ ، فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ ، اَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ وَقَالَ: ((اِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَى بِهِ عَدُوٌّ وَلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَا الْعَيْنَ )) ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ ، فَقَالَ لَهُ : اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ اَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ ، وَاَنْتَ تَخْذِفُ ؟ لَا اُكَلِّمُكَ كَذَا وَ كَذَا ۔

### ایسے تمام ذرائع جن سے شکار کرنے اور دوڑنے میں مدد لی جا سکے جائز ہیں لیکن کنکریاں مارنا مکروہ ہے

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کنکری پھینکتے دیکھا تو فرمایا کہ کنکری نہ پھینکو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے یا (انہوں نے بیان کیا کہ) آپ ﷺ کنکری پھینکنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور کہا کہ اس سے نہ شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ کبھی کسی کا دانت توڑ دیتی ہے اور کبھی آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔ اس کے بعد بھی انہوں نے اس شخص کو کنکریاں پھینکتے دیکھا تو کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث تمہیں سنا رہا ہوں کہ آپ نے کنکریاں پھینکنے سے منع فرمایا' کنکری پھینکنے کو ناپسند کیا اور تم اب بھی پھینکے جا رہے ہو۔ تم سے اتنے دنوں تک کلام نہیں کروں گا۔

**لغوی توضیح** يَخْذِفُ کنکریاں پھینکتا تھا۔ لَا يُنْكَى بِهِ عَدُوّ اس کے ذریعے دشمن کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ السِّن دانت۔ تَفْقَا پھوڑ دیتی ہے۔

---

۱۲۷٦ ـ البخاری فی: 51 كتاب الهبة: 5 باب قبول هدية الصيد (2572) مسلم (1953) ابو داود (3791) ۔

۱۲۷۷ ـ البخاری فی: 72 كتاب الذبائح والصيد: 5 باب الخذف والبندقة (5479) مسلم (1954) ابو داود (5270) ۔

## (12) باب النهي عن صبر البهائم — جانوروں کو باندھ کرنشانہ بنانا اور مارنا منع ہے

۱۲۷۸۔ حدیث أنس رضي الله عنه قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زندہ جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا۔

**لغوی توضیح:** أَنْ تُصْبَرَ کہ جانور کو باندھ دیا جائے، روک دیا جائے (تا کہ اسے نشانہ لگایا جائے حتی کہ وہ مر جائے)۔

۱۲۷۹۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَمَرُّوا بِفِتْيَةٍ، أَوْ بِنَفَرٍ نَصَبُوا دَجَاجَةً يَرْمُونَهَا، فَلَمَّا رَأَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوا عَنْهَا۔ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هَذَا۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ وہ چند جوانوں یا چند آدمیوں کے پاس سے گزرے، جنہوں نے ایک مرغی باندھ رکھی تھی اور اس پر تیر کا نشانہ لگا رہے تھے۔ جب انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو وہاں سے بھاگ گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ کون کر رہا تھا؟ ایسا کرنے والوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے۔

**لغوی توضیح:** فِتْيَة جمع ہے فتی کی، معنی ہے چند نوجوان۔ دَجَاجَة مرغی۔

**فهم الحديث:** معلوم ہوا کہ کسی زندہ جانور کو ہدف بنا کر اسے تیر، گولی یا کسی اور چیز کے ساتھ نشانے مارنا جائز نہیں کیونکہ اس سے جانور کو شدید تکلیف ہوتی ہے اور جانوروں کو اذیت پہنچانا ممنوع ہے، بلکہ ذبح کرتے وقت بھی جانوروں کو کسی تیز دھار آلے سے فوراً ذبح کرنے اور انہیں راحت پہنچانے کا ہی حکم ہے۔

# [35] كتاب الأضاحى
# قربانی کے مسائل

## (1) باب وقتها — قربانی کا وقت

۱۲۸۰۔ حدیث جُنْدَبٍ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ، فَقَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ أُخْرَى مَكَانَهَا، وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ

حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کے دن نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیا، پھر قربانی کی۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا ہو تو اسے دوسرا جانور بدلہ میں قربانی کرنا چاہیے۔ اور جس نے نماز سے پہلے ذبح نہ کیا ہو وہ اللہ کے

---

۱۲۷۸۔ البخاری فی: 72 کتاب الذبائح والصید: 25 باب ما یکره من الْمُثْلة ...(5513) مسلم (1956)۔

۱۲۷۹۔ البخاری فی: 72 کتاب الذبائح والصید: 25 باب ما یکره من المثلة ...(5515) مسلم (1958)۔

۱۲۸۰۔ البخاری فی: 13 کتاب العیدین: 23 باب کلام الإمام والناس فی خطبة العید (985) مسلم (1960)۔

فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ )) ۔ نام پر ذبح کرے۔

لغوی توضیح: اَضَاحِیْ جمع ہے اِضْحِيَّةٌ اور اُضْحِيَة کی، معنی ہے قربانی۔

فھم الحدیث: اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے، جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی وہ گوشت تو کھا لے گا لیکن اسے قربانی کا ثواب نہیں ملے گا، اس کے لیے اسے دوبارہ جانور قربان کرنا پڑے گا۔ یاد رہے کہ قربانی ۱۳ ذوالحجہ کی شام تک کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذوالحجہ کے دن ایام تشریق ہیں اور ایک صحیح حدیث میں ایام تشریق کے تمام دنوں کو قربانی کے دن کہا گیا ہے۔[1]

۱۲۸۱ ۔ حدیث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ : ضَحَّى خَالٌ لِي ' يُقَالُ لَهُ أَبُو بُرْدَةَ ' قَبْلَ الصَّلَاةِ ' فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (( شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ )) فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! إِنَّ عِنْدِي دَاجِنًا جَذَعَةً مِنَ الْمَعْزِ ۔ قَالَ : ((اذْبَحْهَا' وَلَنْ تَصْلُحَ لِغَيْرِكَ)) ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ ' وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ )) ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے ماموں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عید کی نماز سے پہلے ہی قربانی کر لی تھی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری بکری صرف گوشت کی بکری ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا ایک بکری کا بچہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اسے ہی ذبح کر لو لیکن تمہارے بعد (اس کی قربانی) کسی اور کے لیے جائز نہیں۔ پھر فرمایا جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کر لیتا ہے وہ صرف اپنے کھانے کے لیے جانور ذبح کرتا ہے اور جو عید کی نماز کے بعد قربانی کرے اسی کی قربانی پوری ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کی سنت کو پا لیتا ہے۔

لغوی توضیح: شَاةُ لَحْمٍ گوشت کی بکری، یعنی اس میں قربانی کا کوئی ثواب نہیں۔ دَاجِنًا جس کی خوراک گھریلو چارہ ہو۔ جَذَعَةً مِنَ الْمَعْزِ بکری کا کھیرا (جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو)۔ وَلَا تَصْلُحُ لِغَيْرِكَ یہ تیرے سوا کسی کے لیے درست نہیں (معلوم ہوا کہ بکری کے کھیرے کی قربانی صرف ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھی، بعد میں ہر ایک کے لیے صرف دوندا جانور قربان کرنا ہی ضروری ہے، ہاں اگر یہ جانور ملنا مشکل ہو تو پھر بھیڑ کا کھیرا بھی کیا جا سکتا ہے[2])۔

۱۲۸۲ ۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ)) فَقَامَ رَجُلٌ ' فَقَالَ : هَذَا يَوْمٌ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص نماز سے پہلے قربانی کر لے اسے دوبارہ کرنی چاہیے۔ اس پر ایک شخص (حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ) نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ ایسا دن ہے جس

۱۲۸۱ ۔ البخاری فی: 73 کتاب الاضاحی: 8 باب قول النبی ﷺ لابی بردة ...(951) مسلم (1961) ابوداود (2800)۔
۱۲۸۲ ۔ البخاری فی: 13 کتاب العیدین: 5 باب الاکل یوم النحر (954) مسلم (1962) ابن ماجه (3151)۔

① [حسن : السلسلة الصحيحة (2476) مؤطا (2/ 487) بيهقى (9/ 792)]
② [مسلم (1963) ابو داود (2797)]

يَشْتَهِي فِيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ مِنْ جِيرَانِهِ فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ صَدَّقَه قَالَ: وَعِنْدِي جَذَعَةٌ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَرَخَّصَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلا اَدْرِي اَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ، اَمْ لا۔

میں گوشت کی خواہش زیادہ ہوتی ہے اور اس نے اپنے پڑوسیوں کی تنگی کا حال بیان کیا' نبی ﷺ نے اس کو سچا سمجھا۔ اس شخص نے کہا کہ میرے پاس ایک سال کی بکری ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے بھی مجھے زیادہ پیاری ہے۔ نبی ﷺ نے اس پر اسے اجازت دے دی کہ وہی قربانی کرے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ یہ اجازت دوسروں کے لیے بھی ہے یا نہیں۔

١٢٨٣۔ حديث عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ، فَبَقِيَ عَتُودٌ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: ((ضَحِّ اَنْتَ))۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے کچھ بکریاں ان کے حوالہ کی تھیں تاکہ صحابہ میں ان کو تقسیم کر دیں۔ ایک بکری کا بچہ باقی رہ گیا۔ جب اس کا ذکر انہوں نے نبی ﷺ سے کیا' تو آپ نے فرمایا اس کی تو قربانی کر لے۔

**لغوی توضیح** عَتُودٌ بکری کا بچہ جب قوی ہو جائے یا ایک سال کا ہو جائے۔

## (3) باب استحباب الضحية وذبحها مباشرة بلا توكيل والتسمية والتكبير

## دوسرے کی بجائے قربانی اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے اسی طرح بوقت ذبح بسم اللہ واللہ اکبر کہنا

١٢٨٤۔ حديث اَنَسٍ، قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ، ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ، وَسَمَّى وَكَبَّرَ، وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے سینگ والے چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی۔ انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ بسم اللہ اور اللہ اکبر پڑھا اور اپنا پاؤں ان کی گردن کے اوپر رکھ کر ذبح کیا۔

**لغوی توضیح** كَبْش مینڈھے (نر بھیڑ)۔ أَمْلَح وہ جانور جس کے جسم پر سفید اور سیاہ بال ہوں مگر سفید بال زیادہ ہوں۔ اَقْرَن جس جانور کے دو سینگ ہوں۔ صِفَاح جمع ہے صَفْحَة کی' معنی ہے پہلو۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مستحب ہے کیونکہ نبی ﷺ بھی اپنا جانور خود ہی ذبح کیا کرتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ذبح کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔

## (4) باب جواز الذبح بكل ما أنهر الدم الا السن والظفر وسائر العظام

## ہر ایسی چیز سے ذبح کرنا جس کے استعمال سے خون بہے درست ہے سوائے دانت' ناخن اور ہڈی کے

١٢٨٥۔ حديث رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ ﷺ، قَالَ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ!

---

١٢٨٣۔ البخاري في: 40 كتاب الوكالة: 1 باب وكالة الشريك الشريكَ في القسمة وغيرها۔

١٢٨٤۔ البخاري في: 83 كتاب الاضاحي: 14 باب التكبير عند الذبح (5565) مسلم (1966) ترمذی (1494)۔

١٢٨٥۔ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 23 باب ما ندّ من البهائم ...(2488) مسلم (1968) ترمذی (1419)۔

: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ ! اِنَّا لَاقُوْ الْعَدُوِّ غَدًا ' وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ: (( اعْجَلْ اَوْ اَرِنْ ' مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللهِ فَكُلْ ' لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفْرَ ' وَسَاُحَدِّثُكَ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ ' وَاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ)) وَاَصَبْنَا نَهْبَ اِبِلٍ وَغَنَمٍ ' فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ ' فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ ' فَحَبَسَهُ ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : ((اِنَّ لِهٰذِهِ الْاِبِلِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ ' فَاِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهِ هٰكَذَا )) ـ

کل ہمارا مقابلہ دشمن سے ہوگا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر جلدی کرلو یا (اس کے بجائے ارن کہا یعنی جلدی کرلو) جو آلہ خون بہادے اور ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ۔ البتہ دانت اور ناخن نہ ہونا چاہیے اور اس کی وجہ بھی بتادوں۔ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ (رافع کہتے ہیں) ہمیں غنیمت میں اونٹ اور بکریاں ملیں' ان میں سے ایک اونٹ بدک کر بھاگ پڑا تو ایک صاحب نے تیر مار کر گرالیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ بھی بعض اوقات جنگلی جانوروں کی طرح بدکتے ہیں۔ اس لیے اگر ان میں سے کوئی تمہارے قابو سے باہر ہوجائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کرو۔

**لغوی توضیح** مُدًى جمع ہے مدية کی، معنی ہے چھری۔ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ جو چیز خون بہادے۔ نَهْبَ اِبِلٍ اونٹ بطورِ غنیمت۔ فَنَدَّ بھاگ اٹھا۔ اَوَابِد جمع ہے آبدة کی، معنی ہے سرکشی کرنے والے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ ہر خون بہادینے والی چیز (مثلاً چھری' تلوار' نوکیلا پتھر' تیز لکڑی یا کسی بھی تیز دھار آلے) سے ذبح کرنا جائز ہے۔ ناخن کے ساتھ ذبح کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے تاکہ کفار سے مشابہت نہ ہو اور دانت کے ساتھ ذبح کرنے سے غالبًا اس لیے منع کیا گیا کہ یہ ہڈی ہے اور ہڈیاں جنوں کی خوراک ہیں' یا اس لیے کہ دانتوں سے ذبح کرنے میں درندوں کی مشابہت ہے۔ (واللہ اعلم) یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی جانور جنگلی جانوروں کی طرح سرکشی پر اتر آئے تو اسے دور سے نیزہ وغیرہ مار کر بھی روکا جاسکتا ہے۔

١٢٨٦ـ حديث رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ' بِذِي الْحُلَيْفَةِ ' فَاَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ ' فَاَصَابُوْا اِبِلًا وَغَنَمًا ' قَالَ : وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي اُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ ' فَعَجِلُوْا وَذَبَحُوْا وَنَصَبُوْا الْقُدُوْرَ ـ فَاَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقُدُوْرِ فَاُكْفِئَتْ ' ثُمَّ قَسَمَ ' فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ ' فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ ' فَطَلَبُوْهُ فَاَعْيَاهُمْ ' وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيْرَةٌ فَاَهْوَى رَجُلٌ مِنْهُمْ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول ﷺ کے ساتھ مقام ذوالحلیفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ لوگوں کو بھوک لگی۔ ادھر (غنیمت میں) اونٹ اور بکریاں ملی تھیں۔ حضرت رافع نے بیان کیا کہ نبی ﷺ لشکر کے پیچھے کے لوگوں میں تھے لوگوں نے جلدی کی اور (تقسیم سے پہلے ہی) ذبح کرکے ہانڈیاں چڑھادیں۔ لیکن بعد میں نبی ﷺ نے حکم دیا اور وہ ہانڈیاں اوندھادی گئیں۔ پھر آپ نے ان کو تقسیم کیا اور دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر رکھا۔ ایک اونٹ اس میں سے بھاگ گیا تو لوگ اسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن اس نے سب کو تھکا دیا۔ قوم کے پاس گھوڑے کم تھے۔ ایک صحابی تیر لے کر

١٢٨٦ـ البخاري في: 47 كتاب الشركة: 3 باب قسمة الغنم ـ

بِسَهْمٍ، فَحَبَسَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ: (( إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ، فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هٰكَذَا ، قُلْتُ : إِنَّا نَرْجُوْا أَوْ نَخَافُ الْعَدُوَّ غَدًا ، وَلَيْسَتْ مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ ؟ قَالَ: (( مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ ، فَكُلُوْهُ ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ ، وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ )) ۔

اونٹ کی طرف جھپٹے۔ اللہ نے اس (اونٹ) کو ٹھہرا دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان جانوروں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح سرکشی ہوتی ہے۔ اس لیے ان جانوروں میں سے بھی اگر کوئی تمہیں عاجز کر دے تو اس کے ساتھ تم ایسا ہی معاملہ کیا کرو۔ پھر میں نے عرض کیا کہ کل دشمن کے حملہ کا خوف ہے، ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں (تلواروں سے ذبح کریں گے تو ان کے خراب ہونے کا ڈر ہے جب کہ جنگ سامنے ہے) کیا ہم بانس کے کھپچی سے ذبح کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جو چیز بھی خون بہا دے اور ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام بھی لیا گیا ہو تو اسے کھا لو، البتہ دانت اور ناخن نہیں ہونا چاہیے اور میں تمہیں اس کی وجہ بتاتا ہوں، دانت ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

### (5) باب ما كان من النهي عن أكل لحوم الاضاحي بعد ثلاث في اول الاسلام و بيان نسخه و اباحته الى من شاء

### ابتدائے اسلام میں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے کی ممانعت تھی اور بعد میں اس کے منسوخ ہونے کا بیان

۱۲۸۷ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما ، قَالَ : قَالَ : رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( كُلُوْا مِنَ الْأَضَاحِيِّ ثَلَاثًا )) وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْكُلُ بِالزَّيْتِ حِيْنَ يَنْفِرُ مِنْ مِنًى مِنْ أَجْلِ لُحُوْمِ الْهَدْيِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن تک کھاؤ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منیٰ سے کوچ کرتے وقت روٹی زیتون کے تیل سے کھاتے کیونکہ وہ قربانی کے گوشت سے (تین دن کے بعد) پرہیز کرتے تھے۔

۱۲۸۸ ۔ حديث عَائِشَةَ رضی الله عنها ، قَالَتْ : الضَّحِيَّةُ كُنَّا نُمَلِّحُ مِنْهُ ، فَنَقْدَمُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ ، فَقَالَ : (( لَا تَأْكُلُوا إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ )) وَلَيْسَتْ بِعَزِيْمَةٍ ، وَلٰكِنْ أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ مِنْهُ ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ میں ہم قربانی کے گوشت میں نمک لگا کر رکھ دیتے تھے اور پھر اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی پیش کرتے تھے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھایا کرو۔ یہ حکم ضروری نہیں تھا بلکہ آپ کا منشا یہ تھا کہ ہم قربانی کا گوشت (ان لوگوں کو بھی جن کے یہاں قربانی نہ ہوئی

---

۱۲۸۷ ۔ البخاری فی: 73 كتاب الاضاحی: 16 باب ما يؤكل من لحوم الاضاحی ...(5574) مسلم (1970) ۔

۱۲۸۸ ۔ البخاری فی: 73 كتاب الاضاحی: 16 باب ما يؤكل من لحوم الاضاحی وما يزود منها ۔

ہو) کھلائیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔

لغوی توضیح: نُمَلِّحُ ہم نمک لگا کر رکھ دیتے۔ لَيْسَتْ عَزِيْمَةً یعنی ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کا حکم ضروری نہیں تھا۔

١٢٨٩۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنَّا لَا نَأْكُلُ مِنْ لُحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثِ مِنًى، فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: (( كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا )) فَأَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم اپنی قربانی کا گوشت منیٰ کے بعد تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی اور فرمایا کہ کھاؤ بھی اور توشہ کے طور پر ساتھ بھی لے جاؤ۔ چنانچہ ہم نے کھایا اور ساتھ بھی لائے۔

١٢٩٠۔ حديث سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَفِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ )) فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِي؟ قَالَ: (( كُلُوْا وَأَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا، فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ، كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا ))۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے تم میں سے قربانی کی تو تیسرے دن وہ اس حالت میں صبح کرے کہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ باقی نہ ہو۔ دوسرے سال صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس سال بھی وہی کریں جو پچھلے سال کیا تھا (کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ رکھیں) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب کھاؤ، کھلاؤ اور جمع کرو۔ پچھلے سال تو چونکہ لوگ تنگی میں مبتلا تھے اس لیے میں نے چاہا کہ تم لوگوں کی مشکلات میں ان کی مدد کرو۔

لغوی توضیح: اِدَّخِرُوْا ذخیرہ کرو۔ كَانَ بِالنَّاسِ جُهْدٌ لوگ تنگی میں تھے۔

فهم الحديث: اس باب کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے پہلے خاص مصلحت (لوگوں کی تنگ حالی ومشقت) کے تحت تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔ لیکن بعد میں رخصت دے دی۔ لہٰذا اب قربانی کا گوشت حسبِ ضرورت تین دن سے زیادہ بھی ذخیرہ کیا جاسکتا ہے اور لوگوں میں تقسیم بھی کیا جاسکتا ہے۔

## (6) باب الفرع والعتيرة

## فرع اور عتیرہ کا بیان

١٢٩١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (( لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ )) وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا (اسلام میں) فرع اور عتیرہ نہیں ہیں۔ فرع (اونٹنی کے) سب سے پہلے بچے کو کہتے تھے جسے (جاہلیت میں) لوگ اپنے بتوں کے لیے ذبح کرتے تھے۔

لغوی توضیح: فَرَع اس کی وضاحت حدیث میں ہی موجود ہے۔ عَتِيْرَة یہ وہ ذبیحہ ہے جسے اہل جاہلیت رجب کے پہلے عشرے میں ذبح کرتے (اور اسے ثواب اور برکت کا باعث سمجھتے)۔ اسلام نے ان دونوں ذبیحوں سے منع کر دیا ہے۔

---

١٢٨٩۔ البخاري في: 25 كتاب الحج: 124 باب ما ياكل من البدن وما يتصدق (1719) مسلم (1972) بغوى (1133)۔

١٢٩٠۔ البخاري في: 73 كتاب الاضاحى: 16 باب ما يؤكل من لحوم الاضاحى وما يترود منها (5569) مسلم (1974)۔

١٢٩١۔ البخاري في: 71 كتاب العقيقة: 3 باب الفرع (5473) مسلم (1976) ابو داود (2831) ترمذى (1512)۔

## (1) باب تحريم الخمر و بيان انها تكون من عصير العنب ومن التمر والبسر والزبيب وغيرها مما يسكر

١٢٩٢ ـ حديث عَلِيٍّ ﷺ قَالَ: كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ، يَوْمَ بَدْرٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْطَانِي شَارِفًا مِنَ الْخُمُسِ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ، بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا، مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ، أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِي فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ، أَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ الصَّوَّاغِينَ، وَأَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي، فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مَتَاعًا مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ، وَشَارِفَايَ مُنَاخَانِ إِلَى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، رَجَعْتُ، حِينَ جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ، فَإِذَا شَارِفَايَ قَدِ اجْتُبَّ أَسْنِمَتُهُمَا، وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا، وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ، حِينَ رَأَيْتُ ذَلِكَ الْمَنْظَرَ مِنْهُمَا فَقُلْتُ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ فَقَالُوا: فَعَلَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَهُوَ فِي هَذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ

## شراب کی حرمت کا بیان اور کچی پکی کھجور' انگور اور کشمش سے شراب تیار کی جاتی ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ بدر کے مال غنیمت سے میرے حصے میں ایک جوان اونٹنی آئی تھی' اور نبی ﷺ نے بھی ایک ایک جوان اونٹنی خمس کے مال میں سے دی تھی۔ جب ارادہ ہوا کہ فاطمہ بنت رسول اللہ سے شادی کروں' تو بنی قینقاع (قبیلہ یہود) کے ایک صاحب سے جو سنار تھے' میں نے یہ طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم دونوں اذخر گھاس (جنگل سے) لائیں۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں وہ گھاس سناروں کو بیچ دوں گا' اور اس کی قیمت سے اپنے نکاح کا ولیمہ کروں گا۔ ابھی میں ان دونوں اونٹنیوں کا سامان' پالان اور تھیلے اور رسیاں وغیرہ جمع کر رہا تھا۔ اور یہ دونوں اونٹنیاں ایک انصاری صحابی کے گھر کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں جب سارا سامان فراہم کر کے واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری دونوں اونٹنیوں کے کوہان کسی نے کاٹ دیئے ہیں اور ان کے پیٹ چیر کر اندر سے ان کی کلیجی نکال لی ہے۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں بے اختیار رو دیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ سب کچھ کس نے کیا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب نے' اور وہ اسی گھر میں کچھ انصار کے ساتھ شراب پی رہے ہیں۔ میں وہاں سے واپس آ گیا۔ اور سیدھا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی خدمت میں اس وقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ مجھے دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ میں

١٢٩٢ ـ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 1 باب فرض الخمس (2089) مسلم (1979) ابوداود (2986)۔

عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ۔ فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ فِي وَجْهِي الَّذِي لَقِيتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَالَكَ؟)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَارَأَيْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ۔ عَدَا حَمْزَةُ عَلَى نَاقَتَيَّ فَاَجَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا، وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا، وَهَاهُوَ ذَا، فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى، ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ اَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ، فَاسْتَأْذَنَ، فَاَذِنُوا لَهُ، فَإِذَا هُمْ شَرْبٌ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ۔ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةً عَيْنَاهُ۔ فَنَظَرَ حَمْزَةُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ اِلَى رُكْبَتِهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ اِلَى سُرَّتِهِ، ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ، فَنَظَرَ اِلَى وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ: هَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيدٌ لِاَبِي! فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، اَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ، فَنَكَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى وَخَرَجْنَا مَعَهُ۔

کسی بڑے صدمے میں ہوں۔ اس لیے آپ نے دریافت فرمایا' کہ علی! کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آج کے دن جیسا صدمہ کبھی نہیں دیکھا۔ حمزہ نے میری دونوں اونٹنیوں پر ظلم کر دیا۔ دونوں کے کوہان کاٹ ڈالے اور ان کے پیٹ چیر ڈالے۔ ابھی وہ اس گھر میں کئی ساتھیوں کے ساتھ شراب کی مجلس جمائے ہوئے موجود ہیں۔ نبی ﷺ نے یہ سن کر اپنی چادر مانگی اور اوڑھ کر پیدل چلنے لگے۔ میں اور زید بن حارثہ بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ آخر جب وہ گھر آ گیا' جس میں حمزہ موجود تھے' تو آپ نے اندر آنے کی اجازت چاہی' اور اندر موجود لوگوں نے آپ کو اجازت دے دی۔ وہ لوگ شراب پی رہے تھے۔ حمزہ نے جو کچھ کیا تھا' اس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں ملامت کرنا شروع کی۔ حمزہ کی آنکھیں شراب کے نشے میں مخمور اور سرخ ہو رہی تھیں۔ انہوں نے نظر اٹھا کر آپ کو دیکھا۔ پھر نظر ذرا اور اوپر اٹھائی' پھر وہ نبی ﷺ کے گھٹنوں پر نظر لے گئے۔ اس کے بعد نگاہ اوپر اٹھا کے آپ کے ناف کے قریب دیکھنے لگے۔ پھر چہرے پر نظر جما دی۔ پھر کہنے لگے کہ تم سب میرے باپ کے غلام ہو۔ یہ حال دیکھ کر آپ ﷺ نے جب محسوس کیا کہ حمزہ بالکل نشے میں ہیں' تو آپ وہیں سے الٹے پاؤں واپس آ گئے۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ نکل آئے۔

**لغوی توضیح** شَارِف اونٹنی جو دوندی ہو۔ اَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ میں فاطمہ سے شادی کروں۔ صَوَّاغا سنار۔ اِذْخِر ایک عمدہ گھاس جو گھروں کی چھتوں پر ڈالی جاتی تھی۔ اَلْاَقْتَاب جمع ہے قتب کی، معنی ہے پالان۔ اَلْغَرَائِر جمع ہے غرارة کی، مراد ہیں تھیلے۔ مُنَاخَان بیٹھی ہوئی تھیں۔ اجْتُبَّ کاٹ دی گئیں۔ اَسْنِمَتُهُمَا دونوں کی کوہانیں۔ بُقِرَتْ پھاڑ دی گئیں۔ خَوَاصِرُهُمَا ان کی کوکھیں (یعنی پیٹ)۔ اَكْبَادِ جمع ہے كبد کی، معنی ہے جگر۔ ثَمِلَ نشے میں تھا۔ صَعَّدَ نظر اوپر اٹھائی۔ نَكَصَ پلٹ گئے۔ عَلَى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرَى پیچھے کی جانب چلتے ہوئے (اس طرح کہ آپ کا چہرہ حمزہ کی جانب تھا)۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن ابی شیبہ کی یہ روایت نقل فرمائی ہے کہ پھر نبی ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ پر دو اونٹنیوں کا جرمانہ ڈالا تھا۔[1]

---

[1] [فتح الباری (6/ 232)]

١٢٩٣ - حديث أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ، فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ وَكَانَ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنَادِيًا يُنَادِي: (( أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ )) قَالَ: فَقَالَ لِي أَبُو طَلْحَةَ: اخْرُجْ فَأَهْرِقْهَا. فَخَرَجْتُ فَهَرَقْتُهَا، فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ. فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: قَدْ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُوْنِهِمْ. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا﴾ الآية.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا۔ ان دنوں کھجور ہی کی شراب پیا کرتے تھے (پھر جونہی شراب کی حرمت پر آیت قرآنی اتری) تو رسول ﷺ نے ایک منادی سے ندا کرائی کہ شراب حرام ہوگئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (یہ سنتے ہی) ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ باہر لے جا کر اس شراب کو بہا دے۔ چنانچہ میں نے باہر نکل کر ساری شراب بہادی۔ شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔ تو بعض لوگوں نے کہا، یوں معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ اس حالت میں قتل کر دیئے گئے ہیں کہ شراب ان کے پیٹ میں موجود تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے ان پر ان چیزوں کا کوئی گناہ نہیں ہے، جو وہ پہلے کھا چکے ہیں......'' [المائدہ:۹۳]

**لغوی توضیح** الْفَضِيْخ وہ شراب جو کچی اور پکی کھجور کو ملا کر بنائی جاتی تھی۔ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ شراب حرام کر دی گئی۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ خمر ہر نشہ آور مشروب کا نام ہے خواہ وہ کسی بھی چیز (کھجور، انگور وغیرہ) کا بنا ہوا ہو، ہر نشہ آور مشروب حرام ہے (جیسا کہ آئندہ حدیث نمبر ۱۳۰۱ میں ہے)۔ فَجَرَتْ بہہ پڑی۔ فِي سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ مدینہ کی گلیوں میں۔

## (5) باب كراهة انتباذ التمر والزبيب مخلوطين

## کھجور اور انگور کو ملا کر بھگونا مکروہ ہے

١٢٩٤ - حديث جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے کشمش اور کھجور (کے شیرہ) کو اور کچی اور پکی کھجور کو ملا کر بھگونے سے منع فرمایا (کیونکہ اس طرح نشہ پیدا ہو جاتا تھا)۔

**لغوی توضیح** عَنِ الزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ کشمش اور پختہ کھجور (کو جمع کرنے سے منع فرمایا)۔ الْبُسْرِ وَالرُّطَبِ کچی اور پکی کھجور (کو بھی ملانے سے منع فرمایا، کیونکہ انہیں ملا کر بھگونے سے نشہ جلد پیدا ہو جاتا تھا، البتہ آپ ﷺ نے یہ نصیحت فرمائی کہ ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ بھگو کر نبیذ بنا لیا جائے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے)۔

١٢٩٥ - حديث أَبِي قَتَادَةَ رضي الله عنه قَالَ:

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا تھا

١٢٩٣ - البخاري في: 46 كتاب المظالم: 21 باب صب الخمر في الطريق (6464) مسلم (1980) ابو داود (3673)۔
١٢٩٤ - البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 11 باب من راى ان لا يخلط البسر ...(5601) مسلم (1986) ترمذی (1876)۔
١٢٩٥ - البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 11 باب من راى ان لا يخلط البسر ...(5602) مسلم (1988) دارمی (2113)۔

نَهَى النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ 'وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ ـ

کہ پختہ اور ناپختہ کھجور، اسی طرح پختہ کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنائی جائے۔ آپ نے ہر ایک کا الگ الگ نبیذ بنانے کا حکم دیا۔

لغوی توضیح: الزَّهْو ناپختہ سرخ کھجور۔

## (6) باب النهي عن الانتباذ في المزفت والدباء والحنتم والنقير وبيان انه منسوخ وانه اليوم حلال ما لم يصر مسكرا

## روغنی مرتبان' کدو کے تو بنے' سبز لاکھی گھڑے اور لکڑی کے برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت جو بعد میں منسوخ ہوگئی اور اب اگر ان برتنوں میں نشہ پیدا کرنے کی خاصیت نہ آجائے تو ان کا استعمال درست ہے

١٢٩٦ ـ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( لَا تَنْتَبِذُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ )) ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دباء اور مزفت میں نبیذ نہ بنایا کرو۔

فهم الحديث: اس باب میں مذکور تمام برتنوں کی وضاحت اور ان کی ممانعت کا سبب گزشتہ حدیث نمبر 10 کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

١٢٩٧ ـ حديث عَلِيٍّ ﷺ ' قَالَ : نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ ـ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے دباء اور مزفت کے استعمال کی بھی ممانعت فرمادی تھی۔

١٢٩٨ ـ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ ـ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ' قُلْتُ : لِلاَسْوَدِ : هَلْ سَاَلْتَ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّا يُكْرَهُ اَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ ؟ فَقَالَ : نَعَمْ ' قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ ! عَمَّا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يُنْتَبَذَ فِيْهِ؟ قَالَتْ : نَهَانَا فِي ذٰلِكَ ' اَهْلَ الْبَيْتِ ' اَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ ـ قُلْتُ : اَمَا ذَكَرَتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ ؟ قُلْتُ : اِنَّمَا ذَكَرَتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ ؟ قَالَ : اِنَّمَا

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے اسود بن یزید سے پوچھا کیا تم نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا کہ کس برتن میں نبیذ (کھجور کا میٹھا شربت) بنانا مکروہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے پوچھا تھا کہ ام المومنین کس برتن میں آپ ﷺ نے نبیذ بنانے سے منع فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ خاص گھر والوں (اہل بیت کو) کدو کی تو نبی اور لاکھی برتن میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا تھا۔ (راوی نے کہا میں نے اسود سے پوچھا) انہوں نے گھڑے اور سبز مرتبان کا ذکر نہیں کیا اس نے کہا کہ میں تم سے وہی بیان کرتا ہوں جو میں نے

١٢٩٦ ـ البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 4 باب الخمر من العسل وهو البتع ـ
١٢٩٧ ـ البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 8 باب ترخيص النبي ﷺ في الاوعية...(5594) مسلم (1994) ـ
١٢٩٨ ـ البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 8 باب ترخيص النبي ﷺ في الاوعية ...(5595) مسلم (1995) ـ

أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ اَ اُحَدِّثُ مَا لَمْ اَسْمَعْ ؟ ـ

سنا۔کیا وہ بھی بیان کردوں جو میں نے نہ سنا ہو؟

١٢٩٩ ـ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( . . . وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمُزَفَّتِ )) ـ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اور میں تمہیں کدو کے تو نبی' حنتم' نقیر اور زفت لگے ہوئے برتن کے استعمال سے منع کرتا ہوں۔

١٣٠٠ ـ حديث عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ : لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الاَسْقِيَهِ ' قِيلَ النَّبِيُّ ﷺ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرَ الْمُزَفَّتِ ـ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ جب نبی ﷺ نے مشکیزوں کے سوا اور برتنوں میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہر کسی کو مشکیزہ کہاں سے مل سکتا ہے تو اس وقت آپ نے بن رال لگے گھڑے میں نبیذ بھگونے کی اجازت دے دی۔

## (7) باب بيان ان كل مسكر خمر وان كل خمر حرام

## ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے

١٣٠١ ـ حديث عَائِشَةَ 'رضى الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ )) ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ پینے کی ہر وہ چیز جو نشہ لانے والی ہو' حرام ہے۔

١٣٠٢ ـ حديث اَبِي مُوسَى وَمُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ ' اَبَا مُوسَى وَمُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ ' فَقَالَ: (( يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا ' وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا ' وَتَطَاوَعَا )) فَقَالَ اَبُو مُوسَى : يَا نَبِيَّ اللهِ ! اِنَّ اَرْضَنَا بِهَا شَرَابٌ مِنَ الشَّعِيرِ ' الْمِزْرُ ' وَشَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ الْبِتْعُ ـ فَقَالَ: (( كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)) ـ

حضرت سعید بن ابی بردہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے دادا حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا کہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنا' ان کو دشواریوں میں نہ ڈالنا۔لوگوں کو خوش خبریاں دینا' دین سے نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں موافقت رکھنا۔اس پر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! ہمارے ملک میں جو سے ایک شراب تیار ہوتی ہے جس کا نام المزر ہے۔اور شہد سے ایک شراب تیار ہوتی ہے جو البتع کہلاتی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

١٢٩٩ ـ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 1 باب وجوب الزكاة ـ

١٣٠٠ ـ البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 8 باب ترخيص النبي ﷺ في الاوعية ...(5593) مسلم (2000) ـ

١٣٠١ ـ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 71 باب لا يجوز الوضوء بالنبيذ ولا المسكر (242) مسلم (2001) ـ

١٣٠٢ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 60 باب بعث ابي موسى ومعاذ إلى اليمن قبل حجة الوداع ، مسلم (1733)۔

**فهم الحدیث** معلوم ہوا کہ شراب کی ہر قسم حرام ہے خواہ وہ کسی بھی چیز سے بنائی گئی ہو۔ یہ بھی یاد رہے کہ اگر کوئی شراب زیادہ پینے سے نشہ کرے، کم پینے سے نہ کرے تب بھی وہ حرام ہے، اسے کم پینا بھی قطعاً جائز نہیں۔[1]

## (8) باب عقوبة من شرب الخمر اذا لم يتب منها بمنعه اياها في الآخرة

## شرابی توبہ کئے بغیر مر گیا تو وہ آخرت میں (جنت کی) پاکیزہ شراب سے محروم رہے گا

١٣٠٣ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا، حُرِمَهَا فِي الآخِرَةِ )).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر اس سے توبہ نہیں کی تو آخرت میں وہ اس سے محروم رہے گا۔

**لغوی توضیح** حُرِمَهَا فِي الآخِرَةِ آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔ خواہ وہ جنت میں چلا بھی جائے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ جنت میں اسے یا تو شراب یاد ہی نہ آئے گی اور یا پھر یاد تو آئے گی مگر اس کے دل میں اس کی خواہش ہی پیدا نہیں ہو گی۔

## (9) باب اباحة النبيذ الذي لم يشتد ولم يصر مسكرا

## جس نبیذ میں تیزی نہ آئی ہو اور نہ اس میں نشہ پیدا ہوا ہو وہ حلال ہے

١٣٠٤ - حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ، قَالَ: دَعَا أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي عُرْسِهِ، وَكَانَ امْرَأَتُهُ، يَوْمَئِذٍ، خَادِمُهُمْ، وَهِيَ الْعَرُوْسُ ۔ قَالَ سَهْلٌ: تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ أَنْقَعَتْ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَّا أَكَلَ سَقَتْهُ إِيَّاهُ ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی شادی پر دعوت دی ان کی دلہن (ام اسید سلامہ بنت وہب) کام کاج کر رہی تھیں اور وہی دلہن بنی تھیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو اس موقع پر کیا پلایا تھا؟ رات کے وقت انہوں نے کچھ کھجوریں پانی میں بھگو دیں تھیں۔ جب آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ کو وہی (پانی) پلایا۔

**لغوی توضیح** فِيْ عُرْسِهِ دعوت ولیمہ میں۔ اَلْعَرُوْسُ مرد و عورت کا شادی کے مرحلہ میں ہونا۔ أَنْقَعَتْ بھگو دیں۔

١٣٠٥ - حديث سَهْلٍ ﷺ، قَالَ: لَمَّا عَرَّسَ أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ، دَعَا النَّبِيَّ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو انہوں نے نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ کو دعوت

---

١٣٠٣ - البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 1 باب قول الله تعالى "إنما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس".

١٣٠٤ - البخاري في: 67 كتاب النكاح: 71 باب حق إجابة الوليمة والدعوة (5176) مسلم (2006) ابن ماجه (1912).

١٣٠٥ - البخاري في: 67 كتاب النكاح: 77 باب قيام المراة على الرجال في العرس وخدمتهم بالنفس.

[1] [حسن صحيح: صحيح ابو داود، ابو داود (3681) ترمذی (1865)]

ﷺ وَاَصْحَابَه فَمَا صَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا وَلَا قَرَّبَهُ اِلَيْهِمْ ' اِلَّا امْرَاَتُهُ ' اُمُّ اُسَيْدٍ ' بَلَّتْ تَمَرَاتٍ فِي تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ مِنَ اللَّيْلِ ' فَلَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الطَّعَامِ اَمَاثَتْهُ لَهُ ' فَسَقَتْهُ ' تُتْحِفُهُ بِذَلِكَ ۔

دی۔اس موقع پر کھانا ان کی دلہن ام اسید رضی اللہ عنہا ہی نے تیار کیا تھا۔انہوں نے ہی مردوں کے سامنے کھانا رکھا۔انہوں نے پتھر کے ایک بڑے پیالے میں رات کے وقت کھجوریں بھگودی تھیں اور جب آنحضرت ﷺ کھانے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ہی اسے پانی میں حل کیا اور آنحضرت ﷺ کے سامنے (تحفہ کے طور پر) پینے کے لیے پیش کیا۔

**لغوی توضیح** بَلَّتْ بھگودیں۔ فِي تَوْرٍ پتھر کے پیالے میں۔ اَمَاثَتْهُ ہاتھوں کے ساتھ پانی میں حل کیا۔ تُتْحِفُهُ آپ ﷺ کو اس کا تحفہ پیش کر رہی تھیں۔

**فہم الحدیث** ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کھجور وغیرہ کو پانی میں اچھی طرح حل کر کے پینا جائز ہے (جب تک کہ اس میں نشہ پیدا نہ ہو)، اسی کو نبیذ کہتے ہیں۔یاد رہے کہ نبی ﷺ نبیذ کو تین دن سے زیادہ استعمال نہیں کرتے تھے کیونکہ بالعموم تیسرے دن کے بعد نبیذ میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے اس لیے اسے تین دن کے بعد استعمال نہیں کرنا چاہیے۔[1]

۱۳۰۶۔ **حدیث** سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ امْرَاَةٌ مِنَ الْعَرَبِ ' فَاَمَرَ اَبَا اُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ اَنْ يُرْسِلَ اِلَيْهَا ' فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا ' فَقَدِمَتْ ' فَنَزَلَتْ فِي اُجُمِ بَنِي سَاعِدَةَ ۔ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى جَاءَ هَا ' فَدَخَلَ عَلَيْهَا ' فَاِذَا امْرَاَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَاْسَهَا ۔ فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ ﷺ ' قَالَتْ : اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ' فَقَالَ: (( قَدْ اَعَذْتُكِ مِنِّي )) فَقَالُوْا لَهَا : اَتَدْرِيْنَ مَنْ هٰذَا ؟ قَالَتْ : لَا ۔ قَالُوْا : هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ لِيَخْطُبَكِ قَالَتْ : كُنْتُ اَنَا اَشْقَى مِنْ ذٰلِكَ ۔ فَاَقْبَلَ النَّبِيُّ يَوْمَئِذٍ ' حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيْفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ ' هُوَ وَاَصْحَابُهُ ' ثُمَّ قَالَ: (( اسْقِنَا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے ایک عرب عورت کا ذکر کیا گیا پھر آپ نے حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس انہیں لانے کے لیے کسی کو بھیجنے کا حکم دیا۔چنانچہ انہوں نے بھیجا اور وہ آئیں اور بنی ساعدہ کے قلعہ میں اتریں اور آپ ﷺ بھی تشریف لائے اور ان کے پاس گئے۔آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک عورت سر جھکائے بیٹھی ہے۔آپ نے جب اس سے گفتگو کی تو وہ کہنے لگی کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔آپ نے اس پر فرمایا کہ میں نے تجھ کو پناہ دی۔لوگوں نے بعد میں اس سے پوچھا، تمہیں معلوم ہے یہ کون تھے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ نہیں۔لوگوں نے کہا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے اس پر وہ بولی کہ پھر تو میں بڑی بد بخت ہوں (کہ آنحضور کو ناراض کر کے واپس کر دیا) اسی دن حضور ﷺ تشریف لائے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے پھر فرمایا۔سہل! پانی پلاؤ۔میں نے ان کے لیے یہ پیالہ نکالا اور انہیں

۱۳۰۶۔ البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 30 باب الشرب من قدح النبي ﷺ وآنيته (5637) مسلم (2007)۔

[1] [مسلم (2004) ابو داود (3713) مسند احمد (1/ 232)]

يَاسَهْلُ!)) فَخَرَجْتُ لَهُمْ بِهَذَا الْقَدَحِ، فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ۔ (قَالَ الرَّاوِي) فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذَلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ۔ قَالَ: ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ، بَعْدَ ذَلِكَ، فَوَهَبَهُ لَهُ۔

پانی پلایا۔(راوی نے کہا) حضرت سہل رضی اللہ عنہ ہمارے لئے بھی وہی پیالہ نکال کرلائے اور ہم نے بھی اس میں پانی پیا۔راوی نے بیان کیا کہ پھر بعد میں خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان سے یہ مانگ لیا تھااورانہوں نے یہ ان کو ہبہ کردیا تھا۔

**لغوی توضیح** ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ امْرَأَةٌ نبی ﷺ سے ایک عورت کا ذکر کیا گیا (جس کا نام امیمہ بنت نعمان تھا،اس کا شوہر فوت ہوگیا تھا،یہ عرب کی ایک خوبصورت خاتون تھی،اس لیے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تاکہ آپ اس سے نکاح کرلیں)۔اُجُم قلعہ،اس کی جمع آجام ہے۔مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا اپنا سر جھکائے ہوئے (اس سے معلوم ہوا کہ اس نے آپ ﷺ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے آپ سے پناہ مانگی،ایسا نہیں ہے کہ اسے دھوکہ دیا گیا تھا اور اس نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو پناہ مانگ لی)۔

## (10) باب جواز شرب اللبن

## دودھ پینے کا جواز

١٣٠٧۔ حديث أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رضی اللہ عنہ۔ عَنْ أَبِي إِسْحَقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا أَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ، تَبِعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَسَاخَتْ بِهِ فَرَسُهُ، قَالَ: ادْعُ اللَّهَ لِي وَلَا أَضُرُّكَ، فَدَعَا لَهُ قَالَ فَعَطِشَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَمَرَّ بِرَاعٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيهِ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، فَأَتَيْتُهُ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ۔

ابو اسحاق رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب نبی ﷺ مدینہ کے لیے روانہ ہوئے تو سراقہ بن مالک بن جعشم نے آپ کا پیچھا کیا۔ نبی ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی تو اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔اس نے عرض کی کہ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں آپ کا کوئی نقصان نہیں کروں گا۔آپ نے اس کے لیے دعا کی (اس کا گھوڑا زمین سے نکل آیا) حضرت براء نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک مرتبہ راستے میں پیاس معلوم ہوئی اتنے میں ایک چرواہا گزرا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے ایک پیالہ لیا اور اس میں (ریوڑ کی ایک بکری) کا تھوڑا سا دودھ دوہا۔وہ دودھ میں نے آپ کی خدمت میں لاکر پیش کیا جسے آپ نے نوش فرمایا حتی کہ مجھے خوشی حاصل ہوئی۔

**لغوی توضیح** فَسَاخَتْ دھنس گیا۔كُثْبَة تھوڑا سا۔

١٣٠٨۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ معراج کی رات نبی ﷺ کے

١٣٠٧۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: باب هجرة النبي ﷺ واصحابه إلى المدينة (2439) مسلم (2009)۔
١٣٠٨۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 17 سورة بني إسرائيل: 3 حدثنا عبدان۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ ' بِاِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ ۔ فَنَظَرَ اِلَيْهِمَا فَاَخَذَ اللَّبَنَ ۔ قَالَ جِبْرِيْلُ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ لَوْ اَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ اُمَّتُكَ ۔

سامنے بیت المقدس میں دو پیالے پیش کئے گئے۔ایک شراب کا اور دوسرا دودھ کا۔آپ ﷺ نے دونوں کو دیکھا اور پھر دودھ کا پیالہ اٹھا لیا۔اس پر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے آپ کو فطرت (اسلام) کی ہدایت کی۔اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

**لغوی توضیح** غَوَتْ اُمَّتُكَ آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

**فہم الحدیث** ان روایات میں دودھ پینے کا جواز ہے۔ایک روایت میں دودھ پینے کی یہ دعا مذکور ہے (( اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ ))۔[1]

## (11) باب في شرب النبيذ و تخمير الاناء

## نبیذ پینے اور برتن ڈھانکنے کا بیان

۱۳۰۹۔ حديث جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ : جَاءَ أَبُو حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ (( اَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا ))۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصاری صحابی حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ مقام نقیع سے دودھ کا ایک پیالہ (کھلا ہوا) لائے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے ڈھک کر کیوں نہیں لائے ایک لکڑی ہی اس پر رکھ لیتے۔

**لغوی توضیح** النَّقِيْع وادی عقیق کے قریب ایک مقام۔اَلَا خَمَّرْتَهُ اسے ڈھانپا کیوں نہیں (معلوم ہوا کہ جن برتنوں میں کھانے پینے کی اشیاء ہوں انہیں ڈھانپ کر رکھنا چاہیے)۔عُوْدًا لکڑی۔

## (12) باب الامر بتغطية الاناء وايكاء السقاء واغلاق الابواب وذكر اسم الله عليها واطفاء السراج والنار عندالنوم وكف الصبيان والمواشي بعد المغرب

## برتن ڈھانکنے' مشکیزے کا منہ بند کرنے' دروازے بند رکھنے اور ان پر اللہ کا نام لینے' سوتے وقت چراغ اور آگ بجھانے اور مغرب کے بعد بچوں اور جانوروں کو (گھروں میں) روکے رکھنے کی ہدایات

۱۳۱۰۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنهما ' قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ ' اَوْ اَمْسَيْتُمْ ' فَكُفُّوْا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب رات کا اندھیرا شروع ہو یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) جب شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو اپنے پاس روک لیا کرو' کیونکہ شیاطین

---

۱۳۰۹۔ البخاري في: 74 كتاب الاشربة: 12 باب شرب اللبن وقول الله تعالى "من بين فرث ودم لبنا" ، مسلم (2010)۔

۱۳۱۰۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 15 باب خير مال المسلم غنم...(3280) مسلم (2012) ابن ماجه (3410)۔

[1] [حسن: صحيح ترمذي ، ترمذي (3455) ابوداود (3730)]

صِبْيَانَكُمْ ، فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ ، فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَحُلُّوْهُمْ وَاَغْلِقُوا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا ))۔

اسی وقت پھیلتے ہیں۔ البتہ جب ایک گھڑی رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو' اور اللہ کا نام لے کر دروازے بند کرلو' کیونکہ شیطان کسی بند دروازے کو نہیں کھول سکتا۔

**لغوی توضیح** جُنْحُ اللَّيْلِ رات کا اندھیرا۔ اَمْسَيْتُمْ تم شام میں داخل ہو جاؤ (یعنی شام ہو جائے)۔ فَكُفُّوا روک لو (باہر نکلنے سے)۔ صِبْيَانَكُمْ اپنے بچوں کو (کیونکہ اس وقت شیاطین اپنے ٹھکانوں سے نکلتے ہیں اور کچھ دیر میں اپنے اپنے مقامات پر چلے جاتے ہیں، لہٰذا شام کے وقت بچوں کو گھر سے باہر نہیں نکلنے دینا چاہیے)۔ فَحُلُّوْهُمْ انہیں چھوڑ دو۔

۱۳۱۱۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: (( لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب سونے لگو تو گھر میں آگ نہ چھوڑو۔

۱۳۱۲۔ حدیث اَبِي مُوْسَى رضی اللہ عنہ قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلَى اَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ ۔ فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ، قَالَ: (( إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر رات کے وقت جل گیا۔ نبی ﷺ سے اس کے متعلق کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ آگ تمہاری دشمن ہے۔ اس لیے جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔

**لغوی توضیح** احْتَرَقَ جل گیا۔ فَاَطْفِئُوْهَا اسے بجھا دو (یعنی وہ چراغ جس سے آگ لگنے کا اندیشہ ہو)۔

## (13) باب آداب الطعام والشراب واحكامها

## کھانے پینے کے آداب واحکام

۱۳۱۳۔ حدیث عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِي تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ ، فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( يَا غُلَامُ ! سَمِّ اللّٰهَ ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ )) فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ ۔

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں بچہ تھا اور رسول ﷺ کی پرورش میں تھا' اور (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا' بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کر' داہنے ہاتھ سے کھایا کر اور برتن میں وہاں سے کھایا کر جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔ چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا۔

---

۱۳۱۱۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 79 باب لا تترك النار في البيت عند النوم (6293) مسلم (2015)۔

۱۳۱۲۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 49 باب لا تترك النار في البيت عند النوم (6294) مسلم (2016)۔

۱۳۱۳۔ البخاري في: 70 كتاب الاطعمة: 2 باب التسمية على الطعام والاكل باليمين (5376) مسلم (2022)۔

**لغوی توضیح** تَطِيْشُ حرکت کرتا، گھومتا۔ فِي الصَّحْفَةِ برتن میں۔ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ اپنے قریب سے کھاؤ (کیونکہ کھانے کے درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے[1])۔

١٣١٤۔ حدیث اَبِی سَعِيْدٍ الْخُدْرِي ﷺ، قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ، يَعْنِي اَنْ تُكْسَرَ اَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مشکیزوں میں اختناث سے منع فرمایا یعنی مشکیزے کا منہ کھول کر اس میں منہ لگا کر پانی پینے سے روکا (آج کل مشکیزے کی متبادل پانی جمع کرنے ہر چیز بھی اسی حکم میں ہوگی)۔

## (15) باب فی الشرب من زمزم قائما

## زمزم کا پانی کھڑے ہوکر پینے کا بیان

١٣١٥۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، مِنْ زَمْزَمَ، فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زمزم کا پانی پلایا تھا۔ آپ نے پانی کھڑے ہوکر پیا تھا۔

**فہم الحدیث** ایک روایت میں علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر بھی پانی پیا[2] جبکہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ کوئی بھی کھڑا ہوکر ہرگز پانی نہ پیئے۔[3] ان روایات میں اہل علم نے تطبیق یوں دی ہے کہ بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر پانی پیا جائے کیونکہ نبی ﷺ نے اسی کا حکم دیا ہے لیکن اگر کوئی کھڑا ہوکر پی لے تو اسے کوئی گناہ نہیں کیونکہ آپ نے کھڑے ہوکر بھی پیا ہے۔

## (16) باب کراهة التنفس فی نفس الاناء واستحباب التنفس ثلاثا خارج الاناء

## پانی پیتے ہوئے برتن کے اندر سانس چھوڑنا مکروہ اور برتن سے منہ ہٹا کر تین بار سانس لینا مستحب ہے

١٣١٦۔ حدیث اَبِی قَتَادَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا شَرِبَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْاِنَاءِ))۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے۔

**لغوی توضیح** فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْاِنَاءِ برتن میں (یعنی برتن کے اندر) سانس نہ لے (کیونکہ جب سانس باہر آتا ہے تو اس کے ساتھ کچھ نقصان دہ اجزا بھی خارج ہوتے ہیں جو پانی میں داخل ہوکر مضر ثابت ہوسکتے ہیں)۔

١٣١٧۔ حدیث اَنَسٍ ﷺ عَنْ ثُمَامَةَ ثمامہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ دو یا تین

---

١٣١٤۔ البخاری فی: 74 کتاب الاشربة: 23 باب اختناث الاسقية (5625) مسلم (2023) ترمذی (1890)۔
١٣١٥۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 76 باب ما جاء فی زمزم (1637) مسلم (2027) ابن ماجه (3422)۔
١٣١٦۔ البخاری فی: کتاب الوضوء: 18 باب النهی عن الاستنجاء باليمين۔
١٣١٧۔ البخاری فی: 74 الاشربة: 26 باب الشرب بنفسين او ثلاثة (5631) مسلم (2028) ابوداود (3727)۔

---

[1] [حسن: ارواء الغليل (1980) ترمذی (1805) ابن ماجه (3277)]
[2] [مسلم (2026) کتاب الأشربة]
[3] [بخاری (616) ابو داود (3718)]

بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ' قَالَ : كَانَ اَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِي الاِنَاءِ ' مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلاثًا ' وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ' كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلاثًا ۔

سانسوں میں پانی پیتے تھے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ تین سانسوں میں پانی پیتے تھے۔

**لغوی توضیح** يَتَنَفَّسُ فِي الاِنَاءِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلاثًا آپ ﷺ برتن میں دو یا تین مرتبہ سانس لیتے (برتن کے اندر نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ پانی پیتے ہوئے دو یا تین سانس لیتے، ایک ہی مرتبہ سارا پانی نہ پی جاتے، اسی سنت کو اپنانا چاہیے)۔

## (17) باب استحباب ادارة الماء واللبن و نحوهما عن يمين المبتدی ء

## پانی دودھ یا دیگر اشیا کی تقسیم دائیں طرف سے شروع کی جائے (کیونکہ دائیں طرف والا ہی اس کا اولین مستحق ہے)

۱۳۱۸ - حديث اَنَسٍ ﷺ قَالَ : اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي دَارِنَا هٰذِهِ ' فَاسْتَسْقَى فَحَلَبْنَا لَهُ شَاةً لَنَا ' ثُمَّ شُبْتُهُ مِنْ مَاءِ بِئْرِنَا هٰذِهِ ' فَاَعْطَيْتُهُ ' وَاَبُوْ بَكْرٍ عَنْ يَسَارِهِ وَعُمَرُ تُجَاهَهُ ' وَاَعْرَابِيٌّ عَنْ يَمِيْنِهِ ۔ فَلَمَّا فَرَغَ ' قَالَ عُمَرُ : هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ ۔ فَاَعْطَى الاَعْرَابِيَّ ۔ ثُمَّ قَالَ: ((الاَيْمَنُوْنَ ' الاَيْمَنُوْنَ ' اَلا فَيَمِّنُوْا )) قَالَ اَنَسٌ : فَهِيَ سُنَّةٌ ' فَهِيَ سُنَّةٌ ' ثَلاثَ مَرَّاتٍ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے اسی گھر میں تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا۔ ہمارے پاس ایک بکری تھی' اسے ہم نے دوہا۔ پھر میں نے اس میں اسی کنویں کا پانی ملا کر آپ کی خدمت میں (لسی بنا کر) پیش کیا' ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ سامنے تھے۔ اور ایک دیہاتی آپ کے دائیں طرف تھا۔ جب آپ ﷺ پی کر فارغ ہوئے تو (پیالے میں کچھ دودھ بچ گیا اس لیے) عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ لیکن آپ نے اسے دیہاتی کو عطا فرمایا (کیونکہ وہ دائیں طرف تھا) پھر آپ نے فرمایا' دائیں طرف بیٹھنے والے دائیں طرف بیٹھنے والے ہیں حق رکھتے ہیں۔ پس خبردار! دائیں طرف ہی سے شروع کیا کرو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہی سنت ہے' یہی سنت ہے۔ تین مرتبہ (آپ نے اس بات کو دہرایا)۔

**لغوی توضیح** شُبْتُهُ میں نے اس میں ملایا۔ اَلاَيْمَنُوْنَ دائیں جانب والے۔ فَيَمِّنُوْا دائیں جانب سے ابتدا کرو۔

۱۳۱۹ - حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ﷺ قَالَ : اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ ' وَعَنْ يَمِيْنِهِ غُلامٌ اَصْغَرُ الْقَوْمِ '

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی خدمت میں دودھ اور پانی کا ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اس کو پیا۔ آپ کی دائیں طرف ایک نوعمر لڑکا بیٹھا ہوا تھا۔ اور کچھ بڑے بوڑھے لوگ

۱۳۱۸ - البخاري في: 51 كتاب الهبة: 4 باب من استسقى (2352) مسلم (2029) ابوداود (3726) ترمذی (1893)۔
۱۳۱۹ - اخرجه البخاري في: 42 كتاب الشرب والمساقاة: 1 باب في الشرب (2351) مسلم (2030)۔

وَالاَشْيَاخُ عَنْ يَسَارِهِ ' فَقَالَ : (( يَا غُلَامُ ! اَتَـأْذَنُ لِـي اَنْ اُعْـطِيَـهُ الاَشْيَاخَ ؟ )) قَالَ : مَـا كُـنْـتُ لاُوْثِـرَ بِـفَـضْـلِي مِنْكَ اَحَدًا ' يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ ـ

بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا لڑکے! کیا تو اجازت دے گا کہ میں پہلے یہ پیالہ بڑوں کو دے دوں۔ اس پر اس نے کہا' یا رسول اللہ! میں تو آپ کے جوٹھے میں سے اپنے حصہ کو اپنے سوا کسی کو نہیں دے سکتا۔ چنانچہ آپ نے پیالہ اسی کو دے دیا۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ جو شخص کسی چیز کا مستحق ہے (خواہ بچہ ہی ہو) اس کی اجازت کے بغیر وہ چیز کسی اور کو نہیں دی جا سکتی۔

## (18) باب استحباب لعق الاصابع القصعة واكل اللقمة الساقطة بعد مسح ما يصيبها من اذى وكراهة مسح اليد قبل لعقها

## کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا اور برتن صاف کرنا نیز گرے ہوئے لقمے سے مٹی صاف کر کے کھانا مستحب ہے نیز ہاتھ کا چاٹے بغیر صاف کرنا مکروہ ہے

۱۳۲۰ ـ حديث ابْـنِ عَبَّـاسٍ ﷺ ' اَنَّ الـنَّبِـيَّ ﷺ قَـالَ : (( اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا )) ـ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص کھانا کھائے تو ہاتھ چاٹنے یا کسی کو چٹانے سے پہلے ہاتھ نہ پونچھے۔

**لغوی توضیح** يَلْعَقَ چاٹ لے۔ يُلْعِقَ چٹا لے (بیوی' بچے یا کسی خادم وغیرہ کو، ایک حدیث میں آپ ﷺ نے خود اس کا سبب بیان کیا ہے کہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کس کھانے میں برکت ہے[1])۔

## (19) باب ما يفعل الضيف اذا تبعه غير من دعاه صاحب الطعام واستحباب اذن صاحب الطعام للتابع

## اگر مہمان کے ساتھ کوئی طفیلی لگ جائے تو اس کے لیے میزبان سے اجازت طلب کر لینا بہتر ہے

۱۳۲۱ ـ حديث اَبِي مَسْعُوْدٍ ﷺ ' قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ ' يُكْنَى اَبَا شُعَيْبٍ ' فَقَالَ لِغُلَامٍ لَهُ قَصَّابٍ : اجْعَلْ لِي طَعَامًا يَـكْـفِي خَمْسَةً ' فَاِنِّي اُرِيْدُ اَنْ اَدْعُوَ النَّبِيَّ ﷺ ' خَامِسَ خَمْسَةٍ ' فَاِنِّي قَدْ عَرَفْتُ فِي وَجْهِـهِ الْـجُوْعَ ' فَـدَعَاهُمْ ' فَجَاءَ مَعَهُمْ

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار میں سے ایک صحابی جن کی کنیت ابو شعیب تھی' تشریف لائے اور اپنے غلام سے جو قصاب تھا' فرمایا کہ میرے لیے اتنا کھانا تیار کر جو پانچ آدمیوں کے لیے کافی ہو۔ میں نے نبی ﷺ کی اور آپ کے ساتھ اور چار آدمیوں کی دعوت کا ارادہ کیا ہے۔ کیونکہ میں نے آپ کے چہرۂ مبارک پر بھوک کا اثر نمایاں دیکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو بلایا۔ آپ

۱۳۲۰ ـ البخاری فی: 70 کتاب الاطعمة: 52 باب لعق الاصابع ومصها قبل ان تمسح بالمنديل (5456) مسلم (2031)۔

۱۳۲۱ ـ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 21 باب ما قيل فی اللحّام والجزّار (2081) مسلم (2036) ترمذی (1099)۔

[1] [مسلم (2033) ترمذی (1801)]

رَجُلٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ هَذَا قَدْ تَبِعَنَا، فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَأْذَنَ لَهُ، فَأْذَنْ لَهُ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ يَرْجِعَ رَجَعَ)) فَقَالَ: لَا بَلْ قَدْ أَذِنْتُ لَهُ۔

کے ساتھ ایک اور صاحب بھی آ گئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ ایک اور صاحب زائد آ گئے ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو انہیں بھی اجازت دے سکتے ہیں اور اگر چاہیں تو واپس کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں' بلکہ میں انہیں بھی اجازت دیتا ہوں۔

**(20) باب جواز استتباعه غيره الى دار من يثق برضاه بذلك ويتحققه تحققا تامًا واستحباب الاجتماع على الطعام**

**اگر مہمان کو میزبان کی رضامندی کا پورا یقین ہو تو وہ اپنے ساتھ دوسرے شخص کو لے جا سکتا ہے اور اکٹھے کھانا مستحب ہے**

۱۳۲۲۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي اللّٰه عنهما، قَالَ: لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ، رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ خَمَصًا شَدِيدًا، فَانْكَفَأْتُ إِلَى امْرَأَتِي، فَقُلْتُ: هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ؟ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خَمَصًا شَدِيدًا۔ فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَابًا، فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ، وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ، فَذَبَحْتُهَا، وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ۔ فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي وَقَطَّعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا، ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَتْ: لَا تَفْضَحْنِي بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَبِمَنْ مَعَهُ۔ فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا، وَطَحَنَّا صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ كَانَ عِنْدَنَا، فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ۔ فَصَاحَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: ((يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ! إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا، فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب خندق کھودی جا رہی تھی تو میں نے معلوم کیا کہ نبی ﷺ انتہائی بھوک میں مبتلا ہیں۔ میں فوراً اپنی بیوی کے پاس آیا اور کہا کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ انتہائی بھوکے ہیں۔ میری بیوی ایک تھیلا نکال کر لائیں جس میں ایک صاع جو تھے۔ ہمارے گھر میں بکری کا ایک بچہ بھی بندھا ہوا تھا۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو چکی میں پیسے۔ جب میں ذبح سے فارغ ہوا تو وہ بھی جو پیس چکی تھیں۔ میں نے گوشت کی بوٹیاں کر کے ہانڈی میں رکھ دیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میری بیوی نے پہلے ہی تنبیہ کر دی تھی کہ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے کان میں یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بچہ ذبح کر لیا ہے اور ایک صاع جو پیس لئے ہیں جو ہمارے پاس تھے اس لیے آپ دو ایک صحابہ کو ساتھ لے کر تشریف لے چلیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بہت بلند آواز سے فرمایا اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لیے کھانا تیار کروایا ہے۔ بس اب سارا کام چھوڑ دو اور جلدی چلے چلو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے

۱۳۲۲۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 29 باب غزوة الخندق وهي الاحزاب (3070) مسلم (2039)۔

تُنْزِلُنَّ بُرْمَتِكُمْ، وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِينَكُمْ حَتَّى أَجِيءَ)) فَجِئْتُ، وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْدُمُ النَّاسَ، حَتَّى جِئْتُ امْرَأَتِي فَقَالَتْ: بِكَ وَبِكَ ۔ فَقُلْتُ: قَدْ فَعَلْتُ الَّذِي قُلْتُ ۔ فَأَخْرَجَتْ لَهُ عَجِينًا، فَبَصَقَ فِيهِ وَبَارَكَ ۔ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ۔ ثُمَّ قَالَ: ((ادْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعِي وَاقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا)) وَهُمْ أَلْفٌ ۔ فَأُقْسِمُ بِاللَّهِ لَقَدْ أَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ ۔ وَانْحَرَفُوا، وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِينَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ ۔

فرمایا کہ جب تک میں نہ آ جاؤں ہانڈی چولہے پر سے نہ اتارنا اور نہ آٹے کی روٹی پکانی شروع کرنا۔ میں اپنے گھر آیا۔ اُدھر حضور ﷺ بھی صحابہ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا تو وہ مجھے برا بھلا کہنے لگیں۔ میں نے کہا کہ تم نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا میں نے حضور ﷺ کے سامنے عرض کر دیا تھا۔ آخر میری بیوی نے گندھا ہوا آٹا نکالا اور حضور ﷺ نے اس میں اپنے لعاب دہن کی آمیزش کر دی اور برکت کی دعا کی۔ ہانڈی میں بھی آپ ﷺ نے لعاب کی آمیزش کی اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب روٹی پکانے والی کو بلاؤ۔ وہ میرے سامنے روٹی پکائے اور گوشت ہانڈی سے نکالے لیکن چولہے سے ہانڈی نہ اتارنا۔ صحابہ کی تعداد ہزار کے قریب تھی۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ اتنے ہی کھانے کو سب نے (سیر ہو کر) کھایا اور کھانا بچ بھی گیا۔ جب تمام لوگ واپس ہو گئے تو ہماری ہانڈی اسی طرح اُبل رہی تھی؛ جس طرح شروع میں تھی اور آٹے کی روٹیاں برابر پکائی جا رہی تھیں۔

**لغوی توضیح:** خَمَصًا بھوک۔ فَانْكَفَأْتُ میں واپس پلٹا۔ جِرَابًا تھیلا۔ دَاجِنٌ وہ جانور جسے گھر میں چارہ ڈالا جائے۔ فِي بُرْمَتِهَا اس کی ہنڈیا میں۔ فَسَارَرْتُهُ میں نے چھپا کر بات کی۔ فَحَيَّ هَلَا بِكُمْ جلدی چلو۔ بِكَ وَبِكَ یعنی اللہ تیرے ساتھ اس اس طرح کرے۔ انْحَرَفُوا لوٹ گئے، واپس چلے گئے۔ لَتَغِطُّ جوش مار رہی تھی۔ كَمَا هِيَ جیسے شروع میں تھی۔

**فہم الحدیث:** اس حدیث میں جو یہ ذکر ہے کہ نبی ﷺ بلا اجازت اپنے ساتھ بہت سے افراد کو دعوت پر لے آئے تو یہ جابر رضی اللہ عنہ پر بوجھ نہیں تھا کیونکہ اہل خندق نے جو کھایا وہ نبی ﷺ کی دعا کی برکت تھی، جابر رضی اللہ عنہ کا تیار کردہ کھانا نہیں بلکہ وہ تو ان کی واپسی پر بھی اسی طرح باقی تھا جیسے ابتدا میں تھا۔ آپ ﷺ تو محض شدید بھوک میں مبتلا اہل خندق پر شفقت فرمانا چاہتے تھے۔

١٣٢٣ ـ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ـ قَالَ قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ضَعِيفًا، أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی تو آپ کی آواز میں بہت ضعف معلوم ہوا۔ میرا خیال ہے کہ آپ بہت بھوکے ہیں۔ کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا جی

١٣٢٣ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (422) مسلم (2040) بغوى (3721) ـ

فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ ، ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا ، فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِي وَلَاثَتْنِي بِبَعْضِهِ - ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : فَذَهَبْتُ بِهِ ، فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ ، وَمَعَهُ النَّاسُ ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ - فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((آرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ؟)) فَقُلْتُ : نَعَمْ - قَالَ : ((بِطَعَامٍ؟)) فَقُلْتُ : نَعَمْ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ ، ((قُوْمُوْا)) فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ - فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ : يَا أُمَّ سُلَيْمٍ ! قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ ، لَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ ، فَقَالَتْ : اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ - فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهُ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ ! مَا عِنْدَكِ)) فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ ، وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَأَذِنَ لَهُمْ ، فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا - ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَأَذِنَ لَهُمْ ، فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا - ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ:

ہاں۔ چنانچہ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں پھر اپنی اوڑھنی نکالی اور اس میں روٹیوں کو لپیٹ کر میرے ہاتھ میں چھپا دیا اور اس اوڑھنی کا دوسرا حصہ میرے بدن میں باندھ دیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مجھے بھیجا۔ میں جو گیا تو آپ ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے' آپ کے ساتھ بہت سے صحابہ بھی بیٹھے تھے۔ میں آپ ﷺ کے پاس کھڑا ہو گیا تو آپ نے فرمایا کیا ابوطلحہ نے تمہیں بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے دریافت فرمایا' کچھ کھانا دے کر؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ جو صحابہ آپ کے ساتھ اس وقت موجود تھے' ان سب سے آپ نے فرمایا کہ چلو اٹھو۔ آپ ﷺ تشریف لانے لگے اور میں آپ کے آگے آگے لپک رہا تھا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ کر میں نے انہیں خبر دی۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بولے' ام سلیم! رسول اللہ ﷺ تو بہت سے لوگوں کو ساتھ لائے ہیں' ہمارے پاس اتنا کھانا کہاں ہے کہ سب کو کھلایا جا سکے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا' اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں (ہم فکر کیوں کریں) خیر ابوطلحہ آگے بڑھ کر آپ ﷺ سے جا ملے۔ اب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ بھی چل رہے تھے (گھر پہنچ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہو یہاں لاؤ۔ ام سلیم نے وہی روٹی لا کر آپ کے سامنے رکھ دی پھر آنحضور ﷺ کے حکم سے روٹیوں کا چورا کر دیا گیا۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کپی نچوڑ کر اس پر کچھ گھی ڈال دیا اور اس طرح سالن ہو گیا۔ آپ نے اس کے بعد اس پر دعا کی جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر فرمایا دس آدمیوں کو بلا لو۔ چنانچہ پھر دس آدمیوں کو بلایا گیا' انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ جب یہ لوگ باہر گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر دس آدمیوں کو دعوت دے دو۔ اس طرح سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ ان لوگوں کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا۔

**لغوی توضیح** اَقْرَاصًا جمع ہے قرص کی، معنی ہے روٹیاں۔ فَلَفَّتِ الْخُبْزَ روٹیوں کو لپیٹ دیا۔ ثُمَّ دَسَّتْهُ پھر انہیں چھپالیا۔ فَفُتَّ انہیں توڑا گیا۔ عُكَّةٌ چھوٹا برتن جس میں گھی وغیرہ ڈالا جاتا تھا۔ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ دس آدمیوں کو (اندر آنے کی) اجازت دو (یہ غالباً اس لیے کہا کیونکہ برتن ایک تھا اور اس پر دس آدمی ہی بیٹھ سکتے تھے)۔

### (21) باب جواز اكل المرق واستحباب اكل اليقطين وايثار اهل المائدة بعضهم بعضا وان كانوا ضيفانا اذا لم يكره ذلك صاحب الطعام

### شوربہ کھانا جائز اور کدو کھانا مستحب ہے اور دسترخوان پر موجود افراد ایک دوسرے پر ایثار کریں بشرطیکہ میزبان اسے معیوب نہ سمجھے

١٣٢٤۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ۔ قَالَ اَنَسُ بْنِ مَالِكٍ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خُبْزًا وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ، فَرَاَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَى الْقَصْعَةِ۔ قَالَ: فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ۔

حضرت انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر بلایا۔ حضرت انس بن مالک ؓ نے کہا کہ میں بھی اس دعوت میں آپ کے ساتھ گیا، اس درزی نے روٹی اور شوربا جس میں کدو اور بھنا ہوا گوشت تھا، رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کدو کے قتلے پیالے میں تلاش کر رہے تھے۔ اسی دن سے میں بھی برابر کدو کو پسند کرتا ہوں۔

**لغوی توضیح** خَيَّاطًا درزی۔ دُبَّاءٌ کدو۔ قَدِيْدٌ بھنا ہوا گوشت۔ يَتَتَبَّعُ تلاش کر رہے تھے۔ حَوَالَى الْقَصْعَةِ برتن کے اطراف میں۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کو کھانے میں کدو پسند تھا۔

### (23) باب اكل القثاء بالرطب

### کھجور کے ساتھ ککڑی ملا کر کھانا

١٣٢٥۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ اَبِى طَالِبٍ ﷺ قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَاْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ۔

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا ہے۔

---

١٣٢٤۔ البخاری فی: 34 كتاب البيوع: 30 باب ذكر الخيّاط (2092) مسلم (2041) ترمذی (1850) ابوداود (3782)۔

١٣٢٥۔ البخاری فی: 70 كتاب الاطعمة: 9 3 باب الرطب بالقثاء (5440) مسلم (2043) ابن ماجه (3325)۔

**لغوی توضیح** الرُّطَبَ تر کھجوریں۔ الْقِثَّاء ککڑی۔ ان دونوں کو اکٹھا کرکے اس لیے کھایا کیونکہ کھجوریں گرم اور ککڑی ٹھنڈی ہوتی ہے اور انہیں جمع کرنے سے اعتدال پیدا ہو جاتا ہے۔

## (25) باب نهي الآكل مع جماعة عن قران تمرتين و نحوهما في لقمة الا باذن اصحابه

## جب بہت سے لوگ ایک دستر خوان پر کھانا کھا رہے ہوں تو یہ جائز نہیں کہ ان کی اجازت کے بغیر کوئی شخص دو دو لقمے یا دو دو کھجوریں ایک ہی بار کھائے

۱۳۲۶۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما عَنْ جَبْلَةَ ' كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فِي بَعْضِ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاَصَابَنَا سنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَرْزُقُنَا التَّمْرَ ' فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی الله عنهما يَمُرُّبِنَا ' فَيَقُوْلُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْاِقْرَانِ ' اِلَّا اَنْ يَسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ اَخَاهُ۔

جبلہ نے بیان کیا کہ ہم بعض اہلِ عراق کے ساتھ مدینہ میں مقیم تھے۔ وہاں ہمیں قحط میں مبتلا ہونا پڑا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کھانے کے لیے ہمارے پاس کھجور بھجوایا کرتے تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب ہماری طرف سے گزرتے تو فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے (دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر کھاتے وقت) دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔ مگر یہ کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دوسرے بھائی سے اجازت لے لے۔

**فھم الحدیث** اس ممانعت کا سبب غالباً اپنے ساتھی کے ساتھ دھوکہ ہے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ ممانعت تب ہے جب کھانے میں ایک سے زیادہ لوگ شریک ہوں اور کھانا کم ہو۔ لہٰذا اگر آدمی اکیلا ہو یا کھانا زیادہ ہو تو پھر دو دو کھجوریں کھانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

## (27) باب فضل تمر المدينة

## مدینہ کی کھجوروں کی فضیلت

۱۳۲۷۔ حدیث سَعْدٍ ﷺ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' يَقُوْلُ: (( مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ' ذٰلِكَ الْيَوْمَ ' سُمٌّ وَلاَ سِحْرٌ ))۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔

**لغوی توضیح** عَجْوَة مدینہ کی ایک عمدہ ترین کھجور۔ سُم زہر۔ سِحْر جادو۔

## (28) باب فضل الكماة ومداواة العين بها

## کھنبی کی فضیلت اور اس سے آنکھ کا علاج

۱۳۲۸۔ حدیث سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رضی الله عنه ' قَالَ

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کھنبی

---

۱۳۲۶۔ البخاری فی: 46 کتاب المظالم: 14 باب إذا اذن إنسان لآخر شیئًا جاز (2455) مسلم (2045) ابن ماجه (3331)۔

۱۳۲۷۔ البخاری فی: 76 کتاب الطب: 52 باب الدواء بالعجوة للسحر (5445) مسلم (2047) حمیدی (70)۔

۱۳۲۸۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 2 سورة البقرة: 4 باب قوله تعالى "وظللنا عليكم .." (4478) مسلم (2049)۔

: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ ' وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ )) ۔

بھی مَنّ کی قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کی دوا ہے (مَن وہ حلوہ ہے جو بنی اسرائیل کے لیے آسمان سے بطور خوراک نازل کیا جاتا تھا)۔

## (29) باب فضيلة الاسود من الكباث

## پیلو کے پکے ہوئے پھل کی فضیلت

١٣٢٩ ۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضى اللّٰه عنهما ' قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' نَجْنِى الْكَبَاثَ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : ((عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ ' فَاِنَّهُ اَطْيَبُهُ )) قَالُوْا : اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ ؟ قَالَ: (( وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا )) ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ہم رسول ﷺ کے ساتھ (سفر میں) پیلو کے پھل توڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ جو سیاہ ہوں انہیں توڑو' کیونکہ وہ زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا' کیا آپ نے کبھی بکریاں چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

**لغوی توضیح** نَجْنِى ہم چن رہے تھے، توڑ رہے تھے۔ اَلْكَبَاث پیلو کا پکا ہوا پھل۔

## (32) باب اكرام الضيف و فضل ايثاره

## مہمان کی خاطر داری اور خود بھوکا رہ کر اس کو کھلانے کی فضیلت

١٣٣٠ ۔ حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضي الله عنه اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ ' فَبَعَثَ اِلَى نِسَائِهِ ' فَقُلْنَ : مَا مَعَنَا اِلَّا الْمَاءُ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( مَنْ يَضُمُّ اَوْ يُضِيْفُ هٰذَا ؟)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ : اَنَا ۔ فَانْطَلَقَ بِهِ اِلَى امْرَاَتِهِ فَقَالَ ۔ اَكْرِمِى ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ فَقَالَتْ : مَا عِنْدَنَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِى ۔ فَقَالَ : هَيِّئِى طَعَامَكِ ' وَاَصْبِحِى سِرَاجَكِ ' وَنَوِّمِى صِبْيَانَكِ اِذَا اَرَادُوْا عَشَاءً ' فَهَيَّاَتْ طَعَامَهَا ' وَاَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا ' وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ' ثُمَّ قَامَتْ كَاَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا ' فَاَطْفَاَتْهُ ' فَجَعَلَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب (خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں) رسول ﷺ کی خدمت میں (بھوکے) حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے انہیں ازواجِ مطہرات کے یہاں بھیجا (تا کہ ان کو کھانا کھلا دیں) ازواج نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ان کی مہمانی کرے گا؟ ایک انصاری صحابی بولے میں کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خاطر تواضع کر۔ بیوی نے کہا کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ۔ انہوں نے کہا کہ جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چراغ جلا لو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انہیں سلا دو۔ بیوی نے کھانا نکال دیا اور چراغ جلا دیا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلا دیا۔ پھر وہ یہ دکھاتے ہوئے کہ جیسے چراغ درست کر رہی ہیں انہوں

---

١٣٢٩ ۔ البخارى فى: 60 كتاب الانبياء: 29 باب يعكفون على اصنام لهم (3406) مسلم (2050) ابو يعلى (2062) ۔

١٣٣٠ ۔ البخارى فى: 63 كتاب مناقب الانصار: 10 باب ويؤثرون على انفسهم...(3798) مسلم (2054) ترمذى (3304)۔

يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجِبَ مِنْ فِعَالِكُمَا)) فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ـ ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ ـ

نے اسے بجھا دیا اس کے بعد دونوں میاں بیوی مہمان پر یہ ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں لیکن ان دونوں نے (اپنے بچوں سمیت رات) فاقہ سے گزاردی صبح کے وقت جب وہ صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا تم دونوں میاں بیوی کے نیک عمل پر رات کو اللہ تعالیٰ ہنس پڑا یا (یا فرمایا کہ اسے) پسند کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''اور وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں کے اوپر (دوسرے غریب صحابہ کو) اگر چہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا' سو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں'' [الحشر: ۹]

**لغوی توضیح** يُؤْثِرُوْنَ ترجیح دیتے ہیں۔ خَصَاصَة فقر وفاقہ، تنگی وبدحالی۔

**فهم الحديث** آج یقیناً ضرورت ہے ان صحابہ جیسا بننے کی جو خود بھوکے رہ کر اپنے بھائی کو کھانا کھلاتے تھے۔ یہی ان کی قربانیاں ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں ہی جنتی ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا تھا۔

۱۳۳۱ ـ حديث عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رضى الله عنهما ' قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثِيْنَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ ؟ )) فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ فَعُجِنَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيْلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا ـ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( بَيْعًا أَمْ عَطِيَّةً )) أَوْ قَالَ: (( أَمْ هِبَةً )) قَالَ : لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ ' وَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِسَوَادِ الْبَطْنِ أَنْ يُشْوَى وَايْمُ اللّٰهِ ! مَا فِي الثَّلَاثِيْنَ وَالْمِائَةِ إِلَّا قَدْ حَزَّ النَّبِيُّ ﷺ لَهُ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم ایک سوتیس آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا کسی کے پاس کھانے کی بھی کوئی چیز ہے؟ ایک صحابی کے پاس تقریباً ایک صاع کھانا (آٹا) تھا' وہ آٹا گوندھا گیا۔ پھر ایک لمبا تڑنگا مشرک' پریشان بال بکریاں ہانکتا ہوا آیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا' یہ بیچنے کے لیے ہیں یا کسی کا عطیہ ہے یا آپ نے (عطیہ کے بجائے) ہبہ فرمایا۔ اس نے کہا کہ نہیں بیچنے کے لیے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی' پھر وہ ذبح کی گئی۔ آپ نے اس کی کلیجی بھوننے کے لیے کہا۔ قسم خدا کی ایک سوتیس اصحاب میں سے ہر ایک کو اس کلیجی میں سے کاٹ کر دیا۔ جو موجود تھے' انہیں تو آپ نے فوراً ہی دے دیا۔ اور جو اس وقت موجود نہیں تھے ان کا حصہ محفوظ رکھ لیا۔ پھر بکری کے گوشت کو دو بڑی قابوں میں رکھا

۱۳۳۱ ـ البخاری فی: 51 كتاب الهبة: 28 باب قبول الهدية من المشركين (2216) مسلم (2056) احمد (1703)۔

إِيَّاهُ وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَا لَهُ فَجَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلُوا أَجْمَعُونَ وَشَبِعْنَا فَفَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ فَحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيرِ ۔ أَوْ كَمَا قَالَ ۔

گیا۔ اور سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ جو کچھ قابوں میں بچ گیا تھا اسے اونٹ پر رکھ کر ہم واپس لائے۔ (راوی کہتا ہے) یا جس طرح حضرت نے فرمایا۔

**لغوی توضیح** مُشْعَانٌّ بکھرے بالوں والا۔ حَزٌّ کاٹا۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں اکٹھے کھانا کھانے کی فضیلت و برکت کا ذکر ہے اور نبی ﷺ کے معجزے کا بھی بیان ہے۔

١٣٣٢ ۔ حدیث عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا أُنَاسًا فُقَرَاءَ ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ ، وَإِنْ أَرْبَعٌ فَخَامِسٌ أَوْ سَادِسٌ )) وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ فَانْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَشَرَةٍ ، قَالَ : فَهُوَ أَنَا وَأَبِي وَأُمِّي وَامْرَأَتِي وَخَادِمٌ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ لَبِثَ حَيْثُ صُلِّيَتِ الْعِشَاءُ ، ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى النَّبِيُّ ﷺ فَجَاءَ بَعْدَ مَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ ۔ قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ : وَمَا حَبَسَكَ عَنْ أَضْيَافِكَ ، أَوْ قَالَتْ : ضَيْفِكَ؟ قَالَ : أَوَمَا عَشَّيْتِهِمْ ؟ قَالَتْ : أَبَوْا حَتَّى تَجِيءَ قَدْ عُرِضُوا فَأَبَوْا قَالَ : فَذَهَبْتُ أَنَا فَاخْتَبَأْتُ ۔ فَقَالَ : يَا غُنْثَرُ ! فَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ : كُلُوا ، لَا هَنِيئًا ۔ فَقَالَ : وَاللّٰهِ ! لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا ۔ وَايْمُ اللّٰهِ ! مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنْ لُقْمَةٍ :

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ نادار مسکین لوگ تھے اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس کے گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ تیسرے (اصحابِ صفہ میں سے کسی) کو اپنے ساتھ لیتا جائے۔ اور جس کے ہاں چار آدمیوں کا کھانا ہو تو وہ پانچویں یا چھٹے آدمی کو (سائبان والوں میں سے) اپنے ساتھ لے جائیں۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمی اپنے ساتھ لائے۔ اور نبی ﷺ دس آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے بیان کیا کہ گھر کے افراد میں اس وقت باپ، ماں اور میں تھا۔ (نیز) میری بیوی اور ایک خادم جو میرے اور (میرے والد) ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں کے گھر کے لیے تھا، بھی تھے۔ خیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے یہاں ٹھہر گئے۔ (اور غالباً کھانا بھی وہیں کھایا۔ صورت یہ ہوئی کہ) نمازِ عشا تک یہ وہیں (مسجد میں) رہے۔ پھر (مسجد سے نبی ﷺ کے حجرۂ مبارک میں) آئے اور وہیں ٹھہرے رہے تا آنکہ نبی ﷺ نے بھی کھانا کھالیا۔ اور رات کا ایک حصہ گزر جانے کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ گھر تشریف لائے تو ان کی بیوی (ام رومان) نے کہا کہ کیا بات پیش آئی کہ مہمانوں کی خبر بھی آپ نے نہ لی، یا یہ کہا کہ مہمان کی خبر نہ لی۔ آپ نے پوچھا، کیا تم نے ابھی انہیں رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ ام رومان نے کہا کہ میں کیا کروں آپ کے آنے تک انہوں نے کھانے سے انکار کیا۔ کھانے کے لیے ان سے کہا گیا تھا لیکن وہ نہ مانے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے بیان کیا کہ میں

١٣٣٢ ۔ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 4 باب السمر مع الضيف والاهل (602) مسلم (2057) احمد (1702)۔

اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا ' قَالَ : يَعْنِي حَتَّى شَبِعُوْا ' وَصَارَتْ اَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ بَلْ ذٰلِكَ ۔ فَنَظَرَ اِلَيْهَا اَبُوْ بَكْرٍ فَاِذَا هِيَ كَمَا هِيَ اَوْ اَكْثَرُ مِنْهَا ۔ فَقَالَ لِامْرَاَتِهِ : يَا اُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ ! مَا هٰذَا ؟ قَالَتْ : لَا ' وَقُرَّةِ عَيْنِي ! لَهِيَ الْآنَ اَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مَرَّاتٍ فَاَكَلَ مِنْهَا اَبُوْ بَكْرٍ ' وَقَالَ : اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ ' يَعْنِي يَمِيْنَهُ ثُمَّ اَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَصْبَحَتْ عِنْدَهُ ۔ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ فَمَضَى الْاَجَلُ فَفَرَّقَنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا ' مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ اُنَاسٌ ' اللّٰهُ اَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ ؟ فَاَكَلُوْا مِنْهَا اَجْمَعُوْنَ ' اَوْ كَمَا قَالَ ۔

ڈر کر چھپ گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (عبدالرحمٰن کو) پکارا اے غنثر! (یعنی او پاجی) آپ نے برا بھلا کہا اور کوسنے لگے۔ فرمایا کہ کھاؤ تمہیں مبارک نہ ہو! خدا کی قسم میں اس کھانے کو کبھی نہیں کھاؤں گا (آخر مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا)۔ (عبدالرحمٰن نے کہا) خدا گواہ ہے کہ ہم ادھر ایک لقمہ لیتے تھے اور نیچے سے پہلے سے بھی زیادہ کھانا ہو جاتا تھا۔ بیان کیا کہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے۔ اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ بچ گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو کھانا پہلے ہی اتنا یا اس سے بھی زیادہ تھا۔ اپنی بیوی سے بولے۔ بنو فراس کی بہن! یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یہ تو پہلے سے تین گنا ہے۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی وہ کھانا کھایا۔ اور کہا کہ میرا قسم کھانا ایک شیطانی وسوسہ تھا۔ پھر ایک لقمہ اس میں سے کھایا۔ اور نبی ﷺ کی خدمت میں بقیہ کھانا لے گئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ صبح تک آپ کے پاس رکھا رہا۔ عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہم مسلمانوں کا ایک دوسرے قبیلے کے لوگوں سے معاہدہ تھا۔ اور معاہدہ کی مدت پوری ہو چکی تھی۔ (اس قبیلہ کا وفد معاہدہ سے متعلق بات چیت کرنے مدینہ میں آیا ہوا تھا) ہم نے ان میں سے بارہ آدمی جدا کئے اور ہر ایک کے ساتھ کتنے آدمی تھے اللہ ہی کو معلوم ہے' ان سب نے اس میں سے کھایا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کچھ ایسا ہی کہا۔

**لغوی توضیح** اَصْحَابُ الصُّفَّةِ فقیر مہاجر صحابہ جو مسجد کے قریب ایک سایہ دار جگہ میں ٹھہرے رہتے۔ فَاخْتَبَاْتُ میں چھپ گیا۔ غُنْثَرُ جاہل بے وقوف۔ جَدَّعَ کان کٹنے کی بددعا دی۔ سَبَّ برا بھلا کہا۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں فقراء و مساکین کو کھانا کھلانے کی فضیلت و برکت کا بیان ہے۔

## (33) باب فضيلة المواساة في الطعام القليل و ان طعام الاثنين يكفي الثلاثة و نحو ذلك

## تھوڑا کھانا ہونے کے باوجود دوسروں کو شریک کرنے کی فضیلت نیز دو آدمیوں کا کھانا تین افراد کے لیے کافی ہوتا ہے اور اسی طرح زیادہ افراد کے لیے بھی

۱۳۳۳ ۔ حَدِيْثُ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو

۱۳۳۳ ۔ البخاري في: 70 كتاب الاطعمة: 11 باب طعام الواحد يكفي الاثنين (5392) مسلم (2058) ترمذي (1820)۔

: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : (( طَعَامُ الاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ ))۔

آدمیوں کا کھانا تین کے لیے اور تین کا چار کے لیے کافی ہے۔

**فھم الحدیث** ''کافی ہے'' کا مفہوم یہ ہے کہ اتنے سے گزارا ہو جاتا ہے، یہ مطلب نہیں کہ دو کا کھانا تین پیٹ بھر کر کھا سکتے ہیں۔ اس حدیث میں دوسروں کے ساتھ ہمدردی کی ترغیب ہے کہ اگر دو کا کھانا ہو تو کسی تیسرے کو بھی ساتھ شریک کر لینا چاہیے۔ اس سے تیسرا بھی بھوکا نہیں رہے گا اور کھانے میں برکت بھی ہوگی اور اجر و ثواب بھی حاصل ہوگا۔

## (34) باب المؤمن یاکل فی معی واحد، والکافر یاکل فی سبعة امعاء

## مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں

۱۳۳۴۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ : (( اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ ، وَاِنَّ الْكَافِرَ "اَوْ" الْمُنَافِقَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق ( راوی کو شک ہے ) ساتوں آنتیں بھر لیتا ہے۔

**لغوی توضیح** مِعًى آنت، اس کی جمع ہے اَمْعَاء آنتیں۔

**فھم الحدیث** اہل علم کا کہنا ہے کہ ان احادیث میں اہل ایمان کو کم کھانے کی ترغیب دلائی گئی ہے کیونکہ زیادہ کھانا کفار کی صفت ہے۔ کفار دنیوی حرص و لالچ کی وجہ سے زیادہ کھاتے ہیں لیکن مومن کو دنیا سے بے رغبت ہو کر کم کھانا چاہیے۔

۱۳۳۵۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ كَثِيْرًا ، فَاَسْلَمَ فَكَانَ يَأْكُلُ اَكْلًا قَلِيْلًا ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالَ: (( اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ ، وَالْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب بہت زیادہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ پھر وہ اسلام لائے تو کم کھانے لگے۔ اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر ساتوں آنتوں میں کھاتا ہے۔

## (35) باب لا یعیب الطعام

## کھانے میں عیب اور نقص نہیں نکالنا چاہیے

۱۳۳۶۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ ، اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهُ ، وَاِلَّا تَرَكَهُ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر آپ کو پسند ہوتا تو کھاتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

---

۱۳۳۴۔ البخاری فی: 70 کتاب الاطعمة: 12 باب المؤمن یاکل فی معی واحد (5393) مسلم (2060)۔

۱۳۳۵۔ البخاری فی: 70 کتاب الاطعمة: 12 باب المؤمن یاکل فی معی واحد ، مسلم (2063) بغوی (2880)۔

۱۳۳۶۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ (3563) مسلم (2064) ابن ماجه (3259)۔

### (1) باب تحريم استعمال اوانى الذهب والفضة فى الشرب وغيره على الرجال والنساء

### مرد ہو یا عورت کسی کو بھی سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا پینا حرام ہے

١٣٣٧ ـ حديث أُمّ سَلَمَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ: (( اَلَّذِي يَشْرَبُ فِي اِنَاءَ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَجَهَنَّمَ ))۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص چاندی کے برتن میں کوئی چیز پیتا ہے تو وہ شخص اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکا رہا ہے۔

**لغوی توضیح** يُجَرْجِرُ مشتق ہے جَرْجَرَ يُجَرْجِرُ سے، معنی ہے حلق میں پانی بہانا۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

### (2) باب تحريم استعمال اناء الذهب والفضة على الرجال والنساء و خاتم الذهب والحرير على الرجل واباحته لنساء واباحة العلم ونحوه على الرجل مالم يزد على اربع اصابع

### سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال مردوں اور عورتوں کے لیے حرام ہے سونے کی انگوٹھی اور ریشم مرد کے لئے حرام ہے اور عورتوں کے لیے جائز ہے نیز مردوں کے لئے ریشمی بیل بوٹوں کا کپڑا استعمال کرنا جائز ہے جبکہ ریشم چار انگلیوں سے زیادہ نہ ہو

١٣٣٨ ـ حديث الْبَرَاءِ رضي الله عنه قَالَ : اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ : اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ ' وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ ' وَاِجَابَةِ الدَّاعِيَ ' وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ ' وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ ' وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ ' وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمِ الذَّهَبِ ' وَعَنِ الشُّرْبِ فِى الْفِضَّةِ ' اَوْ قَالَ : آنِيَةِ الْفِضَّةِ ' وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيِّ ' وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالاِسْتَبْرَقِ ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا تھا اور سات چیزوں سے ہم کو منع فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیں بیمار کی عیادت کرنے' جنازے کے پیچھے چلنے' چھینکنے والے کے جواب میں یرحمك الله کہنے' دعوت کرنے والے کی دعوت کو قبول کرنے' سلام پھیلانے' مظلوم کی مدد کرنے اور قسم دینے والے کی قسم کو پورا کرنے کا حکم فرمایا تھا اور آپ ﷺ نے ہمیں سونے کی انگوٹھیوں سے' چاندی میں پینے یا (فرمایا) چاندی کے برتن میں پینے سے' میاثر کے استعمال سے اور قسی کے استعمال سے اور ریشم دیباج اور استبرق پہننے سے منع فرمایا تھا۔

---

١٣٣٧ ـ البخارى فى: 74 كتاب الاشربة: 28 باب آنية الفضة (5634) مسلم (2065) ابن ماجه (3413)۔
١٣٣٨ ـ البخارى فى: 74 كتاب الاشربة: 28 باب آنية الفضة (1239) مسلم (2066) ترمذى (1760) ۔

**لغوی توضیح** تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ چھینک مارنے والے کے جواب میں يَرْحَمُكَ الله کہنا۔ یہ اس وقت کہنا چاہیے جب چھینک مارنے والا الحمد لله کہے۔ إِجَابَةِ الدَّاعِي دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرنا (بشرطیکہ اس دعوت میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو شرعاً ممنوع ہو)۔ إِفْشَاءِ السَّلَامِ سلام پھیلانا (اس طرح کہ سب کو سلام کرنا خواہ کسی سے جان پہچان ہو یا نہ)۔ إِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وہ کام کرنا جس پر کسی نے تجھے قسم دی ہو (اس طرح اس کا تعاون کرتے ہوئے اس کی قسم ٹوٹنے سے بچانا)۔ الْمَيَاثِرِ جمع ہے ميثرة کی، مراد ہے وہ ریشمی گدا جو زین یا کجاوے کے اوپر رکھا جاتا تھا۔ الْقِسِّيِّ اطراف مصر میں تیار کیا جانے والا ایک کپڑا جس میں ریشم کے دھاگے بھی استعمال ہوتے تھے۔ الْحَرِيرِ ریشم (خواہ موٹا ہو یا باریک)۔ الدِّيبَاجِ ریشم کی ایک قسم۔ الإِسْتَبْرَقِ دیباج سے قدرے موٹا ریشم۔

١٣٣٩۔ حدیث حُذَيْفَةَ رضي الله عنه ۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى أَنَّهُمْ كَانُوا عِنْدَ حُذَيْفَةَ، فَاسْتَسْقَى، فَسَقَاهُ مَجُوسِيٌّ۔ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِي يَدِهِ رَمَاهُ بِهِ، وَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي نَهَيْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ ۔ كَأَنَّهُ يَقُولُ لَمْ أَفْعَلْ هٰذَا وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ۔ يَقُولُ (( لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهَا ۔ فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الآخِرَةِ )) ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھے۔ انہوں نے پانی مانگا تو ایک مجوسی نے ان کو پانی (چاندی کے پیالے میں) لاکر دیا۔ جب اس نے پیالہ ان کے ہاتھ میں دیا تو انہوں نے پیالہ کو اس پر پھینک مارا اور کہا اگر میں نے اسے بارہا اس سے منع نہ کیا ہوتا (کہ چاندی سونے کے برتن میں مجھے نہ دیا کرو) آگے وہ یہ فرمانا چاہتے تھے کہ تو میں اس سے یہ معاملہ نہ کرتا۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ریشم و دیباج نہ پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتن میں کچھ پیو اور نہ ان کی پلیٹوں میں کچھ کھاؤ۔ کیونکہ یہ چیزیں ان (کفار کے لیے) دنیا میں ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں۔

**لغوی توضیح** صِحَافٌ جمع ہے صَحْفَةٌ کی معنی ہے برتن، پلیٹ۔

١٣٤٠۔ حدیث عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةَ سِيَرَاءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَوِ اشْتَرَيْتَ هٰذِهِ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ریشم) کا دھاری دار جوڑا مسجد نبوی کے دروازے پر فروخت ہوتا دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ! بہتر ہو اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور وفود جب آپ کے پاس آئیں تو ان کی ملاقات کے لئے آپ اسے پہنا کریں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے تو وہی

١٣٣٩۔ البخاري في: 70 كتاب الاطعمة: 29 باب الاكل في إناء مفضض (5426) مسلم (2067) ترمذی (1878)۔
١٣٤٠۔ البخاري في: 11 كتاب الجمعة: 7 باب يلبس احسن ما يجد (886) مسلم (2068) ابن ماجه (3591)۔

ﷺ: (( إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ )) ۔ ثُمَّ جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، مِنْهَا حُلَلٌ، فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ؓ مِنْهَا حُلَّةً ۔ فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَسَوْتَنِيهَا، وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا )) فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ أَخًا لَهُ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا ۔

پہن سکتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی طرح کے کچھ جوڑے آئے تو اس میں سے ایک جوڑا آپ نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو عطا فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے یہ جوڑا پہنا رہے ہیں حالانکہ اس سے پہلے عطارد کے جوڑے کے بارے میں آپ نے کچھ ایسا فرمایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اسے تمہیں خود پہننے کے لئے نہیں دیا ہے چنانچہ حضرت عمر ؓ نے اسے اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنا دیا، جو مکے میں رہتا تھا۔

**لغوی توضیح** حُلَّةَ سِيَرَاءَ دھاری دار ریشمی جوڑا۔ خَلَاقَ حصہ۔ عُطَارِد مسجد کے دروازے پر ریشمی جوڑا بیچنے والا شخص۔

۱۳۴۱ ـ **حديث** عُمَرَ: ؓ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ، بِأَذْرَبِيجَانَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، نَهَى عَنِ الْحَرِيْرِ إِلَّا هَكَذَا، وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْإِبْهَامَ، قَالَ: فِيمَا عَلِمْنَا، أَنَّهُ يَعْنِي الْأَعْلَامَ ۔

ابوعثمان نہدی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت عمر ؓ کا مکتوب آیا۔ ہم اس وقت حضرت عتبہ بن فرقد ؓ کے ساتھ آذربائیجان میں تھے (مکتوب میں تحریر تھا کہ) رسول اللہ ﷺ نے ریشم کے استعمال سے (مردوں کو) منع کیا ہے سوائے اتنے کے، اور آنحضرت ﷺ نے انگوٹھے کے قریب کی اپنی دونوں انگلیوں کے اشارے سے اس کی مقدار بتائی۔ ابوعثمان نہدی نے بیان کیا کہ ہماری سمجھ میں آنحضور ﷺ کی مراد اس سے (کپڑے وغیرہ پر ریشم کے) پھول بوٹے بنانے سے تھی۔

**لغوی توضیح** اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ جو قریب ہیں۔ الْإِبْهَامَ انگوٹھے کے۔ الْأَعْلَامَ بیل بوٹے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ تھوڑا بہت ریشم، جس سے کپڑے پر بیل بوٹے بنائے گئے ہوں، پہننا جائز ہے۔ ایک دوسری روایت میں نبی ﷺ نے (بلا عذر) چار انگلیوں تک ریشم پہننے کی اجازت دی ہے۔[1] لیکن اگر کوئی عذر ہو مثلاً خارش وغیرہ تو بطورِ علاج زیادہ ریشم بھی پہنا جا سکتا ہے (جیسا کہ آئندہ حدیث نمبر ۱۳۴۵ میں ہے)۔

۱۳۴۲ ـ **حديث** عَلِيٍّ ؓ قَالَ: أَهْدَى إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ حُلَّةَ سِيَرَاءَ فَلَبِسْتُهَا، فَرَأَيْتُ

حضرت علی ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مجھے ایک ریشمی جوڑا ہدیہ میں دیا تو میں نے اسے پہن لیا۔ لیکن جب غصے کے آثار روئے مبارک

---

۱۳۴۱ ـ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 25 باب لبس الحرير وافتراشه ...(5828) مسلم (2069) ابو داود (4042) ۔

۱۳۴۲ ـ البخاري في: 51 كتاب الهبة: 27 باب هدية ما يكره لبسه (2614) مسلم (2071) نسائي (5313)۔

---

[1] [مسلم (2069) كتاب اللباس والزينة]

الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ' فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي - پر دیکھے تو اسے اپنی (خاندان کی) عورتوں میں پھاڑ کر تقسیم کر دیا۔

لغوی توضیح: فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي میں نے اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا (معلوم ہوا کہ عورتیں ریشم پہن سکتی ہیں، ان کے لیے یہ حرام نہیں)۔

١٣٤٣ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الآخِرَةِ ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو مرد ریشمی لباس دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اس کو ہرگز نہیں پہن سکے گا۔

١٣٤٤ - حديث عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه' قَالَ: أُهْدِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرُّوجُ حَرِيْرٍ' فَلَبِسَهُ فَصَلَّى فِيْهِ' ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ وَقَالَ: (( لَا يَنْبَغِي هَذَا لِلْمُتَّقِيْنَ ))۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو ایک ریشم کی قبا تحفہ میں دی گئی۔ اسے آپ نے پہنا اور نماز پڑھی لیکن آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو بڑی تیزی کے ساتھ اسے اتار دیا۔ گویا آپ اسے پہن کر ناگواری محسوس کر رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا یہ پرہیزگاروں کے لائق نہیں۔

لغوی توضیح: فَرُّوج قباء (جو پیچھے سے پھٹی ہوتی ہے اور اس کی آستین بھی تنگ ہوتی ہیں)۔

## (3) باب اباحة لبس الحرير للرجل اذا كان به حكة او نحوها

## خارش وغیرہ کسی عذر کی بنا پر مرد ریشم پہن سکتا ہے

١٣٤٥ - حديث أَنَسٍ رضي الله عنه' أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيْصٍ مِنْ حَرِيْرٍ' مِنْ حَكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو خارش کے مرض کی وجہ سے جو ان دونوں کو لاحق ہو گئی تھی۔ ریشمی کرتہ پہننے کی اجازت دے دی تھی۔

لغوی توضیح: حَكَّةٍ خارش۔

## (5) باب فضل لباس ثياب الحبرة

## یمنی چادر پہننے کی فضیلت

١٣٤٦ - حديث أَنَسٍ رضي الله عنه - عَنْ قَتَادَةَ' قَالَ: قُلْتُ لَهُ: أَيُّ الثِّيَابِ كَانَ أَحَبُّ إِلَى

قتادہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کس طرح کا کپڑا زیادہ پسند تھا؟ بیان کیا کہ سبز

---

١٣٤٣ - البخاري في: 77 كتاب اللباس: 25 باب لبس الحرير وافتراشه للرجال (5832) مسلم (2073)۔

١٣٤٤ - البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 16 باب من صلى في فروج حرير ثم نزعه (375) مسلم (2075) بغوی (525)۔

١٣٤٥ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 91 باب الحرير في الحرب (2919) مسلم (2076) ابوداود (4056)۔

١٣٤٦ - البخاري في: 77 كتاب اللباس: 8 باب البرود والحبرة والشملة (5812) مسلم (2079) ترمذی (1787)۔

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : الْحِبَرَةُ ۔

یمنی چادر۔

**لغوی توضیح** الْحِبَرَةُ یمنی چادر جو روئی سے بنائی جاتی تھی اور ان کا سب سے بہتر کپڑا شمار کی جاتی تھی۔

## (6) باب التواضع في اللباس والاقتصار على الغليظ منه واليسير من اللباس والفراش وغيرهما وجواز لبس الثوب الشعر وما فيه من اعلام

## لباس کے سلسلہ میں تواضع وانکساری اور لباس و بچھونے وغیرہ میں موٹا اور تھوڑا کپڑا استعمال کرنے اور ایسے کپڑے کے جواز کا بیان جس میں بیل بوٹے وغیرہ ہوں

١٣٤٧ - حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ۔ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ، قَالَ : أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَإِزَارًا غَلِيظًا ، فَقَالَتْ : قُبِضَ رُوْحُ النَّبِيِّ ﷺ فِي هٰذَيْنِ ۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک موٹی کملی (چادر ) اور ایک موٹی ازار (تہبند) نکال کر دکھائی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی روح ان ہی دو کپڑوں میں قبض ہوئی تھی۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں نبی ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی، ناز و نعم سے اعراض اور حسب ضرورت پر اکتفاء کا بیان ہے۔

## (7) باب جواز اتخاذ الانماط

## قالین یا سوزنی استعمال کرنے کا جواز

١٣٤٨ - حديث جَابِرٍ ﷺ ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ ؟)) قُلْتُ : وَأَنَّى يَكُوْنُ لَنَا الْاَنْمَاطُ ؟ قَالَ : ((أَمَا إِنَّهُ سَيَكُوْنُ لَكُمُ الْاَنْمَاطُ )) فَأَنَا أَقُوْلُ لَهَا ( يَعْنِي امْرَأَتَهُ ) أَخِّرِي عَنِّي أَنْمَاطَكِ ۔ فَتَقُوْلُ : أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ ﷺ : ((إِنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْاَنْمَاطُ )) فَأَدَعُهَا ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ان کی شادی کے موقعہ پر) نبی ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں؟ میں نے عرض کیا، ہمارے پاس قالین کہاں؟ (ہم تو غریب لوگ ہیں) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا یاد رکھو ایک وقت آئے گا کہ تمہارے پاس عمدہ عمدہ قالین ہوں گے۔ اب جب میں اس (اپنی بیوی) سے کہتا ہوں کہ قالین ہٹالے تو وہ کہتی ہے کہ کیا نبی ﷺ نے تم سے نہیں فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب تمہارے پاس قالین ہوں گے، چنانچہ میں انہیں وہیں رہنے دیتا ہوں (اور چپ ہو جاتا ہوں)۔

**لغوی توضیح** الْاَنْمَاط جمع ہے نمط کی، اس سے رنگ دار کپڑا مراد لیا جاتا ہے اور بالعموم اس سے مراد قالین اور اس قسم کے دوسرے فرش پر بچھانے والے کپڑے ہوتے ہیں۔ چونکہ ایسے کپڑوں سے نبی ﷺ نے منع نہیں فرمایا اس لیے ان کا جواز ہے۔

---

١٣٤٧ - البخاري في: 77 كتاب اللباس: 19 باب الاكسية والخمائص (3108) مسلم (2080) ابن حبان (6623)۔

١٣٤٨ - البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3631) مسلم (2083) ترمذی (2774)۔

## (9) باب تحريم جر الثواب خيلاء وبيان حد ما يجوز ارخاؤه اليه وما يستحب

## غرور سے کپڑا گھسیٹ کر چلنا حرام ہے زیر جامے کو کس حد تک لٹکایا جا سکتا ہے

١٣٤٩ ـ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : (( لاَ يَنظُرُ اللّٰهُ اِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلاءَ )) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف (قیامت کے دن) نظر رحمت نہیں کرے گا جو اپنا کپڑا تکبر و غرور سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔

**لغوی توضیح** خُيَلاءَ تکبر و غرور سے۔

١٣٥٠ ـ حديث اَبِی هُرَيْرَةَ ' رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( لَا يَنظُرُ اللّٰهُ ' يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' اِلَى مَنْ جَرَّ اِزَارَهُ بَطَرًا )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا تہبند غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہے' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔

**لغوی توضیح** بَطَرًا اتراتے ہوئے، غرور و تکبر کرتے ہوئے۔

**فهم الحديث** ان روایات کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بغیر تکبر کے تہبند لٹکانا جائز ہے بلکہ ایک دوسری روایت میں یہ وضاحت ہے کہ تہبند لٹکانا بذاتِ خود تکبر ہے۔[1] تہبند لٹکانے کی آخری حد ٹخنے ہیں۔ فرمانِ نبوی ہے کہ اپنا تہبند نصف پنڈلی تک اٹھاؤ، اگر ایسا نہ کر سکو تو ٹخنوں تک (ضرور) اٹھاؤ اور تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچو کیونکہ یہ تکبر ہے۔[2]

## (10) باب تحريم التبختر في المشي مع اعجابه بثيابه

## اپنے لباس پر اترانا اور مٹک کر چلنا حرام ہے

١٣٥١ ـ حديث اَبِی هُرَيْرَةَ ' رضي الله عنه قَالَ : قَالَ اَبُوْ الْقَاسِمِ ﷺ : (( بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ ' مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ ' اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهِ ' فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا (بنی اسرائیل میں) ایک شخص ایک جوڑا پہن کر کبر و غرور میں سرمست سر کے بالوں میں کنگھا کیے ہوئے اکڑ کر اتراتا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک اس میں تڑپتا رہے گا یا دھنستا جائے گا۔

**لغوی توضیح** مُرَجِّلٌ کنگھا کیے ہوئے۔ جُمَّہ وہ بال جو کندھوں پر گر رہے ہوں اور اگر کانوں تک ہوں تو انہیں وَفْرَة کہتے ہیں۔ خَسَفَ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ نے دھنسا دیا۔ يَتَجَلْجَلُ وہ دھنستا رہے گا۔ ایک دوسری روایت میں یہ وضاحت ہے کہ یہ شخص اپنا تہبند زمین پر گھسیٹ کر چل رہا تھا۔[3]

---

١٣٤٩ ـ البخاری فی: 77 كتاب اللباس: 1 باب قول الله تعالى "قل من حرم زينة الله..." (5783) مسلم (2085)۔
١٣٥٠ ـ البخاری فی: 77 كتاب اللباس: 5 باب من جر ثوبه من الخيلاء ، مسلم (2087) احمد (9014) ۔
١٣٥١ ـ البخاری فی: 77 كتاب اللباس: 5 باب من جر ثوبه من الخيلاء (5789) مسلم (2088) بغوی (3355)۔

[1] [صحيح : السلسلة الصحيحة (1352)]
[2] [صحيح : صحيح ترمذی (2877)]
[3] [بخاری (5790) كتاب اللباس]

## (11) باب في طرح خاتم الذهب

## سونے کی انگوٹھی پھینک دینے کا بیان

١٣٥٢ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے سونے کی انگوٹھی کے پہننے سے (مردوں کو) منع فرمایا تھا۔

١٣٥٣ ۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما ' أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ' اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ ' وَكَانَ يَلْبَسُهُ ' فَيَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ ۔ فَصَنَعَ النَّاسُ ۔ ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ ' فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هَذَا الْخَاتَمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ)) فَرَمَى بِهِ ثُمَّ قَالَ: ((وَاللّٰهِ! لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا)) فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی آپ اسے پہنتے تھے اس کا نگینہ ہتھیلی کے حصے کی طرف رکھتے تھے۔ پھر لوگوں نے بھی ایسی انگوٹھیاں بنوالیں۔ اس کے بعد ایک دن آپ ﷺ منبر پر بیٹھے اور اپنی انگوٹھی اتار دی اور فرمایا کہ میں اسے پہنتا تھا اور اس کا نگینہ اندر کی جانب رکھتا تھا۔ پھر آپ نے اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ پس لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔

**لغوی توضیح** اصْطَنَعَ بنوائی۔ فَصَّهُ اس کا نگینہ۔ فَنَبَذَ النَّاسُ لوگوں نے بھی (انگوٹھیاں) پھینک دیں (یہ صحابہ کرام کی سنت سے محبت کی ایک بہترین مثال ہے کہ صحابہ آپ ﷺ کو جو بھی کرتے دیکھتے فوراً کرنا شروع کر دیتے، حکم کے منتظر نہ رہتے)۔

**فہم الحدیث** ایک فرمانِ نبوی یوں ہے کہ سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال جبکہ مردوں کے لیے حرام ہے۔[1] ان روایات سے معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے سونے کے زیورات پہننا حرام ہے۔ البتہ مرد چاندی کی انگوٹھی پہن سکتے ہیں (جیسا کہ آئندہ روایات اس کا ثبوت ہیں)۔

## (12) باب لبس النبي ﷺ خاتما من ورق نقشه محمد رسول الله ولبس الخلفاء له من بعده

## نبی ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی جس پر محمد رسول اللہ نقش تھا آپ کے بعد خلفائے راشدین نے پہنی

١٣٥٤ ۔ حديث ابْنِ عُمَرَ ' قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ' خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ ' وَكَانَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ وہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں وفات تک رہی۔ پھر آپ

١٣٥٢ ۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 45 باب خواتيم الذهب (5864) مسلم (2089) طيالسي (2452)۔
١٣٥٣ ۔ البخاري في: 83 كتاب الايمان والنذور: 6 باب من حلف على الشيء ...(5865) مسلم (2091) ترمذي (1741)۔
١٣٥٤ ۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 50 باب نقش الخاتم ، مسلم: كتاب اللباس والزينة: باب لبس النبي خاتما۔

[1] [صحيح: صحيح ترمذي ، ترمذي (1720) احمد (2/ 392)]

فِي يَدِهِ، ثُمَّ كَانَ بَعْدُ، فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ كَانَ، بَعْدُ فِي يَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ بَعْدُ، فِي يَدِ عُثْمَانَ، حَتَّى وَقَعَ بَعْدُ فِي بِئْرِ أَرِيسٍ - نَقْشُهُ (( مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ )) -

کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں' ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں' ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہتی تھی لیکن ان کے زمانہ میں وہ اریس کے کنویں میں گر گئی۔ اس کا نقش محمد رسول الله تھا۔

۱۳۵۵ - حديث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا، قَالَ (( إِنَّا اتَّخَذْنَا خَاتَمًا، وَنَقَشْنَا فِيهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشْ عَلَيْهِ أَحَدٌ )) قَالَ: فَإِنِّي لَأَرَى بَرِيقَهُ فِي خِنْصَرِهِ -

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور فرمایا کہ ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اس پر لفظ (محمد رسول الله) کندہ کرایا ہے اس لیے کوئی شخص انگوٹھی پر یہ نقش کندہ نہ کرائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جیسے انگوٹھی کی چمک آپ ﷺ کی چھنگلیا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

**لغوی توضیح:** بَرِيقَه اس کی چمک۔ خِنْصر چھوٹی انگلی۔

## (13) باب في اتخاذ النبي ﷺ خاتما لما اراد ان يكتب الى العجم

## شاہ ایران کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے مہر والی انگوٹھی بنوائی

۱۳۵۶ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ كِتَابًا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا - فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، نَقْشُهُ (مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ) كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (کسی بادشاہ کے نام دعوتِ اسلام دینے کے لئے) ایک خط لکھا یا لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ سے کہا گیا کہ وہ بغیر مہر کا خط نہیں پڑھتے۔ (یعنی بے مہر کے خط کو مستند نہیں سمجھتے) تب آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ جس میں محمد رسول الله کندہ تھا۔ گویا میں (آج بھی) آپ ﷺ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔

## (14) باب في طرح الخواتم

## انگوٹھیاں پھینک دینے کا بیان

۱۳۵۷ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا - ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوا الْخَوَاتِيمَ مِنْ وَرِقٍ وَلَبِسُوهَا فَطَرَحَ رَسُولُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ہاتھ میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی پھر دوسرے لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوانی شروع کر دیں اور پہننے لگے تو آپ ﷺ نے اپنی انگوٹھی

---

۱۳۵۵ - البخاري في: 77 كتاب اللباس: 51 باب الخاتم في الخنصر (65) مسلم (2092) ابوداود (4214) -

۱۳۵۶ - البخاري في: 3 كتاب العلم: 7 باب ما يذكر في المناولة ...، مسلم: كتاب اللباس والزينة: باب في اتخاذ النبي خاتما۔

۱۳۵۷ - البخاري في: 77 كتاب اللباس: 47 باب حدثنا عبد الله بن مسلمة (5868) مسلم (2093) -

اللهِ ﷺ خَاتَمَهُ، فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ۔ پھینک دی اور دوسرے لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

**فهم الحديث** اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ ابن شہاب راوی کا وہم ہے، انہوں نے وہم سے سونے کی انگوٹھی کو چاندی کی انگوٹھی میں بدل دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پھینکی تھی (جیسا کہ پیچھے بھی حدیث گزری ہے) چاندی کی نہیں۔

## (19) باب اذا انتعل فليبدا باليمين واذا خلع فليبدا بالشمال

## جوتا پہنتے وقت پہلے دایاں پاؤں پہنے اور اتارتے وقت پہلے بایاں پاؤں اتارے

١٣٥٨ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِيْنِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، لِتَكُنِ الْيُمْنَى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ)).

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں طرف سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے اتارے تاکہ داہنی جانب پہننے میں اول ہو اور اتارنے میں آخر ہو۔

**لغوی توضیح** اِنْتَعَلَ جوتا پہنے۔ نَزَعَ کھینچے مراد ہے جوتا اتارے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ جوتا پہنتے وقت پہلے دایاں پہننا اور اتارتے وقت پہلے بایاں اتارنا مستحب ہے۔

١٣٥٩ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: ((لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ - لِيُحْفِهِمَا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا.

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں کوئی شخص صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے یا دونوں پاؤں ننگے رکھے یا دونوں میں جوتا پہنے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ ایک جوتا پہن کر چلنا ممنوع ہے لہٰذا دونوں جوتے پہنے یا دونوں اتار دے۔ اس کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ جوتے پہننے کا مقصد پاؤں کو تکلیف دہ اشیاء مثلاً کانٹوں یا پتھروں وغیرہ سے بچانا ہے اور اگر ایک پاؤں ننگا ہوگا تو اس سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوگا بلکہ اس پر مستزاد وہ صحیح طریقے سے چل بھی نہیں سکے گا' ایک طرف جہاں اس کے گرنے کا اندیشہ ہے تو دوسری طرف اسے پاؤں میں موچ آنے کا بھی خدشہ ہے۔

## (22) باب فی اباحة الاستلقاء ووضع احدى الرجلين على الاخرى

## پاؤں کے اوپر پاؤں رکھ کر چت لیٹنا جائز ہے

١٣٦٠ - حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ ؓ، أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا اِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى۔

حضرت عبداللہ بن زید ؓ نے رسول اللہ ﷺ کو چت لیٹے ہوئے دیکھا، آپ اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے تھے۔

---

١٣٥٨ - البخاری فی: 77 كتاب اللباس: 39 باب ينزع نعل اليسرى (5856) مسلم (2097) ابو داود (4136)۔
١٣٥٩ - البخاری فی: 77 كتاب اللباس: 40 باب لا يمشی فی نعل واحدة۔
١٣٦٠ - البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 85 باب الاستلقاء فی المسجد ومد الرجل (475) مسلم (2100)۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ کر چت لیٹنا جائز ہے۔ لیکن ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔[1] ان میں تطبیق یوں ہے کہ اگر ستر ننگا ہونے کا خدشہ ہو تو اس طرح لیٹنا ناجائز ہے اور یہ خدشہ نہ ہو تو جائز ہے۔

## (23) باب النهي عن التزعفر للرجال
## مرد کے لئے زعفران بطور رنگ استعمال کرنا منع ہے

١٣٦١ - حديث أَنَسٍ ، قَالَ : نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی مرد زعفران کے رنگ کا استعمال کرے۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ زعفرانی رنگ استعمال کرنا مردوں کے لیے جائز نہیں۔ یہ ممانعت عام ہے، اس میں جسم اور کپڑے دونوں شامل ہیں یعنی نہ تو یہ رنگ جسم کو لگانا چاہیے اور نہ ہی کپڑوں کو۔

## (25) باب في مخالفة اليهود في الصبغ
## خضاب کے استعمال میں یہود کی مخالفت کرنے کا حکم

١٣٦٢ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : (( إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ ، فَخَالِفُوهُمْ )) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود و نصاریٰ (داڑھی وغیرہ میں) خضاب نہیں لگاتے، تم لوگ اس کے خلاف طریقہ اختیار کرو (یعنی خضاب لگایا کرو)۔

**لغوی توضیح** لَا يَصْبُغُونَ وہ رنگتے نہیں۔ یعنی خضاب نہیں لگاتے بلکہ بالوں کو سفید ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ فَخَالِفُوهُمْ تم ان کی مخالفت کرو (خضاب لگا کر)۔ نبی ﷺ نے بالوں میں خضاب لگانے کے لیے بہترین چیز مہندی کو قرار دیا ہے۔[2] البتہ خضاب لگاتے وقت سیاہ رنگ سے بچنا چاہیے کیونکہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔[3]

## (26) باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا صورة
## جس گھر میں کتا اور تصویر ہو اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے

١٣٦٣ - حديث أَبِي طَلْحَةَ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُولُ: (( لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةُ تَمَاثِيلَ ))۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتے ہوں اور اس میں بھی نہیں جس میں مورت ہو۔

---

١٣٦١ - البخاري في: 77 كتاب اللباس: 33 باب التزعفر للرجال (5846) مسلم (1201) ترمذی (2815) ـ

١٣٦٢ - البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 50 باب ما ذكر عن بني إسرائيل (5899) مسلم (2103) ابوداود (4203) ـ

١٣٦٣ - البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 7 باب إذا قال احدكم آمين والملائكة في السماء (3225) مسلم (2106) ـ

---

[1] [مسلم (2099)]
[2] [صحيح : صحيح ترمذی ، ترمذی (1753)]
[3] [مسلم (2102)]

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ گھر میں کتا ہو تو رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ کتے کا لفظ عام ہے جس میں تمام کتے ہی شامل ہیں۔ البتہ کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ جن کتوں کے رکھنے کی اجازت ہے (جیسے شکار، مویشیوں اور کھیت کی حفاظت کے لیے رکھے جانے والے کتے) وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ کتے کے علاوہ اس حدیث میں تصویر کا بھی ذکر ہے۔ یاد رہے کہ تصویر سے مراد وہ تصویر ہے جسے رکھنا حرام ہے اور وہ صرف جاندار کی تصویر ہے (جیسا کہ آئندہ حدیث ۱۳۶۹ سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے)۔ نیز تصویر کا لفظ عام ہے اس میں ہر قسم کی تصویر شامل ہے خواہ ہاتھ سے بنائی گئی ہو، کپڑے میں بنی گئی ہو یا کیمرے اور اس طرح کے کسی بھی جدید آلے سے کھینچی گئی ہو۔ کسی بھی جاندار کی تصویر بنانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ الا کہ مجبوری ہو جیسے پاسپورٹ یا شناختی کارڈ وغیرہ کے لیے تصویر بنوانا تو اس صورت میں کوئی گناہ نہیں۔ نیز بچوں کے کھلونے بھی حرمت کے حکم سے مستثنیٰ ہیں۔[1]

۱۳٦٤ - حديث أَبِي طَلْحَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ رضي الله عنهما، حَدَّثَهُ، وَمَعَ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيُّ، الَّذِي كَانَ فِي حَجْرِ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، حَدَّثَهُمَا زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ)) قَالَ بُسْرٌ: فَمَرِضَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ، فَعُدْنَاهُ فَإِذَا نَحْنُ فِي بَيْتِهِ بِسِتْرٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ، فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ: أَلَمْ يُحَدِّثْنَا فِي التَّصَاوِيرِ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ قَالَ: إِلَّا رَقْمٌ فِي ثَوْبٍ، أَلَا سَمِعْتَهُ؟ قُلْتُ: لَا - قَالَ: بَلَى، قَدْ ذَكَرَهُ -

بسر بن سعید نے بیان کیا اور ان سے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور (راوی حدیث) بسر بن سعید کے ساتھ عبید اللہ خولانی بھی روایت حدیث میں شریک ہیں جو کہ نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھے۔ ان دونوں سے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں (جاندار کی) تصویر ہو۔ بسر نے بیان کیا کہ پھر زید بن خالد بیمار پڑے اور ہم ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر گئے۔ گھر میں ایک پردہ بنا ہوا تھا اور اس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ میں نے عبید اللہ خولانی سے کہا، کیا انہوں نے ہم سے تصویروں کے متعلق ایک حدیث نہیں بیان کی تھی؟ عبید اللہ خولانی نے بتایا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا تھا کہ کپڑے پر اگر نقش ونگار ہوں (جاندار کی تصویر نہ ہو) تو وہ اس حکم سے الگ ہے۔ کیا آپ نے حدیث کا یہ حصہ نہیں سنا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ عبید اللہ نے بتایا کہ ہاں! حضرت زید نے یہ بھی بیان کیا تھا۔

**لغوی توضیح** رَقْمٌ فِي ثَوْبٍ کپڑے پر بنے ہوئے نقش ونگار۔

۱۳٦٥ - حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، مِنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول ﷺ سفر (غزوۂ تبوک) سے تشریف لائے تو میں نے اپنے گھر کے سائبان پر ایک پردہ لٹکا دیا

۱۳٦٤ - البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 7 باب إذا قال احدكم آمين والملائكة في السماء -
۱۳٦٥ - البخاري في: 77 كتاب اللباس: باب ما وطي من التصاوير (2479) مسلم (2107) ترمذي (2468) -

[1] [ملاحظہ فرمائیے: مسلم (1136)]

سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِي، عَلَى سَهْوَةٍ لِي، فِيهَا تَمَاثِيلُ ـ فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَتَكَهُ، وَقَالَ: (( اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللهِ )) قَالَتْ: فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً اَوْ وِسَادَتَيْنِ ـ

تھا اس پر تصویریں تھیں۔ جب آپ نے دیکھا تو اسے کھینچ کر پھینک دیا اور فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں وہ لوگ گرفتار ہوں گے جو اللہ کی مخلوق کی طرح خود بھی بناتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے پھاڑ کر اس پردے کے ایک یا دو تکیے بنا لیے۔

**لغوی توضیح** قِرَام وہ پردہ جس میں نقش ونگار ہوں۔ سَهْوَةٍ گھر کے اندر ایک چھوٹا کمرہ۔ تَمَاثِيْلُ مورتیں۔ يُضَاهُوْنَ مشابہت کرتے ہیں۔

١٣٦٦ ـ **حديث** عَائِشَةَ، أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضي الله عنها، اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ، فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ ـ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَى رَسُوْلِهِ ﷺ مَاذَا اَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟ قُلْتُ: اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعَذَّبُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ )) وَقَالَ: (( اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ )) ـ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے ایک گدا خریدا جس پر مورتیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر جوں ہی اس پر پڑی، آپ دروازے پر ہی کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہیں ہوئے۔ میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے تو عرض کیا، یا رسول اللہ! میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں اور اس کے رسول سے معافی مانگتی ہوں۔ فرمایئے مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا، یہ گدا کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ آپ ہی کے لیے خریدا ہے تا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں۔ آپ نے فرمایا لیکن اس طرح کی مورتیں بنانے والے لوگ قیامت کے دن عذاب کئے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگوں نے جس چیز کو بنایا اسے زندہ کر کے دکھاؤ۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جن گھروں میں مورتیں ہوتی ہیں (رحمت کے) فرشتے ان میں داخل نہیں ہوتے۔

**لغوی توضیح** نُمْرُقَةٌ وہ تکیہ جس پر بیٹھا جاتا ہے۔ تَوَسَّدَهَا آپ اس پر ٹیک لگائیں۔ معلوم ہوا کہ تکیے وغیرہ پر بھی جانداروں کی تصویریں نہیں ہونی چاہییں اور سابقہ حدیث میں جو ذکر ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تصویروں والے پردے کو کاٹ کر تکیے بنا لیے، اہل علم کا کہنا ہے کہ غالباً پردے کو کاٹنے سے تصویریں بھی کٹ گئی ہوں گی۔ (واللہ اعلم)

١٣٦٧ ـ **حديث** عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

١٣٦٦ ـ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 40 باب التجارة فيما يكره لبسه للرجال والنساء ـ

١٣٦٧ ـ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 89 باب عذاب المصورين يوم القيامة (5951) مسلم (2108) ـ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( اِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ )) ۔

جولوگ یہ مورتیں بناتے ہیں انہیں قیامت کے دن عذاب کیا جائے گا جس کو تم نے بنایا اب اس میں جان بھی ڈالو۔

١٣٦٨ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: (( اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَاللّٰهِ ' يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' الْمُصَوِّرُوْنَ )) ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو سخت سے سخت تر عذاب ہوگا۔

١٣٦٩ ۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي الْحَسن ' قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما ' اِذْ اَتَاهُ رَجُل ' فَقَالَ : يَا اَبَا عَبَّاسٍ ! اِنِّي اِنْسَانٌ اِنَّمَا مَعِيْشَتِي مِنْ صَنْعَةِ يَدِي ' وَاِنِّي اَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ ۔ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: (( مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ حَتَّى يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوحَ ' وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا اَبَدًا )) ۔ فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً ' وَاصْفَرَّ وَجْهُهُ ' فَقَالَ : وَيْحَكَ! اِنْ اَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تَصْنَعَ ' فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ ' كُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ ۔

سعید بن ابوالحسنؒ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا' اور کہا' کہ اے ابو عباس! میں ان لوگوں میں سے ہوں' جن کی روزی اپنے ہاتھ کی صنعت پر موقوف ہے اور میں یہ مورتیں بناتا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ میں تمہیں صرف وہی بات بتاؤں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس نے بھی کوئی مورت بنائی تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک عذاب کرتا رہے گا جب تک وہ شخص اپنی مورت میں جان نہ ڈال دے اور وہ کبھی اس میں جان نہیں ڈال سکتا (یہ سن کر) اس شخص کا سانس چڑھ گیا اور چہرہ زرد پڑ گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ افسوس! اگر مورتیں بنانا ہی چاہتے ہو تو ان درختوں کی اور ہر اس چیز کی جس میں جان نہیں ہے مورتیں بنا سکتے ہو۔

١٣٧٠ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ ' قَالَ : دَخَلْتُ مَعَ اَبِي هُرَيْرَةَ

ابوزرعہؒ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں (مروان بن حکم کے گھر میں) گیا تو انہوں نے چھت پر ایک مصور کو

١٣٦٨ ۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 89 باب عذاب المصورين يوم القيامة (5950) مسلم (2109) ۔
١٣٦٩ ۔ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 104 باب بيع التصاوير التي ليس فيها روح...(2225) مسلم (2110) ۔
١٣٧٠ ۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 90 باب نقض الصور (5953) مسلم (2111) ابن ابى شيبة (8/ 484) ۔

دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ ' فَرَاَى اَعْلاَهَا مُصَوِّرًا ـ يُصَوِّرُ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : (( وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً ' وَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً )) ـ

دیکھا جو تصویر بنا رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو میری مخلوق کی طرح پیدا کرنے چلا ہے۔ اگر اسے یہی گھمنڈ ہے تو اسے چاہیے کہ ایک دانہ پیدا کرے' ایک چیونٹی پیدا کرے۔

**لغوی توضیح** حَبَّۃ دانہ (گندم وغیرہ کا)۔ ذَرَّۃ چیونٹی (اور عین ممکن ہے کہ اس سے مٹی کا ذرہ بھی مراد ہو)۔

## (28) باب كراهة قلادة الوتر في رقبة البعير

## تانت کا قلادہ اونٹ کے گلے میں ڈالنا منع ہے

١٣٧١ ـ حديث اَبِي بَشِيْرِ الْاَنْصَارِيِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فِي بَعْضِ اَسْفَارِهِ ' وَالنَّاسُ فِي مَبِيْتِهِمْ ' فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَسُوْلًا اَنْ (( لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيْرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ "اَوْ" قِلَادَةٌ اِلَّا قُطِعَتْ ))ـ

حضرت ابو بشیر انصاری ﷺ نے بیان کیا کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ لوگ اپنی خواب گاہوں میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک قاصد یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ جس شخص کے اونٹ کی گردن میں تانت کا گنڈا ہو' یا یوں فرمایا کہ جو گنڈا (ہار) ہو' وہ اسے کاٹ ڈالے۔

**لغوی توضیح** فِیْ مَبِیْتِھِمْ اپنے سونے کی جگہوں میں۔ قِلَادَۃٌ ہار۔ وَتَر تانت، رسی۔ دراصل اہل جاہلیت یہ ہار جانور کے گلے میں اس اعتقاد سے باندھتے کہ اس سے وہ نظر بد سے محفوظ رہے گا۔ نبی ﷺ نے ان کے اس اعتقاد کی تردید کے لیے ہار کٹوادیئے۔ البتہ اگر یہ اعتقاد نہ ہو تو پھر جانور کے گلے میں کوئی ہار وغیرہ لٹکانے میں کوئی حرج نہیں۔

## (30) باب جواز وشم الحيوان غير الآدمي في غير الوجه وندبه في نعم الزكاة والجزية

## انسان کے علاوہ دوسرے جانوروں کے جسم سوائے چہرے کے داغنا جائز ہے نیز زکوٰۃ اور جزیہ کے جانور داغنا مستحب ہے

١٣٧٢ ـ حديث اَنَسٍ ﷺ قَالَ : لَمَّا وَلَدَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ ' قَالَتْ لِي : يَا اَنَسُ ! انْظُرْ هٰذَا الْغُلَامَ ' فَلَا يُصِيْبَنَّ شَيْئًا حَتّٰى تَغْدُوَ بِهِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ' يُحَنِّكُهُ ' فَغَدَوْتُ بِهِ فَاِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ حُرَيْثِيَّةٌ ' وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِي قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ ـ

حضرت انس ﷺ نے بیان کیا کہ جب ام سلیم ﷺ کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ انس! اس بچے کو دیکھتے رہو' کوئی چیز اس کے پیٹ میں نہ جائے اور جا کر نبی ﷺ کو اپنے ساتھ لاؤ تا کہ آپ ﷺ اپنا جوٹھا اس کے منہ میں ڈالیں۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ایک باغ میں تھے اور آپ کے جسم پر قبیلہ بنی حریث کی بنی ہوئی چادر تھی اور آپ اس سواری پر داغ (نشان) لگا رہے تھے جس پر آپ فتح مکہ کے موقع پر سوار تھے۔

١٣٧١ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 139 باب ما قيل في الجرس ونحوه في اعناق الإبل (3005) مسلم (2115)۔

١٣٧٢ ـ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 22 باب الخميصة السوداء (1502) مسلم (2119) ابن ماجه (3565)۔

## کتاب اللباس والزینۃ

**لغوی توضیح** وَشم گودنا، بدن میں سوئی سے سرمہ یا نیل بھرنا۔ یُحَنِّکُہُ تحنیك سے ہے، مراد ہے کھجور وغیرہ کوئی چیز چبا کر بچے کے منہ میں اس کا لعاب لگانا۔ اسے گھٹی کہتے ہیں۔ خَمِیصَۃٌ چادر۔ حَرِیثِیَّۃٌ نسبت ہے حریث کی طرف جو بنو قضاعہ قبیلہ کا ایک آدمی تھا۔ یَسِمُ داغ (یعنی نشان) لگا رہے تھے۔ الظَّھر کمر پر (یعنی اونٹ کی)۔

### (31) باب کراھة القزع
### قزع مکروہ ہے

۱۳۷۳۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَنْهَى عَنِ الْقَزَعِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے آپ نے قزع سے منع فرمایا۔

**فھم الحدیث** اسی (صحیح مسلم کی) روایت میں ہے کہ نبی ﷺ سے قزع کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے قزع کی تفسیر یہ فرمائی کہ بچے کے سر کا کچھ حصہ منڈوا لیا جائے اور کچھ چھوڑ دیا جائے۔ معلوم ہوا کہ اس انداز سے بچے کے بال کٹوانا جائز نہیں۔

### (32) باب النھی عن الجلوس فی الطرقات واعطاء الطریق حقه
### راستوں پر بیٹھنا منع ہے اگر بیٹھنا ضروری ہو تو ان کا حق ادا کیا جائے

۱۳۷٤۔ حدیث أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللّٰه عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَى الطُّرُقَاتِ)) فَقَالُوْا: مَا لَنَا بُدٌّ إِنَّمَا هِيَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِيْهَا قَالَ: ((فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجَالِسَ فَأَعْطُوْا الطَّرِيْقَ حَقَّهَا)) قَالُوْا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ؟ قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الأَذَى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم تو وہاں بیٹھنے پر مجبور ہیں۔ وہیں ہمارے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے کہ جہاں ہم باتیں کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہاں بیٹھنے کی مجبوری ہی ہے تو راستے کا حق بھی ادا کرو۔ صحابہ نے پوچھا راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا' نگاہ نیچی رکھنا' کسی کو ایذا دینے سے بچنا' سلام کا جواب دینا' اچھی باتوں کے لیے لوگوں کو حکم کرنا' اور بری باتوں سے روکنا۔

**لغوی توضیح** الطُّرُقَات جمع ہے طُرُق کی اور طُرُق جمع ہے طَرِیق کی معنی ہے راستے۔ اَبَیْتُمْ تم انکار کرو۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ گلی کوچوں اور لوگوں کی گزرگاہوں پر بیٹھے رہنا اور فضول قسم کی گفتگو کرتے رہنا جائز نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کے لیے راستے میں بیٹھنا ضروری ہو تو اس پر لازم ہے کہ راستے کے حقوق ادا کرے (جو کہ درج بالا حدیث میں مذکور ہیں) اگر وہ یہ حقوق ادا کر سکتا ہے تو راستے میں بیٹھے ورنہ نہ بیٹھے۔

---

۱۳۷۳۔ البخاري في: 77 كتاب اللباس: 72 باب القزع (5920) مسلم (2120) ابو داود (4193) نسائی (5065)۔
۱۳۷٤۔ البخاري في: 46 كتاب المظالم: 22 باب افنية الدور والجلوس فيها (2465) مسلم (2121)۔

## (33) باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والنامصة والمتنمصة والمتفلجات والمغيرات خلق الله

## بالوں میں جوڑ لگانے اور لگوانے' گودنے اور گدوانے اور چہرے کی روئیں اور بال نوچنے اور نچوانے اور دانتوں کو کشادہ کرنے اور کروانے والیوں یعنی اللہ کی تخلیق کو بدلنا حرام ہے

١٣٧٥ ـ حديث أَسْمَاءَ رضي الله عنها' قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ' فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَتِي أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَامَّرَقَ شَعْرُهَا' وَإِنِّي زَوَّجْتُهَا أَفَأَصِلُ فِيهِ؟ فَقَالَ: (( لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ ))۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! میری لڑکی کو چیچک نکلی اور اس سے اس کے بال جھڑ گئے۔ میں اس کی شادی بھی کر چکی ہوں تو کیا اس کے سر میں مصنوعی بال لگا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال لگانے والی اور جس کے لگائے جائیں' دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْحَصْبَةُ چیچک کے پھوڑے۔فَامَّرَقَ اصل میں انمرق تھا' معنی ہے جڑ سے اُکھڑ گئے' گر گئے (اس کے بال)۔اَلْوَاصِلَةَ مصنوعی بال لگانے والی۔اَلْمَوْصُولَةَ جسے مصنوعی بال لگائے جائیں۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ سر پر مصنوعی بال (وگ وغیرہ) لگانا جائز نہیں خواہ اصل بال کسی بیماری کی وجہ سے ہی گر چکے ہوں۔البتہ آج کل جدید طریقہ علاج (ہیئر ٹرانسپلانٹیشن) کے ذریعے جو بال جڑوں سے اُگا دیئے جاتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ علاج ہے اور علاج منع نہیں اور نہ ہی یہ وصل ہے (کہ مصنوعی بال سر پر لگائے گئے ہوں جس کی ممانعت حدیث میں ہے)۔

١٣٧٦ ـ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها 'أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجَتِ ابْنَتَهَا' فَتَمَعَّطَ شَعْرُ رَأْسِهَا فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ' فَقَالَتْ: إِنَّ زَوْجَهَا أَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ فِي شَعْرِهَا' فَقَالَ: (( لَا إِنَّهُ قَدْ لُعِنَ الْمُوصِلَاتُ ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اپنی بیٹی کی شادی کی تھی۔اس کے بعد لڑکی کے سر کے بال بیماری کی وجہ سے اڑ گئے تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کے شوہر نے اس سے کہا ہے کہ اپنے بالوں کے ساتھ (دوسرے مصنوعی بال) جوڑ لے۔آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تو ایسا ہرگز مت کر کیونکہ (مصنوعی بال سر پر رکھ کر جو جوڑے تو) ایسے بال جوڑنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔

**لغوی توضیح** فَتَمَعَّطَ گر گئے۔اَلْمُوصِلَاتُ مصنوعی بال جوڑنے والیاں۔

١٣٧٧ ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے

١٣٧٥ ـ البخاري في: 78 كتاب اللباس: 85 باب الموصولة (5935) مسلم (2122) ابن ماجه (1988)۔

١٣٧٦ ـ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 94 باب لا تطيع المراة زوجها في معصية (5205) مسلم (2123)۔

١٣٧٧ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 59 سورة الحشر: 4 باب وما آتاكم الرسول فخذوه (5937) مسلم (2124)۔

ﷺ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ، وَالْمُوْتَشِمَاتِ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ امْرَاَةً مِنْ بَنِي اَسَدٍ، يُقَالُ لَهَا أُمُّ يَعْقُوْبَ۔ فَجَاءَتْ، فَقَالَتْ: اِنَّهُ بَلَغَنِي اَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ: وَمَا لِي لاَ اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ؟ فَقَالَتْ: لَقَدْ قَرَاْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ۔ فَقَالَ: لَئِنْ كُنْتِ قَرَاْتِيْهِ، لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ۔ اَمَا قَرَاْتِ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ قَالَتْ: بَلٰى۔ قَالَ: فَاِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ، فَاِنِّي اَرٰى اَهْلَكَ يَفْعَلُوْنَهُ۔ قَالَ: فَاذْهَبِي، فَانْظُرِي فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ، فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا۔ فَقَالَ: لَوْ كَانَتْ كَذٰلِكَ مَا جَامَعْتُنَا۔

والیوں اور گودوانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔ چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور حسن کے لیے آگے کے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیلی کرتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کلام قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت کو معلوم ہوا جو اُم یعقوب کے نام سے معروف تھی وہ آئی اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اس اس طرح کی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا آخر کیوں نہ میں انہیں لعنت کروں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور جو کتاب اللہ کے حکم کے مطابق ملعون ہے۔ اس عورت نے کہا کہ قرآن مجید تو میں نے بھی پڑھا ہے۔ لیکن آپ جو کچھ کہتے ہیں میں نے اس میں کہیں یہ بات نہیں دیکھی۔ انہوں نے کہا اگر تم نے بغور پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور مل جاتا۔ کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ ''رسول اللہ تمہیں جو کچھ دیں لے لیا کرو اور جس سے تمہیں روک دیں رک جایا کرو'' [الحشر:۷] اس نے کہا پڑھی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا پھر آپ ﷺ نے ان چیزوں سے روکا ہے۔ اس پر اس عورت نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ کی بیوی بھی ایسا کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا اچھا جاؤ اور دیکھ لو۔ وہ عورت گئی اور اس نے دیکھا لیکن اس طرح کی ان کے یہاں کوئی معیوب چیز اسے نہیں ملی۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میری بیوی اسی طرح کرتی تو بھلا وہ میرے ساتھ رہ سکتی تھی؟ ہرگز نہیں۔

**لغوی توضیح** الْوَاشِمَات گودنے والیاں (گودنا یہ ہے کہ خوبصورتی کے لیے بدن میں سوئی سے سرمہ یا نیل بھرنا)۔ الْمُوْتَشِمَات گودوانے والیاں۔ الْمُتَنَمِّصَات چہرے کے بال اُکھیڑنے والیاں۔ الْمُتَفَلِّجَات دانتوں میں کشادگی کرنے والیاں۔ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰه اللہ کی تخلیق کو بدلنے والیاں۔ معلوم ہوا کہ حسن وخوبصورتی کی غرض سے کیے جانے والے ایسے تمام کام حرام ہیں جن میں اللہ کی تخلیق کو بدلا جاتا ہو۔ اس حدیث میں یہ بھی ثبوت ہے کہ حدیث بھی کتاب اللہ ہی ہے۔

١٣٧٨ ـ حديث مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِی سُفْيَانَ ﷺ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ' اَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِی سُفْيَانَ ' عَامَ حَجٍ ' عَلَى الْمِنْبَرِ ' فَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ ' وَكَانَتْ فِی يَدَیْ حَرَسِی ـ فَقَالَ : يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ ! اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ ؟ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَنْهٰی عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ ' وَيَقُوْلُ : (( اِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ )) ـ

حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے سنا' جس سال وہ حج کے لیے گئے ہوئے تھے' منبر نبوی پر کھڑے ہو کر انہوں نے پیشانی کے بالوں کا ایک گچھا لیا جو ان کے چوکیدار کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا اے مدینہ والو! تمہارے علما کدھر گئے (یعنی کیا تم کو منع کرنے والے علما ختم ہوگئے ہیں) میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے اس طرح (بال جوڑنے کی) ممانعت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل پر بربادی اس وقت آئی جب (شریعت کے خلاف) ان کی عورتوں نے اس طرح (یعنی مصنوعی بال لگا کر) بال سنوارنے شروع کر دیئے تھے۔

## (35) باب النهي عن التزوير في اللباس وغيره والتشبع بما لم يعط

## لباس سے فریب دینے اور جو حاصل نہ ہو اس پر شیخی بگھارنے کی ممانعت

١٣٧٩ ـ حديث اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا ' اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ لِی ضَرَّةً فَهَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ اِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِی غَيْرَ الَّذِی يُعْطِيْنِی ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ )) ـ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک خاتون نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میری سوکن ہے' اگر اپنے شوہر کی طرف سے ان چیزوں کے حاصل ہونے کی بھی (فرضی) داستانیں اسے سناؤں جو حقیقت میں میرا شوہر مجھے نہیں دیتا تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ جو چیز حاصل نہ ہو اس پر فخر کرنے والا اس شخص جیسا ہے جو فریب کا جوڑا یعنی (دوسروں کے کپڑے) مانگ کر پہنے اور لوگوں میں یہ ظاہر کرے کہ یہ کپڑے میرے ہیں۔

**لغوی توضیح** ضَرَّةً سوکن۔ اَلْمُتَشَبِّعُ کسی بھی ایسی چیز کے ساتھ خود کو سیر ظاہر کرنا جو اسے نہیں دی گئی۔ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ اس کی مانند ہے جس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہنے ہوں۔ یعنی سر سے قدم تک جھوٹ سے ڈھکا ہوا اور یہ جھوٹ کی انتہاء ہے۔ جھوٹ کے کپڑے کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی نافرمان متقی و پرہیزگار کا رُوپ دھار لے، اسی طرح کوئی جاہل علما کی صورت اختیار کر لے۔

١٣٧٨ ـ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 54 باب حدثنا ابو الیمان (3468) مسلم (2127) ترمذی (2781) ـ
١٣٧٩ ـ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 106 باب المتشبع بما لم ینل وما ینهی من افتخار الضرة ، مسلم (2129) ـ

[38] كتاب الأدب
آداب کا بیان

(1) باب النهي عن التكني بابي القاسم و بيان ما يستحب من الاسماء

ابوالقاسم بطور کنیت اختیار کرنے کی ممانعت اور اچھے ناموں کا بیان

۱۳۸۰ ـ حديث انس ﷺ قَالَ : دَعَا رَجُلٌ بِالْبَقِيعِ ' يَا اَبَا الْقَاسِمِ ! فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : لَمْ اَعْنِكَ ـ قَالَ : ((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي )) ـ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے بقیع میں (کسی کو) پکارا ابوالقاسم۔ نبی ﷺ نے اس کی طرف دیکھا' تو اس شخص نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پکارا' اس دوسرے آدمی کو پکارا تھا۔ آپ نے فرمایا' میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

فہم الحدیث: اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے نام (محمد یا احمد) پر نام رکھا جا سکتا ہے لیکن کنیت (ابوالقاسم) پر کنیت نہیں رکھی جا سکتی۔ جمہور اہل علم کا کہنا ہے کہ ابوالقاسم کنیت نہ رکھنے کا حکم صرف نبی ﷺ کی زندگی کے ساتھ ہی خاص تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ کہیں کوئی شخص اس کنیت والے آدمی کو پکارے تو آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں جبکہ اس نے آپ کو پکارا ہی نہ ہو' یقیناً یہ چیز آپ ﷺ کے ادب کے منافی تھی' اس لیے اس سے منع کر دیا گیا۔ لہٰذا یہ ممانعت صرف آپ ﷺ کی زندگی میں ہی تھی' اب جو چاہے یہ کنیت رکھ سکتا ہے۔ اور ایک صحیح حدیث میں بھی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پوچھا' اگر آپ کے بعد میرے ہاں بیٹا پیدا ہو تو میں اس کی کنیت آپ کی کنیت (ابوالقاسم) پر رکھ دوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں۔ (1)

۱۳۸۱ ـ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ ﷺ' قَالَ : وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ' فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ ـ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ : لَا نَكْنِيْكَ اَبَا الْقَاسِمِ ' وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَسَمَّيْتُهُ الْقَاسِمَ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لَا نَكْنِيْكَ اَبَا الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا ـ فَقَالَ النَّبِيُّ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا' تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ انصار کہنے لگے کہ ہم تمہیں ابوالقاسم کہہ کر کبھی نہیں پکاریں گے' اور ہم تمہاری آنکھ کو ٹھنڈی نہیں کریں گے۔ یہ سن کر وہ انصاری آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یارسول اللہ! میرے گھر ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ میں نے اس کا نام قاسم رکھا ہے تو انصار کہتے ہیں کہ ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں پکاریں گے۔ اور تیری آنکھ ٹھنڈی نہیں کریں

۱۳۸۰ ـ البخاري في: 34 كتاب البيوع: 49 باب ما ذكر في الاسواق (2120) مسلم (2131) ترمذي (2844) ـ
۱۳۸۱ ـ البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 7 باب قول الله تعالى "فإن لله خمسه" (3114) مسلم (2133) ـ

(1) [صحيح : صحيح الأدب المفرد للألباني (647) ابو داود (4967) ترمذی (2843)]

ﷺ: ((اَحْسَنَتِ الْاَنْصَارُ، سَمُّوا بِاسْمِي، وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ)).

گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' انصار نے ٹھیک کہا ہے۔ میرے نام پر نام رکھو' لیکن میری کنیت مت رکھو' کیونکہ قاسم میں ہوں۔

١٣٨٢۔ حديث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ، فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ، فَقُلْنَا: لَا نَكْنِيكَ اَبَا الْقَاسِمِ، وَلَا كَرَامَةَ۔ فَاَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ((سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ)).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک صاحب کے یہاں بیٹا پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہم تم کو ابوالقاسم کہہ کر نہیں پکاریں گے (کیونکہ ابوالقاسم آپ ﷺ کی کنیت تھی) اور نہ ہم تمہاری عزت کے لیے ایسا کریں۔ ان صاحب نے اس کی خبر آپ ﷺ کو دی' تو آپ نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لے۔

١٣٨٣۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ رکھو۔

### (3) باب استحباب تغيير الاسم القبيح الى حسن و تغيير اسم برة الى زينب وجويرية و نحوها

### نامناسب نام کو اچھے نام سے بدلنا مستحب ہے اور برہ کو زینب اور جویریہ وغیرہ سے بدلنا

١٣٨٤۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، اَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ، فَقِيلَ تُزَكِّي نَفْسَهَا۔ فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نام برّہ (نیکوکار) تھا۔ کہا جانے لگا کہ وہ اپنی پاکی ظاہر کرتی ہیں! چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا نام زینب رکھا۔

**فهم الحديث** ایک روایت میں ہے کہ ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام بھی پہلے برہ تھا، پھر آپ ﷺ نے تبدیل کر کے جویریہ رکھ دیا۔[1] اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا تو آپ ﷺ نے بدل کر جمیلہ (خوبصورت) رکھ دیا۔[2]

### (4) باب تحريم التسمي بملك الاملاك و بملك الملوك

### ملک الاملاک (شہنشاہ، بادشاہوں کا بادشاہ) وغیرہ نام رکھنا حرام ہے

١٣٨٥۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

---

١٣٨٢۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 105 باب احب الاسماء إلى الله عز وجل۔
١٣٨٣۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 20 باب كنية النبي ﷺ (3539) مسلم (2134) دارمي (2693)۔
١٣٨٤۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 108 باب تحويل الاسم إلى اسم احسن منه (6192) مسلم (2141)۔
١٣٨٥۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 114 باب ابغض الاسماء عند الله (6205) مسلم (2143) ترمذي (2837)۔

① [مسلم (2140) ابو داود (1503)]　② [مسلم (2139) ابو داود (4952)]

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( اَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمّٰى بِمَلِكِ الْاَمْلَاكِ )) ۔

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام اس کا ہوگا جو اپنا نام ملک الاملاک (شہنشاہ) رکھے۔

**لغوی توضیح** اَخْنَعُ بدترین، قبیح ترین۔ مَلِكُ الْاَمْلَاكِ بادشاہوں کا بادشاہ، شہنشاہ۔ یہ نام اس لیے منع ہے کیونکہ یہ صرف اللہ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ ایک روایت میں اس سے منع کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے علاوہ کوئی بادشاہ نہیں۔[1]

## (5) باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته وحمله الى صالح يحنكه و جواز تسميته بعبد الله و ابراهيم وسائر اسماء الانبياء عليهم السلام

## بچے کی ولادت کے فوراً بعد گھٹی دینا اور کسی صالح انسان کے پاس لے جا کر گھٹی دلوانا مستحب ہے اور پیدائش کے دن نام رکھنا بہتر ہے نیز عبداللہ، ابراہیم اور دیگر تمام انبیا کے نام رکھنا مستحب ہے

۱۳۸۶۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ ابْنٌ لِاَبِي طَلْحَةَ يَشْتَكِي: فَخَرَجَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ ۔ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ طَلْحَةَ، قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِي؟ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ: هُوَ اَسْكَنُ مَا كَانَ ۔ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعَشَاءَ، فَتَعَشّٰى، ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا ۔ فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَتْ: وَارِ الصَّبِيَّ ۔ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَاَخْبَرَهُ ۔ فَقَالَ: (( اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟)) قَالَ: نَعَمْ ۔ قَالَ: (( اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا )) فَوَلَدَتْ غُلَامًا ۔ قَالَ لِي اَبُوْ طَلْحَةَ: اِحْفَظْهُ حَتّٰى تَاْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَاَتٰى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، وَاَرْسَلَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: (( اَمَعَهُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا۔ اور وہ خود کہیں باہر گئے ہوئے تھے کہ بچے کا انتقال ہوگیا۔ جب وہ (تھکے ماندے) واپس آئے تو پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ ان کی بیوی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ پہلے سے زیادہ سکون کے ساتھ ہے۔ پھر بیوی نے ان کے سامنے رات کا کھانا رکھا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد انہوں نے ان کے ساتھ ہم بستری کی۔ پھر جب فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ بچے کو دفن کر دو۔ صبح ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تم نے رات ہم بستری بھی کی تھی؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ آپ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما۔ پھر ان کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو مجھ سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے حفاظت کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے جاؤ۔ چنانچہ وہ بچہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لائے اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بچے کے ساتھ کچھ کھجوریں بھیجیں۔

---

۱۳۸۶۔ البخاری فی: 71 کتاب العقیقۃ: 1 باب تسمیۃ المولود غداۃ یولد لمن لم یعق عنہ، مسلم (2144)۔

[1] [مسلم (2143) ابن حبان (5835)]

شَيْءٌ ؟ )) قَالُوا : نَعَمْ ' تَمَرَاتٌ - فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ ' فَمَضَغَهَا ' ثُمَّ اَخَذَ مِنْ فِيْهِ ' فَجَعَلَهَا فِي فِيِّ الصَّبِيِّ ' وَحَنَّكَهُ بِهِ ' وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ -

آنحضرت ﷺ نے بچے کو لیا اور دریافت فرمایا کہ اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جی ہاں' کھجوریں ہیں۔ آپ ﷺ نے (کھجور کو) چبایا اور پھر اسے اپنے منہ میں سے نکال کر بچے کے منہ میں رکھ دیا اور اس سے بچے کے تحنیک کی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

**لغوی توضیح** اَسْكَنُ وہ زیادہ سکون میں ہے۔ اَلْعَشَاءَ شام کا کھانا۔ وَارِ الصَّبِيَّ بچے کو چھپا دو یعنی دفن کر دو۔ اَعْرَسْتُمْ تم نے ہم بستری کی ہے۔ فَمَضَغَهَا اسے چبایا۔ حَنَّكَهُ اسے گھٹی دی۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ بچے کو گھٹی دینا یا کسی بزرگ سے گھٹی دلوانا مستحب ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ نومولود کو گھٹی دینا بالاجماع سنت ہے۔[1] یہ بھی معلوم ہوا کہ پیدائش کے روز بھی بچے کا نام رکھا جا سکتا ہے۔

١٣٨٧ - حديث اَبِي مُوْسَى ﷺ قَالَ : وُلِدَ لِي غُلَامٌ ' فَاَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ ' فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِيْمَ ' فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ دَفَعَهُ اِلَيَّ وَكَانَ اَكْبَرَ وَلَدِ اَبِي مُوْسَى -

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور کو اپنے دندان مبارک سے نرم کر کے اسے چٹایا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی' پھر مجھے دیا۔ یہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔

١٣٨٨ - حديث اَسْمَاءَ رضى الله عنها ' اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ - قَالَتْ : فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ ' فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ - ثُمَّ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ ' فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ - ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ' ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيْهِ - فَكَانَ اَوَّلُ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ - ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ ر بَرَّكَ عَلَيْهِ ' وَكَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الاِسْلَامِ-

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ میرے پیٹ میں تھے۔ انہی دنوں جب حمل کی مدت بھی پوری ہو چکی تھی' میں مدینہ کے لیے روانہ ہوئی۔ یہاں پہنچ کر میں نے قبا میں پڑاؤ کیا اور یہیں عبداللہ پیدا ہوئے۔ پھر میں انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی گود میں رکھ دیا۔ آپ نے ایک کھجور طلب فرمائی اور اسے چبا کر آپ ﷺ نے عبداللہ کے منہ میں رکھ دیا۔ چنانچہ سب سے پہلی چیز جو عبداللہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضور ﷺ کا لعاب مبارک تھا اور اس کے بعد آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور اللہ سے ان کے لیے برکت طلب کی۔ عبداللہ سب سے پہلے بچے ہیں جن کی پیدائش ہجرت کے بعد ہوئی۔

١٣٨٧ - البخاري في: 71 كتاب العقيقة: 1 باب تسمية المولود غداة يولد لمن ...(5467) مسلم (2145) -
١٣٨٨ - البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 45 باب هجرة النبي ﷺ واصحابه إلى المدينة (3909) مسلم (2146) -

[1] [شرح مسلم للنووی (7/ 247)]

لغوی توضیح: حِجْرِهِ آپ کی گود۔ تَفَلَ آپ نے تھوکا۔ رِیق لعاب۔ بَرَّكَ برکت کی دعا دی۔

١٣٨٩۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، حِينَ وُلِدَ، فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ، وَأَبُو أُسَيْدٍ جَالِسٌ، فَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمَرَ أَبُو أُسَيْدٍ بِابْنِهِ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ ﷺ، فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: (( أَيْنَ الصَّبِيُّ؟ )) فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: قَلَبْنَاهُ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: (( مَا اسْمُهُ )) قَالَ: فُلَانٌ۔ قَالَ: (( وَلٰكِنْ اسمه الْمُنْذِرِ )) فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ منذر بن ابی اسید رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو انہیں نبی ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے بچے کو اپنی ران پر رکھ لیا۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کسی چیز میں جو سامنے تھی، مصروف ہو گئے۔ (اور بچے کی طرف سے توجہ ہٹ گئی) ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بچے کے متعلق حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ کی ران سے اسے اٹھا لیا گیا۔ پھر جب آپ ﷺ متوجہ ہوئے تو فرمایا، بچہ کہاں ہے؟ ابو اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم نے اسے گھر بھیج دیا۔ آپ نے پوچھا، اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا کہ فلاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، بلکہ اس کا نام منذر ہے۔ چنانچہ اسی دن رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہی نام منذر رکھا۔

لغوی توضیح: فَلَهَا آپ مشغول ہو گئے۔ اسْتَفَاقَ مشغولیت سے فراغت ہوئی، افاقہ ہوا۔

١٣٩٠۔ حديث أَنَسٍ: قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا۔ وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ أَبُو عُمَيْرٍ، فَطِيمٌ۔ وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَالَ: (( يَا أَبَا عُمَيْرٍ، مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟ )) نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ حسنِ اخلاق میں سب لوگوں سے بڑھ کر تھے۔ میرا ایک بھائی ابو عمیر تھا۔ میرا خیال ہے کہ بچے کا دودھ چھوٹ چکا تھا۔ آنحضرت ﷺ جب تشریف لاتے تو اس سے مزاحاً فرماتے۔ اے ابو عمیر! تمہاری چڑیا کا کیا حال ہے؟ وہ اس کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔

لغوی توضیح: فَطِيمًا جس بچے کی دودھ پینے کی مدت (یعنی دو سال) پوری ہو چکی ہو اور وہ دودھ چھوڑ چکا ہو۔ يَا أَبَا عُمَيْرٍ اے ابو عمیر (معلوم ہوا کہ چھوٹے بچے کی بھی کنیت رکھی جا سکتی ہے)۔ النُّغَيْرُ چھوٹا پرندہ۔

## (7) باب الاستئذان

## گھر کے اندر آنے کی اجازت مانگنے کا بیان

١٣٩١۔ حديث أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تشریف لائے جیسے گھبرائے ہوئے

١٣٨٩۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 108 باب تحویل الاسم إلی اسم احسن منه (6191) مسلم (2149)۔

١٣٩٠۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 112 باب الکنیة للصبی قبل ان یولد للرجل۔

١٣٩١۔ البخاری فی: 79 کتاب الاستئذان: 13 باب التسلیم والاستئذان ثلاثًا (2062) مسلم (2153) ترمذی (2690)۔

الْاَنْصَارِ اِذْ جَاءَ اَبُوْ مُوْسَى كَاَنَّهُ مَذْعُوْرٌ ۔ فَقَالَ: اسْتَاْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي، فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ قُلْتُ اِسْتَاْذَنْتُ ثَلَاثًا، فَلَمْ يُؤْذَنْ فَرَجَعْتُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ)) فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَتُقِيْمَنَّ عَلَيْهِ بَيِّنَةً ۔ اَمِنْكُمْ اَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَقَالَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: وَاللّٰهِ! لَا يَقُوْمُ مَعَكَ اِلَّا اَصْغَرُ الْقَوْمِ، فَكُنْتُ اَصْغَرَ الْقَوْمِ، فَقُمْتُ مَعَهُ فَاَخْبَرْتُ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذٰلِكَ ۔

ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ اس لیے واپس چلا آیا (جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا) تو انہوں نے دریافت کیا کہ (اندر آنے میں) کیا بات مانع تھی؟ میں نے کہا کہ میں نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت مانگی اور جب مجھے کوئی جواب نہ ملا تو واپس چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی سے تین مرتبہ اجازت چاہے اور اجازت نہ ملے تو واپس چلے جانا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ تمہیں اس حدیث کی صحت کے لیے کوئی گواہ لانا ہوگا (حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے مجلس والوں سے پوچھا) کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہو؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ (اس کی گواہی دینے کو) جماعت میں سب سے کم عمر شخص کے سوا اور کوئی نہیں کھڑا ہوگا۔ ابوسعید نے کہا اور میں ہی جماعت کا وہ سب سے کم عمر آدمی تھا۔ میں ان کے ساتھ اٹھ کر گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ واقعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے۔

**لغوی توضیح** مَذْعُوْرٌ خائف، گھبرائے ہوئے۔ یہ گھبراہٹ عمر رضی اللہ عنہ کے غصہ کی وجہ سے تھی اور عمر رضی اللہ عنہ کا غصہ محض قبولِ حدیث کے سلسلے میں احتیاط کی غرض سے تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے تین مرتبہ اجازت لینی چاہیے (بذریعہ سلام یا آواز)۔ اگر اجازت ملے تو داخل ہونا چاہیے اور اگر نہ ملے یا کوئی جواب نہ آئے تو واپس لوٹ جانا چاہیے۔

## (8) باب كراهة قول المستأذن أنا اذا قيل من هذا؟

## گھر میں آنے والے سے پوچھا جائے کون ہے تو مَیں کہنا مکروہ ہے

١٣٩٢ ۔ حديث جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى اَبِي فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ: ((مَنْ ذَا؟)) فَقُلْتُ: اَنَا، فَقَالَ: ((اَنَا اَنَا!)) كَاَنَّهُ كَرِهَهَا ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس قرض کے بارے میں حاضر ہوا جو میرے والد پر تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے میں نے کہا مَیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا مَیں، مَیں۔ جیسے آپ نے اس جواب کو ناپسند فرمایا ہو۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ گھر کے اندر سے پوچھا جائے کہ کون ہے تو مَیں کہنے کی بجائے اپنا نام بتانا چاہیے۔

١٣٩٢ ۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 17 باب إذا قال من ذا فقال انا (6250) مسلم (2155) ابو داود (5187) ۔

## (9) باب تحريم النظر في بيت غيره

## دوسرے کے گھر میں جھانکنا حرام ہے

١٣٩٣ - حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ ﷺ اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ، وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ - فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْ اَعْلَمُ اَنْ تَنْتَظِرَنِي لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنَيْكَ )) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( اِنَّمَا جُعِلَ الاِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ )) -

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے دروازے کے ایک سوراخ سے اندر جھانکنے لگا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس لوہے کا کنگھا تھا جس سے آپ سر جھاڑ رہے تھے۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم (جھانکتے ہوئے) میرا انتظار کر رہے ہو تو میں اسے تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ (گھر کے اندر آنے کی) اجازت لینے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اسی لیے تو ہے کہ نظر نہ پڑے۔

**لغوی توضیح** اطَّلَعَ جھانکا، دیکھا۔ جُحْر سوراخ۔ مِدْرًى لوہے کا کنگھا۔

١٣٩٤ - حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ - بِمِشْقَصٍ، اَوْ بِمَشَاقِصَ، فَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعُنَهُ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نبی ﷺ کے کسی حجرہ میں جھانک کر دیکھنے لگے تو آنحضور ﷺ ان کی طرف تیر کا پھل یا بہت سے پھل لے کر بڑھے، گویا میں آنحضور ﷺ کو دیکھ رہا ہوں۔ ان صاحب کی طرف آپ ﷺ اس طرح چپکے چپکے تشریف لائے۔ گویا آپ وہ پھل انہیں چبھو دیں گے۔

**لغوی توضیح** مِشْقَص تیر کا پھل۔ يَخْتِلُ چھپ کر جانا۔

١٣٩٥ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ: (( لَوِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِكَ اَحَدٌ وَلَمْ تَاْذَنْ لَهُ، خَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَاْتَ عَيْنَهُ، مَاكَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ ))-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص تیرے گھر میں (کسی سوراخ یا جنگلے وغیرہ سے) تم سے اجازت لیے بغیر جھانک رہا ہو تو اسے کنکری مارو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی سزا نہیں ہے۔

**لغوی توضیح** خَذَفْتَهُ تو پھینکے اس پر۔ حَصَاة کنکری۔ فَقَاْتَ تو پھوڑ دے۔ عَيْنَهُ اس کی آنکھ۔

**فهم الحديث** ان روایات سے معلوم ہوا کہ کسی کے گھر میں چھپ کر دیکھنا منع ہے اور اگر کوئی چھپ کر دیکھتا ہوا مل جائے تو گھر والے کوئی چیز مار کر اس کی آنکھ بھی پھوڑ دیں تو ان پر کوئی قصاص و دیت نہیں۔

---

١٣٩٣ - البخاري في 87 كتاب الديات: 23 باب من اطلع في بيت قوم...(5924) مسلم (2156) ترمذي (2709) -
١٣٩٤ - البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 11 باب الاستئذان من اجل البصر (6242) مسلم (2157) ابوداود (5171)-
١٣٩٥ - البخاري في: 87 كتاب الديات: 15 باب من اخذ حقه او اقتص دون السلطان (6888) مسلم (2158) -

## (1) باب یسلم الراکب علی الماشی والقلیل علی الکثیر

## سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ کو سلام کریں

١٣٩٦ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ : قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ (( يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ )) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے پیدل چلنے والے بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو۔

**فھم الحدیث** اہل علم نے مذکورہ سلام کی ترتیب کو ملحوظ رکھنے کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ سوار پیدل کو اس لیے سلام کرنے میں پہل کرے تاکہ سواری کی نعمت کی وجہ سے اس میں تکبر نہ آجائے اور اس میں تواضع پیدا ہو جائے۔ راہگیر بیٹھے ہوئے کو پہلے سلام اس لیے کرے کیونکہ بیٹھنے والے کے لیے بار بار ہر راہگیر کی طرف متوجہ ہو کر اسے سلام کرنا مشکل ہے۔ کم تعداد زیادہ تعداد کو اس وجہ سے پہلے سلام کرے کیونکہ کثرت کو قلت پر تفوق و برتری حاصل ہے۔ (واللہ اعلم)

## (3) باب من حق المسلم للمسلم رد السلام

## مسلمانوں کے ایک دوسرے پر جو حقوق ہیں ان میں سے ایک حق دوسرے مسلمان کے سلام کا جواب دینا ہے

١٣٩٧ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُوْلُ : (( حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ : رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ )) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں؛ سلام کا جواب دینا۔ مریض کی عیادت کرنا۔ جنازے کے ساتھ چلنا۔ دعوت قبول کرنا۔ اور چھینک پر (اس کے الحمد للہ کے جواب میں) یرحمك اللہ کہنا۔

**فھم الحدیث** ایک دوسری روایت میں چھ حقوق کا ذکر ہے اور چھٹا حق یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان تجھ سے خیر خواہی طلب کرے تو اس کی خیر خواہی کر۔①

---

١٣٩٦ ـ البخاری فی: 79 کتاب الاستئذان: 5 باب تسلیم الراکب علی الماشی (6232) مسلم (2160) بغوی (3304) ـ
١٣٩٧ ـ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 2 باب الامر باتباع الجنائز (1240) مسلم (2162) ابو داود (5030) ـ

① [مسلم (2162) ترمذی (2737)]

## (4) باب النهي عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام و كيف يرد عليهم

## اہل کتاب کو سلام پہلے کرنا منع ہے ان کے سلام کا جواب کس طرح دیا جائے

١٣٩٨ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ، فَقُولُوا : وَعَلَيْكُمْ )) .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم اس کے جواب میں صرف وعلیکم کہو۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ اگر یہود و نصاریٰ میں سے کوئی سلام کرے تو اس کے جواب میں صرف وعلیکم کہنا چاہیے۔ اس کا سبب اگلی احادیث میں مذکور ہے کہ وہ جب سلام کرتے ہیں تو السلام علیکم (تم پر سلامتی ہو) کی جگہ السام علیکم (تمہیں موت آئے) کہتے ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا ان کے جواب میں انہیں سلامتی کی دعا دینے کی بجائے صرف یہی کہہ دو وعلیکم (اور تم پر بھی، یعنی جو دعا تم نے ہمیں دی وہی تمہارے لیے بھی ہو)۔

١٣٩٩ - حديث عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : (( إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُودُ فَإِنَّمَا يَقُولُ أَحَدُهُمْ : السَّامُ عَلَيْكَ. فَقُلْ : وَعَلَيْكَ )) .

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تمہیں یہودی سلام کریں اور اگر ان میں سے کوئی السام علیك کہے تو تم اس کے جواب میں صرف وعلیك (اور تمہیں بھی) کہہ دیا کرو۔

١٤٠٠ - حديث عَائِشَةَ، قَالَتْ : دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالُوا : السَّامُ عَلَيْكَ فَفَهِمْتُهَا، فَقُلْتُ : عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ . فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (( مَهْلًا ، يَا عَائِشَةُ ! فَإِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ )) فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ ! أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : (( فَقَدْ قُلْتُ : وَعَلَيْكُمْ )) .

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ السام علیك (تمہیں موت آئے) میں ان کی بات سمجھ گئی اور میں نے جواب دیا علیکم السام واللعنة (تمہارے اوپر موت اور اللہ کی لعنت ہو) آنحضرت ﷺ نے فرمایا عائشہ صبر سے کام لے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ان کا جواب دے دیا تھا کہ وعلیکم (اور تمہیں بھی)۔

## (5) باب استحباب السلام على الصبيان

## بچوں کو سلام کرنا مستحب ہے

١٤٠١ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام

١٣٩٩ - البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 22 باب كيف يُرَدّ على اهل الذمة السلام (6257) مسلم (2164)۔
١٤٠٠ - البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 22 باب كيف يُرَدّ على اهل الذمة السلام (6024) مسلم (2165)۔
١٤٠١ - البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 15 باب التسليم على الصبيان (6247) مسلم (2168) ابو داود (5202) ۔

اللّٰهِ عنه ' اَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ ' فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ - وَقَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ' يَفْعَلُهُ -

کیا اور فرمایا کہ نبی ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

## (7) باب اباحة الخروج للنساء لقضاء حاجة الانسان

## عورتوں کو قضائے حاجت کے لیے باہر نکلنا جائز ہے

١٤٠٢ - حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' قَالَتْ : خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَمَا ضُرِبَ الْحِجَابُ لِحَاجَتِهَا ' وَكَانَتِ امْرَاَةً جَسِيمَةً لاَ تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَآهَا عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ ' فَقَالَ : يَا سَوْدَةُ ! اَمَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِيْنَ - قَالَتْ : فَانْكَفَاتْ رَاجِعَةً وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِي ' وَاِنَّهُ لَيَتَعَشَّى ' وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ - فَدَخَلَتْ ' فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنِّي خَرَجْتُ لِبَعْضِ حَاجَتِي ' فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَ كَذَا - قَالَتْ : فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ - ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَاِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ ' مَاوَضَعَهُ - فَقَالَ : (( اِنَّهُ قَدْ اُذِنَ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ )) -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد قضائے حاجت کے لیے نکلیں۔ وہ بہت بھاری بھر کم تھیں۔ جو انہیں جانتا تھا' اس سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ راستے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا اور کہا کہ اے سودہ! ہاں خدا کی قسم! آپ ہم سے اپنے آپ کو نہیں چھپا سکتیں' دیکھئے تو آپ کس طرح باہر نکلی ہیں۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اُلٹے پاؤں وہاں سے واپس آ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے حجرہ میں تشریف رکھتے تھے اور رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں اس وقت گوشت کی ایک ہڈی تھی۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے داخل ہوتے ہی کہا' یارسول اللہ! میں قضائے حاجت کے لیے نکلی تھی تو عمر نے مجھ سے یہ باتیں کیں۔ پھر آپ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہوئی' ہڈی اب بھی آپ کے ہاتھ میں تھی' آپ نے اسے رکھا نہیں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) قضائے حاجت کے لیے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

**لغوی توضیح:** امْرَاَةً جَسِيمَةً بڑے جسم والی۔ عَرْقٌ ہڈی جس پر گوشت ہو۔

## (8) باب تحريم الخلوة بالاجنبية والدخول عليها

## اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا اور اگر وہ تنہا ہو تو اس کے گھر میں جانا حرام ہے

١٤٠٣ - حديث عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : (( اِيَّاكُمْ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ اس پر قبیلہ انصار کے ایک صحابی

١٤٠٢ - البخاری فی 65 كتاب التفسير: 33 سورة الاحزاب: 8 باب قوله "لا تدخلوا..." (146) مسلم (2170) -

١٤٠٣ - البخاری فی: 67 كتاب النكاح: 111 باب لا يخلون رجل بامراة...(5232) مسلم (2172) ترمذی (1171) -

وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ )) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ: (( اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ )) ۔

نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ (وہ اپنی بھاوج کے سامنے جا سکتا ہے یا نہیں؟) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیور یا (جیٹھ) کا جانا ہی تو ہلاکت ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْحَمْو دیور (شوہر کا بھائی)۔ اَلْمَوْت موت کی مانند ہے۔ یعنی اجنبی افراد کی بہ نسبت اس کا خلوت اختیار کرنا زیادہ آسان ہے کیونکہ یہ گھر میں ہی ہوتا ہے، لہٰذا اس کے لیے ممانعت دوسروں سے زیادہ سخت ہے۔

## (9) باب بیان انه یستحب لمن رؤی خالیا بامراة وکانت زوجة او محرما له ان یقول هذه فلانة لیدفع ظن السوء به

## اگر کوئی شخص عورت کے ساتھ خلوت میں ہو اور وہ اس کی بیوی یا محرم ہو تو دیکھنے والے کو بتا دے کہ میری بیوی یا محرم ہے تا کہ اس کو بدگمانی نہ ہو

١٤٠٤ ۔ حدیث صَفِيَّةَ رضی الله عنها ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، اَنَّهَا جَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، تَزُوْرُهُ فِي اعْتِكَافِهِ ، فِي الْمَسْجِدِ ، فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ۔ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ ۔ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَهَا يَقْلِبُهَا ، حَتّٰى اِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ ، عِنْدَ بَابِ اُمِّ سَلَمَةَ ، مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ : (( عَلٰى رِسْلِكُمَا ، اِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ )) فَقَالَا : سُبْحَانَ اللّٰهِ ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( اِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ ، وَاِنِّي خَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا )) ۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ صفیہ رضی اللہ عنہا رمضان کے آخری عشرہ میں، جب رسول ﷺ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ سے ملنے مسجد میں آئیں۔ تھوڑی دیر تک باتیں کیں، پھر واپس ہونے کے لیے کھڑی ہوئیں۔ نبی ﷺ بھی انہیں پہنچانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ جب وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے سے قریب والے مسجد کے دروازے پر پہنچیں، تو دو انصاری آدمی اُدھر سے گزرے اور نبی ﷺ کو سلام کیا۔ آپ نے فرمایا کسی سوچ کی ضرورت نہیں، یہ تو (میری بیوی) صفیہ بنت حی ہیں۔ ان دونوں صحابیوں نے عرض کیا، سبحان اللہ! یا رسول اللہ! ان پر آپ کا جملہ بڑا شاق گزرا۔ آپ نے فرمایا کہ شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں دوڑتا رہتا ہے۔ مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں وہ کوئی بدگمانی نہ ڈال دے۔

**لغوی توضیح** عَلٰى رِسْلِكُمَا آرام سے چلو، جلدی چلنے کی ضرورت نہیں (یہ میری بیوی صفیہ ہیں)۔

١٤٠٤ ۔ البخاری فی: 33 کتاب الاعتکاف: 8 باب هل یخرج المعتکف لحوائجه...(2035) مسلم (2175) ۔

## (10) باب من اتى مجلسا فوجد فرجة فجلس فيها والا وراء هم

## جو شخص مجلس میں آئے اسے چاہیے کہ اگر گنجائش ہو تو درمیان میں ورنہ پیچھے بیٹھ جائے

١٤٠٥۔ حديث أبي واقد الليثي رضي الله عنه ' أن رسول الله ﷺ ' بينما هو جالس في المسجد ' والناس معه ' إذ أقبل ثلاثة نفر ' فأقبل اثنان إلى رسول الله ﷺ ' وذهب واحد ' قال : فوقفا على رسول الله ﷺ فأما أحدهما فرأى فرجة في الحلقة ' فجلس فيها ۔ وأما الآخر فجلس خلفهم وأما الثالث فأدبر ذاهبا ۔ فلما فرغ رسول الله ﷺ ' قال : (( ألا أخبركم عن النفر الثلاثة؟ وأما أحدهم فأوى إلى الله فآواه الله ' وأما الآخر فاستحيا فاستحيا الله منه ' وأما الآخر فأعرض فأعرض الله عنه )) ۔

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ (ایک مرتبہ) رسول ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور لوگ آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ تین آدمی وہاں آئے۔ (ان میں سے) دو رسول ﷺ کے سامنے پہنچ گئے اور ایک واپس چلا گیا۔ (راوی کہتے ہیں کہ) پھر وہ دونوں رسول ﷺ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ان میں سے ایک نے (جب) مجلس میں (ایک جگہ کچھ) گنجائش دیکھی' تو وہاں بیٹھ گیا' اور دوسرا اہل مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور تیسرا جو تھا وہ لوٹ گیا۔ رسول ﷺ جب (اپنی گفتگو سے) فارغ ہوئے (تو صحابہ کرام سے) فرمایا کہ کیا میں تمہیں تین آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تو (سنو) ان میں سے ایک نے اللہ سے پناہ چاہی' اللہ نے اسے پناہ دی۔ اور دوسرے کو شرم آئی تو اللہ بھی اس سے شرمایا (کہ اسے بھی بخش دیا) اور تیسرے شخص نے منہ موڑا' تو اللہ نے (بھی) اس سے منہ موڑ لیا۔

**لغوی توضیح:** فُرْجَةً کشادگی، دو آدمیوں کے درمیان خالی جگہ۔ اَلْحَلْقَةِ دائرے کی صورت میں بیٹھے ہوئے لوگ۔ فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ اللہ سے پناہ چاہی (اور وہ اہل ایمان کی مجلس میں داخل ہو گیا)۔ وَأَمَّا الآخَرُ فَاسْتَحْيَا دوسرے کو حیاء آگئی (کہ جب اسے جگہ نہ ملی تو واپس پلٹنے کی بجائے پیچھے ہی بیٹھ گیا)۔ فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ اللہ کو بھی اس سے حیاء آئی (کہ اس کے گناہوں کا حساب لے تو اس نے اس کے گناہ بھی بخش دیئے اور اسے بقیہ اہل مجلس کی طرح اجر و ثواب سے بھی نواز دیا)۔ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ اللہ نے بھی اس سے منہ موڑ لیا (یعنی نہ اسے اجر دیا اور نہ اس کے گناہ معاف کیے)۔

## (11) باب تحريم اقامة الانسان من موضعه المباح الذى سبق اليه

## کسی شخص کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا حرام ہے بشرطیکہ وہ جگہ جس پر وہ پہلے سے بیٹھا تھا ایسی ہو جس پر بیٹھنا مباح ہو

١٤٠٦۔ حديث ابن عمر رضي الله عنهما ' عن النبي ﷺ ' قال : (( لا يقيم

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ خو

١٤٠٥۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 8 باب من قعد حيث ينتهي به المجلس (66) مسلم (2176) ترمذی (2724) ۔

١٤٠٦۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 31 باب لا يقيم الرجل الرجل من مجلسه (911) مسلم (2177) ۔

الرَّجُلَ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ ))۔ وہاں بیٹھ جائے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ جو شخص کسی مجلس میں پہلے آ کر بیٹھ جائے وہی اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے اسے وہاں سے اٹھانا نہیں چاہیے بلکہ مجلس میں اگر جگہ تنگ ہو تو سب کو چاہیے کہ ذرا سکڑ جائیں تا کہ مجلس وسیع ہو سکے۔ البتہ اگر کوئی خود ہی اپنی جگہ چھوڑ کر چلا جائے تو پھر کوئی دوسرا بھی وہاں بیٹھ سکتا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں وہ جگہ مراد ہے جو تمام مسلمانوں کے لیے ہے مثلاً مسجد' مدرسہ' بازار وغیرہ اور اگر کوئی کسی کی ذاتی جگہ (مثلاً گھر یا دکان) میں بلا اجازت آ کر بیٹھ جائے تو اسے وہاں سے اٹھایا جا سکتا ہے۔

## (13) باب من المخنث من الدخول على النساء الاجانب

## ہیجڑا اجنبی عورتوں کے پاس نہ جائے

١٤٠٧ - حديث أُمِّ سَلَمَةَ رضی الله عنها ' قَالَتْ : دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ ' وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ ' فَسَمِعَهُ يَقُوْلُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أُمَيَّةَ : يَا عَبْدَ اللهِ ! اَرَاَيْتَ اِنْ فَتَحَ اللهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا ' فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ ' فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ ' وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ ۔ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( لَا يَدْخُلُ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ ))۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میرے پاس ایک مخنث بیٹھا ہوا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ وہ عبداللہ بن امیہ سے کہہ رہا تھا کہ اے عبداللہ! دیکھو اگر کل اللہ تعالیٰ نے طائف کی فتح تمہیں عنایت فرمائی تو غیلان بن سلمہ کی بیٹی (بادیہ) کو لے لینا۔ وہ جب سامنے آتی ہے تو پیٹ پر چار بل اور پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ بل دکھائی دیتے ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ اب تمہارے گھروں میں نہ آئیں۔

**لغوی توضیح** مُخَنَّثٌ ہیجڑا، جو نہ مرد ہو نہ عورت، یعنی اس میں کچھ صفات مردوں کی ہوں اور کچھ عورتوں کی۔ تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وہ چار کے ساتھ آتی ہے (یعنی آتی ہے تو پیٹ پر چار بل پڑتے ہیں)۔ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ اور آٹھ کے ساتھ جاتی ہے (یعنی کمر پر آٹھ بل پڑتے ہیں، مراد ہے موٹی تازی عورت، اس نے یہ اس لیے کہا کیونکہ عرب موٹی عورتوں کو پسند کرتے تھے)۔ یہ دلیل ہے کہ عورتوں کے اعضاء بالتفصیل دیکھنے میں ہیجڑے کی نگاہ قوی ہوتی ہے اور وہ یہ معرفت بھی رکھتا ہے کہ مردوں کو عورتوں کی کون سی اشیاء پسند ہیں۔ اس لیے نبی ﷺ نے ہیجڑوں کو عورتوں کے پاس آنے سے منع فرما دیا۔ لہٰذا انہیں گھروں میں داخل نہیں ہونے دینا چاہیے۔

## (14) باب جواز ارداف المراة الاجنبية اذا أعيت فى الطريق

## اگر اجنبی عورت راستے میں تھک جائے تو اسے اپنی سواری کے پیچھے بٹھا لینا جائز ہے

١٤٠٨ - حديث اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رضی الله عنهما ' قَالَتْ : تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت زبیر نے مجھ سے شادی کی تو ان کے پاس ایک اونٹ اور ان کے گھوڑے کے سوا روئے

١٤٠٧ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 56 باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان (4324) مسلم (2180) -
١٤٠٨ - البخاري في: 67 كتاب النكاح: 107 باب الغيرة (3151) مسلم (2182) احمد (27003) -

' وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوْكٍ وَلَا شَيْءٍ ' غَيْرَ نَاضِحٍ وَغَيْرَ فَرَسِهِ . فَكُنْتُ أَعْلِفُ فَرَسَهُ ' وَأَسْتَقِي الْمَاءَ ' وَأَخْرِزُ غَرْبَهُ ' وَأَعْجِنُ ' وَلَمْ أَكُنْ أُحْسِنُ أَخْبِزُ . وَكَانَ يَخْبِزُ جَارَاتٌ لِي مِنَ الْأَنْصَارِ ' وَكُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ . وَكُنْتُ أَنْقُلُ النَّوَى مِنْ أَرْضِ الزُّبَيْرِ الَّتِي أَقْطَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' عَلَى رَأْسِي ' وَهِيَ مِنِّي عَلَى ثُلُثَيْ فَرْسَخٍ . فَجِئْتُ يَوْمًا وَالنَّوَى عَلَى رَأْسِي ' فَلَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ . فَدَعَانِي . ثُمَّ قَالَ: (( إِخْ إِخْ )) لِيَحْمِلَنِي خَلْفَهُ . فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسِيْرَ مَعَ الرِّجَالِ ' وَذَكَرْتُ الزُّبَيْرَ وَغَيْرَتَهُ ' وَكَانَ أَغْيَرَ النَّاسِ . فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' أَنِّي اسْتَحْيَيْتُ ' فَمَضَى فَجِئْتُ الزُّبَيْرَ ' فَقُلْتُ : لَقِيَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَعَلَى رَأْسِي النَّوَى ' وَمَعَهُ نَفَرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ ' فَأَنَاخَ لِأَرْكَبَ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ ' وَعَرَفْتُ غَيْرَتَكَ . فَقَالَ : وَاللّٰهِ ! لَحَمْلُكِ النَّوَى كَانَ أَشَدَّ عَلَيَّ مِنْ رُكُوْبِكِ مَعَهُ . قَالَتْ : حَتَّى أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوْبَكْرٍ ' بَعْدَ ذٰلِكَ ' بِخَادِمٍ يَكْفِيْنِي سِيَاسَةَ الْفَرَسِ . فَكَأَنَّمَا أَعْتَقَنِي .

زمین پر کوئی مال' کوئی غلام' کوئی چیز نہیں تھی۔ میں ہی ان کا گھوڑا چراتی' پانی پلاتی' ان کا ڈول سیتی اور آٹا گوندھتی۔ میں اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی۔ انصار کی کچھ لڑکیاں میری روٹی پکا جاتی تھیں۔ یہ بڑی سچی اور باوفا عورتیں تھیں۔ زبیر رضی اللہ عنہ کی وہ زمین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دی تھی' اس سے میں اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں گھر لایا کرتی تھی۔ یہ زمین میرے گھر سے دو میل دور تھی۔ ایک روز میں آ رہی تھی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں کہ راستے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبیلہ انصار کے کئی آدمی تھے۔ آپ نے مجھے بلایا' پھر (اپنے اونٹ کو بٹھانے کے لیے) کہا۔ اخ' اخ' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیں لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم آئی۔ اور زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت کا بھی خیال آیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ بڑے ہی باغیرت تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سمجھ گئے کہ میں شرم محسوس کر رہی ہوں۔ اس لیے آپ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے واقعہ کا ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہو گئی تھی' میرے سر پر گٹھلیاں تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے چند صحابہ بھی تھے۔ آپ نے اپنا اونٹ مجھے بٹھانے کے لیے بٹھایا۔ لیکن مجھے اس سے شرم آئی اور تمہاری غیرت کا بھی خیال آیا۔ اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھ کو تو اس سے بڑا رنج ہوا کہ تو گٹھلیاں لانے کے لیے نکلے۔ اگر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہو جاتی تو اتنی غیرت کی بات نہ تھی (کیونکہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی اور بھاوج دونوں ہوتی تھیں) اس کے بعد میرے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک غلام میرے پاس بھیج دیا وہ گھوڑے کا سب کام کرنے لگا اور میں بے فکر ہو گئی گویا والد ماجد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (غلام بھیج کر) مجھ کو آزاد کر دیا۔

(لغوی توضیح) اَعْلِفُ میں چارہ ڈالتی۔ اَخْرِزُ میں سیتی۔ غَرْبَـهُ ان کا (چمڑے کا) ڈول۔ اَعْجِنُ میں آٹا گوندھتی۔ اَنْقُلُ النَّوَی میں (کھجور کی) گٹھلیاں (زمین سے لاکر گھر) منتقل کرتی۔ اَقْطَعَهُ اسے عطا کی تھی۔ فَرْسَخ تین میل۔ اِخْ اِخْ یہ کلمہ اونٹ بٹھانے کے لیے کہا جاتا تھا۔

(فہم الحدیث) اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ اجنبی عورت کو سواری پر پیچھے سوار کیا جا سکتا ہے جبکہ وہ اس کی محتاج ہو اور سوار کرنے والا نیک ہو اور نیک لوگوں کی جماعت میں ہو اور کسی بھی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ تاہم کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ نزول حجاب سے پہلے کا واقعہ ہے، اب کسی کے لیے بھی جائز نہیں کہ غیر محرم عورت کو اپنے پیچھے سوار کرے۔ حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ ہمیں یہ بات سمجھ آئی ہے کہ اجنبی عورت کو ساتھ سوار کر لینا اور اس کی طرف دیکھ لینا یہ نبی ﷺ کی خصوصیت تھی، کسی اور کے لیے یہ جائز نہیں۔[1]

## (15) باب مناجاة الاثنين دون الثالث بغير رضاه

## تین آدمی ہوں تو ان میں سے دو کا تیسرے کی رضامندی کے بغیر سرگوشی کرنا منع ہے

١٤٠٩ ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ)) ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تین آدمی ساتھ ہوں تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر، دو آپس میں کانا پھوسی نہ کریں۔

١٤١٠ ـ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى رَجُلَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ أَجْلَ أَنْ يُحْزِنَهُ)) ـ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر تم آپس میں کانا پھوسی نہ کیا کرو، اس لیے کہ لوگوں کو رنج ہوگا۔ البتہ اگر دوسرے آدمی بھی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(لغوی توضیح) لَا يَتَنَاجَى باہم سرگوشی نہ کریں۔ يُحْزِنُ غم میں مبتلا کرے گی۔

(فہم الحدیث) معلوم ہوا کہ جب کہیں تین آدمی اکٹھے ہوں تو دو الگ ہو کر آپس میں گفتگو شروع نہ کر دیں، ممکن ہے کہ تیسرا یہ سوچ کر پریشان ہو کہ انہوں نے مجھے اس بات کے قابل نہیں سمجھا یا یہ سوچے کہ شاید یہ دونوں میرے خلاف ہی کوئی سازش کر رہے ہیں۔ البتہ دوسرے لوگوں کے ساتھ مل جانے کے بعد دو آدمی اکیلے بھی سرگوشی کر سکتے ہیں کیونکہ اب تیسرا آدمی تنہا نہیں۔

## (16) باب الطب والمرض والرقى

## بیماریاں اور ان کے علاج اور جھاڑ پھونک کا بیان

١٤١١ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((الْعَيْنُ حَقٌّ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا نظر بد لگنا برحق ہے۔

١٤٠٩ ـ البخاری فی: 79 كتاب الاستئذان: 45 باب لا يتناجى اثنان دون الثالث (6288) مسلم (2183) حمیدی (646) ـ
١٤١٠ ـ البخاری فی: 79 كتاب الاستئذان: 47 باب إذا كانوا اكثر من ثلاثة فلا باس...(6290) مسلم (2184) ـ
١٤١١ ـ البخاری فی: 76 كتاب الطب: 36 باب العين حق (5740) مسلم (2187) بغوی (3190) احمد (8352)۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ نظر کے ذریعے نقصان پہنچ جانا کوئی وہم نہیں بلکہ ثابت اور برحق بات ہے۔ جسے نظر لگی ہوا سے دم کرانا چاہیے (جیسا کہ آئندہ احادیث ۱۴۱۸، ۱۴۱۹ میں ہے)۔ علاوہ ازیں نبی ﷺ نظر بد سے بچنے کے لیے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت کیا کرتے تھے۔[1]

## (17) باب السحر

## جادو کا بیان

١٤١٢ ـ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها' قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سُحِرَ ' حَتّٰى كَانَ يَرَى اَنَّهُ يَأْتِي النِّسَاءَ وَلَا يَأْتِيهِنَّ ـ قَالَ سُفْيَانُ ( اَحَدُ رِجَالِ السَّنَدِ) وَهٰذَا اَشَدُّ مَا يَكُوْنُ مِنَ السِّحْرِ اِذَا كَانَ كَذَا ـ فَقَالَ : (( يَا عَائِشَةُ ! اَعَلِمْتِ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ ؟ اَتَانِي رَجُلَان فَقَعَدَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِي ' وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ ' فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَاْسِي لِلآخَرِ : مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ : مَطْبُوْبٌ ـ قَالَ : وَمَنْ طَبَّهُ ؟ قَالَ : لَبِيْدُ بْنُ اَعْصَمَ ' رَجُلٌ مِنْ زُرَيْقٍ ' حَلِيفٌ لِيَهُوْدَ ' كَانَ مُنَافِقًا ـ قَالَ : وَفِيْمَ ؟ قَالَ : فِي مُشْطٍ وَ مُشَاقَةٍ ـ قَالَ : وَاَيْنَ ؟ قَالَ : فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ تَحْتَ رَعُوْفَةٍ ' فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ )) قَالَتْ : فَاَتَى النَّبِيُّ ﷺ الْبِئْرَ حَتّٰى اسْتَخْرَجَهُ ـ فَقَالَ : (( هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي اُرِيْتُهَا وَكَانَ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ ' وَكَانَ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِيْنِ )) قَالَ : (( فَاسْتُخْرِجَ )) قَالَتْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا گیا تھا اور اس کا آپ پر یہ اثر ہوا تھا کہ آپ کو خیال ہوتا کہ آپ نے ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے ساتھ ہم بستری کی ہے حالانکہ آپ نے کی نہیں ہوتی تھی۔ سفیان ثوریؒ (سند کے ایک راوی) نے بیان کیا کہ جادو کی یہ سب سے سخت قسم ہے جب اس کا یہ اثر ہو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو بات میں نے پوچھی تھی اس کا جواب اس نے کب کا دے دیا ہے۔ میرے پاس دو فرشتے آئے ایک میرے سر کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس۔ جو فرشتہ میرے سر کی طرف کھڑا تھا اس نے دوسرے سے کہا۔ ان صاحب (یعنی نبی ﷺ) کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ پوچھا کہ کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ یہ یہودیوں کے حلیف بنی زریق کا ایک شخص تھا اور منافق تھا۔ سوال کیا کہ کس چیز سے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ کنگھے اور بال سے۔ پوچھا جادو ہے کہاں؟ جواب دیا کہ نر کھجور کے خوشے میں جو ذروان کے کنویں کے اندر رکھے ہوئے پتھر کے نیچے دفن ہے۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور جادو اندر سے نکالا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔ اس کا پانی مہندی کے عرق جیسا رنگین تھا اور اس کے کھجور کے

١٤١٢ ـ البخاري في: 76 كتاب الطب: 49 باب هل يستخرج السحر (3175) مسلم (2189) ابن ماجه (3545) ـ

[1] [صحيح : هداية الرواة (4/ 282) ترمذى (2058)]

: فَقُلْتُ اَفَلَا ' اَي تَنَشَّرْتَ ؟ فَقَالَ : (( اَمَا وَاللّٰهِ ! فَقَدْ شَفَانِي ' وَاَكْرَهُ اَنْ اُثِيْرَ عَلَى اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ شَرًّا )) ۔

درختوں کے سر شیطانوں کے سروں جیسے تھے۔ بیان کیا کہ پھر وہ جادو کنویں میں سے نکالا گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا آپ نے اس جادو کا توڑ کیوں نہیں کرایا؟ فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی تو مجھے پسند نہیں کہ کسی پر برائی کے ساتھ حملہ کروں۔

**لغوی توضیح** مَطْبُوبٌ جادو کیا ہوا۔ مُشْط کنگھا۔ مُشَاقَة کنگھا کرتے وقت سر اور داڑھی سے گرنے والے بال۔ جُف خوشے کا پردہ۔ طَلْعَة ذَكَر نر خوشہ۔ رَعُوفَة وہ پتھر جو کنواں کھودتے وقت اس میں چھوڑ دیا جاتا ہے، جسے اُکھیڑنا ممکن نہیں ہوتا۔ نُقَاعَةُ الْحِنَّاء مہندی کا عرق۔ تَنَشَّرْتَ نشرہ سے ہے اور نشرہ کہتے ہیں جادو کے علاج کو۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جادو ہو گیا تھا۔ لیکن یہ جادو آپ کی نبوت و رسالت پر اثر انداز نہیں ہوا تھا بلکہ یہ آپ کے دنیوی افعال کے ساتھ ہی خاص تھا جیسا کہ آپ کو یہ خیال ہوتا کہ آپ اپنی بیویوں سے ہم بستر ہوئے ہیں لیکن آپ ہم بستر نہیں ہوئے ہوتے تھے۔ جادو کا علاج بذریعہ دم کرایا جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں فرمانِ نبوی کے مطابق صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھانے سے بھی جادو کا اثر نہیں ہوتا۔[1]

## (18) باب السم

## زہر کا بیان

١٤١٣ ۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ' اَنَّ يَهُوْدِيَّةً اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ ' بِشَاةٍ مَسْمُوْمَةٍ فَاَكَلَ مِنْهَا ' فَجِيءَ بِهَا ' فَقِيْلَ : اَلَا تَقْتُلُهَا ؟ قَالَ : (( لَا )) قَالَ : فَمَا زِلْتُ اَعْرِفُهَا فِي لَهَوَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر ملا ہوا بکری کا گوشت لائی آپ نے اس میں سے کچھ کھایا (لیکن فوراً ہی فرمایا کہ اس میں زہر پڑا ہوا ہے) پھر جب اس (عورت) کو لایا گیا (اور اس نے زہر ڈالنے کا اقرار بھی کر لیا) تو کہا گیا کہ کیوں نہ اسے قتل کر دیا جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ نہیں (حضرت انس کہتے ہیں) اس زہر کا اثر میں نے ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تالو میں محسوس کیا۔

**لغوی توضیح** شَاة مَسْمُوْمَة زہر آلود بکری (کا گوشت)۔ لَهَوَات تالو۔

## (19) باب استحباب رقية المريض

## بیمار پر دم جھاڑ کرنا مستحب ہے

١٤١٤ ۔ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' كَانَ اِذَا اَتَى مَرِيْضًا '

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ یہ

١٤١٣ ۔ البخاري في: 51 كتاب الهبة: 28 باب قبول الهدية من المشركين (2617) مسلم (2190) ابوداود (4508) ۔

١٤١٤ ۔ البخاري في: 75 كتاب المرضى: 20 باب دعاء العائد للمريض (5675) مسلم (2191) ابن حبان (2970) ۔

[1] [بخاری (5445) مسلم (2047)]

اَوْ اُتِيَ بِهِ قَالَ : (( اَذْهِبِ الْبَاسَ ' رَبَّ النَّاسِ ' اشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِي ' لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ ' شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا )) ۔

دعا فرماتے "اے لوگوں کے پروردگار! بیماری دور کردے، اے انسانوں کے پالنے والے! شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے جس میں مرض بالکل باقی نہ رہے۔"

**لغوی توضیح** لَا يُغَادِرُ نہ چھوڑے۔ سَقَمًا کوئی بیماری۔

## (20) باب رقية المريض بالمعوذات والنفث

## مریض پر معوذات پڑھ کر پھونکنا

١٤١٥۔ حدیث عَائِشَةَ رضي الله عنها ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اشْتَكَى ' يَقْرَاُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ ' وَيَنْفُثُ ۔ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ اَقْرَاُ عَلَيْهِ ' وَاَمْسَحُ بِيَدِهِ ' رَجَاءَ بَرَكَتِهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار پڑتے تو معوذات کی سورتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتے پھر جب (مرض الموت میں) آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں ان سورتوں کو پڑھ کر برکت کی امید میں آپ کے ہاتھوں کو آپ کے جسد مبارک پر پھیرتی تھی۔

**لغوی توضیح** الْمُعَوِّذَات مراد سورۃ الفلق، سورۃ الناس اور سورۃ الاخلاص ہے۔ يَنْفُثُ پھونکتے۔

## (21) باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة

## نظر بد اور زہریلے کیڑوں مکوڑوں کے کاٹے کا دم کرنا مستحب ہے

١٤١٦۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ' عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ ' اَنَّهُ قَالَ : سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ ۔ فَقَالَتْ : رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ۔

اسود بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زہریلے جانور کے کاٹنے میں دم کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہر زہریلے جانور کے کاٹنے میں دم کرنے کی نبی ﷺ نے اجازت دی ہے۔

**لغوی توضیح** حُمَة بچھو کا کاٹنا، یا بچھو کا زہر، یا ہر موذی کیڑے مکوڑے کا ڈسنا اور کاٹنا خواہ بچھو ہو یا کوئی اور۔

١٤١٧۔ حدیث عَائِشَةَ رضي الله عنها ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ لِلْمَرِيْضِ : ((بِسْمِ اللّٰهِ ' تُرْبَةُ اَرْضِنَا ' بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا ' يُشْفَى سَقِيْمُنَا ' بِاِذْنِ رَبِّنَا )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مریض کے لیے (انگشت شہادت پر زمین سے مٹی لگا کر) یہ دعا پڑھتے تھے "اللہ کے نام کی مدد سے ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ تا کہ ہمارا مریض شفا پا جائے ہمارے رب کے حکم سے۔"

**لغوی توضیح** بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ۔ معلوم ہوا کہ نبی ﷺ دم کے وقت تھوکتے بھی تھے۔

---

١٤١٥۔ البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 14 باب المعوذات (4439) مسلم (2192) ابو داود (3902) ۔

١٤١٦۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 37 باب رقية الحية والعقرب (5741) مسلم (2193) ابن ماجه (3517) ۔

١٤١٧۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 38 باب رقية النبي ﷺ (5745) مسلم (2194) ابو داود (3895) ۔

١٤١٨ ـ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' قَالَتْ : اَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' اَوْ اَمَرَ اَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا یا (آپ نے اس طرح بیان کیا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نظر بد لگ جانے پر دم کر لیا کرو۔

١٤١٩ ـ حديث أُمّ سَلَمَةَ رضى الله عنها ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ' رَاَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً ' فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ: (( اسْتَرْقُوْا لَهَا ' فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ )) ـ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر (نظر بد لگنے کی وجہ سے) کالے دھبے پڑ گئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر دم کرا دو کیونکہ اسے نظر بد لگ گئی ہے۔

لغوی توضیح: سَفْعَةٌ کالے یا سرخ نشانات۔ النَّظْرَةَ نظر بد۔

### (23) باب جواز اخذ الاجرة على الرقية بالقرآن والاذكار

### قرآن مجید یا کسی اور دعا سے دم کر کے اس پر اجرت لینا جائز ہے

١٤٢٠ ـ حديث اَبِي سَعِيْدٍ رضي الله عنه ' قَالَ : انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوْهَا ' حَتَّى نَزَلُوْا عَلَى حَيٍّ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ ' فَاسْتَضَافُوْهُمْ ' فَاَبَوْا اَنْ يُضَيِّفُوْهُمْ ـ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ ' فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ ' لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ ـ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَوْ اَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ نَزَلُوْا ' لَعَلَّهُ اَنْ يَكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ ! فَاَتَوْهُمْ ـ فَقَالُوْا : يَا اَيُّهَا الرَّهْطُ ! اِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ ' لَا يَنْفَعُهُ ـ فَهَلْ عِنْدَ اَحَدٍ مِنْكُمْ مِنْ شَيْءٍ ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : نَعَمْ وَاللّٰهِ ! اِنِّي لَاَرْقِي ' وَلَكِنْ وَاللّٰهِ ! لَقَدِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ سفر میں تھے۔ دورانِ سفر وہ عرب کے ایک قبیلہ پر اترے۔ صحابہ نے چاہا کہ قبیلہ والے انہیں اپنا مہمان بنا لیں۔ لیکن انہوں نے مہمانی نہیں کی' بلکہ صاف انکار کر دیا۔ اتفاق سے اسی قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا' قبیلہ والوں نے ہر طرح کی کوشش کر ڈالی' لیکن ان کا سردار اچھا نہ ہوا۔ ان کے کسی آدمی نے کہا کہ چلو ان لوگوں سے بھی پوچھیں جو یہاں آ کر اترے ہیں۔ ممکن ہے کوئی دم جھاڑے کی چیز ان کے پاس ہو۔ چنانچہ قبیلہ والے ان کے پاس آئے اور کہا کہ' بھائیو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے۔ اس کے لیے ہم نے ہر قسم کی کوشش کر ڈالی لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز دم کرنے کی ہے؟ ایک صحابی نے کہا' کہ قسم اللہ کی میں اسے دم کر دوں گا۔ لیکن ہم نے تم کو میزبانی کے لیے کہا تھا اور تم نے اس سے انکار

١٤١٨ ـ البخاري في: 76 كتاب الطب: 35 باب رقية العين (5738) مسلم (2195) ابن ماجه (3512) ـ
١٤١٩ ـ البخاري في: 76 كتاب الطب: 35 باب رقية العين (5739) مسلم (2197) ـ
١٤٢٠ ـ البخاري في: 37 كتاب الإجارة: 16 باب ما يعطى في الرقية ...(2276) مسلم (2201) ترمذي (2063) ـ

اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا ' فَمَا اَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا ۔ فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰى قَطِيْعٍ مِنَ الْغَنَمِ ۔ فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ ۔ وَيَقْرَأُ ۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ فَكَاَنَّمَا ۔ نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ ' فَانْطَلَقَ يَمْشِي وَمَا بِهِ قَلَبَةٌ قَالَ : فَاَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوْهُمْ عَلَيْهِ ۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : اِقْسِمُوْا ۔ فَقَالَ الَّذِي رَقٰى ۔ لَا تَفْعَلُوْا ' حَتّٰى نَاْتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِي كَانَ ' فَنَنْظُرَ مَا يَاْمُرُنَا ۔ فَقَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَذَكَرُوْا لَهُ ۔ فَقَالَ : (( وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ !)) ثُمَّ قَالَ : (( قَدْ اَصَبْتُمْ ' اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا )) فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔

کر دیا۔ اس لیے میں بھی اجرت کے بغیر دم نہیں کر سکتا۔ آخر بکریوں کے ایک گلے پر ان کا معاملہ طے ہوا۔ وہ صحابی وہاں گئے۔ اور الحمد للہ رب العالمین پڑھ پڑھ کر دم کیا۔ ایسا معلوم ہوا جیسے کسی کی رسی کھول دی گئی ہو۔ وہ سردار اٹھ کر چلنے لگا' تکلیف و درد کا نام ونشان بھی باقی نہیں تھا۔ بیان کیا کہ پھر انہوں نے طے شدہ اجرت صحابہ کو ادا کر دی۔ کسی نے کہا کہ اسے تقسیم کرلو۔ لیکن جنہوں نے دم کیا تھا وہ بولے کہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر پہلے ہم آپ سے اس کا ذکر کرلیں۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ سب حضرات رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ بھی ایک دم ہے؟ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا۔ اسے تقسیم کرلو اور ایک میرا حصہ بھی لگاؤ۔ یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔

**لغوی توضیح** فَاسْتَضَافُوْهُمْ انہوں نے ان سے مہمانی طلب کی۔ فَاَبَوْا انہوں نے انکار کر دیا۔ اَنْ يُضَيِّفُوْهُمْ ان کی مہمان نوازی کرنے سے۔ لُدِغَ ڈس لیا گیا۔ قَطِيْعٍ مِنَ الْغَنَمِ بکریوں کا ایک گروہ (تیس بکریاں تھیں)۔ وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ دم ہے؟ (معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ ایسی سورت ہے جس کے ساتھ دم کیا جا سکتا ہے)۔ وَاضْرِبُوْا لِي مَعَكُمْ سَهْمًا میرے لیے بھی حصہ نکالو (معلوم ہوا کہ دم کرنے کی اجرت لینا جائز ہے، اسی طرح کتاب وسنت کی تعلیم دینے پر بھی اجرت لی جا سکتی ہے، اس حدیث کی ایک دوسری روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ جس پر اجرت لی جائے اس کی سب سے زیادہ مستحق چیز اللہ کی کتاب ہے [1])۔

## (26) باب لكل داء دواء واستحباب التداوي

## ہر بیماری کی ایک دوا ہے اور علاج کرنا مستحب ہے

١٤٢١ ۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي الله عنهما ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ' يَقُوْلُ : (( اِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ ' اَوْ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا اگر تمہاری دواؤں میں کسی میں بھلائی ہے تو پچھنا لگوانے یا شہد پینے اور آگ سے داغنے میں ہے' اگر وہ مرض کے

١٤٢١ ۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 4 باب الدواء بالعسل (5683) مسلم (2205) ابن حبان (6076) ۔

[1] [بخاري (5737)]

يَـكُـوْنُ فِي شَيْ ءٍ مِنْ اَدْوِيَتِكُمْ ' خَيْرٌ ' فَفِي شَـرْطَةِ مِـحْـجَـمٍ ' اَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ ' اَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّاءَ ' وَمَا اُحِبُّ اَنْ اَكْتَوِيَ )) ـ

مطابق ہو اور میں آگے سے داغنے کو پسند نہیں کرتا۔

**لغوی توضیح** شَرْطَة ضرب۔ مِحْجَم وہ لوہے کا آلہ جس سے پچھنے کی جگہ کاٹ کر خون نکالا جاتا ہے۔ لَذْعَة بِنَار آگ سے داغنا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین چیزوں میں شفا ہے۔ پچھنے لگوانے، شہد پینے اور داغ لگوانے میں۔ البتہ تیسری چیز یعنی داغ لگوانا نبی ﷺ کو ناپسند تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا میں اپنی امت کو داغ لگوانے سے منع کرتا ہوں۔[1]

۱۴۲۲ ـ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ ' قَالَ : احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ ' وَاَعْطَى الْحَجَّامَ اَجْرَهُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے پچھنا لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو اجرت بھی دی۔

۱۴۲۳ ـ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ' يَحْتَجِمُ ' وَلَمْ يَكُنْ يَظْلِمُ اَحَدًا اَجْرَهُ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان بیان کیا کہ نبی ﷺ نے پچھنا لگوایا' اور آپ کسی کی مزدوری کے معاملے میں کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے۔

۱۴۲۴ ـ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ )) ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' بخار جہنم کی بھاپ کے اثر سے ہوتا ہے۔ اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو۔

**لغوی توضیح** الْحُمَّى بخار۔ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ جہنم کی بھاپ سے ہے (مراد یہ ہے کہ بخار کی گرمی جہنم کی گرمی کے مشابہ ہے)۔ فَاَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ اسے پانی کے ساتھ ٹھنڈا کرو (یہ علاج اس طرح کیا جاتا تھا کہ مریض کو چت لٹا دیا جاتا اور پھر برتن کے ساتھ اس کے سر پر تھوڑا تھوڑا پانی ڈالا جاتا، یوں اس کا بخار ٹھیک ہو جاتا۔ یاد رہے کہ یہ بخار کی ایک خاص قسم کا علاج ہے، ہر قسم کا نہیں۔ اس لیے یہ علاج وہی کرے جسے اس کا علم ہو، ایسا نہ ہو کہ کوئی جاہل یہ علاج کرنے بیٹھے اور شفا کی بجائے مزید بیماری بڑھا دے)۔

۱۴۲۵ ـ حدیث اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ ' كَانَتْ ' اِذَا اُتِيَتْ بِالْمَرْاَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُوْ لَهَا ' اَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا ـ قَالَتْ : وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' يَاْمُرُنَا اَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَاءِ ـ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے ہاں جب کوئی بخار میں مبتلا عورت لائی جاتی تو وہ اس کے لیے دعا کرتیں اور اس کے گریبان میں پانی ڈالتیں۔ وہ بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

---

۱۴۲۲ ـ البخاری فی: 37 کتاب الإجارة: 18 باب خراج الحجام ، مسلم (1202) ـ
۱۴۲۳ ـ البخاری فی: 37 کتاب الإجارة: 18 باب خراج الحجام ، مسلم (1577) ـ
۱۴۲۴ ـ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 10 باب صفة النار وانها مخلوقة (3264) مسلم (2209) ابن ماجه (3472) ـ
۱۴۲۵ ـ البخاری فی: 76 کتاب الطب: 27 باب الحمى من فيح جهنم (5724) مسلم (2211) ترمذی (2074)ـ

[1] [بخاری (5680) کتاب الطب]

١٤٢٦ ـ حديث رافع بن خديج ' قال : سمعت النبي ﷺ يقول : (( الحمى من فوح جهنم ' فابردوها بالماء )) ـ

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ بخار جہنم کی بھاپ سے ہے۔ پس اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو۔

## (27) باب كراهة التداوى باللدود

## مریض کے منہ میں زبردستی دواڈالنا مکروہ ہے

١٤٢٧ ـ حديث عائشة رضى الله عنها قالت : لددناه في مرضه ' فجعل يشير الينا ان لا تلدوني فقلنا : كراهية المريض للدواء فلما افاق ' قال : (( الم انهكم ان تلدوني ؟)) قلنا : كراهية المريض للدواء ـ فقال : (( لا يبقى احد في البيت الا لد وانا انظر الا العباس ' فانه لم يشهدكم )) ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کے مرض میں ہم آپ کے منہ میں دوا دینے لگے تو آپ نے اشارے سے دوا دینے سے منع کیا۔ ہم نے سمجھا کہ مریض کو دوا پینے سے (بعض اوقات) جو ناگواری ہوتی ہے یہ بھی اسی کا نتیجہ ہے (اس لیے ہم نے اصرار کیا) تو آپ نے فرمایا کہ گھر میں جتنے آدمی ہیں سب کے منہ میں میرے سامنے دوا ڈالی جائے۔ صرف عباس رضی اللہ عنہ اس سے الگ ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ اس کام میں شریک نہیں تھے۔

**لغوی توضیح:** لَدَدْنَاهُ ہم نے آپ ﷺ کے منہ میں (زبردستی) دوا ڈالی۔ یہ واقعہ آپ ﷺ کے مرض کے ابتدائی ایام کا ہے جب آپ ابھی میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے۔

## (28) باب التداوى بالعود الهندى وهو الكست

## عود ہندی یعنی (قسط ہندی) سے علاج کرنے کا بیان

١٤٢٨ ـ حديث ام قيس بنت محصن رضى الله عنها ' انها اتت بابن لها صغير لم ياكل الطعام ' الى رسول الله ﷺ فاجلسه رسول الله ﷺ في حجره ' فبال على ثوبه ' فدعا بماء فنضحه ولم يغسله ـ

حضرت ام قیس بن محصن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں اپنا چھوٹا بچہ لے کر آئی جو کھانا نہیں کھاتا تھا (یعنی شیر خوار تھا) رسول ﷺ نے اسے گود میں بٹھالیا۔ اس بچے نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کردیا۔ آپ ﷺ نے پانی منگا کر کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے نہیں دھویا۔

**فہم الحدیث:** معلوم ہوا کہ دودھ پیتے بچے کا پیشاب نجس نہیں، اس لیے اسے دھونے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ اس پر پانی بہا دینا ہی کافی ہے۔

---

١٤٢٦ ـ البخاري في: 76 كتاب الطب: 28 باب الحمى من فيح جهنم (3262) مسلم (2212) ترمذی (2073)۔

١٤٢٧ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 83 باب مرض النبي ﷺ ووفاته (4458) مسلم (2213) ـ

١٤٢٨ ـ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 59 باب بول الصبيان ، مسلم (287) ـ

١٤٢٩ ـ حديث أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رضي الله عنها ، قَالَتْ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ، يَقُوْلُ : (( عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ ، يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ ، وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ )) ـ

حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا تم لوگ اس عود ہندی (قسط) کا استعمال کیا کرو، کیونکہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔ حلق کے درد میں ناک میں ڈالا جاتا ہے، پسلی کے درد میں چبائی جاتی ہے۔

**لغوی توضیح** سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ سات چیزوں کی شفا۔ اشفیه جمع ہے شفاء کی۔ يُسْتَعَطُ ناک میں دوا ڈالی جاتی ہے۔ الْعُذْرَة حلق کا درد۔ يُلَدُّ چبائی جاتی ہے۔ ذَاتُ الْجَنْبِ پہلو، پسلی کا درد۔

## (29) باب التداوی بالحبة السوداء

## کالے دانے (کلونجی) کے ساتھ علاج کا بیان

١٤٣٠ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، يَقُوْلُ : (( فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ ، إِلَّا السَّامَ )) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سیاہ دانوں (کلونجی) میں ہر بیماری کی شفا ہے سوائے موت کے۔

**لغوی توضیح** الْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ کالا دانہ، مراد ہے کلونجی۔ السَّام موت۔

## (30) باب التلبينة مجمة لفؤاد المريض

## تلبینہ دل مریض کے لیے فائدہ مند ہے

١٤٣١ ـ حديث عَائِشَةَ ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ ، إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَاءُ ، ثُمَّ تَفَرَّقْنَ إِلَّا أَهْلَهَا وَ خَاصَّتَهَا ، أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا ـ ثُمَّ قَالَتْ : كُلْنَ مِنْهَا ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : (( التَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ )) ـ

نبی کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا (کا یہ معمول تھا کہ) جب کسی گھر میں کسی کی وفات ہو جاتی اور اس وجہ سے عورتیں جمع ہوتیں اور پھر وہ چلی جاتیں، صرف گھر والے اور خاص خاص عورتیں رہ جاتیں تو آپ ہانڈی میں تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں۔ وہ پکایا جاتا پھر ثرید بن جاتا اور تلبینہ اس پر ڈالا جاتا۔ پھر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں کہ اسے کھاؤ کیونکہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ تلبینہ مریض کے دل کو تسکین دیتا ہے اور اس کا غم دور کرتا ہے۔

---

١٤٢٩ ـ البخاری فی: 76 کتاب الطب: 10 باب السعوط بالقسط الهندی البحری...(5692) مسلم (2214) ـ
١٤٣٠ ـ البخاری فی: 76 کتاب الطب: 7 باب الحبة السوداء (5688) مسلم (2215) ترمذی (2041) ـ
١٤٣١ ـ البخاری فی: 70 کتاب الاطعمة: 24 باب التلبينة (5417) مسلم (2216) ترمذی (3039) احمد (25274) ـ

لغوی توضیح: اَلتَّلْبِيْنَةُ ایسا حلوہ جسے سوجی (روا) دودھ اور شہد ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غمگین آدمی کو تلبینہ کھلانا مستحب ہے۔ مُجِمَّةٌ راحت وسکون پہنچاتا ہے۔

## (31) باب التداوی بسقی العسل

## شہد کے ذریعہ سے علاج

۱۴۳۲۔ حدیث اَبِی سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ ' فَقَالَ : اَخِي يشتكي بَطْنَهُ فَقَالَ: (( اسْقِهِ عَسَلًا )) ثُمَّ اَتَى الثَّانِيَةَ ' فَقَالَ : (( اسْقِهِ عَسَلًا )) ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ ' فَقَالَ : ((اسْقِهِ عَسَلًا)) ثُمَّ اَتَاهُ ' فَقَالَ : فَعَلْتُ ۔ فَقَالَ: (( صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذِبَ بَطْنُ اَخِيْكَ ' اسْقِهِ عَسَلًا )) فَسَقَاهُ ' فَبَرَاَ ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا بھائی پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے شہد پلا۔ پھر دوسری مرتبہ وہی صحابی حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اسے اس مرتبہ بھی شہد پلانے کے لیے کہا وہ پھر تیسری مرتبہ آیا اور عرض کیا (حکم کے مطابق) میں نے عمل کیا (لیکن شفا نہیں ہوئی) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ اسے پھر شہد پلا۔ چنانچہ انہوں نے شہد پھر پلایا اور اسی سے وہ تندرست ہوگیا۔

فہم الحدیث: شہد میں شفا ہے اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے ﴿ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ ﴾ "اس (یعنی شہد) میں شفا ہے۔" [النحل : ٦٩] لیکن اس شفا کو حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے اس کے لیے حکماء کی طرف رجوع لازم ہے۔

## (32) باب الطاعون والطيرة والكهانة و غيرها

## طاعون' بدشگونی اور کہانت کا بیان

۱۴۳۳۔ حدیث اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( الطَّاعُوْنُ رِجْسٌ اُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي اِسْرَائِيْلَ ' اَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ' فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ ۔ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ (وَفِي رِوَايَةٍ) لَا يُخْرِجُكُمْ اِلَّا فِرَارًا مِنْهُ ))۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا' طاعون ایک عذاب ہے جو پہلے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا یا آپ نے یہ فرمایا کہ ایک گذشتہ امت پر بھیجا گیا تھا۔ اس لیے جب کسی جگہ کے متعلق تم سنو (کہ وہاں طاعون ہے) تو وہاں نہ جاؤ۔ لیکن اگر کسی ایسی جگہ یہ وبا پھیل جائے جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ (اور ایک روایت میں ہے) بھاگنے کے سوا اور کوئی غرض نہ ہو تو مت نکلو۔

لغوی توضیح: اَلطَّاعُوْنُ ایسی وباء جس میں کہنیوں پر، یا بغلوں میں، یا ہاتھوں پر، یا انگلیوں پر یا سارے بدن پر پھوڑے نکل آتے ہیں، جن کی سوجھ اور تکلیف شدید ہوتی ہے۔ ان کے نکلنے کے بعد انسان جلد ہی مر جاتا ہے۔ بالعموم یہ وبا جہاں پھیلتی

---

۱۴۳۲۔ البخاری فی: 76 کتاب الطب: 4 باب الدواء بالعسل (5684) مسلم (2217) نسائی فی الکبری (7560)۔

۱۴۳۳۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 54 باب حدثنا ابو الیمان (3473) مسلم (2218) مؤطا (1656)۔

ہے وہاں پورے علاقے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور اس سے کم ہی کوئی بچ پاتا ہے۔

**فھم الحدیث** یہ اور آئندہ حدیث ثبوت ہے کہ جہاں طاعون پھیلا ہو وہاں نہیں جانا چاہیے اور اگر طاعون کے مقام پر انسان خود ہو تو وہاں سے محض اس وباء سے فرار اختیار کرتے ہوئے نہیں نکلنا چاہیے۔ البتہ اگر کوئی اور مقصد ہو جیسے جہاد فی سبیل اللہ، طلب علم یا تجارت وغیرہ تو پھر وہاں سے نکلنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۴۳۴۔ حدیث عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، خَرَجَ اِلَى الشَّامِ، حَتَّى اِذَا كَانَ بِسَرْغَ، لَقِيَهُ اُمَرَاءُ الْاَجْنَادِ، اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهُ، فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِاَرْضِ الشَّامِ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَالَ عُمَرُ: اُدْعُ لِي الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ۔ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَاخْتَلَفُوْا۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَدْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ، وَلَا نَرَى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ۔ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نَرَى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلَى هٰذَا الْوَبَاءِ۔ فَقَالَ: اِرْتَفِعُوْا عَنِّي۔ ثُمَّ قَالَ: اُدْعُوْا لِيَ الْاَنْصَارَ۔ فَدَعَوْتُهُمْ، فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ، وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ، فَقَالَ: اِرْتَفِعُوْا عَنِّي ثُمَّ قَالَ: اُدْعُ لِي مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ۔ فَدَعَوْتُهُمْ، فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام تشریف لے جا رہے تھے جب آپ مقام سرغ پر پہنچے تو آپ کی ملاقات فوجوں کے امراء حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں سے ہوئی۔ ان لوگوں نے امیر المومنین کو بتایا کہ طاعون کی وبا شام میں پھوٹ پڑی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس مہاجرین اولین کو بلا لاؤ۔ آپ انہیں لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا اور انہیں بتایا کہ شام میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ مہاجرین اولین کی آراء مختلف ہوگئیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کی باقی ماندہ جماعت آپ کے ساتھ ہے اور یہ مناسب نہیں کہ آپ انہیں اس وبا میں ڈال دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا اب آپ لوگ تشریف لے جائیں پھر فرمایا کہ انصار کو بلاؤ۔ میں انصار کو بلا کر لایا' آپ نے ان سے مشورہ کیا اور انہوں نے بھی مہاجرین کی طرح اختلاف کیا۔ کوئی کہنے لگا چلو کوئی کہنے لگا لوٹ جاؤ۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ اب آپ لوگ بھی تشریف لے جائیں۔ پھر فرمایا کہ یہاں پر جو قریش کے بڑے بوڑھے ہیں جو فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کر کے مدینہ آئے تھے انہیں بلا لاؤ۔ میں انہیں بلا کر لایا۔ ان لوگوں میں کوئی اختلاف رائے پیدا نہیں ہوا سب نے کہا کہ ہمارا خیال ہے کہ آپ لوگوں کو ساتھ لے کر واپس لوٹ چلیں اور وبائی ملک میں لوگوں کو مت لے کر جائیں۔ یہ سنتے ہی

۱۴۳۴۔ البخاری فی: 76 کتاب الطب: 30 باب ما یذکر فی الطاعون (5729) مسلم (2219) بزار (989)۔

رَجُلَانِ ۔ فَقَالُوا : نَرَى اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ ۔ فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ : اِنِّي مُصْبِحٌ عَلَى ظَهْرٍ فَاَصْبِحُوْا عَلَيْهِ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ : اَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ عُمَرُ : لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا اَبَا عُبَيْدَةَ ! نَعَمْ ، نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلَى قَدَرِ اللّٰهِ ، اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ اِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ ، اِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ وَالْاُخْرَى جَدْبَةٌ ، اَلَيْسَ اِنْ رَعَيْتَ الْخَصِبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ ، وَاِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ ؟ قَالَ : جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ ، فَقَالَ : اِنِّي عِنْدِي فِي هَذَا عِلْمًا ۔ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : (( اِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ ، وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ )) قَالَ : فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ، ثُمَّ انْصَرَفَ ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کرا دیا کہ میں صبح کو اونٹ پر سوار ہو کر واپس مدینہ لوٹ جاؤں گا تم لوگ بھی واپس چلو۔ صبح کو ایسا ہی ہوا تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا کیا اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کیا جائے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش یہ بات کسی اور نے کی ہوتی۔ ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کر رہے ہیں لیکن اللہ ہی کی تقدیر کی طرف۔ کیا تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم انہیں لے کر کسی ایسی وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز وشاداب اور دوسرا خشک۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اگر تم سرسبز کنارے پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہوگا اور خشک کنارے پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہوگا۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آ گئے۔ وہ اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اس وقت موجود نہیں تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میرے پاس اس مسئلہ سے متعلق ایک "علم" ہے میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم کس سرزمین میں (طاعون کی وبا کے متعلق) سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب ایسی جگہ وبا آ جائے جہاں تم خود موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ راوی نے بیان کیا کہ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور پھر واپس ہو گئے۔

**لغوی توضیح** اُمَرَاءُ الْاَجْنَادِ لشکروں کے امیر۔ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ قریش کے بوڑھے لوگ۔ عُدْوَتَانِ دو کنارے۔ خَصِبَةٌ سرسبز۔ جَدْبَةٌ خشک۔

## (33) باب لا عدوی ولا طیرة ولا هامة ولا صفر ولا نوء ولا غول ولا یورد ممرض علی مصح

## چھوت' بدشگونی' ہامہ' صفر' ستاروں کے موثر ہونے کا عقیدہ اور بھوت پریت سب لغو اور باطل ہیں البتہ بیمار کو تندرست کے ساتھ نہ رکھیں

١٤٣٥ ۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : (( لَا عَدْوَى

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امراض میں چھوت چھات' صفر اور اُلو کی نحوست کی کوئی اصل نہیں۔

١٤٣٥ ۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 25 باب لا صفر وهو داء ياخذ البطن (5770) مسلم (2220) ۔

وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ )) فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَمَا بَالُ اِبِلِي تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَاَنَّهَا الظِّبَاءُ ' فَيَاْتِي الْبَعِيْرُ الاَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا ؟ فَقَالَ: (( فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ ؟ ))۔

اس پر ایک اعرابی بولا کہ یا رسول اللہ! پھر میرے اونٹوں کو کیا ہو گیا کہ وہ جب تک ریگستان میں رہتے ہیں تو ہرنوں کی طرح (صاف اور خوب چکنے) رہتے ہیں پھر ان میں ایک خارش والا اونٹ آ جاتا ہے اور ان میں گھس کر انہیں بھی خارش لگا جاتا ہے تو آپ ﷺ نے اس پر فرمایا لیکن یہ بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟۔

**لغوی توضیح** لَا عَدْوَى کوئی بیماری متعدی نہیں (یعنی ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی اور چھوت کا عقیدہ رکھنا درست نہیں، البتہ آئندہ حدیث میں جو بیمار اونٹوں کو صحتمند اونٹوں میں لے جانے سے منع فرمایا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر ایک ساتھ رکھنے سے کوئی تندرست جانور بیمار ہو گیا تو یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ اس بیمار جانور کی وجہ سے ہی یہ سب کچھ ہوا ہے)۔ لَا صَفَرَ صفر کی کوئی نحوست نہیں (اس میں اہل جاہلیت کی تردید ہے جو اس ماہ کو منحوس سمجھتے تھے۔ یا ان کے اس اعتقاد کی تردید ہے کہ پیٹ میں ایک کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جو جگر وغیرہ کو کاٹ کر انسان اور مویشیوں کو ہلاک کر دیتا ہے کیونکہ صفر کی تشریح امام بخاریؒ نے 'پیٹ کی بیماری' کی ہے)۔ لَا هَامَةَ اُلو کی نحوست نہیں (اگر اُلو کسی کے گھر پر بیٹھ جاتا تو وہ اس سے بدشگونی پکڑتا تھا، اس میں ان کی تردید ہے)۔ الظِّبَاءَ جمع ہے الظبی کی، معنی ہے ہرن۔ الْبَعِيْرُ الاَجْرَبُ خارش زدہ اونٹ۔

١٤٣٦۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷺ قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : (( لَا يُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنے بیمار اونٹوں کو کسی کے صحت مند اونٹوں میں نہ لے جائے۔

**لغوی توضیح** مُمْرِضٌ جس کے پاس بیمار اونٹ ہوں۔ مُصِحٌّ جس کے پاس تندرست اونٹ ہوں۔

## (34) باب الطيرة والفال وما يكون فيه الشؤم

## بدفالی، شگون لینا اور نحوست کا بیان

١٤٣٧۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ ' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ' قَالَ : (( لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ ' وَيُعْجِبُنِي الْفَالُ )) قَالُوا : وَمَا الْفَالُ ؟ قَالَ : (( كَلِمَةٌ طَيِّبَةٌ ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا چھوت لگنا کوئی چیز نہیں اور بدشگونی نہیں ہے۔ البتہ نیک فال مجھے پسند ہے۔ صحابہ نے عرض کیا نیک فال کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اچھی بات (منہ سے نکالنا یا کسی سے سن لینا)۔

**لغوی توضیح** لَا طِيَرَةَ کوئی بدشگونی نہیں۔ مراد ہے پرندوں، جانوروں یا دیگر اشیاء سے بدشگونی پکڑنا۔ جیسے کہ اہل جاہلیت جب گھر سے نکلتے اور کوئی پرندہ دیکھتے کہ وہ دائیں جانب اُڑا ہے تو باعثِ برکت سمجھتے اور سفر جاری رکھتے اور اگر دیکھتے کہ پرندہ بائیں

١٤٣٦۔ البخاری فی: 76 کتاب الطب: 53 باب لا هامة (5771) مسلم (2221) ابو داود (3911)۔

١٤٣٧۔ البخاری فی: 76 کتاب الطب: 54 باب لا عدوی (5756) مسلم (2224) ابن ماجه (3538)۔

جانب اُڑا ہے تو منحوس سمجھتے اور واپس لوٹ جاتے۔ یہی اعتقاد وہ مختلف جانوروں میں بھی رکھتے۔ یہاں پر ان کے اس اعتقاد کی تردید کی جارہی ہے۔ وَيُعْجِبُنِي الْفَألُ مجھے فال پسند ہے، فال سے مراد اچھا کلمہ، اچھا گمان ہے جو انسان کہتا یا سنتا ہے۔ یعنی کالی بلی یا کچھ بھی ایسا دیکھ کر جسے لوگ منحوس سمجھتے ہیں یا جس سے بدشگونی پکڑتے ہیں، اچھا گمان کرنا اور اچھی بات کہنا (جیسے کہ ہر اچھائی اللہ کی طرف سے ہے اور برائی اور نقصان بھی اسی کی طرف سے ہے وغیرہ وغیرہ)۔

١٤٣٨۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ ' يَقُوْلُ: ((لَا طِيْرَةَ وَ خَيْرُهَا الْفَألُ)) قَالُوا: وَمَا الْفَألُ؟ قَالَ: ((الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ بدشگونی کی کوئی اصل نہیں البتہ نیک فال لینا کچھ برا نہیں ہے۔ صحابہ نے عرض کیا نیک فال کیا چیز ہے؟ فرمایا کوئی اچھی بات جو تم میں سے کوئی سنتا ہے۔

١٤٣٩۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ' أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ ' قَالَ: ((لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ ' وَالشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ: فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امراض میں چھوت چھات کی اور بدشگونی کی کوئی اصل نہیں اگر ہوتی تو صرف تین چیزوں میں ہوسکتی ہے عورت میں' گھر میں اور گھوڑے میں۔

لغوی توضیح: الشُّؤْمُ نحوست۔ مراد یہ ہے کہ اگر نحوست ہوتی تو ان میں ہوتی لیکن ان میں بھی نہیں (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے)۔ البتہ اہل علم کا کہنا ہے کہ اگرچہ ذاتی اعتبار سے یہ تینوں اشیاء منحوس نہیں لیکن ان میں سے بعض کی طبیعت ایسی ہوتی ہے جو نحوست کے ہی مترادف ہے جیسے عورت کا نافرمان و بداخلاق ہونا، گھوڑے کا سرکش ہونا، اسی طرح گھر کا ہموار نہ ہونا وغیرہ۔

١٤٤٠۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ ﷺ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ))۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نحوست اگر ہوتی تو وہ گھوڑے عورت اور مکان میں ہوتی۔

## (37) باب قتل الحيات وغيرها

## سانپوں وغیرہ کے ہلاک کا بیان

١٤٤١۔ حديث ابْنِ عُمَرَ وَأَبِي لُبَابَةَ رضى اللّٰه عنهم ' قَالَ ابْنُ عُمَرَ رضى اللّٰه عنهما: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ سانپوں کو مار ڈالا کرو (خصوصاً) ان کو جن کے سروں پر دو نقطے ہوتے ہیں' اور دم بریدہ

١٤٣٨۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 43 باب الطيرة ، مسلم (2223)۔
١٤٣٩۔ البخاري في: 76 كتاب الطب: 43 باب الطيرة (2858) مسلم (2225) ترمذی (2824) ابوداود (3922)۔
١٤٤٠۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 47 باب ما يذكر من شؤم الفرس (2859) مسلم (2226)۔
١٤٤١۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 14 باب قول الله تعالى "وبث فيها من كل دابة" (3297) مسلم (2233)۔

عَلَى الْمِنْبَرِ ' يَقُوْلُ : (( اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ ' وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالاَبْتَرَ ' فَإِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ )) ـ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ : فَبَيْنَا اَنَا اُطَارِدُ حَيَّةً لاَ قْتُلَهَا ' فَنَادَانِي اَبُوْ لُبَابَةَ : لَا تَقْتُلْهَا ـ فَقُلْتُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَدْ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ ـ قَالَ : اِنَّهُ نَهَى بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ ' وَهِيَ الْعَوَامِرُ ـ وَفِي رِوَايَةٍ (فَرَآنِي اَبُوْ لُبَابَةَ اَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ) ـ

سانپ کو بھی' کیونکہ یہ دونوں ایک آنکھ کی روشنی تک ختم کر دیتے ہیں اور حمل تک گرا دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا' ایک مرتبہ میں ایک سانپ کو مارنے کی کوشش کر رہا تھا کہ مجھ سے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ اسے نہ مارو۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو سانپوں کو مارنے کا حکم دیا تھا۔انہوں نے بتایا کہ بعد میں پھر رسول اللہ ﷺ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو جو جن ہوتے ہیں دفعتہً مار ڈالنے سے منع فرمایا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ مجھ کو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا یا میرے چچا زید بن خطاب رضی اللہ عنہ نے۔

**لغوی توضیح** اَلْحَيَّات جمع ہے حَيَة کی، معنی ہے سانپ۔ذَا الطُّفْيَتَيْنِ جس کے سر پر دو نقطے ہوں۔الاَبْتَرَ جس کی دم کٹی ہو۔يَطْمِسَان وہ ختم کر دیتے ہیں۔اَلْبَصَرَ بصارت کو۔وَيَسْتَسْقِطَان اور گرا دیتے ہیں۔ اَلْحَبَل حمل کو (اپنے زہر کی وجہ سے)۔ اُطَارِدُ میں تلاش کر رہا تھا (سانپ کو تاکہ اسے قتل کروں)۔ذَوَاتِ الْبُيُوْت گھروں والے۔یعنی اَلْعَوَامِرُ گھروں کے رہائشی سانپ (جو درحقیقت جن ہوتے ہیں انہیں دفعتہً قتل کرنے کی ممانعت ہے، بلکہ ایک دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ گھروں کے رہائشی سانپوں کو تین مرتبہ گھر سے نکل جانے کا کہنا چاہیے، اگر نہ نکلیں تو پھر انہیں قتل کر دینا چاہیے کیونکہ وہ شیطان ہیں)۔[1]

۱۴۴۲ ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه ' قَالَ : بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فِي غَارٍ اِذْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ ـ ﴿ وَالْمُرْسَلاَتِ ﴾ ـ فَتَلَقَّيْنَاهَا مِنْ فِيْهِ ـ وَاِنْ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا ' اِذْ خَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( عَلَيْكُمْ اقْتُلُوْهَا )) قَالَ : فَابْتَدَرْنَا هَا فَسَبَقَتْنَا ـ قَالَ : فَقَالَ (( وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا )) ـ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ پر سورہ والمرسلات نازل ہوئی تھی' اور ہم اس کو آپ کے منہ سے سیکھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ نکل آیا۔ ہم لوگ اسے مارنے کو بڑھے۔لیکن وہ بچ نکلا اور اپنے سوراخ میں گھس گیا۔اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے شر سے بچ گیا اور تم اس کے شر سے بچ گئے۔

**لغوی توضیح** وُقِيَتْ شَرَّكُمْ وہ (سانپ) تمہارے شر سے بچ گیا (یعنی تمہاری طرف سے اسے نقصان پہنچنا اس کے حق میں شر ہی تھا اگرچہ تمہارے حق میں یہ بہتر تھا)۔وُقِيتُمْ شَرَّهَا تم اس کے شر سے بچ گئے (یعنی تمہیں اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچا)۔

۱۴۴۲ ـ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 77 سورة والمرسلات: 1 باب حدثنی محمود (1830) مسلم (2234) ـ

[1] [حسن صحيح: صحیح ابوداود ، ابوداود (5257) صحیح ترمذی (1529)]

**(38) باب استحباب قتل الوزغ** — **چھپکلی مارنا مستحب ہے**

١٤٤٣۔ حديث أُمِّ شَرِيْكٍ رضى الله عنها ' اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ اَمَرَهَا بِقَتْلِ الْاَوْزَاغِ ۔

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے چھپکلی کو مار ڈالنے کا حکم دیا ہے۔

**لغوی توضیح:** اَلْاَوْزَاغ چھپکلی۔اسے مارنے کا سبب حدیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ یہ اس آگ میں پھونکیں مار رہی تھی جس میں ابراہیم علیہ السلام کو پھینکا گیا تھا۔[1] ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو ایک ہی ضرب میں چھپکلی کو مارتا ہے اسے سو نیکیاں ملتی ہیں[2]

١٤٤٤۔ حديث عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ لِلْوَزَغِ ((فُوَيْسِقٌ)) وَلَمْ اَسْمَعْهُ اَمَرَ بِقَتْلِهِ ۔

نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو موذی کہا تھا لیکن میں نے آپ سے یہ نہیں سنا کہ آپ نے اسے مارنے کا بھی حکم دیا تھا۔

**(39) باب النهى عن قتل النمل** — **چیونٹی کے مارنے کی ممانعت**

١٤٤٥۔ حديث اَبِى هُرَيْرَةَ ﷺ ' قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ ' فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ ' فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ ۔ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ؟)) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا تھا تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کے سارے گھر جلا دیے گئے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہیں چیونٹی نے کاٹ لیا تھا تو تم نے ایک ایسی خلقت کو جلا کر خاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی تھی۔

**لغوی توضیح:** قَرَصَتْ کاٹ لیا۔ نَمْلَةٌ چیونٹی نے۔تُسَبِّحُ جو تسبیح بیان کرتی تھی (معلوم ہوا کہ چیونٹیاں بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہیں۔ایک اور روایت میں چار جانوروں کے قتل کی ممانعت ہے، چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور ممولا[3])

**(40) باب تحريم قتل الهرة** — **بلی کے مارنے کی حرمت**

١٤٤٦۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل کی) ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا تھا جسے

١٤٤٣۔ البخارى فى: 59 كتاب بدء الخلق: 15 باب خير مال المسلم غنم...(3307) مسلم (2237) ابن ماجه (3228)۔

١٤٤٤۔ البخارى فى: 28 كتاب جزاء الصيد: 7 باب ما يقتل المحرم من الدواب (1831) مسلم (2239) ۔

١٤٤٥۔ البخارى فى: 56 كتاب الجهاد: 153 باب حدثنا يحيى (3019) مسلم (2241) ابن ماجه (3225) ۔

١٤٤٦۔ البخارى فى: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (2365) مسلم (2242) دارمى (2814) ۔

---

[1] [بخارى (3359) كتاب احاديث الانبياء] [2] [مسلم (2240) كتاب الطب والرقى]

[3] [صحيح : ارواء الغليل (8/ 200) ابو داود (5267) ابن ماجه (3224)]

قَالَ : ((عُذِّبَتِ امْرَاَةٌ فِي هِرَّةٍ سَجَنَتْهَا حَتَّى مَاتَتْ ، فَدَخَلَتْ فِيهَا النَّارَ ، لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا إِذْ هِيَ حَبَسَتْهَا ، وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ )) ۔

اس نے قید کر رکھا تھا۔ جس سے وہ بلی مرگئی تھی اور اس کی سزا میں وہ عورت دوزخ میں گئی۔ جب وہ عورت بلی کو باندھے ہوئے تھی تو نہ اس نے اسے کھانے کے لیے کچھ دیا، نہ پینے کے لیے اور نہ ہی اس نے بلی کو چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھالیتی۔

**لغوی توضیح** فِي هِرَّةٍ یعنی بلی کی وجہ سے۔ سَجَنَتْهَا اس نے اسے قید کر رکھا تھا۔ خَشَاشِ الْاَرْض زمین کے کیڑے مکوڑے۔ معلوم ہوا کہ جس نے کوئی جانور قید کر رکھا ہے اس پر لازم ہے کہ اسے کھلائے پلائے ورنہ اسے عذاب دیا جائے گا۔

## (41) باب فضل ساقي البهائم المحترمة واطعامها

## غیر موذی جانوروں کو کھلانے پلانے کی فضیلت

١٤٤٧ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : (( بَيْنَا رَجُلٌ يَمْشِي فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ ، فَنَزَلَ بِئْرًا ، فَشَرِبَ مِنْهَا ، ثُمَّ خَرَجَ ، فَإِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ ۔ فَقَالَ : لَقَدْ بَلَغَ هَذَا مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ بِي ۔ فَمَلَأَ خُفَّهُ ، ثُمَّ اَمْسَكَهُ بِفِيهِ ، ثُمَّ رَقِيَ ، فَسَقَى الْكَلْبَ ۔ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ )) قَالُوا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ اَجْرًا ؟ قَالَ : (( فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی۔ اس نے ایک کنویں میں اتر کر پانی پیا۔ پھر باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے (اپنے دل میں) کہا یہ بھی اس وقت ایسی ہی پیاس میں مبتلا ہے جیسے ابھی مجھے لگی ہوئی تھی (چنانچہ وہ پھر کنویں میں اترا اور) اپنے چمڑے کے موزے کو (پانی سے) بھر کر اسے اپنے منہ سے پکڑے ہوئے اوپر آیا، اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کام کو قبول کیا اور اس کی مغفرت فرمائی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمیں چوپاؤں پر بھی اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا، ہر جاندار میں ثواب ہے۔

**لغوی توضیح** يَلْهَثُ ہانپ رہا تھا (پیاس اور گرمی کی شدت سے زبان منہ سے باہر نکال کر سانس لے رہا تھا)۔ يَأْكُلُ الثَّرَى مٹی کھا (یعنی چاٹ) رہا تھا۔ فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ ہر جاندار میں اجر ہے (یعنی اس کے ساتھ نیکی کرنے میں)۔ كَبِد جگر۔ رطبة تر۔ جاندار اسی وقت تک زندہ رہتا ہے جب تک اس کا جگر تر رہے اور جب جگر خشک ہو جائے تو وہ مر جاتا ہے۔

١٤٤٨ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ایک کتا ایک کنویں کے چاروں طرف چکر کاٹ رہا تھا جیسے پیاس کی شدت

١٤٤٧ ۔ البخاري في: 42 كتاب المساقاة: 9 باب فضل سقي الماء (173) مسلم (2244) ابو داود (2550) ۔

١٤٤٨ ۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (3467) مسلم (2245) ابن حبان (386) ۔

بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ ' إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ' فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا ' فَسَقَتْهُ ' فَغُفِرَ لَهَا بِهِ )) ۔

سے اس کی جان نکلنے والی ہو کہ بنی اسرائیل کی ایک زانیہ عورت نے اسے دیکھ لیا۔ اس عورت نے اپنا موزہ اتار کر کتے کو پانی پلایا اور اس کی مغفرت اسی وجہ سے ہوگئی۔

**لغوی توضیح** يُطِيفُ چکر کاٹ رہا تھا۔ بِرَكِيَّةٍ کنویں کے گرد۔ بَغِيٌّ زانیہ عورت۔ مُوْقَهَا اپنا موزہ۔

**فھم الحدیث** اس حدیث میں بھی جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے کی عظیم فضیلت کا بیان ہے۔

# [40] كتاب الالفاظ من الادب وغيرها

# گفتگو کے آداب کا بیان

## (1) باب النهي عن سب الدهر

## زمانہ کو برا کہنے کی ممانعت

١٤٤٩ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يُؤْذِيْنِي ابْنُ آدَمَ ' يَسُبُّ الدَّهْرَ ' وَأَنَا الدَّهْرُ ' بِيَدِي الأمْرُ ' أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ''ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے وہ زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں۔ میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ میں ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہوں۔''

**لغوی توضیح** يُؤْذِيْنِي مجھے تکلیف دیتا ہے (اور جو بھی اللہ کو تکلیف دیتا ہے وہ اس کی ناراضگی مول لیتا ہے)۔ يَسُبُّ گالی دیتا ہے۔ الدَّهْرَ زمانے کو۔ اہل جاہلیت کو جب کوئی نقصان ہوتا یا برائی پہنچتی تو زمانے کو برا بھلا کہتے۔ انہیں اس کام سے روکا جا رہا ہے۔ أَنَا الدَّهْرُ میں زمانہ ہوں۔ یعنی میں زمانے کے معاملات چلانے والا ہوں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کسی نقصان پر زمانے کو برا بھلا کہتا ہے تو درحقیقت وہ مجھے برا بھلا کہتا ہے کیونکہ اس کے نقصان میں زمانے کا کوئی دخل نہیں۔

## (2) باب كراهة تسمية العنب كرما

## انگور کو کرم کہنا مکروہ ہے

١٤٥٠ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( وَيَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ ! إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' لوگ (انگور کو) کرم کہتے ہیں' کرم تو مومن کا دل ہے۔

**لغوی توضیح** يَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ لوگ انگور کو کرم کہتے ہیں۔ اہل جاہلیت اس لیے انگور کو کرم کہتے کیونکہ جب آدمی انگور سے تیار کردہ شراب پیتا تو کرم و سخاوت میں بہت بڑھ جاتا اور اس سخاوت کی بنیاد یہی انگور ہی ہوتا اس لیے اس انگور کا نام ہی انہوں نے

١٤٤٩ ۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 45 سورة الجاثية: 1 باب وما يهلكنا إلا الدهر (4826) مسلم (2246) ۔

١٤٥٠ ۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 102 باب قول النبي ﷺ إنما الكرم قلب المؤمن (6183) مسلم (2247) ۔

کرم رکھ دیا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کر دی تو نبی ﷺ نے یہ پسند نہیں کیا کہ انگور کو کرم کہا جائے اور فرمایا کہ کرم تو مومن کا دل ہے، کیونکہ وہ ہر خیر و بھلائی اور جود و سخاء کا منبع ہے۔

### (3) باب حكم اطلاق لفظة العبد والامة والمولى والسيد

### عبد' امتہ' مولیٰ اور سید' وغیرہ کے بولنے کے بارے میں احکام

١٤٥١ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: (( لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ أَطْعِمْ رَبَّكَ ' وَضِّيءْ رَبَّكَ ' اسْقِ رَبَّكَ ۔ وَلْيَقُلْ سَيِّدِي ' مَوْلَايَ ۔ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ عَبْدِي ' أَمَتِي ۔ وَلْيَقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَ غُلَامِي )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کوئی شخص (کسی غلام یا کسی بھی شخص سے) یہ نہ کہے کہ اپنے رب (مراد آقا) کو کھانا کھلا' اپنے رب کو وضو کرا' اپنے رب کو پانی پلا۔ بلکہ صرف میرے سردار' میرے آقا کے الفاظ کہنے چاہئیں۔ اسی طرح کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا بندہ' میری بندی' بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ میرا لڑکا (ملازم)' میری لڑکی (ملازمہ) اور میرا غلام۔

**فهم الحديث** اس روایت میں جن الفاظ سے منع کیا گیا ہے ان سے بچنا ہی بہتر ہے کیونکہ ان کا استعمال اللہ کا شریک بننے کے مترادف ہے خواہ اس کی نیت و ارادہ نہ بھی ہو۔

### (4) باب كراهة قول الانسان خبثت نفسي

### یہ کہنا کہ میرا نفس خبیث ہو گیا مکروہ ہے

١٤٥٢ - حديث عَائِشَةَ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: (( لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي ' وَلَكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' تم میں کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہو گیا ہے۔ بلکہ یہ کہے کہ میرا دل خراب یا پریشان ہو گیا۔

**لغوی توضیح** خبث اور لقس میں فرق یہ ہے کہ کلمہ خبث باطل اعتقادات، جھوٹے اقوال، قبیح افعال اور گندے و حرام اُمور پر بولا جاتا ہے یعنی اس کا مقصد شدت شناعت کا بیان ہوتا ہے جبکہ کلمہ لقس محض سستی و کاہلی (جو معدہ بھر جانے یا نیند کی کمی وغیرہ کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے) کے لیے بولا جاتا ہے، اس کا مقصد مذمت و شناعت کا بیان نہیں ہوتا۔ پس یہاں نبی ﷺ نے ایسا مناسب کلمہ استعمال کرنے کی رہنمائی فرمائی ہے جو مفہوم بھی ادا کرتا ہے اور شناعت سے بھی پاک ہے۔

١٤٥٣ - حديث سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ ﷺ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ: (( لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی ہرگز یوں نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہو گیا لیکن یوں کہہ سکتا

١٤٥١ - البخاري في: 49 كتاب العتق: 17 باب كراهية التطاول على الرقيق (2552) مسلم (2249) احمد (9475) ۔

١٤٥٢ - البخاري في: 78 كتاب الادب: 100 باب لا يقل خبثت نفسي (6179) مسلم (2550) ابو داود (4979) ۔

١٤٥٣ - البخاري في: 78 كتاب الادب: 100 باب لا يقل خبثت نفسي (6180) مسلم (2251) ابو داود (4978) ۔

خَبُثَتْ نَفْسِي ' وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي))۔ ہے کہ میرا دل خراب یا پریشان ہوگیا۔

لغوی توضیح خبث اور لقس میں فرق یہ ہے کہ کلمہ خبث باطل اعتقادات، جھوٹے اقوال، قبیح افعال اور گندے وحرام اُمور پر بولا جاتا ہے یعنی اس کا مقصد شدت شناعت کا بیان ہوتا ہے جبکہ کلمہ لقس محض سستی وکاہلی (جو معدہ بھر جانے یا نیند کی کمی وغیرہ کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے) کے لیے بولا جاتا ہے، اس کا مقصد مذمت وشناعت کا بیان نہیں ہوتا۔ پس یہاں نبی ﷺ نے ایسا مناسب کلمہ استعمال کرنے کی رہنمائی فرمائی ہے جو مفہوم بھی ادا کرتا ہے اور شناعت سے بھی پاک ہے۔

# [۹۱] كِتَابُ الشِّعْر
## شعر کا بیان

١٤٥٤ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ 'كَلِمَةُ لَبِيدٍ' أَلا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' شعراء کے کلام میں سے سچا کلمہ لبید کا مصرعہ ہے جو یہ ہے کہ! اللہ کے سوا جو کچھ ہے سب معدوم فنا ہونے والا ہے۔ امیہ بن ابی صلت شاعر قریب تھا کہ مسلمان ہو جائے۔

لغوی توضیح كَلِمَةُ لَبِيدٍ لبید کا مصرعہ۔ لبید سے مراد ہے لبید بن ربیعہ بن عامر العامری، جاہلیت کا مشہور شاعر، مسلمان ہوا تو شاعری چھوڑ دی، کوفہ میں رہائش اختیار کر لی اور وہیں عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔ مَا خَلَا اللّٰهَ جو بھی اللہ (کی ذات) کے علاوہ ہے۔ بَاطِلٌ فانی ہے، یعنی اس کے لیے بقاء نہیں۔

١٤٥٥ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (( لَأَنْ يَمْتَلِيءَ جَوْفُ رَجُلٍ قَيْحًا يَرِيهِ ' خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِيءَ شِعْرًا))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ سے بھر لے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھر جائے۔

لغوی توضیح لَأَنْ يَمْتَلِيءَ کہ بھر لے۔ یعنی شعر کے علاوہ اور کوئی چیز نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ مذموم یہ ہے کہ اشعار کا غلبہ ہو حتی کہ ہر وقت انسان شعر وشاعری میں ہی مشغول رہے اور نماز، قرآن اور ذکر الٰہی وغیرہ کے لیے اس کے پاس فرصت ہی نہ ہو۔ لیکن اگر تمام حقوق وفرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ کبھی کبھار حقیقت وصدق پر مبنی شعر بھی کہہ لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ غزوہ خندق کے موقع پر آپ ﷺ مٹی ڈھو رہے تھے اور شعر بھی کہہ رہے تھے، اسی طرح صحابہ بھی مختلف اشعار پڑھ رہے تھے (ملاحظہ فرمایئے سابقہ حدیث نمبر ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵)۔ اسی طرح عید کے موقع پر بھی آپ ﷺ کے سامنے دو لڑکیاں اشعار پڑھ رہی تھیں اور آپ نے انہیں کچھ نہ کہا (دیکھئے سابقہ حدیث نمبر ۵۱۲، ۵۱۳)۔ جَوْف پیٹ۔ قَيْحًا پیپ۔ يَرِيهِ اسے (یعنی پیٹ کو) خراب کر دے۔

١٤٥٤ - البخاری فی: 78 كتاب الأدب: 90 باب ما يجوز من الشعر...(3841) مسلم (2256) ترمذی (3849)۔
١٤٥٥ - البخاری فی: 78 كتاب الأدب: 92 باب ما يكره ان يكون الغالب على الإنسان...(6155) مسلم (2257)۔

# [42] کتاب الرؤیا
## خوابوں کی تعبیر کے مسائل

١٤٥٦۔ حدیث اَبِی قَتَادَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ، یَقُوْلُ: (( الرُّؤْیَا مِنَ اللّٰہِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّیْطَانِ، فَاِذَا رَاَی اَحَدُکُمْ شَیْئًا یَکْرَھُہُ فَلْیَنْفُثْ، حِیْنَ یَسْتَیْقِظُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَیَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّھَا، فَاِنَّھَا لَا تَضُرُّہُ ))۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ بے شک اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور برا خواب (جس میں گھبراہٹ ہو) شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اس لیے جب تم میں سے کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو برا ہو تو جاگتے ہی تین مرتبہ بائیں طرف تھوتھو کرے اور اس خواب کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے کہ اس طرح خواب کا اسے نقصان نہیں ہوگا۔

**لغوی توضیح** الرُّؤْیَا خواب۔ مِنَ اللّٰہِ اللہ کی طرف سے ہے (مراد ہے اچھا خواب جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت ہے[1])۔ اَلْحُلُمُ برا خواب یا جسے دیکھ کر انسان کو گھبراہٹ ہو۔ فَلْیَنْفُثْ اسے چاہیے کہ پھونک مارے (ہلکی پھونک جس میں تھوک نہ ہو)۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اپنی بائیں جانب پھونک مارے۔[2] صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اچھا خواب دوسروں کو بیان کرسکتا ہے لیکن برا خواب دوسروں کو بیان نہ کرے۔[3]

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ برا خواب دیکھنے والا بیدار ہوتے ہی تین مرتبہ اعوذ باللہ پڑھ کے بائیں جانب پھونک دے تو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھا خواب دوسروں کو بیان کیا جاسکتا ہے جبکہ برا خواب بیان نہیں کرنا چاہیے۔

١٤٥٧۔ حدیث اَبِی ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: (( اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَکَدْ تَکْذِبُ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ، وَرُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّۃٍ وَاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّۃِ ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب قیامت قریب ہوگی تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا۔ اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

**لغوی توضیح** اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ جب زمانہ قریب ہوگا۔ مراد ہے جب قیامت قریب ہوگی جیسا کہ ایک اور روایت میں ہے کہ آخری زمانے میں مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا۔[4] جُزْءٌ مِنْ سِتَّۃٍ وَاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّۃِ نبوت کے چھیالیس

١٤٥٦۔ البخاری فی: 76 کتاب الطب: 39 باب النفث فی الرقیۃ (3292) مسلم (2261) ترمذی (2277)۔

١٤٥٧۔ البخاری فی: 91 کتاب التعبیر: 26 باب القید فی المنام (7017) مسلم (2263) ابوداود (5019)۔

[1] [بخاری (7044) کتاب تعبیر الرؤیا]
[2] [مسلم (2261) کتاب الرؤیا]
[3] [بخاری (7045) کتاب تعبیر الرؤیا]
[4] [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (2291)]

حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ نبوت کے چھیالیس حصے ہیں (جن کی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے) اور دوسرا یہ معلوم ہوا کہ مومن کا سچا خواب بھی نبوت کا ایک حصہ ہے۔

١٤٥٨ - حدیث عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ )) -

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔

١٤٥٩ - حدیث أَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ )) -

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک جز ہوتا ہے۔

١٤٦٠ - حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ )) -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے۔

## (1) باب قول النبي ﷺ من رآني في المنام فقد رآني

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جس نے مجھے خواب میں دیکھ لیا بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا

١٤٦١ - حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: (( مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ، وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو کسی دن مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا۔

**لغوی توضیح:** فِي الْمَنَامِ خواب میں۔ فِي الْيَقَظَةِ بیداری میں (بھی دیکھے گا یعنی روز قیامت)۔ لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا (یعنی جیسے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو بیداری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اختیار کرنے سے روکا ہے اسی طرح خواب میں بھی روک رکھا ہے تاکہ حق اور باطل مشتبہ نہ ہو)۔

## (3) باب في تاويل الرؤيا

## خوابوں کی تعبیر کا بیان

١٤٦٢ - حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضى الله

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

١٤٥٨ - البخاري في: 91 كتاب التعبير: 4 باب الرؤيا الصالحة جزء...(6983) مسلم (2264) ابو داود (5018) -

١٤٥٩ - البخاري في: 91 كتاب التعبير: 10 باب من راى النبي ﷺ في المنام -

١٤٦٠ - البخاري في: 91 كتاب التعبير: 4 باب الرؤيا الصالحة جزء ...، مسلم (2263) -

١٤٦١ - البخاري في: 91 كتاب التعبير: 10 باب من راى النبي ﷺ في المنام (6993) مسلم (2266) ابن ماجه (3901)-

١٤٦٢ - البخاري في: 91 كتاب التعبير: 47 باب من لم ير الرؤيا لاول عابر إذا لم يصب (7000) مسلم (2269) -

عنهما ' اَنَّ رَجُلًا اَتَی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ اِنِّی رَاَیْتُ اللَّیْلَةَ فِی الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطُفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ ' فَاَرَی النَّاسَ یَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا ۔ فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَاِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الْاَرْضِ اِلَی السَّمَاءِ ' فَاَرَاكَ اَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَوْتَ ' ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهٖ ' ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا بِهٖ ' ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ ۔ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ : یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! بِاَبِی اَنْتَ ' وَاللّٰہِ ! لَتَدَعَنِّی فَاَعْبُرَهَا ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : ((اُعْبُرْ)) قَالَ : اَمَّا الظُّلَّةُ فَالْاِسْلَامُ ' وَاَمَّا الَّذِی یَنْطُفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْآنُ ' حَلَاوَتُهٗ تَنْطُفُ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ ۔ وَاَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِی اَنْتَ عَلَیْهِ ' تَاْخُذُ بِهٖ فَیُعْلِیْكَ اللّٰہُ ' ثُمَّ یَاْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَیَعْلُوْ بِهٖ ' ثُمَّ یَاْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَیَعْلُوْ بِهٖ ۔ ثُمَّ یَاْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ آخَرُ فَیَنْقَطِعُ بِهٖ ' ثُمَّ یُوَصَّلُ لَهٗ فَیَعْلُوْ بِهٖ فَاَخْبِرْنِی ' یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِی اَنْتَ اَصَبْتُ اَمْ اَخْطَاْتُ ؟ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ : (( اَصَبْتَ بَعْضًا وَاَخْطَاْتَ بَعْضًا)) قَالَ : فَوَاللّٰہِ ! لَتُحَدِّثَنِّی بِالَّذِی اَخْطَاْتُ قَالَ (( لَا تُقْسِمْ ))۔

کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے میں دیکھتا ہوں کہ لوگ انہیں اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں کوئی زیادہ اور کوئی کم اور ایک رسی ہے جو زمین سے آسمان تک لٹکی ہوئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ پہلے آپ نے آ کر اسے پکڑا اور اوپر چڑھ گئے پھر ایک دوسرے صاحب نے بھی اسے پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گئے پھر ایک تیسرے صاحب نے پکڑا اور وہ بھی چڑھ گئے پھر چوتھے صاحب نے پکڑا اور وہ بھی اس کے ذریعہ چڑھ گئے۔ پھر وہ رسی ٹوٹ گئی۔ پھر جڑ گئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھے اجازت دیجئے۔ میں اس کی تعبیر بیان کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیان کرو۔ انہوں نے کہا سایہ سے مراد دین اسلام ہے اور جو شہد اور گھی ٹپک رہا تھا وہ قرآن مجید کی شیرینی ہے اور بعض قرآن کو زیادہ حاصل کرنے والے ہیں بعض کم۔ اور آسمان سے زمین تک کی رسی سے مراد سچا طریق ہے جس پر آپ قائم ہیں۔ آپ اسے پکڑے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اس کے ذریعہ اللہ آپ کو اٹھالے گا۔ پھر آپ کے بعد ایک دوسرے صاحب آپ کے خلیفہ اول اسے پکڑیں گے وہ بھی مرتے دم تک اس پر قائم رہیں گے۔ پھر تیسرے صاحب پکڑیں گے تو ان کا معاملہ خلافت کا کٹ جائے گا وہ بھی اوپر چڑھ جائیں گے۔ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے بتائیے کیا میں نے جو تعبیر دی ہے وہ غلط ہے یا صحیح؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بعض حصہ کی صحیح تعبیر دی اور بعض کی غلط۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ پس واللہ آپ میری غلطی کو ظاہر فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قسم نہ کھاؤ۔

لغوی توضیح: ظُلَّةٌ بادل کا ٹکڑا۔ تَنْطُفُ قطرے ٹپک رہے ہیں۔ يَتَكَفَّفُوْنَ ہاتھوں سے لے رہے ہیں۔ سَبَبٌ وَاصِلٌ لٹکی ہوئی رسّی۔ فَاَعْبُرُهَا میں اس کی تعبیر کروں۔ اَصَبْتَ بَعْضًا وَاَخْطَاْتَ بَعْضًا تو نے بعض حصہ کی تعبیر صحیح کی ہے اور بعض میں غلطی کھائی ہے۔ یہ غلطی کیا تھی۔ کچھ اہل علم نے تو اس پر اسی طرح سکوت اختیار کرنے کو ترجیح دی ہے جیسے نبی ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا۔ لیکن کچھ نے کہا ہے کہ غلطی یہ تھی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لٹکی ہوئی رسّی سے حق مراد لیا، کیونکہ حق نبی ﷺ کے بعد صرف تین خلفاء تک محدود نہیں بلکہ علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب بھی حق پر تھے، اسی طرح فرمانِ نبوی کے مطابق ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی۔ لہٰذا یہاں حق مراد لینا مناسب نہیں بلکہ یہاں مراد ہے اللہ کی نازل کردہ تعلیمات کے مطابق فیصلے کا قیام اور خلافت علی منہاج النبوۃ جس پر پوری امت کا اتفاق ہو، یہی وہ لٹکی ہوئی رسّی ہے جسے تینوں خلفاء نے مضبوطی سے تھاما۔ اگرچہ چوتھے خلیفہ علی رضی اللہ عنہ بھی برحق تھے مگر ان پر امت کا اتفاق نہیں تھا بلکہ ان کے دور میں لوگ دو گروہوں (اصحابِ علی اور اصحاب معاویہ) میں تقسیم ہو گئے تھے۔ بہرحال یہ ایسے مسائل تھے جن پر خاموشی ہی بہتر تھی اسی لیے نبی ﷺ نے بھی مصلحت کے پیش نظر انہیں امت کے سامنے بیان نہ کیا۔

## (4) باب رؤيا النبي ﷺ

## نبی کریم ﷺ کے خواب

١٤٦٣۔ حديث ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (( اَرَانِي اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ، فَجَائَنِي رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا، فَقِيْلَ لِي كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا، میں نے دیکھا کہ (خواب میں) مسواک کر رہا ہوں۔ تو میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک ان میں سے دوسرے سے بڑا تھا' تو میں نے چھوٹے کو مسواک دے دی۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دو۔ تب میں نے ان میں سے بڑے کو دی۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ بڑے آدمی کو مسواک دی جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی دوسرے آدمی کی مسواک بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

١٤٦٤۔ حديث اَبِي مُوْسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّي اُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ اِلَى اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِي اِلَى اَنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوْ هَجَرُ۔ فَاِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ، يَثْرِبُ وَرَاَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هٰذِهِ اَنِّي هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَاِذَا هُوَ مَا اُصِيْبَ مِنَ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' میں نے خواب دیکھا تھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے باغات ہیں۔ اس پر میرا ذہن ادھر گیا کہ یہ مقام یمامہ یا ہجر ہو گا' لیکن وہ یثرب' مدینہ منورہ ہے اور میں نے اسی خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی تو وہ درمیان سے ٹوٹ گئی' یہ اس مصیبت کی طرف اشارہ تھا جو اُحد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اٹھانی پڑی تھی۔ پھر میں

١٤٦٣۔ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 74 باب دفع السواك إلى الاكبر (246) مسلم (2271)۔

١٤٦٤۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3622) مسلم (2272)۔

الْـمُـؤْمِـنِيْـنَ ' يَوْمَ أُحُدٍ ـ ثُمَّ هَزَزْتُهُ بِأُخْرَى فَـعَـادَ أَحْسَـنَ مَاكَانَ ' فَإِذَا هُوَمَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ ـ وَرَأَيْتُ فِيْها بَقَرًا ' وَاللّٰهُ خَيْرٌ ' فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ' وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ ' مِنَ الْخَيْرِ ' وَ ثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ )) ۔

نے دوسری مرتبہ اسے ہلایا تو وہ پہلے سے بھی اچھی صورت میں ہوگئی۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کی فتح دی اور مسلمان سب اکٹھے ہوگئے۔ میں نے اسی خواب میں گائیں دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کا جو کام ہے وہ بہتر ہے۔ ان گائیوں سے ان مسلمانوں کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں شہید کیے گئے تھے اور خیر و بھلائی وہ بھی جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے سچائی کا بدلہ بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا تھا۔

**لغوی توضیح** وَهَلِي میرا گمان۔ هَزَزْتُ میں نے حرکت دی۔ رَأَيْتُ فِيْها بَقَرًا میں نے خواب میں گائیں دیکھیں (جنہیں ذبح کیا جارہا تھا، جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے)۔

١٤٦٥ ـ **حديث** ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ ' قَالَ : قَـدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ ' فَـجَـعَـلَ يَقُوْلُ : إِنْ جَعَلَ لِي مُـحَمَّدٌ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ ـ وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِنْ قَوْمِهِ ـ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَمَـعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ ـ وَفِي يَـدِ رَسُـوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ ' قِطْعَةُ جَرِيْدٍ ' حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ ' فِي أَصْحَابِهِ ـ فَقَالَ : (( لَـوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا ـ وَلَـنْ تَـعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَـعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ ـ وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيْتُ فِيْـهِ مَارَأَيْتُ ' وَهَذَا ثَابِتٌ يُجِيْبُكَ عَنِّي )) ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ ـ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے عہد میں مسیلمہ کذاب آیا' اس دعویٰ کے ساتھ کہ اگر محمد ﷺ مجھے اپنے بعد (اپنا نائب وخلیفہ) بنادیں تو میں ان کا اتباع کرلوں۔ اس کے ساتھ اس کی قوم (بنوحنیفہ) کا بہت بڑا لشکر تھا۔ حضور ﷺ اس کی طرف تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی۔ جہاں مسیلمہ اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھے آپ ﷺ وہیں جا کر ٹھہر گئے۔ اور آپ نے اس سے فرمایا اگر تو مجھ سے یہ ٹہنی مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور تو اللہ کے اس فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکتا جو تیرے بارے میں پہلے ہی ہوچکا ہے۔ تو نے اگر میری اطاعت سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کردے گا۔ میرا تو خیال ہے کہ تو ہی ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔ اب تیری باتوں کا جواب میری طرف سے ثابت بن قیس دیں گے۔ پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے۔

قَـالَ ابْـنُ عَبَّاسٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ الـلّٰـهِ ﷺ : (( إِنَّكَ أُرَى الَّـذِي أُرِيْـتُ فِيْهِ مَا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا کہ میرا خیال تو یہ ہے کہ تو وہی ہے جو

١٤٦٥ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 70 باب وفد بني حنيفة (3620) مسلم (2273) ابن حبان (6654)۔

رَاَیْتُ))۔ مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا (اس کی تفصیل آئندہ حدیث میں ہے)۔

**لغوی توضیح** لَنْ تَعْدُوَ تو ہرگز تجاوز نہیں کرسکتا، آگے نہیں بڑھ سکتا۔ لِیَعْقِرَنَّكَ اللّٰہ اللہ تجھے ہلاک کردے گا۔

١٤٦٦۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ' رَاَیْتُ فِی یَدَیَّ سِوَارَیْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَاَهَمَّنِی شَاْنُهُمَا' فَاُوْحِیَ اِلَیَّ فِی الْمَنَامِ اَنِ انْفُخْهُمَا' فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا' فَاَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَیْنِ یَخْرُجَانِ بَعْدِی' اَحَدُهُمَا الْعَنْسِیُّ' وَالآخَرُ مُسَیْلَمَةُ ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے، مجھے انہیں دیکھ کر بڑا دکھ ہوا۔ پھر خواب ہی میں مجھ پر وحی کی گئی کہ میں ان میں پھونک ماردوں۔ چنانچہ میں نے ان میں پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جو میرے بعد نکلیں گے۔ ایک اسود عنسی تھا اور دوسرا مسیلمہ کذاب جن ہر دو کو خدا نے پھونک کی طرح ختم کردیا۔

**لغوی توضیح** اَحَدُهُمَا الْعَنْسِیُّ ان میں سے ایک عنسی تھا۔ یعنی اسود عنسی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، پھر فیروز اور اس کے ساتھیوں نے اسے قتل کر ڈالا تھا۔ وَالآخَرُ مُسَیْلَمَةُ اور دوسرا مسیلمہ تھا۔ یعنی مسیلمہ کذاب جو یمامہ میں تھا، اس نے نبی ﷺ سے ملاقات کے بعد واپس جا کر نبوت کا دعویٰ کردیا اور اپنی قوم کے لیے شراب اور زنا کو حلال قرار دے دیا، پھر نبی ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں اس کی طرف لشکر بھیجے اور متعدد جنگوں کے بعد اسے قتل کردیا گیا، اسے وحشی بن حرب نے قتل کیا، جس نے حالتِ کفر میں حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔

١٤٦٧۔ حدیث سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِمَّا یُكْثِرُ اَنْ یَقُوْلَ لِاَصْحَابِهٖ: (( هَلْ رَاٰی اَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رُؤْیَا؟ )) قَالَ: فَیَقُصُّ عَلَیْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَقُصَّ ۔ وَاِنَّهٗ قَالَ: ذَاتَ غَدَاةٍ: (( اِنَّهٗ اَتَانِی' اللَّیْلَةَ' آتِیَانِ' وَاِنَّهُمَا ابْتَعَثَانِی' وَاِنَّهُمَا قَالَا لِی: انْطَلِقْ وَاِنِّی انْطَلَقْتُ مَعَهُمَا' وَاِنَّا اَتَیْنَا عَلٰی رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ' وَاِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَیْهِ بِصَخْرَةٍ' وَاِذَا هُوَ یَهْوِی بِالصَّخْرَةِ لِرَاْسِهٖ' فَیَثْلَغُ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ سے جو باتیں اکثر کیا کرتے تھے ان میں یہ بھی تھی کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ پھر جو چاہتا اپنا خواب آپ ﷺ سے بیان کرتا۔ آپ ﷺ نے ایک صبح کو فرمایا کہ رات میرے پاس دو آنے والے آئے اور انہوں نے مجھے اٹھایا اور مجھ سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو۔ میں ان کے ساتھ چل دیا۔ پھر ہم ایک لیٹے ہوئے شخص کے پاس آئے جس کے پاس ایک دوسرا شخص پتھر لیے کھڑا تھا اور اس کے سر پر پتھر پھینک کر مارتا تو اس کا سر اس سے پھٹ جاتا پتھر لڑھک کر دور چلا جاتا لیکن وہ شخص پتھر کے پیچھے جاتا اور اسے اٹھا لاتا اور اس لیٹے ہوئے شخص تک پہنچنے سے پہلے اس کا سر ٹھیک ہو جاتا جیسا

---

١٤٦٦۔ البخاری فی: 91 كتاب التعبير: 48 باب تعبير الرؤيا بعد صلاة الصبح (3621) مسلم (2274)۔

١٤٦٧۔ البخاری فی: 4 كتاب الوضوء: 32 باب التماس الوضوء إذا حانت الصلاة (845) مسلم (2275)۔

رَأْسَهُ فَيَتَهَدْهَدُ الْحَجَرُ هٰهُنَا، فَيَتْبَعُ الْحَجَرَ، فَيَأْخُذُهُ، فَلَا يَرْجِعُ إِلَيْهِ حَتّٰى يَصِحَّ رَأْسُهُ كَمَا كَانَ۔ ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى)) قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَاهٰذَانِ؟ قَالَ: ((قَالَا لِيْ: انْطَلِقْ)) قَالَ: ((فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ، وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ، بِكَلُّوْبٍ۔ مِنْ حَدِيْدٍ، وَإِذَا هُوَ يَأْتِيْ أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهٖ فَيُشَرْشِرُ شِدْقَهُ إِلٰى قَفَاهُ، وَمَنْخِرَهُ إِلٰى قَفَاهُ، وَعَيْنَهُ إِلٰى قَفَاهُ)) قَالَ: ((ثُمَّ يَتَحَوَّلُ إِلَى الْجَانِبِ الْآخَرِ، فَيَفْعَلُ بِهِ مِثْلَ مَا فَعَلَ بِالْجَانِبِ الْأَوَّلِ، فَمَا يَفْرُغُ مِنْ ذٰلِكَ الْجَانِبِ حَتّٰى يَصِحَّ ذٰلِكَ الْجَانِبُ كَمَا كَانَ، ثُمَّ يَعُوْدُ عَلَيْهِ فَيَفْعَلُ مِثْلَ مَا فَعَلَ الْمَرَّةَ الْاُوْلٰى)) قَالَ: قُلْتُ لَهُمَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَا هٰذَانِ؟ قَالَ: ((قَالَا لِيْ: انْطَلِقْ۔ فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلٰى مِثْلِ التَّنُّوْرِ، فَإِذَا فِيْهِ لَغَطٌ وَأَصْوَاتٌ)) قَالَ: فَاطَّلَعْنَا فِيْهِ، فَإِذَا فِيْهِ رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عُرَاةٌ، وَإِذَا هُمْ يَأْتِيْهِمْ لَهَبٌ مِنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ، فَإِذَا أَتَاهُمْ ذٰلِكَ اللَّهَبُ ضَوْضَوْا قَالَ: ((قُلْتُ لَهُمَا: مَاهٰؤُلَاءِ؟)) قَالَ: ((قَالَا لِيْ: انْطَلِقْ انْطَلِقْ)) قَالَ: ((فَانْطَلَقْنَا، فَأَتَيْنَا عَلٰى نَهَرٍ أَحْمَرَ مِثْلَ

کہ پہلے تھا۔ کھڑا شخص پھر اسی طرح پتھر اس پر مارتا اور وہی صورتیں پیش آتیں جو پہلے پیش آئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ان دونوں سے پوچھا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے مجھ سے کہا آگے بڑھو۔ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا آنکڑا لیے کھڑا تھا اور یہ اس کے چہرہ کے ایک طرف آتا اور اس کے ایک جبڑے کو گدی تک چیرتا اور اس کی ناک کو گدی تک چیرتا اور اس کی آنکھ کو گدی تک چیرتا۔ بیان کیا کہ پھر وہ دوسری جانب جاتا اور ادھر بھی اسی طرح چیرتا جس طرح اس نے پہلی جانب کیا تھا۔ وہ ابھی دوسری جانب سے فارغ بھی نہ ہوتا تھا کہ پہلی جانب اپنی پہلی صحیح حالت میں لوٹ آتی۔ پھر دوبارہ وہ اسی طرح کرتا جس طرح اس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ میں نے کہا سبحان اللہ۔ یہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلئے' چنانچہ ہم آگے چلے۔

پھر ہم ایک تنوری چیز پر آئے۔ اس میں شور و آواز تھی۔ ہم نے اس میں جھانکا تو اس کے اندر کچھ ننگے مرد اور عورتیں تھیں اور ان کے نیچے سے آگ کی لپٹ آتی تھی، جب آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیتی تو وہ چلّانے لگتے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا کہ چلو چلو۔ ہم آگے بڑھے اور ایک نہر پر آئے۔ (حضرت سمرہ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے کہا کہ) وہ خون کی طرح سرخ تھی اور اس نہر میں ایک شخص تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے ایک دوسرا شخص تھا جس نے اپنے پاس بہت سے پتھر جمع کر رکھے تھے اور یہ تیرنے والا تیرتا ہوا جب اس شخص کے پاس پہنچتا جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے تو یہ اپنا منہ کھول دیتا اور کنارے کا شخص اس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا اور پھر تیرنے لگتا اور پھر اس کے پاس لوٹ کر آتا اور جب بھی اس کے پاس آتا تو اپنا منہ پھیلا دیتا اور یہ اس کے منہ میں پتھر

الـدَّم، وَاِذَا فِي النَّهَرِ رَجُلٌ سَابِحٌ يُسْبَحُ، وَاِذَا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ حِجَارَةً كَثِيْرَةً، وَاِذَا ذَلِكَ السَّابِحُ يَسْبَحُ مَا يَسْبَحُ ثُمَّ يَأْتِي ذَلِكَ الَّذِي قَدْ جَمَعَ عِنْدَهُ الْحِجَارَةَ فَيَفْغَرُ لَهُ فَاهُ، فَيُلْقِمُهُ حَجَرًا، فَيَنْطَلِقُ يَسْبَحُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَيْهِ، كُلَّمَا رَجَعَ اِلَيْهِ فَغَرَلَهُ فَاهُ فَاَلْقَمَهُ حَجَرًا)) قَالَ: (( قُلْتُ لَهُمَا : مَا هَذَانِ؟ )) قَالَ: ((قَالَا لِي : انْطَلِقْ، انْطَلِقْ)) قَالَ: ((فَانْطَلَقْنَا فَاَتَيْنَاعَلَى رَجُلٍ كَرِيْهِ الْمَرْآةِ، كَاَكْرَهِ مَا اَنْتَ رَاءٍ رَجُلًا مَرْآةً وَاِذَا عِنْدَهُ نَارٌ يَحُشُّهَا وَيَسْعَى حَوْلَهَا )) قَالَ: ((قُلْتُ لَهُمَا : مَا هَذَا؟ )) قَالَ: (( قَالَا لِي : انْطَلِقْ، انْطَلِقْ )) ۔ فَانْطَلَقْنَا، فَاَتَيْنَا عَلَى رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ، فِيهَا مِنْ كُلِّ نُوْرِ الرَّبِيْعِ، وَاِذَا بَيْنَ ظَهْرَى الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِيْلٌ لَا اَكَادُ اَرَى رَاْسَهُ طُوْلًا فِي السَّمَاءِ، وَاِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ اَكْثَرِ وِلْدَان رَاَيْتُهُمْ قَطُّ۔ قَالَ: ((قُلْتُ لَهُمَا : مَاهَذَا ؟ مَاهَؤُلَاءِ ؟ )) قَالَ : (( قَالَا لِي : انْطَلِقْ، انْطَلِقْ )) ۔

قَالَ : (( فَانْطَلَقْنَا، فَانْتَهَيْنَا اِلَى رَوْضَةٍ عَظِيْمَةٍ لَمْ اَرَ رَوْضَةً عَظِيْمَةً قَطُّ اَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا اَحْسَنَ )) قَالَ : (( قَالَ لِي : ارْقَ فِيهَا )) قَالَ: (( فَارْتَقَيْنَا فِيهَا فَانْتَهَيْنَا اِلَى مَدِيْنَةٍ مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَلَبِنِ فِضَّةٍ، فَاَتَيْنَا بَابَ الْمَدِيْنَةِ،

ڈال دیتا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ آگے چلو آگے چلو۔ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک نہایت بدصورت آدمی کے پاس پہنچے۔ جتنے بدصورت تم نے دیکھے ہوں ان میں سب سے زیادہ بدصورت۔ اس کے پاس آگ جل رہی تھی اور وہ اسے جلا رہا تھا اور اس کے چاروں طرف دوڑتا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے مجھ سے کہا چلو چلو۔ ہم آگے بڑھے اور ایک ایسے باغ میں پہنچے جو ہرا بھرا تھا اور اس میں موسم بہار کے سب پھول تھے اس باغ کے درمیان میں ایک بہت لمبا شخص تھا۔ اتنا لمبا تھا کہ میرے لیے اس کا سر دیکھنا دشوار تھا کہ وہ آسمان سے باتیں کرتا تھا اور اس شخص کے چاروں طرف بہت سے بچے تھے کہ اتنے کبھی نہیں دیکھے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے' یہ بچے کون ہیں؟ انہوں نے مجھ سے کہا کہ چلو چلو۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ پھر ہم آگے بڑھے اور ایک عظیم الشان باغ تک پہنچے۔ میں نے اتنا بڑا اور اتنا خوبصورت باغ کبھی نہیں دیکھا تھا اور ان دونوں نے کہا کہ اس پر چڑھیے۔ ہم اس پر چڑھے تو ایک ایسا شہر دکھائی دیا جو اس طرح بنا تھا کہ اس کی ایک اینٹ سونے کی تھی اور ایک اینٹ چاندی کی۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے تو ہم نے اسے کھلوایا۔ وہ ہمارے لیے کھولا گیا اور ہم اس میں داخل ہوئے۔ ہم نے اس میں ایسے لوگوں سے ملاقات کی جن کے جسم کا نصف حصہ نہایت خوبصورت تھا اور دوسرا نصف نہایت بدصورت۔ دونوں ساتھیوں نے ان لوگوں سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں کود جاؤ۔ ایک نہر سامنے بہہ رہی تھی۔ اس کا پانی انتہائی سفید تھا۔ وہ لوگ گئے اور اس میں کود گئے اور پھر ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو ان کا پہلا عیب جا چکا تھا اور اب وہ نہایت خوبصورت ہو گئے تھے ان دونوں نے کہا کہ ۔ جنت عدن ہے اور یہ آپ کی منزل ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری

فَاسْتَفْتَحْنَا ، فَفُتِحَ لَنَا ، فَدَخَلْنَاهَا ، فَتَلَقَّانَا فِيهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِنْ خَلْقِهِمْ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ ، وَشَطْرٌ كَأَقْبَحِ مَا أَنْتَ رَاءٍ )) قَالَ : (( قَالَا لَهُمْ : اذْهَبُوا فَقَعُوا فِي ذَلِكَ النَّهَرِ )) قَالَ : (( وَإِذَا نَهَرٌ مُعْتَرِضٌ يَجْرِي كَأَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِي الْبَيَاضِ . فَذَهَبُوا فَوَقَعُوا فِيهِ . ثُمَّ رَجَعُوا إِلَيْنَا ، قَدْ ذَهَبَ ذَلِكَ السُّوءُ عَنْهُمْ فَصَارُوا فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ )) قَالَ : (( قَالَا لِي : هَذِهِ جَنَّةُ عَدْنٍ وَهَذَا مَنْزِلُكَ )) قَالَ : (( فَسَمَا بَصَرِي صُعُدًا ، فَإِذَا قَصْرٌ مِثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَيْضَاءِ )) قَالَ : (( قَالَا لِي : هَذَاكَ مَنْزِلُكَ )) قَالَ : قُلْتُ لَهُمَا : بَارَكَ اللَّهُ فِيكُمَا ، ذَرَانِي فَأَدْخُلَهُ . قَالَا : أَمَّا الْآنَ فَلَا . وَأَنْتَ دَاخِلُهُ ، قَالَ : (( قُلْتُ لَهُمَا : فَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ مُنْذُ اللَّيْلَةِ عَجَبًا . فَمَا هَذَا الَّذِي رَأَيْتُ؟ )) قَالَ : (( قَالَا لِي : أَمَا أَنَا سَنُخْبِرُكَ )) .

أَمَّا الرَّجُلُ الْأَوَّلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُثْلَغُ رَأْسُهُ بِالْحَجَرِ ، فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفُضُهُ ، وَيَنَامُ عَنِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ . وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي أَتَيْتَ عَلَيْهِ يُشَرْشَرُ شِدْقُهُ إِلَى قَفَاهُ ، وَمَنْخِرُهُ إِلَى قَفَاهُ ، وَعَيْنُهُ إِلَى قَفَاهُ ، فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الْآفَاقَ ، وَأَمَّا الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ الْعُرَاةُ الَّذِينَ فِي مِثْلِ بِنَاءِ التَّنُّورِ ، فَإِنَّهُمُ الزُّنَاةُ وَالزَّوَانِي . وَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي

نظر اوپر کی طرف اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل اوپر نظر آیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ آپ کی منزل ہے۔ میں نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے، مجھے اس میں داخل ہونے دو۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت تو آپ نہیں جا سکتے لیکن ہاں آپ اس میں ضرور جائیں گے۔ میں نے ان سے کہا کہ آج رات میں نے عجیب وغریب چیزیں دیکھی ہیں۔ یہ چیزیں کیا تھیں جو میں نے دیکھی ہیں؟ انہوں نے مجھ سے کہا ہم آپ کو بتائیں گے۔

پہلا شخص جس کے پاس آپ گئے تھے اور جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا تھا اور پھر اسے چھوڑ دیتا اور فرض نماز کو چھوڑ کر سو جاتا اور وہ شخص جس کے پاس آپ گئے اور جس کا جبڑا گدی تک اور ناک گدی تک اور آنکھ گدی تک چیری جا رہی تھی۔ یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور جھوٹی خبر تراشتا جو دنیا میں پھیل جاتی۔ اور وہ ننگے مرد اور عورتیں جو تنور میں آپ نے دیکھے وہ زنا کار مرد اور عورتیں تھیں۔ وہ شخص جس کے پاس آپ اس حال میں گئے کہ وہ نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر دیا جاتا تھا وہ سود کھانے والا ہے اور وہ شخص جو بدصورت ہے اور جہنم کی آگ بھڑکا رہا ہے۔ اور اس کے چاروں طرف چل پھر رہا ہے وہ جہنم کا داروغہ مالک نامی ہے اور وہ لمبا شخص جو باغ میں نظر آیا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے چاروں طرف ہیں تو وہ بچے ہیں جو (بچپن ہی میں) فطرت پر مر گئے ہیں۔ (حضرت سمرہ نے) بیان کیا کہ اس پر بعض مسلمانوں نے کہا کیا مشرکین کے بچے بھی ان میں داخل ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مشرکین کے بچے بھی اور وہ لوگ جن کا آدھا جسم خوبصورت اور آدھا بدصورت تھا تو یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اچھے عمل کے ساتھ برے عمل بھی کئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو بخش دیا۔

اَتَیتَ عَلَیْهِ یَسْبَحُ فِی النَّهرِ وَیُلْقَمُ الْحجرَ فَإِنَّهُ آكِلُ الرِّبَا ـ وَاَمَّا الرَّجُلُ الْكَرِیْهُ الْمَرْآةَ ' الَّذِی عِنْدَ النَّارِ ' یَحُشُّهَا وَیَسْعَی حَوْلَهَا ـ فَإِنَّهُ مَالِكٌ ' خَازِنُ جَهَنَّمَ ـ وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِیْلُ الَّذِی فِی الرَّوْضَةِ فَإِنَّهُ إِبْرَاهِیْمُ ' وَاَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِیْنَ حَوْلَهُ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَاتَ عَلَی الْفِطْرَةِ ' قَالَ : فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِیْنَ : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِیْنَ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِیْنَ ـ وَاَمَّا الْقَوْمُ الَّذِیْنَ كَانُوْا ' شَطْرٌ مِنْهُمْ حَسَنًا وَشَطْرٌ مِنْهُمْ قَبِیْحًا ' فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَیِّئًا ـ تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ )) ـ

**لغوی توضیح** فَیَثْلَغُ رَأْسَهُ اس کا سر پھٹ جاتا۔ فَیَتَهَدْهَدُ الْحَجَرُ پتھر لڑھک (کر مارنے والے کی طرف واپس چلا) جاتا۔ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ گدی پر (یعنی پیٹھ کے بل) چت لیٹا ہوا۔ بِكَلُّوْبٍ وہ لوہا جس کا ایک سرا ٹیڑھا ہو۔ فَیُشَرْشِرُ کاٹ دیتا۔ شِدْقَهُ منہ کی ایک جانب کو۔ مِنْخَرَهُ اس کے ناک کا نتھنا۔ لَغَطٌ شور وغل، ملی جلی آوازیں۔ لَهَبٌ آگ کا شعلہ۔ ضَوْضَوْا چیخے چلاّتے۔ سَابِحٌ تیرنے والا۔ شَطُّ النَّهْرِ نہر کا کنارہ۔ فَیُلْقِمُهُ اس کے منہ میں ڈال دیتا۔ كَرِیْهِ الْمَرْآةِ بدترین دکھائی دینے والا۔ یَحُشُّهَا وہ اسے جلا رہا تھا۔ رَوْضَةٍ مُعْتَمَّةٍ سرسبز و شاداب باغ۔ كُلِّ نَوْرِ الرَّبِیْعِ موسم بہار کا ہر پھول۔ فَوَقَعُوْا فِیْهِ اس میں کود جاؤ، گر پڑو۔ فَسَمَا بَصَرِی بلند ہوئی میری نظر۔ الرَّبَابَةِ الْبَیْضَاءِ سفید بادل۔

**(3) باب فی معجزات النبی ﷺ** — **نبی کریم ﷺ کے معجزے**

۱۴۶۸ ـ **حدیث** اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

۱۴۶۸ ـ البخاری فی: 24 کتاب الزکاة: 54 باب خرص التمر (169) مسلم (2279) ترمذی (3631) نسائی (76) ـ

قَالَ : رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ ، فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ ، فَلَمْ يَجِدُوْهُ ، فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوءٍ ، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فِيْ ذٰلِكَ الإِنَاءِ يَدَهُ ، وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَتَوَضَّؤُا مِنْهُ ـ قَالَ : فَرَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِهِ ، حَتّٰى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ ـ

کو دیکھا کہ نماز کا وقت آ گیا' لوگوں نے پانی تلاش کیا' جب نہیں ملا تو آپ کے پاس (ایک برتن میں) وضو کے لیے پانی لایا گیا۔ آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ اسی (برتن) سے وضو کریں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی (چشمے کی طرح) اُبل رہا تھا۔ یہاں تک کہ (قافلے کے) آخری آدمی نے بھی وضو کرلیا۔

**لغوی توضیح** معجزات جمع ہے معجزہ کی اور معجزہ ایسی خرق عادت چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر اس کے دعویٰ کی تصدیق کے لیے ظاہر کرتا ہے اور تمام انسان اس جیسی چیز لانے سے عاجز ہوتے ہیں۔ يَنْبَعُ نکل رہا تھا، پھوٹ رہا تھا۔

١٤٦٩ ـ حديث اَبِي حُمَيْد السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوْكَ ـ فَلَمَّا جَاءَ وَادِيَ الْقُرَى ، إِذَا امْرَاَةٌ فِي حَدِيْقَةٍ لَهَا ـ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ، لِاَصْحَابِهِ (( اُخْرُصُوْا )) وَخَرَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشَرَةَ اَوْسُقٍ ـ فَقَالَ لَهَا : (( اَحْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا )) فَلَمَّا اَتَيْنَا تَبُوْكَ ، قَالَ : (( اَمَا اِنَّهَا سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ ، فَلَا يَقُوْمَنَّ اَحَدٌ ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ بَعِيْرٌ فَلْيَعْقِلْهُ )) فَعَقَلْنَاهَا ـ وَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَاَلْقَتْهُ بِجَبَلِ طَيِّءٍ ـ

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم غزوۂ تبوک کے لئے نبی ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے۔ جب آپ وادیٔ قریٰ (مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک قدیم آبادی) سے گزرے تو ہماری نظر ایک عورت پر پڑی جو اپنے باغ میں کھڑی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ اس کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ (کہ اس میں کتنی کھجور نکلے گی) حضور ﷺ نے دس وسق کا اندازہ لگایا۔ پھر اس عورت سے فرمایا کہ یاد رکھنا اس میں جتنی کھجور نکلے جب ہم تبوک پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ آج رات بڑے زور کی آندھی چلے گی اس لئے کوئی شخص کھڑا نہ رہے۔ اور جن کے پاس اونٹ ہوں تو وہ انہیں باندھ دیں۔ چنانچہ ہم نے اونٹ باندھ لئے۔ اور آندھی بڑے زور کی آئی۔ ایک شخص کھڑا ہوا تھا۔ تو ہوا نے اسے جبل طے پر جا پھینکا۔

وَاَهْدَى مَلِكُ اَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ ﷺ بَغْلَةً بَيْضَاءَ ، وَكَسَاهُ بُرْدًا وَكَتَبَ لَهُ بِبَحْرِهِمْ۔

اور ایلہ کے حاکم (یوحنا بن روبہ) نے نبی ﷺ کو سفید خچر اور ایک چادر کا تحفہ بھیجا۔ آپ نے تحریری طور پر اسے اس کی حکومت پر برقرار رکھا۔

فَلَمَّا اَتَى وَادِيَ الْقُرَى ، قَالَ لِلْمَرْاَةِ :

پھر جب (واپسی پر) وادیٔ قریٰ پہنچے تو آپ نے اسی عورت سے

١٤٦٩ ـ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 7 باب فضل دور الانصار ، مسلم (1392) ابن حبان (4503) ـ

((كَمْ جَاءَ حَدِيقَتُكِ؟)) قَالَتْ: عَشَرَةَ أَوْسُقٍ، خَرْصَ رَسُولِ اللهِ ﷺ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِيَ فَلْيَتَعَجَّلْ)). فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: ((هَذِهِ طَابَةُ)) فَلَمَّا رَأَى أُحُدًا، قَالَ: ((هَذَا جُبَيْلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ، أَلا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُورِ الْأَنْصَارِ؟)) قَالُوا: بَلَى. قَالَ: ((دُورُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ دُورُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ دُورُ بَنِي سَاعِدَةَ، أَوْ دُورُ بَنِي الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ، وَفِي كُلِّ دُورِ الْأَنْصَارِ)) يَعْنِي ((خَيْرًا)).

فَلَحِقَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ؓ. فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: أَلَمْ تَرَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ، خَيَّرَ الْأَنْصَارَ فَجَعَلَنَا أَخِيرًا. فَأَدْرَكَ سَعْدٌ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! خُيِّرَ دُورُ الْأَنْصَارِ فَجَعَلْنَا آخِرًا. فَقَالَ: ((أَوَ لَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِنَ الْخِيَارِ؟)).

پوچھا کہ تمہارے باغ میں کتنا پھل آیا تھا؟ اس نے کہا کہ آپ کے اندازے کے مطابق دس وسق آیا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینہ جلد جانا چاہتا ہوں۔ اس لئے جو کوئی میرے ساتھ جلدی چلنا چاہتا ہے۔ وہ میرے ساتھ جلدی روانہ ہو۔ پھر جب مدینہ دکھائی دینے لگا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہے طابہ! پھر آپ نے احد پہاڑ دیکھا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے۔ اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں پھر آپ نے فرمایا کیا میں انصار کے سب سے اچھے خاندان کی نشاندہی نہ کروں؟ صحابہ نے عرض کی کہ ضرور کیجئے آپ نے فرمایا کہ بنو نجار کا خاندان۔ پھر بنو عبدالاشہل کا خاندان پھر بنو ساعدہ کا یا (یہ فرمایا کہ) بنو حارث بن خزرج کا خاندان۔ اور فرمایا کہ انصار کے تمام ہی خاندانوں میں خیر ہے۔

پھر ہماری ملاقات سعد بن عبادہ ؓ سے ہوئی تو وہ ابو اسید ؓ سے کہنے لگے ابو اسید تم کو معلوم نہیں آپ ﷺ نے انصار کے بہترین گھرانوں کی تعریف کی اور ہمیں (بنو ساعدہ کو) سب سے اخیر میں رکھا۔ آخر سعد بن عبادہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ رسول اللہ! انصار کے سب سے بہترین خاندانوں کا بیان ہوا اور ہم سب سے اخیر میں کر دیئے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے لیے کافی نہیں کہ تمہارا خاندان بھی اعلیٰ ہے۔

**لغوی توضیح** اُخْرُصُوْا اندازہ لگاؤ (پھل کا درختوں پر)۔ أَوْسُق جمع ہے وسق کی اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع اڑھائی کلوگرام کے قریب ہوتا ہے۔ أَحْصِي یاد رکھ لینا۔ أَوَ لَيْسَ بِحَسْبِكُمْ کیا تمہیں یہ کافی نہیں۔

## (4) باب توكله على الله تعالى وعصمة الله تعالى له من الناس

## نبی ﷺ کے توکل کا بیان اور اللہ تعالیٰ کا لوگوں سے آپ کو محفوظ رکھنا

١٤٧٠ - حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ ؓ، قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف غزوہ کے لئے گئے دوپہر کا وقت ہوا تو آپ ﷺ ایک

١٤٧٠ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 32 باب غزوة المصطلق من خزاعة.

نَجْدٍ ۔ فَلَمَّا اَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ ' وَهُوَ فِي وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ ' فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ ' وَاسْتَظَلَّ بِهَا ' وَعَلَّقَ سَيْفَهُ ۔ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الشَّجَرِ يَسْتَظِلُّوْنَ ۔ وَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ اِذْ دَعَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَجِئْنَا ' فَإِذَا اَعْرَابِيٌّ قَاعِدٌ بَيْنَ يَدَيْهِ۔ فَقَالَ : (( اِنَّ هَذَا اَتَانِي وَاَنَا نَائِمٌ فَاخْتَرَطَ سَيْفِي فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي مُخْتَرِطٌ صَلْتًا قَالَ : مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟ قُلْتُ : اللّٰهُ ! فَشَامَهُ ' ثُمَّ قَعَدَ فَهُوَ هَذَا)) قَالَ : وَلَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔

جنگل میں پہنچے جہاں ببول کے درخت بہت تھے ۔آپ نے گھنے درخت کے نیچے سایہ کے لئے قیام کیا اور درخت سے اپنی تلوار لٹکا دی۔صحابہ بھی درختوں کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لئے پھیل گئے ۔ابھی ہم اسی کیفیت میں تھے کہ حضور ﷺ نے ہمیں پکارا۔ہم حاضر ہوئے تو ایک بدوی آپ کے سامنے بیٹھا تھا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص میرے پاس آیا تو میں سو رہا تھا۔اتنے میں اس نے میری تلوار کھینچ لی اور میں بیدار ہوگیا۔یہ میری ننگی تلوار کھینچے ہوئے میرے سر پر کھڑا تھا۔مجھے کہنے لگا آج مجھ سے تمہیں کون بچائے گا 'میں نے کہا کہ اللہ! (وہ شخص صرف ایک لفظ سے اتنا مرعوب ہوا کہ) تلوار کو نیام میں رکھ کر بیٹھ گیا اور دیکھ لو۔یہ بیٹھا ہوا ہے۔حضور ﷺ نے اسے کوئی سزا نہیں دی۔

**لغوی توضیح** غَزْوَةَ نَجْدٍ یہ غزوہ ذات الرقاع ہی ہے جیسا کہ ایک دوسری روایت میں یہ صراحت ہے۔[1] كَثِيْرِ الْعِضَاهِ بہت زیادہ کانٹے دار درخت۔فَاخْتَرَطَ سَيْفِي میری تلوار کھینچ لی۔ننگی تلوار (غلاف کے بغیر)۔فَشَامَهُ اس نے تلوار نیام میں ڈال لی۔اس حدیث سے نبی ﷺ کی شجاعت اور آپ کے اللہ پر توکل ویقین کی قوت ظاہر ہوتی ہے ۔

## (5) باب بیان مثل ما بعث النبی ﷺ من الھدی والعلم

## اس علم وہدایت کی مثال جو نبی ﷺ لے کر آئے

١٤٧١ ۔ حديث اَبِي مُوْسَى ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : (( مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ ' كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ ' اَصَابَ اَرْضًا ' فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ ۔ وَكَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا

حضرت ابوموسیٰ ﷺ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جس علم وہدایت کے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے۔جو زمین پر (خوب) برسے۔بعض زمین جو صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت بہت سبزہ اور گھاس اُگاتی ہے۔اور بعض سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ اس سے سیراب ہوتے ہیں اور سیراب کرتے ہیں اور کچھ زمین کے بعد ایسے خطوں پر بھی پانی پڑتا

١٤٧١ ۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 20 باب فضل من علم وعلّم (79) مسلم (2282) ابن حبان (4) ۔

[1] [بخاری (4136)]

اَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً اُخْرَى ' اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً ' وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً ' فَذٰلِكَ مِثْلُ مَا فَقِهَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ ' فَعَلِمَ وَعَلَّمَ - وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي اُرْسِلْتُ بِهِ )) - وَفِي رِوَايَةٍ : (( وَ كَانَ مِنْهَا طَائِفَةٌ قَيَّلَتِ الْمَاءَ )) -

ہے جو بالکل چٹیل میدان ہوتے ہیں۔نہ پانی روکتے ہیں اور نہ ہی سبزہ اُگاتے ہیں۔تو یہ اس شخص کی مثال ہے جو دین میں سمجھ پیدا کرے اور اس نے علم دین سیکھا اور سکھایا۔اور اس شخص کی مثال ہے جس نے سر نہیں اٹھایا (یعنی توجہ نہیں کی) اور جو ہدایت دے کر میں بھیجا گیا ہوں اسے قبول نہیں کیا (یعنی اس سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچتا)۔ایک دوسری روایت میں وکان منها طائفة قيلت الماء کے لفظ ہیں۔

**لغوی توضیح** نَقِيَّةٌ صاف۔الْكَلَأَ نباتات خواہ تر ہوں یا خشک۔الْعُشْبَ تر نباتات۔اَجَادِبُ جمع ہے جدب کی،مراد ہے سخت زمین جو نباتات نہیں اُگاتی۔قِيْعَانٌ چٹیل زمین جس پر نہ پانی ٹھہرتا ہے اور نہ ہی اس میں کچھ اُگتا ہے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ نبوی ہدایات کو قبول کرنے اور نہ کرنے کے اعتبار سے انسان کی تین قسمیں ہیں۔ایک وہ جو سبزہ اُگانے والی زمین کی طرح خود بھی دین سے فائدہ اٹھاتا ہے اور لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں یعنی وہ خود بھی دین سیکھتا ہے اور لوگوں کو بھی اس کی تعلیم دیتا ہے۔دوسری قسم کا شخص وہ ہے جو خشک زمین کی طرح خود تو دین سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا لیکن لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں یعنی وہ خود دین پر عمل نہیں کرتا لیکن دوسرے لوگ اس سے دین سیکھ کر اس پر عمل کرتے ہیں۔اور تیسری قسم کا شخص چٹیل زمین کی مانند ہے جو نہ خود دین سے فائدہ اٹھاتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا اس سے فائدہ اٹھاتا ہے یعنی وہ دین حق قبول ہی نہیں کرتا۔

## (6) باب شفقته ﷺ على امته ومبالغته في تحذير مما يضرهم

## نبی ﷺ کی اپنی امت کے لئے شفقت اور امت کو ضرر رساں چیزوں سے ڈرانے اور بچانے کا بیان

١٤٧٢ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' يَقُوْلُ: (( اِنَّمَا مَثَلِي وَ مَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا ' فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ 'جَعَلَ الْفِرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا ' فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ ' فَيَقْتَحِمْنَ فِيْهَا - فَاَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَهُمْ يَقْتَحِمُوْنَ فِيْهَا )) -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری اور لوگوں کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے آگ جلائی 'جب اس کے چاروں طرف روشنی ہوگئی تو پروانے اور یہ کیڑے مکوڑے جو آگ پر گرتے ہیں اس میں گرنے لگے اور آگ جلانے والا انہیں اس میں سے نکالنے لگا۔لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آئے اور آگ میں گرتے ہی رہے۔اسی طرح میں تمہاری کمر کو پکڑ پکڑ کر تمہیں آگ سے نکالتا ہوں اور تم ہو کہ اسی میں گرے جاتے ہو۔

١٤٧٢ - البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 26 باب الانتهاء عن المعاصي (3426) مسلم (2284) ترمذی (2874) -

**لغوی توضیح** اسْتَوْقَدَ جلائی۔اَضَائَتْ روشن ہوگیا۔الْفِرَاشُ پروانے۔فَیَقْتَحِمْنَ وہ (آگ میں) گرتے رہے۔ حُجَزِ جمع ہے حجزة کی، معنی ہے کمر۔اس حدیث میں نبی ﷺ نے جہنم میں لے جانے والی نافرمانیوں میں مبتلا ہونے والوں کو آگ میں گرنے والے پروانوں کے ساتھ اور اپنی جہنم سے بچانے والی دعوت کو آگ سے دور ہٹانے اور روکنے کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

## (7) باب ذکر کونه ﷺ خاتم النبین

## نبی ﷺ کا خاتم النبیین ہونا

١٤٧٣ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: (( إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهِ، وَيَعْجَبُوْنَ لَهُ، وَيَقُوْلُوْنَ: هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ ! فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی لیکن کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی۔اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں۔اور تعجب میں پڑ جاتے ہیں۔لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم الانبیا ہوں۔

**لغوی توضیح** لَبِنَة اینٹ۔زَاوِيَة کونا۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا وکذاب ہے۔اس میں آپ ﷺ کی فضیلت بھی ہے کہ آپ نے آکر تمام شریعتوں کی تکمیل فرمائی۔

١٤٧٤ ـ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ رضي الله عنه۔ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَرَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ لَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ! ))۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا میری اور دوسرے انبیا کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا اسے خوب آراستہ پیراستہ کر کے مکمل کر دیا۔صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے اور کہتے کاش یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی نہ رہتی تو کیسا اچھا مکمل گھر ہوتا (میری نبوت نے اس کمی کو پورا کر کے قصر نبوت کو پورا کر دیا اب میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)۔

## (9) باب اثبات حوض نبینا ﷺ و صفاته

## حوض کوثر کا ثبوت اور اس کے اوصاف

١٤٧٥ ـ حديث جُنْدُبٍ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: (( أَنَا فَرَطُكُمْ

حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔آپ نے فرمایا کہ میں حوض پر تم سے پہلے سے موجود ہوں گا۔

---

١٤٧٣ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 18 باب خاتم النبيين ﷺ (3535) مسلم (2286) بغوى (3620)۔

١٤٧٤ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 18 باب خاتم النبيين ﷺ (3534) مسلم (2287) ترمذى (6864)۔

١٤٧٥ ـ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا اعطيناك الكوثر" (6589) مسلم (2289)۔

عَلَى الْحَوْضِ))۔

لغوی توضیح: فَرَط قوم کا وہ شخص جو پڑاؤ کے مقام پر پہلے پہنچ کران کی ضروری اشیاء تیار کرے۔

١٤٧٦۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ ' مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ ' وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا ۔ لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ' ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ ))۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں اپنے حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود رہوں گا۔ جو شخص بھی میری طرف سے گزرے گا وہ اس کا پانی پیئے گا اور جو اس کا پانی پیئے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہیں ہوگا' اور وہاں کچھ ایسے لوگ بھی آئیں گے جنہیں میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے لیکن پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا۔

لغوی توضیح: لَمْ يَظْمَأْ پیاسا نہیں ہوگا۔ أَعْرِفُهُمْ میں انہیں پہچان لوں گا (کیونکہ آپ ﷺ کے امتیوں کے اعضائے وضوء چمک رہے ہوں گے)۔

١٤٧٧۔ حدیث أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ يَزِيدُ فِيهِ ((فَأَقُولُ: إِنَّهُمْ مِنِّي ' فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ ' فَأَقُولُ: سُحْقًا! سُحْقًا: لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں کہوں گا کہ یہ تو مجھ میں سے ہیں، پھر آپ سے کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لیں تھیں۔ اس پر میں کہوں گا کہ دور ہو وہ شخص جس نے میرے بعد دین میں تبدیلی کر لی تھی۔

لغوی توضیح: مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ انہوں نے آپ کے بعد (دین میں) کیا کیا نئی چیزیں (یعنی بدعات وخرافات) ایجاد کر لی تھیں۔ سُحْقًا دوری ہو۔ لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي ان کے لیے جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کر دیں۔ معلوم ہوا کہ بدعتی لوگ حوضِ کوثر کے پانی سے محروم رہیں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دین صرف وہی ہے جس پر نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ تھے، بعد کی ایجاد دین نہیں بلکہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔[1]

١٤٧٨۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ ' قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ ' مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ ' وَرِيحُهُ أَطْيَبُ مِنَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میرا حوض ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہوگا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہوگی اور اس کے کوزے

١٤٧٦۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا أعطيناك الكوثر" (6583) مسلم (2290)۔

١٤٧٧۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا أعطيناك الكوثر"۔

١٤٧٨۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا أعطيناك الكوثر" (6579) مسلم (2292)۔

[1] [صحيح: صحيح نسائي، نسائي (1578)]

الْمِسْكِ، وَكِيزَانُهُ كَنُجُومِ السَّمَاءِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلا يَظْمَأُ أَبَدًا)) .

آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ جو شخص اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا وہ پھر کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔

**لغوی توضیح** كِيزَانُهُ جمع ہے كوز کی، معنی ہے پیالے۔

١٤٧٩ ـ **حديث** أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنها، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتَّى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ، وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُونِي، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي ـ فَيُقَالُ: هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ، وَاللَّهِ مَا بَرِحُوا يَرْجِعُونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ)) ـ فَكَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ (رَاوِي هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَسْمَاءَ) يَقُولُ: اَللَّهُمَّ! إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا، أَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِينِنَا ـ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' میں حوض پر موجود رہوں گا اور دیکھوں گا کہ تم میں سے کون میرے پاس آتا ہے۔ پھر کچھ لوگوں کو مجھ سے الگ کر دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب! یہ تو میرے ہی آدمی ہیں اور میری امت کے لوگ ہیں۔ مجھ سے کہا جائے گا کہ تمہیں معلوم بھی ہے انہوں نے تمہارے بعد کیا کام کئے تھے؟ واللہ یہ مسلسل الٹے پاؤں لوٹتے رہے۔ (دین اسلام سے پھر گئے) ابن ابی ملیکہ (جو کہ یہ حدیث حضرت اسماء سے روایت کرتے ہیں) کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہم اس بات سے تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم الٹے پاؤں (دین سے) لوٹ جائیں یا اپنے دین کے بارے میں فتنہ میں ڈال دیئے جائیں۔

١٤٨٠ ـ **حديث** عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ، بَعْدَ ثَمَانِي سِنِينَ، كَالْمُوَدِّعِ لِلأَحْيَاءِ وَالأَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: ((إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ، وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ، وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا، وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا، وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا، أَنْ تَنَافَسُوهَا)) ـ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال بعد یعنی آٹھویں برس میں غزوۂ احد کے شہدا پر نماز جنازہ ادا کی' جیسے آپ زندوں اور مردوں سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا' میں تم سے آگے آگے ہوں' میں تم پر گواہ رہوں گا۔ اور مجھ سے (قیامت کے دن) تمہاری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی۔ اس وقت بھی میں اپنی اس جگہ (کوثر) کو دیکھ رہا ہوں۔ تمہارے بارے میں مجھے اس کا کوئی خطرہ نہیں ہے کہ تم شرک کرو گے' ہاں میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو۔

١٤٧٩ ـ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا أعطيناك الكوثر" ـ

١٤٨٠ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 7 باب غزوة احد (1344) مسلم (2296) ابوداود (3223) ـ

لغوی توضیح: اَنْ تَنَافَسُوْهَا کہ تم دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ کرو۔

١٤٨١ ۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( اَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، وَلَيُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ، ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُوْنِي، فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ! اَصْحَابِي۔ فَيُقَالُ: اِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں اپنے حوض پر تم سے پہلے ہی موجود ہوں گا۔ اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔

لغوی توضیح: لَيُخْتَلَجُنَّ انہیں (میرے سامنے سے) ہٹا دیا جائے گا۔

١٤٨٢ ۔ حدیث حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ (( كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَصَنْعَاءَ ))۔

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے حوض کا ذکر کیا اور فرمایا (وہ اتنا ہے) جتنی مدینہ اور صنعاء کے درمیان دوری ہے۔

لغوی توضیح: كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَصَنْعَاءَ جتنا مدینہ اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے۔ پیچھے حدیث میں ایک ماہ کی مسافت اور آئندہ احادیث (۱۴۸۴، ۱۴۸۶) میں جرباء اور اذرح (اردن کے جنوب میں دو بستیاں) اور ایلہ (فلسطین کا شہر) اور صنعاء (یمن کا شہر) کے درمیانی فاصلے کا ذکر ہے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ تمام فاصلے مسافت کی تعیین کے لیے نہیں بلکہ محض یہ بتانے کے لیے ہیں کہ وہ حوض بہت وسیع ہے۔

١٤٨٣ ۔ حدیث فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ، اَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْاَوَانِيُ؟ قَالَ: لَا۔ قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ: (( تُرَى فِيْهِ الْآنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ ))۔

(یہ سن کر) حضرت مستورد نے (حضرت حارثہ بن وہب سے) کہا کیا آپ نے برتنوں والی روایت نہیں سنی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ مستورد نے کہا کہ اس میں برتن (پینے کے) اس طرح نظر آئیں گے جس طرح آسمان میں ستارے نظر آتے ہیں (یعنی بے شمار اور چمک دار ہوں گے)۔

١٤٨٤ ۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( اَمَامَكُمْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، تمہارے سامنے ہی میرا حوض ہوگا وہ اتنا بڑا ہے جتنا جرباء اور اذرح کے

---

١٤٨١ ۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا اعطيناك الكوثر" (6575) مسلم (2297)۔

١٤٨٢ ۔ اخرجهما البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا ..." (6591) مسلم (2298)۔

١٤٨٣ ۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا..." ۔

١٤٨٤ ۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا..." (6577) مسلم (2299) ۔

حَوْضٌ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرَحَ )) ۔

درمیان فاصلہ ہے۔

١٤٨٥ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : (( وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ! لأَذُودَنَّ رِجَالًا عَنْ حَوْضِي ' كَمَا تُذَادُ الْغَرِيبَةُ مِنَ الْإِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں (قیامت کے دن) اپنے حوض سے کچھ لوگوں کو اس طرح ہانک دوں گا جیسے اجنبی اونٹ حوض سے ہانک دیے جاتے ہیں۔

**لغوی توضیح** لأَذُودَنَّ میں ضرور ہٹاؤں گا، دور بھگاؤں گا۔ الْغَرِيبَةُ اجنبی۔

١٤٨٦ ۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ' قَالَ : (( إِنَّ قَدْرَ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ ' وَإِنَّ فِيهِ مِنَ الْأَبَارِيقِ ' كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ )) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میرے حوض کی لمبائی اتنی ہوگی جتنی ایلہ اور یمن کے شہر صنعاء کے درمیان کی لمبائی ہے اور وہاں اتنی بڑی تعداد میں پیالے ہوں گے جتنی آسمان کے ستاروں کی تعداد ہے۔

**لغوی توضیح** الْأَبَارِيقِ جمع ہے إِبْرِيق کی، معنی ہے لوٹا، جگ، پیالہ۔

١٤٨٧ ۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : (( لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِي الْحَوْضَ حَتَّى عَرَفْتُهُمْ اخْتُلِجُوا دُونِي ' فَأَقُولُ : أصحابي ! فَيَقُولُ : لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ )) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میرے کچھ ساتھی حوض پر میرے سامنے لائے جائیں گے اور میں انہیں پہچان بھی لوں گا۔ لیکن پھر وہ میرے سامنے سے اٹھا دیئے جائیں گے۔ میں اس پر کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں (مراد ہیں مرتدین' منافقین اور بدعتی)۔

## (10) باب في قتال جبريل وميكائيل عن النبي ﷺ يوم احد

## غزوۂ احد کے دن جبرئیل اور میکائیل علیہم السلام کا نبی ﷺ کی طرف سے لڑنا

١٤٨٨ ۔ حديث سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' غزوۂ احد کے موقع پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ دو اصحاب (یعنی

١٤٨٥ ۔ البخاري في: 42 كتاب المساقاة: 10 باب من راى ان صاحب الحوض...(2367) مسلم (2302) ۔

١٤٨٦ ۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا ..." (6580) مسلم (2303) ۔

١٤٨٧ ۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق 53 باب في الحوض وقول الله تعالى "إنا ..." (6582) مسلم (2304) ۔

١٤٨٨ ۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 18 باب إذ همت طائفتان منكم ان تفشلا (5054) مسلم (2306) ۔

أُحُدٍ، وَمَعَهُ رَجُلَانِ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ، عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ، كَأَشَدِّ الْقِتَالِ، مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ۔

جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام انسانی صورت میں) آئے ہوئے تھے۔ وہ آپ کو اپنی حفاظت میں لے کر کفار سے بڑی سختی سے لڑ رہے تھے۔ ان کے جسم پر سفید کپڑے تھے۔ میں نے انہیں نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔

## (11) باب في شجاعة النبي ﷺ وتقدمه للحرب

## نبی ﷺ کی شجاعت اور جنگ کے لیے آپ کی پیش قدمی کا بیان

۱٤۸۹۔ حدیث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ، وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً، فَخَرَجُوا نَحْوَ الصَّوْتِ، فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَدِ اسْتَبْرَأَ الْخَبَرَ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ، وَفِي عُنُقِهِ السَّيْفُ، وَهُوَ يَقُولُ: ((لَمْ تُرَاعُوا، لَمْ تُرَاعُوا)) ثُمَّ قَالَ: ((وَجَدْنَاهُ بَحْرًا)) أَوْ قَالَ: ((إِنَّهُ لَبَحْرٌ))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ پر (ایک آواز سن کر) بڑا خوف چھا گیا تھا۔ سب لوگ اس آواز کی طرف بڑھے لیکن نبی ﷺ سب سے آگے تھے اور آپ نے ہی واقعہ کی تحقیق کی۔ آپ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک گھوڑے پر سوار تھے جس کی پشت ننگی تھی۔ آپ کی گردن سے تلوار لٹک رہی تھی اور آپ فرما رہے تھے کہ ڈرو مت۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہم نے گھوڑے کو سمندر کی طرح تیز پایا ہے یا (یہ فرمایا کہ) گھوڑا جیسے سمندر ہے۔

**لغوی توضیح:** عُرْيٌ ننگی پیٹھ۔ یعنی گھوڑے پر نہ زین تھی اور نہ کچھ اور۔ اس سے آپ ﷺ کی گھڑ سواری میں مہارت ظاہر ہوتی ہے۔ لَمْ تُرَاعُوْا گھبراؤ مت۔ إِنَّهُ لَبَحْرٌ یہ گھوڑا تو (تیزی میں) سمندر ہے۔ پہلے یہ گھوڑا سست رفتار تھا لیکن آپ ﷺ کی سواری کی وجہ سے اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ اس سے دوڑ میں مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا، یہ بھی آپ ﷺ کا ایک معجزہ ہی ہے۔

## (12) باب كان النبي ﷺ اجود الناس بالخير من الريح المرسلة

## نبی ﷺ سخاوت میں چلتی ہوا سے بھی بڑھ کر تھے

۱٤۹۰۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ، حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی (فیاض) تھے اور رمضان میں (دوسرے اوقات کے مقابلہ میں جب) جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملتے تو بہت ہی زیادہ جود و کرم فرماتے۔ جبرئیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملاقات کرتے اور آپ

۱٤۸۹۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 82 باب الحمائل وتعليق السيف بالعنق (2627) مسلم (2307) ترمذی (1685)۔

۱٤۹۰۔ البخاری فی: 1 کتاب بدء الوحی: 5 باب حدثنا عبدان (6) مسلم (2308) ترمذی (347) ابن خزيمة (1889)۔

رَمَضَانَ، فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ. فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.

کے ساتھ قرآن کا دور کرتے۔ غرض آپ ﷺ لوگوں کو بھلائی پہنچانے میں بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ جودو کرم فرمایا کرتے تھے۔

**فهم الحديث** نبی کریم ﷺ کی سخاوت وفیاضی کے متعلق آپ کا یہ فرمان ہی کافی ہے کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی ہو تو مجھے یہ پسند ہے کہ میں اسے تین راتیں گزرنے سے پہلے خیرات کردوں۔[1]

## (13) باب كان رسول الله ﷺ احسن الناس خلقا

## نبی ﷺ سب سے اچھے اخلاق والے تھے

١٤٩١ - حديث انس رضي الله عنه قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ، فَمَا قَالَ لِي اُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلَا: اَلَّا صَنَعْتَ!.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی لیکن آپ نے کبھی مجھے اُف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

١٤٩٢ - حديث انس رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ، اَخَذَ اَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِي، فَانْطَلَقَ بِي اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ، فَلْيَخْدُمْكَ. قَالَ: فَخَدَمْتُهُ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَوَاللّٰهِ! مَا قَالَ لِي لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ: لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا وَهٰكَذَا؟ وَلَا لِشَيْءٍ لَمْ اَصْنَعْهُ: لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا؟.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر آپ ﷺ کے پاس لائے اور کہا یا رسول اللہ! انس سمجھ دار لڑکا ہے اور یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ حضرت انس نے بیان کیا کہ پھر میں نے آپ ﷺ کی خدمت سفر میں بھی کی اور گھر پر بھی۔ واللہ حضور ﷺ نے کبھی مجھ سے کسی چیز کے متعلق جو میں نے کردیا ہو یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے اس طرح کیوں کیا اور نہ کسی ایسی چیز کے متعلق جسے میں نے نہ کیا ہو آپ نے فرمایا کہ یہ کام تم نے اس طرح کیوں نہیں کیا؟

**لغوی توضیح** كَيِّسٌ سمجھدار، ہوشیار۔ نبی ﷺ کے عظیم اخلاق کا قرآن بھی گواہی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴾ [القلم: ٤] ''اور بے شک تو عظیم اخلاق پر فائز ہے۔''

## (14) باب ما سئل رسول الله ﷺ شيئا قط فقال لا، وكثرة عطائه

## ہر سوال کرنے والے کو عطا کرنے اور انکار نہ کرنے نیز آپ کی کثرتِ داد ودہش کا بیان

١٤٩٣ - حديث جابر رضي الله عنه قَالَ: مَا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ نبی ﷺ سے کسی

١٤٩١ - البخاري في: 78 كتاب الادب: 39 باب حسن الخلق والسخاء ...(2768) مسلم (2309) دارمي (62)۔

١٤٩٢ - البخاري في: 87 كتاب الديات: 27 باب من استعان عبدًا او صبيًا ۔

١٤٩٣ - البخاري في: 78 كتاب الادب: 39 باب حسن الخلق والسخاء وما يكره من البخل (6034) مسلم (2311)۔

[1] [بخاری (7228) مسلم (991)]

سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ، فَقَالَ: لَا۔

نے کوئی چیز مانگی ہو اور آپ نے اسے دینے سے انکار کیا ہو۔

١٤٩٤۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضي اللّٰه عنهما، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) فَلَمْ يَجِيءْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ۔ فَلَمَّا جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَمَرَ أَبُوبَكْرٍ، فَنَادَى: مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ عِدَةٌ أَوْ دَيْنٌ فَلْيَأْتِنَا، فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ لِي: كَذَا وَكَذَا۔ فَحَثَى لِي حَثْيَةً، فَعَدَدْتُهَا فَإِذَا هِيَ خَمْسُمِائَةٍ، وَقَالَ: خُذْ مِثْلَيْهَا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اگر بحرین سے (جزیہ کا) مال آیا تو میں تمہیں اس طرح (دونوں لپ بھر بھر کر) دوں گا۔ لیکن بحرین سے مال نبی ﷺ کی وفات تک نہیں آیا۔ پھر جب اس کے بعد وہاں سے مال آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اعلان کرا دیا کہ جس سے بھی نبی ﷺ کا کوئی وعدہ ہو یا آپ پر کسی کا قرض ہو وہ ہمارے یہاں آ جائے۔ چنانچہ میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے یہ یہ باتیں فرمائی تھیں۔ جسے سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک لپ بھر کر دیا۔ میں نے اسے شمار کیا تو وہ پانچ سو کی رقم تھی۔ پھر فرمایا کہ اس کے دوگنا اور لے لو۔

**لغوی توضیح** عِدَةٌ وعدہ۔ فَحَثَى لِي حَثْيَةً مجھے ایک لپ بھر کر دیا۔

## (15) باب رحمته ﷺ الصبيان والعيال وتواضعه و فضل ذلك

## نبی ﷺ کا بچوں اور گھر والوں پر شفقت فرمانا اور اس کی فضیلت

١٤٩٥۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي اللّٰه عنه۔ قَالَ: دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، عَلَى أَبِي سَيْفٍ الْقَيْنِ۔ وَكَانَ ظِئْرًا لِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ۔ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَإِبْرَاهِيمُ يَجُودُ بِنَفْسِهِ۔ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضي اللّٰه عنه: وَأَنْتَ يَارَسُولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((يَا ابْنَ عَوْفٍ! إِنَّهَا رَحْمَةٌ)) ثُمَّ أَتْبَعَهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے یہاں گئے۔ یہ ابراہیم (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے) کو دودھ پلانے والی انا کے خاوند تھے۔ آپ ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیا اور پیار کیا اور سونگھا۔ پھر اس کے بعد ہم ان کے یہاں پھر گئے۔ دیکھا کہ اس وقت ابراہیم دم توڑ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بول پڑے کہ یا رسول اللہ! آپ بھی لوگوں کی طرح بے صبری کرنے لگے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، ابن عوف! یہ بے صبری نہیں یہ رحمت ہے۔ پھر آپ دوبارہ روئے اور فرمایا۔ آنکھوں سے آنسو

١٤٩٤۔ البخاري في: 39 كتاب الكفالة: 3 باب من تكفل عن ميت دينًا (2296) مسلم (2314)۔

١٤٩٥۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 44 باب قول النبي ﷺ: "إنا بك لمحزونون" (1303) مسلم (2315)۔

بِأُخْرَى فَقَالَ ﷺ: ((إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَانَقُوْلُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا ۔ وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ، يَا إِبْرَاهِيمُ! لَمَحْزُوْنُوْنَ ))۔

جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے، مگر زبان سے ہم کہیں گے وہی جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔

**لغوی توضیح** الْقَيْن لوہار۔ ظِئْرًا دودھ پلانے والی کا شوہر۔ شَمَّهُ اسے سونگھا۔ تَذْرِفَان بہہ رہی تھیں۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ دل میں بچوں کی محبت ایک فطری امر ہے اور کسی بچے (یا کسی اور) کی وفات پر اگر آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں، البتہ زبان سے چیخنا چلانا اور واویلا مچانا حرام ہے۔

۱۴۹۶۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنها، قَالَتْ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ! فَمَا نُقَبِّلُهُمْ ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوَ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ؟ ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں، ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔

**فھم الحدیث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کو چومنا، بوسہ دینا ان کے ساتھ رحمت و شفقت کی علامت ہے۔

۱۴۹۷۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ، جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا ۔ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا۔ آپ ﷺ کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس پر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو مخلوقِ خدا پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔

۱۴۹۸۔ حدیث جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ))۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

## (16) باب کثرة حیائه ﷺ

## نبی کریم ﷺ کی حیا اور شرم کا بیان

۱۴۹۹۔ حدیث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پردہ نشین

۱۴۹۶۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 18 باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته (5998) مسلم (2317)۔
۱۴۹۷۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 18 باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته (5997) مسلم (2318) ترمذی (1911)۔
۱۴۹۸۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 27 باب رحمة الناس والبهائم (6013) مسلم (2319) ترمذی (1922)۔
۱۴۹۹۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ (3562) مسلم (2320) ابن حبان (6306)۔

رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا ۔

کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔

**لغوی توضیح** اَشَدَّ حَيَاءً سخت حیاء والے (یعنی ہر قبیح کام کرنے سے آپ کا نفس آپ کو روکتا لیکن آپ حق بیان کرنے سے کبھی نہ شرماتے)۔ الْعَذْرَاء کنواری لڑکی۔ خِدْر گھر کے اندر وہ مخصوص پردے والی جگہ جہاں کنواری لڑکیوں کو رکھا جاتا تھا۔

۱۵۰۰ ۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللّٰه عنهما ' قَالَ : لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَكَانَ يَقُوْلُ : ((اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بدزبان اور لڑنے جھگڑنے والے نہیں تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

**لغوی توضیح** فَاحِشًا فحش گوئی، بدکلامی کرنے والے۔ مُتَفَحِّشًا تکلف کے ساتھ بدکلامی کرنا (یعنی نہ تو طبعًا آپ بدزبان تھے اور نہ ہی آپ بدزبانی کی خود کوشش کرتے تھے)۔

## (18) باب في رحمة النبي ﷺ للنساء ' وامر السواق مطاياهن بالرفق بهن

## نبی ﷺ کا عورتوں کے ساتھ رحمت وشفقت کا بیان، آپ نے عورتوں کی سواریاں چلانے والوں کو ان پر نرمی کرنے کا حکم دیا

۱۵۰۱ ۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فِي سَفَرٍ ' وَكَانَ مَعَهُ غُلَامٌ لَهُ اَسْوَدُ ' يُقَالُ لَهُ اَنْجَشَةُ : يَحْدُو ۔ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((وَيْحَكَ ! يَا اَنْجَشَةُ ! رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيْرِ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کا ایک حبشی غلام تھا۔ اس کا نام انجشہ تھا' وہ حدی خوانی کر رہا تھا (جس کی وجہ سے سواری تیز چلنے لگی) آپ ﷺ نے فرمایا' افسوس اے انجشہ! شیشوں کے ساتھ آہستہ آہستہ چل (شیشوں سے آپ نے عورتوں کو مراد لیا کیونکہ وہ بھی شیشے کی طرح نازک اندام ہوتی ہیں)۔

**لغوی توضیح** يَحْدُو حدی خوانی یعنی ترنم کے ساتھ اشعار پڑھ رہا تھا۔ رُوَيْدَكَ چھوڑ دو، آہستہ چلو، نرمی کرو۔ الْقَوَارِيْر جمع ہے قارورۃ کی، معنی ہے شیشے۔ عورتوں کو شیشوں کے ساتھ تشبیہ دینے میں ان کی نرمی ولطافت اور کمزوری کی طرف اشارہ ہے۔

## (20) باب مباعدته ﷺ للآثام واختياره من المباح اسهله وانتقامه لله عند انتهاك حرماته

## نبی ﷺ کا گناہ کے کاموں سے دور رہنے' آسان مباح کام کو اختیار کرنے اور اپنی ذات کے لیے انتقام نہ لینے الا کہ جب اللہ کی حرمت پامال ہو کا بیان

۱۵۰۲ ۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو

---

۱۵۰۰ ۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 23 باب صفة النبي ﷺ (3559) مسلم (2321) ترمذی (1975)۔
۱۵۰۱ ۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 95 باب ما جاء في قول الرجل ويلك (6149) مسلم (2323) ۔
۱۵۰۲ ۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 23 باب صفة النبي ﷺ (3560) مسلم (2327) ابوداود (4785) ۔

'اَنَّهَا قَالَتْ : مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا ' مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ ـ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' لِنَفْسِهِ ' اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا ـ

چیزوں میں سے کسی ایک کے اختیار کرنے کے لیے کہا گیا تو آپ نے ہمیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں آپ کو زیادہ آسانی معلوم ہوئی بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر اس میں گناہ کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا۔ لیکن اگر اللہ کی حرمت کو کوئی توڑتا تو آپ اس سے ضرور بدلہ لیتے۔

**لغوی توضیح** مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَمْرَيْنِ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے کے لیے کہا گیا۔ مراد ہیں دنیوی اُمور کیونکہ دینی اُمور میں اپنے اختیار کا کوئی دخل نہیں۔ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ اللہ کی حرمت کو پامال کیا جائے۔ اس طرح کہ اللہ کے منع کردہ اور حرام کردہ کاموں کا ارتکاب کیا جائے تو پھر آپ انتقام ضرور لیتے۔

## (21) باب طيب رائحة النبى ﷺ ولين مسه والتبرك بمسحه

## نبی ﷺ کے جسم اطہر کی مہک خوشگوار اور جلد نہایت نرم و نازک تھی

۱۵۰۳ ـ حديث اَنَسٍ ﷺ قَالَ : مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَلَا دِيْبَاجًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ ﷺ ' وَلَا شَمَمْتُ رِيْحًا قَطُّ اَوْ عَرْفًا قَطُّ اَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ اَوْ عَرْفِ النَّبِيِّ ﷺ ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و نازک کوئی حریر و دیباج میرے ہاتھوں نے کبھی نہیں چھوا اور نہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ کوئی خوشبو یا عطر سونگھا۔

**لغوی توضیح** حَرِيْرًا ریشم۔ دِيْبَاجًا ریشم کی ایک قسم۔ شَمَمْتُ میں نے سونگھا۔ عَرْفًا خوشبو۔

## (22) باب طيب عرق النبى ﷺ والتبرك به

## نبی ﷺ کے پسینہ کا خوشبودار اور متبرک ہونا

۱۵۰٤ ـ حديث اَنَسٍ ﷺ ' اَنَّ اُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ ﷺ نِطَعًا فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا عَلَى ذٰلِكَ النِّطَعِ قَالَ : فَاِذَا نَامَ النَّبِيُّ ﷺ اَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعَرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُوْرَةٍ ' ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ ـ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (ان کی والدہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے لیے چمڑے کا فرش بچھا دیتی تھیں اور آپ ﷺ ان کے یہاں اسی پر قیلولہ کر لیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب آپ ﷺ سو گئے (اور بیدار ہوئے) تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آپ کا پسینہ اور (جھڑے ہوئے) آپ کے بال لے لیے اور (پسینہ کو) ایک شیشی میں جمع کیا اور پھر سک (ایک خوشبو) میں اسے ملا لیا۔

---

۱۵۰۳ ـ البخارى فى: 61 كتاب المناقب: 23 باب صفة النبى ﷺ (3561) مسلم (2330) ترمذى (2015) ـ

۱۵۰٤ ـ البخارى فى: 79 كتاب الاستئذان: 41 باب من زار قومًا فقال عندهم (6281) مسلم (2332) ـ

**لغوی توضیح** نِطعًا چمڑے کا بچھونا۔ عَرَقِهِ آپ کا پسینہ۔ قَارُورَة ایک شیشی۔ سُكّ ایک قسم کی خوشبو۔

## (23) باب عرق النبی ﷺ فی البرد وحين ياتيه الوحی

## نزول وحی کے موقع پر باوجود سردی کے نبی اکرم ﷺ کو پسینہ آنے کا بیان

١٥٠٥۔ حديث عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رضی الله عنها ' أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ ﷺ ' سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : أَحْيَانًا يَأْتِيْنِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ ' وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ ' فَيَفْصِمُ عَنِّي وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ : وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِي الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُوْلُ )) ۔

قَالَتْ عَائِشَةُ ' وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ ' وَإِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ﷞ فرماتی ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام ﷜ نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ حضور آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا، وحی نازل ہوتے وقت کبھی مجھ کو گھنٹی کی سی آواز محسوس ہوتی ہے اور وحی کی یہ کیفیت مجھ پر بہت شاق گزرتی ہے۔ جب یہ کیفیت ختم ہوتی ہے تو میرے دل و دماغ پر (اس فرشتے) کے ذریعہ نازل شدہ وحی محفوظ ہو جاتی ہے۔ اور کسی وقت ایسا ہوتا ہے کہ فرشتہ بشکل انسان میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے کلام کرتا ہے پس اس کا کہا ہوا یاد رکھ لیتا ہوں۔

حضرت عائشہ ﷞ کا بیان ہے کہ میں نے سخت کڑاکے کی سردی میں آپ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ پر وحی نازل ہوئی اور جب اس کا سلسلہ موقوف ہوا تو آپ کی پیشانی پسینے سے شرابور تھی۔

**لغوی توضیح** صَلْصَلَةَ الْجَرَسِ گھنٹی کا ٹن ٹن کرنا۔ فَيَفْصِمُ ختم ہوتی ہے۔ وَعَيْتُ میں یاد کر لیتا ہوں۔

## (25) باب فی صفة النبی ﷺ وانه كان احسن الناس وجها

## نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک' آپ کا چہرہ تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت تھا

١٥٠٦۔ حديث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ' قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ' مَرْبُوْعًا ' بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ' لَهُ شَعَرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ ' رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ ' لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ ۔

حضرت براء بن عازب ﷜ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ درمیانے قد کے تھے۔ آپ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا۔ آپ کے (سر کے) بال کانوں کی لو تک لٹکتے رہتے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو ایک مرتبہ ایک سرخ جوڑے میں دیکھا۔ آپ سے بڑھ کر حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا تھا۔

**لغوی توضیح** مَرْبُوْعًا نہ لمبے نہ چھوٹے بلکہ درمیانے قد کے۔ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ آپ کے کانوں کی لو۔

---

١٥٠٥۔ البخاری فی: 1 كتاب بدء الوحی: 2 باب حدثنا عبد الله بن يوسف (2) مسلم (2333) ترمذی (3638)۔

١٥٠٦۔ البخاری فی: 61 كتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ (3551) مسلم (2337) ابو داود (4072)۔

١٥٠٧۔ حديث الْبَرَاءِ رضي الله عنه قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا ' وَاَحْسَنَهُ خَلْقًا ' لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حسن و جمال میں بھی سب سے بڑھ کر تھے اور اخلاق میں بھی سب سے بہتر تھے' آپ کا قد نہ بہت لمبا تھا اور نہ چھوٹا (بلکہ درمیانہ تھا)۔

## (26) باب صفة شعر النبی ﷺ

## نبی کریم ﷺ کے بالوں کی کیفیت کا بیان

١٥٠٨۔ حديث اَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ : كَانَ شَعرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجِلًا لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلَا الْجَعْدِ ' بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ آپ کے بال درمیانے تھے' نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے اور نہ گھونگھریالے اور وہ کانوں اور مونڈھوں کے بیچ تک تھے۔

**لغوی توضیح** لَيْسَ بِالسَّبِطِ نہ بالکل سیدھے۔ وَلَا الْجَعْدِ اور نہ گھونگھریالے۔

١٥٠٩۔ حديث اَنَسٍ رضي الله عنه اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ شَعرُهُ مَنْكِبَيْهِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے (سر کے) بال کندھوں تک پہنچتے تھے۔

## (29) باب شيبه ﷺ

## نبی کریم ﷺ کے بڑھاپے کا بیان

١٥١٠۔ حديث اَنَسٍ رضي الله عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ ' قَالَ : سَاَلْتُ اَنَسًا ! اَخَضَبَ النَّبِيُّ ﷺ ؟ قَالَ : لَمْ يَبْلُغِ الشَّيْبَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔

محمد بن سیرینؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی ﷺ نے خضاب استعمال کیا تھا؟ بولے کہ آپ ﷺ کے بال ہی بہت کم سفید ہوئے تھے۔

**لغوی توضیح** اَخَضَبَ کیا خضاب لگایا تھا۔ الشَّيْبَ بڑھاپا، بالوں کی سفیدی۔

١٥١١۔ حديث اَبِي جُحَيْفَةَ السُّوَائِيِّ رضي الله عنه قَالَ : رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ ' وَرَاَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ شَفَتِهِ السُّفْلَى ' الْعَنْفَقَةَ۔

حضرت ابو جحیفہ سوائی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا' آپ کے نچلے ہونٹ مبارک کے نیچے ٹھوڑی کے کچھ بال سفید تھے۔

**لغوی توضیح** الْعَنْفَقَةَ ٹھوڑی اور نچلے ہونٹ کا درمیانی حصہ، خواہ اس پر بال ہوں یا نہ۔

١٥١٢۔ حديث اَبِي جُحَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ :

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا

---

١٥٠٧۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ ۔

١٥٠٨۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 68 باب الجعد (5905) مسلم (2338) ابوداود (4186) ابن ماجه (3634)۔

١٥٠٩۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 68 باب الجعد ۔

١٥١٠۔ البخاری فی: 77 کتاب اللباس: 66 باب ما یذکر فی الشیب (5894) مسلم (2341) نسائی (5101) ۔

١٥١١۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ (3545) مسلم (2342) ابن ماجه (3628) ۔

١٥١٢۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 23 باب صفة النبی ﷺ (3543) مسلم (2343) ترمذی (282) ۔

رَأيْتُ النَّبِيَّ ﷺ ' وَكَانَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ ' عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ' يُشْبِهُهُ ـ

ہے' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ میں آپ کی شباہت پوری طرح موجود تھی۔

### (30) باب اثبات خاتم النبوة وصفته ومحله من جسده ﷺ

### مہر نبوت کا ثبوت اس کی کیفیت اور جسم اطہر میں اس کا مقام

١٥١٣ ـ حديث السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ رضي الله عنه قَالَ : ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللهِ ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ ـ فَمَسَحَ رَأْسِي ' وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ' ثُمَّ تَوَضَّأَ ' فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ ' ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ ' فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ' مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ ـ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری خالہ مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔ آپ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپ نے وضو کیا' اور میں نے آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔ پھر میں آپ کی کمر کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ اور میں نے مہر نبوت دیکھی جو آپ کے کندھوں کے درمیان ایسی تھی جیسے چھپر کھٹ کی گھنڈی (یا کبوتر کا انڈا)۔

**لغوی توضیح** زِرّ گھنڈی (یعنی کپڑے یا دھاگے کا گول بٹن)۔ اَلْحَجَلَة چھپر کھٹ (یعنی دلہن کا چھتری دار پلنگ)۔ کچھ نے زِرّ الْحَجَلَة کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ کبک (کبوتر جیسے سرخ چونچ والے ایک پرندے) کا انڈا۔ ایک دوسری روایت میں مہر نبوت کو کبوتری کے انڈے کے ساتھ بھی تشبیہ دی گئی ہے۔[1]

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ وضوء کا بچا ہوا پانی (بالفاظِ دیگر ماء مستعمل، جس پانی کو استعمال کیا گیا ہو) پاک ہے اسی لیے تو اسے پیا گیا اور دوسرے اس حدیث میں مہر نبوت کا بھی اثبات ہے۔

### (31) باب في صفة النبي ﷺ ومبعثه وسنه

### نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک' بعثت کے وقت آپ کی عمر اور سن شریف

١٥١٤ ـ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه يَصِفُ النَّبِيَّ ﷺ ' قَالَ : كَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ ' لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ ' أَزْهَرَ اللَّوْنِ ' لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَمْهَقَ ' وَلَا آدَمَ ' لَيْسَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے اوصاف مبارکہ بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ آپ درمیانہ قد تھے نہ بہت لمبے اور نہ چھوٹے قد والے' رنگ کھلتا ہوا تھا (سرخ وسفید) نہ خالی سفید تھے اور نہ بالکل گندم گوں' آپ کے بال نہ بالکل مڑے ہوئے سخت قسم کے تھے اور نہ

---

١٥١٣ ـ البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 40 باب استعمال فضل وضوء الناس (190) مسلم (2345) ترمذي (3643) ـ

١٥١٤ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 23 باب صفة النبي ﷺ (3547) مسلم (2347) ترمذي (3623) ـ

---

[1] [مسلم (2344)]

بِجَعْدٍ قَطَطٍ ، وَلَا سَبْطٍ رَجِلٍ ، أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ ، فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ ، يُنْزَلُ عَلَيْهِ ، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ ، وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ ۔

سیدھے لٹکے ہوئے ہی تھے۔نزولِ وحی کے وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔مکہ میں آپ نے دس سال تک قیام فرمایا اور اس پورے عرصہ میں آپ پر وحی نازل ہوتی رہی اور مدینہ میں بھی آپ کا قیام دس سال تک رہا۔آپ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں ہوئے تھے۔

**لغوی توضیح** كَانَ رَبْعَةً آپ درمیانہ قد تھے۔أَزْهَرَ اللَّوْن تروتازہ (یعنی سرخ وسفید) رنگ والے۔بِأَبْيَضِ أَمْهَقَ خالص سفید رنگ۔آدَمَ گندم گوں۔بِجَعْدٍ قَطَطٍ بالکل گھنگھریالے۔سَبْطٍ رَجِلٍ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں ذکر ہے کہ نبی ﷺ نے نبوت کے بعد مکہ میں دس سال قیام فرمایا۔تو اس کے متعلق یہ یاد رہے کہ پہلی وحی کے نزول کے بعد تقریباً تین سال تک وحی کا سلسلہ منقطع رہا، جسے فترۃ کا زمانہ بھی کہتے ہیں۔یہاں راوی نے ان تین سالوں کو حذف کر کے باقی دس کا ذکر کر دیا ہے، ورنہ یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کے بعد مکہ میں تیرہ برس قیام فرمایا جیسا کہ آئندہ حدیث (١٥١٦) بھی اس کا ثبوت ہے۔

## (32) باب كم سن النبی ﷺ يوم قبض

## وفات کے وقت نبی ﷺ کی عمر کتنی تھی

١٥١٥ ۔ حديث عَائِشَةَ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ ۔

حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے تریسٹھ (٦٣) سال کی عمر میں وفات پائی۔

## (33) باب كم اقام النبی ﷺ بمكة والمدينة

## نبی ﷺ نے مکہ و مدینہ میں کتنا کتنا عرصہ قیام فرمایا

١٥١٦ ۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ قَالَ : مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ ، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ ۔

حضرت ابن عباس ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مبعوث کے بعد مکہ میں تیرہ سال قیام کیا اور جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔

## (34) باب فی اسمائه ﷺ

## رسول اللہ ﷺ کے مختلف ناموں کا بیان

١٥١٧ ۔ حديث جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ؓ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ ، أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ ، وَأَنَا الْمَاحِيُ ، الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي

حضرت جبیر بن مطعم ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں؛ میں محمد، احمد اور ماحی (یعنی مٹانے والا) ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن) میرے بعد حشر ہوگا اور میں عاقب

١٥١٥ ۔ البخاری فی: 61 كتاب المناقب: 19 باب وفاة النبی ﷺ (3536) مسلم (2349) ترمذی (3654) ۔

١٥١٦ ۔ البخاری فی: 63 كتاب مناقب الانصار: 14 باب هجرة النبی ﷺ واصحابه إلی المدينة (3851) مسلم (2351)۔

١٥١٧ ۔ البخاری فی: 61 كتاب المناقب: 17 باب ما جاء فی اسماء رسول الله ﷺ (3532) مسلم (2354)۔

يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي ' وَأَنَا الْعَاقِبُ .

(یعنی پیچھے آنا والا ہوں مراد ہے میں خاتم الانبیاء ہوں)۔

## (35) باب علمه ﷺ وشدة خشيته

## نبی ﷺ کا علم اور اللہ سے آپ کا سخت ڈرنا

١٥١٨ ـ حديث عَائِشَةَ ' قَالَتْ : صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا ' فَرَخَّصَ فِيهِ ـ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ ' فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ ' فَخَطَبَ ' فَحَمِدَ اللَّهَ ' ثُمَّ قَالَ : (( مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ ؟ فَوَاللَّهِ ! إِنِّي لأَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ ' وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً )) ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک کام کیا اور لوگوں کو بھی اس کی اجازت دے دی لیکن کچھ لوگوں نے اس کا نہ کرنا اچھا جانا۔ جب آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد کے بعد فرمایا ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اُس کام سے پرہیز کرتے ہیں' جو میں کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اللہ کو ان سب سے زیادہ جانتا ہوں اور ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔

## (36) باب وجوب اتباعه ﷺ

## رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنا واجب ہے

١٥١٩ ـ حديث عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ' أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ خَاصَمَ الزُّبَيْرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ' فِي شِرَاجِ الْحَرَّةِ الَّتِي يَسْقُوْنَ بِهَا النَّخْلَ ـ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ : سَرِّحِ الْمَاءَ يَمُرُّ ـ فَأَبَى عَلَيْهِ ـ فَاخْتَصَمَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ لِلزُّبَيْرِ: ((اسْقِ يَا زُبَيْرُ ! ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَاءَ إِلَى جَارِكَ)) فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ ' فَقَالَ : أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ ؟ ! فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ : ((اسْقِ يَا زُبَيْرُ ! ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ )) ـ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک انصاری مرد نے حضرت زبیر سے حرہ کے نالے میں' جس کا پانی مدینہ کے لوگ کھجور کے درختوں کو دیا کرتے تھے' اپنے جھگڑے کو نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ انصاری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ پانی کو آگے جانے دو لیکن حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس سے انکار تھا۔ اور یہی جھگڑا نبی ﷺ کی خدمت میں پیش تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ (پہلے اپنا باغ) سینچ لے پھر اپنے پڑوسی بھائی کے لیے جلدی جانے دے۔ اس پر انصاری کو غصہ آ گیا۔ اور انہوں نے کہا' ہاں زبیر آپ کی پھوپھی کے لڑکے ہیں نا! بس رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ آپ نے فرمایا' اے زبیر! تم سیراب کرلو۔ پھر پانی کو اتنی دیر تک روکے رکھو کہ وہ منڈیروں تک چڑھ جائے۔

**لغوی توضیح** شِرَاج جمع ہے شرج کی، مراد ہے نالہ، پانی کا بہاؤ۔ سَرِّحْ چھوڑ دو۔ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ یہ فیصلہ (کہ پہلے زبیر پانی پلالے) اس لیے کیا کہ زبیر آپ کی پھوپھی (صفیہ بنت عبدالمطلب) کا بیٹا ہے۔ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللَّهِ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا (کیونکہ اس کی بات کا مطلب تھا کہ آپ نے عدل نہیں کیا، حالانکہ آپ کے فیصلے میں پہلے ہی

١٥١٨ ـ البخاري في: 78 كتاب الادب: 72 باب من لم يواجه الناس بالعتاب (6101) مسلم (2356) ـ

١٥١٩ ـ اخرجهما البخاري في: 42 كتاب المساقاة: 6 باب سكر الانهار (2359) مسلم (2357) ابوداود (3637)ـ

اس کے لیے گنجائش موجود تھی جو بعد میں آپ نے ختم کر دی)۔اسی واقعہ کے متعلق یہ آیت بھی نازل ہوئی (جو آئندہ حدیث میں مذکور ہے) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کے کسی فیصلے سے اختلاف تو کجا اس کے متعلق دل میں انقباض بھی محسوس کرنا ایمان کے منافی ہے۔

١٥٢٠ ـ حديث فَقَالَ الزُّبَيْرُ : وَاللّٰهِ ! اِنِّي لَاَحْسِبُ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي ذٰلِكَ ـ ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ﴾ ـ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! میرا تو خیال ہے کہ یہ آیت اسی بات میں نازل ہوئی ہے ’’ہرگز نہیں، تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے‘ جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھ کو حکم (فیصل) نہ تسلیم کر لیں‘ پھر تو جو فیصلے ان میں کر دے ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کر لیں‘‘[النساء:٦٥]۔

### (37) باب توقيره ﷺ وترك اكثار سؤاله عما لا ضرورة اليه أولا يتعلق به تكليف وما لا يقع ' ونحو ذلك

### رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا حکم اور آپ سے غیر ضروری مسائل جن کی شرعاً احتیاج نہ ہو اور ناممکن قسم کے سوالات پوچھنے کی ممانعت

١٥٢١ ـ حديث سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : (( اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِيْنَ جُرْمًا مَنْ سَاَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يُحَرَّمْ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْئَلَتِهِ )) ـ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، سب سے بڑا مجرم وہ مسلمان ہے جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق پوچھا جو حرام نہیں تھی اور اس کے سوال کی وجہ سے وہ حرام کر دی گئی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے بعد کثرتِ سوال کی ممانعت اس طرح شدید نہیں جیسے آپ کی حیات مبارکہ میں تھی کیونکہ اس وقت وجوب یا تحریم کا خدشہ تھا، جو اَب نہیں۔ البتہ سلف صالحین نے ایسے مسائل کے متعلق کثرتِ سوال کو ناپسند کیا ہے جو ابھی واقع نہیں ہوئے۔

١٥٢٢ ـ حديث اَنَسٍ ﷺ قَالَ : خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، خُطْبَةً ، مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ ـ قَالَ : (( لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا )) قَالَ :

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا خطبہ دیا کہ میں نے ویسا خطبہ کبھی نہیں سنا تھا‘ آپ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں بھی معلوم ہوتا تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ بیان کیا کہ پھر حضور ﷺ کے صحابہ نے اپنے چہرے چھپا لیے۔

١٥٢٠ ـ أيضا ـ

١٥٢١ ـ البخاري في: 96 كتاب الاعتصام: 3 باب ما يكره من كثرة السؤال ...(7289) مسلم (2358) ـ

١٥٢٢ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 5 سورة المائدة: 12 باب لا تسالوا عن اشياء...(93) مسلم (2359)ـ

فَغَطَّى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وُجُوْهَهُمْ ' لَهُمْ خَنِيْنٌ - فَقَالَ رَجُلٌ : مَنْ اَبِي؟ قَالَ : (( فُلَانٌ )) فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿ لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ ﴾-

باوجود ضبط کے ان کے رونے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ایک صحابی نے اس موقع پر پوچھا' میرے والد کون ہیں؟حضور ﷺ نے فرمایا کہ فلاں۔اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں'' [المائدۃ ۱۰۱]۔

**لغوی توضیح** لَوْ تَعْلَمُوْنَ اگر تمہیں علم ہو جائے (اہوالِ قیامت اور اللہ کے شدید عذابوں کے متعلق)۔فَغَطّٰی (صحابہ نے نبی ﷺ کے غصے کی وجہ سے چہرے) ڈھانپ لیے۔خَنِیْنٌ رونے کی بلند آواز۔مَنْ اَبِیْ؟ میرا باپ کون ہے (اس صحابی نے یہ سوال اس لیے پوچھا کیونکہ جب بھی اس کا کسی سے جھگڑا ہوتا تو اسے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا جاتا)۔

۱۵۲۳۔ حدیث اَنَسٍ ؓ قَالَ : سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' حَتّٰى اَحْفَوْهُ الْمَسْئَلَةَ ' فَغَضِبَ ' فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ ' فَقَالَ : (( لَا تَسْأَلُوْنِي الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ )) فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَاِذَا كُلُّ رَجُلٍ رَافٌّ رَاْسَهُ فِيْ ثَوْبِهِ يَبْكِيْ - فَاِذَا رَجُلٌ كَانَ اِذَا لَاحَى الرِّجَالَ يُدْعَى لِغَيْرِ اَبِيْهِ - فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَنْ اَبِيْ ؟ قَالَ : (( حُذَافَةُ )) ثُمَّ اَنْشَاَ عُمَرُ ' فَقَالَ : رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا ' وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا ' وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا ' نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( مَا رَاَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ ' اِنَّهُ صُوِّرَتْ لِي الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰى رَاَيْتُهُمَا وَرَاءَ الْحَائِطِ ))-

حضرت انس ؓ نے بیان کیا کہ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے سوالات کیے۔اور جب بہت زیادہ سوال کیے تو آپ ﷺ کو ناگواری ہوئی' پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا' آج تم مجھ سے جو بات بھی پوچھو گے میں بتاؤں گا۔اس وقت میں نے دائیں بائیں دیکھا تو تمام صحابہ اپنے کپڑوں میں سر لپیٹے ہوئے رو رہے تھے۔ایک صاحب جن کا اگر کسی سے جھگڑا ہوتا تو انہیں ان کے باپ کے سوا کسی اور کی طرف (طعنہ کے طور پر) منسوب کیا جاتا تھا۔انہوں نے پوچھا یارسول اللہ! میرے باپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حذافہ! اس کے بعد حضرت عمر ؓ اٹھے اور عرض کیا ہم اللہ سے راضی ہیں کہ وہ ہمارا رب ہے' اسلام سے کہ وہ دین ہے' محمد ﷺ سے کہ وہ سچے رسول ہیں۔ہم فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا' آج کی طرح خیر و شر کے معاملہ میں میں نے کوئی دن نہیں دیکھا۔میرے سامنے جنت اور دوزخ کی تصویر لائی گئی اور میں نے انہیں دیوار کے اوپر دیکھا۔

**لغوی توضیح** اَحْفَوْهُ انہوں نے بہت زیادہ مبالغہ کیا (آپ سے سوال کرنے میں)۔لَاحَی جھگڑا کرتا۔

۱۵۲٤۔ حدیث اَبِیْ مُوْسٰی ؓ قَالَ :

حضرت ابوموسیٰ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ

۱۵۲۳۔ البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 35 باب التعوذ من الفتن۔

۱۵۲٤۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 28 باب الغضب فی الموعظة والتعلیم إذا رای ما یکرہ (92) مسلم (2360)۔

سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ اَشْيَاءَ كَرِهَهَا ' فَلَمَّا اُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ ـ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ: (( سَلُوْنِي عَمَّا شِئْتُمْ )) قَالَ رَجُلٌ: مَنْ اَبِي ؟ قَالَ: (( اَبُوْكَ حُذَافَةُ )) فَقَامَ آخَرَ فَقَالَ: مَنْ اَبِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ: (( اَبُوْكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ )) فَلَمَّا رَاٰى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ ' قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّا نَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ـ

ایسی باتیں دریافت کی گئیں کہ آپ کو برا معلوم ہوا اور جب (اس قسم کے سوالات کی) آپ پر بہت زیادتی کی گئی تو آپ کو غصہ آ گیا۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا (اچھا اب) مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا' تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے پوچھا کہ یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ سالم شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرۂ مبارک کا حال دیکھا تو عرض کیا یارسول اللہ! ہم (ان باتوں کے دریافت کرنے سے جو آپ کو ناگوار ہوں) اللہ عزوجل سے توبہ کرتے ہیں۔

## (39) باب فضل النظر اليه ﷺ وتمنيه

## نبی ﷺ کے دیدار کی فضیلت اور اس کی خواہش کرنے کا بیان

١٥٢٥ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( وَلَيَاْتِيَنَّ عَلَى اَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَاَنْ يَرَانِي اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لَهُ مِثْلُ اَهْلِهِ وَمَالِهِ )) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، تم پر ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے سارے گھر بار اور مال و دولت سے بڑھ کر مجھ کو دیکھ لینا زیادہ پسند کرے گا۔

**فهم الحديث** مراد یہ ہے کہ میری وفات کے بعد جب میں نظر نہیں آؤں گا تو مجھے دیکھنے کا شوق اس قدر بڑھ جائے گا کہ انسان کو اپنے اہل و عیال اور مال و دولت سے بھی بڑھ کر مجھے دیکھنے کا شوق ہوگا۔

## (40) باب فضائل عيسى عليه السلام

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل

١٥٢٦ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: (( اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ ' وَالْاَنْبِيَاءُ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ ' لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ )) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ میں ابن مریم علیہ السلام سے دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہوں۔ انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں اور میرے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔

**لغوی توضیح** اَنَا اَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ میں ابن مریم کے دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہوں (کیونکہ انہوں نے میری آمد کی بشارت دی تھی، پھر قیامت کے قریب دوبارہ میرے امتی کی حیثیت سے آ کر میری شریعت کے حمایتی ہوں

١٥٢٥ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3589) مسلم (2364) ـ
١٥٢٦ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 48 باب واذكر في الكتاب مريم (3442) مسلم (2365) ابوداود (4675) ـ

گے )۔اَوْلَادُ عَلَّاتٍ علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں جن کا باپ ایک ہو اور مائیں مختلف ہوں ۔یہاں مراد یہ ہے کہ تمام انبیاء کے دین کی جڑ (توحید اور دیگر اعتقادی مسائل) ایک ہی ہے، البتہ فروعات (یعنی مسائل واحکام، شرائع) مختلف ہیں ۔ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ۔اہل علم کا کہنا ہے کہ یہی بات شواہد سے ثابت ہے۔

١٥٢٧ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: (( مَا مِنْ بَنِي آدَمَ مَوْلُوْدٌ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ، غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا )) ۔ ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ : ﴿ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴾ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ نے فرمایا کہ ہر ایک ابن آدم جب پیدا ہوتا ہے تو پیدائش کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے اور بچہ شیطان کے چھونے سے زور سے چیختا ہے۔سوائے مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ نے آیت کا یہ حصہ تلاوت کیا کہ'' (مریم علیہا السلام کی پیدائش پر ان کی والدہ نے کہا تھا کہ اے پروردگار!) اور میں مریم اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔''

**لغوی توضیح** فَيَسْتَهِلُّ چیختا ہے۔

١٥٢٨ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ : (( رَأَى عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلًا يَسْرِقُ ۔ فَقَالَ لَهُ : أَسَرَقْتَ ؟ قَالَ : كَلَّا، وَاللهِ ! الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، فَقَالَ عِيسَى : آمَنْتُ بِاللهِ وَكَذَّبْتُ عَيْنِي )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا پھر اس سے دریافت فرمایا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا ہرگز نہیں' اللہ کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں! (اس پر) عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور میری آنکھوں کو دھوکا ہوا۔

**لغوی توضیح** آمَنْتُ بِاللهِ وَكَذَّبْتُ عَيْنِي میں اللہ پر ایمان لایا اور میری آنکھوں کو دھوکا ہوا۔عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کلمات اللہ عزوجل کے جلال اور شان وشوکت کی وجہ سے کہے کیونکہ اس شخص نے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا تھا کہ اس نے چوری نہیں کی ۔

## (41) باب من فضائل ابراهيم الخليل عليه السلام

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعض فضائل

١٥٢٩ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : (( اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ، وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً، بِالْقَدُّوْمِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں بسولے سے ختنہ کیا۔

١٥٢٧ - البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 44 باب قول الله تعالى واذكر في الكتاب مريم (3286) مسلم (2366)۔

١٥٢٨ - البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 48 باب واذكر في الكتاب مريم (3444) مسلم (2368) احمد (8983)۔

١٥٢٩ - البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 8 باب قول الله تعالى "واتخذ الله إبراهيم خليلا" (3356) مسلم (2370) ۔

**لغوی توضیح** اَلْقَدُّوم بسولا، لکڑی چھیلنے کا ایک اوزار۔ کچھ نے قدوم سے ملک شام کی ایک بستی بھی مراد لی ہے۔

۱۵۳۰۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِیْمَ ' اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِی كَیْفَ تُحْیِی الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِی ۔ وَیَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا ' لَقَدْ كَانَ یَاْوِی اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ ۔ وَلَوْ لَبِثْتُ فِی السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ یُوْسُفُ لَاَجَبْتُ الدَّاعِیَ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں جبکہ انہوں نے کہا تھا کہ میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' کیا تم ایمان نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں' لیکن یہ صرف اس لیے تاکہ میرے دل کو زیادہ اطمینان ہو جائے۔ اور اللہ لوط علیہ السلام پر رحم کرے کہ وہ زبردست رکن (یعنی خداوند کریم) کی پناہ لیتے تھے۔ اور اگر میں اتنی مدت تک قید خانے میں رہتا جتنی مدت تک یوسف علیہ السلام رہے تھے تو میں بلانے والے کی بات ضرور مان لیتا۔

**فہم الحدیث** یہ حدیث اور اس کی تشریح پیچھے حدیث نمبر ۹۲ پر گزر چکی ہے' ملاحظہ فرمائیے۔

۱۵۳۱۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: ((لَمْ یَكْذِبْ اِبْرَاهِیْمُ ' اِلَّا ثَلَاثَ كَذَبَاتٍ: ثِنْتَیْنِ مِنْهُنَّ فِی ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ۔ قَوْلُهُ ﴿اِنِّی سَقِیْمٌ﴾ وَقَوْلُهُ ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا﴾ وَقَالَ: بَیْنَا هُوَ ذَاتَ یَوْمٍ وَسَارَةُ ' اِذْ اَتٰی عَلٰی جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِیْلَ لَهُ: اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَاَةٌ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ ' فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ ' فَسَاَلَهُ عَنْهَا ' فَقَالَ: مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَ: اُخْتِی فَاَتٰی سَارَةَ ' قَالَ: یَا سَارَةُ! لَیْسَ عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَیْرِی وَغَیْرُكِ ' وَاِنَّ هٰذَا سَاَلَنِی فَاَخْبَرْتُهُ اَنَّكِ اُخْتِی ' فَلَا تُكَذِّبِیْنِی فَاَرْسَلَ اِلَیْهَا ۔ فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَیْهِ ذَهَبَ یَتَنَاوَلُهَا بِیَدِهِ '

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ جھوٹ بولا تھا۔ دو ان میں سے خالص اللہ کی رضا کے لیے تھے۔ ایک تو ان کا فرمانا (بطور توریہ کے) کہ "میں بیمار ہوں" اور دوسرا ان کا یہ فرمانا کہ "بلکہ یہ کام تو ان کے بڑے (بت) نے کیا ہے" اور بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ علیہما السلام ظالم بادشاہ کی حدود سلطنت سے گزرے۔ بادشاہ کو خبر ملی کہ یہاں ایک شخص آیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ دنیا کی ایک خوبصورت ترین عورت ہے۔ بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اپنا آدمی بھیج کر انہیں بلوایا اور حضرت سارہ علیہا السلام کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہیں۔ پھر آپ حضرت سارہ علیہا السلام کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے سارہ! یہاں میرے اور تمہارے سوا اور کوئی بھی مومن نہیں ہے اور اس بادشاہ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے کہہ دیا کہ تم میری (دینی اعتبار سے) بہن ہو۔ اس لیے

۱۵۳۰۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 11 باب قوله عز وجل "ونبئهم عن ضیف إبراهیم"۔

۱۵۳۱۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 8 باب قول الله تعالی "واتخذ الله إبراهیم خلیلا" (3357) مسلم (2371)۔

فَـأُخِذَ ۔ فَقَالَ : ادْعِي اللّٰهَ لِي وَلَا أَضُرُّكِ ۔ فَدَعَتِ اللّٰهَ ، فَأُطْلِقَ ۔ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ ، فَـأُخِـذَ مِثْلَهَا أَوْ أَشَدَّ ۔ فَقَالَ : أُدْعِي اللّٰهَ لِي وَلَا أَضُرُّكِ ۔ فَدَعَتْ ، فَأُطْلِقَ ۔ فَدَعَا بَـعْـضَ حَـجَبَتِهِ ، فَقَالَ : إِنَّكُمْ لَمْ تَأْتُوْنِي بِـإِنْسَـانٍ ، إِنَّـمَـا أَتَيْتُمُوْنِي بِشَيْطَـانٍ ۔ فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ ۔ فَأَتَتْهُ ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي ۔ فَـأَوْمَا بِيَدِهِ ، مَهْيَا ۔ قَالَتْ ۔ رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْـكَـافِـرِ ( أَوِ الْفَاجِرِ ) فِي نَحْرِهِ ، وَأَخْدَمَ هَاجَرَ )) ۔

قَـالَ أَبُوْ هُـرَيْرَةَ : تِـلْكَ أُمُّـكُـمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ ۔

اب تم کوئی ایسی بات نہ کہنا جس سے میں جھوٹا بنوں۔ پھر اس ظالم نے حضرت سارہ کو بلوایا اور جب وہ اس کے پاس گئیں تو اس نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا لیکن فوراً پکڑ لیا گیا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کرو (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا' چنانچہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور چھوڑ دیا گیا۔ لیکن پھر دوسری مرتبہ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس مرتبہ بھی اسی طرح پکڑ لیا گیا' بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت' اور پھر کہنے لگا کہ اللہ سے میرے لیے دعا کرو' میں اب تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گا۔ حضرت سارہ علیہا السلام نے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے کسی خدمت گار کو بلا کر کہا کہ تم لوگ میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے ہو' یہ تو کوئی سرکش جن ہے (جاتے ہوئے) حضرت سارہ علیہا السلام کو اس نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام خدمت کے لیے دیں۔ جب حضرت سارہ آئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر یا (یہ کہا کہ) فاجر کے فریب کو اسی کے منہ پر دے مارا اور ہاجرہ کو خدمت کے لیے دیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے بنی ماء السماء (اے آسمانی پانی کی اولاد یعنی اہلِ عرب) تمہاری والدہ یہی (حضرت ہاجرہ علیہا السلام) ہیں۔

**فهم الحديث** ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے، اس سے مراد حقیقی جھوٹ نہیں بلکہ توریہ ہے اور توریہ یہ ہوتا ہے کہ حقیقت کچھ اور ہو اور انسان کسی مصلحت کے پیش نظر اسے دو معانی والے الفاظ کے ساتھ اس طرح بیان کرے کہ سننے والا حقیقت کے بجائے کچھ اور سمجھ لے اور مطمئن بھی ہو جائے۔ ابراہیم علیہ السلام نے بھی ایسا ہی کیا۔ آپ نے کہا ''میں بیمار ہوں'' یعنی میرا دل قوم کی شرکیہ حرکات کی وجہ سے بیمار ہے۔ ''ان کے بڑے بت نے یہ کارنامہ کیا ہے'' یہ آپ نے محض طنز کے طور پر فرمایا تا کہ بت پرستوں کی حماقت ظاہر ہو جائے۔ ''سارہ میری بہن ہے'' درحقیقت دینی اعتبار سے تمام مومن مرد و عورتیں آپس میں بہن بھائی ہی ہیں۔ علاوہ ازیں اس حدیث میں جو اہل عرب کو آسمانی پانی کی اولاد کہا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت ان کی اکثر گزر بسر بارش کے پانی پر ہی تھی۔

## (42) باب من فضائل موسى علیہ السلام

## حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعض فضائل

١٥٣٢ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (( كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً، يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ. وَكَانَ مُوسَى يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ. فَقَالُوا: وَاللّٰهِ! مَا يَمْنَعُ مُوسَى أَنْ يَغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ. فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلَى حَجَرٍ، فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ، فَخَرَجَ مُوسَى فِي إِثْرِهِ يَقُولُ: ثَوْبِي يَا حَجَرُ! حَتَّى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ إِلَى مُوسَى، فَقَالُوا: وَاللّٰهِ! مَا بِمُوسَى مِنْ بَأْسٍ وَأَخَذَ ثَوْبَهُ، فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا )).
فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ، سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبًا بِالْحَجَرِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل ننگے ہوکر اس طرح نہاتے تھے کہ ایک شخص دوسرے کو دیکھتا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا پردہ سے غسل فرماتے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ بخدا موسیٰ کو ہمارے ساتھ غسل کرنے میں صرف یہ چیز مانع ہے کہ آپ کے خصیتین بڑھے ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام غسل کرنے لگے، اور آپ نے کپڑوں کو ایک پتھر پر رکھ دیا۔ اتنے میں پتھر کپڑوں کو لے بھاگا۔ اور موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے بڑی تیزی سے دوڑے۔ آپ کہتے جاتے تھے۔ اے پتھر! میرا کپڑا دے، اے پتھر! میرا کپڑا دے۔ اس عرصہ میں بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کو ننگا دیکھ لیا۔ اور کہنے لگے کہ بخدا موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں اور موسیٰ علیہ السلام نے کپڑا لیا اور پتھر کو مارنے لگے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بخدا اس پتھر پر چھ یا سات مار کے نشان باقی ہیں۔

**لغوی توضیح** آدَرُ بڑے بڑے خصیتین والا۔ فِيْ إِثْرِهٖ اس کے پیچھے۔ نَدَبٌ نشان۔

١٥٣٣ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: (( أُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ. فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ، فَرَجَعَ إِلَى رَبِّهِ، فَقَالَ: أَرْسَلْتَنِي إِلَى عَبْدٍ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ! فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَيْنَهُ. وَقَالَ: ارْجِعْ فَقُلْ لَهُ يَضَعُ يَدَهُ عَلَى مَتْنِ ثَوْرٍ. فَلَهُ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهِ يَدُهُ، بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَنَةٌ قَالَ: أَيْ رَبِّ! ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ملک الموت (آدمی کی شکل میں) موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجے گئے۔ وہ جب آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے (نہ پہچان کر) انہیں ایک زور کا طمانچہ مارا اور ان کی آنکھ پھوڑ ڈالی۔ وہ واپس اپنے رب کے حضور میں پہنچے۔ اور عرض کیا کہ یا اللہ! تو نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ پہلے کی طرح کردی اور فرمایا کہ دوبارہ جا اور ان سے کہہ کہ آپ اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھیے اور پیٹھ کے جتنے بال آپ کے ہاتھ تلے آجائیں ان کے ہر بال کے بدلے ایک سال کی زندگی دی جاتی ہے۔(

١٥٣٢ ـ البخاري في: 5 كتاب الغسل: 20 باب من اغتسل عريانًا وحده في الخلوة.
١٥٣٣ ـ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 69 باب من احب الدفن في الارض المقدسة (1339) مسلم (2372).

ثُمَّ الْمَوْتُ ۔ قَالَ : فَالآنَ ۔ فَسَأَلَ اللّٰهَ اَنْ يُدْنِيَهُ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ )) ۔ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَارَيْتُكُمْ قَبْرَهُ اِلَى جَانِبِ الطَّرِيْقِ ' عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ )) ۔

موسیٰ علیہ السلام تک جب اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچا تو) آپ نے کہا کہ اے اللہ! پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر بھی موت آنی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام بولے تو ابھی کیوں نہ آجائے۔ پھر انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں ایک پتھر کی مار پر ارضِ مقدس سے قریب کردیا جائے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی قبر دکھاتا کہ لال ٹیلے کے پاس راستے کے قریب ہے۔

**لغوی توضیح:** صَكَّهُ اسے تھپڑ مارا (اور اس کی آنکھ پھوڑ دی) مَتْن کمر۔ ثَوْر بیل۔ اَلْكَثِيْبِ الْاَحْمَر سرخ ٹیلہ۔

**فہم الحدیث:** معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوئی اور وہ ارضِ فلسطین سے باہر دفن ہوئے۔

١٥٣٤ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : اسْتَبَّ رَجُلَانِ ' رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ' وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ ۔ قَالَ الْمُسْلِمُ : وَالَّذِي اصْطَفَى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ ! فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ : وَالَّذِي اصْطَفَى مُوْسَى عَلَى الْعَالَمِيْنَ ! فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهُ ' عِنْدَ ذٰلِكَ ' فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ ۔ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ' فَاَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهِ وَاَمْرِ الْمُسْلِمِ ۔ فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ الْمُسْلِمَ فَسَاَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ ' فَاَخْبَرَهُ ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( لَا تُخَيِّرُوْنِي عَلَى مُوْسَى ' فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ ' فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ ' فَاِذَا مُوْسَى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ ' فَلَا اَدْرِي اَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِي ' اَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ )) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو شخصوں نے جن میں ایک مسلمان تھا اور دوسرا یہودی' ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ مسلمان نے کہا' اس ذات کی قسم' جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمام دنیا والوں پر بزرگی دی۔ اور یہودی نے کہا' اس ذات کی قسم' جس نے موسیٰ (علیہ السلام) کو تمام دنیا والوں پر بزرگی دی۔ اس پر مسلمان نے ہاتھ اٹھا کر یہودی کے طمانچہ مارا۔ وہ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مسلمان کے ساتھ اپنے واقعہ کو بیان کیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان کو بلایا اور اس سے واقعہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے آپ کو اس کی تفصیل بتادی۔ آپ نے اس کے بعد فرمایا مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو۔ لوگ قیامت کے دن بے ہوش کردیے جائیں گے' میں بھی بے ہوش ہوجاؤں گا۔ بے ہوشی سے ہوش میں آنے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں گا لیکن موسیٰ علیہ السلام کو عرشِ الٰہی کا کنارہ پکڑے ہوئے پاؤں گا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بے ہوش ہونے والوں میں ہونے کے باوجود مجھ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے یا اللہ تعالیٰ نے ان کو ان لوگوں میں رکھا ہے جو بے ہوشی سے مستثنیٰ ہیں۔

---

١٥٣٤ ۔ البخاري في: 44 كتاب الخصومات: 1 باب ما يذكر في الإشخاص ...(2411) مسلم ( 2373) ابوداود (4671) ۔

**لغوی توضیح** لَا تُخَيِّرُوْنِي عَلَى مُوْسَى مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو (یہ اس لیے فرمایا تا کہ کسی نبی کو بھی دوسرے سے کم تر نہ سمجھا جائے اور کسی قسم کا تنازع اور جھگڑا نہ ہو ورنہ آپ ﷺ بالاتفاق تمام انبیاء سے افضل ہیں)۔ يَصْعَقُوْنَ بے ہوش ہو جائیں گے۔ يُفِيْقُ ہوش میں آئے گا۔ بَاطِشٌ پکڑے ہوئے۔

١٥٣٥ ـ حديث اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ، جَاءَ يَهُوْدِيٌّ، فَقَالَ: يَا اَبَا الْقَاسِمِ! ضَرَبَ وَجْهِي رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِكَ فَقَالَ: ((مَنْ؟)) قَالَ: رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ: ((ادْعُوْهُ)) فَقَالَ: ((اَضَرَبْتَهُ؟)) قَالَ: سَمِعْتُهُ بِالسُّوْقِ يَحْلِفُ، وَالَّذِي اصْطَفَى مُوْسَى عَلَى الْبَشَرِ! قُلْتُ: اَيْ خَبِيْثُ! عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ؟ فَاَخَذَتْنِي غَضْبَةٌ ضَرَبْتُ وَجْهَهُ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ، فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ۔ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ، فَلَا اَدْرِي اَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ اَمْ حُوْسِبَ بِصَعْقَةِ الْاُوْلَى؟))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک یہودی آیا اور کہا۔ اے ابوالقاسم! آپ کے اصحاب میں سے ایک نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا' کس نے؟ اس نے کہا کہ ایک انصاری نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بلاؤ۔ وہ آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا۔ کیا تم نے اسے مارا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے بازار میں یہ قسم کھاتے سنا۔ اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر بزرگی دی۔ میں نے کہا' او خبیث! کیا محمد ﷺ پر بھی! مجھے غصہ آیا اور میں نے اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا' دیکھو انبیاء میں باہم ایک دوسرے پر اس طرح بزرگی نہ دیا کرو۔ لوگ قیامت میں بے ہوش ہو جائیں گے۔ اپنی قبر سے سب سے پہلے نکلنے والا میں ہی ہوں گا۔ لیکن میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرشِ الٰہی کا پایہ پکڑے ہوئے ہیں۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام بھی بے ہوش ہوں گے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا انہیں پہلی بے ہوشی جو طور پہاڑ پر ہو چکی ہے وہی کافی ہوگی۔

**لغوی توضیح** اَمْ حُوْسِبَ بِصَعْقَةِ الْاُوْلَى یا انہیں پہلی بے ہوشی کافی ہوگئی ہے (مراد وہ بے ہوشی ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ کیا اور طور پہاڑ پر چڑھے تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ظاہر فرمائی جس سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے [الاعراف: ١٤٣])۔

## (43) باب في ذكر يونس علیہ السلام وقول النبي ﷺ: لا ينبغي لعبد ان يقول انا خير من يونس بن متى

## حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر اور نبی ﷺ کا ارشاد کہ کسی کو یہ کہنا سزاوار نہیں کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں

١٥٣٦ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' کسی

١٥٣٥ ـ البخاري في: 44 كتاب الخصومات: 1 باب في الإشخاص والخصومة ...(2412) مسلم (2374) ـ
١٥٣٦ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 35 باب قول الله تعالى "وإن يونس لمن المرسلين" (3416) مسلم (2376) ـ

النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : (( لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى )) ۔

شخص کے لیے یہ کہنا لائق نہیں کہ میں حضرت یونس بن متی سے افضل ہوں۔

**فھم الحدیث** آپ ﷺ نے یہ ارشاد اس لیے فرمایا کہ یونس علیہ السلام کا قصہ پڑھنے والا کہیں ان کے متعلق یہ گمان نہ کر لے کہ ان کی شان کم ہے یا ان کے متعلق کوئی بھی تنقیص کا پہلو ذہن میں رکھ لے بطورِ خاص جب یہ آیت پڑھے کہ ''پھر انہیں مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرنے والے تھے۔'' [الصافات: ۱۴۲]

۱۵۳۷ ۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : (( لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى )) وَنَسَبَهُ إِلَى أَبِيْهِ ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کے لیے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی سے بہتر قرار دے۔ آپ نے ان کے والد (یعنی متی) کی طرف منسوب کر کے ان کا نام لیا تھا۔

## (44) باب من فضائل یوسف علیہ السلام

## حضرت یوسف علیہ السلام کے بعض فضائل

۱۵۳۸ ۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ ؟ قَالَ : (( أَتْقَاهُمْ )) فَقَالُوْا : لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ : (( فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ )) قَالُوْا : لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ ۔ قَالَ : (( فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنَ ؟ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا )) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا سب سے شریف کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ صحابہ نے عرض کیا ہم حضور ﷺ سے اس کے متعلق نہیں پوچھتے۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ (سب سے زیادہ شریف ہیں) صحابہ نے کہا کہ ہم اس کے متعلق بھی نہیں پوچھتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا عرب کے خاندانوں کے متعلق تم پوچھنا چاہتے ہو۔ سنو جاہلیت میں جو شریف تھے اسلام میں بھی وہ شریف ہیں جب کہ دین کی سمجھ انہیں آ جائے۔

**لغوی توضیح** أَتْقَاهُمْ جو سب سے زیادہ پرہیزگار رہے (وہ سب سے شریف ہے، یہ آپ نے اعمال کے اعتبار سے کہا)۔ فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ پھر اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام ہیں (یہ آپ نے نسب کے اعتبار سے کہا کیونکہ یوسف علیہ السلام کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ وہ نسلی رشتہ رکھنے والے تین انبیاء کی اولاد تھے یعنی ان کے والد اللہ کے نبی یعقوب علیہ السلام اور ان کے والد اللہ کے نبی اسحٰق علیہ السلام اور ان کے والد اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام تھے)۔ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ان میں جو جاہلیت میں شریف تھے (یعنی اچھی صفات واخلاق کے مالک تھے، پھر اگر وہ لوگ مسلمان ہو کر دین کی سمجھ حاصل کر لیں تو وہ اسلام کے بھی بہترین لوگ ہیں)۔

---

۱۵۳۷ ۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 24 باب قول الله تعالی "وهل اتاك حديث موسى" (3395) مسلم (2377) ۔

۱۵۳۸ ۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 8 باب قول الله تعالی "واتخذ الله إبراهيم خليلا" (3353) مسلم (2378) ۔

## (46) باب من فضائل الخضر عليه السلام

## خضر علیہ السلام کے بعض فضائل

١٥٣٩ ـ حديث أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ : (( قَامَ مُوسَى النَّبِيُّ خَطِيبًا فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ ، فَسُئِلَ : أَيُّ النَّاسِ أَعْلَمُ ؟ فَقَالَ : أَنَا أَعْلَمُ فَعَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِذْ لَمْ يَرُدَّ الْعِلْمَ إِلَيْهِ ـ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ أَنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ أَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ : يَا رَبِّ ! وَكَيْفَ بِهِ ؟ فَقِيلَ لَهُ احْمِلْ حُوتًا فِي مِكْتَلٍ ، فَإِذَا فَقَدْتَهُ فَهُوَ ثَمَّ ـ فَانْطَلَقَ ، وَانْطَلَقَ بِفَتَاهُ يُوشَعَ بْنِ نُونٍ ، وَحَمَلَا حُوتًا فِي مِكْتَلٍ ، حَتَّى كَانَا عِنْدَ الصَّخْرَةِ ، وَضَعَا رُؤُوسَهُمَا وَنَامَا ـ فَانْسَلَّ الْحُوتُ مِنَ الْمِكْتَلِ فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ـ وَكَانَ لِمُوسَى وَفَتَاهُ عَجَبًا ـ فَانْطَلَقَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمِهِمَا ـ فَلَمَّا أَصْبَحَ ، قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ : آتِنَا غَدَاءَنَا ، لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا ـ وَلَمْ يَجِدْ مُوسَى مَسًّا مِنَ النَّصَبِ حَتَّى جَاوَزَ الْمَكَانَ الَّذِي أُمِرَ بِهِ ـ فَقَالَ لَهُ فَتَاهُ : أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ ـ قَالَ مُوسَى: ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِي ـ فَارْتَدَّا عَلَى آثَارِهِمَا قَصَصًا ـ فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَى الصَّخْرَةِ ، إِذَا رَجُلٌ مُسَجًّى بِثَوْبٍ (أَوْ قَالَ تَسَجَّى بِثَوْبِهِ) فَسَلَّمَ مُوسَى ـ فَقَالَ

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ایک روز) موسیٰ علیہ السلام نے کھڑے ہو کر بنی اسرائیل میں خطبہ دیا' تو آپ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب علم کون ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں ہوں۔ اس وجہ سے اللہ کا غصہ ان پر ہوا' کہ انہوں نے علم کو خدا کے حوالے کیوں نہ کر دیا۔ تب اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ دریاؤں کے سنگم پر ہے۔ (جہاں فارس اور روم کے سمندر ملے ہیں) وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے' موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار! میری ان سے ملاقات کیسے ہو؟ حکم ہوا کہ ایک مچھلی زنبیل میں رکھ لو پھر جہاں تم اس مچھلی کو گم کر دو گے تو وہ بندہ تمہیں (وہیں) ملے گا۔ تب موسیٰ علیہ السلام چلے اور ساتھ میں اپنے خادم یوشع بن نون کو لے لیا اور انہوں نے زنبیل میں مچھلی رکھ لی' جب (ایک) پتھر کے پاس پہنچے' دونوں اپنے سر اس پر رکھ کر سو گئے اور مچھلی زنبیل سے نکل کر دریا میں اپنی راہ بناتی چلی گئی' اور یہ بات موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کے لیے بے حد تعجب کی تھی۔ پھر دونوں باقی رات اور دن میں (جتنا وقت باقی تھا) چلتے رہے' جب صبح ہوئی موسیٰ علیہ السلام نے خادم سے کہا' ہمارا ناشتہ لاؤ' اس سفر میں ہم نے (کافی) تکلیف اٹھائی ہے' اور موسیٰ علیہ السلام بالکل نہیں تھکے تھے' مگر جب اس جگہ سے آگے نکل گئے' جہاں تک انہیں جانے کا حکم ملا تھا۔ تب ان کے خادم نے کہا۔ کیا آپ نے دیکھا تھا' کہ جب ہم صخرہ کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کا ذکر بھول گیا' (یہ سن کر) موسیٰ علیہ السلام بولے کہ یہ ہی جگہ ہے جس کی ہمیں تلاش تھی' تو وہ پچھلے پاؤں واپس ہو گئے' جب پتھر تک پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص کپڑا اوڑھے ہوئے (موجود ہے)۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا' خضر علیہ السلام نے کہا

١٥٣٩ ـ البخاري في: 3 كتاب العلم: 44 باب ما يستحب للعالم إذا سئل... (74) مسلم (2380) ابو داود (4705) ـ

الْخَضِرُ : وَاَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ ؟ فَقَالَ : اَنَا مُوْسٰى ـ فَقَالَ : مُوْسٰى بَنِی اِسْرَائِيْلَ ؟ قَالَ : نَعَمْ ـ قَالَ : هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِی مِمَّا عُلِّمْتَ رَشَدًا ؟ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِیَ صَبْرًا يَا مُوْسٰى ! اِنِّی عَلٰى عِلْمٍ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهُ اَنْتَ ' وَاَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ عَلَّمَكَهُ لَا اَعْلَمُهُ ـ قَالَ : سَتَجِدُنِی اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَلَا اَعْصِی لَكَ اَمْرًا ـ فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ ' لَيْسَ لَهُمَا سَفِيْنَةٌ ـ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ ـ فَكَلَّمُوْهُمْ اَنْ يَحْمِلُوْهُمَا ' فَعرف الْخَضِرُ ' فَحَمَلُوْهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ ـ فَجَاءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ ' فَنَقَرَ نَقْرَةً اَوْ نَقْرَتَيْنِ فِی الْبَحْرِ ـ فَقَالَ الْخَضِرُ : يَا مُوْسٰى ! مَا نَقَصَ عِلْمِی وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا كَنَقْرَةِ هٰذَا الْعُصْفُوْرِ فِی الْبَحْرِ ـ فَعَمَدَ الْخَضِرُ اِلٰى لَوْحٍ مِنْ اَلْوَاحِ السَّفِيْنَةِ فَنَزَعَهُ ـ فَقَالَ مُوْسٰى : قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ ' عَمَدْتَ اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ! قَالَ : اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِیَ صَبْرًا قَالَ : لَا تُؤَاخِذْنِی بِمَا نَسِيْتُ فَكَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُوْسٰى نِسْيَانًا ـ فَانْطَلَقَا ' فَاِذَا غُلَامٌ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ ' فَاَخَذَ الْخَضِرُ بِرَاْسِهِ مِنْ اَعْلَاهُ فَاقْتَلَعَ رَاْسَهُ بِيَدِهِ ـ فَقَالَ مُوْسٰى : اَقَتَلْتَ

کہ تمہاری سرزمین میں سلام کہاں؟ پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں۔ خضر بولے کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ انہوں نے جواب دیا ہاں' پھر کہا کیا میں آپ کے ساتھ چل سکتا ہوں' تا کہ آپ مجھے ہدایت کی وہ باتیں بتائیں جو خدا نے خاص آپ ہی کو سکھلائی ہیں؟ خضر علیہ السلام بولے کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ اے موسیٰ! مجھے اللہ نے ایسا علم دیا ہے جسے تم نہیں جانتے' اور تم کو جو علم دیا ہے اسے میں نہیں جانتا۔ (اس پر) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی بات میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ پھر دریا کے کنارے کنارے پیدل چلے ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی کہ ایک کشتی ان کے سامنے سے گذری' تو کشتی والوں سے انہوں نے کہا کہ ہمیں بٹھالو۔ خضر علیہ السلام کو انہوں نے پہچان لیا' اور بغیر کرایہ کے سوار کر لیا۔ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی' پھر سمندر میں اس نے ایک یا دو چونچیں ماریں (اسے دیکھ کر) خضر علیہ السلام بولے کہ اے موسیٰ! میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم میں سے اتنا ہی کم کیا ہوگا جتنا اس چڑیا نے سمندر (کے پانی) سے پھر خضر علیہ السلام نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ نکال ڈالا' موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ان لوگوں نے ہمیں کرایہ لیے بغیر (مفت میں) سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی (کی لکڑی) اکھاڑ ڈالی تا کہ یہ ڈوب جائیں' خضر علیہ السلام بولے کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے؟ (اس پر) موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ بھول پر میری گرفت نہ کریں۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھول کر یہ پہلا اعتراض کیا تھا۔ پھر دونوں چلے (کشتی سے اتر کر) ایک لڑکا بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا' خضر علیہ السلام نے اوپر سے اس کا سر پکڑ کر ہاتھ سے اسے الگ کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام بول پڑے کہ آپ نے ایک بے گناہ بچے کو بغیر کسی جانی حق کے مار ڈالا۔ خضر علیہ السلام بولے کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے

نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ ؟ قَالَ : اَلَمْ اَقُلْ لَكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا؟ فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا اَتَيَا اَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا اَهْلَهَا ' فَاَبَوْا اَنْ يُضَيِّفُوْهُمَا ' فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُرِيْدُ اَنْ يَنْقَضَّ ' فَاَقَامَهُ - قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهِ فَاَقَامَهُ - فَقَالَ لَهُ مُوْسَى : لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا - قَالَ : هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ' قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسَى! لَوَدِدْنَا لَوْ صَبَرَ حَتّٰى يُقَصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَمْرِهِمَا )) -

ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ پھر دونوں چلتے رہے حتیٰ کہ ایک گاؤں والوں کے پاس آئے' ان سے کھانا لینا چاہا۔ انہوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے وہیں دیکھا کہ ایک دیوار اسی گاؤں میں گرنے کے قریب تھی' خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام بول اٹھے کہ اگر آپ چاہتے تو (گاؤں والوں سے) اس کام کی مزدوری لے سکتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کہ (بس اب) ہم اور تم میں جدائی کا وقت آ گیا ہے۔
جنابِ محبوبِ کبریا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے' ہماری تمنا تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کچھ دیر اور صبر کرتے تو مزید واقعات ان دونوں کے بیان کیے جاتے۔

**لغوی توضیح** فَعَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہو گئے (معلوم ہوا کہ اللہ کو چھوڑ کر خود کو سب سے زیادہ علم والا ظاہر کرنا اللہ کی ناراضگی مول لینے کے مترادف ہے)۔ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ۔ حُوْتًا مچھلی۔ مِكْتَل زنبیل۔ فَتَاهُ آپ کا خادم۔ سَرَبًا چلنے کا راستہ۔ غَدَاء وہ کھانا جو صبح کھایا جاتا ہے۔ نَصَبًا تھکاوٹ۔ اَرَاَيْتَ مجھے بتاؤ۔ مَا كُنَّا نَبْغِي ہم جسے تلاش کر رہے تھے۔ مُسَجًّى لپیٹے ہوئے۔ نَوْل اجرت، کرایہ۔ فَاقْتَلَعَ اکھاڑ دیا۔ زَكِيَّةً پاکیزہ۔ ان تینوں واقعات کی حقیقت کیا تھی؟ اس کا ذکر قرآن کریم میں ہی موجود ہے کہ کشتی چند مساکین کی تھی، اسے توڑ کر اس لیے عیب دار بنایا گیا کہ آگے ایک ظالم بادشاہ تھا جو ہر صحیح کشتی پر زبردستی قبضہ کر لیتا تھا۔ بچے کو اس لیے قتل کیا کیونکہ اس کے والدین مومن تھے اور خدشہ تھا کہ یہ اپنے کفر کی وجہ سے انہیں پریشان کرے گا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کے بدلے نیک بچہ عطا کرنے کا ارادہ فرمایا اور دیوار کے نیچے دو یتیم بچوں کا خزانہ دفن تھا اس لیے اسے درست کر دیا گیا تا کہ وہ بڑے ہو کر اپنا خزانہ حاصل کر لیں۔ [سورۃ الکہف: ۷۹-۸۲]

# [۴۴] كتاب فضائل الصحابة
# صحابہ کے فضائل کا بیان

## (1) باب من فضائل ابی بكر الصديق رضي الله عنه
## حضرت ابوبکر صدیق کے بعض فضائل

١٥٤٠ - حديث اَبِي بَكْرٍ رضي الله عنه ' قَالَ : قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ ' وَاَنَا فِي الْغَارِ ' لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم غارِ ثور میں چھپے تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر مشرکین کے کسی آدمی نے اپنے قدموں

١٥٤٠ - البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 2 باب مناقب المهاجرين ...(3653) مسلم (2381) -

تَحْتَ قَدَمَيْهِ لاَ بْصَرَنَا ۔ فَقَالَ : (( مَا ظَنُّكَ ، يَا اَبَا بَكْرٍ ! بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟ )) ۔

پر نظر ڈالی تو وہ ضرور ہم کو دیکھ لے گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! ان دو کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

**لغوی توضیح:** فِي الْغَارِ غار میں۔ مراد ہے غار ثور جو جبل ثور میں ہے، یہ پہاڑ مکہ سے یمن کی جانب تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر ہے۔ نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جب ہجرت مدینہ کے لیے نکلے تو تین دن اس غار میں چھپے رہے۔ مشرکین مکہ آپ کا پیچھا کرتے ہوئے غار تک آن پہنچے تب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بات کہی۔ اَللّٰهُ ثَالِثُهُمَا جن کا تیسرا اللہ ہے، یعنی معاون ومددگار ہے۔

١٥٤١ ۔ حدیث اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ ، فَقَالَ : (( اِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ )) فَبَكَى اَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ : فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا ، فَعَجِبْنَا لَهُ ، وَقَالَ النَّاسُ : اُنْظُرُوْا اِلَى هَذَا الشَّيْخِ ، يُخْبِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ اَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ ، وَهُوَ يَقُوْلُ : فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا ۔ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ ۔ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ هُوَ اَعْلَمَنَا بِهِ ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے پھر فرمایا اپنے ایک نیک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو وہ چاہے اپنے لئے پسند کرلے یا جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے (آخرت میں) اسے پسند کرلے۔ اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے ہاں ملنے والی چیز کو پسند کرلیا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہا ہمارے باپ اور مائیں آپ پر فدا ہوں۔ ہمیں آپ کے اس رونے پر حیرت ہوئی، بعض لوگوں نے کہا ان بزرگوں کو دیکھئے حضور ﷺ تو ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے کسی کے پسند کرنے کا اختیار دیا تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ حضور پر فدا ہوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ہی کو ان دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ اس بات سے واقف تھے۔

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ اَبَابَكْرٍ ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا مِنْ اُمَّتِي لَا تَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ ، اِلَّا خُلَّةَ الْاِسْلَامِ ۔ لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ اِلَّا خَوْخَةُ اَبِي بَكْرٍ )) ۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ سب سے زیادہ خدمت کرنے والے اور ساتھ دینے والے مجھ پر صرف ایک ابوبکر ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا جانی دوست بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا البتہ اسلامی رشتہ ان کے ساتھ کافی ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ اب کھلا ہوا باقی نہ رکھا جائے سوائے ابوبکر کے گھر کی طرف کھلنے والے دروازے کے۔

---

١٥٤١ ۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 45 باب هجرة النبي ﷺ واصحابه إلى المدينة (466) مسلم (2382) ۔

# کتاب فضائل الصحابة

لغوی توضیح: زَهْرَةِ الدُّنْيَا دنیوی نعمتیں۔ فَبَكَى اَبُوْ بَكْر ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ جسے اختیار دیا گیا ہے وہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اور یہ بات ان کے علاوہ کوئی اور نہ سمجھ سکا۔ آمَنّ سب سے زیادہ احسان کرنے والا۔ خَلِيْلًا دلی دوست، یاد رہے کہ خلت محبت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہوتا ہے۔ خَوْخَةٌ چھوٹا دروازہ۔

۱۵٤۲ ۔ حديث عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَتَيْتُهُ قُلْتُ : اَىُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ ؟ قَالَ : ((عَائِشَةُ)) فَقُلْتُ : مِنَ الرِّجَالِ ؟ قَالَ : ((اَبُوْهَا)) قُلْتُ : ثُمَّ مَنْ ـ قَالَ : (( ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ )) فَعَدَّ رِجَالًا ـ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غزوہ ذات السلاسل کے لیے بھیجا (عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ سب سے زیادہ محبت آپ کو کس سے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ میں نے پوچھا' اور مردوں میں؟ فرمایا کہ اس کے باپ سے۔ میں نے پوچھا' کہ اس کے بعد؟ فرمایا کہ عمر بن خطاب سے۔ اس طرح آپ نے کئی آدمیوں کے نام لئے۔

۱۵٤۳ ۔ حديث جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اَتَتِ امْرَاَةٌ النَّبِيَّ ﷺ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ ـ قَالَتْ : اَرَاَيْتَ اِنْ جِئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ ؟ كَاَنَّهَا تَقُوْلُ : الْمَوْتَ ـ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (( اِنْ لَمْ تَجِدِيْنِى فَاْتِ اَبَابَكْرٍ )) ـ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ پھر آئیو۔ اس نے کہا' اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو............؟ گویا وہ وفات کی طرف اشارہ کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے نہ پا سکو تو ابوبکر کے پاس چلی آنا۔

فهم الحديث: یہ روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق نص صریح کی مانند ہے۔

۱۵٤٤ ۔ حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ' فَقَالَ : (( بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً اِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا ـ فَقَالَتْ : اِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا ' اِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ )) فَقَالَ النَّاسُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ ! بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ ؟ فَقَالَ : (( فَاِنِّى اُوْمِنُ بِهٰذَا ' اَنَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی' پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ایک شخص (بنی اسرائیل کا) اپنی گائے ہانکے لیے جا رہا تھا کہ وہ اس پر سوار ہو گیا اور پھر اسے مارا۔ اس گائے نے (بقدرتِ الٰہی) کہا کہ ہم جانور سواری کے لیے نہیں پیدا کیے گئے۔ ہماری پیدائش کھیتی کے لیے ہوئی ہے۔ لوگوں نے کہا سبحان اللہ! گائے بات کرتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر اور عمر بھی۔ حالانکہ یہ دونوں

---

۱۵٤۲ ـ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ : 5 باب قول النبی "لو کنت..." (3663) مسلم (2384) ـ
۱۵٤۳ ـ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی : 5 باب قول النبی "لو کنت..." (3659) مسلم (2386) ـ
۱۵٤٤ ـ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 54 باب حدثنا ابو الیمان (2324) مسلم (2388) ترمذی (3677) ـ

وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ )) وَمَا هُمَا ثَمَّ (وَبَيْنَمَا رَجُلٌ فِي غَنَمِهِ اِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ: فَطَلَبَ حَتّٰى كَاَنَّهٗ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ: هٰذَا، اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّي، فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لَا رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ؟ )) فَقَالَ النَّاسُ: (( فَاِنِّي اُوْمِنُ بِهٰذَا، اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ )) وَمَا هُمَا ثَمَّ.

وہاں موجود بھی نہیں تھے۔ اسی طرح ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور ریوڑ میں سے ایک بکری اٹھا کر لے جانے لگا۔ ریوڑ والا دوڑا اور اس نے بکری کو بھیڑیئے سے چھڑا لیا۔ اس پر بھیڑیا (بقدرتِ الٰہی) بولا آج تو تم نے مجھ سے اسے چھڑا لیا لیکن درندوں والے دن میں (قرب قیامت) اسے کون بچائے گا جس دن میرے سوا اور کوئی اس کا چرواہا نہ ہوگا؟ لوگوں نے کہا' سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو اس بات پر ایمان لایا اور ابوبکر و عمر بھی حالانکہ وہ دونوں اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔

**لغوی توضیح** يَوْمَ السَّبُعِ درندوں کا دن۔ مراد ہے قیامت کی ابتداء جب لوگ اس دن کی ہولناکی کی وجہ سے اپنی بکریاں اور دیگر ہر چیز چھوڑ کر بھاگ اٹھیں گے۔

## (2) باب من فضائل عمر ﷺ

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

١٥٤٥۔ حديث عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: وُضِعَ عُمَرُ عَلٰى سَرِيْرِهِ، فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ، يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ، قَبْلَ اَنْ يُرْفَعَ، وَاَنَا فِيْهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِيْ اِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِيْ فَاِذَا عَلِيٌّ، فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ وَقَالَ: مَاخَلَّفْتَ اَحَدًا اَحَبَّ اِلَيَّ اَنْ اَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ۔ وَايْمُ اللّٰهِ! اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ اَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ اَنِّيْ كُنْتُ كَثِيْرًا اَسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((ذَهَبْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (شہادت کے بعد) ان کی چارپائی پر رکھا گیا تو تمام لوگوں نے نعش مبارک کو گھیر لیا اور ان کے لیے (خدا سے) دعا اور مغفرت طلب کرنے لگے۔ نعش ابھی اٹھائی نہیں گئی تھی، میں بھی وہیں موجود تھا۔ اسی حالت میں اچانک ایک صاحب نے میرا شانہ پکڑ لیا' میں نے دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور (ان کی نعش کو مخاطب کر کے) کہا' آپ نے اپنے بعد کسی بھی شخص کو نہیں چھوڑا کہ جسے دیکھ کر مجھے یہ تمنا ہوتی کہ اس کے عمل جیسا عمل کرتے ہوئے میں اللہ سے جا ملوں' اور خدا کی قسم! مجھے تو (پہلے سے) یقین تھا کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا۔ میرا یہ یقین اس وجہ سے تھا کہ میں نے اکثر رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے یہ لفظ سنے تھے کہ میں ابوبکر اور

١٥٤٥۔ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي: 6 باب مناقب عمر بن الخطاب (3677) مسلم (2389)۔

عمر گئے۔میں'ابوبکراور عمر داخل ہوئے۔میں'ابوبکراور عمر باہر آئے۔

لغوی توضیح فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ لوگوں نے اسے گھیر لیا۔فَتَرَحَّمَ دعائے رحمت کی۔

فهم الحديث اس حدیث میں جو علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ اور ابوبکر وعمر کی معیت (ساتھ) کا ذکر کیا ہے اس سے ان دونوں احباب کی فضیلت ظاہر ہے کہ وہ جیسے دنیا میں ہر جگہ آپ کے ساتھ ہیں، دفن کے مقام اور جنت میں بھی ساتھ ہوں گے۔

١٥٤٦ - حديث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَيَّ ' وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ ' مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ ' وَمِنْهَا مَا دُوْنَ ذَلِكَ ۔ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ يَجُرُّهُ )) قَالُوْا : فَمَا أَوَّلْتَ ذَلِكَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : (( الدِّيْنَ )) ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں ایک دفعہ سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جارہے ہیں اور وہ کرتے پہنے ہوئے ہیں۔کسی کا کرتہ سینے تک ہے اور کسی کا اس سے نیچا ہے۔(پھر) میرے سامنے عمر بن خطاب لائے گئے۔ان (کے بدن) پر (جو) کرتا تھا' اسے وہ گھسیٹ رہے تھے (یعنی ان کا کرتہ زمین تک نیچا تھا) صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ! اس کی کیا تعبیر ہے؟ آپ نے فرمایا (اس سے) دین مراد ہے۔

لغوی توضیح الدِّيْنَ (اس کی تعبیر) دین ہے۔اہل تعبیر کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر کوئی لمبی قمیص دیکھے تو دین کے ساتھ اس سے مراد یہ بھی ہوتا ہے کہ اس کے آثار اس کے بعد بھی کافی عرصہ باقی رہیں گے۔

١٥٤٧ - حديث ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ' قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : (( بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ ' أُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ ' فَشَرِبْتُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي ۔ ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ )) قَالُوْا : فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : (( الْعِلْمَ )) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں سو رہا تھا۔(اسی حالت میں) مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا۔میں نے (خوب اچھی طرح) پی لیا۔حتی کہ میں نے دیکھا کہ تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر بن خطاب کو دے دیا۔صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ نے فرمایا' علم۔

لغوی توضیح الْعِلْمَ (اس کی تعبیر) علم ہے۔دودھ اور علم دونوں کی موافقت کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ دونوں چیزیں کثرت نفع اور صلاح ودرستگی میں باہم مشترک ہیں، چنانچہ دودھ جسمانی غذا ہے اور علم معنوی۔

١٥٤٨ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا' آپ

١٥٤٦ - البخاري في: 2 كتاب الإيمان: 15 باب تفاضل اهل الإيمان في الاعمال (23) مسلم (2390) ۔
١٥٤٧ - البخاري في: 3 كتاب العلم: 22 باب فضل العلم (82) مسلم (2391) ترمذي (2284) بغوي (3880) ۔
١٥٤٨ - البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 5 باب قول النبي "لو كنت ..." (3664) مسلم (2392) ۔

سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ: (( بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِی عَلَی قَلِیْبٍ، عَلَیْهَا دَلْوٌ۔ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ ثُمَّ اَخَذَهَا ابْنُ اَبِی قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَیْنِ۔ وَفِی نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ یَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ۔ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَاَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا مِنَ النَّاسِ یَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ، حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ ))۔

نے فرمایا، میں سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو ایک کنویں پر دیکھا جس پر ڈول تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا' پھر ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے لے لیا اور انہوں نے ایک یا دو ڈول کھینچے۔ ان کے کھینچنے میں کچھ کمزوری سی معلوم ہوئی۔ اللہ ان کی اس کمزوری کو معاف فرمائے۔ پھر اس ڈول نے ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر لی اور اسے عمر بن خطاب نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ میں نے ایسا شہ زور پہلوان آدمی نہیں دیکھا جو عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ڈول کھینچ سکتا ہو۔ انہوں نے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو حوض سے سیراب کر لیا۔

**لغوی توضیح** وَفِی نَزْعِهِ ضُعْفٌ اس (یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اس سے اہل علم نے نبی ﷺ کی وفات کے بعد یعنی عہد صدیقی میں بہت سے لوگوں کا مرتد ہو جانا مراد لیا ہے۔ حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بَعَطَنٍ حتی کہ لوگوں نے اونٹوں کو حوض سے سیراب کر لیا۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگوں کی ضروریات پوری ہو جائیں گی اور وہ خوب راحت و اطمینان پائیں گے۔

١٥٤٩۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: (( اُرِیْتُ فِی الْمَنَامِ اَنِّی اَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَی قَلِیْبٍ۔ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ، فَنَزَعَ ذَنُوْبًا اَوْ ذَنُوْبَیْنِ نَزْعًا ضَعِیْفًا، وَاللّٰهِ یَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا یَفْرِی فَرِیَّهُ، حَتّٰی رَوِیَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں سے ایک اچھا خاصہ بڑا ڈول کھینچ رہا ہوں' جس سے جوان اونٹنی کو دودھ پلاتے ہیں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی ایک یا دو ڈول کھینچے مگر کمزوری کے ساتھ اور اللہ ان کی مغفرت کرے' پھر عمر رضی اللہ عنہ آئے اور ان کے ہاتھ میں وہ ڈول ایک بہت بڑے ڈول کی صورت اختیار کر گیا۔ میں نے ان جیسا مضبوط اور باعظمت شخص نہیں دیکھا جو اتنی مضبوطی کے ساتھ کام کر سکتا ہو۔ انہوں نے اتنا کھینچا کہ لوگ سیراب ہو گئے اور اپنے اونٹوں کو پلا کر ان کے ٹھکانوں پر لے گئے۔

١٥٥٠۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا'

---

١٥٤٩۔ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ: 6 باب مناقب عمر بن الخطاب (3634) مسلم (2393)۔

١٥٥٠۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 107 باب الغیرة (3679) مسلم (2394) حمیدی (1235)۔

رضی اللّٰہ عنہما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ أَوْ أَتَيْتُ الْجَنَّةَ فَأَبْصَرْتُ قَصْرًا فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَهُ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي إِلَّا عِلْمِي بِغَيْرَتِكَ)) قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَوَ عَلَيْكَ أَغَارُ؟۔

میں جنت میں داخل ہوا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میں جنت میں گیا۔ وہاں میں نے ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا۔ میں نے چاہا کہ اس کے اندر جاؤں لیکن رک گیا کیونکہ تمہاری غیرت مجھے معلوم تھی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اے اللہ کے نبی! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟۔

١٥٥١۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، إِذْ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ لْخَطَّابِ۔ فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا)) فَبَكَى عُمَرُ، وَقَالَ: عَلَيْكَ أَغَارُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی، میں نے اس میں ایک عورت کو دیکھا جو ایک محل کے کنارے وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا محل ہے۔ مجھے ان کی غیرت یاد آئی اور میں وہاں سے فوراً لوٹ آیا۔ یہ سن کر حضرت عمر رو دیئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے ساتھ بھی غیرت کروں گا؟۔

١٥٥٢۔ حدیث سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَعِنْدَهُ نِسَاءٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ، وَيَسْتَكْثِرْنَهُ، عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ۔ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ يَبْتَدِرْنَ الْحِجَابَ۔ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَضْحَكُ۔ فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي۔ فَلَمَّا سَمِعْنَ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اسی وقت چند قریشی عورتیں (ازواج مطہرات) آپ کے پاس بیٹھی آپ سے گفتگو کر رہی تھیں، اور آپ سے (خرچ) بڑھانے کا سوال کر رہی تھی۔ خوب آواز بلند کر کے۔ لیکن جونہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی، وہ خواتین جلدی سے پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی۔ آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو ہنساتا ہی رکھے، یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا۔ ابھی ابھی

---

١٥٥١۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 8 باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة (3242) مسلم (2395)۔
١٥٥٢۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبليس وجنوده (3294) مسلم (2396) بغوی (3874)۔

صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ )) قَالَ عُمَرُ : فَأَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! كُنْتَ أَحَقَّ أَنْ يَهَبْنَ۔ ثُمَّ قَالَ : أَيْ عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ ! أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ؟ قُلْنَ : نَعَمْ ! أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ! مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ قَطُّ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ )) ۔

میرے پاس تھیں' لیکن جب تمہاری آواز سنی تو پردے کے پیچھے جلدی سے بھاگ گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' لیکن یارسول اللہ! آپ زیادہ اس کے مستحق تھے کہ آپ سے یہ ڈرتیں۔ پھر (ازواجِ مطہرات سے) کہا' اے اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے تو تم ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں۔ ازواج مطہرات بولیں کہ واقعی یہی (بات) ہے کیونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے برخلاف مزاج میں بہت سخت ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' (اے عمر!) اگر شیطان بھی کہیں راستے میں تمہیں مل جائے تو جھٹ وہ یہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

**لغوی توضیح** أَفَظُّ وَأَغْلَظُ سخت ترین مزاج والا۔ فَجًّا کشادہ راستہ۔

**فهم الحديث** امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ظاہری معنی پر ہی محمول کیا جائے گا' یعنی اگر شیطان عمر رضی اللہ عنہ کو کسی راستے میں دیکھ لیتا ہے تو راستہ بدل لیتا ہے' اس وجہ سے نہیں کہ وہ معصوم ہیں' بلکہ اس وجہ سے کہ وہ دین پر مضبوطی سے کاربند ہیں۔

۱۵۵۳۔ **حديث** ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما ' قَالَ : لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللّٰهِ ' جَاءَ ابْنُهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ قَمِيصَهُ يُكَفِّنُ فِيهِ أَبَاهُ ' فَأَعْطَاهُ ۔ ثُمَّ سَأَلَهُ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ ' فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ بِثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! تُصَلِّي عَلَيْهِ وَقَدْ نَهَاكَ رَبُّكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( إِنَّمَا خَيَّرَنِي اللّٰهُ فَقَالَ : ﴿ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً ﴾ وَسَأَزِيدُهُ عَلَى السَّبْعِينَ )) قَالَ :

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی (منافق) کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے' عبداللہ بن عبداللہ (جو پختہ مسلمان تھے) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اپنی قمیص میرے والد کے کفن کے لیے عنایت فرما دیں۔ آپ نے قمیص عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ آپ نمازِ جنازہ بھی پڑھا دیں۔ آپ نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے بھی آگے بڑھ گئے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا' یارسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھانے جا رہے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے منع بھی فرما دیا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے۔ کہ ''آپ ان کے لیے استغفار کریں خواہ نہ کریں۔ اگر آپ ان کے لیے ستر بار بھی استغفار کریں گے (جب بھی اللہ انہیں نہیں بخشے گا)'' اس لیے میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ

۱۵۵۳۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 9 سورة براءة: 12 باب استغفر لهم ... (1269) مسلم (2400) ترمذی (3098)۔

اِنَّهُ مُنَافِقٌ - قَالَ : فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ﴾ -

استغفار کروں گا۔ (شاید کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے۔ لیکن یہ شخص تو منافق تھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آخر آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ "اور ان میں سے جو کوئی مرجائے اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھئے اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔" [التوبہ:۸۴]

**لغوی توضیح** فَصَلّٰی عَلَیْهِ آپ ﷺ نے اس (رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی) کی نماز جنازہ پڑھ دی (کیونکہ وہ بظاہر مسلمان تھا، اس میں آپ ﷺ کی کمال شفقت ورحمت کا بھی ثبوت ہے)۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو روکا مگر آپ نے نہ مانی، پھر عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق قرآن نازل ہو گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق اور بھی متعدد احکام نازل ہوئے جیسے مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعتیں، حجاب اور بدر کے قیدیوں کا فیصلہ وغیرہ۔

## (3) باب من فضائل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

## حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٥٤ - حديث اَبِی مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ ' فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ )) فَفَتَحْتُ لَهُ فَإِذَا اَبُوْ بَكْرٍ ' فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ' فَحَمِدَ اللّٰهَ - ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ ' فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ )) فَفَتَحْتُ لَهُ ' فَإِذَا هُوَ عُمَرُ - فَاَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ ' ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِي : (( افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ )) فَإِذَا عُثْمَانُ - فَاَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ ' ثُمَّ قَالَ : اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ -

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ کے ایک باغ (بیئر اریس) میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ ایک صاحب نے آ کر دروازہ کھلوایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے لیے دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں نبی ﷺ کے فرمانے کے مطابق جنت کی خوش خبری سنائی تو انہوں نے اس پر اللہ کی حمد کی۔ پھر ایک اور صاحب آئے اور دروازہ کھلوایا۔ حضور ﷺ نے اس موقعہ پر بھی یہی فرمایا کہ دروازہ ان کے لیے کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ انہیں بھی جب حضور ﷺ کے ارشاد کی اطلاع سنائی تو انہوں نے بھی اللہ کی حمد وثنا کی۔ پھر ایک تیسرے صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ ان کے لیے بھی حضور ﷺ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو ان مصائب اور آزمائشوں کے بعد جن سے انہیں (دنیا میں) واسطہ پڑے گا۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ جب میں نے ان کو حضور ﷺ کے ارشاد کی اطلاع دی تو آپ نے اللہ کی حمد

١٥٥٤ - البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ : 6 باب مناقب عمر بن الخطاب (3674) مسلم (2403)-

وثنا کے بعد فرمایا کہ اللہ ہی مدد کرنے والا ہے۔

**لغوی توضیح** عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ اس آزمائش پر جو انہیں پہنچے گی۔ اس میں عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی خلافت کے آخری ایام میں گھر میں ہی ظلماً شہید کیے جانے کی طرف اشارہ تھا۔

۱۵۵۵ ۔ حدیث اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ تَوَضَّاَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ خَرَجَ ۔ فَقُلْتُ لَاَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَلَاَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هٰذَا ' قَالَ : فَجَاءَ الْمَسْجِدَ فَسَاَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا ' خَرَجَ وَوَجَّهَ هٰهُنَا ۔ فَخَرَجْتُ عَلَى اِثْرِهِ اَسْاَلُ عَنْهُ ۔ حَتّٰى دَخَلَ بِئْرَ اَرِيسٍ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ ' وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ حَتّٰى قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّاَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ ' فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى بِئْرِ اَرِيسٍ ' وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا ' وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ ۔ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ ۔ فَقُلْتُ لَاَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْيَوْمَ ۔ فَجَاءَ اَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ ' فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا ؟ فَقَالَ : اَبُو بَكْرٍ ۔ فَقُلْتُ : عَلٰى رِسْلِكَ ۔ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! هٰذَا اَبُو بَكْرٍ يَسْتَاْذِنُ ۔ فَقَالَ : (( ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ )) فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى قُلْتُ لِاَبِي بَكْرٍ : ادْخُلْ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ اَبُو بَكْرٍ ' فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک دن اپنے گھر میں وضو کیا اور اس ارادہ سے نکلے کہ آج دن بھر رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے متعلق پوچھا تو وہاں لوگوں نے بتایا کہ حضور ﷺ تو تشریف لے جا چکے ہیں اور آپ اس طرف تشریف لے گئے ہیں۔ چنانچہ میں آپ کے متعلق پوچھتا ہوا آپ کے پیچھے پیچھے نکلا اور آخر میں نے دیکھا کہ آپ (قبا کے قریب) بئر اریس میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں دروازے پر بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا۔ جب آپ قضائے حاجت کر چکے اور وضو بھی کر لیا تو میں آپ کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ بئر اریس (اس باغ کے کنویں) کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں' اپنی پنڈلیاں آپ نے کھول رکھی ہیں اور کنویں میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور پھر واپس آ کر باغ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کا دربان رہوں گا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھولنا چاہا تو میں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ابوبکر! میں نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر جایئے۔ پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ابوبکر دروازے پر موجود ہیں اور اندر آنے کی اجازت آپ سے چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی۔ میں دروازہ پر آیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اندر تشریف لے جایئے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور اسی کنویں کی منڈیر پر

۱۵۵۵ ۔ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ : 5 باب قول النبي ﷺ لو كنت متخذا خليلا ۔

اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ فِي الْقُفِّ ، وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ، كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ ۔ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ ، وَقَدْ تَرَكْتُ اَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي ۔ فَقُلْتُ : اِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا (يُرِيْدُ اَخَاهُ) يَأْتِ بِهِ فَاِذَا اِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ ۔ فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا ؟ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ : عَلٰى رِسْلِكَ ۔ ثُمَّ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ، فَقُلْتُ : هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ : (( ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ )) فَجِئْتُ ، فَقُلْتُ : ادْخُلْ ، وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فِي الْقُفِّ ، عَنْ يَسَارِهِ ، وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ ۔ ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ ۔ فَقُلْتُ : اِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ ۔ فَجَاءَ اِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ ۔ فَقُلْتُ : مَنْ هٰذَا ؟ قَالَ : عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ۔ فَقُلْتُ : عَلٰى رِسْلِكَ ۔ فَجِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهُ ۔ فَقَالَ : ((ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ ، عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ ، فَقُلْتُ لَهُ : ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُكَ ۔ فَدَخَلَ ، فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ مُلِيءَ ، فَجَلَسَ وُجَاهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ ۔

آپ ﷺ کی داہنی طرف بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکائے جس طرح آپ ﷺ لٹکائے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی کھول لیا تھا۔ پھر میں واپس آ کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ میں آتے وقت اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ وہ میرے ساتھ آنے والے تھے میں نے اپنے دل میں کہا' کاش اللہ تعالیٰ فلاں کو خبر دے دیتا'......ان کی مراد اپنے بھائی سے تھی'......اور انہیں یہاں پہنچا دیتا۔ اتنے میں کسی صاحب نے دروازے پر دستک دی میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ کہا کہ عمر بن خطاب۔ میں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جایئے۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد عرض کیا کہ عمر بن خطاب دروازے پر کھڑے اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی پہنچا دو۔ میں واپس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے جایئے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ وہ بھی داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اسی منڈیر پر بائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لیے۔ میں پھر دروازہ پر بیٹھ گیا اور سوچتا رہا کہ کاش اللہ تعالیٰ فلاں (حضرت ابو موسیٰ کے بھائی) کے ساتھ خیر چاہتا اور انہیں یہاں پہنچا دیتا۔ اتنے میں ایک اور صاحب آئے اور دروازے پر دستک دی' میں نے پوچھا' کون صاحب ہیں؟ بولے کہ عثمان بن عفان۔ میں نے کہا تھوڑی دیر کے لیے رک جایئے۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو ان کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو۔ اور ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی' جنت کی بشارت پہنچا دو۔ میں دروازے پر آیا اور ان سے کہا کہ اندر تشریف لے جایئے۔ حضور ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے' ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی۔ وہ جب داخل ہوئے تو دیکھا چبوترہ پر جگہ نہیں ہے اس لیے وہ دوسری طرف آنحضرت ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔

قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ ( رَاوِي الْحَدِيْثِ عَنْ اَبِي مُوْسَى ) : فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ ۔

حضرت سعید بن میتب (حضرت ابوموسیٰ سے حدیث کے راوی) نے کہا میں نے اس سے ان کی قبروں کی تاویل لی ہے۔

**لغوی توضیح** فَاَوَّلْتُهَا قُبُوْرَهُمْ میں نے اس سے ان کی قبروں کی تاویل لی ہے۔یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبریں آپ ﷺ کے ساتھ ہیں جبکہ عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر ان سب سے الگ بقیع کے قبرستان میں ہے۔

## (4) باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

## حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

١٥٥٦ - حديث سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ اِلَى تَبُوْكَ ، وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ : اَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ ؟ قَالَ : (( اَلَا تَرْضَى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسَى ؟ اِلَّا اَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ ))۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جارہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا' کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ میرے لیے تم ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

**لغوی توضیح** اَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسَى کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔اس حدیث سے شیعہ حضرات نے استدلال کیا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد تمام صحابہ میں سے علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔تو اس کا جواب اہل علم نے یہ دیا ہے کہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ان کے خلیفہ ونائب (جانشین) تھے ان کی وفات کے بعد نہیں کیونکہ بالاتفاق وہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی وفات پاگئے تھے۔موسیٰ علیہ السلام نے انہیں صرف طور پہاڑ پر جاتے وقت اپنا خلیفہ بنایا تھا اور وہاں سے واپس آتے ہی ان کی خلافت وجانشینی ختم ہوگئی۔موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد نہ ہارون خلیفہ بنے اور نہ ہی ان کی اولاد بلکہ آپ علیہ السلام کے خادم یوشع بن نون اس ذمہ داری پر فائز ہوئے۔بعینہ علی رضی اللہ عنہ اس وقت نبی ﷺ کے خلیفہ بنے جب آپ غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے اور جب آپ واپس تشریف لے آئے تو ان کی خلافت وجانشینی بھی ختم ہوگئی اور آپ کی وفات کے بعد (موسیٰ علیہ السلام کی طرح) آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص (ابوبکر رضی اللہ عنہ) آپ کے خلیفہ مقرر ہو گئے۔

١٥٥٧ - حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ ، سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : يَوْمَ خَيْبَرَ : (( لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ ، فَقَامُوْا يَرْجُوْنَ لِذٰلِكَ ، اَيُّهُمْ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے خیبر کی لڑائی کے دن فرمایا تھا کہ اسلامی جھنڈا میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔اب سب اس انتظار میں تھے کہ دیکھئے جھنڈا کسے ملتا ہے۔جب صبح ہوئی تو سب

١٥٥٦- البخاري في: 64 كتاب المغازي: 78 باب غزوة تبوك وهي غزوة العسرة (3706) مسلم (2404) ۔

١٥٥٧- البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 102 باب دعاء النبي ﷺ إلى الإسلام والنبوة (2942) مسلم (2406) ۔

يُعْطَى۔ فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُو اَنْ يُعْطَى۔ فَقَالَ: (( اَيْنَ عَلِيٌّ؟ )) فَقِيْلَ: يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ فَاَمَرَ، فَدُعِيَ لَهُ، فَبَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ فَبَرَاَ مَكَانَهُ حَتَّى كَاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ۔ فَقَالَ: نُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ: ((عَلَى رِسْلِكَ، حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ، وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ، فَوَ اللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِيَ بِكَ رَجُلٌ وَاحِدٌ خَيْرٌ لَكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ ))۔

سرکردہ لوگ اسی امید میں رہے کہ کاش انہی کو مل جائے لیکن آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا وہ آنکھوں کے درد میں مبتلا ہیں۔ آخر آپ ﷺ کے حکم سے انہیں بلایا گیا۔ آپ نے اپنا لعابِ دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور فوراً ہی وہ اچھے ہو گئے جیسے پہلے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان (یہودیوں) سے اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک یہ ہمارے جیسے (مسلمان) نہ ہو جائیں۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ٹھہرو پہلے ان کے میدان میں اتر کر تم انہیں اسلام کی دعوت دے لو۔ اور ان کے لیے جو چیزیں ضروری ہیں ان کی خبر کر دو (پھر اگر وہ نہ مانیں تو لڑنا) اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

**لغوی توضیح:** عَلَى رِسْلِكَ ابھی ٹھہرو۔ بِسَاحَتِهِمْ ان کا میدان۔ حُمْرِ النَّعَمِ سرخ اونٹ۔

**فہم الحدیث:** اس حدیث میں ایک تو علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا بیان ہے اور دوسرے اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے جس کے ہاتھ پر کسی ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے۔

١٥٥٨۔ حدیث سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَيْبَرَ، وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ۔ فَقَالَ: اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ! فَخَرَجَ عَلِيٌّ، فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ۔ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا فِي صَبَاحِهَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ((لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ)) اَوْ قَالَ: (( لَيَاْخُذَنَّ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ )) اَوْ قَالَ: ((يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ )) فَاِذَا نَحْنُ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ خیبر کے موقع پر حضرت علی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہیں آئے تھے۔ ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ پھر انہوں نے کہا کہ کیا میں رسول ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک نہ ہوں گا؟ چنانچہ وہ نکلے اور آپ ﷺ سے جا ملے۔ اس رات کی شام کو جس کی صبح کو خیبر فتح ہوا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں اسلامی پرچم اس شخص کو دوں گا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) کل اسلامی پرچم اس شخص کے ہاتھ میں ہوگا جسے اللہ اور اس کے رسول اپنا محبوب رکھتے ہیں۔ یا آپ نے یہ فرمایا، کہ جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اور اللہ اس شخص کے ہاتھ پر فتح فرمائے گا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ حالانکہ ان کے آنے کی ہمیں کوئی امید نہ تھی

١٥٥٨۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 121 باب ما قيل في لواء النبي ﷺ (2975) مسلم (2407)۔

بِعَلِيٍّ ' وَمَا نَرْجُوْهُ - فَقَالُوا : هٰذَا عِلِيٌّ - فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ -

(کیونکہ وہ آشوب چشم میں مبتلا تھے) لوگوں نے کہا کہ یہ علی بھی آ گئے۔ اور آپ نے جھنڈا ان کو دیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح فرمائی۔

١٥٥٩ - حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ : جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' بَيْتَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ' فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ - فَقَالَ : ((اَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟)) قَالَتْ : كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ ' فَغَاضَبَنِيْ ' فَخَرَجَ ' فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاِنْسَانٍ : ((اُنْظُرْ اَيْنَ هُوَ؟)) فَجَاءَ ' فَقَالَ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ - فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ ' قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ ' وَاَصَابَهُ تُرَابٌ - فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عَنْهُ ' وَيَقُوْلُ : (( قُمْ اَبَا تُرَابٍ ! قُمْ اَبَا تُرَابٍ ! )) -

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے' دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں موجود نہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ ناگواری پیش آ گئی اور وہ مجھ سے خفا ہو کر کہیں باہر چلے گئے ہیں اور میرے یہاں قیلولہ بھی نہیں کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ علی کو تلاش کرو کہ کہاں ہے۔ وہ آئے اور بتایا کہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ پھر نبی ﷺ تشریف لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے۔ چادر ان کے پہلو سے گر گئی تھی اور جسم پر مٹی لگ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ جسم سے دھول جھاڑتے جاتے تھے اور فرما رہے تھے اٹھو ابوتراب' اٹھو۔

## (5) باب في فضل سعد بن ابي وقاص رضي الله عنه

## حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٥٦٠ - حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ سَهِرَ ' فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ (( لَيْتَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِيْ صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ )) اِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ - فَقَالَ : (( مَنْ هٰذَا ؟ )) فَقَالَ : اَنَا سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ ' جِئْتُ لِاَحْرُسَكَ - وَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے (ایک رات) بیداری میں گزاری' مدینہ پہنچنے کے بعد آپ نے فرمایا کاش میرے اصحاب میں سے کوئی نیک مرد ایسا ہوتا جو رات بھر ہمارا پہرہ دیتا (اسی اثنا میں) ہم نے ہتھیار کی جھنکار سنی۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کون صاحب ہیں؟ (آنے والے نے) کہا میں ہوں' سعد بن ابی وقاص' آپ کا پہرہ دینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ پھر نبی ﷺ خوش ہوئے' ان کے لیے دعا فرمائی اور آپ سو گئے۔

**لغوی توضیح** سَهِرَ بیدار رہے، جاگتے رہے، نیند نہ آئی۔ يَحْرُسُنِي میرا پہرہ دے گا۔ صَوْتَ سِلَاحٍ اسلحہ کی آواز۔

١٥٥٩ - البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 58 باب نوم الرجال في المسجد (441) مسلم (2409) -

١٥٦٠ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 70 باب الحراسة في الغزو في سبيل الله (2885) مسلم (2410)-

١٥٦١ ـ حديث عَلِيّ رضي الله عنه ، قَالَ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُفَدِّي رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ ـ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ : (( اِرْمِ ، فِدَاكَ اَبِي وَاُمِّي )) ـ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بعد میں نے کسی کے متعلق نبی ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ نے خود کو اس پر فدا کیا ہو۔ میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے (سعد) تیر برساؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔

**فھم الحدیث** واضح رہے کہ نبی ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے لیے بھی ماں باپ کے فدا ہونے کے الفاظ استعمال فرمائے تھے جیسا کہ آئندہ حدیث ۱۵۶۵ میں ہے۔ لہٰذا علی رضی اللہ عنہ کی اس بات کو ان کے عدم علم پر محمول کیا جائے گا۔

١٥٦٢ ـ حديث سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ : جَمَعَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ ، اَبَوَيْهِ يَوْمَ اُحُدٍ ـ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ اُحد کے موقع پر میرے لیے نبی ﷺ نے اپنے والدین کو ایک ساتھ جمع کیا (اور یوں فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں)۔

## (6) باب فضائل طلحة والزبير رضي الله عنهما

## حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے فضائل کا بیان

١٥٦٣ ـ حديث طَلْحَةَ وَسَعْد رضي الله عنه ـ عَنْ اَبِي عُثْمَانَ ، قَالَ : لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْاَيَّامِ ـ الَّتِي قَاتَلَ فِيهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ، غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ ، عَنْ حَدِيْثِهِمَا ـ

حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان جنگوں میں جن میں رسول اللہ ﷺ خود شریک ہوئے تھے' بعض ایسے بھی دن تھے کہ (اُحد کی جنگ میں) طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی نبی ﷺ کے ساتھ باقی نہیں رہا تھا۔ (راوی کہتے ہیں) یہ بات حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ دونوں نے خود بیان کی۔

١٥٦٤ ـ حديث جَابِرٍ رضي الله عنه ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( مَنْ يَاْتِيْنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ ؟ )) يَوْمَ الْاَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ : اَنَا ـ ثُمَّ قَالَ : (( مَنْ يَاْتِيْنِي بِخَبَرِ الْقَوْمِ ؟ )) قَالَ الزُّبَيْرُ : اَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے (جنگِ خندق کے دن) فرمایا دشمن کے لشکر کی خبر میرے پاس کون لا سکتا ہے؟ (دشمن سے مراد بنو قریظہ تھے) زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ آپ نے پھر پوچھا دشمن کے لشکر کی خبریں کون لا سکے گا؟ اس مرتبہ بھی زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری (سچے

---

١٥٦١ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 80 باب المجن ومن يتترس بترس صاحبه (2905) مسلم (2411) ـ

١٥٦٢ ـ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 15 باب مناقب سعد ...(3725) مسلم (2412) ـ

١٥٦٣ ـ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 14 باب ذكر طلحة ...(3722) مسلم (2414) ـ

١٥٦٤ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 40 باب فضل الطليعة (2846) مسلم (2415) ابن ماجه (112)ـ

حَوَارِيًّا ' وَحَوارِيَّ الزُّبَيْرُ )) ـ

مددگار) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔

۱۵۶۵ ـ حدیث الزُّبَيْرِ رضی اللہ عنہ ' عَنْ عَبْدِ اللّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ' قَالَ : كُنْتُ ' يَوْمَ الْاَحْزَابِ ' جُعِلْتُ اَنَا وَعُمَرُ بْنُ اَبِي سَلَمَةَ ' فِي النِّسَاءِ ـ فَنَظَرْتُ فَإِذَا اَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلَى فَرَسِهِ ' يَخْتَلِفُ اِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ ' مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلاثًا ـ فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ : يَا اَبَتِ ! رَاَيْتُكَ تَخْتَلِفُ ' قَالَ : اَوْهَلْ رَاَيْتَنِي يَا بُنَيَّ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ! قَالَ : كَانَ رَسُوْلُ اللّهِ ﷺ قَالَ : (( مَنْ يَاْتِ بَنِي قُرَيْظَةَ فَيَاْتِيْنِي بِخَبَرِهِمْ ؟ )) فَانْطَلَقْتُ ' فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِي رَسُوْلُ اللّهِ ﷺ اَبَوَيْهِ ' فَقَالَ : (( فِدَاكَ اَبِي وَاُمِّي )) ـ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احزاب کے موقع پر مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو عورتوں میں چھوڑ دیا گیا تھا (کیونکہ یہ دونوں حضرات بچے تھے) میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ (آپ کے والد) اپنے گھوڑے پر سوار قریظہ (یہودیوں کے ایک قبیلہ) کی طرف آ جا رہے ہیں۔ دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا پھر جب وہاں سے واپس آیا تو میں نے عرض کیا' ابا جان! میں نے آپ کو کئی مرتبہ آتے جاتے دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا بیٹے! کیا واقعی تم نے بھی دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ انہوں نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کے متعلق) اطلاع میرے پاس لا سکے۔ اس پر میں وہاں گیا اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فرط مسرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ "میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں"۔

## (7) باب فضائل ابی عبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ

## حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے فضائل

۱۵۶۶ ـ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّهِ ﷺ قَالَ : اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا وَاِنَّ اَمِيْنَنَا اَيَّتُهَا الْاُمَّةُ اَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ )) ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہر امت میں امین ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

**لغوی توضیح** اَمِيْنًا پختہ، پسندیدہ، دیانتدار۔ اگرچہ یہ صفت دوسرے صحابہ میں بھی موجود تھی، مگر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس کے ساتھ خاص کرنے سے ان کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں یہ صفت کچھ زیادہ تھی۔

۱۵۶۷ ـ حدیث حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لاَهْلِ نَجْرَانَ : (( لاَبْعَثَنَّ ' يَعْنِي عَلَيْكُمْ ' يَعْنِي اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ ))

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے فرمایا' میں تمہارے یہاں ایک امین کو بھیجوں گا جو حقیقی معنوں میں امین ہوگا۔ یہ سن کر تمام صحابہ کرام کو شوق ہوا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

---

۱۵۶۵ ـ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ 13 باب مناقب الزبیر ...(3720) مسلم (2416)۔
۱۵۶۶ ـ البخاری فی: 63 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ 21 باب مناقب ابی عبیدة ...(3744) مسلم (2419)۔
۱۵۶۷ ـ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ 21 باب مناقب ابی عبیدة...(3745) مسلم (2420)۔

فَاَشْرَفَ اَصْحَابُهُ ' فَبَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ رضی اللہ عنہ ۔

ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

## (8) باب فضائل الحسن والحسین

## حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے فضائل

١٥٦٨ ۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيِّ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَائِفَةِ النَّهَارِ ' لَا يُكَلِّمُنِي وَلَا اُكَلِّمُهُ ' حَتَّى اَتَى سُوْقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ ' فَجَلَسَ بِفِنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ ' فَقَالَ : اَثَمَّ لُكَعُ ؟ اَثَمَّ لُكَعُ ؟ )) فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا ' فَظَنَنْتُ اَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا ' اَوْ تُغَسِّلُهُ ' فَجَاءَ يَشْتَدُّ حَتَّى عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ 'وَقَالَ : (( اَللّٰهُمَّ! اَحْبِبْهُ وَاَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ)) ۔

حضرت ابوہریرہ الدوسی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دن کے ایک حصہ میں تشریف لے چلے۔ نہ آپ نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے آپ سے۔ اسی طرح آپ بنی قینقاع کے بازار میں آئے پھر (واپس ہوئے اور) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے آنگن میں بیٹھ گئے اور فرمایا' وہ بچہ کہاں ہے؟ وہ بچہ کہاں ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (کسی وجہ سے فوراً) آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکیں۔ میں نے خیال کیا، ممکن ہے حسن رضی اللہ عنہ کو کرتا وغیرہ پہنا رہی ہوں یا نہلا رہی ہوں۔ تھوڑی ہی دیر بعد حسن رضی اللہ عنہ دوڑے ہوئے آئے' آپ نے ان کو سینے سے لگالیا' اور بوسہ لیا۔ پھر فرمایا' اے اللہ! اسے محبوب رکھ اور اس شخص کو بھی محبوب رکھ جو اس سے محبت رکھے۔

**لغوی توضیح:** فِنَاء صحن۔ لُكَع کم عقل، چھوٹی عمر کا بچہ۔ عَانَقَهُ گلے سے لگایا، معانقہ کیا۔

١٥٦٩ ۔ حدیث الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ ' وَالْحَسَنُ عَلَى عَاتِقِهِ ' يَقُوْلُ : ((اَللّٰهُمَّ ! اِنِّي اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ )) ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے کاندھے مبارک پر تھے اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے تو بھی اس سے محبت رکھ۔

## (10) باب فضائل زید بن حارثة واسامة بن زید رضی اللہ عنہما

## حضرت زید بن حارثہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے فضائل

١٥٧٠ ۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما ' اَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ ' مَوْلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' مَا كُنَّا نَدْعُوْهُ اِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کئے ہوئے غلام زید بن حارثہ کو ہم ہمیشہ زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے' یہاں تک کہ قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی ''انہیں ان کے باپوں کی طرف منسوب کیا کرو کہ یہی اللہ کے نزدیک سچی اور ٹھیک بات

١٥٦٨ ۔ البخاری فی: 34 کتاب البیوع: 49 باب ما ذکر فی الاسواق (8388) مسلم (2421) ابن ماجه (142) ۔
١٥٦٩ ۔ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ : 22 باب مناقب الحسن والحسین (3749) مسلم (2422) ۔
١٥٧٠ ۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 33 سورة الاحزاب: 2 باب ادعوهم لآبائهم (4782) مسلم (2425)۔

﴿ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾۔ ہے۔" [الاحزاب:۵]

**فہم الحدیث:** زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زید بن محمد اس لیے پکارا جاتا کیونکہ زید رضی اللہ عنہ جاہلیت میں قید کر لیے گئے تھے، پھر حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید لیا اور اپنی پھوپھی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تحفہ میں دے دیا، بعد ازاں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا۔ جب اس بات کا علم ان کے حقیقی باپ کو ہوا تو وہ اور ان کا چچا انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فدیہ کے بدلے لینے آئے لیکن زید رضی اللہ عنہ نے اپنے حقیقی والدین پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دی اور آپ کے پاس رہنا ہی پسند کر لیا، تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنا لے پالک بیٹا بنا لیا اور اعلان کر دیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور میرا وارث ہے کیونکہ جاہلیت میں لے پالک بھی حقیقی بیٹے کی طرح شمار کیا جاتا تھا۔ اس لیے انہیں زید بن محمد پکارا جانے لگا۔ لیکن جب اسلام آیا تو جاہلیت کی یہ رسم باطل قرار دے دی گئی اور حکم دے دیا گیا کہ لے پالکوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارو، تب انہیں دوبارہ زید بن حارثہ پکارا جانے لگا۔

١٥٧١۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ تَطْعُنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعُنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ))۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنایا۔ ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا اور خدا کی قسم وہ (حضرت زید رضی اللہ عنہ) امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔

## (11) باب فضائل عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

## حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے فضائل

١٥٧٢۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ لِابْنِ جَعْفَرٍ رضی اللّٰه عنهم۔ أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ! فَحَمَلَنَا وَتَرَكَكَ۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ تمہیں وہ قصہ یاد ہے جب میں اور تم اور عبداللہ بن عباس تینوں آگے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تھے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے واپس آ رہے تھے) عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا' ہاں یاد ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اور ابن عباس کو اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا' اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔

١٥٧١۔ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ: 17 باب مناقب زید بن حارثة (3730) مسلم (2426)۔
١٥٧٢۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد والسیر: 196 باب استقبال الغزاة (3082) مسلم (2427)۔

## (12) باب فضائل خديجة ام المؤمنين رضي الله عنها

## ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فضائل

١٥٧٣ - حديث عَلِيٍّ رضي الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: (( خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ )).

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ مریم بنت عمران علیہا السلام (اپنے زمانہ میں) سب سے بہترین خاتون تھیں اور اس امت کی سب سے بہترین خاتون خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

١٥٧٤ - حديث أَبِي مُوْسَى رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ ـ وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ )).

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مردوں میں تو بہت سے کامل لوگ اٹھے لیکن عورتوں میں فرعون کی بیوی آسیہ اور مریم بنت عمران علیہما السلام کے سوا اور کوئی کامل نہیں پیدا ہوئی' ہاں عورتوں پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔

**لغوی توضیح:** اَلثَّرِیْد روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوربے میں ڈال کر کھانا۔ یہ اس وقت کا بہترین کھانا تھا۔

١٥٧٥ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: أَتَى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: (( يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهِ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ )).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس ایک برتن لئے آ رہی ہیں جس میں سالن یا (فرمایا) کھانا (یا فرمایا) پینے کی چیز ہے جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئیں تو ان کے رب کی جانب سے انہیں سلام پہنچانا اور میری طرف سے بھی اور انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیجئے گا۔ جہاں نہ شور و ہنگامہ ہوگا اور نہ تکلیف و تھکن ہوگی۔

**لغوی توضیح:** قَصَب موتی۔ صَخَب شور و غل۔ نَصَب تھکاوٹ۔

١٥٧٦ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضي الله عنه عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضي الله عنه: بَشَّرَ النَّبِيُّ

اسماعیلؒ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں' جنت میں موتیوں کے ایک محل کی

١٥٧٣ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 45 باب "وإذ قالت الملائكة يا مريم..." (3432) مسلم (2430) ترمذی (3877)۔
١٥٧٤ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 32 باب قول الله تعالى "وضرب الله مثل..." (3411) مسلم (2431)۔
١٥٧٥ ـ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 20 باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها (3820) مسلم (2432)۔
١٥٧٦ ـ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 20 باب تزويج النبي ﷺ خديجة وفضلها (1792) مسلم (2433)۔

ﷺ خَدِيْجَةَ ؟ قَالَ : نَعَمْ ! بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لاَ صَخَبَ فِيْهِ وَلا نَصَبَ ـ

بشارت دی تھی' جہاں نہ کوئی شور وغل ہوگا اور نہ تھکن ہوگی۔

۱۵۷۷۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' قَالَتْ : مَاغِرْتُ عَلَى اَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَاغِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا ـ وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ' ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ ' فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ : كَاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ ؟ فَيَقُوْلُ : اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ ' وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول ﷺ کی تمام بیویوں میں جتنی غیرت مجھے حضرت خدیجہ سے آتی تھی اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی حالانکہ انہیں میں نے دیکھا بھی نہیں تھا لیکن آپ ﷺ ان کا ذکر بکثرت فرمایا کرتے تھے اور اگر کبھی کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والیوں کو بھیجتے تھے۔ میں نے اکثر حضور ﷺ سے کہا جیسے دنیا میں خدیجہ کے سوا کوئی عورت ہے ہی نہیں! اس پر آپ ﷺ فرماتے کہ وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں اور ان سے میرے اولاد ہے۔

**لغوی توضیح** صَدَائِق جمع ہے صدیقه کی معنی ہے سہیلیاں، ملنے والیاں۔ كَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ ان سے میری اولاد بھی ہے۔ امام ابن کثیرؒ کے مطابق نبی ﷺ کی تمام اولاد (قاسم، عبداللہ، زینب، ام کلثوم، رقیہ، فاطمہ) صرف خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہی تھی سوائے ابراہیم کے، وہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے۔[1]

۱۵۷۸۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' قَالَتْ : اسْتَاْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ ' اُخْتُ خَدِيْجَةَ ' عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ ' فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ ' فَقَالَ : ((اَللّٰهُمَّ ! هَالَةَ )) قَالَتْ : فَغِرْتُ فَقُلْتُ : مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ ' حَمْرَاءَ الشِّدْقَيْنِ ' هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ ' قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَيْرًا مِنْهَا ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ نبی ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اجازت لینے کی یاد آ گئی' آپ ﷺ چونک اٹھے اور فرمایا خداوندا! یہ تو ہالہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے اس پر بڑی غیرت آئی میں نے کہا کہ آپ قریش کی کسی بوڑھی کا ذکر کیا کرتے ہیں جس کے مسوڑوں پر بھی دانتوں کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے (صرف سرخی باقی رہ گئی تھی) اور جسے مرے ہوئے بھی ایک زمانہ گزر چکا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بیوی دے دی ہے۔

۱۵۷۷۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 20 باب تزویج النبی ﷺ خدیجة وفضلها (3816) مسلم (2435) ۔

۱۵۷۸۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 20 باب تزویج النبی ﷺ خدیجة وفضلها (3821) مسلم (2437) ۔

[1] [السیرة النبوة لابن کثیر (2/ 136)]

لغوی توضیح عَجُوز بوڑھی عورت۔ حَمْرَاءَ الشِّدْقَيْنِ سرخ مسوڑھوں والی (یعنی دانت ٹوٹ چکے اور اب سرخ مسوڑھے ہی باقی ہیں)۔ هَلَكَتْ فِي الدَّهْرِ ایک عرصہ پہلے فوت ہو چکی ہے۔

## (13) باب في فضل عائشة رضي الله عنها

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

١٥٧٩۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا : (( أُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ ' اَرَى اَنَّكِ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ ' وَيَقُوْلُ : هَذِهِ امْرَاَتُكَ ' فَاكْشِفْ عَنْهَا ـ فَإِذَا هِيَ اَنْتِ ' فَاَقُوْلُ : اِنْ يَكُ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ )) ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم مجھے دو مرتبہ خواب میں دکھائی گئی ہو۔ میں نے دیکھا کہ تم ایک ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہو اور کہا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہیں' ان کا چہرہ کھولئے۔ میں نے چہرہ کھول کر دیکھا تو تم تھیں۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ خواب اللہ کی جانب سے ہے تو وہ خود اس کو پورا فرمائے گا۔

لغوی توضیح سَرَقَة (کپڑے کا) ٹکڑا۔ حَرِيْر ریشم۔

١٥٨٠۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' قَالَتْ : قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اِنِّي لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً ' وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى )) قَالَتْ : فَقُلْتُ : مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذَلِكَ ؟ فَقَالَ : (( اَمَا اِذَا كُنْتِ عَنِّي رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ : لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ ! وَاِذَا كُنْتِ غَضْبَى ' قُلْتِ : لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ ! )) قَالَتْ : قُلْتُ : اَجَلْ وَاللّٰهِ ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا اَهْجُرُ اِلَّا اسْمَكَ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میں خوب پہچانتا ہوں کہ کب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور کب تم مجھ پر ناراض ہو جاتی ہو۔ اس پر میں نے عرض کیا' آپ یہ بات کس طرح سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں' محمد کے رب کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو' نہیں' ابراہیم کے رب کی قسم۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا ہاں' اللہ کی قسم' یا رسول اللہ! (غصے میں) صرف آپ کا نام زبان سے نہیں لیتی۔

١٥٨١۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' قَالَتْ : كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ لِي صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِي فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے یہاں گڑیوں کے ساتھ کھیلتی تھی۔ میری بہت سی سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں۔ جب آپ ﷺ اندر تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں۔ پھر آپ ﷺ انہیں میرے پاس بھیجتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

١٥٧٩۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 44 باب تزويج النبي ﷺ عائشة ...(3895) مسلم (2438) ـ

١٥٨٠۔ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 108 باب غيرة النساء ووجدهن (5228) مسلم (2439) ابن حبان (7112) ـ

١٥٨١۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 81 باب الانبساط إلى الناس (6130) مسلم (2440) ابو داود (4931) ـ

مِنْهُ، فَیُسَرِّبُھُنَّ اِلَیَّ، فَیَلْعَبْنَ مَعِیَ۔

**لغوی توضیح** اَلْبَنَات جمع ہے بنت کی، معنی ہے بیٹی۔ یہاں مراد ہے گڑیا جو انسانی صورت پر کپڑے وغیرہ سے بنائی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گھروں میں تصاویر رکھنے کی ممانعت سے بچوں کے کھلونے مستثنیٰ ہیں۔ یَتَقَمَّعْنَ وہ چھپ جاتیں، سمٹ جاتیں۔ فَیُسَرِّبُھُنَّ پھر آپ انہیں بھیجتے (میرے ساتھ کھیلنے پر ابھارتے)۔

۱۵۸۲۔ حدیث عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا، 'اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا یَتَحَرَّوْنَ بِھَدَایَاھُمْ یَوْمَ عَائِشَۃَ۔ یَبْتَغُوْنَ بِھَا' اَوْ یَبْتَغُوْنَ بِذٰلِکَ، مَرْضَاۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ (لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) تحائف بھیجنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار کیا کرتے تھے۔ اپنے ہدایا سے یا اس خاص دن کے انتظار سے (راوی کو شک ہے) لوگ آپ ﷺ کی خوشی حاصل کرنا چاہتے تھے۔

۱۵۸۳۔ حدیث عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ، کَانَ یَسْاَلُ فِی مَرَضِہِ الَّذِی مَاتَ فِیْہِ، یَقُوْلُ: ((اَیْنَ اَنَا غَدًا؟ اَیْنَ اَنَا غَدًا؟)) یُرِیْدُ عَائِشَۃَ فَاَذِنَ لَہُ اَزْوَاجُہُ یَکُوْنُ حَیْثُ شَاءَ۔ فَکَانَ فِی بَیْتِ عَائِشَۃَ حَتّٰی مَاتَ عِنْدَھَا۔ قَالَتْ عَائِشَۃُ: فَمَاتَ فِی الْیَوْمِ الَّذِی کَانَ یَدُورُ عَلَیَّ فِیْہِ، فِی بَیْتِی، فَقَبَضَہُ اللّٰہُ وَاِنَّ رَاْسَہُ لَبَیْنَ نَحْرِی وَسَحْرِی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ پوچھتے رہتے تھے کہ کل میرا قیام کہاں ہوگا، کل میرا قیام کہاں ہوگا؟ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے منتظر تھے۔ پھر ازواج مطہرات نے اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں تو آپ نے حضرت عائشہ کے گھر قیام کیا اور آپ کی وفات بھی وہیں ہوئی۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ آپ کی وفات اسی دن ہوئی جس دن قاعدہ کے مطابق میرے یہاں آپ کے قیام کی باری تھی۔ رحلت کے وقت سر مبارک میرے سینے اور گردن کے درمیان تھا۔

**لغوی توضیح** نَحْر مراد ہے نحر کی جگہ یعنی گردن۔ سَحْر سینہ۔

۱۵۸۴۔ حدیث عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا، اَنَّھَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ ﷺ، وَاَصْغَتْ اِلَیْہِ قَبْلَ اَنْ یَمُوْتَ، وَھُوَ مُسْنِدٌ اِلَی ظَھْرَہٗ یَقُوْلُ: ((اَللّٰھُمَّ! اغْفِرْلِی وَارْحَمْنِی وَاَلْحِقْنِی بِالرَّفِیْقِ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ وفات سے کچھ پہلے آپ ﷺ پشت سے ان کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپ نے کان لگا کر سنا کہ حضور ﷺ دعا کر رہے ہیں "اے اللہ! میری مغفرت فرما۔ مجھ پر رحم کر اور میرے رفیقوں سے مجھے ملا۔"

**فہم الحدیث** جو شخص زندگی سے ناامید ہو جائے اسے یہ دعا پڑھنی چاہیے جو نبی ﷺ نے پڑھی۔

---

۱۵۸۲۔ البخاری فی: 51 کتاب الھبۃ: 7 باب قبول الھدیۃ (2574) مسلم (2441)۔

۱۵۸۳۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 83 باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ (3774) مسلم (2443) احمد (24959)۔

۱۵۸۴۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 83 باب مرض النبی ﷺ ووفاتہ (4435) مسلم (2444) ترمذی (3496)۔

١٥٨٥ ـ حديث عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا ' قَالَتْ : كُنْتُ اَسْمَعُ اَنَّهُ لَا يَمُوْتُ نَبِىٌّ حَتّٰى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَسَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ فِى مَرَضِهِ الَّذِى مَاتَ فِيْهِ ' وَاَخَذَتْهُ بُحَّةٌ ' يَقُوْلُ : ﴿ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ﴾ الآيَةَ ـ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ خُيِّرَ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں سنتی آئی تھی کہ ہر نبی کو وفات سے پہلے دنیا اور آخرت کے رہنے میں اختیار دیا جاتا ہے۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی سنا' آپ اپنے مرض الموت میں فرمارہے تھے' آپ کی آواز بھاری ہوچکی تھی۔ آپ آیت مع الذین انعم اللہ علیہم الخ [النساء:٦٩] کی تلاوت فرمارہے تھے (یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے) مجھے یقین ہوگیا کہ آپ کو بھی اختیار دے دیا گیا ہے۔

١٥٨٦ ـ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' وَهُوَ صَحِيْحٌ يَقُوْلُ : (( اِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِىٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ' ثُمَّ يُحَيَّا اَوْ يُخَيَّرَ )) فَلَمَّا اشْتَكٰى ' وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ ' وَرَاْسُهُ عَلٰى فَخِذِ عَائِشَةَ ' غُشِىَ عَلَيْهِ ـ فَلَمَّا اَفَاقَ ' شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ : (( اَللّٰهُمَّ فِى الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى )) فَقُلْتُ : اِذًا لَايُجَاوِرُنَا ـ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ حَدِيْثُهُ الَّذِى كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ تندرستی کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کسی نبی کی روح قبض کی گئی تو پہلے جنت میں اس کی قیام گاہ اسے ضرور دکھادی گئی۔ پھر اسے اختیار دیا گیا (راوی کو شک تھا' کہ لفظ یحیا ہے یا یخیر دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے) پھر جب آپ ﷺ بیمار پڑے اور وقت قریب آ گیا تو سر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر تھا اور آپ پر غشی طاری ہوگئی تھی' جب کچھ ہوش ہوا تو آپ کی آنکھیں گھر کی چھت کی طرف اٹھ گئیں اور آپ نے فرمایا۔ اللھم فی الرفیق الاعلیٰ میں سمجھ گئی کہ اب حضور ﷺ ہمیں (یعنی دنیاوی زندگی کو) پسند نہیں فرمائیں گے۔ مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو آپ نے تندرستی کے زمانے میں فرمائی تھی۔

١٥٨٧ ـ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ ' كَانَ اِذَا خَرَجَ اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَكَانَ النَّبِىُّ ﷺ اِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ : اَلَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے لیے قرعہ ڈالتے ۔ ایک مرتبہ قرعہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ (رضی اللہ عنہما) کے نام کا نکلا۔ حضور ﷺ رات کے وقت حسب معمول چلتے وقت حضرت عائشہ کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے۔ ایک مرتبہ حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ سے کہا کہ آج رات کیوں نہ

---

١٥٨٥ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 83 باب مرض النبى ﷺ ووفاته ـ

١٥٨٦ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 83 باب مرض النبى ﷺ ووفاته ـ

١٥٨٧ ـ البخاري في: 67 كتاب النكاح: 97 باب القرعة بين النساء إن اراد سفرًا (5211) مسلم (2445) ـ

تَرْكَبِيْنَ اللَّيْلَةَ بَعِيْرِي وَاَرْكَبُ بَعِيْرَكِ ! تَنْظُرِيْنَ وَاَنْظُرُ ؟ فَقَالَتْ : بَلٰى ! فَرَكِبَتْ ۔ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ حَفْصَةُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهَا، ثُمَّ سَارَحَتّٰى نَزَلُوْا ۔ وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ فَلَمَّا نَزَلُوْا ۔ جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الاِذْخِرِ، وَتَقُوْلُ : يَارَبِّ ! سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا اَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي، وَلَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَقُوْلَ لَهُ شَيْئًا ۔

تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمہارے اونٹ پر تا کہ تم بھی نئے مناظر دیکھ سکو اور میں بھی۔ انہوں نے یہ تجویز قبول کر لی اور (ہر ایک دوسرے کے اونٹ پر) سوار ہو گئیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت اس پر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے انہیں سلام کیا۔ پھر چلتے رہے۔ جب پڑاؤ ہوا تو حضور ﷺ کو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ اس میں نہیں ہیں (اس غلطی پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس درجہ رنج ہوا کہ) جب لوگ سواریوں سے اتر گئے تو ام المومنین نے اپنے پاؤں اذخر گھاس میں (جس میں زہریلے کیڑے بکثرت رہتے تھے) ڈال لئے اور دعا کرنے لگی کہ اے میرے رب! مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھے ڈس لے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے تو کچھ کہہ نہیں سکتی تھی کیونکہ یہ حرکت خود میری ہی تھی۔

۱۵۸۸۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى الطَّعَامِ)) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔

۱۵۸۹۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا : ((يَا عَائِشَةُ ! هٰذَا جِبْرِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ)) فَقَالَتْ : وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ۔ تَرٰى مَالَا اَرٰى ۔ تُرِيْدُ النَّبِيَّ ﷺ ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا اے عائشہ! یہ جبریل علیہ السلام آئے ہیں، تم کو سلام کہہ رہے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ وہ چیزیں دیکھتے ہیں جنہیں میں نہیں دیکھ سکتی، حضرت عائشہ کی مراد نبی کریم ﷺ سے تھی۔

### (4) باب ذكر حديث ام زرع

### ام زرع کی کہاوت کا بیان

۱۵۹۰۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ گیارہ عورتوں کا ایک اجتماع ہوا جس

---

۱۵۸۸۔ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ: 30 باب فضل عائشة (3770) مسلم (2446) ۔

۱۵۸۹۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 6 باب ذکر الملائکة (3217) مسلم (2447) ابوداود (5232) ۔

۱۵۹۰۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 82 باب حسن المعاشرة مع الاهل (5189) مسلم (2448) بغوی (2340)۔

قَالَتْ: جَلَسَ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً، فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَنْ لَا يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا۔

میں انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ مجلس میں وہ اپنے اپنے خاوند کا صحیح صحیح حال بیان کریں کوئی بات نہ چھپائیں۔

قَالَتِ الْأُولَى: زَوْجِي لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ، عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ، لَا سَهْلٍ فَيُرْتَقَى، وَلَا سَمِينٍ فَيُنْتَقَلُ۔

چنانچہ پہلی عورت بولی میرے خاوند کی مثال ایسی ہے جیسے دبلے اونٹ کا گوشت جو پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا ہو نہ تو وہاں تک جانے کا راستہ صاف ہے کہ آسانی سے چڑھ کر اس کو کوئی لے آئے اور نہ ہی وہ گوشت ایسا موٹا تازہ ہے جسے لانے کے لیے اس پہاڑ پر چڑھنے کی تکلیف گوارا کرے (مطلب یہ کہ اس کا خاوند بخیل ہے جس سے کچھ فائدے کی امید نہیں دوسرے یہ ہے کہ وہ بدخلق آدمی ہے محض بیکار)۔

قَالَتِ الثَّانِيَةُ: زَوْجِي لَا أَبُثُّ خَبَرَهُ، إِنِّي أَخَافُ أَنْ لَا أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ۔

دوسری عورت (عمرہ بنت عمرو تمیمی) کہنے لگی میں اپنے خاوند کا حال بیان کروں تو کہاں تک بیان کروں (اس میں اتنے عیب ہیں) میں ڈرتی ہوں کہ سب بیان نہ کر سکوں گی (یا میں ڈرتی ہوں کہ میرے خاوند کو کہیں خبر نہ ہو جائے اور مجھے طلاق دے دے جب کہ میں اس کو چھوڑ بھی نہیں سکتی) اس پر بھی اگر بیان کروں تو اس کے کھلے اور چھپے سارے عیب بیان کر سکتی ہوں (مگر میرے لیے خاموش رہنا ہی بہتر ہے)۔

قَالَتِ الثَّالِثَةُ: زَوْجِي الْعَشَنَّقُ، إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ۔

تیسری عورت (حی بنت کعب یمانی) کہنے لگی میرا خاوند کیا ہے ایک تاڑ کا تاڑ (لمبا تڑنگا) ہے اگر اس کے عیب بیان کروں تو طلاق تیار ہے اگر خاموش رہوں تو ادھر لٹکی رہوں (نہ طلاق ملے کہ دوسرا خاوند کرلوں نہ اس خاوند سے کوئی سکھ ملتا ہے)۔

قَالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِي كَلَيْلِ تِهَامَةَ، لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ، وَلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ۔

چوتھی عورت (مہدد بنت ابی ہردمہ) کہنے لگی کہ میرا خاوند ملک تہامہ کی رات کی طرح معتدل ہے نہ زیادہ گرم نہ بہت ٹھنڈا نہ اس سے مجھ کو خوف ہے نہ اکتاہٹ۔

قَالَتِ الْخَامِسَةُ: زَوْجِي إِنْ دَخَلَ فَهِدَ، وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ، وَلَا يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ۔

پانچویں عورت (کبشہ) کہنے لگی کہ میرا خاوند ایسا ہے کہ گھر میں آتا ہے تو وہ ایک چیتا ہے (یعنی آیا اور سو رہا۔ گھر گرہستی سے اسے کچھ

قَالَتِ السَّادِسَةُ: زَوْجِي إِنْ أَكَلَ لَفَّ، وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ، وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ، وَلَا يُولِجُ الْكَفَّ، لِيَعْلَمَ الْبَثَّ۔

قَالَتِ السَّابِعَةُ: زَوْجِي غَيَايَاءُ أَوْ عَيَايَاءُ، طَبَاقَاءُ، كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ، أَوْ جَمَعَ كُلًّا لَكِ۔

قَالَتِ الثَّامِنَةُ: زَوْجِي الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ وَالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ۔

قَالَتِ التَّاسِعَةُ: زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ،

طَوِيْلُ النَّجَادِ، عَظِيْمُ الرَّمَادِ، قَرِيْبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ۔

قَالَتِ الْعَاشِرَةُ: زَوجِي مَالِكٌ، وَمَا مَالِكٌ؟ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ، لَهُ إِبِلٌ كَثِيْرَاتُ الْمُبَارِكِ، قَلِيْلَاتُ الْمَسَارِحِ، وَإِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ۔

قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشْرَةَ: زَوْجِي أَبُو زَرْعٍ، فَمَا أَبُو زَرْعٍ؟ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ وَمَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ، وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي۔ وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ، فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيْلٍ وَأَطِيْطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ۔ فَعِنْدَهُ أَقُوْلُ فَلَا أُقَبَّحُ، وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ، وَأَشْرَبُ فَأَتَقَنَّحُ۔

أُمُّ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ؟ عُكُوْمُهَا رِدَاحٌ، وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ۔

ابْنُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ؟ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، وَيُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ۔

بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ؟ طَوْعُ أَبِيْهَا وَطَوْعُ أُمِّهَا، وَمِلْءُ كِسَائِهَا، وَغَيْظُ جَارَتِهَا۔

جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ، فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ؟ لَا تَبُثُّ حَدِيْثَنَا تَبْثِيْثًا، وَلَا تُنَقِّثُ مِيْرَتَنَا تَنْقِيْثًا، وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشًا۔

مطلب نہیں یا تو آتے ہی مجھ پر چڑھ بیٹھتا ہے نہ کلمہ نہ کلام نہ بوس وکنار) اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر (بہادر) کی طرح ہے۔ جو چیز گھر میں چھوڑ کر جاتا ہے اس کے بارے میں پوچھتا ہی نہیں (کہ وہ کہاں گئی) اتنا بے پرواہے۔ جو آج کمایا اسے کل کے لیے اٹھا کر رکھتا ہی نہیں' اتنا سخی اور داتا ہے۔

چھٹی عورت (ہند) کہنے لگی کہ میرا خاوند جب کھانے پر آتا ہے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور جب پینے پر آتا ہے تو ایک بوند بھی باقی نہیں چھوڑتا اور جب لیٹتا ہے تو تنہا ہی اپنے اوپر کپڑا لپیٹ لیتا ہے اور الگ پڑ کر سو جاتا ہے۔ میرے کپڑے میں کبھی ہاتھ بھی نہیں ڈالتا کہ کبھی میرا دکھ درد کچھ تو معلوم کرے۔ (مطلب یہ ہے کہ بڑا پیٹو ہے مگر میرے لیے نکما)۔

ساتویں عورت (حی بنت علقمہ) کہنے لگی میرا خاوند تو جاہل یا مست ہے۔ صحبت کے وقت اپنا سینہ میرے سینے سے لگا کر اوندھا پڑ جاتا ہے۔ دنیا میں جتنے عیب لوگوں میں ایک ایک جمع ہیں وہ اس کی ذات میں جمع ہیں (کم بخت سے بات کروں تو) سر پھوڑ ڈالے یا ہاتھ توڑ ڈالے یا دونوں کام کر ڈالے (یعنی اول تو شہوت کم' عورت کا مطلب پورا نہیں کرتا' اس پر بدخو کہ بات کرو تو کاٹ کھانے پر موجود' مارنے کوٹنے پر تیار)۔

آٹھویں عورت (یاسر بنت اوس) کہنے لگی میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے اور خوشبو میں سونگھو تو زعفران جیسا خوشبودار ہے (زعفران کا ترجمہ ویسے محاورہ کر دیا ورنہ زرنب ایک درخت کا چھلکا ہے جو زعفران کی طرح خوشبودار اور رنگ دار ہوتا ہے۔ اس نے اپنے خاوند کی تعریف کی کہ ظاہری اور باطنی اس کے دونوں اخلاق بہت اچھے ہیں)۔

قَالَتْ: خَرَجَ اَبُوْ زَرْعٍ وَالاَوْطَابُ تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امْرَاَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ، يَلْعَبَانَ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ، فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا۔ فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا، رَكِبَ شَرِيًّا، وَاَخَذَ خَطِيًّا، وَاَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا شَرِيًّا، وَاَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا۔ وَقَالَ: كُلِي، اُمَّ زَرْعٍ! وَمِيْرِي اَهْلَكِ۔

قَالَتْ: فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ اَعْطَانِيهِ، مَا بَلَغَ اَصْغَرَ آنِيَةِ اَبِي زَرْعٍ۔

قَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُنْتُ لَكِ كَاَبِي زَرْعٍ لِاُمِّ زَرْعٍ))۔

نویں عورت کہنے لگی کہ میرے خاوند کا گھر بہت اونچا اور بلند ہے وہ قد آور بہادر ہے اس کے یہاں کھانا اس قدر پکتا ہے کہ راکھ کے ڈھیر کے ڈھیر جمع ہیں۔ (غریبوں کو خوب کھلاتا ہے) لوگ جہاں صلاح و مشورہ کے لیے بیٹھتے ہیں (یعنی پنچائت گھر) وہاں سے اس کا گھر بہت قریب ہے (اس لیے لوگ اسے ہر مشورہ کے لیے بلاتے ہیں اور اس کی رائے پر عمل کرتے ہیں)۔

دسویں عورت (کبشہ بنت رافع) کہنے لگی میرے خاوند کا کیا پوچھنا' جائداد والا ہے۔ جائداد بھی کیسی بڑی جائداد ہے' ویسی کسی کے پاس نہیں ہوسکتی۔ بہت سارے اونٹ جو جابجا اس کے گھر کے پاس جٹے رہتے ہیں اور جنگل میں چرنے کم جاتے ہیں (تاکہ مہمان لوگ آئیں تو ان کا گوشت اور دودھ ان کو تیار ملے) جہاں ان اونٹوں نے باجے کی آواز سنی بس ان کو اپنے ذبح ہونے کا یقین ہوگیا (یہ باجا مہمانوں کے آنے کی خوشی میں بجایا جاتا تھا اونٹ سمجھ جاتے کہ اب ہم مہمانوں کے لیے ذبح کئے جائیں گے)۔

گیارہویں عورت (ام زرع بنت اکیمل بن ساعدہ) کہنے لگی میرا خاوند ابوزرع ہے اس کا کیا کہنا اس نے میرے کانوں کو زیوروں سے بوجھل کردیا ہے اور میرے دونوں بازو چربی سے پھلا دیے ہیں۔ مجھے خوب کھلا کر موٹا کردیا ہے کہ میں بھی اپنے تئیں خوب موٹی سمجھنے لگی ہوں۔ شادی سے پہلے میں تھوڑی سی بھیڑ بکریوں میں تنگی سے گزر بسر کرتی تھی۔ ابوزرعہ نے مجھ کو نکاح میں لاکر گھوڑوں' اونٹوں' کھیت کھلیان سب کا مالک بنادیا ہے۔ اتنی بہت جائداد ملنے پر بھی اس کا مزاج اتنا عمدہ ہے کہ بات کہوں تو برا نہیں مانتا' مجھ کو کبھی برا نہیں کہتا۔ سوئی پڑی رہوں تو صبح تک مجھے کوئی نہیں جگاتا۔ پانی پیوں تو خوب سیراب ہوکر پی لوں (میرے لیے کسی بات کی روک ٹوک نہیں) رہی ابوزرعہ کی ماں تو میں اس کی کیا خوبیاں بیان کروں

اس کا توشہ خانہ مال واسباب سے بھرا ہوا' اس کا گھر بہت ہی کشادہ
اور ابوزرعہ کا بیٹا وہ بھی کیسا اچھا خوبصورت (نازک بدن ودبلا پتلا)
ہری چھالی یا ننگی تلوار کے برابر اس کے سونے کی جگہ (یعنی چھریرے
جسم والا نازک کمر والا جو سوتے وقت بستر پر ٹکتی ہے) ایسا کم خوراک
کہ بکری کے چار ماہ کے بچے کے دست کا گوشت اس کا پیٹ بھر
دے۔ ابوزرعہ کی بیٹی وہ بھی سبحان اللہ! کیا کہنا اپنے باپ کی پیاری
اپنی ماں کی پیاری (تابعدار' اطاعت گذار) کپڑا بھرپور پہننے والی
(موٹی تازی) سوکن کی جلن (کہ سوکن اس کی خوبصورتی اور ادب و
لیاقت پر رشک کر کے جلی جاتی ہے) ابوزرعہ کی لونڈی' اس کی بھی کیا
پوچھتے ہو' کبھی کوئی بات ہماری مشہور نہیں کرتی (گھر کا بھید ہمیشہ
پوشیدہ رکھتی ہے) کھانے تک نہیں چراتی' گھر میں کوڑا کچرا نہیں
چھوڑتی (ہمیشہ گھر کو جھاڑ پونچھ کر صاف ستھرا رکھتی ہے)۔ الغرض
سارا گھر ''نور علی نور'' ہے۔ ابوزرعہ سے لے کر اس کی ماں' بیٹی' بیٹا'
لونڈی باندی تک سب فردِ فرید ہیں۔ مگر ایک دن ایسا ہوا کہ لوگ مکھن
نکالنے کو دودھ بلو رہے تھے۔ (صبح ہی صبح) ابوزرعہ باہر گیا اچانک
اس نے ایک عورت دیکھی جس کے دو بچے چیتوں کی طرح اس کی کمر
کے تلے دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ ابوزرعہ نے مجھ کو طلاق
دے کر اس عورت سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد میں نے ایک اور
شریف سردار سے نکاح کر لیا جو گھوڑے کا اچھا سوار' عمدہ نیزہ باز ہے
اس نے بھی مجھ کو بہت سے جانور دے دیئے ہیں اور ہر قسم کے
اسباب میں سے ایک ایک جوڑا دیا ہوا ہے اور مجھ سے کہا کرتا ہے کہ
ام زرع خوب کھا پی۔ اپنے عزیز واقربا کو بھی خوب کھلا پلا۔ تیرے
لیے عام اجازت ہے۔ مگر یہ سب کچھ جو میں نے تجھ کو دیا ہوا ہے اگر
اکٹھا کروں تو تیرے پہلے خاوند! ابوزرعہ نے جو تجھ کو دیا تھا' اس کے
مقابلہ میں ایک چھوٹا برتن بھی نہ بھرے (یعنی ابوزرعہ کے مال کے

سامنے یہ سارا مال بے حقیقت ہے مگر میں تجھ کو ابو زرعہ کی طرح طلاق دینے والا نہیں ہوں)۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ سارا واقعہ سنانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! میں بھی تیرے لیے ایسا خاوند ہوں جیسے ابو زرع ام زرع کے لیے تھا۔

**لغوی توضیح:** اِحْدَی عَشْرَۃَ امْرَأَۃً گیارہ عورتیں (جن کا تعلق یمن کے قبیلہ خثعم سے تھا)۔ غَثٌّ دُبلا پتلا۔ عُجَرَہُ وَبُجَرَہُ مراد ہیں ظاہری اور پوشیدہ عیوب۔ اَلْعَشَنَّقُ بہت بدطویل۔ کَلَیْلِ تِهَامَةَ ملک تہامہ کی رات کی طرح معتدل۔ سَآمَةَ اُکتاہٹ۔ اِشْتَفَّ پورا پی جاتا ہے۔ اَلْبَثَّ غم۔ غَیَایَاءُ مراد ہے جاہل۔ عَیَایَاءُ مراد ہے جماع کا طریقہ نہیں جانتا۔ طَبَاقَاءُ اس کا بھی یہی مفہوم ہے۔ شَجَّكِ سر پھوڑ ڈالے۔ فَلَّكِ ہاتھ توڑ دے۔ زَرْنَب ایک درخت کا چھلکا جو خوشبو میں زعفران کی مانند ہوتا ہے۔ رَفِیْعُ الْعِمَادِ بلند ستونوں والا، مراد ہے گھر کی بلندی شان و شوکت میں۔ طَوِیْلُ النِّجَادِ تلوار کے لمبے پڑتلے والا یعنی درازقد۔ عَظِیْمُ الرَّمَادِ زیادہ راکھ والا یعنی بہت زیادہ مہمان نواز۔ اَلنَّادِ پنچایت گھر۔ اَلْمَبَارِكِ جمع ہے مبرك کی، معنی ہے اونٹوں کا باڑہ۔ اَلْمَسَارِحِ جمع ہے مسرح کی، معنی ہے چرنے کی جگہ۔ اَلْمِزْهَر باجا۔ اَنَاسَ بوجھل کر دیا۔ بَجَّحَنِي مجھے موٹا کر دیا۔ اَهْلِ غُنَیْمَةٍ تھوڑی سی بکریوں والے۔ بِشِقٍّ پہاڑ کا ایک کونہ (بھی اتنی بکریوں کو کافی ہو)۔ صَهِیْل گھوڑے کی آواز۔ اَطِیْطٍ اونٹوں پر رکھے پالان کی لکڑی کی آواز۔ دَائِسٍ وہ بیل جو کھیتی کو گاہتا ہے (گاہنا یہ ہے کہ اناج پر بیلوں کو پھرانا تاکہ بھُس اور اناج الگ الگ ہو جائے)۔ مُنَقٍّ اناج صاف کرنے والا بیل۔ فَاَتَقَنَّحُ اتنا پیتی ہوں کہ پینے کی تمنا نہیں رہتی۔ عُکُومُهَا اس کا توشہ خانہ۔ رِدَاحٌ بہت بھرا ہوا۔ کَمَسَلِّ شَطْبَةٍ ہری چھالی یا ننگی تلوار کے برابر (یعنی دبلا پتلا)۔ اَلْجَفْرَةِ بکری کا چار ماہ کا بچہ۔ مِلْءُ كِسَائِهَا کپڑا بھرپور پہننے والی۔ غَیْظُ جَارَتِهَا سوکن کی جلن۔ لَا تُنَقِّثُ مِیْرَتَنَا کھانے تک نہیں چراتی۔ تَعْشِیْشًا کوڑا کچرا۔ اَلْاَوْطَابُ جمع ہے وطب کی، معنی ہے دودھ کا برتن۔ تُمْخَضُ مکھن نکالا جا رہا تھا۔ بِرُمَّانَتَیْنِ دو اناروں (یعنی پستانوں) کے ساتھ۔ سَرِیًّا شریف سردار۔ شَرِیًّا عمدہ گھوڑا۔ خَطِّیًّا خطی مقام کا بنا ہوا نیزہ۔ ثَرِیًّا بہت زیادہ۔

## (15) باب فاطمة بنت النبی ﷺ

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

١٥٩١۔ حدیث الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ ۔ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ عَلِیَّ بْنَ حُسَیْنٍ حَدَّثَهُ اَنَّهُمْ حِیْنَ قَدِمُوا الْمَدِیْنَةَ مِنْ عِنْدِ یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَةَ، مَقْتَلَ حُسَیْنٍ

ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ (حضرت زین العابدین رحمہ اللہ) نے بیان کیا کہ جب ہم سب حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہ کے یہاں سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے ملاقات کی

١٥٩١۔ البخاری فی: 57 كتاب فرض الخمس: 5 باب ما ذكر من درع النبی ﷺ ...(926) مسلم (2449)۔

بْنِ عَلِيٍّ' رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ' لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ' فَقَالَ لَهُ هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا؟ فَقُلْتُ لَهُ: لَا - فَقَالَ لَهُ: هَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ؟ وَايْمُ اللّٰهِ! لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ' لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا حَتَّى تَبْلُغَ نَفْسِي - إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ- فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذٰلِكَ' عَلَى مِنْبَرِهِ هٰذَا' وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ - فَقَالَ: (( إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي' وَأَنَا أَخَافُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِيْنِهَا )) ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ' فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ - قَالَ: (( حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي' وَوَعَدَنِي فَوَفَى لِي' وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا' وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا' وَلٰكِنْ' وَاللّٰهِ! لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ' وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ أَبَدًا )) -

اور کہا' اگر آپ کو کوئی ضرورت ہو تو مجھے حکم فرما دیجئے۔ (امام زین العابدین نے بیان کیا کہ) میں نے کہا مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر مسور رضی اللہ عنہ نے کہا' تو کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی تلوار عنایت فرمائیں گے؟ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کچھ لوگ اسے آپ سے چھین نہ لیں۔ اور خدا کی قسم! اگر آپ وہ تلوار عنایت فرما دیں تو کوئی شخص بھی جب تک میری جان باقی ہے اسے چھین نہیں سکے گا۔ پھر مسور رضی اللہ عنہ نے ایک قصہ بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابوجہل کی ایک بیٹی (جمیلہ رضی اللہ عنہا) کو پیغام نکاح دے دیا تھا۔ میں نے خود سنا کہ اسی مسئلہ پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اسی منبر پر کھڑے ہو کر صحابہ کو خطاب فرمایا۔ میں اس وقت بالغ تھا۔ آپ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مجھ سے ہے۔ اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ اس رشتہ کی وجہ سے کسی گناہ میں نہ پڑ جائے کہ اپنے دین میں وہ کسی فتنہ میں مبتلا ہو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خاندانِ بنی عبد شمس کے ایک اپنے داماد (عاص بن ربیع) کا ذکر کیا۔ اور دامادی سے متعلق آپ نے ان کی تعریف کی' آپ نے فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو بات کہی' سچ کہی' جو وعدہ کیا' اسے پورا کیا۔ میں کسی حلال (یعنی نکاحِ ثانی) کو حرام نہیں کر سکتا' اور نہ کسی حرام کو حلال بناتا ہوں' لیکن اللہ کی قسم! رسول اللہ (ﷺ) کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک ساتھ جمع نہیں ہوں گی۔

**لغوی توضیح** عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ المعروف بزین العابدین۔ آپ اپنے والد محترم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں تھے' آپ بیمار تھے اس لیے سلامت رہے' اس وقت آپ کی عمر ۲۳ برس تھی۔ سَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ رسول اللہ ﷺ کی تلوار۔ جس کا نام ذوالفقار تھا۔ أَخَافُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِيْنِهَا مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ اپنے دین میں کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائے۔ یعنی غیرت کی وجہ سے صبر نہ کر سکے اور غصہ میں آ کر شوہر کو وہ کچھ کہہ دے جو دین میں اس کے لیے کہنا جائز نہیں۔

۱۵۹۲ - حَدِيْثُ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہ' قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی کو (جو مسلمان تھیں) پیغامِ نکاح دیا۔ اس کی اطلاع جب

۱۵۹۲ - البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ: 16 باب ذکر اصهار النبی ﷺ منهم ابو العاص بن الربیع -

اَبِی جَهْلٍ ، فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ ، فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَتْ : يَزْعُمُ قَوْمُكَ اَنَّكَ لَا يَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ ، وَهٰذَا عَلِیٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ اَبِی جَهْلٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ يَقُوْلُ : (( اَمَّا بَعْدُ ، اَنْكَحْتُ اَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ ، فَحَدَّثَنِی وَصَدَّقَنِی ، وَاِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّی ، وَاِنِّی اَكْرَهُ اَنْ يَسُوْءَ هَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ ، عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ )) فَتَرَكَ عَلِیٌّ الْخِطْبَةَ ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب انہیں کوئی تکلیف دے) کسی پر غصہ نہیں آتا۔ اب دیکھئے یہ علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا۔ میں نے آپ کو خطبہ پڑھتے سنا' پھر آپ نے فرمایا' اما بعد میں نے ابوالعاص بن ربیع سے (حضرت زینب رضی اللہ عنہا' آپ ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی کی) شادی کی تو انہوں نے جو بات بھی کہی اس میں وہ سچے اترے۔ اور بلاشبہ فاطمہ بھی میرے (جسم کا) ایک ٹکڑا ہے اور مجھے پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے۔ خدا کی قسم رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس شادی کا ارادہ ترک کر دیا۔

**لغوی توضیح** بَضْعَةٌ گوشت کا ٹکڑا، لوتھڑا۔ تَكُوْنِی سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ تم (جنت میں) مومنوں کی عورتوں کی سردار ہوگی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق نبی ﷺ نے انہیں دوسری مرتبہ یہ کہا تھا کہ آپ ﷺ کے گھر والوں میں سے وہ سب سے پہلے آپ کے پیچھے جائیں گے (یعنی وفات پائیں گی)۔[1] اہل علم کا کہنا ہے کہ ان میں تطبیق یوں ہے کہ نبی ﷺ نے دوسری مرتبہ یہ دونوں باتیں ہی کہی تھیں، لیکن فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اختصار سے کام لیا اور دونوں اکٹھی ذکر نہ کیں۔

١٥٩٣ ۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ، وَفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ ۔ عَنْ عَائِشَةَ ، اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ قَالَتْ : اِنَّا كُنَّا ، اَزْوَاجَ النَّبِیِّ ﷺ عِنْدَهُ جَمِيْعًا لَمْ تُغَادَرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ ۔ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَام تَمْشِی ، لَا ، وَاللّٰهِ ! مَا تَخْفٰی مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ ۔ قَالَ : (( مَرْحَبًا بِابْنَتِی )) ثُمَّ اَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ تمام ازواج مطہرات (حضور اکرم ﷺ کے مرض وفات میں) آپ ﷺ کے پاس تھیں۔ کوئی وہاں سے نہیں ہٹا تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں۔ خدا کی قسم! ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے الگ نہیں تھی (بلکہ بہت ہی مشابہ تھی) جب حضور ﷺ نے انہیں دیکھا تو خوش آمدید کہا۔ فرمایا بیٹی! مرحبا! پھر آنحضرت ﷺ نے اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف انہیں بٹھایا۔ اس کے بعد آہستہ سے ان سے کچھ کہا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ رونے لگیں۔ جب آنحضرت ﷺ

١٥٩٣ ۔ البخاری فی 79 کتاب الاستئذان: 43 باب من ناجی بین یدی الناس (3623) مسلم (2450) ترمذی (3893)۔

[1] [مسلم (2450)]

اَوْ عَنْ شِمَالِهِ ۔ ثُمَّ سَارَّهَا فبكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا ۔ فَلَمَّا رَاَى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ ' فَإِذَا هِيَ تَضْحَكُ ۔ فَقُلْتُ لَهَا ' اَنَا مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ : خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ' ثُمَّ اَنْتِ تَبْكِيْنَ ؟ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' سَاَلْتُهَا : عَمَّا سَارَّكِ ؟ قَالَتْ : مَاكُنْتُ لاُفْشِيَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهُ : فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ لَهَا : عَزَمْتُ عَلَيْكِ ' بِمَالِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ ' لَمَّا اَخْبَرْتِنِي قَالَتْ : اَمَّا الآنَ ' فَنَعَمْ ۔ فَاَخْبَرَتْنِي ' قَالَتْ : اَمَّا حِيْنَ سَارَّنِي فِي الْاَمْرِ الْاَوَّلِ ' فَإِنَّهُ اَخْبَرَنِي : (( اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً ' وَاِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ ' مَرَّتَيْنِ ' وَلَا اَرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ ' فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي ' فَاِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ )) ۔ قَالَتْ : فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَاَيْتِ ۔ فَلَمَّا رَاَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ ' قَالَ : (( يَا فَاطِمَةُ ! اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الاُمَّةِ؟)) ۔

نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ ان سے سرگوشی کی۔ اس پر وہ ہنسنے لگیں۔ تمام ازواج میں سے میں نے ان سے کہا کہ حضور ﷺ نے ہم میں صرف آپ کو سرگوشی کی خصوصیت بخشی۔ پھر آپ رونے لگیں جب آنحضرت ﷺ اٹھے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے کان میں آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا تھا انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت ﷺ کا راز نہیں کھول سکتی۔ پھر جب آپ کی وفات ہوگئی تو میں نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ میرا جو حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتا دیں۔ انہوں نے کہا کہ اب بتا سکتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب آنحضور ﷺ نے مجھ سے پہلی سرگوشی کی تھی تو فرمایا تھا کہ ''جبریل علیہ السلام ہر سال مجھ سے سال میں ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال مجھ سے انہوں نے دو مرتبہ دور کیا اور میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے۔ اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا۔ کیونکہ میں تمہارے لیے ایک اچھا آگے جانے والا ہوں'' بیان کیا کہ اس وقت میرا رونا جو آپ نے دیکھا تھا اس کی وجہ یہی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ نے میری پریشانی دیکھی تو آپ نے دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی' فرمایا'' فاطمہ بیٹی! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تم مومنوں کی عورتوں کی سردار ہوگی' یا (فرمایا کہ) اس امت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔''

## (16) باب من فضائل ام سلمة ام المومنين رضي الله عنها

## ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

١٥٩٤ ۔ حديث اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ' اَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَعِنْدَهُ اُمُّ سَلَمَةَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ ' ثم قَامَ ۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام ایک مرتبہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے باتیں کرتے رہے۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب

١٥٩٤ ۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3633) مسلم (2451) ۔

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأُمِّ سَلَمَةَ: ((مَنْ هَذَا؟)) قَالَ قَالَتْ: هَذَا دِحْيَةُ - قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: اَيْمُ اللهِ! مَاحَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ، حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ يُخْبِرُ جِبْرِيلَ۔

حضرت جبریل چلے گئے تو آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا معلوم ہے یہ کون صاحب تھے؟ یا ایسے ہی الفاظ ارشاد فرمائے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ یہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا اللہ کی قسم میں سمجھے بیٹھی تھی کہ وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آخر جب آنحضرت ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ حضرت جبریل (کی آمد) کی خبر دے رہے تھے تب میں سمجھی کہ وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔

## (17) باب من فضائل زينب ام المؤمنين رضی اللہ عنہا

## ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بعض فضائل

١٥٩٥ - حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها، اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: اَيُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لُحُوقًا؟ قَالَ: ((اَطْوَلُكُنَّ يَدًا)) - فَاَخَذُوا قَصَبَةً يَذْرَعُونَهَا - فَكَانَتْ سَوْدَةُ اَطْوَلَهُنَّ يَدًا - فَعَلِمْنَا بَعْدُ، اِنَّمَا كَانَتْ طُولَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ، وَكَانَتْ اَسْرَعَنَا لُحُوقًا بِهِ، وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی بعض بیویوں نے آپ سے پوچھا کہ سب سے پہلے ہم میں آخرت میں آپ سے کون جا کر ملے گی؟ آپ نے فرمایا کہ جس کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہوگا۔ اب ہم نے لکڑی سے ناپنا شروع کر دیا تو سودہ رضی اللہ عنہا سب سے لمبے ہاتھ والی نکلیں۔ لیکن ہمیں بعد میں سمجھ آئی کہ لمبے ہاتھ والی ہونے سے آپ کی مراد صدقہ (زیادہ) کرنے والی سے تھی۔ اور حضرت سودہ ہی سب سے پہلے نبی ﷺ سے جا کر ملیں۔ انہیں صدقہ کرنا بہت پسند تھا۔

## (19) باب من فضائل ام سليم رضی اللہ عنہا ام انس بن مالك

## حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی فضیلت

١٥٩٦ - حديث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِينَةِ، غَيْرَ بَيْتِ اُمِّ سُلَيْمٍ، إِلَّا عَلَى اَزْوَاجِهِ - فَقِيلَ لَهُ - فَقَالَ: ((اِنِّي اَرْحَمُهَا، قُتِلَ اَخُوهَا مَعِيَ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مدینہ میں اپنی بیویوں کے سوا اور کسی کے گھر نہیں جایا کرتے تھے مگر ام سلیم (حضرت انس کی والدہ) کے پاس جاتے۔ آنحضرت ﷺ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس پر رحم آتا ہے۔ اس کا بھائی (حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ) میرے کام میں شہید کر دیا گیا۔

**لغوی توضیح** قُتِلَ اَخُوهَا مَعِيَ اس کا بھائی میرے کام میں شہید کر دیا گیا۔ مراد ہیں حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ جو بئر معونہ کے واقعہ میں سب سے پہلے شہید کیے گئے اور انہوں نے ہی شہید ہوتے وقت کہا تھا "رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔"

١٥٩٥ - البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 11 باب اى الصدقة افضل ، مسلم (2452) ابن حبان (3314) ۔
١٥٩٦ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 38 باب فضل من جهز غازيًا او خلفه بخير (2844) مسلم (2455) ۔

## (22) باب من فضائل عبد الله بن مسعود وامه رضی اللہ عنہما

## حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اوران کی والدہ کی فضیلت

١٥٩٧۔ حديث حَدِيثُ اَبِی مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمْتُ، اَنَا وَاَخِی مِنَ الْیَمَنِ، فَمَکَثْنَا حِیْنًا مَا نَرَی اِلَّا اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَیْتِ النَّبِیِّ ﷺ، لِمَا تَرَی مِنْ دُخُوْلِهِ وَدُخُوْلِ اُمِّهِ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور میرے بھائی یمن سے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوئے اور ایک زمانے تک یہاں قیام کیا۔ ہم اس پورے عرصہ میں یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے گھرانے ہی کے ایک فرد ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کے گھر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اوران کی والدہ کا (بکثرت) آنا جانا ہم خود دیکھا کرتے تھے۔

**فهم الحديث:** نبی ﷺ کے ساتھ چمٹے رہنا یقیناً ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا ثبوت ہے۔

١٥٩٨۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ۔ خَطَبَ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ اَخَذْتُ مِنْ فِی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِضْعًا وَسَبْعِیْنَ سُوْرَةً، وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ ﷺ اَنِّی مِنْ اَعْلَمِهِمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَمَا اَنَا بِخَیْرِهِمْ۔
قَالَ شَقِیْقٌ (رَاوِی الْحَدِیْثِ) فَجَلَسْتُ فِی الْحِلَقِ اَسْمَعُ مَا یَقُوْلُوْنَ، فَمَا سَمِعْتُ رَدًّا یَقُوْلُ غَیْرَ ذٰلِكَ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ اللہ کی قسم! میں نے ستر سے کچھ زائد سورتیں خود رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے سن کر حاصل کی ہیں۔ اللہ کی قسم! حضور ﷺ کے صحابہ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ قرآن مجید کا جاننے والا ہوں۔ حالانکہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔
شقیق (راویٔ حدیث) نے بیان کیا کہ پھر میں مجلس میں بیٹھا تا کہ صحابہ کی رائے سن سکوں کہ وہ کیا کہتے ہیں لیکن میں نے کسی سے اس بات کی تردید نہیں سنی۔

١٥٩٩۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: وَاللّٰهِ الَّذِی لَا اِلٰهَ غَیْرُهُ! مَا اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا وَاَنَا اَعْلَمُ اَیْنَ اُنْزِلَتْ وَلَا اُنْزِلَتْ آیَةٌ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا وَاَنَا اَعْلَمُ فِیْمَ اُنْزِلَتْ۔ وَلَوْ اَعْلَمُ اَحَدًا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس اللہ کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں! کتاب اللہ کی جو سورت بھی نازل ہوئی‘ اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کہاں نازل ہوئی۔ اور کتاب اللہ کی جو آیت بھی نازل ہوئی اس کے متعلق میں جانتا ہوں کہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور اگر مجھے خبر ہو جائے کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ کتاب

---

١٥٩٧۔ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ: 37 باب مناقب عبد الله بن مسعود (3763) مسلم (2460)۔
١٥٩٨۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 8 باب القراء من اصحاب النبی ﷺ (5000) مسلم (2462)۔
١٥٩٩۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 8 باب القراء من اصحاب النبی ﷺ (5002) مسلم (2463)۔

أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللّٰهِ تُبَلِّغُهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ۔

اللہ کا جاننے والا ہے اور اونٹ ہی اس کے پاس مجھے پہنچا سکتے ہیں (یعنی اس کا گھر بہت دور ہے) تب بھی سفر کر کے اس کے پاس جا کر اس سے علم کو حاصل کروں گا۔

۱۶۰۰۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللّٰه عنهما عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، فَقَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، (فَبَدَأَ بِهِ) وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ))۔

مسروقؒ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے یہاں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا، تو انہوں نے کہا میں ان سے ہمیشہ محبت رکھوں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چار اشخاص سے قرآن سیکھو، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، آپ ﷺ نے ابتدا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی کی، اور ابو حذیفہ کے مولیٰ سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم۔

**لغوی توضیح** مِنْ أَرْبَعَةٍ چار افراد سے (قرآن سیکھو)۔ ان چار صحابہ کو اس لیے خاص کیا کیونکہ یہ زیادہ پختہ حافظ اور وائیگی کے اعتبار سے بہترین تھے یا اس لیے کہ یہ نبی ﷺ سے بالمشافہ قرآن سیکھنے کے لیے وقف تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کے علاوہ دوسروں کو قرآن یاد ہی نہیں تھا۔

## (23) باب من فضائل ابی بن کعب و جماعة من الانصار رضی اللہ عنہم

## حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور انصار کی ایک جماعت کی فضیلت

۱۶۰۱۔ حديث أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَةٌ: كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ أُبَيٌّ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبُوْ زَيْدٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں چار آدمی جن سب کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا قرآن مجید جمع کرنے والے تھے، ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابو زید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔

**لغوی توضیح** أَرْبَعَةٌ چار۔ یہاں ان چاروں کے علاوہ باقی حضرات کی نفی مقصود نہیں، بلکہ صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ چاروں قرآن جمع کرنے کا زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ تمام انصاری تھے (یعنی اکثر انصاری تھے)۔

۱۶۰۲۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت ابی

---

۱۶۰۰۔ البخاری فی: 62 کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ: 26 باب مناقب سالم... (3758) مسلم (2464)۔

۱۶۰۱۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 17 باب مناقب زید بن ثابت (3810) مسلم (2465) ترمذی (3794)۔

۱۶۰۲۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 16 باب مناقب ابی بن کعب۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لأُبَيٍّ : (( إِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِي اَنْ اَقْرَأَ عَلَيْكَ ۔ ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ۔ قَالَ : وَسَمَّانِي؟ قَالَ : (( نَعَمْ )) فَبَكَى ۔

بن کعب سے فرمایا' اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورہ لم یکن الذین کفروا سناؤں۔ حضرت ابی بن کعب بولے کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں' اس پر حضرت ابی بن کعب فرطِ مسرت سے رونے لگے۔

## (24) باب من فضائل سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

## حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٦٠٣ ۔ حديث جَابِرٍ رضی اللہ عنہ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : (( اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ )) ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت پر عرش ہل گیا۔

**لغوی توضیح** اهْتَزَّ عرش ہل گیا (سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی روح کی آمد کی خوشی میں)۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی بہت عظیم صحابی تھے۔

١٦٠٤ ۔ حديث الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ اُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ حُلَّةُ حَرِيْرٍ ' فَجَعَلَ اَصْحَابُهُ يَمَسُّوْنَهَا وَيَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا ۔ فَقَالَ : (( اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهِ ؟ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا ' اَوْ اَلْيَنُ )) ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس ہدیہ میں ایک ریشمی حلہ آیا تو صحابہ اسے چھونے لگے اور اس کی نرمی اور نزاکت پر تعجب کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا تمہیں اس کی نرمی پر تعجب ہے' سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال (جنت میں) اس سے کہیں بہتر ہیں یا (آپ نے فرمایا کہ) اس سے کہیں زیادہ نرم و نازک ہیں۔

**لغوی توضیح** مَنَادِيْل جمع ہے منديل کی، معنی ہے رومال۔

١٦٠٥ ۔ حديث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ جُبَّةُ سُنْدُسٍ وَكَانَ يَنْهَى عَنِ الْحَرِيْرِ ' فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْهَا ۔ فَقَالَ : (( وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ! لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ ابْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا )) ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی خدمت میں دبیز قسم کے ریشم کا ایک جبہ ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا۔ آپ اس کے استعمال سے (مردوں کو) منع فرماتے تھے۔ صحابہ کو بڑی حیرت ہوئی (کہ کتنا عمدہ ریشم ہے) آپ ﷺ نے فرمایا (تمہیں اس پر حیرت ہے) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔

١٦٠٣ ۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 12 باب مناقب سعد بن معاذ (3803) مسلم (2466) ابن ماجه (158)۔
١٦٠٤ ۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 12 باب مناقب سعد بن معاذ (3249) مسلم (2468) ترمذی (3847) ۔
١٦٠٥ ۔ البخاري في: 51 كتاب الهبة: 28 باب قبول الهدية من المشركين (3615) مسلم (2469) ابن حبان (7036) ۔

لغوی توضیح سُنْدُس ریشم کی ایک قسم۔

## (26) باب من فضائل عبد الله بن عمرو بن حرام والد جابر رضی اللہ عنہ

## حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

١٦٠٦۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جِيءَ بِأَبِي، يَوْمَ أُحُدٍ، قَدْ مُثِّلَ بِهِ، حَتَّى وُضِعَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَقَدْ سُجِّيَ ثَوْبًا۔ فَذَهَبْتُ أُرِيدُ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ، فَنَهَانِي قَوْمِي، ثُمَّ ذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي، فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَرُفِعَ۔ فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ، فَقَالَ: (( مَنْ هَذِهِ؟ )) فَقَالُوا: ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو، قَالَ: ((فَلِمَ تَبْكِي؟ أَوْلَا تَبْكِي، فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رُفِعَ ))۔

حضرت جابر عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کی لاش اُحد کے میدان سے لائی گئی۔ (مشرکوں نے) آپ کی صورت تک بگاڑ دی تھی۔ نعش رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھی گئی۔ اوپر سے ایک کپڑا ڈھکا ہوا تھا۔ میں نے چاہا کہ کپڑے کو ہٹاؤں لیکن میری قوم نے مجھے روکا، پھر دوبارہ کپڑا اٹھانے کی کوشش کی۔ اس مرتبہ بھی میری قوم نے مجھ کو روک دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے حکم سے جنازہ اٹھایا گیا۔ اس وقت کسی زور زور سے رونے والے کی آواز سنائی دی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ بنت عمرو (جابر کی پھوپھی) ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روتی کیوں ہو؟ یا یہ فرمایا کہ روؤ نہیں کہ جب تک اس کا جنازہ نہیں اٹھالیا گیا فرشتوں نے اس پر اپنے پروں کا سایہ کیا ہوا تھا۔

لغوی توضیح سُجِّيَ انہیں ڈھانپا ہوا تھا۔ ابْنَةُ عَمْرٍو عمرو کی بیٹی (فاطمہ)۔ أَجْنِحَة جمع ہے جناح کی، معنی ہے پَر۔

## (28) باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ

## حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل کا بیان

١٦٠٧۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما، قَالَ: لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ لِأَخِيهِ: ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِي فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ۔ وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ۔ ثُمَّ ائْتِنِي۔ فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتَّى قَدِمَهُ، وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی (انیس) سے کہا کہ مکہ جانے کے لیے سواری تیار کر اور اس شخص کے متعلق جو نبی ہونے کا مدعی ہے اور کہتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے، میرے لیے معلومات حاصل کر کے لا۔ اس کی باتوں کو خود غور سے سننا اور پھر میرے پاس آنا۔ ان کے بھائی وہاں سے چلے اور مکہ حاضر ہو کر آپ ﷺ کی باتیں خود سنیں پھر

١٦٠٦۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 35 باب حدثنا علی بن عبد الله (1244) مسلم (2471)۔
١٦٠٧۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 33 باب إسلام ابی ذر (3522) مسلم (2474)۔

ذَرٍّ، فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَلَامًا، مَا هُوَ بِالشِّعْرِ. فَقَالَ: مَا شَفَيْتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ. فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ، فِيهَا مَاءٌ. حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ. فَأَتَى الْمَسْجِدَ. فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ ﷺ، وَلَا يَعْرِفُهُ. وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ، حَتَّى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ. فَرَآهُ عَلِيٌّ، فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ. فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ. فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَصْبَحَ. ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَظَلَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ، وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ ﷺ، حَتَّى أَمْسَى. فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ. فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ، فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟ فَأَقَامَهُ، فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ، لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ. حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ، فَعَادَ عَلِيٌّ مِثْلَ ذَلِكَ، فَأَقَامَ مَعَهُ. ثُمَّ قَالَ: أَلَا تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ؟ قَالَ: إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيثَاقًا لَتُرْشِدَنَّنِي، فَعَلْتُ. فَفَعَلَ، فَأَخْبَرَهُ. قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ، وَهُوَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتَّبِعْنِي، فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ. فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتَّبِعْنِي، حَتَّى تَدْخُلَ مَدْخَلِي. فَفَعَلَ. فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ، حَتَّى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَدَخَلَ مَعَهُ،

واپس ہو کر انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے انہیں خود دیکھا ہے وہ اچھے اخلاق کا لوگوں کو حکم کرتے ہیں اور میں نے ان سے جو کلام سنا وہ شعر نہیں ہے۔ اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا جس مقصد کے لیے میں نے تمہیں بھیجا تھا مجھے اس پر پوری طرح تشفی نہیں ہوئی۔ آخر انہوں نے خود توشہ باندھا' پانی سے بھری ہوئی ایک پرانی مشک ساتھ لی اور مکہ آئے۔ مسجد الحرام میں حاضری دی اور یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا۔ حضرت ابوذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے نہیں تھے اور کسی سے آپ کے متعلق پوچھنا بھی مناسب نہیں سمجھا۔ کچھ رات گزر گئی۔ وہ لیٹے ہوئے تھے حضرت علی نے ان کو اس حالت میں دیکھا اور سمجھ گئے کہ کوئی مسافر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ میرے گھر پر چل کر آرام کیجئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے' اور مسجد الحرام میں آ گئے۔ یہ دن بھی یونہی گذر گیا اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے۔ شام ہوئی تو سونے کی تیاری کرنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر وہاں سے گذرے۔ وہ سمجھ گئے کہ ابھی اپنے ٹھکانے جانے کا وقت اس شخص پر نہیں آیا۔ وہ انہیں وہاں سے پھر اپنے ساتھ گھر لے آئے اور آج بھی کسی نے ایک دوسرے سے بات چیت نہیں کی۔ تیسرا دن جب ہوا اور حضرت علی نے ان کے ساتھ یہی کام کیا اور اپنے ساتھ لے گئے تو ان سے پوچھا کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ یہاں آنے کا باعث کیا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھ سے پختہ وعدہ کر لو کہ میری رہنمائی کرو گے تو میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وعدہ کر لیا تو انہوں نے انہیں اپنے خیالات کی خبر دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلا شبہ وہ حق پر ہیں اور اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اچھا صبح کو تم میرے پیچھے پیچھے میرے ساتھ چلنا اگر میں (راستے میں) کوئی ایسی بات دیکھوں جس سے مجھے تمہارے بارے میں کوئی خطرہ ہوا تو میں کھڑا ہو جاؤں

فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ ' وَاَسْلَمَ مَكَانَهُ ۔ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ (( ارْجِعْ اِلَى قَوْمِكَ فَاَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَاْتِيَكَ اَمْرِي )) قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ! لاَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانِيْهِمْ ۔ فَخَرَجَ حَتَّى اَتَى الْمَسْجِدَ ' فَنَادَى بِاَعْلَى صَوْتِهِ : اَشْهَدُ اَنَّ لاَ اِلَهَ اِلاَّ اللّٰهُ ' وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْهُ حَتَّى اَضْجَعُوْهُ وَاَتَى الْعَبَّاسُ ' فَاَكَبَّ عَلَيْهِ ۔ قَالَ : وَيْلَكُمْ ! اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ ' وَاَنَّ طَرِيْقَ تِجَارِكُمْ اِلَى الشَّامِ ؟ فَاَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ۔ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا ' فَضَرَبُوْهُ ' وَثَارُوا اِلَيْهِ فَاَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ ۔

گا (کسی دیوار کے قریب گویا مجھے پیشاب کرنا ہے) اس وقت تم میرا انتظار نہ کرنا اور جب میں پھر چلنے لگوں تو میرے پیچھے آ جانا تا کہ کوئی سمجھ نہ سکے کہ یہ دونوں ساتھ ہیں اور اس طرح جس گھر میں مَیں داخل ہوں تم بھی داخل ہو جانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور پیچھے پیچھے چلے تا آنکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ آپ کی باتیں سنیں اور وہیں اسلام لے آئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ تا آنکہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر ہمارے پاس آ جانا) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجدِ حرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں'' یہ سنتے ہی سارا مجمع ٹوٹ پڑا اور اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا۔ اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے آپ کو ڈال کر قریش سے کہا افسوس! کیا تمہیں معلوم نہیں یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے۔ اس طرح سے ان سے ان کو بچایا پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ دوسرے دن مسجد الحرام میں آئے اور اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ قوم بری طرح ان پر ٹوٹ پڑی اور مارنے لگی۔ اس دن بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان پر اوندھے پڑ گئے۔

## (29) باب من فضائل جرير بن عبدالله رضي الله عنه

## حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

١٦٠٨ ۔ حَدِيْثُ جَرِيْرٍ رضي الله عنه قَالَ : مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ ﷺ مُنْذُ اَسْلَمْتُ ' وَلاَ رَآنِي اِلاَّ تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي ۔ وَلَقَدْ

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں اسلام لایا' رسول کریم ﷺ نے (پردہ کے ساتھ) مجھے (اپنے گھر میں داخل ہونے سے) کبھی نہیں روکا۔ اور جب بھی آپ مجھ کو دیکھتے' خوشی

١٦٠٨ ۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 162 باب من لا يثبت على الخيل (3035) مسلم (2475) ترمذی (3820)۔

شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ! ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا))۔

سے آپ مسکرانے لگتے۔ ایک دفعہ میں نے آپ کی خدمت میں شکایت کی کہ میں گھوڑے کی سواری پر اچھی طرح نہیں جم پاتا ہوں، تو آپ نے میرے سینے پر اپنا دستِ مبارک مارا، اور دعا کی، اے اللہ! اسے گھوڑے پر جمادے اور دوسروں کو سیدھا راستہ بتانے والا بنا دے، اور خود اسے بھی سیدھے راستے پر قائم رکھیو۔"

**لغوی توضیح** مَا حَجَبَنِي مجھے کبھی نہیں روکا (جب آپ گھر پر ہوں اور میں اجازت لے لوں)۔

۱۶۰۹۔ **حدیث** جَرِيرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ؟)) وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ، يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ۔ قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ۔ قَالَ: وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ۔ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي، حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ! ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)) فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا، فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا۔ ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُخْبِرُهُ۔ فَقَالَ رَسُولُ جَرِيرٍ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْوَفُ، أَوْ أَجْرَبُ قَالَ: فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا، خَمْسَ مَرَّاتٍ۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ذوالخلصہ کو (برباد کر کے) مجھے راحت کیوں نہیں دے دیتے۔ یہ ذوالخلصہ قبیلہ خثعم کا ایک بت خانہ تھا اور اسے کعبہ یمانیہ کہتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر چلا۔ یہ سب حضرات بڑے اچھے گھوڑ سوار تھے۔ لیکن میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ نبی ﷺ نے میرے سینے پر (اپنے ہاتھ سے) مارا، میں نے انگشت ہائے مبارک کا نشان اپنے سینے پر دیکھا۔ پھر فرمایا، اے اللہ! گھوڑے کی پشت پر اسے ثبات عطا فرمائیو اور اسے دوسروں کو ہدایت کی راہ دکھانے والا اور خود ہدایت پایا ہوا بنائیو۔" اس کے بعد جریر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور ذوالخلصہ کی عمارت کو گرا کر اس میں آگ لگا دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر بھجوائی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد (ابوارطاۃ حصین بن ربیعہ) نے خدمتِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا، جب تک ہم نے ذوالخلصہ کو ایک خالی پیٹ والے اونٹ کی طرح نہیں بنا دیا، یا (انہوں نے کہا) خارش والے اونٹ کی طرح (مراد ویرانی ہے)

۱۶۰۹۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 154 باب حرق الدور والنخيل (3020) مسلم (2476) ابو داود (2772)۔

حضرت جریر نے بیان کیا کہ یہ سن کر آپ نے قبیلہ احمس کے سواروں اور قبیلہ کے تمام لوگوں کے لیے پانچ مرتبہ برکتوں کی دعا فرمائی۔

**لغوی توضیح** اَحْمَسَ قبائل انمار میں سے ایک قبیلہ جو احمس بن غوث بن انمار کی طرف منسوب ہے۔ اس مہم کے بعد حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو یمن روانہ کیا گیا اور وہ وہیں رہے حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔

## (30) باب فضائل عبدالله بن عباس رضی اللہ عنہ
## حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٦١٠ - حديث ابْنِ عَبَّاس رضی اللہ عنہ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، دَخَلَ الْخَلَاءَ، فَوَضَعْتُ لَهُ وَضُوْءًا، قَالَ: ((مَنْ وَضَعَ هٰذَا؟)) فَأُخْبِرَ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ (بیت الخلا) میں تشریف لے گئے۔ میں نے آپ کے لیے وضو کا پانی رکھ دیا۔ (باہر نکل کر) آپ نے پوچھا' یہ کس نے رکھا ہے؟ جب آپ کو بتلایا گیا تو آپ نے فرمایا' اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

**فهم الحديث** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ صحابہ میں سب سے زیادہ فقیہ اور کتاب اللہ کی تفسیر وتعبیر سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بزرگ صحابہ سے سورۂ نصر کے متعلق پوچھا تو کسی نے کہا اس میں توبہ واستغفار کی تلقین ہے، کسی نے کچھ اور کہا اور کچھ خاموش رہے اور جب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر دی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کی تائید فرمائی۔[1]

## (31) باب من فضائل عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہما
## حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بعض فضائل

١٦١١ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا رَاٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَرٰى رُؤْيَا، فَاَقُصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا وَكُنْتُ اَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَاَيْتُ فِي النَّوْمِ كَاَنَّ مَلَكَيْنِ اَخَذَانِي، فَذَهَبَا بِي اِلَى النَّارِ - فَاِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں جب بھی کوئی (آدمی) خواب دیکھتا تو آپ سے بیان کرتا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعبیر دیتے) میرے بھی دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھتا اور آپ سے بیان کرتا۔ میں ابھی نوجوان تھا اور آپ کے زمانہ میں مسجد میں سوتا تھا۔ چنانچہ میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ دوزخ پر کنویں کی طرح بندش ہے (یعنی اس پر کنویں کی سی منڈیر بنی ہوئی ہے) اس کے دو جانب تھے۔ دوزخ میں بہت سے

١٦١٠ - البخاري في: 4 كتاب الوضوء: 10 باب وضع الماء عند الخلاء (143) مسلم (2477) ابن حبان (7053)۔
١٦١١ - البخاري في: 19 كتاب التهجد: 2 باب فضل قيام الليل (1121) مسلم (2479) دارمي (2152)۔

[1] [بخاري: كتاب التفسير: باب قوله تعالى فسبح بحمد ربك (4970)]

كَطَيِّ الْبِئْرِ ، وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ ، وَإِذَا فِيهَا أُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ : أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ ۔ قَالَ : فَلَقِيَنَا مَلَكٌ آخَرُ ، فَقَالَ لِي : لَمْ تُرَعْ ۔ فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ : (( نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ ! لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ )) ۔ فَكَانَ ، بَعْدُ ، لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا ۔

ایسے لوگوں کو دیکھا جنہیں میں پہچانتا تھا۔ میں کہنے لگا' دوزخ سے خدا کی پناہ! حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر ہم کو ایک فرشتہ ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ ڈرو نہیں۔ یہ خواب میں نے (اپنی بہن) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو۔ تعبیر میں آپ نے فرمایا کہ عبداللہ بہت خوب لڑکا ہے۔ کاش! رات میں نماز پڑھا کرتا۔ (راوی نے کہا کہ آپ کے اس فرمان کے بعد) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رات میں بہت کم سوتے تھے۔

**لغوی توضیح** قَرْنَان دو ستون۔ لوہے، لکڑی یا پتھر کے، جن کے درمیان ایک لکڑی رکھ کر اس پر سے کنویں میں ڈول لٹکایا جاتا ہے۔ لَمْ تُرَعْ گھبراؤ مت۔ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ کاش یہ رات میں نماز پڑھتا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ پہلے بہت سویا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ کی اس بات کے بعد رات کا اکثر حصہ نماز میں گزارتے اور بہت کم سوتے۔

## (22) باب من فضائل انس بن مالك رضي الله عنه

## حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خوبیاں

١٦١٢ ۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه ۔ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَسٌ خَادِمُكَ ، ادْعُ اللّٰهَ لَهُ ۔ قَالَ : (( اَللّٰهُمَّ! أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ )) ۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے' اس کے لیے اللہ سے دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی ''اے اللہ! اس کے مال و اولاد میں زیادتی کر اور جو کچھ تو اسے دے اس میں برکت عطا فرما۔''

**لغوی توضیح** اَللّٰهُمَّ! أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں اضافہ فرما۔ آپ ﷺ کی اس دعا کا نتیجہ تھا کہ انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل لاتا تھا اور اولاد کے متعلق انس رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے کہ آج میری اولاد سو افراد سے متجاوز ہے۔[1]

١٦١٣ ۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ، قَالَ : أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ سِرًّا ، فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ ، وَلَقَدْ سَأَلَتْنِي أُمُّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک راز کی بات کہی تھی اور میں نے وہ راز کسی کو نہیں بتایا۔ مجھ سے ام سلیم رضی اللہ عنہا (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ) نے بھی اس کے متعلق

---

١٦١٢ ۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 47 باب الدعاء بكثرة المال والبركة (6334) مسلم (2480) ۔

١٦١٣ ۔ البخاري في: 79 كتاب الاستئذان: 46 باب حفظ السر (6289) مسلم (2482) ۔

[1] [مسلم (2481)]

سُلَيْمٍ، فَمَا اَخْبَرْتُهَا بِهِ ۔

پوچھا لیکن میں نے انہیں بھی نہیں بتایا۔

## (33) باب من فضائل عبدالله بن سلام رضی اللہ عنہ

## حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

١٦١٤ ۔ حدیث سَعْدِ بْنِ اَبِی وَقَّاص رضی اللہ عنہ ۔ قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ لِاَحَدٍ یَمْشِی عَلَی الْاَرْضِ ((اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ)) اِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ ۔ قَالَ: وَفِیْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآیَةُ ۔ ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِی اِسْرَائِیْلَ﴾ الآیة ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ اہلِ جنت میں سے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیت وشهد شاهد من بنی اسرائیل[الاحقاف:١٠] انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

**فهم الحديث** اس حدیث میں ایک اشکال ہے اور وہ یہ کہ نبی ﷺ نے تو متعدد صحابہ کو جنت کی بشارت دی تھی تو پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو ہی کیوں خاص کیا۔ اس کا جواب اہل علم نے یہ دیا ہے کہ باقی صحابہ کے متعلق جنت کی بشارت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے خود نہیں سنی بلکہ دوسرے صحابہ کے واسطے سے سنی تھی جبکہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے متعلق بشارت انہوں نے خود سنی تھی۔ یہاں ان کی بات کا مقصد صرف یہی ہے۔

١٦١٥ ۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضی اللہ عنہ ۔ عَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِی مَسْجِدِ الْمَدِیْنَةِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی وَجْهِهِ اَثَرُ الْخُشُوْعِ ۔ فَقَالُوا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔ فَصَلّٰی رَكْعَتَیْنِ، تَجَوَّزَ فِیْهِمَا، خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ، فَقُلْتُ: اِنَّكَ حِیْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ، قَالُوا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا یَنْبَغِی لِاَحَدٍ اَنْ یَقُوْلَ مَا لَا یَعْلَمُ ۔ وَسَاُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ؟ رَاَیْتُ رُؤْیَا عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ، فَقَصَصْتُهَا عَلَیْهِ ۔ وَرَاَیْتُ كَاَنِّی فِی رَوْضَةٍ (ذَكَرَ مِنْ سِعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا)

قیس بن عباده رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ مسجد میں داخل ہوئے جن کے چہرے پر خشوع وخضوع کے آثار ظاہر تھے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنتی لوگوں میں ہیں پھر انہوں نے دو رکعت نماز مختصر طریقہ پر پڑھی اور باہر نکل گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے ہولیا اور عرض کی کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنت والوں میں سے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا خدا کی قسم! کسی کے لیے ایسی بات زبان سے نکالنا مناسب نہیں جسے وہ نہ جانتا ہو اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایسا کیوں ہے؟ نبی ﷺ کے زمانے میں مَیں نے ایک خواب یہ دیکھا تھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں' پھر انہوں نے اس کی وسعت اور اس کے سبزہ زاروں کا ذکر کیا۔ اس باغ کے درمیان میں ایک لوہے کا کھمبا ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اوپر آسمان پر اس کی چوٹی

١٦١٤ ۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 19 باب مناقب عبد الله بن سلام (3812) مسلم (2483) ۔

وَسْطَهَا عَمُوْدٌ مِنْ حَدِيْدٍ ' اَسْفَلُهُ فِي الْاَرْضِ وَاَعْلَاهُ فِي السَّمَاءِ فِي اَعْلَاهُ عُرْوَةٌ ' فَقِيْلَ لَهُ ارْقَهْ ۔ قُلْتُ لَا اَسْتَطِيْعُ فَاَتَانِي مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي ۔ فَرَقِيْتُ ' حَتّٰى كُنْتُ فِي اَعْلَاهَا ۔ فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ ۔ فَقِيْلَ لَهُ : اسْتَمْسِكْ ۔ فَاسْتَيْقَظْتُ ' وَاِنَّهَا لَفِي يَدِيْ ۔ فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ: (( تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْاِسْلَامُ ' وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ ' وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى ۔ فَاَنْتَ عَلَى الْاِسْلَامِ حَتّٰى تَمُوْتَ )) وَذَاكَ الرَّجُلُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ۔

پر ایک گھنا درخت ہے مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں ۔ اتنے میں ایک خادم آیا اور اس نے پیچھے سے میرے کپڑے اٹھائے تو میں چڑھ گیا اور جب میں اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو میں نے اس گھنے درخت کو پکڑ لیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس درخت کو پوری مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے ابھی میں اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھا کہ میری نیند کھل گئی ۔ یہ خواب جب میں نے نبی ﷺ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو باغ تم نے دیکھا ہے وہ تو اسلام ہے اور اس میں ستون اسلام کا ستون ہے اور گھنا درخت عروۃ الوثقی ہے اس لیے تم اسلام پر مرتے دم تک قائم رہو گے ۔ یہ بزرگ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے ۔

**لغوی توضیح** اِرْقَهْ چڑھ جاؤ ۔ مِنْصَفٌ خادم ۔ عُرْوَةُ الْوُثْقٰى مضبوط کڑا ۔

## (34) باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

## حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل

١٦١٦ ۔ حديث حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ ۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ' قَالَ : مَرَّ عُمَرُ فِي الْمَسْجِدِ وَ حَسَّانُ يُنْشِدُ ' فَقَالَ : كُنْتُ اُنْشِدُ فِيْهِ ' وَفِيْهِ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ ۔ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَبِي هُرَيْرَةَ ' فَقَالَ : اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ ! اَسَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : (( اَجِبْ عَنِّي ' اَللّٰهُمَّ ! اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؟ )) قَالَ : نَعَمْ ۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ وہاں شعر پڑھ رہے تھے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں شعر پڑھنے پر ناپسندیدگی فرمائی تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وقت یہاں شعر پڑھا کرتا تھا جب آپ سے بہتر شخص ( نبی ﷺ ) یہاں تشریف رکھتے تھے ۔ پھر حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے آپ نے نہیں سنا تھا کہ اے حسان ! ( کفار مکہ کو ) میری طرف سے جواب دے ۔ اے اللہ ! روح القدس کے ذریعہ حسان کی مدد کر ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ' کہ ہاں بے شک ( سنا تھا ) ۔

---

١٦١٥ ۔ البخاری فی: 63 کتاب مناقب الانصار: 19 باب مناقب عبد الله بن سلام (3813) مسلم (2484) ۔
١٦١٦ ۔ البخاری فی: 59 کتاب بدء الخلق: 6 باب ذکر الملائکة (453) مسلم (2485) ابو داود (5013) ۔

(لغوی توضیح) يُنْشِدُ (بروزن افعال) شعر پڑھ رہے تھے۔ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ (بروزن نصر) میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔

١٦١٧۔ حديث الْبَراءِ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَسَّانَ : (( اهْجُهُمْ اَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ ))۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا مشرکین مکہ کی تم بھی ہجو کرو' یا (یہ فرمایا کہ) ان کی ہجو کا جواب دو' جبریل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

(لغوی توضیح) اهْجُهُمْ ان کی ہجو بیان کر۔ اور ہجو کسی شخص یا قوم کی برائی بیان کرنے کو کہتے ہیں۔

١٦١٨۔ حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ۔ عَنْ عُرْوَةَ ' قَالَ : ذَهَبْتُ اَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ ' فَقَالَتْ : لَا تَسُبَّهُ ' فَاِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ۔

عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے لگا تو انہوں نے فرمایا' انہیں برا نہ کہو' وہ نبی ﷺ کی طرف سے مدافعت کیا کرتے تھے۔

(لغوی توضیح) اَسُبُّ حَسَّانَ میں حسان (رضی اللہ عنہ) کو برا بھلا کہنے لگا (اس لیے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگانے والوں میں شامل تھے۔ یاد رہے کہ اس تہمت کے نتیجے میں انہیں حد قذف لگائی جا چکی تھی)۔[1] يُنَافِحُ عَنِ النَّبِيِّ یہ (حسان) نبی ﷺ کی طرف سے دفاع کیا کرتے تھے (معلوم ہوا کہ اس وجہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا انہیں معاف کر چکی تھیں اسی لیے انہیں اپنے پاس آنے دیتی تھیں)۔

١٦١٩۔ حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنْ مَسْرُوْقٍ ' قَالَ : دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ رضي اللّٰه عنها ' وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ ' يُنْشِدُهَا شِعْرًا ' يُشَبِّبُ بِاَبْيَاتٍ لَهُ ' وَقَالَ :

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ
وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ : لٰكِنَّكَ لَسْتَ كَذٰلِكَ ۔ قَالَ مَسْرُوْقٌ : فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَاْذَنِي لَهُ اَنْ

مسروق رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے یہاں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ موجود تھے اور ام المومنین کو اپنے اشعار سنا رہے تھے۔ ایک شعر تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ وہ سنجیدہ اور پاک دامن ہیں جس پر کبھی تہمت نہیں لگائی گئی' وہ ہر صبح بھوکی ہو کر نادان بہنوں کا گوشت نہیں کھاتی۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' لیکن تم تو ایسے نہیں ثابت ہوئے۔ مسروق نے کہا کہ پھر میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا' آپ انہیں اپنے یہاں آنے کی اجازت کیوں دیتی ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرما چکا ہے کہ ''اور ان میں وہ شخص جو تہمت لگانے میں سب

١٦١٧۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 6 باب ذكر الملائكة (3213) مسلم (2486) بغوی (3407)۔
١٦١٨۔ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 16 باب من احب ان لا يسب نسبه (3531) مسلم (2487)۔
١٦١٩۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 34 باب حديث الإفك (4146) مسلم (2488)۔

[1] [حسن : صحيح ابوداود ، ابوداود (4474) ابن ماجه (2567) مسند احمد (6/ 30)]

يَدْخُلَ عَلَيْكَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى - ﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ ؟ - فَقَالَتْ : وَاَيُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمَى؟ قَالَتْ لَهُ : اِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ ' اَوْ يُهَاجِيءُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ -

سے زیادہ ذمہ دار ہے اس کے لیے بڑا عذاب ہوگا'' [النور:۱۱] اس پر ام المومنین نے فرمایا کہ نابینا ہو جانے سے سخت اور کیا عذاب ہوگا (حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی بصارت آخر عمر میں چلی گئی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کیا کرتے تھے اور کافروں کی ہجو کیا کرتے تھے۔

﴿لغوی توضیح﴾ حَصَانٌ پاکدامن۔ رَزَانٌ کامل العقل۔ مَا تُزَنُّ جس پر تہمت نہیں لگائی گئی۔ غَرْثَی خالی پیٹ، بھوکی۔ الْغَوَافِل جمع ہے غَافِلَة کی معنی ہے پاکدامنہ برائی سے غافل عورتیں۔ مراد یہ ہے کہ وہ غیبت نہیں کرتیں کیونکہ غیبت کو قرآن کریم میں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف کہا گیا ہے۔[الحجرات:۱۲] لٰكِنَّكَ لَسْتَ كَذٰلِكَ لیکن تم تو ایسے ثابت نہیں ہوئے (کیونکہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی جو غیبت سے بھی بڑھ کر ہے)۔

۱۶۲۰ - حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' قَالَتْ : اسْتَاْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ ﷺ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالَ: (( كَيْفَ بِنَسَبِي؟)) فَقَالَ حَسَّانُ : لاَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین (قریش) کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں بھی تو ان ہی کے خاندان سے ہوں۔ اس پر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ کو (شعر میں) اس طرح صاف نکال لے جاؤں گا جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

﴿لغوی توضیح﴾ لَاَسُلَّنَّكَ میں آپ کو نکال لے جاؤں گا۔ الشَّعَرَة بال۔ الْعَجِيْن آٹا۔

## (35) باب من فضائل ابی هريرة الدوسی رضی اللہ عنہ

## حضرت ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

۱۶۲۱ - حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : اِنَّكُمْ تَزْعُمُوْنَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيْثَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ - اِنِّي كُنْتُ امْرَاً مِسْكِيْنًا ' اَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي وَكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ - وَكَانَتِ الْاَنْصَارُ يَشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى اَمْوَالِهِمْ - فَشَهِدْتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم سمجھتے ہو کہ ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت زیادہ حدیث بیان کرتے ہیں اللہ کے حضور میں سب کو جانا ہے بات یہ تھی کہ میں ایک مسکین شخص تھا اور پیٹ بھرنے کے بعد ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا۔ لیکن مہاجرین کو بازار کے کاروبار مشغول رکھتے تھے اور انصار کو اپنے مالوں کی دیکھ بھال مصروف رکھتی تھی۔ میں ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ نے فرمایا کہ کون اپنی چادر پھیلائے گا یہاں تک کہ میں اپنی

---

۱۶۲۰ - البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 16 باب من احب ان لا یسب نسبه (4145) مسلم (2489) -

۱۶۲۱ - البخاری فی: 96 کتاب الاعتصام: 22 باب الحجة علی من قال إن احکام النبی ﷺ...(118) مسلم (2492) -

مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ـ وَقَالَ : ((مَنْ يَبْسُطْ رِدَاءَهُ حَتّٰى اَقْضِي مَقَالَتِي ' ثُمَّ يَقْبِضُهُ فَلَنْ يَنْسٰى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي )) فَبَسَطْتُ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَيَّ ـ فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ ! مَا نَسِيْتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ ـ

بات پوری کرلوں اور پھر وہ اپنی چادر سمیٹ لے اور اس کے بعد کبھی مجھ سے سنی ہوئی کوئی بات نہ بھولے۔ چنانچہ میں نے اپنی چادر جو میرے جسم پر تھی۔ پھیلا دی اور اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا تھا۔ پھر کبھی میں آپ کی کوئی حدیث جو آپ سے سنی تھی نہیں بھولا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر وقت احادیث سننے کے لیے نبی ﷺ کے ساتھ چمٹے رہتے اور جب انہوں نے چادر پھیلائی (جس پر نبی ﷺ نے انہیں دعا دے دی) تو پھر وہ کبھی بھی کوئی حدیث نہ بھولے۔ یہی باعث ہے کہ وہ تمام صحابہ سے زیادہ احادیث بیان کرنے والے ہیں۔ ان کی بیان کردہ احادیث کی تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) ہے۔

## (36) باب من فضائل اهل بدر وقصة حاطب بن ابی بلتعة رضی اللہ عنہ

## اہل بدر کے فضائل اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ

١٦٢٢ ـ حديث عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ ' قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ ابْنَ الْاَسْوَدِ ـ قَالَ : (( اِنْطَلِقُوْا حَتّٰى تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ ' فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً ' وَمَعَهَا كِتَابٌ ' فَخُذُوْهُ مِنْهَا )) فَانْطَلَقْنَا ' تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا ـ حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلَى الرَّوْضَةِ ـ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ ـ فَقُلْنَا : اَخْرِجِي الْكِتَابَ ـ فَقَالَتْ : مَا مَعِيَ مِنْ كِتَابٍ ـ فَقُلْنَا : لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ ـ اَوْلَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ ـ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا ـ فَاَتَيْنَا بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ـ فَاِذَا فِيْهِ : مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِي بَلْتَعَةَ ' اِلٰى اُنَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ' مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ ' يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور زبیر اور مقداد بن اسود کو ایک مہم پر بھیجا اور آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ روضہ خاخ پر پہنچ جاؤ' تو وہاں ایک عورت تمہیں اونٹ پر سوار ملے گی اور اس کے پاس ایک خط ہوگا' تم لوگ اس سے وہ خط لے لینا۔ ہم روانہ ہوئے' ہمارے گھوڑے ہمیں تیزی کے ساتھ لیے جا رہے تھے۔ آخر ہم روضہ خاخ پر پہنچ گئے اور وہاں واقعی ایک عورت موجود تھی جو اونٹ پر سوار تھی۔ ہم نے اس سے کہا کہ خط نکال۔ اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ لیکن جب ہم نے اسے دھمکی دی کہ اگر تو نے خط نہ نکالا تو تمہارے کپڑے ہم خود اتار دیں گے۔ اس پر اس نے خط اپنی گندھی ہوئی چوٹی کے اندر سے نکال کر دیا اور ہم اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ اس کا مضمون یہ تھا' حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے چند آدمیوں کی طرف۔ اس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعض بھیدوں کی خبر دی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اے حاطب! یہ کیا واقعہ ہے؟ انہوں

١٦٢٢ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 141 باب الجاسوس ...(3007) مسلم (2494) ترمذی (3305)۔

((يَا حَاطِبُ! مَا هٰذَا؟)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ، وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا ـ وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، لَهُمْ قَرَابَاتٌ بِمَكَّةَ يَحْمُوْنَ بِهَا أَهْلِيْهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ، أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِي ـ وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا، وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ صَدَقَكُمْ)) فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ ـ قَالَ: ((إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا، وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)) ـ

نے عرض کیا' یارسول اللہ! میرے بارے میں عجلت سے کام نہ لیجئے' میری حیثیت (مکہ میں) یہ تھی کہ قریش کے ساتھ میں نے رہنا سہنا اختیار کرلیا تھا' ان سے رشتہ ناتہ میرا کچھ بھی نہ تھا۔ آپ کے ساتھ جو دوسرے مہاجرین ہیں' ان کی تو مکہ میں سب کی رشتہ داری ہے اور مکہ والے اسی وجہ سے ان کے عزیزوں کی اور ان کے مالوں کی حفاظت وحمایت کریں گے مگر مکہ والوں کے ساتھ میرا کوئی نسبی تعلق نہیں اس لیے میں نے سوچا کہ ان پر کوئی احسان کردوں جس سے اثر لے کر وہ میرے بھی عزیزوں کی مکہ میں حفاظت کریں۔ میں نے یہ کام کفر یا ارتداد کی وجہ سے ہرگز نہیں کیا اور نہ اسلام کے بعد کفر سے خوش ہوکر۔ رسول ﷺ نے سن کر فرمایا کہ حاطب نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! اجازت دیجئے میں اس منافق کا سر اڑادوں' آپ ﷺ نے فرمایا نہیں' یہ بدر کی لڑائی میں (مسلمانوں کے ساتھ مل کر) لڑے ہیں۔ اور تمہیں معلوم نہیں' اللہ تعالیٰ مجاہدین بدر کے احوال (موت تک کے) پہلے ہی سے جانتا تھا' اور وہ خود ہی (ان کے متعلق) فرماچکا ہے کہ ''تم جو چاہو کرو میں تمہیں معاف کرچکا ہوں''۔

**لغوی توضیح** رَوْضَةَ خَاخٍ مکہ ومدینہ کے درمیان اور مدینہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ایک مقام۔ ظَعِيْنَةٌ ہودج میں سوار عورت۔ تَعَادَى دوڑ رہے تھے۔ عِقَاص جمع ہے عقيصة کی، معنی ہے وہ بال جن کی مینڈیاں بنائی گئی ہوں۔

## (38) باب من فضائل ابي موسى وابي عامر الاشعريين رضي الله عنهما

## حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ کے بعض فضائل

١٦٢٣ ـ حديث أَبِي مُوْسَى رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ، بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ، وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: أَلَا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے قریب ہی تھا جب آپ جعرانہ سے' جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایک مقام ہے' اتر رہے تھے۔ آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ اسی عرصہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بدوی آیا اور کہنے لگا کہ آپ

١٦٢٣ ـ البخاري في 64 كتاب المغازي: 56 باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان، مسلم (2497) ـ

تُنجزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي؟ فَقَالَ لَهُ: ((أَبْشِرْ)) فَقَالَ: قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ (أَبْشِرْ). فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوْسَى وَ بِلَالٍ، كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ، فَقَالَ: ((رَدَّ الْبُشْرَى، فَاقْبَلَا أَنْتُمَا)) قَالَا: قَبِلْنَا. ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ، فِيْهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيْهِ، وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا، وَأَبْشِرَا)) فَأَخَذَا الْقَدَحَ، فَفَعَلَا. فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ، مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ: أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا. فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً.

نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کیوں نہیں کرتے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو۔ اس پر وہ بدوی بولا بشارت تو آپ مجھے بہت دے چکے۔ پھر حضور ﷺ نے چہرۂ مبارک حضرت ابوموسیٰ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کی طرف پھیرا۔ آپ بہت غصے میں معلوم ہو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اس نے بشارت واپس کردی' اب تم دونوں اسے قبول کرلو۔ ان دونوں حضرات نے عرض کیا کہ ہم نے قبول کیا۔ پھر آپ نے پانی کا ایک پیالہ طلب فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو اس میں دھویا اور اسی میں کلی کی اور (ہر دو سے) فرمایا کہ اس کا پانی پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر اسے ڈال لو اور بشارت حاصل کرو۔ ان دونوں نے پیالہ لے لیا اور ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ پردہ کے پیچھے سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی کہا کہ اپنی ماں کے لیے بھی کچھ چھوڑ دینا۔ چنانچہ انہوں نے ان کے لیے ایک حصہ چھوڑ دیا۔

**لغوی توضیح** تُنْجِزُ انجاز سے ہے، معنی ہے پورا کرنا۔ مَجَّ فِيْهِ اس میں کلی کی۔ أَفْرِغَا بہاؤ۔ أَفْضِلَا باقی چھوڑو۔

١٦٢٤۔ حديث أَبِي مُوْسَى رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ ﷺ، مِنْ حُنَيْنٍ، بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى أَوْطَاسٍ. فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ. فَقُتِلَ دُرَيْدٌ، وَهَزَمَ اللهُ أَصْحَابَهُ. قَالَ أَبُوْ مُوْسَى: وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ. فَرُمِيَ أَبُوْ عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ. رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ. فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: يَا عَمِّ! مَنْ رَمَاكَ؟ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوْسَى، فَقَالَ: ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي. فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ. فَلَمَّا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ حنین سے فارغ ہوگئے تو آپ نے ایک دستے کے ساتھ حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کو وادی اوطاس کی طرف بھیجا۔ اس معرکہ میں درید بن اصمہ سے مقابلہ ہوا۔ درید قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دے دی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو عامر کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھی بھیجا تھا۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر آ کر لگا۔ بنی جشم کے ایک شخص نے ان پر تیر مارا تھا اور ان کے گھٹنے میں اتار دیا تھا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور کہا چچا! یہ تیر آپ پر کس نے پھینکا ہے؟ انہوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو اشارے سے بتایا کہ وہ جشمی میرا قاتل ہے جس نے مجھے نشانہ بنایا ہے۔ میں اس کی طرف

١٦٢٤۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 55 باب غزاة اوطاس (2884) مسلم (2498) ابن حبان (7198)۔

رَآنِی وَلّٰی ۔ فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لَهُ : اَلا تَسْتَحْیِ ؟ اَلَا تَثْبُتُ ؟ فَكَفَّ ۔ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ ، فَقَتَلْتُهُ ۔ ثُمَّ قُلْتُ لِاَبِی عَامِرٍ : قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ ۔ قَالَ : فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ ، فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ ۔ قَالَ : يَا ابْنَ اَخِی ! اَقْرِئِ النَّبِیَّ ﷺ السَّلَامَ ، وَقُلْ لَهُ : اسْتَغْفِرْلِی ۔ وَاسْتَخْلَفَنِی اَبُوْ عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ ، فَمَكَثَ يَسِيْرًا ، ثُمَّ مَاتَ ۔ فَرَجَعْتُ ، فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ ، فِی بَيْتِهِ عَلٰى سَرِيْرٍ مُرْمَلٍ ، وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيْرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ ، فَاَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا ، وَخَبَرِ اَبِی عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِی ۔ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّا ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ۔ فَقَالَ : (( اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِی عَامِرٍ )) وَرَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ ۔ ثُمَّ قَالَ : (( اَللّٰهُمَّ ! اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ )) فَقُلْتُ : وَلِی فَاسْتَغْفِرْ ۔ فَقَالَ : (( اَللّٰهُمَّ ! اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ ، وَاَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيْمًا )) ۔

قَالَ اَبُوْبُرْدَةَ ( رَاوِی الْحَدِيْثِ ) : اِحْدَاهُمَا لِاَبِی عَامِرٍ ، وَالْاُخْرٰی لِاَبِی مُوْسٰی ۔

لپکا اور اس کے قریب پہنچ گیا لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگ پڑا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور میں یہ کہتا جاتا تھا! تجھے شرم نہیں آتی' تجھ سے مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ آخر وہ رک گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ اللہ نے آپ کے قاتل کو قتل کروا دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے (گھٹنے میں سے) تیر نکال لے میں نے نکال دیا تو اس سے پانی جاری ہوگیا۔ پھر انہوں نے فرمایا بھتیجے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر مجھے اپنا نائب بنا دیا اس کے بعد وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے اور شہادت پائی۔ میں واپس ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ اپنے گھر میں بانوں کی ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے۔ اس پر کوئی بستر بچھا ہوا نہیں تھا اور بانوں کے نشانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ اور پہلو پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اور ابو عارم کے واقعات بیان کئے اور یہ کہ انہوں نے دعائے مغفرت کے لیے درخواست کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا' پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی' اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل میں سفیدی دیکھی (جب آپ دعا کر رہے تھے) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی' اے اللہ قیامت کے دن ابو عامر کو اپنی بہت سی مخلوق سے بلند تر درجہ عطا فرمائیو۔ میں نے عرض کیا اور میرے لیے بھی اللہ سے مغفرت کی دعا فرما دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ! عبداللہ بن قیس ابو موسیٰ کے گناہوں کو بھی معاف فرما اور قیامت کے دن اچھا مقام عطا فرمائیو۔

ابو بردہ (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ ایک دعا حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ کے لیے تھی اور دوسری حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے۔

**لغوی توضیح** اَوْطَاس حنین کے قریب ایک وادی۔ اس کی طرف غزوۂ حنین کے بعد لشکر روانہ کیا گیا کیونکہ کچھ مشرکین نے وہاں جا کر پناہ لے لی تھی۔ فَنَزَا جاری ہوگیا۔ رِمَالُ بان (جس سے چارپائی بنی جاتی ہے)۔

## (39) باب من فضائل الاشعريين ﷺ

## اشعریوں کی بعض خوبیوں کا بیان

١٦٢٥ - حديث أَبِي مُوْسَى ﷺ - قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْآنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ، وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ، وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ، وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ، إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ (أَوْ قَالَ) الْعَدُوَّ، قَالَ لَهُمْ إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُوْنَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوْهُمْ)) -

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب میرے اشعری احباب رات میں (کاموں سے فارغ ہو کر) آتے ہیں تو میں ان کی تلاوتِ قرآن کی آواز پہچان جاتا ہوں۔ اگرچہ دن میں' میں نے ان کی اقامت گاہوں کو نہ دیکھا ہو' لیکن جب رات میں وہ قرآن پڑھتے ہیں تو ان کی آواز سے میں ان کی اقامت گاہوں کو پہچان لیتا ہوں۔ میرے ان ہی اشعری احباب میں ایک مردِ دانا بھی ہے کہ جب کہیں اس کی سواروں سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے' یا آپ نے فرمایا کہ دشمن سے' تو ان سے کہتا ہے کہ میرے دوستوں نے کہا ہے کہ تم تھوڑی دیر کے لیے ان کا انتظار کر لو (یعنی وہ سب بھی تمہارے مقابلے کے لیے آ رہے ہیں)۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ رات کے وقت اونچی آواز سے قرآن پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ ریاکاری یا کسی اذیت کا خدشہ نہ ہو۔

١٦٢٦ - حديث أَبِي مُوْسَى ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ، أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ، جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ، فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ)) -

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' قبیلہ اشعر کے لوگوں کا جب جہاد کے موقع پر توشہ کم ہو جاتا ہے یا مدینہ (کے قیام) میں ان کے بال بچوں کے لیے کھانے کی کمی ہو جاتی ہے تو کچھ بھی ان کے پاس توشہ ہوتا ہے تو وہ ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں۔ پھر آپس میں ایک برتن سے برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ پس وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔

**لغوی توضیح** إِذَا أَرْمَلُوْا جب ان کا زادِ راہ ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ اس حدیث میں ثبوت ہے کہ ہمدردی، احسان اور ایثار کی غرض سے سب کا کھانا جمع کر لینا اور پھر اسے برابر تقسیم کر لینا مستحب ہے۔

---

١٦٢٥ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 38 باب غزوة خيبر (4232) مسلم (2499) -

١٦٢٦ - البخاري في: 47 كتاب الشركة: 1 باب الشركة في الطعام والنهد والعروض (2486) مسلم (2500)۔

**(41) باب من فضائل جعفر بن ابی طالب واسماء بنت عمیس واهل سفینتهم رضی اللہ عنہم**

۱٦٢٧ - حدیث ابی موسی رضی اللہ عنہ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ عَنْ اَبِی مُوْسَی رضی اللہ عنہ قَالَ: بلغنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ - فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ اِلَيْهِ ' اَنَا وَاَخَوَان لِی ' اَنَا اَصْغَرُهُمْ ' اَحَدُهُمَا اَبُوْ بُرْدَةَ ' وَالآخَرُ اَبُوْ رُهْمٍ - فِی ثَلاثَةٍ وَ خَمْسِيْنَ اَوِاثْنَيْنِ وَ خَمْسِيْنَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِی - فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً ' فَاَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا اِلَی النَّجَاشِيِّ ' بِالْحَبَشَةِ ' فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ اَبِی طَالِبٍ - فَاَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّی قَدِمْنَا جَمِيْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِیَّ ﷺ ' حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ - وَكَانَ اُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ لَنَا: "يَعْنِی لاَهْلِ السَّفِيْنَةِ" سَبَقْنَا كُمْ بِالْهِجْرَةِ -

وَدَخَلَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ ' وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا ' عَلَی حَفْصَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' زَائِرَةً - وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ اِلَی النَّجَاشِيِّ فِيْمَنْ هَاجَرَ - فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَی حَفْصَةَ ' وَاَسْمَاءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ ' حِيْنَ رَاَی اَسْمَاءَ: مَنْ هٰذِهِ؟ قَالَتْ: اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ - قَالَ عُمَرُ: اَلْحَبَشِيَّةُ هٰذِهِ؟ اَلْبَحْرِيَّةُ هٰذِهِ؟ قَالَتْ اَسْمَاءُ: نَعَمْ - قَالَ:

**حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ کشتی والوں کے فضائل**

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں نبی ﷺ کی ہجرت کے متعلق خبر ملی تو ہم یمن میں تھے' اس لیے ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہجرت کی نیت سے نکل پڑے' میں اور میرے دو بھائی۔ میں دونوں سے چھوٹا تھا' میرے ایک بھائی کا نام ابو بردہ تھا اور دوسرے کا ابورہم۔ انہوں نے کہا کہ پچاس سے کچھ زائد یا انہوں نے یوں بیان کیا کہ میری قوم کے ترپن یا باون لوگ بھی ساتھ تھے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے لیکن ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کے ملک حبشہ میں لا ڈالا' وہاں ہماری ملاقات جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوگئی' جو پہلے ہی مکہ سے ہجرت کر کے وہاں پہنچ چکے تھے' ہم نے وہاں ان کے ساتھ قیام کیا۔ پھر ہم سب مدینہ اکٹھے روانہ ہوئے' یہاں ہم حضور ﷺ کی خدمت میں اس وقت پہنچے جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے۔ کچھ لوگ ہم سے یعنی کشتی والوں سے کہنے لگے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ہمارے ساتھ مدینہ آئی تھیں' ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ وہ (اسماء) بھی نجاشی کے ملک میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ ہجرت کر کے چلی گئی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے' اس وقت اسماء بنت عمیس وہیں تھیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ام المومنین نے بتایا کہ اسماء بنت عمیس! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا اچھا وہی جو حبشہ سے بحری سفر کر کے آئی ہیں۔ اسماء نے کہا جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ہم تم لوگوں سے ہجرت میں آگے ہیں' اس لیے رسول اللہ ﷺ سے ہم'

۱٦٢٧ - البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 38 باب غزوة خیبر (3136) مسلم (2503) بغوی (2721) -

سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ اَحَقُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ، وَقَالَتْ : كَلَّا ۔ وَاللّٰهِ ! كُنْتُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ ۔ وَكُنَّا فِي دَارِ (اَوْ) فِي اَرْضِ الْبُعْدَاءِ الْبُغْضَاءِ بِالْحَبَشَةِ ۔ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ وَفِي رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَايْمُ اللّٰهِ ! لَا اَطْعَمُ طَعَامًا، وَلَا اَشْرَبُ شَرَابًا، حَتّٰى اَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَنُخَافُ وَسَاَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، وَاَسْاَلُهُ ۔ وَاللّٰهِ ! لَا اَكْذِبُ وَلَا اَزِيْغُ وَلَا اَزِيْدُ عَلَيْهِ ۔ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَتْ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ! اِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا ۔ قَالَ : (( فَمَا قُلْتِ لَهُ؟)) قَالَتْ : قُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا ۔ قَالَ : ((لَيْسَ بِاَحَقَّ بِيْ مِنْكُمْ ۔ وَلَهُ وَلِاَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَكُمْ اَنْتُمْ، اَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ))۔ قَالَتْ : فَلَقَدْ رَاَيْتُ اَبُوْ مُوْسٰى وَاَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ يَاْتُوْنِيْ اَرْسَالًا يَسْاَلُوْنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ اَفْرَحُ، وَلَا اَعْظَمُ فِي اَنْفُسِهِمْ، مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ ۔

قَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ ( رَاوِي الْحَدِيْثِ) قَالَتْ اَسْمَاءُ : فَلَقَدْ رَاَيْتُ اَبَا مُوْسٰى وَاِنَّهُ لَيَسْتَعِيْدُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنِّيْ۔

تمہارے مقابلہ میں زیادہ قریب ہیں' حضرت اسماء اس پر بہت غصہ ہوگئیں اور کہا' ہرگز نہیں خدا کی قسم! تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے ہو۔ تم میں جو بھوکے ہوتے تھے اسے آنحضرت ﷺ کھانا کھلاتے تھے اور جو ناواقف ہوتے تھے اسے آنحضرت ﷺ نصیحت و موعظت کیا کرتے تھے' لیکن ہم بہت دور حبشہ میں غیروں اور دشمنوں کے ملک میں رہتے تھے' یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے راستے میں ہی تو کیا ہے اور خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک تمہاری بات رسول اللہ ﷺ سے نہ کہہ لوں۔ ہمیں اذیت دی جاتی تھی' دھمکایا ڈرایا جاتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ سے اس کے متعلق پوچھوں گی' خدا کی قسم! نہ میں جھوٹ بولوں گی' نہ کج روی اختیار کروں گی اور نہ کسی (خلاف واقعہ) بات کا اضافہ کروں گی۔ چنانچہ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! عمر اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ پھر تم نے انہیں کیا جواب دیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے انہیں یہ یہ جواب دیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا وہ تم سے زیادہ مجھ سے قریب نہیں ہیں' انہیں اور ان کے ساتھیوں کو صرف ایک ہجرت حاصل ہوئی اور تم کشتی والوں نے دو ہجرتوں کا شرف حاصل کیا۔

اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوموسیٰ اور تمام کشتی والے میرے پاس گروہ در گروہ آنے لگے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھنے لگے' ان کے لیے دنیا میں حضور ﷺ کے ان کے متعلق اس ارشاد سے زیادہ خوش کن اور باعث فخر اور کوئی چیز نہیں تھی۔

ابو بردہ (راویٔ حدیث) نے بیان کیا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت ابوموسیٰ مجھ سے اس حدیث کو بار بار سنتے تھے۔

## (43) باب فضائل الانصار رضي الله عنهم

## انصار کے بعض فضائل

١٦٢٨ ـ حديث جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ : نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِيْنَا ـ ﴿ إِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ﴾ ـ بَنِي سَلِمَةَ وَبَنِي حَارِثَةَ وَمَا اُحِبُّ اَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ﴾ ـ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ آیت ہمارے (یعنی بنی حارثہ اور بنی مسلمہ کے) بارے میں نازل ہوئی تھی ''جب تمہاری دو جماعتیں پست ہمتی کا ارادہ کر چکی تھیں۔'' میری یہ خواہش نہیں ہے کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی کیونکہ اللہ آگے فرما رہا ہے ''اور اللہ ان دونوں جماعتوں کا ولی و مددگار تھا۔'' [آل عمران:١٢٢]

فهم الحديث: جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ وہ ان کا ولی ہے تو یقیناً یہ ان کے لیے بڑے شرف والی بات ہے۔

١٦٢٩ ـ حديث زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضي الله عنه عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه ، قَالَ : حَزِنْتُ عَلَى مَنْ اُصِيْبَ بِالْحَرَّةِ ، فَكَتَبَ اِلَيَّ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ ، وَبَلَغَهُ شِدَّةُ حُزْنِي ، يَذْكُرُ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : (( اَللّٰهُمَّ ! اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ ، وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ )) ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مقام حرہ میں جو لوگ شہید کر دیئے گئے تھے ان پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ حضرت زید بن ارقم کو میرے غم کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے مجھے لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ ''اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کی بھی مغفرت فرما۔''

١٦٣٠ ـ حديث اَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ : رَاَى النَّبِيُّ ﷺ النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِيْنَ ، مِنْ عُرْسٍ ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مُمْثِلًا ، فَقَالَ : (( اَللّٰهُمَّ ! اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ )) قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے (انصار کی) عورتوں اور بچوں کو میرے گمان کے مطابق کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا اللہ (گواہ ہے) تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو۔ تین بار آپ نے ایسا ہی فرمایا۔

١٦٣١ ـ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ : جَاءَتْ امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا ـ فَكَلَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : (( وَالَّذِي نَفْسِي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کی عورتیں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ساتھ ایک ان کا بچہ بھی تھا۔ نبی ﷺ نے ان سے کلام کیا پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم لوگ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو۔ دو مرتبہ

---

١٦٢٨ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 18 باب إذ همت طائفتان منكم ان تفشلا (4051) مسلم (2505)-

١٦٢٩ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 63 سورة إذا جاءك المنافقون: 6 باب قوله "هم ..." (4906) مسلم (2506)-

١٦٣٠ ـ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 5 باب قول النبي ﷺ للانصار ...(3785) مسلم (2508) -

١٦٣١ ـ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 5 باب قول النبي ﷺ للانصار ...(3786) مسلم (2509) -

بِيَدِهٖ ! اِنَّكُمْ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ )) مَرَّتَيْنِ ۔

آپ نے یہ جملہ فرمایا۔

١٦٣٢ ۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : (( اَلْاَنْصَارُ كَرِشِي وَعَيْبَتِي وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ ، فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا' انصار میرے جسم و جان ہیں۔ ایک دور آئے گا کہ دوسرے لوگ تو بہت ہو جائیں گے' لیکن انصار کم رہ جائیں گے۔ اس لیے ان کے نیکو کاروں کی پذیرائی کیا کرنا اور خطا کاروں سے درگزر کیا کرنا۔

**لغوی توضیح** كَرِشِي حیوانات کی خوراک کا ٹھکانہ، جیسے انسان کا معدہ ہے۔ عَيْبَتِي جس میں انسان اپنا قیمتی ونفیس سامان محفوظ کرتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہ لوگ آپ ﷺ کے راز دان اور خصوصی لوگ ہیں۔ يَقِلُّوْنَ انصار کم ہوں گے۔ غالباً اس لیے کہ دوسرے علاقوں کے لوگ بکثرت اسلام میں داخل ہو جائیں گے جس وجہ سے ان کی تعداد کم ہو جائے گی۔

## (44) باب في خير دور الانصار رضی اللہ عنہم

## انصار کے بہترین خاندانوں کا بیان

١٦٣٣ ۔ حديث اَبِي اُسَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( خَيْرُ دُوْرِ الْاَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ ، ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ ، ثُمَّ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ ، ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ ، وَ فِي كُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ خَيْرٌ ))۔

فَقَالَ سَعْدٌ : مَا اَرَى النَّبِيَّ ﷺ اِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا۔ فَقِيْلَ : قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيْرٍ۔

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' بنو نجار کا گھرانہ انصار میں سب سے بہتر گھرانہ ہے۔ پھر بنو عبد الاشہل کا' پھر بنو الحارث بن خزرج کا' پھر بنو ساعدہ اور انصار کا ہر گھرانہ عمدہ ہی ہے۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ نبی ﷺ نے انصار قبیلوں کو ہم پر فضیلت دی ہے۔ ان سے کسی نے کہا آپ کو بھی تو بہت سے قبیلوں پر نبی ﷺ نے فضیلت دی ہے۔

## (45) باب في حسن صحبة الانصار رضی اللہ عنہم

## انصار کے حسن سلوک کا بیان

١٦٣٤ ۔ حديث جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : صَحِبْتُ جَرِيْرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ، فَكَانَ يَخْدُمُنِي وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْ اَنَسٍ قَالَ جَرِيْرٌ : اِنِّي رَاَيْتُ الْاَنْصَارَ يَصْنَعُوْنَ شَيْئًا ، لَا اَجِدُ مِنْهُمْ اِلَّا اَكْرَمْتُهُ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا وہ میری خدمت کرتے تھے' حالانکہ عمر میں وہ مجھ سے بڑے تھے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ہر وقت انصار کو ایک ایسا کام (رسول اللہ ﷺ کی خدمت) کرتے دیکھا جب ان میں سے کوئی مجھے ملتا ہے تو میں اس کی تعظیم واکرام کرتا ہوں۔

---

١٦٣٢ ۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 11 باب قول النبي ﷺ اقبلوا من محسنهم (3801) مسلم (2510) ۔

١٦٣٣ ۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 7 باب فضل دور الانصار (3789) مسلم (2511) ترمذي (3910) ۔

١٦٣٤ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 71 باب فضل الخدمة في الغزو (2888) مسلم (2513)۔

## (46) باب دعاء النبي ﷺ لغفار واسلم

## غفار اور اسلم قبیلہ کے لیے نبی ﷺ کا دعا کرنا

١٦٣٥ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( أَسْلَمُ، سَالَمَهَا اللَّهُ ! وَغِفَارُ، غَفَرَ اللَّهُ لَهَا ! )) ـ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔

١٦٣٦ ـ حديث ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ: (( غِفَارُ، غَفَرَ اللَّهُ لَهَا ! وَأَسْلَمُ، سَالَمَهَا اللَّهُ ! وَعُصَيَّةُ، عَصَتِ اللَّهِ وَرَسُولَهُ )) ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا، قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا اور قبیلہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

## (47) باب من فضائل غفار واسلم وجهينة واشجع و مزينة و تميم و دوس وطى

## غفار، اسلم، جہینہ، اشجع، مزینہ، تمیم، دوس اور طے قبائل کے بعض فضائل

١٦٣٧ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (( قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَأَشْجَعُ وَغِفَارُ، مَوَالِيَّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُونَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ )) ـ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم، اشجع اور غفار ان سب قبیلوں کے لوگ میرے خیر خواہ ہیں اور ان کا بھی اللہ اور اس کے رسول کے سوا کوئی حمایتی نہیں۔

١٦٣٨ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (( أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْءٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ (أَوْ قَالَ) شَيْءٌ مِنْ جُهَيْنَةَ وَمُزَيْنَةَ) خَيْرٌ عِنْدَ اللَّهِ (أَوْ قَالَ) يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ )) ـ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، قبیلہ اسلم، غفار اور مزینہ اور جہینہ کے کچھ لوگ یا انہوں نے بیان کیا کہ مزینہ کے کچھ لوگ یا جہینہ کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یا بیان کیا کہ قیامت کے دن قبیلہ اسد، تمیم، ہوازن اور غطفان سے بہتر ہوں گے۔

١٦٣٩ ـ حديث أَبِي بَكْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ رضي الله عنه قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّمَا

حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے کہ جو حاجیوں کا سامان چرایا کرتے تھے

١٦٣٥ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 6 باب ذكر اسلم وغفار ومزينة وجُهَيْنَةَ واشجع ـ
١٦٣٦ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 6 باب ذكر اسلم وغفار ومزينة وجهينة واشجع (3513) مسلم (2518) ـ
١٦٣٧ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 2 باب مناقب قريش (3504) مسلم (2520) احمد (7909) ـ
١٦٣٨ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 11 باب قصة زمزم فى المتن (3523) مسلم (2521) ترمذى (3950) ـ
١٦٣٩ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 6 باب ذكر اسلم وغفار ومزينة وجهينة (3515) مسلم (2522) بغوى (3854) ـ

بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيجِ ، مِنْ اَسْلَمَ وَ غِفَارَ وَ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ اَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ وَ بَنِي عَامِرٍ وَاَسَدٍ وَ غَطَفَانَ ، خَابُوْا وَخَسِرُوْا؟ )) قَالَ : نَعَمْ : (( وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ! اِنَّهُمْ لَخَيْرٌ مِنْهُمْ )) ۔

یعنی اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ کے لوگ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بتلاؤ اسلم غفار مزینہ اور جہینہ یہ چاروں قبیلے بنی تمیم، بنی عامر اور اسد اور غطفان سے بہتر نہیں ہیں؟ کیا یہ (مؤخر الذکر) خراب اور برباد نہیں ہوئے اقرع نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ ان سے بہتر ہیں۔

**لغوی توضیح** خَيْرًا مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ ...... بنوتمیم سے بہتر ہیں۔ قبیلہ اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ کو بہتر اس لیے کہا کیونکہ یہ جاہلیت میں بنوتمیم اور بنوعامر وغیرہ سے قوت اور شان وشوکت میں زیادہ تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو انہوں نے قبول اسلام میں بھی جلدی کی۔ اس وجہ سے ان کا شرف دوچند ہو گیا۔

١٦٤٠ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرِو الدَّوْسِيُّ ، وَاَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَقَالُوا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ دَوْسًا عَصَتْ ، وَاَبَتْ ۔ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا ۔ فَقِيْلَ : هَلَكَتْ دَوْسٌ ۔ قَالَ : ((اَللّٰهُمَّ ! اهْدِ دَوْسًا وَاْتِ بِهِمْ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قبیلہ دوس کے لوگ سرکشی پر اتر آئے ہیں اور اللہ کا کلام سننے سے انکار کرتے ہیں' آپ ان پر بددعا کیجئے۔ بعض صحابہ نے کہا کہ اب دوس کے لوگ برباد ہو جائیں گے لیکن آپ نے فرمایا اے اللہ! دوس کے لوگوں کو ہدایت دے اور انہیں (دائرہ اسلام میں) کھینچ لا۔

**لغوی توضیح** هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔ نبی ﷺ نے بنوتمیم کو "ہماری قوم" کہہ کر ان کی نسبت اپنی طرف کی، اس سے ان کا شرف وفضیلت عیاں ہے۔ سَبِيَّةٌ قیدی عورت۔

١٦٤١ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ : مَا زِلْتُ اُحِبُّ بَنِي تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْهِمْ ۔ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ : (( هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ )) قَالَ : وَجَائَتْ صَدَقَاتُهُمْ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( هٰذِهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین باتوں کی وجہ سے جنہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' میں بنوتمیم سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں۔ رسول ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ دجال کے مقابلے میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت مخالف ثابت ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) بنوتمیم کے یہاں سے زکوٰۃ آئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہماری قوم

١٦٤٠ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 100 باب الدعاء للمشركين بالهدى ليتالفهم (2937) مسلم (2524) ۔

١٦٤١ ۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 13 باب من ملك من العرب رقيقا فوهب وباع (2543) مسلم (2525) ۔

صَدَقَاتُ قَوْمِنَا )) وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ - فَقَالَ : (( اَعْتِقِيْهَا ' فَاِنَّهَا مِنْ وَلَدِ اِسْمَاعِيْلَ )) -

کی زکوٰۃ ہے۔ بنو تمیم کی ایک عورت قید ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اسے آزاد کر دے۔ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

## (48) باب خیار الناس

## بہترین لوگوں کا بیان

١٦٤٢ - حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : (( تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ ' خِيَارُهُمْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِى الاِسْلامِ ' اِذَا فَقِهُوْا وَتَجِدُوْنَ خَيْرَ النَّاسِ فِى هَذَا الشَّاْنِ اَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَاالْوَجْهَيْنِ الَّذِى يَاْتِى هَؤُلاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلاءِ بِوَجْهٍ )) -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم انسانوں کو کان کی طرح پاؤ گے (بھلائی اور برائی میں) جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں بہتر اور اچھی صفات کے مالک تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات والے ہیں بشرطیکہ وہ دین کا علم بھی حاصل کریں اور حکومت اور سرداری کے لائق اس کو پاؤ گے جو حکومت اور سرداری کو بہت ناپسند کرتا ہو اور آدمیوں میں سب سے برا اس کو پاؤ گے جو دورخہ (دوغلا) ان لوگوں میں ایک منہ لے کر آئے' دوسروں میں دوسرا منہ۔

**لغوی توضیح:** تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ تم لوگوں کو کانوں کی طرح پاؤ گے۔ معادن جمع ہے معدن کی، معنی ہے کان، جو زمین میں ہوتی ہے۔ یہ کانیں بعض اوقات انتہائی عمدہ اشیاء پر مشتمل ہوتی ہیں اور بعض اوقات گھٹیا۔ بس اسی طرح لوگ بھی ہیں۔ اِذَا فَقِهُوْا جب دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔ یعنی جاہلیت کے اچھی صفات کے لوگ (سخی، پاکدامن، بردبار، سچے، درگزر کرنے والے وغیرہ) اسلام قبول کر لیں تو وہ اسلام کے بھی اچھے لوگ شمار ہوں گے، البتہ شرط یہ ہے کہ وہ دین کی سمجھ بوجھ بھی حاصل کریں۔ ذَا الْوَجْهَيْنِ دو چہروں والا یعنی دوغلا۔ معلوم ہوا کہ دوغلا شخص بدترین ہے۔ یاد رہے کہ جس روایت میں ہے کہ دنیا کا دوغلا شخص روزِ قیامت آئے گا تو اس کے آگ کے دو چہرے ہوں گے، وہ من گھڑت ہے۔[1]

## (49) باب من فضائل نساء قريش

## قریش کی عورتوں کی فضیلت

١٦٤٣ - حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : (( نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الاِبِلَ - اَحْنَاهُ عَلَى طِفْلٍ ' وَاَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہونے والیوں (عربی خواتین) میں سب سے بہترین قریشی خواتین ہیں۔ اپنے بچے پر سب سے زیادہ محبت و شفقت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال و اسباب کی

١٦٤٢ - البخاری فی: 61 كتاب المناقب: 1 باب قول الله تعالى "يايها الناس إنا خلقناكم..." (3493) مسلم (2526) -

١٦٤٣ - البخاری فی: 60 كتاب الانبياء: 46 باب قوله تعالى "إذ قالت الملائكة يا مريم" (3434) مسلم (2527) -

[1] [موضوع: ضعيف الجامع الصغير (3056) السلسلة الضعيفة (6670)]

فِي ذَاتِ يَدِهِ )) ۔

سب سے بہتر نگران ومحافظ ہیں۔

يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَلَى اِثْرِ ذٰلِكَ : وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيْرًا قَطُّ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہتے تھے کہ مریم بنت عمران اونٹ پر کبھی سوار نہیں ہوئی تھیں۔

**لغوی توضیح** اَحْنَاهُ سب سے زیادہ محبت وشفقت کرنے والی۔ اَرْعَاهُ سب سے زیادہ حفاظت کرنے والی۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں بہترین عورتوں کے وصف ہیں، لہٰذا یہ آج ہماری عورتوں میں بھی ہونے چاہییں۔ وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ مریم علیہا السلام تو کبھی اونٹ پر سوار نہیں ہوئیں۔ یہ کہنے کا مقصد یہ تھا کہ قریشی خواتین مریم علیہا السلام سے افضل نہیں کیونکہ یہاں مراد صرف عرب خواتین پر قریشی خواتین کی فضیلت کا بیان ہے نہ کہ تمام خواتین پر۔

## (50) باب مؤاخاة النبي ﷺ بين اصحابه رضي الله عنهم

## رسول ﷺ کا صحابہ کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دینے کا بیان

١٦٤٤ ـ حديث انس رضي الله عنه عَنْ عَاصِمٍ ' قَالَ : قُلْتُ لاَنَسٍ رضي الله عنه اَبَلَغَكَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : (( لَاحِلْفَ فِي الاِسْلَامِ ؟ )) فَقَالَ : قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْاَنْصَارِ فِي دَارِيْ ۔

عاصم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا اسلام میں جاہلیت والے عہد و پیمان نہیں ہیں تو انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے تو خود انصار اور قریش کے درمیان میرے گھر میں عہد و پیمان کرایا تھا۔

**لغوی توضیح** حِلْفَ تعاون وامداد کا عہد و پیمان۔ جو (جاہلیت میں) دو افراد یا دو قبیلوں یا دو جماعتوں میں ہوتا تھا۔ عاصم رحمہ اللہ نے اسلام میں اس کی نفی اس لیے کی کیونکہ اسلام تو ہر مسلمان پر اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی امداد وتعاون کو واجب قرار دیتا ہے لہٰذا ایسے کسی معاہدے کی ضرورت ہی نہیں۔ البتہ انس رضی اللہ عنہ نے جو یہ کہا کہ ''نبی ﷺ نے تو خود انصار اور قریش کے درمیان میرے گھر میں عہد و پیمان کرایا تھا'' تو یاد رہے کہ وہ محض ایک انتقالی مرحلہ تھا یعنی جاہلی تعاون سے اسلامی تعاون کی طرف۔

## (52) باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت

١٦٤٥ ـ حديث اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : (( يَاْتِي زَمَانٌ يَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ ' فَيُقَالُ : فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ ؟ فَيُقَالُ : نَعَمْ ۔ فَيُفْتَحُ ثُمَّ يَاْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کی فوج جہاد پر ہوگی۔ پوچھا جائے گا کہ کیا فوج میں کوئی ایسے بزرگ بھی ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو؟ کہا جائے گا کہ ہاں۔ تو (دعا کے لیے انہیں آگے بڑھا کے) ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا اس وقت اس

١٦٤٤ ـ البخاري في: 39 كتاب الكفالة: 2 باب قول الله تعالى "والذين عاقدت ايمانكم..." (2294) مسلم (2529) ـ

١٦٤٥ ـ البخاري في: 56 كتاب الجهاد والسير: 76 باب من استعان بالضعفاء...(2897) مسلم (2532) ـ

اَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ؟ فَيُقَالُ : نَعَمْ فَيُفْتَحُ، ثُمَّ يَاْتِي زَمَانٌ فَيُقَالُ : فِيكُمْ مَنْ صَحِبَ صَاحِبَ اَلْاَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ ))۔

کی تلاش ہوگی کہ کوئی ایسے بزرگ مل جائیں جنہوں نے نبی ﷺ کے صحابہ کی صحبت اٹھائی ہو (یعنی تابعی) ایسے بھی بزرگ مل جائیں گے اور ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔اس کے بعد ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ (سپاہیوں سے) پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسے بزرگ ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں کی صحبت اٹھائی ہو (یعنی تبع تابعی) کہا جائے گا کہ ہاں اور ان سے فتح کی دعا کرائی جائے گی۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اصحاب فضل کی دعا سے مدد نازل فرماتے ہیں اور اسی طرح ان کی دعا سے جو اصحاب فضل کے ساتھی ہوں۔اس حدیث میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی فضیلت کا ذکر ہے اور آئندہ احادیث میں بھی انہی کا بیان ہے۔

١٦٤٦ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ : (( خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ - ثُمَّ يَجِيءُ اَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ، وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگوں کا زمانہ آئے گا جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔

**لغوی توضیح** تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ...... وہ قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔ مراد یہ ہے کہ گواہی دینے میں جلد بازی سے کام لیں گے اور اس پر قسمیں بھی اٹھائیں گے جو بعض اوقات گواہی سے پہلے ہوں گی اور بعض اوقات گواہی کے بعد۔درحقیقت یہ ایسے لوگ ہوں گے جن میں تقویٰ نہیں ہوگا اور یہ قسم و گواہی کے معاملے کو بہت معمولی سمجھیں گے جس بنا پر جھوٹی گواہیاں اور جھوٹی قسمیں کھانے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔

١٦٤٧ - حديث عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضى الله عنهما، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( خَيْرُكُمْ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ )) قَالَ عِمْرَانُ : لَا اَدْرِي، اَذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدُ، قَرْنَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً قَالَ النَّبِيُّ (( اِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سب سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ (صحابہ) ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے (تابعین) پھر وہ لوگ جو ان کے بھی آئیں گے (تبع تابعین)۔حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نہیں جانتا آنحضرت ﷺ نے دو زمانوں کا (اپنے بعد) ذکر فرمایا یا تین کا، پھر آپ نے فرمایا کہ تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے

١٦٤٦ - البخاری فی :52 كتاب الشهادات :9 باب لا يشهد على شهادة جور اذا اُشْهِدَ (2652) مسلم (2533) ۔

١٦٤٧ - البخاری فی :52 كتاب الشهادات :9 باب لا يشهد على شهادة جور اذا اُشْهِدَ (2651) مسلم (2535) ۔

يَخُونُونَ وَلَا يُؤْتَمَنُونَ، وَيَشْهَدُونَ وَلَا يُسْتَشْهَدُونَ، وَيَنْذِرُونَ وَلَا يَفُونَ، وَيَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ))۔

جن میں دیانت کا نام نہ ہوگا۔ ان سے گواہی دینے کے لیے نہیں کہا جائے گا لیکن وہ گواہیاں دیتے پھریں گے۔ نذریں مانیں گے لیکن پوری نہیں کریں گے۔ موٹاپا ان میں عام ہوگا۔

**لغوی توضیح** يَظْهَرُ فِيهِمُ السِّمَنُ ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔ کیونکہ وہ زیادہ کھانے پینے کے حریص ہوں گے اور اس کے لیے جھوٹ سچ کی تمیز کو بھی روا نہیں رکھیں گے۔ تاہم اگر پیدائشی طور پر کوئی موٹا ہو یا حلال روزی کھانے کے بعد یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے موٹاپا ظاہر ہو جائے تو وہ مذموم نہیں۔

## (53) باب قوله ﷺ لا تاتي مائة سنة وعلى الارض نفس منفوسة اليوم

## رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہ اس صدی کے آخر تک آج کے لوگوں میں سے کوئی زندہ نہ ہوگا

١٦٤٨۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ الْعِشَاءَ، فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ، فَقَالَ: ((اَرَاَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهِ؟ فَإِنَّ رَأْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا، لَا يَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ))۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آخر عمر میں (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عشا کی نماز پڑھائی، جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تمہاری آج کی رات وہ ہے کہ اس رات سے سو برس کے آخر تک کوئی شخص جو (آج) زمین پر ہے وہ باقی نہیں رہے گا۔

## (54) باب تحريم سب الصحابة رضي الله عنهم

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا حرام ہے

١٦٤٩۔ حديث اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَسُبُّوا اَصْحَابِي، فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا، مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو۔ اگر کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کے راستے میں) خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد غلہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کے برابر۔

**لغوی توضیح** مُدّ ایک مد ایک صاع کا چوتھائی حصہ ہوتا ہے اور ایک صاع تقریباً اڑھائی کلوگرام کا ہوتا ہے۔

## (59) باب فضل فارس

## اہل فارس کی فضیلت کا بیان

١٦٥٠۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَاُنْزِلَتْ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۂ جمعہ نازل ہوئی (جس میں یہ آیت ہے کہ) "اور

١٦٤٨۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 22 باب السمر في العلم (116) مسلم (2537) ابو داود (4348)۔
١٦٤٩۔ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 5 باب قول النبي: لو كنت متخذا ...(3673) مسلم (2541)۔
١٦٥٠۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 62 سورة جمعة 1: باب قوله "وآخرين منهم" (4897) مسلم (2546)۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ ﴿ وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ﴾ ـ قَالَ : قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ ' حَتّٰى سَأَلَ ثَلَاثًا وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ ـ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' يَدَهُ عَلٰى سَلْمَانَ ' ثُمَّ قَالَ (( لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا ' لَنَالَهُ رِجَالٌ (اَوْ) رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ ))۔

دوسروں کے لیے بھی (رسول اللہ ﷺ رہنما ہیں) جو ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں۔" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ دوسرے کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر یہی سوال تین مرتبہ کیا۔ مجلس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر ایمان ثریا پر بھی ہوگا تب بھی ان لوگوں (یعنی فارس والوں) میں سے اس تک پہنچ جائیں گے یا یوں فرمایا کہ ایک آدمی ان لوگوں میں سے اس تک پہنچ جائے گا۔

**توضیح** الثُّرَيَّا معروف ستارہ، جس کے قریب چھوٹے چھوٹے بہت سے ستارے ہیں۔ کچھ نے اس کا ترجمہ ں کا مجموعہ بھی کیا ہے۔

### 6) باب قوله ﷺ : الناس كابل مائة لا تجد فيها راحلة

### نبی ﷺ کا فرمان کہ لوگ اونٹوں کی مانند ہیں کہ سو میں سے بمشکل ایک سواری کے قابل ہوتا ہے

١٦٥١ ـ حَدِيْثُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ' قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' يَقُوْلُ : (( اِنَّمَا النَّاسُ كَالْاِبِلِ الْمِائَةِ ' لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً ))۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کی مثال اونٹوں کی سی ہے سو (اونٹوں) میں ایک بھی تیز سواری کے قابل نہیں ملتا (بعینہ سو میں ایک کے قریب ہی کوئی انسان اخلاقِ کریمہ سے متصف نظر آتا ہے)۔

## [45] كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ

## حسن سلوک، صلہ رحمی اور دوسرے آدابِ معاشرت

### (1) باب بر الوالدين وانهما احق به

### والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بیان اور یہ کہ وہ اس کے سب سے زیادہ حق دار ہیں

١٦٥٢ ـ حَدِيْثُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے اچھے

١٦٥١ ـ البخارى فى ؛ 8 كتاب الرقاق : 35 باب رفع الامانة ، مسلم (2547) ترمذى (2872) بغوى (4195)۔

١٦٥٢ ـ البخارى فى : 78 كتاب الادب : 2 باب من احق الناس بحسن الصحبة (5971) مسلم (2548) ۔

يَـارَسُوْلَ اللّٰـهِ ! مَـنْ اَحَـقُّ بِـحُسْـنِ صَـحَابَتِي؟ قَالَ : ((اُمُّكَ)) قَالَ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ : ((اُمُّكَ))قَالَ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ : ((اُمُّكَ)) قَالَ : ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ : (( ثُمَّ اَبُوْكَ)) ۔

سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں ۔ پوچھا اس کے بعد کون؟ فرمایا کہ تمہاری ماں۔ انہوں نے پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ آپ نے فرمایا کہ تمہاری ماں۔ پوچھا اس کے بعد کون؟ تب آپ نے فرمایا پھر تمہارا باپ۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ ماں باپ سے تین گنا زیادہ حسن سلوک کا حق رکھتی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حمل، وضع حمل اور دودھ پلانا۔ یہ تینوں مشقیں ماں کے ساتھ ہی خاص ہیں باپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

١٦٥٣ ۔ حدیث عَبْدِ اللّٰـهِ بْنِ عَمْرٍو رضـى الـلّٰه عنهما ' قَالَ : جَاءَ رَجُلٌ اِلَى الـنَّبِـيِّ ﷺ فَاسْتَاْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ ۔ فَقَالَ : ((اَحَـيٌّ وَالِـدَاكَ؟)) قَـالَ : نَـعَمْ قَـالَ: ((فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ)) ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا' کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ نے فرمایا کہ پھر انہی میں جہاد کرو (یعنی ان کو خوش رکھنے کی کوشش کرو)۔

**لغوی توضیح** فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ تو انہی میں جہاد کر یعنی ان کے ساتھ نیکی وحسن سلوک کی کوشش کر۔ اس سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جہاد پر جانے کے لیے والدین کی اجازت ضروری ہے کیونکہ والدین کی خدمت فرض عین ہے اور جہاد فرض کفایہ۔ البتہ اگر جہاد فرض عین ہو جائے (دشمن کے حملہ آور ہونے ، امیر کے حکم یا میدانِ جنگ میں پہنچ جانے کی وجہ سے ) تو پھر کسی اجازت کی ضرورت نہیں۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے ہماری کتاب فقه الحديث : كتاب الجهاد ۔

## (2) باب تقديم بر الوالدين على التطوع بالصلاة وغيرها

## نفل نماز وغیرہ پر والدین کی اطاعت مقدم ہے

١٦٥٤ ۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنِ الـنَّبِـيِّ ﷺ ' قَالَ : (( لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ : عِيْسَى ' وَكَانَ فِي بَنِي اِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ جُرَيْجٌ ' كَانَ يُصَلِّي ' جَاءَ تْهُ اُمُّـهُ فَـدَعَتْـهُ ' فَـقَالَ : اُجِيْبُهَا اَوْ اُصَلِّي ؟ فَـقَالَتْ : اَللّٰهُمَّ ! لَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ وُجُوْهَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، گود میں تین بچوں کے سوا اور کسی نے بات نہیں کی اول عیسیٰ علیہ السلام۔ (دوسرے کا واقعہ یہ ہے کہ ) بنی اسرائیل میں ایک جریج نامی بزرگ تھے۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی ماں نے انہیں پکارا۔ انہوں نے ( اپنے دل میں ) کہا کہ میں والدہ کا جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں' اس پر ان کی والدہ نے ( ناراض ہوکر ) بد دعا کی' اے

---

١٦٥٣ ۔ البخاری فی : 56 كتاب الجهاد : 138 باب الجهاد باذن الابوين (3004) مسلم (2549) ترمذی (1671) ۔

١٦٥٤ ۔ البخاری فی : 6 كتاب الانبياء : 48 باب واذكر فی الكتاب مريم (3436) مسلم (2550) ابن حبان (6489)۔

الْمُوْمِسَاتِ ۔ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهِ ۔ فَتَعَرَّضَتْ لَهُ امْرَاَةٌ، وَكَلَّمَتْهُ، فَاَبَى ۔ فَاَتَتْ رَاعِيًا، فَاَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا، فَوَلَدَتْ غُلَامًا ۔ فَقَالَتْ: مِنْ جُرَيْجٍ ۔ فَاَتَوْهُ فَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهُ، وَاَنْزَلُوْهُ، وَسَبُّوْهُ ۔ فَتَوَضَّاَ وَصَلَّى ثُمَّ اَتَى الْغُلَامَ ۔ فَقَالَ: مَنْ اَبُوْكَ يَا غُلَامُ؟ قَالَ: الرَّاعِي ۔ قَالُوا: نَبْنِي صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ: لَا، اِلَّا مِنْ طِيْنٍ ۔

وَكَانَتْ امْرَاَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا، مِنْ بَنِي اِسْرَائِيْلَ ۔ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُو شَارَةٍ ۔ فَقَالَتْ: اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَهُ ۔ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَاَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ ۔ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهَا يَمَصُّهُ))۔

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ: كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ، يَمَصُّ اِصْبَعَهُ ۔

(( ثُمَّ مُرَّ بِاَمَةٍ ۔ فَقَالَتْ: اَللّٰهُمَّ! لَا تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هٰذِهِ ۔ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْنِي مِثْلَهَا فَقَالَتْ: لِمَ ذَاكَ؟ فَقَالَ: الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَهٰذِهِ الْاَمَةُ، يَقُوْلُوْنَ: سَرَقْتِ، زَنَيْتِ ۔ وَلَمْ تَفْعَلْ))۔

اللہ! اس وقت تک اسے موت نہ آئے جب تک یہ زانیہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ جریج اپنے عبادت خانے میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے سامنے ایک فاحشہ عورت آئی اور ان سے بدکاری چاہی لیکن انہوں نے (اس کی خواہش پوری کرنے سے) انکار کیا۔ پھر وہ ایک چرواہے کے پاس آئی اور اسے اپنے اوپر قابو دے دیا۔ اس سے ایک بچہ پیدا ہوا۔ اور اس نے ان پر یہ تہمت لگائی کہ یہ جریج کا بچہ ہے۔ ان کی قوم کے لوگ آئے اور ان کا عبادت خانہ توڑ دیا' انہیں نیچے اتار کر لائے اور انہیں گالیاں دیں۔ انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی' اس کے بعد بچے کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے؟ بچہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) بول پڑا کہ چرواہا ہے۔ اس پر (ان کی قوم شرمندہ ہوئی اور کہا) کہ ہم آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے۔ لیکن انہوں نے کہا ہرگز نہیں' مٹی ہی کا بنے گا۔

(تیسرا واقعہ) بنی اسرائیل کی ایک اور عورت تھی' اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ قریب سے ایک سوار نہایت عزت والا اور خوش پوش گزرا' اس عورت نے دعا کی' اے اللہ! میرے بچے کو بھی اسی جیسا بنا دے لیکن بچہ (اللہ کے حکم سے) بول پڑا کہ اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر اس کے سینے سے لگ کر دودھ پینے لگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جیسے میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ نبی ﷺ اپنی انگلی چوس رہے ہیں (بچے کے دودھ پینے کی کیفیت بتلاتے وقت)۔ پھر ایک باندی اس کے قریب سے لے جائی گئی (جسے اس کے مالک مار رہے تھے) تو اس عورت نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا۔ بچے نے پھر دودھ پینا چھوڑ دیا اور کہا کہ اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دے۔ اس عورت نے پوچھا۔ ایسا تو کیوں کہہ رہا ہے؟ بچے نے کہا کہ وہ سوار ظالموں میں سے ایک ظالم شخص تھا اور اس باندی سے لوگ کہہ رہے تھے کہ تم نے چوری کی

اور زنا کیا حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

**لغوی توضیح** اَلْمَهْد گود۔ اَلْمُوْمِسَات جمع ہے مومسه کی، معنی ہے بدکار عورت۔ صَوْمَعَة عبادت خانہ۔

**فہم الحدیث** یہ حدیث ثبوت ہے کہ والدین کی اطاعت وخدمت کو نفلی عبادت پر ترجیح حاصل ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تین بچوں نے گود میں کلام کیا تھا۔ یاد رہے کہ اصحاب الاخدود کے قصہ میں ایک چوتھے بچے کے کلام کا بھی ذکر ہے جب اس کی ماں آگ میں چھلانگ مارنے سے ذرا گھبرائی تو اس گود کے بچے نے بول کر کہا ماں! صبر کر تو حق پر ہے۔[1]

## (6) باب صلة الرحم و تحريم قطيعتها

## صلہ رحمی کا بیان اور رشتہ توڑنے کی حرمت

١٦٥٥ ـ حديث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ ـ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ، قَامَتِ الرَّحِمُ، فَاَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ لَهُ: مَهْ ـ قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ ـ قَالَ: اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى يَارَبِّ! قَالَ: فَذَاكِ )) ـ

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ﴾ ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی، جب وہ اس کی پیدائش سے فارغ ہوا تو رحم نے کھڑے ہو کر رحم کرنے والے اللہ کے دامن میں پناہ لی۔ اللہ نے پوچھا کیا بات ہے؟ رحم نے عرض کی میں قطع رحمی سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ تجھے یہ پسند نہیں کہ جو تجھ کو جوڑے میں بھی اسے جوڑوں اور جو تجھے توڑے میں بھی اسے توڑ دوں۔ رحم نے عرض کیا، ہاں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پھر ایسا ہی ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا (اطمینان کے لیے) جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو" تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ تم کو حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد برپا کر دو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو (یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے)۔" [محمد: ۲۲]

**لغوی توضیح** الرَّحِم رشتہ، تعلق، ناتا۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ صلہ رحمی (رشتہ داری ملانا) واجب اور قطع رحمی (رشتہ داری توڑنا) حرام ہے۔ جیسا کہ اس کا ثبوت آئندہ حدیث بھی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر جمعرات کو اولادِ آدم کے اعمال (اللہ کے حضور) پیش کیے جاتے ہیں اور قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جاتا۔[2] ایک دوسری روایت میں ہے کہ تین آدمی جنت میں نہیں جائیں گے، ان میں سے ایک قطع رحمی کرنے والا ہے۔[3] معلوم ہوا کہ قطع رحمی کبیرہ گناہ ہے اور قطع رحمی کرنے والا اللہ کا نافرمان اور ملعون ہے۔ جنت میں داخل نہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا مسلمان ابتدائی طور پر جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اپنے گناہ کی سزا پا کر داخل ہوگا۔

١٦٥٥ ـ البخاى فى: 65 كتاب التفسير: 47 سورة محمد ﷺ: 1 باب وتقطعوا ارحامكم (4830) مسلم (2554)۔

[1] [مسلم: كتاب الزهد: باب قصة اصحاب الاخدود (3005)]

[2] [حسن: صحيح الترغيب (2538)] [3] [صحيح لغيره: صحيح الترغيب (2539)]

١٦٥٦۔ حديث جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رضي الله عنه' اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ : (( لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ )) ۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

١٦٥٧۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: (( مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُبْسَطَ لَهُ رِزْقِهِ ' اَوْ يُنْسَاَ لَهُ فِي اَثَرِهِ ' فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ )) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سنا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنی روزی میں کشادگی چاہتا ہو یا عمر کی درازی چاہتا ہو تو اس چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔

**لغوی توضیح** يُنْسَاَ تاخیر کی جائے۔ اَثَرِہِ نشانِ قدم، مراد ہے اس کی عمر۔ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ وہ اپنی رشتہ داری ملائے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ صلہ رحمی کرنے والے کے رزق میں اضافہ اور عمر دراز کر دی جاتی ہے۔ یہ روایت بظاہر اس شرعی حقیقت کے خلاف معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کا رزق اور عمر پہلے سے مقرر کر رکھی ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی لکھ رکھا ہے کہ جو رزق میں فراخی اور عمر میں اضافے کے اسباب اپنائے گا اس کے لیے ان دونوں میں اضافہ بھی کر دیا جائے گا۔

## (7) باب النهي عن التحاسد والتباغض والتدابر

## حسد، بغض اور بول چال ختم کرنے کی ممانعت

١٦٥٨۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا ' وَلَا تَدَابَرُوْا ۔ وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا ۔ وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ )) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' آپس میں بغض نہ رکھو' حسد نہ کرو' پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو' بلکہ اللہ کے بندے' آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام کلام چھوڑ کر رہے۔

**لغوی توضیح** لَا تَبَاغَضُوْا ایک دوسرے سے بغض، نفرت نہ رکھو۔ لَا تَحَاسَدُوْا ایک دوسرے سے حسد نہ رکھو (اور حسد یہ ہے کہ کسی دوسرے کے لیے زوالِ نعمت کی تمنا کرنا اور یہ خواہش رکھنا کہ یہ چیز اس سے چھن کر مجھے مل جائے)۔ لَا تَدَابَرُوْا ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو' قطع تعلقی نہ کرو۔ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ (اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ) چھوڑے رکھے۔ آئندہ حدیث میں بھی یہی ذکر ہے۔ معلوم ہوا کہ تین دن سے زیادہ آپس میں بول چال بند رکھنا حرام ہے اور جب تک بول چال بند رہے گی تب تک دونوں گناہگار ہوتے رہیں گے۔

---

١٦٥٦۔ البخاری فی : 78 كتاب الادب : 11 باب اثم القاطع (5984) مسلم (2556) ابوداود (1696) ترمذی (1909)۔

١٦٥٧۔ البخاری فی : 34 كتاب البيوع : 31 باب من احب البسط فی الرزق (2067) مسلم (2557) ۔

١٦٥٨۔ البخاری فی : 78 كتاب الادب : 57 باب ما ينهی عن التحاسد والتدابر (6065) مسلم (2559) ۔

## (8) باب تحریم الهجر فوق ثلاث بلا عذر شرعی

## شرعی عذر کے بغیر تین دن سے زیادہ کسی سے ترکِ تعلقات حرام ہے

١٦٥٩ ۔ حدیث اَبِی اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ ۔ یَلْتَقِیَانِ ، فَیُعْرِضُ هٰذَا ، وَیُعْرِضُ هٰذَا ۔ وَخَیْرُهُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ )) ۔

حضرت ابوایوب انصاری ﷛ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لیے ملاقات کو توڑے۔ اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہو جائے تو یہ بھی منہ پھر لے وہ بھی منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

## (9) باب تحریم الظن والتجسس والتنافس والتناجش و نحوها

## بدگمانی کرنا، ٹوہ لگانا، حسد کرنا اور دھوکا دینے کے لئے دوسرے سے بڑھ کر قیمت لگانا وغیرہ حرام کام ہیں

١٦٦٠ ۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ ﷛ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : (( اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ ، فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ ۔ وَلَا تَحَسَّسُوْا ، وَلَا تَجَسَّسُوْا ، وَلَا تَنَاجَشُوْا ، وَلَا تَحَاسَدُوْا ، وَلَا تَبَاغَضُوْا ، وَلَا تَدَابَرُوا ۔ وَکُوْنُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا )) ۔

حضرت ابوہریرہ ﷛ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بدگمانی سے بچتے رہو، بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی بات ثابت ہوتی ہے۔ اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے نہ پڑو۔ کسی کا عیب خواہ مخواہ مت ٹٹولو اور کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ اور حسد نہ کرو، بغض نہ رکھو، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو۔ بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

**لغوی توضیح** اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ گمان (یعنی برے گمان) سے بچو۔ لَا تَحَسَّسُوْا کسی کے عیب مت تلاش کرو۔ لَا تَجَسَّسُوْا اس کا بھی تقریباً یہی مفہوم ہے کہ (عیوب کی تلاش میں) کسی کی جاسوسی مت کرو۔ لَا تَنَاجَشُوْا بیع نجش نہ کرو۔ بیع نجش یہ ہے کہ سودا خریدنے کا ارادہ نہ ہو مگر مالک کے ساتھ خفیہ ساز باز کی بنا پر صرف قیمت بڑھانے کے لیے بولی لگائے، یہ حرام ہے۔

## (14) باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك حتی الشوکة یشاکها

## مومن کو جو بیماری یا رنج و غم پہنچتا ہے حتی کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اسے اس کا ثواب ملتا ہے

١٦٦١ ۔ حدیث عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا ، قَالَتْ : مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَشَدَّ عَلَیْهِ الْوَجَعُ

حضرت عائشہ ﷝ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی پر (مرض الموت کی) تکلیف نہیں دیکھی۔

---

١٦٥٩ ۔ البخاری فی : 78 کتاب الادب : 62 باب الهجرة ...(6077) مسلم (2560) ترمذی (1932) ۔

١٦٦٠ ۔ البخاری فی : 78 کتاب الادب: 85 باب یا ایها الذین آمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن (5143) مسلم (2563) ۔

١٦٦١ ۔ البخاری فی : 57 کتاب المرضی : 2 باب شدة المرض (5646) مسلم (2570) ترمذی (2397) ۔

مِنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

١٦٦٢۔ حدیث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ يُوْعَكُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا۔ قَالَ: (( أَجَلْ إِنِّي أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ )) قُلْتُ: ذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ۔ قَالَ: (( أَجَلْ۔ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ۔ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى، شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ، كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو شدید بخار تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو بہت تیز بخار ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مجھے تنہا ایسا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ اس لیے کہ آپ کا ثواب بھی دوگنا ہے؟ فرمایا کہ ہاں یہی بات ہے مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے کانٹا ہو یا اس سے زیادہ تکلیف دینے والی کوئی چیز تو جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے اسی طرح اللہ پاک اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

**لغوی توضیح** هُوَ يُوْعَكُ آپ کو شدید بخار تھا۔ أَذًى تکلیف۔ شَوْكَة کانٹا۔ كَمَا تَحُطُّ جیسے گرتے ہیں۔

١٦٦٣۔ حدیث عَائِشَةَ رضی الله عنها، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( مَا مِنْ مُصِيْبَةٍ تُصِيْبُ الْمُسْلِمَ، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ۔ حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مصیبت بھی کسی مسلمان کو پہنچتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہ کا کفارہ بنا دیتا ہے (کسی مسلمان کے) ایک کانٹا بھی اگر جسم کے کسی حصہ میں چبھ جائے (تو وہ بھی اس شخص کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے)۔

١٦٦٤۔ حدیث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( مَا يُصِيْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ، وَلَا وَصَبٍ، وَلَا هَمٍّ، وَلَا حُزْنٍ، وَلَا أَذًى، وَلَا غَمٍّ، حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا، إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج وملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

١٦٦٥۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت ابن

---

١٦٦٢۔ البخاری فی: 57 کتاب المرضی: 3 باب اشد الناس بلاء الانبیاء ...(5647) مسلم (2571)۔

١٦٦٣۔ البخاری فی: 70 کتاب المرضی: 1 باب ماجاء فی کفارة المرض (5640) مسلم (2572)۔

١٦٦٤۔ البخاری فی: 70 کتاب المرضی: 1 باب ماجاء فی کفارة المرض (5641) مسلم (2573) ترمذی (966)۔

١٦٦٥۔ البخاری فی: 70 کتاب المرضی: 6 باب فضل من یصرع من الریح (5652) مسلم (2576)۔

عَنْهُمَا، عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: اَلا اُرِيكَ امْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلَى ـ قَالَ: هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ، اَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَتْ: اِنِّي اُصْرَعُ، وَاِنِّي اَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ لِي، قَالَ: ((اِنْ شِئْتِ، صَبَرْتِ، وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ، دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُعَافِيَكِ)) فَقَالَتْ: اَصْبِرُ فَقَالَتْ: اِنِّي اَتَكَشَّفُ: فَادْعُ اللّٰهِ اَنْ لَا اَتَكَشَّفَ ـ فَدَعَا لَهَا ـ

عباس رضی اللہ عنہ نے کہا تمہیں میں ایک جنتی عورت نہ دکھا دوں؟ میں نے عرض کیا کہ ضرور دکھائیں۔ کہا کہ یہ سیاہ عورت نبی ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے میرا ستر کھل جاتا ہے، میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا کہ میں صبر کروں گی۔ پھر اس نے عرض کیا کہ مرگی کے وقت میرا ستر کھل جاتا ہے آپ اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کریں کہ ستر نہ کھلا کرے۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے دعا فرما دی۔

**لغوی توضیح** اِنِّي اُصْرَعُ مجھے مرگی آتی ہے۔ اَتَكَشَّفُ میرا ستر کھل جاتا ہے۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ ایک عورت کو بیماری پر صبر کی وجہ سے جنت مل گئی۔

## (15) باب تحريم الظلم — ظلم کرنا حرام ہے

١٦٦٦ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((الظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، ظلم قیامت کے دن اندھیرے ہوں گے۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ ظلم حرام ہے اور اس میں ظلم کی تمام انواع واقسام ہی شامل ہیں۔ بعض اہل علم نے ظلم کی دو قسمیں بیان کی ہیں: ایک یہ کہ انسان اپنے نفس پر ظلم کرے اور اپنے اوپر کیا جانے والا سب سے بڑا ظلم شرک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی معاف نہیں فرمائیں گے، اس کے بعد باقی تمام گناہ بھی مختلف مراتب کے لحاظ سے نفس پر ظلم میں شامل ہیں۔ ظلم کی دوسری قسم یہ ہے کہ اپنے علاوہ دوسرے بندوں پر ظلم کیا جائے خواہ کسی کی جان پر، مال پر یا عزت وآبرو وغیرہ پر (سب حرام ہے)۔

١٦٦٧ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يُسْلِمُهُ ـ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ اَخِيْهِ، كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی ایک

---

١٦٦٦ـ البخاري في: 46 كتاب المظالم: 8 باب الظلم ظلمات يوم القيامة (2447) مسلم (2579) بغوى (4160)ـ

١٦٦٧ـ البخاري في: 46 كتاب المظالم: 3 باب لا يظلم المسلم المسلم ولا يسلمه (2442) مسلم (2580)ـ

وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً ' فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا ' سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ))۔

مصیبت کو دور کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک بڑی مصیبت کو دور فرمائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے عیب چھپائے گا۔

**لغوی توضیح** لَا يُسْلِمُهُ اسے سپرد نہ کرے (ظالموں کے)۔ فَرَّجَ دور کی۔ كُرْبَةٌ تکلیف، پریشانی۔

١٦٦٨ ۔ حديث أَبِي مُوْسَى ﷺ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِي لِلظَّالِمِ ' حَتَّى اِذَا اَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ )) قَالَ : ثُمَّ قَرَأَ۔ ﴿وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴾۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ ظالم کو چند روز دنیا میں مہلت دیتا ہے۔ لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی'' اور تیرے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے' جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے۔ جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں' بے شک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دینے والی اور بڑی سخت ہے۔'' [ہود:۱۰۲]

**لغوی توضیح** لَيُمْلِي ڈھیل دیتا ہے۔ لَمْ يُفْلِتْهُ اسے چھوڑتا نہیں۔

## (16) باب نصر الاخ ظالما أو مظلوما

## اپنے بھائی کی مدد ہر حال میں کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم

١٦٦٩ ۔ حديث جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللّٰه عنهما ' قَالَ : كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ ' فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ ۔ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ : يَا لِلْاَنْصَارِ ! وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ : يَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ ! فَسَمِعَ ذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ: (( مَا بَالُ دَعْوَى جَاهِلِيَّةٍ ؟ )) قَالُوا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ ۔ فَقَالَ: (( دَعُوْهَا ' فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ )) فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ' فَقَالَ : فَعَلُوْهَا ؟ اَمَا وَاللّٰهِ ! لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک غزوہ (تبوک) میں تھے۔ مہاجرین میں سے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کے لات ماردی انصاری نے کہا کہ اے انصاریو! دوڑو اور مہاجر نے کہا اے مہاجرو! دوڑو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے سنا اور فرمایا کیا قصہ ہے؟ یہ جاہلیت کی پکار کیسی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یا رسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو لات ماردی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح جاہلیت کی پکار کو چھوڑ دو کہ یہ نہایت ناپاک باتیں ہیں۔ عبد اللہ بن ابی نے بھی یہ بات سنی تو کہا۔ اچھا اب یہاں تک نوبت پہنچ گئی۔ خدا کی قسم' جب ہم مدینہ لوٹیں گے تو ہم سے عزت پانے والا ذلیلوں کو نکال کر باہر کر دے گا۔

اس کی خبر آپ ﷺ کو پہنچ گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض

١٦٦٨ ۔ البخاري في : 65 كتاب التفسير : 11 سورة هود : 5 باب كذلك اخذ...(4686) مسلم (2583) ۔
١٦٦٩ ۔ البخاري في : 65 كتاب التفسير : 63 سورة المنافقون : 5 باب قوله "سواء عليهم..." (4905) مسلم (2584) ۔

الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۔ فَبَلَغَ النَّبِیَّ ﷺ ۔ فَقَامَ عُمَرُ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! دَعْنِیْ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ : (( دَعْهُ ۔ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهُ ))۔

کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں اس منافق کو ختم کردوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (ﷺ) اپنے ساتھیوں کو قتل کرادیتے ہیں۔

**لغوی توضیح** فَكَسَعَ پشت پر ٹانگ ماری۔ فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ یہ باتیں فاسد اور بدبودار ہیں یعنی ناپاک ہیں۔ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ عزت والا نکال دے گا (اشارہ اپنی طرف تھا)۔ الْاَذَلَّ ذلت والے کو (یہاں اشارہ نبی ﷺ کی طرف تھا)۔ ایک دوسری سند سے مروی اسی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے روکو اور مظلوم کی مدد کرو۔[1]

## (17) باب تراحم المؤمنين و تعاطفهم و تعاضدهم

## مومن آپس میں رحیم وشفیق اور ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں

١٦٧٠ ۔ حديث اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : (( اِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا )) وَشَبَّكَ اَصَابِعَهُ ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت پہنچاتا ہے اور آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا۔

**فهم الحديث** اس حدیث میں یہ ترغیب ہے کہ ہر جائز کام میں مسلمانوں کا تعاون کرنا چاہیے۔

١٦٧١ ۔ حديث النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِیْ تَرَاحُمِهِمْ، وَتَوَادِّهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الْجَسَدِ، اِذَا اشْتَكٰی عُضْوًا، تَدَاعٰی لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰی )) ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت ومحبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف ونرم خوئی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی ٹکڑا بھی تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم ایسی تکلیف میں ہوتا ہے کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

١٦٧٠ ۔ البخاری فی : 8 كتاب الصلاة : 88 باب تشبيك الاصابع فی المسجد وغيره (481) مسلم (2585) ۔

١٦٧١ ۔ البخاری فی : 78 كتاب الادب : 27 باب رحمة الناس والبهائم (6011) مسلم (2586) حميدی (919)۔

[1] [مسلم (2584)]

لغوی توضیح تَرَاحُمِهِمْ رحمت سے مشتق ہے۔ تَوَادِّهِمْ ود سے مشتق ہے اور ود کا معنی ہے محبت۔ تَعَاطُفِهِمْ عطف سے ہے، معنی ہے نرمی و شفقت۔ تَدَاعَى اہتمام کرتا ہے، ہر عضو دوسرے عضو کو تکلیف میں شرکت کی دعوت دیتا۔ السَّهَرِ نیند نہ آنا، جاگنا۔ الْحُمَّى بخار۔

## (22) باب مداراة من يتقى فحشه

## جس کی برائی کا ڈر ہو اس کے ساتھ ظاہرداری اور نرمی جائز ہے

١٦٧٢ - حديث عَائِشَةَ قَالَت: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رَسُوْلِ اللّهِ ﷺ فَقَالَ: ((ائْذَنُوا لَهُ، بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ، اَوِ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ)) فَلَمَّا دَخَلَ، اَلانَ لَهُ الْكَلامَ ـ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّهِ! قُلْتَ الَّذِيْ قُلْتَ، ثُمَّ اَلَنْتَ لَهُ الْكَلامَ! قَالَ: ((اَيْ عَائِشَةُ! اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ (اَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ) اِتِّقَاءَ فُحْشِهِ)) ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ اسے اجازت دے دو۔ فلاں قبیلہ کا یہ برا آدمی ہے۔ جب وہ شخص اندر آیا تو آپ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی سے گفتگو کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو اس کے متعلق جو کچھ کہنا تھا وہ ارشاد فرمایا اور پھر اس کے ساتھ نرم گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا' عائشہ وہ آدمی بدترین ہے جسے اس کی بد کلامی کے ڈر سے لوگ چھوڑ دیں۔

لغوی توضیح اَلانَ نرم رویہ اختیار کیا۔ اِتِّقَاءَ فُحْشِهِ اس کی بدکلامی سے بچنے کی غرض سے۔

فهم الحديث یہ حدیث دلیل ہے کہ نافرمانوں اور گناہگاروں کے عیوب ان کے پیچھے دوسروں سے بیان کیے جا سکتے ہیں جبکہ سامع کی خیر خواہی اور اسے اس کے شر سے بچانا مقصود ہو اور یہ ممنوعہ غیبت میں بھی شامل نہیں۔

## (25) باب من لعنه النبى ﷺ أو سبه أودعا عليه وليس هو أهلا لذلك كان له زكاة وأجرا و رحمة

## جس شخص پر نبی ﷺ نے لعنت کی یا اسے برا کہا یا بد دعا دی جبکہ وہ اس کا مستحق نہ تھا تو یہ اس کے لیے کفارۂ گناہ بن جائے گا' اسے اجر ملے گا اور اس پر رحمت نازل ہوگی

١٦٧٣ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ! فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْ ذَلِكَ لَهُ قُرْبَةً اِلَيْكَ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ اے اللہ! میں نے جس مومن کو بھی برا بھلا کہا ہو (اور وہ اس کا مستحق نہ ہو) تو اس کے لیے اسے قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنا دے۔

## (27) باب تحريم الكذب و بيان ما يباح منه

## جھوٹ کی حرمت اور جو جھوٹ جائز ہے اس کا بیان

١٦٧٤ - حديث اُمِّ كَلْثُوْمٍ رضى الله عنها بِنْتِ عُقْبَةَ، اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّهِ ﷺ،

حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ وہ جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کی

---

١٦٧٢ - البخاري في: 78 كتاب الادب: 48 باب مايجوز من اغتياب اهل الفساد والريب (6054) مسلم (2591) ـ

١٦٧٣ - البخاري في: 8 كتاب الدعوات: 34 باب قول النبي ﷺ من آذيته... (6361) مسلم (2601) بغوى (1239) ـ

١٦٧٤ - البخاري في: 53 كتاب الصلح: 2 باب ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس (2692) مسلم (2605) ـ

يَقُوْلُ: (( لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا، أَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا ))۔

کوشش کرے اور اس کے لیے کسی اچھی بات کی چغلی کھائے یا اسی سلسلہ کی اور کوئی اچھی بات کہہ دے۔

**لغوی توضیح** فَيَنْمِي خَيْرًا خیر کو پہنچاتا ہے (اس طرح کہ جھگڑنے والے فریقین میں سے ایک کو دوسرے کی طرف سے کوئی ایسی خیر کی بات کہہ دے جو اس نے نہ کہی ہو اور یوں ان کے مابین صلح کرا دے۔ اس قدر جھوٹ بولنے کی گنجائش ہے)۔

## (29) باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله

## جھوٹ کی مذمت اور سچ کی فضیلت کا بیان

١٦٧٥۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُوْنَ صِدِّيْقًا. وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا ))۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف۔ اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ ہمیشہ سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ سچ جنت میں اور جھوٹ جہنم میں لے جانے کا ذریعہ ہے اور یہ وصف کسبی ہے یعنی مسلسل محنت و کوشش سے انسان اسے حاصل کر سکتا ہے۔

## (30) باب فضل من يملك نفسه عند الغضب وبأي شيء يذهب الغضب

## غصہ کی حالت میں اپنے اوپر قابو پانے والے کی فضیلت اور غصہ دور کرنے کی تدبیر

١٦٧٦۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: (( لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ ))۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پہلوان وہ نہیں جو کشتی لڑنے میں غالب ہو جائے بلکہ اصلی پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے۔

**لغوی توضیح** الشَّدِيْدُ قوی و بہادر۔ الصُّرَعَة ایسا طاقتور جو اپنی قوت و طاقت سے لوگوں کو پچھاڑ دے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ غصہ پر قابو پانا سب سے بڑی بہادری ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے ایک صحابی کو بار بار غصہ نہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔[1] چونکہ غصہ ایک طبعی خصلت ہے اس لیے اگر غصہ آ جائے تو اسے دور کرنے کے لیے تعوذ پڑھنا چاہیے (جیسا

١٦٧٥۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 67 باب قول الله تعالى: "يايها الذين آمنوا..." (6094) مسلم (2607)۔

١٦٧٦۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 76 باب الحذر من الغضب (6114) مسلم (2609) ابن حبان (717)۔

[1] [بخاری (6116) ترمذی (2020) احمد (2/ 362) بغوی (3580)]

کہ آئندہ حدیث میں ہے)۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ جسے غصہ آجائے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے' یوں اگر غصہ ختم ہو جائے تو ٹھیک ورنہ لیٹ جائے۔[2] ایک اور روایت میں ہے کہ جسے غصہ آئے وہ خاموش ہو جائے۔[3]

١٦٧٧۔ حدیث سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رضی اللہ عنہ۔ قَالَ: اسْتَبَّ رُجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ' وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوْسٌ۔ وَأَحَدُهُمَا يَسُبُّ صَاحِبَهُ' مُغْضَبًا' قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً' لَوْ قَالَهَا' لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ۔ لَوْ قَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) فَقَالُوا لِلرَّجُلِ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ۔

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو آدمیوں نے نبی ﷺ کی موجودگی میں جھگڑا کیا۔ہم بھی آپ ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ایک شخص دوسرے کو غصہ کی حالت میں گالی دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے۔اگر یہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہہ لے!صحابہ نے اس سے کہا کہ سنتے نہیں' نبی ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ اس نے کہا میں دیوانہ نہیں۔

## (32) باب النهي عن ضرب الوجه

## چہرے پر مارنے کی ممانعت

١٦٧٨۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ' قَالَ: ((إِذَا قَاتَلَ أَحَدُكُمْ' فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' جب کوئی کسی سے جھگڑا کرے تو چہرے (پر مارنے) سے پرہیز کرے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ جب بھی کوئی کسی کو حد یا تعزیر کے بطور یا تادیباً یا لڑتے ہوئے مارے تو چہرے پر نہ مارے۔ اس حدیث سے چہرے پر مارنے کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔اسی سے کچھ اہل علم نے باکسنگ کو حرام کہا ہے کیونکہ اس میں بطورِ خاص مخالف کو چہرے پر ہی مارا جاتا ہے۔نیز بعض نے یہاں تک کہا ہے کہ جانوروں کے چہروں پر مارنے سے بھی اجتناب ہی بہتر ہے۔

## (34) باب امر من مر بسلاح في مسجد او سوق او غيرهما من الموضع الجامعة للناس ان يمسك بنصالها

## اگر کوئی شخص کسی مسجد، بازار یا کسی مجمع میں ہتھیار لے جائے اسے ہتھیار کے پیکان (نوک، انی) کو سنبھال کر چلنے کا حکم دیا جائے

١٦٧٩۔ حدیث جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ'

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص مسجد نبوی میں

١٦٧٧۔ البخاري في: 78 كتاب الادب: 76 باب الحذر من الغضب (3282) مسلم (2610) ابن حبان (5692)۔

١٦٧٨۔ البخاري في: 49 كتاب العتق: 20 باب اذا ضرب العبد فليجتنب الوجه (2559) مسلم (2612)۔

١٦٧٩۔ البخاري في: 8 كتاب الصلاة: 66 باب ياخذ بنصول النبل اذا مر في المسجد (451) مسلم (2614)۔

[2] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (694)] [3] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (693)]

قَالَ : مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ ، وَمَعَهُ سِهَامٌ ـ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اَمْسِكْ بِنِصَالِهَا )) ـ

آیا وہ تیر لئے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ان کی نوکیں تھامے رکھو۔

**لغوی توضیح** سِهَامٌ جمع ہے سهم کی، معنی ہے تیر۔ نِصَال جمع ہے نصل کی، معنی ہے تیر کی نوک، انی، پیکان۔

١٦٨٠ ـ حديث اَبِي مُوْسَىٰ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( اِذَا مَرَّ اَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا اَوْ فِي سُوْقِنَا ، وَمَعَهُ نَبْلٌ ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا ـ اَوْ قَالَ فَلْيَقْبِضْ بِكَفِّهِ ـ اَنْ يُصِيْبَ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا شَيْءٌ )) ـ

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد میں یا ہمارے بازار میں گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو اسے چاہیے کہ ان کی نوک کا خیال رکھے۔ یا آپ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے انہیں تھامے رہے۔ کہیں کسی مسلمان کو اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

## (35) باب النهى عن الاشارة بالسلاح الى مسلم

## کسی مسلمان کو ہتھیار سے دھمکانے کی ممانعت

١٦٨١ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( لَا يُشِيْرُ اَحَدُكُمْ عَلَى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ ، فَاِنَّهُ لَا يَدْرِي ، لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ )) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص اپنے کسی دینی بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا ممکن ہے شیطان اسے اس کے ہاتھ سے چھڑوا دے اور پھر وہ کسی مسلمان کو مار کر اس کی وجہ سے جہنم کے گڑھے میں گر پڑے۔

**فهم الحديث** ایک اور روایت میں ہے کہ جو اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ اسے چھوڑ نہ دے۔[1] معلوم ہوا کہ مسلمان کو ہتھیار کے ساتھ ڈرانا حرام ہے خواہ ایسا مذاق سے ہی کیا جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر ایسے کام سے بچنا چاہیے جس سے یہ خدشہ ہو کہ یہ کسی حرام کام میں مبتلا کرانے کا سبب بن جائے گا۔

## (36) باب فضل ازالة الاذى عن الطريق

## راستے سے ضرر رساں چیز ہٹانے کا ثواب

١٦٨٢ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، قَالَ : (( بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ ، وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ ، فَاَخَّرَهُ ، فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ )) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس نے کانٹوں کی بھری ہوئی ایک ٹہنی دیکھی۔ پس اسے راستے سے دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ (صرف اسی بات پر) راضی ہو گیا اور اس کی بخشش کر دی۔

---

١٦٨٠ ـ البخاري في : 92 كتاب الفتن : 7 باب قول النبي: " من حمل علينا..." (452) مسلم (2615) ـ

١٦٨١ ـ البخاري في : 92 كتاب الفتن : 7 باب قول النبي: " من حمل علينا..." (7072) مسلم (2617) ـ

١٦٨٢ ـ البخاري في : 10 كتاب الاذان : 32 باب فضل التهجير الى الظهر ـ

[1] [مسلم (2616)]

لغوی توضیح غُصْنَ شَوْكٍ: ٹہنی۔ شَوْكٍ کانٹوں کی۔

## (37) باب تحريم تعذيب الهرة و نحوها من الحيوان الذی لا يؤذی

## بے ضرر جانور مثلاً بلی وغیرہ کو تکلیف دینا حرام ہے

١٦٨٣ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( عُذِّبَتْ امْرَاَةٌ فِی هِرَّةٍ ' سَجَنَتْهَا حَتّٰی مَاتَتْ ' فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ ۔ لَا هِیَ اَطْعَمَتْهَا ' وَلَا سَقَتْهَا ' اِذْ حَبَسَتْهَا ۔ وَلَا هِیَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ )) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (بنی اسرائیل کی) ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا تھا جسے اس نے قید کر رکھا تھا۔ جس سے وہ بلی مر گئی تھی اور اس کی سزا میں وہ عورت دوزخ میں گئی۔ جب وہ عورت بلی کو باندھے ہوئے تھی تو نہ اس نے اسے کھانے کے لیے کوئی چیز دی' نہ پینے کے لیے اور نہ اس نے بلی کو چھوڑا ہی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے ہی کھا لیتی۔

لغوی توضیح فِی هِرَّةٍ یعنی بلی کی وجہ سے۔ سَجَنَتْهَا اس نے اسے قید کر رکھا تھا۔ خَشَاشِ الْاَرْض زمین کے کیڑے مکوڑے۔ معلوم ہوا کہ جس نے کوئی جانور قید کر رکھا ہے اس پر لازم ہے کہ اسے کھلائے پلائے ورنہ اسے عذاب دیا جائے گا۔

## (42) باب الوصية بالجار والاحسان اليه

## ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تاکید

١٦٨٤ ۔ حديث عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها ' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: (( مَا زَالَ يُوْصِيْنِی جِبْرِيْلُ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جبریل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں بار بار اس طرح وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔

١٦٨٥ ۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰه عنهما ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِی بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ )) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔

فہم الحدیث ان احادیث میں پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کا ذکر ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب تم شوربا پکاؤ تو اس کا پانی زیادہ کر لو اور اپنے ہمسائے کا خیال رکھو۔[1] ایک اور روایت میں ہے کہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ دے۔[2]

١٦٨٣ ۔ البخاری فی : 60 کتاب الانبياء : 54 حدثنا ابو اليمان ۔

١٦٨٤ ۔ البخاری فی : 78 کتاب الادب : 28 باب الوصاة بالجار (6014) مسلم (2624) ابن ماجه (3673) ۔

١٦٨٥ ۔ البخاری فی : 78 کتاب الادب : 28 باب الوصاة بالجار (6015) مسلم (2625) طبرانی کبير (13340) ۔

[1] [مسلم (2625) ترمذی (1833)]  [2] [بخاری (3136' 6138) مسلم (48)]

## (44) باب استحباب الشفاعة فيما ليس بحرام

## جائز کام میں سفارش کرنا مستحب ہے

١٦٨٦ ـ حديث أَبِي مُوسَى رضي الله عنه، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ، أَوْ طُلِبَتْ إِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ: (( اشْفَعُوا تُؤْجَرُوا، وَيَقْضِي اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ مَا شَاءَ ))۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی مانگنے والا آتا یا آپ کے سامنے کوئی حاجت پیش کی جاتی تو آپ صحابہ سے فرماتے کہ تم سفارش کرو کہ اس کا ثواب پاؤ گے۔ اور اللہ پاک اپنے نبی کی زبان سے جو فیصلہ چاہے گا وہ دے گا (یعنی شفاعت قبول کرنے یا نہ کرنے کا)۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ اچھے کام کی سفارش میں بھی اجر ہے۔ اس لیے سفارش ضرور کر دینی چاہیے۔ بعد میں خواہ وہ قبول نہ بھی ہو اس سے سفارشی کے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

## (45) باب استحباب مجالسة الصالحين و مجانبة قرناء السوء

## نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا اور برے لوگوں سے دور رہنا مستحب ہے

١٦٨٧ ـ حديث أَبِي مُوسَى رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (( مَثَلُ جَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ، وَنَافِخِ الْكِيرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً۔ وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً ))۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، نیک اور برے دوست کی مثال مشک ساتھ رکھنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے (جس کے پاس مشک ہے اور تم اس کی صحبت میں ہو) وہ اس میں سے یا تمہیں کچھ تحفہ کے طور پر دے گا یا تم اس سے خرید سکو گے یا (کم از کم) تم اس کی عمدہ خوشبو سے تو محظوظ ہو سکو گے۔ اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے (بھٹی کی آگ سے) جلا دے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ایک ناگوار بدبودار دھواں پہنچے گا۔

## (46) باب فضل الاحسان الى البنات

## بیٹیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا ثواب

١٦٨٨ ـ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: دَخَلَتِ امْرَأَةٌ، مَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا، تَسْأَلُ۔ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا، غَيْرَ تَمْرَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لیے مانگتی ہوئی آئی۔ میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ تھا میں نے وہی دے دی۔ وہ ایک کھجور اس نے اپنی دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی

١٦٨٦ ـ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 21 باب التحريض على الصدقة والشفاعة فيها (1432) مسلم (2627)۔

١٦٨٧ ـ البخاري في: 72 كتاب الذبائح والصيد: 31 باب المسك (2101) مسلم (2628) بغوى (3483)۔

١٦٨٨ ـ البخاري في: 24 كتاب الزكاة: 10 باب اتقوا النار ولو بشق تمرة (1418) مسلم (2629) ترمذى (1913)۔

إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ' وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ـ ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ ـ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ ' عَلَيْنَا ' فَأَخْبَرْتُهُ ـ فَقَالَ : (( مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ ' كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ )) ـ

اور خود نہیں کھائی۔ پھر وہ اٹھی اور چلی گئی اس کے بعد نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے ان بچیوں کی وجہ سے خود کو معمولی سی بھی تکلیف میں ڈالا تو بچیاں اس کے لیے دوزخ سے بچاؤ کے لیے آڑ بن جائیں گی۔

**فهم الحديث** ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ بالغ ہو گئیں تو میں اور وہ روز قیامت اس طرح آئیں گے، پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا لیا، یعنی جتنی یہ انگلیاں قریب ہیں اتنا ہی وہ شخص میرے قریب ہوگا۔[1]

## (47) باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه

## اس کی فضیلت جس کا بیٹا مر جائے اور وہ اللہ کی خاطر صبر کرے

١٦٨٩ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( لَا يَمُوتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ ' فَيَلِجُ النَّارَ ' إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ )) ـ

حضرت ابو ہریرہ ﷺ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی کے اگر تین بچے مر جائیں تو وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ اور اگر جائے گا تو صرف قسم پوری کرنے کے لئے۔

**لغوی توضیح** إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ صرف قسم پوری کرنے کے لیے۔ اس سے قرآن کریم کی یہ آیت مراد ہے ''تم میں سے ہر ایک کو دوزخ کے اوپر سے گزرنا ہوگا۔'' [مریم: ۷۱] یعنی پل صراط چونکہ جہنم پر ہے اور جنت میں جانے والے بھی اسی پر سے گزریں گے، تو حدیث میں قسم سے یہی گزرنا مراد ہے۔

**فهم الحديث** اس اور آئندہ احادیث سے معلوم ہوا کہ جس کے تین یا دو نابالغ بچے فوت ہو جائیں اور وہ ان کی وفات پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کرے اور اجر کی نیت رکھے تو وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ بچے جنت کے ایک دروازے پر کھڑے ہوں گے اور اپنے والدین کو لے کر جنت میں داخل ہوں گے۔[2]

١٦٩٠ ـ حديث أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ ' قَالَ : جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ ' فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ ' تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ ـ

حضرت ابو سعید خدری ﷺ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا یا رسول اللہ! آپ کی تمام احادیث مرد لے گئے۔ ہمارے لیے بھی آپ کوئی دن اپنی طرف سے مخصوص کر دیں جس میں ہم آپ کے پاس آئیں اور آپ ہمیں وہ تعلیمات دیں جو اللہ نے آپ کو سکھائی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر

١٦٨٩ ـ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 6 باب فضل من مات له ولد فاحتسبه (1251) مسلم (2632) ـ

١٦٩٠ ـ البخاري في: 69 كتاب الاعتصام: 9 باب تعليم النبي ﷺ امته ...(101) مسلم (2633) ابن حبان (2944)۔

[1] [مسلم (2631)]

[2] [صحيح : أحكام الجنائز وبدعها (ص / 34) نسائي (1/ 265) بيهقي (4/ 68)]

فَقَالَ: ((اجْتَمِعْنَ فِي يَوْمِ كَذَا وَ كَذَا، فِي مَكَانِ كَذَا وَ كَذَا)) فَاجْتَمَعْنَ ـ فَأَتَاهُنَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ، فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَهُ اللهُ ـ ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا ثَلَاثَةً، إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اثْنَيْنِ؟ قَالَ: فَأَعَادَتْهَا مَرَّتَيْنِ ـ ثُمَّ قَالَ: ((وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ، وَاثْنَيْنِ)) ـ

فلاں فلاں دن فلاں فلاں جگہ جمع ہو جاؤ۔ چنانچہ عورتیں جمع ہوئیں اور آنحضرت ﷺ ان کے پاس آئے اور انہیں اس کی تعلیم دی جو اللہ نے آپ کو سکھایا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تم میں سے جو عورت بھی اپنی زندگی میں اپنے تین بچے آگے بھیجے دے گی (یعنی ان کی وفات ہو جائے گی) تو وہ اس کے لیے دوزخ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔ اس پر ان میں سے ایک خاتون نے کہا یا رسول اللہ! دو (بچے) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس عورت نے اس کلمہ کو دو مرتبہ دہرایا۔ پھر آپ نے فرمایا دو، دو، دو بھی یہی درجہ رکھتے ہیں۔

١٦٩١ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا ـ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((ثَلَاثَةً لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ)) ـ

عبد الرحمٰن بن اصبہانی ذکوان سے، وہ ابوسعید سے، اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے یہی حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور (دوسری سند میں) عبد الرحمٰن الاصبہانی کہتے ہیں کہ میں نے ابوحازم سے سنا، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے تین (بچے) جو ابھی بلوغت کو نہ پہنچے ہوں۔

## (48) باب اذا احب الله عبدا حبّبه لعباده

## اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے اپنے بندوں کا محبوب بنا دیتا ہے

١٦٩٢ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى، إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا، نَادَى جِبْرِيْلَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا، فَأَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِي جِبْرِيْلُ فِي السَّمَاءِ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا فَأَحِبُّوْهُ ـ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ وَيُوضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ)) ـ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ چنانچہ اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس طرح روئے زمین میں بھی اسے مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔

١٦٩١ ـ البخاري في: 3 كتاب العلم: 36 باب هل يجعل للنساء يوم...(102) مسلم (2634) ـ
١٦٩٢ ـ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 33 باب كلام الرب مع جبريل (3209) مسلم (2637) ترمذي (3161) ـ

**لغوی توضیح** إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں (کیونکہ وہ اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور وہی عمل کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہے)۔ يُوضَعُ ......اس کے لیے اہل ارض میں قبول رکھ دیا جاتا ہے (یعنی دلوں میں اس کے لیے محبت ڈال دی جاتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی محبت دراصل اللہ کی محبت کی علامت ہے)۔

## (50) باب المرء مع من احب

## آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے

١٦٩٣۔ حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ: مَتَى السَّاعَةُ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: (( مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرِ صَلَاةٍ، وَلَا صَوْمٍ، وَلَا صَدَقَةٍ۔ وَلٰكِنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔ قَالَ: (( أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لیے بہت ساری نمازیں، روزے اور صدقے تو نہیں تیار کر رکھے لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسی کے ساتھ ہوگے جس سے تم محبت رکھتے ہو۔

**لغوی توضیح** أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ یاد رہے کہ نجات کے لیے یہ زبانی محبت کافی نہیں بلکہ یقیناً وہ صحابی اس محبت کا مفہوم بھی سمجھتے تھے اور ان کے پیش نظر یہ آیت بھی تھی کہ ''ان سے کہہ دیجئے اگر تم اللہ کی محبت حاصل کرنا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔'' [آل عمران: ۳۱] لہٰذا محبت وہی قابل قبول ہوگی جس میں اس کا حق بھی ادا کیا گیا ہوگا اور اللہ اور اس کے رسول سے محبت کا حق یہ ہے کہ ان کے حکموں پر عمل کیا جائے اور ان کے منع کردہ کاموں سے بچا جائے۔

١٦٩٤۔ حديث أَبِي مُوْسَى ﷺ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ، وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ۔ قَالَ: (( الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ))۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا ایک شخص ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن ان سے مل نہیں سکا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

---

١٦٩٣۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 96 باب علامة حب الله عز وجل (3688) مسلم (2639) ابوداود (5127)۔

١٦٩٤۔ البخاری فی: 78 کتاب الادب: 96 باب علامة حب الله عز وجل (6170) مسلم (2641) بغوی (3478)۔

# [46] كِتَابُ الْقَدَر
## تقدیر کا بیان

### (1) باب كيفية خلق الآدمي في بطن امه وكتابة رزقه واجله وعمله وشقاوته وسعادته

### شکم مادر میں انسان کی تخلیق کی کیفیت اور اس کے رزق، عمر، اعمال، بدبختی اور نیک بختی کا لکھا جانا

١٦٩٥ ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﷺ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ، قَالَ: (( اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ اُمِّهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ـ ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ـ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ـ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ، وَيُقَالُ لَهُ: اكْتُبْ عَمَلَهُ وَرِزْقَهُ وَاَجَلَهُ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ـ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ ـ فَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ اِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ ـ وَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ اِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ )) ـ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے اللہ کے صادق المصدوق رسول ﷺ نے بیان فرمایا کہ تمہاری پیدائش کی تیاری تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک (نطفہ کی صورت میں) کی جاتی ہے۔ اتنے ہی دنوں تک وہ پھر ایک بستہ خون کی صورت اختیار کیے رہتا ہے اور پھر وہ اتنے ہی دنوں تک ایک مضغہ گوشت رہتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں (کے لکھنے) کا حکم دیتا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کے عمل، اس کا رزق، اس کی مدت زندگی اور یہ کہ بد ہے یا نیک لکھ لے۔ اب اس نطفہ میں روح ڈالی جاتی ہے۔ (یاد رکھ) ایک شخص (زندگی بھر نیک) عمل کرتا رہتا ہے اور جب جنت اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آجاتی ہے۔ اور دوزخ والوں کے عمل شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص (زندگی بھر برے) کام کرتا رہتا ہے۔ اور جب دوزخ اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر غالب آجاتی ہے اور جنت والوں کے کام شروع کر دیتا ہے۔

**لغوی توضیح:** اَلْقَدَر تقدیر سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ بھی قیامت تک ہونے والا تھا اللہ تعالیٰ کو پہلے سے ہی اس کا علم تھا اور اس نے اپنے علم کے مطابق ہر کام کو قلم کے ذریعے لکھوا دیا۔ اب جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس کے علم، تقدیر اور ارادے کے مطابق ہی ہو رہا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ عمل چھوڑ دیا جائے اس لیے کہ ہونا تو وہی ہے جو اللہ نے لکھا ہے بلکہ انسان کو عمل کرنے کی ہی ہدایت ہے جیسا کہ آئندہ روایات میں فرامینِ نبویہ اس پر شاہد ہیں۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ انسان سے صرف انہی اعمال کا حساب لیا

١٦٩٥ ـ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 6 باب ذكر الملائكة (3208) مسلم (2643) ابن ماجه (76) ـ

جائے گا جو اس نے اپنے ارادے اور اختیار کے ساتھ کیے ہوں گے۔ لہٰذا انسان مجبور نہیں بلکہ صاحبِ اختیار ہے اور اپنے افعال وعقائد میں خود مختار ہے، البتہ اتنا ضرور ہے کہ اس کا اختیار اور چاہت اللہ کی چاہت کے تابع ہے یعنی انسان جو بھی چاہتا ہے اور پھر جو بھی کرتا ہے وہ سب اللہ کی مشیت کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ ائمہ سلف کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی اچھی بری (ہر طرح کی) تقدیر کو مطلقاً تسلیم کرنا چاہیے اور ہر قسم کے پیش آمدہ حالات کو تقدیر الٰہی کا حصہ سمجھنا چاہیے اور یہ یقین رکھنا چاہیے کہ ''خیر اسی میں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اختیار فرمایا۔'' [تقدیر کے مسائل کی مزید مدلل تفصیل کے لیے ہماری فقہ الحدیث سیریز کی پہلی کتاب ''ایمان کی کتاب'' ملاحظہ فرمایئے۔] عَلَقَةٌ جما ہوا خون۔ مُضْغَةٌ گوشت کا لوتھڑا (انسان کی اس تخلیق کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے [المومنون:۱۲۔۱۴])۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ ماں کے پیٹ میں جب بچہ چار ماہ کا ہوتا ہے تب اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور اسی وقت اس کی عمر، رزق، نیک ہو گا یا بد سب لکھ دیا جاتا ہے۔ نیز اس حدیث میں تقدیر کا بھی اثبات ہے۔

۱۶۹۶۔ **حديث** أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا، يَقُوْلُ: يَارَبِّ! نُطْفَةٌ۔ يَا رَبِّ! عَلَقَةٌ۔ يَا رَبِّ مُضْغَةٌ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْضِيَ خَلْقَهُ، قَالَ: أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى؟ شَقِيٌّ۔ أَمْ سَعِيْدٌ؟ فَمَا الرِّزْقُ وَالْأَجَلُ؟ فَيُكْتَبُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ رحم مادر میں اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے وہ کہتا ہے اے رب! یہ نطفہ ہے اے رب! اب یہ علقہ ہو گیا ہے۔ اے رب! اب یہ مضغہ ہو گیا ہے پھر جب خدا چاہتا ہے کہ اس کی تخلیق مکمل کرے تو (وہ فرشتہ) کہتا ہے کہ مذکر ہے یا مؤنث، بد بخت ہے یا نیک، روزی کتنی مقدر ہے اور عمر کتنی۔ پس ماں کے پیٹ ہی میں یہ تمام باتیں فرشتہ لکھ دیتا ہے۔

۱۶۹۷۔ **حديث** عَلِيٍّ رضي الله عنه، قَالَ: كُنَّا فِي جَنَازَةٍ، فِي بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ۔ فَأَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهُ، وَمَعَهُ مِخْصَرَةٌ، فَنَكَّسَ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهِ۔ ثُمَّ قَالَ: (( مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ إِلَّا كَتَبَ مَكَانَهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كُتِبَ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيْدَةً )) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا، وَنَدَعُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کی کہ ہم بقیع غرقد میں ایک جنازے کے ساتھ تھے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی جس سے آپ زمین کریدنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں یا کوئی جان ایسی نہیں جس کا ٹھکانا جنت اور دوزخ دونوں جگہ نہ لکھا گیا ہو اور یہ بھی کہ وہ نیک بخت ہو گی یا بد بخت۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیوں نہ ہم اپنی تقدیر پر بھروسہ کر لیں اور عمل چھوڑ دیں۔ کیونکہ جس کا نام نیک دفتر میں لکھا ہے وہ ضرور نیک

---

۱۶۹۶۔ البخاري في: 6 كتاب الحيض: 17 باب مخلقة وغير مخلقة (318) مسلم (2646) بغوی (70)۔
۱۶۹۷۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 83 باب موعظة المحدث ...(1362) مسلم (2647) ترمذی (2136)۔

الْعَمَلَ ؟ فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ اِلَى عَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ ۔ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيرُ اِلَى عَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ : (( اَمَّا اَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ ، وَاَمَّا اَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ، ثُمَّ قَرَاَ ۔ ﴿ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴾ ۔ الآية۔

کام کی طرف رجوع ہوگا۔ اور جس کا نام بدبختوں میں لکھا ہے وہ ضرور بدی کی طرف جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ جن کا نام نیک بختوں میں ہے ان کو اچھے کام کرنے میں ہی آسانی معلوم ہوتی ہے اور بدبختوں کو برے کاموں میں آسانی نظر آتی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی ''جس نے اللہ کی راہ میں دیا اور پرہیز گاری اختیار کی اور اچھے دین کو سچا مانا' اس کو ہم آسانی کے گھر یعنی بہشت میں پہنچنے کی توفیق دیں گے۔'' [اللیل: ۵۔۷]

**لغوی توضیح** مِخْصَرَةٌ چھڑی۔ فَنَكَّسَ آپ نے سر جھکا لیا۔ يَنْكُتُ زمین پر ہلکے ہلکے خط کھینچنے لگے۔ نَدَعُ الْعَمَلَ ہم عمل چھوڑ دیں۔ کیونکہ جب سب کچھ پہلے سے لکھا ہے تو پھر عمل اور کوشش کا کیا فائدہ۔ اَهْلُ السَّعَادَةِ ...... جس کا نام نیک دفتر میں لکھا ہے وہ ضرور نیک کام کی طرف رجوع ہوگا ...... یعنی تقدیر کا تو علم نہیں کہ کون جنتی ہے اور کون جہنمی، البتہ اعمال تقدیر کی علامت ہیں۔ اس لیے ہمیشہ اچھے راستے کو اپناؤ۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے رزق بھی مقرر ہے لیکن وہ کوشش کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے ، شفاء بھی بعض اوقات قسمت میں ہوتی ہے لیکن علاج کے بعد حاصل ہوتی ہے، اسی طرح جنت اور جہنم بھی قسمت میں لکھی ہوئی ہے لیکن وہ ہر بندے کو اپنے عمل کے حساب سے ہی حاصل ہوگی، اس لیے انسان پر ضروری ہے کہ عمل کرے، فارغ نہ بیٹھے۔

١٦٩٨ ۔ حديث عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه ، قَالَ : قَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَيُعْرَفُ اَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ ؟ قَالَ : (( نَعَمْ )) قَالَ : فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ ؟ قَالَ : (( كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهُ ، اَوْلِمَا يُسِّرَ لَهُ ))۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب نے (یعنی خود انہوں نے) عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جنت کے لوگ اہل جہنم میں سے پہچانے جا چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا ''ہاں'' انہوں نے کہا کہ پھر عمل کرنے والے کیوں عمل کریں؟ آپ نے فرمایا کہ ہر شخص وہی عمل کرتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے یا جس کے لیے اسے سہولت دی گئی ہے۔

١٦٩٩ ۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ ، فِيْمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ ، وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ ، فِيْمَا

حضرت سہل بن سعد ساعدی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک آدمی زندگی بھر بظاہر اہل جنت کے سے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے اور ایک آدمی بظاہر اہل دوزخ کے کام کرتا ہے حالانکہ وہ اہل جنت میں ہوتا ہے۔

١٦٩٨ ۔ البخاري في: 82 كتاب القدر: 2 باب جف القلم على علم الله (6596) مسلم (2649) ابو داود (4709)۔
١٦٩٩ ۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 77 باب لا يقول فلان شهيد ، مسلم (112) ۔

يَبْدُو لِلنَّاسِ ، وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ )) ۔

## (2) باب حجاج آدم و موسٰی علیہما السلام

## حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کا مناظرہ

۱۷۰۰ ۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ ، قَالَ : (( احْتَجَّ آدَمُ وَ مُوْسَى ۔ فَقَالَ لَهُ مُوْسَى : يَا آدَمُ ! اَنْتَ اَبُوْنَا ، خَيَّبْتَنَا ، وَاَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ ۔ قَالَ لَهُ آدَمُ : يَا مُوْسَى ! اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ ، وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ ، اَتَلُوْمُنِي عَلَى اَمْرٍ قَدَّرَ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَنِي بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ؟ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسَى )) ثَلَاثًا ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، آدم اور موسیٰ علیہما السلام نے مباحثہ کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا۔ آدم! آپ ہمارے باپ ہیں مگر آپ ہی نے ہمیں محروم کیا اور جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ موسیٰ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کے لیے برگزیدہ کیا اور اپنے ہاتھ سے آپ کے لیے تورات کو لکھا۔ کیا آپ مجھے ایک ایسے کام پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا۔ آخر آدم علیہ السلام بحث میں موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ جملہ فرمایا۔

**فھم الحدیث** معلوم ہوا کہ اگر کسی سے کوئی گناہ ہو جائے تو اپنی پریشانی دور کرنے اور قلبی اطمینان کے لیے تقدیر کا سہارا لے سکتا ہے (کہ یہ گناہ تو پہلے ہی میری تقدیر میں لکھا ہوا تھا) جیسا کہ آدم علیہ السلام نے اپنے آپ کو تسلی دی۔ البتہ یہ قطعاً جائز نہیں کہ تقدیر کا سہارا لے کر کسی گناہ کے ارتکاب پر دلیری حاصل کی جائے۔ بالفاظ دیگر تقدیر کا سہارا لینا مصائب میں درست جبکہ گناہ میں ناجائز ہے۔

## (5) باب قدر علی ابن آدم حظه من الزنا وغیره

## ابن آدم کی تقدیر میں زنا وغیرہ کا کچھ نہ کچھ حصہ مقدر ہے

۱۷۰۱ ۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ : (( اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا ۔ اَدْرَكَ ذَلِكَ ، لَا مَحَالَةَ ۔ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ ۔ وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي ۔ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ وَيُكَذِّبُهُ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے معاملہ میں زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جس سے وہ لامحالہ دوچار ہوگا۔ پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے، دل کا زنا یہ ہے کہ وہ خواہش اور آرزو کرتا ہے (ان تمام اعمال کو زنا اس لیے شمار کیا کیونکہ یہ زنا تک پہنچانے کا سبب ہیں)۔ پھر شرم گاہ اس خواہش کو سچا کرتی ہے یا جھٹلا دیتی ہے۔

---

۱۷۰۰ ۔ البخاری فی: 82 کتاب القدر: 11 باب تحاج آدم وموسی عند الله (3409) مسلم (2652) احمد (7391) ۔

۱۷۰۱ ۔ البخاری فی: 79 کتاب الاستئذان: 12 باب زنا الجوارح دون الفرج (6243) مسلم (2657) ابو داود (2152) ۔

## (6) باب معنى كل مولود يولد على الفطرة وحكم موت اطفال الكفار واطفال المسلمين

## ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کا مفہوم اور کافروں اور مسلمانوں کی جو اولاد بچپن میں فوت ہو جاتی ہے وہ جنتی ہے یا دوزخی

١٧٠٢ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ' : (( مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ' فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ ' كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ - هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ )). ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه : (( فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ' ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ )) .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک جانور ایک صحیح سالم جانور جنتا ہے۔ کیا تم اس کا کوئی عضو (پیدائشی طور پر) کٹا ہوا دیکھتے ہو؟

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے جس پر لوگوں کو اس نے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خلقت میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ یہی دین قیم ہے۔

**لغوی توضیح:** عَلَى الْفِطْرَةِ فطرت پر یعنی اسلام پر۔ تُنْتَجُ جنتا ہے۔ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ صحیح سالم جانور (جس کے تمام اعضاء مکمل اور درست ہوں)۔ جَدْعَاءَ کان کٹا۔ یعنی جانور صحیح سالم جانور کو جنم دیتا ہے اس کے کان بعد میں کاٹے جاتے ہیں، اسی طرح انسان کا بچہ بھی صحیح دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے، بعد میں اس کے والدین جس مذہب پر ہوتے ہیں اسے بھی اسی پر چلا دیتے ہیں۔

١٧٠٣ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ ' فَقَالَ : (( اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ )) .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکوں کے نابالغ بچوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے جو بھی وہ عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔

**لغوی توضیح:** ذَرَارِي جمع ہے ذُرِّيَّة کی، معنی ہے اولاد، بچے۔ اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ یہ کیا عمل کریں گے۔ سابق مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی غیر مکلّف (بچہ) کافر والدین کے پاس فوت ہو جائے تو دنیا کے احکام میں اس کا حکم وہی ہے جو اس کے والدین کا ہے لہٰذا نہ اسے غسل دیا جائے گا' نہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا البتہ آخرت میں اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے۔[1] شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔[2]

١٧٠٤ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے مشرکوں کے

---

١٧٠٢ - البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 80 باب إذا اسلم الصبي فمات هل يصلى عليه (1358) مسلم (2658).
١٧٠٣ - البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 93 باب ما قيل في اولاد المشركين (1384) مسلم (2659) .
١٧٠٤ - البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 93 باب ما قيل في اولاد المشركين (1383) مسلم (2660) ابو داود (4711).

---

[1] [فتاوى إسلامية (2/ 65)]  [2] [ايضا]

عـنهما ' سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ ۔ فَقَالَ : (( اَللّٰهُ ! اِذْ خَلَقَهُمْ ' اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ )) ۔

نابالغ بچوں کے بارے میں پوچھا گیا۔آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب انہیں پیدا کیا تھا اسی وقت وہ خوب جانتا تھا کہ یہ کیا عمل کریں گے۔

# [47] كتاب العلم
# علم کا بیان

## (1) باب النهي عن اتباع متشابه القرآن والتحذير من متبعيه والنهي عن الاختلاف في القرآن
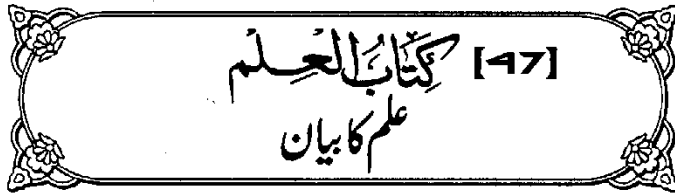
## قرآن حکیم کی متشابہ آیات کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیے اور جو ایسا کرے اس سے بچنا چاہیے نیز قرآن میں اختلاف کی ممانعت

۱۷۰۵ ۔ حديث عَائِشَةَ رضی الله عنها ' قَـالَتْ : تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الْآيَةَ ۔ ﴿هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهِ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ ﴿اُولُو الْاَلْبَابِ﴾۔

قَـالَـتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( فَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ ۔ فَاحْذَرُوْهُمْ )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی'' وہ اللہ جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں' پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لیے۔ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا' پختہ اور مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لا چکے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں' اور نصیحت تو صرف عقل مند حاصل کرتے ہیں''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا' جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہوں تو یاد رکھو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے (آیت بالا میں) ذکر فرمایا ہے اس لیے ان سے بچتے رہو۔

**لغوی توضیح:** آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ محکم و مضبوط آیات۔اہل علم کا کہنا ہے کہ محکم آیات وہ ہیں جن کا معنی واضح ہے اور جن کا معنی واضح نہیں وہ متشابہ آیات ہیں۔کچھ کا کہنا ہے کہ محکم آیات وہ ہیں جن کی مراد معلوم ہو جائے جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم وغیرہ

۱۷۰۵۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 3 سورة آل عمران: 1 باب منه آیات محکمات (4547) مسلم (2665)۔

جبکہ متشابہ وہ ہیں جن کا علم اللہ نے اپنے پاس رکھ لیا ہے جیسے وقوع قیامت اور خروج دجال وغیرہ۔ زَيْغٌ کجی، ٹیڑھ پن۔ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ وہ متشابہ آیات کے پیچھے لگتے ہیں۔ یعنی ان میں بحث وتمحیص کرتے ہیں۔ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ فتنہ کی تلاش میں۔ یعنی حق کی تلاش میں نہیں بلکہ لوگوں کو دین کے معاملے میں فتنہ میں مبتلا کرنے کی غرض سے۔ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ اور اس کی (من چاہی) تاویل وتفسیر کی تلاش میں۔ فَاحْذَرُوهُمْ ان سے بچو۔ یعنی ان کی مجالس اختیار نہ کرو، ان سے زیادہ کلام مت کرو اور ان کی باتوں کی طرف دھیان نہ دو کہ کہیں تم فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔

١٧٠٦ - حديث جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ - قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( اقْرَئُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ، فَقُومُوا عَنْهُ))۔

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اس قرآن کو اس وقت تک ہی پڑھو جب تک تمہارے دل ملے جلے یا لگے رہیں۔ جب اختلاف اور جھگڑا کرنے لگو تو اٹھ کھڑے ہو۔

**لغوی توضیح** مَا ائْتَلَفَتْ جب تک ملے رہیں۔ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ جب تم (اس کے معانی ومفاہیم سمجھنے میں) اختلاف کرنے لگو۔ فَقُومُوا تو پھر اٹھ جاؤ (یعنی بکھر جاؤ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اختلاف تمہیں کسی شر کی طرف لے جائے)۔

## (2) باب في الالد الخصم

## سخت جھگڑالو لوگوں کا بیان

١٧٠٧ - حديث عَائِشَةَ رضی الله عنها، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (( إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللَّهِ، الأَلَدُّ الْخَصِمُ ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ ناپسند وہ آدمی ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔

**لغوی توضیح** الأَلَدُّ سخت جھگڑا کرنے والا انسان۔ الْخَصِمُ جھگڑنے میں ماہر۔

## (3) باب اتباع سنن اليهود والنصارى

## یہود ونصاریٰ کے طور طریقوں کو اختیار کرنے کا بیان

١٧٠٨ - حديث أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (( لَتَتْبَعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ - حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ )) قُلْنَا - يَا رَسُولَ اللَّهِ! الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: (( فَمَنْ؟ ))۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تم اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کرو گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی سانڈے کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی اتباع کرو گے۔ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہود ونصاریٰ مراد ہیں؟ فرمایا پھر اور کون؟۔

---

١٧٠٦ - البخاري في: 66 كتاب فضائل القرآن: 37 باب اقرءوا القرآن ...(5060) مسلم (2667) دارمي (3359)۔
١٧٠٧ - البخاري في: 46 كتاب المظالم: 15 باب قول الله تعالى "وهو الد الخصام" (2457) مسلم (2668)۔
١٧٠٨ - البخاري في: 96 كتاب الاعتصام: 14 باب قوله النبي ﷺ لتتبعن سنن...(3456) مسلم (2669)۔

**لغوی توضیح** شِبرًا بالشت۔ ذِرَاعًا بازو۔ جُحْر سوراخ، بل۔ ضَبّ سانڈا (اس کی تفصیلی وضاحت پیچھے حدیث نمبر۱۷۱۲ کے تحت گزر چکی ہے)۔ معلوم ہوا کہ جیسے ہاتھ ہاتھ کے برابر اور بازو بازو کے برابر ہوتا ہے اسی طرح اس امت کے لوگ یہود و نصاریٰ کے طور طریقوں کو اپنا کر ان کی برابری کریں گے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان بالکل سچ ثابت ہوا اور جیسے یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیاء و علماء پر سختی کی اور انہیں قتل کیا اسی طرح اس امت کے لوگوں نے بھی علماء پر سختی کی، اس کے لیے امام ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ رحمہم اللہ اور ان جیسے دیگر بزرگ علماء کے حالاتِ زندگی ملاحظہ فرمائے جا سکتے ہیں۔ نیز جیسے یہود و نصاریٰ نے دین میں تحریف کا ارتکاب کیا، اس امت کے لوگوں نے بھی قرآن کے معانی و مفاہیم اور الفاظِ حدیث وغیرہ میں تحریف کی کوشش کی۔ علاوہ ازیں آج امتِ مسلمہ دوسرے بہت سے کاموں میں یہود و نصاریٰ کی نقالی کر رہی ہے (جیسے لباس، وضع قطع، کھانا پینا اور رہن سہن وغیرہ) حالانکہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ان کی مخالفت کا حکم ہے اور فرمانِ نبوی ہے کہ جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ (روزِ قیامت) انہی میں سے ہوگا۔[1]

## (5) باب رفع العلم و قبضه وظهور الجهل والفتن في آخر الزمان

## قربِ قیامت میں علم اٹھا لیا جائے گا اور جہالت اور فتنہ عام ہوگا

١٧٠٩۔ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا))۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، علاماتِ قیامت میں سے یہ ہے کہ (دینی) علم اٹھ جائے گا، اور جہل ہی جہل ظاہر ہو جائے گا۔ اور (اعلانیہ) شراب پی جائے گی، اور زنا پھیل جائے گا۔

**لغوی توضیح** أَشْرَاطِ علامات۔ السَّاعَةِ قیامت کی۔

١٧١٠۔ حديث أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامًا، يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ، وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ، وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ، وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ))۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سے پہلے ایسے دن ہوں گے جن میں جہالت اتر پڑے گی اور علم اٹھا لیا جائے گا اور ہرج بڑھ جائے گا اور ہرج قتل ہے۔

١٧١١۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ،

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا زمانہ قریب ہوتا جائے گا اور عمل کم ہوتا جائے گا۔ اور لالچ دلوں میں ڈال دیا

١٧٠٩۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 21 باب رفع العلم وظهور الجهل (80) مسلم (2671) ترمذی (2205)۔
١٧١٠۔ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 5 باب ظهور الفتن (7064) مسلم (2672) ترمذی (2200)۔
١٧١١۔ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 5 باب ظهور الفتن (6037) مسلم (157) ابوداود (4255)۔

[1] [صحيح: ارواء الغليل (2691) صحيح الجامع الصغير (2831)]

وَيَنْقُصُ الْعَمَلُ ' وَيُلْقَى الشُّحُّ ' وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ ' وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ )) قَالُوا : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَيُّمَ هُوَ ؟ قَالَ : (( اَلْقَتْلُ ' اَلْقَتْلُ )) ۔

جائے گا اور فتنے ظاہر ہونے لگیں گے اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی۔ لوگوں نے سوال کیا یارسول اللہ! یہ ہرج کیا چیز ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ قتل، قتل۔

**لغوی توضیح** يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ زمانہ قریب ہو جائے گا۔ یعنی جو چیز زیادہ وقت میں حاصل ہوتی تھی وہ کم وقت میں حاصل ہوگی جیسے دور دراز علاقوں میں سفر جو جانوروں پر مہینوں میں طے ہوتا تھا، اب موٹر گاڑیوں اور جہازوں وغیرہ کے ذریعے گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔ یا یہ معنی ہے کہ زندگی کا وقت جلدی طے ہو جائے گا یعنی عمریں کم ہو جائیں گی اور اموات جلد واقع ہونے لگیں گی۔ يُلْقَى (دلوں میں بخیلی) ڈال دی جائے گی۔ اَلشُّحُّ وہ بخیلی جس میں حرص بھی شامل ہو۔

۱۷۱۲۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ ۔ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : (( اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا ' يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ ۔ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ ۔ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا ' اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا ' فَسُئِلُوْا ' فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ ' فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا ))۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھالے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے۔ لیکن وہ (پختہ کار) علماء کو موت دے کر علم کو اٹھائے گا۔ حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوالات کئے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ اس لئے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

**لغوی توضیح** لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ اللہ علم نہیں اٹھائے گا (یعنی کتاب وسنت کا علم)۔ يَنْتَزِعُهُ اسے چھین لے یا کھینچ لے۔ مِنَ الْعِبَادِ بندوں (کے دلوں) سے۔ رُءُوْسًا جمع ہے رأس کی، مراد ہے سردار۔ فَاَفْتَوْا وہ جواب دیں گے، فیصلے کریں گے (یہاں قاضی، جج، مفتی اور جاہل سب مراد ہیں)۔ بِغَيْرِ عِلْمٍ یعنی کتاب وسنت کے علم کے بغیر محض اپنی رائے کے مطابق ہی۔

# [48] كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار

# ذکر، دعا، توبہ اور استغفار کا بیان

## (1) باب الحث على ذكر الله تعالى

## اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی فضیلت

۱۷۱۳۔ حديث اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ النَّبِىُّ ﷺ : (( يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى : اَنَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ اور جب بھی

۱۷۱۲۔ البخاری فی: 3 كتاب العلم: 34 باب كيف يقبض العلم (100) مسلم (2673) ترمذی (2652) ابن ماجه (52)۔
۱۷۱۳۔ البخاری فی: 97 كتاب التوحيد: 15 باب قول الله تعالى "ويحذركم الله نفسه" (7405) مسلم (2675)۔

عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي ' وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي ـ فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ' ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي ـ وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلإٍ ' ذَكَرْتُهُ فِي مَلإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ ـ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ ' تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا ـ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا ' تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا ـ وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي ' أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً )) ـ

وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر (فرشتوں کی) مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں۔

**لغوی توضیح** أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ یعنی جیسا بندہ مجھ سے گمان رکھتا ہے میں بھی ویسا ہی بن جاتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ اچھی امید رکھنی چاہیے۔ مَلإٍ جماعت۔ إِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ اگر وہ میرے قریب آئے (میری اطاعت وعبادت کر کے)۔ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ میں بھی اس کے قریب ہوتا ہوں (اپنی رحمت ومغفرت کے ذریعے)۔ بَاعًا دونوں بازوؤں کے برابر۔ هَرْوَلَةً تیز چال جو دوڑ سے کچھ کم ہو۔

## (2) باب في أسماء الله تعالى و فضل من احصاها

## اسمائے باری تعالیٰ کا بیان اور ان کو یاد کرنے والے کی فضیلت

١٧١٤ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( إِنَّ اللّٰهَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا ' مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا ـ مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ )) وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى (( وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ )) ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو۔ جو شخص بھی انہیں یاد کرے گا جنت میں جائے گا۔ اور ایک دوسری روایت میں اضافہ ہے کہ اللہ طاق ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔

**لغوی توضیح** تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا ننانوے نام۔ یہ ننانوے نام جامع ترمذی کی ایک روایت میں مذکور ہیں لیکن وہ ضعیف ہے۔[1] جمہور علماء کا کہنا ہے کہ اسمائے حسنیٰ ننانوے سے بھی زیادہ ہیں، یہ عدد صرف اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ جو اتنے نام یاد کر لے گا وہ جنت میں جائے گا۔ مَنْ أَحْصَاهَا جس نے انہیں یاد کیا۔ شیخ صالح فوزان فرماتے ہیں کہ یاد کرنے سے مراد ہے انہیں شمار کرنا، ان کے معانی سمجھنا اور ان کے مقتضیٰ کے مطابق عمل کرنا۔ صرف انہیں لکھ لینا یا گن لینا کافی نہیں۔[2] يُحِبُّ الْوِتْرَ طاق عدد کو پسند کرتا ہے۔ اسی وجہ سے بہت سے احکام طاق عدد پر ہی مشتمل ہیں جیسے نمازیں پانچ، وضوء میں اعضاء کا دھونا تین تین مرتبہ، طواف کے چکر سات، صفا مروہ کی سعی کے چکر سات، جمرات کو کنکریاں مارنی سات، ایام تشریق تین وغیرہ وغیرہ۔

١٧١٤ ـ البخاري في: 54 كتاب الشروط: 81 باب ما يجوز من الاشتراط ...(2736) مسلم (2677) ترمذى (3508) ـ

① [ضعیف : ضعيف الجامع (1945) ترمذى (3507)] ② [اعانة المستفيد بشرح كتاب التوحيد (2/ 211)]

## (3) باب العزم بالدعاء ولا يقل ان شئت

## اس طرح دعا کرنا منع ہے کہ اگر چاہے ایسا کر دے بلکہ پورے وثوق سے دعا مانگنی چاہیے

١٧١٥ ـ حديث أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ((إذا دعا أحدكم، فليعزم المسئلة. ولا يقولن: اللهم! إن شئت فأعطني. فإنه لا مستكره له)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اللہ سے قطعی طور پر مانگے اور یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے عطا فرما۔ کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔

**لغوی توضیح** فَلْيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ بالجزم سوال کرے (یعنی ہر قسم کے تردد وشک کے بغیر پختہ طور پر دعا مانگے کہ اے اللہ! مجھے فلاں چیز ضرور عطا فرما۔ یہ نہ کہے کہ اگر تو چاہے تو عطا فرما دے وغیرہ وغیرہ)۔ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ اس پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔

١٧١٦ ـ حديث أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: ((لا يقولن أحدكم: اللهم! اغفر لي، اللهم! ارحمني، إن شئت. ليعزم المسئلة، فإنه لا مكره له)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس طرح نہ کہے کہ یا اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کردے۔ میری مغفرت کردے، بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے۔ کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔

## (4) باب كراهة تمني الموت لضر نزل به

## کسی تکلیف یا مصیبت کے وقت موت کی آرزو کرنا منع ہے

١٧١٧ ـ حديث أنس رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: ((لا يتمنين أحد منكم الموت لضر نزل به. فإن كان لا بد متمنيا للموت، فليقل: اللهم! أحيني ما كانت الحياة خيرا لي وتوفني إذا كانت الوفاة خيرا لي)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص کسی تکلیف کی وجہ سے جو اسے ہونے لگی ہو موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر موت کی تمنا ضروری ہی ہو جائے تو یہ کہے کہ "اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھنا اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے اٹھالینا۔

**لغوی توضیح** لِضُرٍّ کسی تکلیف کی وجہ سے۔ نَزَلَ بِهِ جو اسے پہنچی ہو۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ موت کی تمنا کرنا حرام ہے۔ تاہم شہادت کی تمنا کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں (ملاحظہ فرمائیے گزشتہ حدیث ١٢٢٩)۔

---

١٧١٥ ـ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 21 باب ليعزم المسئلة فإنه لا مكره له (6338) مسلم (2678) ـ

١٧١٦ ـ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 21 باب ليعزم المسئلة فإنه لا مكره له (6339) مسلم (2679) ـ

١٧١٧ ـ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 30 باب الدعاء بالموت والحياة (5671) مسلم (2680) ترمذی (971) ـ

١٧١٨ ـ حديث خَبَّابٍ رضي الله عنه، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: اَتَيْتُ خَبَّابًا، وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعًا فِي بَطْنِهِ ـ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: لَوْ لَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا اَنْ نَدْعُوْا بِالْمَوْتِ، لَدَعَوْتُ بِهِ ـ

قیس بن ابی حازم نے کہا کہ میں حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے سات داغ (کسی بیماری کے علاج کے لیے) لگوائے تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول ﷺ نے اگر ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور اس کی دعا کرتا۔

**(5) باب من أحب لقاء الله احب الله لقاء ه ومن كره لقاء الله كره الله لقاء ه**

**جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا خواہش مند ہو اللہ اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرے اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے**

١٧١٩ ـ حديث عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ )) ـ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔

**لغوی توضیح** مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ جو اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے۔ یعنی موت سے محبت کرتا ہے اور اللہ کی تیار کردہ نعمتوں سے لطف اندوز ہونا چاہتا ہے۔ یہ چیز وفات کے وقت مومن کے دل میں پیدا ہوتی ہے جب اسے اللہ کی رضامندی کی بشارت دی جاتی ہے۔ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔ یعنی موت سے نفرت کرتا ہے اور دنیا سے جانا نہیں چاہتا۔ یہ وفات کے وقت کافر کی حالت ہوتی ہے جب اسے جہنم کے عذاب دکھائی دیتے ہیں۔

١٧٢٠ ـ حديث اَبِي مُوسَى رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (( مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ، اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ ـ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ، كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ ))۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو شخص اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے۔

**(6) باب فضل الذكر والدعاء والتقرب الى الله تعالى**

**ذکر الٰہی، دعا اور اللہ کا قرب تلاش کی فضیلت**

١٧٢١ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَاَنَا مَعَهُ اِذَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب وہ مجھے اپنے

١٧١٨ ـ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 30 باب الدعاء بالموت والحياة (5672) مسلم (2681) نسائی (1822) ـ
١٧١٩ ـ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 41 باب من احب لقاء الله احب الله لقاء ه (6502) مسلم (2683) ـ
١٧٢٠ ـ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 41 باب من احب لقاء الله احب الله لقاء ه (6508) مسلم (2686) ـ
١٧٢١ ـ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 15 باب قول الله تعالى "ويحذركم الله نفسه" (7405) مسلم (2675) ـ

ذَكَرَنِي۔ فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ، ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي ۔ وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَاءٍ، ذَكَرْتُهُ فِي مَلَاءٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ ۔ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا ۔ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا ۔ وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي، أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً))۔

دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر (فرشتوں کی) مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں۔

## (8) باب فضل مجالس الذكر

## ذکر الٰہی کی مجالس کی فضیلت

١٧٢٢۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ، يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ ۔ فَإِنْ وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ، تَنَادَوْا : هَلُمُّوا ! إِلَى حَاجَتِكُمْ ۔ قَالَ : فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا۔ قَالَ : فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ، وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ ۔ مَا يَقُولُ عِبَادِي ؟ قَالُوا : يَقُولُونَ، يُسَبِّحُونَكَ، وَيُكَبِّرُونَكَ، وَيَحْمَدُونَكَ، وَيُمَجِّدُونَكَ ۔ قَالَ : فَيَقُولُ هَلْ رَأَوْنِي ؟ قَالَ : فَيَقُولُونَ، لَا وَاللّٰهِ ! مَا رَأَوْكَ ۔ قَالَ : فَيَقُولُ وَكَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي ؟ قَالَ : يَقُولُونَ، لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً، وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا، وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا قَالَ : يَقُولُ فَمَا يَسْأَلُونِي ؟ قَالَ : يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ ۔ قَالَ : يَقُولُ وَهَلْ رَأَوْهَا ؟ قَالَ : يَقُولُونَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کی یاد کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔ پھر جہاں وہ کچھ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مطلب حاصل ہو گیا۔ پھر وہ پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ان پر امنڈتے رہتے ہیں۔ پھر اپنے رب کی طرف چلے جاتے ہیں۔ ان کا رب ان سے پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح پڑھتے تھے، تیری کبریائی بیان کرتے تھے، تیری حمد کرتے تھے اور تیری بڑائی کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں، نہیں۔ واللہ! انہوں تجھے نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر ان کا اس وقت کیا حال ہوتا جب وہ مجھے دیکھے ہوئے ہوتے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے تو تیری عبادت اور بھی بہت زیادہ کرتے۔ تیری بڑائی سب سے زیادہ بیان کرتے۔ تیری تسبیح سب سے زیادہ کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، پھر وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ جنت مانگتے

١٧٢٢۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 66 باب فضل ذكر الله عز وجل (6408) مسلم (2689) ترمذی (3600)۔

لَا وَاللّٰهِ ! يَا رَبِّ ! مَا رَاَوْهَا ۔ قَالَ : يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا ؟ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا ' كَانُوا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا ' وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا ' وَاَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً ۔ قَالَ : فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ ؟ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ ۔ قَالَ : يَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا ۔ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ ' لَا وَاللّٰهِ ! مَارَاَوْهَا ۔ قَالَ : يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَاَوْهَا ؟ قَالَ : يَقُوْلُوْنَ ' لَوْ رَاَوْهَا كَانُوا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا ' وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً ۔ قَالَ : فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اِنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ ۔ قَالَ : يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ : فِيهِمْ فُلَانٌ ' لَيْسَ مِنْهُمْ ۔ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ ۔ قَالَ : هُمُ الْجُلَسَاءُ ' لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ )) ۔

ہیں۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے۔ کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں۔ نہیں' واللہ! اے رب! انہوں نے تیری جنت نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس کے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے' سب سے بڑھ کر اس کے طلبگار ہوتے اور سب سے زیادہ اس کے آرزومند ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں' دوزخ سے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں نہیں' واللہ' انہوں نے جہنم کو دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' پھر اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس پر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا کہ ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا' بلکہ وہ کسی ضرورت سے آ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ (ذاکرین) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔

**لغوی توضیح** اَهْلَ الذِّكْرِ اہل ذکر (جو مسنون اذکار کے ساتھ اپنی مجالس کو آباد رکھتے ہیں)۔ فَيَحُفُّوْنَهُمْ انہیں گھیر لیتے ہیں۔ بِاَجْنِحَتِهِمْ اپنے پروں کے ساتھ۔ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔ معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی کی مجالس کی اتنی فضیلت ہے کہ جو شخص گزرتے گزرتے کسی ذاتی کام کی وجہ سے ہی ان کے ساتھ بیٹھ جائے وہ بھی بخشا جاتا ہے۔

## (9) باب فضل الدعاء باللهم آتنا في الدنيا حسنة و في الآخرة حسنة وقنا عذاب النار

## دنیا اور آخرت کی بھلائی اور آگ کے عذاب سے بچنے کی دعا کرنے کی فضیلت

١٧٢٣ ۔ حَدِيثُ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ اَكْثَرَ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ : (( اَللّٰهُمَّ ! رَبَّنَا !

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی اکثر یہ دعا ہوا کرتی تھی "اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھلائی

١٧٢٣ ۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 55 باب قول النبي ﷺ ربنا آتنا ... ، مسلم (2690) ابو داود (1519) ۔

آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ' وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً ' وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)) -

عطا کر، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

## (10) باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء

## لا الہ اللہ' سبحان اللہ اور دعا مانگنے کا ثواب

١٧٢٤ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : (( مَنْ قَالَ ؛ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ - كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ ' وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ ' وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ ' وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ ' يَوْمَهُ ذَلِكَ ' حَتَّى يُمْسِي - وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ ' إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جو شخص دن بھر میں سو مرتبہ یہ دعا پڑھے گا ''نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے' اس کا کوئی شریک نہیں' ملک اسی کا ہے۔ اور تمام تعریف اسی کے لیے ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے'' تو اسے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔ سو نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائیں گی اور سو برائیاں اس سے مٹا دی جائیں گی۔ اس روز دن بھر یہ دعا شیطان سے اس کی حفاظت کرتی رہے گی۔ تا آنکہ شام ہو جائے' اور وہی شخص اس سے بہتر عمل لے کر آئے گا' جو اس سے بھی زیادہ یہ کلمہ پڑھ لے۔

**لغوی توضیح** مُحِيَتْ مٹا دی جائیں گی۔ حِرْزًا بچاؤ، حفاظت۔

١٧٢٥ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : (( مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ' فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ ' حُطَّتْ خَطَايَاهُ ' وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ )) -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے سبحان الله وبحمده دن میں سو مرتبہ کہا' اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں' خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

**لغوی توضیح** حُطَّتْ مٹا دیئے جائیں گے، معاف کر دیئے جائیں گے۔ زَبَدِ الْبَحْرِ سمندر کی جھاگ۔

**فہم الحدیث** اہل علم کا کہنا ہے کہ ان گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کبیرہ نہیں کیونکہ کبیرہ گناہ تو صرف توبہ کے ساتھ ہی معاف ہوتے ہیں البتہ بعض نے کہا ہے کہ اگر کسی کے صغیرہ گناہ نہ ہوں صرف کبیرہ ہی ہوں تو امید ہے کہ اس کلمہ کی برکت سے اُن میں بھی تخفیف کر دی جائے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ کہے اس کے لیے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگ جاتا ہے۔[1]

---

١٧٢٤ - البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبليس وجنوده (3293) مسلم (2691) ترمذی (3468)۔

١٧٢٥ - البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 65 باب فضل التسبيح ، مسلم (2692) ابو داود (5091) ترمذی (3469) ۔

[1] [صحيح : الصحيحة (64) هداية الرواة (2244) ترمذی (3464) نسائی فی عمل اليوم والليلة (827)]

١٧٢٦۔ حديث أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (( مَنْ قَالَ عَشْرًا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ ))۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ کلمہ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریفیں ہیں، اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے'' دس مرتبہ پڑھ لیا وہ ایسا ہوگا جیسے اس نے اولادِ اسماعیل میں سے ایک (عربی غلام) آزاد کیا۔

**فهم الحديث** اس حدیث میں اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلاموں کی آزادی کا ذکر اس لیے ہے کیونکہ اولادِ اسماعیل خاندانی شرافت میں دوسروں سے بڑھ کر ہے، اس لیے ان کے غلام آزاد کرنا بھی افضل ہے۔

١٧٢٧۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( كَلِمَتَانِ، خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں لیکن ترازو میں بہت بھاری اور رحمان کو عزیز ہیں (وہ یہ ہیں) سبحان الله العظيم سبحان الله وبحمده۔

**فهم الحديث** اس حدیث سے مذکورہ کلمات کی خاص فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ روزِ قیامت میزان قائم کیا جائے گا جس میں لوگوں کے اعمال تولے جائیں گے۔ علاوہ ازیں اس حدیث سے رحمتِ الٰہی کی وسعت بھی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان مختصر کلموں کے بدلے عظیم اجر و بدلہ عطا فرمائیں گے۔

## (13) باب استحباب خفض الصوت بالذكر

## آہستہ آواز سے ذکر کرنا مستحب ہے

١٧٢٨۔ حديث أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَيْبَرَ، أَوْ قَالَ: لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ۔ فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ: اللّٰهُ أَكْبَرُ! اللّٰهُ أَكْبَرُ! لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (( ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ۔ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا۔ إِنَّكُمْ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر لشکر کشی کی یا یوں بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ (خیبر کی طرف) روانہ ہوئے تو (راستے میں) لوگ ایک وادی میں پہنچے اور بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہنے لگے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ حضور ﷺ نے فرمایا اپنی جانوں پر رحم کرو، تم کسی بہرے کو یا ایسے شخص کو نہیں پکار رہے ہو جو تم سے دور ہو، جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور تمہارے بہت نزدیک ہے بلکہ وہ

١٧٢٦۔ البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 64 باب فضل التهليل (6404) مسلم (2693) ترمذی (3553)۔

١٧٢٧۔ البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 65 باب فضل التسبيح (6406) مسلم (2694) ابن ماجه (3806)۔

١٧٢٨۔ البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 38 باب غزوة خيبر (2992) مسلم (2704) ترمذی (3461)۔

تَدْعُونَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا، وَهُوَ مَعَكُمْ)) وَأَنَا خَلْفُ دَابَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقُوْلُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ فَقَالَ لِي: ((يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ! رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْتُ: بَلَى! رَسُوْلَ اللّٰهِ! فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي۔ قَالَ: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ))۔

تمہارے ساتھ ہے۔ میں حضور ﷺ کی سواری کے پیچھے تھا، میں نے جب لا حول ولا قوة الا بالله کہا تو حضور ﷺ نے سن لیا، آپ نے فرمایا عبداللہ بن قیس! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے عرض کیا ضرور بتائیے، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ کلمہ یہی ہے لا حول ولا قوة الا بالله۔

**لغوی توضیح:** اِرْبَعُوْا عَلَى أَنْفُسِكُمْ اپنے نفسوں پر نرمی کرو۔ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا نہ بہرہ ہے اور نہ غائب۔ یعنی جس پروردگار کو تم پکار رہے ہو اس کے لیے سننا اور دیکھنا کوئی مشکل نہیں خواہ کوئی چیز معمولی اور ہلکی ہی کیوں نہ ہو۔ لَا حَوْلَ نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے۔ وَلَا قُوَّةَ اور نہ گناہ سے بچنے کی قوت ہے۔ إِلَّا بِاللّٰهِ مگر صرف اللہ کی مدد و توفیق سے ہی۔ اس کلمے کو خزانہ اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ جو اس کی پابندی کرے گا اور بکثرت یہ کلمہ کہتا رہے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ نہایت عمدہ بدلہ جنت میں ذخیرہ کر دیں گے۔

١٧٢٩۔ حديث أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُوْ بِهِ فِي صَلَاتِي۔ قَالَ: ((قُلْ: اللّٰهُمَّ! إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيْرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ۔ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ))۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو "اے اللہ! میں نے اپنی جان پر (گناہ کر کے) بہت زیادہ ظلم کیا، پس گناہوں کو تیرے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں، مجھے اپنے پاس سے بھرپور مغفرت عطا فرما اور مجھ پر رحم کر کہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا بلاشبہ تو ہی ہے۔"

**فہم الحدیث:** معلوم ہوا کہ یہ دعا نماز میں پڑھی جا سکتی ہے اس لیے نماز میں تشہد پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھ لینی چاہیے۔

١٧٣٠۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضي الله عنه أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضي الله عنه، قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُوْ بِهِ فِي صَلَاتِي۔ قَالَ: ((قُلْ: اللّٰهُمَّ! إِنِّي

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! مجھے ایسی دعا سکھائیے جو میں اپنی نماز میں پڑھا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ پڑھا کرو "اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا گناہوں کو اور

١٧٢٩۔ البخاري في: 10 كتاب الاذان: 149 باب الدعاء قبل السلام (834) مسلم (2705) ترمذی (3531)۔
١٧٣٠۔ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 9 باب قول الله تعالى "وكان الله سميعًا بصيرًا"۔

ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا ' وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ . فَاغْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ مَغْفِرَةً ' إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ )) -

کوئی نہیں بخشتا۔ پس میرے گناہ اپنے پاس سے بخش دے۔ بلاشبہ تو بڑا مغفرت کرنے والا' بڑا رحم کرنے والا ہے۔"

## (14) باب التعوذ من شر الفتن وغيرها

## فتنوں وغیرہ سے کے شر سے پناہ مانگنے کا بیان

۱۷۳۱ - حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها ' قَالَتْ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ : (( اللّٰهُمَّ ! إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ ' وَعَذَابِ النَّارِ ' وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ ' وَعَذَابِ الْقَبْرِ ' وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى ' وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ - اَللّٰهُمَّ ! إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ - اَللّٰهُمَّ ! اغْسِلْ قَلْبِي بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ - وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا ' كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ - وَبَاعِدْ بَيْنِي وَ بَيْنَ خَطَايَايَ ' كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ' اَللّٰهُمَّ ! إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ ' وَالْمَأْثَمِ ' وَالْمَغْرَمِ )) -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے فتنہ سے اور دوزخ کے عذاب سے' قبر کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے' اور مال داری کی بری آزمائش سے اور محتاجی کی بری آزمائش سے' اور مسیح دجال کی بری آزمائش سے۔ اے اللہ! میرے دل کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے' اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی دوری مشرق و مغرب میں ہے' اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے' گناہ سے اور قرض سے۔"

**لغوی توضیح** فِتْنَةِ النَّارِ فتنہ آزمائش وامتحان کو کہتے ہیں۔ آگ کے فتنہ سے مراد ہے جہنم کے داروغوں کا یہ سوال کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ فِتْنَةِ الْقَبْرِ قبر کا فتنہ یعنی منکر اور نکیر دو فرشتوں کا سوال۔ فِتْنَةِ الْغِنَى مالداری کا فتنہ یعنی ایسا مال جو انسان کو متکبر و سرکش بنا دے۔ فِتْنَةِ الْفَقْرِ فقیری کا فتنہ یعنی ایسا فقر جو انسان کو حرام اور کفر میں مبتلا کر دے۔ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ مسیح دجال کا فتنہ یعنی جس کی وجہ سے انسان ایمان پر قائم نہ رہ سکے اور دجال کی دعوت پر لبیک کہہ دے۔ الثَّلْجِ برف۔ الْبَرَدِ اولے۔ الدَّنَس میل کچیل۔ الْكَسَلِ سستی۔ الْمَأْثَمِ گناہ۔ الْمَغْرَمِ قرض۔

## (15) باب التعوذ من العجز والكسل غيره

## عجز اور سستی وغیرہ سے پناہ مانگنے کا بیان

۱۷۳۲ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : (( اللّٰهُمَّ ! إِنِّي

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کہا کرتے تھے کہ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں' عاجزی سے' سستی سے'

۱۷۳۱ - البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 46 باب التعوذ من فتنة الفقر ، مسلم (589) -

۱۷۳۲ - البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 38 باب التعوذ من فتنة المحيا و الممات (2823) مسلم (2706) -

أَعُوذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ )) -

بزدلی سے اور بہت زیادہ بڑھاپے سے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کی آزمائشوں سے۔"

**لغوی توضیح** الْعَجْزِ عاجزی، طاقت نہ ہونا۔ مراد ہے اُمورِ خیر بجالانے کی طاقت نہ رہے۔ الْجُبْنِ بزدلی۔ کیونکہ یہ بہت سے واجبات کی ادائیگی میں رکاوٹ ہے جیسے امر بالمعروف ونہی عن المنکر وغیرہ۔ الْهَرَمِ بڑھاپا۔ فِتْنَةِ الْمَحْيَا زندگی کا فتنہ یعنی وہ آزمائشیں جو انسان کو زندگی میں درپیش ہوتی ہیں (جیسے شہوات اور حب دنیا وغیرہ)۔ وَالْمَمَاتِ اور موت کا فتنہ۔ یعنی وہ آزمائشیں جو موت کے وقت درپیش ہوں گی۔

## (16) باب في التعوذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره

## قضائے بد اور بدبختی وغیرہ میں مبتلا ہونے سے پناہ مانگنے کا بیان

١٧٣٣ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ ، وَدَرْكِ الشِّقَاءِ ، وَسُوْءِ الْقَضَاءِ ، وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مصیبت کی سختی، تباہی تک پہنچ جانے، قضاوقدر کی برائی اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگتے تھے۔

**لغوی توضیح** جَهْدِ الْبَلَاءِ مصیبت کی سختی، یعنی ایسی آزمائش جسے برداشت کرنے کی طاقت نہ ہو۔ دَرْكِ الشِّقَاءِ ہلاکت وتباہی تک پہنچ جانا۔ سُوْءِ الْقَضَاءِ تقدیر کی برائی، یعنی تقدیر میں لکھی ہوئی آزمائش۔ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ دشمنوں کے خوش ہونے سے۔ شَمَاتَة اس خوشی کو کہتے ہیں جو نقصان کے وقت دشمن کو حاصل ہو۔

## (17) باب ما يقول عند النوم واخذ المضجع

## سوتے وقت بستر پر لیٹ کر کیا کہے؟

١٧٣٤ - حديث الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ ، فَتَوَضَّأْ وَضُوْئَكَ لِلصَّلَاةِ ۔ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ ۔ ثُمَّ قُلْ : اللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَ فَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ ۔ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ ۔ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب تم اپنے بستر پر لیٹنے آؤ تو اس طرح وضو کرو جس طرح نماز کے لیے کرتے ہو۔ پھر داہنی کروٹ پر لیٹ کر یوں کہو" اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف جھکا دیا۔ اپنا معاملہ تیرے ہی سپرد کر دیا۔ میں نے تیرے ثواب کی توقع اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھے ہی پشت پناہ بنا لیا۔ تیرے سوا کہیں پناہ اور نجات کی جگہ نہیں۔ اے اللہ! جو کتاب تو نے نازل کی میں اس پر ایمان

١٧٣٣ - البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 28 باب التعوذ من جهد البلاء (6341) مسلم (2707) بغوی (1360) -

١٧٣٤ - البخاری فی: 4 کتاب الوضوء : 75 باب فضل من بات علی الوضوء (247) مسلم (2710) ترمذی (3394)-

اَللّٰهُمَّ ! آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي اَنْزَلْتَ ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ ۔ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ ، فَاَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَتَكَلَّمُ بِهِ))۔

لایا۔ جو نبی تو نے بھیجا میں اس پر ایمان لایا۔'' پس اگر اس حالت میں اسی رات مر گیا تو فطرت پر مرے گا۔ اور اس دعا کو سب باتوں کے اخیر میں پڑھ۔

قَالَ ، فَرَدَّدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَلَمَّا بَلَغْتُ ((اَللّٰهُمَّ ! آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي اَنْزَلْتَ ۔ قُلْتُ : وَرَسُوْلِكَ ۔ قَالَ : (( لَا ، وَنَبِيِّكَ الَّذِي اَرْسَلْتَ ))۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس دعا کو دوبارہ پڑھا۔ جب میں آمنت بکتابك الذی انزلت پر پہنچا تو میں نے ورسولك (کالفظ) کہہ دیا۔ آپ نے فرمایا نہیں (یوں کہو) ونبیك الذی أرسلت۔

**لغوی توضیح** مَضْجَعَ سونے کی جگہ۔ فَوَّضْتُ میں نے سپرد کر دیا۔ مَلْجَأ پناہ گاہ۔ مَنْجَأ نجات کی جگہ۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ سوتے وقت باوضوء ہو کر، دائیں کروٹ پر، درج بالا دعا پڑھ کر لیٹنا مستحب ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دینی معاملات میں مکمل طور پر نبی ﷺ کی اتباع کرنا ضروری ہے، اپنی طرف سے کسی لفظ کی تبدیلی بھی اسلام میں گوارا نہیں۔

۱۷۳۵۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( اِذَا اَوَى اَحَدُكُمْ اِلَى فِرَاشِهِ ، فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهِ ۔ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ۔ ثُمَّ يَقُوْلُ : بِاسْمِكَ رَبِّ ! وَضَعْتُ جَنْبِي ، وَبِكَ اَرْفَعُهُ ، اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِي ، فَارْحَمْهَا ، وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِيْنَ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹے تو پہلے اپنا بستر اپنے ازار کے کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی بے خبری میں کیا چیز اس پر آ گئی ہے۔ پھر یہ دعا پڑھے'' میرے پالنے والے تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیرے ہی نام سے اسے اٹھاؤں گا اگر تو نے میری جان کو روک لیا تو اس پر رحم کرنا اور اگر چھوڑ دیا (زندگی رکھی) تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا جس طرح تو صالحین کی حفاظت کرتا ہے۔''

**لغوی توضیح** آوی پناہ لے (یعنی لیٹے)۔ فَلْيَنْفُضْ جھاڑ لے۔ فِرَاشَهُ اپنا بستر۔ معلوم ہوا کہ بستر پر لیٹنے سے پہلے اسے اچھی طرح جھاڑ لینا مستحب ہے۔ نیز اس حدیث میں ایک دوسری دعا بھی مذکور ہے جسے سوتے وقت پڑھنا بھی مستحب ہے۔ علاوہ ازیں ایک دوسری روایت میں سونے کی یہ دعا بھی مذکور ہے اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا ۔[1]

## (18) باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر ما لم يعمل

## اپنے کردہ اور نہ کردہ اعمال کے شر سے پناہ مانگنے کا بیان

۱۷۳۶۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ ، اَنَّ النَّبِيَّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کہا کرتے تھے،

۱۷۳۵۔ البخاری فی: 80 کتاب الدعوات: 13 باب حدثنا احمد بن یونس (6320) مسلم (2714) ابوداود (5050)۔
۱۷۳۶۔ البخاری فی: 97 کتاب التوحید: 7 باب قول اللہ تعالی "وهو العزيز الحكيم" (7383) مسلم (2717)۔

[1] [بخاری (6314) کتاب الدعوات]

ﷺ كَانَ يَقُوْلُ : (( اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْـتَ الَّذِي لَا يَمُوْتُ ، وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ ))۔

تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی معبود تیرے سوا نہیں۔ تیری ایسی ذات ہے جسے موت نہیں اور جن وانس فنا ہو جائیں گے۔

١٧٣٧۔ حدیث اَبِی مُوْسَی رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، اَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ : ((رَبِّ ! اغْفِرْلِي خَطِيْئَتِي وَجَهْلِي وَاِسْرَافِي فِي اَمْرِي كُلِّهِ ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اللّٰهُمَّ ! اغْفِرْلِي خَطَايَايَ وَعَمْدِي ، وَجَهْلِي وَهَزْلِي ، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِي ، اَللّٰهُمَّ ! اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ )) ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے ''میرے رب! میری خطا، میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما اور وہ گناہ بھی جن کا تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر، میری خطاؤں میں، میرے بالا رادہ اور بلا ارادہ کاموں میں اور میرے ہنسی مزاح کے کاموں میں اور یہ سب میری ہی طرف سے ہیں۔ اے اللہ! میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور ان میں جو کروں گا اور جنہیں میں نے چھپایا، جنہیں میں نے ظاہر کیا، تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

**لغوی توضیح** خَطَايَايَ غیر ارادی طور پر کیے جانے والے گناہ۔ عَمْدِي ارادتاً کیے ہوئے گناہ۔ جَهْلِي لاعلمی میں کیے ہوئے گناہ۔ هَزْلِي مذاق میں کیے ہوئے گناہ۔ مَا اَسْرَرْتُ جو میں نے چھپ کر گناہ کیے۔

**فهم الحديث** یہ ایک نہایت عمدہ اور جامع دعا ہے کیونکہ اس میں ہر طرح کے گناہوں سے معافی مانگی گئی ہے، اس لیے اسے اکثر اوقات پڑھتے رہنا چاہیے۔

١٧٣٨۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، كَانَ يَقُوْلُ : (( لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ، اَعَزَّ جُنْدَهُ ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ ، فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ )) ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، جس نے اپنے لشکر کو فتح دی، اپنے بندے (یعنی محمد ﷺ) کی مدد کی اور احزاب (یعنی افواجِ کفار) کو تنہا بھگا دیا، پس اس کے بعد کوئی چیز اس کے مدمقابل نہیں ہو سکتی۔''

## (19) باب التسبيح اول النهار وعند النوم

## صبح کے وقت اور سوتے وقت تسبیح کرنے کا بیان

١٧٣٩۔ حدیث عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ فَاطِمَةَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے چکی

١٧٣٧۔ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 60 باب قول النبي ﷺ اللهم اغفر لي ما قدمت...(6398) مسلم (2719)۔

١٧٣٨۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 29 باب غزوة الخندق وهي الاحزاب (4114) مسلم (2724)۔

١٧٣٩۔ البخاري في: 62 كتاب فضائل اصحاب النبي ﷺ: 9 باب مناقب علي ...(3113) مسلم (2727)۔

عَلَيْهَا السَّلَامُ، شَكَتْ مَا تَلْقَى مِنْ أَثَرِ الرِّحَاءِ۔ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ سَبْيٌ۔ فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ۔ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ، فَأَخْبَرَتْهَا۔ فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيءِ فَاطِمَةَ۔ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، إِلَيْنَا، وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا۔ فَذَهَبْتُ لأَقُومَ، فَقَالَ: (( عَلَى مَكَانِكُمَا )) فَقَعَدَ بَيْنَنَا، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي۔ وَقَالَ: (( أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَانِي ؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، وَتُسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَتَحْمَدَا ثَلَاثَةً وَثَلَاثِينَ۔ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ ))۔

پینے کی تکلیف کی شکایت کی۔اس کے بعد آپ ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے تو حضرت فاطمہ ؓ آپ کے پاس آئیں لیکن آپ موجود نہیں تھے۔حضرت عائشہ ؓ سے ان کی ملاقات ہوگئی اور ان سے اس کے بارے میں انہوں نے بات کی۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے آپ سے حضرت فاطمہ کے آنے کی اطلاع دی۔اس پر آپ ﷺ خود ہمارے گھر تشریف لائے۔اس وقت ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔میں نے چاہا کہ کھڑا ہو جاؤں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں ہی لیٹے رہو۔اس کے بعد آپ ہم دونوں کے درمیان میں بیٹھ گئے اور میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں محسوس کی۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھ سے جو طلب کیا ہے کیا میں تمہیں اس سے اچھی بات نہ بتاؤں۔جب تم سونے کے لیے بستر پر لیٹو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔یہ عمل تمہارے لیے کسی خادم سے بہتر ہے۔

**لغوی توضیح** الرَّحَاءِ چکی۔سَبْيٌ قیدی عورتیں۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ فاطمہ ؓ کے چکی پیس پیس کر ہاتھوں پر اور مشکیزے اٹھا اٹھا کر گردن پر نشان پڑ چکے تھے اور گھر میں جھاڑو دے دے کر کپڑے بھی خراب ہو چکے تھے،اس لیے انہوں نے خادم کا مطالبہ کیا۔لیکن نبی ﷺ نے انہیں خادم دینے کی بجائے اس سے بہتر ایک ذکر بتا دیا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بھی سوتے وقت اس ذکر کی پابندی کرے گا اسے زیادہ کام کرنا گراں نہیں گزرے گا اور نہ ہی اسے کام کی وجہ سے زیادہ تھکاوٹ محسوس ہوگی۔

## (20) باب استحباب الدعاء عند صياح الديك

## مرغ کی اذان سن کر دعا کرنا مستحب ہے

١٧٤٠۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: (( إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ، فَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا۔ وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ، فَتَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا ))۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جب مرغ کی بانگ سنو تو اللہ سے اس کے فضل کا سوال کیا کرو (یعنی کہو اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ) کیونکہ اس نے فرشتے کو دیکھا ہے۔اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو (یعنی کہو أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ) کیونکہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔

١٧٤٠۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 15 باب خير مال المسلم...(3303) مسلم (2729) ابو داود (5102)۔

## (21) باب دعاء الكرب

## پریشانی اور بے چینی کے وقت پڑھنے کی دعا

١٧٤١۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ يَقُوْلُ، عِنْدَ الْكَرْبِ: (( لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ))۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ پریشانی کی حالت میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے" اللہ صاحب عظمت اور برد بار کے سوا کوئی معبود نہیں' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرشِ عظیم کا رب ہے' اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرشِ کریم کا رب ہے۔"

**فهم الحديث** پریشانی کے وقت نبی ﷺ سے یہ دعا پڑھنا بھی ثابت ہے يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ۔[1] علاوہ ازیں ہر قسم کی مشکل و پریشانی کے حل کے لیے مسنون وظائف پڑھنے کے لیے ہماری کتاب "مشکلات سے نجات کی دعائیں" ملاحظہ فرمایئے۔

## (25) باب بيان انه يستجاب للداعي ما لم يعجل فيقول دعوت فلم يستجب لي

## بے صبرانہ ہوا جائے تو ہر دعا قبول ہوتی ہے لیکن یہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی مگر قبول نہ ہوئی

١٧٤٢۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ، يَقُوْلُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے کہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی اور میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ دعا کرنے والے کو جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ واضح رہے کہ جلد بازی کا مطلب یہ نہیں کہ انسان یہ دعا کرے کہ اے اللہ! میری دعا جلد قبول فرما بلکہ جلد بازی اُکتا کر دعا ترک کر دینے کا نام ہے۔ اس لیے اگر مراد پوری نہ ہو رہی ہو تو بھی مسلسل دعا کرتے رہنا چاہیے۔

## (26) باب اكثر اهل الجنة الفقراء واكثر اهل النار النساء وبيان الفتنة بالنساء

## اہل جنت کی اکثریت فقراء پر مشتمل ہوگی اور دوزخیوں کی اکثریت عورتوں پر مشتمل ہوگی اور عورتوں کے فتنے کا بیان

١٧٤٣۔ حدیث أُسَامَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت

١٧٤١۔ البخاری فی: 80 كتاب الدعوات: 27 باب الدعاء عند الكرب (6345) مسلم (2730) ترمذی (3435)۔
١٧٤٢۔ البخاری فی: 80 كتاب الدعوات: 22 باب يستجاب للعبد ما لم يعجل (6340) مسلم (2735) ابوداود (1484)۔
١٧٤٣۔ البخاری فی: 67 كتاب النكاح: 17 باب ما يتقى من شؤم المراة (5196) مسلم (2736)۔

[1] [حسن: صحيح ترمذی، ترمذی (3524)]

قَالَ : (( قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ ، فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ ، وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ ، غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ ، قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ ۔ وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ ، فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ )) ۔

کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والوں کی اکثریت غریبوں کی تھی مال دار (جنت کے دروازہ پر حساب کے لیے) روک لئے گئے تھے۔ البتہ جہنم والوں کو جہنم میں جانے کا حکم دے دیا گیا تھا۔ اور میں جہنم کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں داخل ہونے والی زیادہ عورتیں تھیں۔

١٧٤٤ ۔ حديث أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رضى الله عنهما ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ ))۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر نقصان دینے والا اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے۔"

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے سب سے بڑا فتنہ عورتیں ہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ عورتیں سمجھدار اور ہوشیار آدمی کی عقل کو بھی لے ڈوبتی ہیں۔ [1]

## (27) باب قصة اصحاب الغار الثلاثة والتوسل بصالح الاعمال

## غار والے تین آدمیوں کا قصہ اور نیک اعمال کو وسیلہ بنا کر دعا مانگنا

١٧٤٥ ۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( خَرَجَ ثَلَاثَةٌ يَمْشُوْنَ ، فَاَصَابَهُمُ الْمَطَرُ ، فَدَخَلُوْا فِى غَارٍ فِى جَبَلٍ ۔ فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِمْ صَخْرَةٌ ۔ قَالَ : فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : ادْعُوا اللّٰهَ بِاَفْضَلِ عَمَلٍ عَمِلْتُمُوْهُ : فَقَالَ اَحَدُهُمْ : اَللّٰهُمَّ ! اِنِّى كَانَ لِى اَبَوَانِ ، شَيْخَانِ كَبِيْرَا ۔ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَرْعَى ، ثُمَّ اَجِىءُ فَاَحْلُبُ ۔ فَاَجِىءُ بِالْحِلَابِ ، فَاٰتِى بِهِ اَبَوَىَّ ۔ فَيَشْرَبَانِ ۔ ثُمَّ اَسْقِى الصِّبْيَةَ ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تین شخص کہیں باہر جا رہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی۔ انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں جا کر پناہ لی۔ اتفاق سے پہاڑ کی ایک چٹان اوپر سے لڑھکی (اور اس غار کے منہ کو بند کر دیا جس میں یہ تینوں پناہ لئے ہوئے تھے) اب ایک نے دوسرے سے کہا کہ اپنے سب سے اچھے عمل کا' جو تم نے کبھی کیا ہو' نام لے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ اس پر ان میں سے ایک نے یہ دعا کی "اے اللہ! میرے ماں باپ بہت ہی بوڑھے تھے' میں باہر لے جا کر (اپنے مویشی) چراتا تھا۔ پھر جب شام کو واپس آتا تو ان کا دودھ نکالتا اور برتن میں پہلے اپنے والدین کو پیش کرتا۔ جب میرے والدین پی چکتے تو پھر بچوں کو اور اپنی بیوی کو پلاتا۔ اتفاق سے ایک رات

١٧٤٤ ۔ البخاری فی: 67 كتاب النكاح: 17 باب ما يتقى من شؤم المراة (5096) مسلم (2740) ترمذی (2780) ۔
١٧٤٥ ۔ البخاری فی: 34 كتاب البيوع: 98 باب إذا اشترى شيئًا لغيره بغير إذنه فرضى (2215) مسلم (2743) ۔

[1] [بخاری (304) كتاب الحيض]

وَاَهْلِي وَامْرَاَتِي فَاحْتَبَسْتُ لَيْلَةً، فَجِئْتُ فَإِذَا هُمَا نَائِمَان۔ قَالَ: فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا، وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ رِجْلَيَّ۔ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَاْبِي وَدَاْبُهُمَا حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ۔ اَللّٰهُمَّ! اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً، نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ۔ قَالَ: فَفُرِجَ عَنْهُمْ۔ وَقَالَ الآخَرُ: اَللّٰهُمَّ! اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي كُنْتُ اُحِبُّ امْرَاَةً مِنْ بَنَاتِ عَمِّي، كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرَّجُلُ النِّسَاءَ۔ فَقَالَتْ: لَا تَنَالُ ذٰلِكَ مِنْهَا، حَتّٰى تُعْطِيَهَا مِائَةَ دِيْنَارٍ۔ فَسَعَيْتُ فِيْهَا حَتّٰى جَمَعْتُهَا۔ فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا، قَالَتْ: اِتَّقِ اللّٰهَ، وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهِ۔ فَقُمْتُ، وَتَرَكْتُهَا۔ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً۔ قَالَ: فَفَرَجَ عَنْهُمُ الثُّلُثَيْنِ۔ وَقَالَ الآخَرُ: اَللّٰهُمَّ! اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقٍ مِنْ ذُرَةٍ، فَاَعْطَيْتُهُ۔ وَاَبٰى ذَاكَ اَنْ يَاْخُذَ فَعَمَدْتُ اِلٰى ذٰلِكَ الْفَرَقِ، فَزَرَعْتُهُ۔ حَتّٰى اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا۔ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ، يَا عَبْدَ اللّٰهِ! اَعْطِنِي حَقِّي۔ فَقُلْتُ انْطَلِقْ اِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا، فَاِنَّهَا لَكَ فَقَالَ: اَتَسْتَهْزِئُ بِي؟ قَالَ: فَقُلْتُ: مَا

واپسی میں دیر ہوگئی۔ اور جب میں گھر لوٹا تو والدین سو چکے تھے۔ اس نے کہا کہ پھر میں نے پسند نہیں کیا کہ انہیں جگاؤں۔ بچے میرے قدموں میں بھوک کے پڑے رو رہے تھے۔ میں برابر دودھ کا پیالہ لئے والدین کے سامنے اسی طرح کھڑا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ اے اللہ! اگر تیرے نزدیک میں نے یہ کام صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا' تو ہمارے لیے اس چٹان کو ہٹا کر اتنا راستہ بنا دے کہ ہم آسمان کو تو دیکھ سکیں'' آپ ﷺ نے فرمایا۔ چنانچہ وہ پتھر کچھ ہٹ گیا۔ دوسرے شخص نے کہا ''اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ مجھے اپنے چچا کی ایک لڑکی سے اتنی زیادہ محبت تھی جتنی ایک مرد کو کسی عورت سے ہو سکتی ہے۔ اس لڑکی نے کہا تم مجھ سے اپنی خواہش اس وقت تک پوری نہیں کر سکتے جب تک مجھے سو اشرفی نہ دے دو۔ میں نے ان کے حاصل کرنے کی کوشش کی' اور آخر اتنی اشرفی جمع کر لی۔ پھر جب میں اس کی دونوں رانوں کے درمیان بیٹھا۔ تو وہ بولی' اللہ سے ڈر اور مہر کو ناجائز طریقے پر نہ توڑ۔ اس پر میں کھڑا ہو گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اب اگر تیرے نزدیک بھی میں نے یہ عمل تیری ہی رضا کے لئے کیا تھا۔ تو ہمارے لئے (نکلنے کا) راستہ بنا دے'' آپ ﷺ نے فرمایا چنانچہ وہ پتھر دو تہائی ہٹ گیا۔ تیسرے شخص نے کہا ''اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور سے ایک فرق جوار پر کام کرایا تھا۔ جب میں نے اس کی مزدوری اسے دی تو اس نے لینے سے انکار کر دیا اور میں نے اس جوار کو لے کر بو دیا (کھیتی جب کٹی تو اس میں اتنی جوار پیدا ہوئی کہ) اس سے میں نے ایک بیل اور ایک چرواہا خرید لیا۔ کچھ عرصہ بعد پھر اس نے آ کر مزدوری مانگی' کہ خدا کے بندے مجھے میرا حق دے دے۔ میں نے کہا کہ اس بیل اور اس چرواہے کے پاس جاؤ کہ یہ تمہاری ہی ملکیت ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ میں نے کہا' میں مذاق نہیں کرتا' واقعی یہ تمہارے ہی ہیں۔ تو اے اللہ! اگر تیرے نزدیک یہ

اَسْتَهْزِئُ بِكَ ' وَلٰكِنَّهَا لَكَ ۔ اَللّٰهُمَّ ! اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا ' فَكُشِفَ عَنْهُمْ )) ۔

کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے تیار کیا تھا تو یہاں ہمارے لیے (اس چٹان کو ہٹا کر) راستہ بنا دے۔ چنانچہ وہ غار پورا کھل گیا۔اور وہ تینوں باہر آ گئے۔

**لغوی توضیح** اَلْحِلَاب وہ برتن جس میں دودھ نکالا جاتا ہے۔ يَتَضَاغَوْنَ چیخ چیخ کر رو رہے تھے۔ لَا تَفُضَّ مت توڑ، یعنی ہم بستری نہ کر۔ اَلْخَاتَمَ مہر کو، یعنی شرمگاہ کو۔ فَرَق ایک فرق تین صاع کے برابر ہوتا ہے اور صاع اڑھائی کلو گرام کے قریب ہوتا ہے۔ ذُرَة مکئی۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے دعا کی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں دو اور چیزوں کا وسیلہ جائز ہے: ایک اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا اور دوسرا کسی زندہ صالح شخص کی دعا کا۔ ان کے علاوہ کوئی وسیلہ بھی جائز نہیں اور نہ ہی ان کی حجیت پر کوئی دلیل ثابت ہے۔ شیخ البانی ؒ نے یہی وضاحت فرمائی ہے۔[1]

# [49] كتاب التوبة
## توبہ کا بیان

### (1) باب في الحض على التوبة والفرح بها
### توبہ کی تحریک وترغیب اور یہ کہ اللہ تعالیٰ توبہ سے خوش ہوتا ہے

١٧٤٦ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى : اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي ' وَاَنَا مَعَهُ اِذَا ذَكَرَنِي ۔ فَاِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ' ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي ۔ وَاِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَاٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَاٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ ۔ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ بِشِبْرٍ ' تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا ۔ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا ' تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ بَاعًا ۔ وَاِنْ اَتَانِي يَمْشِي ' اَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔ اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں۔ پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر (فرشتوں کی) مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آ جاتا ہوں۔

---

١٧٤٦ ۔ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 15 باب قول الله تعالى "ويحذركم الله نفسه" ۔

[1] [التوسل للألباني (ص / 43)]

١٧٤٧ ـ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ، مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا، وَبِهِ مَهْلَكَةٌ، وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ، عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَ شَرَابُهُ فَوَضَعَ رَاْسَهُ، فَنَامَ نَوْمَةً، فَاسْتَيْقَظَ، وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ ـ حَتّٰى اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ، اَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِي ـ فَرَجَعَ، فَنَامَ نَوْمَةً، ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ، فَاِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ )) ـ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس نے کسی پر خطر جگہ پڑاؤ کیا ہو اس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو اور اس پر کھانے پینے کی چیزیں موجود ہوں۔ وہ سر رکھ کر سو گیا ہو اور جب بیدار ہوا ہو تو اس کی سواری غائب ہو۔ آخر بھوک و پیاس یا جو کچھ اللہ نے چاہا اسے سخت لگ جائے وہ اپنے دل میں سوچے کہ مجھے اب گھر واپس چلا جانا چاہیے اور جب وہ واپس ہوا اور پھر سو گیا لیکن اس نیند سے جو سر اٹھایا تو اس کی سواری وہاں کھانا پینا لئے ہوئے سامنے کھڑی ہے۔ تو خیال کرو کہ اس کو کس قدر خوشی ہوگی۔

**لغوی توضیح** تَـوْبَة رجوع کو کہتے ہیں یعنی گناہ سے اللہ کی طرف رجوع۔ سچی توبہ کی تین شرائط ہیں۔ ① گناہ چھوڑ دے، ② گناہ پر نادم و پشیمان ہو ③ اور اسے دوبارہ نہ کرنے کا پختہ عہد کرے۔ اور اگر گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو جس کا حق غصب کیا ہے اس کا ازالہ کرے، جس کے ساتھ زیادتی کی ہے اس سے معافی مانگے، صرف زبان سے توبہ کرنا کچھ معنی نہیں رکھتا۔ مَهْلَكَةٌ پر خطر جگہ، ہلاکت کا مقام۔

١٧٤٨ ـ حديث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: (( اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ اَحَدِكُمْ، سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهِ، وَقَدْ اَضَلَّهُ فِي اَرْضِ فَلَاةٍ )) ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کا اونٹ مایوسی کے بعد اچانک اسے مل گیا ہو۔ حالانکہ وہ ایک چٹیل میدان میں گم ہوا تھا۔

## (4) باب في سعة رحمة الله تعالىٰ وانها سبقت غضبه

## اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے اور یہ کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے گئی

١٧٤٩ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ، كَتَبَ فِي كِتَابِهِ، فَهُوَ عِنْدَهُ، فَوْقَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکا تو اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے اس نے لکھا کہ میری رحمت میرے غصہ

---

١٧٤٧ ـ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 4 باب التوبة (6308) مسلم (2744) ترمذی (2498) ابن حبان (618) ـ

١٧٤٨ ـ البخاري في: 80 كتاب الدعوات: 4 باب التوبة (6309) مسلم (2747) ابن حبان (617) بغوی (1303) ـ

١٧٤٩ ـ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 1 باب ما جاء في قول الله تعالى "وهو الذى يبدا..." (3194) مسلم (2751)۔

الْعَرْشِ ' اِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي ))۔

پر غالب ہے۔

١٧٥٠ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ ' فَاَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ جُزْءًا ' وَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا ' فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ ' حَتّٰى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا ' خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهُ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ نے رحمت کے سو حصے بنائے اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے حصے رکھے صرف ایک حصہ زمین پر اتارا ہے اور اسی کی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ گھوڑی بھی اپنے بچے کو اپنے سم نہیں لگنے دیتی بلکہ سموں کو اٹھا لیتی ہے کہ کہیں اس سے بچے کو تکلیف نہ پہنچے۔

**لغوی توضیح** حَافِر سُم، کھر، گھوڑے کا پاؤں۔

١٧٥١ - حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ ' قَالَ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سَبْيٌ ' فَاِذَا امْرَاَةٌ مِنَ السَّبْيِ قَدْ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا ' تَسْقِي ' اِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ ' اَخَذَتْهُ ' فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَاَرْضَعَتْهُ ' فَقَالَ: لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: ((اَتَرَوْنَ هٰذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟ )) قُلْنَا: لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى اَنْ لَا تَطْرَحَهُ ۔ فَقَالَ: (( اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهِ ' مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا))۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے۔ قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کا سینہ دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی۔ اتنے میں ایک بچہ اس کو قیدیوں میں ملا۔ اس نے جھٹ اپنے پیٹ سے لگالیا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ ہم سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں' جب تک اس کو قدرت ہوگی یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہو سکتی ہے۔

**لغوی توضیح** فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا اس نے اسے اپنے پیٹ سے لگالیا۔ طَارِحَةً پھینکنے والی۔

١٧٥٢ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: (( قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ: فَاِذَا مَاتَ ' فَحَرِّقُوْهُ ' وَاذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ ' وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ '

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص جس نے (بنی اسرائیل میں سے) کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا' وصیت کی کہ جب وہ مرجائے تو اسے جلا ڈالیں اور اس کی آدھی راکھ خشکی میں اور آدھی دریا میں بکھیر دیں کیونکہ اللہ کی قسم! اگر اللہ نے مجھ پر قابو پالیا

١٧٥٠ - البخاری فی: 78 كتاب الادب: 19 باب جعل الله الرحمة مائة جزء (6000) مسلم (2752) ترمذی (3541)۔

١٧٥١ - البخاری فی: 78 كتاب الادب: 18 باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته (6469) مسلم (2755) بغوی (4180)۔

١٧٥٢ - البخاری فی: 97 كتاب التوحيد: 34 باب قول الله تعالى "يريدون ان يبدلوا كلام الله" (3481) مسلم (2756)۔

فَوَ اللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُ اَحَدًا مِنَ الْعَالَمِيْنَ ۔ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ، فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ۔ وَاَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ۔ ثُمَّ قَالَ: لِمَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ، وَاَنْتَ اَعْلَمُ، فَغَفَرَ لَهُ))۔

تو ایسا عذاب مجھ کو دے گا جو دنیا کے کسی شخص کو بھی وہ نہیں دے گا۔ پھر اللہ نے سمندر کو حکم دیا اور اس نے تمام راکھ جمع کر دی جو اس کے اندر تھی۔ پھر اس نے خشکی کو حکم دیا اور اس نے بھی اپنی تمام راکھ جمع کر دی جو اس کے اندر تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تو نے ایسا کیوں کیا تھا؟ اس نے عرض کیا اے رب! تیرے خوف سے میں نے ایسا کیا۔ اور تو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

**لغوی توضیح** اذْرُوا بکھیر دو۔ الْبَرّ خشکی۔

١٧٥٣ ۔ حديث اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اَنَّ رَجُلًا كَانَ قَبْلَكُمْ رَغَسَهُ اللّٰهُ مَالًا ۔ فَقَالَ لِبَنِيْهِ لَمَّا حُضِرَ: اَيَّ اَبٍ كُنْتُ لَكُمْ؟ قَالُوا: خَيْرَ اَبٍ ۔ قَالَ: فَاِنِّي لَمْ اَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ ۔ فَاِذَا مُتُّ فَاَحْرِقُوْنِي، ثُمَّ اسْتَحْقُوْنِي، ثُمَّ ذَرُوْنِي فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ۔ فَفَعَلُوْا ۔ فَجَمَعَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ ۔ فَتَلَقَّاهُ بِرَحْمَتِهِ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا گزشتہ امتوں میں ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ نے خوب دولت دی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے پوچھا، میں تمہارے حق میں کیسا باپ ثابت ہوا؟ بیٹوں نے کہا کہ آپ ہمارے بہترین باپ تھے۔ اس شخص نے کہا لیکن میں نے عمر بھر کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اس لیے جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا، پھر میری ہڈیوں کو پیس ڈالنا اور (راکھ کو) کسی سخت آندھی کے دن ہوا میں اڑا دینا۔ بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اللہ پاک نے اسے جمع کیا اور پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس شخص نے عرض کیا کہ پروردگار تیرے ہی خوف سے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دی۔

**لغوی توضیح** رَغَسَهُ اللّٰهُ اللہ نے اسے بہت دیا ہے۔ ثُمَّ اسْتَحْقُوْنِي پھر میری ہڈیاں پیس دینا۔ يَوْمٍ عَاصِفٍ سخت آندھی کے دن۔ مَخَافَتُكَ تیرے ہی خوف سے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ اس کے بندے اس سے ڈرتے رہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسی پر بخشش عنایت فرما دی۔

## (5) باب قبول التوبة من الذنوب وان تكررت الذنوب والتوبة

## گناہوں سے توبہ بہر حال قبول ہوتی ہے خواہ بندہ بار بار گناہ کرے اور بار بار توبہ کرے

١٧٥٤ ۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ

١٧٥٣ ـ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (3478) مسلم (2757) ابن حبان (649)۔
١٧٥٤ ـ البخاري في: 97 كتاب التوحيد: 35 باب قول الله تعالى "يريدون ان يبدلوا كلام الله" (7507) مسلم (2758)۔

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : (( إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا ، وَرُبَّمَا قَالَ : أَذْنَبَ ذَنْبًا ۔ فَقَالَ : رَبِّ ! أَذْنَبْتُ ۔ وَرُبَّمَا قَالَ : أَصَبْتُ فَاغْفِرْلِي ۔ فَقَالَ رَبُّهُ : أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ۔ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ۔ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا ۔ أَوْ أَذْنَبَ ذَنْبًا۔ فَقَالَ : رَبِّ ! أَذْنَبْتُ أَوْ أَصَبْتُ آخَرَ ، فَاغْفِرْهُ ۔ فَقَالَ : أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ ، وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ۔ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ۔ ثُمَّ أَذْنَبَ ذَنْبًا ۔ وَرُبَّمَا قَالَ : أَصَابَ ذَنْبًا ۔ قَالَ : قَالَ رَبِّ ! أَصَبْتُ أَوْ أَذْنَبْتُ آخَرَ ۔ فَاغْفِرْهُ لِي ۔ فَقَالَ : أَعَلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ؟ غَفَرْتُ لِعَبْدِي ثَلَاثًا ۔ فَلْيَعْمَلْ مَا شَاءَ )) ۔

نے فرمایا کہ ایک بندے نے بہت گناہ کئے اور کہا اے میرے رب! میں تیرا ہی گنہگار ( بندہ ) ہوں تو مجھے بخش دے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا۔ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر بندہ رکا رہا جتنا اللہ نے چاہا۔ اور پھر اس نے گناہ کیا اور عرض کیا۔ میرے رب! میں نے دوبارہ گناہ کرلیا۔ اسے بھی بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ضرور ہے۔ جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس کے بدلے میں سزا بھی دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر جب تک اللہ نے چاہا بندہ گناہ سے رکا رہا۔ اور پھر اس نے گناہ کیا اور اللہ کے حضور میں عرض کیا۔ اے میرے رب! میں نے گناہ پھر کرلیا ہے تو مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ضرور ہے جو گناہ معاف کرتا ہے ورنہ اس کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ تین مرتبہ۔ پس اب جو چاہے عمل کرے۔

**فهم الحديث** بار بار گناہ کر کے بار بار توبہ کرنے سے توبہ صرف اس صورت میں قبول ہوتی ہے کہ توبہ کرتے وقت دوبارہ گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو اور اگر توبہ کے وقت ہی ذہن میں ہو کہ اگلے روز میں یہ گناہ دوبارہ کروں گا تو پھر توبہ قبول نہیں ہوتی۔

## (6) باب غيرة الله تعالي وتحريم الفواحش

## اللہ تعالیٰ کی غیرت کا بیان اور بے حیائی حرام ہے

١٧٥٥ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : (( لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ ۔ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ ، مَا ظَهَرَ مِنْهَا ، وَمَا بَطَنَ ۔ وَلَا شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ ۔ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ ظاہر ہوں، خواہ پوشیدہ اور اللہ کو اپنی تعریف سے زیادہ اور کوئی چیز پسند نہیں یہی وجہ ہے کہ اس نے خود اپنی مدح کی ہے۔

١٧٥٥ ۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 6 سورة الانعام: 7 باب ولا تقربوا الفواحش...(4634) مسلم (2760)۔

**لغوی توضیح** لَا اَحَدَ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰهِ اللہ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں۔ غیرت کا مفہوم یہ ہے کہ شدتِ غضب اور سخت ناراضگی۔ بندوں کو غیرت تب آتی ہے جب ان کی مخصوص چیز میں کوئی اور شریک ہو جائے بطورِ خاص یہ معاملہ میاں بیوی میں ہوتا ہے اور اللہ کو غیرت تب آتی ہے جب مومن اللہ کے حرام کردہ کاموں میں سے کسی کا ارتکاب کرے (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے)۔

١٧٥٦۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّهُ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ یَغَارُ، وَغَیْرَةُ اللّٰهِ اَنْ یَأْتِیَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو غیرت اس وقت آتی ہے جب بندۂ مومن وہ کام کرے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔

١٧٥٧۔ حدیث اَسْمَاءَ، اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، یَقُوْلُ: ((لَا شَیْءَ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰهِ))۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں۔

## (7) باب قوله تعالٰی ان الحسنات یذهبن السیئات

## ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ کا بیان

١٧٥٨۔ حدیث ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ، اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنَ امْرَاَةٍ قُبْلَةً، فَاَتَی النَّبِیَّ ﷺ، فَاَخْبَرَهُ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ۔ ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ﴾۔ فَقَالَ الرَّجُلُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلِیْ هٰذَا؟ قَالَ: ((لِجَمِیْعِ اُمَّتِیْ کُلِّهِمْ))۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کسی غیر عورت کا بوسہ لے لیا اور پھر نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کو اس حرکت کی خبر دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "نماز دن کے دونوں حصوں میں قائم کرو اور کچھ رات گئے بھی اور بلا شبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔" [ھود:١١٤] اس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا یہ صرف میرے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ میری تمام امت کے لئے یہی حکم ہے۔

١٧٥٩۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: کُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا، فَاَقِمْهُ عَلَیَّ۔ قَالَ: وَلَمْ یَسْاَلْهُ عَنْهُ۔ قَالَ:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ ایک صاحب (کعب بن عمرو) آئے اور کہا یا رسول اللہ! مجھ پر حد واجب ہو گئی ہے' آپ مجھ پر حد جاری کیجئے۔ آپ ﷺ نے اس سے کچھ نہ پوچھا۔ پھر نماز کا وقت ہو گیا اور ان صاحب نے بھی آپ ﷺ

١٧٥٦۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 107 باب الغیرة (5222) مسلم (2761) ترمذی (1168)۔

١٧٥٧۔ البخاری فی: 67 کتاب النکاح: 107 باب الغیرة۔

١٧٥٨۔ البخاری فی: 9 کتاب مواقیت الصلاة: 4 باب الصلاة کفارة (526) مسلم (2763) ترمذی (3112)۔

١٧٥٩۔ البخاری فی: 86 کتاب الحدود: 27 باب إذا اقر بالحد ... (6823) مسلم (2764)۔

وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ. فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ، قَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ۔ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ۔ قَالَ: (( أَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: (( فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ (أَوْ قَالَ) حَدَّكَ ))۔

کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو وہ پھر آپ کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسول اللہ! مجھ پر حد واجب ہو گئی ہے' آپ کتاب اللہ کے حکم کے مطابق مجھ پر جاری کیجئے۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا، کیا تم نے ابھی ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اللہ نے تیرا گناہ معاف کر دیا یا فرمایا کہ تیری غلطی یا حد (معاف کر دی)۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ پانچ نمازیں، جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک، ان کے درمیانی گناہوں کو مٹانے والے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔[1] اس سے پتہ چلا کہ نیکیوں سے جو گناہ معاف ہوتے ہیں وہ صغیرہ ہیں کبیرہ نہیں، کیونکہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

## (8) باب قبول توبة القاتل وان كثر قتله

## قاتل کی توبہ قبول ہو جاتی ہے خواہ اس نے بہت زیادہ قتل کئے ہوں

١٧٦٠۔ حديث أَبِي سَعِيْدٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (( كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ إِنْسَانًا۔ ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ۔ فَأَتَى رَاهِبًا، فَسَأَلَهُ۔ فَقَالَ لَهُ: هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قَالَ: لَا فَقَتَلَهُ۔ فَجَعَلَ يَسْأَلُ۔ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا۔ فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا۔ فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى هَذِهِ: أَنْ تَقَرَّبِي۔ وَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى هَذِهِ: أَنْ تَبَاعَدِي۔ وَقَالَ: قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوَجَدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ، فَغُفِرَ لَهُ ))۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے خونِ ناحق کئے تھے۔ پھر وہ (نادم ہو کر) مسئلہ پوچھنے نکلا۔ وہ ایک درویش کے پاس آیا اور اس سے پوچھا' کیا اس گناہ سے توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ درویش نے جواب دیا کہ نہیں۔ یہ سن کر اس نے اس درویش کو بھی قتل کر دیا۔ (اور سو خون پورے کر دیئے) پھر وہ (دوسروں سے) پوچھنے لگا۔ آخر اس کو ایک درویش نے بتایا کہ فلاں بستی میں چلا جا (وہ آدھے راستے تک بھی نہیں پہنچا تھا کہ) اس کی موت واقع ہو گئی' مرتے مرتے اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف جھکا دیا۔ آخر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم جھگڑا ہوا (کہ کون اسے لے جائے) لیکن اللہ تعالیٰ نے اس (نصرہ نامی) بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لئے جا رہا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے قریب ہو جائے اور دوسری بستی کو (جہاں سے وہ نکلا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے دور

١٧٦٠۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 54 باب حدثنا ابو اليمان (3470) مسلم (2766) ابن ماجه (2622)۔

[1] [مسلم (233) كتاب الطهارة: باب الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة]

ہوجا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اب دونوں کا فاصلہ دیکھو اور (جب ناپا تو) اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کے لئے جارہا تھا) ایک بالشت نعش سے نزدیک پایا اس لیے وہ بخش دیا گیا۔

**لغوی توضیح** نَاءَ اس نے جھکا دیا۔ بِصَدْرِہٖ اپنا سینہ۔ قِیْسُوْا اندازہ لگاؤ۔ مَا بَیْنَهُمَا ان دونوں کا درمیانی فاصلہ۔

**فهم الحديث** یہ حدیث ثبوت ہے کہ جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی توبہ درست ہے۔

١٧٦١ - **حديث** ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما ' عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزِ الْمَازِنِيِّ ' قَالَ : بَيْنَما اَنَا اَمْشِي مَعَ ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما ' آخذٌ بِيَدِهِ ' اِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ : كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّجْوَى ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' يَقُوْلُ : (( اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ ' فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَيَسْتُرُهُ - فَيَقُوْلُ : اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ فَيَقُوْلُ : نَعَمْ اَيْ رَبِّ! حَتَّى اِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوْبِهِ ' وَرَاَى فِي نَفْسِهِ اَنَّهُ هَلَكَ - قَالَ : سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ - فَيُعْطَى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ - وَاَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ : هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ )) -

صفوان بن محرز مازنی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے جارہا تھا کہ ایک شخص سامنے آیا اور پوچھا رسول ﷺ سے آپ نے (قیامت میں اللہ اور بندے کے درمیان ہونے والی) سرگوشی کے بارے میں کیا سنا ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے نزدیک بلائے گا اور اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اسے چھپا لے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تجھ کو فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا فلاں گناہ تجھ کو یاد ہے؟ وہ مومن کہے گا' ہاں۔ اے میرے پروردگار! آخر جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لے گا اور اسے یقین آجائے گا کہ اب وہ ہلاک ہوا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا اور آج بھی میں تیری مغفرت کرتا ہوں۔ چنانچہ اسے اس کی نیکیوں کی کتاب دے دی جائے گی۔ لیکن کافر اور منافق کے متعلق ان پر گواہ (ملائکہ' انبیا اور تمام جن وانس سب) کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں' جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا۔ خبردار ہو جاؤ! ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہوگی۔

**لغوی توضیح** النَّجْوَى سرگوشی، مراد وہ گفتگو ہے جو اللہ تعالیٰ روز قیامت مومنوں کے ساتھ کرے گا۔ كَنَفَهُ اپنا پردہ۔

## (9) باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه

## حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور اس کے دونوں ساتھیوں کی توبہ قبول ہونے کا بیان

١٧٦٢ - **حديث** كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ تبوک کے سوا اور کسی

١٧٦١ - البخاري في: 46 كتاب المظالم: 2 باب قول الله تعالى "الا لعنة الله على الظالمين" (2441) مسلم (2768)۔

١٧٦٢ - البخاري في: 64 كتاب المغازي: 79 باب حديث كعب بن مالك ...(2757) مسلم (2769) ابو داود (2202)۔

قَالَ : لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا ، اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ . غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ ، وَلَمْ يُعَاتِبْ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا . اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ . حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ . وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ . وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ ، وَاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا . كَانَ مِنْ خَبَرِيْ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ . وَاللّٰهِ ! مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ ، حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ . وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، يُرِيْدُ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا . حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ . غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا ، وَمَفَازًا ، وَعَدُوًّا كَثِيْرًا . فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ . فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ . وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرٌ . وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ (يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ).

قَالَ كَعْبٌ : فَمَا رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يَتَغَيَّبَ اِلَّا ظَنَّ اَنْ سَيَخْفٰى لَهٗ ، مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ

غزوہ میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہوا ہوں' البتہ غزوۂ بدر میں بھی شریک نہیں ہوا تھا۔ لیکن جو لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے ان کے متعلق آپ ﷺ نے کسی قسم کی خفگی کا اظہار نہیں فرمایا تھا' کیونکہ آپ اس موقع پر صرف قریش کے قافلے کی تلاش میں نکلے تھے۔ لیکن اللہ کے حکم سے کسی پہلی تیاری کے بغیر آپ کی دشمنوں سے ٹکر ہوگئی۔ میں لیلۃ عقبہ میں (انصار کے ساتھ) آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ یہ وہی رات ہے جس میں ہم نے (مکہ میں) اسلام کے لیے عہد کیا تھا اور مجھے تو یہ غزوۂ بدر سے بھی زیادہ عزیز ہے' اگرچہ بدر کا لوگوں کی زبانوں پر چرچا زیادہ ہے۔ میرا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں کبھی اتنا قوی اور اتنا صاحب مال نہیں ہوا تھا جتنا اس موقع پر تھا جب کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تبوک کے غزوے میں شریک نہیں ہو سکا تھا۔ خدا کی قسم! اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹ جمع نہیں ہوئے تھے' لیکن اس موقع پر میرے پاس دو اونٹ موجود تھے۔ آپ ﷺ جب کبھی کسی غزوے کے لیے تشریف لے جاتے تو آپ اس کے لیے ذو معنی الفاظ استعمال کیا کرتے تھے لیکن اس غزوہ کا جب موقع آیا تو گرمی بڑی سخت تھی' سفر بھی بہت لمبا تھا۔ بیابانی راستہ اور دشمن کی فوج کی کثرتِ تعداد! تمام مشکلات سامنے تھیں۔ اس لئے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو اس غزوہ کے متعلق بہت تفصیل کے ساتھ بتا دیا تھا تاکہ اس کے مطابق پوری طرح تیاری کر لیں۔ چنانچہ آپ نے اس سمت کی بھی نشاندہی کر دی جدھر سے آپ کا جانے کا ارادہ تھا۔ مسلمان بھی آپ کے ساتھ بہت تھے۔ اتنے کہ کسی رجسٹر میں سب کے ناموں کا لکھنا بھی مشکل تھا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کوئی بھی شخص اگر اس غزوے میں شریک نہ ہونا چاہتا تو وہ یہ خیال کر سکتا تھا کہ اس کی غیر حاضری کا کسی

وَحْيُ اللّٰهِ ۔ وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' تِلْكَ الْغَزْوَةَ ' حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ ۔ وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ ۔ فَطَفِقْتُ اَغْدُو لِكَي اَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ ۔ فَارْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا ۔ فَاَقُوْلُ فِي نَفْسِي : اَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ ۔ فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادَى بِي ' حَتّٰى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ ۔ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ ۔ وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جَهَازِي شَيْئًا ۔ فَقُلْتُ : اَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ ' ثُمَّ اَلْحَقُهُمْ ۔ فَغَدَوْتُ بَعْدَ اَنْ فَصَلُوا ' لِاَتَجَهَّزَ ' فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا ۔ ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا ۔ فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتّٰى اَسْرَعُوا ' وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ ۔ وَهَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ ۔ وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ ! فَلَمْ يُقَدَّرْ لِي ذٰلِكَ ۔ فَكُنْتُ ' اِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ ' بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَطُفْتُ فِيهِمْ ' اَحْزَنَنِي اَنِّي لَا اَرَى اِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ ' اَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ ۔ وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكَ ۔ فَقَالَ ' وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ : (( مَا فَعَلَ كَعْبٌ ؟ )) فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَ نَظَرُهُ فِي عِطْفِهِ ۔ فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ : بِئْسَ مَا

کو پتہ نہیں چلے گا۔ سوائے اس کے کہ اس کے متعلق وحی نازل ہو۔ حضور ﷺ جب اس غزوہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو پھل پکنے کا زمانہ تھا اور سایہ میں بیٹھ کر لوگ آرام کرتے تھے۔ آپ ﷺ بھی تیاریوں میں مصروف تھے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی لیکن میں روزانہ یہ سوچا کرتا تھا کہ کل سے میں بھی تیاری کروں گا اور اس طرح ہر روز اسے ٹالتا رہا۔ مجھے اس کا یقین تھا کہ میں تیاری کرلوں گا۔ مجھے آسانیاں میسر ہیں۔ یوں ہی وقت گزرتا رہا اور آخر لوگوں نے اپنی تیاریاں مکمل بھی کرلیں اور آپ ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر روانہ بھی ہو گئے۔ اس وقت تک میں نے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس موقع پر بھی میں نے اپنے دل کو یہی کہہ کر سمجھا لیا کہ کل یا پرسوں تک تیاری کرلوں گا اور پھر لشکر سے جا ملوں گا۔ کوچ کے بعد دوسرے دن میں نے تیاری کے لئے سوچا' لیکن اس دن بھی کوئی تیاری میسر نہیں کی۔ پھر تیسرے دن کے لئے سوچا اور اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی' یوں ہی وقت گزر گیا اور اسلامی لشکر بہت آگے بڑھ گیا' غزوہ میں شرکت میرے لئے بہت دور کی بات ہو گئی اور میں یہ ارادہ کرتا رہا کہ یہاں سے چل کر انہیں پالوں گا۔ کاش' میں نے ایسا کرلیا ہوتا۔ لیکن یہ میرے نصیب میں نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا تو مجھے بڑا رنج ہوتا کیونکہ یا تو وہ لوگ نظر آتے جن کے چہروں سے نفاق ٹپکتا تھا۔ یا پھر وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور اور ضعیف قرار دے دیا تھا۔ آپ ﷺ نے میرے بارے میں کسی سے کچھ نہیں پوچھا تھا' لیکن جب آپ تبوک پہنچ گئے تو وہیں ایک مجلس میں آپ نے دریافت فرمایا کہ کعب نے کیا کیا؟ بنو سلمہ کے ایک صاحب نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کے غرور نے اسے آنے نہیں دیا۔ وہ حسن و جمال یا لباس پر اترا کر رہ گیا ہے۔ اس پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بولے تم نے بری بات کہی۔

قُلْتَ ـ وَاللّٰهِ ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا ـ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ـ

قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ : فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا ' حَضَرَنِي هَمِّي ـ وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ ' وَأَقُوْلُ : بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا ؟ وَاسْتَعَنْتُ عَلَى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي ـ فَلَمَّا قِيْلَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا ' زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ ' وَعَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيْهِ كَذِبٌ ' فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ ـ وَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَادِمًا ـ وَكَانَ ' إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ' بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ ' فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ' ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ ـ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ ' جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ ' فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْهِ ' وَيَحْلِفُوْنَ لَهُ ـ وَكَانُوْا بِضْعَةً وَثَمَانِيْنَ رَجُلًا ـ فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَانِيَتَهُمْ ' وَبَايَعَهُمْ ' وَاسْتَغْفَرَلَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللّٰهِ ـ فَجِئْتُهُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ ' تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ـ ثُمَّ قَالَ (( تَعَالَ )) فَجِئْتُ أَمْشِي ' حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ ـ فَقَالَ لِي (( مَا خَلَّفَكَ ؟ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ ؟ )) فَقُلْتُ : بَلَى ـ إِنِّي ' وَاللّٰهِ ! لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ' لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ ـ

یارسول اللہ! خدا کی قسم ہمیں ان کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔آپ ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں تو اب مجھ پر فکر سوار ہوا اور میرا ذہن کوئی ایسا جھوٹا بہانہ تلاش کرنے لگا جس سے میں کل آپ ﷺ کی خفگی سے بچ سکوں۔اپنے گھر کے ہر عقل مند آدمی سے اس کے متعلق میں نے مشورہ لیا۔لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ مدینہ سے بالکل قریب آ چکے ہیں تو غلط خیالات میرے ذہن سے نکل گئے اور مجھے یقین ہوگیا کہ اس معاملہ میں جھوٹ بول کر میں اپنے آپ کو کسی طرح محفوظ نہیں کر سکتا۔چنانچہ میں نے سچی بات کہنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔صبح کے وقت آپ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ کی یہ عادت تھی کہ پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے' پھر لوگوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھتے۔جب آپ ﷺ اس عمل سے فارغ ہو چکے تو آپ کی خدمت میں لوگ آنے لگے جو غزوہ میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور قسم کھا کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے۔ایسے لوگوں کی تعداد اسّی کے قریب تھی۔آپ ﷺ نے ان کے ظاہر کو قبول فرما لیا' ان سے عہد لیا' ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد کیا۔اس کے بعد میں حاضر ہوا' میں نے سلام کیا تو آپ مسکرائے' آپ کی مسکراہٹ میں خفگی تھی۔آپ نے فرمایا' آؤ۔ میں چند قدم چل کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا' آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم غزوہ میں کیوں شریک نہیں ہوئے' کیا تم نے کوئی سواری نہیں خریدی تھی؟

میں نے عرض کیا' میرے پاس سواری موجود تھی' خدا کی قسم! اگر میں آپ کے سوا کسی دنیا دار شخص کے سامنے آج بیٹھا ہوا ہوتا کوئی نہ کوئی

وَلَقَدْ أُعْطِيْتُ جَدَلًا وَلٰكِنِّي ، وَاللّٰهِ ! لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ ، تَرْضٰى بِهٖ عَنِّي ، لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ - وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيْهِ ، إِنِّي لَأَرْجُوْ فِيْهِ عَفْوَ اللّٰهِ - وَاللّٰهِ ! مَا كَانَ لِي مِنْ عُذْرٍ - وَاللّٰهِ ! مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوٰى ، وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي ، حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( أَمَّا هٰذَا ، فَقَدْ صَدَقَ - فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ )) فَقُمْتُ - وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ ، فَاتَّبَعُوْنِي فَقَالُوا لِي : وَاللّٰهِ ! مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا - وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُتَخَلِّفُوْنَ - قَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَكَ - فَوَاللّٰهِ ! مَا زَالُوا يُؤَنِّبُوْنَنِي ، حَتّٰى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي - ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ : هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ أَحَدٌ ؟ قَالُوا : نَعَمْ : رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ ، فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيْلَ لَكَ - فَقُلْتُ : مَنْ هُمَا ؟ قَالُوا : مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعُمْرِيُّ ، وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ - فَذَكَرُوْا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ ، قَدْ شَهِدَا بَدْرًا ، فِيْهِمَا أُسْوَةٌ - فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِي -

عذر گھڑ کر اس کی خفگی سے بچ سکتا تھا۔ مجھے خوبصورتی کے ساتھ گفتگو کا سلیقہ معلوم ہے۔ لیکن خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپ ﷺ کے سامنے کوئی جھوٹا عذر بیان کر کے آپ کو راضی کر بھی لوں تو بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا۔ اس کے بجائے اگر میں آپ سے سچی بات بیان کر دوں تو یقیناً آپ کو میری طرف سے خفگی ہوگی، لیکن اللہ سے مجھے معافی کی پوری امید ہے۔ نہیں، خدا کی قسم! مجھے کوئی عذر نہیں تھا، خدا کی قسم! اس وقت سے پہلے کبھی اتنا فارغ البال نہیں تھا اور پھر بھی میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہو سکا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچی بات بتا دی۔ اچھا اب جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں خود کوئی فیصلہ کر دے۔ میں اٹھ گیا اور میرے پیچھے بنو سلمہ کے کچھ لوگ بھی دوڑے ہوئے آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم! ہمیں تمہارے متعلق یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ کیا ہے اور تم نے بڑی کوتاہی کی۔ آپ ﷺ کے سامنے ویسا ہی کوئی عذر بیان نہیں کیا جیسا دوسرے نہ شریک ہونے والوں نے بیان کر دیا تھا۔ تمہارے گناہ کے لیے آپ ﷺ کا استغفار ہی کافی ہو جاتا۔ خدا کی قسم! ان لوگوں نے مجھے اس پر اتنی ملامت کی کہ مجھے خیال آیا کہ واپس جا کر آپ ﷺ سے کوئی جھوٹا عذر کر آؤں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کیا میرے علاوہ کسی اور نے بھی مجھ جیسا عذر بیان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں دو حضرات نے اسی طرح معذرت کی جس طرح تم نے کی اور انہیں جواب بھی وہی ملا جو تمہیں ملا۔ میں نے پوچھا کہ ان کے نام کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی۔ انہوں نے دو ایسے صحابہ کا نام لیا تھا جو صالح تھے اور بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے، ان کا طرز عمل میرے لئے نمونہ بن گیا۔ چنانچہ انہوں نے جب ان بزرگوں کا نام لیا تو میں اپنے گھر چلا آیا۔

وَنَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا ' اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ ' مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ - فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ ' وَتَغَيَّرُوْا لَنَا ' حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِيْ نَفْسِي الْاَرْضُ ' فَمَا هِيَ الَّتِي اَعْرِفُ - فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً -

فَاَمَّا صَاحِبَايَ ' فَاسْتَكَانَا ' وَقَعَدَا فِي بُيُوْتِهِمَا ' يَبْكِيَانِ - وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ ' وَاَجْلَدَهُمْ - فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ ' وَاَطُوْفُ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِي اَحَدٌ وَاٰتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ ' وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَاَقُوْلُ فِي نَفْسِي : هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ ' اَمْ لَا ؟ ثُمَّ اُصَلِّي قَرِيْبًا مِنْهُ ' فَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ - فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِي ' اَقْبَلَ اِلَيَّ - وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ ' اَعْرَضَ عَنِّي - حَتّٰى اِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ ' مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ اَبِي قَتَادَةَ ' وَهُوَ ابْنُ عَمِّي وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ ' فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ - فَوَاللّٰهِ ! مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ - فَقُلْتُ : يَا اَبَا قَتَادَةَ ! اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ ! هَلْ تَعْلَمُنِي اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ؟ فَسَكَتَ - فَعُدْتُ لَهُ ' فَنَشَدْتُهُ فَسَكَتَ - فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ ' فَقَالَ : اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ - فَفَاضَتْ عَيْنَايَ ' وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ -

اور آپ ﷺ نے لوگوں کو ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی۔ بہت سے لوگ جو غزدے میں شریک نہیں ہوئے تھے ان میں سے صرف ہم تین تھے! لوگ ہم سے الگ رہنے لگے اور سب لوگ بدل گئے' ایسا نظر آتا تھا کہ ہم سے ساری دنیا بدل گئی ہے۔ ہمارا اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ پچاس دن تک ہم اسی طرح رہے۔ میرے دو ساتھیوں (یعنی مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہما) نے تو اپنے گھروں سے نکلنا ہی چھوڑ دیا بس روتے رہتے تھے۔ لیکن میرے اندر ہمت تھی کہ میں باہر نکلتا تھا' مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا تھا۔ اور بازاروں میں گھوما کرتا تھا' لیکن مجھ سے کوئی بولتا نہ تھا۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا تھا' آپ کو سلام کرتا' جب آپ نماز کے بعد مجلس میں بیٹھتے' میں اس کی جستجو میں لگا رہتا تھا کہ دیکھوں سلام کے جواب میں آپ کے مبارک ہونٹ ہلے یا نہیں' پھر آپ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگ جاتا اور آپ کو کنکھیوں سے دیکھتا رہتا۔ جب میں اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا تو رسول اللہ ﷺ میری طرف دیکھتے۔ لیکن جونہی میں آپ کی طرف دیکھتا آپ رخ مبارک پھیر لیتے۔ آخر جب اس طرح لوگوں کی بے رخی بڑھتی ہی گئی تو میں (ایک دن) ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ وہ میرے چچا زاد بھائی تھے اور مجھے ان سے بہت گہرا تعلق تھا' میں نے انہیں سلام کیا۔ لیکن خدا کی قسم! انہوں نے بھی میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا' ابو قتادہ! تمہیں اللہ کی قسم' کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ اور اس کے رسول سے مجھے کتنی محبت ہے۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا خدا کی قسم دے کر۔ لیکن اب بھی وہ خاموش تھے' پھر میں نے اللہ کا واسطہ دے کر ان سے یہی سوال کیا۔ اس مرتبہ انہوں نے صرف اتنا کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ اس پر میرے آنسو پھوٹ پڑے۔ میں

قَالَ : فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِى بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ ' اِذَا نَبْطِيٌّ مِنْ اَنْبَاطِ اَهْلِ الشَّامِ ' مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهُ بِالْمَدِيْنَةِ ' يَقُوْلُ : مَنْ يَدُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ؟ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهُ - حَتّٰى اِذَا جَاءَنِى ' دَفَعَ اِلَىَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ - فَاِذَا فِيْهِ:

واپس چلا آیا اور دیوار پر چڑھ کر نیچے باہر اتر آیا۔
حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن میں مدینہ کے بازار میں جارہا تھا کہ شام کا ایک کاشتکار جو غلہ بیچنے مدینہ آیا تھا' پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کہاں رہتے ہیں۔ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ میرے پاس آیا اور شاہ غسان کا ایک مکتوب مجھے دیا' اس میں تحریر تھا۔

اَمَّا بَعْدُ ! فَاِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِى اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ - وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ ' وَلَا مُضِيْعَةٍ - فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ - فَقُلْتُ لَمَّا قَرَاْتُهَا : وَهٰذَا اَيْضاً مِنَ الْبَلَاءِ - فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا - حَتّٰى اِذَا مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِيْنَ ' اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَاْتِيْنِى - فَقَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ - فَقُلْتُ : اُطَلِّقُهَا ؟ اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ ؟ قَالَ : لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا ' وَلَا تَقْرَبْهَا - وَاَرْسَلَ اِلَى صَاحِبَىَّ مِثْلَ ذٰلِكَ - فَقُلْتُ لِامْرَاَتِى : اِلْحَقِى بِاَهْلِكِ ' فَكُوْنِى عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِىَ اللّٰهُ فِى هٰذَا الْاَمْرِ -

امابعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے ساتھ زیادتی کرنے لگے ہیں' اللہ تعالیٰ نے تمہیں کوئی ذلیل نہیں پیدا کیا ہے کہ تمہارا حق ضائع کیا جائے' تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تمہارے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کریں گے' جب میں نے یہ خط پڑھا تو میں نے کہا کہ یہ ایک اور امتحان آ گیا۔ میں نے اس خط کو تنور میں جلا دیا۔ ان پچاس دنوں میں سے جب چالیس دن گذر چکے تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی کے قریب بھی نہ جاؤ۔ میں نے پوچھا میں اسے طلاق دے دوں یا پھر مجھے کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں صرف ان سے جدا رہو' ان کے قریب نہ جاؤ۔ میرے دونوں ساتھیوں کو (جنہوں نے میری طرح معذرت کی تھی) بھی یہی حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اب اپنے میکے چلی جاؤ اور اس وقت تک وہیں رہو جب تک اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا کوئی فیصلہ نہ کر دے۔

قَالَ كَعْبٌ : فَجَاءَتِ امْرَاَةُ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ ' رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَتْ : يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ ' لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدُمَهُ ؟ قَالَ : (( لَا وَلٰكِنْ لَا يَقْرَبْكِ )) قَالَتْ : اِنَّهُ ' وَاللّٰهِ ! مَا بِهِ حَرَكَةٌ اِلَى شَىْءٍ وَاللّٰهِ ! مَازَالَ يَبْكِى

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ (جن کا مقاطعہ ہوا تھا) کی بیوی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت ہی بوڑھے اور کمزور ہیں' ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں' کیا اگر میں ان کی خدمت کر دیا کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف وہ تم سے صحبت نہ کریں۔ انہوں نے عرض کی خدا کی قسم! وہ تو کسی چیز کے لیے

مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهِ مَا كَانَ، اِلَى يَوْمِهِ هٰذَا۔ فَقَالَ لِي بَعْضُ اَهْلِي: لَوِ اسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي امْرَاَتِكَ، كَمَا اَذِنَ لامْرَاَةِ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهُ! فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا اَسْتَاْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ۔ وَمَا يُدْرِيْنِي مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، اِذَا اسْتَاْذَنْتُهُ فِيْهَا، وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ؟ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ، حَتّٰى كَمُلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً، مِنْ حِيْنَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا۔ فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ، صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً، وَاَنَا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِنَا۔ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللّٰهُ، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي، وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ۔ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ، اَوْفٰى عَلٰى جَبَلِ سَلْعٍ، بِاَعْلٰى صَوْتِهِ: يَا كَعْبَ ابْنَ مَالِكٍ! اَبْشِرْ۔

قَالَ: فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَعَرَفْتُ اَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ۔ وَاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا۔ حِيْنَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ۔ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا، وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ، وَرَكَضَ اِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا، وَسَعٰى سَاعٍ مِنْ اَسْلَمَ، فَاَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ وَكَانَ الصَّوْتُ اَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ۔ فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ، فَكَسَوْتُهُ

حرکت بھی نہیں کر سکتے، جب سے یہ خفگی ان پر ہوئی ہے وہ دن ہے ان کے آنسو تھمنے میں نہیں آتے۔ میرے گھر کے بعض لوگوں نے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو ان کی خدمت کرتے رہنے کی اجازت آپ ﷺ نے دے دی ہے، آپ بھی اسی طرح کی اجازت حضور ﷺ سے لے لیجئے۔ میں نے کہا نہیں، خدا کی قسم! میں اس کے لئے رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں لوں گا۔ میں جوان ہوں، معلوم نہیں، جب اجازت لینے جاؤں گا تو آپ ﷺ کیا فرمائیں۔ اس طرح دس دن اور گذر گئے اور جب سے آپ ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت فرمائی تھی اس کے پچاس دن پورے ہوگئے۔ پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ چکا اور اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود میرے لیے تنگ ہوتی جارہی تھی، کہ میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی، جبلِ سلع پر چڑھ کر کوئی بلند آواز سے کہہ رہا تھا، اے کعب بن مالک! تمہیں بشارت ہو۔

(حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے) بیان کیا کہ یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے یقین ہوگیا کہ اب فراخی ہوجائے گی۔ فجر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان کردیا تھا۔ لوگ میرے یہاں بشارت دینے کے لیے آنے لگے اور میرے دو ساتھیوں کو بھی جا کر بشارت دی، ایک صاحب (حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ) اپنا گھوڑا دوڑائے آرہے تھے، ادھر قبیلہ اسلم کے ایک صحابی نے پہاڑی پر چڑھ کر (آواز دی) اور آواز گھوڑے سے زیادہ تیز تھی۔ جس صحابی نے (سلع پہاڑی پر سے) آواز دی تھی جب وہ میرے پاس بشارت دینے آئے تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس بشارت کی خوشی میں انہیں دے دیئے۔ خدا کی قسم! اس وقت ان دو کپڑوں کے سوا (دینے کے لائق)

إِيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ ـ وَاللهِ ! مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ ، فَلَبِسْتُهُمَا ـ وَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا ، يُهَنُّوْنِي بِالتَّوْبَةِ ـ يَقُوْلُوْنَ : لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللهِ عَلَيْكَ ـ

قَالَ كَعْبٌ : حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ ـ فَإِذَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ ـ فَقَامَ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ يُهَرْوِلُ ، وَهَنَّانِي ـ وَاللهِ ! مَا قَامَ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهُ ـ وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ ـ

قَالَ كَعْبٌ : فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ، وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ : (( أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ )) قَالَ : قُلْتُ أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ؟ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللهِ؟ قَالَ : (( لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللهِ )) وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ، إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ ، حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ ـ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ ـ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ ، قُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللهِ ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُوْلِ اللهِ ـ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ : (( أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ )) قُلْتُ : فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ ـ

فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللهِ ! إِنَّ اللهَ إِنَّمَا

میرے پاس اور کوئی چیز نہیں تھی۔ پھر میں نے (ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے) دو کپڑے مانگ کر پہنے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' جوق در جوق لوگ مجھ سے ملاقات کرتے جاتے تھے اور مجھے توبہ کی قبولیت پر بشارت دیتے جاتے تھے۔ کہتے تھے' اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی قبولیت مبارک ہو۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا' آخر میں مسجد میں داخل ہوا حضور ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ چاروں طرف صحابہ کا مجمع تھا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر میری طرف بڑھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ خدا کی قسم! (وہاں موجود) مہاجرین میں سے کوئی بھی ان کے سوا' میرے آنے پر کھڑا نہیں ہوا۔ طلحہ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ کا چہرۂ مبارک خوشی اور مسرت سے دمک اٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا اس مبارک دن کے لیے تمہیں بشارت ہو جو تمہاری عمر کا سب سے مبارک دن ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ فرمایا' نہیں' بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ آپ ﷺ جب کسی بات پر خوش ہوتے تو چہرۂ مبارک روشن ہو جاتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔ آپ کی مسرت ہم چہرۂ مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو عرض کیا یارسول اللہ! اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں' میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' لیکن کچھ مال اپنے پاس بھی رکھ لو' یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا پھر میں خیبر کا حصہ اپنے پاس رکھ لوں گا۔

پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی' اب میں اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں یہ عہد کرتا

نَجَّانِي بِالصِّدْقِ ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي اَنْ لَا اُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيتُ - فَوَ اللّٰهِ ! مَا اَعْلَمُ اَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَبْلَاهُ اللّٰهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيْثِ ، مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى يَوْمِي هٰذَا ، كَذِبًا وَاِنِّي لَاَرْجُوْ اَنْ يَحْفَظَنِي اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيْتُ -

ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ کے سوا اور کوئی بات زبان پر نہ لاؤں گا۔ پس خدا کی قسم! جب سے میں نے آپ ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا، میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جسے اللہ نے سچ بولنے کی وجہ سے اتنا نوازا ہو جتنی نوازشات اس کی مجھ پر سچ بولنے کی وجہ سے ہیں۔ جب سے میں نے آپ ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا، پھر آج تک کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ - ﴿ لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ ﴾ - اِلَى قَوْلِهِ - ﴿ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ ﴾ -

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت (ہمارے بارے میں) نازل کی تھی ”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ متوجہ ہو گیا نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جو مشکل کی گھڑی میں نبی کی پیروی میں لگے رہے اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ان کی ایک جماعت کے دل ٹیڑھے ہو جائیں پھر بھی اللہ ان پر مہربان ہو گیا، بے شک وہ ان کے اوپر شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔ ان تینوں پر بھی جو پیچھے رکھ دیئے گئے تھے، یہاں تک کہ یہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے ان پر تنگ آ گئی اور خود وہ اپنی جانوں سے بھی تنگ آ گئے اور باور کر لیا کہ اللہ کی گرفت سے بجز اسی کی طرف رجوع کرنے کے اور کوئی جائے پناہ نہیں، پس اللہ نے ان کی طرف مہربانی سے توجہ فرمائی کہ وہ رجوع ہوتے رہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ توجہ فرمانے والا ہے، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور سچوں کے ساتھی بن جاؤ۔“ [التوبہ: ۱۱۷-۱۱۹]

فَوَ اللّٰهِ ! مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ ، بَعْدَ اَنْ هَدَانِي لِلْاِسْلَامِ ، اَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَا اَكُوْنَ كَذَبْتُهُ ، فَاَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا - فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا ، حِيْنَ اَنْزَلَ الْوَحْيُ ، شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ - فَقَالَ : تَبَارَكَ وَ تَعَالَى - ﴿ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ ﴾ - اِلَى قَوْلِهِ - ﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ ﴾ -

خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے لیے ہدایت کے بعد میری نظر میں آپ ﷺ کے سامنے اس سچ بولنے سے بڑھ کر اللہ کا مجھ پر اور کوئی انعام نہیں ہوا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا اور اس طرح خود کو ہلاک نہیں کیا، جیسا کہ جھوٹ بولنے والے ہلاک ہو گئے تھے۔ نزولِ وحی کے زمانہ میں جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے اتنی شدید وعید فرمائی جتنی شدید کسی دوسرے کے لیے نہیں فرمائی ہوگی۔

قَالَ كَعْبٌ : وَكُنَّا تَخَلَّفْنَا ، اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ ، عَنْ اَمْرِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، حِيْنَ حَلَفُوْا لَهُ ، فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ - وَاَرْجَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمْرَنَا ، حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ بِهِ -

فَبِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ - ﴿ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ

الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ﴾ ۔ وَلَيْسَ الَّذِى ذَكَرَ اللّٰهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ ' اِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهُ اِيَّانَا وَاِرْجَاؤُهُ اَمْرَنَا ' عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ ' وَاعْتَذَرَ اِلَيْهِ ' فَقَبِلَ مِنْهُ۔

فرمایا ''یہ لوگ تو تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھانے لگیں گے جب کہ تم ان کے پاس واپس پہنچو گے اس لیے کہ تم ان سے چشم پوشی کرلو' اچھا تم بھی انہیں منہ لگانا چھوڑ دو' یہ بڑے گندے لوگ ہیں ان کا ٹھکانا جہنم ہے' جو بدلہ ہے ان کاموں کا جو یہ کرتے رہے۔ یہ تمہیں راضی کرنے کے لیے تمہارے سامنے قسمیں کھا رہے ہیں۔ تو اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ تعالیٰ تو نافرمان بے حکم لوگوں سے کبھی بھی راضی نہیں ہوتا۔'' [التوبہ:۹۵۔۹۶]

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ ہم تینوں' ان لوگوں کے معاملے سے جدا رہے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسم کھالی تھی اور آپ نے ان کی بات مان بھی لی تھی' ان سے بیعت بھی لی تھی اور ان کے لیے طلب مغفرت بھی فرمائی تھی۔ ہمارا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وعلی الثلاثة الذین خلفوا سے یہی مراد ہے کہ ہمارا مقدمہ ملتوی رکھا گیا اور ہم ڈھیل میں ڈال دیئے گئے۔ یہ مراد نہیں کہ جہاد سے پیچھے رہ گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے پیچھے رہے جنہوں نے قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عذر قبول کر لئے۔

**لغوی توضیح** عِيْرَ قُرَيْشٍ قریش کا قافلہ (جو سامانِ تجارت لے کر شام سے مکہ آ رہا تھا)۔ وَرَّى بِغَيْرِهَا اسے غیر سے چھپاتے (یعنی توریہ کرتے اور توریہ یہ ہے کہ جانا کسی اور طرف ہو اور اشارہ کسی اور طرف کرنا' مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی غزوہ کے لیے نکلتے تو اس غرض سے کہ کہیں کوئی جاسوس مخبری نہ کر دے جس جانب جانا ہوتا اس کے مخالف کسی اور سمت کے حالات دریافت کرتے)۔ فَجَلّٰى واضح کر دیا۔ لِيَتَاَهَّبُوْا تاکہ تیاری کر لیں۔ الدِّيْوَانَ وہ رجسٹر جس میں نام لکھے جاتے ہیں۔ تَفَارَطَ رہ گیا، سبقت لے گیا۔ حَبَسَهُ اسے روک لیا ہے۔ بُرْدَاهُ اس کی چادر نے۔ عِطْفَ چادر کا وہ کنارہ جو آدمی کے کندھے پر مڑا ہوتا ہے۔ زَاحَ دور ہو گیا، ختم ہو گیا۔ جَفْوَةِ النَّاسِ لوگوں کی بے رخی۔ فَنَشَدْتُهُ میں نے اسے قسم دی۔ نَبَطِى کاشتکار۔ نُوَاسِكَ ہم تیرے ساتھ ہمدردی کریں گے۔ اسْتَنَارَ روشن ہو جاتا۔ اِنَّمَا نَجَّانِى بِالصِّدْقِ اللہ نے مجھے صرف سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی۔ معلوم ہوا کہ سچ کی ہمیشہ جیت ہوتی ہے خواہ کچھ تاخیر سے ہو۔ اس لیے سچ اور سچوں کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے۔

## (10) باب في حديث الافك وقبول توبة القاذف

## واقعہ افک اور تہمت لگانے والوں کی توبہ کی قبولیت کا بیان

١٧٦٣ ۔ حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الإفكِ مَا قَالُوا ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ : كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا ، أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ ۔ فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا ، خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ : فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا ۔ فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي ۔ فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ ۔ فَكُنْتُ أُحْمَلُ فِي هَوْدَجِي ، وَأُنْزَلُ فِيهِ ۔ فَسِرْنَا ، حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ ، وَقَفَلَ دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِيْنَ ، آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ ۔ فَقُمْتُ ، حِيْنَ آذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ ، فَمَشَيْتُ حَتَّى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ ۔ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِي ، أَقْبَلْتُ إِلَى رَحْلِي ، فَلَمَسْتُ صَدْرِي ، فَإِذَا عِقْدٌ لِي ، مِنْ جَزْعِ ظَفَارِ ، قَدِ انْقَطَعَ ۔ فَرَجَعْتُ ، فَالْتَمَسْتُ عِقْدِي ، فَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ ۔ قَالَتْ : وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوا يُرَحِّلُوْنِي ، فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِي ، فَرَحَلُوْهُ عَلَى بَعِيْرِي الَّذِي كُنْتُ أَرْكَبُ عَلَيْهِ ، وَهُمْ يَحْسِبُوْنَ أَنِّي فِيْهِ ۔ وَكَانَ النِّسَاءُ إِذ

جب تہمت لگانے والوں نے نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق وہ سب کچھ کہا جو انہیں کہنا تھا (اس بارے میں) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو ازواجِ مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالا کرتے تھے اور جس کا نام آتا حضور ﷺ اسے اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک غزوہ کے موقع پر جب آپ ﷺ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا اور میں حضور ﷺ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئی۔ یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ مجھے ہودج سمیت اٹھا کر سوار کر دیا جاتا اور اسی کے ساتھ اتارا جاتا۔ اس طرح ہم روانہ ہوئے۔ پھر جب حضور ﷺ اپنے اس غزوہ سے فارغ ہو گئے تو واپس ہوئے۔ واپسی میں جب ہم مدینہ کے قریب تھے (اور ایک مقام پر پڑاؤ تھا) جہاں سے حضور ﷺ نے رات میں کوچ کا اعلان کیا۔ کوچ کا اعلان ہو چکا تھا تو میں کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چل کر لشکر کے حدود سے آگے نکل گئی۔ پھر میں قضائے حاجت سے فارغ ہو کر اپنی سواری کے پاس پہنچی۔ وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ ٹٹولا تو ظفار (یمن کا ایک شہر) کے مہرہ کا بنا ہوا میرا ہار غائب تھا۔ اب میں پھر واپس ہوئی اور اپنا ہار تلاش کرنے لگی۔ اس تلاش میں دیر ہو گئی۔ جو لوگ مجھے (ہودج میں) سوار کیا کرتے تھے وہ آئے اور میرے ہودج کو اٹھا کر انہوں نے میرے اونٹ پر رکھ دیا۔ جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ میں ہودج کے اندر موجود ہوں۔ ان دنوں عورتیں بہت ہلکی پھلکی تھیں۔ ان کے جسم میں زیادہ گوشت نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ

١٧٦٣ ۔ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 34 باب حديث الإفك (2593) مسلم (2770) ترمذي (3180)۔

ذَاكَ، خِفَافًا ـ لَمْ يَهْبُلْنَ ـ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ ـ إِنَّمَا يَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ ـ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِينَ رَفَعُوهُ وَحَمَلُوهُ ـ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ ـ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ فَسَارُوا ـ وَوَجَدْتُ عِقْدِي، بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ ـ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ ـ فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ بِهِ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي، فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ ـ فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي، غَلَبَتْنِي عَيْنِي، فَنِمْتُ ـ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ، ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ ـ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي ـ فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ، فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي، وَكَانَ رَآنِي قَبْلَ الْحِجَابِ ـ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ، حِينَ عَرَفَنِي فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي ـ وَوَاللَّهِ! مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ، وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ ـ وَهَوَى حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، فَوَطِئَ عَلَى يَدِهَا، فَقُمْتُ إِلَيْهَا، فَرَكِبْتُهَا ـ فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِي الرَّاحِلَةَ، حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ، مُوغِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، وَهُمْ نُزُولٌ ـ

قَالَتْ: فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ ـ وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَ الإِفْكِ عَبْدُاللَّهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنِ

بہت معمولی خوراک انہیں ملتی تھی۔اس لئے اٹھانے والوں نے جب اٹھایا تو ہودج کے ہلکے پن میں انہیں کوئی فرق معلوم نہیں ہوا۔یوں بھی اس وقت میں ایک کم عمر لڑکی تھی۔غرض اونٹ کو اٹھا کر وہ بھی روانہ ہو گئے۔جب لشکر گذر گیا تو مجھے بھی اپنا ہار مل گیا۔میں پڑاؤ پر آئی تو وہاں کوئی بھی نہ تھا نہ پکارنے والا نہ جواب دینے والا۔اس لئے میں وہاں آئی جہاں میرا اصل قیام تھا۔مجھے یقین تھا کہ جلد ہی میرے نہ ہونے کا انہیں علم ہو جائے گا۔اور مجھے لینے کے لئے واپس لوٹ آئیں گے۔اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی اور میں سوگئی۔صفوان بن معطل سلمی ذکوانی رضی اللہ عنہ لشکر کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے(تا کہ لشکر کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو تو وہ اٹھالیں)۔انہوں نے ایک سوئے ہوئے انسان کا سایہ دیکھا اور جب(قریب آ کر) مجھے دیکھا تو پہچان گئے۔پردہ سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔جب وہ مجھے پہچان گئے تو انا للہ پڑھنا شروع کیا اور ان کی آواز سے میں جاگ اٹھی اور فوراً اپنی چادر سے میں نے اپنا چہرہ چھپا لیا۔خدا کی قسم! میں نے ان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اور نہ سوائے انا للہ کے میں نے ان کی زبان سے کوئی لفظ سنا۔وہ سواری سے اتر گئے اور اسے انہوں نے بٹھا کر اس کی اگلی ٹانگ کو موڑ دیا۔(تا کہ بغیر کسی مدد کے ام المومنین اس پر سوار ہو سکیں) میں اٹھی اور اس پر سوار ہو گئی اب وہ سواری کو آگے سے پکڑے ہوئے لے کر چلے۔جب ہم لشکر کے قریب پہنچے تو ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔(اور لشکر) پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ پھر جسے ہلاک ہونا تھا۔وہ ہلاک ہوا۔ اصل میں تہمت کا بیڑا عبداللہ بن ابی سلول(منافق) نے اٹھا رکھا تھا۔ عروہ(روایانِ حدیث میں سے ایک) نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اس تہمت کا چرچا کرتا اور اس کی مجلسوں میں اس کا تذکرہ ہوا کرتا وہ اس کی تصدیق کرتا' خوب غور اور توجہ سے سنتا اور پھیلانے

سَلُوْلَ۔

قَالَ عُرْوَةُ (اَحَدُ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ): اُخْبِرْتُ اَنَّهُ كَانَ يُشَاعُ وَيُتَحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ، فَيُقِرُّهُ وَيَسْتَمِعُهُ وَيَسْتَوْشِيْهِ ۔

وَقَالَ عُرْوَةُ اَيْضًا: لَمْ يُسَمَّ مِنْ اَهْلِ الْاِفْكِ اَيْضًا اِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ، وَمِسْطَحُ ابْنُ اُثَاثَةَ، وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ فِي نَاسٍ آخَرِيْنَ، لَا عِلْمَ لِي بِهِمْ ۔ غَيْرَ اَنَّهُمْ عُصْبَةٌ ۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى ۔ وَاِنَّ كُبْرَ ذٰلِكَ يُقَالُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ ابْنِ سَلُوْلَ ۔

قَالَ عُرْوَةُ: كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ اَنْ يُسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ ۔ وَتَقُوْلُ: اِنَّهُ الَّذِيْ قَالَ:

فَاِنَّ اَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا، وَالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ فِيْ قَوْلِ اَصْحَابِ الْاِفْكِ ۔ لَا اَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ ۔ وَهُوَ يَرِيْبُنِي فِيْ وَجَعِي اَنِّي لَا اَعْرِفُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ اَرَى مِنْهُ حِيْنَ اَشْتَكِي ۔ اِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ: ((كَيْفَ تِيْكُمْ؟)) ثُمَّ يَنْصَرِفُ ۔ فَذٰلِكَ يَرِيْبُنِي ۔ وَلَا اَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰى خَرَجْتُ حِيْنَ نَقَهْتُ ۔ فَخَرَجْتُ مَعَ اُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ ۔

کے لئے خوب کھود کرید کرتا۔

عروہ نے (پہلی سند کے حوالے سے) حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے سوا تہمت لگانے میں شریک کسی کا بھی نام نہیں لیا۔ اور کہا مجھے ان کے علاوہ کسی اور کا علم نہیں اگرچہ اس میں شریک ہونے والے بہت سے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (جن لوگوں نے تہمت لگائی وہ بہت سے ہیں[النور:11]) لیکن اس معاملہ میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔

عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر بڑی خفگی کا اظہار کرتی تھیں کہ اگر ان کے سامنے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا جاتا۔ آپ فرماتیں کہ یہ شعر حسان نے ہی کہا ہے کہ

''میرے والد اور میرے والد کے والد اور میری عزت محمد ﷺ کی عزت کی حفاظت کے لئے تمہارے سامنے ڈھال بنی رہیں گی۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ہم مدینہ پہنچ گئے اور وہاں پہنچتے ہی جو میں بیمار پڑی تو ایک مہینے تک بیمار ہی رہی۔ اس عرصہ میں لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی افواہوں کا بڑا چرچا رہا لیکن میں ایک بات بھی نہیں سمجھ رہی تھی۔ البتہ اپنے مرض کے دوران ایک چیز سے مجھے بڑا شبہ ہوتا کہ رسول ﷺ کی وہ محبت وعنایت میں محسوس نہیں کرتی تھی جس کو پہلے جب بھی بیمار ہوتی، میں دیکھ چکی تھی۔ آپ میرے پاس تشریف لاتے، سلام کرتے اور دریافت فرماتے کیسی طبیعت ہے؟ صرف اتنا پوچھ کر واپس تشریف لے جاتے۔ حضور کے اس طرز عمل سے مجھے شبہ ہوتا تھا۔ لیکن شر (جو پھیل چکا تھا) اس کا مجھے کوئی احساس نہیں تھا۔ مرض سے جب افاقہ ہوا تو میں ام مسطح کے ساتھ مناصع کی طرف گئی۔ مناصع (مدینہ کی آبادی سے باہر) ہمارے قضائے حاجت کی جگہ تھی۔ ہم یہاں صرف رات کے وقت جاتے تھے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب بیت الخلاء ہمارے

وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا ـ وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ اِلَّا لَيْلًا اِلَى لَيْلٍ ـ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ نَتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيْبًا مِنْ بُيُوْتِنَا ـ

قَالَتْ : وَاَمْرُنَا اَمْرُ الْعَرَبِ الْاَوَّلِ فِي الْبَرِيَّةِ قِبَلَ الْغَائِطِ ـ وَكُنَّا نَتَاَذّٰى بِالْكُنُفِ اَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوْتِنَا ـ قَالَتْ : فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ ، وَهِيَ ابْنَةُ اَبِي رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ ، وَاُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ ، خَالَةُ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ ـ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ ـ فَاَقْبَلْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِي ، حِيْنَ فَرَغْنَا مِنْ شَاْنِنَا ـ فَعَثَرَتْ اُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ : تَعِسَ مِسْطَحٌ ـ فَقُلْتُ لَهَا : بِئْسَ مَا قُلْتِ ! اَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا ؟ فَقَالَتْ : اَيْ هَنْتَاهُ ! وَلَمْ تَسْمَعِي مَا قَالَ ؟ قَالَتْ : وَقُلْتُ : مَا قَالَ ؟ فَاَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ اَهْلِ الْاِفْكِ ـ قَالَتْ : فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰى مَرَضِي ـ

فَلَمَّا رَجَعْتُ اِلَى بَيْتِي ـ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: (( كَيْفَ تِيْكُمْ ؟ )) فَقُلْتُ لَهُ : اَتَاْذَنُ لِي اَنْ آتِي اَبَوَيَّ ؟ قَالَتْ : وَاُرِيْدُ اَنْ اَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا ـ قَالَتْ : فَاَذِنَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لِاُمِّي يَا اُمَّتَاهُ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ ؟ قَالَتْ : يَا بُنَيَّةُ ! هَوِّنِي عَلَيْكِ ـ فَوَ

گھروں سے قریب بن گئے تھے۔

ام المومنین نے بیان کیا کہ ابھی ہم قدیم عرب کے طریقے پر عمل کرتے اور میدان میں قضائے حاجت کے لئے جایا کرتے تھے۔اور ہمیں اس سے تکلیف ہوتی تھی کہ بیت الخلاء ہمارے گھروں کے قریب بنائے جائیں۔انہوں نے بیان کیا کہ الغرض میں اورام مسطح (قضائے حاجت کے لیے ) گئے ۔ام مسطح ابورہم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی بیٹی ہیں۔ان کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہیں اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی ہیں انہی کے بیٹے مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب ہیں۔پھر میں اورام مسطح حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کی طرف واپس آ رہے تھے کہ ام مسطح اپنی چادر میں الجھ گئی اور ان کی زبان سے نکلا کہ مسطح ذلیل ہو۔میں نے کہا' آپ نے بری بات زبان سے نکالی۔ایک ایسے شخص کو آپ برا کہہ رہی ہیں جو بدر کی لڑائی میں شریک ہو چکا ہے۔انہوں نے اس پر کہا اے بھولی لڑکی! کیوں مسطح کی باتیں تم نے نہیں سنیں؟ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ تو پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی باتیں سنائیں۔ان باتوں کو سن کر میرا مرض اور بڑھ گیا۔

جب میں اپنے گھر واپس آئی تو حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کے بعد دریافت فرمایا کہ کیسی طبیعت ہے؟ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کیا مجھے اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں گے؟ام المومنین نے بیان کیا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔حضور ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔میں نے اپنی والدہ سے ( گھر جا کر ) پوچھا کہ آخر لوگوں میں کس طرح کی افواہیں ہیں؟انہوں نے فرمایا کہ بیٹی! فکر نہ کر' خدا کی قسم! ایسا شاید ہی کہیں ہوا ہو کہ ایک خوبصورت عورت کسی ایسے شوہر کے ساتھ ہو جو اس سے محبت بھی رکھتا ہو اور اس کی

اللّٰهِ! لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَاَةٌ قَطُّ وَضِيْئَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا، لَهَا ضَرَائِرُ، اِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا۔ قَالَتْ: فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ! اَوَ لَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا؟ قَالَتْ: فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى اَصْبَحْتُ، لَا يَرْقَاُ لِي دَمْعٌ، وَلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، ثُمَّ اَصْبَحْتُ اَبْكِي۔

قَالَتْ: وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ، وَاُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ، يَسْاَلُهُمَا، وَيَسْتَشِيْرُهُمَا فِي فِرَاقِ اَهْلِهِ۔ قَالَتْ: فَاَمَّا اُسَامَةُ فَاَشَارَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ اَهْلِهِ، وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ۔ فَقَالَ اُسَامَةُ: اَهْلَكَ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَيْرًا۔ وَاَمَّا عَلِيٌّ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ۔ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ۔ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ۔ قَالَتْ: فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَرِيْرَةَ۔ فَقَالَ: ((اَيْ بَرِيْرَةُ! هَلْ رَاَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يُرِيْبُكِ؟)) قَالَتْ لَهُ بَرِيْرَةُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا رَاَيْتُ عَلَيْهَا اَمْرًا قَطُّ اَغْمِصُهُ، غَيْرَ اَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ، تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ اَهْلِهَا، فَتَاْتِي الدَّاجِنُ فَتَاْكُلُهُ۔

قَالَتْ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ، فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ! مَنْ

سوکنیں بھی ہوں اور پھر اس پر تہمتیں نہ لگی ہوں، اس کی عیب جوئی نہ کی گئی ہو۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ میں نے اس پر کہا سبحان اللہ! (میری سوکنوں سے اس کا کیا تعلق) اس کا تو عام لوگوں میں چرچا ہے۔ پھر جو میں نے رونا شروع کیا تو رات بھر روتی رہی۔ اسی طرح صبح ہو گئی اور میرے آنسو کسی طرح نہ تھمتے تھے اور نہ ہی نیند آتی تھی۔

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ ادھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنی بیوی (حضرت عائشہ) کو علیحدہ کرنے کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے بلایا کیونکہ اس سلسلے میں اب تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو حضور ﷺ کے مطابق مشورہ دیا جو وہ حضور ﷺ کی بیوی کی پاکیزگی اور حضور ﷺ کی ان سے محبت کے متعلق جانتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ آپ کی بیوی میں مجھے خیر و بھلائی کے سوا اور کچھ معلوم نہیں۔ لیکن علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر تنگی نہیں رکھی ہے اور عورتیں بھی ان کے علاوہ بہت ہیں۔ آپ ان کی باندی (بریرہ) سے بھی دریافت فرمالیں۔ وہ حقیقت حال بیان کر دے گی۔ پھر حضور ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جس سے تمہیں (حضرت عائشہ) پر شبہ ہوا ہو؟ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا 'اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں نے ان کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو بری ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ ایک نوعمر لڑکی ہیں۔ آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور بکری آ کر اسے کھا جاتی ہے۔

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا کہ اس دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو خطاب کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی (منافق) کا معاملہ رکھا۔ آپ نے فرمایا، اے مسلمانوں کی جماعت! اس شخص

يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي عَنْهُ أَذَاهُ فِي أَهْلِي؟ وَاللَّهِ ! مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا - وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا - وَمَا يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِيَ)) قَالَتْ : فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، أَخُو بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَقَالَ : أَنَا يَارَسُوْلَ اللَّهِ ! أَعْذِرُكَ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ - وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ - قَالَتْ : فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْخَزْرَجِ، وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتَ عَمِّهِ، مِنْ فَخِذِهِ - وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ - وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ - قَالَتْ : وَكَانَ قَبْلَ ذَلِكَ رَجُلًا صَالِحًا - وَلَكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ، فَقَالَ لِسَعْدٍ : كَذَبْتَ - لَعَمْرُ اللَّهِ ! لَا تَقْتُلُهُ، وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ - وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ يُقْتَلَ - فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ، فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ : كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ ! لَنَقْتُلَنَّهُ - فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ - قَالَتْ : فَثَارَ الْحَيَّانِ، الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ، حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا - وَرَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ - قَالَتْ : فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللَّهِ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ - قَالَتْ : فَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَلِكَ كُلَّهُ - لَا يَرْقَا لِي دَمْعٌ، وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ -

کے بارے میں کون میری مدد کرے گا جس کی اذیتیں اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ گئی ہیں۔ خدا کی قسم! میں نے اپنی بیوی میں خیر کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھی اور نام بھی ان لوگوں نے ایک ایسے شخص (حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ جو ام المومنین کو اپنے اونٹ پر لائے تھے) کا لیا ہے جس کے بارے میں بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر آئے تو میرے ساتھ ہی آئے۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی عبدالاشہل کے ہم رشتہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! میں آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص قبیلہ اوس کا ہوا تو میں اس کی گردن ماردوں گا اور اگر وہ ہمارے قبیلہ خزرج کے بھائیوں کا ہوا تو آپ کا اس کے متعلق بھی جو حکم ہوگا ہم بجالائیں گے۔ ام المومنین نے بیان کیا کہ اس پر قبیلہ خزرج کے ایک صحابی کھڑے ہوئے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی والدہ ان کی چچازاد بہن تھیں۔ یعنی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور اس سے پہلے بڑے صالح اور مخلصین میں تھے۔ لیکن آج قبیلہ کی حمیت ان پر غالب آ گئی۔ انہوں نے سعد کو مخاطب کر کے کہا۔ خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو تم اسے قتل نہیں کر سکتے اور نہ تمہارے اندر اتنی طاقت ہے۔ اگر وہ تمہارے قبیلے کا ہوتا تو تم اس کے قتل کا نام بھی نہ لیتے۔ اس کے بعد اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا خدا کی قسم! تم جھوٹے ہو۔ ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ اب اس میں شبہ نہیں رہا کہ تم بھی منافق ہو۔ تم منافقوں کی طرف سے مدافعت کرتے ہو۔ اتنے میں اوس و خزرج انصار کے دونوں قبیلے بھڑک اٹھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپس میں لڑ پڑیں گے۔ اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر ہی تشریف رکھتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو خاموش کرنے لگے۔ سب

قَالَتْ : وَاَصْبَحَ اَبَوَایَ عِنْدِی ' وَقَدْ بَکَیْتُ لَیْلَتَیْنِ وَیَوْمًا ۔ لَا یَرْقَأُ لِی دَمْعٌ ' وَلَا اَکْتَحِلُ بِنَوْمٍ ۔ حَتّٰی اِنِّی لَاَظُنُّ اَنَّ الْبُکَاءَ فَالِقٌ کَبِدِی ۔ فَبَیْنَا اَبَوَایَ جَالِسَانِ عِنْدِی ' وَاَنَا اَبْکِی فَاسْتَاْذَنَتْ عَلَیَّ امْرَاَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ ' فَاَذِنْتُ لَهَا ۔ فَجَلَسَتْ تَبْکِی مَعِی ۔ قَالَتْ : فَبَیْنَا نَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ ' دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَیْنَا ۔ فَسَلَّمَ ' ثُمَّ جَلَسَ ۔ قَالَتْ : وَلَمْ یَجْلِسْ عِنْدِی ' مُنْذُ قِیْلَ مَا قِیْلَ ' قَبْلَهَا ۔ وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا یُوْحٰی اِلَیْهِ فِیْ شَاْنِی بِشَیْءٍ ۔ قَالَتْ : فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ جَلَسَ ' ثُمَّ قَالَ : (( اَمَّا بَعْدُ یَا عَائِشَةُ ! اِنَّهُ بَلَغَنِی عَنْكِ کَذَا وَ کَذَا ۔ فَاِنْ کُنْتِ بَرِیْئَةً ' فَسَیُبَرِّئُكِ اللّٰهُ ۔ وَاِنْ کُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِی اللّٰهَ ' وَتُوْبِی اِلَیْهِ ۔ فَاِنَّ الْعَبْدَ ' اِذَا اعْتَرَفَ ' ثُمَّ تَابَ ' تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ ))۔

قَالَتْ : فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَقَالَتَهُ ' قَلَصَ دَمْعِی ' حَتّٰی مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً : فَقُلْتُ لِاَبِی : اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِّی فِیْمَا قَالَ ۔ فَقَالَ اَبِی : وَاللّٰهِ ! مَا اَدْرِی مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ : فَقُلْتُ لِاُمِّی : اَجِیْبِی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْمَا قَالَ : قَالَتْ اُمِّی : وَاللّٰهِ ! مَا اَدْرِی اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ : وَاَنَا جَارِیَةٌ حَدِیْثَةُ السِّنِّ

حضرات چپ ہو گئے اور آپ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔

حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ میں اس روز سارا دن روتی رہی۔ نہ میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ آنکھ لگتی تھی۔ صبح کے وقت میرے والدین (حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت ام رومان ؓ) میرے پاس آئے۔ دو راتیں اور ایک دن میرا روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس پورے عرصہ میں نہ میرے آنسو رکے اور نہ نیند آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ ابھی میرے والدین میرے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور میں روئے جا رہی تھی کہ قبیلہ انصار کی ایک خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے انہیں اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ ہم ابھی اس حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے جب سے مجھ پر تہمت لگائی گئی تھی رسول اللہ ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ گزر گیا تھا اور میرے بارے میں آپ کو وحی کے ذریعہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ بیٹھنے کے بعد حضور ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا، امابعد! اے عائشہ! مجھے تمہارے بارے میں اس طرح کی خبریں ملی ہیں اگر تم واقعی اس معاملہ میں پاک صاف ہو تو اللہ تمہاری پاکی خود بیان کر دے گا۔ لیکن اگر تم نے کسی گناہ کا قصد کیا تھا تو اللہ کی مغفرت چاہو اور اس کے حضور میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیتا ہے اور پھر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ جب حضور ﷺ اپنا کلام پورا کر چکے تو میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے پہلے اپنے والد سے کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے کلام کا جواب دیں۔ والد نے فرمایا خدا کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ حضور ﷺ سے مجھے کیا

'لا اَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَثِيْرًا: اِنِّي وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ فِي اَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ - فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّي بَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِي - وَلَئِنْ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِاَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّي مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّي - فَوَاللّٰهِ! لَا اَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ - ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ - ثُمَّ تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِي - وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّي حِيْنَئِذٍ بَرِيْئَةٌ - وَاَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي - وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ! مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِي شَاْنِي وَحْيًا يُتْلٰى - لَشَاْنِي فِي نَفْسِي كَانَ اَحْقَرَ مِنْ اَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِاَمْرٍ - وَلٰكِنْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنْ يَرَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ بِهَا - فَوَاللّٰهِ! مَارَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَجْلِسَهُ' وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ' حَتّٰى اُنْزِلَ اِلَيْهِ - فَاَخَذَهُ مَا كَانَ يَاْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ - حَتّٰى اِنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ الْعَرَقِ مِثْلُ الْجُمَانِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ' مِنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ الَّذِي اُنْزِلَ عَلَيْهِ -

قَالَتْ: فَسُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَضْحَكُ - فَكَانَتْ اَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اَنْ قَالَ: (( يَا عَائِشَةُ! اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ

کہنا چاہیے۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ اس کا جواب دیں۔ والدہ نے بھی یہی کہا۔ خدا کی قسم! مجھے کچھ نہیں معلوم کہ حضور ﷺ سے مجھے کیا کہنا چاہیے۔ اس لئے میں نے خود ہی عرض کیا۔ حالانکہ میں بہت کم عمر لڑکی تھی اور قرآن مجید بھی میں نے زیادہ نہیں پڑھا تھا۔ (بہر حال میں نے کہا) خدا کی قسم! مجھے بھی معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے اس طرح کی افواہوں پر کان دھرا اور بات آپ لوگوں کے دلوں میں اتر گئی اور آپ لوگوں نے اس کی تصدیق کی۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں تو آپ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے اور اگر گناہ کا اقرار کرلوں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ اس کی تصدیق کرنے لگ جائیں گے۔ پس خدا کی قسم! میری اور آپ لوگوں کی مثال حضرت یوسف علیہ السلام کے والد (حضرت یعقوب علیہ السلام) جیسی ہے۔ جب انہوں نے کہا تھا۔ فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون (پس صبر ہی بہتر ہے اور اللہ ہی کی مدد درکار ہے اس بارے میں جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔) [یوسف :۱۸] پھر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کرلیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ اللہ خوب جانتا تھا کہ اس معاملہ میں میں قطعاً بری ہوں اور وہ خود میری برأت ظاہر کرے گا۔ لیکن خدا کی قسم! مجھے اس کا کوئی وہم وگمان بھی نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے قرآن مجید میں میرے معاملے کی صفائی اتارے گا۔ کیونکہ میں خود کو اس سے بہت کمتر سمجھتی تھی کہ اللہ میرے معاملہ میں خود کوئی کلام فرمائے۔ مجھے تو صرف اتنی امید تھی کہ حضور ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ میری برأت کردے گا۔ لیکن خدا کی قسم! ابھی حضور ﷺ اس مجلس سے اٹھے بھی نہیں تھے اور نہ کوئی گھر کا آدمی وہاں سے اٹھا تھا کہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی اور آپ پر وہ کیفیت

بَرَّاَكِ))۔ قَالَتْ: فَقَالَتْ لِي اُمِّي: قُوْمِي اِلَيْهِ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا اَقُوْمُ اِلَيْهِ، فَاِنِّي لَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔ قَالَتْ: وَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝ لَوْلَا جَآءُوْا عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ

طاری ہوئی جو وحی کی شدت میں طاری ہوتی تھی۔ موتیوں کی طرح پسینے کے قطرے آپ کے چہرے سے گرنے لگے۔ حالانکہ سردی کا موسم تھا، یہ اس وحی کے بوجھ کی وجہ سے تھا جو آپ پر نازل ہو رہی تھی۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ کی وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ تبسم فرما رہے تھے سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان مبارک سے نکلا وہ یہ تھا، اے عائشہ! اللہ نے تمہاری برأت نازل کر دی ہے۔ اس پر میری والدہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑی ہو جاؤ (اور شکریہ ادا کرو)۔ میں نے کہا، نہیں خدا کی قسم! میں آپ کے سامنے نہیں کھڑی ہوں گی۔ میں اللہ عزوجل کے سوا کسی کی حمد و ثنا نہیں کروں گی (کہ اس نے میری برأت نازل کی ہے)۔ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے) بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

''جو لوگ یہ بہت بڑا طوفان باندھ لائے ہیں یہ بھی تم میں سے ہی ایک گروہ ہے، تم اسے اپنے لیے برا نہ سمجھو، بلکہ یہ تو تمہارے حق میں بہتر ہے، ہاں ان میں سے ہر ایک شخص پر اتنا گناہ ہے جتنا اس نے آپ کمایا ہے اور ان میں سے جس نے اس کے بہت بڑے حصے کو سر انجام دیا ہے اس کے لیے عذاب بھی بہت ہی بڑا ہے۔ اسے سنتے ہی مومن مردوں عورتوں نے اپنے حق میں نیک گمانی کیوں نہ کی؟ اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا صریح بہتان ہے۔ وہ اس بات پر چار گواہ کیوں نہ لائے، اور جب گواہ نہیں لائے تو یہ بہتان باز لوگ یقیناً اللہ کے نزدیک محض جھوٹے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر دنیا اور آخرت میں نہ ہوتا تو یقیناً تم نے جس بات کے چرچے شروع کر رکھے تھے اس بارے میں تمہیں بہت بڑا عذاب پہنچتا۔ جب کہ تم اسے اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے اور اپنے منہ سے وہ بات نکالنے لگے جس کی تمہیں مطلق خبر نہ تھی۔ گو تم اسے ہلکی بات سمجھتے رہے لیکن اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی۔ تم نے ایسی بات کو

يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ○ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ، وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ، اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ، لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴾ -

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِي بَرَاءَتِي -

قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ ، وَكَانَ يُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحِ بْنِ اُثَاثَةَ ، لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَفَقْرِهٖ : وَاللّٰهِ ! لَا اُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا اَبَدًا ،

سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات منہ سے نکالنی بھی لائق نہیں۔ اے اللہ! تو پاک ہے یہ تو بہت بڑا بہتان اور تہمت ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی بھی ایسا کام نہ کرنا اگر تم سچے مومن ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے اپنی آیتیں بیان فرما رہا ہے اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔ جو لوگ مسلمانوں میں برائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں' اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہے اور یہ بھی کہ اللہ بڑی شفقت رکھنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی اور برائی کے کاموں کا ہی حکم کرے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی' کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے کر دیتا ہے' اللہ سب سننے والا جاننے والا ہے۔ تم میں سے جو بزرگی اور کشادگی والے ہیں انہیں اپنے قرابت داروں اور مسکینوں اور مہاجروں کو راہ اللہ دینے سے قسم نہ کھا لینی چاہیے بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہیے' کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف فرما دے؟ اللہ قصوروں کا معاف فرمانے والا مہربان ہے۔ جو لوگ پاک دامن بھولی بھالی باایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں اور ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔ جب کہ ان کے مقابلے میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ اس دن اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا بدلہ حق و انصاف کے ساتھ دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی ظاہر کرنے والا ہے۔ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لائق ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لائق ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لائق ہیں' ایسے

بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ ـ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ـ ﴿ وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ ﴾ ـ اِلٰى قَوْلِهِ ـ ﴿ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ ـ

قَالَ اَبُوْ بَكْرِ الصِّدِّيْقُ : بَلٰى وَاللّٰهِ ! اِنِّى لَاُحِبُّ اَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لِى ـ فَرَجَعَ اِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِى كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ ـ وَقَالَ : وَاللّٰهِ ! لَا اَنْزِعُهَا مِنْهُ اَبَدًا ـ

قَالَتْ عَائِشَةُ : وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ اَمْرِى ـ فَقَالَ لِزَيْنَبَ : (( مَاذَا عَلِمْتِ اَوْ رَاَيْتِ ؟ )) قَالَتْ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَحْمِى سَمْعِى وَبَصَرِى وَاللّٰهِ ! مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَيْرًا ـ

قَالَتْ عَائِشَةُ : وَهِىَ الَّتِى كَانَتْ تُسَامِيْنِى ، مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِىِّ ﷺ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ ـ قَالَتْ : وَطَفِقَتْ اُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا ـ فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ ـ

قَالَتْ عَائِشَةُ : وَاللّٰهِ ! اِنَّ الرَّجُلَ الَّذِى قِيْلَ لَهُ مَا قِيْلَ ، لَيَقُوْلُ : سُبْحَانَ اللّٰهِ ! فَوَالَّذِى نَفْسِى بِيَدِهِ ! مَا كَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ اُنْثٰى قَطُّ ـ قَالَتْ : ثُمَّ قُتِلَ ، بَعْدَ ذٰلِكَ ، فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ ـ

پاک لوگوں کے متعلق جو کچھ بکواس بہتان باز کرتے ہیں وہ اس سے بالکل بے لگاؤ ہیں' ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔'' [النور: ۱۱ تا ۲۶]

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں میری براءت میں نازل کیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے اخراجات' ان سے قرابت اور ان کی محتاجی کی وجہ سے' خود اٹھاتے تھے' نے کہا کہ خدا کی قسم! مسطح رضی اللہ عنہ نے عائشہ کے متعلق اس طرح کی تہمت تراشی میں حصہ لیا ہے۔ اس لیے میں اس پر اب کبھی کچھ خرچ نہیں کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ولا یاء تل اولوا الفضل منکم سے غفور رحیم تک (کیونکہ مسطح رضی اللہ عنہ یا دوسرے مومنین کی اس میں شرکت محض غلط فہمی کی بنا پر تھی)۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! میری تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کہنے پر معاف کردے اور مسطح کو جو کچھ وہ دیا کرتے تھے اسے پھر دینے لگے اور کہا کہ واللہ! اب اس وظیفہ کو میں کبھی بند نہیں کروں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے معاملے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی مشورہ کیا تھا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تمہیں کیا معلومات ہیں یا ان میں تم نے کیا چیز دیکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! میں اپنی آنکھوں اور کانوں کو محفوظ رکھتی ہوں (کہ ان کی طرف خلافِ واقعہ نسبت کروں) خدا کی قسم! میں ان کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتی۔

حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ زینب رضی اللہ عنہا ہی تمام ازواج مطہرات میں میرے مقابل کی تھیں' لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے تقویٰ اور پاک بازی کی وجہ سے انہیں محفوظ رکھا۔ البتہ ان کی بہن حمنہ نے غلط راستہ اختیار کیا اور ہلاک ہونے والوں کے ساتھ وہ بھی ہلاک ہوئی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ خدا کی قسم' جس صحابی (یعنی صفوان

بن معطل رضی اللہ عنہ) کے ساتھ یہ تہمت لگائی گئی تھی وہ (اپنے اوپر اس تہمت کو سن کر) کہتے' سبحان اللہ! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نے آج تک کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا۔ پھر اس واقعہ کے بعد وہ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے تھے۔

**لغوی توضیح** اَهْـلَ الافْكِ وہ لوگ جنہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹی تہمت لگائی، ان کا سرغنہ عبداللہ بن اُبی منافق تھا۔ اِفْكٌ جھوٹ۔ فِيْ غَزْوَةٍ ایک غزوہ میں۔ مراد غزوہ مریسیع ہے جو شعبان ۵ ہجری میں پیش آیا۔ قَفَلَ واپس لوٹے۔ الرَّحِيْلُ کوچ۔ عِقْدٌ ہار۔ جَزْعِ مہرہ، ایک قسم کا پتھر۔ الْعُلْقَةَ بہت کم۔ اسْتِرْجَاعِ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا۔ كَيْفَ تِيْكُمْ یہ کیسی ہے (معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا سے خود مخاطب نہ ہوتے)۔ الْمَنَاصِعِ مدینہ سے باہر ایک مقام جہاں عورتیں رات میں قضائے حاجت کے لیے جاتیں۔ مُتَبَرَّزَ قضائے حاجت کا مقام۔ الْكُنُفَ جمع ہے كنيف کی، مراد ہے بیت الخلاء۔ نَتَاَذّٰى ہم تکلیف محسوس کرتے۔ مِرْط چادر۔ اَيْ هَنْتَاهُ اے غافل لڑکی۔ وَضِيْئَة خوبصورت۔ ضَرَائِرُ جمع ہے ضرة کی، معنی ہے سوکن۔ لا يَرْقَأُ تھمتے (رکتے) نہیں تھے۔ اسْتَلْبَثَ ٹھہر گئی، مؤخر ہوگئی۔ الدَّاجِنُ بکری (اور وہ تمام حیوانات جنہیں گھر پر چارہ ڈالا جاتا ہے)۔ مَنْ يَعْذِرُنِي کون میری مدد کرے گا (یا کون میرا انتقام لے گا)۔ فَثَارَ بھڑک اٹھے۔ الْحَيَّانِ دونوں قبیلے۔ فَالِقٌ پھٹ جائے گا۔ كَبِدِي میرا کلیجہ۔ اَلْمَمْتِ تو مبتلا ہوئی ہے۔ بِذَنْبٍ کسی گناہ میں۔ قَلَصَ رُک گئے۔ دَمْعِي میرے آنسو۔ الْبُرَحَاءِ وہ سختی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نزولِ وحی کے وقت محسوس ہوتی۔ لَيَتَحَدَّرُ بہہ پڑتا (پسینہ)۔ مِثْلُ الْجُمَانِ موتیوں کی طرح۔ فِي يَوْمٍ شَاتٍ ٹھنڈے دن میں بھی۔ فَسُرِّيَ دور کردی گئی (وحی کی کیفیت)۔ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ ابوبکر رضی اللہ عنہ مسطح پر خرچ کرتے تھے (اس وجہ سے کہ اُم مسطح ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خالہ کی بیٹی تھی اور مسطح ابھی بچے ہی تھے کہ ان کے والد فوت ہو گئے تھے، اس لیے ان کی کفالت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کی اور اسی قرابت وفقر کی وجہ سے وہ مسطح پر خرچ کیا کرتے تھے)۔ لا يَاْتَلِ قسم نہ اٹھائیں۔ اُولُوا الْفَضْلِ مال والے۔ تُسَامِيْنِي وہ (زینب ہی) میرے مقابلے کی تھی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں محبت والفت میں درجہ کے اعتبار سے۔ زینب رضی اللہ عنہا کا عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق کلمات خیر کہنا ثبوت ہے کہ اگرچہ ازواجِ مطہرات میں بھی غیرت کا معاملہ موجود تھا مگر یہ چیز ان کی حق گوئی میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی)۔

**فہم الحدیث** اس حدیث میں عبداللہ بن اُبی اور دیگر منافقین کی طرف سے عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹی تہمت لگانے اور اللہ کی طرف سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی برائت نازل ہونے کا ذکر ہے۔ چونکہ اسلام میں پاکدامنہ عورتوں پر تہمت کی سزا اسّی کوڑے مقرر کی گئی ہے (الا کہ تہمت لگانے والے چار گواہ لے کر آئیں)۔ لہٰذا جب عائشہ رضی اللہ عنہا کی برائت نازل ہوئی تو تین مومنوں مسطح، حسان اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم کو تہمت کی یہ حد لگائی گئی۔[1] عبداللہ بن اُبی منافق کو اس لیے دنیا میں سزا نہ دی گئی کیونکہ اس کے لیے اُخروی عذاب ہی کافی سمجھ لیا گیا اور اس کے ساتھ بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی اس لیے سزا نہ دی کہ انہیں سزا دینے سے کچھ ایسے خطرات لاحق ہونے کا اندیشہ تھا کہ جن سے نمٹنا اس وقت مسلمانوں کے لیے ممکن نہ تھا، اس لیے مصلحتاً انہیں سزا دینے سے گریز کر لیا گیا۔[2]

---

① [**حسن**: صحیح ابوداود ، ابوداود (4474) ابن ماجه (2567) مسند احمد (6/ 30)]

② [تفسير فتح القدير للشوكانى ، بحواله تفسير احسن البيان (ص : 968)]

١٧٦٤ ـ حديث عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ' قَالَتْ : لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ ' وَمَا عَلِمْتُ بِهِ ' قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي خَطِيبًا ـ فَتَشَهَّدَ ' فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ ـ ثُمَّ قَالَ : (( اَمَّا بَعْدُ اَشِيْرُوا عَلَيَّ فِي اُنَاسٍ اَبَنُوا اَهْلِي وَايْمُ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى اَهْلِي مِنْ سُوْءٍ ـ وَاَبَنُوهُمْ بِمَنْ ' وَاللّٰهِ ! مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ ـ لَا يَدْخُلُ بَيْتِي قَطُّ اِلَّا وَاَنَا حَاضِرٌ ـ وَلَا غِبْتُ فِي سَفَرٍ اِلَّا غَابَ مَعِيَ )) ـ

قَالَتْ : وَلَقَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتِي فَسَاَلَ عَنِّي خَادِمَتِي ـ فَقَالَتْ : لَا ـ وَاللّٰهِ ! مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا ـ اِلَّا اَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَاْكُلَ خَمِيْرَهَا اَوْ عَجِيْنَهَا ـ وَانْتَهَرَهَا بَعْضُ اَصْحَابِهِ ' فَقَالَ : اصْدُقِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' حَتَّى اَسْقَطُوْا لَهَا بِهِ ـ فَقَالَتْ : سُبْحَانَ اللّٰهِ ! وَاللّٰهِ ! مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا اِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِ الذَّهَبِ الْاَحْمَرِ ـ

وَبَلَغَ الْاَمْرُ اِلَى ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُ ـ فَقَالَ : سُبْحَانَ اللّٰهِ ! وَاللّٰهِ ! مَا كَشَفْتُ كَنَفَ اُنْثَى قَطُّ ـ قَالَتْ عَائِشَةُ : فَقُتِلَ شَهِيْدًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ـ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میرے متعلق ایسی باتیں کہی گئیں جن کا مجھے کوئی گمان بھی نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ میرے معاملہ میں لوگوں کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے آپ نے شہادت کے بعد اللہ کی حمد وثنا اس کی شان کے مطابق بیان کی۔ پھر فرمایا امابعد! تم لوگ مجھے ایسے لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میری بیوی کو بدنام کیا اور اللہ کی قسم! میں نے اپنی بیوی میں کوئی برائی نہیں دیکھی اور تہمت بھی ایسے شخص (حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ) کے ساتھ لگائی ہے کہ اللہ کی قسم! ان میں بھی میں نے کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی وہ میرے گھر میں جب بھی داخل ہوئے تو میری موجودگی میں ہوئے اور اگر میں کبھی سفر کی وجہ سے مدینہ میں نہ ہوتا تو وہ بھی نہیں ہوتے اور میرے ساتھ رہتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے حجرہ میں تشریف لائے تھے اور میری خادمہ (حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا) سے میرے متعلق پوچھا تھا اس نے کہا تھا کہ نہیں خدا کی قسم! میں ان کے اندر کوئی عیب نہیں جانتی البتہ ایسا ہو جایا کرتا تھا کہ (کم عمری کی غفلت کی وجہ سے آٹا گوندھتے ہوئے) سو جایا کرتیں اور بکری آ کر ان کا گندھا ہوا آٹا کھا جاتی۔ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ نے ڈانٹ کر ان سے کہا کہ آپ ﷺ کو بات صحیح صحیح کیوں نہیں بتا دیتی۔ پھر انہوں نے کھول کر صاف لفظوں میں ان سے واقعہ کی تصدیق چاہی اس پر وہ بولیں کہ سبحان اللہ! میں تو عائشہ کو اس طرح جانتی ہوں جس طرح سنار کھرے سونے کو جانتا ہے اس تہمت کی خبر جب ان صاحب کو معلوم ہوئی جن کے ساتھ تہمت لگائی گئی تھی (صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ) تو انہوں نے کہا سبحان اللہ اللہ کی قسم! میں نے آج تک کسی (غیر) عورت کا کپڑا نہیں کھولا۔ پھر انہوں نے اللہ کے راستہ میں شہادت پائی۔

١٧٦٤ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 24 سورة النور: 11 باب إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا ـ

# [50] كِتَابُ صِفَاتِ الْمُنَافِقِيْنَ وَاَحْكَامِهِمْ

## منافقین کی صفات اور احکام کا بیان

١٧٦٥ - حديث زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ' فِي سَفَرٍ اَصَابَ النَّاسَ فِيْهِ شِدَّةٌ - فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيّ لاَصْحَابِهِ : لَا تُنْفِقُوْا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهِ - وَقَالَ : لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ ' لَيُخْرِجَنَّ الاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ - فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ ' فَاَخْبَرْتُهُ - فَاَرْسَلَ اِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيّ ' فَسَاَلَهُ ' فَاجْتَهَدَ يَمِيْنَهُ مَا فَعَلَ - قَالُوا : كَذَبَ زَيْدٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوا شِدَّةٌ - حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ تَصْدِيْقِي فِي ﴿ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ ﴾ فَدَعَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ ' لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ - فَلَوَّوْا رُؤُسَهُمْ وَقَوْلُهُ - ﴿ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ ﴾ - قَالَ : كَانُوا رِجَالًا ' اَجْمَلَ شَيْءٍ-

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر (غزوۂ تبوک یا بنی مصطلق) میں تھے جس میں لوگوں پر بڑے تنگ اوقات آئے تھے۔ عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہیں ان پر کچھ خرچ مت کرو تا کہ وہ ان کے پاس سے منتشر ہو جائیں۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم اب مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلیلوں کو نکال کر باہر کرے گا۔ میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس گفتگو کی اطلاع دی تو آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر پوچھا۔ اس نے بڑی قسمیں کھا کر کہا کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ لوگوں نے کہا کہ زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جھوٹ بولا ہے۔ لوگوں کی اس طرح کی باتوں سے میں بڑا رنجیدہ ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ منافقون نازل فرما کر میری تصدیق فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں بلایا تا کہ ان کے لیے مغفرت کی دعا کریں لیکن انہوں نے اپنے سر پھیر لئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''گویا وہ بہت بڑے لکڑی کے کھمبے ہیں'' [منافقون:۴] (ان کے متعلق) اس لیے کہا گیا کہ وہ بظاہر بڑے خوبصورت اور معقول (مگر دل کے منافق) تھے۔

**لغوی توضیح** اَلْمُنَافِقِيْن منافق کی تعریف، اقسام اور صفات کے لیے ملاحظہ فرمایئے گزشتہ حدیث نمبر ۳۷، ۳۸۔ فِي سَفَرٍ ایک سفر میں، مراد ہے غزوہ مریسیع جو شعبان ۵ ہجری میں پیش آیا۔ اسی غزوہ میں ایک مہاجر نے انصاری کی پشت پر ٹانگ ماری، جس سے جھگڑا کھڑا ہو گیا اور عبداللہ بن ابی منافق نے وہ باتیں کہیں جو حدیث میں مذکور ہیں۔ يَنْفَضُّوْا منتشر ہو جائیں۔ الاَعَزُّ عزت والا، عبداللہ بن اُبی نے اس سے خود کو مراد لیا۔ اَلْاَذَلَّ ذلت والا، اس سے اس نے نبی ﷺ کو مراد لیا۔ خُشُبٌ جمع ہے خشبة کی معنی ہے لکڑیاں۔ مُسَنَّدَةٌ (دیوار وغیرہ کے ساتھ) ٹیک لگائی ہوئی۔

١٧٦٥ - البخاري في: 65 كتاب التفسير: 63 سورة إذا جاء ك المنافقون: 3 باب قوله ذلك بانهم...(4900) مسلم (2772)-

١٧٦٦ - حديث جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ : اَتَى النَّبِيُّ ﷺ ، عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَى ، بَعْدَ مَا دُفِنَ ـ فَاَخْرَجَهُ ، فَنَفَثَ فِيْهِ مِنْ رِيْقِهِ ، وَاَلْبَسَهُ قَمِيْصَهُ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ تشریف لائے تو عبداللہ بن ابی کو دفن کیا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے قبر سے نکلوایا اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا (ایصالِ برکت کی غرض سے) اور اسے اپنی قمیص پہنائی (ایصالِ برکت اور اس کے بیٹے عبداللہ کے مطالبے پر)۔

١٧٦٧ - حديث ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهما ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيّ ، لَمَّا تُوُفِّيَ ، جَاءَ ابْنُهُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ ـ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَعْطِنِي قَمِيْصَكَ اُكَفِّنْهُ فِيْهِ ، وَصَلِّ عَلَيْهِ ، وَاسْتَغْفِرْ لَهُ ، فَاَعْطَاهُ النَّبِيُّ ﷺ ، قَمِيْصَهُ ـ فَقَالَ : (( اٰذِنِّي اُصَلِّي عَلَيْهِ )) فَاٰذَنَه ـ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ ، جَذَبَهُ عُمَرُ رضي الله عنه ـ فَقَالَ : اَلَيْسَ اللّٰهُ نَهَاكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ ـ فَقَالَ : (( اَنَا بَيْنَ خَيْرَتَيْنِ )) قَالَ : ﴿ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً ، فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴾ ـ فَصَلَّى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ: ﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا ﴾ ـ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی (منافق) کی موت ہوئی، تو اس کا بیٹا (عبداللہ رضی اللہ عنہ) نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! والد کے کفن کے لیے آپ اپنی قمیص عنایت فرمایئے اور ان پر نماز پڑھیے اور مغفرت کی دعا کیجیے۔ چنانچہ نبی ﷺ نے اپنی قمیص (غایت مروت کی وجہ سے) عنایت کی اور فرمایا کہ مجھے بتانا، میں نمازِ جنازہ پڑھوں گا۔ عبداللہ نے اطلاع بھجوائی۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو پیچھے سے پکڑ لیا اور عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے "تو ان کے لئے استغفار کر یا نہ کر اور اگر تو ستر مرتبہ بھی استغفار کرے تو بھی اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔" [التوبہ:٨٠] چنانچہ نبی ﷺ نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد یہ آیت اتری "کسی بھی منافق کی موت پر اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھانا" [التوبہ:٨٤]

**فهم الحديث** یہ حدیث اور اس کی وضاحت پیچھے حدیث نمبر ١٥٥٣ پر گزر چکی ہے، ملاحظہ فرمایئے۔

١٧٦٨ - حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه ، قَالَ : اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ ، اَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ كَثِيْرَةٌ شَحْمُ بُطُوْنِهِمْ ـ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ خانہ کعبہ کے پاس دو قریشی اور ایک ثقفی یا ایک قریشی اور دو ثقفی مرد بیٹھے ہوئے تھے، ان کے پیٹ بہت موٹے تھے لیکن عقل سے کورے۔ ایک نے ان میں

١٧٦٦ ـ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 23 باب الكفن في القميص الذي يكف او لا يكفّ (1270) مسلم (2773)۔

١٧٦٧ ـ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 23 باب الكفن في القميص الذي يكفّ او لا يكفّ ، مسلم (2774)۔

١٧٦٨ ـ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 41 سورة فصلت: 2 باب قوله وذلكم ظنكم الآية (4816) مسلم (2775) ـ

قَلِيْلَةٌ فِقْهُ قُلُوْبِهِمْ ۔ فَقَالَ اَحَدُهُمْ : اَتَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْمَعُ مَا نَقُوْلُ ؟ قَالَ الآخَرُ ۔ يَسْمَعُ اِنْ جَهَرْنَا ' وَلَا يَسْمَعُ اِنْ اَخْفَيْنَا ۔ وَقَالَ الآخَرُ : اِنْ كَانَ يَسْمَعُ اِذَا جَهَرْنَا ' فَاِنَّهُ يَسْمَعُ اِذَا اَخْفَيْنَا ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ ﴾ الآية۔

سے کہا' تمہارا کیا خیال ہے کیا اللہ ہماری باتوں کو سن رہا ہے؟ دوسرے نے کہا اگر ہم زور سے بولیں تو سنتا ہے لیکن آہستہ بولیں تو نہیں سنتا۔ تیسرے نے کہا اگر اللہ زور سے بولنے پر سن سکتا ہے تو آہستہ بولنے پر بھی ضرور سنتا ہوگا۔ اس پر یہ آیت اتری کہ "اور تم اس بات سے خود کو چھپا ہی نہیں سکتے کہ تمہارے کان' تمہاری آنکھیں اور تمہارے چمڑے گواہی دیں گے ہاں تم یہ سمجھتے رہے کہ تم جو کچھ بھی کر رہے ہو اس میں سے بہت سے اعمال سے اللہ بے خبر ہے۔[حم السجدہ:۲۲]۔

۱۷۶۹ ۔ حديث زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَى اُحُدٍ ' رَجَعَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِهِ ۔ فَقَالَتْ فِرْقَةٌ : نَقْتُلُهُمْ ۔ وَقَالَتْ فِرْقَةٌ : لَا نَقْتُلُهُمْ ۔ فَنَزَلَتْ ۔ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَ اللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيْلًا ﴾ ۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی ﷺ جنگ اُحد کے لیے نکلے تو جو لوگ آپ کے ساتھ تھے ان میں سے کچھ لوگ واپس آ گئے (یہ منافقین تھے) پھر بعض نے تو یہ کہا کہ ہم چل کر انہیں قتل کر دیں گے۔ اور ایک جماعت نے کہا کہ قتل نہیں کرنا چاہیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی "تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو، انہیں تو ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اوندھا کر دیا ہے۔ اب کیا تم یہ منصوبے باندھ رہے ہو کہ اللہ کے گمراہ کئے ہوؤں کو تم راہِ راست پر لا کھڑا کرو۔ جسے اللہ راہ بھلا دے تو ہرگز اس کے لیے کوئی راہ نہ پائے گا۔"[النساء :۸۸]

**لغوی توضیح** رَجَعَ نَاسٌ کچھ لوگ واپس آ گئے۔ یہ رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی اور اس کے دھوکے میں آنے والے تقریباً تین سو افراد تھے۔ فِئَتَيْنِ تثنیہ ہے فِئَة کی، معنی ہے دو گروہ۔ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا اللہ نے ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں لوٹا دیا ہے (ان کی گمراہی وضلالت میں، اس لیے تم ان کے متعلق صرف ایک ہی رائے رکھو اور وہ ان سے دوری، انقطاع اور خیر کی کوئی توقع نہ رکھنا ہے)۔

۱۷۷۰ ۔ حديث اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رِجَالًا مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ ' عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا خَرَجَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چند منافقین ایسے تھے کہ جب آپ ﷺ جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو یہ مدینہ میں پیچھے رہ جاتے اور پیچھے رہ جانے پر بہت

۱۷۶۹ ۔ البخاری فی: 29 كتاب فضائل المدينة: 10 باب المدينة تنفى الخبث (1884) مسلم (2776) ترمذی (3028) ۔
۱۷۷۰ ۔ البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 3 سورة آل عمران: 16 باب لا يحسبن الذين....(4567) مسلم (2777)۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْغَزْوِ ، تَخَلَّفُوْا عَنْهُ ، وَفَرِحُوْا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ فَإِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، اعْتَذَرُوْا إِلَيْهِ ، وَحَلَفُوا ، وَاَحَبُّوا اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا ۔ فَنَزَلَتْ ۔ ﴿ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ ﴾ الآيَة ۔

خوش ہوا کرتے تھے۔ لیکن جب آپ واپس آتے تو عذر بیان کرتے اور قسمیں کھالیتے بلکہ ان کو ایسے کام پر اپنی تعریف کروانا پسند ہوتا جس کو انہوں نے نہ کیا ہوتا اور بعد میں چکنی چپڑی باتوں سے اپنی بات بنانا چاہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی پر یہ آیات نازل فرمائیں ''وہ لوگ جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی ان کی تعریفیں کی جائیں تو انہیں عذاب سے چھٹکارہ میں نہ سمجھو ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے''۔ (آل عمران:۱۸۸)

**لغوی توضیح:** تَخَلَّفُوْا پیچھے رہ جاتے۔ اِعْتَذَرُوْا (جھوٹے بہانے) عذر پیش کرتے۔ وَحَلَفُوا اور قسمیں کھاتے (جھوٹے بہانوں پر اور اس پر کہ وہ مومنوں کی فتح پر بہت خوش ہیں تا کہ ان کے اس موقف پر ان کی تعریف کی جائے)۔

۱۷۷۱ ۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ ۔ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ ، اَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهِ : اذْهَبْ يَا رَافِعُ ! إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ ، فَقُلْ : لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِىءٍ فَرِحَ بِمَا اُوْتِيَ ، وَاَحَبَّ اَنْ يُحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا ، لَنُعَذَّبَنَّ اَجْمَعُوْنَ ۔ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : وَمَا لَكُمْ وَلِهٰذِهِ ؟ اِنَّمَا دَعَا النَّبِيُّ ﷺ يَهُوْدَ ، فَسَاَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوْهُ إِيَّاهُ ، وَاَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهِ ۔ فَاَرَوْهُ اَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوْا إِلَيْهِ بِمَا اَخْبَرُوْهُ عَنْهُ فِيْمَا سَاَلَهُمْ ۔ وَفَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوا مِنْ كِتْمَانِهِمْ ۔ ثُمَّ قَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ ﴾ ۔ كَذٰلِكَ ، حَتّٰى قَوْلِهِ ﴿ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا ﴾ ۔

علقمہ بن وقاص نے بیان کیا کہ مروان بن حکم نے (جب وہ مدینہ کے امیر تھے) اپنے دربان رافع سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے یہاں جاؤ اور ان سے پوچھو کہ (آیت ولا تحسبن الذین کی رو سے تو) ہم سب کو عذاب ہونا چاہیے کیونکہ ہر ایک آدمی ان نعمتوں پر جو اس کو ملی ہیں، خوش ہے اور یہ چاہتا ہے کہ جو کام اس نے کیا نہیں اس پر بھی اس کی تعریف ہو۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، تم مسلمانوں سے اس آیت کا کیا تعلق! یہ تو رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو بلایا تھا اور ان سے ایک دین کی بات پوچھی تھی (جو ان کی آسمانی کتاب میں موجود تھی) انہوں نے اصل بات کو تو چھپایا اور دوسری غلط بات بیان کردی۔ پھر بھی اس بات کے خواہش مند رہے کہ حضور ﷺ کے سوال کے جواب میں جو کچھ انہوں نے بتایا ہے اس پر ان کی تعریف کی جائے اور ادھر اصل حقیقت کو چھپا کر بھی بڑے خوش تھے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ان آیات کی تلاوت کی ''اللہ تعالیٰ نے جب اہل کتاب سے عہد لیا کہ تم اسے سب لوگوں سے بیان کرتے رہا کرو اور اسے چھپاؤ نہیں پھر بھی ان لوگوں نے اس عہد کو اپنی پیٹھ پیچھے ڈال دیا

۱۷۷۱ ۔ البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 3 سورة آل عمران: 16 باب لا يحسبن الذين...(4568) مسلم (2778)۔

اوراسے بہت کم قیمت پر بیچ ڈالا' ان کا یہ بیوپار بہت برا ہے۔ وہ لوگ جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی ان کی تعریفیں کی جائیں تو انہیں عذاب سے چھٹکارہ میں نہ سمجھ' ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے۔" [آل عمران:۱۸۷'۱۸۸]

**فهم الحديث** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق پہلی آیت میں جو لوگ (یعنی اہل کتاب) مراد ہیں، دوسری میں بھی وہی مراد ہیں اور ان کی صفات یہ ہیں کہ وہ حق کو چھپاتے ہیں اور باطل کے ذریعے جواب دے کر اس بات پر اپنی تعریف کرانا چاہتے ہیں کہ انہوں نے حق بیان کیا ہے حالانکہ انہوں نے حق بیان نہیں کیا، یوں وہ ایسے کام پر تعریف کرانا چاہتے ہیں جو انہوں نے کیا ہی نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ایسے لوگ عذاب سے بچنے والے نہیں۔

۱۷۷۲ ـ حديث أَنَسٍ رضي الله عنه : كَانَ رَجُلٌ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ ، وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ ، وَآلَ عِمْرَانَ ـ فَكَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ ﷺ ـ فَعَادَ نَصْرَانِيًّا ـ فَكَانَ يَقُولُ : مَا يَدْرِي مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ ـ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ ، فَدَفَنُوهُ ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ ـ فَقَالُوا : هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ ـ لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ ، نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا ـ فَأَلْقَوْهُ ـ فَحَفَرُوا لَهُ ، فَأَعْمَقُوا ـ فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ ـ فَقَالُوا : هَذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ ـ نَبَشُوا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ ـ فَأَلْقَوْهُ ـ فَحَفَرُوا لَهُ ، وَأَعْمَقُوا لَهُ فِي الْأَرْضِ ، مَا اسْتَطَاعُوا ـ فَأَصْبَحَ قَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ فَعَلِمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ ، فَأَلْقَوْهُ ـ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص پہلے عیسائی تھا' پھر وہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس نے سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور وہ نبی ﷺ کا کاتب بن گیا لیکن وہ شخص پھر مرتد ہو کر عیسائی ہو گیا اور کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) کے لیے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے سوا اسے اور کچھ بھی معلوم نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی موت واقع ہو گئی اور اس کے آدمیوں نے اسے دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی لاش قبر سے نکل کر زمین کے اوپر پڑی ہے۔ عیسائی لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے۔ چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے انہوں نے اس کی قبر کھودی ہے اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے۔ چنانچہ دوسری قبر انہوں نے کھودی جو بہت زیادہ گہری تھی۔ لیکن جب صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ یہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا اس لیے اس کی قبر کھود کر انہوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انہوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری ان کے بس میں تھی کر کے اسے اس کے اندر ڈال دیا لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اب انہیں

۱۷۷۲ ـ البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام ، مسلم (2781) احمد (13323) ـ

یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں (بلکہ یہ میت عذابِ خداوندی میں گرفتار ہے) چنانچہ انہوں نے اسے یونہی (زمین پر) ڈال دیا۔

**لغوی توضیح** لَفَظَتْهُ اسے (باہر) پھینک دیا۔ اَلْاَرْضُ زمین نے۔ هَرَبَ بھاگ آیا۔ مِنْهُمْ ان سے (یعنی ان کا دین چھوڑ آیا)۔ نَبَشُوا انہوں نے قبراً کھاڑ دی۔

## باب صفة القيامة والجنة والنار

## قیامت' جنت اور دوزخ کا بیان

١٧٧٣ ۔ حديث اَبِى هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( اِنَّهُ لَيَاْتِى الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَاللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ )) وَقَالَ : اقْرَءُ وْا : ﴿ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴾ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ قیامت کے دین ایک بہت بھاری بھرکم موٹا تازہ شخص آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی قدر نہیں رکھے گا۔ اور فرمایا کہ پڑھو" قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن نہ کریں گے۔" [الکھف:١٠٥]

**لغوی توضیح** اَلرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ بڑا موٹا تازہ آدمی (دنیا میں وافر کھانے پینے کی وجہ سے)۔ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مچھر کے پر کے برابر (بھی وزن نہیں ہوگا، کیونکہ وہ ایمان اور عملِ صالح سے خالی ہوگا، یاد رہے کہ اس روز صرف ایمان اور عملِ صالح کا ہی وزن ہوگا گوشت اور چربی کا نہیں)۔

١٧٧٤ ۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : جَاءَ حِبْرٌ مِنَ الْاَحْبَارِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : يَا مُحَمَّدُ ! اِنَّا نَجِدُ اَنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمٰوَاتِ عَلَى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِيْنَ عَلَى اِصْبَعٍ ' وَالشَّجَرَ عَلَى اِصْبَعٍ ' وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى اِصْبَعٍ ' وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى اِصْبَعٍ ۔ فَيَقُوْلُ : اَنَا الْمَلِكُ ۔ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ ' حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ' تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ الْحِبْرِ ۔ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علمائے یہود میں سے ایک شخص رسول ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد! ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا' اسی طرح زمین کو ایک انگلی پر' درختوں کو ایک انگلی پر' پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر۔ پھر فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔ آپ ﷺ اس پر ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دانت مبارک دکھائی دینے لگے۔ آپ کا یہ ہنسنا اس یہودی عالم کی تصدیق میں تھا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی" اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیے تھی اور حال یہ ہے کہ ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ

---

١٧٧٣ ۔ البخاري في: 92 كتاب التفسير: 18 سورة الكهف: 6 باب اولئك الذين ...(4729) مسلم (2785)۔

١٧٧٤ ۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 39 سورة الزمر: 2 باب وما قدروا الله حق قدره (4811) مسلم (2786)۔

قَدْرِهِ ' وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ' وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهِ ' سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ ۔

میں لپٹے ہوں گے۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے بالکل پاک اور بلند تر ہے۔" [الزمر:٦٧]

**لغوی توضیح** حِبْرٌ یہود کا عالم، بڑے علم والا۔ الثَّرٰی ترمٹی۔

١٧٧٥ ۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ : (( یَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ ' وَیَطْوِی السَّمَاءَ بِیَمِیْنِهِ ' ثُمَّ یَقُوْلُ : اَنَا الْمَلِكُ ' اَیْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ ؟ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا کہ اب میں بادشاہ ہوں۔ آج زمین کے بادشاہ کہاں گئے؟ (جو اپنی بادشاہت پر نازاں تھے)۔"

١٧٧٦ ۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ' عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' اَنَّهُ قَالَ : (( اِنَّ اللّٰهَ یَقْبِضُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ الْاَرْضَ ' وَتَكُوْنُ السَّمٰوٰتُ بِیَمِیْنِهِ ' ثُمَّ یَقُوْلُ : اَنَا الْمَلِكُ )) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن زمین اللہ کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوگا پھر کہے گا کہ میں بادشاہ ہوں۔"

## (2) باب فی البعث والنشور وصفة الارض یوم القیامة

## قیامت کے دن حشر نشر اور زمین کی حالت کا بیان

١٧٧٧ ۔ حدیث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ : (( یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَلٰی اَرْضٍ بَیْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ نَقِیٍّ لَیْسَ فِیْهَا مَعْلَمٌ لِاَحَدٍ )) ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کا حشر سفید و سرخی آمیز زمین پر ہوگا جیسے میدہ کی روٹی صاف و سفید ہوتی ہے۔ اس زمین پر کسی (چیز) کا کوئی نشان نہ ہوگا۔

**لغوی توضیح** عَفْرَاءَ سفید سرخی مائل۔ قُرْصَة روٹی۔ نَقِیّ میدہ۔ مَعْلَم نشان (یعنی رہائش، عمارت اور پہاڑ وغیرہ کا کوئی نشان نہیں ہوگا، اس میں یہ اشارہ ہے کہ دنیوی زمین تبدیل کر دی جائے گی اور لوگوں کا حشر نئی زمین پر ہوگا)۔

## (3) باب نزل اهل الجنة

## اہل جنت کی ضیافت کا بیان

١٧٧٨ ۔ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِی رضی اللہ عنہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، قیامت

١٧٧٥ ۔ البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 44 باب یقبض الله الارض (4812) مسلم (2787) احمد (8872) ۔
١٧٧٦ ۔ البخاری فی: 97 كتاب التوحید: 19 باب قول الله تعالی "لما خلقت بیدی" (7413) مسلم (2788)۔
١٧٧٧ ۔ البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 44 باب یقبض الله الارض (6521) مسلم (2790) ابن حبان (7320) ۔
١٧٧٨ ۔ البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 44 باب یقبض الله الارض (6520) مسلم (2792) ۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( تَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ، كَمَا يَكْفَأُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ، نُزُلًا لِاَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَاَتٰى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَقَالَ: بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ! اَلَا اُخْبِرُكَ بِنُزُلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: تَكُوْنُ الْاَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً. كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْنَا، ثُمَّ ضَحِكَ، حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ. ثُمَّ قَالَ: اَلَا اُخْبِرُكَ بِاِدَامِهِمْ؟ قَالَ: اِدَامُهُمْ بَالَامٌ وَنُوْنٌ. قَالُوا: وَمَا هٰذَا؟ قَالَ: ثَوْرٌ وَنُوْنٌ، يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا.

کے دن ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی جسے اللہ تعالیٰ اہل جنت کی میز بانی کے لیے اپنے ہاتھ سے الٹے پلٹے گا جس طرح تم دستر خواں پر روٹی ہراتے پھراتے ہو۔ پھر ایک یہودی آیا اور بولا' ابوالقاسم تم پر رحمٰن برکت نازل کرے کیا میں تمہیں قیامت کے دن اہل جنت کی سب سے پہلی ضیافت کے بارے میں خبر نہ دوں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں' تو اس نے (بھی یہی) کہا کہ ساری زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور مسکرائے جس سے آپ کے آگے کے دانت دکھائی دینے لگے۔ پھر (اس نے) پوچھا کیا میں تمہیں اس کے سالن کے متعلق خبر نہ دوں؟ (پھر خود ہی) بولا کہ ان کا سالن بالام ونون ہوگا۔ صحابہ نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ بیل اور مچھلی جس کی کلیجی کے ساتھ زائد چربی کے حصے کو ستر ہزار آدمی کھائیں گے۔

**لغوی توضیح** خُبْزَةً روٹی۔ يَتَكَفَّؤُهَا اسے پلٹے گا۔ السَّفَر دستر خوان۔ نُزُلًا مہمان نوازی، میز بانی۔ اِدَام سالن۔ ثَوْرٌ بیل۔ نُوْنٌ مچھلی۔ زَائِدَة الگ چربی کا ٹکڑا جو کلیجی کے ساتھ جڑا ہوتا ہے۔ كَبِد کلیجی۔

١٧٧٩۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( لَوْ آمَنَ بِي عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ لَآمَنَ بِي الْيَهُوْدُ )).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اگر دس یہودی (احبار و علما) مجھ پر ایمان لے آتے تو تمام یہود مسلمان ہو جاتے۔

**فهم الحديث** نبی ﷺ نے جو یہود کے دس افراد کے ایمان لانے کا ذکر فرمایا، ان سے مراد یہود کے علماء ہیں جیسے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے دس کا ذکر غالباً اس لیے فرمایا کیونکہ اس وقت یہود کے علماء کی تعداد دس کے قریب ہی تھی اور اگر یہ دس علماء ایمان لے آتے تو ان کے اکثر و بیشتر متبعین بھی ان کی پیروی میں ایمان قبول کر لیتے۔

## (4) باب سؤال اليهود النبي ﷺ عن الروح وقوله تعالى ﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ﴾ الآية

## یہود کا روح کے متعلق نبی ﷺ سے سوال کرنا اور فرمان الٰہی يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ کی تفسیر

١٧٨٠۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں

١٧٧٩۔ البخاري في: 63 كتاب مناقب الانصار: 52 باب إتيان اليهود النبي ﷺ حين ...(3941) مسلم (2793)۔

١٧٨٠۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 47 باب قول الله تعالى "وما اوتيتم من العلم إلا قليلا" (125) مسلم (2794)۔

مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : بَيْنَا اَنَا اَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ' فِيْ خَرِبَ الْمَدِيْنَةِ ' وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيْبٍ مَعَهُ - فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُوْدِ - فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ : سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ ' وَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَا تَسْأَلُوْهُ ' لَا يَجِيْءُ فِيْهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُوْنَهُ - فَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَنَسْأَلَنَّهُ - فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ : يَا اَبَا الْقَاسِمِ ! مَا الرُّوْحُ ؟ فَسَكَتَ - فَقُلْتُ اِنَّهُ يُوْحَى اِلَيْهِ ' فَقُمْتُ فَلَمَّا انْجَلَى عَنْهُ ' فَقَالَ : ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ -

رسول ﷺ کے ساتھ مدینہ کے کھنڈرات میں چل رہا تھا اور آپ کھجور کی چھڑی پر سہارا دے کر چل رہے تھے کہ کچھ یہودیوں کا (ادھر سے) گزر ہوا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ آپ ﷺ سے روح کے بارے میں کچھ پوچھو ان میں سے کسی نے کہا مت پوچھو ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تمہیں ناگوار ہو (مگر) ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم ضرور پوچھیں گے پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا' ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی' میں نے (دل میں) کہا کہ آپ پر وحی آ رہی ہے۔ اس لیے میں کھڑا ہو گیا جب آپ ﷺ سے (وہ کیفیت) دور ہو گئی تو آپ نے (قرآن کی یہ آیت جو اس وقت نازل ہوئی تھی) تلاوت فرمائی۔ ''(اے نبی!) تم سے یہ لوگ روح کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ کہہ دو کہ روح میرے رب کا حکم ہے اور تمہیں علم کا بہت تھوڑا حصہ دیا گیا ہے (اس لیے تم روح کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے)۔'' [بنی اسرائیل:۸۵]

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ روح ایک ایسی لطیف چیز ہے جو کسی کو نظر نہیں آتی مگر وہی ہر جاندار کی قوت و حرکت کا ذریعہ ہے۔ اس کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

۱۷۸۱ - حديث خَبَّابٍ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ - وَكَانَ لِيْ عَلَى الْعَاصِ ابْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ - فَاَتَيْتُهُ اَتَقَاضَاهُ قَالَ لَا اُعْطِيْكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ - فَقُلْتُ : لَا اَكْفُرُ حَتَّى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ' ثُمَّ تُبْعَثَ - قَالَ : دَعْنِيْ حَتَّى اَمُوْتَ وَاُبْعَثَ ' فَسَاُوْتَى مَالًا وَوَلَدًا ' فَاَقْضِيْكَ ' فَنَزَلَتْ - ﴿اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جاہلیت کے زمانہ میں لوہار کا کام کیا کرتا تھا۔ عاص بن وائل (کافر) پر میرا کچھ قرض تھا۔ میں ایک دن اس سے تقاضا کرنے گیا۔ اس نے کہا کہ جب تک تو محمد (ﷺ) کا انکار نہیں کرے گا میں تیرا قرض نہیں دوں گا۔ میں نے جواب دیا کہ میں آپ کا انکار اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک اللہ تعالیٰ تیری جان نہ لے لے' پھر تو دوبارہ اٹھایا جائے۔ اس نے کہا کہ پھر مجھے بھی مہلت دے کہ میں مر جاؤں' پھر دوبارہ اٹھایا جاؤں اور مجھے مال اور اولاد ملے اس وقت میں بھی تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''کیا تم نے اس شخص کو دیکھا

۱۷۸۱ - البخاري في: 34 كتاب البيوع: 29 باب ذكر القين والحداد (2091) مسلم (2795) ترمذى (3162) -

عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا﴾ -

جس نے ہماری آیات کو نہ مانا اور کہا کہ (آخرت میں) مجھے مال اور دولت دی جائے گی' کیا اسے غیب کی خبر ہے؟ یا اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے کوئی اقرار لے لیا ہے؟'' [مریم:۷۷-۷۸]

**لغوی توضیح** قَيْنًا لوہار۔ الْعَاصِ ابْنِ وَائِل مشہور صحابی عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے والد جو حالت کفر میں ہی وفات پا گئے۔ اَتَقَاضَاهُ میں اس سے تقاضا کر رہا تھا۔ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ حتی کہ اللہ تجھے مار دے (تب تک میں انکار نہیں کروں گا یعنی میں کسی بھی حالت میں کبھی بھی محمد ﷺ کا انکار نہیں کروں گا)۔

## (5) باب فی قوله تعالى ﴿ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ﴾ الآية

## اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ کی تفسیر

۱۷۸۲ - حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ : قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ : اَللّٰهُمَّ ! اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ - فَنَزَلَتْ - ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ○ وَمَا لَهُمْ اَنْ لَا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ الآية۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو جہل (اور اس کے ساتھیوں) نے کہا تھا کہ اے اللہ! اگر یہ کلام تیری طرف سے واقعی حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا پھر کوئی اور ہی عذاب لے آ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی'' حالانکہ اللہ ایسا نہیں کرے گا کہ انہیں عذاب دے اس حال میں کہ آپ ان میں موجود ہوں اور نہ اللہ ان پر عذاب لائے گا اس حال میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔ ان لوگوں کو اللہ کیوں نہ عذاب کرے جن کا حال یہ ہے کہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں۔ اور یہ اس مسجد کے متولی ہونے کے لائق بھی نہیں ہیں اس کے حق دار تو صرف پرہیز گار لوگ ہیں' لیکن اکثر لوگ بے علم ہیں۔''

**فهم الحديث** مذکورہ بددعا کرنے کے بعد جب شام کا وقت ہوا تو ابو جہل اور اس کے رفقاء اپنی بددعا پر نادم ہوئے، تب انہوں نے اللہ سے معافی مانگ لی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تک محمد ﷺ تم میں ہیں تب تک عذاب نہیں آئے گا، یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ ہجرت کر گئے تو پھر ان پر عذاب نازل ہوا (جنگ بدر میں) اور وہ ہلاک کر دیے گئے۔

## (7) باب الدخان

## دھوئیں کا بیان

۱۷۸۳ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اِنَّمَا كَانَ هٰذَا، لِاَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ (قحط) اس لیے پڑا تھا کہ قریش جب رسول اللہ ﷺ کی دعوت قبول کرنے کی بجائے

۱۷۸۲ - البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 8 سورة الانفال: 4 باب وما کان الله لیعذبهم...(4648) مسلم (2796) -

۱۷۸۳ - البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 44 سورة الدخان: 2 باب یغشی الناس ...(1007) مسلم (2798) -

اسْتَعْصَوْا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِيْنَ كَسِنِي يُوْسُفَ ۔ فَاصَابَهُمْ قَحْطٌ وَجَهْدٌ حَتَّى اَكَلُوا الْعِظَامَ ۔ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ اِلَى السَّمَاءِ ، فَيَرَى مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِيْنٍ ○ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ۔

قَالَ : فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَقِيْلَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اسْتَسْقِ اللّٰهِ لِمُضَرَ ، فَاِنَّهَا قَدْ هَلَكَتْ ۔ قَالَ : (( لِمُضَرَ ! اِنَّكَ لَجَرِيءٌ )) فَاسْتَسْقَى ، فَسَقُوْا ، فَنَزَلَتْ ۔﴿ اِنَّكُمْ عَائِدُوْنَ﴾ ۔ فَلَمَّا اَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ ، عَادُوْا اِلَى حَالِهِمْ ، حِيْنَ اَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةَ ۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ۔ ﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ﴾ ۔ قَالَ : يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ ۔

شرک پر جمے رہے تو آپ نے ان کے لیے ایسے قحط کی بددعا کی جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ قحط کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ ہڈیاں تک کھانے لگے۔ لوگ آسمان کی طرف نظر اٹھاتے لیکن بھوک اور فاقہ سے دھویں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''تو آپ انتظار کریں اس روز کا جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہوگا جو لوگوں پر چھا جائے یہ ایک دردناک عذاب ہوگا۔'' [الدخان:۱۰،۱۱]

پھر ایک صاحب نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! قبیلہ مضر کے لیے بارش کی دعا کیجئے کہ وہ برباد ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا' مضر کے حق میں دعا کے لیے کہتے ہو' تم بڑے جری ہو۔ آخر آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور بارش ہوئی۔ اس پر آیت نازل ہوئی ''ہم عذاب کو کچھ دنوں دور کر دیں گے تو تم پھر اپنی اسی حالت پر آ جاؤ گے۔'' [الدخان:۱۵] (یعنی اگرچہ تم نے ایمان کا وعدہ کیا ہے لیکن تم کفر کی طرف پھر لوٹ جاؤ گے) چنانچہ پھر ان میں خوشحالی ہوئی تو شرک کی طرف لوٹ گئے (اور اپنے ایمان کے وعدے کو بھلا دیا) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''جس روز ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے (اس روز) ہم پورا بدلہ لے لیں گے۔'' [الدخان:۱۶]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت سے مراد بدر کی لڑائی ہے۔

**لغوی توضیح** سِنِيْنَ قحط۔ الْعِظَامَ جمع ہے عظم کی، معنی ہے ہڈیاں۔ الدُّخَان دھواں۔ الرَّفَاهِيَةَ خوشحالی۔

**فهم الحديث** ایک روایت میں ہے کہ جب (قیامت کی) تین نشانیاں ظاہر ہوں گی تو پھر کسی کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا: ① سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ ② دھویں کا نکلنا۔ ③ اور زمین کے جانور کا نکلنا۔[1] معلوم ہوا کہ دھویں کا ظاہر ہونا قیامت کی ایک نشانی ہے۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ دھواں قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے جو قیامت کے قریب ہی ظاہر ہوگی اور جس دھویں کا ذکر اس حدیث میں ہے وہ حقیقی نہیں بلکہ مجازی ہے یعنی قحط کی وجہ سے آسمان یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ دھوئیں کی لپیٹ میں ہے اور فی الحقیقت ایسا نہیں تھا بلکہ یہ لوگوں کا وہم تھا جبکہ قیامت کے قریب ایک حقیقی دھواں ظاہر ہوگا۔

---

① [مسلم (249) احمد (2/ 588) ترمذی (3072)]

## (8) باب انشقاق القمر

## معجزہ شق القمر کا بیان

١٧٨٤ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ: اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شِقَّتَيْنِ - فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اشْهَدُوْا)) -

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا تھا اور آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگو! اس پر گواہ رہنا۔

١٧٨٥ - حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً - فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ -

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے شقِ قمر کا معجزہ یعنی چاند کا پھٹ جانا ان کو دکھایا۔

١٧٨٦ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه اَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ -

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے زمانے میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کا ایک عظیم معجزہ شقِ قمر (چاند کا پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جانا) ہے۔ مگر کفار نے اسے جادو کہہ کر رد کر دیا۔ کچھ اہل علم نے اسے قیامت کی ایک نشانی قرار دیا ہے جو ظاہر ہو چکی ہے۔

## (9) باب لا احد اصبر على اذى من الله عزوجل

## اللہ تعالیٰ سے زیادہ ایذا پر صبر کرنے والا کوئی نہیں

١٧٨٧ - حديث اَبِي مُوْسَى رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ اَحَدٌ، اَوْ لَيْسَ شَيْءٌ اَصْبَرَ، عَلَى اَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللّٰهِ، اِنَّهُمْ لَيَدْعُوْنَ لَهُ وَلَدًا، وَاِنَّهُ لَيُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ)) -

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کوئی شخص بھی یا کوئی چیز بھی، اس تکلیف کو جو اسے کسی چیز کو سن کر ہوئی ہو، اللہ سے زیادہ برداشت کرنے والی نہیں ہے۔ لوگ اس کے لیے اولاد ٹھہراتے ہیں اور وہ انہیں تندرستی دیتا ہے بلکہ انہیں روزی بھی دیتا ہے۔

**فہم الحدیث** ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے لیے اولاد ثابت کرنا اسے گالی دینے کے مترادف ہے۔[1] لیکن پھر بھی اللہ کے صبر کی انتہا دیکھیے کہ (یہودی عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں مگر) اللہ پھر بھی انہیں سب کچھ دے رہا ہے۔

---

١٧٨٤ - البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 27 باب سؤال المشرکین ...(3636) مسلم (2800) ترمذی (3285) -

١٧٨٥ - البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 27 باب سؤال المشرکین ...(3637) مسلم (2802) ترمذی (3286) -

١٧٨٦ - البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 27 باب سؤال المشرکین ...(3638) مسلم (2803) -

١٧٨٧ - البخاری فی: 78 کتاب الادب: 71 باب الصبر علی الاذی (6099) مسلم (2804) ابن حبان (242) -

---

[1] [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (4323)]

## (10) باب طلب الکافر الفداء بملء الارض ذھبا

## کافر آرزو کرے گا کہ زمین برابر سونا ہوتا تو وہ اسے بھی عذاب سے بچنے کے لئے بطور فدیہ دے دیتا

۱۷۸۸۔ حدیث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ ' یَرْفَعُهُ (( اَنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا : لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ کُنْتَ تَفْتَدِی بِهٖ ؟ قَالَ : نَعَمْ ۔ قَالَ : لَقَدْ سَاَلْتُكَ مَا هُوَ اَهْوَنُ مِنْ هٰذَا ' وَاَنْتَ فِی صُلْبِ آدَمَ ' اَنْ لَا تُشْرِكَ بِی ' فَاَبَیْتَ اِلَّا الشِّرْكَ )) ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص سے پوچھے گا جسے دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب دیا گیا ہوگا' اگر دنیا میں تمہاری کوئی چیز ہوتی تو کیا تو اس عذاب سے نجات پانے کے لیے بدلے میں دے سکتا تھا؟ وہ شخص کہے گا جی ہاں اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تو آدم کی پیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے بھی معمولی چیز کا مطالبہ کیا تھا (روزِ ازل میں) کہ میرا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرانا' لیکن (جب تو دنیا میں آیا تو) اسی شرک کا عمل اختیار کیا۔

**فھم الحدیث:** ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اگر تمہارے پاس زمین برابر سونا ہوتا تو کیا فدیہ دیتے......[1]

## (11) باب یحشر الکافر علی وجھه

## قیامت کے دن کافر کو اوندھے منہ اٹھایا جائے گا

۱۷۸۹۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ ' اَنَّ رَجُلًا قَالَ : یَا نَبِیَّ اللّٰهِ ! یُحْشَرُ الْکَافِرُ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ؟ قَالَ : (( اَلَیْسَ الَّذِی اَمْشَاهُ عَلَی الرِّجْلَیْنِ فِی الدُّنْیَا ' قَادِرًا عَلٰی اَنْ یُمْشِیَهُ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ؟ )) قَالَ قَتَادَةُ (رَاوِی الْحَدِیثِ عَنْ اَنَسٍ ) : بَلٰی ! وَعِزَّةِ رَبِّنَا ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے پوچھا' اے اللہ کے نبی! کافر کو قیامت کے دن اس کے چہرے کے بل کس طرح چلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ جس نے اسے دنیا میں دو پاؤں پر چلایا ہے وہ اس پر قادر ہے کہ قیامت کے دن اس کو اس کے چہرے کے بل چلا دے۔ قتادہ رحمہ اللہ (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے) نے کہا۔ یقیناً ہمارے رب کی عزت کی قسم! یونہی ہوگا۔

**فھم الحدیث:** روزِ قیامت کافر کو چہرے کے بل چلانے کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ یہ اسے دنیا میں اللہ کے سامنے سجدہ ریز نہ ہونے کی سزا دی جائے گی کہ اسے اب اسی چہرے اور سر کے بل گھسیٹا جائے جسے وہ اللہ کے آگے جھکاتا نہیں تھا۔

## (14) باب مثل المؤمن کالزرع ومثل الکافر کشجر الارز

## مومن کی مثال پودے کی طرح اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے

۱۷۹۰۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن

۱۷۸۸۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 1 باب خلق آدم ...(3334) مسلم (2805) ابویعلی (2926) احمد (12291)۔
۱۷۸۹۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 25 سورۃ الفرقان: 1 باب الذین یحشرون...(4760) مسلم (2806) ۔
۱۷۹۰۔ البخاری فی: 75 کتاب المرضی: 1 باب ما جاء فی کفارۃ المرض (5643) مسلم (2810) احمد (15769)۔

[1] [مسلم (2805)]

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ ، مِنْ حَيْثُ اَتَتْهَا الرِّيْحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأَ بِالْبَلَاءِ ۔ وَالْفَاجِرُ كَالْاَرْزَةِ ، صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً ۔ حَتّٰى يَقْصِمَهَا اللّٰهُ اِذَا شَاءَ )) ۔

کی مثال پودے کی پہلی نکلی ہوئی اس شاخ جیسی ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے اسے جھکا دیتی ہے اور پھر وہ سیدھا ہو کر مصیبت برداشت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور فاجر و بدکار کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ سخت ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اسے اُکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔

**لغوی توضیح** اَلْخَامَة پودے کی نکلی ہوئی پہلی شاخ۔ کَفَأَتْهَا اسے (ہوا) جھکا دیتی ہے۔ اس سے مراد مومن کو پہنچنے والی آزمائشیں ہیں کہ جیسے ہوا کے ساتھ پودا کبھی اِدھر جھکتا ہے اور کبھی اُدھر، اسی طرح مومن بھی کبھی ایک آزمائش میں اور کبھی دوسری میں جس سے اس کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں۔ اَلْاَرْزَة صنوبر کا درخت۔ صَمَّاء سخت ترین۔ يَقْصِمَهَا اللّٰه اسے توڑ دیتا ہے، اُکھاڑ دیتا ہے۔ مراد ہے کافر و منافق سیدھے سلامت درخت کی طرح دنیوی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتا ہے، اسے ایک ہی بڑی پکڑ آتی ہے اور وہ ہے موت۔ اور اگر اسے دنیا میں بھی کوئی تکلیف پہنچے تو اسے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا یعنی یہ تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ نہیں بنتی۔

١٧٩١ ۔ حديث كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ : (( مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ ، تُفَيِّئُهَا الرِّيْحُ مَرَّةً ، وَتَعْدِلُهَا مَرَّةً ۔ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالْاَرْزَةِ ، لَا تَزَالُ ، حَتّٰى يَكُوْنَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً )) ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی مثال پودے کی سب سے پہلی نکلی ہوئی ہری شاخ جیسی ہے کہ ہوا اسے کبھی جھکا دیتی ہے اور کبھی برابر کر دیتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ وہ سیدھا کھڑا رہتا ہے اور آخر ایک جھونکے میں کبھی اُکھڑ ہی جاتا ہے۔

**لغوی توضیح** تُفَيِّئُهَا اسے جھکا دیتی ہے۔ تَعْدِلُهَا اسے برابر کر دیتی ہے۔ اِنْجِعَافُهَا اس کا اُکھڑنا۔

## (15) باب مثل المؤمن مثل النخلة

## مومن کی مثال کھجور کے درخت جیسی ہے۔

١٧٩٢ ۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا ۔ وَاِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ ۔ فَحَدِّثُوْنِي ، مَاهِيَ ؟ )) فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي ( قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ) : وَوَقَعَ فِي نَفْسِي اَنَّهَا النَّخْلَةُ ۔ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا : حَدِّثْنَا ، مَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا درختوں میں ایک درخت ایسا ہے کہ اس کے پتے نہیں جھڑتے اور مسلمان کی مثال اسی درخت کی سی ہے۔ بتلاؤ وہ کون سا درخت ہے؟ یہ سن کر لوگوں کا خیال جنگل کے درختوں کی طرف دوڑا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ مگر میں اپنے (لڑکپن کی) شرم سے نہ بولا۔ آخر صحابہ نے آپ ﷺ ہی سے

---

١٧٩١ ۔ البخاري في: 75 كتاب المرضى: 1 باب ما جاء في كفارة المرض ۔

١٧٩٢ ۔ البخاري في: 3 كتاب العلم: 4 باب قول المحدث: حدثنا او اخبرنا وانبانا (61) مسلم (2811) ابن حبان (243)۔

هِيَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : (( هِيَ النَّخْلَةُ )) ۔ پوچھا کہ وہ کون سا درخت ہے؟ آپ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔

**فهم الحديث** علماء فرماتے ہیں کہ مومن کی مثال کھجور کے درخت سے اس لیے دی کیونکہ کھجور کے درخت کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اس کا سایہ، پھل، ٹہنیاں، پتے، تنا، الغرض ہر چیز نفع مند ہے۔ اسی طرح مومن بھی سارے کا سارا خیر و بھلائی کا ہی مرکز ہے کیونکہ وہ ہمہ وقت حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں مصروف رہتا ہے۔

## (17) باب لن يدخل احد الجنة بعمله بل برحمة الله تعالى

## کوئی شخص اپنے اعمال کے بل بوتے پر جنت میں داخل نہیں ہوگا بلکہ اللہ کی رحمت سے جائے گا

١٧٩٣ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( لَنْ يُنَجِّي اَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ )) قَالُوا : وَلَا اَنْتَ ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : (( وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ۔ سَدِّدُوْا )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا۔ صحابہ نے عرض کی، اور آپ کو بھی نہیں یا رسول اللہ! فرمایا اور مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔ پس تم کو چاہیے کہ درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔

**لغوی توضیح** يَتَغَمَّدَنِي مجھے ڈھانپ لے۔ سَدِّدُوْا درست عمل کرو (یعنی اخلاص کے ساتھ کتاب و سنت کی اتباع کرو)۔ یاد رہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عمل کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ عمل ہی تو رحمتِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یعنی عمل سے ہی وہ رحمتِ باری تعالیٰ حاصل ہوگی جس کی وجہ سے انسان جنت میں داخل ہوگا، یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ سب سے زیادہ عمل کی کوشش کیا کرتے تھے، جیسا کہ آئندہ عنوان کے تحت حدیث اس کا واضح ثبوت ہے۔

١٧٩٤ - حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا، فَاِنَّهُ لَا يُدْخِلُ اَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ )) ۔ قَالُوا : وَلَا اَنْتَ ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ : (( وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ )) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا دیکھو جو نیک کام کرو ٹھیک طور سے کرو اور حد سے نہ بڑھ جاؤ بلکہ اس کے قریب رہو (میانہ روی اختیار کرو) اور خوش رہو اور یاد رکھو کہ کوئی بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا اور آپ بھی نہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا میں بھی نہیں سوائے اس کے کہ اللہ اپنی مغفرت و رحمت کے سایہ میں مجھے ڈھانک لے۔

## (18) باب اكثار الاعمال والاجتهاد فى العبادة

## بہت زیادہ عمل کرنے اور عبادت میں کوشش کرنے کا بیان

١٧٩٥ - حديث الْمُغِيْرَةِ رضي الله عنه، قَالَ : اِنْ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اتنی دیر تک

١٧٩٣ - البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 18 باب القصد والمداومة على العمل (5673) مسلم (2816) ۔
١٧٩٤ - البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 18 باب القصد والمداومة على العمل ۔
١٧٩٥ - البخاري في: 19 كتاب التهجد: 6 باب قيام النبي ﷺ حتى ترم قدماه (1130) مسلم (2819) ۔

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيَقُوْمُ لِيُصَلِّيَ حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ اَوْ سَاقَاهُ فَيُقَالُ لَهُ ـ فَيَقُوْلُ : ((اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا؟)) ـ

کھڑے ہوکر نماز پڑھتے رہتے کہ آپ کے قدم یا (یہ کہا کہ) پنڈلیوں پر ورم آ جاتا۔ جب آپ سے اس کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا تو آپ فرماتے کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟۔

**لغوی توضیح** تَرِمَ ورم آ جاتا، سوجھ جاتیں۔ سَاقَاهُ آپ کی پنڈلیاں۔ صحابہ آپ ﷺ سے عرض کرتے کہ آپ کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں پھر آپ اتنی عبادت کیوں کرتے ہیں تب آپ فرماتے، تو کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ معلوم ہوا کہ خود کو تکلیف میں مبتلا کر کے بھی عبادت کی جا سکتی ہے بشرطیکہ عبادت میں دل لگا رہے اور نبی ﷺ کی تو آنکھ کی ٹھنڈک ہی نماز تھی۔[1]

## (19) باب الاقتصاد في الموعظة

## وعظ میں اعتدال سے کام لینے کا بیان

١٧٩٦ ـ حديث عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه ـ كَانَ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ! لَوَدِدْتُ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ ـ قَالَ : اَمَا اِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذٰلِكَ اَنِّي اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّي اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ ، كَمَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا ، مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا ـ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ سنایا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا اے ابو عبد الرحمان! میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں ہر روز وعظ سنایا کریں۔ انہوں نے فرمایا، سنو! مجھے اس امر سے کوئی چیز مانع ہے تو یہ کہ میں یہ بات پسند نہیں کرتا کہ کہیں تم تنگ نہ ہو جاؤ اور میں وعظ میں تمہاری فرصت کے اوقات تلاش کیا کرتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اس خیال سے کہ ہم کبیدہ خاطر نہ ہو جائیں، وعظ کے لیے ہمارے اوقاتِ فرصت کا خیال رکھتے تھے۔

**لغوی توضیح** خَمِيْس جمعرات۔ اُمِلَّكُمْ میں تمہیں اُکتاہٹ میں ڈال دوں۔ اَتَخَوَّلُكُمْ میں تمہارا خیال رکھتا ہوں۔ السَّآمَةَ اُکتاہٹ۔ معلوم ہوا کہ وعظ و نصیحت کے لیے سامعین کا ہر طرح کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ انہیں اُکتاہٹ نہ ہو۔

# [51] كتاب الجنة وصفة نعيمها واهلها

## جنت، اس کی نعمتیں اور اہل جنت کے اوصاف

١٧٩٧ ـ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( حُجِبَتِ النَّارُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخ خواہشاتِ نفسانی سے ڈھک دی گئی ہے اور جنت مشکلات اور

١٧٩٦ ـ البخاري في: 3 كتاب العلم: 12 باب من جعل لاهل العلم اياما معلومة (68) مسلم (2821) ترمذی (2855)۔

[1] [صحيح : السلسلة الصحيحة (1809)]

بِالشَّهَوَاتِ' وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ))۔ دشواریوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔

لغوی توضیح حُجِبَت ڈھانپ دی گئی۔ الشَّهَوَات خواہشات نفس۔ الْمَكَارِه جمع ہے مکروہ کی معنی ہے ناپسندیدہ اشیاء۔ مراد یہ ہے کہ جہنم میں لے جانے والے اعمال وہ ہیں جن کی انسان خواہش رکھتا ہے اور اسے مرغوب ہیں جیسے زنا اور دیگر فواحش وغیرہ کا ارتکاب اور جنت میں لے جانے والے اعمال وہ ہیں جو انسان پر گراں گزرتے ہیں جیسے نماز، زکوۃ اور دیگر اعمال صالحہ۔ بالفاظ دیگر جنت چاہیے تو دنیا میں مشکل کام کرنے ہوں گے اور جس نے اپنی مرضی کی وہ جہنم میں جائے گا۔

١٧٩٨ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَالَ اللّٰهُ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔ فَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ۔ ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ﴾۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں' جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا' نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی خیال ہی گذرا ہے۔ اگر جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو' پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کیا چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔'' [السجدہ:١٧]

لغوی توضیح وَلَا خَطَرَ اور نہ ہی خیال پیدا ہوا۔ مَا أُخْفِيَ جو چھپایا گیا ہے۔ قُرَّةِ أَعْيُنٍ آنکھوں کی ٹھنڈک۔ مراد وہ نعمتیں ہیں جو جنت میں داخلے کے بعد حاصل ہوں گی اور ان سے جنتی کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔

## (1) باب ان فی الجنة شجرة یسیر الراكب فی ظلها مائة عام لا یقطعها

## جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ کوئی سوار سو سال تک چلتا رہے تب بھی اس کا سایہ ختم نہ ہو

١٧٩٩ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک درخت طویل ہوگا (اتنا بڑا کہ) سوار اس کے سایہ میں سو سال تک چلے گا اور پھر بھی اس کا سایہ ختم نہ ہوگا۔

١٨٠٠ - حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ: ((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا))۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں سوار سو سال تک چلنے کے بعد بھی اسے طے نہیں کر سکے گا۔

---

١٧٩٧ - البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 28 باب حجبت النار بالشهوات ، مسلم (2823) ابن حبان (719)۔

١٧٩٨ - البخاری فی: 59 كتاب بدء الخلق: 8 باب ما جاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة (3244) مسلم (2824)۔

١٧٩٩ - البخاری فی: 65 كتاب التفسير: 56 سورة الواقعة: 1 باب قوله "وظل ممدود" (4881) مسلم (2826)۔

١٨٠٠ - البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6552) مسلم (2827)۔

۱۸۰۱ - حديث أَبِي سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: (( إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيعَ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا )).

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جنت میں ایک درخت ہوگا جس کے سایہ میں عمدہ اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار شخص سو سال تک چلتا رہے گا اور پھر بھی اسے طے نہ کر سکے گا۔

**لغوی توضیح** الْجَوَادَ تیز گھوڑا۔ الْمُضَمَّرَ جسے تضمیر کیا گیا ہو۔ اور تضمیر گھوڑے کو پہلے خوب کھلا پلا کر موٹا کرنے پھر اس کی خوراک میں کمی کر کے اس کے جسم کو مضبوط کرنے اور اسے دوڑ کے لیے تیار کرنے کے عمل کو کہتے ہیں۔

## (2) باب احلال الرضوان على اهل الجنة فلا يسخط عليهم ابدا

## اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کی رضا کا نزول کہ وہ اب کبھی ان سے ناراض نہ ہوگا

۱۸۰۲ - حديث أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! يَقُوْلُوْنَ: لَبَّيْكَ، رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ! فَيَقُوْلُ: هَلْ رَضِيتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى؟ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ - فَيَقُوْلُ: أَنَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ - قَالُوا: يَا رَبِّ! وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ؟ فَيَقُوْلُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي، فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا )).

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا کہ اے جنت والو! جنتی جواب دیں گے ہم حاضر ہیں اے ہمارے پروردگار! تیری سعادت حاصل کرنے کے لیے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا اب تم لوگ خوش ہوئے؟ وہ کہیں گے اب بھی بھلا ہم راضی نہ ہوں گے کیونکہ اب تو تو نے ہمیں وہ سب کچھ دے دیا جو اپنی مخلوق کے کسی آدمی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تمہیں اس سے بھی بہتر چیز دوں گا۔ جنتی کہیں گے اے رب! اس سے بہتر اور کیا چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب میں تمہارے لیے اپنی رضامندی کو ہمیشہ کے لئے دائمی کر دوں گا یعنی اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ جو جنت میں داخل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے کبھی ناراض نہیں ہوں گے۔

## (13) باب ترائى اهل الجنة اهل الغرف كما يرى الكوكب فى السماء

## اہل جنت کا اپنے بالاخانوں سے ایک دوسرے کو آسمان کے ستاروں کی طرح دیکھنے کا بیان

۱۸۰۳ - حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جنت

---

۱۸۰۱ - البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6549) مسلم (2829)۔

۱۸۰۲ - البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6549) مسلم (2829)۔

۱۸۰۳ - البخاری فی: 81 کتاب الرقاق 51 باب صفة الجنة والنار (3256) مسلم (2831) ابن حبان (7393)۔

النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : (( اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَ وْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ ' كَمَا تَتَرَائَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَاءِ )) قَالَ : فَحَدَّثْتُ النُّعْمَانَ بْنَ اَبِي عَيَّاشٍ فَقَالَ : اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ اَبَاسَعِيْدٍ يُحَدِّثُ وَيَزِيْدُ فِيْهِ ((كَمَاتَرَاءَ وْنَ الْكَوْكَبَ الْغَارِبَ فِي الْاُفُقِ الشَّرْقِيِّ وَالْغَرْبِيِّ )) ۔

والے (اپنے اوپر کے درجوں کے ) بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں ستاروں کو دیکھتے ہو۔ راوی (عبدالعزیز) نے بیان کیا کہ پھر میں نے یہ حدیث نعمان بن ابی عیاش سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث بیان کرتے سنا اور اس میں وہ اس لفظ کا اضافہ کرتے تھے کہ جیسے مشرقی اور مغربی کناروں میں ڈوبتے ستاروں کو دیکھتے ہو۔

**لغوی توضیح** لَيَتَرَاءَ وْنَ تکلف وکوشش سے دیکھنا۔ الْغُرَفَ جمع ہے غُرْفَة کی، معنی ہے بالا خانے۔ الْاُفُق آسمان کا وہ کنارہ جو دیکھنے والے کو زمین سے ملا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اہل جنت کے ٹھکانے ان کے درجات کی طرح مختلف ہوں گے حتی کہ بلند درجوں والوں کے ٹھکانے ادنیٰ درجوں والوں کو ستاروں کی مانند (دور اور چھوٹے) نظر آئیں گے۔

١٨٠٤ ۔ حدیث اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَائَوْنَ اَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَائَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ ' لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ )) قَالُوا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! تِلْكَ مَنَازِلُ الْاَنْبِيَاءِ ' لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ ۔ قَالَ : (( بَلَى ' وَالَّذِيْ نَفْسِي بِيَدِهِ ! رِجَالٌ آمَنُوا بِاللّٰهِ ' وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِيْنَ )) ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' جنتی لوگ اپنے سے بلند بالا خانوں والوں کو اوپر اسی طرح دیکھیں گے جیسے چمکتے ستارے کو جو صبح کے وقت رہ گیا ہو۔ (جیسے لوگ) آسمان کے کنارے پورب یا پچھم (مشرق یا مغرب) میں دیکھتے ہیں۔ ان میں ایک دوسرے سے افضل ہوگا۔ لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ! یہ تو انبیا کے محل ہوں گے جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہ پا سکے گا۔ آپ نے فرمایا نہیں' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ ان لوگوں کے لئے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور جنہوں نے انبیا کی تصدیق کی۔

## (6) باب اول زمرة تدخل الجنة على صورة القمر ليلة البدر وصفاتهم وازواجهم

## اہل جنت کا پہلا گروہ جو چودھویں کے چاند کی طرح ہوگا' ان کے اوصاف اور ان کی بیویوں کا ذکر

١٨٠٥ ۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اِنَّ اَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ عَلَى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سب سے پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا۔ ان کی صورتیں ایسی روشن ہوں گی جیسے چودھویں کا چاند روشن ہوتا ہے پھر جو لوگ اس کے بعد

١٨٠٤ ۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 8 باب ما جاء في صفة الجنة وانها مخلوقة۔

١٨٠٥ ۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 1 باب خلق آدم ...(3327) مسلم (2834) ابن ماجه (4333) ۔

الْبَدْرِ ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ، عَلَى اَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ اِضَاءَةً لَا يَبُوْلُوْنَ ، وَلَا يَتَغَوَّطُوْنَ ، وَلَا يَتْفِلُوْنَ ، وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ . اَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ ، وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ ، وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ الْاَنْجُوْجُ عُوْدُ الطِّيْبِ ، وَاَزْوَاجُهُمُ الْحُوْرُ الْعِيْنُ ، عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ ، عَلَى صُوْرَةِ اَبِيْهِمْ آدَمَ ، سِتُّوْنَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ )) .

داخل ہوں گے وہ آسمان کے سب سے زیادہ روشن ستاروں کی طرح چمکتے ہوں گے ۔ نہ تو ان لوگوں کو پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ پاخانے کی ' نہ وہ تھوکیں گے نہ ناک سے آلائش نکالیں گے ' ان کے کنگھے سونے کے ہوں گے ۔ اور ان کا پسینہ مشک کی طرح ہوگا ' ان کی انگیٹھیوں میں خوشبودار عود جلتا ہوگا ۔ یہ نہایت پاکیزہ خوشبودار عود ہو گا ۔ ان کی بیویاں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی ۔ سب کی صورتیں ایک ہوں گی یعنی اپنے والد آدم علیہ السلام کے قد و قامت پر ساٹھ ساٹھ ہاتھ اونچے ہوں گے ۔

**لغوی توضیح** زُمْرَة گروہ ۔ دُرِّی سب سے زیادہ روشن ستارہ ۔ لَا يَتَغَوَّطُوْنَ وہ پاخانہ نہیں کریں گے ۔ لَا يَتْفِلُوْنَ وہ تھوکیں گے نہیں ۔ لَا يَمْتَخِطُوْنَ ناک سے آلائش نہیں نکالیں گے ۔ اَمْشَاطُهُمُ ان کی کنگھیاں ۔ رَشْحُهُمُ ان کا پسینہ ۔ مَجَامِرُهُمُ ان کی انگیٹھیاں ۔ الْاَلُوَّةُ عود ہندی جس سے خوشبو حاصل کی جاتی ہے ۔ الْاَنْجُوْجُ اس کا بھی یہی مفہوم ہے ۔

## (9) باب صفة خيام الجنة وما للمؤمنين فيها من الاهلين

## جنت کے خیموں اور ان میں موجود اہل ایمان کی بیویوں کے اوصاف

١٨٠٦ - حَدِيْثُ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : (( الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ مُجَوَّفَةٌ ، طُوْلُهَا فِي السَّمَاءِ ثَلَاثُوْنَ مِيْلًا فِيْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا لِلْمُؤْمِنِ اَهْلٌ ، لَا يَرَاهُمُ الْاٰخَرُوْنَ )) .

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا (جنتیوں) کا خیمہ (کیا ہے) ایک موتی ہے خول دار جس کی بلندی اوپر کو تیس میل تک ہے ۔ اس کے ہر کنارے پر مومن کی ایک بیوی ہو گی جسے دوسرے نہ دیکھ سکیں گے ۔

**لغوی توضیح** دُرَّةٌ موتی ۔ مُجَوَّفَةٌ خالی الجوف یعنی جو اندر سے خالی ہو ۔ زَاوِيَة کنارہ ۔

## (11) باب يدخل الجنة اقوام افئدتهم مثل افئدة الطير

## کچھ لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان کے دل پرندے کے دل کی مانند ہوں گے

١٨٠٧ - حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ ، وَطُوْلُهُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ، اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو ساٹھ ہاتھ لمبا بنایا ۔ پھر فرمایا کہ جاؤ

١٨٠٦ - البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 8 باب ما جاء في صفة الجنة وانها مخلوقة (3243) مسلم (2838) .

١٨٠٧ - البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 1 باب خلق آدم ... (3326) مسلم (2841) ابن حبان (6162) .

سِتُّونَ ذِرَاعًا، ثُمَّ قَالَ : اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَٰئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ : السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ۔ فَقَالُوا : السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ۔ فَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الآنَ )) ۔

اوران ملائکہ کو سلام کرو' دیکھنا کن لفظوں میں وہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں کیونکہ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا طریقہ سلام ہو گا۔ آدم علیہ السلام (گئے اور) کہا السلام علیکم فرشتوں نے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ انہوں نے ورحمۃ اللہ کا جملہ بڑھا دیا۔ پس جو کوئی بھی جنت میں داخل ہوگا۔ وہ آدم علیہ السلام کی شکل اور قامت پر داخل ہو گا۔ آدم علیہ السلام کے بعد انسانوں میں اب تک قد چھوٹے ہوتے رہے۔

**فهم الحديث** ایک دوسری روایت میں ہے کہ جنت میں داخل ہونے والوں کے دل پرندوں کی مانند ہوں گے۔[1] یعنی جیسے پرندوں کے دل مکروفریب سے پاک ہوتے ہیں اسی طرح ان کے دل بھی مکروفریب سے پاک ہوں گے۔

## (12) باب في شدة حر نار جهنم وبعد قعرها وما تاخذ من المعذبين

## آتش دوزخ کی شدت اور جہنم کی گہرائی کا بیان

۱۸۰۸ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ )) قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً ۔ قَالَ : (( فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا، كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' (دنیا کی) آگ جہنم کی آگ کے مقابلے میں (اپنی گرمی اور ہلاکت خیزی میں) سترواں حصہ ہے۔ کسی نے پوچھا یارسول اللہ! (عذاب کے لئے تو) یہ ہماری دنیا کی آگ بھی بہت تھی! آپ نے فرمایا کہ دنیا کی آگ کے مقابلے میں جہنم کی آگ انہتر (۶۹) گنا بڑھ کر ہے۔

## (13) باب النار يدخلها الجبارون والجنة يدخلها الضعفاء

## ظالم اور جابر لوگ آگ میں جائیں گے اور کمزور لوگ جنت میں جائیں گے

۱۸۰۹ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ : فَقَالَتِ النَّارُ : أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ : مَالِي مَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جنت اور دوزخ نے بحث کی۔ دوزخ نے کہا میں متکبروں اور ظالموں کے لئے خاص کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا مجھے کیا ہوا کہ میرے اندر صرف کمزور اور کم رتبہ والے لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر

۱۸۰۸ ۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 10 باب صفة النار وانها مخلوقة ، مسلم (2843) احمد (8132) ۔

۱۸۰۹ ۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 50 سورة ق: 1 باب قوله وتقول هل من مزيد (4849) مسلم (2846) ۔

[1] [مسلم (2840)]

يَدْخُلُنِي اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ ! قَالَ اللّٰـه تَبَارَكَ وَتَعَالَى ' لِلْجَنَّةِ اَنْتِ رَحْمَتِي ۔ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِي ۔ وَقَالَ لِلنَّارِ : اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابٌ ۔ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِي ۔ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مِلْؤُهَا ۔ فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِيءُ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ ۔ فَتَقُوْلُ قَطِ قَطِ قَطِ ۔ فَهُنَالِكَ تَمْلَتِيءُ وَيُزْوَى بَعْضُهَا اِلَى بَعْضٍ ۔ وَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ' مِنْ خَلْقِهِ اَحَدًا ۔ وَاَمَّا الْجَنَّةُ ' وَاِنَّ اللّٰهَ ' عَزَّوَجَلَّ ' يُنْشِيءُ لَهَاخَلْقًا )) ۔

جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے' تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جس پر چاہوں رحم کروں ۔اوردوزخ سے کہا تو عذاب ہے تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جسے چاہوں عذاب دوں ۔ جنت اور دوزخ دونوں بھریں گے ۔دوزخ تو اس وقت تک نہیں بھرے گی جب تک اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس پر نہیں رکھ دے گا ۔اس وقت وہ بولے گی کہ بس ۔بس ۔بس !اوراس وقت بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض دوسرے حصے پر چڑھ جائے گا اوراللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا۔

**لغوی توضیح** تَحَاجَّت جھگڑا کیا۔اہل علم کا کہنا ہے کہ اسے ظاہر پر ہی محمول کیا جائے گا کہ جنت اور جہنم کا باہم جھگڑا ہو گا اوراللہ تعالیٰ اپنی کسی بھی مخلوق میں بولنے اور سننے کی طاقت پیدا کرنے پر قادر ہے۔ اُوثِرْتُ مجھے ترجیح ,فضیلت دی گئی ہے۔ سَقَطُهُمْ جمع ہے ساقط کی ،مراد ہیں کمزور وحقیر لوگ۔ حَتَّى يَضَعَ رِجْلَهُ حتی کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم مبارک (جہنم میں ) رکھیں گے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا قدم بھی ہے، ہمارا اس پر ایمان ہونا چاہیے لیکن اس کی کیا کیفیت ہے اس بارے میں چونکہ شریعت خاموش ہے اس لیے ہمیں بھی خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔قَطِ قَطِ بس بس۔

۱۸۱۰ ۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ ' قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ ' حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهُ ۔ فَتَقُوْلُ قَطِ قَطِ وَعِزَّتِكَ ۔ وَيُزْوَى بَعْضُهَا اِلَى بَعْضٍ )) ۔

حضرت انس بن مالک ؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جہنم برابر یہی کہتی رہے گی کہ کیا کچھ اور ہے کیا کچھ اور ہے؟ آخر اللہ تبارک وتعالیٰ قدم اس میں رکھ دے گا وہ کہہ اٹھے گی بس بس میں بھر گئی' تیری عزت کی قسم !اوراس کا بعض حصہ بعض کو کھانے لگے گا۔

**لغوی توضیح** يُزْوَى سکڑ جائے گا،مل جائے گا(اس کا بعض حصہ بعض کے ساتھ )۔

۱۸۱۱ ۔ حدیث اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( يُؤْتَى

حضرت ابوسعید خدری ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت کے دن موت ایک چت کبرے مینڈھے کی شکل میں لائی

۱۸۱۰ ۔ البخاری فی: 83 کتاب الایمان والنذور: 12 باب الحلف بعزة الله وصفاته وکلماته (4848) مسلم (2848)۔

۱۸۱۱ ۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 19 سورة مریم: 1 باب قوله وانذرهم یوم الحسرة (4730) مسلم (2849) ۔

بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ اَمْلَحَ ' فَيُنَادِي مُنَادٍ ' يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ ! فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ ـ فَيَقُوْلُ : هَلْ تَعْرِفُوْنَ هَذَا ؟ فَيَقُوْلُوْنَ ـ نَعَمْ ـ هَذَا الْمَوْتُ ـ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ ـ ثُمَّ يُنَادِيْ : يَا اَهْلَ النَّارِ ! فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ ـ فَيَقُوْلُ : هَلْ تَعْرِفُوْنَ هَذَا ؟ فَيَقُوْلُوْنَ ـ نَعَمْ ـ هَذَا الْمَوْتُ ـ وَكُلُّهُمْ قَدْ رَآهُ ـ فَيُذْبَحُ ـ ثُمَّ يَقُوْلُ : يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ ! خُلُوْدٌ ' فَلَا مَوْتَ ـ وَيَا اَهْلَ النَّارِ ! خُلُوْدٌ ' فَلَا مَوْتَ ـ ثُمَّ قَرَاَ ﴿ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ (وَهَؤُلَاءِ فِي غَفْلَةٍ اَهْلُ الدُّنْيَا) وَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴾))۔

جائے گی۔ ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے' آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا۔ تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں' یہ موت ہے۔ اوران میں سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہوگا۔ پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا جنتیوں سے کہے گا اب تمہارے لئے ہمیشگی ہے' موت تم پر کبھی نہ آئے گی۔ اور اے جہنم والو' تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے' تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ''اور انہیں حسرت کے دن سے ڈرا دو جب کہ اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (یعنی دنیا دار لوگ) اور ایمان نہیں لاتے۔'' [مریم:۳۹]

**لغوی توضیح** اَمْلَحَ چتکبرا۔ فَيَشْرَئِبُّوْنَ دیکھنے کے لیے گردنیں اٹھائیں گے۔ يَوْمَ الْحَسْرَةِ حسرت کا دن۔ یعنی قیامت کا دن، اس دن کا نام یہ اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ اس روز ہر شخص حسرت کرے گا، نیک کی حسرت ہوگی کہ وہ مزید نیکیاں کرتا اور زیادہ اجر پاتا۔ بد کی حسرت ہوگی کہ وہ اللہ سے معافی مانگ لیتا اور کچھ نیکیاں کرلاتا۔

۱۸۱۲۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (( اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ ' وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ ' جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ـ ثُمَّ يُذْبَحُ ـ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ : يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ ! لَا مَوْتَ ' وَيَا اَهْلَ النَّارِ ! لَا مَوْتَ ـ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلَى فَرَحِهِمْ ' وَيَزْدَادُ اَهْلُ النَّارِ حُزْنًا اِلَى حُزْنِهِمْ )) ـ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور اہل دوزخ دوزخ میں چلے جائیں گے تو موت کو لایا جائے گا اور اسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمہیں اب موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو! تمہیں بھی اب موت نہیں آئے گی اس بات سے جنتی اور زیادہ خوش ہو جائیں گے اور جہنمی اور زیادہ غمگین ہو جائیں گے۔

۱۸۱۲۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6544) مسلم (2850) ابن حبان (7474)۔

١٨١٣- حديث أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: ((ما بين منكبي الكافر مسيرة ثلاثة أيام للراكب المسرع))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کافر کے دونوں شانوں کے درمیان تیز چلنے والے سوار کے لئے تین دن کی مسافت کا فاصلہ ہوگا (کیونکہ اس کا جسم بہت بڑا کر دیا جائے گے)۔

١٨١٤- حديث حارثة بن وهب الخزاعي رضي الله عنه قال: سمعت النبي ﷺ يقول: ((ألا أخبركم بأهل الجنة؟ كل ضعيف متضعف، لو أقسم على الله لأبره، ألا أخبركم بأهل النار؟ كل عتل جواظ مستكبر))۔

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ میں تمہیں بہشتی آدمی کے متعلق نہ بتادوں، وہ دیکھنے میں کمزور و ناتواں ہوتا ہے (لیکن اللہ کے یہاں اس کا مرتبہ یہ ہے کہ) اگر کسی بات پر اللہ کی قسم کھالے تو اللہ اسے ضروری پوری کر دیتا ہے اور کیا میں تمہیں دوزخ والوں کے متعلق نہ بتادوں۔ ہر بدخو بھاری جسم والا اور تکبر کرنے والا۔

**لغوی توضیح** مُتَضَعِّف متواضع و منکسر، جسے حقیر تصور کیا جاتا ہے۔ لَأَبَرَّهُ تو اللہ اسے ضرور پورا کرتا ہے۔ یعنی وہ اس قدر حقیر ہونے کے باوجود اس قدر مخلص اور نیک ہے کہ اگر وہ اللہ پر قسم ڈال دے تو اللہ بھی اس کے اکرام میں اس کی قسم پوری کر دے۔ عُتُلّ سخت مزاج، بدخو۔ جَوَّاظ بہت کھانے والا، تکبر سے چلنے والا۔

١٨١٥- حديث عبد الله بن زمعة رضي الله عنه، أنه سمع النبي ﷺ يخطب، وذكر الناقة والذي عقر - فقال رسول الله ﷺ: ((﴿إذ انبعث أشقاها﴾ انبعث لها رجل عزيز عارم منيع في رهطه، مثل أبي زمعة)) وذكر النساء فقال: ((يعمد أحدكم، يجلد امرأته جلد العبد، فلعله يضاجعها من آخر يومه)) ثم وعظهم في ضحكهم من الضرطة، وقال ((لم يضحك أحدكم مما يفعل؟))۔

حضرت عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے اپنے ایک خطبہ میں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا ذکر فرمایا اور اس شخص کا بھی ذکر فرمایا جس نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا واذانبعث اشقھا [الشمس:١٢] یعنی اس اونٹنی کو مار ڈالنے کے لئے ایک مفسد بدبخت (قدار نامی) جو اپنی قوم میں ابوزمعہ کی طرح غالب اور طاقتور تھا، اٹھا۔ آپ ﷺ نے عورتوں کے حقوق کا بھی ذکر فرمایا کہ تم میں بعض اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارتے ہیں، حالانکہ اسی دن کے ختم ہونے پر وہ اس سے ہم بستری بھی کرتے ہیں۔ پھر آپ نے انہیں ریاح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ ایک کام جو تم میں ہر شخص کرتا ہے اسی پر تم دوسروں پر کس طرح ہنستے ہو۔

١٨١٣- البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 51 باب صفة الجنة والنار (6551) مسلم (2852)۔

١٨١٤- البخاري في: 65 كتاب التفسير: 68 سورة ن والقلم: 1 باب عتل بعد ذلك زنيم (4918) مسلم (2853)۔

١٨١٥- البخاري في: 65 كتاب التفسير: 91 سورة والشمس: 1 باب حدثنا موسى (3377) مسلم (2855)۔

**لغوی توضیح:** ذَكَرَ النَّاقَةَ اونٹنی کا ذکر کیا۔ یعنی صالح علیہ السلام کی اونٹنی جو قوم کے مطالبے پر اللہ تعالیٰ نے بطورِ معجزہ انہیں ایک چٹان سے نکال کر دکھائی تھی، لیکن انہوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔ اِنْبَعَثَ اٹھا۔ عَزِيزٌ غالب، بے مثل۔ عَارِمٌ سخت ارادے والا۔ مَنِيعٌ طاقتور۔ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا پھر شاید وہ اس سے ہم بستر بھی ہو۔ مقصد یہ ہے کہ پہلے مارنا اور پھر اسی سے ہم بستری کرنا بعید از عقل ہے کیونکہ ہم بستری کے لیے رغبت و شہوت ضروری ہے جبکہ مارنے سے سوائے نفرت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ الضَّرْطَة وہ ہوا جو آواز کے ساتھ پشت سے خارج ہو۔ اس پر ہنسنے سے منع کیا گیا ہے۔

١٨١٦۔ حديث اَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ بْنِ لُحَيِّ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں نے عمرو بن عامر بن لحی خزاعی کو دیکھا کہ جہنم میں وہ اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا اور یہی عمرو وہ پہلا شخص ہے جس نے سائبہ کی رسم نکالی۔

**لغوی توضیح:** يَجُرُّ کھینچ رہا تھا، گھسیٹ رہا تھا۔ قُصْبَهُ اپنی انتڑیاں۔ سَيَّبَ آزاد چھوڑا۔ السَّوَائِبَ جمع ہے سائبہ کی۔ سائبہ وہ جانور ہے جسے بتوں کے نام پر آزاد چھوڑ دیا جاتا، اسے نہ سواری کے لیے استعمال کیا جاتا اور نہ بار برداری کے لیے۔

## (14) باب فناء الدنيا و بيان الحشر يوم القيامة

## دنیا کے فنا ہونے کا اور روز قیامت سب انسانوں کے حشر کا بیان

١٨١٧۔ حديث عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: (( تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا )) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلَى بَعْضٍ؟ فَقَالَ: (( لَاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكَ ))۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تم ننگے پاؤں، ننگے جسم، بلا ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس پر میں نے پوچھا، یا رسول اللہ! تو کیا مرد عورتیں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا اس کا خیال بھی کوئی نہیں کر سکے گا۔

**لغوی توضیح:** حُفَاةً ننگے پاؤں۔ عُرَاةً ننگے جسم۔ غُرْلًا بلا ختنہ۔ مقصود یہ ہے کہ جس حالت میں انہیں دنیا میں پیدا کیا گیا تھا اسی حالت میں انہیں روز قیامت اٹھایا جائے گا، نہ کچھ کم ہوگا اور نہ کچھ زیادہ۔

١٨١٨۔ حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَامَ فِينَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: (( اِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ہمیں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا ''تم لوگ قیامت کے دن اس حال میں جمع کیے جاؤ گے کہ ننگے پاؤں اور ننگے جسم ہو گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

١٨١٦۔ البخاری فی: 61 كتاب المناقب: 9 باب قصة خزاعة (4623) مسلم (2856) احمد (7714)۔
١٨١٧۔ البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 45 باب كيف الحشر (6527) مسلم (2859) ابن ماجه (4276)۔
١٨١٨۔ البخاری فی: 81 كتاب الرقاق: 45 باب كيف الحشر (3349) مسلم (2860) ترمذی (2423)۔

﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ﴾ الآيَةَ ـ وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ ـ وَإِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! أُصَيْحَابِي ـ فَيَقُولُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ ـ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَادُمْتُ فِيهِمْ﴾ ـ إِلَى قَوْلِهِ ـ ﴿الْحَكِيمُ﴾ ـ قَالَ: فَيُقَالُ إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ))۔

فرمایا کہ جس طرح ہم نے شروع میں پیدا کیا تھا اسی طرح لوٹا دیں گے'اور تمام مخلوقات میں سب سے پہلے جسے کپڑا پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔اور میری امت کے بہت سے لوگ لائے جائیں گے جن کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں ہوں گے، انہیں پکڑ لیا جائے گا۔میں اس پر کہوں گا اے میرے رب! یہ تو میرے ساتھی ہیں۔اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی بدعات نکالی تھیں۔اس وقت میں بھی وہی کہوں گا جو نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا کہ یا اللہ! میں جب تک ان میں موجود رہا اس وقت تک میں ان پر گواہ تھا۔'' پھر جب کہ تو نے خود مجھے لے لیا پھر تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز سے پورا باخبر ہے اگر تو انہیں سزا دے تو یہ تیرے غلام ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو زبردست غلبے والا اور حکمت والا ہے۔[المائدہ:۱۱۷۔۱۱۸] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ فرشتے (مجھ سے) کہیں گے کہ یہ لوگ ہمیشہ اپنی ایڑیوں کے بل پھرتے ہی رہے۔(مرتد ہوتے رہے)۔

**لغوی توضیح** أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى مخلوق میں سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا۔یہ ابراہیم علیہ السلام کی خاص فضیلت ہے۔لیکن یہ یاد رہے کہ مجموعی اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام انبیاء سے افضل ہیں اگر چہ بعض انبیاء کے بعض خاص فضائل بھی ہیں۔ مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ انہوں نے کیا کیا نئی بدعات ایجاد کر لی تھیں۔معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین میں کسی بھی قسم کا تغیر و تبدل یا کمی زیادتی کرنے والے روزِ قیامت جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ یہ لوگ ہمیشہ (ایڑیوں پر) پھرتے ہی رہے۔مراد بدعتی لوگ ہیں، جو وضوء کرتے تھے اور وضوء کے نشانات سے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں روزِ قیامت پہچانیں گے۔

۱۸۱۹ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: ((يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثِ طَرَائِقَ: رَاغِبِينَ رَاهِبِينَ ـ وَاثْنَانِ عَلَى بَعِيرٍ، وَثَلَاثَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، وَأَرْبَعَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، وَعَشَرَةٌ عَلَى بَعِيرٍ ـ وَيَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' لوگوں کا حشر تین فرقوں میں ہوگا (ایک فرقہ والے) لوگ رغبت کرنے نیز ڈرنے والے ہوں گے (دوسرا فرقہ ایسے لوگوں کا ہوگا کہ) ایک اونٹ پر دو آدمی سوار ہوں گے کسی اونٹ پر تین ہوں گے' کسی اونٹ پر چار ہوں گے اور کسی پر دس ہوں گے۔اور باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی (اہل شرک کا یہ تیسرا فرقہ

۱۸۱۹ـ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 45 باب کیف الحشر (4938) مسلم (2862) ترمذی (2422)۔

النَّارُ، تَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا وَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوا، وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا)).

ہوگا) جب وہ قیلولہ کریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ ٹھہری ہوگی۔ جب وہ رات گزاریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ وہاں ٹھہری ہوگی جب وہ صبح کریں گے تو آگ بھی صبح کے وقت وہاں موجود ہوگی اور جب شام کریں گے تو آگ بھی شام کے وقت ان کے ساتھ موجود ہوگی۔

**لغوی توضیح** ثَلَاثِ طَرَائِقَ تین طریقے یعنی تین اقسام۔ رَاغِبِيْنَ رغبت رکھنے والے۔ رَاهِبِيْنَ ڈرنے والے۔ تَقِيْلُ مَعَهُمْ آگ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی، یعنی ان کے ساتھ ہی رہے گی جب تک انہیں حشر کے مقام پر نہ پہنچا دے۔

## (15) باب في صفة يوم القيامة : اعاننا الله على اهوالها

## روزِ قیامت کی ہولنا کی کا بیان، اللہ تعالیٰ اس کی ہولنا کی سے مدد فرمائے

۱۸۲۰۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه، إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ، حَتّٰى يَغِيْبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلٰى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ)).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جس دن لوگ دونوں جہان کے پالنے والے کے سامنے حساب دینے کے لیے کھڑے ہوں گے تو کانوں کی لو تک پسینہ میں ڈوب جائیں گے۔

۱۸۲۱۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا، وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت کے دن لوگ پسینے میں شرابور ہو جائیں گے اور حالت یہ ہو جائے گی کہ تم میں سے ہر کسی کا پسینہ زمین پر ستر ہاتھ تک پھیل جائے گا اور منہ تک پہنچ کر کانوں کو چھونے لگے گا۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ ہر شخص روزِ قیامت اپنے پسینے میں ڈوبا ہوگا۔ یاد رہے کہ ہر شخص اپنے اعمال کے حساب سے پسینے میں ڈوبے گا، کوئی کم اور کوئی زیادہ۔ اور اس روز سورج بھی مخلوق سے ایک میل کے فاصلے پر آ جائے گا (راوی کو شک ہے کہ میل سے مراد سفر کا فاصلہ ہے یا وہ سلائی جس سے سرمہ ڈالا جاتا ہے)۔[1]

## (17) باب عرض مقعد الميت من الجنة او النار عليه واثبات عذاب القبر والتعوذ منه

## میت کو اس کا ٹھکانا جنت یا دوزخ دکھائے جانے کا بیان نیز عذابِ قبر کا اثبات اور اس سے پناہ مانگنے کا ثبوت

۱۸۲۲۔ حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'

---

۱۸۲۰۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 83 سورة ويل للمطففين (4938) مسلم (2862) ترمذي (2422)۔
۱۸۲۱۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 47 باب قول الله تعالى "الا يظن اولئك انهم..." (6532) مسلم (2863)۔
۱۸۲۲۔ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 90 باب الميت يعرض عليه مقعده... (1379) مسلم (2866) ترمذي (1072)۔

---

[1] [مسلم (2864)]

رضی اللہ عنہما ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( اِنَّ اَحَدَکُمْ ' اِذَا مَاتَ ' عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ۔ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ' فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ' وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ ' فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) ۔

جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کا ٹھکانا اسے صبح وشام دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہے تو جنت والوں میں اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ والوں میں ۔ پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تجھ کو اٹھائے گا۔

۱۸۲۳ ۔ حدیث اَبِی اَیُّوب ﷺ قَالَ : خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ ' قَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ ' فَسَمِعَ صَوْتًا ۔ فَقَالَ : (( يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا )) ۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ اس وقت آپ کو ایک آواز سنائی دی ( یہودیوں پر عذابِ قبر کی )۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہودی پر اس کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

**لغوی توضیح** وَجَبَتِ الشَّمْسُ سورج ڈوب چکا تھا۔ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ یہودی کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ قبر میں عذاب ہوتا ہے۔

۱۸۲۴ ۔ حدیث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ' قَالَ : (( اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهِ ' وَتَوَلّٰى عَنْهُ اَصْحَابُهُ ' وَاِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ ' فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُوْلَانِ : مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ ؟ ( لِمُحَمَّدٍ ﷺ ) فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ : اَشْهَدُ اَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ ۔ فَيُقَالُ لَهُ : اُنْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ ' قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ ۔ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا )) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ' آدمی جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور جنازے میں شریک ہونے والے لوگ اس سے رخصت ہوتے ہیں تو ابھی وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہوتا ہے کہ دو فرشتے ( منکر نکیر ) اس کے پاس آتے ہیں۔ وہ اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ اس شخص یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تو کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ مومن تو یہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس جواب پر اس سے کہا جائے گا کہ تو یہ دیکھ اپنا جہنم کا ٹھکانا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں تمہارے لیے جنت میں ٹھکانا دے دیا۔ اس وقت اسے جہنم اور جنت دونوں ٹھکانے دکھائے جائیں گے۔

**لغوی توضیح** قَرْعَ نِعَالِهِمْ ان کی جوتیوں کی آواز۔

---

۱۸۲۳ ۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 88 باب التعوذ من عذاب القبر (1375) مسلم (2869) احمد (23598)۔

۱۸۲۴ ۔ البخاری فی: 23 کتاب الجنائز: 87 باب ما جاء فی عذاب القبر (1338) مسلم (2870) ابو داود (3231)۔

١٨٢٥ ـ حديث البَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنهما ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَ : (( إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أُتِيَ ' ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ' وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ ' فَذَلِكَ قَوْلُهُ ـ ﴿ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ﴾ ))۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، مومن جب اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ وہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تعبیر ہے جو سورہ ابراہیم میں ہے کہ ''اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ٹھیک بات یعنی توحید پر مضبوط رکھتا ہے'' [ابراہیم:۲۷]

١٨٢٦ ـ حديث أَبِي طَلْحَة رضي الله عنه ' أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ' أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ ' فَقُذِفُوْا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ ' خَبِيْثٍ مُخْبِثٍ ـ وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ ـ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ ' أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ـ ثُمَّ مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا مَا نَرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ حَتَّى قَامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ : (( يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ ! وَيَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ ! أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ؟ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ )) قَالَ : فَقَالَ عُمَرُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قریش کے چوبیس مقتول سردار بدر کے ایک بہت ہی اندھیرے اور گندے کنوئیں میں پھینک دیئے گئے (رسول اللہ ﷺ کی) عادتِ مبارکہ تھی کہ جب دشمن پر غالب ہوتے تو میدانِ جنگ میں تین دن تک قیام فرماتے۔ جنگِ بدر کے خاتمہ کے تیسرے دن آپ ﷺ کے حکم سے آپ کی سواری پر کجاوہ باندھا گیا اور آپ روانہ ہوئے۔ آپ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ صحابہ نے کہا' غالباً آپ ﷺ کسی ضرورت کے لیے تشریف لے جارہے ہیں۔ آخر آپ اس کنویں کے کنارے آکر کھڑے ہوگئے اور کفار قریش کے مقتولین سرداروں کے نام ان کے باپ کے نام کے ساتھ لے کر انہیں آواز دینے لگے کہ اے فلاں بن فلاں' اے فلاں بن فلاں! کیا آج تمہارے لئے یہ بات بہتر نہیں تھی کہ تم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی؟ بے شک ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ ہمیں پوری طرح حاصل ہوگیا۔ تو کیا تمہارے رب کا تمہارے متعلق جو وعدہ (عذاب کا) تھا وہ بھی تمہیں پوری طرح مل گیا؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول پڑے یا رسول اللہ! آپ ان لاشوں سے کیوں خطاب فرمارہے ہیں؟ جن میں کوئی جان نہیں۔ حضور ﷺ

١٨٢٥ ـ البخاري في: 23 كتاب الجنائز: 87 باب ما جاء في عذاب القبر (1369) مسلم (2871) ترمذی (3120)۔
١٨٢٦ ـ البخاري في: 64 كتاب المغازي: 8 باب قتل ابي جهل (3065) مسلم (2875) ترمذی (1551)۔

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ! مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ)) ۔

نے فرمایا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم لوگ ان سے زیادہ اسے نہیں سن رہے ہو۔

**لغوی توضیح** صَنَادِيْدِ قُرَيْش قریش کے سردار۔ طَوِيّ وہ کنواں جس پر منڈیر ہو۔ اَلْعَرْصَة وسیع میدان۔ شَفَة کنارہ۔ الرَّكِيّ کنویں کا۔ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ...... جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم لوگ ان سے زیادہ اسے نہیں سن رہے۔ یہ چیز اللہ کی طرف سے خرقِ عادت ہی تھی کہ وہ تمام مردے نبی ﷺ کی گفتگو سن رہے تھے ورنہ مردے کوئی بھی دنیوی آواز نہیں سن سکتے سوائے اس کے جو اللہ انہیں سنانا چاہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى ﴾ ''آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔'' [الروم:٥٢]

## (18) باب اثبات الحساب

## حساب وکتاب کے اثبات کا بیان

١٨٢٧ ۔ حديث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' كَانَتْ لَا تَسْمَعُ شَيْئًا لَا تَعْرِفُهُ اِلَّا رَاجَعَتْ فِيْهِ حَتَّى تَعْرِفَهُ ۔ وَاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : (( مَنْ حُوْسِبَ عُذِّبَ )) قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ اَوَ لَيْسَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَى ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا﴾؟ قَالَتْ : فَقَالَ : (( اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ ' وَلٰكِنْ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكُ )) ۔

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب کوئی ایسی بات سنتیں جس کو سمجھ نہ پاتیں تو دوبارہ اس کو معلوم کرتیں تا کہ سمجھ لیں۔ چنانچہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس سے حساب لیا گیا اسے عذاب کیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) میں نے کہا کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ ''عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا''؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ صرف (اللہ کے دربار میں) پیشی کا ذکر ہے۔ لیکن جس کے حساب میں جانچ پڑتال کی گئی (سمجھو) کہ وہ غارت ہو گیا۔

**لغوی توضیح** ذٰلِكَ الْعَرْضُ یہ تو پیشی ہے۔ یعنی آسان حساب کا مطلب ہے محض اعمال نامہ پیش کیا جانا۔ مَنْ نُوقِشَ جس سے مناقشہ کیا گیا (کہ یہ کام کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا، وہ ہلاکت میں پڑ گیا)۔

١٨٢٨ ۔ حديث ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا ' اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ' ثُمَّ بُعِثُوا عَلَى اَعْمَالِهِمْ )) ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو عذاب ان سب لوگوں پر آتا ہے جو اس قوم میں ہوتے ہیں پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔

**لغوی توضیح** ثُمَّ بُعِثُوا عَلَى اَعْمَالِهِمْ پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا۔ یعنی قیامت کے دن اچھے عمل والا اچھا بدلہ پائے گا اور برے عمل والا برا۔

---

١٨٢٧ ۔ البخاری فی: 3 کتاب العلم: 35 باب من سمع شیئًا فراجع حتی یعرفه (103) مسلم (2876) ابو داود (3093) ۔
١٨٢٨ ۔ البخاری فی: 92 کتاب الفتن: 19 باب إذا انزل الله بقوم عذابًا ۔

# [52] كتاب الفتن واشراط الساعة

## فتنوں اور علامات قیامت کا بیان

### (1) باب اقتراب الفتن و فتح ردم یاجوج وماجوج

### فتنوں کا قریب آنا اور یاجوج ماجوج کے بند کا کھلنا

۱۸۲۹ ـ حديث زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا ' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُوْلُ : (( لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ! وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ ـ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوجَ وَمَاْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ)) وَحَلَّقَ بِاِصْبَعِهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا ـ قَالَتْ زَيْنَبُ ابْنَةُ جَحْشٍ : فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ ؟ قَالَ : (( نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ ))۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ان کے یہاں تشریف لائے۔ آپ کچھ گھبرائے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' ملک عرب میں اس برائی کی وجہ سے بربادی آ جائے گی جس کے دن قریب آنے کو ہیں۔ آج یاجوج ماجوج نے دیوار میں اتنا سوراخ کر دیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے انگوٹھے اور اس کے قریب کی انگلی سے حلقہ بنا کر بتلایا۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے سوال کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس کے باوجود ہلاک کر دیئے جائیں گے کہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں جب فسق و فجور بڑھ جائے۔

**لغوی توضیح** فَزِعًا گھبرائے ہوئے۔ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ ہلاکت ہے عرب کے لیے۔ عرب کو اس لیے خاص کیا کیونکہ اس وقت مسلمان ہونے والوں کی زیادہ تعداد عرب سے ہی تھی۔ شَر یہاں شر سے مراد یاجوج ماجوج کا فتنہ ہے۔ یاجوج ماجوج نسل انسانی کی ہی دو متحد قومیں ہیں، جن کی تعداد دوسری انسانی نسلوں سے بہت زیادہ ہے۔ انہوں نے زمین میں بہت فتنہ وفساد مچا رکھا تھا تو بادشاہ ذوالقرنین نے لوگوں کے کہنے پر انہیں لوہے اور تانبے کی مضبوط دیوار بنا کر قید کر دیا، یہ دیوار اس قدر بلند اور مضبوط ہے کہ وہ اسے پھلانگنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ توڑنے کی۔ وہ روزانہ اس دیوار کو توڑنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن شام کو ناکام ہو کر لوٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں قیامت کے قریب اس دیوار سے آزاد کر دے گا۔ پھر یہ دونوں قومیں ہر طرف فساد برپا کر دیں گی، دریاؤں کا پانی پی جائیں گی۔ درندوں، جانوروں، فصلوں، کھیتوں الغرض ہر چیز کو تباہ کر دیں گی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا کی برکت سے ان کی گردنوں میں کیڑے پڑیں گے، جن کی وجہ سے یہ ہلاک ہوں گی۔ رَدْم دیوار۔ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ جب خباثت بڑھ جائے۔ یعنی جب کسی قوم میں فتنہ وفساد اور فسق و فجور بڑھ جائے تو پھر ان کی ہلاکت عام ہوتی ہے خواہ ان

۱۸۲۹ ـ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 7 باب قصة یاجوج وماجوج (3346) مسلم (2880) ابن ماجه (3953)۔

میں نیک افراد ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۸۳۰ ۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَتَحَ اللَّهُ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلَ هَذَا)) وَعَقَدَ بِيَدِهِ تِسْعِينَ ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا کھول دیا ہے' پھر آپ نے اپنی انگلیوں سے نوے کا عدد بنا کر بتلایا۔

## (2) باب الخسف بالجيش الذى يؤم البيت

## بیت اللہ کی طرف چڑھائی کے ارادہ سے آنے والے لشکر کے زمین میں دھنسنے کا بیان

۱۸۳۱ ۔ حدیث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَغْزُو جَيْشٌ الْكَعْبَةَ ' فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ ' يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ)) قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ! كَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَفِيهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ ؟ قَالَ: ((يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ ' ثُمَّ يُبْعَثُونَ عَلَى نِيَّاتِهِمْ)) ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' قیامت کے قریب ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا۔ جب وہ مقام بیداء میں پہنچے گا' تو انہیں اول سے آخر تک سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا' یا رسول اللہ! اسے شروع سے آخر تک کیونکر دھنسا دیا جائے گا جب کہ وہیں ان کے بازار بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو ان لشکریوں میں سے نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! شروع سے آخر تک ان سب کو دھنسا دیا جائے گا۔ پھر ان کی نیتوں کے مطابق وہ اٹھائے جائیں گے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ قیامت کے قریب ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کے لئے پیش قدمی کرے گا مگر وہ سارے کا سارا زمین میں دھنس جائے گا۔ اہل علم کا کہنا ہے کہ اس لشکر کی کعبہ پر چڑھائی کا سبب ایک آدمی ہوگا، جو کعبہ میں پناہ لے گا۔ کچھ کا کہنا ہے کہ وہ امام مہدی ہوں گے جنہیں گرفتار کرنے کے لیے مسلمان ایک لشکر بھیجیں گے جسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

## (3) باب نزول الفتن كمواقع القطر

## فتنوں کے نزول کا بارش کے قطروں کی مانند ہونا

۱۸۳۲ ۔ حدیث أُسَامَةَ رضي الله عنه قَالَ: أَشْرَفَ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ مدینہ کے محلات میں

۱۸۳۰ ۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبياء: 7 باب قصة ياجوج وماجوج (3347) مسلم (2881) احمد (8509)۔

۱۸۳۱ ۔ البخاری فی: 34 کتاب البيوع: 49 باب ما ذكر في الاسواق ، مسلم (2884) احمد (24792) ۔

النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: (( هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ )).

سے ایک محل یعنی اونچے مکان پر چڑھے پھر فرمایا کہ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کیا تمہیں بھی نظر آ رہا ہے؟ میں بوندوں کے گرنے کی جگہ کی طرح تمہارے گھروں میں فتنوں کے نازل ہونے کی جگہوں کو دیکھ رہا ہوں۔

**لغوی توضیح:** أُطُم اس کی جمع آطَام ہے، معنی ہے ٹیلہ، مراد ہے محل۔ مَوَاقِعَ الْفِتَنِ فتنے گرنے کی جگہیں۔ خِلَالَ درمیان۔ کَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ بارش کے قطروں کی مانند۔ یعنی فتنے بہت زیادہ ہوں گے۔ دراصل فتنہ ایک غیر محسوس چیز ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے نبی ﷺ کو اس کا وجود دکھلا دیا۔ یاد رہے کہ فتنہ کا لفظ امتحان وآزمائش اور ناپسندیدہ چیزوں پر استعمال کیا جاتا ہے مثلاً گناہ، کفر، قتل، کشت وخون وغیرہ۔ نبی ﷺ کی یہ پیش گوئی بعینہٖ برحق ثابت ہوئی اور کچھ ہی عرصہ میں لوگوں نے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ، واقعہ حرہ اور جنگ جمل وصفین جیسے بڑے بڑے فتنے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے۔

١٨٣٣ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (( سَتَكُونُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي، وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي وَمَنْ يُشْرِفْ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ، وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ )).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، فتنوں کا دور جب آئے گا تو اس میں بیٹھنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہوگا۔ کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو اس میں جھانکے گا فتنہ اسے بھی اچک لے گا اور اس وقت جسے جہاں بھی پناہ مل جائے بس وہیں پناہ پکڑ لے (تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچا سکے)۔

**فہم الحدیث:** اس حدیث میں جو یہ کہا گیا ہے کہ بیٹھا ہوا کھڑے سے بہتر...... اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص جتنا فتنوں سے دور رہے گا اتنا ہی خیر وعافیت میں رہے گا اور یقیناً بیٹھا شخص کھڑے سے پیچھے ہے، اور کھڑا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے پیچھے ہے (اور فتنوں سے دور ہے)۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فتنوں سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کیونکہ جو بھی یہ کوشش نہیں کرے گا اور فتنوں کے قریب رہے گا تو یقیناً وہ ان فتنوں میں مبتلا ہو جائے گا۔

## (4) باب اذا تواجه المسلمان بسيفيهما

## جب دو مسلمان ایک دوسرے کا سامنا شمشیر بکف ہو کر کریں

١٨٣٤ - حديث أَبِي بَكْرَةَ رضي الله عنه عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هَذَا

احنف بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی مدد کرنے کو چلا۔ راستے میں مجھ کو حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ملے۔ پوچھا

١٨٣٢ - البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 8 باب آطام المدينة (1878) مسلم (2885) احمد (21807)۔
١٨٣٣ - البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3601) مسلم (2886)۔

الرَّجُلَ ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ ، فَقَالَ : أَيْنَ تُرِيدُ ؟ قُلْتُ : أَنْصُرُ هَذَا الرَّجُلَ قَالَ : ارْجِعْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : (( إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا ، فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ )) فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا الْقَاتِلُ ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ ؟ قَالَ : (( إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ )) ۔

کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا اس شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی مدد کرنے جاتا ہوں۔ انہوں نے کہا اپنے گھر کو لوٹ جاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے جب دو مسلمان اپنی اپنی تلواریں لے کر بھڑ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ قاتل تو خیر (ضرور دوزخی ہونا چاہیے) مقتول کیوں؟ فرمایا وہ بھی تو اپنے ساتھی کو مار ڈالنے کی حرص رکھتا تھا۔ (یعنی موقعہ پاتا تو وہ اسے ضرور قتل کر دیتا۔ اس لیے دل کے پختہ ارادے پر وہ دوزخی ہوا)۔

**فهم الحديث** حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی نصیحت پر احنف رحمہ اللہ واپس لوٹ گئے اور جنگ جمل میں شامل نہ ہوئے۔

۱۸۳۵ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو جماعتیں آپس میں جنگ نہ کرلیں۔ دونوں میں بڑی بھاری جنگ ہوگی۔ حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔

**لغوی توضیح** يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دو جماعتیں آپس میں جنگ کریں گی۔ مراد علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے لشکر ہیں۔ مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ عظیم جنگ۔ مؤرخین کا کہنا ہے کہ جنگ صفین میں دونوں جماعتوں کے مقتولین کی تعداد ۷۰ ہزار، ۹۰ ہزار یا اس سے بھی متجاوز تھی ۔ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا کہ دونوں اللہ کا قانون نافذ کرنا چاہتے ہیں۔

## (6) باب اخبار النبی ﷺ فیما یکون الی قیام الساعة

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت تک ہونے والی باتوں کی پیش گوئی فرمانا

۱۸۳٦ - حديث حُذَيْفَةَ رضي الله عنه قَالَ : لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ خُطْبَةً مَا تَرَكَ فِيهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ ، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ ، وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ ، إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيتُ فَأَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ دیا اور قیامت تک کی کوئی (فتنوں سے متعلق) چیز ایسی نہیں چھوڑی جس کا بیان نہ کیا ہو۔ جسے یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جسے بھولنا تھا بھول گیا۔ جب میں ان میں سے کوئی چیز دیکھتا ہوں جسے میں بھول چکا ہوں تو اس طرح اسے پہچان لیتا ہوں جس طرح وہ شخص جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو کہ جب وہ اسے دیکھتا ہے تو فوراً پہچان لیتا ہے۔

---

۱۸۳٤ ۔ البخاری فی: 2 کتاب الإیمان: 22 باب المعاصی من امر الجاھلیة (31) مسلم (2888) ابوداود (4268)۔
۱۸۳۵ ۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام (3609) مسلم (157)۔

## (7) باب في الفتنة التي تموج كموج البحر

١٨٣٧ ـ حديث حُذيفة رضي الله عنه قَالَ : كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَ رضي الله عنه ، فَقَالَ : اَيُّكُم يَحفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فِي الْفِتْنَةِ ؟ قُلْتُ : اَنَا ، كَمَا قَالَهُ ـ قَالَ : اِنَّكَ عَلَيْهِ (اَوْعَلَيْهَا) لَجَرِيءٌ قُلْتُ : فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِي اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ وَالنَّهْيُ ـ قَالَ : لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ ـ وَلٰكِنِ الْفِتْنَةَ الَّتِي تَمُوجُ كَمَا يَمُوجُ الْبَحْرُ ـ قَالَ : لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَأْسٌ ، يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ! اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا ـ قَالَ : اَيُكْسَرُ اَمْ يُفْتَحُ ؟ قَالَ : يُكْسَرُ قَالَ : اِذًا لَا يُغْلَقَ اَبَدًا ـ

قُلْنَا : اَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ ؟ قَالَ : نَعَمْ ـ كَمَا اَنَّ دُوْنَ الْغَدِ اللَّيْلَةَ اِنِّي حَدَّثْتُهُ بِحَدِيْثٍ لَيْسَ بِالْاَغَالِيطِ ـ فَهِبْنَا اَنْ نَسْاَلَ حُذَيْفَةَ فَاَمَرْنَا مَسْرُوقًا ، فَسَاَلَهُ ، فَقَالَ الْبَابَ عُمَرُ ـ

## اس فتنے کی پیش گوئی جو سمندر کی موج کی طرح بپھر کر آئے

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے پوچھا فتنہ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث تم میں سے کسی کو یاد ہے؟ میں بولا' میں نے اسے (اسی طرح یاد رکھا ہے) جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کو بیان فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتن کو معلوم کرنے میں بہت بے باک تھے۔ میں نے کہا کہ انسان کے گھر والے' مال' اولاد اور پڑوسی سب فتنہ (کی چیز) ہیں۔ اور نماز' روزہ' صدقہ' اچھی بات کے لیے لوگوں کو حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا ان فتنوں کا کفارہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم سے اس کے متعلق نہیں پوچھتا' مجھے تم اس فتنہ کے بارے میں بتلاؤ جو سمندر کی موج کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا بڑھے گا۔ اس پر میں نے کہا کہ یا امیر المومنین! آپ اس سے خوف نہ کھایئے۔ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ پوچھا کیا وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا (صرف) کھولا جائے گا۔ میں نے کہا کہ توڑ دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول اٹھے کہ پھر تو وہ کبھی بھی بند نہیں ہو سکے گا۔

(شقیق راویٔ حدیث نے کہا کہ) ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا' کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس دروازے کے متعلق کچھ علم رکھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں! بالکل اسی طرح جیسے دن کے بعد رات کے آنے کا۔ میں نے تم سے ایک ایسی حدیث بیان کی ہے جو قطعاً غلط نہیں۔ (راوی کا کہنا ہے) ہمیں اس کے متعلق حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھنے میں ڈر ہوتا تھا (کہ دروازہ سے کیا مراد ہے) اس لیے ہم نے مسروق رحمہ اللہ سے کہا (کہ وہ پوچھیں) انہوں نے دریافت کیا تو آپ

١٨٣٦ ـ البخاري في: 82 كتاب القدر: 4 باب وكان امر الله قدرًا مقدورًا (6604) مسلم (2891) بغوى (4215)۔
١٨٣٧ ـ البخاري في: 9 كتاب مواقيت الصلاة: 4 باب الصلاة كفارة (525) مسلم (144) ابن ماجه (3955)۔

نے بتایا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی تھے۔

**لغوی توضیح** فِتْنَةَ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ ...... انسان کی بیوی' مال' اولاد اور پڑوسی سب فتنہ ہیں۔ بیوی اس طرح فتنہ ہے کہ انسان اس کی محبت میں غرق ہو کر شرعی واجبات سے ہی غافل ہو جائے۔ وہ مال فتنہ ہے جو انسان کو متکبر بنا دے، جس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے۔ ایسی اولاد فتنہ ہے جس کی محبت میں انسان حدود الٰہی سے تجاوز میں بھی دریغ نہ کرے۔ پڑوسی کا فتنہ یہ ہے کہ اس سے حسد رکھا جائے یا اس کے سامنے تکبر کیا جائے یا اس کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت برتی جائے۔ تَمُوجُ ٹھاٹھیں مارے گا (سمندری لہروں کی طرح)۔ مقصود اس فتنہ کی شدت اور اس خونریزی اور قتل و غارت کا بیان ہے جو اس دروازے کے ٹوٹنے کے بعد شروع ہوگی۔ اس فتنہ کے درمیان عمر رضی اللہ عنہ بند دروازہ تھے اور اس کا علم خود انہیں بھی تھا۔ انہیں ایک مجوسی غلام فیروز ابولؤلؤ نے نماز فجر میں شہید کیا۔ ان کی شہادت کے بعد یہ فتنے ایسے شروع ہوئے کہ قیامت تک ختم نہیں ہوں گے۔

## (8) باب لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من الذهب

## قیامت برپا نہ ہوگی جب تک فرات کے پہاڑ کے نیچے سے سونے کا پہاڑ نہ نکل آئے

۱۸۳۸ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک خزانہ نکلے گا۔ پس جو کوئی وہاں موجود ہو وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔

**لغوی توضیح** اَلْفُرَاتُ عراق کی معروف نہر۔ يَحْسِرَ ظاہر ہوگا، منکشف ہوگا۔ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ سونے کا خزانہ۔ صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں سونے کے پہاڑ کا ذکر ہے۔ یاد رہے کہ پہاڑ سے مراد حقیقی پہاڑ ہی ہے، سونے کی کان یا پیٹرول وغیرہ نہیں۔ اس سونے کو حاصل کرنے کے لیے بہت بڑی جنگ ہوگی جس میں شمولیت سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے۔

## (14) باب لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من ارض الحجاز

## قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ حجاز کی زمین سے ایک آگ برآمد نہ ہوگی

۱۸۳۹ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الْحِجَازِ، تُضِيءُ أَعْنَاقَ الْإِبِلِ بِبُصْرَى)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی اور بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کر دے گی (یہ آگ ساتویں صدی ہجری میں نکل چکی ہے)۔

## (16) باب الفتنة من المشرق من حيث

## فتنہ مشرق میں اس جگہ ہے جہاں سے شیطان کے دونوں سینگ

۱۸۳۸ - البخاری فی: 92 کتاب الفتن: 24 باب خروج النار (7119) مسلم (2894) ابن ماجه (4046) ترمذی (2569)۔

**يطلع قرنا الشيطان**

**طلوع ہوتے ہیں**

١٨٤٠ ـ حديث ابن عمر رضي الله عنهما ' انه سمع رسول الله ﷺ ' وهو مستقبل المشرق ' يقول : (( الا ان الفتنة ههنا ' من حيث يطلع قرن الشيطان )) ـ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے سنا اور آپ مشرق کی طرف رخ کئے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے آگاہ ہو جاؤ' فتنہ اس طرف ہے جدھر سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے۔

**فہم الحدیث** اس روایت میں فتنوں کے ظہور کا مقام مطلقاً مشرق قرار دیا گیا ہے جبکہ ایک دوسری روایت میں اس کی تعیین ہے کہ مدینہ کا وہ مشرقی علاقہ عراق ہے۔[1] تاریخ شاہد ہے کہ تمام فتنے عراق سے پھوٹتے رہے ہیں مثلاً خوارج، شیعہ، رافضی، باطنی، جہمیہ، قدریہ، معتزلہ، اور تمام گمراہ فرقے یہیں کی پیداوار ہیں۔ جنگ جمل اور جنگ صفین بھی اسی سرزمین پر برپا ہوئیں۔

**(17) باب لا تقوم الساعة حتى تعبد دوس ذا الخلصة**

**قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ قبیلہ دوس ذوالخلصہ کی پرستش نہ کرنے لگے**

١٨٤١ ـ حديث ابي هريرة رضي الله عنه ' ان رسول الله ﷺ قال : (( لا تقوم الساعة حتى تضطرب اليات نساء دوس على ذي الخلصة )) و ذو الخلصة طاغية دوس التي كانوا يعبدون في الجاهلية ـ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ ذوالخلصہ پر قبیلہ دوس کی عورتوں کی سرینیں (اس کا طواف کرتے ہوئے) حرکت کریں گی اور ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا بت تھا جس کو وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے۔

**لغوی توضیح** تَضْطَرِبَ حرکت کریں گی۔ اَلْيَاتُ جمع ہے الية کی، معنی ہے سرین، پشت۔ دَوْس یمن کا ایک قبیلہ۔ ذُو الْخَلَصَة اس بت کو نبی ﷺ کے حکم سے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے منہدم کیا تھا، لیکن بعد میں پھر جب مسلمانوں میں جہالت آئی تو اس کی پوجا شروع ہو گئی اور عورتیں اس کا طواف کرنے لگیں، بالآخر سعودی فرمانروا ملک عبدالعزیز آل سعود کے دور حکومت میں جدید مشینوں کے ذریعے اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا اور اس کا نام ونشان تک ختم کر دیا گیا۔

**(18) باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيتمنى ان يكون**

**قیامت برپا نہ ہوگی جب تک کہ انسان فتنہ فساد سے تنگ آ کر کسی قبر کو دیکھ کر یہ آرزو نہ کرنے لگے کہ اس قبر میں اس مردہ**

١٨٣٩ ـ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 24 باب خروج النار (7118) مسلم (2902) ابن حبان (6839) ـ

١٨٤٠ ـ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 16 باب قول النبي ﷺ الفتنة من قبل المشرق (3104) مسلم (2905) ـ

١٨٤١ ـ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 23 تغيير الزمان حتى يعبدوا الاوثان (7116) مسلم (2906) بغوى (4285) ـ

[1] [صحيح السلسلة الصحيحة (2246)]

مکان المیت من البلاء — کے بجائے میں ہوتا

۱۸۴۲۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ: یَا لَیْتَنِی مَکَانَهُ! ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کہ کاش میں ہی اس کی جگہ ہوتا (یعنی لوگ موت کی آرزو کریں گے)۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ لوگوں کا موت کی تمنا کرنا قیامت کی ایک نشانی ہے۔ اگرچہ موت کی تمنا کرنا حرام ہے مگر فتنہ وفساد، قتل وغارت اور تنگی حالات کے باعث قیامت کے قریب موت کی تمنا عام ہو جائے گی۔

۱۸۴۳۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( یُخَرِّبُ الْکَعْبَةَ ذُو السُّوَیْقَتَیْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کعبہ کو دو پتلی پنڈلیوں والا ایک حقیر حبشی تباہ کر دے گا۔

**لغوی توضیح** یُخَرِّبُ خراب کرے گا۔ السُّوَیْقَتَیْنِ دو پتلی پنڈلیوں والا، سُوَیق سَاق کی تصغیر ہے۔

**فهم الحديث** یہ نشانی قیامت کے انتہائی قریب یاجوج ماجوج کی ہلاکت کے بعد ظاہر ہوگی۔ اس وقت کوئی مسلمان زندہ نہیں ہوگا اور بیت اللہ کی اس بربادی کے بعد اسے دوبارہ آباد نہیں کیا جائے گا۔

۱۸۴۴۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (( لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ یَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ قبیلہ قحطان میں ایک ایسا شخص پیدا نہیں ہوگا جو لوگوں پر اپنی لاٹھی کے زور سے حکومت کرے گا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ایک قحطانی آدمی لوگوں پر حکومت کرے گا۔ ڈنڈے کے زور پر حکومت کرنے کا مفہوم یہ ہو سکتا ہے کہ وہ انتہائی سخت ہوگا اور شر پسندوں کو ڈنڈے کے ذریعے سیدھا کر کے رکھ دے گا۔

۱۸۴۵۔ حدیث اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ' عَنِ النَّبِيِّ ﷺ' قَالَ: (( لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ' وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوا قَوْمًا کَاَنَّ وُجُوْهَهُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم سے لڑائی نہ کر لو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے' اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم سے جنگ نہ کر لو گے جن کے

---

۱۸۴۲۔ البخاری فی: 92 کتاب الفتن: 22 باب لا تقوم الساعة حتی یغبط اهل القبور (7115) مسلم (157)۔

۱۸۴۳۔ البخاری فی: 25 کتاب الحج: 47 باب قول الله تعالی "جعل الله الکعبة البیت الحرام" (1591) مسلم (2909)۔

۱۸۴۴۔ البخاری فی: 61 کتاب المناقب: 7 باب ذکر قحطان (3517) مسلم (2910) احمد (9409)۔

الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ)) ۔

چہرے تہ شدہ ڈھالوں جیسے ہوں گے۔

**لغوی توضیح** الْمَجَان جمع ہے مجن کی، معنی ہے ڈھال۔ الْمُطْرَقَة تہہ بہ تہہ (یعنی چپٹے یا موٹے چہروں والے)۔ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترک لوگ ہیں۔[1] اہل علم کا کہنا ہے کہ ترک سے مراد وہ قوم ہے جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے۔ بالعموم تاتار کے لوگ آپ ﷺ اور خلفائے اسلام کے زمانوں تک کافر رہے، یہاں تک کہ ہلاکو خان ترک نے عربوں پر چڑھائی کر کے خلافت عباسیہ کا کام تمام کر دیا۔ اس کے بعد کچھ ترک مشرف باسلام ہوئے۔[2]

١٨٤٦ - **حديث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُهْلِكُ النَّاسَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ)) قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: ((لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوْهُمْ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' اس قبیلہ قریش کے بعض آدمی لوگوں کو ہلاک و برباد کر دیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا' ایسے وقت کے لیے آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا' کاش لوگ ان سے بس الگ ہی رہتے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ قریشی لوگ امت مسلمہ کی تباہی کا باعث بنیں گے جیسا کہ ان کا فساد کئی مرتبہ ظاہر ہو چکا ہے اور وہ متعدد مسلم خلفاء کے خلاف خروج بھی کر چکے ہیں۔ یاد رہے کہ فرمان نبوی کے مطابق ان سے الگ رہنا ہی برحق فیصلہ ہے۔

١٨٤٧ - **حديث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، قَالَ: ((هَلَكَ كِسْرَى، ثُمَّ لَا يَكُوْنُ كِسْرَى بَعْدَهُ وَقَيْصَرٌ لَيَهْلِكَنَّ، ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرٌ بَعْدَهُ. وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' کسریٰ (ایران کا بادشاہ) ہلاک ہو گیا' اب اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں آئے گا اور قیصر (روم کا بادشاہ) بھی ہلاک و برباد ہو گیا اور اس کے بعد (شام میں) کوئی قیصر باقی نہیں رہ جائے گا اور ان کے خزانے اللہ کے راستے میں تقسیم ہوں گے۔

١٨٤٨ - **حديث** جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ. وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)).

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب کسریٰ مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ پیدا نہ ہو گا اور جب قیصر مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر پیدا نہ ہو گا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' تم لوگ ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔

---

١٨٤٥ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 96 باب قتال الذين يتعلون الشعر (2929) مسلم (2912) ترمذی (2215)۔

١٨٤٦ - البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3604) مسلم (2917) احمد (8011)۔

١٨٤٧ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 157 باب الحرب خدعة (3027) مسلم (2918) ترمذی (2216)۔

[1] [بخاری (2928) مسلم (2912)]

[2] [شرح بخاری از داود راز (4/ 348)]

**فہم الحدیث** نبی ﷺ کی یہ پیش گوئی بھی بعینہٖ ثابت ہوئی اور قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کے بعد پھر ان کی اولاد یا ان کی قوم میں کوئی قیصر یا کسریٰ سامنے نہیں آیا۔

١٨٤٩ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : (( تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ فَتُسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ ، ثُمَّ يَقُوْلُ الْحَجَرُ : يَا مُسْلِمُ ! هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِي ، فَاقْتُلْهُ )) ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ تم یہودیوں سے ایک جنگ کرو گے اور اس میں ان پر غالب آ جاؤ گے' اس وقت یہ کیفیت ہوگی کہ (اگر کوئی یہودی جان بچانے کے لیے کسی پہاڑ کے پیچھے بھی چھپے گا تو) پتھر بولے گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑ میں چھپا ہوا ہے' اسے قتل کر دے۔

**فہم الحدیث** یہود کے ساتھ جنگ کی پیش گوئی بھی پوری ہونے کو ہے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ ایسی فضا بن رہی ہے۔ ایک دوسری روایت کے مطابق اس جنگ میں ہر پتھر اور درخت اپنے پیچھے چھپے یہودی کی خبر دے گا، صرف غرقد کا درخت نہیں بتائے گا۔[1] یہی وجہ ہے کہ ذرائع ابلاغ کے مطابق آج اسرائیل میں یہودی بکثرت غرقد کے درخت لگا رہے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہود کو بھی اس حدیث پر یقین ہے۔

١٨٥٠ - حديث اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ ، كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تقریباً تیس جھوٹے دجال پیدا نہ ہو لیں۔ ان میں ہر ایک کا یہی گمان ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

## (19) باب ذكر ابن صياد

## ابن صیاد کا ذکر

١٨٥١ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما ، قَالَ : اِنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ، قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ ، حَتّٰى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ ابن صیاد (یہودی لڑکا) کے یہاں جا رہی تھی۔ آخر بنو مغالہ (ایک انصاری قبیلہ) کے ٹیلوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتے

---

١٨٤٨ - البخاري في: 57 كتاب فرض الخمس: 8 باب قول النبي ﷺ احلت لكم الغنائم (3121) مسلم (2919)۔
١٨٤٩ - البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (2925) مسلم (2921) ترمذى (2236)۔
١٨٥٠ - البخاري في: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة في الإسلام (3609) مسلم (157) ترمذى (2218)۔

[1] [مسلم (2922)]

وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ يَحْتَلِمُ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟)) فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ؟ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ)) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَاذَا تَرَى؟)) قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ)) قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا)) قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُّ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُو قَدْرَكَ))۔ قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ۔ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ يَكُنْهُ، فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْهُ، فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ))۔

ہوئے ان لوگوں نے اسے پالیا۔ ابن صیاد بالغ ہونے کے قریب تھا۔ اسے (رسول ﷺ کی آمد کا) پتہ نہ چلا حتی کہ آنحضرت ﷺ نے (اس کے قریب پہنچ کر) اپنا ہاتھ اس کی پیٹھ پر مارا' اور فرمایا کیا تو اس کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا' اور پھر کہنے لگا۔ ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھوں کے نبی ہیں۔ اس کے بعد اس نے نبی ﷺ سے پوچھا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ نے اس کا جواب (صرف اتنا) دیا کہ میں اللہ اور اس کے (سچے) انبیا پر ایمان لایا۔ پھر نبی ﷺ نے دریافت فرمایا' تو کیا دیکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس ایک خبر سچی آتی ہے تو دوسری جھوٹی بھی۔ نبی ﷺ نے اس سے فرمایا اچھا میں نے تیرے لئے اپنے دل میں ایک بات سوچی ہے (بتا' وہ کیا ہے؟) ابن صیاد بولا کہ دھواں۔ حضور ﷺ نے فرمایا' ذلیل ہو' کم بخت! تو اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھ سکے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! مجھے اجازت ہو تو میں اس کی گردن ماردوں لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا' اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس پر قادر نہیں ہو سکتے اور اگر دجال نہیں ہے تو اس کی جان لینے میں کوئی خیر نہیں۔

١٨٥١۔ البخاری فی: 56 کتاب الجهاد: 178 باب کیف یعرض الإسلام علی الصبی (1355) مسلم (2930)۔

**لغوی توضیح** اَلْغِلْمَان بچے۔ خَبَاْتُ میں نے چھپایا ہے۔ اَلدُّخُ یہ کلمہ مکمل یوں ہے اَلدُّخَان، جس کا معنی ہے دھواں۔ گویا ابن صیاد کی حالت کاہنوں جیسی تھی کہ جن کے پاس جنات خبریں چوری کر کے لاتے ہیں، لیکن وہ کوئی بھی خبر کامل نہیں لاتے کیونکہ وہ جتنی خبر سنتے ہیں اتنی ہی لے آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس کا معاملہ کسی کاہن سے بڑھ کر نہ تھا، اسی لیے آپ ﷺ نے اسے فرمایا۔ اِخْسَاْ ذلیل ہو۔ فَلَنْ تَعْدُوَ تو ہرگز تجاوز نہ کر سکے گا۔

**فہم الحدیث** ابن صیاد مدینہ کے ایک یہودی کا بیٹا تھا۔ اس میں کچھ ایسی صفات تھیں جن سے یہ گمان ہوتا تھا کہ یہی دجال ہے۔ نبی ﷺ کے ان الفاظ ''اگر یہ دجال ہوا'' سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بھی شک تھا کہ ابن صیاد دجال ہے یا نہیں، اسی لیے آپ نے چھپ کر اس کے قریب جانے کی کوشش کی تھی تا کہ اس کا معاملہ واضح ہو سکے (جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے)۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو دجال کی صفات ہی بتائی گئی تھیں، اس کی شخصی تعیین کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔ واضح رہے کہ ابن صیاد دجال نہیں تھا کیونکہ دجال مکہ ومدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا جبکہ ابن صیاد مدینہ میں ہی پیدا ہوا اور اس کا مکہ جانا بھی ثابت ہے۔[1] اسی طرح دجال کے متعلق حدیث میں ہے کہ وہ بے اولاد ہوگا جبکہ ابن صیاد کی اولاد تھی۔[2] یہ اور اس طرح کے دیگر متعدد شواہد سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابن صیاد دجال نہیں بلکہ محض ایک کاہن تھا۔

۱۸۵۲۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ رضی الله عنهما، قَالَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، يَأْتِيَانِ النَّخْلَ الَّذِي فِيهِ ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ النَّخْلَ، طَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ، وَهُوَ يَخْتِلُ ابْنَ صَيَّادٍ أَنْ يَسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ۔ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ، فِي قَطِيفَةٍ لَهُ، فِيهَا رَمْزَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ صَيَّادٍ النَّبِيَّ ﷺ، وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ۔ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ: أَيْ صَافِ (وَهُوَ اسْمُهُ) فَثَارَ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ))۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نبی ﷺ اس کھجور کے باغ میں تشریف لائے جس میں ابن صیاد موجود تھا۔ جب آپ باغ میں داخل ہو گئے تو کھجور کے تنوں کی آڑ لیتے ہوئے آپ آگے بڑھنے لگے آپ چاہتے یہ تھے کہ اسے آپ کی موجودگی کا احساس نہ ہو سکے اور آپ اس کی باتیں سن لیں۔ ابن صیاد اس وقت اپنے بستر پر ایک چادر اوڑھے پڑھا تھا اور کچھ گنگنا رہا تھا۔ اتنے میں اس کی ماں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا کہ آپ کھجور کے تنوں کی آڑ لے کر آ گے آ رہے ہیں اور اسے آگاہ کر دیا کہ اے صاف! یہ اس کا نام تھا' ابن صیاد یہ سنتے ہی اچھل پڑا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کی ماں نے اسے یوں ہی رہنے دیا ہوتا تو حقیقت کھل جاتی۔

**لغوی توضیح** يَخْتِلُ دھوکہ دے رہے تھے۔ قَطِيفَة چادر۔ رَمْزَةٌ ہلکی آواز جسے سمجھنا مشکل تھا۔

---

۱۸۵۲۔ البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 178 باب كيف يعرض الإسلام على الصبي۔

[1] [مسلم (2928)] [2] [مسلم (2927)]

١٨٥٣ - حديث ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عنهما قَالَ : ثُمَّ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ - ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ ، فَقَالَ : ((إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ - لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوحٌ لِقَوْمِهِ - وَلَكِنْ سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ - تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ ، وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ)) -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر نبی ﷺ نے صحابہ کو خطاب فرمایا' آپ نے اللہ تعالیٰ کی ثنا بیان کی' جو اس کی شان کے لائق تھی ۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ میں بھی تمہیں اس (کے فتنوں) سے ڈراتا ہوں' کوئی نبی ایسا نہیں گزرا۔ جس نے اپنی قوم کو اس (کے فتنوں) سے نہ ڈرایا ہو' لیکن میں اس کے بارے میں تم سے ایک ایسی بات کہوں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی' اور بات یہ ہے کہ دجال کانا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

## (20) باب ذكر الدجال وصفته وما معه

## دجال اس کے اوصاف اور جو کچھ اس کے ساتھ ہوگا اس کا بیان

١٨٥٤ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، قَالَ : ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا ، بَيْنَ ظَهْرَيِ النَّاسِ ، الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ : ((إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ ، أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى ، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ )) -

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ایک دن لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے' لیکن دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا اس کی آنکھ اٹھے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔

١٨٥٥ - حديث أَنَسٍ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ - أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ - وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ )) -

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جو نبی بھی مبعوث کیا گیا اس نے اپنی قوم کو کانے جھوٹے سے ڈرایا۔ آگاہ رہو کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ''کافر'' لکھا ہوا ہے۔

١٨٥٦ - حديث حُذَيْفَةَ رضي الله عنه ، قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ : أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ : إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ : ((إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ ، إِذَا خَرَجَ ، مَاءً

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ وہ حدیث ہم سے نہیں بیان کریں گے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی؟ حضرت حذیفہ نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ آگ اور پانی دونوں

---

١٨٥٣ - البخاري في: 56 كتاب الجهاد: 178 باب كيف يعرض الإسلام على الصبي -

١٨٥٤ - البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 48 باب واذكر في الكتاب مريم ، مسلم (169) -

١٨٥٥ - البخاري في: 92 كتاب الفتن: 26 باب ذكر الدّجّال (7131) مسلم (2933) ابو داود (4216) ترمذى (2245) -

١٨٥٦ - البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 50 باب ما ذكر عن بني إسرائيل -

وَنَارًا ۔ فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ ۔ وَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ ۔ فَنَارٌ تُحْرِقُ فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ، فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ، فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ )) ۔

ہوں گے لیکن جو لوگوں کو آگ دکھائی دے گی وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور جو لوگوں کو ٹھنڈا پانی دکھائی دے گا تو وہ جلانے والی آگ ہوگی۔ اس لیے تم میں سے جو کوئی اس زمانے میں ہو تو اسے اس میں گرنا چاہیے جو آگ ہوگی کیونکہ وہ انتہائی شیریں اور ٹھنڈا پانی ہوگا۔

۱۸۵۷ ۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : (( أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا عَنِ الدَّجَّالِ، مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ ؟ إِنَّهُ أَعْوَرُ ۔ وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثَالِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ۔ فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ، هِيَ النَّارُ ۔ وَإِنِّي أُنْذِرُكُمْ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، کیوں نہ میں تمہیں دجال کے متعلق ایک ایسی بات بتا دوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو اب تک نہیں بتائی۔ وہ کانا ہوگا اور جنت اور جہنم جیسی چیز لائے گا۔ پس جسے وہ جنت کہے گا درحقیقت وہی دوزخ ہوگی اور میں تمہیں اس کے فتنے سے اسی طرح ڈراتا ہوں، جیسے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

**لغوی توضیح** الدَّجَّال دجل سے مشتق ہے، جس کا معنی جھوٹ بولنا، دھوکا دینا، ملمع سازی کرنا اور خلط ملط کر دینا مستعمل ہے اور یوں دجال کا معنی ہے بہت زیادہ جھوٹا اور بہت بڑا دھوکے باز۔ اسے مسیح (سیاحت کرنے والا) اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے فتنے کو پھیلاتا ہوا پوری دنیا کی سیاحت کرے گا۔ اس کا فتنہ اتنا بڑا ہے کہ تمام انبیاء نے اپنی امتوں کو اس سے ڈرایا۔ یہ قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ اس کا ظہور قیامت کے قریب عالمی جنگ کے بعد ہوگا۔ یہ خراسان میں واقع ایک بستی یہوداہ سے خروج کرے گا اور اس کا لشکر ستر ہزار یہودی ہوں گے۔[1] وہ داہنی آنکھ سے کانا ہوگا۔ اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہوگا۔ دجال پہلے نبوت کا اور پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا۔[2] اس کے ایک ہاتھ میں آگ اور دوسرے میں ٹھنڈا پانی ہوگا، اس کی آگ درحقیقت جنت اور پانی درحقیقت جہنم ہوگی۔ اسے اللہ کی طرف سے کچھ ایسی طاقتیں ملی ہوں گی جن کی وجہ سے بہت سے لوگ اس کے فتنہ کا شکار ہو جائیں گے جیسے ہوائیں چلانا، بارش برسانا، اناج اُگانا وغیرہ وغیرہ، وہ جہاں چاہے گا اناج اُگائے گا اور جہاں چاہے گا قحط مسلط کر دے گا[3] حتی کہ ایک مومن کو مار کر زندہ بھی کر دے گا۔ وہ مکہ و مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا، باقی ساری دنیا کو روند ڈالے گا۔ بالآخر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا جو اس کے خلاف جنگ کریں گے اور اسے بیت المقدس کے قریب ایک بستی لُد میں اپنے ہاتھوں سے قتل کریں گے۔[4]

۱۸۵۷ ۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 3 باب قول الله عز وجل "ولقد ارسلنا نوحا إلى قومه" (3338) مسلم (2936) ۔

[1] [مسلم (2944) کتاب الفتن]

[2] [قصه مسيح الدجال للألبانی (ص / 131)]

[3] [مسلم (2937) کتاب الفتن]

[4] [مسلم (ایضا)]

## (21) باب فی صفة الدجال وتحریم المدینة علیه وقتله المؤمن واحیائه

## دجال کا حلیہ وہ مدینہ منورہ میں داخل نہیں ہو سکے گا اور اس کا مومن کو قتل کرنا اور پھر زندہ کرنا

١٨٥٨ ـ حدیث اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، حَدِیْثًا طَوِیْلًا عَنِ الدَّجَالِ ـ فَکَانَ فِیْمَا حَدَّثَنَا بِهِ اَنْ قَالَ : ((یَاْتِی الدَّجَّالُ ، وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْهِ اَنْ یَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِیْنَةِ ، بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِی بِالْمَدِیْنَةِ ـ فَیَخْرُجُ اِلَیْهِ یَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَیْرُ النَّاسِ ، اَوْ مِنْ خَیْرِ النَّاسِ ـ فَیَقُوْلُ الدَّجَّالُ ـ اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْیَیْتُهُ ، هَلْ تَشُکُّوْنَ فِی الْاَمْرِ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : لَا فَیَقْتُلُهُ ثُمَّ یُحْیِیْهِ فَیَقُوْلُ ، حِیْنَ یُحْیِیْهِ : وَاللّٰهِ ! مَا کُنْتُ قَطُّ اَشَدَّ بَصِیْرَةً مِنِّی الْیَوْمَ ـ فَیَقُوْلُ الدَّجَّالُ : اَقْتُلُهُ ، فَلَا اُسَلَّطُ عَلَیْهِ )) ـ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دجال کے متعلق ایک لمبی حدیث بیان کی۔ آپ نے اپنی حدیث میں یہ بھی فرمایا تھا کہ دجال مدینہ کی ایک کھاری شور زمین تک (ہی) پہنچے گا (کیونکہ) اس پر مدینہ میں داخلہ تو حرام ہوگا (مدینہ سے) اس دن ایک شخص اس کی طرف نکل کر بڑھے گا یہ لوگوں میں ایک بہترین نیک مرد ہوگا یا (یہ فرمایا کہ) بزرگ ترین لوگوں میں سے ہوگا۔ وہ شخص کہے گا کہ گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی دجال ہے جس کے متعلق ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اطلاع دی تھی۔ دجال کہے گا کیا میں اسے قتل کر کے پھر زندہ کر ڈالوں تو تم لوگوں کو میرے معاملہ میں کوئی شبہ رہ جائے گا۔ اس کے حواری کہیں گے کہ نہیں۔ چنانچہ دجال انہیں قتل کر کے پھر زندہ کر دے گا۔ جب دجال انہیں زندہ کر دے گا تو وہ بندہ کہے گا بخدا اب تو مجھے پورا حال معلوم ہو گیا کہ تو ہی دجال ہے۔ دجال کہے گا لاؤ اسے پھر قتل کر دوں لیکن اس مرتبہ وہ قابو نہ پا سکے گا۔

**لغوی توضیح:** نِقَابَ الْمَدِیْنَةِ مدینہ کے راستے۔ السِّبَاخ جمع ہے سبخة کی معنی ہے شور زمین۔ فَیَخْرُجُ اِلَیْهِ ...... اس روز اس کی طرف ایک (نیک) شخص نکل کر بڑھے گا۔ کچھ کا کہنا ہے کہ وہ خضر علیہ السلام ہوں گے، لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

## (22) باب فی الدجال وهو اهون علی الله

## دجال کا ظاہر کرنا اللہ پر آسان ہوگا

١٨٥٩ ـ حدیث الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ ، قَالَ : مَا سَاَلَ اَحَدٌ النَّبِیَّ ﷺ ، عَنِ الدَّجَّالِ ، مَا سَاَلْتُهُ وَاِنَّهُ قَالَ لِی : (( مَا یَضُرُّكَ مِنْهُ ؟ )) قُلْتُ : لِاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ ـ قَالَ : (( هُوَ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دجال کے بارے میں نبی ﷺ سے جتنا میں نے پوچھا اتنا کسی نے نہیں پوچھا اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اس سے تمہیں کیا نقصان پہنچے گا؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹی کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ فرمایا کہ وہ اللہ پر اس سے بھی زیادہ آسان ہے (یعنی پانی کی

١٨٥٨ ـ البخاری فی: 29 کتاب فضائل المدینة: 9 باب لا یدخل الدجال المدینة (1882) مسلم (2938) ـ
١٨٥٩ ـ البخاری فی: 92 کتاب الفتن: 26 باب ذکر الدجال ـ

اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ))۔

نہر وغیرہ، اللہ کے آگے یہ چیزیں کوئی مشکل نہیں)۔

## (23) باب في خروج الدجال ومكثه في الارض

## دجال کا ظہور اور اس کا زمین پر ٹھہرنا

۱۸۶۰۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: ((لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ۔ لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ، اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ يَحْرُسُونَهَا۔ ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِاَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَ مُنَافِقٍ))۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا شہر نہیں ملے گا جسے دجال پامال نہ کرے گا۔ سوائے مکہ اور مدینہ کے۔ ان کے ہر راستے پر صف بستہ فرشتے کھڑے ہوں گے جو ان کی حفاظت کریں گے۔ پھر مدینہ کی زمین تین مرتبہ کانپے گی جس سے ایک ایک کافر اور منافق کو اللہ تعالیٰ اس میں سے باہر کر دے گا۔

**لغوی توضیح** صَافِّينَ صف باندھے ہوئے۔ يَحْرُسُونَ پہرہ دیتے ہیں۔ تَرْجُفُ کانپے گا۔

## (26) باب قرب الساعة

## قرب قیامت کا بیان

۱۸۶۱۔ حديث ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ: يَقُولُ: ((مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ اَحْيَاءٌ))۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ وہ بدبخت ترین لوگوں میں سے ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ قیامت صرف بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی۔ کیونکہ قیامت سے پہلے ہر مومن کی روح ایک ٹھنڈی ہوا کے ذریعے قبض کر لی جائے گی، لہٰذا زمین پر صرف بدترین لوگ ہی باقی رہ جائیں گے اور انہی پر قیامت برپا ہوگی۔

۱۸۶۲۔ حديث سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَاَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: بِاِصْبَعَيْهِ هٰكَذَا، بِالْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الْاِبْهَامَ ((بُعِثْتُ وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ))۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے قریب والی انگلی کے اشارے سے فرما رہے تھے کہ میں ایسے وقت میں مبعوث ہوا ہوں کہ میرے اور قیامت کے درمیان صرف ان دو کے برابر فاصلہ ہے۔

۱۸۶۳۔ حديث اَنَسٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، میں اور قیامت

---

۱۸۶۰۔ البخاري في: 29 كتاب فضائل المدينة: 9 باب لا يدخل الدجال المدينة۔

۱۸۶۱۔ البخاري في: 92 كتاب الفتن: 5 باب ظهور الفتن، مسلم (2949) احمد (3735) بغوى (4286)۔

۱۸۶۲۔ البخاري في 65 كتاب التفسير: 79 باب سورة والنازعات (4936) مسلم (2950) ابن حبان (6642)۔

۱۸۶۳۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 39 باب قول النبي ﷺ بعثت انا والساعة كهاتين (6504) مسلم (2951)۔

ﷺ ' قَالَ: (( بُعِثْتُ وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ )) ۔ ان دونوں (انگلیوں) کی طرح (نزدیک نزدیک) بھیجے گئے ہیں۔

**لغوی توضیح** بُعِثْتُ ...... مجھے اور قیامت کو ان دونوں کی مانند بھیجا گیا ہے۔ مراد قیامت کا قریب ہونا ہے۔

## (27) باب ما بين النفختين

## دونوں صوروں کی دو پھونکوں کے درمیان کتنا وقفہ ہوگا

١٨٦٤ ۔ حديث اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ' قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ )) قَالَ : اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا ؟ قَالَ : (( اَبَيْتُ )) قَالَ : اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا ؟ قَالَ : (( اَبَيْتُ )) قَالَ : اَرْبَعُوْنَ سَنَةً ؟ قَالَ: (( اَبَيْتُ )) قَالَ : (( ثُمَّ يُنْزِلُ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ ' لَيْسَ مِنَ الْاِنْسَانِ شَيْءٌ اِلَّا يَبْلَى اِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا ' وَهُوَ عَجْبُ الذَّنْبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو صور پھونکے جانے کے درمیان چالیس فاصلہ ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں نے پوچھا کیا چالیس دن مراد ہیں؟ انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں پھر شاگردوں نے پوچھا' کیا چالیس مہینے مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ پھر پوچھا کہ چالیس سال مراد ہیں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برسائے گا، جس کی وجہ سے تمام مردے جی اٹھیں گے جیسے سبزیاں پانی سے اُگ آتی ہیں۔ اس وقت انسان کا ہر حصہ گل چکا ہوگا' سوائے ریڑھ کی ہڈی کے اور اس سے قیامت کے دن تمام مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

**لغوی توضیح** النَّفْخَتَيْنَ دو نفخے یعنی دو مرتبہ صور میں پھونکا جانا۔ جب پہلی مرتبہ پھونکا جائے گا تو تمام مخلوقات مر جائیں گی اور جب دوسری مرتبہ پھونکا جائے گا تو تمام زندہ ہو جائیں گی۔ اَبَيْتُ میں نے انکار کیا (ایسا کچھ بھی بتانے سے جس کا مجھے علم نہیں)۔ الْبَقْلُ سبزی۔ عَجْبُ الذَّنْبِ ریڑھ کی ہڈی۔

١٨٦٥ ۔ حديث اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : (( يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهُ وَاحِدٌ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میت کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں دو تو واپس آجاتی ہیں صرف ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے گھر

---

١٨٦٤ ۔ البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 78 باب سورة عم يتساء لون (4814) مسلم (2955) ابو داود (4743) ۔

١٨٦٥ ۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 42 باب سكرات الموت (6514) مسلم (2960) بغوی (4056) ۔

يَتْبَعُهُ اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ ۔ فَيَرْجِعُ اَهْلُهُ وَمَالُهُ، وَيَبْقَى عَمَلُهُ )) ۔

والے اس کا مال اور اس کا عمل چلتا ہے۔ اس کے گھر والے اور مال تو واپس آ جاتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔

**لغوی توضیح** الزُّهد دنیا سے بے رغبتی۔ الرِّقَاق دل کو نرم کرنے والی باتیں۔ وَمَالُهُ اور اس کا مال۔ اس وقت جنازے کے ساتھ میت کی سواری کو بھی لے جایا جاتا تھا، مال سے یہی مراد ہے۔ ورنہ آج کل میت کے اہل وعیال (اور اس کا عمل) ہی جنازے کے ساتھ جاتے ہیں ایسا کوئی مال نہیں جاتا۔ وَيَبْقَى عَمَلُهُ اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔ یعنی اس کے ساتھ قبر میں داخل ہوتا ہے اور اس کے پاس خوبصورت آدمی کی شکل میں آتا ہے اگر وہ نیک ہو اور اگر بد ہو تو بدترین آدمی کی صورت میں آتا ہے۔[1]

١٨٦٦۔ **حدیث** عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْاَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ، وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا ۔ قَالَ : اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَاْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ صَالَحَ اَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِي عُبَيْدَةَ فَوَافَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الْفَجْرَ انْصَرَفَ ۔ فَتَعَرَّضُوْا لَهُ ۔ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ رَآهُمْ وَقَالَ : (( اَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ )) قَالُوْا : اَجَلْ ۔ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : (( فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ ۔ فَوَاللّٰهِ ! لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ ، وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا

حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ جو بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور جنگ بدر میں شریک تھے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین جزیہ وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ آپ ﷺ نے بحرین کے لوگوں سے صلح کی تھی اور ان پر حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا تھا۔ جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین کا مال لے کر آئے تو انصار کو معلوم ہو گیا کہ ابوعبیدہ آ گئے ہیں۔ چنانچہ فجر کی نماز سب لوگوں نے نبی ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا چکے تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ میرا خیال ہے تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہ کچھ لے کر آئے ہیں؟ انصار نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا، تمہیں خوش خبری ہو اور اس چیز کے لیے تم پرامید رہو جس سے تمہیں خوشی ہوگی، لیکن خدا کی قسم! میں تمہارے بارے میں محتاجی اور فقر سے نہیں ڈرتا۔ مجھے اگر خوف ہے تو اس بات کا کہ دنیا کے دروازے تم پر اس طرح کھول دیئے جائیں گے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کھول دیئے گئے تھے، تو ایسا نہ ہو کہ تم بھی ان کی طرح ایک دوسرے سے جلنے لگو اور یہ جلنا تم کو بھی اسی طرح تباہ کر دے جیسا کہ پہلے لوگوں کو کیا تھا۔

١٨٦٦۔ البخاري في: 58 كتاب الجزية: 1 باب الجزية والموادعة مع اهل الحرب (3158) مسلم (2961) ۔

[1] [ حسن : الترغيب والترهيب لمحي الدين ديب مستو (٥٢٢١) مسند احمد (٤/ ٢٨٧)]

كَمَا تَنَافَسُوهَا، وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ ))۔

لغوی توضیح: اَمِّلُوا امید رکھو۔ تُبْسَطَ فراخ وکشادہ کردی جائے۔ فَتَنَافَسُوهَا تم اس کی رغبت میں باہم مقابلہ کرو۔

فہم الحدیث: معلوم ہوا کہ جسے دنیا میں مال ودولت کی فراخی نصیب ہو اسے چاہیے کہ مال کے فتنے سے ڈرتا رہے اور اس میں دوسروں سے مقابلہ بازی نہ کرے۔ اس سے یہ بھی اخذ کیا گیا ہے کہ فقر ومحتاجی غنی وتونگری سے افضل ہے کیونکہ تونگری فتنہ میں مبتلا کرا دیتی ہے اور بعض اوقات انسان کی تباہی کا باعث بنتی ہے جبکہ فقیر اس فتنہ سے امن میں رہتا ہے۔

۱۸۶۷۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( إِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ إِلَى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو مال اور شکل وصورت میں اس سے بڑھ کر ہے تو اس وقت اسے ایسے شخص کا دھیان کرنا چاہیے جو اس سے کم درجہ کا ہے۔

فہم الحدیث: یہ حکم اس لیے دیا کیونکہ انسان جب اپنے سے زیادہ مالدار، زیادہ جاہ وحشمت والے اور زیادہ نعمتوں والے شخص کو دیکھتا ہے تو اس نعمت کو حقیر سمجھتا ہے جو اس پر ہے اور حرص ولالچ اور ناشکری کا مرتکب ہوتا ہے اور جب اپنے سے غریب، درجے میں کم تر اور کم نعمتوں والے انسان کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت پر شکر کرتا ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ دین کے معاملات میں اپنے سے کم تر (یعنی کم عبادت واطاعت کرنے والے) کو نہیں بلکہ بلندتر (جو تقویٰ وپرہیز گاری میں زیادہ ہو) کو دیکھنا چاہیے۔

۱۸۶۸۔ حدیث اَبِی هُرَيْرَةَ ﷺ، اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : (( إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ، اَبْرَصَ وَاَقْرَعَ وَاَعْمَى بَدَا لِلّٰهِ اَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَاَتَى الْاَبْرَصَ فَقَالَ : اَيُّ شَيْءٍ اَحَبُّ إِلَيْكَ ؟ قَالَ : لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ ۔ قَالَ : فَمَسَحَهُ، فَذَهَبَ عَنْهُ ۔ فَاُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا فَقَالَ : (( اَيُّ الْمَالِ اَحَبُّ إِلَيْكَ ؟ قَالَ : الْاِبِلُ ۔ فَاُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ : يُبَارَكُ لَكَ فِيهَا ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے، ایک کوڑھی، دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کا امتحان لے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اسے پوچھا کہ تمہیں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اچھا رنگ اور اچھی چمڑی کیونکہ مجھ سے لوگ پرہیز کرتے ہیں، بیان کیا کہ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری دور ہوگئی اور اس کا رنگ بھی خوبصورت ہوگیا اور چمڑی بھی اچھی ہوگئی۔ فرشتے نے پوچھا کس طرح کا مال زیادہ پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ اونٹ۔ چنانچہ اسے حاملہ اونٹنی دی گئی اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت

۱۸۶۷۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 30 باب لینظر إلی من هو اسفل منه...(6490) مسلم (2963) بغوی (4100)۔
۱۸۶۸۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبياء: 51 باب حديث ابرص ...(3464) مسلم (2964) ابن حبان (314)۔

وَاَتَى الْاَقْرَعَ فَقَالَ : اَىُّ شَىْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ : شَعْرٌ حَسَنٌ ، وَيَذْهَبُ عَنِّى هٰذَا ۔ قَدْ قَذِرَنِى النَّاسُ ۔ قَالَ : فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ وَاُعْطِىَ شَعْرًا حَسَنًا ۔ قَالَ : فَاَىُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ : اَلْبَقَرُ قَالَ : فَاَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا ۔ وَقَالَ : يُبَارَكُ لَكَ فِيْهَا ۔

وَاَتَى الْاَعْمٰى فَقَالَ : اَىُّ شَىْءٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ ؟ قَالَ : يَرُدُّ اللّٰهُ اِلَىَّ بَصَرِى فَاُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ ۔ قَالَ : فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَيْهِ بَصَرَهُ ۔ قَالَ : فَاَىُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَيْكَ؟ قَالَ : اَلْغَنَمِ فَاَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا ۔ فَاُنْتِجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا ۔ فَكَانَ لِهٰذِهٖ وَادٍ مِنْ اِبِلٍ وَلِهٰذَا وَادٍ مِنْ بَقَرٍ ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ ۔

ثُمَّ اِنَّهُ اَتَى الْاَبْرَصَ فِى صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ ، فَقَالَ : رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ تَقَطَّعَتْ بِىَ الْحِبَالُ فِى سَفَرِى فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ، ثُمَّ بِكَ ۔ اَسْاَلُكَ ، بِالَّذِى اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ ، وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ ، وَالْمَالَ ، بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِى سَفَرِى ۔ فَقَالَ لَهُ : اِنَّ الْحُقُوْقَ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ لَهُ : كَاَنِّى اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ ، فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ ؟ فَقَالَ : لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ عَنْ كَابِرٍ ۔ فَقَالَ : اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا ، فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلَى مَا كُنْتَ ۔

دے گا۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ عمدہ بال اور موجودہ عیب میرا ختم ہو جائے' کیونکہ لوگ اس کی وجہ سے مجھ سے پرہیز کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا عیب جاتا رہا اور اس کے بجائے عمدہ بال آ گئے۔ فرشتے نے پوچھا' کس طرح کا مال پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ گائے۔ فرشتے نے اسے حاملہ گائے دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا۔ پھر اندھے کے پاس آیا اور فرشتے نے کہا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے آنکھوں کی روشنی دے دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی اسے واپس دے دی۔ پھر پوچھا کہ کس طرح کا مال تم پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ بکریاں! فرشتے نے اسے حاملہ بکری دے دی۔ پھر تینوں جانوروں کے بچے پیدا ہوئے' یہاں تک کہ کوڑھی کے اونٹوں سے اس کی وادی بھر گئی' گنجے کی گائے بیل سے اس کی وادی بھر گئی اور اندھے کی بکریوں سے اس کی وادی بھر گئی۔ پھر دوبارہ فرشتہ اپنی اسی پہلی شکل میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک نہایت مسکین وفقیر آدمی ہوں' سفر کا تمام سامان واسباب ختم ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے حاجت پوری ہونے کی امید نہیں' لیکن میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں اچھا رنگ اور اچھا چمڑا اور مال عطا کیا' ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس سے سفر کو پورا کر سکوں۔ اس نے فرشتے سے کہا کہ میرے ذمہ حقوق اور بہت سے ہیں۔ فرشتے نے کہا' غالباً میں تمہیں پہچانتا ہوں' کیا تمہیں کوڑھ کی بیماری نہیں تھی جس کی وجہ سے لوگ تم سے گھن کیا کرتے تھے' تم ایک فقیر اور قلاش تھے! پھر تمہیں اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں عطا کیں؟ اس نے کہا کہ یہ ساری دولت تو میرے باپ دادا سے چلی آ رہی ہے۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے

وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ وَهَيْئَتِهِ ' فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهَذَا ۔ فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هَذَا۔ فَقَالَ : اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا ' فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلَى مَا كُنْتَ ۔

وَاَتَى الاَعْمَى فِي صُورَتِهِ ۔ فَقَالَ : رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ ' وابْنُ سَبِيْلٍ ' وَتَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي ۔ فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ' ثُمَّ بِكَ ۔ اَسْاَلُكَ ' بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ ' شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي ۔ فَقَالَ : قَدْ كُنْتُ اَعْمَى فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرِي ' وَفَقِيْرًا فَقَدْ اَغْنَانِي فَخُذْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰهِ ! لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ اَخَذْتَهُ لِلّٰهِ ۔ فَقَالَ : اَمْسِكْ مَالَكَ ۔ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ ' وَسَخِطَ عَلَى صَاحِبَيْكَ ۔

ہوتو اللہ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس اپنی اسی پہلی صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی درخواست کی اور اس نے بھی وہی کوڑھی والا جواب دیا۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہوتو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس اپنی اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں سفر کے تمام اسباب ختم ہو چکے ہیں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے حاجت پوری ہونے کی توقع نہیں' میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں تمہاری بینائی واپس دی ہے' ایک بکری مانگتا ہوں جس سے اپنے سفر کی ضروریات پوری کر سکوں۔ اندھے نے جواب دیا کہ واقعی میں اندھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے بینائی عطا فرمائی اور واقعی میں فقیر ومحتاج تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دار بنایا' تم جتنی بکریاں چاہو لے سکتے ہو' اللہ کی قسم جب تم نے خدا کا واسطہ دیا تو جتنا بھی تمہارا جی چاہے لے جاؤ میں تمہیں ہرگز نہیں روک سکتا۔ فرشتے نے کہا کہ تم اپنا مال اپنے پاس رکھو' یہ تو صرف امتحان تھا اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور خوش ہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہے۔

**لغوی توضیح** اَبْرَص کوڑھ کا مریض۔ اَقْرَع گنجا۔ اَعْمٰی اندھا۔ عُشَرَاءَ حاملہ۔ قَذِرَنِی مجھ سے کراہت کرتے ہیں۔ فَاُنْتِجَ هَذَانِ ان دونوں (اونٹنی اور گائے) نے اولاد جنی۔ وَوَلَّدَ هَذَا اور اس (بکری) نے بھی اولاد پیدا کی۔ اَلْحِبَالُ اسباب۔ فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اللہ تجھے لوٹا دے۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات کرتے رہنا چاہیے، کمزوروں کے ساتھ نرمی وہمدردی کرنی چاہیے اور بخیلی وکنجوسی سے بچتے ہوئے ہر وقت اللہ کی نعمتوں کا شکرادا کرتے رہنا چاہیے۔

١٨٦٩ ۔ **حديث** سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : اِنِّي لَاَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرَاَيْتُنَا نَغْزُو وَمَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهَذَا السَّمُرُ ۔ وَاِنَّ اَحَدَنَا لَيَضَعُ

حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں سب سے پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کے راستے میں تیر چلائے۔ ہم نے اس حال میں وقت گزارا ہے کہ جہاد کر رہے تھے اور ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز' حبلہ کے پتوں اور اس ببول کے سوا' کھانے کے لیے نہیں

١٨٦٩ ۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 17 باب كيف كان عيش النبي ﷺ ...(3728) مسلم (2966) ابن ماجه (131) ۔

كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ، مَالَهُ خِلْطٌ - ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ! خِبْتُ إِذًا، وَضَلَّ سَعْيِي -

تھی اور ہم بکری کی مینگنیوں کی طرح پاخانہ کرتے تھے۔ اب یہ بنو اسد کے لوگ مجھ کو اسلام سکھلا کر درست کرنا چاہتے ہیں۔ پھر تو میں بالکل بدنصیب ٹھہرا اور میرا سارا کیا کرایا اکارت گیا۔

**لغوی توضیح** اَلْحُبْلَة ایک جنگلی درخت جس پر بہت کانٹے ہوتے ہیں۔ لَیَضَعُ یہ کنایہ ہے اس چیز سے جو پاخانے کے وقت خارج ہوتی ہے۔ بَنُو اَسَد مراد ہے ابن خزیمہ بن مدرکہ۔ جنہوں نے تاخیر سے اسلام قبول کیا۔ پھر نبی ﷺ کی وفات کے بعد مرتد ہو کر مدعی نبوت طلیحہ کے پیروکار بن گئے۔ پھر عہد صدیقی میں ان سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تو وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے اور کوفہ میں رہائش اختیار کر لی۔ پھر جب سعد رضی اللہ عنہ کوفہ کے امیر مقرر ہوئے تو انہوں نے چند آدمیوں کے ساتھ مل کر عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی شکایت لگائی کہ ان کی نماز اچھی نہیں۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا۔ تب سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی کہ تُعَزِّرُنِي عَلَى الْإِسْلَامِ اب یہ بنو اسد مجھے اسلام سکھانا چاہتے ہیں۔

۱۸۷۰ - **حديث** أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (( اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوتًا )) -

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی ''اے اللہ آلِ محمد کو اتنی روزی دے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔''

**لغوی توضیح** قُوتاً صرف اتنی روزی جس سے ضرورت پوری ہو جائے، اس سے زائد نہیں۔

۱۸۷۱ - **حديث** عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ، مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ، ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا، حَتّٰى قُبِضَ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آل محمد نے کبھی برابر تین دن تک گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

**لغوی توضیح** مَا شَبِعَ نہیں پیٹ بھر کر کھایا۔ آلُ مُحَمَّدٍ آل محمد نے (مراد ہیں نبی ﷺ اور ان کی ازواج مطہرات)۔ اَلْبُرّ گیہوں، گندم۔ تِبَاعًا پے در پے، مسلسل۔

۱۸۷۲ - **حديث** عَائِشَةَ رضي الله عنها، قَالَتْ: مَا أَكَلَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ، أَكْلَتَيْنِ فِي يَوْمٍ إِلَّا إِحْدَاهُمَا تَمْرٌ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے گھرانے نے اگر کبھی ایک دن میں دو مرتبہ کھانا کھایا تو ضرور اس میں ایک وقت صرف کھجوریں ہوتی تھیں۔

---

۱۸۷۰ - البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 17 باب كيف كان عيش النبي ...، مسلم (1055) -

۱۸۷۱ - البخاري في: 70 كتاب الاطعمة: 23 باب ما كان النبي ﷺ واصحابه ياكلون (5416) مسلم (2970) -

۱۸۷۲ - البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 17 باب كيف كان عيش النبي ﷺ واصحابه (6455) مسلم (2971) -

**لغوی توضیح** اِحْدَاھُمَا تَمْرٌ اس میں ایک وقت کھجوریں ہوتیں۔ اس میں اشارہ ہے کہ انہیں کھجوریں بآسانی دستیاب تھیں کیونکہ مدینہ میں کھجوروں کے درخت بہت تھے اور بنونضیر، خیبر اور فدک سے بھی آپ ﷺ کی بیویوں کو کھجوریں آیا کرتی تھیں۔

١٨٧٣ - حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها' أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ: ابْنِ أُخْتِي! إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ، ثَلَاثَةَ أَهِلَّةٍ فِي شَهْرَيْنِ وَمَا أُوْقِدَتْ فِي أَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَارٌ. (قَالَ عُرْوَةُ) فَقُلْتُ: يَا خَالَةُ! مَا كَانَ يُعِيْشُكُمْ؟ قَالَتْ: الْأَسْوَدَانِ: التَّمْرُ وَالْمَاءُ إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ' جِيْرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، كَانَتْ لَهُمْ مَنَائِحُ، وَكَانُوا يَمْنَحُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَلْبَانِهِمْ فَيَسْقِيْنَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ رحمہ اللہ سے کہا' میرے بھانجے! آپ ﷺ کے عہد مبارک میں (یہ حال تھا کہ) ہم ایک چاند دیکھتے' پھر دوسرا دیکھتے' پھر تیسرا دیکھتے' اسی طرح دو دو مہینے گزر جاتے اور رسول ﷺ کے گھروں میں (کھانا پکانے کے لیے) آگ نہ جلتی تھی۔ (حضرت عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا' خالہ اماں! پھر آپ لوگ زندہ کس طرح رہتی تھیں؟ آپ نے فرمایا کہ صرف دو کالی چیزوں ''کھجور اور پانی پر''۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کے چند انصاری پڑوسی تھے۔ جن کے پاس دودھ دینے والی بکریاں تھیں اور وہ رسول ﷺ کے یہاں بھی ان کا دودھ تحفہ کے طور پر پہنچایا کرتے تھے۔ آپ اسے ہمیں بھی پلا دیا کرتے تھے۔

**لغوی توضیح** اَلْاَسْوَدَان دو کالی چیزیں۔ کھجور کالی ہوتی ہے پانی نہیں، پھر بھی اسے کالا کہا گیا ہے۔ ایسا تغلیباً ہے جیسے شمس وقمر کو قمرین اور ابوبکر وعمر کو عمرین کہہ دیا جاتا ہے۔ مَنَائِحُ جمع ہے منیحه کی، مراد دودھ والی اونٹنی اور بکری ہے۔

١٨٧٤ - حديث عَائِشَةَ رضى الله عنها ' قَالَتْ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ حِيْنَ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ: التَّمْرِ وَالْمَاءِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو ان دنوں ہم دو کالی چیزوں ''پانی اور کھجور'' سے سیر ہو جانے لگے تھے۔

١٨٧٥ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ' مِنْ طَعَامٍ' ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ' حَتّٰى قُبِضَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ کی وفات تک آل محمد پر کبھی ایسا زمانہ نہیں گزرا کہ تین دن برابر انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔

## (1) باب لا تدخلوا مساكن الذين ظلموا انفسهم الا ان تكونوا باكين

## معذوب لوگوں کی رہائشوں سے روتے ہوئے گزرو

١٨٧٦ - حديث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ'

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

١٨٧٣ - البخاری فی: 51 كتاب الهبة: 1 باب الهبة وفضلها والتحريض عليها (2567) مسلم (2972) ابن حبان (729)۔
١٨٧٤ - البخاری فی: 70 كتاب الاطعمة 60 باب من اكل حتى شبع (5383) مسلم (2975) احمد (25687) ۔
١٨٧٥ - البخاری فی: 70 كتاب الاطعمة: 1 باب قول الله تعالى "كلوا من طيبات ما رزقناكم" ، مسلم (2976)۔
١٨٧٦ - البخاری فی: 8 كتاب الصلاة: 53 باب الصلاة فی مواضع الخسف والعذاب (433) مسلم (2980)۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : (( لَا تَدْخُلُوا عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ ، اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوا بَاكِيْنَ ، فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوا بَاكِيْنَ ، فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ ، لَا يُصِيْبُكُمْ مَا اَصَابَهُمْ )) ۔

ان عذاب والوں کے آثار سے اگر تمہارا گزر ہو تو روتے ہوئے گزرو اگر تم اس موقع پر رو نہ سکو تو ان سے گزرو ہی نہ۔ ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی ان کا سا عذاب آ جائے۔

**لغوی توضیح** اَلْمُعَذَّبِيْنَ جنہیں عذاب دیا گیا ہے۔ مراد قوم ثمود ہے۔ یہ آپ ﷺ نے اس وقت ارشاد فرمایا جب آپ تبوک جاتے ہوئے راستے میں قوم ثمود کے علاقے سے گزرے (جن کی بستیاں عذاب کی وجہ سے ہلاک ہو چکی تھیں)۔ لَا يُصِيْبُكُمْ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ پہنچ جائے۔ مراد یہ ہے کہ اگر تم نے ان سے عبرت حاصل نہ کی اور اس طرح غور و فکر نہ کیا جیسے وہ بھی غور و فکر سے کام نہیں لیتے تھے تو عین ممکن ہے کہ تم بھی ان کی طرح کے عمل کرنے لگو اور تم پر بھی ان کی طرح کا عذاب نازل ہو جائے۔ یہ مقصود نہیں تھا کہ محض ان کی بستیوں میں داخلے سے ہی عذاب نازل ہو جائے گا۔

۱۸۷۷ ۔ حدیث عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عنہما ، اَنَّ النَّاسَ نَزَلُوا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْضَ ثَمُوْدَ ، الْحِجْرَ ، فَاسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا ، وَاعْتَجَنُوا بِهِ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّهْرِيقُوا مَا اسْتَقَوْا مِنْ بِئْرِهَا وَاَنْ يَّعْلِفُوا الْاِبِلَ الْعَجِيْنَ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّسْتَقُوا مِنَ الْبِئْرِ الَّتِي كَانَ تَرِدُهَا النَّاقَةُ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ صحابہ نے نبی ﷺ کے ساتھ ثمود کی بستی حجر میں پڑاؤ کیا تو وہاں کے کنوؤں کا پانی اپنے برتنوں میں بھر لیا اور آٹا بھی اس پانی سے گوندھ لیا۔ لیکن حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ جو پانی انہوں نے اپنے برتنوں میں بھر لیا ہے اسے انڈیل دیں اور گندھا ہوا آٹا جانوروں کو کھلا دیں۔ اس کے بجائے حضور ﷺ نے انہیں یہ حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی لیں جس سے صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔

**لغوی توضیح** فَاسْتَقَوْا انہوں نے پانی بھر لیا۔ اِعْتَجَنُوا آٹا گوندھ لیا۔ تَرِدُهَا جس پر (اونٹنی) وارد ہوتی تھی۔

## (2) باب الاحسان الى الارملة والمسكين واليتيم

## بیوہ، یتیم اور مسکین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا بیان

۱۸۷۸ ۔ حدیث اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (( السَّاعِي عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ ، اَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلَ الصَّائِمِ النَّهَارَ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے، یا رات بھر عبادت اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔

۱۸۷۷ ۔ البخاري في: 60 كتاب الانبياء: 17 باب قول الله تعالى "والى ثمود اخاهم صالحا" (3378) مسلم (2981) ۔

۱۸۷۸ ۔ البخاري في: 69 كتاب النفقات: 1 باب فضل النفقة على الاهل (5353) مسلم (2982) ترمذي (1969) ۔

لغوی توضیح: السَّاعِی مراد وہ شخص ہے جو اخراجات کا بندوبست کرے، ان کے لیے کمائی کرے۔ الْاَرْمَلَة وہ عورت جس کا شوہر نہ ہو، خواہ بیوہ ہو یا شادی نہ کرنے کی وجہ سے اکیلی ہو۔

فہم الحدیث: اس حدیث سے بے سہارا عورتوں اور مساکین کی کفالت کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

## (3) باب فضل بناء المساجد

## مساجد بنانے کی فضیلت

۱۸۷۹ ۔ حدیث عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ: عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيْهِ، حِيْنَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُوْلِ ﷺ: اِنَّكُمْ اَكْثَرْتُمْ ۔ وَاِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: (( مَنْ بَنَى مَسْجِدًا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ، بَنَى اللّٰهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ)) ۔

عبیداللہ خولانی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر کے متعلق لوگوں کی باتوں کو سن کر فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت زیادہ باتیں کی ہیں۔ حالانکہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے مسجد بنائی اس سے مقصود اللہ پاک کی رضا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی ایک گھر جنت میں اس کے لیے بنائے گا۔

لغوی توضیح: عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيْهِ اس کی تعمیر کے متعلق لوگوں کی باتیں سن کر (صحابہ نے یہ باتیں کی تھیں کہ مسجد نبوی کو اسی طرح رہنے دیا جائے جیسے عہد نبوی میں تھی یعنی کچی اینٹوں اور کھجور کی ٹہنیوں سے تعمیر شدہ۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ اسے پختہ کر دیا جائے۔ چنانچہ بعدازاں انہوں نے اسے منقش پتھروں کے ساتھ تعمیر کرا دیا)۔

فہم الحدیث: ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے رضائے الٰہی کی غرض سے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس سے وسیع و کشادہ گھر بنائے گا۔[1]

## (5) باب تحريم الرياء

## ریا (نمود و نمائش) حرام ہے

۱۸۸۰ ۔ حدیث جُنْدَبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (( مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللّٰهُ بِهِ )) ۔

حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا (کسی نیک کام کے نتیجہ میں) جو شہرت کا طالب ہو اللہ تعالیٰ اس کی بدنیتی قیامت کے دن سب کو سنا دے گا۔ اسی طرح جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لیے نیک کام کرے اللہ بھی قیامت کے دن اسے سب کو دکھلا دے گا۔

---

۱۸۷۹ ۔ البخاری فی: 8 کتاب الصلاة: 65 باب من بنی مسجدًا ۔

۱۸۸۰ ۔ البخاری فی: 81 کتاب الرقاق: 36 باب الریاء والسمعة (6499) مسلم (2987) حمیدی (778) ۔

[1] صحیح: السلسلة الصحیحة (3445)

**لغوی توضیح** مَنْ سَمَّعَ جو (اپنے نیک عمل پر) شہرت کا طالب ہو۔ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ اللہ اسے شہرت دے گا (اور اسے تمام مخلوقات کے سامنے اس کی بری نیت کی وجہ سے رسوا کرے گا)۔ مَنْ يُرَائِي اور جو ریاکاری کرے۔ ریاکاری یہ ہے کہ نیک عمل لوگوں کو دکھانے کے لیے کرنا تا کہ وہ اسے بہت نیک و متقی سمجھیں۔ حدیث میں ریاکاری کو چھوٹا شرک بھی کہا گیا ہے۔[1] اس لیے کہ ہر نیک عمل کو صرف اللہ کے لیے کرنا چاہیے لیکن ریاکار وہ عمل لوگوں کو دکھانے کی غرض کرتا ہے اور یوں وہ لوگوں کو اللہ کا شریک بنا دیتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ روز قیامت سب سے پہلے شہید، قاری اور سخی کو جہنم میں پھینکا جائے گا اس لیے کہ انہوں نے اپنے اپنے عمل میں ریاکاری کی ہوگی۔[2] معلوم ہوا کہ ریاکاری حرام ہے۔

## (6) باب حفظ اللسان

## زبان کی حفاظت کا حکم

١٨٨١ ۔ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا، يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ))۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ بندہ ایک بات زبان سے نکالتا ہے اور اس کے متعلق سوچتا نہیں (کہ کتنی کفر اور بے ادبی کی بات ہے) جس کی وجہ سے وہ دوزخ کے گڑھے میں اتنی دور گر پڑتا ہے جتنا مشرق سے مغرب دور ہے۔

**لغوی توضیح** لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ بندہ کوئی کلمہ بولتا ہے۔ یعنی اللہ کی ناراضگی کا۔ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا اس میں کتنا گناہ ہے یہ نہیں سوچتا۔ يَزِلُّ گر جاتا ہے۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ صرف خیر کی بات کرنی چاہیے ورنہ خاموش رہنا چاہیے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے خاموشی اختیار کی نجات پا گیا۔[3]

## (7) باب عقوبة من يأمر بالمعروف ولا يفعله وينهى عن المنكر ويفعله

## دوسروں کو نیکی کا حکم دینے مگر خود نہ کرنے، دوسروں کو برائی سے روکنے لیکن خود نہ رکنے کی سزا

١٨٨٢ ۔ حديث أُسَامَةَ رضی اللہ عنہ ۔ قِيلَ لَهُ: لَوْ أَتَيْتَ فُلَانًا فَكَلَّمْتَهُ ۔ قَالَ: إِنَّكُمْ لَتُرَوْنَ أَنِّي لَا أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ ۔ إِنِّي أُكَلِّمُهُ فِي السِّرِّ، دُونَ أَنْ أَفْتَحَ بَابًا لَا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ وَلَا أَقُولُ لِرَجُلٍ، أَنْ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ اگر آپ فلاں صاحب (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے یہاں جا کر ان سے گفتگو کریں تو اچھا ہے (تا کہ وہ یہ فساد دبانے کی تدبیر کریں) انہوں نے کہا کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میں ان سے تم کو سنا کر (تمہارے سامنے ہی) بات کرتا ہوں میں تنہائی میں ان سے گفتگو کرتا ہوں اس طرح کہ فساد کا

١٨٨١ ۔ البخاري في: 81 كتاب الرقاق: 23 باب حفظ اللسان (6477) مسلم (2988) ترمذی (2314)۔
١٨٨٢ ۔ البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 10 باب صفة النار وانها مخلوقة (3267) مسلم (2989)۔

[1] [صحيح: الصحيحة (951) احمد (5/ 428)] [2] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (2014)]
[3] [صحيح: صحيح الجامع الصغير (6367) ترمذی (2501)]

كَانَ عَلَيَّ أَمِيرًا: أَنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ، بَعْدَ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. قَالُوا: وَمَا سَمِعْتَهُ يَقُولُ؟ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: ((يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُلْقَى فِي النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ، فَيَدُورُ كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ، فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ، فَيَقُولُونَ: أَيْ فُلَانُ! مَا شَأْنُكَ؟ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ: كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ)).

دروازہ نہیں کھولتا۔ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ سب سے پہلے میں فساد کا دروازہ کھولوں اور میں رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سننے کے بعد یہ بھی نہیں کہتا کہ جو شخص میرے اوپر سردار ہو وہ سب لوگوں میں بہتر ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے آں حضور ﷺ سے جو حدیث سنی ہے وہ کیا ہے؟ حضرت اسامہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ آگ میں اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی' اور وہ شخص اس طرح چکر لگانے لگے گا جیسے گدھا اپنی چکی پر گردش کرتا ہے۔ جہنم میں ڈالے جانے والے اس کے قریب آ کر جمع ہو جائیں گے۔ اور اس سے کہیں گے' اے فلاں! آج یہ تمہاری کیا حالت ہے؟ کیا تم ہمیں اچھے کام کرنے کے لیے نہیں کہتے تھے' اور کیا تم برے کاموں سے ہمیں منع نہیں کیا کرتے تھے؟ وہ شخص کہے گا کہ ہاں' میں تمہیں تو اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا۔ برے کاموں سے تمہیں منع بھی کرتا تھا' لیکن خود کیا کرتا تھا۔

**لغوی توضیح** فَتَنْدَلِقُ باہر نکل آئیں گی۔ اَقْتَابُهُ اس کی آنتیں۔ بِرَحَاهُ اپنی چکی پر۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ جو نیکی کی بات دوسروں کو بتائی جائے اس پر خود بھی ضرور عمل کرنا چاہیے ورنہ روز قیامت بہت برا انجام بھگتنا پڑے گا۔ قرآن کریم میں یہ تنبیہ ان الفاظ میں فرمائی گئی ہے کہ "کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجودیکہ تم کتاب پڑھتے ہو، کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں۔" [البقرۃ:۴۴]

## (8) باب النهي عن هتك الانسان ستر نفسه

## پوشیدہ گناہوں کا پردہ فاش کر کے خود اپنی توہین کرنے کی ممانعت

١٨٨٣ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ، وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ، فَيَقُولُ: يَا

حضرت ابو ہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا' سوائے گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے۔ اور گناہوں کو کھلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ کا) کام کرے' اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا ہے۔ مگر صبح ہونے پر وہ کہنے

١٨٨٣ ـ البخاري في: 78 كتاب الادب: 60 باب ستر المؤمن على نفسه (6069) مسلم (2990) ـ

فُلانُ ! عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللهِ عَنْهُ )) ۔

لگے کہ "اے فلاں میں نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا" رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا' لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ کے پردے کو کھولنے لگا۔

**لغوی توضیح** مُعَافًی عفو و درگزر سے ہے' یعنی معاف کر دی جائے گی۔ اَلْمُجَاهِرِيْنَ جو اپنے گناہوں کو ظاہر کرتے ہیں (خواہ اللہ نے ان پر پردہ ہی ڈالا ہو)۔ مِنَ الْمَجَانَةِ گناہوں کے اظہار میں یہ بھی شامل ہے۔ اَلْبَارِحَةَ گزشتہ شب۔

## (9) باب تشميت العاطس و كراهة التثاؤب

## چھینکنے والے کو يَرْحَمُكَ اللهُ کہنا اور جمائی لینے کی کراہت

١٨٨٤ - حديث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ : عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ، فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقِيلَ لَهُ ، فَقَالَ : (( هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَهٰذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ )) ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے پاس دو اصحاب کو چھینک آئی۔ آپ نے ایک کا جواب یرحمک اللہ (اللہ تم پر رحم کرے) سے دیا اور دوسرے کا نہیں دیا۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ اس نے الحمد اللہ کہا تھا (اس لیے اس کا جواب دیا) اور دوسرے نے الحمد للہ نہیں کہا تھا۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ جو چھینک آنے کے بعد الحمد للہ کہے اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا مسنون ہے۔

١٨٨٥ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ ))۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' جماہی شیطان کی طرف سے ہے۔ پس جب کسی کو جماہی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے روکے۔

**فهم الحديث** جمائی چونکہ سستی و کاہلی کا باعث بنتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور جو چیز اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو وہ شیطان کو ضرور پسند ہوتی ہے اسی لیے اس کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے۔

## (11) باب في الفار وانه مسخ

## چوہے کا ذکر چوہا مسخ شدہ نسل ہے

١٨٨٦ - حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (( فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يُدْرَى مَا فَعَلَتْ ، وَإِنِّي لَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَارَ ۔ إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الْإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' بنی اسرائیل میں کچھ لوگ غائب ہو گئے۔ (ان کی صورتیں مسخ ہو گئیں) میرا تو یہ خیال ہے کہ انہیں چوہے کی صورت میں مسخ کر دیا گیا۔ چوہوں کے سامنے جب اونٹ کا دودھ رکھا جاتا ہے تو وہ اسے نہیں پیتے (کیونکہ بنی اسرائیل کے دین میں اونٹ کا گوشت حرام تھا) اور اگر بکری کا

---

١٨٨٤ - البخاري في: 78 كتاب الادب: 123 باب الحمد للعاطس (6221) مسلم (2991) ابن ماجه (3713) ۔
١٨٨٥ - البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 11 باب صفة إبليس وجنوده ، مسلم (2994) ترمذي (370) ۔
١٨٨٦ - البخاري في: 59 كتاب بدء الخلق: 15 باب خير مال المسلم ...(3305) مسلم (2997) ابو يعلى (6031)۔

شَرِبَتْ )) فَحَدَّثْتُ كَعْبًا فَقَالَ : أَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُهُ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ۔ قَالَ لِي مِرَارًا ۔ فَقُلْتُ : أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ ؟ ۔

دودھ رکھا جائے تو پی جاتے ہیں۔ پھر میں نے یہ حدیث کعب احبار سے بیان کی تو انہوں نے (حیرت سے) پوچھا' کیا واقعی آپ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے؟ کئی مرتبہ انہوں نے یہ سوال کیا۔ اس پر میں نے کہا (کہ آپ ﷺ سے نہیں سنی تو پھر کس سے) کیا میں توراۃ پڑھا کرتا ہوں؟ (کہ اس بیان کر رہا ہوں)۔

**لغوی توضیح** لَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَارَ میرا خیال ہے کہ یہ چوہے ہی وہ نسل ہیں۔ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ آپ ﷺ نے محض اپنا گمان ظاہر کیا، وحی کی بنیاد پر نہ کہا۔ البتہ اس کے بعد آپ ﷺ نے واضح طور پر فرما دیا تھا کہ جن کی صورتیں مسخ کی گئی ہیں اللہ تعالی نے ان کی نسل کو باقی نہیں رکھا[1] جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ چوہے مسخ شدہ نہیں بلکہ اللہ کی ایک مخلوق ہیں۔

## (12) باب لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین

## مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا

١٨٨٧ ـ حديث أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : (( لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا مومن کو ایک سوراخ سے دوبارہ ڈنک نہیں لگ سکتا۔

**لغوی توضیح** لَا يُلْدَغُ نہیں ڈسا جاتا۔ جُحْرٍ ایک سوراخ سے۔ مطلب یہ ہے کہ مومن چونکہ ہوشیار و سمجھدار ہوتا ہے اس لیے ایک ہی شخص یا جگہ سے دوبارہ دھوکہ نہیں کھاتا بلکہ پہلی مرتبہ سے ہی سبق سیکھ لیتا ہے۔

## (14) باب النهی عن المدح اذا کان فیه افراط و خیف منه فتنة الممدوح

## کسی کی اتنی زیادہ تعریف کرنا کہ دوسرا کسی مغالطہ میں مبتلا ہو جائے منع ہے

١٨٨٨ ـ حديث أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : أَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ : (( وَيْلَكَ ! قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ ' فَقَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ )) مِرَارًا ۔ ثُمَّ قَالَ : (( مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ ' لَا مَحَالَةَ ' فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيبُهُ

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے دوسرے شخص کی تعریف کی' تو آپ نے فرمایا افسوس! تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی' تو نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی' کئی مرتبہ (آپ نے اسی طرح فرمایا) پھر فرمایا کہ اگر کسی کے لیے اپنے کسی بھائی کی تعریف کرنی ضروری ہو جائے تو یوں کہے کہ میں فلاں شخص کو ایسا سمجھتا ہوں' آگے اللہ خوب جانتا ہے' میں اللہ

١٨٨٧ ـ البخاری فی : 78 کتاب الادب : 83 باب لا یلدغ المومن من جحر مرتین (6133) مسلم (2998) ۔
١٨٨٨ ـ البخاری فی : 52 کتاب الشهادات : 16 باب إذا زکی رجل رجلا کفاه (2662) مسلم (3000) ابو داود (4805)۔

[1] [صحیح : صحیح الجامع الصغیر (1807)]

۔ وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا ۔ اَحْسِبُهُ كَذَا وَ كَذَا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَٰلِكَ مِنْهُ )) ۔

کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا۔ میں سمجھتا ہوں وہ ایسے ایسے ہے اگر اس کا حال جانتا ہو۔

**لغوی توضیح** قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ تو نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی۔ یعنی اسے ہلاک کر دیا، مراد معنوی ہلاکت ہے۔ لَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا میں اللہ کے سامنے کسی کا تزکیہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ظاہری اور پوشیدہ تمام احوال کا جاننے والا تو صرف اللہ ہے، انسان صرف ظاہری احوال جانتا ہے اس لیے اسے کسی کا حال بیان کرتے ہوئے اپنا گمان ہی ظاہر کرنا چاہیے۔

۱۸۸۹۔ حدیث اَبِي مُوْسَى ﷺ قَالَ : سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي مَدْحِهِ فَقَالَ : (( اَهْلَكْتُمْ ( اَوْ قَطَعْتُمْ ) ظَهْرَ الرَّجُلِ )) ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک شخص دوسرے کی تعریف کر رہا تھا اور مبالغہ سے کام لے رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے اس شخص کو ہلاک کر دیا یا اس کی کمر توڑ دی۔

**لغوی توضیح** يُطْرِيه وہ مبالغہ کر رہا تھا۔ فِي مَدْحِهِ اس کی تعریف میں۔ ظَهْرَ الرَّجُلِ آدمی کی کمر۔

## (15) باب مناولة الاكبر

## بڑی عمر والے کو اولیت دینے کا بیان

۱۸۹۰۔ حدیث ابْنِ عُمَرَ ﷺ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ' قَالَ : (( اَرَانِي اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ ۔ فَجَاءَنِي رَجُلَانِ ۔ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا ۔ فَقِيلَ لِي ۔ كَبِّرْ ۔ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا ))۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ (خواب میں) مسواک کر رہا ہوں۔ تو میرے پاس دو آدمی آئے ایک ان میں سے دوسرے سے بڑا تھا' تو میں نے چھوٹے کو مسواک دے دی پھر مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دو۔ تب میں نے ان میں سے بڑے کو دے دی۔

**فہم الحدیث** معلوم ہوا کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ بڑے آدمی کو مسواک دی جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی دوسرے آدمی کی مسواک بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

## (16) باب التثبت في الحديث وحكم كتابة العلم

## سوچ سمجھ کر اطمینان سے بات کرنا اور علم کو لکھنے کا بیان

۱۸۹۱۔ حدیث عَائِشَةَ رضی اللّٰه عنها ' اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا ' لَوْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ اس قدر ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتے کہ اگر کوئی شخص آپ کے الفاظ گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

---

۱۸۸۹۔ البخاری في: 52 كتاب الشهادات: 17 باب ما يكره من الإطناب...(2663) مسلم (3001) احمد (19712)۔

۱۸۹۰۔ البخاری في: 4 كتاب الوضوء: 74 باب دفع السواك إلى الاكبر ۔

۱۸۹۱۔ البخاری في: 61 كتاب المناقب: 23 باب صفة النبي ﷺ ، مسلم (2493)۔

عَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ ۔

**فهم الحديث** معلوم ہوا کہ ٹھہر ٹھہر کر اور دھیمے انداز میں گفتگو کرنا مستحب ہے۔ علاوہ ازیں عنوان میں جو کتابت علم کا ذکر ہے تو اس کے متعلق یہ یاد رہے کہ ابتدا میں اس خدشہ کے پیش نظر کتابت حدیث سے منع کیا گیا تھا کہ کہیں قرآن اور حدیث میں اختلاط نہ ہو جائے اور جب یہ خدشہ ختم ہو گیا تو کتابت کی اجازت دے دی گئی۔ بعد ازاں اس کے جواز پر اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے۔

## (19) باب فی حدیث الهجرة

## رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کا بیان

۱۸۹۲ ـ حديث اَبِی بَكْرٍ رضی اللہ عنہ ' عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ : جَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ ' اِلَى اَبِـی فِی مَنْزِلِهِ ـ فَاشْتَرَى مِنْهُ رَحْلًا فَقَالَ لِعَازِبٍ : اِبْعَثْ ابْنَكَ يَحْمِلْهُ مَعِی ـ قَالَ : فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ وَخَرَجَ اَبِی يَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ ـ فَقَالَ لَهُ اَبِی : يَا اَبَا بَكْرٍ ! حَدِّثْنِی كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : نَعَمْ اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا ' وَمِنَ الْغَدِ ـ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ ' لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ ـ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ ' لَهَا ظِلٌّ ' لَمْ تَاْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ـ فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ ' وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِیِّ ﷺ مَكَانًا بِيَدِی يَنَامُ عَلَيْهِ ـ وَبَسَطْتُ فِيْهِ فَرْوَةً ـ وَقُلْتُ : نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَاَنَا اَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ ' فَنَامَ ـ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ ' فَاِذَا اَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ اِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيْدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِی اَرَدْنَا فَقُلْتُ : لِمَنْ اَنْتَ يَا غُلَامُ؟ فَقَالَ : لِرَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ( اَوْ مَكَّةَ) قُلْتُ : اَفِی غَنَمِكَ لَبَنٌ ؟ قَالَ : نَعَمْ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس ان کے گھر آئے اور ان سے ایک پالان خریدا' پھر انہوں نے میرے والد سے کہا کہ اپنے بیٹے کے ذریعہ اسے میرے ساتھ بھیج دیں۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں اس کجاوے کو اٹھا کر آپ کے ساتھ چلا اور میرے والد اس کی قیمت کے روپے پرکھوانے لگے' میرے والد نے ان سے پوچھا اے ابوبکر! مجھے وہ واقعہ سنائیں جب آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار ثور سے ہجرت کی تھی تو آپ دونوں نے وہ وقت کیسے گزارا تھا؟ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات بھر تو ہم چلتے رہے اور دوسرے دن صبح کو بھی لیکن جب دوپہر کا وقت ہوا اور راستہ بالکل سنسان پڑ گیا کہ کوئی بھی آدمی گزرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا تھا تو ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی' اس کے سائے میں دھوپ نہیں تھی۔ ہم وہاں اتر گئے اور میں نے خود نبی ﷺ کے لیے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ٹھیک کر دی اور ایک چادر وہاں بچھا دی' پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ یہاں آرام فرمائیں میں نگرانی کروں گا۔ آپ ﷺ سو گئے اور میں چاروں طرف حالات دیکھنے کے لیے نکلا۔ اتفاق سے مجھے ایک چرواہا ملا۔ وہ بھی اپنی بکریوں کے ریوڑ کو اسی چٹان کے سائے میں لانا چاہتا تھا جس کے نیچے ہم نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس قبیلے سے ہے؟ اس نے بتایا کہ

۱۸۹۲ ـ البخاری فی: 61 كتاب المناقب: 25 باب علامات النبوة فی الإسلام ـ

۔ قُلْتُ : اَفَتَحْلُبُ ؟ قَالَ : نَعَمْ۔ فَاَخَذَ شَاةً فَقُلْتُ : انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعَرِ وَالْقَذَى ۔ ( قَالَ الرَّاوِي : فَرَاَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ اِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْاُخْرَى يَنْفُضُ ) فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ وَمَعِي اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ ' يَرْتَوِي مِنْهَا ' يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ ' فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُ ۔ فَوَافَقْتُهُ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ ۔ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ ' حَتَّى بَرَدَ اَسْفَلُهُ ۔ فَقُلْتُ : اشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! قَالَ : فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيْتُ ۔ ثُمَّ قَالَ : (( اَلَمْ يَاْنِ لِلرَّحِيْلِ ؟)) قُلْتُ : بَلَى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ ۔ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ : اُتِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَقَالَ : (( لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا )) ۔

فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ' فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ اِلَى بَطْنِهَا ' اُرَى فِي جَلَدٍ مِنَ الْاَرْضِ ۔ فَقَالَ : اِنِّي اَرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا لِي ۔ فَاللّٰهُ لَكُمَا اَنْ اَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ ۔ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَنَجَا ۔ فَجَعَلَ لَا يَلْقَى اَحَدًا اِلَّا قَالَ : كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا ۔ فَلَا يَلْقَى اَحَدًا اِلَّا رَدَّهُ ۔ قَالَ : وَوَفَى لَنَا ۔

مدینہ یا ( راوی نے کہا کہ ) مکہ کے فلاں شخص سے ۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تیری بکریوں سے دودھ مل سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں ۔ میں نے پوچھا' کیا ہمارے لئے تو دودھ نکال سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں ۔ چنانچہ وہ ایک بکری پکڑ کے لایا ۔ میں نے اس سے کہا کہ پہلے تھن کو مٹی' بال اور دوسری گندگیوں سے صاف کر لے ۔ ( راوی نے کہا کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کو دوسرے پر مار کر تھان کو جھاڑنے کی صورت بیان کی ) اس نے لکڑی کے ایک پیالے میں دودھ نکالا ۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا ۔ آپ اس سے پانی پیا کرتے تھے اور وضو بھی کر لیتے ۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ( آپ سو رہے تھے ) میں آپ کو جگانا پسند نہیں کرتا تھا لیکن بعد میں جب آیا تو آپ بیدار ہو چکے تھے' میں نے پہلے دودھ کے برتن پر پانی بہایا جب کہ اس کے نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! دودھ پی لیجئے ۔ ( حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ) بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا جس سے مجھے خوشی حاصل ہوئی ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا؟ میں نے عرض کیا کہ آ گیا ہے ۔ انہوں نے کہا کہ جب سورج ڈھل گیا تو ہم نے کوچ کیا ۔ بعد میں سراقہ بن مالک ہمارا پیچھا کرتا ہوا یہیں آ پہنچا ۔ میں نے کہا حضور! اب تو یہ ہمارے قریب ہی پہنچ گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غم نہ کرو ۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے ۔ آپ نے پھر اس کے لیے بددعا کی اور اس کا گھوڑا اسے لیے ہوئے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا ۔ سراقہ نے کہا' میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے میرے لیے بددعا کی ہے ۔ اگر اب آپ لوگ میرے لیے ( اس مصیبت سے نجات کی ) دعا کر دیں تو اللہ کی قسم! میں آپ لوگوں کی تلاش میں آنے والے تمام لوگوں کو واپس لوٹا دوں گا ۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی تو وہ نجات

پا گیا۔ پھر تو جو بھی اسے راستے میں ملتا اس سے وہ کہتا تھا کہ میں بہت تلاش کر چکا ہوں' قطعی طور پر وہ ادھر نہیں ہیں۔ اس طرح جو بھی ملتا اسے وہ واپس اپنے ساتھ لے جاتا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔

**لغوی توضیح** رَحْلًا پالان۔ یَنْتَقِدُ نقد سے ماخوذ ہے اور نقد جانچ پرکھ کو کہتے ہیں۔ فَرْوَةٌ چادر۔ اَنْفُضُ میں تفتیش کرتا ہوں (کہ ارد گرد کوئی دشمن نہ ہو)۔ انفض جھاڑلو۔ الضَّرْعَ تھن کو (یعنی اس پر لگی مٹی اور گندگی کو)۔ قَعْبٌ پیالہ۔ كُثْبَةٌ کم مقدار میں۔ إِدَاوَةٌ برتن۔ فَارْتَطَمَتْ دھنس گیا۔ واقعہ ہجرت کی تفصیل کتب سیر میں ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے۔

# [54] كِتَابُ التَّفْسِيرِ
## تفسیر کا بیان

١٨٩٣ ۔ حدیث أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه' قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (( قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ: ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا' وَقُولُوا حِطَّةٌ' فَبَدَّلُوا فَدَخَلُوا يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ' وَقَالُوا: حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ )) ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا' بنی اسرائیل کو حکم ہوا تھا کہ بیت المقدس میں سجدہ و رکوع کرتے ہوئے داخل ہوں اور یہ کہتے ہوئے کہ یا اللہ ہم کو بخش دے۔ لیکن انہوں نے اس کا الٹا کیا اور اپنے چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور یہ کہتے ہوئے حبۃ فی شعرۃ (یعنی بالیوں میں دانے خوب ہوں) داخل ہوئے۔

**لغوی توضیح** قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ بنی اسرائیل سے کہا گیا (جب وہ شہر فتح کرنے کے قریب تھے)۔ سُجَّدًا سجدہ کرتے ہوئے (یعنی گردنیں جھکائے ہوئے، تواضع و انکساری کے ساتھ اور اس فتح پر اللہ کا شکر کرتے ہوئے شہر میں داخل ہونا اور کہنا)۔ حِطَّةٌ ہماری خطائیں معاف فرما۔ يَزْحَفُونَ گھسٹتے ہوئے (داخل ہوئے)۔ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ اپنے چوتڑوں پر (جھک کر داخل ہونے کی بجائے)۔ حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ بالیوں میں دانے (گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یا اہل شہر سے اس کا مطالبہ کیا)۔

١٨٩٤ ۔ حدیث أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه' أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَابَعَ عَلَى رَسُولِهِ' قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيُ ۔ ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْدُ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ پر پے در پے وحی اتارتا رہا اور آپ کی وفات کے قریبی زمانہ میں تو بہت وحی اتری۔ پھر اس کے بعد آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

---

١٨٩٣ ۔ البخاری فی: 60 کتاب الانبیاء: 28 باب حدثنی إسحق بن نصر (3403) مسلم (3015) ترمذی (2956) ۔
١٨٩٤ ۔ البخاری فی: 66 کتاب فضائل القرآن: 1 باب کیف نزول الوحی (4982) مسلم (3016) ۔

**فهم الحديث** وفات کے زمانہ میں اس لیے وحی زیادہ اتری کیونکہ ان دنوں مختلف علاقوں سے وفود اور جماعتیں آپ کے پاس آتیں اور وہ لوگ بہت زیادہ سوالات کرتے۔

١٨٩٥۔ حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ
اَنَّ رَجُلاً مِنَ الْيَهُوْدِ قَالَ لَهُ: يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُوْنَهَا، لَوْ عَلَيْنَا، مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ! نَزَلَتْ، لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا۔ قَالَ: اَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾۔
قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ: وَالْمَكَانَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ، يَوْمَ جُمُعَةٍ۔

ایک دفعہ ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المومنین! آپ کی کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جسے آپ پڑھتے ہیں، اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو یوم عید بنا لیتے۔ آپ نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے جواب دیا (یہ آیت کہ) "آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کیا۔" [المائدہ:٣]
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور اس مقام کو (خوب) جانتے ہیں جب یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی (اس وقت) آپ عرفات میں جمعہ کے دن کھڑے ہوئے تھے۔

**لغوی توضیح** لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ کیونکہ اس دن دین کی تکمیل اور اتمام نعمت کی عظیم بشارت دی گئی۔

١٨٩٦۔ حديث عَائِشَةَ رضی الله عنها
عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ﴾ ...... اِلٰى (وَرُبَاعَ)۔
فَقَالَتْ: يَا ابْنَ اُخْتِيْ! هِيَ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا، تُشَارِكُهُ فِيْ مَالِهِ، فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا۔ فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا اَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ اَنْ يُقْسِطَ فِيْ صَدَاقِهَا، فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهُ۔ فَنُهُوْا اَنْ

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا "اگر تم کو یتیموں میں انصاف نہ کرنے کا ڈر ہو تو جو عورتیں پسند آئیں وہ دو دو تین تین چار چار نکاح میں لاؤ" [نساء:٣]
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے بھانجے یہ آیت اس یتیم لڑکی کے بارے میں ہے جو اپنے ولی (محافظ رشتہ دار جیسے چچیرا بھائی، پھوپھی زاد یا ماموں زاد بھائی) کی پرورش میں ہو اور ترکے کے مال میں اس کی ساجھی ہو اور وہ اس کی مال داری اور خوب صورتی پر فریفتہ ہو کر اس سے نکاح کر لینا چاہے لیکن پورا مہر انصاف سے جتنا اس کو اور جگہ ملتا وہ نہ دے تو اسے اس سے منع کر دیا گیا کہ ایسی یتیم لڑکیوں

١٨٩٥۔ البخاری فی: 2 كتاب الإيمان: 33 باب زيادة الإيمان ونقصانه (45) مسلم (3017) ترمذی (3043)۔
١٨٩٦۔ البخاری فی: 47 كتاب الشركة: 7 باب شركة اليتيم واهل الميراث (2494) مسلم (3018) ابو داود (2068)۔

يَنْكِحُوْهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ، وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوْا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ۔ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ ...... إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ ۔ وَالَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ أَنَّهُ يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ، الْآيَةَ الْأُوْلَى الَّتِي قَالَ فِيْهَا ۔ ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقَوْلُ اللّٰهِ فِي الْآيَةِ الْأُخْرَى ۔ ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ ۔ يَعْنِي هِيَ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ لِيَتِيْمَتِهِ الَّتِي تَكُوْنُ فِي حِجْرِهِ، حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ ۔ فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا رَغِبُوا فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَاءِ، إِلَّا بِالْقِسْطِ، مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ ۔

سے نکاح کرے البتہ اگر ان کے ساتھ ان کے ولی انصاف کر سکیں اور ان کی حسب حیثیت بہتر سے بہتر طرز عمل مہر کے بارے میں اختیار کریں (تو اس صورت میں نکاح کرنے کی اجازت ہے) اور ان سے یہ بھی کہہ دیا گیا کہ ان کے سوا جو بھی عورتیں انہیں پسند ہوں ان سے وہ نکاح کر سکتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، پھر لوگوں نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد (ایسی لڑکیوں سے نکاح کی اجازت کے بارے میں) مسئلہ پوچھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "تجھ سے عورتوں کے بارے میں حکم دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے کہ خود اللہ ان کے بارے میں حکم دے رہا ہے اور قرآن کی وہ آیتیں جو تم پر ان یتیم لڑکیوں کے بارے میں پڑھی جاتی ہیں جنہیں ان کا مقرر حق تم نہیں دیتے اور انہیں نکاح میں لانے کی رغبت رکھتے ہو اور کمزور بچوں کے بارے میں اور اس بارے میں کہ یتیموں کی کارگزاری انصاف کے ساتھ کرو تم جو نیک کام کرو بلا شبہ اللہ اسے پوری طرح جاننے والا ہے" [نساء:۱۲۷]

یہ جو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "قرآن کی وہ آیتیں جو تم پر پڑھی جاتی ہیں" اس سے مراد پہلی آیت ہے یعنی "اگر تم کو یتیموں میں انصاف نہ ہو سکنے کا ڈر ہو تو دوسری عورتیں جو بھلی لگیں ان سے نکاح کر لو"۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ جو اللہ نے دوسری آیت میں فرمایا "اور تم انہیں اپنے نکاح میں لانے کی رغبت رکھتے ہو" اس سے یہ غرض ہے کہ جو یتیم لڑکی تمہاری پرورش میں ہو اور مال اور جمال کم رکھتی ہو اس سے تم نفرت کرتے ہو اس لئے جس یتیم لڑکی کے مال اور جمال میں تم کو رغبت ہو اس سے بھی نکاح نہ کرو مگر اس صورت میں جب انصاف کے ساتھ ان کا پورا مہر ادا کرو۔

**فهم الحدیث** معلوم ہوا کہ عرب لوگوں کی عادت تھی کہ اگر مالدار اور خوبصورت یتیم لڑکی کسی کی پرورش میں ہوتی تو وہ اس کے مال اور خوبصورتی کی وجہ سے اس سے شادی کر لیتا لیکن اسے دوسری عورتوں کی طرح پورا حق مہر نہ دیتا۔ اور اگر کوئی یتیم لڑکی مالدار یا خوبصورت نہ ہوتی تو اس سے شادی ہی نہ کرتا۔ پھر جب اسلام آیا تو یہ حکم ہوا کہ دو چیزوں میں سے ایک اختیار کریں اگر ان لڑکیوں سے نکاح کرنا ہے تو ان کے مکمل حقوق اور مہر ادا کرو۔ ورنہ دوسری عورتوں سے بیک وقت چار تک نکاح کر لو، بشرطیکہ تم ان کے درمیان عدل وانصاف کر سکو اور اگر عدل نہ کر سکو تو کسی بھی ایک عورت سے نکاح کرو یا لونڈی پر گزارا کرو۔

١٨٩٧ - حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ - أُنْزِلَتْ فِي وَالِي الْيَتِيمِ الَّذِي يُقِيمُ عَلَيْهِ، وَيُصْلِحُ فِي مَالِهِ، إِنْ كَانَ فَقِيرًا أَكَلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ "جو شخص مال دار ہو وہ (اپنی زیر پرورش یتیم کا مال ہضم کرنے سے) خود کو بچائے اور جو فقیر ہو وہ معروف کے مطابق اس میں سے کھالے" [النسا:٦] یہ آیت یتیموں کے ان سرپرستوں کے متعلق نازل ہوئی تھی جو ان کی اور ان کے مال کی نگرانی اور دیکھ بھال کرتے ہوں کہ اگر وہ فقیر ہیں تو (اس خدمت کے عوض) معروف طریقے کے مطابق اس میں سے کھا سکتے ہیں۔

**فهم الحدیث** معلوم ہوا کہ یتیموں کے سرپرست اگر فقیر محتاج ہوں تو پھر وہ یتیموں کے مال سے اتنا لے سکتے ہیں جتنا حسب حالات ان کی خدمت ونگرانی کا معاوضہ بنتا ہے، اس سے زیادہ لینا ان کے لیے جائز نہیں۔ معروف طریقے کا یہی مفہوم ہے۔

١٨٩٨ - حدیث عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ - قَالَتْ: الرَّجُلُ تَكُونُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا، يُرِيدُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَيَقُولُ أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ - فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِي ذَلِكَ -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (قرآن مجید کی آیت) "اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی طرف سے نفرت یا اس کے منہ پھیرنے کا خوف رکھتی ہو" [النساء:١٢٨] کے بارے میں فرمایا 'کہ کسی شخص کی بیوی ہے' لیکن شوہر اس کے پاس زیادہ آتا جاتا نہیں بلکہ اسے جدا کرنا چاہتا ہے۔ اس پر اس کی بیوی کہتی ہے کہ میں اپنا حق تم سے معاف کرتی ہوں۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

**لغوی توضیح** بَعْل شوہر۔ نُشُوز بے توجہی، بے رغبتی وغیرہ۔ أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِي فِي حِلٍّ میں تمہیں اپنے حق کے متعلق اجازت دیتی ہوں۔ یعنی میرے پاس آؤ یا نہ آؤ لیکن مجھے طلاق مت دو۔ اسی خدشہ سے ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی باری عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی تھی۔[1]

---

١٨٩٧ - البخاری فی 34 كتاب البيوع: 95 باب من اجرى امر الانصار ...(1212) مسلم (3019) -

١٨٩٨ - البخاری فی 46 كتاب المظالم: 11 باب إذا حلله من ظلمه فلا رجوع منه (2450) مسلم (3021) -

---

[1] [بخاری (2593) كتاب الهبة وفضلها]

۱۸۹۹۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: آيَةٌ اخْتَلَفَ فِيهَا أَهْلُ الْكُوفَةِ فَرَحَلْتُ فِيهَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا۔ فَقَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ۔ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾۔ هِيَ آخِرُ مَا نَزَلَ وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ علمائے کوفہ کا ایک آیت کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس کے لیے سفر کر کے گیا اور ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت ''اور جو کوئی کسی مسلمان کو قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے'' [النساء:۹۳] نازل ہوئی اور اس باب کی یہ سب سے آخری آیت ہے۔ اسے کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا ہے۔

**لغوی توضیح** وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ اسے کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا۔ یعنی اس کی کسی آیت سے تخصیص نہیں ہوتی۔ اہل علم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ مومن اگر جان بوجھ کر کسی کو ناحق قتل کر دے تو پھر وہ جہنمی ہے، توبہ سے بھی اس کا گناہ معاف نہیں ہوگا۔ اور آئندہ حدیث میں مذکور جس آیت میں توبہ سے گناہ کی معافی کا ذکر ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا کہ یہ وہ گناہ (یا ناحق قتل) ہے جو دورِ جاہلیت میں کیا گیا ہے، یہ اسلام قبول کرنے سے مٹا دیا جاتا ہے۔ تاہم جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ عمداً قتل کرنے والے مومن کی توبہ درست ہے اور اس آیت ''اس کی جزاء جہنم ہے'' کا مفہوم یہ ہے کہ اگر اللہ چاہے گا تو اسے عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا۔ اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ ''اللہ شرک کبھی معاف نہیں کرے گا، اس کے علاوہ دوسرے جن گناہوں کو چاہے گا معاف کر دے گا۔'' [النساء:۴۸]

۱۹۰۰۔ حدیث ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ ابْنُ أَبْزَى: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى۔ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾ وقوله۔ ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾۔ حَتَّى بَلَغَ۔ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ﴾ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ قَالَ أَهْلُ مَكَّةَ فَقَدْ عَدَلْنَا بِاللَّهِ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ۔ ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا﴾ ...... إِلَى قَوْلِهِ ﴿غَفُورًا رَحِيمًا﴾۔

حضرت عبد الرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیت ''اور جو کوئی کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے'' [النساء:۹۳] اور سورۂ فرقان کی آیت ''اور جس انسان کی جان مارنے کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے قتل نہیں کرتے مگر حق کے ساتھ......'' [الفرقان: ۶۸۔۷۰] کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو اہل مکہ نے کہا کہ پھر تو ہم نے اللہ کے ساتھ شریک بھی ٹھہرایا ہے اور ناحق ایسے قتل بھی کیے ہیں جنہیں اللہ نے حرام قرار دیا تھا اور ہم نے بدکاریوں کا بھی ارتکاب کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''مگر ہاں جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دیتا ہے اللہ بہت بخشنے والا بڑا ہی مہربان ہے۔ [الفرقان:۷۰]

۱۹۰۰۔ البخاري في: 65 كتاب التفسير: 25 سورة الفرقان: 3 باب يضاعف له العذاب يوم القيامة۔

١٩٠١ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه ﴿وَلَا تَقُوْلُوا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ لَهُ، فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُوْنَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ - فَقَتَلُوْهُ وَاَخَذُوا غُنَيْمَتَهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِي ذٰلِكَ، اِلٰى قَوْلِهِ. ﴿عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾. تِلْكَ الْغُنَيْمَةُ -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت ''اور جو تمہیں سلام کرتا ہوا سے یہ مت کہہ دیا کرو تو تو مومن ہی نہیں۔'' [النساء:۹۴] کے بارے میں فرمایا کہ ایک صاحب (مرداس نامی) اپنی بکریاں چرا رہے تھے ایک مہم پر جاتے ہوئے کچھ مسلمان انہیں ملے تو انہوں نے کہا ''السلام علیکم'' لیکن مسلمانوں نے بہانہ خور جان کر انہیں قتل کر دیا اور ان کی بکریوں پر قبضہ کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی۔ آخر آیت عرض الحیوۃ الدنیا سے اشارہ ان بکریوں کی طرف تھا۔

**لغوی توضیح** غُنَيْمَة تصغیر ہے غنم کی، معنی ہے بکریاں۔ فَقَتَلُوْهُ انہوں نے (بلا تحقیق) اسے قتل کر دیا (کیونکہ انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ محض ہم سے بچنے کے لیے ہمیں سلام کر رہا ہے)۔ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا دنیوی زندگی کا سامان۔ مراد بکریاں ہیں۔

١٩٠٢ - حديث الْبَرَاءِ رضي الله عنه، قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْنَا - كَانَتِ الْاَنْصَارُ - اِذَا حَجُّوا فَجَاءُوا لَمْ يَدْخُلُوا مِنْ قِبَلِ اَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ، وَلٰكِنْ مِنْ ظُهُوْرِهَا - فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ قِبَلِ بَابِهِ، فَكَاَنَّهُ عُيِّرَ بِذٰلِكَ، فَنَزَلَتْ - ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا﴾ -

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی۔ انصار جب حج کے لیے آئے تو (احرام کے بعد) گھروں میں دروازوں سے نہیں جاتے بلکہ دیواروں سے کود کر (گھر کے اندر) داخل ہوا کرتے تھے پھر (اسلام لانے کے بعد) ایک انصاری شخص آیا اور دروازے سے گھر میں داخل ہو گیا اس پر لوگوں نے لعنت ملامت کی تو یہ وحی نازل ہوئی کہ ''یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ گھروں میں پیچھے سے (دیواروں پر چڑھ کر) آؤ بلکہ نیک وہ شخص ہے جو تقویٰ اختیار کرے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آیا کرو۔'' [البقرہ:۱۸۹]

## (4) باب في قوله تعالى ﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ ﴾

## اللہ تعالیٰ کے فرمان اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ کا بیان

١٩٠٣ - حديث ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه - ﴿اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾ - قَالَ: كَانَ نَاسٌ مِنَ الْاِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَاسًا مِنَ الْجِنِّ، فَاَسْلَمَ الْجِنُّ، وَتَمَسَّكَ هٰؤُلَاءِ بِدِيْنِهِمْ -

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (آیت) الی ربھم الوسیلہ [الاسراء:۵۷] کا شانِ نزول یہ بیان فرمایا ہے کہ کچھ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے لیکن وہ جن بعد میں مسلمان ہو گئے اور یہ مشرک (کم بخت) ان ہی کی پرستش کرتے جاہلی شریعت پر قائم رہے۔

١٩٠١ - البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 4 سورة النساء: 17 باب ولا تقولوا لمن القی ...(4591) مسلم (3025) -
١٩٠٢ - البخاری فی: 26 کتاب العمرة: 18 باب قول الله تعالی "واتوا البیوت من ابوابها" (1803) مسلم (3026) -
١٩٠٣ - البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 17 سورة بنی إسرائیل: 7 باب قل ادعوا الذین ...(4714) مسلم (3030) -

﴿لغوی توضیح﴾ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ یہ آیت مکمل یوں ہے کہ ''جنہیں یہ لوگ (کفار) پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں (یعنی جنات خود مسلمان ہوکر اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں لیکن یہ مشرک ایسے ہیں کہ ابھی بھی انہی کی پوجا کیے جارہے ہیں، ان پر بڑا ہی تعجب ہے)۔''

## (5) باب فی سورة براءة والانفال والحشر

## سورۂ براءۃ' سورہ انفال اور سورۂ حشر کی تفسیر

١٩٠٤ - حديث ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ' قَالَ : قُلْتُ لاِبْنِ عَبَّاسٍ' سُورَةُ التَّوْبَةِ ؟ قَالَ : اَلتَّوْبَةُ هِيَ الْفَاضِحَةُ ـ مَا زَالَتْ تَنْزِلُ ( وَمِنْهُمْ ' وَمِنْهُمْ) حَتّٰى ظَنُّوا اَنَّهَا لَمْ تُبْقِ اَحَدًا مِنْهُمْ اِلَّا ذُكِرَ فِيْهَا قَالَ : قُلْتُ : سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ ؟ قَالَ : نَزَلَتْ فِي بَدْرٍ ـ قَالَ : قُلْتُ : سُوْرَةُ الْحَشْرِ؟ قَالَ : نَزَلَتْ فِي بَنِي النَّضِيْرِ ـ

سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ''سورۂ توبہ'' کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا یہ سورہ توبہ کی ہے یا رسوائی کرنے والی ہے۔ اس سورت میں برابر یہی اترتا رہا بعض لوگ ایسے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہیں یہاں تک کہ لوگوں کو گمان ہوا یہ سورت کسی کا ذکر باقی نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کے بھید کھول دے گی۔ حضرت سعید نے بیان کیا کہ میں نے ''سورۃ الانفال'' کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ یہ جنگ بدر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میں نے ''سورۃ الحشر'' کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ قبیلہ بنونضیر کے یہود کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

﴿لغوی توضیح﴾ اَلتَّوْبَةُ سورۂ توبہ کو توبہ (توجہ، رجوع) اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ اس میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اور مہاجرین وانصار کے حال پر توجہ فرمائی......اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا (مراد وہ تین صحابی ہیں جو بلا عذر غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے)۔ اَلْفَاضِحَۃُ رسوا کرنے والی۔ سورۂ توبہ کو یہ نام اس لیے دیا گیا کیونکہ اس میں جابجا اللہ تعالیٰ نے منافقین کا تذکرہ فرمایا ہے۔ فرمایا ''بعض لوگ نبی ﷺ کو اذیت دیتے ہیں۔'' [التوبہ:٦١] اور فرمایا ''بعض لوگ آپ پر صدقات میں عیب لگاتے ہیں۔'' [التوبہ:٥٨] اور فرمایا ''بعض آپ سے کہتے ہیں مجھے اجازت دے دیجئے۔'' [التوبہ:٤٩]

## (6) باب فی نزول تحریم الخمر

## شراب کی حرمت نازل ہونے کا بیان

١٩٠٥ - حديث عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَنِ ابْنِ عُمَرَ' قَالَ ـ خَطَبَ عُمَرُ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : اِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ ـ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ اَشْيَاءَ : الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ ـ وَالْخَمْرُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے کہا جب شراب کی حرمت کا حکم ہوا تو وہ پانچ چیزوں سے بنتی تھی انگور' کھجور' گیہوں جو اور شہد سے۔ اور ''خمر'' (شراب) وہ ہے جو عقل کو مخمور کر دے اور تین مسائل ایسے ہیں کہ میری تمنا تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے جدا ہونے سے

١٩٠٤ - البخاری فی: 65 کتاب التفسیر: 59 سورة الحشر: 1 باب حدثنا محمد ...(4029) مسلم (3031) ـ

١٩٠٥ - البخاری فی: 74 کتاب الاشربة: 5 باب ما جاء فی ان الخمر...(4619) مسلم (3032) ترمذی (1874) ـ

مَاخَامَرَ الْعَقْلَ ۔ وَثَلَاثٌ وَدِدْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتَّى يَعْهَدَ اِلَيْنَا عَهْدًا : الْجَدُّ وَالْكَلَالَةُ وَاَبْوَابٌ مِنْ اَبْوَابِ الرِّبَا ۔

پہلے ہمیں ان کا حکم بتا جاتے' دادا کا مسئلہ' کلالہ کا مسئلہ اور سود کے چند مسائل۔

**لغوی توضیح** نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ شراب کی حرمت نازل ہو چکی (ملاحظہ فرمایئے۔سورۂ مائدہ: آیت ۹۰)۔مِنْ خَمْسَةِ اَشْيَاءَ پانچ اشیاء سے۔یعنی اس وقت شراب ان پانچ اشیاء سے بنائی جاتی تھی۔اَلْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ خمر یعنی شراب وہ ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔اور ہر عقل پر پردہ ڈالنے والی یعنی نشہ آور چیز حرام ہے (دیکھئے گزشتہ حدیث ۱۳۰۱)۔معلوم ہوا کہ شراب کی ہر قسم خواہ وہ کسی بھی چیز سے بنائی گئی ہو حرام ہے۔اَلْجَد دادا۔اَلْكَلَالَة وہ میت جس کی اولاد ہو نہ والدین۔ان کی وراثت کی کچھ تفصیل پیچھے کتاب الفرائض میں ملاحظہ فرمایئے۔الرِّبَا سود۔اس کی کچھ تفصیل گزشتہ حدیث نمبر ۱۰۲۱ کے تحت ملاحظہ فرمایئے۔

## (7) باب فی قوله تعالى ﴿ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ﴾

## فرمان الٰہی هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ کی تفسیر

۱۹۰۶ - حديث اَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه عَنْ قَيْسٍ' قَالَ : سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ قَسَمًا ' اِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ - ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ﴾ - نَزَلَتْ فِي الَّذِيْنَ بَرَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ : حَمْزَةَ ' وَعَلِيٍّ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ ' وَعُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَي رَبِيْعَةَ ' وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ۔

قیس رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا قسمیہ کہتے تھے کہ یہ آیت هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ [الحج:19] ان لوگوں کے بارے میں اتری جو بدر کی لڑائی میں مقابلے کے لیے نکلے تھے۔یعنی حمزہ' علی' اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم مسلمانوں کی طرف سے اور عتبہ' شیبہ' جو ربیعہ کے بیٹے تھے' اور ولید بن عتبہ کافروں کی طرف سے۔

**لغوی توضیح** هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ یہ دونوں اپنے رب کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔(یعنی مسلمان اللہ کی وحدانیت کے قائل ہیں جبکہ کفار اللہ کے بارے میں مختلف گمراہیوں کا شکار ہیں)۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق یہ آیت غزوہ بدر میں ابتداءً مبارزت کرنے والوں کے متعلق نازل ہوئی۔جب ان کا آمنا سامنا ہوا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ولید کو ایک ہی وار میں کاٹ دیا جبکہ عبیدہ اور عتبہ کے درمیان دو ضربوں کا تبادلہ ہوا اور ہر ایک نے دوسرے کو اچھی طرح زخمی کیا لیکن اتنے میں علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما بھی اپنے اپنے شکار سے فارغ ہو کر آ گئے اور عتبہ کا خاتمہ کر دیا۔یوں مبارزت کا نتیجہ مشرکین کے لیے برا ثابت ہوا (اس واقعہ کی مزید تفصیل کتب سیر میں ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے)۔

الحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات حمدا كثيرا طيبا مباركا على ان وفق هذا العاجز تصنيف **جواهر الايمان** في شرح اللؤلؤ والمرجان وأسأله المزيد من العلم والعمل والفضل والتوفيق وأن يجعل هذا الكتاب سبب نجاتي ووسيلة دخولي في جنات النعيم مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين
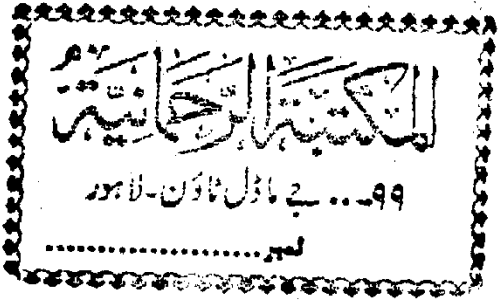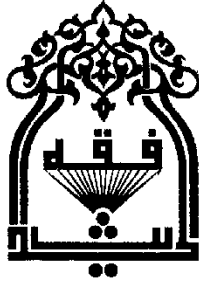
۱۹۰۶ - البخاری فی: 64 کتاب المغازی: 8 باب قتل ابی جهل (3966) مسلم (3033) ابن ماجه (2835) -

ائمہ محدثین کے ہاں مسلم ہے کہ قرآن کریم کے بعد صحیح ترین احادیث وہ ہیں جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے **علامہ محمد فواد عبد الباقی** پر جنھوں نے نہایت عرق ریزی سے بخاری ومسلم کی متفقہ احادیث کو **اللؤلؤ والمرجان** کی صورت میں یکجا کر دیا۔ بعد ازاں کتاب کی اسی اہمیت کے پیش نظر سینکڑوں مدارس کے نصاب میں اسے شامل کر لیا گیا۔ لیکن چونکہ اس کتاب کی کوئی مستقل شرح نہ تھی اس لیے مدرسین وطلبائے علوم دینیہ کو بعض مقامات پر اس کے حل وتفہیم میں مشکل پیش آتی۔ اسی مشکل کے پیش نظر عصر حاضر کے معروف ریسرچ سکالر اور مؤلف ومرتب کتب کثیرہ **حافظ عمران ایوب لاہوری** نے اس کی شرح کا بیڑا اٹھایا جو آج بفضل اللہ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

موصوف نے متن اور شرح کی تمام احادیث کی تخریج کی ہے۔ شرح میں جہاں صحیحین کے علاوہ دیگر کتب کی احادیث نقل کی ہیں وہاں ان پر صحت وضعف کا حکم بھی لگایا ہے۔ تشریح کے لیے زیادہ تر فتح الباری اور شرح النووی کو ہی پیش نظر رکھا ہے۔ شرح میں طوالت سے بچتے ہوئے اختصار اور جامعیت کو ملحوظ رکھا ہے۔ ہر حدیث کے بعد مشکل الفاظ کے معانی وفوائد بھی قلم بند کیے ہیں۔ بطور خاص ہر مقام پر تعصب سے بالاتر ہو کر کسی خاص فقہی مکتبہ فکر کے بجائے محض دین اسلام کی ہی ترجمانی کی ہے۔

یوں سرور دوعالم کے سنہری فرامین پر مشتمل قیمتی ہیرے اور جواہرات کی چمک دوچند ہو گئی ہے، جو طلبائے علوم دینیہ اور اساتذۂ کرام کے علاوہ عام لوگوں کے دلوں کو بھی نور ایمان سے منور کرنے کے لیے نہایت اہمیت وافادیت کی حامل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مفید شرح کو سب کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے۔ (آمین!)

**پروفیسر ڈاکٹر محمد اعجاز حفظہ اللہ**
اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
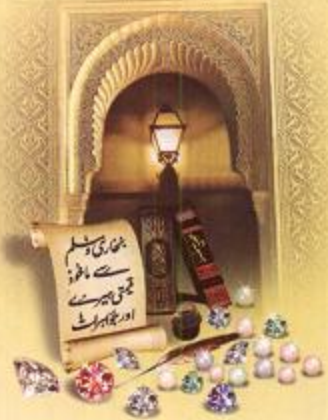
فقہ الحدیث پبلیکیشنز لاہور پاکستان
تفہیم کتاب وسنت کا تحقیقی وطباعتی ادارہ
0300-4206199
Fiqh-ul-Hadith Publications Lahore Pakistan
E-mail: editor@fiqhulhadith.com, Website: www.fiqhulhadith.com